بیمن حمد حمید الٰہی کون و مکان کارفرمای ماشاءن کا

افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر ہوش ربا و سحر
جادو تقریر نو عروس کلام زیبا دو نظر ز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا ہے

جلد پنجم حصہ اول

طلسم ہوش ربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار دوم

تصنیف ناظم و نثار زمان و داستان گوی شیرین بیان سخن سنج فصاحت بیان
پسندیدہ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص بقمر

بمطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بحلیہ طبع محلی ہوئی

اعلان حق تالیف اس کتاب کا بحق نولکشور پریس محفوظ ہے۔

اطلاع - اگرچہ اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی اور انکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم کرسکتے مین قیمت بھی ارزان ہی لیکن خاص اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے دو صفحون مین بعض کتب قصہ جات نثر اردو کی درج کرتے مین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانو کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

اردو قصہ جات نثر

الف لیلہ با تصویر - مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہی اسکا ترجمہ اردو مین بعبارت دلچسپ مرغوب عالم بجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطا رام متخلص شایان مرحوم نے کیا ہی اس مرتبہ اسکا اختصار بعبارت دلچسپ مولوی حامد علی خان متخلص حامد نے کیا ہی لطف یہ کہ ہر رات کا ترجمہ علحدہ علحدہ ہی جس سے اور بھی لطف شائقین کو ملتا ہی و تصاویر بھی اسمین جا بجا اپنے اپنے موقع کے ساتھ نہایت عمدہ کشیدہ قابل دید ہین -

الیضاً - حسب مراتب بالا -

الف لیلہ بغیر تصویر - مترجمہ منشی طوطا رام شایان -

مجموعۂ افسانہ دلپذیر - جسمین بیس فسانہ دلچسپ ہین کہ جو کتاب انگریزی موسومہ ٹیلس فرام معروف بہ ٹیلس مصنفۂ شکسپیر صاحب نامی شاعر جناب مولوی محمد احسان اللہ صاحب نے بعبارت سلیس عام فہم ترجمہ کیا جنسے نتائج سودمند مثل حکایات لقمان حکیم کے جلوہ نما ہین لطف یہ کہ ہر ایک قصہ کی لوح و ہندسہ و خاتمہ بھی جداگانہ ہی -

فسانۂ عجائب جلی قلم - با تصویر بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی سرور -

فسانۂ عجائب - متوسط قلم -
الیضاً - باریک قلم بلا تصویر -
قصۂ سوہنی و مہینوال - ذخیرہ پند خردمندانہ -
قصۂ گل صنوبر - از منشی پریم چند -
سروش سخن - جواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی -
الیضاً - حسب مراتب بالا - غیر ملیح -
طلسم حیرت - افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی متخلص شیون -
قصۂ اگر گل -
قصۂ گوپی چند بھرتری -
سنگاسن بتیسی نثر -
قصۂ گل بکاولی - از منشی نہال چند -
بیتال پچیسی - با تصویر قصہ مشہور -
نو رتن - قصۂ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور -
لطائف ہندی - چٹکلے اور لطیفے مصنفۂ لالہ دیبی پرشاد
قصۂ سورج پور - حصہ اول از منشی چرنجی لال -
قصۂ ماہ و رمضان - از عبداللہ خان -
فسانۂ دلفریب - از منشی فدا علی عرف اچھے صاحب
قصۂ چہار گلزار - از منشی ہرگوپال صاحب -

...غ و بہار - معروف بہ قصہ چار درویش بالتصویر -
...سم فصاحت - قصہ عجیب و غریب از سید
...حسین جاہ -
...رائش محفل - قصہ حاتم طائی بالتصویر از
...سید حیدر بخش -
...ایضاً - بغیر تصویر حسب مراتب بالا -
...ستان امیر حمزہ - بالتصویر بہ چہار دفتر مسلسل
...رسہ ترجمہ مولوی عبداللہ و نظر ثانی مولوی
...سید تصدق حسین -
...تول جفا - معروف بہ فسانہ غم آمود از حافظ المیر...
...طرز مرصع - از محمد عوض -
...ستان حکمت - اردو ترجمہ انوار سہیلی -
...ترجمہ فقیر محمد خان -
...ام سرشار - بالتصویر مصنفہ پنڈت رتن ناتھ لکھنوی
... مصنف فسانہ آزاد و سیر کہسار جسنے ایک...
...نکا مطالعہ کیا لطف مذاق خوبی و رنگینی عبارت
...راج ہوا -
...سانہ آزاد - کامل بہ چہار جلد مصنفہ پنڈت رتن ناتھ
...لکھنوی - تمام ہندوستانی ناولوں میں ایک عجیب
...اور مشہور افسانہ ہے -
...ایضاً - جلد اول حسب مراتب بالا -
...ایضاً - جلد دوم حسب مراتب بالا -
...ایضاً - جلد سوم حسب مراتب مذکورہ بالا -
...ایضاً - جلد چہارم حسب مراتب بالا -
...لا کہانی - بالتصویر از سید حیدر بخش متخلص بہ حیدر

نوشیروان نامہ - جلد اول -
کوچک باختر -
بالا باختر -
ایرج نامہ - جلد اول -
مہدی نامہ -
روضۃ الابصار -
ضیاء الابصار -
شمس النہار -
مطلع الانوار -
خزینۃ الاسرار -
نور الانوار -
مشرق الآثار -
تفریح الاحرار -
قصہ سیاہ پوش - از عنایت اللہ صاحب
متخلص قیس -
ریاض تحقیق نادر - اردو شرح سکندر نامہ
بری مصنفہ ماہر علوم جناب مولوی عبد المجید صاحب
ستوطن ہلی بہت جامع و مکمل کوئی شرح ایسی
بنا نہیں ہوئی -
قصہ زاہد شمسی مصنفہ شیخ برہان الدین احمد
جادو تسخیر - قصہ دلچسپ از نواب محمد حیدر علیخان بہادر
نانک نل دمنتی - مولفہ منشی بنارک پرشاد -
بھول بھلیاں - مشہور شاعر شکسپیر کے ڈراما
سریع الفہم اردو نثر ترجمہ ہر فیر سلیج -
قصہ قاضی جونپور - حق و نقل کا امتحان -

اسرار الفاتحہ

یہ وہ نایاب تفسیر اس ہندوستان مین آنکھون سے دیکھنے کو ملی ہو جسکی قدر علماے پشاور سے پوچھیے جسکا اوراز علماے کابل و قندہار و ماوراالنہر سے دریافت کیجیے۔ درحقیقت یہ تفسیر اُن مدارک کا التقاط ہو۔ جو علامہ بحر العلوم نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی غیر معروف تفسیر اسرار مین مکنون تھی اور اُن جواہر کا انتخاب ہو جو علماے کبار و اولیاے عظام کے فیوض غیبی دیکھتے ہے لا ہی کو امام نسفی نے براۓ عبارت مین بیان کیا تھا کسی ذی علم نے آجتک اقرار نہ کیا کہ ہم اس پاک وحی قرآن کے جملہ علوم سے ماہر ہو سکتے ہین۔ بلکہ بحسب بیان صاحب اتقان و دیگر ائمہ کے سب کا اعتراف ہو کہ اس بحر ناپیدا کنار کے علوم و اسرار اسیقدر زیادہ تر کھلتے جاتے ہین جسقدر آدمی کو تقوی و تجربہ بڑھتا جاتا ہو اور اُسی قدر وہ زیادہ اپنی جہالت کی قدر جانتا ہو جسقدر بحر ناپیدا کنار کا جلوہ نظر آتا ہو۔ بے شک یہ عجیب تفسیر تصوف و حکمت کے ساتھ جامع تھی ہر تفسیر پر یہ طبع کو ایک نسخہ شکستہ نہایت تلاش سے ملا۔ یا یون کہیے کہ جناب مولانا خیر محمد پشاوری نے عمدہ نایاب ہدیہ دیا۔ یہ صرف ایک ہی نسخہ ہو بچا۔ اور سنا جاتا ہو کہ بعض کتب خانجات امرا مین دوسرا نسخہ بھی موجود ہو کیا خوب ہوتا کہ اہل ریاست بذات خود ان علوم نایاب کی اشاعت پر توجہ فرماتے خوب ہوتا کہ اہل دولت ایسے جواہر بے بہا کو خرید فرماتے تاکہ اُنکا نام نامی بھی تا ابد صفحہ ہستی پر نیک یادگار قائم رہتا۔ اور آخرت کی بیشمار نعمت سے خود سرفراز ہوتے۔ الغرض یہ گوہر گرانمایہ تمام کوشش کے ساتھ کاتب جواہر رقم سے لکھوایا گیا اور پوری حفاظت سے باراول پیمانہ ۱۱+۹ پر طبع ہوا۔ ۵۳۴ صفحہ یعنی ۳۴ جزو

سواطع الالہام یعنی بے نقط تفسیر قرآن

اس نادر تفسیر کا تذکرہ حلقۂ طلبہ و مجمع علما مین عجیب غرابت سے مشہور ہو رہا تھا۔ مدتون اسکی داستان سننے سے ہر شخص ہمہ تن مشتاق ہو گیا تھا۔ اگر کسی عالم کے پاس کسی سورہ کی تفسیر بے نقط ہوتی تھی تو اسکو ایک گوہر نایاب کی طرح رکھتے گویا ایک تبرک تھا کہ اسکو کبھی کبھی نکال کر زیارت کرتے۔ فی الواقع ایک ... اور صنعت اعلی ہو۔ شہنشاہ اکبر ہندستان نے اسکے مولف علامہ ابو الفیض فیضی کو اگر تاج کرامت و اعزاز سے سرفراز کیا بہت بجا تھا۔ اور بقول مشہور (ولی را ولی می شناسد) ہر عالم و ادیب کا اسکے جوہر پر فریفتہ ہونا لائق تھا۔ بحمد اللہ کہ مطبع اودھ اخبار کو اسکا نہایت خوشخط و صحیح نسخہ دستیاب ہوا اور نہایت اہتمام سے جواہر رقم کتابت اور نفیس کاغذ پر طبع کیا۔ پیمانہ ۱۲+۲۰ پر (۴۰۸) صفحات یعنی ۵۱ جزو کلان مین۔ اور قیمت مقررہ اسکے مقابلہ مین گویا مفت

جواہر غیبی

یہ اسم باسمی کتاب مذاق تصوف مین نایاب مولفہ حضرت سید مظہر علی شاہ اکبر آبادی قدس سرہ ہو۔ عجیب رتبہ کی کتاب ہو جسمین ابتدا سے انتہا تک کا طریق سلوک مع عجائب تحقیقات مذکور ہین جنھون نے اسکو دیکھا وہ والہ و شیدا ہین۔ اور جو محروم ہین افسوس کرینگے۔

فہرست مضامین طلسم ہوش ربا جلد پنجم حصہ اول

نمبر شمار	خلاصہ مضمون	نمبر صفحہ
۱	دیباچہ۔	۱
۲	آغاز کتاب۔	۱
۳	التماس بخدمت ناظرین۔	۴
۴	آغاز داستان افراسیاب جادو کا پنجرگیہ کلاب عقاب سوار آمادہ قتل اسد غازی کا ہونا اور اس خبر کا خواجہ عمرو کو پہونچنا اور مغموم ہونا خواجہ کا اور آنا تحسیر کوہ نشین کا اور جنگ کلاب عقاب سوار مہرخ سے اور خواجہ کا بعیاری سبکو قتل کرنا۔	۶
۵	افراسیاب کا مع غواص دریا نشین کے صمصام کے پاس نامہ جواہر نگار مین واسطے حصول نیچہ قتل بران شمشیر زن جانا اور اسکا کوکب سے باغی ہو کر شریک افراسیاب ہونا اور مہرخ سے لڑائی پھر عمرو کی عیاری سے اسکا قتل ہونا۔	۴۲
۶	نامہ کوکب روشنضمیر کا باطلاع خواجہ عمرو شتل بہ نکرامی صمصام آنا اور آنا بران کا لشکر مہرخ مین اور داخلہ صمصام کا لشکر حیرت مین برق کی عیاری اور محمور کا شاہزادہ نور الدہر کو خواب مین دیکھکر کوہ عقیق کی طرف جانا۔	۶۳
۷	داستان لشکر امیر حمزہ صاحبقران کا آنا فولاد فولاد شکن کا اقا کی مدد کو اور عاشق ہونا ایرج کا دختر فولاد پر اور بارگاہ ایرج مین ایرج کو زخمی کرنا اور جنگ مغلوبہ ہونا۔ ملکہ محمور کا طلسم جمشید مین قید ہونا اور نور الدہر کا طلسم فتح کرنا۔ اور ملاقات امیر اماثانی کی نور الدہر سے اور سراغ ملنا رہائی اسد کا۔	۸۴ ۹۵
۸	جانا ایرج نوجوان کا شکار کو اور عاشق ہونا دختر فولاد پر اور لانا اپنی بارگاہ مین اور فولاد کا بارگاہ مین گھس کر ایرج کو زخمی کرنا اور فتح ہونا جنگ مغلوبہ کا۔	۹۶
۹	بیان لشکر مہرخ سحر چشم کا اور جنگ صمصام جنگ آزمائے کی۔	۱۴۸
۱۰	دسواسی دختر فولاد کا شیا لگانا اور جلنا فولاد کا خوابگاہ ایرج مین اور ذکر جنگ مغلوبہ کا۔	۲۲۱
۱۱	ملکہ محمور کا شاہزادہ نور الدہر کی تلاش مین جانا اور نور الدہر کو ایک ساحرہ کے قبضہ مین دیکھکر ساحرہ کو قتل کرنا اور شروع ہونا حالت طلسم جمشید کا۔	۲۶۹
۱۲	دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ محمور سرخ چشم۔	۳۱۲

نمبر شمار	خلاصہ مضمون	نمبر صفحہ
۱۳	دوکلمہ داستان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان شبرنگ بن عمرو تحریر ہوتے ہین۔	۳۲۴
۱۴	آنا رکان کوہی کا اور زخمی ہونا ایرج کا اور پھر قید ہونا ایک ساحر کے ہاتھ سے اور رہا کرنا ملکہ بران کا اور پھر ایرج کا جانا طرف طلسم جمشید کے۔	۳۴۳
۱۵	دوکلمہ داستان اسیر زندان محن ملکہ بران شمشیرزن۔	۳۵۲
۱۶	ملکہ شگوفہ کا شاہزادہ نورالدہر کو بسبب جوش محبت بیہوش کرکے طلسم سے نکال لیجانا اور راہ مین ہنگامۂ عظیم برپا ہونا۔	۳۶۴ و ۳۶۵
۱۷	دوکلمہ اسبار جادو جو بحکم افراسیاب لوح طلسم جمشید لینے آیا تھا۔	۳۸۵
۱۸	دوکلمہ داستان نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان۔	۳۸۹
۱۹	دوکلمہ داستان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان	۳۹۷
۲۰	دوکلمہ داستان جمشید کے ذکر ہوتے ہین	۴۰۴
۲۱	دوکلمہ نورالدہر بن بدیع الزمان۔	۴۰۷
۲۲	بیان داستان جمشید جادو۔	۴۱۹
۲۳	آنا سہیل بکار کا اور لینا لوح طلسم کا و ذکر قتل جمشید جادو۔	۴۲۰
۲۴	افراسیاب کا خواجہ عمرو کو بارگاہ سے کوہ مروارید پر لیجانا اور ملکہ شبنم گوہر پوش کا سوتا اور عیاروں کی عیاری سے خواجہ کی رہائی	۴۳۴
۲۵	دوکلمہ داستان افراسیاب جادو۔	۴۷۳
۲۶	داستان سرائی شاہزادہ اسد بن کرب غازی عیاروں کی عیاریاں اور جمع ہونا حلبہ کا زیر گنبد نور۔	۴۹۲
۲۷	داستان قدرت بیان صاحب جرأت و تدبیر کوکب روشن ضمیر۔	۶۴۲
۲۸	جشن سرائی اسد بن کرب جبین الماس پوش	۶۶۵
۲۹	داستان خواجہ عمرو کا بہ ہمسری ملکہ محمود و باغبان کا تلاش لوح مین جانا اور طلسم کرنا مہر و غافل و ہوشیار کا پہونچنا باغ باغبان قدرت مین وہان سے جانا گنبد نور مین اور پہونچنا باغ سیماب جادو	۶۸۸
۳۰	عمرو کا باغ سیماب مین جانا اور لشکر اسد غازی و جنگ مغلوبہ ساحران کا۔	۷۳۱
۳۱	داستان شوکت بیان ایرج نوجوان و قاسم عالی شان کا طلسم جمشید کو فتح کرنا اور طرف لشکر کے روانہ ہونا۔	۷۵۱
۳۲	داستان امیر حمزہ صاحب قران کہ حالت زخمداری مین گھوڑا نکال لے گیا۔	۷۸۴
۳۳	داستان شاہنشاہ زرین علم۔	۸۱۸
۳۴	قطعات تاریخ۔	۸۳۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التماس بخدمت ناظرین و شائقین

یہ حقیر پر تقصیر خاکپائے صاحبان علم و کمال ذرۂ بمقدار بیابان قدرشناسان فضیلت مآل خوشہ چین خرمن ارباب سخن پرور شاعران و نثاران و بانیان ارراکین قصرہائے نو و کہن مضامین خوان شہنشاہ مشرقین خاکسار احمد حسین متخلص بہ قمر بخدمت ناظرین و شائقین و صاحبان فصاحت آئین شاہد رعنا طلسم ہوش ربا عرض رسا ہی کہ بموجب ارشاد فیض بنیاد جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مالک مطبع نامی اودھ اخبار جو جلد پنجم و ششم و ہفتم کے ترجمہ و تصنیف مین مصروف ہوا تو جلوۂ عروس مضامین مشغلہ ملاحظۂ اہل سخن پر موقوف ہوا روزمرہ و اصطلاحات سے اس کتاب نایاب کو بموجب اپنی حقیقت کے مملو کیا اُس زبان مین یہ جلدین تحریر ہونگی کہ جس رنگ کو شاہزادگان عظام والا مقام نے پسند فرمایا ہی براہ ذرہ نوازی و شرفا پروری اس ہیچمدان کج مج زبان کی تعریف و توصیف احصد فرماتے ہین نیازمند کا مرتبہ بڑھاتے ہین علاوہ اسکے طریقۂ داستان سرائی کی صورت یہ ہی کہ نہ ایسا طول ہو کہ سامع و خوانندہ ملول ہو نہ بالکل مختصر ہو کہ مطالب ضروری مین فرق آئے اچھی طرح نہ سمجھا جائے انشاءاللہ داستانہائے رنگین و فصاحت آئین اہل کمال ملاحظہ فرمائینگے یقین کامل ہی کہ لطف کلام اُٹھائینگے

دیگر آنکہ محرر جلد چہارم نے ایرج وقاسم کو طلسم آئینہ مین حیران و سرگردان چھوڑا ہی لڑائیان ہوئین مگر ایرج نوجوان کو لوح طلسمی نہ ملی کلی باغ آرزو کی نہ کھلی فکر لوح مین تھے کہ مرأت جادو نے طوفان جادو کو روانہ کیا طوفان جادو کا دریاے قہر و غضب جوش مین آیا کہ ایرج وقاسم و شاپور و سیارہ و ملکہ خنظل و جملہ سرداران ہمراہی کو گرفتار کیا مرأت کو نامہ لکھا کہ مین نے طلسم کشا وغیرہ کو پکڑ لیا اُنکے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی مرأت چونکہ حیران تھی کہ کئی مرتبہ اُنکو گرفتار کیا مگر مطلب دلی حاصل نہوا جواب مین نامہ کے لکھا کہ ان سب کو بخدمت خداوند لقا لیجا ؤ وہ تقدیر ہو نکے قتل کرینگے ان سب کے خون سے ہاتھ بھرینگے طوفان بجوش و خروش قیدیون کو لیکے چلا جسدن قریب لشکر لقا پہونچا مہتر شاپور نے رات کو جمعدار مردود کو حقہ پلاکے بیہوش کیا اُسکی صورت بنکے کشتی حیات طوفان جادو کو غرق دریاے فنا کیا یعنے ساحرون کو مار ا ہنگامہ سنکر ابلیان لشکر لقا ایرج وقاسم پر آپڑے یہ خبر امیر کو ہوئی مع سرداران کے آکر شریک جنگ ہوے ایک جانب سے ظل اسد مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون سیر شاہنشاہ باتوقیر سعد بن قباد پہونچے داراے ہندلندھور بن سعدان کا بھی نعرہ ہوا مالک اژدر و بہرام گرد صفدر و قریج بن بدیع الزمان و ہاشم تیغزن و خورشید بن ہاشم وغیرہ نعرے کرکے گرے دوسری جانب سے سلیمان عنبرین موے کوہی و ناصر کوہی و عنصر کوہی وغیرہ کل فوج کوہستان لیکر آئے جنگ عظیم واقع ہوئی لیکن وقت شب تھا شہزادہ خاور سپاہ و ایرج نوجوان چونکہ اسی وقت قید سے چھوٹے تھے سلاح جنگ بھی جسم اور پر نہ تھے نتہا کے زخمی ہوے آخر کار کافر بدکیش نے فرار پر قرار کیا صاحبقران ایرج وقاسم وغیرہ کو لیکر بارگاہ مین آئے ملکہ خنظل قید مین علیل ہو گئی تھی اپنے ملک کو گئی۔

واضح رہے کہ ایرج نوجوان وقاسم و شاپور حبشی و سرور لشکر ظفر اخرین مین لیکن طلسم آئینہ ابھی تک فتح نہین ہوا قید ہو کر یہان آگئے رہا ہوے انشاء اللہ انکا جانا پھر طرف طلسم آئینہ کے ناظرین والا تمکین پر آئینہ ہوگا اور اس طلسم کی قرار واقعی قلعی کھل جائیگی۔

بیمن چمن آرای کون و مکان کارفرمای بی نشان کا

افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر ہوشربای جادو سخنوران نو عروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا ہے

جلد پنجم حصہ اول

طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار دوم

تصنیف نامور دنیا زمان و داستان گوی شیرین بیان سخن سنج صاحب خوان پسندیدہ مجالس ایران و درمیان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین قمر

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بحلیہ طبع محلی ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز کتاب طلسم ہوشربا جلد پنجم من تصنیف شاعر شیرین مقال شاہد بیمثال جامع علم و ہنر جناب منشی مرزا احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر نظم مؤلف

ای بلبل خامہ ہان چہک جا
ہو باغ سخن مین نغمہ پیرا
آغاز ہو حمد کبریائی

تعریف رقم کرون خدا کی
کیا پاک ہی ذات رب عالم
کیا کیا ہین صفات رب عالم

مالک ہی زمین و آسمان کا
بانی ہی بنائے دو جہان کا
کیا خاک کو اُسنے دی ہی تاثیر

مٹی ہی کہین کہین ہی اکسیر
زہے صنعت باغبان قضا و قدر کیا کیا نیرنگیان دکھائین

اللہ و اکبر کہین زیبائی شاہد گل کی کہین نغمہ سرائی بلبل کی کہین قمری طوق اطاعت بگردن مصروف تسبیح حق سرو کہین فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم مصروف بہ کوکو ہر رنگ و بار سے رنگ قدرت نمائی ہویدا ہی ملاحظہ چمنستان عالم سے بوے یکتائی پیدا ہی کارساز برحق خالق مطلق حلیم رحیم کریم سمیع علیم بصیر جل جلالہ و عم کمالہ

نعت جناب حبیب خدا اشرف انبیا محبوب خالق ارض و سما باعث ایجاد عالم محترم و محتشم ماہ اوج رسالت آفتاب عالمتاب آسمان نبوت از نظم مؤلف

لکھ ای کلک نعت رسول خدا
وہ صاحب ہی جو قاب قوسین کا
وہ بزم نبوت کا مصباح ہی

طلسمات عالم کا فتاح ہی
یہ روشن ہی ہر ایک پر سربسر

کروں ذکر کیا اُسکے اعجاز کا
کیا ایک انگلی سے شق القمر
کہ ہی لوح فتح طلسم جہان

رہے جس سے حیرت میں ناحرسد
یہ مُہر نبوت سے پایا نشان

منقبت جناب امیر حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام قصیدہ

ای ثنا خوان پیمبر یا امیر المومنین
عہد میں جنکے ہی اژدر یا امیر المومنین
تیرے بحر فیض کو دیکھے ای دریا فیض
راز دانش یا پیمبر یا امیر المومنین

قدر دان رب اکبر یا امیر المومنین
عدل میں حضرت کے مجکو ایک تہلکہ
قطرہ بنجاے سمندر یا امیر المومنین
مدح خوان ہی یہ قمر شاہا نگاہ مہر کر

کھینچنے سے ہو غضنفر یا امیر المومنین
قصہ باز و کبوتر یا امیر المومنین
کنہ ذات با صفات حق ہے نہ اندکسی
آفتاب ذرہ پرور یا امیر المومنین

سبب تصنیف حیرت افزا جلد پنجم کتاب طلسم ہوشربا

بخدمت دقیقہ سنجان معانی پرور و سخنوران فیض گستر و قدر دانان متاع بازار معانی و خریداران جواہر زواہر کالاے ہوشربا ے دکان سخندانی ناظرین اولوالابصار و نازک خیالان عالی وقار پر واضح و لائح ہو کہ حقیر سراپا تقصیر خاک پاے رہروان جادہ منازل علم و کمال و کفش بردار سالکان مراحل قیل و قال اذل کونین منشی احمد حسین بندۂ احقر خالق جن و بشر متخلص بہ قمر عرض رسا ہی کہ ایک روز غریب خانے میں حاضر تھا کہ ہمارے دوست صادق محب واثق ہو فیوض لم یزلی جناب میر معصوم علی صاحب نے سرفرازنامہ فیض شمامہ جناب مستطاب معلی القاب قدر دان اہل فضل و ہنر سخن فہم دو الاگہر گوہر بے بہاے بحر زخار ریاست سرو خرامان بوستان امارت نیر اعظم برج سپہر جاہ و جلال و بدر درخشان آسمان دولت و اقبال مسند نشین بزم خلق و مروت زینت افزاے اریکۂ شوکت جوہر شناس فلک اساس والا مرتبت عالی ہمت ادیب

صاحب تہذیب نافع الخلق جامع الخلق نظم

حفظ آداب میں ایسے آ نہ سکیں جو خلل
فیض تعلیم سے قالب میں گئی روح عمل
ادب آموز فلاطون ہیں یا معنا خیال
حشر تک شعر اقلیم ہیں سب معمل

دیکھ او طبع رسا خوب سنبھل خوب سنبھل
خلق و خلق کہ انجام تصور ہر باد
ہر کنایہ میں ہے ارسطو کو بھی تعلیم عمل
اے خدا تا کہ رہیں خمس و قمر سیکھلوے

تھے جو حیوان وہ انسان بنے خدمت سے
لیئے اسکو سبق حضرت استاد ازل
گرچہ آمیزش تدبیر سے پائیں ترتیب
اے خدا تا کہ رہیں بات سے دل دست تغل

عزت و دولت و اقبال ہین سب ہمراہ | شوکت و شان و تجمل ہین پئے اجلال | خازن مخزن علم و شعور یعنے

جناب منشی نولکشور صاحب مالک مطبع نامی اودھ اخبار دام اقبالہ کا لیکر تشریف لانے
نیازمند سرفراز ہوا مرحمت و عنایت پر نہایت نازاں ہوا فوراً دولت زیارت کیمیا خاصیت حاصل
کی ازراہ قدردانی ارشاد فرمایا کہ براہ مہربانی جلد پنجم و ششم و ہفتم کتاب طلسم ہوشربا
بعبارت لطیف و دلنشین کہ پسند خاطر خاص و عام ہو تحریر فرمائیے کہ ناظرین بلند بین و شائقان
خوش آئین اس سے لطف اُٹھائین مگر تعجب کا مقام ہی کہ آپ ایسا کامل و اکمل داستان گو
و سید عصر شاعر و نثار ہر فن مین ذیوقار لکھنؤ مین موجود ہی افسوس ہمکو قبل خبر نہوئی اب زبانی اکثر
روسائے ذیوقار و شاہزادگان والا تبار کے ظاہر ہوا آپ کے کمال سے بخوبی ماہر ہوا اسوجہ سے
اپنے دوست جناب میر صاحب موصوف مذکور کو ذریعہ کرکے آپ کو تکلیف دی اگرچہ قبل اسکے آپ
[illegible] چار جلدین طبع ہوئی ہین آپ ہی سے اُنکا ترجمہ کرائے اور لکھوائے خیر اب
[illegible] بسم اللہ قلم اُٹھائیے مقامات رہائی اسد دلاور و حالات طلسم باطن یہ داستانین
منتخب ہین ہر کس و ناکس کا یہ کام نہین کہ تحریر کرسکے یا بیان کرسکے اور بتقریر جز ہفت بلا مین
[illegible] مجھے کیا مجال باشعار سے تازہ کرنا اور چیز ہی ان داستانون مین اسرار ہین اسکا کسکو
تحریر ہی مگر کرے وہ آپ کا مدح خوان ہی واضح ہو اس شہر مین سب داستان گو آپ کے پیرو ہین
[illegible] با آپ ہی کی سحر بیانی سے مشہور عالم ہوا ورنہ کوئی اسکے نام سے بھی آگاہ نہ تھا اب
آپ کو انکار بیکار ہی ناظرین کو ہر سہ جلد کے طبع ہونے کا بہت بڑا اصرار ہی الاشتیاق اشد الموت
مشہور ہی بہر نوع ترجمہ کرنا آپ کو ضرور ہی ہر چند کہ یہ حقیر اس تحریر کی لیاقت نہ رکھتا تھا لیکن
[illegible] الامر فوق الادب انکار نہ کرسکا اور بموجب ارشاد فیض بنیاد جناب ممدوح کے
تحریر و تالیف و ترجمہ ہر سہ جلد کا اقرار کیا

التماس بخدمت حضرات ناظرین و شائقین

بخدمت ناظرین باتمکین و صاحبان بلاغت و فصاحت آئین مین یہ بے بضاعت سرگشتہ
وادی حیرت مرکب بجہل و نادانی ناآشناے بحر رموز سخندانی عرض رسا ہی کہ اگر کہین اس
ترجمہ مین غلطی پائین ازراہ عنایت عیب پوشی کو کام فرمائین ہر چند بخوف حرف گیران

وافتا کشتہ گان عیوب سخنوران سے نہایت لرزان و ترسان ہون لیکن انشاء اللہ تعالے
بحول قوۃ و اعانت رب اکبر و بتائید خالق جن و بشر و بمدد ستار العیوب و غافر الذنوب السیئی
داستانہاے لطیف العبارت نظر عنایت شائقین ملاحظہ فرماوینگے امید واثق ہی کہ حظ وافر اٹھاوینگے نظم

گو مرے جنس سخن کی قدر دانی کیا کرے	نقد دل دیدے سخنخواہان نکتہ دان ہون تو سہی
ترجمہ اچھا نہین ہرچند مجھ نا فہم کا	اہل دانش جتنے ہین سب مدح خوان ہون تو سہی
داستانین مندرج ایسی ہون حسن و عشق کی	دل ضعیفون کے بھی سن سنکے جوان ہون تو سہی
ہون رقم برق و عمرو کی اسطرح عیاریان	دنگ سب مکار و غدار جہان ہون تو سہی
اس طرح لکھون کسی موقع پہ حال انقلاب	منفعل گردش سے اپنی آسمان ہون تو سہی
نعرۂ مردان میدان وہ لکھون ہیبت فزا	آب ڈر سے زہرۂ شیرزیان ہون تو سہی
یون کرون تحریر رنگ آمد فصل بہار	بلبلین گلشن مین میری مدح خوان ہون تو سہی
داستانین سب وہ ہون دلچسپ و مضمون دلپسند	ناظرین بیحد و احصا شادمان ہون تو سہی
اے قمر رنگین عبارت وہ ہو جسکے رشک سے	روے اعدا زرد شکل زعفران ہون تو سہی

آغاز داستان شوکت بیان ارادہ کرنا افراسیاب جادو کا بہ تحریک کلاب عقاب سوار قتل شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی کا اور پہونچنا اس خبر وحشت اثر کا شہنشاہ اوج عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کو اور مغموم ہونا خواجہ کا اور آنا تحریر کوہ نشین کا اور جنگ کرنا کلاب عقاب سوار کا مہرخ وغیرہ سے اور قتل کرنا ان سبکو خواجہ عمرو عیار یکتاے روزگار کا ساقی نامہ

پلا ساقیا خون دل کی شراب	کھلا ساقیا مرغ دل کے کباب	کہان ہی تو اے ساقی گلعذار
دکھاتی ہی جوبن عروس بہار	ترے میکدے کی سدا خیر ہو	نشہ مین طلسمات کی سیر ہو
گلابی اٹھا ساقی بے نظیر	کہ پیر مغان خود ہی روشن ضمیر	ترے دور مین کیون نہ مسرور ہون
سمجھا نہ یہ مست و مخمور ہون	مرے ساقی مہرخ و بیعدیل	نہین کوئی عالم مین تجھسا شکیل
اٹھا ابر رحمت کہ ہی وقت سعد	کرین کیون نہ چشمک نئی بر عدد	ہوئی کیا عنایات رب صمد

صریر قلم ہے کہ گونجا اسد
اسد شیر دل ہونگے جب رہا
نہ مغرور ہو مثل افراسیاب
قمر طبع روشن کا جلوہ دکھا
کہ عیاری برق کی فکر ہے
عمرو تیز رو کا بتاؤن نشان
شہنشاہ اقلیم افسون گری

رہائی کا اک شیر کی ذکر ہے
کھلین گے ادھر چہرہ ہائے بلا
امید وفا ہے تری ذات سے
کہ مشتاق ہین مہروش جابجا
اشارہ ہے یہ طبع بیباک کا
تراشندۂ ریش جادوگران

بلاؤن سے بچنے کی بھی فکر ہے
پلا جام صہبائے حیرت شتاب
بچانا مجھے ظلم آفات سے
تڑپتا ہے دل اور ہی ذکر ہے
بندھے رنگ محفل مین چالاک کا
زنامش بہ بزم عدو ابتری

اسیران دام حسرت انجام صعوبت وگرفتاران محبس اندوہ ومحنت محبوسان خرابۂ درد انگیز ومقیدان قیدخانۂ آفت خیز پابندان بسلسلۂ زنجیر ودلبستگان پیمان پیچ وتاب تقریر حال حیرت اشتمال رہائی شمع دودمان صاحبقرانی رافع رایات کشور عالیجناب سرکوب **افراسیاب** صاحب جیغہ وافسر اسد دلاور بکلک جواہر سلک سے یون زیب قرطاس فرماتے ہین اور مشتاقان گوش آواز کو داستان نو سناتے ہین اول ظاہر کرنا اس مضمون کا ضرور ہے کہ جلد چہارم مین اس مقام تک تحریر ہوا ہے کہ **کلاب عقاب سوار** عین معرکہ کارزار مین بخدمت **افراسیاب** حاضر ہوا ہے اور **افراسیاب** کو مقابلۂ مہرخ وغیرہ سے بصلاح دیگر پھیرے لیا کہ اے شہنشاہ اب آپ کس لیے لڑتے ہین بیکار ہر روز یہ معرکے پڑتے ہین جنگ سے ان تیرہ بختون کی ٹال کیجیے چلکر شمع حیات طلسم کشا کو گل کیجیے سارا فساد دفع ہو جائے دل شہنشاہ کا اس صدمۂ جانکاہ سے آرام پائے پھر باغیون کو سزائے کامل ملے ہوا خواہان سرکار کا غنچۂ آرزو کھلے یہ بات **افراسیاب** کو بہت پسند آئی اور خوش ہو کر کہا واہ بھائی خوب تمنے تدبیر بتائی غرض **افراسیاب** طبل بازگشت بجوا کر بصد کروفر مع لشکر سرداران شقاوت اثر زیر گنبد نور آگر اترا ہے اس ارادہ پر کہ صبح کو اسد کو قتل کرونگا اسکے خون سے ہاتھ بھرونگا اور یہ خبر وحشت اثر ایک جادوگر نے ملکہ بہار شمشیر زن اور خواجہ عمرو کو سنائی ہے اور یہ حال رنج مآل سنکر طبیعت عمرو کی گھبرائی ہے اور خواجہ عمرو بہار سے یہ کہکر اٹھے کہ اے ملکہ یا تو صبح کو اسد کو چھڑاتا ہون یا جان دینے جاتا ہون یہ کہکر بہ تعجیل اپنے لشکر مین آئے عیاران نامور کو ساتھ لیکر طرف گنبد نور کے روانہ ہوے ہین اور لقا پردۂ قاف سے آکر مصروف عیش ہے اور

رازوقات ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران عالی شان مع سرداران نامی وپہلوانان گرامی بفر
فریدونی وحشمت جمشیدی داخل بارگاہ سلیمانی ہین بیت جو ہین زبدۂ زمرۂ ساستان تح
وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان • شاہباز کلک کو صیدگاہ میدان صفحۂ قرطاس مین برا
شکار طائر روح کلاب عقاب سواریون بلند پرواز کرتے ہین اور شیران مضامین تعقب
غزالان سطور مین ناز کرتے ہین کہ جب کلاب عقاب سوار مکار سا فراسیاب نابکار کو قتل
اسد نامدار پر زیر گنبد نور بصد سرور آمادہ کرکے داخل بارگاہ ہوا اور تحریر ہو چکا ہی کہ اس خبر
وحشت اثر کو خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے سُنا سر دھنا اور مع عیاران لشکر برائے جستجوے
خبر اسد نامدار بیقرار ہو کر داخل شہر ناپرسان ہوے اور ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ افراسیاب
مین آئے دیکھا کہ افراسیاب تاج نخوت برسر تخت نکبت پر بصد کر و فر متمکن ہی پہلو مین ملکہ
حیرت زیور ولباس سے آراستہ خلعت ناز و ادا سے پیراستہ کرسی جواہر نگار پر مثل
طاؤس طناز کلمات افراسیاب پر گوش بر آواز جلوہ فرما ہی صحبت عیش و نشاط بصد
انبساط گرم ہی ناگاہ یک کلاب عقاب سوار نے عرض کی کہ ای شہنشاہ گردون بارگاہ یہ
خیرخواہ عرض کرتا ہی منادی کو حکم ہو کہ مشتہر کرے کہ صبح کو طلسم کشا قتل کیا جائیگا اور اپنی سرکشی
کی سزا پائیگا یہ گفتگو درپیش تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ ایک ساحر سیہ فام بصورت
مہیب شکل عجیب سامنے افراسیاب کے آیا دعا و ثناے شہنشاہی بجالایا افراسیاب
نے پوچھا ای تحریر کوہ نشین اسوقت آنے کا کیا سبب ہوا دست بستہ اُسنے عرض کی کہ
زیارت شہنشاہ کا مشتاق ہوا صرف ملازمت کو نہین آیا ہون ایک عرض بھی کرنے آیا
ہون غلام نے زبانی طائران طلسم کے مژدہ قتل طلسم کشا سُنا ہوش اُڑگئے براے خیرخواہی
واجب و لازم ہوا کہ سرکار سے اسرار اس طلسم کے عرض کرون مین حضور کے بزرگون کے
وقت سے صاحب کتاب ہون میرے پاس روزنامچہ مقیمان طلسم کا حاضری تحواہر وقت
اس کتاب ساختۂ منجمان طلسم کا ناظر ہو شاہان طلسم اسی کی پیروی کرتے آئے ہین یہ چند اوراق
خاص براے انتظام بنائے ہین ملاحظہ فرمانا حضور کا ضرور ہی نہ عرض کرنا خیرخواہی سے
دور ہی یہ کہکر چند اوراق پریشان اُس بے ایمان نے ہاتھ مین افراسیاب کے دیے

افراسیاب نے یا سامری کہکر وہ اوراق بصد اشتیاق آنکھون سے لگائے اور باواز بلند پڑھنا شروع کیا لکھا تھا کہ ای شاہان طلسم ہوش ربا جو کچھ اسمین تحریر ہی وہ گویا حقیقت مین طرف سے خداوند سامری و جمشید کے نوشتہ تقدیر ہی جو اسکے خلاف کریگا اپنے خون سے ہاتھ بھریگا زندگی پر حرف آئیگا بذلت و رسوائی مارا جائیگا طلسم درہم و برہم ہوگا بہجوم لشکر رنج و غم ہوگا خبردار خبردار اسکا خیال رکھنا خوان طعام مذلت کی فرازنہ چکھنا اگر طلسم کشا اگر قید ہوا اور ساحران ہوش ربا کا صید ہو جبتک میعاد قید معینہ نہ گذرے قتل نہ کرنا اسکی احتیاط ضرور ہی بغیر سمجھے کام کرنا سراسر قصور ہی مثل سخن شنیدن بیخ دولت یہ مضمون پڑھکر افراسیاب نے سر جھکایا اور براے تحقیق ایام میعاد قید اسد سرماے برف انداز کو بلایا اور فرمایا ای وزیر اعظم دستور معظم جس کتاب مین تاریخ قید اسد مندرج ہی جلد لاؤ اور ہرگز ہرگز دیر نہ لگاؤ وزیر با تدبیر نے جاکر کتب خانۂ طلسمی کھولا ایک پہلو سے آواز آئی مبارک مبارک وزیر صاحب تشریف لائے ہین کتاب میعاد قید طلسم کشا کی خواہش ہی اسمین سر اسکا ہش ہی اسد نامدار فتاح طلسم ہوش ربا ہی اسکو کون قتل کر سکتا ہی یہ کلمات حیرت آیات سنکر سرماے برف انداز کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہو گئے دانت سے دانت بجتا تھا مثل بید تھرا رہا تھا حیران ہوکر دیکھا پہلوے قصر مین ایک سونے کی پتلی لباس نقرہ در بر تاج مرصع بر سر تخت یاقوت پر جلوہ فرما ہی حسین مہ جبین نازک اندام گلفام سرو قد خورشید خد خنجر ابرو چشم جادو بہیت بہر خندہ کز لب بسم گنجینی بہر نمک دل خستگان کی نظم

سراپا کا اسکے کرون کیا بیان ۔ حسین مہ جبین قاتل عاشقان
وہ بوٹا سا قد بات مین دلبری ۔ بھری چشم فتان مین جادوگری
دہن غنچہ گلشن حسن و ناز ۔ خبردار علم نشیب و فراز

جب سرماے برف انداز مثل آئینہ حیران دلصورت زلف پریشان ہوکر نظارۂ جمال بیمثال کرنے لگا اور مبہوت ہوکر ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا اُس قاتل عالم نے مسکرا کر کہا کہ کیون ای وزیر صاحب خیر تو ہی کچھ فرمائیے اسقدر نہ گھبرائیے جو مجھکو کہنا تھا کہہ چکی وزیر شہنشاہ کو اختیار ہی کتاب حاضر ہی لیجائیے لیکن مناسب ہو تو شہنشاہ کو سمجھائیے کہ میعاد معینہ ابھی ناتمام ہی ہمکو قتل طلسم کشا مین کلام ہی یہکر اُس آرام جان و قاتل عاشقان نے بصد ناز و انداز ایک کتاب اُٹھاکر وزیر مذکور کو دی سرماے برف انداز نے افراسیاب

کی راہ لی اور بہ تعجیل تمام خدمت افراسیاب مین حاضر ہوا مگر رنگ رو متغیر لب پر آہ سرد چہرہ زرد یہ حال دیکھکر افراسیاب نے پوچھا خیر تو ہی وزیر حال خیریت مآل تیلی کا زبان پر لایا سارا قصہ گفتگو کا کہہ سنایا افراسیاب ہنسا کہا اے وزیر اعظم ایسے ایسے عجائب اس طلسم ہوش ربا مین بیشمار ہین یہ حرامزادیان کنیزان سامری شراب نخوت سے مست و سرشار ہین مابدولت کا عالم مین کون ہمسر دہی رنگ آفتاب روبرو میرے جاہ و جلال کے زرد ہی اگر سحر پڑھکر زبان بلادون سرکشان دہر کو خاک مین ملادون اگر تلوار کھینچون جلاد فلک لرزان ہو دنیا مین قیامت کا سامان ہو سرہاے دشمنان مثل حباب بحر فنا مین بہتے پھرین لاشے دشمنون کے زمین پہ دھڑا دھڑ گرین دریاے خون کی روانی ہو کشتی حیات عدو طوفانی ہو اگر جوش قہر و غضب دکھاؤن دریاے ہستی مسلمانان کو تلاطم مین لاؤن یہ باغی جو میرے گرد ہین اس دامن دولت کی گرد ہین مگر مجکو ایام میعاد معینہ کا دیکھنا ضرور ہی اس فاحشہ کی باتین مابدولت سے کہنا سراسر تمھارا قصور ہی یہ کہکر کتاب کو ہاتھ سے سرہانے کے لیکر کھولا اور انگلیون پر شمار کرکے سر ہلایا اور طرف کلاب عقاب سوار کے متوجہ ہوا کہ اے برادر بجان برابر تمنے حقیقت مین از راہ خیرخواہی کہا تمکو قتل اسد کی شتاقی ہی مگر مجبور رہون کہ ابھی ایک مہینہ کامل میعاد مین باقی ہی اب تم براے چندے اپنے ملک کو جاؤ بروقت اطلاع دینگے تمھارے ہی ہاتھ سے یہ کام لینگے علاوہ اسکے بروز قتل طلسم کشا تمام شاہان ساکنان طلسم ہوش ربا اس جلسہ مین آئین گے اپنی شان و شوکت دکھائین گے چونکہ کلاب عقاب سوار کہ دماغ اس ملعون کا کبر و نخوت سے بھرا تھا اور اپنی سحر و ساحری پر بہت غرا تھا دست بستہ عرض رسا ہوا کہ غلام بغیر کوئی کارنمایان کیے ہوے یہان سے نجائیگا اس عرصہ گذرنے میعاد قتل طلسم کشا مین مہرخ وغیرہ کو گرفتار کرکے لائیگا یہ کہکر فوراً بغیر سحر بجائی فوج اسکی تیار ہو کر سامنے آئی افراسیاب نے مجبوری خلعت رخصت دیا اور سمجھا کر کہا کہ ذرا عیارون سے ہوشیار رہنا صرف لشکر اسلام مین چھ عیار ہین مگر قیامت کے تپلے آفت روزگار ہین جب انسے جان بچاؤ گے تب مہرخ وغیرہ پہ فتح پاؤ گے اس بیچارے نے ہنسکر جواب دیا جو شہنشاہ نے فرمایا بجا فرمایا مگر عیارون کی یہ مجال ہی کہ آپکے غلام کے سامنے آئین اور پھر زندہ واپس جائین اب ایک

اشارۂ سحر مین جلادون خاک مین ملادون یہ کہکر کرگدن سحر پر سوار ہوا تین لاکھ فوج ہمراہ لیکر
بمقابلہ لشکر مہرخ چلا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جو بشکل خدمتگار دربار مین موجود تھے یہ سب
کیفیت دیکھکے بارگاہ افراسیاب سے باہر نکلے اس فکر مین کہ پہونچ جلد تمام لشکر پر ہمارے جلا
ہو دیکھیے کیا دکھاتا ہی مگلای عمرو اگر بن پڑے اور خدا فضل شریکحال کرے تو اسکو تا بہ لشکر
نجانے دو بفن عیاری راہ مین روکو دل سے باتین کرتے ہوے جاتے تھے کہ ناگاہ شہر نا پرسان مین
پلہ ہوا خواجہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ مہتر برق فرنگی ایک درویش کامل کی شکل بنا ہوا میری بغل
مین شجر فی لباس زیب جسم یا ہادی یا مرشد کہتا ہوا چلا آتا ہی اور اہالیان شہر کا گرد جاوے ہی اگر کسی
نے پوچھا شاہ صاحب کہان سے آتے ہو کہان جاؤگے کہا آپ کا کہان ہی جواب دیا بابا
تکیہ فقیر کا پروردگار ہی بیت فقیرون کا ماوا و مسکن کہان + جہان تھک کے بیٹھے وہ گھر
ہو چکا + بابا دنیا سے ہاتھ کھینچا پاؤن پھیلا دیے داتا کے در کے کتے ہین عمرو خدمتگار بنا ہوا
برق کے قریب آیا ہاتھون کو لیکر بوسہ دیا اور باادب سلام کیا برق نے بھی اُستاد کو پہچانا
آپسمین اشارون سے باتین ہوئین عیاری کی گھاتین ہوئین عمرو نے انھین اشارون مین
جانا کلاب عقاب سوار کا برق کو سمجھایا اور کہا کہ ای فرزند اسی کی فکر مین جاتا ہون اگر وہ ہمارے
لشکر تک پہونچ گیا تو غضب ہو جائیگا یہ کہکر برق ایک جانب اور عمرو ایک طرف روانہ ہوے
اب دو کلمہ داستان رنگین بیان لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ خوش بیان ہوتے ہین کہ بیان کل
سرداران نامی و ساحران گرامی جب میدان کارزار بمقابلۂ افراسیاب جادو سے بعد
پیچ و تاب واپس آئے ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئین اور فرمایا کہ آج عجب معرکہ
تھا خدا نے ہاتھ سے افراسیاب ظالم کے بچایا اگر وہ خود میدان کارزار مین آتا کون ایسا تھا
زبردست تھا جو اسکے مقابل کو جاتا ملکہ بہار جادو رنگین بیان یون زبان سے گلفشان
ہوئین کہ حضور باغبان قضا و قدر صرصر حوادث خزان سے ہمیشہ بوستان لشکر اسلام کو
یونہین بچائیگا اور صانع گلشن عالم ہوائے مدعائے دلی سے اسی طرح غنچۂ خاطر کھلائیگا اسی
گفتگو سے مسرت آگین مین چند دیرینہ مہرکارے لشکر اسلام کے حاضر ہوے اور دست دعا
اٹھا کے یون ثنا سے شہنشاہی تیجلا سے قطعہ | ای مہر کار رفیقت حق ہوا الله احد

و ہو نگہبان تن و جان قل ہو اللہ الصمد	لم یلد بالے ولم یولد ہے جا دستگیر	لم یکن پائے وہ و نیز لہ کفوا احد

اے شہنشاہ گیتی ستان اس باغ پر بہار دربار کو رب اکبر ہمیشہ سر سبز و شاداب رکھے اور تا زمان
اس چمن بے خزان کا خار مذلت و رسوائی سے دل فگار رہے چھائے ہوائے مصیبت
و آلام کے صدمے سے اصل کیفیت یہ ہے کہ یہاں سے افراسیاب طبل آسائش بجوا کر
شہر ناپرسان میں گیا ارادہ قتل اسد نامدار تھا ایک کتاب وہ بے کتاب دیکھا گھبرایا الحمد للہ
اس ارادۂ فاسدہ سے باز آیا مگر اب کلاب عقاب سوار ناہنجار مع تین لاکھ لشکر ساحران
غدار برائے مقابلہ سرکار ردولتمدار آتا ہے اسکی نہیب سحر سے پیر فلک تھراتا ہے ملکہ نے فرمایا
خدائے ما بزرگ است بیت سر مکی ہیچم ز تشویش حبیب ۔ ہر چہ آید بر سر من یا نصیب و نگر
ملکہ سرخ موے کاکل کشا نے پریشان ہو کر دست بستہ ملکہ مہرخ سے عرض کی کہ حقیقت
میں یہ کلاب بیدین بدبخت آئین نہایت زبردست ساحر ہے حال سے اس زبون خصال
کے یہ کنیز بخوبی ماہر ہے فن مکاری میں طاق ہے سحر و نیرنگ بازی میں شہرہ آفاق ہے یہ ذکر
تھا کہ خواجہ عمرو اور مہتر برق فرنگی حیران و پریشان اشک بید لرزان داخل بارگاہ ہوئے
تشریف آوری خواجہ سے سب سردار آگاہ ہوئے ملکہ مہرخ نے پوچھا خواجہ خیر ہے اسوقت
آپ کا حال کیوں غیر ہے خواجہ عمرو نے کہا ملکہ وہ تیرہ روزگار تمھارے مقابلہ کو آیا ہے جسنے
کی فلک شعبدہ باز کو مکر و افسون سکھایا ہے جس وقت یہ ملعون شہر ناپرسان سے روانہ ہو کر سفر
چلا میں نے اور برق نے تعاقب کیا قصد تھا کہ عیاری کر کے راہ میں اسکو ماروں اور تا بہ
لشکر اسلام نہ جانے دیں لیکن اُسنے تخت سحر تیار کیا اور بدرقہ ہوا اڑکر روانہ ہوا تمھارے
مقابلہ میں آپہونچا وہ دیکھو سامنے بارگاہیں استادہ ہیں ہمارے تمھارے قتل پر سب ساحر
آمادہ ہیں مگر میں فکر میں جاتا ہوں خدا چاہتا ہے تو سر لاتا ہوں یہ کہکر باہنائے عیاری سے آراستہ
ہو کر طرف لشکر کلاب عقاب سوار کے روانہ ہوئے لشکر میں آکر کنارے بصورت ایک چوبدار
کے ٹھہرے اندر سے بارگاہ کلاب عقاب سوار کے آواز آئی کہ آب خاصہ لاؤ داروغہ
آبدار خانہ بے آبرو لعبہ جو صراحی و گلاس لیکر چلا تھا کہ دور سے خواجہ عمرو نے دیکھا ہر چند کہ
قلب تھرایا مگر صراحی جواہر نگار دیکھکر منہ میں پانی بھر آیا بہ تعجیل تمام رنگ روغن عیاری کا لگا کر

ایک خدمتگار کی شکل بنے گئے دار پگڑی سرپر چنی ہوئی چکن زیب جسم انور شروع کا پائجامہ
پاپوش زردوزی ٹھمر ٹھمر کرتے ہوئے دوڑے داروغہ کے قریب آکے کہا واہ صاحب
شہنشاہ گلاب پیاسے ہیں ہم سب کو تشنیع دینگے تم جاکر بیٹھو گلاس و صراحی ہمکو دو داروغہ سمجھا
کہ شاہ نے جوش غضب میں اسکو بھیجا ہے اسوقت سامنے جانا بیجا ہے اشیائے مذکور دیکر
چلا گیا خواجہ حاضر حاضر کہتے ہوئے اندر آئے دیکھا کہ وہ تیرہ بخت بر سر تخت مثل خوک
صحرائی جھوم رہا ہے قصد جنگ میں قبضۂ شمشیر چوم رہا ہے سات سو دنگل و کرسیان گرد اگرد تخت
آراستہ ہیں اسپر ساحران غدار ایک ایک سامری عہد جمشید روزگار بہ کبر و نخوت تمام ذکر قتل
مہرخ و بہار وغیرہ کر رہے ہیں دم محبت افراسیاب کا بھر رہے ہیں ایک کہتا ہے مہرخ کو
قتل کرونگا دوسرا نیرنگ ساز کہتا ہے کہ بہار کے خون سے ہاتھ بھرونگا مسلمانوں نے
بڑا اسر اٹھایا ہے قدرت سامری ہے کہ افراسیاب ایسے جلیل کو ستایا ہے اب بدلا بخوبی لینگے
سرمیدان شکست دینگے عمرو یہ باتیں سنتا ہوا گلاس اور صراحی ہاتھ میں کر بات بات میں روبروے
گلاب پہونچکر گلاس پانی کا پیش کیا اُسنے ہاتھ بڑھا کر لیا مگر زبان سے یا سامری کہا فوراً پانی
شرارہ بنکر اڑگیا گلاب عقاب سوار نے کہا تو کون ہے عمرو مثل برق جہندہ نعرہ کرکے پہلو میں
آیا تاج سر گلاب سے لیا لپٹ کر خنجر مارا گلاب عقاب سوار نے اپنے تئین تخت سے گرا دیا
خنجر تخت پر پڑا کاٹ کر زمین کا بوسہ لیا چاہا جست کرکے نکل جائے جان بچا کر نکل جائے
فریب جادو اسکا وزیر پہلو میں تخت کے دنگل پر متمکن تھا اُسنے سحر کیا اور کلمہ گیر کہا عمرو مثل
لوٹن کبوتر کے زمین پر گرا فریب جادو تیغ کھینچکر جھپٹا کہ سر اس ناعیار کا کاٹ ڈالوں
اس بیباکی کی سزا دوں بقدرت پروردگار حضرت برق نامدار پہلے سے اس بارگاہ میں
آکر چوبدار بنے ہوئے پہلو میں فریب جادو کے کھڑے تھے ہاں ہاں کہکر عصا سر پر فریب
کے اس زور سے مارا کہ سر اسکا پھٹ گیا دستور ہے کہ جب ساحر مارا جاتا ہے تو واسطے چند
ساعت کے اندھیرا ہو جاتا ہے مرنے سے فریب جادو کے عمرو کود کر بھاگا برق بھی نعرہ
چالاک کرکے نکلا گلاب جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا غصہ میں پیچ و تاب کھا کر اُٹھا کہ ابھی جاکر
ساربان زمانے کو دربار سے لیکر آتا ہوں اور لاکر دار پر چڑھاتا ہوں سب سردار قدموں

سے لپٹ گئے کہ حضور نہ جائیں جان نثار موجود ہیں اگر حکم ہو تو طبقے زمین کے آسمان پر اڑا دیں
کل لشکر مہرخ کو ابھی خاک میں ملا دیں سب کے کہنے سے گلاب نے تامل کیا مگر غصہ میں آکر
حکم دیا کہ نقارۂ رزمی بجے صبح کو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بحکم گلاب عقاب سوار ادھر صداے
نقارۂ جنگی پر چوب پڑی جاسوسان لشکر اسلام خبریں لیکر خدمت ملکہ مہرخ میں حاضر ہوے
تمام حال عیاری خواجہ بیان کرکے عرض کی کہ گلاب عقاب سوار نے طبل رزمی بجوایا ہے کل
اسکا ارادہ ہے کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہو اور بآتش کینہ و عناد و فساد کو دوبالا کرے باقی
خیر و عافیت ہے یہ حال خواجہ سنکر ملکہ نے فرمایا خدا اُنکی جان کا نگہبان ہے ہر وقت قیامت کا
سامان ہے بسم اللہ کہدو ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل
اور کاتب تقدیر نے ہماری قسمت میں تحریر کیا ہے وہی پیش آئی ہے ناحق حیرانی ہے اسیوقت
سات سو نقارہ پر چوب پڑی صداے طبل جنگی بلند ہوئی شعر نقارہ آواز آمد عجیب
کہ نصر من اللہ و فتح قریب تمام اہلیان لشکر کو معلوم ہوا کہ طبل جنگی بجا ہے کل لشکر کفار سے
مقابلہ ہے دیکھیے گردوں دون انقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کس کے سر پر رکھتا ہے اور
خاک مذلت کس کے سر پر ڈالتا ہے دیکھیے کل تختہ تابوت پر کون سوتا ہے اس معرکہ میں کون
سرخرو ہوتا ہے بھائی سے بھائی دوست سے دوست ملنے لگا جابجا ہوم خانے درست ہوے
لڑائی پر مردان عالم چست ہوے کہتے تھے کہ نمک شہنشاہی کھایا ہے خواجہ نے ہمکو اس مرتبہ
پر پہونچایا ہے افراسیاب کے ہم جوہر دکھلاتے ہیں شہروں سے افراسیاب کے خراج لاتے
ہیں جہاں ہمارے بادشاہ کا پسینہ گرے گا وہاں خون کا دریا بہا دینگے مثل نہنگان دریا جرار فوج
کفار میں ڈوب جائینگے وہ بچا ہماری تلوار کی کیا تاب لائینگے بودے ہیں دامن صحرا سے منہ
چھپائینگے کمانداروں نے کمانیں جہان جہان سے خانہ گیر تھیں سینک کر تیار کیا تیر بلے سے پہلو
کو زہر میں بجھا کر آبدار کیا تیغے چپی نیچے چڑھنے لگے کہ عقل پیر چرخ کی چرخ میں آئی دہشت سے
دلیران جنگی کے زمین تھرائی ادھر مردان عالم کا تو یہ حال ہے ہر دلیر آمادۂ حرب و پیکار ہے
مگر سب طرح کے لوگ لشکر میں ہوتے ہیں وہ جو نامرد و بزدلے ہیں بھاگنے کی تدبیر جان بچانے کی
تقریر بیٹھے بیٹھے جوش آیا دل گھبرایا سائیس کو آواز دی بہو جا حاضر ہو سائیس سامنے آیا

سائیس بھی یک چشم ہی ہر وقت مائل خشم ہی پوچھا میاں کیا ارشاد ہوتا ہی فرمایا ہمارا مرکب اور
پرتل کا ٹٹو پہر رات رہے سے تیار رہے سائیس گستاخ تھا عرض کی پہر رات رہے سے کیا
ضرورت ہی غلام کو کمال حیرت ہی فرمایا برائے شکار صحرائے پُربہار مین جائینگے شیران دشت
کو شکار کرکے لائینگے سائیس ہنسا ایک آنکھ چمکا کر جواب دیا کہ حضور کل شکار کا دن نہین ہی بلکہ
روز معرکہ کارزار ہی بہ تجویز ارشاہی آمادہ حرب وپیکار ہی آپ ہی دشمن کا شکار کیجیے گا داد مردی
ومردانگی دیجیے گا یہ سنکر سردار صاحب کو غصہ آیا مونچھون پر تاؤ دیکر فرمایا او بچا ہم تیری جڑ تک
جانتے ہین تجھکو بخوبی پہچانتے ہین ہم میدان کارزار مین مارے جائین تمھاری بتنا مین آئین
تم جان بچاؤ تمام مال واسباب جو کوڑی کوڑی کرکے جمع کیا ہی اُسکو لیکر بھاگ جاؤ غرض بیت
کند ہمجنس باہمجنس تجویز * مخنث با مخنث ہیز با ہیز * اس عرصہ مین پہر رات گذر چکی تھی
بادشاہ لشکر اسلام ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا ہر سردار نامی ونام آور اپنے اپنے مقام پر
آیا اوران اول ملکہ بہار جادو نے کنیزون کو آواز دی گلشن وگلستان ونسرین ونسترن
وغنچہ دہن وشمشاد وسرو آزاد وگلعذار وسرشار وسیمبر ونازک اندام وشیرین ادا وسمہ لقا
وغیرہ پُربہار باغ حسینون کا غنچہ مہ جبینون کا پریون کا اکھاڑا حورزادون کا جھمگھٹا سامنے آیا
ملکہ بہار نے فرمایا جلد حمام خانہ آراستہ ہو اسباب سحر وساحری پیراستہ ہو فوراً ان گل رخسارون
نے ایک خیمہ مکلل بجواہر ستون الماس نگار جھالر مقیش کی جلد استادہ کیا اور ایک چوکی سنگ
سفید کی وسط خیمہ مین بچھادی گرداگرد گلدستہ ہائے گل خودرو کہ جسمین ہر طرح کے پھول
تھے چن دیے یکایک ملکہ بہار در خیمہ رشک باغ ارم پر تشریف لائین چوکی مذکور پر جلوہ
ہوئین کنیزون نے سبوئے نقرئی جسمین آب صاف وشفاف تھا حاضر کیا کہ جسکو دیکھکر
آبروئے گوہر بے بہا کی آب آب ہوا اور آب چشمہ حیوان کو شرم سے پیچ وتاب ہوا اُس آب
نایاب سے ملکہ بہار نے غسل کیا ایک ساری آب روان کی لنگ باندھی نصف دھڑی
موئے مشکین سے قطرے پانی کے ٹپک رہے تھے صاف ظاہر ہوتا تھا ابر تیرہ وتار سے
مروارید بے بہا برس رہے تھے اپنے دست نگارین پنجہ خورشید نما سے زلف تابدار کو
نچوڑتا ظاہر ہوا کہ ناگن نے زہر اُگلا چہرہ رشک مہتاب اگر قطرات آب عارض زیبا پر

تھیں تو صاف ثابت ہو کہ تارے مشاطۂ تقدیر نے تصدق اُتارے رُخ انور رشک قمر ترچھی نظر مطلع وہ مژگان جب عدوے عاشق دلگیر ہوئی ہر ہر چھری خنجر کٹاری سانگ برچھی تیر ہوئی ہی ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار سینے پر جوبن کا اُبھار اس آن بان کو دیکھ کر گلعذار فریدہ سی نے اُٹھکر بلائین لین ترقی حسن و جمال کی ہاتھ اٹھا کر دعائین دین اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوئے

اشعار

مرحبا قتل مین کر کے مکرنے والے
ہین لب نازنین کو زندہ ہی کرنے والے
ڈھونڈھ لیتے ہین بہانا کوئی مرنے والے

جی بچے یار اگر جی سے گذرنے والے
منھ سے کہتے نہین جسا کہ کرنے والے
ہر ادا کو تری سکھلا گئے انداز قضا

کھولکر بال پریشان کر روح کو تو
یہی کرتا ہی اشارہ کوئی اُٹھتا جوبن
یون ابھرتے ہین محل پا کے ابھرنے والے

ادمے سوگ کے پردہ مین سنورنے والے
ملکہ بہار نے مسکرا کر جواب دیا

او گلعذار زیادہ چرب زبانی اچھی نہین ہوتی یہ کہکر اشیاے سحر ہاتھ مین اٹھائے گلدستہ ہائے سحر تیار ہوے غنچے چٹکے گل کھلنے لگے اسی طرح اپنے اپنے خیمون مین سب شاہزادیان مصروف تیاری سحر تھین ملکہ ہلال سحر افگن ماہ رخسار و ملکہ یاقوت یاقوت پوش و شاہزادہ رعد جادو و ملکہ برق برق افگن و ملکہ برق لامع و ملکہ قمر سحر ہوے کاکل کشا و ملکہ نازفرمان وغیرہ کی بارگاہون سے صدائین بلند بخورات جابجا روشن ادھر لشکر کفار مین کلاب عقاب سوار نے بعد بجوانے طبل جنگی کے اور نکل جانے خواجہ عمرو اور برق فرنگی کے ظاہر مین تو یہ کہا کہ صبح کو ایک کو زندہ نچھوڑونگا قتل دشمنان سے منھ نہ موڑونگا باکل کو گرفتار کر کے سامنے شہنشاہ طلسم کے لیجاؤنگا خلعت انعام و جاگیر پاؤنگا لیکن باطن مین ہوش پریشان مثل زلف پریشان دل سے کہتا ہوان عیارون سے کیونکر جان بچیگی یا سامری خیر سے صبح ہوگی افسران فوج کو تو حکم دیا اپنے اپنے سحر آراستہ کرو حربہ ہاے سحر سے پیراستہ رہو اور خود حالت انتشار مین اُٹھا لرزان و ترسان ایک خیمہ مین آکر حصار سحر کیا در خیمہ پر ایک اژدر آتش فشان بٹھا دیا اب باطمینان تمام بچہ ہاے خوک ذبح کر کے خون سے چھڑکا دیا اگر گل وغیرہ روشن کیا کبھی خود بنا کر تیار کیا کبھی روئی کے گالون پر بعد خوبروئی پانی کا چھینٹا دیا لکہ ہاے ابر بنکر تیار ہوے کبھی چھلنی سے ماش کا آٹا بد معاش نے نکالا پتلہ بنایا سحر پڑھا وہ پتلہ زنگی سیاہ رو بنکر سامنے آیا اس سے یہ باتین کین کہ ای خوک پیکر سالہا سال ہمنے تیرا

پوجا کیا بھینٹ سے تیرا سیٹ بھرا کل اپنا زور دکھانا دشمن کو میرے کھا جانا اور ہر سردار اسکے اپنے اپنے مقام پر سحر تیار کرتے تھے کلوا بھیرون نارسنگھ کو پکارتے تھے کوئی کہتا تھا ای کالی بھوانی کلکتہ والی دشمنوں پر جائیو اپنا کام کر آئیو عدو میرے سامنے مبہوت رہے جو میرا مطلب ہو وہی کہے سر جھکا کر کھیلنا دریائے سحر عدو کو جھیلنا اسی شور و شر مین چار گھڑی رات باقی رہی جانبین کے نقیبون نے آوازین واسطے جگانے کے لگائین جیت جوانو جوان مردو تیار رہو سلاحون سے اپنے خبردار رہو یکایک غلغلہ ہوا مصرع سحر ہو گئی لو سحر ہو گئی

نتیجۂ مصنف

رنج سے ٹوٹینگے سب کوکب تابان سحر
نغمہ سنجی کے عوض رودینگے مرغان سحر
دیکھنا ہوئیگا فق روئے درخشان سحر
جان دونگا جو شب ہجر مین خواہان سحر
چاک ہوگا مرے ماتم مین گریبان سحر

مہر گردون پہ نکلنے کی قسم کھاتے ہین
روشنی شرق کی جانب مجھے دکھلاتے ہین
کٹ گئی وصل کی شب صبح ہوئی جاتے ہین
چھیڑنے کو وہ شب وصل یہ فرماتے ہین
لو فلک پر وہ نمایان ہے سامان سحر

حق دکھائے نہ کسی کو بھی شب ہجر مہیب
وصل محبوب ہمیشہ ہو نہ قسمت ہو نصیب
رحم کر رحم کہ ہو مرگ کا ہنگام قریب
دیکھ اب طول شب ہجر سے حالت ہے عجیب
ای فلک جلد دکھا چہرۂ تابان سحر

اک نیا رنگ تہ گنبد افلاک کرون
نذر سودا بجوشی مایۂ ادراک کرون
قصۂ رنج شب ہجر صنم پاک کرون
ولولہ مین اسے ای جوش جنون چاک کرون
ہاتھ آئے جو کسی روز گریبان سحر

مین نے تو اوسکا کیا تھا نہ کوئی جرم و گناہ
بے سبب کیون یہ مرے قتل کے درپے ہوئے آہ
خون ناحق مرا کرتے ہین یہ انا للہ
ای شب وصلت محبوب ذرا ہو کوتاہ
بے خطا ذبح مجھے کرتے ہین مرغان سحر

طاعت حق کو بجا لاتے تھے سب صبح و مسا
آدمی جن ہون کہ بشر یا کہ ہون مرغان سحر

جھوٹ کہتا نہیں میں قول ہے یہ راست نما — شور و غوغا ہے مجھے ذکر لب خندہ ادا

کہ ہم ذکر خندہ اکرتے ہیں مرغان سحر

خون عاشق ہو سر دست لگائے جو حنا — لے مسی تو نہ سوسن کے رہیں ہوش بجا

عاشقوں کو تو یقین اسکا ہے بے چون و چرا — جیسے پیشانی پہ افشان وہ اگر مار لیتا

شمع لگن دیکھے ہون اختر تابان سحر

غافل اب دیکھ کہ مالک ہے ترا عز و جل — لیے جا ساتھ سوے ملک عدم نیک عمل

اے شمع لگی شام جوانی کی اب آئیگی اجل — چونکہ پیری میں یہ ہرگز نہیں سونے کا محل

سر پہ ہے سایہ فگن نیر تابان سحر

مجھ سے جس دن سے جدا ہوگیا وہ رشک قمر — زندگی ہجر میں اے دوست ہوئی ہے بسر

شوق نظارہ ہے اسدرجہ اسے مد نظر — صبح کا ذکر شب ہجر میں کرتا ہوں اگر

دل پہ پہلو سے صدا دیتا ہے قربان سحر

خوش بیان یار سا دنیا میں کوئی نہیں کم — اس جگہ بند میں سب سجع پرداز ہوں ہم

راست کہتا ہوں میں ہے بلبل بستان کی قسم — اے قمر سنتے ہی تقریر دل آویز صنم

مجھ سے جو دل لیے مرغ خوش الحان سحر

جب ساحر فلک نے اپنے شکم سے بغیظ و غضب بیضہ آفتاب بصد آب و تاب نکالا اور تار شعاع سے خوب مضبوط باندھکر جانب ساحران طلسم جہان کھینچ مار اکلاب عقاب سوا خیمہ حصار کردہ سحر سے باہر آیا افعی سحر کی قرنا پھنکی اژدرہا آتش فشان سحر پر سوار ہوا لشکر نصرت اثر تیار ہوا سمت میدان کارزار چلا ادھر لشکر اسلام میں جابجا صدائے تکبیر بلند ہوئی جس آواز سے روح سامری دردمند ہوئی جلوخانہ شاہی میں ساحران نامدار بصد شوکت و وقار آکر جمع ہوئے انتظار آمد شہنشاہی میں چشم براہ ہوں سے پوچھ رہے تھے کہ برآمد ہونے میں ملکہ مہرخ کے کیا عرصہ ہے لشکر ظفر اثر سمت میدان تیار ہو چکا ہے وہ عرض کرتے تھے کہ جامہ خانہ میں داخلہ ہے نزول اجلال و ورود اقبال فرمایا چاہتی ہیں یہ ذکر تھا کہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اٹھا تخت شاہنشاہی نمایان ہوا ملکہ مہرخ تخت زرین پر تاج شاہی

بر سر چارقبہ شاہنشاہی در بر سپر و شمشیر مثل ہلال و خورشید سامنے رکھی ہوئی ایک پہلو میں شہابہ
سحر آراستہ گرد اگرد نازنینان ماہ طلعت بصد حشمت و شوکت نقیب خوش نصیب آگے آگے
آواز لگاتا ہوا صدا اسے دور باش سناتا ہوا شعر ترقی ہو اقبال کی دمبدم + بڑھے عمر و دولت
قدم باقدم + چپلاب سے ملکہ بہار گلعذار کا سلام ہوا ملکہ مہرخ نے سینہ پہ ہاتھ رکھ کر
اشارہ تھا کہ جگہ تمہاری ہمارے دل میں ہی حقیقت میں مہر و وفا تمہارے آب و گل میں
ہی بعد ازان ملکہ نافرمان و شکیل و رعد برق و سرخ مو سے کاکل کشا و ملکہ ہلال
سحر افگن وغیرہ نے باادب تمام سلام کیا سواری کوچہ سلامت سے نکلکر بصد کروفر سمت
میدان کارزار روانہ ہوئی بیت سوے دشت شہ کی سواری چلی + کہے تو کہ باد بہاری
چلی + ملکہ مہرخ نے ملاحظہ فرمایا کہ سب شاہزادیان اپنے اپنے لشکر پر بعہدہ سپہ سالاری
قائم ہیں اس کیفیت سے لشکر مہرخ میدان جنگاہ میں آکر ٹھہرا دیکھا کہ سامنے سے گرد اٹھی
لشکر کلاب عقاب سوار بڑے زور و شور سے آتا ہی ہر ساحر رو سیاہ اپنی اپنی شان و
شوکت دکھاتا ہی نشان ہاے سیاہ سر کلاب عقاب سوار تیرہ بخت پر کھلے ہوئے ہوا مین
پھریرے اڑ رہے ہین اوپر تصویرین سامری و جمشید کی بنی ہوئین صدا بجرنگ بجرنگ کی کہین نعرہ
یا سامری جمشید کی بلند غرض میدان کارزار مین آکر ٹھہرے میدان آراستہ ہونے لگا ایک ساحر نے
جوش مین بڑھ کر سحر کیا ابر آیا پانی برستا ہوا نکل گیا ایک نے ایسا سحر کیا کہ ہواے تند چلی خس و خاشاک
کو میدان کے ہٹا دیا ایک سنگدل نے پتھر برسائے جو نخل حائل نظر تھے بلند و مرتفع سر بسر
تھے انکو کاٹ کر گرا دیا ایک ساحر نے بیلچہ کاری کا سامان کیا نشیب و فراز عالم کو ہموار
کر دیا غارون کو خس و خاشاک سے بھر دیا بعد آراستگی میدان صفوف آرائی ہونے لگی
میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ کمینگاہ طرفین سے درست ہوا نقیب ہاے بلند آواز کو
اشارہ ہوا گویون کے لڑکے ماہ تمثال خورشید جمال بھولی بھولی صورتین کلاہ زرین برسر
لباس رنگین زیب جسم انور ایک ایک انگوٹھی کان مین مثل ویکتا آن بان مین مثل لالہ
بھیرون کے سرون مین سرود بجائے اہالیان میدان کارزار وجد مین آئے گن گن کر
آوازین لگا مین ابیات | نقیبون نے ندی یک بیک صیہ | کر دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہی

سکندر نہ باقی رہا دہر مین
یہ دنیا سرا رنج وآفت کی ہی
مکانات عالی بنانے مین کیون
جگہ جو کہ آخر مین راحت کی ہی
بڑھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے
گھڑی دو گھڑی جو کہ زحمت کی ہی

یہ آئینہ ہی بات حیرت کی ہی
ہوے زر کے خاطر تو منعم خراب
عبث فکر انہین جاہ و حشمت کی ہی
شجاعو یہ میدان جنگاہ ہی
سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہی

مدد گر کو ہی وہ برا فریدون کہان
پڑی فکر انہین مال و دولت کی ہی
لحد کوئی اپنی بسنا تا نہین
جگہ امتحان اور جرأت کی ہی
قمر مہر خالق مین کر عمر صرف

یہ اشعار عبرت آمیز سنکر سب دلاور مست ہوئے سر جھکا کے

شکل ناپائداری دنیا آنکھون مین پھر گئی کلیجون پہ چھری چل گئی ہوا و ہوس دنیا بالکل دل نکل گئی ارادہ مصمم کیا کہ لڑین اور مرجائین اس عالم ناپائدار مین کچھ نام کرجائین کہ یکایک لشکر کلاب عقاب سوار سے فولاد مشت زن مرکب سحر بڑھا کر سامنے کلاب عقاب سوار کے آیا اجازت خواہ ہوا کلاب عقاب سوار نے جواب دیا کہ تمکو سامری وجمشید کے سپرد کیا جاؤ ساحران لشکر مہرخ کو للکارنا سرداران فوج کو چن چن کے مارنا اس بیحیا نے مرکب سحر اڑایا بکبر و نخوت تمام میدان مین آیا آواز دی جسکو تمنائے مرگ ہو میرے سامنے آئے کچھ نیرنگ بازی دکھائے شعر گران ہر کہ سا بار سر بہ تن است دکلیم علاجش بدست من است ۔ اس صدا کو سنکر سمت صف دست راست ملکہ مہرخ نے ملاحظہ فرمایا ملکہ عالم کا نور نظر پارۂ جگر جوان سعید شاہزادہ شکیل جادو نے فورا پایہ تخت کو بوسہ دیا عرض کی ای شاہنشاہ گردون بارگاہ اجازت میدان دیجیے حق مین میرے دعا کیجیے آرزو ہی یا تو سر کو قدم اقدس پر نثار کرون یا اس بیحیا مغرور کو مشکین باندھکر سامنے حضور کے لاؤن فرط مہر مادری رنگ ملکہ مہرخ متغیر ہوگیا فرمایا ای جان مادر تمھاری جدائی بہت شاق ہی یہ فولاد مشت زن ملعون بہت سخت ساحر ہی عرض کی باقبال حضور کا مقابلہ کریگا غلام کیا لڑیگا ملکہ نے مجبور ہو کے فرمایا بسم اللہ مالک حقیقی و رب تحقیقی حافظ و نگہبان ہی شکیل جادو بصد آرزو سامنے فولاد مشت زن کے آیا فولاد نے گولا آہن سحر کا جھولی سے نکالا شکیل پر بقہر و غضب تمام مارا شکیل نے ایک نشتر نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر اپنی زبان کا خون لیا جب گولا قریب آیا دونون ہاتھ پھیلا دیے کہا کہ تیرا بھوگ حاضر ہی وہ گولا گر پڑا

موم کا ہو کر ہاتھ میں آیا شکیل جادو نے اسی خون سے گولہ کو رنگین کیا آواز دی کہ او فولاد بد بنیاد لے تیرا تیر تجھ ہی کو کھائے بیگانہ ہمکو بھی گولہ اُسی کو مار اب وہ گولہ مثل شعلہ جوالہ بجانب سینہ فولاد وحشت زن چلا ہر چند سپر ... روکا مگر نہ رُکا سینہ پُر کینہ پر بیٹھا مہرۂ پشت کر توڑ کر پار ... گیا فولاد وحشت زن ... کے جلنے لگا آندھی سیاہ اٹھی تاریکی ہوئی بیرون سے آواز سنائی افسوس ہزار افسوس جسکا نام فولاد وحشت زن تھا لشکر اسلام سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی ملکہ مہرخ نے بھی فرمایا کہ ماشاء اللہ خدا نظر بد سے بچائے فلک کج رفتار روز سیہ دکھائے شکیل جادو واسطے تسلیم کے خم ہوا پھر ولولہ شجاعت میں نہیب دی ای فرقہ باطل پرستان جو ... اپنی زندگی سے بیزار ہو مصروف کارزار ہو لیکن ہفت ساحران زبردست ... سے کہ اب عقاب سوار کے نکلے ہاتھ سے شکیل جادو کے واصل جہنم ہوئے جس وقت کہ ساتوں ساحر شکیل کے ہاتھ سے مارے گئے کہ اب عقاب سوار کو غصہ آیا ... کرگدن سحر کو جانب میدان کارزار بڑھا اور مثل دیو کے چنگھاڑتا ہوا قریب شکیل پہونچا پہونچتے پہونچتے ایک روئی کا گالا جھولی سے نکالا چند قطرات آب اسپر ڈالکر ایسا افسوں پڑھا کہ وہ روئی کا گالا ایک لکہ ابر بنکر جوں جوں اونچا ہوتا تھا دیکھنے والے کہتے تھے یہ ابر ہے کہ خدائے برو بحر کا قہر ہے یا اژدر زہر ہے خدا آبرو شکیل کی بچائے اگر یہ ابر برسے گا کشت سرسبز حیات ساحران لشکر مہرخ کو جلا کر خاک کریگا چشم زدن میں ایک ایک قطرہ اسکا ہلاک کریگا یکایک وہ ابر محیط عالم ہوا ہر چند کہ شکیل نے بہت رد کرنے ابر ... جستجو کی لیکن کچھ نہ ہوا آبرو بچانا دشوار ہوا اسقدر ابر برسا کہ زمین پر مثل دریا ہے ... پانی کی طغیانی ہوئی کشتی حیات شکیل طوفانی ہوئی یعنی ایک نہنگ سیہ رنگ اُس دریا سے پیدا ہوا اور طرف شکیل کے جھپٹا یہ شناور دریائے جرأت و آشنائے قلزم جلالت تیغہ کھینچکر مرکب سے کود پڑا چاہا کہ تیغۂ سحر کا ہاتھ لگاؤں اس نہنگ کے منھ سے ایک حباب نکلکر کلائی پر شکیل جادو کے پڑا تیغ ہاتھ سے چھوٹ کر دریا میں گری مثل کشتی سامنے سے بہتی ہوئی نکل گئی شکیل نے ہر چند کوشش کی مگر وہ نہنگ اس گوہر بحر خوبی کو نگل گیا اور غوطہ مار کر اسی دریا

تلاطم مین غائب ہوا کلاب عقاب سوار شکیل سے فرصت پاکر اور زیادہ جوش مین آیا مثل رعد گرجا لشکر اسلام پہ برس پڑا یعنے ابر و دریاے سحر کو کل لشکر مہرخ پر اشارہ کیا ابر آسمان سے برسنے لگا دریا سے طوفان اٹھا ملکہ مہرخ اور ملکہ بہار وغیرہ نے دیکھا ہزارہا بندگان خدا دریاے سحر مین ڈوبے سر مثل حباب تیرتے پھرتے ہین وہ تلاطم ہی کہ ہر ایک کا ہوش گم ہی دریا تو اس جوش پہ ہوا ابر مین یہ اثر ہی کہ جسپر قطرۂ آب گرتا ہی پانی ہوکر بہ جاتا ہی پناہ پانی اہل لشکر مہرخ کو مشکل ہی ادہر دریا کا کنارہ نایاب ہی اُدہر سر پر بارش باران سحاب ہی کیونکر جان بچائین آفت ہاے ارضی وسماوی نازل ہی کہان جائین ناخداے کشتی عالم کے سوا کون بچائیگا اس طوفان موج خیز مین وہی کام آئیگا یہ ہنگامہ جو ملکہ مہرخ وغیرہ نے ملاحظہ کیا اپنی اپنی سواری سحر سے سب سردار اُترے اور دریا اور ابر پہ سحر کرنا شروع کیا نہنگان خون آشام کو جلایا مچھلیون کو قتل کیا ملکہ مہرخ نے طرف رعد و برق کے اشارہ کیا برق تڑپ کر ابر پہ گری چمک کر ابر کے ٹکڑے اُڑا دیے پانی برسنا دم بھر مین موقوف ہوگیا رعد نے قریب دریا کے جاکر ایک چیخ ایسی ماری کہ خوف سے دریا کا کلیجہ پھٹ گیا ایک ہی آواز مین دریا سمٹ کر پیچھے ہٹ گیا گل گرداب چشم پُر آب بنگئے حباب نہنھے آنکھون پر اُس قلزم زخار کے ورم آگیا تھا مچھلیون کا کلیجہ تھرا رہا تھا ملکہ مہرخ و بہار نے بھی کچھ ماش کے دانے پڑھ پڑھ کے دریا مین ڈالے جسکی ہیبت سے دریا غائب ہونے لگا کلاب عقاب سوار قہر و غضب مین آیا مثل خوک صحرائی چلایا کل لشکر کو آواز دی لینا یہ باغی نجانے پائین دشمنی کا شہنشاہ کی پھل پائین یہ کہکر سحر کرتا ہوا مع فوج شقاوت موج لشکر ملکہ مہرخ پر جا پڑا ملکہ مہرخ تخت پر سوار ہوئین نقارون پر چوب پڑی علم ہاے زرین کے پھریرے کھل گئے دونون لشکر مثل آب شور و شیرین و برنگ شب و روز آپسمین مل گئے گولے اُچھلنے لگے ترنج چلنے لگے نخل ہاے صحرائی مثل شمع کافوری جلنے لگے ایک سمت آکر ملکہ بہار نے گلدستہ سحر مارا پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا پایا اُٹھا کر سونگھا رنگ رو متغیر ہو ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری ظاہر ہوئی اشعار عاشقانہ پڑھنے

طرف ملکہ بہار گلعذار کے دوڑے ابیات

نہ کسیکی زلف سے کام تھا نہ کسیکا گیسوئے ام تھا	مجھے تو فراغ مدام تھا مگر ابکی تیغ مین آ گئے
کھڑے پوچھتے ہو میں یہ کسیلئے گرے عاشقونکے تو ہین سر	انھین بستی والون کے تھے جگر جو تمھارے داغ اٹھا گئے

کسی کا گریبان چاک کسی کے منھ پر خاک آثار عشق چہرہ سے ہویدا گل رخسار بہار کا شیدا اُس بیقراری مین یہ پکارتا تھا کہ اے غنچۂ نودمیدہ باغ خوبی و اے سرو رعنائے چمن محبوبی ہم اسیر طرۂ گیسو و فریفتۂ خنجر ابرو نگاہ مہر و وفا کے طالب ہین سب عاشقون پر محبت مین غالب ہین بر اے باغبان قضا و قدر یک نظرے خوش گذرے ملکہ بہار جادو مسکرا کر انکو جواب دیتی تھین اگر ہمارے عاشق صادق ہو تلوار کھینچو اپنے گلے پر رکھو دیکھین کیونکر مرتے ہو دل دادہ نگاہ سحر آگین یہ کلام رنگین سنکر تیغ و خنجر کھینچکر اپنے اپنے گلون پر رکھتے تھے موت کے مزے چکھتے تھے چہرے زرد مثل برگ خزان دیدہ زمین پر پڑے تھے ایک طرف رعد و برق نے لشکر کو تباہ کیا تھا یعنی رعد نے کانون پر ہاتھ رکھکے آواز لگائی منم رعد جادو و برق جادو مادر رعد آسمان پر چمک رہی تھی جسکی آواز سنی فوراً تڑپکر گری کسی سو کو کاٹ کر پھر بلند ہوئی ایک سمت ملکہ سرخ مو کاکل کشا بصد ناز و ادا سطوت سے مصروف جنگ ہی کہ پنجۂ نگارین سے کاکل مشکین کو تھام کر جنبش دی معلوم ہوا کہ مار سیاہ لہرایا آنکھون مین لشکر عدو کے اندھیرا چھایا اس تاریکی مین ملکہ سرخ مو لشکر عدو کو پامال کر رہی ہین اسی طرح سب سرداران نامی اپنے اپنے سحر سے آفتین برپا کر رہے ہین دم جرات کے بھر رہے ہین کلاب عقاب سوار نے جب یہ معرکہ قیامت خیز دیکھا اپنے کرگدن سحر کو فوج سے ہٹایا ایک گوشہ مین آیا زیر سایۂ نخل ٹھہر کر جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک چراغدان مع چومک نکالا بجائے روغن اُس چومک مین اپنا خون ران کا کاٹ کر ڈالا کچھ بال سر کے نوچے اُنکی بتیان بنائین پھر روئی جھولی سے نکالی بالون کو اسمین لپیٹا آساری کہکر ایک چیخ ماری چارون بتیان مثل شمع کافوری روشن ہوئین اب چراغدان کو ہاتھ مین لیکر بلند کیا میدان مین ایک شعلہ چمکا جب اسکی ضو پھیلی سرداران لشکر ماہرخ کے چراغ عقل گل ہوئے شب تاریک بخت نارسا نے یہ اندھیر مچایا دن دہاڑے روز سیہ دکھایا سحر فراموش ہونے لگے خود بخود بدحواس ہو کر اہالیان لشکر ماہرخ پیچھے ہٹے یا تو قصد تھا کہ لشکر کفار

کو مارین اور بڑھ بڑھ کر انکو للکارین یایکایک تاثیر روشنی چراغ سے مثل شعلہ کے تھرائے گھوڑے
سرداروں کے پھڑکنے لگے ساحر مثل ماہی بے آب زمین پر گر کے پھڑکنے لگے ابیات

عجب گردش چرخ کجباز ہی
کہین سوز ہی اور کہین ساز ہی
کہین جاہ و دولت کا سامان ہی
کوئی مثل گیسو پریشان ہوا
کسی جا ہی شادی تو ماتم کہین
کہین چہچہہ چشم پرنم کہین
کسی نے رکھی سر پہ ترچھی کلاہ
سراسر کوئی ہو رہا ہی تباہ
کوئی ہجر ساقی مین ساغر بدست
کوئی بادہ کبر و نخوت سے مست
کوئی صاحب دولت و تاج ہی
کوئی دانے دانے کو محتاج ہی
شگفتہ ہوئے غنچہ و گل کہین
تڑپتی تھی بیتاب بلبل کہین
ہوا فوج مہرخ مین یہ انقلاب
بڑھا لیکے لشکر وہ خانہ خراب
کلاب سیہ بخت تھا باغ باغ
لیے ہاتھ مین اپنے روشن چراغ
اسے فہم کامل تھی اور ہوش تھا
ادھر سحر سب کو فراموش تھا
قمر سرنگون ہون اسی غور مین
بچے جان اس چرخ کے دور مین

جبکہ ملکہ مہرخ و ملکہ بہار وغیرہ کل سرداران نامی سے جو
یہ آفت دیکھی فوراً سپرین سحر کی بناکر اپنے چہرون کے آگے قائم کین کہ عکس چراغ ہمپر
نہ پڑجاے چراغ سے کہین آنکھ نہ لڑجاے مگر اس حال پرملال مین دفع سحر کرنا محال ہوا
چشم زدن مین لشکر مہرخ کا یہحال ہوا کہ ہر پیر و جوان کی زبان سے صداے الامان بلند ہی
ہر ایک خرد و کلان اس آفت سے دردمند ہی ضو چراغ کی پھیلی ہی دود غلیظ سے تاریکی بڑھتی
جاتی ہی ادھر لشکر کلاب عقاب سوار پامال کرتا ہوا چلا آتا ہی ایک طرف سے کلاب اپنی
سرکشی دکھاتا ہی یعنی ایک بلند ٹیکرے پر کھڑا ہی ایک ہاتھ مین چراغ لیکر بلند کرکے دکھاتا
ہی ایک ہاتھ سے گولہ سحر کا لگاتا ہی اسوقت اس بدحواسی و پریشانی مین سرداران لشکر اسلام
نے بیقرار ہو کر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ اے چارہ ساز بیچارگان واے نادر
بیکسان ارحم الراحمین رب العالمین جلد دور کر اس بلا کو رد کر نظم موافق مضمون مقام ہذا

خداوندا شبم را روز گردان
چو روزم اندر جہان فیروز گردان
شبے دارم سیہ چون بخت امید
درین شب رو سفیدم کن چو خورشید
توئی یاری دہ فریاد ہر کس
بفریاد من فریاد خواہ رس

بہ عنایت رب اکبر تیر دعا ہدف مراد تک پہونچا یعنی سب نے دیکھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک تخت
ہوا پر اڑتا ہوا آتا ہی اسپر افراسیاب سوار تاج شہریاری بر سر زیور جواہر جسم پہ آراستہ

موتیون کے ہارے گنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلو بسبد آرزو آوازدیتا ہوا کہ ای قوت بازو سے
مین کیا لکھنا مہرخ وغیرہ یا تو جان بچانے کی تدبیرین کچھ کچھ سحر پڑھ رہی تھین یا افراسیاب کو
دیکھکر خوف کا یہ جوش ہوا کہ جو سحر یاد تھا وہ بھی فراموش ہو چلا کہ جان بچاکر نکل جائین مگر شرم
دد لاوری مانع ہوئی ہر چند قلب ٹھرایا کلیجہ منھ کو آیا مگر میدان جنگاہ کو نہ چھوڑا جان دینے سے
منھ نہ موڑا یہان تخت افراسیاب قریب کلاب عقاب سوار آ کر اترا کلاب نے جھک کر
سلام کیا افراسیاب نے سر سینے سے لگا لیا اور کہا کہ ای برادر مین باغ سیب سے کتاب جاری
مین تمھاری جرأت اور شوکت دیکھ رہا تھا اول تنے ابرو دریاے سحر بایان باغیون نے
جوش مین آکر اسکو مٹایا شکیل کا گرفتار ہونا بھی مین نے دیکھا اسکو گرفتار کرکے کیا کیا قتل کیون
نہ کر ڈالا اُسنے تمھارے سردار مارے ایسے سرکش کو کیون زندہ رکھا کلاب نے عرض کی
ای شہنشاہ وہ مسحور میرے خیمہ مین بیہوش پڑا ہی مین نے خیال کیا سب کے ساتھ اسکو بھی
قتل کرونگا یہ چراغ بزرگون کے زمانہ سے ہی جب کوئی برا وقت آتا ہی تب روشن کیا جاتا ہی
بجاے روغن خون جسم کا اسمین جلتا ہی اسکے روشن کرنے مین شعلہ آتش منھ سے نکلتا ہی مگر
ان نمکحرامون نے ایسی سرکشی دکھائی کہ تاب نہ آئی افراسیاب نے کہا تیرا مثل کہان ہی
سحر سامری کا نمونہ عیان ہی مگر وہ دیکھو سامنے بہار و مخمور سحر کرتی ہوئی بھاگی جاتی ہین تم بھی
آگاہ ہو جبدن سے بہار اپنی بہن سے لڑ کر نکل آئی میرے باغ مین سنا ہی مخمور کی جدائی
بادہ رنج وغم کا خمار ہی گویا نشہ کا اُتار ہی ان دونون کو جلد گرفتار کرے کلاب نے پوچھا ای
شہنشاہ کہان افراسیاب نے کہا وہ جاتی ہین جیسے ہی کلاب نے پلٹ کر اسطرف دیکھا
پہلو سے آواز آئی باش او بچیا منم شہنشاہ در عیاری نعرہ دگر دو عمر دم کہ کلہ از سر قیصر ببرم
رنگ از رخ تخنگ بداختر ببرم | در مجلس خسروان بجز گردم ساقی | تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم
یہ نعرہ کرکے خنجر لیٹ کے مارا اس پہلو پر پڑا اُس پہلو کو توڑ کر نکل گیا کلاب ہاے کہکر زمین پر
گرا آسمان برابر تیرہ و تاریک پیدا ہوا سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی کہ مارا مجھکو
کہ نام میرا کلاب عقاب سوار تھا عمرو نے گرتے گرتے تاج اُسکے سر سے لیا لباس بھی اُتارا
قصد عمرو کا تبل تھا کہ اس چراغ کو لینگے اور اپنے خیمے مین روشن کرینگے کوئی ہمارے خیمہ مین ۱۰

نہ آسکیگا اسباب ہمارا نہ اٹھا سکیگا اندھا ہوجائیگا ٹٹولتا پھریگا مگر اسکے مرتے ہی وہ چراغ جلکر
خاک ہوگیا خواجہ ٹیکرے سے کود کر بھاگے مہرخ اور بہار نے دیکھا کہ عین وقت پر خواجہ نے آگر
گلاب عقاب سوار کو مارا کیا کمال کیا یہ دیکھتے ہی دل قوی ہوا لشکر گلاب پر حملہ کیا گویے
تیغ نارنج سحر کے چلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے وہاں شاہزادہ شکیل کہ خیمہ گلاب میں بیہوش
پڑا تھا سحر میں اس بچپائے مبتلا تھا اسکے مرنے سے خود بخود ہوش آیا غصہ میں اٹھا نگہبان دوڑے
بچا ہا مگر شکیل نے چند سنگریزے اٹھا کر مارے کئی سَو کے سر پھٹ گئے گر کر زمین پر گرے سحر شکیل
سے جلکر خاک ہوئے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوئے اسی طرح لڑتا ہوا بیرون خیمہ آیا دیکھا ہنگامہ
رزم گرم ہے فوج گلاب پر آفت برپا ہے سرداران مہرخ کے نعرے بلند ہیں لشکر گلاب بھاگنے
پر آمادہ تھا مثل مشہور ہے لشکر بے میر فقیر بے پیر تکیہ بے فقیر ترکش بے تیر بیکار ہیں آخر ملازمان
گلاب تاب مقابلہ سرداران مہرخ نہ لائے بمشکل تمام لاشہ گلاب اٹھایا اور ایک کھٹے پر
ڈال لیا روتے پیٹتے خاک اڑاتے طرف باغ سیب کے روانہ ہوئے یہاں اہل اسلام نے خیمہ
و بارگاہیں لوٹ لیں اپنے قبضے میں کیں خزانہ بہت سا ہاتھ آیا ایک ایک ساحر کو اسقدر
انعام ملا کہ غنی ہوگیا نوبت و نقارے بجاتے ہوئے سرداران نامی مع ملکہ مہرخ سحر چشم
داخل بارگاہ ہوئے گمیدان رسالدار اپنے اپنے مقام پر کمریں کھول کھول کر اترے سجدہ شکر
پروردگار بجالائے جہت دفع شکوک سامعین تحریر کیا جاتا ہے کہ جس تخت پر خواجہ عمرو سوار
ہوکے آئے تھے وہ تخت انکو ملک زبرجد نگار سے ہاتھ آیا ہے حکما نے واسطے زبرجد شاہ کے
بنایا تھا واضح ہو کہ زبرجد شاہ خدائی کرتا تھا و بامہ جادو بہت بڑی ساحرہ تھی اسنے سامان
خدائی زبرجد شاہ درست کردیے تھے ایک قصر معلق بنایا تھا اسمیں زبرجد شاہ رہتا تھا صبح کو
اس تخت پر سوار ہوکر بصد کر و فر تخت کو اڑاتا ہوا دربار میں آتا تھا سبکو جاہ و جلال دکھاتا تھا
خواجہ نے بڑے زور و شور سے عیاری کرکے اپنے تئین قصر معلق پر پہونچایا تب یہ تخت
ہاتھ آیا جب زبرجد شاہ کو گرفتار کرکے داخل کرلیتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں کہ میں زیر قصر
معلق کیونکر جاؤں اسی حیرانی میں ملاحظہ فرماتے ہیں کہ پایہ تخت میں ایک تختی نصب ہے اسمین
مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص اسپر سوار ہو بلندی پر جانا منظور ہو تو اکثر اسمین کلیں نصب ہیں گردان

کل کے اوپر ہاتھ رکھتے ہی تخت بلند ہوتا چلا جائیگا اگر چاہے کوئی کہ اُس کل پیچی ہو تو اس طرح اس
کل کو دبائے نیچے اُتر آئے غرضکہ سب طرح کی صورتیں اسمین مرقوم تھیں جیسے خواجہ نے اس تخت کو
پایا ہی بوقت ضرورت اسپر سوار ہوتے ہین داستانین بالتصریح دفتر ایرج نامہ مین موجود ہین انشاء اللہ
الرحیات مستعار باقی ہی تو بخاطر فیض عاطر جناب منشی نولکشور صاحب بملاحظہ ناظرین باتمکین
پیشکش ہونگی اور دوسرے اگر شاید ناظرین خیال فرمائین کہ سحر چراغ کلاب عقاب سوار نے
خواجہ پر کیون نہ تاثیر کی سر پر خواجہ عمرو کے کلاہ حجاب الابصار تھی خاصیت اسمین یہ ہی کہ
سحر صاحب کلاہ پر تاثیر نہین کرتا سوا ضرورت شاقہ کے صاحبقران نے قسم لیلی ہی کہ
بلا وجہ اسکو سر پہ نہ رکھنا اسوقت اُسکو پہنکر بصورت افراسیاب آئے تھے فی الجملہ یہ فتح
بعیاری خواجہ عمرو بفضل رب اکبر حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی ملکہ مہرخ سر پر جہانبانی
پر آکر بصد فر و تمکین جلوہ فرما ہوئین دربار گرم ہوا محفل عیش کی تیاری ہوئی رقاصان پریچہرہ
آکر رقص کرنے لگے ساقیان حور رخسار جام بادۂ گلنار لیکر میکشون کو مسرور کرنے لگے کہ دیکھا
یکایک خواجہ عمرو بصد کر و فر مع مہتر برق فرنگی و جانسوز و ضرغام شیر دل و مہتر قران
نامدار و چالاک بن عمرو داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے تمام شاہزادیان واسطے تعظیم
و تکریم کے اپنی اپنی جگہ سے اُٹھیں خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار پر بیٹھے عیاران نامی اپنے
اپنے عہدون پر بتمکین بیٹھے سردارون نے شکریہ خواجہ ادا کیا ملکہ مہرخ نے خلعت فاخرہ
کشتی مین لگا کر سامنے پیشکش کیا خواجہ عمرو شگفتہ نہوئے مُنہ پھُلائے بیٹھے رہے ملکہ مہرخ نے
دستبستہ عرض کی کیون خواجہ خیر تو ہی عمرو نے سر جھکا کر کہا کہ ملکہ مین لٹ گیا ایک مہاجن نے
معتبر جانکر دو صندوقچہ دیئے تھے واسطے فروخت کرنے کے وہ میری کمر سے لگے تھے اسوقت جلدی مین
عیاری کرنے آیا اس بیچارے کا مال دونون صندوقچے کمر سے گر گئے اب اُس مہاجن سے بڑی تکرار ہوگی ملکہ
مہرخ کچھ سمجھکر ہنسین عرض کی ہم سب طرح پر حاضر ہین جسقدر حکم ہو پیشکش کرین خواجہ عمرو نے سر جھکا کر
فرمایا اُسکی تعداد غیر ممکن ہی آپ لوگ اپنے موافق مقدور کے جو کچھ دیجئے اُسکو لیکر بھجاونگا آئندہ جو
باقی رہیگا محنت و مزدوری کر کے ادا کرونگا اعتبار مین فرق نہ آنے دونگا غرض کل سردارون نے نذر کثیر
بصد و فر منگا کر سامنے خواجہ کے حاضر کیا زر سرخ و سفید کو دیکھکر چہرہ خواجہ کا شل کندن کے دمکنے لگا

ہنسکر فرمایا مجھے کیا تم سب صاحبون سے انکار ہے یہ کہکر وہ سب نذر کنیز نذر زنبیل کیا ملکہ مہرخ نے باآداب عرض کی آج خدا نے زندگی دوبارہ کی وقت عیش و سرور ہے اگر خلاف خاطر مبارک نہو سرفراز فرمایئے نے بجایئے بخدا علم موسیقی مین آپ شہرۂ آفاق ہین کان سب کے صدائے الحان داودی کے مشتاق ہین خواجہ کا بھی اسوقت دماغ بادۂ ناب سے گرم تھا نازنینان پریچہرہ شیرین ادا گلعذار مہ رخسار صحبت مین حاضر تھین دور جام مے گلفام بے دغدغہ گردش ایام چل رہا تھا بادہ کشان خمخانۂ عشرت کا حوصلہ نکل رہا تھا ایک سمت کنیزان ملکہ بہار بصد ناز و انداز مثل طاؤسان طناز سرگرم خرام ناز تھین

ایک اک انمین شوخ دیدہ تھی
پردہ ناموس کا دریدہ تھی
ایسی بے چین ایسی گرما گرم
برق و سیماب کو بھی آوے شرم

خواجہ نے اس جلسہ کو دیکھکر دست دعا اٹھائے اور یہ دعا دی کہ ای بہار پیرائے عالم بصد لطف و کرم اس باغ پر بہار کو باد خزان سے بچانا پھر کبھی ایسا روز سیہ نہ دکھانا پھر بصد خوشی جیب سے نے نکالی سازندون کی جانب متوجہ ہوئے کہ تم سبھون کی آس ہے روح نانسین کا پاس ہے جلد ساز ملاؤ ہمارے قریب آؤ لیکن خیال رکھنا ہمسے الگ نہونا فورًا کاروانان علوم موسیقی نے ساز ملائے خواجہ نے نے کو پھونکا اول اس بند کو مصنف کے شروع کیا مخمس

غم مطرب پسر سے قصر دل آباد کرتے ہین
دل نالان کے نالون سے طبیعت شاد کرتے ہین
ترانے مثل بلبل ہم نئے ایجاد کرتے ہین
کسی محبوب کی بزم طرب کو یاد کرتے ہین
برنگ نے ہمارے استخوان فریاد کرتے ہین

صدائے نے جو بلند ہوئی آواز حزین سے سامعین کو غش آنے لگے دل بھر آئے قلب تھرائے آنکھون سے اشکون کا تار بندھا پھر عمرو نے جوش مین آکر یہ غزل بجائی

غزل

مجھکو جس دل کی شکایت تھی کہ قابو مین نہین
اب تڑپتا ہون اکیلا وہ بھی پہلو مین نہین
ہجر کی شب آئی تھین کتنی بلائین کچھ نہ پوچھ
اسقدر تھین جتنے بل بھی تیرے گیسو مین نہین
داغ عشق یار کو اپنا نہ سمجھے دل کبھی
رنگ کہتا ہے وفا اس پھول کی بو مین نہین
کہتے ہین وہ اپنے انداز آئینہ مین دیکھکر
آج کچھ میری طبیعت میرے قابو مین نہین
بے اثر دونون ہین گو اپنے دم سرد اشک گرم
پھر بھی ہے جو آہ مین گرمی وہ آنسو مین نہین
تو چھپائے لاکھ جب چھپنے بھی دے دل کی تڑپ
دل ہے عاشق کا یہ مچھلی تیرے بازو مین نہین

بیٹھتے ہی پاس مجکو آپ سے باہر کیا	غیر کے پہلو میں ہو تم میرے پہلو میں نہیں
خود گلا کاٹو گے اپنے زخمیوں کو دیکھ کر	تم مجھے زخموں کی ادا وہ ہی جو ابرو میں نہیں
تم ٹپکتے دیدہ کی حسرت کو کیونکر دیکھتے	آنکھ سے گر پڑنے کی خصلت اس آنسو میں نہیں
دلکو صدمے کیسے کیسے دل کی الجھن نے دیے	یاد گیسو کے وہ جھٹکے ہیں جو گیسو میں نہیں
وصل میں بھی ناگوار انکا نکلنا ہی جلال	کیا کہیں ارمان دل کے اپنے قابو میں نہیں

یہان تو یہ صحبت عیش و نشاط آراستہ ہے جلسہ جما ہوا ہی مگر اب دو کلمہ داستان **افراسیاب** کے بیان کیے جاتے ہیں انشاء اللہ ناظرین اس داستان حیرت بیان میں لطف تازہ پائینگے مصنف کو بدعاے خیر یاد فرمائینگے **افراسیاب جادو** باغ سیب میں آیا ہی چونکہ قتل اسد غازی کا ارادہ کیا تھا اسوجہ سے ملکہ **حیرت** بھی مع وزرا امرا مع شاہان طلسم اس مقام پر موجود تھی **افراسیاب** حیرت جادو سے کہا ہی **کلاب** عقاب سوار مقابلہ میں باغیون کے گیا ہی کاشانکر سبکے دل میں کھٹکیگا وہ راہ افسون گری سے نہ بھٹکیگا تمھاری ہمشیرہ صاحبہ بھی گرفتار ہوکے آتی ہونگی اب مجھسے اُنکی سفارش نکرنا خبردار کچھ گذارش نکرنا آتے ہی ایک ایک کو قتل کرونگا انکو نافرمانی کی سزا دونگا یہ سُنکر **حیرت** کا چہرہ لال ہوا غصہ سے عجب حال ہوا فرط غیظ و غضب سے ہونٹھ کانپنے مُنھ سے بات نہ نکلتی تھی ضبط کرکے جواب دیا کہ واہ شہنشاہ بموجب مثل دھوبی سے نجیتے گدھے کے کان اُمیٹھے میں نے خود کیسے کیسے رنج اُٹھائے ہیں ان لوگون سے کیا کیا صدمے پائے ہیں جو میں اُنکو قتل سے بچا ونگی اسی اثنا میں شور گریہ وزاری بلند ہوا حیرت نے گھبرا کر اوچھا دیکھو یہ کیا ماجرا ہی کون روتا پیٹتا ہی کنیزین واسطے خبر کے اُٹھی تھیں یکایک دیکھا کہ ملازمان **کلاب** عقاب سوار نالان و زار لاشہ اپنے مالک کا لیے ہوئے سامنے **افراسیاب** کے حاضر ہوئے پکارے دہائی شاہنشاہ کی **افراسیاب** نے پوچھا ارے کیا ہوا عرض کی سبھون نے حضور ہمارا مالک اس زور و شور سے لڑا کہ باغیون پر اس جلدی میں کبھی کوئی غالب نہ آیا ہوگا اول ابر و دریاے سحر بنایا اُس سحر کو انکو اُنھون نے باطل کیا اس وقت ہمارے نے چراغدان سحر نکالا کہ جو کئی سال میں پوجا پاٹ کرکے بدقت تمام بنایا تھا جلایا عوض روغن کے اپنا خون صرف کیا اُسکے خوف سے سرداران لشکر مہرخ کو سحر فراموش ہوا کل لشکر نے بھاگنے

کا قصد کیا کیونکہ سحر کا ایک حرف کسی کو یاد نہ تھا ہمارے مالک ایک ٹیکرے پر کھڑے ہوئے چراغ
دکھا رہے تھے دشمنان تیرہ بخت کو جلا رہے تھے اب خطا معاف ہو تو حقیقت بھی عرض کریں
لیکن جان کی امان پائیں تو زبان پر لائیں افراسیاب نے کہا ہاں کیوں نہیں کرتے
اسمیں معافی خطا کیسی تمھاری ایسی ہیسی سب تو نہ بول سکے لیکن دو چار سردار جو زیادہ گستاخ
تھے وہ دست بستہ آگے بڑھے عرض کی کہ ای شہنشاہ ہمارا مالک تو غالب آچکا تھا یکایک
حضور کا تخت نمایاں ہوا اُسی ٹیکرے پر پاس کلاب عقاب سوار کے حضور اُترے ہمنے دور
سے دیکھا کہ پہلے کچھ باتیں ہوئیں یکایک حضور نے غصہ میں آکر للکارا۔ کلاب کی کوکھ پر خنجر مارا
وہ تڑپکر گرا آپ سحر کرکے غائب ہو گئے خداوند انصاف فرمائیے غلاموں سے نہ چھپائیے وہ تو قوت
بازو تھا زینت پہلو تھا کیا کسی زمانہ میں اُس سے کچھ خلاف طبع واقع ہوا تھا جسکے عوض میں حضور نے
یہ انتقام لیا اگر ایسا ہی تھا بعد فتح جنگ سزا دی ہوتی یا قید کا حکم دیا ہوتا جرمانہ کیا ہوتا سلطنت
سے معزول کرتے شہنشاہ ایسا غصہ جان ہی سے مار ڈالا خوب نمکخواروں کو جانفشانی کا فرا ملا اب
ہم سب بہر حال بغاوت مہرخ و بہار وغیرہ بھی ظاہر ہوا کہ جان و آبرو کے خوف سے نکل گئے ایک
غیر شخص غریب الوطن کے شریک ہوئے یہ باتیں سُنکر افراسیاب شل مار دم بریدہ کے غصہ سے
بل کھانے لگا قہر و غضب میں تھرانے لگا غیظ سے چہرہ سُرخ ہوا کف مُنھ میں بھر آیا بقہر و غضب
تمام جواب دیا کہ او بیحیاؤ نامردو بے وقوفو اندھو یہ کیا واہیات بکتے ہو نابدولت تو سحر سے بیرون
باغ تک بھی نہیں تشریف لیگئے میں نے اُسکو کیونکر مارا میرا چچازاد بھائی تھا ہر چند نالائق تھا
مگر کرور ہا روپیہ خرچ کرکے سحر سکھایا علم نیرنجات پڑھایا دیکھنے میں موٹا تازہ تھا لیکن مجھسے بہت چھوٹا
تھا اُسپہ میرا ہاتھ کیونکر اُٹھتا اور سردار تو خاموش ہو گئے لیکن طار جادو کہ سپہ سالار لشکر
کلاب تھا اسکو تاب نہ آئی قبضہ پر ہاتھ ڈال کے عرض کی کہ آپکے ارشاد کو کون جھوٹ کہے
صاف تو یہ ہے کہ تین لاکھ فوج نے ہماری دیکھا اپنی خرابی اپنی زبان سے کہینگے خداوند سامری
و جمشید سے آپکے ظلم کی فریاد کرینگے یہ سُنکر افراسیاب نے بقہر آواز دی ان سبکو جو بتان مارے
ان زبان درازوں کی ناکیں کاٹ لو کہ نابدولت کو جھوٹا بناتے ہیں میرے بھائی کا مجھکو قاتل بتاتے
ہیں غلامان افراسیاب اپنے مقام سے اُٹھے تلواریں پکڑکے قولیاں کمر سے لگانے لگے

اُن سب کی ناکین کاٹ لین جب تو طرار جادو نے بھی اسباب سحر نکالا تیغہ سحر برق مثال کھینچا
ساتھ والون کو آواز دی کہ یارو اب نکٹے ہوگے یا جان دوگے مین اس سے لڑ بھڑ کر مر جاؤنگا
ناک نہ کٹواؤنگا یارو کیون حیران ہو جانبازی کرو کہ اس ناک کاٹنے والے کو بھی کان ہو پھر کبھی
کسی سپاہی شریف سے ایسے کلمات نامعقول نکرے آپ ہی حرامزادے نے ہمارے مالک کو
مارا ہی ہم جو جان بچا کر آئے ہین تو ہماری ناک کاٹنے کا حکم دیتا ہی یا خداوند سامری و جمشید تم پر روشن
ہی کہ ہم لشکر مہرخ سے کیسے لڑے دشمنون سے کیسے معرکے پڑے یہ بیداد گر ہم پر ستم کرتا ہی زبردستی
ہماری آبروریزی کا درپے ہی ساتھ والون نے آواز دی ای افسر ہمارا تیرا ساتھ ہی تیرا دامن
دولت ہی اور ہمارا ہاتھ ہی جہان تیرا پسینہ گریگا وہان ہم سب لہو گرائینگے ہرگز ہرگز ناکین نہ کٹوائینگے
یہ کہکر حربۂ سحر ہاتھ مین لیے غلامان افراسیاب پر جا پڑے آگے سے طرار ناہد اعقب مین
یہ فوج بیشمار غلامان افراسیاب سے ترنج و نارنج گچھے پیکان کے چلنے لگے مرنے والے نوبت
بُرے ہوتے ہین ایک چشم زدن مین پانچ ہزار غلامان افراسیاب مارے گئے سو بھی کام آئے
اب طرار نے چاہا کہ باغ سیب سے لڑ بھڑ کر نکل جاؤن بس افراسیاب نے یہ کیفیت دیکھکر طرف
آسمان کے اشارہ کیا ایک لکۂ ابر مختصر گھر کر آسمان پر آیا پانی برسنے لگا برق چمکنے لگی رعد گرجنے
لگا جس پر قطرہ پڑا بیہوش ہو کر زمین پر گرا افراسیاب کے سحر کی کون تاب لا سکتا تھا جب وہ سب
بیہوش ہوگئے ملازمون کو حکم دیا کہ ان سبکی مشکین باندھ لو طوق و زنجیر مین مسلسل کرو ہوشیار
کرکے انکو ہمارے سامنے لاؤ اب جو اُن سبکی آنکھ کھلی سحر فراموش تھا ضعف و نقاہت کا
جوش تھا اپنے کو قید پایا افراسیاب نے آواز دی کیون نمک حرامو اب کہو تمھارا کیا حال کرون
طرار سے پھر بھی ضبط نہو سکا جواب دیا کہ نمک حرام تو ہی شہنشاہ لاحین اپنے ولی نعمت کو جسنے تجھکو
خاک سے پاک کیا اُسی کو مکر سے گرفتار کرکے طلسم ہوش ربا پر قبضہ کیا اب شہنشاہ بن بیٹھا ہی ہمکو
نمک حرام کہتا ہی اب تیرے قبضے مین ہین قتل اور غیر قتل کا تجکو اختیار ہی یہ سنکر افراسیاب نے
اشارہ کیا کہ جلد بیرون باغ سیب میدان مین نخلی کی تیاری کرو ان چرب زبانون کو دارون پر
کھینچو کہ سرکشان طلسم کو عبرت ہو نام ہمارا شوکت ہو ملازم افراسیاب کشان کشان
بیرون باغ لائے دارین استادہ ہوئین جلادان مریخ خصلت تیغہا برہنہ لیے ہوئے سامنے

آئے کسی کو زیدو ار لائے کسی کے واسطے چبوترے ریت کے بنائے ایک جلاد نے ہاتھ پکڑ کر طرار کا کھینچا تیغۂ زہر آلود کھینچ کر سر پر آیا اسوقت طرار کا یہ حال تھا آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے چہرہ اُداس عالم یاس دل سے کہتا تھا کہ ای مورخ دعمرو کے خدا اگر ہم اس قتل سے نجات پائیں سامری و جمشید پر لعنت کریں عمرو کے شریک ہو جائیں وہ بیشک جوہر شناس ہی قدردان ہی اور یقین ہی کہ خدائے نادیدہ برحق ہی طرار تو دل سے یہ باتیں کر رہا ہی کبھی آسمان کی طرف جاتا ہی کبھی شباب کی موت پر آنسو بہاتا ہی افراسیاب نے ایک حکم دیا ہی چاہتا ہی کہ حکم ثانی دے کہ بقدرت رب اکبر ملکہ صرصر سامنے نمایاں ہوئی یہ معرکہ دیکھکر بہت پریشان گھبرائی ہوئی جھپٹ کے قریب افراسیاب کے آئی عرض کی ای شہنشاہ یہ معرکہ کیا ہی ان سبھون کی کیا خطا ہی افراسیاب نے کہا ای صرصر یہ سب مجکو قاتل کلاب عقاب سوار بناتے ہیں کہتے ہیں وہ لڑائی مورخ کی فتح کر چکا تھا آپنے آکر اسکو خنجر سے مارا بادولت ہر چند کہتے ہیں یہ نہیں مانتے ہیں قسمیں کھاتے ہیں کہ آپنے مارا اور ای صرصر بادولت تو آج درباغ سیب سے باہر نہیں نکلے علاوہ ازین میں اپنے بھائی کو کیون قتل کرتا بخطا کے خون سے ہاتھ بھرتا یہ سنکر صرصر ہنسی عرض کی سرکار بجا ارشاد فرماتے ہیں یہ بھی جھوٹی قسم نہیں کھاتے ہیں عمرو عیار ساربان زادہ بلائے بے درمان ہی آپکی شکل بنکر آیا ہوگا بھلا یہ بیچارے کیا پہچانتے حضور کتاب سامری ملاحظہ فرمائیں کہ کلاب کیونکر مارا گیا ابھی ظاہر ہو جائیگا افراسیاب کو یہ سنکر سناٹا آگیا سر جھکا لیا دل میں اپنی حماقت پر نادم اور منفعل ہوا اسیوقت کتاب سامری کھولکر جو دیکھا صاف اُس سے ظاہر ہوا کہ عمرو نے بصورت افراسیاب عیاری کرکے کلاب عقاب سوار کو مارا یہ دیکھکر بہت شرمندہ ہوا سرما سے اشارہ کیا کہ تم ان سب کی سفارش کرو بادولت سے گذارش کرو سرما نے فوراً دست بستہ پکارکر عرض کی کہ اب سرکار انکی گستاخی غلام کی خاطر سے معاف فرمائیں یہ اپنی سزا کو پہونچ چکے افراسیاب نے سر جھکا لیا الخاموشی نیم رضا کا مضمون ظاہر ہوا سرما نے بتعجیل تمام طرار کو مع دس ہزار ساحرون کے رہا کر دیا افراسیاب نے سرما کو ایک شیشہ پُر از آب دمیدہ سحر دیا کہ ان سب پر چھڑک دو کہ سحر ان سب پر سے بادولت کا اُترجائے سرما نے یہی کیا طرار سے کہا شہنشاہ کے قدمون پر گرو خبردار پھر ایسی حرکت ناشایستہ نہ کرنا اپنے ولی نعمت پر تہمت

نہ دھرنا طرار نے کچھ جواب نہ دیا سر جھکائے کھڑا رہا سرمات نے کہا کہ ای طرار جاؤ اس اپنی فوج
کو لیکر شریک لشکر ملکہ حیرت ہو طرار مع ان دس ہزار جادوگرون کے باغ سیب سے نکل کے
طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوا شام کو اک دشت پر فضا مین آکر ٹھہرا رخ مین کھانا بھی کھایا
کمیدان و جمعدارون کو بلا کر اپنے خیمہ مین جمع کیا طرار سب کے سامنے روتا ہوا اپنے مقام
سے اٹھا آواز دی بھائیو بتے ظلم و جبر افراسیاب کا دیکھا کہ ہمکو تمکو بلا وجہ ذلیل کیا اب کہو
کیا ارادہ ہی سب نے جواب دیا اب بجائے شہنشاہ کلاب عتاب سوا آپ ہمارے سرپرست
اور مالک ہین بموجب مصرع صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست یہ سنکر طرار جادو نے
کہا کہ بھائیو اس بات کو گوش ہوش سے سنو جسوقت ہملوگ اور تمکو زیردار بٹھایا تھا ہمنے اسوقت
خداے مہرخ اور عمرو سے رجوع کی تھی اور دل سے عہد کیا تھا کہ اگر اس بلا سے نجات پائینگے
مطیع اسلام ہوکر خدمت عمرو مین جائینگے فوراً اس مذہب کی برکت ظاہر ہوئی دیکھو خودبخود
افراسیاب ہمارے اور تمہارے قتل سے باز آیا ظہور قدرت خداے عمرو ہوا علاوہ اسکے
خیال کرو عقل کو دخل دو اہل اسلام کہتے ہین کہ ہمارا ایک خدا ہی کوئی اسکا شریک نہین ہی
جو چاہتا ہی وہ کرتا ہی بیان ہونے دو سو خداوند مشہور ہین کیونکر ہو سکتا ہی دو بادشاہ سلطنت
باہم کر نہین سکتے کہ حکم مین خلل آئیگا ایک کی راے کچھ ہوگی ایک کچھ کہیگا نہ کہ مقدمہ خدائی
اب خیال کرو کہ یہ ہونے دو سو خداوند ہین کیونکر احکام ترتیب عالم جاری ہوتے ہین سچ تو یہ ہی
کہ عقل نہین قبول کرتی یہ سنکر سب نے عرض کی کہ ای سردار نامدار بہت درست ارشاد
فرمایا ہماری بھی عقل باریک بین مین آیا طرار نے کہا شکر ہی خداے نادیدہ کا کہ مقدمہ مذہب
درست ہوا اب بتاؤ کہ خدمت ملکہ مہرخ و عمرو مین کیونکر چلین بلاوجہ کیا ہماری قدر ہوگی کہو
ہمارے کون استقبال کو آئیگا سب نے عرض کی جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے ہم سب مطیع اسلام
ہین یہ ذکر تھا کہ ایک ساحر آیا عرض کی کہ ای سردار عالی وقار ابھی مین نے سنا ہی کہ عقب
اس کوہ کے لشکر ابرق کوہ شگاف کئی دن سے واسطے شکار کے آیا ہوا ہی یہ مژدہ جانبخش
سنکر طرار نے کہا کہ چلو آج اس بیچارہ پر شبخون مارین لڑتے بھڑتے اپنے تئین خدمت عمرو مین
پہونچائین بہادرون کے قدردان ہین ضرور عنایت فرمائینگے انکی غلامی جہان کی سرداری

سے بہتر ہی یہ مشورہ کر کے دو پہر رات گئے لشکر کو آراستہ کیا اور لشکر ابریق کوہ شگاف پر آ گرا
سب کو سکھا دیا تھا کہ یارو تمام مرد بہ از مرد ہوتا ہی لشکر ابریق کوہ شگاف پر گرنا تو تمام سرداران
ملکہ مہرخ سحر چشم کے لینا اس طور سے ان بھیاؤں کو شکست دینا خدا اسے نادیدہ انجام بخیر کرے
غرضکہ سب نے یہی کیا کسی نے نعرہ کیا کہ منم رعد جادو کسی نے نام شکیل جادو فرزند مہرخ کا لیا
کسی نے نعرہ کیا کہ منم شاہزادہ خورشید زرین سحر فرزند دلبند ملکہ سرخ موے کا کل کشا مگر طرار نامدار
نے آواز دی کہ منم معمار قدرت صاحب شوکت فوج ابریق کی مع ابریق سب شراب پی پی
خواب خرگوش مین مبتلا تھے اس آفت ناگہانی کی خبر نہ تھی جو گھبرا کر اٹھا ہاتھ سے سرداران
طرار کے واصل جہنم ہوا ایک چشم زدن مین پانچ ہزار بھیاؤن کو مارا اب تو فوج ابریق مین
تلاطم ہی حواس ہر ایک کا گم ہی بعضے غافل پڑے سو رہے تھے گھبرا کر آنکھ کھلی خدمتگار سے پوچھا
یہ کیا ہنگامہ ہی اُسنے عرض کی ملازمان مہرخ شبخون آئے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی یہ سنکر
آواز دی او سائیس جلد مرکب ہمارا تیار کر سائیس نے ساز و یراق مرکب پر آراستہ کیا اگاڑی
کھولی جلدی مین پچھاڑی کھولنا بھول گیا میان ساحر صاحب خیمہ کے باہر آئے دل مین ارادہ یہ
تھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ جائین اپنی جان بچائین بتعجیل مرکب پر سوار ہوئے گھوڑے کو ایڑ کی
وہ آگے نہ بڑھا چابک لگا کر کوڑا مارا گھوڑے نے جست جو کی میخ اکھڑ کر سر پر پڑی گھوڑے سے خود بھی زمین
پر گر پڑے سمجھے کسی نے گرز مارا اُدھر سے ہمزبیان طرار آ کر پہونچے جھک کے میان ساحر صاحب کے
ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے جب یہ قیامت برپا ہوئی خادم نے جا کر ابریق کو جگایا گھبرا کر اُٹھا پوچھا
کیا ہنگامہ ہی خادم نے عرض کیا چند سرداران ملکہ مہرخ شاید واسطے شکار کے صحرا مین آ گئے تھے
آپکے لشکر کو دیکھکر آ گئے ہین ہزاروں آپکے لشکر کے مارے گئے ابریق عالم نشہ شراب مین
جھومتا ہوا اُٹھا کہتا کچھ تھا منھ سے نکلتا کچھ تھا جھولی سحر کی لینا بھولا باہر نکل آیا نشہ مین لینا لینا
کہنے لگا ہر مرتبہ اسباب سحر جسم پر ہاتھ پھیر پھیر کے ڈھونڈھتا ہی کچھ ہاتھ نہین آتا ہی اس اثنا مین
اُدھر سے طرار لڑتا ہوا آتا تھا ابریق کو دیکھکر ہاتھ تیغہ سحر کا مارا اُسنے سپر سحر کے لیے ہاتھ اُٹھایا
سپر کو بھی پشت پر نہ پایا اتنے عرصہ مین تیغہ سحر طرار اسکے سر پر پڑا تا دو ابرو پہونچا تھا کہ ابریق نے
یا سامری کہکر کچھ افسون پڑھا تیغہ تو سر سے نکل گیا ابریق غش کھا کر زمین پر گرا طرار نے

چاہا سر کاٹ لون بہر نذر خواجہ عمرو یہ تحفہ مہیا کرون لشکریان ابریق نے ابریق پر اپنے تیغین
گرا دیا صد ہا نے اپنے کو قتل کرایا مگر ابریق کو بمشکل اُٹھایا ہوادار پر ڈالکر لیکر بھاگے طرار نے خیمہ
خرگاہین بارگاہین لوٹ لین اپنے قبضہ مین کین خزانہ بہت سا ہاتھ آیا جو پڑاو پر گھر کر رہ گئے تھے انکو
صبح تک قتل کیا بوقت سحر بفتح و فیروزی طرف لشکر خواجہ عمرو کے چلے مگر محجوب تھا کہ افسوس برای
نذر کوئی تحفہ نہ ہاتھ آیا سر ابریق نپایا اس خیال مین ٹھہرتا ہوا آتا ہی یہان ملکہ مہرخ نے
ساری رات عیش و راحت مین بسر کی ہو کہ یکایک جوڑیان ہرکارون کی سامنے سے آئین
دعاے ترقی دولت و اقبال زبان پر لائین

اشعار

گل سرخ تابد چو روشن چراغ ـــ کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ
نگین سعادت بنام تو باد ـــ ہمہ کار عالم بکام تو باد

ای شہنشاہ گیتی ستان عجب طرح کا معرکہ ہوا ہی کہ کلاب عقاب سوار جو مارا گیا تھا اُسکا سردار
طرار جادو کسی وجہ سے خود بخود مطیع اسلام ہوا شب کو شبخون لشکر ابریق کو وہ شگاف پر مارا
لاکھون ساحر قتل کرکے آتا ہی اور ابریق زخمی شدہ کو ساحران لشکر طرف باغ سیب کے لے گئے
مگر طلیقہ طرار نامدار سے ظاہر ہو کہ بے وجہ خدمت مین آتے ہوے شرماتا ہی جابجا ٹھہرتا ہوا آتا ہی
یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ اور خواجہ عمرو نے خوش ہو کر حکم دیا کہ ہمارے سرداران نامی جلد جائین اور
طرار نامدار کو استقبال کرکے باآبرو لائین اُسی وقت ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ملکہ بلال و ملکہ
نافرمان والا شان وغیرہ مع فوج دریا موج واسطے پیشوائی طرار نامدار کے بصد شوکت و وقار
روانہ ہوئین یہان طرار جادو مع اپنی فوج کے ایک صحرا مین ٹھہرا ہوا تھا کہ یہ سب سرداران نامی
پہونچے طرار جادو سے بغلگیر ہوے اور کہا ملکہ مہرخ آپکی نہایت مشتاق ہین اگر عرصہ فرمائیے گا
تو کیا عجب ہی کہ خود تشریف لائین ہمکو برا استقبال آپکے بھیجا ہی طرار جادو نے طرف اپنے اہالیان
لشکر کے دیکھکر کہا دیکھو جوہر شناس ایسے ہوتے ہین کہ مجھ ذلیل کے استقبال کو ان سرداران جلیل
کو بھیجا ہی کیونکہ ایسون کے نام پر جان نثار نہو غرضکہ ساتھ ان سردارون کے قطع راہ کرکے قریب
بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہرخ پہونچا تھا کہ دیکھا ملکہ مہرخ بدولت و اقبال مع چار سو سرداران ذیوقار
کے بارگاہ سے برآمد ہوئین اور فرمایا کہ ای طرار جادو ہم عرصہ سے تمھارے مشتاق تھے دیر ہونے کا
کیا سبب ہوا طرار یہ پرورش خداوندانہ دیکھکر دوڑا جا قدمون سے لپٹ جائے ملکہ مہرخ نے

سر اُسکا سینے سے لگالیا اور دست شفقت پشت طرار جادو پر رکھا اور بعزت وابروے تمام لا کے داخل بارگاہ آسمان جاہ کیا قریب شاہزادہ خورشید زرین سحر دنگل بیٹھنے کو لا اُسکے ساتھ والونکے واسطے حکم ہوا کہ بارگاہین خیمہ سراپردہ استادہ کرکے ان سبکو بآرام تمام اُس بارگاہ مین داخل کرو اس پرورش خداوندانہ اور مرحمت خسروانہ پر طرار نے فخر کیا ابھی چند ساعت بیٹھنے نپایا تھا کہ ملکہ مہرخ نے ارشاد فرمایا کہ اے طرار نامدار آج مع اپنے ہمراہیون کے ہماری دعوت قبول کرو جو کچھ حاضر آتش میسر ہو تناول فرماؤ دوسرے دن کے واسطے ملکہ بہار نے کہا ہر سردار نے اسی طرح فرداً فرداً وعدہ لیا طرار بفرحت تمام وبہ کیفیت مالاکلام مصروف دعوت ہاے سرداران نامی ہے لیکن افراسیاب جادو باغ سیب مین ابھی خواب خرگوش سے بیدار ہوا ہے کہ شور گریہ وزاری در باغ پر بلند ہوا ملکہ حیرت نے گھبرا کر کہا مرگ نو مبارک باشد کل دن بھر آفت مین طرار کی گذرا ابھی منہ ہاتھ بھی دھونے نہین پائے کہ رونے کی صدا کان مین آئی سامری و جمشید خیر کرین معلوم ہوتا ہے باغیون نے کسی کا گل امید توڑا کسیکی گلشن حیات کو پامال کیا ارے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہے کون روتا ہے افراسیاب نے کہا ملکہ تمکو آخر پھر باغیون ہی کا خیال ہے بہارے ناحق رنج وملال ہے تمھارے طعن وتشنیع سے دم نکل گئی یہ کلام ابھی تمام نہوا تھا کہ دیکھا وزیر اعظم ابرق سر مین زخم کاری ہوا اور پر پڑے ہوئے آہ آہ کرتے مین ساتھ والے زخمی اشکبار بیقرار گریبان دریدہ نالان خاک بر سر کنان ابرق کو دشکان کو ہوا دار پر لیے ہوئے نمایان ہوئے افراسیاب نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا سب نے دست بستہ ہوکر عرض کی کہ شب کو شکارگاہ مین گئے ترے ہوے تھے کہ سرداران مہرخ فوج بے حساب لیکر شبخون آگرے ایسے ایسے آپکے غلام لڑے وہ مر کر پڑے ایک ایک نے دس دس کو ہلاک کیا لیکن لاکھون تھے کہانتک قتل کرتے ہم ایک ایک پر سیکڑون باغیون کا ہجوم تھا وزیر اعظم غفلت مین زخمی ہوگئے آخر اپنے مالک کو لیکر لڑتے بھڑتے یہانتک آئے حیرت نے کہا تعجب کی بات ہے یہ تو اُن لوگون کا شیوہ نہین ہے شاید کسی اور نے یہ کام کیا اُن دشمنونکا نام لیا یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ صبا رفتار وشمیمہ نقب زن عیار بچیان برقن سامنے آئین واسطے تسلیم کے خم ہوئین افراسیاب نے پوچھا تمنے کچھ دریافت کیا کہ ہمارے وزیر پر کسنے شبخون مارا عرض کیا لونڈیون کو خوب معلوم ہے خاص یہی خبر لیکر لونڈیان حاضر ہوئی ہین سامری وجمشید

کی نکمراموں پر مار پڑے کل حضور نے جو طرار جادو سردار کلاب عقاب سوار کو کچھہ چشم نمائی کی
تھی اور پھر بنظر پرورش فوراً اُنکی خطا معاف بھی ہوئی اُسکا یہ ثمرہ حاصل ہوا کہ رات کو جا کر نامی
سرداران مہرخ لیا دس ہزار سے دو لاکھہ پر شبخون مارا وزیر صاحب کو زخمی کر کے چلتا دھندھا
کیا لشکر عمرو مین پہونچے مہرخ نے اُنکی بڑی خاطر مدارات کی ہی ہر سردار نکمرام نے طرار کی دعوت
کا سامان مہیا کیا ہی طرار جادو ہر ایک کے یہان دعوت کھاتا پھرتا ہی چہچہے قہقہے ہو رہے ہین
افراسیاب نے اُن ساحرون سے کہا کہ کیون نالائقو تم ابھی کیا کہتے تھے جھوٹے دغا باز مکار
جلسانا اپنے کو ایسا بہادر بنایا کہ ایک ایک صاحب سو سو سے لڑ کر آئے ہین خوب ما بدولت کو
ثابت ہوا ہی کہ پتا کھڑکا بندہ سرکا مسلمانون کو ہوا سمجھہ لیا ہی یہ سنکر اُن سبھون نے سر جھکا لیے
افراسیاب نے ابریق کو ہوا دار سے اتروایا مرہم جمشیدی کی سر پر پٹی چڑھائی تب ابریق کو
ہوش آیا افراسیاب نے کہا اے وزیر صاحب سبحان اللہ ہم بلا مین مبتلا ہین تمکو شکار سوجھا
اور ایک ادنی غلام نکمرام کے ہاتھہ سے زخمی ہو کر آپ تشریف لائے ہین نہ خیال انتظام نہ خوف
ننگ و نام تم صاحبون نے بہت پریشان کیا ہی اگر ما بدولت ایسے نہوتے تو سلطنت طلسم ہوشربا کا
قائم رہنا محال تھا ابھی جاتا ہون بارگاہ مہرخ سے اُس نکمرام کا سر کاٹ کے لاتا ہون کل کو
سزا دونگا آتش قہر مین پھونکونگا لونڈیان غلام بہت سر چڑھہ گئے ہین یہ کہکر افراسیاب نے
تاج سر پر رکھا زیور جواہر زیب جسم کیا تیغہ کے قبضہ پر ہاتھہ ڈالا ایک دستک دی سامنے سے
مرکب پرند شکین ساز و یراق سے آراستہ زمین پر آ گرا اُترا شوخیان کرنے لگا طرارے بھرنے لگا
عجب مرکب باد رفتار تھا اشہب فلک نے بھی نہ دیکھا تھا ایک کاوے مین دورۂ عالم تمام تھا
اشہب تیز گام طلسمی نام تھا **شعر** عجب مرکب باد رفتار تھا ✽ کہ طرار تھا اور فرار تھا ✽ قصد ہوا
افراسیاب کا کہ اُسپر سوار ہو ملکہ حیرت ہان ہان کہکر دامن سے لپٹ گئی شاہزادیان ملکہ یاسمن
یاسمن پیکر و ملکہ قمر اندام گلابی پوش و ملکہ حور پیکر سحر خیز و ملکہ شمیمہ ماہ لقا و ملکہ نازک اندام
جہان پیا و ملکہ شعلہ جوالہ زن و ملکہ آتش خوار طاؤس سوار و ناظمان دربند ہائے طلسم مقہور
بن قہار و ماران اژدر سوار و اژدران فیل گوش و شاہباز تیز پرواز و خاقان تاجدار
و قیصر تاجدار وغیرہ اپنے اپنے مقام سے مثل بلائے ناگہانی کے اُٹھے حقیقت مین ہر ایک انمین

سامری عہد جمشید زمانہ ہو دست بستہ ہو کر ہر ایک نے قدمون کو بوسہ دیا عرض پیرا ہوا کہ ای
شہنشاہ یہ تو کبھی نہو گا کہ سرکار والا تبار کو مجمع باغیان مین جانے دین عمرو ایسا مکار و غدار
وہان موجود ہی نہین معلوم کیا دام تزویر پھیلائیگا علاوہ اسکے سب سردار چنے ہوے طلسم کے
وہان موجود ہین جنکو سرکار نے کل علوم سحر تعلیم کر دیے ہین دل انکے افسون عجائب و غرائب سے
بھر دیے ہین حضور اگر آپ ایسے کامل و اکمل اور صاحب اختیار ہوتے تو وہ طلسم کشا کو ابتک
چھوڑ لیجاتے لوح طلسم کو بھی کوشش کر کے لاتے طلسم فتح ہو جاتا ہر جا کم و ربند شکست کھاتا سامری
و جمشید آپکو سلامت رکھین کہ آپکے سحر کے آگے انکی کیا حقیقت ہے لونڈیون غلامون کی کیا لیاقت
ہے سرکار خیر خواہون کو صرف ایک روز کی مہلت دین ہمسے ان خود سرون کے سر لین ایسے
ایسے کلمات نصیحت آمیز مسرت خیز کہکر افراسیاب کو تخت پر بٹھایا حیرت نے تعجیل تمام رقاصون
کو حکم دیا رقص شروع ہو گیا نازنینان مہ جبین الاپنے لگین کوئی غزل گاتی تھی کوئی دہن
تھام کر افراسیاب کا بھاو بتاتی تھی کسی نے چنگ مرصع اٹھایا دل توڑ کر بجایا کہ زہرہ فلک
کو وجد مین لائی کسی نے ٹھمری گائی ہر چند کہ ہنگامہ عیش و نشاط از حد گرم ہوا مگر افراسیاب
کا غصہ نہ اترا ہر مرتبہ تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالتا تھا قصد کرتا تھا سحر پڑھون لشکر مسلمانان پر
جا پڑون ہاتھ اٹھا کر ارباب نشاط کو منع کیا کہ اسوقت ہم اپنی سلطنت کی فکر مین ہین قتل مسلمانان
کے ذکر مین ہین ناچ راگ رنگ سب بیکار ہے افراسیاب اسی گفتگو مین تھا کہ آسمان پر گھٹا ابر
چھایا مینھ برستا ہوا نظر آیا کبھی برف برسے ہوا دریا جوش مارتا معلوم ہوتا تھا کبھی خود بخود معدوم
ہوتا تھا یکایک وہ ابر شق ہوا بجلیان ٹوٹ کر زمین پر گرین آنکھین سبکی جھپک گئین اب جو
بغور دیکھا تو ایک بادشاہ جلیل تخت زرین پر سوار یکہ و تنہا ہاتھ جھکاتا ہوا عجائب و غرائب
سحر کے دکھاتا ہوا ظاہر ہوا تخت زمین پر اترا ساحر مذکور تخت سے کود اسکے سامنے افراسیاب
کے آیا جھک کے سلام کیا تو افراسیاب غصہ مین بیٹھا تھا بے اختیار ہنس پڑا بہ شفقت و
محبت پوچھا ای غواص دریا نشین اسوقت کس موج مین تھے کیونکر آئے کیا کبھی دریا دل
بھی بہتا ہے ہماری ملاقات سے کنارہ کیا اسنے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کیا سرکار کی
دریا دلی کا باعث ہے کہ اس ادنی کو اسقدر کوہ و دشت و دریا برائے انتظام سپرد ہوے ہین کہ ایک لمحہ

فرصت نہین ہوئی مگر آب غلام نے مفصل سنا کہ گرداب بحر رنج و الم نے سرکار فیض آثار کو گھیرا اہالیان طلسم ہوش ربا قلزم زخار مصیبت مین غوطہ زن ہین بحر افواج دشمن سرکار کی طغیانی ہو گئی کشتی حیات دوستان طوفانی ہو گئی آشنایان دریاے تجربہ کاری و غواصان لجۂ بے انتظامی سرکار دولت مدار کے ساتھ ہین ایسی کوئی نہین تدبیر بتاتے کہ دشمنان تبکہ دنگہر امان غدار خود بخود گلے کاٹ کر مرجائین غرق دریاے مصیبت ہون تڑپ تڑپ کے مرین ابھر دسکین یہ کلمات حیرت آیات سنکر افراسیاب نے غواص دریا نشین کو گلے لگا لیا پہلو سے تخت مین ذنگل تھا اُسپر بٹھا لیا اور کہا اے خیر خواہ بلا اشتباہ مین کیا کسی سے پایکی کا رکھتا ہون یہ چند لونڈیان غلام بدانجام بگڑ گئے ہین میرا کیا کر سکتے ہین بیہودہ بکتے ہین مگر البتہ جسدن سے کہ کوکب انکا شریک ہوا ہے غرور سبکا بڑھ گیا ہے دختر بلند اختر اُسکا نام بران ہے اسم با مسمی شمشیر زن ہے اُسکے ہاتھ سے بڑے بڑے رنج اٹھائے اُسی نے مدد یارے خون بہان خشک کیا پل پر بنا دان نور اعمر وکو مین نے بیچ غضب مین قید کیا تھا اُسی ظالم نے اُسکو بھی چھڑایا کوکب تو مصروف عیش رہتا ہے تمام انتظام طلسم نور افشان اُسی چھوکری کے سپرد لیا ہے مدد مسلمانان کو دمبدم وہی آتی ہے عجائب و غرائب دکھاتی ہے ابھی چند روز ہوے کہ مین نے قید کرکے پردۂ ظلمات مین بھیجا تھا اختر مروارید کہ تحفۂ نایاب اُسکے پاس ہے چھین لیا تھا قصد تھا کہ قتل نامہ روانہ کرون تیر قضا کا نشانہ کرون مگر برق فرنگی شاگرد عمرو بصد گرد و فریب ظلمات مین پہونچا اور اُس گیسو بریدہ کو رہا کیا صرف مین نے نام لیا تھا کہ طلسم کشا کو قتل کرونگا طلسم نور افشان مین لشکر گران تیار ہو گیا یہ قصد ہوا کہ لڑین مرین اسد کو رہا کرین اب جو مشتہر ہوا کہ میعاد قتل اسد مین ایک مہینہ باقی ہے سنا ہے کہ راہ مین لشکر گران لیے ہوے اُترے ہین مین نے کئی مرتبہ اُسکے قتل کا سامان کیا مگر ہر مرتبہ بچ گئی اگر بران قتل ہو جائے کوکب اس صدمہ سے گلا کاٹ کر فورا جان دے پھر لونڈیان غلام نہ ٹھہر سکینگے یہ حالات سنکر غواص جوش مین آیا عرض کی اے شہنشاہ آپ فکر کال نہین کر سکتے ہین یہ بران شمشیر زن طرف سے اپنی مان کے ورشہ دار سامری ہے آپ کو بخوبی حال معلوم نہین ہے مان اسکی ملکہ ناہید حاکم قلعہ مرصع نگار ہے بڑی صاحب جاہ و وقار ہے فی الحال اپنے شوہر کوکب سے رنجیدہ ہے بران یہ

آفت کشیدہ ہی باعث ملال یہ ہی کہ عرصہ دراز ہوا کہ کوکب ملکہ حنائے گلگون پوش شاہزادی
قلعۂ رنگین حصار پر مائل ہوا اُس قتال عالم کی تیغ ابرو کا گھائل ہوا حقیقت مین حسن اُسکا پامال
کنندۂ جہان آفت جان عاشقان ہی عاشق ہوکر کوکب نے اُسکو پیغام بھیجا اُسکی مان نے جواب
لکھا آپ بادشاہ طلسم نور افشان ہین آپکے جاہ و حشم عالم پر عیان ہین ہم ایک ذرہ بیمقدار تابعدار
حضور کے خراج گذار ہیں بموجب مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ۔ بس یہ شادی غیر ممکن ہی اور
اگر خطاب سرفرازی منظور ہی تو عالی ہمتی سے کیا دور ہی بارات لیکر سہرہ باندھکر اس سیہ خانے کو قدوم
میمنت لزوم سے روشن فرمایئے کنیز حاضر ہی ساتھ کے لیجایئے موافق مصرع شاہان چہ عجب گر
بنوازند گدا را ۔ اگر اسکے خلاف ہوگا ہمارے عزیز و اقارب طعن کرینگے زبان ملامت کھولینگے
مشہور ہوگا کہ خواہش ملک و مال مین بیٹی کا ڈولا دیدیا کوکب نے اس تحریر کو جوش عشق مین
قبول کیا یہ خبر وحشت اثر مفصلاً دشمن و حالکہ ناہید مرصع پوش کو ہوئی شب کو جب کوکب
محل مین آئے گھبرائے ہوئے ملال چہرہ سے پیدا آثار عشق چہرہ سے ہویدا رنگ زرد لب پر آہ سرد
ملکہ ناہید نے پوچھا کیون شہنشاہ مزاج کیسا ہی کوکب نے کہا صاحب خیر ہی کچھ خراج شہرستان
سے نہین آیا ہی مجھے تردد و انتشار ہی اسی وجہ سے دل بیقرار ہی ملکہ ناہید نے کہا آپ مجھسے
کیون چھپاتے ہین آثار حزن و ملال چہرہ سے پائے جاتے ہین مین نے سُنا کہ عشق حنا کا رنگ
قلب حضور پر چڑھا ہی ناحق آپ کف افسوس ملتے ہین اس مقدمہ کو میرے سپرد کیجیے حنا کو مجھسے
لیجیے قسم ہی جدنامدار خداوند جمشید عالی وقار کی کہ مجھکو اسکا ملال نہین ہی یہ مضمون سُنکر البتہ غصہ
آیا ہی دل بھر آیا ہی کہ ایک شخص کے مکان پر آپ سہرا باندھکر جائینگے اگر ایسا ہوگا تو ہم اپنے
عزیزون مین شرمائینگے آپ مطمئن ہون اگر کل ہی جا کر اُسکے جھونٹے پکڑ کر نہ گھسیٹ لائی تو مجھکو
نواسی جمشید کی نہ کہیے گا اب اُسکی یہ حقیقت ہوئی کہ اپنا عاشق آپکو سمجھکر ناز معشوقانہ دکھاتی
ہی آپ ایسے شہنشاہ طلسم نور افشان کو اپنے گھر پہ سہرا بندھوا کر بلاتی ہی چوچلے کی خوبی مین کل
لاکر ضرور اُسکو آپکے پہلو مین بٹھاؤنگی اپنے ہاتھ سے دولھن بناؤنگی یہ کلمات ملکہ ناہید کے
سُنکر کوکب روشن ضمیر کو غصہ آیا مگر ضبط کرکے جواب دیا کہ صاحب ان مقدمات مین تمکو کیا
دخل ہی وہ بھی اپنے ملک کی شاہزادی ہی خراج گذار ہونے سے کیا آبرو جاتی رہتی ہی اور ای

شہنشاہ زن وشوہر مین ایسی باتین ملال آگین ہوئین کہ اسی وقت ملکہ ناہید بصد جوش و خروش قصر جمشیدی سے نکلکر تخت زرین پر سوار ہوئی اپنے ملازمان خاص بندگان با اختصاص کو ہمراہ لیکر قلعہ مرصع حصار مین چلی گئی کوکب نے جوش حنا مین کچھ خیال نہ کیا سامان شادی مین مصروف ہوا حناے گلگون پوش کو سہرہ باندھکر بڑے عظم وشان سے بیاہ لایا اُسیدن سے زن وشوہر مین بگاڑ ہی مگر ملکہ ناہید مالک تحفہ جات جمشیدی ہی سحر مین طاق علم نیرنجات مین شہرۂ آفاق ہی ایک ادنی تحفہ اُنھین اشیاے نادرہ سے اختر مروارید ہی کہ جوان نے اپنی دختر بلند اختر بہاران شمشیرزن کو دیا ہی اور ایک شرف اور بھی واسطے ملکہ ناہید کے ہی کہ شاید سرکار بھی اُس سے آگاہ ہون یعنی حجرۂ پنجم بلا جو حضور کے طلسم مین واقع ہی مالک اُسکا ملک اخضر گوہر پوش اُسکی دو صاحبزادیان ملکہ لعل سخندان و ملکہ یاقوت سخندان منظور نظر سامری و جمشید ہین عالم مین اُنکے حُسن کا کوئی عدیل نہین ہی سحر مین بھی بے نظیر صورت مین رشک ماہ منیر ملکہ ناہید کی یہ دونون بھانجیان ہین جمشید بن کوکب کا پیام شادی ملکہ ناہید نے پاس ملک اخضر اپنے جنونی کو بھیجا تھا ملک اخضر شادی ساتھ ملکہ لعل سخندان کے قبول کرتا تھا کہ وہ چھوٹی بہن ہی ملکہ ناہید دختر کلان ملکہ یاقوت کی خواہان تھین کہ حکومت حجرۂ بلا پنجم بنام ملکہ یاقوت سخندان ہی اُسی کے خواب مین روز بلاناغہ سامری و جمشید آتے ہین علوم سحر و نیرنجات تعلیم فرماتے ہین بس ای شہنشاہ اس سمع خراشی سے یہ مراد ہی کہ قتل بران ایک شمشیر بے نظیر پر موقوف ہی تا زمانیکہ وہ تلوار ممکن نہوگی بران پر کوئی ہاتھ اُٹھا نہین سکتا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا کہ ای خیرخواہ بادولت وہ تلوار کہان ہی کس مقام پر نہان ہی غواص دریاشین نے جواب دیا کہ ایسی چیزین معتبرین کے پاس ہوتی ہین اب گوش ہوش سے سماعت فرمایئے مین عرض کرتا ہون دامن آرزو کو گل مراد سے بھرتا ہون صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش بادشاہ قلعہ جوہر نگار ہی بھائی کوکب روشن ضمیر کا قیامت کا ساحر زبردست ہی بادۂ سحر عجائب سے مست ہی اُسکے پاس تیغ قتل ملکہ بران شمشیرزن ہی طلسم جہان مین بڑا سحر ساز دیر فن ہی کبھی کسی جنگ مین کوکب اُسکو نہین بلاتا ہی وہ ابھی تک سوتا ہی شب و روز مرنے

اُرژنا ہی نہایت مغرور خود سری کوکب کا وہ بڑا معتبر ہی اسی وجہ سے وہ پنجہ اُسکے سپرد ہی کوکب
کو یقین کامل ہی کہ یہ کسی سے ساز نکریگا اسے حتی الامکان پنجہ بہرام فلک کو بھی نہ دیگا افراسیاب
نے پوچھا کہ پھر وہ پنجہ کیونکر قبضہ مین آئے کہ مدعاے دلی بر آئے غواص نے غواص عقل
کو بحر بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا بعد عرصہ دراز سر اُٹھایا عرض کی کہ ای شہنشاہ مبارک
ہو گوہر مراد ہاتھ آیا وہ یہ صورت ہی کہ ایک شہزادی ہی کہ نام اُسکا ملکہ لالہ زار نرگسی چشم ہی
حقیقت مین سرو خرامان باغ خوبی و گل رعناے حدیقۂ محبوبی کبک رفتار شیرین گفتار
چشم جادو خال ہندو شعر خنجر ابروے قاتل قتل پر ہین مستعد زلفین بل کرتی ہین دو دون
دل پھنسانے کے لیے سرکار والا کے خراج گذارون مین ہی قلعہ بہار خیز کی حاکم ہی اسپر
صمصام بادشاہ قلعۂ جوہر نگار مدت سے مائل ہی خنجر ابرو کا اُس قتال عالم کے گھائل
ہی عرصہ ہوا اُسکو پیغام وصل دیا تھا اُس مغرور حسن و جمال نے صاف انکار کیا تھا اور
کہلا بھیجا تھا کہ منھ دھو رکھو مثل حلوا خوردن را روے باید بیت تمسے چودہ ہزار مرتے ہین
کہین ہم لوگ رحم کرتے ہین ۔ وہ مایوس ہوا عالم اضطراب مین واسطے شکار کے صحرا مین آیا
مین نے خبر سُنی استقبال کرکے بوجہ دوستی اپنے قلعہ مین لایا سامان دعوت مہیا کیا لیکن
وہ کسی شی پر متوجہ ہوا ایسا بد مزاج تھا کہ کھانا بھی نہ کھایا مین نے دلدہی کرکے سبب پوچھا
تب اُسنے رو رو کر مجھسے یہ حال بیان کیا مین نے کہا تھا بعنایت سامری و جمشید اس مقدمہ
خاص مین مین کوشش کرونگا وہ شکار کھیل کر رنجیدہ اپنے ملک کو گیا مجکو یہ خیال رہا کہ اُسکی
تدبیر کرتا اب اسوقت فرمانے سے حضور کے خیال آیا ہی کہ اگر حضور بھی غلام کے ساتھ تشریف
لیچلین پہلے اُسکو مژدۂ وصل معشوق دین پھر اس مقدمۂ خاص مین اُسکا استمزاج لین کیا
عجب ہی کہ اس دام تزویر مین پھنسے ساری دانائی بھول جائے یہ تقریر دلپذیر افراسیاب
سُنکر مثل گل شگفتہ ہوا کہا ای برادر جس معشوقہ کا تمنے نام لیا وہ مصاحبان ملکہ حیرت مین
سرفراز ہی ہمکو اُسکی راسخ الاعتقادی پر ناز ہی جو ہم کہینگے وہ وہی کریگی ہمین اُسپر سب طرح کا
اختیار ہی غواص نے کہا کہ بس اب حضور تیاری کرین اُسکی ملاقات کو تشریف لیچلین مگر اس
مقدمہ کی کسیکو خبر نہ کرین ورنہ غضب ہوگا ذرا بھی کوکب کو معلوم ہوگا پنجہ مذکور اُس سے اگر لیجایگا

پھر سوائے افسوس کے کیا ہاتھ آئیگا افراسیاب نے فوراً صرف ایک تخت سحر تیار کیا غواص کو اپنے پاس بٹھا لیا اور سحاب کر کے تاکہ مجبوراً میں کوئی نہ دیکھے طرف قلعہ جواہر نگار کے روانہ ہوا

داستان حیرت بیان جانا افراسیاب کا مع غواص دریا نشین کے پاس صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش حاکم قلعہ جواہر نگار کے برائے حصول نتیجہ قتل ملکہ بران شمشیر زن اور باغی ہوکر کوکب سے شریک ہونا صمصام بدنہاد کا افراسیاب کے اور خود آنا آمادہ قتل بران ہوکر مقابلہ لشکر ملکہ مہرخ اور عیاریاں خواجہ عمرو کی اور قتل ہونا اُس مردود کا ساقی نامہ مصنف

مرے ساقی مہروش مہ لقا
ترے دور میں غدر ہے صبح و شام
یہی میکدہ میں ہوئی قیل و قال
عبث رند مشرب کو یہ تاب ہے
نہیں آج مستوں میں بالکل تپاک
ہر اک بادہ خوار آج دلتنگ ہے
خبر سنکے بے لطف ہیں بادہ نوش
کیا جس نے ہر ایک کو دردمند
زمانے کی آب و ہوا ہے خراب
مرے ہو گئے ہائے کیسے نصیب
نگارندۂ داستان عجیب

کہ وقت سحر ہے صبوحی اُٹھا
ہوا صاف مستی میں یہ امتحان
کہ ہے دختر رز تو کیسی چھنال
سبب کیا کہ ساقی کو کچھ غم ہے آج
اُڑاتا ہے پیر مغان سر پہ خاک
قمر جیسے روشن ہوا سربسر
تردد میں ہے شیشۂ مے خموش
نئی ہے نہ ساقی عجب طور ہے
ہر اک شے میں پاتا ہوں میں انقلاب
کہ دشمن ہے ساقی کا اک حیلہ ساز
یہ لکھتے ہیں اب ماجرائے غریب

پلا بادۂ ارغوانی کا جام
کہ دشمن ہے ساقی کا پیر مغان
حقیقت میں طرار و بیباک ہے
ہر اک جام ہے چشم پُر نم ہے آج
بہت میکدہ اب تو بے رنگ ہے
کہ افشا ہوئی کوئی غم کی خبر
وہ اخبار حیرت ہیں عبرت پسند
حقیقت میں اب اور ہی دور ہے
مرے دشمن جانستان ہیں حبیب
بچالے اُسے خالق بے نیاز
صاحبان شمشیر برق نظیر

سخنوری زرہ پوشان جلالت آثار مضامین جادوگری تیغہ آبدار سخن کو نیام دہن سے کھینچکر میدان قرطاس میں یوں مصروف جنگ تحریر و تقریر ہیں کہ جب غواص دریا نشین افراسیاب کو ہمراہ لیکر طرف قلعہ جواہر نگار کے چلا بعد قطع راہ اول افراسیاب کو لاکر ایک کوہ فلک شکوہ پر زر غزہ نخلستان میں ٹھہرایا اور آپ ایک مرکب پر سوار ہوکر طرف قلعہ جواہر نگار کے چلا یہاں صمصام اپنے قلعہ میں تخت پر بیٹھا ہوا ہے گرد اگرد ساحران غدار

امیران سلطنت و مشیران اُبہت اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین غواصان قلزم اخبار عشرت خیز وشناوران دریاے فرحت انگیز گوہر مصفاے خبر و جواہر آئندہ کو بصد جستجو اس طرح پیش صمصام لاتے ہین یعنی ہرکارون نے عرض کی کہ آپکے دوست صادق محب واثق شناور دریاے محبت وغواص لجۂ الفت یعنی غواص دریانشین تشریف لاتے ہین صمصام ہرچند کہ مفارقت مین اُس محبوب طرار یعنی ملکہ لالہ عذار نرگسی چشم کی مثل چشم نرگس حیران اور مثل لالہ داغ مفارقت بر دل مانند مرغ بسمل بیقرار رہتا ہی ناتوانی کا زور ہی لب گور ہی لیکن نام اپنے دوست کا سُنکر بمشکل اُٹھا اور مع امرا و وزرا کے باہر آکر غواص کا استقبال کیا اور بہ تعظیم و تکریم لاکر مقام صدر پر جگہ دی بیٹھتے ہی غواص نے صمصام کا رنگ رو متغیر دیکھکر پوچھا کیون برادر خیر تو ہی مین تمکو بہت نحیف و ضعیف پاتا ہون صمصام نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر کہا شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد * وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد نظم

حال دل کہہ نہین سکتا	چپ بھی افسوس رہ نہین سکتا	ہجر جانان سے بیقراری ہی
چشم سے نہر اشک جاری ہی	یاد مین صبح و شام روتا ہون	عقل و ہوش و حواس کھوتا ہون
جان تن زار سے نکل جائے	تیغ موت اب گلے پہ چل جائے	ہوس زیست اب نہین بالکل
ہو چراغ حیات کاشکے گُل	وصل دلبر کی تو امید نہین	جامۂ زندگی ہو قطع کہین

یہ کہکر زار زار مثل ابر نو بہار رونے لگا غواص بیچارہ بہت خوش ہوا اگر بظاہر خود بھی ملول ہو کر دامن سے بصد محبت اشک حسرت پاک کیے اور کہا ہان ہان ای بھائی گھبراؤ ہوش مین آؤ یہ کہکر چپکے سے کان مین کہا جلد تخلیہ کرو مین مژدۂ وصل دلبر لایا ہون خاص اسی واسطے آیا ہون قریب تھا کہ صمصام کو شادی مرگ ہو جائے فوراً حکم تخلیہ دیا جب صمصام اکیلا رہگیا اُسوقت غواص نے کہا ای برادر شہنشاہ افراسیاب کو مین تمھاری ملاقات کو لایا ہون سامنے جو قلعہ کے کوہ فلک شکوہ ہی اُسپر چھوڑ آیا ہون واضح ہو کہ ملکہ لالہ عذار نرگسی چشم معشوقہ تمھاری ملکہ حیرت کی مصاحب خاص ہی اگر شہنشاہ کو راضی کردوگے فوراً شادی خانہ آبادی ممکن ہی بدون رضامندی افراسیاب دامن عصمت تک اُسکے ہاتھ پہونچنا دشوار ہی اُسکو تمسے ملنے مین ننگ و عار ہی صمصام نے کہا کہ مین بھی

جان نثار کرنے کو شہنشاہ پر تیار ہون جو ارشاد کرین آنکھون سے بجا لاؤن غواص نے کہا
مخفی میرے ساتھ چلو شہنشاہ افراسیاب کو استقبال کر کے لاؤ خبردار دیکھتے ہی قدمون پر گرنا
بے تامل گرد پھرنا اسی طرح غواص آمادہ کر کے صمصام کو بالاے کوہ لایا صمصام دوڑ کر
افراسیاب کے قدمون کی طرف بوسہ دینے کو جھکا افراسیاب نے جلدی سے بہ شفقت گلے سے
لگا لیا غواص نے طرف سے افراسیاب کے کہا اے صمصام تمنے قدر دانی کو شہنشاہ کی
ملاحظہ کیا ایک ایک ملازم کو بمرحمت خسروانہ سرفراز کرتے ہین تنخواہ اس ذرہ نوازی پر ناز
کرتے ہین دیکھو ایک بادشاہ تمھارا کوکب بھی ہے نہ مردون کی قدر جانتا ہے نہ کسی شریف لئیق
کو پہچانتا ہے دوسرے اور ستم اُسنے برپا کیا ہے کہ دین جد و آبا کو ترک کر کے ملحد ہو گیا ہے خداے نادیدہ
جسکو نہ دیکھا نہ بھالا اُسکی توصیفین تعریفین اور بوتے دو سو خداوندون کی برائیان آٹھ پہر
اُسکی زبان پر ہین سامری پرستون سے دشمنی ایک ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ اُس سے
بڑی دوستی ہے بھلا عمرو کہین کا بادشاہ یا وزیر یا کوئی تاجر جلیل ہے وہ ایک مکار غدار جھوٹا
ذلیل ہے اُسکے شریک ہو کر سامری پرستون کو قتل کیا ہے فقط ہمارے شہنشاہ نے اتنا سُنا تھا کہ
تم لالہ زار نرگسی چشم پر مائل ہو رحم دلی دیکھو کہ لالہ زار کو گھر کا اور تمھارے وصل پر راضی
کیا ہے مگر ایک شرط ضرور ہے اب تمکو بھی مناسب ہے کہ جان و مال اپنا نثار کرو اور نیچہ قتل ملکہ بران
لا کر جلد نذر دو شہنشاہ تمکو خود اپنے ہاتھ سے دولھا بنائینگے بہاری سہرہ سر پر باندھکر تخت
پر سوار کر کے لالہ زار کو بیاہ لائینگے اور تو کیا کہون نہال ہو جاؤ گے شہنشاہ کے داماد کہلاؤ گے
ملکہ حیرت تمھاری معشوقہ کی اسقدر آبرو بڑھاتی ہین کہ اپنی زبان سے اُسکو دختر فرماتی
ہین یہ مژدہ جانبخش سُنکر صمصام پھول گیا آپے کو بھول گیا آخر بخوف خیال انجام کچھ ابا عرض
پیرا ہوا کہ میرا جان و مال سرکار کے قدمون پر نثار ہے لیکن نیچہ حاضر کرنا دشوار ہے کوکب مجکو
زندہ نہ چھوڑیگا غواص یہ سُنکر ہنسنے لگا اور کہا واہ بھائی یہ کیا خیال ہے کوکب کی یہ مجال
ہے کہ جسکو ہمارے حضور سرفراز کرین اپنا تنخواہ دار بنائین اُسکو اگر کوکب بہ نگاہ قہر دیکھے ہمارے
شہنشاہ آنکھین نکال لین وہ سزا دین کہ عمر بھر یاد کرے تم کچھ اس امر مین خیال نہ کرو فوراً
نیچہ لے آؤ شہنشاہ تمھاری شادی کر کے طلسم باطن مین کہ جہان کوئی جا نہین سکتا وہان

تمکو بھیجدینگے یہ مرتبہ پاؤگے کہ بادشاہ دربند طلسم ہوشربا کہلاؤگے غواص نے اس طرح سمجھایا
اور زر و مال لا انتہا کا لالچ دیا کہ صمصام راضی ہوا اور دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ
اب مجھکو آپ سے راز کا چھپانا مناسب نہین ہے گذارش کرتا ہون گوش ہوش سے سماعت فرمایئے
جبکہ ملکہ بران شمشیر زن بطن سے ملکہ ناہید مرصع پوش کے پیدا ہوئین اور سن انکا سات
برس کا ہوا اور سحر مین کچھ دخل ہونے لگا ملکہ ناہید اور کوکب ایک دم آنکھون سے
اوجھل نہ کرتے تھے اسی جوش محبت مین یہ صلاح ہوئی کہ کوئی تدبیر حفاظت جان بران
کرنا واجب و لازم ہے طلسم وسیع ہے حکومت زیادہ ہے جب اسکو سامری و جمشید پروان چڑھائینگے
ہم دونون نہ رہینگے تو یہ بزرگ سلطنت کرینگی تاج و تخت کی یہ مالک ہونگی مقابلے بھی اسکو ساحر
عالم سے ہزار پیش ہونگے ہر طرح کے پس و پیش ہونگے کوئی دشمن سحر و ساحری سے قتل کر سکے
اور جسکا چارہ دشوار ہو پس کل کاہنان طلسم حکیم ندیم ستارہ شناس منجم کوکب جمع ہوئے
غرضکہ سب نے ملکر یہ نیچہ بنایا اور حکم لگایا کہ جبتک دشمن اس نیچہ سے نہ قتل کریگا ملکہ بران
کی دراصل جان نہ جائیگی اور یہ بنا نیچہ جو آپکے سامنے حاضر ہے بہت بڑا جان نثار تمکو اور
جانکر وہ نیچہ میرے سپرد ہوا یہ بھی اسمین خاصیت ہے کہ سواے میرے ہاتھ کے اور کسیکے ہاتھ سے
جوہر ذاتی نہ دکھائیگا نہ کند ہو جائیگا کیفیت تمام و کمال عرض کر چکا اب جو ارشاد ہو بجالاؤن
حقیقت مین کوکب کا دین جدید آبا ترک کرنا مجکو بھی بہت ناگوار ہوا غواص نے کہا
اچھوا تمہین خود چلو آج اگر بران قتل ہو تمہارے ہاتھ سے کل سامان شادی تمہارا مہیا ہے
القصہ صمصام نے کہا حضور جاتین غلام مع فوج و لشکر نیچہ قتل بران لیکر حاضر ہوتا ہے غواص
اور افراسیاب پختہ وعدہ کرکے طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوے اصمصام بد انجام
قلعہ مین آیا تمام افسران فوج کو اپنے پاس بلایا بر اثبات کوکب کی اولوالعزمی افراسیاب
کی ظاہر کرکے کہا کہ ہم تو بخدمت افراسیاب جاتے ہین جسکو منظور ہو وہ ہمارے ساتھ
چلے ورنہ خدمت کوکب ناقدردان مین جائے غضب کیا ہوئے دو سو خداوندون کو
چھوڑا ایک خداے نادیدہ کا اعتقاد کیا تمام سامری پر جان دینگے کیا ہمارے دادا
پردادا بیوقوف تھے کہ دین سامری و جمشید پر قائم رہے سب سردارون نے عرض کی کہ ہم

حضور کے ملازم ہین فی الحقیقت یہ کوکب نے بڑا غضب کیا کہ دین بزرگون کا چھوڑا قتل کرنا اُسکا واجب ہی بس صمصام تخت پر سوار ہوا چار لاکھ فوج کو ساتھ لیا خزانہ چھوڑ دیا بلکہ اباؤ و ہنچہ ایک صندوق مین بند کر کے پاس اپنے رکھا نوبت و نقارہ بجاتا ہوا قلعۂ جوہر نگار سے باہر نکلا مگر بقدرت پروردگار ایک اسکا سردار ہی کہ نام اُسکا سعید جادو ہی نہایت خوش رو ہی صاحب اقبال نمک حلال مالک کی آبرو کا ہر وقت خیال یہ حال بدعت مآل دیکھکر بہت رویا دل سے کہا کہ یہ بیچارا افسوس شریک افراسیاب کا ہو گیا بھلائی کا خیال نہ آیا مگر اے سعید جلد چلکر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے اطلاع کر کہ یہ تجمل تمام تا بہ ملک افراسیاب نہ جانے پائے یہ سوچکر اُسی وقت کنارہ کیا اور ایک عقاب تیز پرواز تیار کر کے طرف قصر جمشیدی کے چلا یہان شہنشاہ کوکب مع مشیران سلطنت سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین پہلو مین کرسی جواہر نگار پر ملکہ حنا بصد ناز و ادا متمکن ہی اُسوقت بلور چہار دست سپہ سالار لشکر نے خبر دی ہی کہ ملکہ بران دشت عجائب تک پہونچ گئین چونکہ خبر قتل اسد مشہور تھی برائے جانبازی جاتی ہین نامہ اُنکے پاس شہنشاہ اوج عیاری کا پہونچا کہ واسطے ایک مہینہ کے قتل طلسم کشا موقوف رہا مگر سردار افراسیاب کا کلاب عقاب سوار بڑے زور و شور سے چڑھ گیا تھا خواجہ عمرو نے بصورت افراسیاب اُسکو مار ا شکر ہی اب لشکر ظفر اثر مین سامان عیش مہیا ہی بڑا فضل پروردگار ہوا کہ لشکر مع خیر اُسکی بدعت سے بچا اور ملکہ بران کی یہ عرضی آئی ہی کہ کنیز کو کیا حکم ہوتا ہی پلٹ آؤن یا طرف لشکر خواجہ عمرو کے جاؤن کوکب نے حکم دیا کہ ساحر تیز رو کو روانہ کرو کہ اے نور نظر لشکر خواجہ عمرو سے ملحق ہو ایک طرف سے ہم جمشید تمھارے بھائی کو بھی روانہ کرتے ہین اور بحول قوت الٰہی ہم بھی سامان جنگ مین مصروف ہین بلور چہار دست نے فوراً فرمان شاہی لکھکر اسی مضمون کا خدمت ملکہ بران مین روانہ کیا کہ یکایک دیکھا چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت شاہنشاہی پر ایک ساحر باشندۂ قلعہ جوہر نگار موسوم بہ سعید نامدار حاضر ہی امیدوار باریابی ہی کوکب نے جو نام قلعۂ جوہر نگار سنا نہایت تردد ہوا حکم ہوا کہ جلد اُسکو ہمارے سامنے لاؤ خدا خیر کرے خیر خواہان دولت گئے اور سعید کو سامنے لائے سعید نے آتے ہی ساتھ ہی

ہاتھ اُٹھا اُٹھا دعاے ترقی عمر و دولت و اقبال دی قطعہ		الٰہی بخت تو بیدار بادا
ترا دولت ہمیشہ یار بادا	گل اقبال تو دائم شگفتہ	بچشم دشمنت خار بادا

کوکب نے دیکھا کہ سعید جادو گھبرایا ہوا رنگ رو متغیر لرزاں و ترساں حیران و پریشان آنکھوں سے اشک حسرت جاری عالم بیقراری منھ سے اچھی طرح کلام نہیں نکلتا ہے اس طرح گھبرایا ہوا ہے کوکب نے دنگل پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب یہ بیٹھا تو پوچھا کہ کیوں اے خیر خواہ دولت یہ تمھارا کیا حال ہے سراسر تمھارے چہرے سے ظاہر حزن و ملال ہے سعید تسلیم کرکے عرض پیرا ہوا کہ خداوند نعمت کیا گذارش کروں وہ معاملہ حیرت خیز دیکھا کہ ہوش میرے بجا نہیں ہیں عجب طرح کا انقلاب ہوا بادشاہ ہمارے صمصام جنگ آشناے خونریز زرہ پوش خود بخود شریک افراسیاب ہو گئے اتنا تو صرف غلام نے دیکھا تھا کہ غواص دریا نشین ملازم افراسیاب آیا آپس میں سرگوشی ہوئی دونوں ملکر بیرون قلعہ گئے وہاں سے جو آئے تو انکی دشمنی کا جوش تھا وہ پیمانہ کبر و نخوت سے مدہوش تھا سب سرداروں سے کہا کہ شہنشاہ کوکب روشن ضمیر نے غضب کیا دین جدود آبا چھوڑا سامری پرستی سے منھ موڑا اور افراسیاب کے دشمن ہوئے ہیں واسطے جمشید پرستوں کے رہزن ہوئے ہیں دیر کھدوا ہیں اس مقام پر مسجدیں بنواتے ہیں ہمسے یہ نہ دیکھا جائیگا جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو وہ ہمارے ساتھ خدمت افراسیاب میں چلے ورنہ ہم سے کنارہ کرے سب سرداروں نے قبول کیا اُس نامرد کا ساتھ دیا اُسی وقت فوج تیار کرکے بیرون قلعہ گیا ہے بارہ کوس پہ جاکر مقام کیا ہے غلام کو خیال نمک سرکاری آیا خبر لیکر حاضر ہوا اُس نمک بحرام کو اتنی جرأت نہوئی کہ اُسکو روک سکتا اور سحر سے اُسکو ٹوک سکتا اس لائق نہ تھا سحر میں بھی اُس نالائق پر فائق نہ تھا یہ خبر وحشت اثر سنکر کوکب مثل بید تھرایا اور خیال انجام سے گھبرا گیا سعید کو تو خلعت فاخرہ مرحمت فرمایا اور خود تاج اُٹھا کر سر پر رکھا قبضہ پر ہاتھ ڈالا دستک دی فوراً مرکب پر دم مشکین سامنے حاضر ہوا با ساز و یراق مرصع کار تیز پر کوہ پیکر خوش گام نازک اندام مرکب باد رفتار کو کوکب دیکھکر بقہر و غضب تمام تیغہ تھام کر اُٹھا قصد ہوا کہ سوار ہو خورشید روشن راے وزیر اعظم دستور معظم گھبرایا ہوا کانپتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا دوڑ کر قدم اقدس

کر بوسہ دیا عرض کی خداوند خیر تو ہی غلام زمان جانباز کس دن کے لیے ہیں کیا منظور ہی ارشاد ہو تو ہم
ابھی جائیں اُس باغی کا سر لائیں قلعہ مثل برگ خزان دیدہ باد قہر و غضب سے اُڑا دیں اور
اُس باغی بوستان نجیب زادان شاہی کو خاک میں ملا دیں یہ سُنکر کوکب کی آنکھوں سے اشک حسرت
بصد حیرت جاری ہوئے فرمایا کہ ای خورشید وہ بچا گیا ہی جسکے واسطے مین اسقدر گھبراتا خود اسکے
مقابلہ کو جاتا مگر تمکو معلوم ہی کہ اسمین کیا راز ہی وہ ملعون کس عہدۂ جلیل سے سرفراز ہی پاس اسکے
نیمچہ قتل ملکہ بران رکھا گیا سمجھا کو وفادار اور صاحب جوہر سمجھا تھا معلوم ہوتا ہی اسی وجہ سے
افراسیاب نے اُسکو بلایا ہوگا لالچ ملک و مال کا دیکر سعید سے جس سردار غواص کا نام
زیادہ از حد مکار و غدار ہی شاید یہ دام تزویر اُسی نے پھیلایا ہی اور اُس دانہ نذر روزگار کو
جال میں پھنسایا ہی بدون میرے جائے اُسکو کون روک سکیگا وہ سحر میں مثل ہی ہر کس و ناکس روک
سکیگا اب تو خورشید نے بھی سر جھکا لیا حال پُرملال نیمچہ قتل ملکہ بران میں سینہ آگے عرض
کی جو ارشاد ہوا بجا ہی غلاموں کو اسمین دخل کیا ہی مگر نمکخواران شاہی موم کے نہیں ہیں کہ
اُنکی آتش سحر سے پگھل جائینگے ایسے وقت میں جان بچا کر نکل جائینگے حضور کا جانا مناسب
نہین ہی خورشید نے جو یہ کلمہ کہا سب سرداروں نے عرض کرنیکا موقع پایا اور جبار دست
بستہ سامنے آیا اور عرض کی کہ ابھی غلام جاتا ہی اور بہ اقبال شاہنشاہی سے اس بدانجام
کی مشکین باندھ لاتا ہی ایک طرف سے آفتاب جادو و ماہتاب جادو دونون وزیر
ہوش تدبیر بھی یہ کہتے ہوئے اُٹھے کہ حضور ہم ہرگز آپ کو جانے نہ دینگے جاتے ہی اُس خیرہ سر کا
ابھی سر کاٹ لینگے اس گفتگو سے قصر جمشیدی میں ہنگامہ ہوا ہر سردار غصہ میں اُٹھا ہر ایک کا
یہی ارادہ ہی کہ اگر شہنشاہ حکم فرمائیں ہم ابھی جائیں اُس بدانجام کو جوہر جرأت دکھائیں نیمچہ چھین لائیں
مگر کوکب نہیں مانتا فرماتا ہی کہ ای خیرخواہان دولت میں تمکو بخوبی پہچانتا ہوں اچھی طرح جانتا ہوں
بخدا جہان میرا پسینہ گریگا تم سب صاحب اپنا خون گرا دوگے مجکو دشمن کے ہاتھ سے بچاؤگے
مگر یہ موقع ایسا ہی کہ آپ لوگ صبر کرین جیسے نیمچہ کا خیال آیا ہی خنجر الم دلپر چل رہا ہی سنان الم
دل کے پار ہی تیر غم سے کلیجہ دوسارہی میرا ہی جانا مناسب ہی آپ سب صاحب تامل فرمائیں
میرے عقب میں کبھی نہ آئیں یہ کہکر خانۂ زین کو مثل آفتاب روشن کیا کوکب سوار ہوا قصد کیا

مرکب کو اُڑائے مثل بادِ صرصر نکل جائے کہ یکایک ایک طائر ہفت رنگ بیدرنگ چنگل کارین
اُترتا ہوا آسمان سے نمایان ہوا کاندھے پر کوکب کے آکر بیٹھا منقار سے نامۂ محبت شمامہ
گود مین کوکب کی ڈالدیا اور ہوا پر اُڑگیا کوکب نے نامہ کو اُٹھایا مُہر برہمن روئین تن
کو سرنامہ پر پایا لفافہ چاک کیا دیکھا گویا کہ نوشتہ تقدیر ہی عجب مضمون جانگزا تحریر ہی بعد القاب
شاہی برہمن نے بصد شد و مد لکھا ہی کہ ای شہنشاہ گردون بارگاہ جو کاتب قدرت نے کلک
قدرت سے صفحۂ پیشانی پر لکھا ہی وہی پیش آتا ہی اسوقت جو خیرخواہ نے نقشہ کہانت کا دیکھا
یہ فقرہ نکلا ہی کہ چند ساعتین حضور پر نہایت سخت مین سرکار کے دشمن لاکھون بدبخت مین
خبردار خبردار قصر جمشیدی سے قدم باہر نہ رکھیے گا ورنہ ذلت و رسوائی کا سامنا ہی گردش
سیارگان سے صناع ماہ و مہر بچائے خدا نہ کرے کہ ساخت تخت آجائے ایک روباہ شیر پر
غالب آجاتا ہی ستارہ بد اپنا اثر دکھاتا ہی آپ کا ضرور نام نامی و اسم گرامی شاہنشاہ روئے
ہی زیادہ عرض کرنا گستاخی ہی زیادہ حد ادب کوکب مضمون کو پڑھکر مایوس ہو گئے گھوڑے
سے اُترا یا حیران تھا کہ کیا کرون کسکو بھیجون وہ نہایت زبردست ہی کہ آسمان سے ابر سیہ
نمایان ہوا ملاشان کوکب حیران ہوئے کہ یہ کون آتا ہی ابر تیرہ و تاریک عجب رنگ دکھاتا
ہی یکایک وہ ابر شق ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تاجدار بفر و شوکت و بہ رعب و جلالت
چار عقاب تیز پرواز تخت اُٹھائے ہوئے اُسپر سوار پشت پر لاکھ ساحران نامدار ہمراہ یکے جیدۂ
روزگار نمایان ہو تخت سے زمین پر اُترا وہ تاجدار تخت سے اُتر کر واسطے تسلیم شہنشاہ کوکب
کے خم ہوا کوکب نے جواب سلام دیا ذنگل زرین پر بیٹھنے کا حکم ہوا کوکب نے پوچھا اسوقت
شاہزادہ بہزریلتن یہان کیونکر آپکا اتفاق ہوا عرض کی اول تو غلام زیارت حضور کا مشتاق
تھا علاوہ اسکے طائران سحر جو واسطے خبر کے مقرر ہین اُنسے سنا کہ افراسیاب خانہ خراب
طلسم کشا کو قتل کرنا چاہتا ہی اور حضور نے قصد لشکرکشی کا کیا ہی پھر یہ جان نثار ایسے وقت
کیون نہ حاضر ہوتا اسوقت جمال بیمثال حضور کا دیکھکر نہایت ہی تردد ہوا ہی کہ آئینۂ رخسار پر
صاف گرد ملال ہی اس جان نثار پر آئینہ فرمائیے کہ کیا صورت ہی سب طرح خیریت تو ہی دربار
کو مثل تصویر تصویر پاتا ہون سب خاموش ہین ظاہرا رنج و ملال کے جوش ہین کیا خدا نخواستہ

کوئی حادثۂ نو پیش آیا ہی گردش فلک نے کیا انقلاب دکھایا ہی ہزبر بیلیتن نے جو براہ خیرخواہی اسطرح پوچھا کوکب کا دل بھر آیا بے اختیاری مین آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے فرمایا کہ ای برادر وای جان نثار خوش سیر موجب شعر ہر دم ازین باغ برے میرسد٭ تازہ تر از تازہ تری میرسد٭ فلک کج رفتار گردون غدار ہر دم درپے آزار ہی نظم

دیکھ دنیائے بے ثبات کا طور
بھول مت دیکھ دیکھ آرائش
ہان دلا کر نظر بدیدۂ غور
کوئی بزم طرب کا بانی ہی
کہین ماتم ہی نوحہ خوانی ہی
نہین دنیا مقام آسائش
کہین افضال حق تعالے ہی
ہی کہین شادی حنا بندان
کہین چوتھی ہی اور چالا ہی
ہی یہ دنیائے دون کا سررشتہ
نوش اسکا ہی نیش آغشتہ
اور کہین شور مرگ فرزندان
آسیائے چرخ ہر وقت چرخ مین

ہی لیسئے گیت دانلے روزگار پس گئے شجر باغ عالم سے کسی کو ثمر مراد حاصل نہوا ہر سرو قد جفائے فلک سے خمیدہ بلکہ کہین سہرے سے پا گل ہوا گل شگفتہ وخندان بلبل گریان ونالان ایسے کلمات عبرت خیز ملال ورنج انگیز زبان سے فرمائے کہ سب اہلیان دربار کے آنکھون مین آنسو بھر آئے اسوقت ہزبر بیلیتن بیقرار ہوکر قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ ای شاہنشاہ ان باتون کے سننے کی قلب ناصبور مین طاقت نہین ہی مفصل ارشاد فرمائیے یہ جان نثار موافق اپنی حقیقت کے فورا اسکی تدبیر کرے بتصدق فرق مبارک حضور سب کچھ ہوسکتا ہی خدا نے سب طرح کا اختیار دیا ہی بالکل مجبور وناچار نہین کیا ہی کوکب نے تو جوش رنج وملال مین کچھ جواب نہ دیا مگر خورشید وزیر اعظم نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک صمصام کا شہزادہ ہزبر بیلیتن سے تفصیلاً ظاہر کیا اور نیچہ کی کیفیت سے بخوبی ماہر کیا یہ سنتے ہی ہزبر بیلیتن مثل شیر غضبناک کے ڈکارا اور غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا عرض کی اُس روباہ صفت کی کیا مجال ہی کہ میدان اطاعت شاہنشاہ سے قدم باہر رکھکر زندہ نکل جائے غلام ابھی جاتا ہی مع نیچہ اُس بیحیا کو گرفتار کرکے لاتا ہی غلام اُسی جانب سے ابھی آیا ہی خود مین نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہی کہ خاص دشت لالہ زار بہ بہار مین بارگاہین استادہ ہورہی ہین خود اُس مردود کو بھی انتظام کرتے دیکھا ہی مین سمجھا کہ شاید حکم شاہنشاہی برائے لشکرکشی خراج گذار ناقدہوا ہی یہ بھی بموجب ارشاد فیض بنیاد تیاری لشکر مین مصروف ہی اگر اس حال سے واقف

ہوتا تو ابتک اُسکو گرفتار کر دیا ہوتا مین تو بھی اُس ملعون کی لیاقت و حقیقت سحر سے واقف ہون
میرا ہم مکتب ہی ابھی طفل ابجد خوان مکتب افسون ہی یہ کہکر اصلا ذرا اُٹھا کوکب نے کہا مین
اور تدبیر کرتا ہون مگر اس شیر بیشۂ جرأت نے نا نا تیغہ کھینچکر اپنے گلے پر رکھ لیا اور عرض کیا کہ اگر
حضور روکینگے تو یہ غلام ابھی گلا کاٹ کر مر جائیگا جان نثارون مین نام کر جائیگا جس وقت سے
غلام نے حال تجھ کا سنا ہی کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی یہ بیچارہ تیرہ بخت شمع بزم سلطانی و چراغ دودمان خاقانی
یعنی ملکہ بران شمشیر زن کے شعلۂ حیات گل کرنیکا قصد کرے بڑا اندھیر ہی اُسکی موت آئی ہی
تقدیر کا پھیر ہی ایسے ایسے کلمات غصے مین کہتا ہوا قدمون سے لپٹ کے خوب رویا اشکون سے
منھ دھویا آخر کوکب نے فرمایا بسم اللہ خدا کے کریم کے سپرد کیا لیکن اسکا خیال رہے کہ
اگر کوئی خرابی واقع ہو ہر چند میرا استارہ گردش مین ہی فوراً آؤنگا اپنے کو تم تک پہونچاؤنگا غرض
بیلقین تخت فلک سیر پر سوار ہو اتباع فوج دریا موج عازم کارزار ہوا مثل شعلہ جوالہ تخت اُڑتا
ہوا شان و شوکت دکھاتا ہوا یہ جانباز و سرفروش بصد جوش و خروش برائے مقابلہ صمصام
بخرام جاتا ہی مگر حال اس بدمآل کا سنیے یعنی صمصام بہرامی پیکر باندھکر دشت لالہ زار مین
کہ اسکے قلعۂ جوہر نگار سے بارہ کوس پر ہی وہان تک آکے شام ہو گئی فوراً مرکب سے اُترا
حکم دیا بارگاہ استادہ ہو بار روا ارادہ تو میرا یہ تھا کہ آج ہی اپنے تیغ تا بہ لشکر دشمنان شہنشاہ
افراسیاب پہونچاؤن جاتے ہی مزا دون ملکہ بران کو قتل کرون کہ جلدی سامان شادی
ہو خانہ آبادی ہو سالہا سال گذرے فراق محبوب مین تڑپتے اب صبح امید نے چہرہ اپنا دکھایا
وقت وصل محبوب مطلوب قریب آیا تم سب صاحبون کو وہ عہدے ملینگے غنچۂ آرزو کھلینگے
کہ ایک ایک نہال ہوگا افراسیاب بڑا قدردان ہی نیک اساس قدرشناس صاحب
شرم و حیا بادشاہ طلسم ہوشربا ایسی ایسی باتین واہیات مزخرفات کہتا ہوا تخت پر بصد
نخوت بیٹھا سارا لشکر اُتر پڑا جو کہ صاحب دل ہین عاقل ہین اپنے فعل ناشایستہ پر خجل
ہین آپسمین کہتے ہین یار دو دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی آج تو صمصام صاحب کا بڑا غرور بڑھ گیا
ہی نشہ شراب کبر و غرور چڑھ گیا ہی اپنے ہوش مین نہین ہین جس بادشاہ نے خاک سے پاک
کیا بر سر حکومت قلعۂ جوہر نگار ایسا ملک و بازر پر حسن خیز آباد رعایا دل شاد ہی مالک

مقدمہ مین یہ فرماتے ہین اسکی دختر کو قتل کرینگے یہ بڑا پاپ ہوتا معلوم نہین ہوتا بیچ دریا مین ڈوبے گا گرداب محیط بلا مین گرفتار ہونگے بہت شرمسار ہونگے افسوس ہی کہ ہم بھی انکے ساتھ ڈوبے اب کچھ بن نہین پڑتا ایک شفیق کے واسطے افسوس ہی یہ انتظام ہی فوج مین تو یہ چرچا ہی بعضے ہنستے ہین بعضے روتے ہین کچھ لوگ رنج و ملال مین کچھ خوش ہوتے ہین لیکن یہ بحیا کھانا زہر مار کرکے ناچ و راگ رنگ مین مصروف ہوا سامان عیش و نشاط مہیا ہی شراب پی رہا ہی کف منھ مین بھرا ہی نشہ مین بلبلا رہا ہی کہ یا سامری جمشید جلدی سحر ہو جا کہ اپنی معشوقہ سے ہمکنار ہون گوہر مراد حاصل ہو تسکین دل ہو کبھی یاد محبوب مین تڑپتا ہی کھڑا کھتا ہی لیکن جب ساقی قدرت نے مینائے چرخ سے جام آفتاب مین صبوحی ضیا بصد صفا لبالب بھری اور کشتی گلگونہ شفق مشرق مین بصد زیب و زینت رکھکر پیش رندان خمخانہ جہان دھری

نظم

فوج انجم ہوئی گریزان سب	شہ خاور سپہر گرد ہوا	علم آفتاب نکلا جب
ہوا میدان چرخ سے اکبار	ہوا انجم سیاہ روبفرار	رونق تخت لاجورد ہوا

صمصام اپنے چھپرکھٹ سے اٹھا اوسے پاٹ کا سامان کیا گلوری پیجا کر دو لٹیون سے اشنان کیا دھوتی بھی اچھی طرح نہ بھیگی ساری منگوا کر باندھی بریجی کُٹیا ہاتھ مین سامری و جمشید کی سامنے تصویرین رکھین کچھ منتر جنتر پڑھنے لگا لشکر اسکا کمر باندھ رہا ہی کہ یہ بحیا حکم دے چکا ہی ابھی پوجے سے فراغت نہین پائی کہ تیرہ بختی کی بلا سر پر آئی یکایک صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی آواز شیر کے نعرے کی پیدا ہوئی یا شدید ای کفاران بحیا و ای نابکاران پُر دغا صمصام نمکحرام کہان جاتا ہی منم شاہزادہ ہزبر پیلتن صف شکن تیغزن صاحب تدبیر ملازم شاہنشاہ کوکب روشن ضمیر اب سب نے سر اوٹھا کر دیکھا ایک جوان خوش رو با تاج شاہنشاہی شیر پر سوار پشت پر فوج جلالت آثار قریب لشکر اس نوجوان نے ہو بکار آواز دی ای ضرغام صحرا نشین تمہاری خوراک حاضر ہی آؤ ان روبہ صفتون کو کھا جاؤ یہ کہکر دستک دی برق چمکی ہر ایک کی آنکھ جھپک گئی بعد چشم زدن دیکھا صحرا سے ہزارہا شیر منھ کھولے ہوے دم علم کیے ہوے ڈکارین مارتے ہوے اس زور و شور سے لشکر شیران صحرائی آیا کہ شیر فلک کا کلیجہ دہل گیا یہ شیر سب آگرے چیر چیر کے ہر ایک کو پھینکنے لگے کسی شیر نے کسی کو پھیر مارا وہ زمین پر گرا شیر نے گلے پر منھ لگا کر خون پیا خون پیکر اور چالاک

ہجوم زیادہ جیسا کہ ہوا دو دو کو چار چار کو پامال کرنے لگا ایک حملے میں پچاس ہزار ہمراہیان صمصام رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوئے پہرے کے پہرے درہم و برہم ہوئے صدائے الامان الامان بلند ہر ایک محزون و دردمند بےحواس عالم یاس ہر چند چاہتے ہیں کہ بھاگ کر نکل جائیں شیروں سے جان بچائیں ممکن نہیں صمصام نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرایا بعجلت تمام لباس پہنا جھولی کو سحر کی بائیں ہاتھ پر ڈالا ایک سیہ کاغذ بڑا سا ہاتھ میں لیا مقراض سے صد ہا گینڈے کاٹے زمین پر پھینکا اب دیے نشتر سے پیشانی کا خون لیا اُن سب پر چھڑکا آواز دی اے کرگدن خوک پیکر جلد آ بدعت پیران صحرانشین سے بچا یہ کلمہ اس بدانجام کی زبان سے تمام نہوا تھا وہ پرچے تمام اُڑ گئے بعد دم بھر کے درہ کوہ سے بڑے بڑے گینڈے مثل فیل مست کے قوی تن قوی سر چست و چالاک پیدا ہوئے شیروں سے لڑنے لگے اب ہزبر قلیتن نے دیکھا کہ یا تو میرے شیر لشکر صمصام کو تباہ کر رہے تھے پھر پچھاڑ کر کھا جاتے تھے مگر اب گینڈوں کی جانب متوجہ ہوگئے اہالیان فوج نے مہلت پائی ہزبر قلیتن فوج دریا موج لیکر اسکے لشکر پر جا پڑا گویا تیغ تاریخ چلنے لگے دریائے خون جاری ہوا جانبین کے ہزاروں مارے گئے ادھر شیر اور کرگدن آپس میں لڑکر مرے دوپہر ڈھلے شیر اور کرگدن سے میدان پاک اور صاف ہوا لیکن شیران میدان کارزار داد مردی و مردانگی دیتے تھے جان دینے پر آمادہ تھے سپر سحر تک ہاتھ میں نہ لیتے تھے اول غفلت میں صمصام ناکام کا لشکر شکست اثر سب قتل ہوا لاکھوں کی نوبت پہنچی مگر جب صمصام نے سنبھل کر اشیائے سحر ہاتھ میں لیے اکڑتا ہوا میدان میں آیا اور ہزبر دلاور نے جو سحر سے شیر پیدا کیے تھے انکو کرگدن ہائے سحر سے مٹایا ہزبر دلاور نے اپنی فوج ظفر موج کو آواز دی اے مردان کوشیدہ تا جامۂ زنان نپوشید بیت روز جنگ است جنگ باید کرد ؛ کوشش نام و ننگ باید کرد ؛ یارو ہم سب مرنے کو آئے ہیں نام کرنے کو آئے ہیں جہانتک ہو سکیگا انکو زندہ نہ چھوڑینگے ساحروں کے قتل سے مونھ نہ موڑینگے اب دونوں لشکر آپس میں مل گئے حربے سحر چلنے لگے شعلہ ہائے آتش سحر سے گل صحرا مثل شمع کافوری جلنے لگے

نظم

ہوا فوج صمصام پر حملہ ور | وہ تھا حاکم تیغہ برق تاب
ہزبر دلاور بصد کر و فر | کرے کشت امید دشمن خراب

یہی دل میں اس شیر کے تھی امنگ
کہ رن پڑ کے صمصام لڑ لے یہ جنگ
ہوئی آتش سحر اس درجہ تیز
فلک شعلہ بار و زمیں شعلہ خیز
بھڑکنے سے آتش کے یہ ڈول تھا
دھوئیں دھار سحر آپ ہر پھول تھا
ہوا گرم ہنگامۂ دار و گیر
لرزنے لگا خوف سے چرخ پیر
کہیں خون کی ندی زمیں پہ بہی
کہیں بارش آتش سحر تھی
ہوا بحر خون اسقدر موج زن
بنے سنگریزے عقیق یمن
گرج رعد کی اور چمک برق کی
برستے تھے سر صاف برسات تھی
وہ سر تھے زمیں پر کہ اولے پڑے
دل دشت میں تھے پھپھولے پڑے
ہنر پہ بلا اور تھے با شد و مد
کیے قتل چن چن کے اہل حسد

مگر صمصام بھی بلائے روزگار ہے جب اتنے بڑے کام پر ملعون نے کمر باندھی ہو ایسے بادشاہ عالیجاہ سے بغاوت کی ہو جو بے قیامت اثر کرنا ہو اگر ہنر پر سے تلواریں برسائیں تو اس سنگدل نے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا پتھر پہاڑ سے جدا ہوئے تلواروں کو توڑا ہنر پر چلتے اُسوقت جھولی سے کاغذ نکالکر چھوٹے چھوٹے جانور اور سحر پڑھکر ہوا پر اُڑا دیے اور آواز دی کہ ای پرندو یہ وقت بلند پروازی ہے یہ کلمہ زبان سے نکلا تھا کہ صمصام نے دیکھا ہزارہا طائران خوشرنگ ہوا پر اُڑتے ہوئے نظر آئے اہالیان فوج صمصام کے ہوش اُڑے جبتک صمصام رد سحر کرے وہ طائر سروں پر اُسکے ملازموں کے بیٹھنے لگے جو طائر جسکے سر پر بیٹھ گیا وہ پتھر کا پتلا تھا ہاتھ پاؤں بے حس و حرکت نہ آنکھ میں بصارت نہ قلب میں قوت اسی طرح قریب پچاس ہزار کے تصویر سنگین بنکر رہ گئے اور ملازمان ہنر پر سے بھی صدہا ساحر قتل کیے یہ دیکھکر صمصام نے فوراً ایسا سحر کیا کہ دو پر شانوں پر پیدا ہوئے اُڑا بہ عجلت ایک سمت غائب ہوا ایک چشم زدن میں پھر آیا آواز دی ہی مرغان کوہی بحق سامری جلد آؤ خوراک تمہاری حاضر ہے دیکھا آسمان پر تڑاقا ہوا کوئی سو عقاب نایاب منقاریں کھولے ہوئے پنجہ مثل آہن کے ان طائران خوشرنگ پر آگرے پنجہ سے آکر پکڑا چیر کر پھینکدیا دوسرا غضب یہ ہوا کہ خون اُس طائر کا جسپر پڑا جلکر خاک ہوا اور اگر یہی خون سر پر ان تصویر ہائے سنگین کے گرا فوراً ہوش آگیا سحر برطرف ہوا جسم اصلی پھر پایا یہ رنگ جو ہنر پر تامار نے دیکھا مجبور ہو کر ایک نعرہ کیا سحر پڑھا منہ سے شعلہ نکالا طائران سحر اور عقاب دونوں جلکر خاک ہوئے ایسے ایسے آتشیں بہت سے

سحر ہوئے کبھی غالب اور کبھی مغلوب لڑتے لڑتے ہزبر چلیتن اور صمصام ناکام کا سامنا ہوا
آپس میں دونوں افسروں میں سحر ہونے لگے صمصام نے ہاتھ تلوار کا مارا ہزبر نے سپر پر
روکا گئی سو شعلہ سپر سے نکلا ہمراہیان صمصام کو جلایا اور ہزبر چلیتن نے گرز نکالکر مارا
صمصام کی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے تلوار پھینک کر صمصام نے انگلی سے اشارہ کیا
گرز کے دو ٹکڑے ہوا صمصام نے اپنی جھولی سے ایک ترنج شیرین نکالا دل میٹھا جاتا ہی ترنج
پر چھو چھو کر ہاں ہی دیکھا ہزبر بڑے اور اہالیان فوج نے کہ وہ ترنج نہیں ہی بلکہ ایک ٹیا ہی اسکو
کھولکر ہزبر پر کھینچ مارا غبار بلند ہوا گرد ہزبر کے حصار غبار کھنچ گیا ہزبر نے ہرچند چاہتا
ہی اسکو دفع کرون غبار الم دل پر چھا گیا معلوم ہوا کہ اس بچانے مجکو خاک میں ملایا زبان میں
بھی لکنت آئی سحر فراموش ہوا عجز دی کا جوش ہوا صمصام بد انجام نے نعرہ کیا فوج کو اسکی
گھیر لو اور قتل کر ڈالو میں نے اس شیر دلاور کو دام غبار میں پھنسایا بعد چند عرصہ کے تلوار
کھینچ کر خود اپنے گلے پر پھیرے گا گردن پر لٹکائیگا مجسے مقابلہ کا مزا پائیگا اب ہزبر چلیتن اس
قلعۂ خاکی میں بند دل دردمند تمام جسم غبار آلود ملک الموت سامنے موجود ایسا ہی ساحر
زبردست ہی کہ کچھ جھولی سے نکالکر پھینکتا جاتا ہی صمصام کو بھی خوف ہی قریب نہیں آتا
دور سے یا سامری و جمشید کرتا ہی غبار سحر کی دیوار بنانا چاہتا ہی اور فوج ہزبر پر زیادہ دباؤ ڈال
رہا ہی مگر وہ سب مردان عالم جانباز سرفروش اپنے مالک کی محبت کا جوش گرد اس غبار کے
مصروف جنگ ہیں ہرچند قصد کرتے ہیں خاک ہو جائیں اپنے مالک تک جائیں جب غبار
کے قریب جاتے ہیں بینائی میں فرق آتا ہی گھبرا کر پلٹ آتے ہیں یہاں تو ان دلاوروں کا یہ
رنگ ہی ادھر ہزبر چلیتن اپنی جان سے تنگ ہی مگر اب حال شہنشاہ کوکب کا تحریر ہوتا
ہی کہ نہایت عدالت گستر رعیت پرور صاحب جاہ و جلال اپنے شکرگزاروں کا خیال اسقدر
سال کا زمانہ اس لڑائی کو گذرا اگر کوئی ملازم کوکب کا شریک افراسیاب ہوا مگر اس بچارا
کا جسوقت سے یہ حال سنا ہی سر دھنتا ہی ہزبر جو ضد کر کے چلا آیا ہی کوکب پر بہت شاق ہی
ناظرین روشن رائے پر واضح ہو کہ پاس شہنشاہ کوکب کے ایک آئینہ ہی کہ اسکو مرآت
واقعہ کہتے ہیں خاصیت میں جام جہان نما ہی جب اسکو سامنے رکھکر معائنہ فرماتے ہیں جس

امر کے دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہی وہ حالات آئینہ ہو جاتے ہین جس وقت سے ہزبر بلیتن
واسطے جنگ صمصام کے گیا ہی کوکب تنہائی مین اُس مرأت واقعہ کو ملاحظہ فرما رہا ہی
جو کچھ یہان حالات گذرے وہ سب دیکھے یہانتک کہ ہزبر بلیتن کو حصار غبار مین مبتلا دیکھا
گھبرایا چونکہ برہمن روئین تن نے منع کیا ہی کہ قصر جمشیدی سے قدم نہ نکالنا اپنا جانا تو ممکن
نہ تھا ورنہ فوراً جاتا حصار غبار سحر کو مٹاتا آواز دی ای سیار تیز رو جلد حاضر ہو یکایک
چھت شق ہوئی ایک ساحر نوجوان چہرہ مثل ماہتابان پیشانی پر تابت ہوتا ہی کہ ستارہ
اقبال کا چمکتا ہی اُترتے ہی عرض کی حاضر کوکب نے جلد ایک صندوق کھولا اسمین
سے ایک شیشہ پُر از آب نایاب نکالا اور ہاتھ مین سیار تیز رو کے دیا فرمایا ای سیار تیز رو
جلد اپنے تئین صحرا ے الازار مین پہونچا ہزبر بلیتن صمصام ناکام سے مصروف
جنگ ہی اُسنے سحر غبار سامری کیا ہی وہ صاف باطن اُسمین پھنس گیا ہی عرق زمین ہو کر
اپنے تئین پہونچانا اس شیشہ سے پانی لیکر پہلے اُسکے مُنھ پر چھینٹا دینا ہوش مین آجائیگا اور
یہ شیشہ ہاتھ مین اُسکے دیکر کہنا کہ اس شیشہ کو اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینک دے شیشہ شکست
ہو کر اسکا آب نایاب جسپر پڑیگا اسکو پناہ پانی مشکل ہوگی حصار غبار سحر بھی باطل ہوگا چند ساعت
کے واسطے سب بیہوش ہو جائینگے اُتنے عرصے مین کہدینا کہ صمصام کو گرفتار کر لینا اسکے
تخت پر صندوق رکھا ہی اُسمین بچہ ہی وہ بھی اپنے قبضے مین کرنا یہ فرما کر سیار کو حکم دیا کہ جلد
جا خبردار کوئی لفظ فراموش نہ کرنا سیار تیز رو قصر جمشیدی سے باہر نکلا دونون پاؤن
زمین پر مارے عرق زمین ہوا اور زمین کو کاٹتا ہوا چلا یہان صمصام نے ہزبر کو
حصار غبار سحر مین پھنسایا ہی جانتا ہی کہ چند ساعت مین تلوار سے خود اپنا گلا مبہوت
ہو کر کاٹ ڈالیگا اس خیال سے طرف فوج ہزبر بلیتن کے پلٹا ہی اپنے دست تجس سے
گوے ترنج تاریخ مار رہا ہی ہزبر نے اب بدحواس ہو کر قبضے پر ہاتھ ڈالا ہی کہ تلوار کھینچون
کشاکش سحر نہین اُٹھ سکتی خود اپنا گلا کاٹ ڈالون کہ یکایک زمین شق ہوئی سیار تیز رو
مثل برق جہندہ زمین سے پیدا ہوا مُنھ پر ہزبر کے پانی کا چھینٹا دیا فوراً ہزبر کو ہوش
آیا اپنے شاہنشاہ کی پرورش دیکھکر چہرہ خوشی سے مثل گل سُرخ ہوا سیار نے شیشہ ہاتھ مین دیا

پیام کوکب لفظ بلفظ سُنایا خود غرق زمین ہو کر غائب ہوا ہزبر پلیتن نے فوراً اپنا شیشے
سے تھوڑا پانی چلو مین لیا غبار سحر پر کھینچ مارا غبار سحر برطرف ہوا ہزبر پلیتن مثل
شیر غضبناک نعرہ کرتا ہوا جھپٹا اور شیشہ اُٹھا کر جانب آسمان کے پھینکا صمصام نے
جو نعرہ ہزبر پلیتن کی صدا سُنی سنتے ہی پلٹ کے دیکھا جھومتا ہوا آتا ہی گھبرایا یہ غبار
سحر سے کیونکر نکلا جبتک کچھ فکر کرے یکایک لکۂ ابر سیاہ آسمان پر آیا بوندیان پڑنے
لگین جیسے پانی کی بوندیان پڑین ہائے کہکر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا صمصام نے
قصد کیا کہ میدان رزم سے نکل جاؤن یہ ابر کس غضب کا ہی اس سے بچنا دشوار ہی
کدو کاوش بیکار ہی چاہا تھا زمین پر پاؤن مارون غرق زمین ہو کر نکل جاؤن جان بچاؤن
یکایک چند بوندین پانی کی اُسپر گرین یہ معلوم ہوا کہ شعلہ ہائے آتش جسم سے نکلنے لگے استخوان
جلنے لگے ہائے کرکے زمین پر بیہوش ہوا ہزبر پلیتن مثل قضائے ناگہانی اسکے قریب آیا گردن
پکڑ کر دبائی زبان صمصام کی مُنھ سے ایک وجب باہر نکل آئی ہزبر نے سوزن دہان شکن
باندھین جست کرکے قریب تخت آیا صندوق نیچے کا اپنے قبضے مین کیا تیغہ پکڑ کر فوج پر جا پڑا
وہ سب بچیا یہ حال اُس بد اقبال کا دیکھکر بھاگے چشم زدن مین میدان صاف ہو گیا ہزبر
بفتح و فیروزی پلٹا خیمے خرگاہ صمصام کے اپنے قبضے مین کیے خزانے اُس ملعون کے فوج
نے لوٹ لیے اب صمصام بد انجام کو ہوش آیا اپنے تئین گرفتار طوق و زنجیر سحر پایا اب
ہزبر بفتح و ظفر بصد کر و فر نوبت نقارہ بجاتا ہوا اپنی فوج باقی ماندہ کو لیکر طرف کوکب کے
چلا یہان کوکب نے یہ سب معرکہ مرأت واقعہ مین دیکھا صورت فتح و ظفر نظر آئی سجدہ شکر
پروردگار کیا قصر مرأت سے باہر آیا تمام حال خورشید روشن رائے وزیر اعظم سے بیان
کیا سبنے مبارکباد دی نذرین خوشی کی گذرنے لگین ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش
آواز بصد ناز و انداز حاضر ہوئے ملکہ حنائے گلگون پوش نے حکم دیا کہ سب نازنینان زہرہ
دمہ جبینان مہر تمکین حاضر ہون آج ہمکو انتہائی خوشی ہی ہماری دختر نیک اختر کی خدا نے
جان بچائی ایسی خوشی سُنائی ملکہ بُران شمشیر زن کو خدا سلامت رکھے وہ آفتاب عالمتاب
آسمان طلسم نور افشان ہی اسکی صولت و شوکت سے بہرام فلک لرزان ہی کوکب نے فرمایا

کرا دو ملکہ بخدا جس وقت سے حال تیرے کا سُنا تھا خنجر غم دل پر چل رہا تھا اگر میرے قتل کا سامان ہوتا کبھی نہ اسقدر پریشان ہوتا مختصر جام مے ارغوانی گردش میں آیا صدائے ہوشا ہوش ونوشا نوش بلند ہوئی ایک رقاصہ نے یہ اشعار گائے نظم

لاتا ہی بار بار نوید وصال عید
ابرو سے مہوشان کی طرح ابر دید کو
مینائے آسمان میں ہو کہنہ سال عید
ذکر سرور شیخ کو لاتا ہی وجد میں
سینوں میں اہل شوق کے ہے انکا حال عید
آ رشو شمیم جملہ نشینوں کی ہو
آ کے نذر دینے میں جاہ و جلال عید
شان و شکوہ تیری سواری کی دیکھکر
خود آب پاش ہو عرق انفعال سے
احباب شاد ہوکے فلک گیر ہوں

معشوقۂ طرب کا مبارک معانقہ
کرتا ہی کچھ فلک پہ اشارہ ہلال عید
جب سے ہر انجمن میں نشاط و طرب کے ہیں
صوفی کو حال آتے ہیں سن سن کے حال عید
کھلا سا ہی بزم حسینان کو آشنا
مشاطۂ فردوس بدیع الجمال عید
ہر شادی شبانہ ہی نوروز کا جواب
کچھ منفعل ہوئے ہیں یہ جاہ و جلال عید
عیش و نشاط حاشیہ بوس بساط ہیں
اعدا کے ہوں گلے پہ تیغ ہلال عید

آتا ہی دور دور سے پیک خیال عید
دیتا ہی مژدہ قاصد فرخندہ فال عید
کیا رنگ نو بدلتی ہی مستوں کو دیکھکر
ہر بزم میں ہی غلغلۂ قیل و قال عید
ناز خرام دیکھکے ہوتے ہیں ہر قدم
آئینہ دار حسن رخ بے مثال عید
خدام بارگاہ کو اک شہریار کی
ہر روز جشن رہتا ہی دن بھر مثال عید
جاری اگر ہو حکم معلے تو راہ میں
خدام بارگاہ میں جاہ و جلال عید
دربار میں کوکب سے کے وہ

جشن وعیش ہی کہ ہر خرد و کلان اعلی و ادنی پیر و جوان خوشی سے اپنے جامے میں پھولے نہیں سماتے ہیں در خزانہ وا ہی زر سرخ و سفید تقسیم ہو رہا ہی فلک کج رفتار گردوں غدار ہمیشہ زدن میں عیش و سرور کو مبدل بغم و رنج کرتا ہی محفل خوشی کو دم بھر میں درہم و برہم کرتا ہی کہیں شادی کہیں ماتم کہیں عیش کہیں غم کہیں سوز کہیں ساز بموجب بند مسدس

ہی عجب حال جہان بے ثبات و بے مدار
تھا کہان جمشید کس جا تھا فریدون کو قرار
آج تو تخت طلا ہی کل ہی مرقد کا کنار
قصر و ایوان تو کہان ملتے نہین انکے مزار

ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانہ
ہست فرد دفتر احوال صاحب خانہ

جس وقت کہ ہنر بہا ہیں نے صمصام کو گرفتار کر لیا تجھ بھی قبضے میں کیا وہان افراسیاب خوشی خوشی بارگاہ حیرت میں آیا ہی خوشی میں حال صمصام ملکہ حیرت کو سُنایا ہی اور

عالم خوشی مین کہتا ہی کہ ای خاتون محل مین آپ کے خداوند لقا نے تدبیر معقول کی صمصام
شمشیر بکف قتل ہرمان آتا ہی مگر پری کی شکل مین مین نے اسکو راضی کیا ہی تمھاری مصاحب جو
ہی لالہ زار نرگسی چشم اب تم اسکو راضی کرو کہ جب وہ یہان آئے ایک لمحہ اسکے سامنے
جائے پھر مین وعدہ شادی کا کرکے تمھاری خدمت مین بھیجدونگا جب ہرمان قتل ہوجائیگی
خواہ شادی کرے یا نہ کرے اسکو اختیار ہی مگر اسوقت دام تزویر ضرور بچھانا چاہیے اس مرغ
زیرک کو پھنسانا چاہیے حیرت نے کہا مین ابھی جاتی ہون یہ اسکو قصد ہوا کہ لالہ زار کو
بلاؤن یا خود جاؤن مگر افراسیاب نے کہا کہ ای شہنشاہ کتاب سامری مین ملاحظہ فرمایئے
کہ آج صمصام کس منزل پر آتا ہی کیا کرتا ہی براے خوشامد اُس حوالی کے تاجدارون
کو فرمان لکھکر روانہ کردون کہ جسکی سرحد مین صمصام پہونچے وہ واسطے اُسکے سامان دعوت
مہیا کرے اور باعزاز و اکرام منزل بمنزل ہم تک پہونچا دین پس افراسیاب اس صلاح
حیرت کی نہایت خوش ہوا کتاب اٹھا کر دیکھنے لگا حیرت نے دیکھا کہ جون جون شہنشاہ
کتاب ملاحظہ کرنے مین رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہی یا عذر لیکن غش پر پڑا ہی نوچے کا ارادہ
ہی غصے مین زانو پر ہاتھ مارا حیرت نے گھبرا کر پوچھا ای شہنشاہ خیر تو ہی اتنا فقط افراسیاب
نے کہا کہ ملکہ غضب ہوا صمصام گرفتار ہوگیا ابھی جاتا ہون زمین کے طبقے ہلاتا ہون
یہ کہتا ہوا قبضے پر ہاتھ ڈالکر مثل فتنہ خوابیدہ کے اُٹھا اور ایک سحر کر کے مثل شعلہ آتش
سرکش بلند ہوا اشارہ تھا کہ آسمان مین ڈوب گیا یہان ہزبر تلملاتے ہوئے دشت لالہ زار
سے نکلنے کا قصد کیا ہی تھوڑا راستہ طی ہوا ہی کہ آسمان پر سے آواز آئی او ہزبر کہان جاتا
ہی مین آپہونچا ہزبر نے سر اُٹھا کر جانب آسمان دیکھا قیامت کا سامان نظر آیا کہ خود افراسیاب
نمایان ہوا کف منھ مین غصے سے چہرہ سرخ کچھ اشارہ کرتا ہوا مثل شعلہ جوالہ زمین پر آیا اور
چند سنگریزے اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکے لشکر ہزبر پر پتھر برسنے لگے ہزبر کہ ابھی اسکے
اچھی طرح ہوش و حواس بھی درست نہ ہونے پائے تھے لشکر بھی بار سحر صمصام اٹھا چکا تھا
گھبرا گیا سحر تو سیکھا ہی نہ کرکے افراسیاب نے کیا گولہ مارا مگر قصد ہوا کہ نکل جاؤن بچہ تو میرے
قبضے مین آچکا ہی اب جنگ کی ضرورت کیا ہی لپٹ کے جا یا صندوق اُٹھاؤن دیکھا چند بچے

سنہرے صندوق کو پکڑے ہین ہر چند زور کیا مگر صندوق اپنے مقام سے نہ ہلا گھبرا کر اپنے تخت
سے کود پڑا افراسیاب نے آواز دی ہمارے خیرخواہ صمصام کی زبان سے جلد سوزن
نکالو قید سحر سے جلد رہا کرو یہ کہتے ہی ایک پتلہ فولاد کا زمین سے نکلا افراسیاب کو سلام کیا
عرض کی غلام حاضر ہی حکم شاہنشاہی بجا لاتا ہون یہ کہتا ہوا طرف صمصام کے چلا ہژبر نے
دیکھا کہ پتلہ طرف صمصام کے جاتا ہی گولے ترنج نارنج اُسکو مارے پشت و پہلو پر پتلے کے
پڑے کچھ تاثیر نہوئی پتلہ گولے کھاتا ہوا حربے سحر کے اُٹھاتا ہوا قریب صمصام پہونچا جاتے
ہی سوزن زبان سے نکال لیا قید سحر کو توڑ کر پھینک دیا پتلہ خود تو یہ کام کرکے غرق زمین
ہوکر غائب ہوا صمصام کو ہوش آیا قید سحر سے چھوٹا افراسیاب کو دیکھا کہ میرے دشمنوں کو
قتل کر رہا ہی ہژبر بھاگا بھاگا پھر رہا ہی افراسیاب کو دیکھکر صمصام دلیر ہوا ہژبر نے جاکر
ہاتھ شمشیر سحر کا مارا ہژبر نے سپر سحر پر روکا آواز دی او نامرد حمایتی کو دیکھکر بہت بلبلایا یہ کہکر
خبردار خبردار کرکے ہاتھ تیغہ سحر کا مارا اُسنے چاہا روکون مگر تلوار مثل برق گری سپر کے دو ٹکڑے
ہوئے جیسے ابر تیرہ سے بجلی کڑ کڑا کر گذرتی ہی خود کو بھی کاٹ کرتا دو ابرو تیغہ پہونچا ہاے کہکر
صمصام زمین پر گرا آواز دی ای شہنشاہ دہائی ہی بچایئے ہژبر نے چاہا کہ اسکی چھاتی پر چڑھکر
سر کاٹ لون افراسیاب جست کرکے بیچ مین آیا اپنا سینہ سپر کردیا دوسری تلوار افراسیاب
پر پڑی مگر تاثیر نہوئی ہژبر بلیتن مثل ابر افراسیاب پر برس پڑا اب اسباب سحر صرف کیا
یعنی گولے ترنج نارنج نیچے پیکان کے دانے ماش کے مارے افراسیاب زخمی نہوا یہ حیرت ہی
کیونکر سب حربے خالی گئے افراسیاب نے اپنا تیغہ سحر اُٹھایا سر پر ہژبر بلیتن کے لگایا وہ تیغہ
قضا تھا کیونکر رکتا ہژبر بلیتن ہاتھ سے افراسیاب کے سیار گلشن جنان ہوا افراسیاب
اسکو مار کر طرف فوج کے متوجہ ہوا صمصام کو آکر زمین سے اُٹھایا گلے سے لگایا زخم باندھا تخت
سوار کیا جس تخت پر صندوق نیچہ قفل بران رکھا تھا اُسی پر جست کرکے آپ بھی بیٹھا اور
صمصام بدانجام کو ہمراہ لیکر طرف لشکر حیرت کے چلا راہ مین لشکر صمصام جو درہ ہاے
کوہ مین آکر چھپا تھا اپنے مالک کو دیکھکر دہائی دیتا ہوا نکلا صمصام نے عرض کی ای شہنشاہ
دیکھیے تین لاکھ مین صرف پچاس ہزار بچے آپکی محبت مین سب مارے گئے

افراسیاب نے تخت روک لیا وہ سب رونے پیٹنے قریب آئے کل لشکر کو ساتھ لے لیا افراسیاب
تا بحد طلسم ہوش ربا ساتھ آیا کہا اے صمصام اب کچھ مقام خوف نہین ہی یہ سرحد طلسم ہوشربا ہی
بادولت سبکو خبر کرتے ہوئے جاتے ہین ایک تاجدار جلیل آئیگا بارگاہ و خزانہ وغیرہ سب ساتھ
لائیگا تمکو باحتیاط لشکر حیرت مین پہونچائیگا بادولت نے تمھاری معشوقہ کو بھی بدا منی کیا اب
سامان وہان مہیا ہی اتنا تامل اسواسطے ہی کہ بذلت تمھارا آگذرہ بروے لشکر مہرخ نہو شان
و شوکت تمام آو وزرا امرا اسواسطے استقبال کے آئینگے ہم تمھارا مرتبہ بڑھائینگے یہ کہکر افراسیاب
مثل تیر شہاب نکل گیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ صمصام بدانجام نے دیکھا ایک تاجدار مع
ساٹھ ہزار فوج آکر پہونچا صمصام سے بغلگیر ہوا صمصام نے نام پوچھا کہا مجکو مفتوح تیغ شیرین
کہتے ہین بحکم شہنشاہ طلسم ہوش ربا آپ کے لینے کو آیا ہون کل سامان عیش و نشاط ساتھ ہی
صمصام خوشی خوشی عیش جیش کرتا ہوا ہمراہ مفتوح تیغ شیرین کے منزل بمنزل طرف لشکر ملکہ
حیرت جادو کے روانہ ہوتا ہی یہان لشکر ہزبر پلیتن آفت سنگباری مین مبتلا تھا بعد جانے
افراسیاب کے وہ آفت سماوی برطرف ہوئی جھونکے ہوائے گرم کے چلے سنگباری برف باری
موقوف ہوئی کان مین آواز آئی مارا مجکو کہ نام میرا ہزبر پلیتن تھا یہ سانحہ مصیبت خیز ماتم انگیز
جو سرداران ہزبر نے دیکھا گریبان چاک کیے منہ پر خاک ملی لاشہ ہزبر پلیتن کا اٹھا لیا روتے
پیٹتے طرف قصر جمشیدی کے چلے یہان کوکب روشن ضمیر غافل از شعبدہ بازی فلک بزم عیش
آراستہ وزیرے باتین کرتا تھا کہ ماشاء اللہ ہزبر پلیتن فوج صمصام سے کیا خوب لڑا بڑے
غضب کا معرکہ پڑا مگر شیر بیشہ جرات نے اُس صمصام روبہ خصال کو گرفتار کر لیا انشاءاللہ
پہونچا چاہتا ہی ایسا سرفراز کرونگا کہ اُسکو بھی ہماری عنایت پر ناز ہو مگر اے وزیر اعظم صمصام
کو بھی سمجھا تا ہمارے قدمون پر گروانا فقط براہ چشم نمائی دو چار روز نظر بند رہیگا یقین ہی کہ پھر
ایسی خطا اُس سے سرزد نہو مگر تیغ اُسکے قبضے سے لینا ضرور ہی اب مجکو اُسکا اعتبار نہ رہا مقدمہ
جان کا ہی حفاظت ملک بہان شمشیر زن کی لازم ہی اب یہ دل مین ارادہ ہی کہ اس تیغ کو خدمت
مین ملکہ مشتری بختارہ طلعت مالک چہرہ بلائے طلسم نورافشان کے بھیجدین کہ وہ پاس ملکہ
جیحون سبز پوش زبان دراز کے بھیجدیگی وہان کسی کا گذر ممکن نہین ہی خورشید نے ہوش کی

بہت معقول تجویز فرمائی کیونکر ہم لوگ جانبازی نہ کرین کہ ایسے دشمن کو حضور فرماتے ہین کہ قتل
نہ کرونگا ہرچند کہ حضور نے ایسی خبر خوشی کی سنائی گویا زبان تازہ جسم مین آئی مگر دل خود بخود
گھبراتا ہی کوکب نے کہا ای وزیر اعظم سچ ہی میرا بھی یہی حال ہی خود بخود دل پر ہجوم غم و ملال ہی
شاید کچھ ہزبر بلیتن پر افتاد پڑی آنے مین یہان بڑی دیر ہوئی جلد مرآت واقعہ لاؤ ابھی حال
اُس جوانمرد کا آئینہ ہوگا یہ ذکر تھا اور خورشید اپنے مقام سے اُٹھا ہی کہ مرآت واقعہ لاؤن اور
شہنشاہ کو دکھاؤن کہ یکایک شور گریہ وزاری در قصر جمشیدی بلند ہوا کوکب نے گھبرا کر کہا کہ
ارے دیکھو تو یہ کون روتا ہی یہ کلام تمام نہ ہوا تھا کہ بہت سے سرداردربار کے خون مین نہائے ہوئے
لاش ہزبر بلیتن اُٹھائے ہوئے سامنے کوکب روشن ضمیر کے لائے چلائے دُہائی ہی سرکار کی کوکب
گھبرا کر تخت سے اُٹھا سرداروں سے پوچھا یارو یہ نہج کی شکست کیونکر ہوئی تم سب تو صمصام
کو گرفتار کر چلے تھے فوج اُسکی شکست کھا کر بھاگ گئی تھی یہانتک تو خبر مجکو معلوم ہو چکی تھی کہ صحرا
لالہ زار سے بفتح و ظفر آپ لوگ چل چکے تھے اُن سب نے سر اپنے زمین پر دے مارے عرض کیا
ای شہنشاہ گردون بارگاہ ہزبر بلیتن جوان شیر دل تھا حقیقت مین آپکے اقبال سے کس زور
شور سے لڑائی فتح کی تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ خود افراسیاب آیا اُس سے بھی یہ شیر ایسا لڑا
کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے حلقۂ غلامی ہزبر بلیتن اپنے کان مین ڈالتے مگر اُس ظالم سے
کیا زور چلے جسپر نیزہ تیر تیغ ناوک تاثیر نہ کرے اُس جری نے جانبازی سے مُنہ نہ پھیرا افراسیاب
پر تلوار کھینچ کے جا پڑا جات سے اُس نوجوان کی چرخ پیر لرزان ہوا آخر افراسیاب جہنمی
کے ہاتھ سے راہی گلشن جنان ہوا یہ سنکر قصر جمشیدی مین شور گریہ وزاری بلند ہوا کوکب
روشن ضمیر انتہا کا دردمند ہوا آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون افسوس
موت سے کسی کا زور نہین چلتا وقت قضا کسی طرح نہین ٹلتا کیا کیا تدبیر کی مگر کچھ نہو سکا جو
مرضی پروردگار کی اگر موت بر آن کی قریب ہی تو ہمارا کیا اختیار ہی ہر طرح بندہ مجبور و ناچار
ہی وہ مالک و مختار ہی دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی کون ہنستا ہی اور کون روتا ہی
ای خورشید روشن رای یہ تو دریافت کرو کہ وہ بیچارا کہان گیا یہ زبان سے کوکب کی نکلا تھا
کہ طائر سحر نے آکر خبر دی کہ ای شہنشاہ صمصام بدانجام کو افراسیاب اپنے ساتھ لے گیا

خراج گذاران افراسیاب راہ مین اگر اس سے بغلگیر ہوے طرف لشکر حیرت کے رخصت ہوئے
یقین ہی کہ تمگرام پہونچ گیا ہوگا یہ سنکر کوکب روشنضمیر نے فرمایا خواجہ عمرو کو اس امر کی اطلاع کرنا
ضروری ہی وہ انشاء اللہ کچھ نہ کچھ اسکی تدبیر کرینگے مگر یارو صاف تو یہ ہی کہ عمرو کیا کیا کام کرے
مقابلہ ساحران غدار کا وہ سحر سے ایک حرف نہین جانتے مگر جرأت عمرو پر ختم ہی مین عمرو کا
بندۂ احسان ہون لیکن اس مقدمہ مین نہایت حیران و پریشان ہون خورشید روشن رای نے
دست بستہ عرض کی ایک کام تو آپ جلد کیجیے ملکہ بران شمشیرزن ابھی راہ مین ہونگی نامہ بھیجکر
روک لیجیے طرف ملکہ مہرخ کے نجائین یہان چلی آئین اپنی جان بچائین جب یہان پہونچین
تو حکم فرمایئے کہ ای نور نظر چندے باغ نگارین مین سیر کرو گھر سے نکلنا مناسب نہین ہی بعد اسکے
جیسا کہ عقل مین آئیگا سامان کیا جائیگا کوکب نے فرمایا ای وزیر اعظم تم نے براہ خیرخواہی تدبیر
معقول بتائی یہ ہماری بھی عقل مین آئی مگر شیوۂ جرأت سے بعید ہی تمام طلسم نور افشان و طلسم ہوشربا
مین مشہور ہو جائیگا ہر خورد و کلان اطلاع پائیگا کہ صصام تمگرام کے خوف سے کوکب ایسا
لرزان و ترسان ہوا کہ ملکہ بران شمشیرزن کو باغ نگارین مین پنہان کیا اس ذلت سے مرجانا
بہتر ہی مگر خواجہ کو اطلاع دینا ضرور ہی کہ وہ انکی کنیز ہی یہ بھی خوب جانتا ہون کہ انکو بران
دل و جان سے عزیز ہی مجھسے زیادہ محبت کرتے ہین جب ہاتھ سے عشاق سبزہ رنگ کے کشتہ
ہوئی تھی انھین کا کام تھا کہ اس ایسے ساحر بدذات کو مارا اب بھی جو کچھ ہوگا انھین کی کارسازی سے
پروردگار فضل کریگا سنتے ہی عمرو اپنی جان لڑادیگا یہ کہکر قلمدان طلب فرمایا قلم اٹھایا کوکب
روشنضمیر نے اس طور سے خواجہ کو نامہ لکھا

نامہ لکھنا کوکب روشنضمیر کا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو مشتمل بہ تمگرامی صصام آنا نامے کا اور پہونچنا ملکہ بران شمشیرزن کا لشکر مہرخ مین اور داخلہ صصام کا لشکر حیرت مین اور برق کلجا کا ایک جادوگر کو مارنا اور خواب دیکھنا ملکہ مخمور سرخ چشم کا نور الدہر کو اور روانہ ہونا واسطے دیکھنے نور الدہر کے طرف کوہ عقیق کے اور آنا نامہ لقا کا پاس افراسیاب کے اور روانہ کرنا افراسیاب جادو کا عقرب نیشزن جادو کو برائے مدد لقا نامہ

ای شہنشاہ اوج عیاری
تاجدار ممالک فطرت
ذہن کیا کر سکے بیان حضور
ہی بھری دل مین حسرت دیدار
دمبدم رنگ یہ بدلتا ہی
آفت تازہ سر پہ آئی ہی
وہ جو صمصام ہی خراج گذار
جاملا دشمنون سے بدگوہر
اُسکے جوہر سے ہو جیسے ماہر
ہر بران وہی ہی تیغ قضا
دیکھیے رنج کیا دکھاتا ہی
نتیجہ حیا سے لیجیے گا
وہ مہ آسمان طراری
رہبر وجادۂ اولوالعزمی
عقل و دانش ہین چاکران حضور
فلک سفلہ پرور ہی درپے جنگ
خنجر ظلم دل پہ چلتا ہی
ہوگیا دوست جان کا دشمن
ہی عدو جان کا وہی غدار
نتیجہ اک جو تحفہ جات سے تھا
صاف کرتا ہون آپ پر ظاہر
جوہر خنجر ممات ہی وہ
سمت افراسیاب جاتا ہی
حال رنج و غم و ملال تمام
مصدر فیض صاحب ہمت
طی کن منزل پیادہ روی
عرض میرا ہی کوکب دیدار
کردیا اُسکی بدعتون نے تنگ
بخت بدکی یہ نارسائی ہی
خضر راہبر ہوا دشمن
قتل بران پہ چست کرکے کمر
پاس اُس بجلیکے تھا رکھا
ای شہنشاہ ہی یہ جائے نگاہ
قاطع رشتۂ حیات ہی وہ
دسترس ہو تو قتل کیجیے گا
الحمد یاد السلام والاکرام

یہ لکھکر طیران سریع السیر جادو کو طلب فرمایا یہ نامہ سر مہر کرکے دیا اور ارشاد فرمایا کہ جلد بخدمت خواجہ عمرو یہ نامہ پہنچانا اور زبانی یہ بھی ہماری طرف سے ظاہر کرنا اور تمام کیفیت شاہزادہ ہزبر بیلتن سے بھی ماہر کرنا کہ مین نے قصد اُسکے روکنے کا کیا تھا یہ شیردل بصد صولت و شکوہ جاکر خوب لڑا صمصام کو گرفتار بھی کرلیا تھا مگر جو نوشتۂ تقدیر ہوتا ہی اُس سے انسان ناچار ہی وہ پیدا کرنے والا مالک و مختار ہی اور ہزبر بیلتن کی قضا آچلی تھی مین یہان غافل ہوا وہان افراسیاب نے آکر اُس شیردل کو مارا اور صمصام کو رہا کرکے اپنے ساتھ لے گیا اب جو آپ مناسب وقت دیکھیے وہ کیجیے طیران سریع السیر جادو اک عقاب سحر پر سوار ہوکر بعجلت تمام وہ نیک انجام طرف لشکر ملکہ مہرخ کے چلا لشکر ملکہ مہرخ مین تمام سردار اور عیار مصروف عیش و نشاط ہین طرار جادو کی دعوتین ہورہی ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہین اور مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک بن عمرو و جانسوز بن قران والا گہر مہتر قران بصد عظم و شان اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین اور حال خیریت مآل طرار نامدار کے

ناظرین کہ یکایک سامنے سے چرند و پرند جو جاسوسان لشکر اسلام حاضر ہوئے عرض کی اسوقت
ایک جادوگر صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش بصد جوش و خروش داخل ہوا
چاہتا ہے وزیر و امیر واسطے استقبال کے گئے ہین شاید کوئی خراج گزار افراسیاب کا ہوگا
غلامون نے صرف نام دریافت کیا یہ تحقیق ہوا کہ کس ملک سے آیا ہے کہان کا رہنے والا ہے
اتنا البتہ جان نثارون نے دیکھا کہ سر پر اُس خیرہ سر کے پٹیان مرہم کی چڑھی ہین کہین سے
جنگ کرکے آیا ہے اُسکے ساتھ والے بھی زخمدار بیقرار خستہ شکستہ دیکھے ملکہ مہرخ نے فرمایا
انشاء اللہ دریافت ہوجائیگا اگر ہمارے مقابلہ کو آیا ہے طبل جنگی بجوائیگا بار الٰہی پروردگار یہی
خدا وہ دن دکھائے کہ اسد غازی رہا ہو کر اس لشکر مین تشریف لائین یہ ذکر تھا کہ طیران آکر
عقاب سحر سے اترا واسطے تسلیم ملکہ مہرخ کے خم ہوا ہاتھ پر نامہ رکھکر خواجہ عمرو کو دیا عرض
کی بغور ملاحظہ فرمائیے عمرو نے فوراً نامہ کو کھولا مضمون جانگزا سے آگاہ ہوا رنگ رو متغیر
ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب بھر آگیا ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا اے خواجہ خیر تو ہے عمرو نے
کہا اے ملکہ غضب ہوا تقدیر نے آفت تازہ دکھائی ایک بلاے آسمانی آئی خدا بچائے
اور تمام کیفیت خواجہ نے مضمون نامہ کی ملکہ مہرخ سحر چشم وغیرہ سے بیان کی یہ سنکر ہر سردار
کے ہوش و حواس باختہ ہوئے طیران سریع السیر جادو سامنے خواجہ کے کھڑا ہے
اور رو رو کے حال مصیبت ہزبر پلیتن کا جانبازی کرنا اور قتل ہونا بیان کر رہا ہے بالیا
دربار مع ملکہ مہرخ و ملکہ بہار اس حال مصیبت خیز کو سنکے اشک حسرت بہا رہے ہین
ہر ایک کا یہی کلام ہے کہ افسوس ہزار افسوس ایسے وقت مین ہم لوگون کو خبر نہوئی ورنہ
جاکر جانبازی کرتے اور اس مرد میدان شجاعت کو ہاتھ سے افراسیاب جادو بدخو
کے جسطرح ہوسکتا بچاتے اور صمصام ناکام پر وہ آفت لاتے کہ ماہیان دریا اور مرغان
ہوا اُس بدانجام کے حال پر روتے ہمکو ایسے ظالم کے اوپر ذرا ترس نہ آتا مصرع خیر زندہ
ہے اگر یار تو صحبت باقی * دیکھا جائیگا وہ ملعون جب ہمارے مقابلے پر آئیگا اپنی سرکشی کی
انشاء اللہ سزا پائیگا مگر افسوس ہے اس زمانہ مین ہم لوگون پر ایسا وقت تنگ ہے ہر سردار
اپنی جان سے بتنگ ہے زمانہ گذرنے میعاد قید اسد کا قریب آیا ہے اپنی اپنی فکرون مین ہین اٹھ پہر

اسی ذکر میں ہیں کہ پروردگار افراسیاب غدار کے ہاتھ سے اُس نامدار کو بچائے اور
وہ جامع المتفرقین بخیر و خوبی رہا کر کے ہمسے ملائے اچھا جو مرضی پروردگار اس بلا نے

قطعہ

ناگہانی کو بھی جھیلینگے اپنی جان پر کھیلینگے ہماری تو یہ ٹھل ہے

ہر بلائے کز آسمان آید
گرچہ بادیگرے قضا باشد
بر زمین نارسیدہ میگوید
خانۂ انوری کجا باشد

یہ تقریر ملکہ مہرخ نے طیران سریع السیر کی سُنکر فرمایا صاحب صبر کرو اپنے دل پر جبر کرو اب اس مقدمہ میں تدبیر معقول بتاؤ مشیران خوش تدبیر نے دست بستہ عرض کی جواب میں اس نامہ کے شہنشاہ کوکب کو تحریر فرمائیے کہ فی الحال واسطے چند روز کے ملکہ بران کو یہان نہ آنے دین اثنائے راہ سے اپنے پاس بلالین طیران نے عرض کی کہ یہ صلاح قبل وزیرون نے شہنشاہ کو دی تھی اُس شیر بیشۂ جرات صاحب شوکت و لیاقت نے فرمایا کہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ میں ایک نمکحرام کے خوف سے بُران شمشیر زن صف شکن کو چھپاؤن کبھی ایسا نہو گا عمرو نے کہا اسمین تمکو کیا دخل ہے شہنشاہ کوکب روشنضمیر اس حقیر کے کہنے پر ضرور عمل فرمائینگے بُران کو باغ نگاہ مین چھپائینگے یہ ذکر ابھی درپیش تھا عمرو نے قلم اُٹھایا مگر کچھ بات درپیش تھی کہ یکایک آسمان پر لکہ ابر گلنار نمایاں ہوا اس زور و شور سے ابر اُٹھا ہے کہ تمام صحرا سُرخ ہو گیا ہے کوئی کہتا ہے آج آسمان سے خون برسیگا کوئی کہتا ہے شفق پھولی ہے شام اودھر کی کیفیت بھولی ہے یا کوئی ساحر گلگون پوش آتا ہے حقیقت میں قلب تھراتا ہے وہ ابر گلنار چرخ مارتا ہوا رعد کی گرج جشمک زنی برق کی دل ہلاتی تھی اس بران خوشرنگ کی زمزمہ سرائی عجیب کیفیت دکھاتی تھی دیکھا تو وہ ابر اسی جانب آتا ہے خاص لشکر اسلام پر محیط ہو رہا ہے خواجہ عمرو اُٹھ کھڑے ہوئے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل و رعد و برق جملہ سرداران نامی تیغ و ناریج ہاتھ میں لیکر خائف و ترسان بیرون بارگاہ آئے یقین کامل ہوا کہ افراسیاب نے کسی ساحر زبردست کو بھیجا ہے قصد ہوا کہ قبل از اُترنے ساحر کے سحر سے رد کرین خواجہ عمرو گلیم کاندھے پر ڈالے کھڑے مین اس ارادہ پر کہ ابر شق ہو ساحر نمایان ہو مین لشکر سے نکل جاؤن جا کر عیاری کی تدبیر کرون مہتر برق حباب ہائے بیہوشی ہاتھ مین لیے ہوئے تڑپ رہا ہے کہ یہ جو کوئی ساحر ہے جلد اُترے آتے آتے حباب مارون قریب جا کے للکارون مہتر چالاک بن عمرو بتعجیل گوشے مین آیا

بعجلت تمام رنگ روغن نکالکر ایک کنیز حسین مہ جبین خوشرو پری تمثال کی شکل بننے لگا جانسوز بن قران نے ایک ساحر کی شکل بنائی ہو ضرغام شیر دل ایک چپہ دار بنکر تیار ہو گیا عصاے نقرئی ہاتھ مین لوٹے دار پگڑی سر پر جمتی ہوئی چکن زیب جسم ململ چشم کا پٹکا کمر مین چستی وچالاکی پیتور مین مہتر قران بعد اختتام کر ایک کوہ مین آکر ٹھہرے ہین ساحرون نے جو اپنے سردارون کو دیکھا کہ آمادہ حرب وپیکار ہین لڑنے پر تیار ہین کمر بندی کرنے لگے تیغ تاریخ ناش کے دانے ہاتھ مین لیے بعضون نے جھولیان اسباب سحر کی جلد جلد اٹھا کر زیب دوش کین کسی ساحر نے نفیر سحر بجائی فوج ساحران تیار ہو کے آئی کہ یکایک وہ ابر گلنار شق ہوا بجلی چمکی آنکھین سب کی جھپک گئین بعد چشم زدن دیکھا کہ تخت زرین پر ملکہ برّان شمشیر زن بصد صولت وشوکت سوار ساحران نامدار کے ہاتھ مین علمہاے زرنگار پھریرے کھلے ہوئے ہوا مین اُڑتے ہوئے اُنپر تعریف الٰہی ونعت پیغمبر برحق بخط جلی مرقوم تین لاکھ ساحران نامی کی آمکی دھوم ہلو مین ایک تخت مختصر اُسپر ملکہ مجلس جادو گر دکنیزان خوشرو بارہ سو لڑکیان ہمسن شوخ وشنگ طائران زرین بال پر سوار گرتے جسم مین کلاہ ہاے زرین سرون پر چھوٹے چھوٹے خنجر زیب کمر جھولیان بادلے کی بائین ہاتھ پر ڈالے میڈھیان گندھی ہوئین تگین تارے سرخ عجب کیفیت دکھاتے تھے ابر سیاہ مین یاقوت احمر کے ٹکڑے نظر آتے تھے خود ملکہ مجلس جادو جس تخت پر ہی ایک گھروندا آراستہ گڑیان مٹی کے کھلونے رکھے ہوئے ایک گویا دلہن بنی بیٹھی ہی گھونگٹ نکالے ہوئے دُومنیان بھی وہی مٹی کی جھربان کی کمر مین طبلہ بندھا ہی چھوٹے چھوٹے ہاتھون سے ٹکڑے باندھ رہی ہین سر ہلاتی جاتی ہین ایک گڑی سارنگی بجا رہی ہی ایک کچھ آگے بڑھی ہوئی گا رہی ہی بھاؤ بتا رہی ہی بیت دو طبلاون کی آواز اُنکی صدا وہ گانا کہ اچھا بنا لاڈو لاہ ایک سمت ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی بصد ناز طاؤس سحر پر سوار پایۂ تخت ملکہ برّان شمشیر زن پر ہاتھ رکھے ہوئے جب مسکراتی ہی گویا بجلی چمک جاتی ہی ایک طرف ملکہ عمران جادو اور ملکہ مجلس جادو بعہدۂ سپہ سالاری لشکر وفوج کو جمائی ہوئی شوکت فوج کو بڑھاتی ہوئی ایک جانب ملکہ شعلہ برق انداز حاکم قلعۂ آتشبار گرمی حسن بازار خوبی مہر شان کو سرد کرتی تھی

جدھر نگاہ اُٹھاتی تھی برق چمک جاتی تھی ایک سمت ملکہ گلابی چشم نارنجی پوش بصد جوش و خروش
ایک طرف ملکہ چشمک زن جادو نگاہ طالب دیدار کی دشمن غرض اسی طرح چار سَو
شاہزادیان ماہر خسار طرحدار بصد زیب و زینت گرد تخت ملکہ بُران شمشیرزن زیر بارگاہ
بلور چار دست مرکب باد رفتار پر سوار ایک ہاتھ مین تلوار ایک ہاتھ مین سپر صاحب
فتح و ظفر دونون ہاتھون کی مٹھیان بندھی ہوئین اگر وہ مٹھیان کھل جائین لشکر عدو پر آفت
لائین مٹھی کا بندھنا ہی بہتر و مٹھی کھلنے مین خرابی سراسر ہے یہ بھی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے
اجازت لیکر شریک لشکر ملکہ بُران شمشیرزن ہوا ہی تمام فوج و لشکر کو ساتھ لیے ہوے نمایان
ہوا تمام سرداران لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم ملکہ بُران شمشیرزن کو دیکھکر خوشی سے باغ باغ
ہوگئے واسطے استقبال کے بڑھے اور بصد شوکت و حشمت ملکہ بران کو ہمراہ لیکر داخل بارگاہ
آسمان جاہ ہوئے پہلوے تخت ملکہ مہرخ مین کرسی جواہر نگار پر ملکہ بران شمشیرزن جلوہ گر
ہوئین شاہزادیان بھی اپنے اپنے مقام پر کرسیون پر بیٹھین خواجہ عمرو عیار گلیم کاندھے پر لیکر
کھڑے ہوئے ہنستے مسکراتے ہوئے اندر بارگاہ کے آئے ملکہ بران واسطے تسلیم کے جھکین
خواجہ عمرو نے بمحبت سر سینے سے لگالیا دعاے جانبدرازی دی مگر بران شمشیرزن نے دیکھا
کہ رنگ روے خواجہ عمرو متغیر ہی آنسو آنکھون مین بھرے ہوئے ہین رومال سے پاک کررہے
ہین ملکہ بران شمشیرزن نے بیقرار ہوکر پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہی کیون آئینۂ رخسار پر گرد ملال
ہی کیا اسوقت اسد دلاور کا کچھ خیال ہی خواجہ عمرو نے کہا نہین ای نور نظر اپنے آقاے
نامدار کے فراق مین مبتلا ہون آٹھ پہر تڑپتا ہون وہ آقا کہ جسکے ساتھ کھیل کر بڑے ہوئے
کبھی ایک لمحہ کی جدائی نہوئی تھی یا اب جست مین اسد غازی سے سالہا سال کی جدائی ہوئی
دیکھیے کس دن جامع المتفرقین صاحبقران سے ملائیگا کس دن وہ گلشن بیخزان اپنی دربار خود
نظر آئیگا ملکہ بران خواجہ عمرو سے یہ باتین کرہی تھین دیکھا ایک گوشہ مین طیران خاموش کھڑا
ہی مثل برگ بید کانپ رہا ہی روے زیبا ملکہ بران کو دیکھکر روتا ہی ملکہ بُران نے
فرمایا ای طیران تم اسوقت یہان کہان آئے ہو اسقدر کیون گھبرائے ہو اُسنے چاہا کہ مثل
خواجہ کے حال مصیبت مآل کو چھپاؤن دست بستہ عرض کی فقط زیارت خواجہ کو حاضر ہوا

تھا اور سب طرح خیریت ہی ملکہ برّان نے فرمایا اسقدر بیقراری کا کیا باعث ہی قسم ہی تمکو ہمارے
سر عزیز کی صاف صاف بیان کرو اسوقت تو مین حق ابالیان دربار کو پریشان پاتی ہون بر آئے
خدا جلد بتلاؤ مین ہول کھاتی ہون طیران سریع السیر جادو سے آخر ضبط نہوسکا چیخ مار کر رونے لگا
خواجہ عمرو نے بھی رومال آنکھون پر رکھ لیا اور سب سردارون مین شور گریہ و زاری بلند ہوا
ہر خرد و کلان درد مند ہوا عمرو نے کہا ای نور نظر پارۂ جگر بخدا مین فرزندان صاحبقران سے
زیادہ تمسے محبت کرتا ہون آٹھ پہر تمھارا ہی خیال ہی یہ بھی تم بخوبی جانتی ہو کہ تمھارا راز دار
بھی ہون پروردگار وہ دن دکھائے کہ اُس راز کا انجام بخیر ہو خوب تمکو یاد ہوگا کہ جب عشاق
سبزہ رنگ نے بعد شکست ہونے دریا کے اور ٹوٹنے پل پر بزاد ان کے تیغ سحر تیر مارا اور اُٹھا
لیجا کر کوکب نے طلسم نور افشان مین رکھا مین آٹھ پہر بیقرار تھا مگر عنایت سے پروردگار کی
جاکر اُس بچہ کو مارا دونون لشکر دنیا ہی معرکہ اب بھی در پیش ہوا ہی اسوجہ سے زیادہ پیش ہوا
ہی ابھی ابھی طیران سریع السیر جادو نامی تمھارے والد نامدار کا لیکر آیا ہی اُس سے واضح ہوا کہ
صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش خود بخود باغی ہوگیا اور تیغ تمھارے دشمنون کے
قتل کا جو اُس نگہرام کے پاس تھا لیکر بخدمت حیرت آتا ہی شہنشاہ کوکب نے خبر پاکر اُسکو روکا
تھا تمھارے ملازم ہنر پر بیلیتن نے اُسکو گرفتار کیا تھا لکھا ہی کہ اُسے گرفتار بھی کر لیا تھا اُسکے گرفتار دینے
پر شہنشاہ مصروف عیش ہوئے اس خیال سے کہ اب ہمارا بد خواہ نگہرام گرفتار کر بلوایا ہوگا
یہان فلک کج رفتار نے کج روی دکھائی افراسیاب خود وہان جا پہونچا اُس روباہ صفت نے
ہنر پر بیلیتن کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا صمصام تو جھٹ الباب وہ داخل لشکر حیرت ہوا چاہتا ہی
لہذا میری خوشی یہ ہی کہ تم ابھی جانب طلسم نور افشان چلی جاؤ عیش و راحت باغ نگارین مین
بسر کرو انشاء اللہ قتل عشاق سبزہ رنگ اس بچہ کو بھی نمارا اور تیغ اُس سے نہ لیا تو نام
اپنا خواجہ عمرو نہ رکھا امیری بھی قضا اُسکے ہاتھ سے ہی اب تو مین انتظام رہائی اسد کا بھی
بھولا برّان نے محبت ہاتھ گلے مین خواجہ عمرو کے ڈال دیے عرض کی مین آپکو مثل والد
نامدار کے جانتی ہون محبت قلبی سے آگاہ ہون آپکا فرمانا آنکھون سے بجا لاتی مگر مقام غیرت
ہی کہ ایک نگہرام ذلیل ہمارے گھر کا غلام اُسنے تو یہ کام کیا افراسیاب خانہ خراب کا شریک ہو

اور بر سر مقابلہ آتا ہی شجاعت اپنی دکھاتا ہی یہ کنیز آکی جسدن سے حاضر ہوئی مقابلہ حیرت جادو اور افراسیاب جادو سے بھی نہین ہٹی اسکے خوف سے چلی جاؤن باغی کے خوف سے اپنے تئین باغ مین چھپاؤن یہ کبھی نہوگا بلکہ واضح رہے جب وہ بجا طبل جنگی بجوا کر میدان میں نکلیگا کسی سردار کو نہ جانے دونگی خود مقابلہ کرونگی اپنا خون اپنی گردن پر لونگی یہ باتین یہان ہو رہی ہین کہ لشکر حیرت سے نوبت نقارے کی آواز آئی زمین تھرائی عمرو نے کہا شیا برق دریافت کرو یہ کیا معرکہ ہی برق تڑپ کر چھپتا صورت بدل کے لشکر حیرت مین پہونچا دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کو ملازمان حیرت استقبال کر کے لائے ہین وہ مغرور اکڑتا ہوا ایل کرتا ہوا چلا آتا ہی ملکہ حیرت بارگاہ مین آکر ٹھہری ہین حکم دیا ہی کہ شہنشاہ صمصام جنگ آشنائے خونریز زرہ پوش خیر خواہ دولت طلسم ہوش ربا کو جلد ہمارے سامنے باعزاز و اکرام تمام لاؤ کہ ہم بہت مشتاق ہین یہ حکم سنکر وزیر و امیر دوڑے اور صمصام کو سامنے ملکہ حیرت کے لائے یلعون واسطے تسلیم کے خم ہوا پایہ تخت ملکہ حیرت کو بوسہ دیا حیرت جادو نے سر اسکا بعنایت اٹھایا بارگاہ مین لا کر داخل کیا آپ تخت پر جلوہ فرما ہوئین پایہ چہارم تخت پر دنگل خاص جو واسطے وزیر اعظم کے مقرر تھا اسپر بیٹھنے کا اشارہ ہوا صمصام اس عنایت پر اور بھی زیادہ پھول گیا اپنی لیاقت کو بھول گیا ملکہ نے اشارہ کیا جلد سامان عیش و نشاط لاؤ ساقیان مہوشان کو سامنے بلاؤ دیر نہ لگاؤ حسب حکم ساقیان سیمین ساق غنچہ دہن گلابیان بادۂ ارغوانی کی لیکر حاضر دربار ہوئے جام صہبائے لالہ فام بے اندیشہ دورۂ انجام سامنے صمصام جنگ آشنائے خونریز زرہ پوش ناکام کے گردش مین آیا رقاصان پریچہرہ بصد ناز و ادا رقص مین مشغول ہوئین اور یہ غزل شروع کی

شب وصلت نہ وہ گر پردغل جاتا تو کیا ہوتا
مرے دل سے جو ارمان نکل جاتا تو کیا ہوتا

شب وصلت جھٹک کر ہاتھ میرا یار یہ بولا
کہ او ظالم مرا سینہ مسل جاتا تو کیا ہوتا

دیا بوسہ نہ کیون لیتے متاع حسن عارض کا
درم اک گنج قارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

شب وصلت یہ مجھسے پوچھتے ہین وہ شرارت سے
بتا دو وعدۂ وصل آج ٹل جاتا تو کیا ہوتا

نہ پڑھتا فاتحہ لیکن مرے مرقد کی جانب سے
اگر ہنستا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا

نہ پایا اُس مسیحا کے سوا صحت دل عاشق
طبیبون کی دوا سے کچھ سنبھل جاتا تو کیا ہوتا

شکایت کی تو بولے وہ بہت تھے چاہنے والے ۔ شب فرقت جو تیرا دم نکل جاتا تو کیا ہوتا
مری میت پہ گر میرے دل پامال کی صورت ۔ کف افسوس اگر وہ جو مل جاتا تو کیا ہوتا
سوال وصل پہ اب تو نہیں کی پاس نے لیکن ۔ ولا گر اُسکے منھ سے ہان نکل جاتا تو کیا ہوتا
پہونچ جاتے رواق شاہدین پر اے قمر ہم بھی ۔ یہ ارمان بھی اگر دل سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

یہ غزل جو ایک نازنین پریچہرہ نے مخاطب ہوکر صمصام سے بعد نازو ادا گائی مدت کا فراق دیدہ ہجران کشیدہ تھا طبیعت بھر آئی تصویر لالہ زار نرگسی چشم میں نظر پھر گئی زیبائی محفل مثل اشک آنکھ سے گر گئی دماغ بھی بادۂ ناب سے گرم تھا بے اختیار رونے لگا اشکون سے منھ دھونے لگا مبہوت ہوکر سر سے اپنے خود اُتارا رقاصہ کو دیدیا وہ مسکرائی یہ کیسا سپاہی ہے پہلو میں ایک ٹکڑا مجیرہ بجا رہا تھا کہا لو بی بی ہوائے عیش چلنے لگی تم ایسی گائین کہ محفل میں بیخودی سے گرمی اچھلنے لگی اس فقرہ گرم پر تمام اہالیان بزم ہنسے اسکو سر برہنہ دیکھکر لوگ پھبتیان کہنے لگے ایک بولا ننگ خاندان ہے ایک بولا نہیں بھئی یہ محتاج و پریشان ہے سر کھولکر ملکہ حیرت سے فریاد کرتا ہے کسی نے کہا حال آیا چاہتا ہے دل کا رنگ دگرگون ہے کوئی بولا کسی لیلی وش کا مجنون ہے ملکہ حیرت نے رومال منھ پر رکھکر مسکرائی حکم دیا کہ ایک کلاہ زرنگار لاؤ میان صمصام کے سر پر پہناؤ ملازمون نے حکم سے کلاہ پہنائی رقاصہ بھی اپنے خود کے واسطے بیچارہ مصیبت کا مارا روتا ہے مسکرائی ہوئی خود لیکر سامنے آئی عرض کی یہ خود حاضر ہے لونڈی تسلیم کیا کرے گی صمصام نے حجیب کر جواب دیا کہ میں اپنی معشوقہ کے فراق میں روتا ہون کیا میں خود کے لیے ملول ہوتا ہون میں سمجھا تھا جسوقت دربار میں ملکۂ عالم کے جاؤنگا معشوقہ میری ملکۂ عالم کے ساتھ آئیگی میرے پہلو میں بیٹھے گی ہائے محروم بھی رہا اور لذت دیدار معشوق نہ حاصل ہوئی تھی بیقراری نہ زائل ہوئی اُسوقت ملکہ حیرت نے ہنسی کو ضبط کرکے فرمایا اے صمصام شہنشاہ افراسیاب تمھارے مقدمے میں ہمسے سب کچھ فرما چکے ہین ہمنے اُسکا سامان کیا ہے لیکن وہ بھی اپنے ملک کی شاہزادی ہے کوئی زن بازاری نہیں ہے کہ فوراً آکر تمھارے پہلو میں بیٹھ جائے یہان سے قریب دو کوس کے ایک باغ ہے اُس سرو خرامان گلشن حسن کو ہمنے وہان بلایا ہے برہمنون کو طلب کیا ہے اُسی باغ میں تمھاری گٹ بندھن ہوکر بھونری پھر جائیگی شہنشاہ کو دولہا

بناکر لیجا ئینگے تنجل ہاتھی پر بھاری سہرہ بڑی تیاری کا سر پر سوار کرینگے جوڑے بانٹے جائینگے ایک
خواص حسین مہ جبین طرار فرار ملکہ کے سر پر رومال ہلا رہی تھی اُسنے مسکرا کر کہا میاں صمصام
صاحب ذرا ریش مقدس مین خضاب لگاؤ معشوق کمسن کا سامنا ہوگا تم بھی نوجوان بنجاؤ
صمصام نے کہا خداوند بہت اچھا شب کو نائی کو بلاؤنگا وسمہ لگواؤنگا اُس طرارہ نے منھ
پھیر کر کہا بھڑوا جھڑوس دیوث خاک مین ملے سامری جمشید ایسا کرین کہ عوض وسمے کے نائی
اسکے نورہ لگادے ڈاڑھی مونچھین بھوین گرجائین ہم بھبتی کہین قلندر بوڑھا بندر بنا ہین یہان
تو سب دربار مین اسکی باتون پر مضحکہ کر رہے ہین مگر قدمون سے حیرت جادو کے لپٹا ہوا کہتا ہی
کہ حضور کی باتون مین بڑھیا مان کا خاص مزا پایا ہی جو حضور فرمائینگی آنکھون سے بجالاؤنگا کیا
غلام کو سہرہ باندھنے مین انکار ہی حضور کی پرورش اور خداوندی تو مجھپر بخوبی ظاہر ہوئی مگر آ
امیدوار ہون کہ مین حق خدمت بجالاؤن پہلے بہران کا سر کاٹون لاکر قدمون پر ڈالدون مگر
غلام لڑائی مین ہنس برہمن کے ہاتھ سے نہایت زخمی ہوا ہی دو تین روز علاج کرکے طبل جنگی اپنے
نام پر بجواؤنگا عجائبات سحر دکھاؤنگا ملکہ حیرت نے فرمایا اچھا سامری جمشید کے سپرد کیا بارگاہ تو
تمھارے واسطے استادہ ہو چکی تھی اُسمین جاکر بیٹھو مصروف عیش ونشاط ہو لیکن ایک بات کا
خیال ضرور ہی کسی غیر کو بارگاہ مین نہ آنے دینا انتظام سحر سے کر لینا عیاران لشکر اسلام قیامت کے
پرکالے ہین ہمارے بخوبی دیکھے بھالے ہین اُنسے ذرا عیاذہ دم بھر مین آکر ساحر کو مار ڈالتے ہین
صمصام نے کہا کہ حضور عیارون کی میرے سامنے کیا مجال ہی کہ زبان ہلائین مجھ تک عیاری
کرنے کو آئین سامری و جمشید کرین کہ وہ مجھ تک آئے آپکا تصدق خود اپنے خون سے اپنے ہاتھ بھرین
بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھا جاؤن یہ کہکر چلنے کو ہوا اُٹھا اور طرف اپنی بارگاہ کے چلا برق فرنگی
کھڑا ہوا بصورت خدمتگار یہ سب باتین سُن رہا تھا اسکی بات و گندہ دہنی پر سر دھن رہا تھا دل مین
اپنے کہہ رہا تھا کہ اس حرامزادے پر رات گذرنا دشوار کردونگا اب جو یہ چلا برق نے پیچھا کیا
سوچتا ہوا جاتا ہی کہ کیا تدبیر کرون یکایک دیکھا سامنے سے صرصر شمشیر زن آتی ہین گھبرا کے
پیچھے ہٹا صرصر نے نگاہ ملتے ہی پہچانا کہ بھورا جاتا ہی برق بھی سمجھ گیا کہ اُستانی نے پہچانا برق
ایک موٹے جھاڑ کے پیچھے چھپ گیا صرصر حیران ہوئی کہ گھوڑا بھورا یا چھلاوہ تھا کہان چھپ گیا

نگاہ ہر سمت دوڑانے لگی دیکھا ایک جادوگر کے پیچھے چھپا کھڑا ہی اُس جادوگر کو آواز دی کہ ای میاں
جادوگر تمھارے پہلو مین جو خدمتگار کھڑا ہی یہ برق عیار ہی اسکو پکڑ لو وہ جادوگر لپٹا برق نے
لپٹ کر پہلو مین اُسکے خنجر مارا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی منم برق رفتار و خنجر گذار منم یکہ
لیکن گران بر ہزار یہ مشہور ہی کہ جادوگر کے مرنے سے اندھیرا ہو جاتا ہی گیر و دار کی صدا بلند
ہوتی ہی آندھی سیاہ اُٹھتی ہی موافق حقیقت ساحر سنگ باری اور برف باری بھی ضرور ہی
جب قتل سے اُس جادوگر کے یہ سامان برپا ہوئے برق تڑپ کر نکل گیا پکارتا ہوا بھلا استانی
نے سمجھو لگا یہ ہنگامہ سنکر صمصام لپٹا دیکھا ایک جادوگر کا لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہی ملکہ حیرت
بھی شور و غوغا سنکر بارگاہ سے نکل آئی صرصر نے سلام کیا پوچھا ای صرصر یہ کیا ہنگامہ ہی
عرض کیا ابھی حضور نگوڑے برق نے میان صمصام کو مارا ہوتا ساتھ ساتھ آپ کے
خدمتگار بنا ہوا جاتا تھا لونڈی نے آکر پہچانا اور ٹوکا وہ مکار بلاے روزگار اس جادوگر کو خنجر مار کر نکل گیا
یہ بھی خیر ہوئی اس غریب کی جان گئی میان صمصام صاحب کے سر سے بلا اسوقت ٹل گئی لیکن
اپنے سے رات گذرنا ساتھ سلامتی کے سخت دشوار ہی اور حضور نے بھی غضب کیا کہ جس کام کے واسطے
یہان آئے ہین وہ بیان مفصل کہا اب اس نگوڑے نے سب حال سن لیا اب جاکر اپنے بڈھے استاد
سے کہیگا سارا بان زادہ تین روپیہ کا پیادہ دوڑیگا علاوہ اُسکے میان چالاک و ضرغام و جانسوز
اور کالیا موتر فران اُنکی فکر مین آئینگے ضرور اُنکو راہ عدم دکھائینگے اگر پیشتر سے لونڈی کو اسقدر
کی خبر ہوتی عرض کر دیتی کہ صمصام کو بطور مخفی بلائیے بلکہ کسی تہ خانے مین چھپائیے مگر اب کیا ہوتا ہی
حیرت نے جواب دیا کہ ای صرصر درحقیقت تو نے سچ کہا مجکو بھی مطلق اس امر کا خیال نہ رہا صمصام
بد انجام یہ باتین سنکر مثل آئینہ حیران مانند زلف پریشان ہر طرف نگران ہوا کلیجہ دھڑکنے لگا دل
جان کے خوف سے پھڑکنے لگا ملکہ حیرت نے کہا ای صمصام تم نہ گھبراؤ ہم عیاریچون کو تمھارے
در بارگاہ پر مقرر کرینگے مگر مناسب یہ ہی کہ گرد اپنی بارگاہ کے حصار سحر کرلو کسی غیر کو نہ آنے دو عرض کیا
بہت خوب یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آیا گرد بارگاہ کے اک حصار سحر آتش کردیا کہ شعلے آتش کے بھڑک کے
تا بہ آسمان پہونچے اور لاش کے آنے کے دو تین اژدر بند سحر بنا کر بٹھا دیے برق فرنگی دور سے یہ سب
سحر دیکھا کیا آخر کار پلٹا بارگاہ مہرخ مین آیا خواجہ عمرو نے پوچھا کیون بیٹا برق خبر تو ہی کہا استاد

غضب ہوا صمصام بد انجام آگیا حیرت جادو نے اُسکی بڑی خاطر کی شادی کے سامان ہین خلعت
دیا جب وہ اپنی بارگاہ کو چلا مین نے خدمتگار بنکے تعاقب کیا فکر مین اُسکی قتل کے تھا کہ سامنے سے
اُستانی آگئین بھوریا بھوریا کہتی ہوئی دوڑین مین ایک جادوگر کو مار کر تاریکی مین بھاگا اب لشکر مین
تلاطم ہوا صمصام اپنی بارگاہ مین گیا لیکن حرامزادے نے حصار سحر کر لیا ہے اب اُس تک جانا بہت
مشکل ہی عمرو نے جب یہ سنا غصہ آیا آنکھین نیرہ سی جوش وخروش مین آئین تاب بنی کی کوڑا لیکر
اُٹھے اور دو کوڑے سڑاک سڑاک برق کے چوتڑون پر لگائے برق تڑپ گیا اور کہا ہان ہان
اُستاد مین نے کیا کیا اُستانی کی شوخی وشرارت کا غصہ آپ مجھپر اُتارتے ہین مجھکو بلا وجہ مارتے ہین
عمرو نے کہا ای بیہودہ پاجی تجھے بھی عمر بھر عیاری نہ آئیگی ہمنے تجکو واسطے خبر کے بھیجا تھا یا کہا تھا کہ جادو
کو بتانا اور نکو ہم صمصام کو ہوشیار کر آنا اب وہ ملعون ہوشیار ہو گیا سب عیارون کے واسطے سد باب
عیاری کیا برق نے کہا اُستاد آپ ناحق خفا ہوتے ہین آپ جا کر مسافرون کو لوٹیے یہ مقدمہ
ہمارے سپرد کیجیے ہم سمجھ لینگے عمرو نے کہا او نالائق کیا مین قزاق ہون مین تو صبحکو اُٹھکر ہر ایک سخی
کے گھر پر جاتا ہون جو جو مین نے جسکے واسطے مقرر کیا ہو وہ دے آتا ہون تم ایسے پاجیون نے
ملعون وبدنام کیا ہی مین بیچارہ دُبلا پتلا کوئی بھوک مارے تو گر پڑون قزاقی کے لائق ہون اگر
پھر کبھی ایسی لفظ ناشایستہ میرے بارے مین زبان سے نکالیگا تو زبان کاٹ لونگا جا دور ہو سامنے
سے برق تڑپکر بھاگا عمرو نے پکارا ابے کہان جاتا ہی خبردار اب عیاری کرنے نجانا جیسا
ہمکو مناسب ہوگا سمجھ لینگے اس تقریر پر اُستاد اور شاگرد کی ملکہ مہرخ اور بہار اور بُران وغیرہ
ہنسنے لگین وقت شب ہو چکا تھا دربار برخاست ہوا خواجہ عمرو بیرون بارگاہ آئے مہتر قران
اور چالاک کو بلایا برق بھی سامنے آیا کہا اُستاد کیا حکم ہوتا ہی عمرو نے کہا کیون نالائق پھر تو نے
ہماری بات مین دخل دیا مگر خیر اب مناسب ہی کہ اس بچاؤ کی فکر کرو مین تدبیر مین جاتا ہون غرض کہ
پانچون عیار اور خواجہ عمرو الگ الگ تدبیر مین صمصام ناکام کے روانہ ہوتے ہین انکو تو راہ
مین چھوڑیے بر وقت انکا ذکر ہوگا لیکن حال ملکہ مخمور سرخ چشم کا تحریر کیا جاتا ہی کہ آج دربار سے
جا کے خود بخود دل کو پریشانی سی ہوئی مست مے محبت آشفتہ وادی مودت حریق آتش اشتیاق
وغریق بحر فراق اسیر دام گیسو ذبیح خنجر ابرو گرفتار دام حسرت انجام الفت وپابند سلسلہ مسلسل فرقت

شیفتۂ جمال ماہ مثال گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم کنندۂ زمرد بے ایمان
شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان شعر نظیر حمزۂ صاحبقران بحشم و بقہر شہ ستارہ حشم شاہزادہ
نور الدہر پر عرصۂ دراز سے مائل ہی جلدہاے مطبوعہ مین تحریر ہو چکا ہی کہ اسی عشق مین اُن
سے بگڑ کر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے شریک ہوئی جیسے کئی مرتبہ ملکہ مذکور کا کوہ عقیق گلزار سلیمانی
پر جانا ہوا اور یہ عشق طشت از بام افتادہ ہو چکا ہی ہر کہ و مہ ماہر ہو صاحبقران پر بھی یہ حال
بخوبی کھلا ہی آج و بار سے اُٹھی اپنی بارگاہ مین آئی کنیزون نے عرض کیا حضور کھانا حاضر
ہی جواب دیا اسوقت دل نہین چاہتا کھانے سے دل بھرا ہی پانی نہین پیا ہی مگر سیراب ہون
آج مثل ماہی بے آب بیتاب ہون دیکھیے فلک کج رفتار گردون غدار کیا دکھاتا ہی جنگ طلسم کو
روز بروز طول ہوتا جاتا ہی اب یہ بچا کھچا صمصام ناکام ارادۂ قتل بران پر آمادہ ہو کے
آیا ہی مقابلۂ عظیم پڑیگا یہ ملعون عرصے تک لڑیگا دلکو یہ خیال تھا کہ اب اسد غازی چھوٹینگے
دربند ہاے طلسم توڑینگے زمرد شاہ باختری بھی اس ملک مین ضرور آئیگا اُسکے تعاقب مین
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مع سواران تہمتن و فرزندان صف شکن تشریف
لائینگے یہ دونون لشکر آپسمین مل جائینگے گردش فلک نے یہ سامان نہ دکھایا یہ روز سیہ پیش آیا

خیر جو نوشتۂ تقدیر ہو جب غزل
شب گذری یار جاتا ہی بیٹھے لگن
تیر نگاہ ایک اِدھر اور بھی سہی
تم سب جگہ تو ہو مرے دلمین بھی آ بسو
شر رات دن ہی اسمین شرر اور بھی سہی
ساقی بھرا اور جام مئے ناب تو پیون
تائید اشک دیدۂ تر اور بھی سہی
اک ان بتان فسا کی ہی دوسری ارے
ہی دو سہ رقیب اگر اور بھی سہی
جب بیچ اُٹھائے غیر کے تو شمع جو تو

دل ہجر مین لہو ہی جگر اور بھی سہی
گستاخی ایک وقت سحر اور بھی سہی
بہنے اگر کہا رگ گل تو خفا نہو
اے یار مختصر سا یہ گھر اور بھی سہی
اک اور سنگلی بوسۂ لب دیجے دو مجھے
مین جو رشتہ مین ہون مگر اور بھی سہی
اس حج روش سا ایک نہین ہی جہان مین
زر معتبر اگر ہی تو زر سا اور بھی سہی
گھر سے کبھی آئے بر لب ہی نہین جہان
ابذلے خار سا ای گل تر اور بھی سہی

جان اپنی جائے ایک نظر اور بھی سہی
مین سمجھا ابھی صف عاشق مین ہون
نازک تمہاری اُس کمر اور بھی سہی
آخر تو لڑتے رہتے ہو دشمنوں سے کون ایک
تلخی قند بار دگر اور بھی سہی
فرد گناہ کو عرق شرم سے مٹے
یون سکڑون سمین ہین شر اور بھی سہی
سایہ سے جلانے کو کیا کم ہی انکے ساتھ
ہی آہ اک ذرا سا اثر اور بھی سہی
صبح شب فراق تو ہوگی نہ تا ابد

محشر تک انتظار سحر اور بھی سہی

یہ غزل پڑھ کر پھر کروٹ بدل کے لیٹی مگر نیند نہین آتی ہی طبیعت گھبراتی ہی کبھی اٹھ بیٹھتی ہی صحن بارگاہ مین آکر تارے گنتی ہی ماہتابان کو دیکھکر عارض معشوق یاد آتا ہی ستارون کھلی اور چھری کی تاثیر دکھاتا ہی کبھی پھر آکر بیٹھی شمع انجمن پر نگاہ پڑی دیکھا ہزار ہا پروانے آئے ہین گرد شمع کے پھر کر جل جاتے ہین دلمین کہتی ہی ای مخمور یہ محبت جانسوزی اس جلنے مین کیا لطف اٹھاتے ہین مگر ثابت ہوا عاشق و معشوق دونون خراب ہر وقت بیتاب کشش عشق پر دانستہ ہی شمع بھی گھل گھل کر حال پر پروانے کے اشک حسرت بہاتی ہی صبح تک جلکر رہجاتی ہی جو سنا تھا وہ دیکھا بند مسدس

عشق وہ گل ہی کہ دامن مین ہین جسکے سو خار — عشق وہ میوہ ہی جسمین نہین لذت زنہار
عشق وہ نخل ہی جسمین نہ لگا پھل اکبار — عشق وہ باغ ہی جسمین نہ کبھی آئی بہار
عشق وہ شاخ ہی جسمین نہین پتا دیکھا
عشق وہ غنچہ ہی جسکو نہ شگفتا دیکھا

دیگر غزل مصنف

تجھ پہ آئیگی مصیبت دل زار ایک نہ ایک — رنج دیوےگی شب فرقت یار ایک نہ ایک
داغ بیکار اٹھائین ترا ای رشک چمن — گل ہی جائیگا ہمین لالہ عذار ایک نہ ایک
بچ گیا چرخ سے جو تیرے میان اسکو — ہی شبر کے لیے ہر طرح فشار ایک نہ ایک
مدح گیسو جو کرونگا تو سیاہی کے لیے — نافہ دے آئیگا آہوے تتار ایک نہ ایک
کبھی سہرہ ہی کبھی پھول ہین تربت پہ مری — کیفیت رہتی ہی بالین مزار ایک نہ ایک
یار کا ساتھ نہ پھولون نے چمن مین چھوڑا — آخر اس گل کی کلی کا ہوا بار ایک نہ ایک
ای قمر دشت نوردی مین قلق بھی ہی ضرور — پار تلوون سے ترے ہوئیگا خار ایک نہ ایک

کبھی گھبرا کر کہتی کہ ای مخمور تعلقات احباب سے دامن کھینچ گریبان چاک کر و طرف دشت ویران کے چلین بادہ روی کے مزے دیکھین خارہاے صحرا سے بغلگیر ہون آئینہ ہاے پا سے زنگ ہاے خار ہار ہون یقین تو یہ کہ ہماری غربت پر آبلے بھی پھوٹ پھوٹ کر روئین ہم خود اپنے حق مین کانٹے بوئین دشت نجد بھی ضرور دیکھیگا حضرت مجنون کی قبر کی زیارت ہوگی یاد چشم محبوب مین آہوان صحرا سے

محبت ہو گئی وہ بھی ہماری رسیدگی دیکھکر چوکڑی بھولینگے ہم آنکھوں سے محبوب کی گرتے ہیں وہ بھی آنکھیں دکھائینگے ہمارے عزیب نہ آئینے تصویر فد محبوب وہان بھی پیش ہوگی کیا مجبوروں کو اس حال خبر نہوگی اس دلولہ وحشت میں آنکھ اُس شوریدہ دشت محبت و آشفتہ وادی مودت کی تڑپتے تڑپتے بند ہوگئی دیدہ ظاہری بند مگر دیدہ دل نرگس وار خیال جمال یار میں کھلے ہوئے تھے بخت خوابیدہ بیدار ہوا تھیں خواب میں دیکھا کہ میر آگذر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہوا ایک مقام پر ایک بارگاہ استادہ ہے میں اسمیں پہونچی کہ سلطنت سے گل گلزار صاحبقرانی روح روان نخل سجانی شیر بیشہ جرأت صاحب سعادت وصولت چشم وچراغ صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان خلمان خمامان نمایان ہیں دفعتہ آنکھیں چار ہوئیں عشق ومحبت کا جانبین سے جوش ادھر ناز ادھر نیاز ادھر جاہ و خوش ادھر جوش بیقرار مند اشکبار مجکو نزل منیتیر ہوئی آنکھ مانند زلف پریشانی اس جوش وخروش میں جاہا کہ اس مقام قربت سے ایام ہجر کی حکایت کرے کہ شاہزادہ منہ پھیر کر یہ کہتا ہوا چلا کہ ہم بے مروت سے بات نہیں کرتے فراق میں ہمارے جو کچھ گذری تمنے ہماری خبر نہ لی تم صاحب اختیار ہم مجبور تھا ہمارا مقام افسوس ہے لیکن یہان جانیکا خیال ہے یہان رسید و قلب پر ہجوم غم وملال ہے کوئی ساعت بیتی ہمارے یہان جو ... کے مائل ہوئے تیغہ ابرو سے گھائل ہوئے دل و یا فراق و بلا لیا شعر نہ مجھ میں ہے نہ بتاتا ہے یار دل سے راہ پر کیا ہو وا ہے پروردگار دل میرا اشعار

بلا کو جیسے قاتل دیکھتے تھے دل	جو پوچھا میں کہا دل دیکھتا تھا	کیا ہون آپ کیسی ہے بیماری دل
درد سے بھی نہیں ہوسکتی ہے غمخواری دل	تیر نگاہ ان کے نہیں تو سکے مارا اسکو	پسلیون سے نہوئی آہ سپرداری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہیں تاہی	صف ماتم نہ بچھی بہر عزاداری دل	ای قمر شربان آپکی خدمت سے
اسد اللہ رسد گر ہو دگاری دل	نور الدہر بن بدیع الزمان ایسے کلمات جو لقتے ہو ستے چلے نور	

اسی خواب میں بیقرار وبیتاب یہ کہتی ہوئی دوڑی کہ ای شہریار سنیے تو میں بخیلا ہوں شاد رودیاے عشق سے ناآشنا ہوں اکثر ہوشربا میں لڑائی کا سامنا ہے افراسیاب آمادہ ظلم وبدعت ہمارا آقا اسد غازی مقید زندان مصیبت کس طرح فرصت پائیں اپنے تئیں کیونکر آپ تک پہونچائیں موجب شعر نہ قاصد نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے کیسے نہ کیجئے مانگی برو خبرے ای شہریار یہ کنیز بیکس وبے بس ہو جب بیت نہ ہونے نہ شفقتے نہ ہمدے دارم حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم

یہ کہتی ہوئی جو ملکہ جھپٹ کر چلی بسر فرش کی پائے ناز کین ٹھوکر لگی آنکھ کھل گئی اب جو دیکھا نہ وہ مقام ہے نہ سامنے شاہزادہ عالی مقام ہے اشعار مصنف

ہو کے حیران ہر طرف دیکھا
اک نظر بھی نہ دیکھنے پایا
آنکھ کھلتے ہی ہوگیا سکتا

کور ہو جائیں یہ تو صبر آتا
پھر نہ ہوتیں یہ آفتیں برپا
ستیاناس ہوئے آنکھوں کا

خواب غفلت نے یہ کیا ہے ستم
نہ کہیں کا رکھا فلک نے آہ
ہائے کیوں سو گئی تھی میں بیدم

آفت تازہ سر پہ آن پڑی
کس بلا میں ہماری جان پڑی
زندگی اب محال ہے واسد

کون کچھ منہ سے کچھ نکلتا ہے
پڑ گئی سر پہ اب بلائے فراق
دل سنبھالے نہیں سنبھلتا ہے
ہوگئی آہ مبتلائے فراق

کبھی گھبرا کر اٹھتی تھی اشکوں سے منہ دھوتی تھی آہ و نالہ گریہ و زاری ملکہ محمودہ سرخ چشم ستمگر گلعذار وزیرزادی بیدار ہوئی بارگاہ ملکہ میں دوڑی ہوئی آئی دیکھا ملکہ محمودہ سرخ چشم فرش خاک پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہے چشمۂ چشم سے قلزم محیط موج زن آنکھوں سے اشکوں کا دریا بہ رہا ہے بال چہرے پر پریشان گریبان کی دھجیاں سینے پر پڑی ہیں مغموم مہموم بیتاب یہ اشعار مخمس زبان پر جاری ہیں مخمس

گرفتار رنج و بلا ہوگیا
بڑا دوست دشمن مرا ہوگیا
یہ کیا ستم اے خدا ہوگیا
وہ اہل وفا بیوفا ہوگیا
بھلا ہو کے وہ بت برا ہوگیا

مصیبت میں میں مبتلا ہوگیا
غم و رنج کا سامنا ہوگیا
جدا مجھسے وہ مہ لقا ہوگیا
مقدر کی خوبی یہ کیا ہوگیا
غضب ہوگیا وہ خفا ہوگیا

ہوا بعد مدت وہ خلوت نشین
بڑے لطف کی چھیڑ باتیں ہوئیں
خوشی میں ہوا دل ملول و حزین
مکدر ہوا مجھسے وہ نازنین
ابھی بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہوگیا

اکیلے میں مجھسے جو صحبت ہوئی
عجب رنج حاصل نہ راحت ہوئی
جہالت سے باعث ندامت ہوئی
شب وصل ہائے یہ حجت ہوئی
حامہ پہ پرو بیوا ہوگیا

رہونگا نہ اب رنج مین مبتلا | برآئیگا دل کا مرے مدعا
مقدر ہی ان روز دن سنید جامرا | لجی سے زمانے کی اب خوف کیا
مددگار مشکل کشا ہو گیا

اکیلا جو گھر مین پایا اُسے | طریق عداوت سکھایا اُسے
سبق یاد اُلٹا دلایا اُسے | رقیبون نے ایسا پڑھایا اُسے
وہ خوش ہوکے مجھ سے خفا ہو گیا

اجل میری فرقت مین حافظ ہوئی | مین مر مر کے زندہ ہوا ہون ابھی
مسیحائی اُس بت نے تقلید کی | جلایا کبھی مار ڈالا کبھی
مرا یار معجز نما ہو گیا

یہ حال پُر ملال دیکھکر گلعذار قریب آئی دونون ہاتھون سے چہرے کی چیز بلائین لین ترقی عمر و دولت حسن کی دعائین دین اپنے دوپٹے سے اشک چشم تر پاک کیے عرض کی واری خیر تو ہی اس وقت کس ملال مین حضور کو پاتی ہون ہی ہی مین صدقے ہو جاؤن بہت گھبرائی ہون کچھ فرمایے حال خستہ تو کنیزین خیر خواہ کس دن کے واسطے ہوتی ہین اپنے مالک کی مصیبت و رنج مین کام آتی ہین اگر محبت کا امتحان منظور ہو ابھی جان و دین سر کاٹ کر قدم اقدس پہ نثار کرین ملکہ محمودہ نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر کہا اے گلعذار کیا حال دل زار سناؤن اپنے قابو مین نہین ہی اس خانہ خراب نے ایسا بیتاب کیا صبر و طاقت نے جواب دیا آج شام سے دل پریشان تھا ابھی مین خفتہ بخت سو گئی تھی ذرا آنکھ بند ہوئی تھی بخت سیاہ کا سامنا ہوا وہ خواب پریشان دیکھا کہ خدا کسی دشمن کو نہ دکھائے ایسا سانحہ درپیش آئے خلاصہ یہ ہی کہ عین خواب مین جانا کہ عمق گلزار سلیمانی پر ہوا مین کوے محبوب مین جاکر مثل گل شگفتہ خاطر ہوئی خرامان خرامان بارگاہ فلک اشتباہ شاہزادہ نور الدہر مین ہو گئی اے گلعذار شاہزادے کو دیکھا اول تو بیقرار ہو کے میری جانب بڑھے مین نے چاہا دامن تھام کر کچھ شکایت کرون فلک نے تفرقہ پردازی حیلہ سازی دکھائی خود بخود اُس شہریار کو غصہ آیا ابروے خمدار پر بل پڑ گیا یہ کہتے ہوئے منہ پھیر کر چلے کہ ہم اب تم سے بات نہ کرینگے ہمنے تمھارے فراق مین بڑی مصیبتین اٹھائین اور افسوس تمنے خبر نہ لی ہاے نہین معلوم کہ اُس شاہزادۂ والا قدر نے کیا

صدمے سہے جو ایسے کلمات اُس شیر نے اپنی زبان سے فرمائے او گلعذار وہ صاحبقران کے
بیشہ کے شیر ہیں بڑے دلیر ہیں اگر دشمنوں کے گلے پر چھری بھی پھر جائے تو اُف نہ کریں برقِ قہر و غضب
اگر چمکے تو آنکھیں نہ جھپکائیں ہزبرِ بیشۂ کلنگان صاحب ساطورِ گران صف شکن و صفدر طہماس
بن عنقویل دیو پیکر درحقیقت میں اپنے زمانے کا رستم ہے بلکہ اگر رستم بھی ہوتا تو اس نوجوان بہادر
کے زور کے آگے ایک پیرِ زال تھا جب یہ جوان طہماس بن عنقویل دیو پیکر بصد کرّ و فر ملک
زرائل پہ طرف سے لقائے آیا اُس صاحبقران کے سرداروں کو زخمی کیا اور صاحبقران بھی
اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے از زرائل تا آذر کوہ دو بیٹے صاحبقران کے یعنی شیرویہ صاحبقران
و فرخ شہوار قلندر اسی جوان کے ہاتھ سے سیار گلشنِ جنان ہوئے اُس شیر سے مقابلہ کرنے والے
ہمیشہ پشیمان ہوئے مگر اس شیر بیشۂ شجاعت نے ماشاء اللہ قریب کوہ آذر [illegible] طہماس
کا گیند دھڑ کا کر دیا یعنی بسر کوہ آذر جا کر اپنے دستِ حق پرست پر اُٹھا لیا چشم بد دور راستے
بڑے جوان کو سنبھلنے نہ دیا بعضی بات ایسی ہے کہ چھوٹا منہ بڑی بات صاحبقران کے ہاتھ
مسلمان ہو کر انکی غلامی اختیار کی ہے بوا گلعذار میرے سر کی قسم سچ کہو میری خاطر نہ کرو اب بڑا اندر
صاحبقران میں ہے کہ شاہزادہ نور الدہر ہیں اور بعض کوتاہ بینان تنگ چشم نے میاں ایرج
صاحب فرزند قاسم نوجوان کو انکا ہم چشم قرار دیا ہے کیا انصاف کیا ہے ایرج بیچارہ بازار کا بیٹھنے والا
جواہر فروش کس شمار میں کس قطار میں خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے کہ صاحبقران سے لگا
بھاگی گلی پہلوانوں کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے اس خیال میں کہ کہاں سے ایسے زبردست پہلوان
کو لاؤں کہ صاحبقران سے لڑواؤں میاں ایرج شہرِ فرنگوشیہ کی بازار میں بیٹھے تھے دوکان
تجارت فرخ بازرگان آراستہ تھی اسی کے فرزند مشہور تھے خواجہ عمرو جا کر انکو لائے پہلوانی کے
ہنر سکھائے خروج کرایا انکا صاحبقران نے آفتاب پرستان نام رکھا مدتوں عالم کفر میں
رہ کر ملک گیری کی آخر میں صاحبقران کے ہاتھ سے زیر ہوئے یہ بات بنائی گئی کہ امیر کے
پروردہ ہیں ایسے صاحب کو ایسے جری و بہادر کا ہم پلہ گردانا واہ واہ کیا منصفی ہے سچ تو یہ
ہے کہ انصاف دنیا سے اُٹھ گیا ہے گلعذار نے عرض کیا واری بموجب مصرع چہ نسبت خاک را
با عالم پاک۔ حقیقت میں آپ سے بزرگی اور قدردانی صاحبقران کی میرے دل سے جاتی

رہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے فرمایا کہ اے گلعذار ایک بات مختصر سی اور سناؤن کہ میان ایرج صاحب کا نام لینے کو تیرا دل نہ چاہے ملکہ گیتی افروز اپنی مان پر عالم کفر مین عاشق ہوے گلی گلی پکارتے پھرتے تھے کہ عاشق زار ملکہ گیتی افروز کا ہون اسی جوش محبت مین ہزارون مسلمانون کو قتل کیا قلعہ ذوالامان حصار پر چڑھ گئے سیکڑون حملے کیے مگر اس بی بی کی آبرو کو خدا نے بچایا یہی شہزادہ میان ایرج کی سرکوبی کو آیا تب قلعہ بچا ہاے نہین معلوم کیا صدمہ گذرا ہے کہ جو اس شیر نے عالم خواب مین ایسا کلمہ کہا ہے نہین معلوم مزاج اقدس کیسا ہے گلعذار نے عرض کیا کہ اے ملکہ عالم خواب کا آپکو ناحق خیال ہے بیکار رنج وملال ہے سنا ہے کہ خواب کی تعبیر الٹی ہوتی ہے وہ آرام و چین سے ہونگے ہان البتہ آپکو یاد کرتے ہونگے ماشاء اللہ حسن آپکا عابد کش زاہد فریب ہے آپ ہی کے تصور مین فی الحقیقت آرام وچین ہوگا مصاحب بہلاتے ہونگے میرے نزدیک سب طرح خیر ہے آپ اپنے تئین ناحق ہلاک کرتی ہین یہ باتین ہو رہی تھین کہ ایک ستارہ سحری آسمان پر چمکا اشعار

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت	خروس صبحدم آواز برداشت	عنادل لحن دلکش برکشیدند
لحاف غنچہ از رو دور کشیدند	سمن از آب شبنم روے خود شست	بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

صداے مرغ سحر سے رنگ روے ملکہ مخمور اور متغیر ہوا کہا او گلعذار سحر ہو گئی ایک ایک تارا ہجر جان ہو گا تھے ہر چند کہ بہت سمجھایا مگر دل خانہ خراب نہین مانتا مین طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتی ہون ایک نظر دیکھ کر اگر حیات مستعار باقی ہے تو چشم زدن مین واپس آتی ہون شاید ایک شب انکے اصرار سے گذرے ہر چند کہ وہ بہت کھینچینگے ابھی نہ جاؤ مین یہان کی کل کیفیت ظاہر کرکے چلی آؤنگی تو تم تاکید کرنا اگر ملکہ مہرخ وغیرہ پوچھین تو کہدینا کہ واسطے ایک شب کے سحر تیار کرنے کو کوہ برقلات گئی ہین صمصام سے مقابلہ منظور ہے گلعذار نے دیکھا کہ اگر منع کرونگی تو روح قالب سے اس مشتاق جمال محبوب کے پھڑک کر نکل جائیگی اس خیال سے عرض کی بسم اللہ تشریف لیجایے خادمہ اس راز کو چھپائیگی پس فوراً ملکہ مخمور سرخ چشم کہ نشۂ بادۂ محبت شاہزادہ نور الدہر مین چور رہتی ڈگمگاتی ہوئی اٹھی اسباب سحر نکالا جھولی مین رکھا لباس فاخرہ جسم نور پر آراستہ کیا دریاے جواہر مین غوطہ مارا تمام زیور یاقوت احمر کا پہنا سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دیا دیکھنے والون کی نظر مین وہ سرمہ دنبالہ دار چشمان مست ملکہ مخمور سرخ چشم مین یون دکھائی دیتا تھا کہ آہوے شوخ چشم صحرا سے

ختن مین جلوہ نمائی ہی یا ست ہاتھی کے باندھین تلوار آبداری ہی مطلع آتش سرمۂ منظور نظر ٹھہرا جو چشم یار کو
نیلگون گنبد پہنایا مردم بیمار کو ◆ مطلع مصنف اسقدر گردش نہین لازم ہی چشم یار کو ◆ ہی سفر موجب
ضرر کا مردم بیمار کو ◆ پیشانی پر افشان چنی بقول مصنف چنے پیشانی پہ افشان وہ اگر ماہ لقا وجہ ترا
افشان کو بھی ہم جوہر شمشیر کہین ◆ اور اگر کچھ ستارے افشان کے ابروے خمدار پر آگئے تو صاف شباہت
ہوا مصرع ع آب زر نجوم ہی برج ہلال پہ ◆ اشعار مصنف ابروون کو تری کیا اوبت بے پیر کہین ◆
مہ نو یا کسی سفاک کی شمشیر کہین ◆ چھٹ کے ماتھے سے جو ابروے خمیدہ پہ گرے ◆ تیری افشان کو
بھی ہم جوہر شمشیر کہین ◆ سینے پر جوبن کا ابھار محرم سے نامحرم کرتی آب رواں کی آستینون وار چست دیکر
سب لباس درست کر کے شعلۂ جوالہ بنکے طاؤس واسطے سواری کے سحر کا بنایا گلعذار اسکے سراپاے
محمور پر بخیال نظر بد نظر نہین کی ملکہ لقا گذر ہوا کا خیال کر کے تصدق اپنی نظر کا اتارا اور تاکید کی داری بجلد
نہ جائیےگا جلد تشریف لائیے گا آج کل صمصام کا معرکہ درپیش ہی عمرو و مہرخ کو بہت پس و پیش ہی
حضور کے ہونے سے دراندازی طرح طرح کے فتور برپا کرینگے خواجہ عمرو سے کہینگے کہ دیکھو بی محمور جان
کے خوف سے کہین جا کر چھپ رہی ہین کنیز جواب نہ دے سکیگی دل ہی مین تاؤ پیچ کھائیگی غرض وعدہ
جلد آنیکا کر کے محمور بارگاہ سے نکلی طاؤس پشت پر کوتل زرین کھڑا ہوا نگاہ اٹھائی کہ اے محمور کس طرف
سے جاؤن ایسا نہو افراسیاب کو خبر ہو جائے تو جاتا کیسا جان بچانا مشکل ہو گا فکر کرتے کرتے
سوچی آبادی کا راستہ چھوڑ و کوہستان و خارستان کا راستہ لو اسبات کو مصمم دلمین ٹھہرا کر طاؤس
زرین سحر پر سوار ہوئی طاؤس کو اشارہ کیا وہ مثل ستارۂ سحری بلند ہوا اس جوش و خروش مین ملکہ
محمور براے ملاقات شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان طرف کوہ عقیق کے جاتی ہین ملکہ
بھی ابھی یہین چھوڑے وقت پر ذکر کیا جائیگا لیکن یہان یہ داستان حیرت بیان تمام ہونے کو ہی
چند فقرات مین حال افراسیاب سناؤن پھر ناظرین کو نقشۂ لشکر اسلام و فوج لقا کا دکھاؤن
افراسیاب خانہ خراب صمصام کو طرف لشکر حیرت کے روانہ کر کے باغ سیب مین آیا نازنینان
مہ جبین نے آکر گھیر لیا تخت پر آکر بیٹھا اسباب عیش مہیا ہوا دفعۃً آسمان پر ایک برق سی چمکی
ایک ساحر سیہ فام نامہ لیے ہوئے آسمان سے اترا افراسیاب کو سلام کر کے نامۂ لقا ہاتھ مین
دیا ناظرین پر واضح ہو جلد ہاے مطبوعہ مین مذکور ہی کہ جب نمرود شاہ باختری کو نامہ روانہ کر نا تھا

افراسیاب کے منظور ہوتا ہی نامہ کو لکھکر ملازم اُسکے بالاے کوہ عقیق لیجاتے ہین وہان زیر نخل اک
نقارہ رکھا ہی نامہ اُس نقارہ پر رکھکر چوب لگاتے ہین ایک پنجہ سنہرہ پیدا ہوتا ہی وہ نامہ کو اُٹھا کے
غائب ہوجاتا ہی اور دربند اول کہ جسکا دربند جالندہ یہ نام ہی وہان کے حاکم کی گود مین لیجا کے وہ پنجہ
والدیتا ہی وہ حاکم اپنے کسی ملازم کے ہاتھ حاکم دربند دویم کے پاس بھیجدیتا ہی اسی طرح وہ نامہ تا دربند ششم
پہونچتا ہی وہ بادشاہ دربند ہفتم کے پاس روانہ کرتا ہی حاکم دربند ہفتم اس نامے کو باحتیاط اپنے ملازم
تیزرو کو دیکر پاس افراسیاب کے بھیجدیتا ہی نام ان دربندون کے انشاء اللہ تعالی بشرط حیات بروقت
پہونچنے اسد غازی کے اپنے مقامات پر بیان کیے جائینگے مگر نام بادشاہ دربند ہفتم کا اس مقام پر
لکھنا ضرور ہی واضح ہو کہ بادشاہ دربند ہفتم کو شہنشاہ توسن کہتے ہین نہایت افراسیاب کا معت
ہی طرف سے افراسیاب کے سو ملک اسکے قبضے مین ہین شہنشاہ لاچین بادشاہ سابق طلسم نور
کا یہ وزیر اعظم تھا یہ بھی شریک افراسیاب ہوا اور اپنے ولی نعمت کو گرفتار کرا دیا اور یہی صحیح
سنا ہے کہ زندان طلسمی بھی اسی کے قبضے مین ہی پس ملازم شہنشاہ توسن نے نامہ زمرد شاہ باختری
کا ہاتھ مین افراسیاب کے دیا افراسیاب نے پہلے اسکو سر پر رکھا آنکھون سے لگایا پھر سونگھا
پھر منگا کر ایک مشیر مدبر کو حکم دیا کہ نامہ کو خداوند کے باآواز بلند پڑھو اُسنے بر سر منبر آکے نامہ کھولا
پہلے لقانے بکبر و نخوت اپنی تعریف لکھی تھی بعد اسکے مرقوم تھا کہ ای بندۂ خالق قدرت کو عرصہ دراز
گذرا نزول اجلال ورود اقبال فرمائے ہوئے آجتک تو قدمبوسی کو قدرت کی نہ آیا ساحران مغرور
کو بھیجا قدرت کو کبر و نخوت اُنکا پسند نہ آیا ہاتھ سے عیاران لشکر اسلام کے قتل کروا ڈالا اور حمزہ
سپہ سالار قدرت ہی صاحب شوکت و لیاقت ہی یہ سب جاہ و حشم اسکو قدرت ہی نے دیا ہی
ظاہر مین دن کو بُرا کہتا ہی لیکن رات کو اُٹھا ہو کر لٹکتا ہو ہمسے ڈرتا ہی ہماری محبت کا دم بھرتا
ہی قدرت تو رحم دل ہین خطا اُسکی معاف کر دیتے ہین مگر اب اُسنے بہت سرکشی پر کمر باندھی ہی قدرت
چاہتے ہین کہ تیرے یا تیرے کسی ساحر کے ہاتھ سے حمزہ کو قتل کرائین مرتبہ تیرا بڑھائین اور اگر تامل
کریگا تو قدرت طرف کوہ زلانل کے چلے جائینگے تجکو عمرو کے ہاتھ سے قتل کرائینگے عمرو کو قدرت نے
جلاد ساحران بنایا ہی اُسکی موت کسی کے ہاتھ سے قدرت نے مقرر نہین کی جلد کسی کو روانہ کیجیو
نامہ سنکر افراسیاب خون سے کانپنے لگا رنگ متغیر ہو گیا کہا صاحبو سنتے ہو جو صاحب بیان ہے

جاتے ہین جہان دو چار مسلمانون کو گرفتار کیا غرور سا گیا قدرت نے قتل کر ڈالا مجکو بڑا تردد ہی کہ مین کیا
کرون اگر مین خود مع خدم و حشم جاؤن تو دریا راہ مین خشک ہو جائین غلہ رسانی کا انتظام ملازم
نہ کر سکینگا و زمین بار ہماری فوج کا نہ اُٹھا سکے صحراے عالم مین لشکر میرا نہ سما سکے اکیلا کیونکر جاؤن مناسب
وقت نہین ہی یہ کہکر افراسیاب خاموش ہو رہا تھا کہ ایک جادوگر مصاحبان افراسیاب سے تھا اُٹھا نہایت
ہنرمند نام اُسکا عقرب نشترزن جادو سحر مین طاق یگانۂ آفاق عرض کی اے شہنشاہ بڑے وہ بیوقوف
ہین کہ دربار خداوند مین غرور کرتے ہین آخر اُسکا بدلا یہ ہی کہ بے موت مرتے ہین مناسب ہی کہ وہان
جائین بانکساری قدرت کی خدمت کرین دم محبت کا بھرین جب قدرت خوش ہونگے عمر بڑھائینگے
اور اولاد عطا فرمائینگے ایسی جا لگی جنت کا خداوند اُنکے سامنے کبر و نخوت سراسر حماقت ہی غلام
کو حکم ہو کہ مع فوج جائے مسلمانون کو خاک مین ملائے قدرت کو ملک موروثی مین یعنی بالاے
قیطول پہونچا دون افراسیاب نے کہا اے عقرب نشترزن قدرت نے یہی وعدہ فرمایا ہی کہ
جب قدرت بالاے قیطول پہونچینگے دریچۂ قدرت مین بیٹھکر تقدیرات رنگارنگ کرینگے دریاے
رحمت قدرت جوش ماریگا جتنے بندے اُنکی محبت مین کام آئے ہین سبکو زندہ کرینگے اور یہی وجہ ہی کہ جو
ساحر اور غیر ساحر انا بآخر تا بکوہ عقیق ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے ہین اُن سبکے نام بقید ولدیت
قدرت نے کتابون مین درج کیے ہین سنتا ہون کہ بڑا مکان اُن کتابون سے بھرا ہی شیطان
درگاہ قدرت ملک بختیارک کہتا تھا کہ قدرت کو اُس زمانے مین بڑی مشقت ہوگی از سر نو
سب کے پتلے بنائینگے روحین پھونکینگے اگر تم نے جاکر یہ کار نمایان کیا گویا تمام عالم پر احسان کیا
عقرب نشترزن یہ سنکر مارے خوشی کے پھول گیا اُسی وقت نفیر سحر بجائی ساٹھ ہزار ساحران
غدار فوراً آراستہ ہو کر سامنے اُس بیحیا کے آئے اُسوقت سرکار افراسیاب سے عقرب کو
خلعت رخصتی ملا تخت پر سوار ہو کر فوج ہمراہ لیکر نوبت و نقارہ بجتا ہوا اس شان و شوکت سے
طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑتے ہین بر وقت ذکر اسکا کیا جائیگا

داستان جلالت نشان لشکر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران و کیفیت زمرد شاہ بے ایمان آنا فولاد و فولاد شکن کا واسطے مدد لقا کے اور عاشق ہونا اُسکی دختر پر ایرج نوجوان نبیرۂ حمزہ صاحبقران کا اور جانا فولاد کا بارگاہ ایرج نوجوان مین

اور زخمی کرنا ایرج کو اور پکڑ لانا اپنی دختر کو اور ہونا جنگ مغلوبہ کا اور پہونچنا عقرب مینشزن جادو کا عین کارزار مین اور آنا مخمور سرخ چشم کا اور لیجانا شاہزادہ نور الدہر کو طرف صحرا کے اور سلسلہ طلسم جمشید یعنی قید ہونا ملکہ مخمور سرخ چشم کا طلسم جمشید مین اور توڑنا طلسم کو شاہزادہ نور الدہر کن بدیع الزمان کا کہ جہان کے سبب رہائی اسد نوجوان ظاہر ہوتا ہی معرفت حکیم بقراط ثانی عجب داستان ہی ساقی نامہ

کدھر ہی تو اى ساقی بخبر	نظر کر محبت سے مجھ رند پر	تڑپتا ہی دل چین آتا نہین
تجھے اپنے پہلو مین پاتا نہین	تجھے میرے صبر و وفا کی قسم	تجھے اپنے ظلم و جفا کی قسم
قسم تجکو اس چشم خونبار کی	قسم تجکو میرے دل زار کی	تجھے بس مری آرزو کی قسم
تجھے آج میرے لہو کی قسم	تجھے میری آہ و بکا کی قسم	تجھے اپنے ناز و ادا کی قسم
قسم ہی تجھے اپنے ایمان کی	قسم تجکو میرے دل و جان کی	قسم تجکو میرے رخ زرد کی
قسم تجکو اپنے دل سرد کی	تجھے میرے داغ جگر کی قسم	تجھے اپنی ترچھی نظر کی قسم
قسم ہی تجھے میری فریاد کی	قسم تجکو اپنے دل شاد کی	قسم ہی تجھے حضرت عشق کی
قسم ہی تجھے لذت عشق کی	تجھے میرے سوکھے لبون کی قسم	تجھے اپنی ہی شوخیون کی قسم
تجھے اپنے مینائے گل کی قسم	تجھے اپنے زیبائے گل کی قسم	تجھے بادۂ ارغوان کی قسم
تجھے فرق پیر مغان کی قسم	قسم ہی تجھے ساغر صاف کی	قسم ہی تجھے مے کے اوصاف کی
قسم ہی تجھے میرے آلام کی	قسم ہی تجھے اپنے آرام کی	سبو و صراحی کی تجکو قسم
مری اس تباہی کی تجکو قسم	قسم تجکو رندان میخوار کی	قسم تجکو صہبائے گلنار کی
قسم ہی تجھے اپنے میخانے کی	قسم ہی تجھے اپنے پیالے کی	قسم ہی تجھے شیشۂ و جام کی
قسم تجکو صہبائے گلفام کی	قسم ہی تجھے جام بلور کی	قسم تجکو مجھ رند مخمور کی
نہ کر دیر بر لا مری آرزو	پلادے وہ صہبا مجھے تا کہ جو	بری بھی ذرا رنگ و بو کی نہو
وہ مے ہو کہ زاہد نے بھی پی نہو	کرے نشہ ایسا وہ مے جلد تر	گرائے مجھے بستر خواب پر
سرور ایسا ہو اُس مئے ناب مین	کرون مین سفر عالم خواب مین	یکایک ہو ایسی جگہ پر گذر
تجھے روبرو محبوب آئے نظر	وہین دفع ایذائے کلفت ہو کل	کھلے غنچۂ دل مرا مثل گل

پڑھوں اُسکی جانب بصد آرزو
نہایت خوشی سے کروں گفتگو
وہ معشوق سبکے بناز و ادا
کبھی مجھسے خوش ہو کبھی ہو خفا
لگے آنکھ جب اشکباری کروں
بیان تک تو مین آہ و زاری کرون
جگادون ہر اک شخص کو خواب سے
کہون خواب مین اپنا احباب سے
اُسی نشہ ہی مین پھر یک بیک
چلا جاؤن ساقی مین تا اس فلک
کہین ٹھہراؤن نہ مین بلدین
چلا جاؤن یوسف کی مین چاہ
بیٹھا دین اُسے گر کہین بخت بد
قمر صاف کہدون کرون مین مدد
جو ہین کاتبان جلالت نصیب
وہ لکھتے ہین یہ داستان عجب

شہسواران اشہب تیزگام عرصۂ جانبازی و مہمیز کنندگان سمند باد رفتار میدان سرفرازی نوجوانان شہور شعار و شور شعاران جلالت آثار کمیت قلم کو میدان قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ سنہ لہ آفات ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان بارگاہ سلیمانی مین ورنگ آصفی پر جلوہ فرما ہین اور ظل ہما مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون سریر شہنشاہ باتوقیر شاہزادہ سعد بن قباد دوالاشاد و تخت سلیمانی پر بصورت نور ای متمکن ہین اور اسوقت دربار مین پانچ ہزار پانچ سو چھپن سردار سات سو نامدار بارہ سو جوانان فرنگی اٹھارہ سو جوانان ترکی و مغربی اپنے اپنے ورنگ پر بصد کر و فر رونق بخش بارگاہ فلک اشتباہ ہین یہ امر بھی رائے بیضا ضیائے ناظرین باتمکین و مشتاقان طلسم فصاحت آگین پر واضح ہو کہ جب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری طرف طلسم ہوشربا کے تشریف لیچلے تو چالاک اپنے فرزند نامدار کو اپنے مقام پر مقرر فرما گئے تھے جب چالاک بھی طرف ہوشربا کے گیا تو عیاران لشکر اسلام خودرو ہوئے ایک کا حکم ایک نہ مانتا تھا ہر ایک اپنے تئین ثانی عمرو جانتا تھا فرزندان عمرو یعنی جواہر بن عمرو و شعبان خنجر گذار و سیلو و امیہ و مہتر سمک تبتانی و نسیم بن عمرو و قسیم بن عمرو وغیرہ سبکو خواہش ہے کہ بعد چالاک کے مقام ہمارے والد کا ہمکو ملے غنچہ آرزو کھلے ابو الفتح اصفہانی و عمران خطائی بجائے خواجہ عمرو کے یہی دونون بلاے روزگار مکار دغا باز طرار فن عیاری مین طاق شہرۂ آفاق یہ چاہتے ہین کہ ہمارے ماموں کا عہدہ ہمین دستیاب ہو شاگردان خواجہ کلباد عراقی و مہتر بیزک خطائی و مہتر سحر بلخی وغیرہ یہ سب بھی بخیل و بے نظیر صاحب تدبیر خواہش رکھتے ہین کہ اُستاد والا مقام کے جانشین ہون عہدۂ سرہنگی لشکر اسلام حاصل ہو تب البتہ تسکین دل ہو یہ تو سب اس خیال مین ہین امیر باتوقیر کو یہ تردد ہے کہ اگر کوئی ضرورت ہوئی ہے تو فرداً فرداً کو حکم دینا پڑتا ہے ایک دن زبان معجز بیان سے

ارشاد فرمایا منظور ہی کہ ایک عیار طرار کو جانشین عمرو قرار دین حضرت استاد فرمایا تھا آپسمین عیارون مین
کچھ بحثیان ہونے لگین ہر کس کہتا ہی کہ مین لائق ہون دوسرے کا قول ہی مین فائق ہون جب یہ خبر
امیر کو معلوم ہوئی سوچے کہ اگر ایک فرزند عمرو کو جانشین عمرو کرون دوسرے فرزند کو رنج ہوگا دونون لڑکے
بھی سب صاحب لیاقت ہین شیر بیشہ شجاعت ہین آپسمین لڑ لڑکر مر جائینگے بس سر دربار ارشاد فرمایا کہ
سب عیاران لشکر اسلام کا ہمارے نزدیک مرتبہ برابر ہی کون انہین کمتر ہی سب صاحبون کو مناسب ہی
اپنی اپنی عرضی دین اپنے اپنے حقوق سرکار پر ثابت کرین جو ذی حق ہوگا وہی جانشین مطلق ہوگا یہ فرمان
لشکر عیارون نے اپنی اپنی عرضیان لکھین مضامین طولانی ابو الفتح نے لکھا کہ مین وہ عیار ہون کہ
مین نے ناموسجان سے شرط بد کر بہتر کلیم گوش کے کان کاٹے برق خطائی نے لکھا جب مین عالم کفر
مین تھا مین نے استاد کو دھوکا دیا گرفتار کر لیا فرزندون نے عمرو کے بھی تعریف اپنی اپنی عرضیون مین
لکھی اسی طرح ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچون نے اپنے اپنے حالات لکھے گر فیض یاب ہوئے
صاحبقران جسکی عرضی دیکھتے ہین عرضی نامنظور کرکے فرما دیتے ہین کہ یہ تو آپ لوگون نے اپنی اپنی
عرضیون مین شوکت و لیاقت کا ذکر لکھا ہی کوئی حق سرکار پر نہین ثابت کیا ہی عیاران لشکر اسلام حیران
ہے کہ حق کیا ثابت کرین آخر کیا لکھین جواہر بن عمرو وطن سے ملکہ سرو سیمین تن کے ہی کہ بیٹا بڑی
ہی ملک بیران کوہ کی صاحبقران وہان قید ہوکے جاتے ہین کفار پنجرے مین بند کرکے چوب عقابین
پر لٹکاتے ہین خواجہ عمرو اس ملک مین جاکر بڑی بڑی عیاریان کرتے ہین آخرین ملکہ سرو سیمین تن
پر عاشق ہوتے ہین بعد کشمکش و کوشش بسیار صاحبقران کو خواجہ عمرو رہا کرتے ہین ملک
اسلام آباد ہوتا ہی ملکہ سرو سیمین تن کا داخلہ اسلام مین ہوا صاحبقران نے ساتھ خواجہ عمرو کے اُس
شاہزادی کا عقد کیا اسی کے بطن سے سکندر رغبار انگیز پیدا ہوا تھا کہ جو ایرج نامہ مین ہاتھ سے
آس بن الوس کے عین شباب مین مارا گیا بلکہ قتل ہونے سے اسی فرزند کے خواجہ عمرو اور صاحبقران
سے بگاڑ ہوتا ہی کیونکہ عمرو غصے مین بعم فرزند نوجوان کے آس بن الوس کی ناک کاٹ ڈالتا ہی امیر کے
خلاف ہوتا ہی عمرو مع لشکر عیاران فوج صاحبقران سے الگ ہوکر شہر کرو فر سے مقابلہ کرتا ہی سالہا
سال فساد رہتے ہین اسی فساد مین خواجہ عمرو و ایرج نوجوان دو دار اب کشور کشا کہ یہ دونون اولاد
صاحبقران سے ہین مگر اپنے مولود مسعود سے آگاہ نہ تھے اور عالم کفر مین تھے عمرو انکو فنون سپہ گری

تعلیم کرکے آپ اُنکا افسر اور اُنکو پہلوان پایۂ تخت بناکے صاحبقران سے سالہا سال لڑواتا ہی کہ ان
داستانون کا حال مفصل دفتر ایرج نامے مین درج ہی مراد اس ذکر مجمل سے یہ ہی کہ خواجہ غم مین سکندر
کے زوجات سے ترک وصل کرتے ہین اور ملکہ سرو سیمین تن سکندر غبار انگیز کے غم مین مصروف
گریہ وزاری رہتی ہی جب بزرگون کی جانب سے عمرو کو یہ خواب ہوتا ہی کہ ای خواجہ عمرو سرو سیمین تن
سے مصروف ہو پروردگار فرزند نرینہ بہتر از سکندر مرحمت فرمائیگا غم والم فراموش ہوجائیگا تب خواجہ
حکم بزرگون کا بجا لاتے ہین تخلیے مین پاس سرو سیمین تن کے جاتے ہین بخوبی اُس مغموم کو بہلاتے ہین
اُسی شب کو مراد حاصل کرتے ہین بہتر جواہر بن عمرو پیدا ہوتا ہی بڑا عیار زبردست ہوتا ہی خواجہ بھی
بہت عزیز رکھتے ہین جب دربار امیر مین جانشین خواجہ ہوئیگا غلغلہ ہوگا اور مطلب دلی صاحبقران
کو کوئی عیار نہ پہونچا جواہر اپنی مان ملکہ سرو سیمین تن کی خدمت مین آیا تمام حال صاحبقران
کے ارشاد کا بیان کیا ملکہ سرو سیمین تن نے کہا ای نور نظر پارۂ جگر مین مطلب کو صاحبقران کے
سمجھی تم دو فقرے عرضی مین لکھکر پیش کرو عہدہ اپنے باپ کا ابھی جاکر لو وہ یہ مضمون ہی بعد القاب
صاحبقرانی تحریر ہو کہ مین وہ عیار ہون قدیم خدمتگزار ہون کہ مین نے اپنے نوجوان بھائی سکندر
غبار انگیز کو قدم اقدس شاہنشاہی پر نثار کیا مجھسے زیادہ کون ذی حق ہوگا جب ارشاد ملکہ سرو
سیمین تن جواہر بن عمرو نے اسی مضمون کی عرضی درست کرکے پیشگاہ صاحبقران زمان لایا
صاحبقران نے باآواز بلند فرمایا ای فرزندان عمرو وای شاگردان بہتر والا گہر آگاہ ہوجاؤ کہ جواہر بن عمرو
نے حق اپنا سرکار پر ثابت کیا یعنی سکندر اسکا بھائی عالم شباب مین مارا گیا پس تم مین کوئی ایسا
ہی کہ سرکار پر ایسا ہی حق اُسکا بھی ہو کل عیارون نے سر اپنے اپنے جھکائے اس مقدمے مین کچھ نہ
کہہ سکے صاحبقران نے فوراً جواہر بن عمرو کو خلعت جانشینی عمرو مرحمت فرمایا مقام پر خواجہ عمرو کے
بٹھایا حقیقت مین جواہر نے اس عہدے مین وہی برتاؤ کیا ہی کہ جسطرح خواجہ عمرو بخلق ومحبت
ہر کسی سے پیش آتے تھے سب جواہر کے جانشین ہونے سے خرم وخرسند ہین غرض دربار امیر
باتوقیر مین بہتر دسہ سنگ خشت ہاے زرین پر دست بستہ حاضر ہین سامان عیش ونشاط مہیا ہی ذکر
خواجہ عمرو اور اسد کا ہو رہا ہی امیر فرماتے ہین نہین معلوم میرے برادر خواجہ عمرو پر طلسم ہوشربا
مین کیا گذری عرصے سے کچھ خبر نہین معلوم ہوئی اتنا خوب دلکو یقین ہی کہ نہین معلوم عمرو پر کیا

ہجوم رنج والم ہو کہ ہمیں فراموش کیا فراق اُس عاشق صادق کو بہت ناگوار ہی سب سردار تائید کلام صاحبقران کر رہے ہیں کہ ای شہریار حقیقت میں عمرو آپ کا عاشق صادق ہی لشکر میں کون ایسا ہی جسپر عمرو نے احسان نہیں کیا ہی ہر ایک کے واسطے جان لڑائی اب بخت بد نے ہمکو یہ کیفیت دکھائی کہ ایسے شخص سے دور ہیں خواجہ عمرو سے مہجور ہیں ای پروردگار جلد خواجہ عمرو کو لا کر ہم سب سے ملا یہ ذکر تھا کہ لشکر کفار سے صدا نوبت نقارے کی آئی زمین تھرائی صاحبقران نے فرمایا ای جواہر جلد خبر منگاؤ کہ یہ کیا ہنگامہ ہی جواہر نے عرض کی ہرکارے گئے ہیں خبر لیکر آتے ہونگے یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ نامیان خیبری و تبتیان خیبری و سرہنگ کی و ابوطاہر خونریز چاروں ہرکارے مثل اربع عناصر حاضر ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے قطعہ

خدایا مرے شاہ پر ہمبدم
رہے سر پہ سر پہ ظل حشم
ترقی پہ یہ جاہ و اقبال ہو
عدو مثل سبزے کے پامال ہو

شہریار گیتی ستان کی عمر دراز ہو کہ اسوقت زمرد شاہ باختری اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ وسواس و خناس و خوش آمد و بر آمد نے خبر دی ہی کہ فولاد فولاد شکن بھائی سلیمان عنبرین موے کوہی کا سات لاکھ فوج سے برائے مدد لقا آتا ہی یہاں سے تین کوس کے فاصلے پر لشکر اُسکا ٹھہرا ہی لقا نے فرامرز تاجدار فرزند نوشیروان نامدار و ملک یاقوت شاہ اپنے جبرئیل قدرت کو مع بختیارک کے برائے استقبال فولاد فولاد شکن روانہ کیا ہی سنتے ہیں نہایت زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی حضور سلیمان عنبرین موے کوہی لقا سے کہتا تھا کہ یا خداوند اب ایک پہلوان نامی آیا ہی دیکھیے کہ مسلمانوں پر کیا گذرتی ہی صاحبقران نے فرمایا خدائے ما بزرگ ست مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تریست ۞ مگر اب حال سنیے بختیارک کا جب اسکو لقا سے حکم استقبال فولاد فولاد شکن کا مع یاقوت شاہ و فرامرز تاجدار بافوج بیشمار اپنے خچر پر سوار ہو کر طرف صحرا کے چلا وسواس ہرکارے سے پوچھتا ہوا چلا جاتا ہی کہ تمھاری نگاہ میں یہ کیسا پہلوان ہی وسواس بد وسواس عرض کرتا جاتا ہی کہ ای شیطان درگاہ خداوند اگر آپ مجھسے پوچھتے ہیں تو صاف یہ ہی کہ از باختر تا اینجا ایسا پہلوان زبردست غلام کی نگاہ سے نہیں گذرا طہماس بن عنقویل دیو پرور سے بھی قد و قامت میں پانچ گز زیادہ ہی بہرام فلک بھی اسکے خوف سے لرزان ہی مریخ فلک کا اسکی صورت مہیب دیکھکر کلیجہ پھٹتا ہی چلنے سے اسکے زمین تھراتی ہی

کا وزمین کانپ جاتی ہی دوسرا مقدمہ اور یہ بھی ہی غلام عرض کرے وہ یہ ہی کہ ناموس بھی اسلئے ہمراہ دیتا ہی
اس خیال سے شاید سن چکا ہی کہ ملکہ مہرنگار و ملکہ مہر گہر تاجدار خراسان نوشیروان عالیوقار محبت
مین صاحبقران زمان کی نکل گئین اور شاہ سے کچھ ہو سکا یہی باعث زوال دولت وسلطنت کیا ہوا
ہوا گنجاب کی دختر ملکہ گوہر ملک شاہزادہ بدیع الزمان پر عاشق ہوئی باغ چار ملک حیران مین
بدیع الزمان کو چھپا رکھا ایسی ایسی صورت مین گنجاب نے شکست کھائی ملک ہاتھ سے گیا دیبا کے
بخدمت لقا پہونچا بس اسی خیال سے ناموس کو اپنے ساتھ رکھا ہی بختیارک ہنستا ہوا چلا جاتا ہی
اور کہتا ہی اب مسلمانون کے مقابلے مین آئے ہین ساری شیخی کرکری ہوجائیگی بیٹی یا بہن اگر نوجوان
ہوگی کسی فرزند حمزہ کو دیکھ پائیگی پیڑو کی آنچ سے نکل جائیگی دیکھینگے کیا کرتے ہین کیسے بہادر ہین راہ
مین اسطرح ذکر ہوتے ہوے جاتے ہین وہان فولاد فولاد شکن قریب ایک کوہ کے ٹھہرا ہی چاہتا ہی
کہ اترے اسی جگہ پر قیام کرے کہ ہرکارون نے خبر دی ای پہلوان دوران دای اسفندیار جہان
آپکی تشریف آوری کی خبر خداوند کو پہونچی جبرئیل قدرت کو واسطے استقبال کے بھیجا ہی قریب آچکے ہین
یہ سنتے ہی فولاد فولاد شکن اور زیادہ پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسا معلوم ہوا رعد گرجا صدا سے مہیب سے
پہاڑ تھرائے جنگلون مین شیرون کو بخار چڑھ آئے اپنے ساتھ والون سے کہنے لگا کیونکر قدرت خاطر
نہ کرینگے کہ انکو اپنے ملک موروثی لینے کی خواہش ہی اب مجکو بھی کاہش ہی کہ اسی ہفتے مین سب
مسلمانون کو پامال کرون قدرت کو بالائے قیطول پہونچا کے خوشی خوشی جلد اپنے وطن کو پلٹ جاؤن
یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا مغرور متکبر خرامان خرامان چلا ادھر تخت ملک یاقوت شاہ قریب صحرا ے
سبزہ زار کے پہونچا ہی کہ یکایک صحراے گرد عظیم بلند ہوئی نوبت نقارے کی آواز آنے لگی زمین
تھرانے لگی طائر آشیانون سے گھبرا کر اٹھے درندون نے اپنے مسکن چھوڑ دیے ناگاہ وہ اس گرد
شگافتہ ہوا دکھیا آگے آگے شتر سوار اہتمام کرتے ہوئے نکل گئے انکے بعد سات سو علم نشان سات
لاکھ فوج کا نمایان ہوئے بعد گذر جانے انکے دیکھا کہ ایک دیو قالب انسان مین سمایا ہوا گینڈے
سوار پہلو مین ارابہ گرز کا گڑگڑاتا ہوا چالیس جوڑیان نرگاو کی اس ارابہ کو کھینچتی ہوئی لاتی ہین
مگر بسبب بارگران کے ہر مرتبہ بیلون کے گھٹنے زمین سے آشنا ہوجاتے ہین رسیون کے سٹراکے پڑ رہے
ہین تمک تمک کی صدائین بلند بیل گردون ور دمند فولاد نتھا کا مغرور نشہ شراب مین چور ابرودن پر

بل پڑے ہوئے ہین یا دریاے رود نیل کی موجین ہین تنگ چشم تنگ پیشانی عوج بن عوق کا ثانی سینہ پر کینہ قلعۂ ویران کا در سر بسر سرکش بدسیر کالی کالی صورت یا کالی جی کی مورت یا خال چہرۂ شب جیون مین قہر و غضب دو ساقی بچے جام شراب کے دیتے ہین پی جاتا ہی ہاتھ مین اسکے بھیڑیے کی ران ہی بجاے کباب کھاتا ہی باچھون سے خون بہتا ہی نقیب نے آواز دی شیطان درگاہ خداوندی پیش نگاہ بہ نخوت آنکھون کو کھولا بختیارک نے سلام کیا فولاد نے اک مکھی سی اُڑا دی توجہ بھی نکی بختیارک دلمین کہنے لگا آفات و مناتِ اسکی بدعت سے بچائین جلد اسکو جہنم مین پہونچائین سلام بھی لینا حرامزادے کو ناگوار ہی اسقدر بادۂ خودسری سے مست و سرشار ہی اسوقت پکار کر آواز دی ای ستم خصال جبرئیل قدرت کا تخت قریب آپہونچا آپکے استقبال کو قدرت نے بھیجا ہی یہ سنکر فیل گینڈے سے اُترا یاقوت شاہ کو دیکھکر سر پر ہاتھ رکھا پایۂ تخت یاقوت شاہ پر ہاتھ ڈالدیا یاقوت شاہ بھی تخت سے اُترا کارگزارون نے اُسی وقت بارگاہ لاکر استادہ کردی خیمے جابجا نصب ہونے یاقوت شاہ اُسکو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا پہلو مین اپنے تخت کے بیٹھنے کو جگہ دی سردار اسکے تمام بارگاہ مین زنگلون پر قائم ہوئے تخت یاقوت شاہ اور ہر مرز تاجدار ایک طرف بختیارک نے فولاد کو دیکھا کہ چپ بیٹھا ہی کسی سے کلام نہین کرتا بختیارک تو ایک حرامزادہ ہی پوچھا ای پہلوان تیغزن وای فولاد فولاد شکن جبرئیل قدرت پوچھتے ہین کہ تمھارا مزاج کیسا ہی وہان خداوند تعالیٰ نے قبل تمھارے آنے کے تقدیر فرما چکے ہین کہ کل مسلمانون کا خون سپرد تیغۂ فولاد کیا ہی مگر مسلمان بھی بلاے روزگار ہین قدرت کی تقدیر کو تدبیر سے پلٹ دیتے ہین ایسے کلمات سنکے فولاد نے آنکھین کھولین کہ یہ کون مجھسے باتین کر رہا ہی اب جو دیکھا تو ایک شخص زرد رو زرد مو کوتاہ گردن تنگ پیشانی چہرے پر حرمزدگی کی نشانی ایک سو ایک کلی کا جامہ پہنے چھاتی پر بند بندھے رفیدہ سر پر بوڑھا بندر معلوم ہوتا ہی صورت بختیارک کی دیکھکر بہت ہنسا پوچھا صاحب آپ کا نام کیا ہی بختیارک نے کہا نام نہ پوچھیے وہ شخص شیطان درگاہ خداوندی ہی یہی پتہ کافی ہی فولاد نے کہا نام کے بتلانے مین کیا نقصان ہی بختیارک نے کہا بزرگون کے نام ایسے ہین جو بیوقوف ہین اُن نامون پر ہنستے ہین فولاد فولاد شکن نے کہا نہین صاحب نام پر ہنسا کیا بختیارک نے کہا تو سنیے نام اُس شخص کا بختیارک بن بختک بن القش بن بادہ کش بن سگ سفید ہی

فولاد بے اختیار ہنس پڑا گویا سیاہ کولا جسکا کہا کہ ای ملک تب سگ سفید بھی آپکے بزرگون مین تھے بختیارک نے کہا اولاد نہ زندہ رہتی تھی اسوجہ سے یہ نام رکھ دیا تھا فولاد نے کہا لعنت ہی آپکے بزرگون پر سوائے سگ سفید کے اور کوئی نام نہ ملتا تھا بختیارک نے کہا مین نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ جو بیوقوف ہین وہ ہنستے ہین فولاد نے کہا تو مجھے بے وقوف بناتا ہی پورا مسخرہ ہی یہ کہکر جانب یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے متوجہ ہوا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی کل ضرور حاضر ہوتا یاقوت شاہ نے جواب دیا کہ قدرت تمہارے بہت مشتاق ہین جلد سوار ہو فولاد فولاد شکن نے عرض کیا امیدوار ہون کہ ایک قصر عالی یا کوئی باغ مرحمت ہو کہ غلام کے ناموس کے واسطے جائے سکونت ہو یاقوت شاہ جواب نہ دینے پایا تھا کہ بختیارک پھر ہنسا پوچھا ای پہلوان زمان وای گرساشب جہان کیا جو بیہوشیان جی ساتھ ہین اسکا کیا سبب ہی نشۂ جرأت مین مدہوش ہو کیا خانہ بدوش ہو فولاد نے کہا ملک جی مین نے ایسے معاملات واہیات سُنے ہین کہ جنکا زبان پر لانا مناسب نہین ہی بختیارک نے کہا وہ معاملہ مجھسے سنیئے اول ہمارے شاہزادہ فرامرز صاحب فرزند لبند شاہ ہفت اقلیم سامنے حضور کے تخت نشین ہین پہلا سانحہ انہین کے گھر سے شروع ہوا آفتاب عشق طلوع ہوا یعنی صاحبقران انکی ہمشیرہ ملکہ مہرنگار پر مائل ہوئے وہ بھی محبت مین حمزہ کی سلطنت ہفت اقلیم چھوڑ انکے گھر جا بیٹھین دوسری صاحب ملکہ مہر گہر تاجدار جان ہوئین انکو بھی دیدار حمزہ کا اشتیاق ہوا پاس اُس عرب کے جا پہنچین اورون کا ذکر تو کیا اردن خلف زمرد شاہ باختری جو سب کے پیدا کرنے والے ہین نور چکیدۂ قدرت ملکہ گیتی افروز جسکا شعلۂ حُسن جان سوز و دیگر ملکہ جہان افروز ایک صاحب نبیرۂ حمزۂ صاحبقران پر مائل ہوئین نور چکیدۂ قدرت دوسری تیغ ابروے بدیع الزمان گرد لشکر شکن کی گھائل ہوئین آخر ضبط نہ ہو سکا راز عشق نہ چھپا کچھ باپ کی خدائی کا پاس نہ کیا فوراً نکل گئین قدرت نے بھی تامل فرمایا ایسے سنگدلون کو سنگ سیاہ نہ بنایا ہمارے جبرئیل قدرت آپکی صاحبزادی مہر افروز شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی جو طلسم ہوشربا کے فتح کرنے کو تشریف لے گئے ہین اُسی خیر دلیر پر شیفتہ اور فریفتہ ہوئین قدرت نے ایسی تقدیر برجستہ کی کہ تینون صاحبزادیان صاحب اولاد ہوئین کیسے صف شکن تیغ زن فرزند ہوئے کہ جنکی جرأت کے تمام عالم مین شہرے ہین شاہزادہ خاور سیاہ

کے نور نظر پارۂ جگر قدرت کے نواسے حمزہ کے پوتے شاہزادۂ ایرج نوجوان صاحب شوکت و مالک
چتر و علم و نشان اُنکی ہیبت شمشیر سے بڑے بڑے پہلوان تھراتے ہین شیران دشت اُنکے خوف سے
دامن صحرا سے مُنھ چھپاتے ہین نہنگان دریائی نے چادر آب کو چہرے پر لیا ہی مریخ فلک کا بھتیجا
قدرت کے بھی پیارے ہین اگر قدرت پر دست انداز ہوے اُنکی جرأت پر قدرت کو بھی ناز ہوے
غارت نہین کرتے دوسرے صاحبزادے بطن ملکہ گوہر ملک صاحب شاہزادۂ بدیع الزمان سے
گل گلزار خلیل الرحمن نور الدہر والا شان پیدا ہوے اُنکو تو اسقدر قدرت پر ناز ہی کہ قلعۂ
مشتری حصار پیکر زنجیر قدرت مین ہاتھ ڈالا یا تخت خدائی سے اُٹھا لیا سات کوس تک چرخ
دیتے ہوئے لیگئے بد قدرت مین ہتھکڑیاں پاے قدرت مین بیڑیاں پہنائیں قدرت کے صبر و جبر
کو ملاحظہ فرمائیے کہ کچھ نہ کہا قید خانے مین سر جھکائے بیٹھے رہے پھر آخر قدرت مین جب مزاج مین
آیا تقدیر کرکے رہا ہوئے پھر اُٹھنے لگے ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان نور نگاہ
صاحبقران آسمین ہم چشم مین صاحب قہر و خشم ہین خداوندان کی ہیبت شمشیر سے بندگان قدرت
کو بچائیں جنہین قدرت کی صاحبزادیون کی شیر کی تاثیر یا لک سپرد شمشیر پس آپ نے بہت مناسب
کیا ہی کہ ایسے ایسے حالات سنکر اپنے ناموس کو اپنے ساتھ رکھا ہی اب یہ فرمائیے کہ آپ کی کوئی
صاحبزادی یا ہمشیرہ شکیل و نوجوان تو نہین ہی فولاد نے غصے مین آکر ایک دھول ہلکی سی
لگائی ملک جی کی پگڑی سر سے زمین پر گر پڑی اور کہا او بیحیا خاموش یہ کیا بکتا ہی مجتبارک نے
رفیدہ اُٹھا کر سر پر رکھا اور کہا دھول دھپے کا تو یہ غلام عادی ہی قدرت نے اُس شخص کو عہدۂ شیطنت
دیا ہی اسقدر گستاخ کیا ہی قدرت کے سامنے بھی ایسی باتین کہتا ہون جوتی پیزار کی بلا سہتا ہون
اور یہ بھی واضح رہے کہ میرا طلسم لگاتا کبھی خلاف نہین ہوتا ہی جو مجکو دھول لگاتا ہی وہ آخر اپنے سر پر
ہاتھ رکھکر روتا ہی حضور نے کچھ میری بات کا جواب نہ دیا کوئی صاحبزادی جوان ہمراہ ہین یا نہین
فولاد نے کہا ہان ایک دختر بلند اختر ہی اُسکو اسی واسطے ساتھ رکھا ہی کہ حفاظت کرون اور وہ
خود صاحب شوکت ہی مردوں کے نام سے اُسکو نفرت ہی فن سپاہگری مین طاق ہی حسن مین شہرۂ
آفاق ہی کیا مجال اُسپر کوئی نگاہ بد ڈالے وہ خود شیر کی آنکھین نکال لے اور علاوہ اسکے اے ملک جی
جو مقدمات کہ آپ بیان کرگئے اگر میری کنیز پر بھی ایسا امر گذرتا دریا سے خون بہادیتا کھسکر

طالب و مطلوب کے سرکاٹ لاتا نوشیروان بادشاہ ہفت کشور تھے بموجب مصرع امور مملکت خویش
خسروان دانند ۔ اور خداوند جو مناسب جانتے ہین وہ تقدیر کرتے ہین ہمین کیا دخل ہی لیکن اب بھی اگر
قدرت ارشاد فرمایئن تو گیتی افروز اور مہر افروز و جہان افروز کو محلات حمزہ سے ابھی چوٹی پکڑ کر
گھسیٹ لاؤن اُنکے چاہنے والون کو خاک مین ملاؤن بلکہ بروقت ملازمت قدرت سے اسی بات کو
عرض کرونگا کہ مجکو حکم ہو کہ دختران قدرت کو جا کر قتل کر دن یہ آؤن بختیارک نے جواب دیا کہ ذرا میان
فولاد صاحب ہوش مین آؤ زیادہ نہ بلبلاؤ مسلمانون کا خدا ے نادیدہ بقول اُنکے حاضر و ناظر ہی
دلون کے حال سے ماہر ہی مسلمان کہتے ہین کہ ہمارے خدا کو غرور کسی کا پسند نہین آتا اپنے خدا کی
صفت مین کہتے ہین بیت مرا او را رسد کبریا و منی ۔ کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی ۔ اور قدرت کو
بھی غرور کسی کا نہین پسند ہی آپ نے اسوقت غرور کیا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی علاوہ اسکے ایک اور بڑا
غضب ہی کہ شاہزادیان حسین و جمیل مرد اُنکے آپ ایسے اُلو کے پٹھے قد و قامت سا کھو کے
لٹھے بدصورت کالے دنیا سے نرالے ہین اور فرزندان حمزہ حسین و ماہوش طرحدار صف شکن
تیغ زن سرو قد خورشید خد صاحب فصاحت حُسن مین ملاحت گفتگو مین بے نظیر خوش مزاج
صاحب توقیر ہین ایسے جوانون کو جب شاہزادیان دیکھین تو کیون نہ فریفتہ ہو جایئن فولاد
ان باتون پر بہت بگڑا خنجر پر ہاتھ ڈالا بختیارک گڑگڑانے لگا اور کہنے لگا کہ مین تو آپ کا غلام
بلکہ غلام کا تلام تلام کا احتلام ہون مجھ پر غصہ بیکار ہی نمک صحبت ہون رونے کو ہنستا ہون
جو بات ہونے کو ہوتی ہی وہ سُناتا ہون یاقوت شاہ نے فولاد کو منع کیا کہ جانے دو اسکی
بات کا خیال نہ کرو یہ درگاہ قدرت کا شیطان ہی دیکھو بھئی ہمکو کیا کیا کہتا ہی ابھی تمھارے
سامنے کہ چکا ہی اسکا یہی شیوہ ہی یہ کہکر ضیغم خون آشام کو حکم دیا کہ یہان سے قریب باغ ہی
سلیمان عنبرین موے کوہی کا پُر فضا خوش ہوا رفیع و سیع جلد اسکو جا کر خالی کراؤ آپ کے
ناموس کو بعزت و حرمت محافون سے اُترواؤ بیبیان محافون مین گھٹی جاتی ہونگی گھبراتی
ہونگی ضیغم یہ حکم سُنکر فوراً اُٹھا بعد تھوڑے عرصے کے واپس آیا عرض کی سب سامان تیار ہی
فولاد خود تیغہ باز کر اٹھا مع فوج اور مع محافون قریب باغ سلیمان عنبرین موے کوہی کے آیا
تنا تین اپنے سامنے گردا گرد جا بجا سوار اور پیدلون کی چوکیان بٹھایئن جبتک ناموس اُترے

تیغہ بلڑے خود دکھڑ اٹھلا کیا فوج کو گرد باغ کے اُتارا حکم دیا خبردار غیر عورت بھی نہ آنے پائے بختیارک
یہ انتظام دیکھ دیکھکر مسکراتا ہی یاقوت شاہ سے کہتا ہی کہ اس شخص پر دیکھ لیجیے گا ضرور افتاد پڑے گی
صاحبزادی جوان ہین کسی فرزند حمزہ سے ضرور اسکی آنکھ لڑ گئی یاقوت شاہ کہتا ہی کہ اب چپ رہ
فولاد بڑا بدمزاج ہی کہین تلوار کا ہاتھ نہ مار دے اسوقت بچہ تمکو بچایا نہین وہ ایک خنجر مارتا تمھارا
بھنڈا را کھل جاتا بختیارک نے کہا بہتون نے مجکو مارا ہی ایسے ایسون کو نگاہ مین کھا جاتا ہون
گمراہون کو سیدھا راستہ جہنم کا بتاتا ہون یہ بھی دو چار روز کے مہمان ہین بہت بلبلاتے ہین نادان
ہین اس اثنا مین فولاد انتظام کرکے آیا برائے ملاقات تو یاقوت شاہ اسکو لیچلا بعد قطع راہ
فولاد فولادشکن لشکر سلیمان عنبرین موے کوہی کے گذرا دیکھا لشکر بے انتہا اُترا ہوا ہی دیکھتا بھالتا
تا بدرگاہ زمرد شاہ باختری پہونچا پردہ اُٹھا اندر آیا دیکھا لقا کو کہ چپاسی ارج کا قد و قامت سر مثل
گنبد قصر کہنہ ہاتھ پاؤن بڑے بڑے گویا نخل کلان کے ٹھنے سیاہرو بدخو تیرہ درون آنکھین گرداب
جیحون نشے مین بدمست وہ خود پرست بصد نخوت تخت نکبت پر بیٹھا ہی ہر چند کہ فولاد فولادشکن
خود کریہ منظر ہی مگر صورت نحس لقا دیکھکر ڈر گیا پسینہ آگیا واسطے سجدے کے جھکا لقا نے آواز دی
ای بندۂ خاص من سر از سجدہ بردار کہ لعنت مدام بر تو نصیب کردم فولاد نے سر سجدے سے
اُٹھایا قریب تخت لقا ذرا کل بیٹھنے کو ملا ساقی بچے حاضر ہوے دور جام چلنے لگا جب فولاد کو نشہ ہوا تو
بختیارک کی باتین یاد آئین لقا سے ہاتھ باندھکر پوچھا کیون خداوند نورچکید گلن قدرت ہمراہ فرزندان
حمزہ نکل گئین قدرت نے تامل فرمایا ابھی غلام کو حکم ہو کہ مین جاکر بدیع الزمان اور قاسم کو
قتل کرون صاحبزادیون کو محافے مین سوار کرکے لے آؤن دیکھون تو کون مجکو روکتا ہی آپ کے
ہزبر صحرائے جبات کو کون ٹوکتا ہی یہ سنکر لقا قہقہہ مارکر ہنسا کہا ای بندۂ خاص الخاص وای طاعت
گزار با اخلاص انتظام کارخانۂ قدرت ذات خاص قدرت ہی پر موقوف ہی دخل دینے والا سرا
بے وقوف ہی تم ان باتون مین دخل نہ دو ورنہ تمکو قدرت سنگ سیاہ کر دینگے فولاد یہ سنکر خاموش ہوا
اور سلیمان عنبرین موے کوہی نے بھی اشارہ کیا کہ ای فرزند چپ رہو کچھ نہ کہو مشیت قدرت مین
ہمکو کیا دخل ہی فولاد نے سلیمان سے کہا ماموجان اب آپ قدرت سے میری سفارش کیجیے میرے
نام پر طبل جنگی بجوا دیجیے سلیمان نے کہا کہ قدرت پہلے ہی فرما چکے ہین ایک ہفتہ جبرئیل قدرت

دکھاوے قدرت و ضیغم خون آشام و سرداران خداوند تمھاری دعوت کرینگے بعد گذرنے ہفتے کے جنگ کا سامان ہوگا ہم خوب جانتے ہین کہ تمھارے خوف سے لشکر حمزہ لرزان و ترسان ہوگا کون تمھارے مقابلے مین آیگا حال جرأت و شوکت سبکا کھل جائیگا یہ کہکر سلیمان عنبرین موے کوہی نے ہاتھ فولاد و فولاد شکن کا تھام لیا دربار سے اُٹھا کر اپنے عیش خانے مین لایا سامان دعوت کا حکم دیا انکو تو دعوت کھانے مین مصروف رکھیے

اب دو کلمے لشکر صاحبقران جانا ایرج کا واسطے شکار کے اور عاشق ہونا اوپر دختر فولاد فولاد شکن موسوم بہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اور لے آنا اپنی بارگاہ مین ملکہ مذکور کو اسی شکارگاہ مین اور خبر ہونا فولاد کو اور جا کر زخمی کرنا ایرج نوجوان کو اور لے آنا اپنی دختر کو باغ سلیمان عنبرین موے کوہی مین اور فرداً فرداً جانا فرزندان ۳۷
صاحبقران کا اور ذکر جنگ مغلوبہ بیان کیے جاتے ہین اشعار آبدار

کہان ہی تو ای عشق کاشانہ سوز	کہان ہی تو ای شمع پروانہ سوز	جلا دینے مین تو وہ بیباک ہی
کہ سارا جہان مشت خاشاک ہی	جو ای عشق دریا سے ہو بگولا	نکلنے لگے صاف پانی سے آگ
مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو	لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو	جفا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
بلا تجھسی دنیا مین کوئی نہین	کسی کو کوئی شی دکھاتا ہی تو	اُسے اُسکا شیدا بناتا ہی تو
سبجھے ہمتے ای عشق دکھیا دہ برق	کیا بحر آفت مین عاشق کو غرق	مشاطگان عرائس سخنوری و جلہ

پروازان شاہدان مضامین گستری کلک جواہر سلک سے بدعت عشق خانہ خراب عاشقان دیر باز ننگ و ناموس معشوقان یون تحریر فرماتے ہین کہ یہان صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما تھے کہ ہر کارے حاضر ہوئے اور اسطرح دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے قطعہ

بادشاہا بارگاہت چون فلک در ...	داد عدلت در سرا آخرت معمور باد	ای فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر
تیغ تیز فرق دشمن ناصر و منصور باد	آفتاب دولت و اقبال شہنشاہ گیتی ستان کا ہمیشہ تابان و	

درخشان رہے فولاد و فولاد شکن بھانجہ سلیمان عنبرین موے کوہی کا بڑے علم و شان سے داخل بارگاہ ہوا ای کبر و غرور اسکا لائق گذارش نہین ہی نہایت بدزبان بد آئین ہی اُسنے قصد کیا تھا کہ طبل جنگی بجوائے سلیمان عنبرین موے کوہی مانع ہوا واسطے دعوت کے بروے ہفتہ

اپنے قصر مین لے گیا ظاہر امعلوم ہوا کہ ایک ہفتے تک طبل جنگی نہ بجے گا صاحبقران زمان نے فرمایا
ای دارائے ہند اس عرصے مین وردیان وغیرہ واسطے اہالیان لشکر کے تیار کرو دربار بھی وقتاً فوقتاً
ہوگا اسوقت سب فرزندان نامی وپہلوانان گرامی بارگاہ مین موجود ہین سمت دست چپ نقد
روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان ونگل نیلم نگار پر جلوہ فرما ہین قریب انکے
نیلم زنگی وفیلم زنگی وعنتر صبا دغوجان صبا باری وسام بن عوجان دریا باری ومیعاد
عاد رنگ دراز گردن حاضر ہین سب نے دست بستہ عرض کی ای شہریار بعد مدت مدید وعہد بعید
ایک ہفتے کی مہلت ملی ہی سنتے ہین کہ پہلوے کوہ عقیق مین شکار متعدد ہی واسطے شکار کے ایرج
اجازت لیجیے ایرج حسب فرمائش سرداران سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران
نے فرمایا کیون ای فرزند کیا چاہتے ہو عرض کی حکم ہو تو اندر اس ہفتے کے غلام شکار کے لیے جائے ایرج نے
فرمایا کہ بابا یہ ملک پرآشوب ہی تمہارے نام کے سب دشمن ہین کوہی جا بجا راہزن ہین شکار کو
جانا بہتر نہین دست راست مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان جلوہ فرما ہین یہ سنکر کہا
لندھور بن سعدان سے کہا کہ چھوٹے دادا جان حقیقت مین جد عالی تبار بجا فرماتے ہین کیونکر
بھائی ایرج کو واسطے شکار کے جانے دین صحرا مین سو طرح کی خرابیان ہین سو طرح کی آفتین ہین
اکثر شیر بھیڑیے نکل آتے ہین آزار پہونچاتے ہین شکار کو جانے والے گھبرا جاتے ہین چاہیے کہ
شکار کے واسطے دیکھ بھال کے جائیے اپنی حقیقت کو سمجھیے یہ کلمات طعن آمیز ایرج نوجوان کو
بہت ناگوار ہوئے بے اختیار منھ سے نکل گیا کہ شیران بیشۂ جرأت شیر دشتی کو سگ صحرائی سمجھتے
ہین یہ کہکر قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ غلام کو اجازت شکار ملے
تا غنچۂ آرزو کھلے انشاءاللہ بعد ایک شب کے صبح ضرور آستان بوسی کو حاضر ہونگا زیادہ
دیر نہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا ای فرزند ارجمند جسوقت سے تمنے نام شکار کا لیا ہی تو دل
تیرا الم پڑا ہی خطاکاران تیرہ بخت کا خیال آتا ہی شاید چھپ کر گوشۂ صحرا مین ٹھہرین اور تعاقب پاکر
کچھ فکر کرین لہذا اگر قصد مصمم ہی تو آج ہی دن کو چلے آنا شام کا خاصہ ہمارے ساتھ کھانا ایرج
نوجوان نے عرض کیا انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا قاسم بھی کھڑے ہوگئے فرط محبت پر صاحبقران
کی خوش ہوئے ایرج سے فرمایا اجازت ملی تسلیم کرو تم روح روان لشکر اسلام ہو تمھاری رنجیدگی

کے سبب سے مین مانع نہین ہوتا میرے بھی قلب کا عجب حال ہی خود بخود ہجوم غم و ملال ہی ایرج نے عرض کیا کہ آج تو غلام ضرور جائیگا شام تک ضرور واپس آئیگا آپ صاحبون کی باتین سنتے ہین شیر بھیڑیے کا ہمکو ڈر ہی قاسم نے کہا ای نور نظر ایسی باتون کا تیر کون گمان کریگا شیر صحرائی تمھارے سامنے سے بھاگ نکلیگا ایرج نے عرض کیا کہ حضور رتبہ بڑھاتے ہین آبرو دیتے ہین حضور نے کیا کیا کام کیے کیسے کیسے نام کیے ملک شمالیہ باختر کتنا بڑا ملک ہی دریاے سیف الملک مین جانا برق شمشیر چمکانا آپ ہی کا دل تھا یہ مرتبہ کسکو حاصل تھا انشاء اللہ ذرا جنگ سلیمان عنبرین ہوے کوہی سے جلتے ہو ذنگل زرین رستم کے بھی لینے کی تدبیر کیجائیگی اب تامل نہوگا قاسم نے کہا بیٹا یہ تمھارا امال ہی کیا کسی کی مجال ہی جو تمسے آنکھ ملائے یا ذنگل رستم کا نام کسی کی زبان پر آئے خون کے دریا بہ جائین بڑے لوگ بھاگتے نظر آئین باپ بیٹون مین یہ چپکے چپکے باتین ہوئین جرأت کی گھاتین ہوئین دست راستی اپنے مقام پر بیٹھا کیے نورالدہر موچھون پر تاؤ پھیرا کیے غرض ایرج نوجوان صاحبقران سے اجازت لیکر بیرون بارگاہ سلیمانی آئے شاپور شیر دل عیار کو بلا کر حکم دیا کہ سامان شکار تیار ہو اسی وقت فورا ایلچے قراول میر شکار یوز باش حاضر ہوئے جانوران شکاری مثل باز بحری جرہ ترمتی کہی کھیلا اگر جھگر موتی باشون پر چڑھے ہوئے وہ باز بلند پرواز کہ طائر خیال کو شکار کرین مرغ عنقا کو بصد جستجو لائین چیتون کی چارپایان سگ تازی شیر

دل شیر ہو جنکی دہشت سے آب	وہ کتون کی تھین جوڑیان لاجواب	شکار چست و چالاک بیان نظم
الغرض جب یہ سامان شکار	یہ بزدل نہین وہ کہ منہ پھیرلین	جو شیرون کو وہ دشت مین گھیرلین

مہیا ہو چکا شاہزادہ پشت گوہن باشتر پر سوار ہو سمت صحرا عازم شکار ہوا صحرا مین آکر پہلے قراولون کو حکم دیا کہ شکار کی جستجو کرو انھون نے فورا جھاڑی جھنڈی کو جھاڑا جانوران ہوادار جہان سے بازدارون نے باز چھوڑے باز بلند پرواز نے جاکر تیہو کو گھیرا پرون سے طمانچے مارتا ہوا طرف زمین کے لیچلا ایرج نے گھوڑا بڑھایا تماشا دیکھتا ہوا چلا باز نے تیہو کو زمین پر گرایا پنجۂ فولادی میں اسکے سینے پر رکھا چاہا سینہ اسکا چیر ڈالے ایرج گھوڑے سے خوشی خوشی کود پڑے چمکار کر باز کو ہاتھ پر لیا اس جانور کا قرولی سے سینہ چاک کیا جگر نکال کر باز کو دیا اسنے پنجے مین دبا یا نوچ نوچ کر کھانے لگا اسی طرح جرہ وغیرہ چھوٹے اپنے اپنے شکار کرکے ہاتھ

طائران ہوا سے اڑا سے بھر لیے کسی قدر دن چڑھا تھا نیر اعظم بلند ہو چکا تھا ایرج نوجوان نے
ایک مقام پر لطف شار دو کا فرمانا صاحبقران کا یاد آیا شاپور شیر دل سے فرمایا ای برادر ہمارے
جد عالی تبار انتظار مین ہونگے ہم چاہتے ہین دوپہر سے قبل واپس ہون مگر مقام تعجب ہی کہ اسوقت
تک کوئی آہو اس صحرا مین نہ دیکھا کہ اسکے شکار سے لطف حاصل ہوتا شاپور نے عرض کیا کہ
قبل ارشاد غلام نے ہرکارے روانہ کیے ہین خبر آیا چاہتی ہی ہنوز یہ کلمہ ناتمام تھا کہ ایک گنوار
سامنے سے دوڑا ہوا آیا عرض کی کسنیان یہان سے تین کوس پر ایک کھیت دھانون کا نہایت
سرسبز و شاداب ہی وہان شکار نایاب ہی کئی سو آہو اس کھیت مین چر رہے ہین جلد چلیے شکار
کیجیے ایرج نوجوان نے گرہ بن اشقر کو بڑھایا سردار مرکب چمکا چمکا کر ہمراہ رکاب ہوے شکار
آہو کا ذکر سنکر دل بیتاب ہوے اگر دور سے دیکھا حقیقت مین گرد صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا
ایک سمت دھانون کا کھیت اسمین کئی بیس تیس ہرن مثل طاؤسان خرامان بیچ مین ایک
آہوے کلان سنگوٹیان مثل محبوبان اُنمین بڑی بڑی شعر بھی اشارہ ہی ان کالی کالی آنکھون کا
شکار شیر بلمیلین تو ہم غزال زمین و از پشت تا بہ دُم ایک لکیر سفید شاید اسمین بھی کچھ بھید اسکو
کہکشان فلک کہیے یا جادۂ راہ عاشقان چشم محبوب نہایت حسین و مرغوب بیچ مین مادہ ہاے
آہوان کے وہ خوشخو مستی کر رہا ہی اپنے معشوقون سے دم محبت کا بھر رہا ہی ایرج نوجوان نے
فرمایا اور سب آہوون کے شکار کا سب صاحبون کو اختیار ہی لیکن یہ نر آہو بصد آرزو ہم
شکار کرینگے یہ فرما کر چہار جانب سے اُس کھیت کو گھیر ا نیزون کے لٹو بغلون مین دباے
سنان ہاے نیزہ کو بڑھا دیا اب گھوڑون کو مہمیز کیا ان آہوان صحرا نے جو صیادون کو گھیر
مین دیکھا کنوتیان بدلین چوکڑیان بھرین جست و خیز کرکے بھاگے ایک دم مین ہوا ہوگئے
سردارون نے بھی اُنکے تعاقب مین گھوڑے ڈال دیے مگر وہ آہوے کلان ایرج نوجوان سے
آنکھ ملا کر جست چوکرتا ہی مرکب دوسا کب کو فرا کر یون نکل گیا کہ جیسے باد تند کا جھونکا اُسکے
گھر خود سے شاہزادے کے مس ہوئے ایرج نوجوان کو نہایت غصہ آیا کہ اس آہوے وحشی
نے مجھی کو گنہگار بنایا اگر اور کسی سوار کی جانب سے چوکڑی بھرتا مین اُسکو متہم کرتا اب یہ
زندہ نہ بچے فوراً گھوڑے کو پھیرا گرہ بن اشقر ہی وہ بھی طرارہ بھر کے چلا نظم

سیلان اسپ سبک روکی کیا ہو تیز روی | نہ پہونچے گرد کو جسکی ہوئے گھوڑون کی ڈاک
خود اپنے سائے سے کرتا ہی رم غزال کی طرح | کمین نگاہ سے بھی چشم شوخ کی چالاک
غرض سمند کے کاوون کا ہی عجب انداز | کہ جنکو دیکھکے ہی دنگ گردش افلاک

آگے آگے آہو جان بچائے ہوئے چوکڑیان بھرتا ہوا جاتا ہی مرکب بھی ایرج نوجوان کا تعاقب آہو کا نہین چھوڑتا ہی اکثر پٹھہ آہو کا اور تھوتھنی مرکب کی مل جاتی ہی ایرج نوجوان چاہتے ہین کہ نیزہ اسکی پشت پر رکھدون اسی مقام پر شکار کرون لیکن وہ طرارہ بھر کے نکل جاتا ہی شاہزادے کو اور زیادہ غصہ آتا ہی اور سب بیلیے وغیرہ پیچھے رہ گئے مگر شاپور شیردل دور سے دیکھتا چلا آتا ہی کہ شاہزادے کا مرکب وہ جاتا ہی چشم زدن مین مرکب شاہزادے کا آنکھون سے شاپور کے مخفی ہوا صرف گرد کو دیکھتا ہوا جاتا ہی مگر شہزادہ ایرج نوجوان بصد کر و فر و شوکت و شان تین کوس تک تعاقب مین آہو کے آیا ایک جھیل پر آکر آہو چوکڑی بھولا اور اڑ کا تھا کہ شاہزادے نے قربان سے کمان ترکش سے تیر پلڑ دو شستی نکالا پلک جھپکتے جھپکتے بجر کمان مین پیوست کیا ادھر سیسر کمان کا کڑکا تیر پہلو کو آہو کے توڑ کر باہر نکلا آہو تھپا گرا ایرج نوجوان پسینے پسینے ہو گیا تھا مرکب بھی ہانپ رہا تھا ایرج نوجوان ٹہلنے لگا بند قبا کھلے ہوئے خود زرین کج اس شان سے زیر نخل ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے بونڈلا گرد کا اڑا نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک آہو بھاگا ہوا چلا آتا ہی مگر پیٹھ پر تیر لگا ہوا ہی عقل سے دریافت ہوتا ہی کہ تیر او چھا پڑا سامنے سے کسی شکاری کے بھاگ نکلا ہی ناگاہ سامنے سے ایرج نوجوان کے گذرا شاہزادے نے اٹھا کر کمان تیر اسکو بھی لگایا آہو گر پڑا ایرج نوجوان نے اسکو بھی خوشی سے ذبح کیا تیر پیٹھ سے نکالا دیکھا عجب پیکان آبدار ہی دل کو لبھاتا ہی مثل تیر مژگان محبوب دل کو برماتا ہی نگینے جواہر اعلی کے پیکان پر نصب ہین نام بھی کسی کا کندہ ہی رومال سے خون کو پاک کیا قصد کیا نام پڑھون ترکش سینے مین چھپا لون لگا کہ اسکی ہم مرکب کے صدا بلند ہوئی سر اٹھا کر دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش بڑھا آتا تھا کنوتی پر مرکب کے گھونسے کو اڑا ہوئے مگر چوکنا چار جانب دیکھتا ہوا جیسے کوئی کسی کی تلاش مین ہوتا ہی تھا بدر سے نگاہ اٹھا کر اس جانب دیکھا تیر اپنا ہاتھ مین لیے

شہریار کے پایا آہو اپنا پڑا ہوا دیکھا نہایت غصہ آیا غصے میں گھوڑے سے کود پڑا کہا او شخص تو نے کچھ بادولت کا خوف نہ کیا ہمارے شکار پر ہاتھ ڈالدیا ایرج نوجوان نے مسکرا کے جواب دیا آپ اسقدر غصہ کیون کرتے ہین تشریف لایئے اپنا آہو اٹھا لیجایئے نقابدار غصے مین کانپنے لگا کہا کیا مین پارچہ گوشت کا محتاج ہون صاحب تخت و تاج ہون مین اسکے تعاقب مین تھا اتفاق سے تیرا دوچار پڑا تو نے کیون شکار کر لیا ایرج نوجوان نے جواب دیا کہ اب تو تیرا سا خطا ہوئی کچھ سزا دیجیے بس اب بہتر یہ ہی کہ اپنی راہ لیجیے یہ کلمہ سنکر نقابدار مثل شعلہ جوالہ غصے سے کانپنے لگا خنجر بیمثال کمر سے کھینچا میرہ بدل کے ایرج نوجوان پر ہاتھ لگایا ایرج نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر نفون سپہ گری تھپکی دی تلوار بیٹ پڑی ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور اجو فشردہ کیا خنجر ہاتھ سے نقابدار کے نکل گیا شہزادہ ایرج نے دست حق پرست بڑھا کر کمر مین ڈالا ہاتھ شکم پر ہو گیا گری جسم کی نرمی ہاتھ کو ملی گئی مگر ایرج نوجوان کو غصہ از حد تھا کچھ خیال نہ کیا نعرہ تکبیر بلند کر کے اٹھایا کہ چہرے کا بند نقاب ٹوٹ گیا معلوم ہوا کہ ابر ہٹ گیا ماہ تابان نکل آیا زمین پر روشنی ہوئی ہالہ پڑ گیا شعر

اٹھا اسکے چہرے سے جسدم نقاب ٭ گرا چرخ سے چیخ کھا آفتاب ٭

ایرج نے گھبرا کر سر اٹھا کر دیکھا دلمین خیال آیا کہ کیا یہ شجر نخل وادی ایمن ہی زمین مثل طور روشن ہی نگاہ جو چہرے پر پڑی دیکھا ایک حور مثال پری تمثال خورشید جمال عارض انور رشک قمر چشم جادو خال ہندو چند چہرے پر یہ

خال خال خلق بین اگرچہ ہیں تو باعث ترقی حسن و جمال ہیں سراپا

ابرو جسطرح سے گرد چشم
چشم مستانہ وار حد سے سوا
تھا یہ ظاہر کہ ہین یہ دو رہزن
ایسے خنجر تھے ابروے کافر
ہین یہ دونون ہلال چرخ برین
گورے گورے وہ عارض رنگین
صاف منھ پر طمانچہ پڑ جائے

موے خوش رنگ پیچ کھاتے تھے
لال ڈورے کھنچے کھنچا نقشا
طاق ابرو کا مرتبہ ہی سوا
زخم جنکے کبھی نہون ظاہر
کعبۂ عاشقان یہ ابرو ہین
رنگ گل جنکے آگے ہو کافور
رنگ گل گر مقابلے کو آئے

بال بکھرے ہوئے وہ چہرے پر
سانپ جسطرح غصے مین ہو دو
قاتل خلق و کافر پُرفن
جنکی مشتاق ہووے خلق خدا
یہ بھی کہتے ہین بعض نکتہ ہین
یا خط کہکشان یہ ابرو ہین
یہ کا ل جو اُنسے لڑ جائے
ہی یقین وہ بھی اپنے منھ کی کھائے

پتلے پتلے وہ ہونٹھ پان سے لال
یا اُسے کہیے غنچۂ گل تر
لوح سیمین وہ سینۂ پُر نور
قبۂ نور جسکو سمجھے بشر
وصف موے کمر کی حسب فزون
تار خط شعاع مہر کہا
ساق پا مین تو نور کا ہی ظہور
شمع فانوس جیسے ہو روشن
قد تعریف مین ہی حیرانی
پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

زرد ہو جاے جسکو دیکھکے لعل
وہ گلا یار کا صراحی دار
صاف و شفاف مثل شیشۂ حور
ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے
اور دسر موج موشگافی کرون
طبع نازک نے بھید یہ پایا
یا تراشی ہوئی ہی شاخ بلور
لال مہندی سے دونون تھے کف پا
کلک قدرت کہون کہ سرو سہی

دہن تنگ حقۂ گوہر
پتلی پتلی رگون کا جس سے اُبھار
اُبھری اُبھری وہ چھاتیان اُسیر
تو لگاتے وہ اپنے سینے سے
وہم روشن نے کچھ لگا کے بنا
آئنے مین شکم کے بال آیا
پاجامے مین یون ہین جلوہ فگن
ہاتھ ملتا تھا اپنے دزد حنا
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا

اس حسن دلفریب پر جو نگاہ ایرج نوجوان کی پڑی کمان خانۂ ابرو مین تیر دلدوز مژگان آمادہ خونریزی عاشقان سینے پر ایرج کے پڑے تا بہ سوفار غرق ہوئے ایرج نوجوان کا جسم تھرتھرانے لگا رعب حسن و جمال سے غش آنے لگا ہر چند چاہا ضبط کرون سمجھ آرزو سے اپنے قاتل کو نہ چھوڑون لیکن نہوسکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹ گیا یارا ے ضبط نہ رہا اتنا صرف منھ سے نکلا بیت مرا کشتی و تکبیر گفتی * عجب سنگین دلی اللہ اکبر * اس جوش و خروش سے صرف اتنا کلمہ زبان سے نکلا تھا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا بخت سیہ کا سامنا ہوا تڑپکر زمین پر گرا بیہوش ہوگیا یہ عاشق کش ہاتھ سے ایرج نوجوان کے چھوٹ کر زمین پر گری یا خداوند لقا کہکر سنبھلی نگاہ جمال بیمثال ایرج نوجوان پر پڑی دیکھا ایک جوان شیر دل سلاح جنگی سے آراستہ جوان نوخاستہ فر و شوکت چہرے سے ہویدا آثار جلالت ناصیہ سے پیدا چہرہ آفتاب عالمتاب دونون عارض پھول سے زلفون مین پیچ و تاب پریشانی نمایان فن جرأت سے ماہر اس محبوب یکتا کے بھی منھ سے بے اختیار آہ نکل گئی قصد ہوا سر اٹھا کر زانو پر رکھون حیا مانع ہوئی نقیب غرور نے آواز دور باش دی آنکھون نے چشمک کی ٹھہری کبھی ہٹتی تھی کبھی قریب آتی تھی گھبرائی تھی دلمین کہتی تھی کیونکر اسکو ہوش مین لاؤن اپنا حال دل سناؤن اسی خیال پر ملال مین مثل آئینہ حیران

قبل زلف پریشان عشق کی نیرنگیان آہ شرر افشان زبان پر طیش قلب سے کہتی ہی الامان الامان آخر ضبط نہو سکا اُسی فرش خاک پر بیٹھ گئی اچھی طرح نگاہ غور سے صورت دیکھی اور زیادہ تڑپی پتھر کی سرزمین سے اُٹھایا ہی اس ارادے پر کہ زانو پر رکھون اس بیمار چشم کی مسیحائی کرون کہ سامنے سے بونڈا گرد کا اُڑا دیکھا دور سے ایک عیار طرار خنجر گذار جھپٹا ہوا اسی جانب آتا ہی حقیقت مین شاپور شیردل تعاقب مین اپنے آقا کے جستجو کنان مثل باد صرصر پھر رہا ہی اُسوقت یہ نازنین گھبرا گئی نقاب چہرے پر آراستہ کی بتعجیل گھوڑے پر سوار ہوئی ایک جانب چلی مگر پھر پھر کے دیکھتی ہوئی گھوڑا اُڑا کے نکل گئی اس نوگرفتار کا ذکر وقت پر کیا جائیگا مگر شاپور شیردل نے دور سے مرکب اُپنے آقا کا دیکھا کہ کوتل چرا مین مصروف ہی کلیجہ غم سے پھٹ گیا دل سے کہنے لگا خداوندا یہ کیا ہوا میرے شہریار پر یہ کیا معرکہ گذرا مثل ہوا کے دوڑا ہوا آیا اب جو قریب پہونچا دیکھا ایرج نوجوان دھوپ مین ریتی پر پڑا ہوا ایڑیان رگڑ رہا ہی ہائے آقا کہکر زمین پر گر پڑا اور پھر اُٹھکر چھاگل مین پانی لایا مُنہ پر چھینٹا دیا ایرج نوجوان نے آنکھ کھولی شاپور شیردل نے گھبرا کر پوچھا اے شہریار خیر تو ہی ایرج نوجوان نے جواب دیا نظم

دہائی زخم کی لذت ہوس دلمین رہی دل کی	پڑی میرے بدن پر بنکے بجلی تیغ قاتل کی
کیا اس تشنہ کام عشق کو سیراب رگ رگ کر	صراحی تھی سرو ہی بہر حلق خشک قاتل کی
چھری پھرتی ہی ذوق قتل مین مانع ہی کیون شارع	غضب ہوگی مے حق مین عدالت شاہ عادل کی
کرے شمع جمال یار روشن شاید اسکو بھی	کبھی تو کام آئیگی اندھیری خانۂ دل کی
شب مرقد ہی شب فرقت مین دن روز قیامت کے	ہر اک ساعت ہی آفت کی گھڑی ہر ایک مشکل کی

کمال شوق ہو دیدار یار تھوڑا ہی	اگر زیادہ صبر ہو اور اختیار تھوڑا ہی	سحر کو غنچہ کھلا وہ بہر دو جہان سوکھا
ابھی وہ وقفۂ جوش بہار تھوڑا ہی	ہماری خاک سے کرتے ہو بند آنکھ کو	بہت یہ گھٹتے تھے دلمین غبار تھوڑا ہی
شب وصال بہت کم ہی پوچھے گیا ہو	کہ تیر سینے مین دم ہی نگار تھوڑا ہی	نگاہ کم سے جو دیکھا بہار گرش نے
مری نظر مین بھی دلکا وقار تھوڑا ہی		

شاپور حیران ہوا کہ مین نے کیا پوچھا یہ کیا ارشاد ہوا مین کچھ نہ سمجھا دوبارہ پوچھا کیون اے شہریار کیا کسی دشمن سے مقابلہ ہوا دشمنون کے کیا کوئی زخم آگیا جب مین یہان آیا تھا حضور بیہوش پڑے ہوئے تھے ظاہر مین تو کوئی زخم نہین معلوم ہوتا ہی ایرج نوجوان ایسا بہوت ہی

شاپور شیر دل کو کچھ جواب نہ دیا اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی آپ ہی آپ یہ اشعار

کچھ تمنا میں جو تھیں دل سے نکلنے کے لیے
اشک حسرت وہ بنیں آنکھ سے ڈھلنے کے لیے

شغل اگر ڈھونڈھتے ہو جی کے بہلنے کے لیے
دل میں آ بیٹھو کلیجہ مرا ملنے کے لیے

رہبر جلوہ گہ یار جو تو ہو ای شوق
ابھی موجود ہوں آنکھیں مری چلنے کے لیے

شکوہ ہی برق تجلی سے کہ او بی انصاف
ہم ہوں مخذوب دیکھنے کو طور ہو جلنے کے لیے

نازکی دیکھوں بھلا لیتی ہی کیونکر مٹکو
دے تو دو ہاتھ میں ہاتھ اُنکے سنبھلنے کے لیے

پاس آ بیٹھے تھے یا کھینچنے لگے مجھسے وہ دور
اثر جذب محبت کے بدلنے کے لیے

ہم ازل ہی میں پکارے جو ملا بخت سیاہ
یہ بلا آئی ہی سر پہ سے نہ ٹلنے کے لیے

دل میں آتا ہی جگر سے تو جگر میں دل سے
درد اُٹھتا ہی ذرا آج ٹہلنے کے لیے

کرچکی مضطری یار کی گو کام تمام
جان باقی ہی کچھ آنکھوں سے نکلنے کے لیے

دست دلبر مرے سینے سے ہیں وصل میں دو
دل تو موجود ہی دو ہاتھ اُچھلنے کے لیے

داغ کہتا ہی چراغ شب فرقت سے مرا
ٹھنڈے ہونے کے لیے تو ہی میں جلنے کے لیے

کس فسوں ساز سے جاتے ہو اُڑانے آنکھیں
جتنے جادو ہیں وہ سب ساتھ ہیں چلنے کے لیے

دل پامال کو جس ہاتھ سے ہم تھامے ہیں
کبھی اُٹھتا ہی تو آن تلووں سے ملنے کے لیے

اپنے سائے کو بھی ہم رشک سے لانے نہیں ساتھ
دھوپ میں کوچہ محبوب میں جلنے کے لیے

بن پڑے اُسکی دم تیغ جو ہم آنکلو
موت سے بگڑی ہی جس دم کے نکلنے کے لیے

پیارے جسکو وہ کمبخت کہا کرتے ہیں
اُس سے گردیدہ ہوں تقدیر بدلنے کے لیے

شاپور بدحواس پریشان ہو کر قدموں سے لپٹ کر رونے لگا اور عرض کیا کہ آقا برائے خدا ہوش میں آیئے کچھ حال دل فرمائیے یہ کیا معرکہ ہی دشمنوں کو جنوں ہوا ہی ایک ایک کلمہ تیر دلدوز ہی غلام کو سننے کی طاقت نہیں باقی ہی میں اپنے کو ہلاک کر دونگا گلا کاٹ کر مرجاؤنگا کونسا امر ایسا ہی کہ جس سے غلام سے پردہ ہی میں قدیم تابعدار ہوں عاشق زار ہوں ایک ساتھ پیدا ہوئے کیا حضور کی کہیں طبیعت مائل ہوئی اگر یہ راز ہو تو بھی غلام سے فرمائیے جیسا کچھ کہ فنون عیاری میں قبلہ و کعبہ نے تعلیم فرمایا ہی عیاری میں کسی صاحب نے یہ کمال نہیں پایا ہی

اگر معشوق حضور کا آسمان پر ہوگا تو مین ابھی اپنے کو مثل دعا پہونچاؤنگا اگر تحت ثری میں ہوگا تو مثل قطرۂ آب جذب ہوجاؤنگا مگر آپ کے معشوق کو آپ سے لا ملاؤنگا یا کوئی مقدمہ جانبازی وسرفروشی ہو ابھی جرأت اپنی دکھائین قدمون پر تصدق ہوجائین جب اسطرح محبت و شفقت شاپور شیردل پیش آیا مژدۂ وصل محبوب بھی سنایا ایرج نوجوان نے آنکھ کھولی کہا ای یار وفادار مونس وغمگسار کیا حال بتاؤن واسطے شکار کے آیا خود شکار ہوا تیر عشق کلیجے کے پار ہوا ابھی ایک غارتگر دین وایمان کا سامنا ہوا متاع صبر وقرار لوٹ لے گیا بخت رسا کی نارسائی ہوئی سلطان عشق کی اقلیم دل پر چڑھائی ہوئی اگر جانتا کہ ایسا قاتل عالم ہی جب اُسنے تیغ کا ہاتھ لگایا تھا مین نہ روکتا سر جھکا دیتا عرض کرتا مطلع ادب تا چند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا بار سنبھل سکتا نہین اب بوجھ ہمسے اپنی گردن کا یہ کہون خطاوار ہون مجبور وناچار ہون ایک جلوۂ نور عارض انور سے مثل حضرت موسی بیہوش ہوا وہ اس عرصے مین دل لیکر روپوش ہوا اگر وہ صورت زیبا طلعت جہان آرا نہ دیکھونگا سر ٹپک ٹپک کے مرجاؤنگا ای برادر جانے رحم ہی اُس محبوب بانکا یار جاودانی کا پتا کا دیا مین اُس تک پہونچاؤ شاپور شیردل نے عرض کی مین جان ودل سے حاضر ہون ضرور جستجو کرونگا چلیے بارگاہ مین تشریف لے چلیے آپکے والد نامدار جد عالیمقدار وسرداران جان نثار بیقرار ہونگے حضور نے صاحبقران سے جلد واپس ہونے کا وعدہ کیا تھا دن اب قلیل ہی اس مقام پر بیٹھنا بیکار ہی ایرج نوجوان نے کہا ای بھائی اس مقام پر اُس ماہتاب کو دیکھا ہی اس آرزو پر زندہ ہون کہ شاید وہ مسیحاے زمان پھر تشریف لائے اپنے بیمار کی عیادت کرے یہان سے دو قدم جاؤنگا روح قالب سے پھڑک کر نکل جائیگی طبیعت اپنی بھی تسکین نہ پائیگی یہان بیقراری کو قرار ہی معشوق خوبرو کا انتظار ہی یہ باتین ہوتین کہ سامنے سے پہلے قراول ہو سوار کچھ پیدل سامنے سے نمایان ہوے شاپور شیردل نے آگے بڑھکے اُن لوگون سے کہا جلد جاؤ بارگاہ جو شکارگاہ مین ساتھ آئی تھی اُسکو لاؤ اُسی مقام پر استادہ کرو آج شاہزادۂ عالم اسی مقام پر قیام فرمائینگے کارگزار گئے فوراً بارگاہ لائے مگر حیران تھے کہ اس صحراے ہولخیز ووحشت انگیز مین کیونکر شب کو اتمام کرتے ہین بعض نے بڑھکے عرض بھی کیا ایرج نوجوان یاد محبوب مین مبہوت بیٹھا تھا کچھ جواب نہ دیا مگر شاپور شیردل نے بعجلت تمام بارگاہ فلک اشتباہ اُسی خارستان مین نصب

گرا ی شاہزادہ فرش خاک سے نہ اُٹھتا تھا لیکن شاپور بہت بارگاہ مین لایا ایرج نوجوان نے شاپور شیر دل کے گلے مین ہاتھ ڈالکر محبت کہا کر بھائی جلد جاؤ جسطرح ہو سکے اُس محبوب جانی یار جادو ادائی کو ہم تک لاؤ اگر ہماری زندگی منظور ہی تو عرصہ نہ کرو شاپور شیر دل اس جوش و خروش کو دیکھکر گھبرایا دست بستہ عرض کیا ای شاہزادہ والا قدر بے پتہ بے نشان کہان جاؤن دو چار روز صبر فرمائے انشاء اللہ غلام ضرور تدبیر کریگا نام دو چار روز کا سُنکر ایرج نوجوان نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی گریبان پر ہاتھ ڈالا بیقراری مین چلایا مسدس

فراق مین یہ غم بیجاب ہی دل کو — کہ زندگی کی طرف سے جواب ہی دل کو
نہ دن کو چین نہ راتون کو خواب ہی دلکو — خیال یار مین کیا اضطراب ہی دل کو
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

کرون جو ضبط تو دل کی تپش سے گھبراؤن — خلاف وضع ہی گر کچھ زبان پر لاؤن
خیال یار مین جی کسطرح سے بہلاؤن — غضب مین جان ہی کس سے کہون کہان جاؤن
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

وصال یار کی کرتا ہون سیکڑون گھاتین — نصیب ہوتی نہین لطف کی ملاقاتین
بتایا کرتا ہون بیٹھا سحر تلک باتین — تڑپ تڑپ کے گذرتی ہین ہجر کی راتین
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق یار نے کیا کر رکھا ہی حال تباہ — کوئی نہین مری فریاد کو بہونچتا آہ
تڑپتا رہتا ہون بسمل کی طرح شام و پگاہ — پڑی ہی جان حزین کس بلا مین یا اللہ
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق مین مری کیسی اُلٹ گئی تقدیر — اثر ہی نالے مین بالکل نہ آہ مین تاثیر

کسی طرح سے نہیں رام ہوتا وہ بے پیر
لبون پہ دم ہی خدایا کرون مین کیا تدبیر

نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق یار کا صدمہ غضب ستاتا ہی
سدا وصال کا شوق اپنی جان کھاتا ہی
جو اُس سے کہیے تو وہ کا بیان سُناتا ہی
خموش رہیے تو مُنھ کو کلیجہ آتا ہی

نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

وصال یار میسر کہان اَمانت کو
سدا فراق مین دیکھا طپان امانت کو
ستایا کرتا ہی درد نہان اَمانت کو
ہمیشہ ہی یہی درد زبان امانت کو

نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

یہ اشعار مسدس پڑھکر ایرج نوجوان روتا ہوا اُٹھا اور کہا ای بہادر مصیبت مین کون کسی کا شریک ہوتا ہی ہم خود جاکر اپنے معشوق کو تلاش کرینگے کوہ و دشت مین دیوانہ وار پھرینگے آخر رہبری حضرت عشق سے کوے محبوب کا راستہ ملیگا کبھی تو غنچۂ پژمردۂ خاطر کھلیگا بموجب

شعر کار خود را خود کنم تا خوب آید گشت من ✦ کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من ✦

شاپور شیر دل یہ ولولۂ ایرج نوجوان دیکھکر خود بھی رونے لگا قدمون پر سر رکھدیا عرض کی آقا لاکھ جانین غلام کی ایک ناخن پاے حضور پر نثار ہین مین بھلا حضور کو یکہ و تنہا جانے دونگا حضور تشریف رکھین مین تدبیر کرتا ہون غرض منت و سماجت ایرج کو بٹھایا اس عرصے مین شام محنت انجام نے مُنھ دکھایا آفتاب عالمتاب غم مین اُس عاشق بیتاب کے بارنگ زرد چادر نورانی شب کو چہرے پر کھینچکر داخل سیاہ خانۂ مغرب ہوا صفت چو زرین علم شد ز عالم نہان ✦ شب قیرگون سر زد از قیروان ✦ ملازمون نے بتعجیل تمام شمع ہاے مومی و کافوری روشن کین مگر ایرج نوجوان کو بخت سیاہ کا سامنا تھا اور زیادہ اندھیرا آنکھون مین چھا گیا کہا بھائی شاپور اس بزرگ کے درد دل کا علاج کر دیتے اقرار کیا ہی براے جستجوے یار متوجہ ہو شاپور نے عرض کی

حضور اس پردۂ شب تاریک مین کہان جاؤن شب بھر کی مہلت دیجیے صبح کو انشاء اللہ نشان معشوق مطلوب غلام سے لیجیے ایک امر کا عرض کرنا واجب ولازم ہی کہ آپ صاحبقران زمان سے دن بھر کا وعدہ کر کے تشریف لائے تھے ایک عرضی عذر غیر حاضری مین لکھکر روانہ فرمائیے آپ سے صاحبقران وشاہزادۂ خاور سیاہ ورستم پیلتن نہایت محبت قلبی رکھتے ہین ایسا نہو کہ سب صاحب جوش الفت مین اسی مقام پر چلے آئین پھر آپ کو کچھ نہ پڑیگا مگر اُنکے جانا ہوگا اور یہ غلام خوب سمجھ چکا ہی کہ طاقت صبر آپ مین نہین ہی بیشک اگر وہان جانا باعث ہلاکت ہوگا ایرج نوجوان نے کہا بھائی تمکو اختیار ہی جو چاہے لکھکر خدمت صاحبقران مین بھیجو لیکن جسطرح ہو سکے میری معشوقہ سے مجھکو ملادو شاپور نے ایک عرضی کچھ عذرات عدم حاضری کی لکھکر ایک سوار کو دی کہ جلد جا کر ہاتھ مین ہمارے افسر جواہر بن عمرو کے دیدہ ودانستہ جانشین خواجہ عمرو مین موقع اور محل دیکھکر بخدمت صاحبقران پیش کرینگے سوار یہ سنکے اور عرضی لیکر اُس طرف روانہ ہوا شاپور شیر دل ایرج نوجوان کو سمجھانے لگا کہ ای آقاے نامدار نہایت مشکل ہی ہر چند کہ حضور نے تقریر مین تصویر حسن دلفریب ملکۂ عالم دکھائی ہی لیکن صاحبان عصمت وعفت شاہزادیان وزیرزادیان تاجر بچیان بازار مین نہین بیٹھی ہین کہ اسوقت غلام دیکھے اور عقل سے پہچانے تدبیر کرکے فکر وصال کرے اور حضور کے دل کا رنج وملال دور کرے مگر البتہ کسی محل مین کنیز بنکر جاؤنگا کہین اپنے تئین ملازم بناؤنگا جب یون خانہ بخانہ پھرونگا تب وہ گوہر دریاے خوبی بصد جستجو ہاتھ آئیگا مگر یہ غلام ضرور عرض کرتا ہی کہ جان اپنی مٹاؤنگا اُس طائر عنقاے معدوم کو دام تدبیر مین پھنساؤنگا اور انشاء اللہ عنایت سے جامع المتفرقین کی ایک مسند پر آپ کو اور اُس شاہزادی کو بٹھاؤنگا بعنایات صناع ماہ ومہر برج خیمے مین قران السعدین ہوگا روح کو راحت دل کو حضور کے چین ہوگا یہ مژدۂ جان بخش جو شاپور شیر دل نے سنایا پایا تو ایرج نوجوان پژمردہ خاطر تھا مثل گل شگفتہ ہوگیا بے اختیار فرمایا نظم

تو نے ایسی خبر سنائی ہی
ای مسیحا مین تیرے منھ کے نثار
تن بیجان مین جان آئی ہی
ہی یہ تدبیر خوش پئے بیمار
مگر ای بھائی یہ کالی رات کیونکر

کٹے گی دیو شب غم کا سامنا ہی یقین ہی کہ مجکو ہلاک کریگا قصہ پاک کریگا اشعار مصنف

سیاہی شب فرقت کوئی بدل نہ سکا	چراغ بھی مرے تاریک گھر میں جل نہ سکا
ملی کلام کی طاقت نہ خونفشانوں کو	دہان زخم سے کوئی سخن نکل نہ سکا

دیگر بلا ہو مری شام فرقت نہیں	کہ جسکی سحر تا قیامت نہیں	مجھ ایسے بشر سے محبت نہیں
پری ہو تو کیا آدمیت نہیں	لحاظ و وفا پاس الفت نہیں	بتو تمین ذرا آدمیت نہیں
کہا اُنسے جب سُن لو دل کی لگی	کہا پھر کبھی آج فرصت نہیں	کسی کی عیادت کرین خاک ہم
نہیں اپنے مرنے کی فرصت نہیں	نکلتی نہیں جان کیون جسم میں	کوئی میرے دل کی یہ حسرت نہیں
تڑپتے کبھی آکے دیکھو ہمیں	اُن آنکھوں سے جنمین مروت نہیں	شاپور شیردل نے دیکھا جنون

تسلی پر ہی آتش عشق شعلہ در ہی اب نصیحت سے بجھانا دشوار ہی ایسے دیوانے کو سمجھانا بیکار ہی بقول شاعر شعر مصحفی سود نصیحت کا نہیں عاشق کو میں نہ مجنون تو بھلا کیا کوئی سمجھانے مجھے ؎ یہ خیال کرکے شاپور نے عرض کیا غلام ابھی جاتا ہی پتا لگاتا ہی مگر حضور اپنے دلکو سنبھالیں خاصہ تیار ہی نوش کریں غلام کو خوف ہی افشاے راز کا یہ سو دو سو ملازم جو ساتھ ہیں اگر سرکار کو بیقرار پائینگے فوراً جاکر امیر باتوقیر کو خبر پہونچائینگے وہ متردد و متوحش ہوکر دوڑے آئینگے ایرج نوجوان نے کہا ای یار وفادار و ای مونس و غمگسار جو تیری خوشی میں خاموش بیٹھا رہونگا کچھ مُنھ سے نکہونگا مگر کھانے سے معاف رکھو لذت طعام خوان پر الوان حضرت عشق سے سیر ہون پانی کی خواہش نہیں کھانے کی کاہش نہیں یہ کہکر جلدی سے آنسو پونچھ ڈالے اور کہا بسم اللہ جاؤ جستجو کرو شاپور شیردل نے اُسی وقت لباس عیاری جسم پر آراستہ کیا سمت کا پتا پوچھا کہ وہ قاتل عالم کس طرف سے آیا تھا ایرج نے کلام کمال کہ سُنایا شاپور نے تقریر ایرج نوجوان سے تصویر اُس معشوقہ کی صفحۂ دل پر کھینچلی اور اُسی شب تیرہ و تار میں جستجو کرتا ہوا چلا اسکا حال آیندہ تحریر کیا جائیگا اب دو کلمہ اُس نوگرفتار زندان محبت و آشفتہ وادی اُلفت یعنی حال اُس مہ جبین مہر تمکین کا بیان کیا جاتا ہی اول تحریر کیا گیا ہی کہ فولاد فولادشکن کوہی جو براے مددلقا آیا ہی اور باغ سلیمان عنبرین موے کوہی میں اپنے ناموس کو اُتارا ہی ملکہ یسمین عذار صنوبر قد اسکی دختر ہمیشہ سے شکار کی عادی ہی حصول فنون سپہ گری کی پیروی ہی اس کیفیت سے باپ اسکا ماہر ہی اسکی جرأت اور مرد کے نام سے نفرت بخوبی ظاہر ہی اُسی دن باپ سے

پوچھکر مع چند کنیزان خوش سیر برائے شکار صحرا مین آئی خود شکار ہوئی یعنی واسطے آہو کے
جاکر ایرج نوجوان سے بگڑنا اور ایرج کا اسکو اُٹھاکر فرط محبت سے بیہوش ہوجانا اور اُسکا
قصد کرنا کہ اپنے کشتہ تیغ ابرو کا علاج کرون سر اُٹھاکر زانون پر دھرون مگر آمد شاپور شیردل دیکھکر
محجوب و شرمسار نالان و بیقرار و اشکبار حیران و مضطر اپنی کنیزون مین آکر پہونچی سب نے پوچھا
واری شکار کیا ہوا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش دل مین محبت کا جوش تصور خیالی ایرج
نوجوان آنکھون کے سامنے پھر رہی دل سے کہتی ہی ہاے نہین معلوم اُس جوان رعنا پر
اس صحراے ہول خیز وحشت انگیز مین کیا گذری ہوگی نہ یار ہے نہ مددگار ہے نہ مونس نہ غمگسار ہے
یکہ و تنہا خدا نخواستہ دشمنون کے کان بہرے خاک تیرے منھ مین اگر کسی درندے کا گذر ہوا ہوگا
اُسکے دشمنون کو کھا گیا ہوگا وہ عیار نہین معلوم کون تھا اور راہ جاتا تھا ہاے تو کیون گھبرا گئی بدحواس
ہوکر چلی آئی کاش ایک چھینٹا پانی کا دیکر ہوش مین لاتی یا گل عارض پر اشک حسرت ٹپکاتی دل مین
پیچ و تاب اپنے اوپر عتاب کبھی گھوڑے کو روک لیتی تھی اور چاہتی تھی کہ اسی طرف جاؤن دور سے
دیکھ تو آؤن ہوشیار ہوا یا بیہوش پڑا ہی اگر ہوشیار ہوا ہوگا مجھکو بے پردہ دیکھ چکا ہی یقین تو ہی
کہ وہ بھی میرے عشق مین بیقرار ہوگا مگر وہ تو خود معشوق طرحدار ہی خود سیکڑون اُسپر مرتے
ہونگے خدا معلوم کہان کہان پیغام و سلام ہوگا ای سیمین عذار صنوبر قد ایسے ہرجائی کا
خیال بیکار ہی نہین معلوم کس خاندان کا وہ عالیوقار ہی اسی پریشانی مین تا بہ در باغ پہونچی
گھوڑے سے اُتری اندر باغ کے آئی مگر طپش دل تھی پر حیران و پریشان حزین و مضطر بارہ دری
مین آکر سلاح جسم سے دور کیے تلوار کہین سپر کہین پھینکی لباس مردانہ دور کیا پوشاک زنانی زیب جسم
کرکے مسند پر سر جھکاکر بیٹھی دن تو طویل تھا بمشکل کٹا اب شام فراق کا سامنا ہوا جب صیاد آفتاب
نے صیدگاہ صحراے سبزہ زار جہان سے دام تار شعاع کو بہزار آب و تاب کھینچ لیا اور
طائر دل ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو گرفتار پنجۂ شہباز عشق دیکھکر دانہ ضیا بصد صفا اس تختۂ
عالم سے سراسر سمیٹا اور بوجہ کسل راہ راحت کا مائل ہوا محل مغرب مین جلد داخل ہوا
اور فراش پیر فلک نے رداے ظلمت شکارگاہ میدان بیابان دنیا مین بتعجیل تمام پھیلائی برق
مانند ابر تیرہ و تاریک تاریکی چھائی بموجب مصرع وہ تاریکی کہ ڈر جائے شب دیجور بھی

محیط عالم جہان ہوئی یکایک وہ حریق آتش فراق غریق لجۂ اشتیاق ایسی تاریکی کو دیکھکر گھبرائی
چہار جانب اندھیرا تھا ضیاے مہر بے مہرنے دنیا سے منھ پھیرا تھا وہ شب مثل دل کافر تیرہ
و تاریک تھی ظلمت پردۂ ظلمات مثال اس شب کی ٹھیک تھی فلک پر ماہ تابان نہ تھا رال
کا گولا عیان تھا سیارون کو چہرے یا گولیان کہون یا خال چہرۂ زنگی سے مثال دون چہار سمت
سناٹا ہو کا عالم دل پر ہجوم غم و الم بخت سیاہ کا سامنا آنکھون کے نیچے یاد زلف جانان مین اندھیرا
دل بیتاب مثل ماہی بے آب روح کو شکل گیسوے یار پیچ و تاب کنیزون نے شمع ہاے مومی و
کافوری روشن کین مگر شعلہ انکا خوف تاریکی شب سے بلند ہوتا تھا چراغ کے پھول نذر کرتے تھے
گویا اشک چشم سرمہ آگین تھے ملکہ نے گھبرا کر کنیزون سے کہا کہ باہر جاؤ کیا مجکو قیدی بنا یا ہی
کیون گھیرا ہی کنیزین بھیا تنگ ہو کر باہر گئین آپس مین کہتی تھین آج ملکہ کو کیا ہو گیا ہی ایک
کہتی تھی بوا کسی کے یاد گیسو مین سودا ہو گیا ہی مین پہلے ہی شکار گاہ مین تاڑ گئی تھی کہ
کسی کے تیر مژگان سے زخمی ہو کر آئی ہین مثل صید خائف بدحواس ہین ہوش اڑے
ہوئے مضطر و پریشان ہو منھ پڑا ہوا تھا چشم نرگسی مین آنسو بھرے تھے پھر پھر کر کسی کو
دیکھتی تھین ملکہ آج کسی پر ضرور مائل ہوئی کسی قتال کے تیغۂ ابرو کی گھائل ہوئی دوسری کنیز
بولی اری چپ رہ ملکہ سن لیگی تو ناک چوٹی کاٹی جائیگی تو بدزبانی کی سزا پائیگی ہماری ملکہ بچاری
بھولی بھالی عشق و محبت کی باتون کو کیا جانے اسکو مرد کے نام سے نفرت ہی آٹھ پہر فنون
سپہ گری مین بصد شوکت ہی سوسن تجکو بدزبانی کی بہت عادت ہی یہ سنکے سوسن قہقہہ
مار کر ہنسی کہا نگوڑی تو کیا جانے ہم کھیلے کھائے ہین عشق کے مزے اٹھائے ہین اگر ملکہ کسی پر
عاشق نہوئی ہون تو دولی لکھتی ہون دیکھو دو چار روز مین یہ حال کھل جائیگا ہمارا کہنا
پیش آئیگا پردے سے جھانک کے او نرگس دیکھ رہے مثنوی پڑھ رہی ہین لیلی مجنون کا قصہ
اٹھایا ہی شیرین فرہاد کی تلاش ہی کنیزین تو اسی طرح بڑبڑا کر اپنی اپنی صحنچی مین جا بیٹھین مگر ملکہ
سیمین عذار صنوبر قد نے جو تنہائی پائی دل کو غم و الم سے خالی کرنے لگی ٹھنڈی سانسین بھرنے

لگی بے اختیار ہو کر پکارنی نظم	ای باد صبا سوے دلارام	لیجا تو یہ غمزدون کے پیغام
جسدن سے ہوئی تری جدائی	دیوانے پہ تیرے آفت آئی	آوارہ ہون تیری جستجو مین

سرگشتہ ہون تیری آرزو مین | گھر بار تمام مجھسے چھوٹا | اندوہ نے تیرے مجکو لوٹا

کبھی گھبرا کر کہتی ہی ای فلک کج رفتار و گردون غدار یہ کیا کجروی ہی ستارون سے مجھپر آنکھین نکالتا ہی ماہ تابان بھی مجکو آنکھ دکھاتا ہی

ابیات

جی مین ہی جا مین نجد کے بن مین
قبر مجنون پہ جاکے بیٹھ رہین | اور کبھی دیکھکر سوے افلاک | کہتی ہی سر پہ اپنے اڑا کے خاک
ای فلک تونے کیا کیا مجھسے | میرا دلبر چھڑا لیا مجھسے | کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہی
ہان یہ غمخوار اک ترا غم ہی | چارپائے پلنگ کے مجکو | چارپائے درندہ ہین ابتو
ہم ہین اور غم ترا ہی کیا کیجیے | کون ہی کس سے حال دل کہیے | غرض یہ اشعار آبدار پڑھکر

بستر خواب پر تڑپ اور پھڑک رہی تھی کہ غنچہ دہن وزیرزادی باغ مین پھرتے پھرتے قریب بارہ دری کے آئی ہچکیان لینے کی صدا سُنی دوڑ کر اندر بارہ دری کے پہونچی دیکھا کہ ملکہ زار مثل ابر نوبہار رو رہی ہی جان اپنی کھو رہی ہی کبھی اُٹھتی ہی کبھی بیٹھتی ہی وزیرزادی کو جو آتے دیکھا دُلائی مُنھ سے لپیٹ کر اپنے تئین پلنگ پر گرا دیا غنچہ دہن مُنھ پیٹنے لگی اور کہنے لگی کہ ہی ہی واری یہ حضور کا کیا حال ہی آئینہ دل پر کیون گرد ملال ہی ای ملکہ کدھر خیال ہی لونڈی کو تو ذرا آگاہ کیجیے سر کے نیچے ملکہ کے ہاتھ دیکر بہ شفقت اُٹھایا قدمون سے لپٹ کر رونے لگی اور عرض کرنے لگی واری ستہ بولیے زبان کھولیے جب غنچہ دہن نے بہت اصرار کیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے سر جھکا کر کہا غنچہ دہن جاؤ اپنے مقام پر بیٹھو ہمکو نہ ستاؤ ہمارے کلیجے مین درد ہی پنڈا پھیکا ہی بدن سن سنا تا ہی غش چلا آتا ہی غنچہ دہن نے عرض کیا واری اس بہانے کو مین نہ مانونگی مجھسے مفصل فرمایئے دلکی کلیہ حقیقت بتایئے ملکہ نے کہا تو ناحق اُلجھتی ہی بیمار ہونے مین کسی کا اختیار ہی اور دل کی یہ حقیقت ہی تنہا بیٹھنے سے رغبت ہی صحبت سے ہم جنسون مین نفرت ہی تو یہ کیفیت ہی سُن چکین جاؤ ہر چند غنچہ دہن نے کہا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے راز دل نہ بتایا آخر غنچہ دہن ناچار ہو کر ایک صحنچی مین جا بیٹھی ملکہ پھر تڑپنے لگی اور یہ غزل قمری کی زبان پر لائی

غزل

حسرت مین ہی شب تاریک ہی تنہائی ہی
عاشق زلف پہ تیرے یہ بلا آئی ہی | کوئی مونس ہی نہ ہمدم ہی یہ تنہائی ہی | شب فرقت کی بلا سر پہ مرے آئی ہی
ضبط کرتا ہون تو دل سینے مین خون ہی آکر | جان دیتا ہون تو اس شوخ کی رسوائی ہی | صورت نقش قدم ہو گیا آخر پامال

چھوٹ کر تیرے قدم تجھ سے سزا پائی ہے
وصل سے گر نہیں انکار ہے اچھا نہ سہی
آجکل خوب ہی اغیار کی بن آئی ہے
اہل اسلام سمجھتے ہیں مجھے کافر کیش
گل شگفتہ ہیں گلستان میں بہار آئی ہے
تیر دلدوز میں ہر آن یہ قطرے تجھ بن
آیا سحر نے منھ اپنا دکھایا نظم
ستم ترکانہ قصد این چشم کرد

ہم اسیرون کو غرض کیا جو کھلے باغ میں گل
بوسہ دینے کی بھی کیا تم نے قسم کھائی ہے
بوسۂ زلف دوتا مانگتا ہوں میں جو صنم
دل لگانے کی بتون سے یہ سزا پائی ہے
بوے اس گل نے فریب قفس تنگ ہے دل
ابر غم ہو کہ فلک پر یہ گھٹا چھائی ہے
دم صبح کہ فرزندان انجم
دم گرگے نمودہ گلہ رم کرد

دل تپ مردہ کے نزدیک جو آن آئی ہے
یار سے پھر کے بگڑ کر جو گیا ہے وہ گل
ہنسکے فرماتے ہیں دیوانہ ہے سودائی ہے
چھوڑ دے بلبل نالان کو خدارا صیاد
مدت سے مری امید بر آئی ہے
تڑپتے تڑپتے جب دم لبون پر
شدہ ا چشم یعقوب فلک گم
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اٹھی

مگر رنگ چہرے کا فق دل میں قلق اول غنچہ دہن وزیرزادی نے آکر سلام کیا چہرہ متغیر پایا تو تشویش ہوئی بہت حال دل کی جستجو کی منت و سماجت پوچھا مگر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کچھ جواب نہ دیا کنیزان ماہ رخسار و انیسین و جلیسین مصاحبین ہمراز و مسانہ بھی گرد اگرد حاضر ہیں کوئی آفتابہ لیکر دوڑی کسی نے سنگاردان لاکر حاضر کیا لیکن ملکہ مثل تصویر خاموش کسی سے کلام نہیں کرتی ابیات

ہوں تصور میں ترے صورت تصویر لگی
جسم بے حس ہے مرا پیکر بیجان کی طرح
سر پہ پروانے جلانے کو دیا ہے کاندھا
میرا تابوت چلا تخت سلیمان کی طرح
دل ہی دل میں سوز محبت سے شمع سان پگھلتی ہے بڑی ہی آتش

عشق سے جلتی ہے یکایک غلغلہ ہوا محلدار دوڑی ہوئی آئی کہ آپ کے والد نامدار تشریف لاتے ہیں اسقدر فولاد فولاد شکن کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سے محبت ہے کہ بے دیکھے اسکو چین نہیں پڑتا ہے صبح کو خواب سے بیدار ہو کر پہلے بیٹی کو دیکھنے آتا ہے بعد اسکے دربار اپنا میں جاتا ہے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو اپنے باپ کی آمد سنی ناچار کلی کر کے ایک چھینٹا پانی کا منھ پر ڈال لیا ہر چند کہ بخوف افشاے راز عشق بہت اپنے کو آراستہ کیا مگر رنگ زرد کو کیا کرے رات بھر میں چہرہ غم سے ستا گیا ہے یا تو چہرہ سرخ و سفید تھا یا ظاہر ہوتا ہے کہ خون بالکل جسم میں نہیں ملکہ نے جلدی سے آب روان کے دوپٹے پر سفیدہ لائی اوڑھی چونٹ کرکے سینے پر ڈال لی یا تو مبلغ پیشوائی کو باپ کی جاتی تھی آج بارہ دری سے اترنے نہ پائی تھی کہ فولاد فولاد شکن آپہونچی واسطے سلام کے مثل بلبل شب اول خم ہوئی فولاد فولاد شکن مست محبت سر سینے سے لگا یا بادہ دیگی

کی طرف چلا ملکہ چاہتی ہی باپ میرے چہرے پر نظر نہ کرے کبھی کنیزون کے آگے کبھی پیچھے اسطور سے چلی مگر فولاد فولاد شکن نے مسند پر بیٹھکر آواز دی بیٹیا سیمین عذار صنوبر قد ہمارے سامنے آؤ ہم مشتاق ہین شکل دکھلاؤ اب ملکہ سیمین عذار صنوبر قد ناچار سامنے آئی سر جھکاکے بیٹھی ناگاہ نگاہ جو فولاد فولاد شکن کی چہرۂ بے نظیر دختر پر پڑی عجب کیفیت دیکھی جیسے وقت سحر چاند کا چہرہ فق ہوتا ہی یا رخ شمع مائل بزردی یا جیسے پھول گلاب کا حرارت آفتاب سے کمھلا جاتا ہی فولاد فولاد شکن نے بے اختیار ہاتھ پھیلاکر گلے سے لگا لیا اور گھبراکر پوچھا ای نور نظر پارۂ جگر راحت جان باعث تسکین دل وجان آج تمھارا مزاج کیسا ہی ملکہ باپ سے لپٹ کر رونے لگی کہ سینہ تمام فولاد فولاد شکن کا اُسکے آنسوؤن سے تر ہوگیا مگر زبان سے کچھ نہ کہا فولاد فولاد شکن طرف غنچہ دہن کے متوجہ ہوکر پریشان ہوا کہ اسے وزیر زادی یہ کیا معرکہ ہی غنچہ دہن نے عرض کی حضور لونڈی اسقدر آگاہ ہی کہ شب سے صاحبزادی کے سر مین درد ہی صندل مین نے گھسکر لگایا مگر یہ درد سر نہ گیا حرارت بھی باطن مین ہوگی خاصہ بھی رات کو نوش نہین فرمایا کنیز رات بھر جاگی ہی اب اسوقت اُٹھکر بیٹھی ہین تبرید تیار ہوتی ہی پلاؤنگی فولاد فولاد شکن نے پوچھا آخر سبب کیا ہوا غنچہ دہن نے عرض کیا کل شکار کرنے سے تغیر مزاج کا ظاہر ہوا ہی اس طرف کا صحرا نہایت خوفناک ہی پُر از خس وخاشاک ہی آہو وغیرہ پر گھوڑا ڈالا پسینہ بھی آیا ہو اگرم جھلے پر ہوا نے جسم نازک پر تاثیر کی ہی ظاہرا یہی باعث ناسازی مزاج معلوم ہوتا ہی فولاد فولاد شکن نے یہ سُنکر کہا بیٹیا سیمین عذار صنوبر قد تمنے اس زمانے مین ورزش وغیرہ کم کردی ہی یہی باعث ہی نقاہت کا ابھی اُٹھکے اکھاڑے پر جاؤ ڈنڑ پیلو مگدر ہلاؤ دو چار جشنون کو زور دلاؤ ابھی بخار اُتر جائیگا درد سر بھی جاتا رہیگا ملکہ ان باتون پر بھی سر جھکائے رہی کچھ جواب نہ دیا فولاد فولاد شکن جانتا ہی کہ بیٹی صاحب شرم وحیا ہی پھر غنچہ دہن کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای غنچہ دہن تو تو خود صاحب سلیقہ ہی صحبت عیش وطیش آراستہ کر وسامان ناچ راگ رنگ مرتب ہو شعلہ رخسار ڈومنی کو بلا بھیجو وہ بہت گرما گرم ہی خوب نقلین کرتی ہی رونے کو ہنساتی ہی ایسا گاتی ہی کہ مطربۂ فلک کو شرماتی ہی غنچہ دہن نے عرض کیا بہت خوب اُسی وقت غنچہ دہن نے ایک حبشن کو حکم دیا کہ شعلہ رخسار مع اُسکی مادر لالہ عذار کو مع سازو سامان جلد لاؤ حبشن بموجب حکم گھوڑے پر

سوار ہوکے اسطرف روانہ ہوئی فولاد فولاد شکن نے کہا ای سوسن بکار حبشن سے کہدے آمون کے باغ کے پہلو مین شعلہ رخسار کا خیمہ ہی جب قریب پہونچے گی طبلہ سارنگی کی آواز سنے گی پتا خبردار فراموش نہ کرنا وہین جانا کنیز نے بڑھکر حبشن کو بخوبی پتا بھی سمجھا دیا فولاد فولاد شکن بعد تھوڑی دیر کے یہ کہکر اُٹھا کہ لو نور نظر اب ہم دربار خداوندی مین جاتے ہین پانچ چھ روز دعوت کے اور باقی ہین اس سے فراغت پا کے طبل جنگی بجوا دونگا ایک ہی دن مین خاتمہ کردونگا زبانی شیطان درگاہ خداوند لقا کے سُنا ہی کہ حمزہ تو بڈھا ہوگیا ہی مگر دو جوان آج کل صاحب شوکت ولیاقت لشکر حمزہ مین ہین نور الدہر بن بدیع الزمان و نور نگاہ قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان معلوم ہوا کہ دونون کی تلوار کی دھاک ہی اگر ان دونون کو مارا تو لشکر حمزہ کا قصہ پاک ہی اور ایرج نوجوان کا نام اس وجہ سے زیادہ روشن ہوا ہی کوئی طلسم تھا موسوم بطلسم آئینہ اُسکو اسنے جا کر بڑی صفائی سے توڑ فتح کرکے آیا اُس روز شاید جنگ مغلوبہ تھی چند کوہی ذلیل حقیر لشکر صاحبقران سے لڑ رہے تھے اور کوئی جادوگر بھی طرف سے شہنشاہ افراسیاب جادو کے آیا تھا ساحر نے سحر کیا تھا مسلمان تباہی مین تھے اُسوقت یہ جوان بصد شوکت وشان مع ساحران طلسم کے آیا یہ بھی مشہور ہی کہ بادشاہ طلسم آئینے کی دختر اسپر عاشق ہوگئی تھی اُسنے ساحر بھی کچھ ساتھ کر دیے تھے اور کوئی تیغ طلسمی بھی پاس تھا اسوجہ سے وہ ساحر بھی مارا گیا شاید کوئی کوہی بھی اُسکے ہاتھ سے قتل ہوا اُسدن سے ملک جی نے ایرج نوجوان کی جرأت کی بڑی دھوم مچائی ہی اور زیادہ باعث ایرج نوجوان کی تعریف کا یہ ہی کہ قدرت کا نواسا ہی نام ایرج نوجوان کا جو فولاد فولاد شکن کی زبان سے نکلا بے اختیار ملکہ کے قلب کو تازگی حاصل ہوئی آنکھون مین روشنی آگئی حقیقت مین دلکو دل سے راہ ہوتی ہی نام معشوق کا طپش قلب عاشق کو کھوتا ہی بقول شاعر سول

بدل ہست درین گنبد سپہر ✦ از سوے کینہ کینہ و واز سوے مہر مہر ✦

ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے خوش ہوکر باپ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا میرے اچھے ابا یہ کیسی بات ہی مفصل فرمائیے یہ قصہ ضرور مجھکو سنائیے کہ ایرج نوجوان قدرت کا نواسا ہی اوسطرف سے مسلمانون کے لڑتا ہی کیا خداوند نے اُسکو نکال دیا ہی مسلمان ہوگیا ہی فولاد فولاد شکن

نے تیور پر بل ڈال کے کہا بعض بات ایسی ہی کہ زبان سے کہنا مناسب نہین ہی مشیت قدرت
مین کسی کو کیا دخل ہی نہین معلوم کیا کھیل کھیلتے ہین ہم لوگ ناحق مصیبت جھیلتے ہین بی بی
طولانی یہ حال ہی دفتر بالا باختر مین وقایع نگار نے تحریر کیا ہی کہ صاحبقران زمان ملک
عجم پر تھے کو جب باختر فتح کرچکے تھے کسی وجہ سے قاسم نوجوان انکا پوتا دربند جالندر پر قید
ہوا الوان جالندری نے قید قاسم کی بخدمت خداوند زمرد شاہ باختری روانہ کی ہفت
دربند طے کرکے قید قاسم کی شہر باختر مین آئی سنتے ہین قدرت نے بڑا احترام کیا تاجداران
جلیل کو واسطے استقبال کے بھیجا اور فرمایا کہ ہمارے سپہ سالار کا پوتا قید ہوکے آیا ہی ظاہر مین
حمزہ ہمکو برا کہتا ہی دل سے مطیع ہی ہمارے آگے اسکا مرتبہ رفیع ہی آخر قاسم نوجوان کو بارگاہ
قبطول بلایا اس سرکش نے جمال خداوند بھی دیکھا مگر سجدہ نہ کیا قدرت نے حکم قتل دیا قدرت نے
ان لوگون کو طاقت بھی ایسی دی ہی کہ اسنے قید آہن کو توڑ ڈالا گنبد گیتی نما مین لڑا آخر پھر گرفتار
ہوا قفس آہن مین بند کیا گیا قدرت نے بغیظ و غضب فرمایا اسکو لیجا کر چاہ ماران مین پھینکدو
اے خداوند تیری قدرت کے صدقے کبھی بندون پر تیرا غضب ہی کبھی رحم شریک حال ہوتا
ہی چاہ ماران مین پھکوایا آپ ہی نجات دی کسی فرشتے کو حکم دیا اُسنے پنجرہ اٹھا کر بالائے
کوہ دوشاخ پہونچایا قفس توڑ کر وہ نکلا نور چکیدہ خالص قدرت ملکہ گیتی افروز دختر خداوند
مدت سے اُسپر مائل تھین تصویر اُسکے پاس تھی اُنکے باغ شبستان مین یہ باغی پہونچا انھون نے
باعزاز تمام قاسم کو باغ مین رکھا باغ شبستان سے شب کو یہ جوان آتا تھا لشکر خداوندی پر
شبخون مارکر نکل جاتا تھا وجہ یہ ہی کہ قدرت کے بندے غافل بہت ہوگئے تھے انکی سرکوبی کے
واسطے قدرت نے اسکو مقرر کیا تھا جب تو لاکھون سے اُلجھ کر نکل جاتا تھا ورنہ لاکھون سے
کوئی اکیلا سوائے مابدولت کے لڑسکتا ہی قدرت تو تقدیر کرچکے تھے آخر ملکہ گیتی افروز
ساتھ قاسم کے نکل گئین اُنکے بطن سے ایرج نوجوان پیدا ہوا ہی بس قدرت کا نواسا ہی
یہ ہم کیونکر کہین کہ وہ خدائے نادیدہ کی پرستش کرتا ہوگا اس پردے مین کچھ اسرار ہی
ہمارا مشیت خداوند مین دخل دینا بیکار ہی یہ تقریر دلپذیر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے
خوب متوجہ ہوکر سُنی ہنستی جاتی ہین جہان کچھ سمجھ مین نہ آتا تھا پوچھتی جاتی تھی فولاد شکن

کہتا جاتا تھا کہ بی بی جسقدر مین نے سُنا تھے کہدیا مفصل تو شیطان درگاہ خداوند کو خوب یاد ہے
مسلمانون کی ایسی کہانی بیان کرتا ہی جی چاہتا ہی کہ آٹھ پہر سنا کیجیے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے
عرض کیا ای بابا جان یہ کتابین کہان ہین جسمین مسلمانون کے حالات لکھے ہین فولاد شکن نے کہا
بیٹا مین کیا جانون مین مرد سپاہی کہان واہی تباہی پڑھنے کی فرصت کہان اتنی دیر کے واسطے
تمھارے پاس آیا کشتی لڑنا موقوف رہا ان مقدمہ کتب مین بختیارک سے دریافت کرونگا
تمھارا کیا مطلب ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے عرض کی یہ دلچسپ ہی راتون کو پڑھوائینگے
سب ملکر سنینگے ہزار باتین جھوٹ ہونگی ایک تو سچ ہوگی اور علاوہ جھوٹ سچ کے ذکر جرات تو
بہادرون کو سننا ضرور ہی کئی برس کا عرصہ گذرا کہ جب حضور نے شاہنامہ پڑھوایا تھا آپ کی کنیز
کو سب داستانیان رستم کی یاد ہین یہ بھی کتابین تلاش کرکے ضرور لیتے آئیے گا فولاد شکن
وعدہ کرکے اُٹھا اور بیرون باغ آکر گینڈے پر سوار ہوا براے ملاقات سلیمان عنبرین مو کے گیا
ادھر غنچہ دہن نے دیکھا کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو باپ سے باتین کین چہرہ سرخ ہوگیا ہی
کسی قدر تغیر رفع ہوگیا ہی غنچہ دہن نے کسی قدر جو ملکہ کو شگفتہ پایا دسترخوان بچھوایا خاصہ منگوایا
قسمین دیکر منت و سماجت دو ایک نوالے کھلائے جب زیادہ کہا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے
جواب دیا غنچہ دہن تیرے سر کی قسم اُبکائی چلی آتی ہی بس دسترخوان اُٹھاو زیادہ نہ پریشان کرو
بموجب ارشاد ملکہ دسترخوان اُٹھ گیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے ہاتھ دھوئے گلوری تک
نہ کھائی مسند زرین پر خاموش آکر بیٹھی غنچہ دہن شعلہ رخسار و لالہ عذار کے انتظار مین
ہی کہ کاش یہ جلد آئین کچھ گا بجا کر ملکہ کے سب ملال رفع ہون یکایک حبشن نے آکر خبر دی
کہ لونڈی شعلہ رخسار و لالہ عذار سے خبر کر آئی سامنے بھی منگائی تھی لباس وغیرہ تبدیل کر رہی
تھین حاضر ہوا چاہتی ہین غنچہ دہن نے چپکے سے کہا کہ حرامزادی اپنے ساتھ نہ لائی اُسنے عرض
کی حضور پہر بھر مین وہ لباس بدلتی ہین زیور پہنکر تو عرصہ چاہیے اُسکے ٹھٹھے سے آپ آگاہ نہین
ہین قوم کی ڈومنیان ہزارون روپیہ پیدا کرتی ہین بڑے بڑے سردارزادے بلاتے ہین انکو
فرصت کہان ملتی ہی بیان کے نام پر بڑبڑائی ہین حضور کے بیان سے تو تنخواہ مقرر ہی بیٹھے کھڑے
چڑھتی ہی مستی انکی دن بدن بڑھتی ہی بی شعلہ رخسارہ تو آج کل بازار حسن گرم ہی نہ حیا ہی نہ

شرم ہی مردانی صحبتون مین جاتی ہین سات سات بجے وہان سے نہین آتی ہین مین نے ابھی جاکر
جگایا مان میٹھی پڑی ہوئی سو رہی تھین انھین تو مین نے دیکھا ملی دلی کرتی جا بجاتے سکی ہوئی اب
اُٹھی ہین سامان کر رہی ہین غنچہ دہن یہ سُنکے خاموش ہو رہی خدمت مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
کے آئی عرض کی گا سُنین حاضر ہوا چاہتی ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے ٹھنڈی سانس بھر کے
کہا غنچہ دہن تجھے سودا ہوا ہی والد کے سامنے مین منع نہ کر سکی تو نا نہین سنونگی میرا دل نہین جاتا
ہی بموجب شعر کیا ہنسے کیا خاک کوئی روئے ٭ جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہوسکے ٭ غنچہ دہن
نے عرض کیا واری ابتک آپ نے مجھسے حال دل کا مفصل نہ کہا کیا سبب ہی جو جی ٹھکانے
نہین ہی ملکہ نے کہا ای غنچہ دہن یہ حال مجھسے نہ پوچھو خیر تمھاری خوشی کا سُنون حرامزادیون کو
آنے دو تم سب بیٹھکر سُننا یہان ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو اس گفتگو مین چھوڑیے لیکن دو کلمہ
مہترین مہتران عالم عیار کامل مہتر شاپور شیر دل تحریر ہوتے ہین کہ یہ جا ایرج نوجوان کو تسکین
دے کے ہمراہ جستجوے مطلوب ایرج نوجوان روانہ ہوا تھا حیران و پریشان کہ ای شاپور مین
کہان جاؤن کیونکر اُس طائر عنقا کا پتا لگاؤن یہ بھی ضرور خیال ہی کہ اگر خالی پلٹ کر جاؤنگا نشان
محبوب بھی نہ پاؤنگا تو وہ سوختہ آتش دوری وافروختہ شعلہ مہجوری اپنے تئین ہلاک کریگا جب
والد نامدار تشریف لائینگے غصے مین فرمائینگے بیٹے حمزہ کے ساتھ کیا کیا کام کیے جہان کہین ہمارا آقا عاشق
ہوا ایک دن بھی بیقرار رہنے نہ دیا فوراً تلاش کیا تجھسے اتنا نہو سکا کہ اپنے آقا کی معشوقہ کا پتا لگاتا
اپنی جان مٹاتا عمر بھر ایسے ایسے طعن و تشنیع سُننا پڑینگے بھائیون مین ذلیل رہینگے علاوہ ذلت
و رسوائی کے خدانخواستہ اگر آقاے نامدار مولاے قدر شناس پر کوئی اُفتاد پڑی زندگی بیکار ہی
پھر کسکو روے سیہ دکھاؤنگا اُنکے فراق مین تڑپ تڑپ کے مر جائینگے وہ تو یہ پرورش فرمائین کہ
غلام کو اپنا بھائی بنائین اور اُنکی ایسی مشکل مین کام نہ آئین دل سے یہ باتین کرتا ہوا پھرتے پھرتے
سحر ہو گئی وہ شب تیرہ و تاریک بسر ہوئی آخر ناچار ایک مقام پر آیا جھیل سامنے تھی تھکا ماندہ دھوپ
ایک نخل کی آڑ پکڑ کے بیٹھا خدا سے دعا کر رہا ہی کہ ای رہبر کامل پردہ غیب سے کوئی سامان ایسا
مہیا کر کہ نشان محبوب آقاے نامدار حاصل ہو اسی فکر مین مصروف دعا تھا کہ یکایک تیر دعا ہدف
مراد پر پہونچا یعنی جانب دست گرداگرد دیکھا اک بیلی جڑی زنگاوی نہایت معقول جگنون پر بیلون

سے غول چاند تکیے چڑھے ہوئے جھولیں زربفت کی پشت پر گھوڑوں سے راہ روی میں تیز تر آرہے
ہوئے چلے آتے ہیں اور اُس بہلی میں ایک نازنین پری تمثال جوان خوشرو اُسکی پشت پر
دوسری کہ سن اُسکا قریب چالیس برس کے ہوگا مگر گوری رنگت دونوں لباس عمدہ پہنے ہوئے
زیور معقول جسم پر آراستہ طبلہ سارنگی ایک سمت رکھے ہوئے جسکا سن زیادہ ہے وہ کہتی ہوئی
آتی ہے کہ اے بیٹی شعلہ رخسار یہ تیرے ناز و ادا سب ایک دن ذلیل کرائینگے غضب ہوا دن
چڑھ گیا ملکہ خفا ہونگی کئی دن کے بعد تو آج یاد فرمایا تو نے بناؤ سنگار میں اتنا عرصہ لگایا دیکھیے
آج کیا ہوتا ہے وہ جوان عورت ساتھ والیوں سے کہتی ہے امی جان کو سودا ہوا ہے آٹھ پہر یونہیں
بڑبڑایا کرتی ہیں کیا میں کچھ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی لونڈی ہوں خفا ہونگی تو کیا ہوگا
نوکری نہ کرینگے مجھے پروا نہیں ہے میرے بہت قدرداں ہیں جب جاؤ دو دن آنے نہ پاؤ
فقط امی جان کے ڈر سے جاتی ہوں ورنہ میری پاپوش بھی نہ جاتی اگر کچھ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
مجھے کہینگی تو جواب دونگی کہ بی بی اپنی زبان سنبھالو کلمہ سخت و سُست مجھکو نہ کہو میں ایسی نوکری سے
باز آئی یہ جو باتیں جسکا سن زیادہ ہے اُسکے کان میں پڑیں اپنا منھ پیٹنے لگی کہ اری شعلہ رخسار
دیکھوں تیری آتشخوئی کیا رنگ دکھاتی ہے یہ ہماری پرانی سرکار ہے اسی در دولت سے ہمارا عز و
وقار ہے اری ان مردوؤں کی چاہتیں دو دن کی ہیں جب جوبن ڈھلیگا باغ حسن میں خزاں
آئیگی پستی دماغ سے اُتر جائیگی کوئی دمڑی کو نہ پوچھیگا یہ چونڈا ہمنے دھوپ میں سفید کیا ہے بڑے
بڑے چاہنے والوں کو دیکھ لیا ہے کبھی ہم بھی جوان تھے حسن کی بہار تھی گل رخسار کے سیکڑوں بلبل
تھے شمع جمال کے ہزاروں پروانے تھے کوئی اپنا گلا کاٹتا تھا کوئی سنکھیا کھاتا تھا کوئی اپنی چاہ
دکھاتا تھا کوئی صاحب کہتے تھے بی لالہ عذار تمھاری محبت میں ہمارا دل داغدار ہے ہم اسی
طرح ہمیشہ چاہینگے عمر بھر نباہینگے اُودستانی بتلا تو اب اُنمیں سے کوئی بھی آتا ہے بلکہ دور سے
دیکھکر منھ پھیر لیتے ہیں بات کرو تو جواب نہیں دیتے ہیں یہ مردوے عاشق ہیں اپنی غرض
کے بندے ہیں جب اپنی غرض نکل گئی نشہ اُتر گیا ہوشیار ہوئے بس چل دیے اری جہانتک
ہوسکے ان لوگوں کو اشتیاق میں رکھے ہاتھ نہ لگانے دے تیری لپٹ ہی ازار بند کی ڈھیلی ہے ہمیشہ
ذلیل رہیگی دیکھو ہماری نصیحت گوش ہوش سے سُنو اسوقت میں جہاں تک ہوسکے چار

پیسے پیدا کرلو یہ جوانی چلتی پھرتی چھاؤن ہی جو اسوقت پیدا کرلوگی بڑھاپے مین کام آئیگا پیسا اپنی گانٹھ کا یا سا اپنے ساتھ کا مثل مشہور ہی ابھی ہماری باتین بُری معلوم ہوتی ہونگی مرچین لگتی ہونگی مین دیوانون کی طرح بک رہی ہون نگوڑی ٹکرٹکر منھ دیکھتی ہی بات کا جواب نہین دیتی اتنا منھ سے نہین نکلتا کہ ای جان اب ایسا ہی کرونگی موون کو لوٹونگی ہماری پاپوش سے ہماری تو وہی مثل ہی بقول شخصے گذر گئی گذران کیا جھوپڑی کیا میدان میرا پڑا نا چاہنے والا تیرا باپ بیچارہ اُسی طرح خدمت مین حاضر ہی پانی بھرتا ہی اپنا گھر بار چھوڑ کے بال بچون سے منھ موڑ کے میرے یہان پڑا رہتا ہی کیسے کیسے ظلم سہتا ہی اُسکی جورو جور کی صورت ہی میری خاطر سے اُسے آنکھ بھر کے نہین دیکھتا ہی یہ باتین شاپور شیر دل نے سنی دلمین خیال کیا کہ یہ بیشک کہین کا نے جاتی ہی یہ بھی ظاہر ہی کہ قوم کی ڈومنیان ہین گھر گھر جاتیان ہین ای شاپور کیا تعجب ہی کہ اسی ذریعہ سے فضل الٰہی شامل حال ہو دور دل کا رنج و ملال ہو مگر رہروی مین کیا تدبیر کرون دونون مین ایک کو کسطرح لون اس سوچ مین تھا کہ بقدرت پروردگار وہ بھلی اُسی نخل کے سایے مین آکر ٹھہری شعلہ رخسار نے کہا ای جان ذرا پیشاب کر لون لالہ عذار نے کہا اری مستانی یہ مثل بیشک ہی کہ شکار کے وقت کتیا ہگاسی دیکھو صاحبو ابھی ہمنے پہر بھر پھرایا ہی اُسکا یہ ظہوری گھر سے یا تو نکلنا دشوار تھا اب چلی ہین تو راہ مین ہگنا موتنا یاد آیا ہی شعلہ رخسار نے کہا ای جان میرا پیشاب نکلا جاتا ہی تم تو ہر بات مین جھگڑتی ہو ہوا سے لڑتی ہو تمھاری کامین نے میرا سر پھرا دیا انکے مارے بلبلی موتنی بند ہوئی ہی یہ کہکر لٹیا ہاتھ مین لیکر پائنچے سنبھالکر بھلی سے کود پڑی ایک رزندہ نخل کی جانب چلی لالہ عذار نے کہا ہی مین اپنا سر پیٹ لونگی اس چھوکری کے واسطے جیان ودنگی یہ جنگل کا سناٹا ابھی کچھ ہو جائے تو مین کیا کرون بات نہین مانتی بڑی ضدن ہی لالہ عذار بکا کی لیکن شعلہ رخسار جنگل مین گھس گئی شاپور نے اپنے دلمین کہا خدا نے اپنا فضل کیا اب اسکو بیہوش کرو اور اسکی شکل بنو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہ سوچتا ہوا آگے بڑھا شعلہ رخسار کی پشت پر آیا جیسے ہی وہ پیشاب کر کے اُٹھی ازار بند باندھنے لگی شاپور شیر دل نے کمند ماری گرتے گرتے حباب بیہوشی مارا وہ بیہوش ہوئی شاپور شیر دل نے بتعجیل تمام لباس اور زیور اُسکا اُتار لیا اُسکو تو ایک گوشے مین ڈال دیا اور خس سے

مخفی کر دیا اور رنگ روغن عیاری کا لگا کے جلد تر شعلہ رخسار کی شکل بنکر تیار ہوا ادر اس عرصہ جو ہوا لالہ عذار بہلی سے بیٹھی ہوئی کود پڑی اور کہتی ہوئی چلی آرہی ہی مرگئی ہی کچھ سایہ سک ہو جا سے بھوت پریت نہ لپٹ جائے شاپور کی جو شکل شعلہ رخسار بن چکا تھا فوراً آواز دی امی جان تم بھی یہان آؤ ایک تماشا دیکھو سانپ اور نیولا لڑ رہا ہی اسے تو سانپ نے نیولے کو کاٹا نیولا لڑکھڑاتا ہوا بھاگا ہی ایک جڑی کھا کر پلٹا سانپ کو مار ڈالا لالہ عذار ہنستی ہوئی قریب پہونچی ایک دو جھڑ مارا کہا ارے آگ لگے سانپ اور نیولے کو چل بہلی پر سوار ہو گی کہ نہیں شاپور نے ایک قہقہہ مارا اور کہا تم اس جنگل مین آج گاؤ ہم جنات کے بادشاہ ہین بہت روپیہ دینگے جانی تم سے آشنائی کرینگے یہ کہکر آپ ہی چٹکیاں بجا کر گنگنا یا پھر چپ ہو گیا لالہ عذار پیٹنے لگی ارے ساتھ والیو دوڑو میری بچی کو کیا ہو گیا اور وہ سب بہ جراس ہو کر دوڑین آکے دیکھا شعلہ رخسار چپ کھڑی ہی ہان بیٹھی ہی وہ کچھ جواب نہین دیتی ہی ساتھ والیون نے کہا بی لالہ عذار تمکو تو سودا ہی خاصی اچھی بھلی چنگی ہین ناحق گھبرا رہی ہو فال بدمنہ سے نکالتی ہو کیسا نگوڑا بھوت پریت لالہ عذار نے کہا تمنے نہین سنا ابھی کہتی تھی کہ مین جنات کا بادشاہ ہون اس جنگل مین گاؤ روپیہ بہت سا دینگے یہ سنکے وہ بھی سب گھبرائین قریب آکر پوچھنے لگین کیون بی بی کیسا مزاج ہی بادشاہ جنات کا کہان ہی ہم گاتے ہین لاؤ روپیہ دو لاکھ لاکھ سب پوچھتی ہین مگر وہ مثل تصویر خاموش ہی نہ منہ سے بولتی ہی نہ سر سے کھیلتی ہی کوئی بلا مین لیتی ہی کوئی صدقے ہو کر جان دیتی ہی اور کہتی ہی ارے بی بی ابھی کیا تھا کیا ہو گیا ہی نہ رگ ات کا قول ہی ہنڈی مین گھر لال ایک دم مین بھر نکال ہی ہی اب کسکے ساتھ گانے کی مشتاق تڑپ تڑپ کے مر جاتی ہی شاپور یون چپ ہی گویا منہ مین زبان نہین دلمین کہتا ہی حرامزادیو بہت خاک اڑاؤ پیٹا کرو ہم پڑھے ہوئے بن ہین اپنی عیاری سے خوب مطلع ہین مر بھی جاؤگی تو منہ سے نہ بولینگے جہان موقع ہوگا وہان زبان کھولینگے آخر سبھون نے گود مین اٹھا لیا بہلی پر لا کے بٹھایا یہ صلاح ہوئی کہ ملکہ کے پاس لیچلو وہ پڑھی لکھی ہین فال تعویذ بھی یقین ہی کہ جانتی ہونگی یہ سوچکر گاڑی بان سے کہا ارے بڈھے بہلی جلد بڑھا دیر نہ کر تا بہ در باغ جلدی پہونچا میری چودہ برس کی کمائی برباد ہوتی ہی یہ جب چمک کر میرے سامنے آتی تو بے اختیار زبان پر یہ شعر قمر کا آتا تھا شعر جوبن جوان سال خدا خیر سے کاٹے تیرہ چھٹنے لگتا ہی مہ چاردہ پورا ہو کر ہائے

مین تو تصدق بھی اُتار چکی اُنکی سلامتی کی روز نذر و نیاز کرتی تھی آج کس ساعت نحس مین گھر سے
نکلی یہ آفت سامنے آئی اے خداوند لقا میری بچی کو صحت دے تیرا رت جگا کرونگی سلامتی گاؤنگی
شہر کی سب ڈومنیان بلاؤنگی لالہ عذار یہ کہتی ہوئی روتی پیٹتی بہلی پر چلی جاتی ہے کہ سامنے سے لشکر
فولاد و فولاد شکن معلوم ہوا دیوار باغ سلیمان عنبرین موے کو بھی نظر آئی دیکھا کہ گرد باغ کے فوجین
اُتری ہوئی ہین کہین قواعد ہو رہی ہے کہین اکھاڑہ کھدا ہے کوئی کشتی مین مصروف ہے انکی بہلی
بیچ مین سے جو نکلی کیدان رسالدار کھنکھارنے آوازہ کسنے لگے کوئی پکارا میان جانے والے
ذرا جوانون کی سمت بھی آنکھ اُٹھاؤ ایک پکارا ہائے کیا انکھڑیان ہین ایک بولا قیامت کی
چتون ہے ہائے تیر نظر ون کلیجے پر مارے بھائی دوڑنا مین تو زخمی ہو گیا یہ باتین جو لالہ عذار نے
سُنین گالیان دینے لگی اے مُچھڑو میری بچی کو تم لوگون کی نظر کھا گئی جن کا سایہ ہو گیا یہ بات جوانون
نے سُنی قریب بہلی کے آ گئے اور پوچھنے لگے کہ کیون بی لالہ عذار خیر تو ہے ہم تو تمھاری صاحبزادی کے
دعا گو ہین مفصل کہو کسی نے آنکھ دکھائی ہو تو آنکھ نکال لین لالہ عذار نے رو کر کہا کسکو بتاؤن
آفت آسمانی آئی ہے یون پانی کا سا منہ ہے سب جوان تسکین دینے لگے بی لالہ عذار نہ گھبراؤ خداوند
لقا موجود ہین اُنسے جا کر کہین گے وہ بھوت پریت دیو جن کو ایک اشارے مین قید کر لینگے بلکہ ایسی
باتون کے واسطے تو خداوند زمرد شاہ باختری کافی ہوگا اُسی کا کوئی بھائی بھتیجا ہوگا لالہ عذار نے
کسی کی بات کا جواب نہ دیا در باغ پر اُتری محلدار بی لذت کری پر بیٹھی تھی لالہ عذار سے بہناپا
بھی ہے دودھ چاول ساتھ کھائے ہین دیکھتے ہی پکاری اخیلا کہان تھی جب دس پیغام جائین تب
تو گھر سے نکلتی ہے بڑی مغرور ہو گئی ہے بھلا اب ہم سے کاہیکو آنکھ ملاؤگی یہان کیون آ گئی دھندون
سے فرصت کہان لالہ عذار دوڑ کر لپٹ گئی اور رو رو کر کہنے لگی کہ بوا لذت مین لٹ گئی ہائے اپنی بچی
کا تو حال دیکھو کہ کیا ہو گیا گھر سے اچھی خاصی چلی تھی راہ مین فقط پیشاب کو اُتری تھی نہین معلوم
وہان کونسی بلا نازل ہوئی میری بچی چپ ہو گئی ہے بی لذت محلدار نے تو لالہ عذار کو چھوڑا
جھپٹ کر قریب شعلہ رخسار کے آئی پوچھا کیون چھوکری کیسی ہے بات کیون نہین کرتی ہے شعلہ رخسار
نے کہا کہ ہم اب جائینگے ہماری شادی ہے اب تو بی لذت یہ سنکے دور بھاگین بہت سی کنیزین
یہ غل و شور سنکر باہر آ گئین پوچھنے لگین کہ کیا ہو گیا بوا لذت نے کہا ارے شعلہ رخسار پر

جن چڑھ بیٹھا ہو عجیب عجیب باتیں کرتی ہو کنیزیں بدبد دوڑیں باغ میں سامنے ملکہ کے آئیں یہاں ملکہ سیمین عذار خاموش سر جھکائے یاد محبوب میں بیٹھی تھی یکایک کنیزیں دوڑتی ہوئی آئیں کہا حضور شعلہ رخسار کو کچھ ہو گیا دروازے پر چپکی کھڑی ہو کسی سے بات نہیں کرتی لذت مخلدار نے جو بہت پوچھا کہا کہ ہم جائینگے ہماری شادی ہو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا جاؤ ہمارے سامنے لاؤ بھوت پریت جن دیو کیا کسی رنج و ملال میں ہوگی ہم پوچھ لینگے کنیزیں چلیں یہاں دروازے پر عورتوں کا ہجوم ہو گیا ہی چاؤں چاؤں کر رہی ہیں جیسے بر وقت بسیرے کے چڑیاں بولتی ہیں ان کنیزوں نے آکر سب کو ہٹایا پکار کے کہا بی لالہ عذار چلو تمھاری بیٹی کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بلاتی ہیں لالہ عذار نے ہاتھ پکڑا کہ بی بی چلو ملکہ یاد فرماتی ہیں شعلہ رخسار چل نکلی گرد خرمن کا ہجوم جدھر شعلہ رخسار نگاہ اٹھا دیتی ہی سیکڑوں عورتیں بدبد بھاگتی ہیں کوئی چمن میں گری کوئی پر گرتی ہوئی بھاگی ای بوا دیکھو مجھکو کس نگاہ سے گھور رہی شیر کے تیور ہیں بیشک جن کا سایہ ہوا۔ مجھکو یقین آگیا ہماری پڑوسن کے بھی سر پر ایک جن آتا تھا غضب کی باتیں بتاتا تھا بری لونگیں بھری الائچیاں جو مانگو دیتا تھا آخر چند دن میں مر گئی کسی ملا سیانے سے کچھ نہ ہوسکا ویسی ہی آنکھ اسکی بھی چہرہ سرخ ہی بس بوا چند دن میں شعلہ رخسار کو یہ جن لیجائیگا ایک نے کہا چپ رہ خیلا دیوانی ہوا ری ایسے پوچھ کہ جنگل جنگل پھرتے ہیں نہ کسی دیو کو نہ کسی جن کو نہ بھوت پریت کو دیکھا یہ سب ڈھکوسلے ہیں شعلہ رخسار فیلمائی ہی یہ بھی ایک بات ماں کے ڈرانے کے واسطے بنائی ہی کہ ہائے دلے ہو صدقے چلے اترتیں ہیں خود ایسے فریب کر چکی ہوں میرا میاں بڑا بد مزاج تھا کہیں نکلنے نہ دیتا تھا اور نہ ماں میرا جوانی کا تھا جیوڑا مزے وہی چاہتا تھا چار گلیوں میں پھریں چار مردوں کو دیکھیں نہ اپنے تئیں دکھائیں جوانی کے مزے اڑائیں وہ نگوڑا اکٹھ پہر دروازے میں قفل لگا کے جاتا تھا ہوا کا بھی گذر نہ تھا بس میں نے ایک دن سر کھول کے کھیلنا شروع کیا دیوار و در میں ٹکریں لین دیہاتنیاں جٹھانیاں ساس پیٹنے لگیں کہ ہی ہی میری بہو پر کوئی چڑھ بیٹھا محلے والو دوڑو مری داد کو پہونچو اسے کسی ملا سیانے کو بلاؤ تمام گھر عورتوں سے بھر گیا میں دو تین ٹکریں مار کر چپکی ہو کے بیٹھ رہی سب نے پوچھنا شروع کیا میاں کون صاحب ہو میں نے کہدیا شیخ سدو ہوں یہ تو میری معشوقہ ہی لیکن اسکے میاں کو مار ڈالونگا کیونکہ ہمارے قالب پر رنج و ظلم کرتا ہی اس سے

مین ہمارے میان مورکھ بھی آ گئے اُنھون نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا گئے مان اُنکی دوڑکر اُن سے لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ بیٹا اب جورو پر ہاتھ نہ اٹھانا وہ حضرت شیخ سدو کا قالب ہی ہمارے بزرگو کا گھر یہ ناس کرچکے ہین بس پھر تو ساس صاحب نے بگاڑ دیا کڑہائی کی اس دن سے میان میرے کوڑیہ غلام ہو گئے جہان ذرا تڑائے مین نے کہا شیخ جی سے کہہ دونگی بس وہ ہاتھ جوڑنے لگتے تھے بس بوا اُسدن سے گھر مین دھاک بندھ گئی ویسا ہی اس شعلہ رخسار نے بھی فقرہ بنایا ہوگا مان پہ بلو ڈالنا منظور ہی کنیزون مین تو یہ باتین ہوتی تھین مگر شاپور شیردل آکر سامنے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے بہو بچا چپکا کھڑا رہا سلام بھی نہ کیا مگر بخوبی بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی جی مین کہتا ہی کیا عجب ہی کہ جسنے متاع صبر و قرار میرے آقا کا لوٹا ہی دل لے لیا ہی وہ یہی ہو تو کیا دور ہی مگر حقیقت مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد شعلہ رخسار حسن و جمال مین بیمثال ہی آقائے نامدار اسکا تڑپنا بیکار نہین ہی شعر جسپہ بیتی ہو وہی جانے ۞ جو کہ بے درد ہو وہ کیا جانے ۞ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جب دیکھا کہ شعلہ رخسار سامنے کھڑی ہی قبضے پر ہاتھ ڈال کے آواز دی کہ کیون شعلہ رخسار کیا معرکہ ہی بڑھیا مان کو کیون رُلاتی ہی بڑھاپے مین مان کو ستاتی ہی اور آج ہمارا ابھی ادب اور قاعدہ بھولی سلام تک نہین کرتی ہم کیا تیرے سلام کے محتاج ہین عنایت لقا سے خود صاحب تخت و تاج ہین خیر اسی مین ہی کہ بیٹھ جا ورنہ ایک تیغہ مارونگی کہ سر گو کھاتا پھریگا تو نے مجکو بھی اور کوئی بنایا ہی مین دم بھر مین بھڑوسے دیوانے کو ہوشیار بنا دیتی ہون ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو اس طرح غصے سے کہا اور تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا شاپور خوف سے تھر تھر کانپنے لگا جلدی سے بیٹھ گیا مگر آنکھون سے آنسو جاری ہوئے لیکن چپ بیٹھا رہا اور بغور جو ملکہ کو دیکھتا ہی تو چہرے پر آثار حضرت عشق کے ہویدا و نظاہر ہین شکل آئینہ حیران مانند زلف پریشان ہی بات بات مین ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی مگر اسوقت آپے مین معلوم ہوتی ہی کہ بہل گئی ہی باتین کرتی ہی مگر چوکنا کبھی ادھر دیکھتی ہی کبھی اُدھر دیکھتی ہی ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری شعلہ رخسار تو بنظر غور دیکھ رہی ہی مگر ملکہ نے پھر کہا کیون شعلہ رخسار ہماری بات کا کچھ جواب نہ دیا کیا تمہین بھی دیوانہ بنایا ہی باتین کرو اپنے دل کا حال بیان کرو جب شعلہ رخسار اس تاکید پر بھی نہ بولی تب لالہ عذار نے کہا دری آپ الگ رہین یہ مردانی باتین کرتی ہی جنگل مین پیشاب کر گئی تھی دیو سے

یہ خرابی ہوئی ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا دیکھو ہم بتائے دیتے ہین چونکہ عشق مین خود مبتلی دل مین اپنے کہتی تھی کہ اے سیمین عذار صنوبر قد مثل تیرے شاید یہ بھی کسی پر عاشق ہوئی میری طرح کشتۂ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو ہو گئی ہی معشوق تک رسائی غیر ممکن ہی اور تو کچھ بن نہین پڑتا چپ ہو گئی ہی حضرت عشق کے تو نرالے کارخانے ہین بموجب نظم

ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال — عشق ہی تازہ کار تازہ خیال
کہین آنسو کی یہ سرایت ہی — کہین یہ خونچکی حکایت ہی
گہ نشان اسکو داغ کا پایا — گہ پتنگا چراغ کا پایا
دونون باتین غرض ہین اسکی خوب — کہین طالب ہوا کہین مطلوب

اس آفت سے ہین کیا کیا فریب اُٹھانے جاو یوسف کی زلیخا کو کنوین جھکانے نہین معلوم لیلی نے اپنی عمر کیونکر کاٹی شیرین کی جان شیرین پر غم فرہاد مین کیا گذری فرہاد سے آخر ضبط نہو سکا تیشہ سر پر مار لیا شعر فرہاد چون تیشہ بر سنگ بزد تیشہ بہ گفت باندیشہ سنگ آمد سخت آمد آخر سر پھوڑ کے مر گیا جب جان گئی تو یہ سعادت مندی حاصل ہوئی کہ فن عشق مین کامل کہلائے عشق خانہ خراب کو آگ لگے محبت کرنے والا بجاڑ مین پڑے مگر ہاے کیا لذت ہی کہ دل ہی دل مین شعلہ رخسار مزے اُٹھاتی ہی زبان پر نہین لاتی ہی یہ سوچ کر کہا لالہ عذار تم گھر جاؤ شعلہ رخسار کو یہین چھوڑ دو ہم انکا علاج کر دینگے اپنا طبیب حکیم جو مناسب ہوگا بلا دینگے یا نہ بلائینگے اسکو صحیح و سالم تمھارے حوالے کر دینگے دو ایک دن یہان رہیگی اچھی ہوجائیگی لالہ عذار نے کہا واری ایسا نہو کچھ حضور کو خلل ہو جائے تو آپکے والد نامدار میری ناک چوٹی کاٹینگے سب صاحب کہینگے آسیب زدہ کو ملکہ کے پاس کیون چھوڑا ابھی آپ کا بھی نام خدا کنوارا پنا ہی ابھی دنیا کا کیا دیکھا ہی ہان اتنا ہی کہ آپ پڑھی لکھی ہین آپکی چار آنکھین ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جواب دیا کہ تجھے ان باتون سے کیا مطلب ہی ہم اسے سمجھ گئے ہین دوا سے صحت کھلا دینگے جلد اچھی ہوجائیگی تشخیص عارضہ کی ہو گئی ہی اب اچھا ہونا اسکا کیا مشکل ہی کل تجھے خبر پہنچ جائیگی باتین سنکرے تو ہمکو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نہ کہنا شاپور شیر دل یہ باتین سنکر اپنے دل مین حیران ہو رہا ہی کہ خداوند خیر کرنا دیکھیے کیا علاج کرتی ہی فتال عالم ہی کہین ایک ہاتھ تلوار کا نہ آ جائے اس ظالم کا کوئی کیا کرے گا اپنا ایک ہاتھ مین خاتمہ ہو جائے گا آقا اپنے خیمے مین بیٹھے ہین ہم یہان اس آفت مین پھنسے ہین غرض لالہ عذار کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے

کنیزون سے کہا جاؤ اپنے اپنے کامون مین مشغول ہو ہمکو گھیر کے نہ بیٹھو میرا دل گھبراتا ہی شعلہ رخسار کو کانامین کرکے دیوانہ بنا دیا کس کس سے وہ بولے کس کس کی باتون کا جواب دے ہم ہی شعلہ رخسار سے کوٹھے پر جاکے باتین کرینگے یہ کہکر شعلہ رخسار کا ہاتھ پکڑ لیا کوٹھے پر لیکر چلی مگر نیچہ ایک ہاتھ مین اٹھا لیا شعلہ رخسار متحمل ہوئی مگر دل اندر سے تھرا رہا ہی کہ کوٹھے پر جاکر مجھکو مار ڈالیگی ایسا نہو کہ جان جائے مگر مجبور و ناچار ملکہ کے ہمراہ کوٹھے پر آئی وہان دو کرسیان بچھی تھین ایک پر ملکہ بیٹھی ایک کرسی پر شعلہ رخسار کو بٹھایا اور مسکرا کر کہا کہ اے شعلہ رخسار سچ بتاؤ یہ کیا معرکہ ہی ہم تاڑ گئے ہین مگر اصل یہ ہی کہ ملکہ جو کسی کا عاشق اسکو بھی کبھی خوف سے رنگ مدے شاپور شیر دل اُتر گیا ہی مثل بید کانپ رہا ہی جان کے خوف سے ہونٹھ خشک ہین ملکہ نے جو یہ کہا کہ ہم تاڑ گئے شاپور شیر دل سمجھا کہ اسے پہچانا اور زیادہ گھبرایا ہاتھ باندھے عرض کیا کہ ملکہ کچھ بھی ضمیر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا کیون چھپاتی ہی سچ کہ کس پر عاشق ہوئی ہم خوب پہچانتے ہین حضر عشق کے آثار تیرے چہرے سے ہویدا ہین اچھا خوف کیا ہی بتا دے مین اسکے وصل کی تدبیر کالی تیری مان سے نہ کہونگی تیرے معشوق تک پہونچا دونگی اری کمبخت جلد زبان کھول کچھ منھ سے بول ہاے ارے کیا کہون مین بھی اسی آفت ناگہانی مین مبتلا ہون شب بھر مجھپر بھی تڑپتے تڑپتے گذرے ہین نہ کھانے کی خواہش ہی نہ پانی کی ہوس ہی جی چاہتا ہی چیخین مارکے روؤن کسی صحراے ویران مین نکل جاؤن پہاڑون سے سر ٹکراؤن دل وا غدار سینہ فگار ہی شب ہجر کا کٹنا دشوار ہی جب دم لبون پر آیا تو روے سیاہ سحر نے دکھایا والد نامدار آئے وہ کچھ بکا کیے مین نہین سمجھی کہ کیا کہا کیے کبھی نور الدہر کا ذکر کیا کبھی شاہزادہ ایرج نوجوان نبیرۂ حمزہ صاحبقران قاتل کفاران کی شجاعت کا حال بیان کیا کچھ تجکو بھی معلوم ہی ایرج نوجوان کون صاحب ہین اتنا تو سُنا کہ صاحب جاہ و لشکر ہین بڑے بہادر ہین ہر چند کہ مین بخوبی واقف نہین ہون مگر اتنا تو ہوا کہ والد نے نام نامی اُس شہریار کا جو لیا دل تڑپنے سے ٹھہرا اُس وقت سے جی چاہتا ہی کوئی اسی شخص کا ذکر کیے جائے اُسی کی شوکت و جرأت کا حال سنائے یہ سنکر شاپور شیر دل کے دل کو تسکین ہوئی دل مین کہنے لگا کہ کیا عجب ہی کہ یہ وہی شمع شب افروز انجمن محبوبی ہو کہ جسکے شعلۂ جمال کا میرا آقا پروانہ ہوا ہی یہ وہی گل ہو کہ جسکا میرا آقا بلبل ہوا ہی ایسی ایسی باتین سوچکر غنچہ دہن کو دعا کیا کہا اور اری کیا کہون عجب مصیبت مین ہون ہر چند کہ مین گھبرا جاتی ہون سیکڑون مرتے ہین کبھی

خیال بھی نہ کیا مگر آج دوسرا دن ہی کہ صحرا سے میری ڈولی آتی تھی ایک جوان کو مرکب سہ چشمی پر سوار خود زرین بر سر زرہ سونے چاندی کی کڑیون کی زیب جسم انور عارض پھول سے دہن غنچۂ چمن باغ دلکشائی قد سرو خرامان حدیقۂ رعنائی بھولی بھولی صورت صاحب شوکت وجلالت کمان کیانی ہاتھ مین دلربائی بات بات مین ایک ہرن کے تعاقب مین تھا وہ ہرن بھاگتا ہوا میری ڈولی کے سامنے سے گزرا اُس قدر انداز کامل نے تیر مارا آہو زخمی ہوا وہ تیر دلدوز میرے بھی کلیجے کو توڑ کے پار نکل گیا وہ گھوڑے سے کودا آہو کو ذبح کرنے لگا وہ چھُری گویا میرے کلیجے پر پھرتی تھی جب اُسنے اُسے ذبح کرکے سر اُٹھایا مجھسے چار آنکھین ہوگئین مین ذبح ہو چکی تھی وہ بھی بسمل ہوا ہاے جان جہان کہکر زمین پر گرا بیہوش ہوگیا مثل مرغ نیم بسمل پھڑکنے لگا کبھی آنکھین کھولتا تھا کبھی بند کرتا تھا لیکن میرے رعب حُسن سے بول نہ سکتا تھا اِس حال پر اُسکے واری جاؤن مجکو بھی سکتہ تھا اُسوقت ذرا مجکو رحم آگیا قصد کیا ڈولی سے اُترون سر اُسکا اُٹھاکر زانو پر رکھون لذت ہمکناری محبوب اُٹھاؤن اُترکے ڈولی سے اُس سے لپٹ جاؤن مہرا سے کہہ رہی تھی کہ ذرا ٹھہرجا کہ ناگاہ بھلی اماجان کی سامنے سے نمایان ہوئی آپ تو جانتی ہین ہر وقت کائین کائین کرتی ہین نہ نیک سے مطلب نہ بد سے غرض وہین سے چیخنے لگین ارے مہرا ڈولی کیون روکی ہی جلد بڑھا میرے کھانا کھانے کا وقت جاتا ہی جلد گھر پہونچا اُنکی بھبکیان آواز سُنکر کہار ڈرے بس واری ڈولی لیکر ہوا ہوگئے مین پھر پھر کے دیکھتی جاتی تھی مگر مجبور ناچار بیقرار و اشکبار گھر پر پہونچی لوگون سے مخفی مخفی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ جوان صاحب علم و شان نبیرۂ صاحبقران تھا پھر اے ملکۂ عالم نہین معلوم اُس بدنصیب پر کیا گذری جیتا رہا یا ہجر کی محبت مین مرگیا یہ سُنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے غصہ سے کہا کہ بی شعلہ رخسار ذرا جیبھ اپنی بند کرو کسی رئیس جلیل کے مرنے کا اس طرح ذکر نہ کرو آخر قوم کی دُشمنی ہی نا ہر چند کہ تمھارے معشوق ہین مجھے کیا کام خدا کی قدرت کہ وہ بھی تم پر مرتے ہین پر وہ جو تم پر مرتے ہونگے وہ نبیرۂ صاحبقران ہونگے کوئی گنوار سوار ہوگا کسی ٹٹو پر سوار ہوگا بھاڑ سا مُنھ کھول دیا جو چاہا بکنا شروع کیا تو کیا جانے بابا جان میرے اُنکی تعریف کرتے تھے وہ خداوند مرد شاہ باختری کے نواسے ہین صاحبقران کے پوتے کیا فقرہ گڑھا گرم ہی وہ بی شعلہ رخسار پر عاشق ہوئے ہین سچ کون تونے جو یہ کہا کہ نہین معلوم مرگئے یا جیتے ہین مجکو بہت ناگوار ہوا مین نے بڑا تیرا پاس کیا ورنہ اس زبان درازی پر تیری زبان

کاٹ لیتی ایسی سزا دیتی کہ تم عمر بھر یاد کرتین یہ بات سُنکر شاپور شیر دل باغ باغ ہوگیا کھلکھلا کے ہنسا یہ
تو خوب اسکے دلکو یقین ہوگیا کہ یہی میرے آقا کی معشوقہ ہی اب تو گستاخ ہوا تیوریون کو بدلکے کہا کہ حضور
کاہیکو خفا ہوتی ہین ہم وہ آپس مین طالب و مطلوب ہین وہ ہمارے محبوب ہین ابھی مین نے
آپسے صاف صاف نہین کہا انکا پیغام وصل بھی میرے پاس آچکا ایک کٹنی عورت آئی تھی مجھے سمجھاتی
تھی کہ میاں ایرج تیرے مرتے ہین چل کے اپنے بیمار کا علاج کرو رحم کرنا بہتر ہی اسقدر تغافل مناسب نہین
ہی مین نے جواب صاف ازراہ ناز دیدیا کہ ابھی مجھے فرصت نہین ہی بی بی ہر چند کہ حال میرا بھی ابتر ہی
جان میری جاتی ہی مگر امی جان کا قول ہی کہ مردوے کو خوب دوڑائے رنڈی اپنی چاہت کو چھپائے
اُسکے فقرے مین نہ آئے جب مردوے ہاتھ جوڑین پاؤن پڑین تب کہین راضی ہو ایک ہاتھ نہ لگانے دے
فرمائشین کرے زر و جواہر جہانتک ہوسکے کھینچے اور ضبط کرے یہ انجام ہوا ہی کہ اسی مین آنکھ کے گھوڑے
پر سوار ہوکے میرے خیمے کے دن رات مین سو سو پھیرے کرتے ہین مین در خیمے پر کھڑی رہتی ہون
کبھی آنکھ دکھائی پردہ چھوڑ لیا کبھی غصے سے منھ کو موڑ لیا کبھی منھ چڑھایا انگوٹھا دکھایا کبھی ناز معشوقانہ
کیا کہدیا ہٹ جاؤ امی جان آتی ہین بیچارہ ڈر کے مارے بھاگ جاتا ہی گھڑی بھر مین دیکھا پھر موجود
دھوپ مین کھڑا جل رہا ہی ان باتون کو سنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو غصہ آیا چہرہ سرخ ہوگیا تاب
صبر نہ باقی رہی نیچہ بلالی کھینچا یہ معلوم ہوا کہ بجلی جھاڑ کر ناگن نکل آئی یا ابر سے بجلی چمکی آواز دی او
شعلہ رخسار تیری قضا آئی ہی ایسے بیہودہ کلام ہمارے سامنے یہ کہکر چاہا نیچہ مارے شاپور
شیر دل گھبرا کے قدمون پر گر پڑا ہان ہان حضور تامل فرمائیے کیا مجال میری کہ ایسے کلمات زبان
سے نکالون اصل مطلب سے تو آگاہ ہو لیجیے پھر قتل کا اختیار ہی یہ گنہگار مجبور و ناچار ہی ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد کو اسوقت غصہ تھا نیچہ گلے سے نہ ہٹایا کہا بتلا کیا کہتی ہی اب کوئی عذر تیرا ہرگز قبول نہوگا
اب شاپور شیر دل کو سوائے سچ کہنے کے کوئی چارہ نہوا عرض کیا غلام اُسی شیر نیستان صاحبقرانی
کا عیار ہی میرا آقا حضور کے عشق مین بہت بیقرار ہی غلام کو تلاش کرتے ہوئے آٹھ پہر گذرے بصد
مشکل یہانتک پہونچا اُسوقت ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے شرماکر نیچہ ہٹایا شاپور شیر دل عیار پوچھ
کے اُٹھا میٹھا رنگ روغن چہرے سے چھڑایا صورت اصلی دکھائی عرصہ دراز تک ملکہ شرم سے
کچھ نبولی سر جھکائے ہوئے بیٹھی رہی دل سے کہتی تھی حضرت عشق نے کشش دکھائی آئینہ فراق

مین صورت وصل نظر آئی مگر اس ظالم نے غضب کیا کس صورت سے بیان ہو پہنچا حقیقت مین ای ملکہ سیمین عذار صنوبر قد یہ عجب مژدۂ روح افزا ہی موجب شعر قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید در حیرتم کہ جان بکدام کنم نثار یہ بخت واژگون و طالع نگون سے یہ امید نہ تھی کہ یکایک شاہد تمنا نے پردۂ حجاب فراق سے چہرۂ زیبا دکھایا مژدۂ وصل سنایا مگر بسبب شرم و حیا کے منھ سے بات نہین نکلتی شادی سے پیراہن مین نہ سماتی آنکھون سے اشک مسلسل جاری ہوئے ہچکی لگ گئی شاپور شیردل پھر دوڑ کر قدمون پر گرا کہ لاکھ جانین میری ایک ناخن پاے حضور پر تصدق ہون مجکو غیر نہ سمجھیے گا مین خواجہ کا فرزند دلبند ہون شاہزادے کا غلام قدیم بلکہ ندیم ہون ایک ساتھ پیدا ہوئے ہر وقت کا ساتھ ہی جملہ راز و نیاز کا محرم ہون اُس شہریار کا ہمدم ہون اُنکو بھی اسقدر حجاب تھا کہ دوپہر تک اس غلام سے بھی آپکی محبت کا راز نہین کہا آخر جب مین نے قدمون پر سر رکھا کہ حضور کا یہ حال پر ملال ہی کہ آب و دانہ تک ترک ہو گیا ہی چہرہ گل سا کمھلا گیا ہی ابھی اپنی جان کو نثار کرونگا سر کاٹ کر قدمون پر رکھدونگا تب اُس صاحب ربط و ضبط نے کیفیت بتلائی آپ کی تصویر دلپذیر تقریر مین دکھلائی شکر ہی کہ غلام قبل شعلہ رخسار یہانتک پہونچا اب حضور بھی مجکو اور کو سرفراز فرمائین حال نہ چھپائین دیکھیے تو حضور کی صورت کیا ہو گئی ہی ایسا نہو کہ گھٹکر دم نکل جائے ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ بھیا پھر مین کیا کرون مین تو اس کوچے سے نابلد ہون شاپور شیردل نے کہا وقت شب ہی رات پردہ دار عاشقان ہی حضور غلام کے ساتھ چلین دو باتین کر کے چلی آئین دم بھر کے واسطے تکلیف فرمائین آپ کا احسان ہوگا انکی جان بچ جائیگی اور اگر غلام اسوقت حضور کو ہمراہ لیکر نہ پہونچا طائر روح پھڑک کر قفس جسم سے نکل جائیگا آپ کے کیا ہاتھ آئیگا دیکھیے حضور میرا کہنا مانیے ورنہ پچھتائیے گا پھر ایسا چاہنے والا صاحب شوکت نہ پائیے گا ملکہ نے کہا ایسا نہو کوئی در انداز دیکھ لے خدا نخواستہ باپ کو خبر ہو جائے تو قیامت آئے نہین معلوم میرا کیا حال ہوگا مگر دشمنون کو شاہزادے کے جا کر مار ڈالیگا بلاے روزگار ہی دعوی قتل مسلمانان کر چکا ہی حضرت دعوت مین چند دن باقی ہین مین تو تمھارے ساتھ کسی طرح نہ جاؤنگی کسی کے مرنے جینے سے کیا کام مگر انکو اتنا سمجھانا ضرور ہی کہ صاحب سنو اپنی جان ہی تو جہان ہی میرا باپ بڑا پہلوان ہی اگر وہ طبل جنگی بجوادے تمھارا نام بھی لیکر پکارے کچھ حیلہ کر کے باہر ہرگز نہ نکلنا اس دیو خصال کے مقابلے مین نہ جانا بڑا جنگخوار ہی

انسان کا قتل کرنا اُسکے نزدیک کھیل ہی لاکھون جوان بڑے بڑے زبردست اپنے زمانے کے رستم و اسفندیار اس ظالم کے ہاتھ سے حسرتین لیکر پردۂ دنیا سے گئے تمام ملکون کے پہلوان اُسکے نام سے تھراتے ہین شیران دشت ستیزہ کو اسکی صورت مہیب دیکھکر غش آتے ہین بھیا مین کم باتین کرونگی مگر تم اُنکے رازدان اور خیر خواہ ہو بخوبی سمجھا تا میری بات کی اعانت کرنا کہ ملکہ عالم سچ کہتی ہین شاپور شیر دل نے کہا حضور نے کیا خوب بات تجویز کی آپ جو اس طرح سمجھائینگی بیشک آپ کی بات سے مقابلہ نہ کرینگے اور اُنکے ہزارون نوکر ہین اُنکو بھید سنگے صرف میرے کہنے کا اعتبار ہوگا جلد چلیے مین تھوڑی دیر مین حضور کو وہان پہونچا دونگا ہمراہ رکاب آؤنگا ملکہ نے کہا مجھے کچھ اُنکی ملاقات کی ضرورت نہ تھی مگر تیری خاطر سے اور اُنکی جان بچانے کے واسطے خیر چلتی ہون شاپور نے کہا بندہ نوازی سرفرازی یہ سُنکے ملکہ گوشے مین آئی خوشی خوشی لباس تبدیل کیا مگر خوف و حجاب سے کلیجہ کانپ رہا ہی دل سے کہتی ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی انجام کا خیال ہی مگر کشش عشق کشان کشان ہی کاہ و کہربا کا عالم ہی لبون پر دم ہی شاپور شیر دل نے عرض کی حضور چند ساعت کے واسطے تشریف لیچلیے ابھی واپس آئیے گا وہ بھی وہان خیمے مین تنہا ہین کسی اہل انداز کا گذر نہین ہی حضور اس معاملے کی ہوا کو بھی خبر نہین ہی شاپور نے آخر ایسا سمجھایا باتون مین دام تزویر بچھایا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد دبے پانون کوٹھے سے اُتری باغ مین دیکھا سناٹا ہی دیدۂ نرگس بھی خواب مین ہی سبزۂ خوابیدہ بھی ہوش مین نہین ہی سوسن کی زبان بند سنبل پیچ و تاب سے دردمند اسوقت باغ مین ہو کا عالم ہی ملکہ نے اشارہ کیا شاپور شیر دل نے ایک باد پا تن شکی کو جھٹ پٹ تیار کیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سوار ہوئی شاپور شیر دل نے رکاب پر ہاتھ رکھا شب تیرہ و تاریک مین اُس ماہ وش کو لیکر چلا ساقی نامہ

کدھر ہی تو ای ساقی رحم دل	تڑپتا ہون مین آ گلے سے تو مل	تو ہی ہی مرے زخم دل کی دوا
بغلگیر جلدی ہو بہر خدا	ترے ہجر مین چین آتا نہین	دل زار تسکین پاتا نہین
تڑپتا ہی پہلو مین سیماب سان	قرار اسکو آتا نہین اک زمان	جگر پر نہین داغ ہین لاتعد
محبت کی تیری ہی فردِ سند	بھرے اشک آنکھون نہین ہین لالہ گون	کہ دو جام ہی ہین یہ لبریز خون
ہوا رنگ رخ دیکھلے زرد ہی	جگر مین ترے ہجر سے درد ہی	نہین اشک و خون جگر کے سوا
کوئی میری دنیا مین آب و غذا	مرے دل مین ہی کج یہ آرزو	کرون تجھسے جنس ہنسکے مین گفتگو

کرے مجھسے تو بھی بے شرم وحیا	محبت کی باتین بہ ناز و ادا	ذرا خوش ہو اسوقت قلب حزین
کوئی دم جو تو ہو مرا ہم نشین	مددگار خالق ہو تیرا خدا	رہے تیرا آباد یہ میکدا
تساہل نہ کر اب تو بہر خدا	پلا جلد صہبائے عشرت فزا	مئے مدعا اس طرح سے پلا
نہ دیکھے کوئی رند لیکن ذرا	کسی رند پر گرچہ ظاہر ہوا	لگائیگا وہ زخم تیغ جفا
اُسے آئیگا مجھپہ غصہ سوا	ابھی ہوگا دشمن مری جان کا	بڑی جنگ پھر ہوگی باہمدگر
یہ مینا نہ ہو جائیگا خون سے تر	نہین آج موقع ہی انکار کا	قمر ہی ترا عاشق باوفا

یہان سے اب دو کلمہ اُس عاشق مہجور معشوق سے دور اسیر دام زلف پیچان یعنی شاہزادہ ایرج نوجوان کے تحریر ہوتے ہین کہ بعد جانے شاپور شیر دل کے اب جو خیمہ اکیلا پایا دل غم سے خالی کرنے لگا کبھی دل مین ہوک اُٹھتی ہی کبھی قلب تھراتا ہی ضعف سے بات نکلنا مشکل نوبت بہ بیتابی دل جان لبون پر آگئی وہ باقی رات اور سارا دن پہاڑ ہو گیا کہتا ہی کہ ای ایرج **شعر** شب فراق تو جو تون کٹی بنالۂ و آہ * یہ دن پہاڑ سا کیونکر کٹے مرے اللہ آفتاب اپنے مقام پہ جم گیا ہی کیا غروب نہوگا کیا یہ دن آخر روز حیات ہی دم نکل جائے تو کیا اچھی بات ہی اور یہ اشعار حسب حال زبان پر جاری کئے **نظم**

جسم آپ ہی آپ جل رہا ہی	شعلہ دل سے نکل رہا ہی	دھڑکن رہ رہکے ہو رہی ہی
اُلجھن رہ رہکے ہو رہی ہی	دل ہاتھون سے کوئی مل رہا ہی	سینے مین کچھ اُچھل رہا ہی
چنگاریان اُٹھتی ہین بدن سے	نکلا نہین پر دھوان دہن سے	کچھ حلق مین کانٹے پڑ گئے ہین
نشتر کچھ دل مین گڑ گئے ہین	اک تیغ جگر پہ چل رہی ہی	اب جسم سے جان نکل رہی ہی
یکسان ہی دل و جگر کا عالم	ہی ایک ادھر اُدھر کا عالم	ہر عضو مین ٹیس ہو رہی ہی
دل رو رہا ہی آنکھ رو رہی ہی	درد دل زار لا دوا ہی	کچھ ہڈیون مین بخار سا ہی
ہر بال ہی اک وبال سر کا	ابتر ہی دھمک سے حال سر کا	رعشہ ہی تمام تن بدن مین
لرزے کی سی کپکپی ہی تن مین	اُٹھتی ہی سن سنی جو ہر بار	بیٹھا جاتا ہی یہ دل زار
ہی جی مین کہ کپڑے پھاڑ ڈالون	جنگل کی طرف کا راستہ لون	فرہاد کی گور کو بساؤن
مجنون کی لحد پہ گل چڑھاؤن	عہدہ جو ملے مجاوری کا	باعث ہو یہ نام آوری کا

جب حال بہت ابتر ہوا شام غم نے منھ دکھایا تاریکی اُس شام حسرت انجام کو دیکھکر سیاہی گیسو

محبوب یاد آئی حواس منتشر قلب بیتاب خورد خواب سے نفرت روتا ہوا باہر نکل آیا کہتا تھا کہ افسوس
یار قدیم نے ایسے وقت میں ہمکو چھوڑا یعنے بھائی شاپور نے ہماری محبت سے منھ موڑا کہیں جاکر
بیٹھ رہے تجکو دیوانہ سمجھے کہتے ہونگے کہ اگر جاؤنگا آفادی وحشی پن کی باتیں کرینگے ای ایرج اب خود
اپنا گریبان چاک کرکے نکلو دل عشق منزل کی خود رہبری کرے گا محبوب تک پہونچاوے گا یہ خیال
کرکے چاہا گریبان چاک کرے طرف صحرا کے چلے کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا کہ شاپور شیر دل دوڑا ہوا
آتا ہی گرتا پڑتا پسینے پسینے ایرج نوجوان یہ کہتا ہوا دوڑا کہ واہ بھائی خوب رفاقت صرف کی ہماری خبر بھی
نلی یہ رات دن ہمیں تڑپ تڑپ کے کٹا ہی پاس کوئی مونس ہی نہ آشنا ہی تم تھے تو تمسے حال دل کہتے
تھے جب سے تم گئے ہو صورت تصویر خاموش ہیں دل میں اُسی طرح محبت کے جوش ہیں شاپور نے
کہا ای شہنشاہ مبارک ہو لیجیے آپکی معشوقہ کو لایا آپ کی کشش محبت نے تاثیر دکھائی ہی آپکی معشوقہ
خود تڑپ کے آئی ہی غلام عجب طور سے وہاں پہونچا اُسکا حال پھر عرض کرونگا خیمے میں چلیے لباس
بدلیے فرش وغیرہ آراستہ کریں بزم عشرت پیراستہ کریں قریب تھا کہ ایرج نوجوان شادی مرگ
ہو جائے ہاتھ پاؤں سنسنانے لگے فرط خوشی سے غش پہ غش آنے لگے بقول شاعر شعر دو گونہ
رنج و عذابست جان مجنون را ؛ وصال صحبت لیلی و فرقت لیلے ؛ جوں توں اپنے تئیں سنبھالا خیمے
میں بتعجیل لباس تبدیل کیا مسند اپنے ہاتھ سے بچھائی شاپور شیر دل عرض کرتا ہی کہ آقا مجھے حکم
دیجیے میں فرش کروں ایرج کہتے ہیں بھائی دل چاہتا ہی کہ آنکھیں بچھاؤں یہ بتلاؤ کہ ملکہ عالم
کہاں ہیں شاپور نے عرض کیا سامنے زیر نخل ٹھہرا کے آیا ہوں کہ پہلے آپ کو اطلاع کردوں پھر
یہاں لاؤں یہ کہکر بھاگا ایرج نوجوان قریب پردے کے خاموش کہ آمد معشوق سے کلیجہ اُچھل رہا ہی
بند قبا خوشی سے ٹوٹے جاتے ہیں کچھ خوشی کچھ ملال ہی اسوقت شاہزادے کا عجب حال ہی کہ ناگاہ
شاپور نے پردہ اُٹھایا ایرج نوجوان نے ایک آفتاب عالمتاب کو دیکھا کہ شرماے ہوئے سر جھکائے
ہوئے شرم سے قدم نہیں اُٹھتا ہاتھ پاؤں میں رعشہ اس طرح غیر مقام پر کبھی جانے کا اتفاق کاہیکو
ہوا ہی ایرج نوجوان نے بے اختیار بڑھکر چاہا کہ ہاتھ میں ہاتھ ڈالدے اور منھ سے نکل گیا شعر
رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ؛ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ؛ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
نے کچھ جواب نہ دیا شعر بہت حیرت میں آ کے رہ گئی وہ ؛ سر اپنا بس جھکا کر رہ گئی وہ ؛ شاہزادہ

ایرج نوجوان نے جب زیادہ اصرار کیا شرماکے گھوڑے سے اُتری جاکر مسند پر بیٹھی ایرج مثل چاکر
کمترین رعب حسن و جمال ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سے چپ بیٹھا ہی سراپا کو دزدیدہ نگاہ سے بغور دیکھ
رہا ہی پچھتاتا کہ وہی کامل ہی اسی کے پاس ہمارا دل ہی ملکہ بھی سر جھکائے خاموش ایرج نوجوان کی
حیرت کا جوش شاپور شیر دل نے دیکھا کہ یہ ہجران کشیدہ آفت رسیدہ آپس مین کلام سے پھر
محروم رہا چاہتے ہین زمانہ بہت قلیل ہی خاموش رہنے کی کیا سبیل ہی جلدی سے جام شراب لبریز
کیا ہاتھ مین ایرج نوجوان کے دیا کہ حضور مہمان کی خاطر کیجیے ایرج نے شراب کا جام جانب ملکہ
سیمین عذار صنوبر قد بڑھایا ملکہ نے شرما کے کہا بھیا شاپور ہم تو تمسے وعدہ کرکے آئے ہین
زیادہ نہین ٹھہر سکتے ہین وہ باتین تم انسے کہدو ہمکو جلد رخصت کرو سوقت شراب و کباب نہین
ہی فقط وہ جملہ سُنانا ہی شاپور شیر دل نے کہا حضور کا فرمانا پُرتاثیر ہی میری اُلجھی ہوئی تقریر ہی
ایک جام بھی نوش فرمائیے وہ باتین سمجھا کے چلی جائیے ملکہ نے کہا کہ شاپور تم بڑے متفنن ہو اپنے
ہی مطلب کی کہتے ہو ہم تمہاری خاطر سے یہانتک چلے آئے تمہارا کیا کہنا ایسی خدمتگذاری تمنے
کی تم تو آتش کا پرکالہ ہو بہا شعلہ رخسار خوب بنتے ہو یہ کہکر نیچی نگاہ کے اُٹھنے لگی ایرج نوجوان نے
دامن تھام لیا اتنا بڑھا اور کچھ خیال جرأت نہ رہا ہاتھ باندھکر بے اختیار رونے لگا کہا یہ سر حاضر ہی
کاٹ لیجیے ہمارا جھگڑا چکا کر جائیے اب ہمسے صبر نہوگا دلپر جبر نہوگا آپ باہر نکلین روح میری قالب
سے تڑپ کر باہر آئیگی اُسوقت شاید آپکو بھی افسوس ہو ہمسے اب صدمۂ فراق نہ اُٹھیگا دل
قابو مین نہین ہی دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ چکا آپکے نزدیک کیا مشکل ہی ہاتھ تو تکلیف
نہ دیجیے اشارۂ ابرو کافی ہی ہمارا کیا اختیار ہی ترحم کرنا تمکو واجب و لازم ہی تڑپ کر اور رونے لگا جو
ایرج نوجوان نے ایسے کلمے کہے یہ بھی تو دلدادہ و فریفتہ ہی جمال ماہ تمثال شاہزادۂ ایرج نوجوان
کی شیفتہ ہی بس تاب صبر نہ باقی رہی رونے لگی سر جھکایا ایرج نوجوان نے دونون ہاتھ بڑھائے
اسنے بھی جوش محبت مین بیہوش ہوکر آغوش تمنا کو وا کیا دونون کے ہاتھ گلے مین پڑ گئے شعر
وہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے ۔ کہ جسطرح ساون سے بھادون ملے ۔ روتے روتے دونون کو
غش آگیا شاپور منہ پھیرے ہوئے کھڑا ہی دل سے کہتا ہی اے عشق خانہ خراب الامان الامان
اگر اسوقت خالی آتا شاہزادے کو مردہ پاتا معشوق ملے پر یہ کیفیت ہی حقیقت مین دونون کا

عشق صادق ہی جلدی سے قرابہ کیوڑے کا اُٹھایا پہلے مُنھ پر ایرج نوجوان کے چھینٹا دیا ایرج
نے گھبرا کر آنکھ کھولی شاپور شیردل نے کہا ای شہریار ہوش مین آیئے دل کو سنبھالیے اب غم والم
کیسا جامع المتفرقین نے بچھڑون کو ملایا یہ دن دکھایا ایرج جلد اُٹھ بیٹھا ملکہ کا سر اُٹھا کر اپنے زانو پر
رکھ لیا بوے زلف معنبر ایرج جو دماغ ملکہ مین پہونچی اور اشک گرم عارض پر ٹپکے اُسنے کام نخلخے
کا کیا اُسنے تاثیر خواب کی دکھائی ملکہ نے بھی آنکھ کھولی زیر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ فخر سے عرش
اعلی پر پہونچایا فوراً اُٹھ بیٹھی اور کہا آپ الگ رہیے مجکو ہاتھ نہ لگائیے مین اپنے بھیا شاپور سے
وعدہ کر کے آئی ہون زیادہ نہ ٹھہرونگی لاؤ تمھاری بھی خوشی کرون جام پی لون ایرج نوجوان نے
جام شراب دیا لبون سے لگا کر پی گئی مسکرا کر کہا کہ آپکی مراد یہ تھی کہ مین بھی انجام سوچون احسان کا
اُتار دون یہ کہکر جام کو لبریز کیا کہا لیجیے نوش فرمایئے ایرج نوجوان نے ہاتھ باندھکر کہا کہ ای ملکۂ عالم ہمارے
آپکے مذہب مین فرق ہی ذرا انصاف کرو پیدا کرنیوالے سے ڈرو لقا بیچارہ سجدہ کرنے کے لائق نہین
مکار و غدار اپنی اپشت کی خبر نہین رکھتا بندگان خدا کو ملعون نے برگشتہ کیا ہی مثل ہمارے تمھارے
لقا نا بینا ہی تمنے یہ بھی سنا ہوگا کہ والدہ ماجدہ میری ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری ہین ہمکو
قبلہ و کعبہ لڑ بھڑ کر اقبال امراے حرامزادے سے کچھ بھی نہو سکا برسون ہی بگھارا کیا کہ قاسم نوجوان
واسطے زیارت کرنے کے نور چلیدۂ قدرت کو لیگئے ہین ایسے ایسے معاملات بکا کرتا ہی کیسا خداوند
ہی پروردگار وہ ہی جسنے زمین و آسمان کل اشیاے موجودہ کو بیک کلمۂ کن خلق فرمایا وحدہٗ
لاشریک ہی وہ لائق سجدہ کرنے کے ہی اُسکو وحدہٗ لاشریک جانو پیدا کرنے والے کو پہچانو تو ہم
تمھارے ہاتھ سے شراب پیین پردۂ دوئی درمیان سے اُٹھ جائے قلب کو سرور آنکھون مین نور
ہو رنج و ملال دور ہو اس فصاحت و بلاغت پر ایرج نوجوان کی ملکہ کو عالم وجد تھا دل سے کہتی
تھی کہ باتین کرتے ہین یا مُنھ سے پھول جھڑتے ہین عشق دمبدم ترقی پر ہوتا جاتا ہی اُسوقت ملکہ نے
سر جھکا کر کہا کہ بھیا شاپور کی خاطر مدنظر ہی اور کچھ تمھارے کلام مین اثر ہی جو کچھ کہو وہ ہم کہدین اس
بحر طویل پڑھنے سے کیا فائدہ لو دو اسی بات کو کسقدر بڑھایا ہی میرا سر پھرنے لگا بناز و کرشمہ جو ملکہ نے
یہ کہا دل ایرج نوجوان کا مثل گل شگفتہ ہو گیا کلمۂ تلقین کیا ملکہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئی مگر یہ تقاضا
ہر بات مین چلا جاتا ہی کہ بھیا شاپور ہمارا مرکب تیار کرو اندھیری سات ہی پشت باغ تلک ہمین

پہونچا دو شاپور شیر دل نے عرض کیا کہ حضور اور ایک جام نوش فرما لیجیے اور وہ جو ہمارے آگے
صلاح ہوئی ہی سمجھا تو دیجیے اسقدر جلدی نہ کیجیے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جام شراب اٹھا کر کے
طرف ایرج نوجوان کے بڑھایا ایرج نوجوان نے بخوشی لیکر پیا پھر تو دور جام بے دغدغہ گردش بام
چلنے لگا شاپور شیر دل نے باشارہ ایرج نوجوان چنگ مرصعی اٹھایا بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا

غزل نہین تھکے جانا گوارا تمھارا
جو غیرون نے گیسو سنوارا تمھارا
جبین منور پہ ہی چاند ٹیکی
مری آنکھ پر کیا اجارا تمھارا
کہا جب پئے وصل ہوئے بگڑ کر
جو باہم ملے دل ہمارا تمھارا

کہ مدنظر ہی نظارا تمھارا
بگڑ کر وہ کہتے ہین دامن کو چھوڑو
کہ جھکا ہوا ہی ستارا تمھارا
محبت مین ہین انکو دل دیکے ہوا
نہین ہوتے راضی اجارا تمھارا
لب بام اُس ماہ انور کو دیکھا

پریشان ہین جو دست زلف ہوگا
نہین بیٹھے ہم اجارا اتنا را
مجھے منع رونے کو کرتے ہو ناحق
ہوا آج سے دل ہمارا تمھارا
خوشی ہو نہایت عجب عید ہوگی
قمر آج چمکا ستارا تمھارا

شاپور شیر دل نے جو یہ غزل حسب حال باثر پر مضمون گائی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی آنکھ سے
آنسو جاری ہوئے ہچکی لگ گئی ایرج نوجوان نے دامن سے اشک پاک کیے کہا محبوب جانی
رونے کا کیا باعث ہی نشہ تو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو بخوبی ہو چکا ہی خیال خیر و شر دل سے
دور ہو گیا ہی مطلوب پہلو مین ایرج نوجوان نے دامن سے بمحبت اشک پاک کیے فرحت تازہ
و سرور بے اندازہ حاصل ہوا جواب دیا ای شیر بیشہ صاحبقرانی مجھے ہزار طرح کے خیال ہین کیونکر
نہ روؤن رونا تقدیر مین لکھا ہی حقیقت مین نوشتہ تقدیر نہین مٹتا اسوقت ایک بہت بڑا خیال
آیا ہی آج صبح کا ذکر ہی کہ باپ میرا فولاد فولاد شکن میرے دیکھنے کو آیا مین جو شکار سے آپ کو
دیکھ کر گئی تھی کسی قدر چہرہ اُداس تھا وہ سمجھے کہ خلاف آب و ہوا سے مزاج ناساز ہی کہا کہ ای
نور نظر اور ایک ہفتہ تمکو تکلیف ہی بعد اسکے بفتح و فیروزی وطن چلینگے کیونکہ حمزہ صاحبقران
جو کہ کل لشکر اسلام کا افسر ہی وہ تو میرے زمین گیر ہی مگر دو شخصون کو البتہ قتل کرنا ہی ایک نور الدہر
ن بدیع الزمان نبیرہ صاحبقران درمیان مین آپ کا نام لیا اور یہ بھی کہا کہ وہ خداوند کے
نواسے ہین اُنکو قتل تو نہ کرونگا مگر گرفتار کر کے خداوند کے قدمون پر گرا دونگا اُسوقت سے بیتاب
دل کو تردد تھا کار ہتا تھا اتفاق قضا و قدر سے پہلنگ آ نا بھی ہوا یہ برا ہے خدا پھر تو مصیبت بیجر کی

جھیلینگے اپنی جان پر کھیلیں گے لیکن آپ تھوڑے دنون کے واسطے اپنے وطن قدیم کو چلے جائیے اس
عفریت خونخوار جلاد سفاک بیرحم بے حیا سرکش ستمگر کے ہاتھ سے اپنی جان بچائیے بوجہ آپکے نام کا
دشمن ہی اور کل مسلمانون کے واسطے رہزن ہی ایرج نوجوان نے مسکرا کے کہا ای ملکۂ عالم تمھاری مہربانی
اب تو اُس بیحیا کا قتل کرنا واجب ولازم ہوا اول تو تمسے محبت ہوگئی اگر مسلمان ہوا تو ہمارا بزرگ ہی
دوسرے یہ کہ اگر مجسے جنگ کا خواہان ہی بحول قوۃ الٰہی اگر سر میدان چیرکر نہ پھینک دیا تو نام اپنا لقا
روح رودان قاسم عالیشان ایرج نوجوان نہ رکھا اور جو نام اُسنے نور سال الدہر بن بدیع الزمان
لیا اُس شیر دلیر کا تو مثل نہین ہی اول تو اب اُنکو مین نکلنے کا ہیکو دونگا مجکو واجب ولازم ہوا کہ خود
اُس سے مقابلہ کرونگا اور جانب خدا پرستی رغبت دلاؤنگا اگر نمانینگے تو دو روز میہ دیکھین گے انشاءاللہ
عمر بھر یاد کرینگے اور خدا کی قدرت کہ ہمارے جد عالی تبار کہ پیر زمین گیر کہتا ہی ای ملکۂ عالم اُنکا لقب ہی
شکار کنندہ ہفت قلزقان ناشتہ جنت سیمرغ بروز مصاف حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن
عبد مناف زلزلہ قاف ثانی سلیمان کشندۂ دیو عفریت وقاتل سمندون ہزار دست ہم سب اُنکے
زیر کردہ ہین ماشاءاللہ اس بڑھاپے مین جسدن میدان مین نکلتے ہین پہلوانان عالم کے جسم مین
تھرتھری ہوتی ہی بارہ کوس تک نعرے کی آواز جاتی ہی زمین تھراتی ہی شیران دشت کو اُنکے نام سے
تپ چڑھ آتی ہی ہم سبھون کا شباب اُنکا بڑھاپا ہماری زبان کیا ہی جو صفت اُنکی زبان پر لائین سات
برس کے سن مین دو پہلوانان لشکر نوشیروان طاہر ومطاہر عادی برابر کوہ بوقبیس بیاسے قتل
ہمارے جد عالی تبار کے آئے تھے اُنکو مثل کرپاس کہنہ کے چیر کر پھینک دیا نو برس کے سن مین
حشام بن علقمہ خیبری کہ جسکا نوٹ گز کا قد وقامت تھا بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کیے بارہ برس
کے سن مین دارا ے ہند لندھور بن سعدان خسرو بلاد ہندوستان کو جا کر زیر وزبر کیا اپنا
جانشین بنایا اٹھارہ برس کی عمر مین پردۂ قاف تشریف لے گئے تمام سرکشان قاف کو اٹھارہ برس
کے سن مین تہ تیغ بیدریغ کیا شیاطین پرستون کا مذہب مٹایا جھنڈا دین اسلام ملت بیضا کا اُس
کفرآباد مین گاڑا چھتیس برس کے سن مین پردۂ دنیا پر آئے نوشیروان بادشاہ ہفت کشور مالک
بحر وبر کرور سوار پیدل ہشیار ہمراہ رکاب رکھتا تھا اُسکو شکست دی دختر بلند اختر اُسکی ملکہ مہرنگار
اپنے قبضے مین کی ترکستان وفرنگستان وغیرہ فتح کرتے ہوئے بر سر بالاباختر تشریف لائے زمرد شاہ

باختری ملک باختر مین دعوی خدائی کا کرکے بیٹھا تھا بہشت و دوزخ بنائی گم گشتگان کوے ضلالت کو عجائب و غرائب دکھائے ہفت طبقات قیطول اس طرح کے بلند و مرتفع بنائے تھے کہ جسپر کمند وہم وخیال نہ پہونچتی تھی زیر قیطول ایک کروڑ چراسی لاکھ سوار اور پیدل کی چھاونی تھی پیغمبران مرسل و نامرسل صاحبان کتاب و صاحبان صحیفہ بے حیانے مقرر کیے تھے اسقدر مغرور تھا کہ سال بھر کے بعد قیطول سے اُترکر اپنے بندون کو اپنا جمال دکھاتا تھا بہرام فلک اُسکی جلالت دیکھکر تھراتا تھا برج لطف سے بیٹھا ہوا خدائی کرتا تھا دم یکتائی کا بھرتا تھا ہمارے جد عالی تبار چالیس برس تک ملک باختر پر لقا نابکار سے لڑے وہ معرکے پڑے کہ اگر رستم و اسفندیار دیکھتے زہرے آب ہوتے آخر قیطول چھین لیے پھونک دیے بھگا یا شہر باختر پر اپنا قبضہ کیا اُس دن سے لقا شہر بشہر بھاگتا پھرتا ہی حالات مین ہمارے جد عالی تبار کے دفتر اول تو شیروان نامہ دفتر دوم کوچک باختر دفتر سوم بالا باختر دفتر چہارم موسوم بہ آیرج نامہ کہ نام پر اس حقیر کے قرار پایا اگر ناظرین و مشتاقین ان دفترون کو ملاحظہ فرمائین تب مفصل حالات جلالت آیات صاحبقران و فرزندان عالیشان سے بالتفصیل ماہر ہون ای ملکہ عالم یہ بے حیا کیا یکتا ہی معلوم ہوا کہ موت اسکی دامنگیر ہی اور جو بڑے بڑے کوہی آئے اُنسے بھی تو حقیر ہی لڑا کئی پہلوان رہنے والے کوہستان کے ایسے ایسے زبردست آئے کہ جنکا نظیر ممکن نہین کچھ مسلمان ہوئے کچھ لقمہ نہنگ شمشیر آبدار مسلمانان ہوئے ملکہ یہ باتین سنکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی کہا بھیا شاپور شیر دل سنتے ہو بہنے تو کس محبت سے اُسکی جرأت کا حال بیان کیا نام خدا وہ جواب دیا کہ دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ای شہریار اب ہمکو جانے دیجیے نہ روکیے اگر خدا نے چاہا تو اسی طرح آٹھوین سادین ملاقات ہوجایا کرے گی ایرج نوجوان نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا ای معشوق عاشق خصال و ای بدر کامل آسمان حسن و جمال جانے کا نام نہ لو روح جسم سے نکل جائیگی آٹھ پہر مین وہ صدمات اُٹھائے ہین کہ مر مر کر بچے اب قلب مین قوت صبر نہین باقی ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا ای شہریار رہجانا تو میرا کسی طرح بہتر نہین ہی جسکو قیامت برپا ہوگی جسوقت بوقت سحر باپ میرا مجکو باغ مین نپائے گا زمین کے طبقے ہلائے گا مین نے تو آپکی محبت مین سر کو ہتھیلی پر رکھا مگر اسمین آپ کے دشمنون کی بھی خرابی ہی اگر کسی نے خبر دیدی جہان بیٹھی ہونگی اگر لاکھ سوار پیدل گرد ہونگے تو وہ بلا تکلف آئیگا لاکھ مین اور کروڑ مین خوف نہ کریگا

میرا اور آپ کا دونون کا سر کاٹ کر لیجائیگا مین آپکی بات کو رد نہین کرتی آپکے دادا جان اور باپ بڑے
بہادر ہین صدف دریاے جرأت کے بے بہا در ہین مگر وہ دیو انسان سے آدمی لڑتا ہی پہاڑ کو کون
ٹال سکتا ہی ایک ادنیٰ سی جرأت اُسکی یہ ہی کہ قلعہ فولاد حصار اپنے نام پر آباد کیا ہی اُس جوار مین
ایک صحراے پرہول تقادمت مدید و عہد بعید سے وہان آدم خوار رہتے تھے وہ راستہ آمد و شد سے
بند تھا اگر کوئی بھولے سے جا نکلا اُسکو آدم خوار پکڑ کر لیجاتے تھے چیر پھاڑ کر کھا لیتے تھے جب ہمارے باپ
نے قلعہ آباد کیا اور رعایا بسی اُن آدم خوارون کو نعمت ملی دیہات اور قریات پر آکر گرنے لگے
سیکڑون ہزارون آدمیون کو پکڑ لیجاتے تھے بڑے بڑے ناظم ہمارے باپ کی طرف سے گئے یا
طعمۂ آدم خواران ہوئے یا بھاگ کے چلے آئے آخر تنگ ہو کر ہمارے باپ نے کہا ای افسران
فوج لشکر تیار کرو ہم دشت آدم خواران پر چڑھائی کرینگے بڑے بڑے کہی موجود تھے سبنے سر جھکائے اور
کہا ہم نوکری سے باز آئے کیا کہون کہین آپکے خلاف سنو کہ وہ تنہا گینڈے پر سوار ہوئے تیغہ پکڑکر اُس دشت
مین گئے سو آدمخوار مارے جو باقی رہے وہ بھاگ گئے مبہوت آدمخوار اُن سبکا افسر تھا وہ اگر ہمارے والد سے
اُلجھا گینڈے کا سر کھینچ لیا والد ہمارے پیدل ہوئے مبہوت سے کشتی لڑے مبہوت نے زندہ
والد کی زنجیر پھینکدی تمام جسم کو ناخنون سے زخمی کیا تین پہر کامل اُس زخمداری مین اُس سے لڑے
اسقدر گھونسے مارے کہ وہ مارے صدمے کے بیہوش ہو گیا کمر سے زنجیر کھولی اُسکی مشکین باندھین
کشان کشان لیکر شہر مین آئے اُس دن حضور فولاد حصار مین عجب طرح کا ہنگامہ تھا لاکھون
آدمی تماشہ دیکھنے آئے تھے آخر اُسکو قید کیا اُس آدم خوار کو ایسا آدمی بنایا ہی کہ لشکر کا سپہ سالار
ہی یہ جملہ اسواسطے بیان کیا گیا کہ مہربانی فرمائیے اُس ظالم کے مقابلہ کا نام نہ لیجیے ایرج نوجوان
نے کہا ای ملکۂ عالم مصرع خیر زندہ ہی اگر یار تو صحبت باقی ❖ انشاء اللہ اب وہ تشریف لائے ہین
ضرور مقابلہ ہوگا تمکو تو مین بچانے دونگا یہ سر حاضر ہی کاٹ لیجانے کا ذکر نہ کرو نام فراق سے کلیجہ
اُچھلتا ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جوش محبت سے گلے مین ہاتھ شاہزادے کے ڈالدیے
اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی ہر چند شاہزادہ سمجھاتا ہی رقت ملکہ کی بڑھتی جاتی ہی ایرج نوجوان
کی بھی آنکھون سے اشک حسرت جاری خوف ہی کہین ملکہ کا دم نہ نکل جائے عارض پر عارض
رکھدیا آنسو دامن سے پاک کیے کہ براے خدا صبر کرو دل پر جبر کرو آخر اسقدر رونے کا کیا باعث

ہی ملکہ نے کہا ای شہریار آپ مجکو جانے کو منع کرتے ہین مجکو بہت بڑا خوف ہی کہ خدا معلوم وہ ظالم کیا قیامت برپا کریگا میرا کب دل چاہتا ہی کہ آپ کو چھوڑ کر جاؤن مگر بہ طرح مجبور و ناچار ہون جانے مین صرف میری جان کا ضرر ہی فراق مین آپکے تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگی اور نہ جانے مین میری اور آپکی دونون کی جان جائیگی ایرج نوجوان نے کہا ای ملکۂ عالم یہ خیال خام و تصور تمام دل سے دور کرو جیسا کچھ ہوگا دیکھا دیکھا جائیگا اول تو خبر ہی نہ پہونچیگی اور اگر آئی وہ ہو جائیگا تو کیا ارتکاز کیا ہمارے ہاتھ مین مہندی لگی ہی یہ چند باتین ابھی عاشق و معشوق میں ہونے پائی تھین مشہور ہی کہ شب وصل باتون مین گذر جاتی ہی یکایک رخ شمع پر زردی آئی آثار سحر نمود ہوئے طائران سحر آئی زمزمہ سرائی کی آواز آئی اپنی اپنی زبانون مین حمد خدا کرنے لگے یکایک آفتاب عالمتاب براے مبارکبادی شب وصال طالب و مطلوب کاشانۂ مطلع مشرق سے برآمد ہوکر پشت اشہب تیزگام فلک پر سوار ہوا اور قطع راہ منازل مین سرگرم رفتار ہوا رخ پرنور مہر سے روشن جہان ہوا اور دو سیاہ شب آنکھون سے نہان ہوا ابلاے تیرگی شب رخ خورشید سے بالکل دور ہوئی تاریکی شب روشنی مہر سے بالکل کافور ہوئی ہر عاشق مہجور کی امید برآئی صبح ہوئی صورت خورشید نظر آئی شعر موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند مرغان خوش الحان حمد و ثناے سبحان بجالانے لگے جھونکے نسیم سحر کے مثل گلہاے گلشن غنچہ ہاے دل کھلانے لگے اشعار

صبح در آمد زد لو پوست زرین رسن
روے افق شعاعان چو عقیق یمن

گرد چو یونس بر آب درد دل ہای وطن
چشمۂ خورشید شد چشمۂ آب حیات

خنجر زرین مہر پہلوے شب را شگاف
ساقی دوران از دو داد بہر انجمن

وہ صداے مرغ سحر کا بلند ہونا ستارہ ہاے سحری کا جھلملانا بارگاہ ایرج نوجوان مین عجب شان ہی رخ شمع پر زردی پروانے لگن مین جلے ہوئے پڑے ہین فرش مین جابجا شکن شاپور شیر دل کا بھیرون گانا عاشق و معشوق کا دل لبھانا لباس دونون کے مسکے ہوئے ملکۂ عالم کے چہرے پر بوسون کے نشان شعر وہ رخسارے نازک کہ ہو جائین لال ٭ اگر ان پہ بوسون پہ گذرے خیال ٭ کہ پہلوے عاشق مین شب بسر کرنا جوش محبت مین بوسے بازی ہونا موے مشکین چہرے پر کھلے ہوئے باسی ہارون کو گلے سے توڑ کر پھینکا انھین بھینی بھینی خوشبو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو صداے مرغ سحر سنی مثل ماہ تابان رنگ چہرے کا فق ہو گیا گھبرا کر کہا ای شہریار غضب ہو گیا آپکی باتون مین سحر ہوئی

عجب صورت سے یہ رات بسر ہوئی ایرج نوجوان نے کہا ملکۂ عالم خیر تو ہی اسقدر کیون گھبرائی ہو ملکہ
سیمین عذار صنوبر قد نے کہا ای شہریار جسکا مجکو خوف تھا اُسی کا سامنا ہوا آپنے میرا کہنا نہ مانا صبح
ہو گئی اب دیکھیے کیا ہوتا ہی اب یہ راجانا ناممکن ہی ایرج نوجوان نے کہا ملکۂ عالم ناحق کا تمکو خیال ہی
بس اب بیٹھو عیش کرو خیالات شر و فساد کو دل مین نہ جگہ دو تمنے فولاد فولاد شکن کو ہوا بنایا ہی کیا آگے
سب کو کھا جائیگا ملکہ تمکو ہمارے سر کی قسم اب نام فولاد فولاد شکن کا ہمارے سامنے نہ لینا ورنہ مین
ابھی ایک نامہ لکھکر پاس فولاد فولاد شکن کے اس مضمون کا بھیجدونگا کہ او بیحیا تیری دختر ہمارے
پاس موجود ہی اگر کچھ دعوی جرأت ہی تو آکر لیجا یہ سنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد تھر تھر کانپنے لگی شاپور
شیردل نے اشارہ کیا ملکہ برائے خدا اب ذکر فولاد فولاد شکن نہ کرو اُسکی جرأت کا نام نہ لو یہ خاندان
کا خاندان آتش خو شعلہ مزاج مشہور ہی دادا انکے رستم پیلتن علشاہ نوجوان ایسے جاہل اجہل تھے
کہ بات بات پر ہوا سے لڑتے تھے اب چند سے سلیس ہو گئے ہین مگر مقام جرأت پر آپ ہی آپ سے
اپنے باہر ہو جاتے ہین اور باپ انکے شاہزادہ قادر سیاہ معاذ اللہ صاحبقران زمان تک انکی
بدمزاجی ہر طرح دبتے ہین اور یہ تو ابھی نوجوان آگ کے پتلے بنے ہوئے ہین جرأت مین بےنظیر مرجانے
کو اپنا فخر سمجھتے ہین پس ایسے مرنے والے سے ڈرنا چاہیے موافق اُسکی طبیعت کے کام کرنا چاہیے اگر
ابکی مرتبہ ذکر جرأت فولاد فولاد شکن کرو گی ایسا نہو تلوار پکڑ کے خود اُسکے لشکر مین آپ ہی گھس جائین
روبرو اُسکے جا کر کہین کہ بیٹی تیری ہمارے پاس موجود ہی انسے ان باتون کا کچھ عجب نہین ہی ملکہ یہ
سُنکے رونے لگی اور کہا کہ ای شہریار آپ کو اختیار ہی اب ہم کچھ نہ کہین گے شاپور نے واسطے بہلانے
شاہزادے اور ملکہ کے سامان شراب و کباب مہیا کیا ملکہ کے دل کو چین نہین آتا وہ گل باغ محبوبی
خاموش ہی کسی جانب متوجہ نہین ہوتی یہان کی تو یہ کیفیت ہی مگر اب وہ ملکہ فولاد فولاد شکن کے تحریر
ہوتے ہین اول صبحکو خواصین جو سو کر اُٹھین دیکھا ملکہ اور شعلہ رخسار کے بیٹے پر گئی تھین چار جانب
تلاش کرنے لگین سارے باغ کو چھان ڈالا اُس گل حدیقۂ رعنائی کی کہین بو نپائی اب کنیزین باغ
سے سب ایک مقام پر جمع ہین اور متردد و متفکر ہین اور آپس مین کہ رہی ہین کہ صاحبو یہ کیا غضب ہو
ہماری ملکہ کو کون لے گیا ہمکو مثل لالہ داغ دے گیا کہان جائین کہان ڈھونڈھین کیا کرین کچھ
نہین پڑتا ایک کہتی ہی ہو انکے باپ سے جلدی خبر کرو کہ آپکی صاحبزادی کا پتا [illegible]

کہا دو اگر ہماری تمھاری ناک چوٹی کاٹینگے ہمین سے پوچھین گے ہم اُنسے کیا بتائینگے یہ تقریر خواصون کی سنکر غنچہ دہن وزیرزادی ملکہ کی تو خاموش ہی اسکو تو اک حیرت کا جوش ہی سب نے کہا بی وزیرزادی صاحبہ آپ ہم سبھونکی افسر ہین ہم سب سے عقل و فطرت مین بہتر ہین آخر کیا کرین غنچہ دہن نے کہا صاحبو مین کیا بتاؤن یہی سر پیٹ کر کہان نکل جاؤن جان و آبرو کا ڈر ہی شعلہ رخسار ہمارے واسطے آگ لگا گئی سُرن ہو کر ہمکو دیوانہ بنا گئی نہین معلوم ہماری مالک کو کہان لیگئی صاحبو مین خاک بولون کیا زبان کھولون یہی مین تو بالکل لٹ گئی اپنی شاہزادی حور خصال سے چُھٹ گئی جان کا کس حرامزادی کو ڈر ہی اُنکی یاد زلف مین حال دل ابتر ہی ہائے اُنکی بھولی صورت یاد آتی ہی میری آبرو بڑھانے والی دو دن سے بےچین تھین مین نے ہر چند پوچھا کون سی ایسی مخفی بات ہی جو مجھ ایسی رازدار سے نہ کہی نہین معلوم ہمین کیا بھید ہی کسی کی دام زلف مین پھنسین یا کسی مکار نے یہ جال پھیلایا اُس بلبل نغمہ سنج باغ حسن کو ہمسے چھڑایا یہان آپسمین یہ باتین ہو رہی تھین بعض ہنستی تھین بعض رو رہی تھین کہ یکایک بی لذت مکلدار تھر تھر کانپتی ہوئی بدحواس آئی کہا اوستانیو یہ کیا ہلڑ مچایا ہی اپنی اپنی جان کی خیر مناؤ موا جلاد فولاد فولادشکن آتا ہی مین نے سلام کیا پہلے مجھسے یہی پوچھا کہ سیمین عذار صنوبر قد اُٹھی یا سوتی ہی چھوکری کا مزاج کیسا ہی مین نے کچھ جواب نہین دیا بھاگی یہان آئی ہون ہوشیار ہو جاؤ استقبال کو چلو مین تو باغ کی کھڑکی کھولکر بھاگی جاتی ہون یا جاتی ہون کسی کنوین مین گر پڑتی ہی کیونکر اپنی جان دون زمین سخت آسمان دور اے خداوند لقا خیر کیجیو سب کی جان بچائیو مثل صبا کے ابھی ابھی ہماری ملکہ باغ مین آ جائے دل شگفتہ ہو جائے لقا کے نام پر غنچہ دہن کو شراب پلاؤنگی لات و منات کا پوجا کرونگی ہنوز یہ باتین تمام نہونے پائی تھین سب خواصین لذت کی باتین سُنکر مثل تصویر خاموش کھڑی تھین کہ فولاد فولادشکن سامنے سے نمایان ہوا نشۂ شراب مین مست پیر ڈالتا کہین پڑتا کہین لڑکھڑاتا ہوا آتا ہی سب خواصین واسطے تسلیم کے جھکین فولاد فولادشکن آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا میری نور عین کہان ہی سب نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا مگر مثل بید لرزان بصورت آئینہ حیران بشکل گیسوے پریشان زبانین بند دل دردمند سب کے آگے بڑھی ہوئی بی لذت کھڑی ہین بھاگنے کا قصد تھا مگر اب تو پاؤن مین زنجیر پڑ گئی گویا زمین مین گڑ گئی فولاد فولادشکن نے کہا اری حرامزادیو کچھ جواب نہین دیتین کیا چھوکری

ابھی سوکر نہین اُٹھی سوتی ہو تو خبردار نہ جگاؤ ورنہ پھر بدمزاج رہیگی جب اس تقریر کا بھی جواب نہین
ملا فولاد فولاد شکن نے سرپیلی لذت کے ایک گھونسا مارا اُسکا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر گری زمین
پر ایڑیان رگڑنے لگی اور کسیکو خنجر کسیکو قبضہ تلوار کا کسیکو ٹھوکر لگائی جب دس پانچ کا اسی طرح خاتمہ
ہوا غنچہ دہن ہاتھ باندھکر آگے بڑھی عرض کی لونڈی کا بھی سر کاٹ لیجیے جلد سزا دیجیے فولاد نے
کہا اری غنچہ دہن آخر معرکہ کیا ہی سوکے نہین اُٹھی یا جاگتی ہی یا مر گئی آخر کیا اُفتاد ہوئی غنچہ دہن
نے کہا اصل حال یہ ہی کہ جسوقت ملکہ واسطے شکار کے گئی تھین خیر وہان سے واپس آئین عجیب
کیفیت تھی چہرہ زرد ہونٹھ خشک خاموش نہ کسی سے کلام نہ کھانے پینے پر توجہ آکر مُنھ لپیٹ کے
پڑرہین خواصون پر غصہ فرمایا کہ تمنے ہمکو قیدی بنایا ہی ہمارے پاس سے جاؤ تنہا ہمین رہنے دو
مین جوش محبت مین شب کو جاکر حاضر ہوئی دیکھا تو روتے روتے آنکھین سوج گئی تھین مین نے
حال پوچھا تصدق ہوئی نثار ہوئی یہی فرمایا کہ طبیعت میری علیل ہی میرا بات کرنے کو جی نہین چاہتا
غنچہ دہن میرے پاس سے جاؤ کنارے جاکر بیٹھو اسی پریشانی مین رات کٹی صبح کو حضور تشریف
لائے تو آپنے حکم دیا شعلہ رخسار اور لالہ عذار کو لاؤ کانا سُنو بعد حضور کے جانے کے بی شعلہ رخسار
کربا گری کرتی ہوئی آئین گر مثل دیوانون کے کہتی ہوئی کہ مین جنات کا بادشاہ ہون بی لالہ عذار
پیٹتی تھین ہی ہی میری بچی کو کیا ہو گیا حضور ملکہ سرشام بی شعلہ رخسار کا ہاتھ پکڑکر کوٹھے پر گئین یہ کہکر کہ
ہم اسکا علاج کرینگے ملکہ عالم نے لالہ عذار شعلہ رخسار کی مان کو رخصت کردیا ہم لوگون کو حکم دیا کہ
ہمارے پاس نہ آؤ ہم کوٹھے پر اکیلے بیٹھین گے اب جو لونڈیون نے صبح کو جاکر دیکھا نہ بی شعلہ رخسار
کو پایا نہ ہماری ملکہ کا پتا ملتا ہی سارا باغ چھان چکے آپکے خوف سے کھڑے کانپ رہے تھے یہی آپس مین
چرچے تھے کہ اب کیا کرین کہان جائین اصل کیفیت تو یہ تھی اب حضور کو اختیار ہی چاہے لونڈیون
کی جان بخشی ہو چاہے قتل کرین ہم بالکل رازدل سے ملکہ کے ناواقف ہین خداوند لقا تو ہمکو غارت
کرے جو ہم اور کچھ جانتے ہون قریب تھا کہ یہ باتین سُنکر فولاد کا کلیجہ پھٹ جائے یون کانپتا تھا جیسے کسیکو
بخار چڑھتا ہی فولاد تو اس غصے مین کھڑا ہوا ہی مگر حال سُنیے لالہ عذار مادر شعلہ رخسار کا کہ یہ
بموجب حکم ملکہ بیٹی کو چھوڑکر چلی تو گئی تھی مگر رات بھر یاد مین مثل ماہی بے آب تڑپا کی اور بیقراری
مین صبح ہوئی بہلی پر سوار ہوکے چلی قضاے کار اُسی نخل کے قریب پہونچی جہان شاپور شیر دل نے

شعلہ رخسار کو بیہوش کر کے ڈال دیا تھا اب اُسکی بیہوشی دور ہوئی اپنے کو ننگا صحرا مین پایا ایک ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے چیخین مار کر رونے لگی لالہ عذار کے کان مین یہ آواز آئی گاڑی بان سے کہا ہای ہای میری بچی کے رونے کی آواز آئی ہی ارے جلد بہلی روک وہ جبتک روکے روکے لالہ عذار نے اپنے تئین بہلی سے گرا دیا اُفتان خیزان دوڑی شعلہ رخسار نے جو مان کو آتے دیکھا چلائی ای امی جان ادھر آئیے ہی ہی تم سے ایسی بیزار ہوئین کہ ہمکو ننگا کر کے جنگل مین ڈال دیا اب توبہ کرتی ہون کسی غیر کے ساتھ نہ جاؤنگی مین تو اُن لوگون سے کہا کرتی تھی کہ میری مان جلادنی ہی خطا پر مار ڈالنے لگی آخر آپ نے ایسا کلیجہ پتھر کا کیا کہ ہمکو صحرا مین ڈالدیا اگر کوئی شیر بھیڑیا آتا کھا جاتا تو اچھا ہوتا تمھاری امید بر آتی یہ سنکر لالہ عذار متحیر ہو کر دوڑ کے لپٹ گئی اور رو کر کہنے لگی ای جان مادر یہ کیا کہتی ہو تم یہان کیونکر آئین مین تو تمکو دیوانے پن مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے پاس چھوڑ آئی تھی ایسی ایسی باتین جو آپ کہتی ہوئین لالہ عذار بھی حیران شعلہ رخسار بھی پریشان طول بیجا کا اس راقم کو بڑا خیال ہی آمدم بر سر مطلب لالہ عذار نے اپنی دولائی شعلہ رخسار کو اُڑھائی ساری باندھنے کو دی اور کہا بیٹیا بڑی حیرت کی بات ہی کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا چلو باغ مین ملکہ عالم کے چلکر دیکھین وہان کیا گل پھولا ہی

الغرض اُسوقت دونون باغ مین آکر پہونچین کہ فولاد فولاد شکن غنچہ دہن سے حال سنکر جو اوپر مین لکھا گیا ہی خاموش کھڑا ہی کہ ظاہر ہوا کہ بی لالہ عذار اور شعلہ رخسار باہر سے باغ کے آتی ہین دیکھین یہ دونون کیا فرماتی ہین جیسے ہی فولاد کے قریب آئین فولاد نے کوڑا اُٹھایا اور کہا کہ سچ بتاؤ کمبختو کیا معرکہ ہی میری بیٹی کا پتا نہین ملتا لالہ عذار خود پیٹنے لگی کہ حضور میری داد دیجیے مین ابھی بیٹی کو خدمت ملکۂ عالم مین چھوڑ گئی تھی اسوقت صحرا مین ننگا برہنہ پڑا پایا جو میری بچی کو شیر بھیڑیا کھا جاتا تو کسی طرف کی نہ رہی تھی لونڈیون سے ایسا غصہ مناسب نہین ہی سب نے اُسکو سڑن بنایا تھا وہ بیچاری قسمین کھاتی ہی کہ نہ مین دیوانی ہوئی نہ سڑن ہوئی ایسی دل لگی نکرنا تھا کہ ننگا کر کے جنگل مین پھکوا دیا کیا خوب ملکہ نے علاج کیا میری سڑن دیوانی کو میرے گھر بھجوا دیا ہوتا ذرا ملکہ کو تو سامنے بلائیے مین اُنسے شکایت کرونگی جھاڑو کا تماشہ کیسے پیچھے پڑونگی اور کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھونگی وہ تو خداوند لقا نے بڑی خیر کی کہ مین روتی پیٹتی اپنی بچی تک پہونچ گئی جب وہ خونخوار جنگل یاد آتا ہی تو میرا کلیجہ تھر تھر کانپنے لگتا ہی اگر مین نہ جاتی تو میری بچی مجھکو زندہ نہ ملتی ذرا ملکہ آئین تو سہی دیکھو مین کیسا اُنکو آڑے

یا ملعون لیتی ہون فولاد نے یا تو کوڑا اُٹھایا تھا یہ تقریر حیرت افزا سُنکر ہاتھ روک لیا کہا اری ملکہ کہان ہی جسکو بلاؤن میری بیٹی خود غائب ہی کلیجے پر چھریان چل رہی ہین مین کیا کرون کہان اپنی دختر کو ڈھونڈھون لالہ عذار نے عرض کیا واری میرے خیال مین تو یہ آیا ہی کہ اُسی جنگل مین چل کے تلاش کیجیے آپکا پھول بھی اُسی خارستان مین ملیگا جیسے مین جنگل مین جا کر شگفتہ ہوئی ویسے ہی آپ کا بھی غنچۂ آرزو کھلیگا فولاد ساری جرأت بھولا کہا اچھا چلو فقط ان دونون کو ساتھ لے کر اُسی جنگل مین مثل غول بیابانی چار طرف دوڑنے لگا کبھی نام لیکر ملکہ کو پکارتا تھا کہ ای سیمین عذار صنوبر قبلی بی کہان ہو مثل طائر عنقا میری نظرون سے کیون نہان ہو آ کر کلیجے سے لپٹ جاؤ چاند سی صورت دکھاؤ فولاد تو دیوانہ وار صحرا مین یہ کہتا مارا مارا پھرتا تھا اور دونون ڈومنیان بھی تلاش کرتی پھرتی ہین مگر خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کافر بیدین صبح کو جو اُٹھا چلے پاس سلیمان کے آیا کہا کیون پہلوان دوران و گرشاسب جہان میان فولاد فولاد شکن منھ ہی سے کہتے ہین کئی دن ہو چکے تشریف لائے ہوئے طبل جنگی کیون نہین بجواتے وہ تو فرماتے تھے کہ اسی ہفتے کے اندر قدرت کو بالائے قیطول پہونچا دینگے مسلمانون کو بھگا دینگے اب تامل کا کیا باعث ہی سلیمان نے کہا ملک جی کل فولاد فولاد شکن شب کو خود کہتا تھا کہ ماموں جان جا طبل جنگی بجوا دیجیے مین قدرت سے شرمندہ ہوتا ہون مین نے روکا آج کی شب کا وعدہ کر لیا ہی مگر نہین معلوم کیا سبب ہی کہ آتا دن چڑھ آیا اور فولاد ابھی تک یہان نہین پہونچا بختیارک نے کہا آج مین خود اُنکی ملاقات کو جاتا ہون ابھی ساتھ لیکر دربار خداوندی مین آتا ہون سلیمان عنبرین مو نے کہا بہرحال مین دربار لقا مین چلتا ہون اب وہین ملاقات ہوگی سلیمان گینڈے پر سوار ہو کے اُدھر چلا بختیارک نے خچر اپنا طرف باغ سلیمان کے بڑھایا رواروی کرتا ہوا آتا ہی چند غلام ساتھ ہین اُنسے کہتا ہوا آتا ہی آج نالائقون کو لڑوا دونگا اتنے دنون کوئی آکر نہین ٹھہرا اب مین اُنکو جہنم مین پہونچاتا ہون مسلمانون سے لڑواتا ہون یہ کہتا ہوا در باغ پر آیا دیکھا رنگ باغ دگرگون ہی ہزارون خواصین ملکہ کی دروازے پر کھڑی پیٹ رہی ہین بعض لقا سے فریاد کر رہی ہین یا خداوند ہماری ملکہ کو ہمسے ملا دے فولاد فولاد شکن بامراد آئین ملکہ بصحت و عافیت صحرا سے پا جائین جس طرح لالہ عذار کی مراد ملی ننگی ہو گئی بلا سے لباس گیا پاپوش سے اُسکی جان کی تو خیر ہو گئی زندہ تو ملی اسی طرح یا لقا ہماری

بھی مراد حاصل ہو ملکہ کو یہان کھیلنا پائین ایک کہہ رہی تھی کہ بوا میرے ہوش و حواس باختہ ہین ہر تو باتین طلسمات کی سی ہین بیت چمن مین دفن ہوا کوے یار مین نکلا پر زمین مین بھی نہ ٹھہرا وہ بیقرار ہوئین شعلہ رخسار ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے ساتھ کوٹھے پر گئی اور جنگل مین ننگی ملی دیکھیے تیرہ صدی کے زمانے مین کیا کیا ہوگا بختیارک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا خچر سے کود ا قریب کنیزون کے آیا پوچھا خیر تو ہے میان فولاد فولاد شکن کہان ہین تم سب کیون اسقدر سفر یاد و زاری نالہ و بیقراری کر رہی ہو کس ملکہ کے لیے دعا مانگتی ہو سب کنیزون مین غلغلہ ہوا میان شیطان آئے میان شیطان آئے یہ خداوند سے بہت گستاخ ہین انکے سامنے بیان کرو یہ قدرت سے ہمکو مراد دلوا دینگے بچھڑی ملکہ سے ملا دینگے اگر کچھ بھوت پریت کا خلل ہوا ہے دیو جن خبیث لے گیا ہے تو یہ کل خبیثات کے باپ ہین بڑے پریت آپ ہین انسے ضرور ہمکو مطلب حاصل ہوگا رنج و ملال زائل ہوگا یہ آپسمین مشورہ کرکے سب کی سب دوڑین قدمون سے بختیارک کے لپٹ گئین کہا میان شیطان صاحب دہائی ہے ہماری ملکہ خود بخود غائب ہو گئین بختیارک نے کہا کون ملکہ ایک کنیز نے کہا کہ پہلوان صاحب کی دختر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد خود بخود باغ سے غائب ہو گئی ہین پہلوان صاحب جنگل مین برائے تلاش تشریف لیگئے ہین بختیارک نے کہا ہین یہ کیا کہ غائب باغ مین ملکہ ہوئین فولاد جنگل مین ڈھونڈھنے کو گئے اُسنے عرض کیا کہ میان بختیارک تسے مین بیان بھی کرتے ڈرتی ہون ذرا کوئی وسوسہ نہ دلوائیے گا میری امان سے مجکو نہ اُڑوائیے گا شوہر سے نہ جدا کیجیے گا یہ سب جھگڑے آپ ہی کی ذات سے ہوتے ہین یہ سُنکے بختیارک گالیان دینے لگا کمبختو کمین تمھاری قضا تو نہیں آئی ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑونگا جلد مفصل بتاؤ مطلب تو سمجھ گیا ہون لیکن اشارہ کافی نہو گا سوسن نے کہا ملک جی مجھ سے حال سنیے اور تو جھگڑا طول طویل ہے لیکن مختصر یہ ہے کہ شعلہ رخسار کے ساتھ ملکہ کوٹھے پر گئین وہان سے غائب ہوئین شعلہ رخسار جنگل مین ملی وہان ننگی پڑی تھی اس وجہ سے فولاد بھی اُسی جنگل مین تلاش کرنے گئے ہین بختیارک خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا وہ مارا جو ہم نے کہا تھا وہی ہوا اچھے اُلّو کے پٹھون کا ڈربا کھلا ہے جنگل مین مثل غول بیابانی کے گیا ہے وہ پریوش کسی محبوب خوشرو کے پہلو مین بیٹھی ہوگی مزے اُڑا رہی ہوگی یہ کہکر خچر پر سوار ہوا اور بہ تعجیل جنگل مین آیا دیکھا میان فولاد ہر طرف مثل لنگور کے اُچکتے پھرتے ہین ایک طرف دو دہنیان

گویا جنگل کی بلائیں پکار رہی ہیں کہ ملکہ آؤ فولاد فولاد شکن نے جو بختیارک کو آتے دیکھا قریب آیا کہا ملک جی عجب طرح کا معرکہ ہوا باغ سے ملکہ اور شعلہ رخسار غائب ہوئیں شعلہ رخسار کو ہم نے اس جنگل سے پایا مگر ملکہ آرزو کہیں کانٹوں میں چھپ گیا ہو نہیں ملتا ہی ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے پاؤں میں آبلے پڑ گئے ہیں بختیارک نے کہا آپ میرے ساتھ چلیے میں آپ سے مفصل بتلا دوں فولاد خوشی خوشی ساتھ ہوا لالہ عذار و شعلہ رخسار اپنے خیمے کی طرف گئیں فولاد جب آکر در باغ پر بیٹھا بختیارک نے کہا اے پہلوان دوران یہاں ایسے معاملے بہت گذر چکے ہیں آپ اُس عورت کے کہنے سے ناحق دوڑے گئے عقل سے ظاہر ہوتا ہی کوئی عیار بشکل شعلہ رخسار بنکر آیا شعلہ رخسار کو وہاں ڈال دیا آپ یہاں پہونچا رات کو قابو پاکر ملکہ کو لے گیا جو میں نے حکم لگایا تھا آپ کو یاد ہوگا وہ کرسی نشین ہوا ہیں ملکہ کسی سے پہلے ہی ہو چکا ہوگا فولاد فولاد شکن کو اس تقریر بختیارک سے نہایت غصہ آیا ایک دھول ماری رفیدہ ملک جی کا زمین پر گرا اور کہا او [illegible] تو نے یہ کلمہ ہزل میرے سامنے کہا میری لونڈی بھی کبھی ایسا کام نہ کرے گی انکو تو خود مرد [illegible] سے نفرت ہی کس مرد کی مجال ہی کہ اُسپر آنکھ ڈالے نہیں معلوم یہ کیا اسرار ہی چلو خداوند سے پوچھیں وہ صاف صاف اس راز کو بتا دینگے بختیارک نے جھاڑ پونچھ رفیدہ تو سر پر رکھ لیا اور حضور غصہ نہ فرمائیں اگر دل چاہتا ہی تو اور دو چار دھولیں لگائیں مگر بگوش ہوش سماعت فرمائیے مصرع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ۔ اے پہلوان دوران علامت اول تو یہ ہی کہ دو چار روز پیشتر سے ضرور بیقرار ہونگی ہاں یہ تو فرمائیے کہیں شیروں کے شکار کو تو جانے کا اتفاق نہیں ہوا فولاد نے کہا وہ ہمیشہ سے شکار دوست ہی ہرن کیسے شیر کا بھی شکار کھیلا پلنگ خونخوار کو تلوار سے مارا مگر البتہ کل جو میں صبح کو آیا تو اُسکا عجب حال تھا دریافت کیا تو کنیزوں سے معلوم ہوا کہ جب سے شکار سے آئی ہیں طبیعت بہت بے لطف ہی بعد اُسکے سُنا کہ رات بھر مُنہ لپیٹے پڑی رہیں جب میں آیا اُسوقت حقیقت میں اُسکا حال ابتر تھا میں نے بیمار جانکر کہا کہ بیٹا ڈر شیلو مگر دہلاؤ گائن کو بلا بھیجو یہ میرے ہی حکم سے ڈومنیاں آئی ہیں اُسنے کچھ فرمائش نہیں کی ملک جی یہ معرکہ گذرا بختیارک نے کہا ناک ناک بدتا ہوں جو میرے کہنے کے خلاف ہو جو اوپر گذرا وہ مجھ سے سن لیجیے اور میری ذہانت کی داد دیجیے یہ معاملہ گذرا ہوگا شکار گاہ

مین کئی ہونگی کوئی بیٹا پوتا حمزہ کا بھی برائے شکار آیا ہوگا اُس سے آنکھیں چار ہوئی ہونگی کچھ لوگ
اُسوقت وہاں ہونگے اسوجہ سے ناچار ہوئی ہونگی یہ جوان حسین کمسن فرزندان حمزہ بھی دریائے
حسن وجمال کے گوہر بے بہا ہین صورت وشوکت وجلالت مین یکتا ہین چوٹ کھاکر عشق کی آئی ہونگی
اُدھر اُسنے عیار کو اپنے بیقرار ہوکر برائے جستجو بھیجا ہوگا وہ اس صورت سے آکر لے گیا حضور کو داغ دے گیا
اگر اسمین فرق ہو سر کاٹ لیجیے ان باتون مین چند سرداران لشکر فولاد بھی آگئے ہین بختیارک مسخراپن
بھی کرتا جاتا تھا اور جلا جلاکے کہتا جاتا تھا اور ٹھنڈی سانسین بھرتا جاتا تھا کہ ہائے غضب آپ نے
کس ناز ونعم سے پالا ہوگا اُس جلاد بے دردنے خون کا دریا بہایا ہوگا اب مزے اُڑا رہے ہونگے عاشق
ومعشوق گلے مین ہاتھ ڈالے بیٹھے ہونگے فولاد فولادشکن غیرت کے مارے غرق عرق شرم ہوگیا قریب
تھا کہ خنجر مارے لیکن ضبط کرکے کہا ملک جی آپ کی پیشگوئیان درست ہین لیکن سب آپکا خیال خام ہے
ہرگز میری بیٹی ایسی نہین اور اگر تمکو اس امر مین یقین کامل ہے تو اب مین تمھاری جان اور اپنی جان
ایک کردونگا ورنہ مفصل بتاؤ کس برج مین وہ آفتاب آسمان خوبی ہے کس درانداز نے یہ کام کیا ہے
تو ابھی جاکر دریائے خون بہاؤن دونون کے سر کاٹ لاؤن اگر اسمین فرق ہو تو مجکو فولاد فولادشکن
نہ کہنا بختیارک نے یہ سنکر تیوری پر بل ڈالکر کہا بس اب خاموش رہیے حقیقت مین اُس شخص نے
بُرا کیا آپکی جوان بیٹی کو نکال لے گیا لیکن اب اس مقدمے پر خاک ڈالیے معاف فرمائیے اگر سچ پوچھیے
تو اُسنے آپ پر احسان کیا کیونکہ آخر آپ کہین شادی کرتے اسمین ہزار روپیہ صرف ہوتا اہالیان
برادری کو بھی تکلیف ہوتی بے ننگ جھگڑے لگائے ہوئے مطلب حاصل ہوا الغرض آپنے جو فرمایا کہ اگر
پتا ملے تو جاکر دونون کے سر کاٹ لاؤن یہ امر بھی دشوار ہے ہر مسلمان بلائے روزگار ہے اگر مین بتا دونگا تو
آپ کو تکلیف ہووے آپ وہان جائین ایسا نہو دشمن مارے جائین پھر آنا دشوار ہوگا پس یہ جستجو
کرنا بیکار ہوگا چلیے ناچ راگ ورنگ مین مصروف ہوجیے غصے کو تھوک دیجیے جو ہونا تھا وہ ہوا اُسکا
ذکر کیا ہے ایسے معاملے تو اکثر گذرتے ہین بموجب شعر بلبل برداشت آشیان را + گل گفت کہ خس
کم و جہان پاک + ان کلمات مہملات کو سنکر فولادشکن بعد آگرایا غصے سے مانند بید تھرایا کف منھ
مین بھر آیا مثل مار دم بریدہ پیچ وتاب مین آیا کہا ملک جی بس بس زبان سنبھالو ایسی واہیات باتین
منھ سے نہ نکالو اگر بے قتل کیے ان دونون نالائقون کو چھوڑ دون تو آج سے تلوار باندھنا ترک

کرون فقط آپ کا اتنا احسان ہوگا کہ مفصل مجکو بتلا دیجیے کہ وہان وہ دونون نالائق موجود ہین اُسوقت آپ پر حال ظاہر ہوگا قسم ہے جاہ وجلال خداوندی کی اب کھانا جب کھاؤنگا جب اُس دراندازکو سزاے معقول دے لونگا اب آپ نشان بتانے مین جستجو کیجیے زبان سے کچھ نہ فرمائیے ورنہ مین اپنے تیغ سے ہلاک کرڈالونگا آپ شیطان درگاہ خداوند ہین آپ کو کچھ نہین کہہ سکتا اگر اور کوئی ایسے کلمات مُنہ سے نکالتا تو سر اُسکا کھینچ کر پھینک دیتا بختیارک نے دیکھا کہ فولاد فولادشکن حقیقت مین آپ سے باہر ہے نشہ جرأت مین بیہوش ہے ازخودفراموش ہے گھبرا کر کہا مین ابھی فکر کرتا ہون خیرتک اپنے عیار کو بلا کر کہا جلد جاکر مہتر وسواس کو بُلا لا خیرتک فوراً روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے مہتر وسواس کو اپنے ہمراہ لایا بختیارک نے کل کیفیت وسواس سے بیان کی اور کہا کہ اگر اس بات کا پتا لگاؤگے تو اسقدر نقد وجنس پاؤگے کہ نہال ہوجاؤگے وسواس فوراً قنطورہ زربفتی وپتاوہ سقرلاطی دو گون عیاری سے آراستہ ہوکر واسطے تلاش ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے روانہ ہوتا ہے ان سب کو اس جستجو مین چھوڑیے لیکن اب یہان سے دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ملکہ مہرخ سحرچشم وصمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش کہ نتیجہ قتل ملکہ بہار شمشیرزن لیکر آیا ہے بیان کیے جاتے ہین

ساقی نامہ مصنف

دولتکدون مین ہو تیرا نام
اُس خم کی زکوۃ اک پیالہ
اس آگ سے جب گلاس دہکا
دل مین نئی اک ترنگ آئے
گلدستہ جو ذہن نے بنایا

ساقی اک جام ہو عنایت
پائے جو زلال درد آشام
دھوئے دھائے دھرے مین ساغر
خم خانے کا تیرا پھول مہکے
ساقی نے شراب دی یہ سنکر
بندش نے عجیب گل کھلایا

باقی رہے دور تا قیامت
جسمین ہو شراب دیرسالہ
بھٹی سے نکال آتش تر
لب سے وہ پری جو لب ملائے
حاضر ہوئی فکر پھول چنکر

مہمیز کنندگان سمند تیزگام عیاری وشہسواران میدان طراری توسن کلک کو میدان صفحۂ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین اور غزالان مضامین داستان صحراے فرحت افزاے خوشبیانی مین یون طرارے بھرتے ہین سابق مین تحریر ہوا ہے کہ صمصام نمکحرام شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے پھر گیا اور اگرا فراسیاب کے شریک ہوا مع فوج ولشکر بارگاہ حیرت جادو مین آگیا ہے قیصری کہ طبل جنگی بجوائے ملکہ بہار سے مقابلہ کرے مگر چونکہ زخمی ہوکر آیا ہے اسوجہ سے تامل ہوا ہے یہ بھی عرض کرچکا ہون کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مع

مہترئ مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل فکر قتل
صمصام بد انجام مین روانہ ہو چکے ہین جب صمصام نمک حرام خدمت ملکہ حیرت مین حاضر ہوا
اور مقدمے مین اپنی معشوقہ لالہ رخسار نرگسی چشم کے بخوبی عہد و پیمان لے چکا اور ملکہ نے بھی اقرار
کیا کہ تیری دھوم سے شادی کرینگے خانہ آبادی کا سامان ہوگا عرصہ دراز تک بارگاہ حیرت مین
حاضر رہا اور یہ کہکر اُٹھا کہ کل غلام طبل جنگی بجوائے گا اور لطف بربادی خانہ کو کب روشن ضمیر
دکھلائے گا ملکہ نے کہا جاؤ سپرد خداوند سامری کیا مگر عیارون سے ہوشیار رہنا عرض کیا چالیس
سرداران نامی غلام کے ساتھ ہین کیا مجال ہو کہ میری بارگاہ مین کوئی آسکے یہ کہکر طرف اپنی بارگاہ
کے چلا ساحران غدار و سرداران ناہنجار خلعت ہائے فاخرہ پہنے ہوئے گرد اس بیحیا کے مرغ زرین
پہنے ہوئے چلے آتے ہین عقب مین خدمتگار یہ تو اپنی بارگاہ کی جانب اسطرح سے جاتا ہے مگر واضح رائے
ناظرین ہو کہ خواجہ عمرو ایک تدبیر کر کے ایک مقام پر ٹھہرے ہین اور چالاک کو کچھ سمجھا کر روانہ کیا
چالاک صورت بدلے ہوئے در بارگاہ حیرت پر کھڑا ہے کہ صمصام طرف اپنی بارگاہ کے جاتا
ہی چالاک نے پیچھا کیا دیکھا ایک خدمتگار صمصام کا ظاہرا مقرب معلوم ہوتا ہے کہ لباس معقول
پہنے ہوئے گوٹے دار پگڑی سر پر تنی چپکن زیب جسم مشروع کا پاجامہ یہ کہتا ہوا عقب صمصام جاتا
ہے کہ آج انعام و اکرام مین کئی ہزار روپیہ میری تحویل سے خرچ ہوا ہے اُسکا حساب لکھنا ہے یہ چالاک
نے سُنا تدبیر تو کر ہی چکا تھا ایک عورت کی شکل بنکر چہرے کو چادر سے چھپایا قریب اُس خدمتگار کے آیا
کہا میان خدمتگار صاحب ذرا ادھر دیکھو وہ پلٹا دیکھا کہ ایک نازنین بڑی بڑی انکھڑیان مگر حجاب سے
ہاتھ پاؤن مین رعشہ کر کے ایک کاغذ نکال کر ہاتھ مین اُس خدمتگار کے دیا کہا لو صاحب جلدی
کوئی مجھ بدنصیب کو دیکھ نہ لے مان باپ کی آبرو جائے ہماری عصمت مین فرق آئے مگر نوکری ایسی بری
چیز ہے کہ کچھ بن نہین پڑتا خدمتگار نے یہ سنکے کاغذ ملفوف ہاتھ مین لیا پوچھا یہ کاغذ کیسا ہے اُسنے آنکھین مٹکا
کے کہا میان صمصام کی خالہ نے لکھا ہے جب مالک تمھارے بارگاہ مین بیٹھ لین یہ کاغذ چپکے سے انکے
ہاتھ مین دینا خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے ورنہ نرگسی بیگناہ کی جان جائیگی اتنا زبانی بھی کہدینا اُسکو تنہائی
مین پڑھیے اسکے مضمون پر کاربند ہو جیے ورنہ معشوق سے ہاتھ دھو کر عمر بھر سر پر ہاتھ دھر کر روؤ گے
یہ کہکر وہ عورت تو مٹکتی چلی گئی خدمتگار نے کاغذ جیب مین رکھا جب صمصام بارگاہ مین آکر تخت پر

بیٹھا خدمتگار نے پوشیدہ نامہ ہاتھ مین دیا اور زبانی بھی وہی کلمہ کہدیا کہ حضور تخلیے مین چلکر ملاحظہ فرمائین یہان سر دربار نہ کھولین حضور دینے والا یہ کہ گیا ہی کہ اگر ظاہر ہوگا معشوقہ کی جان جائیگی فقط کہنے کو کہانی رہجائیگی نام معشوق سنکے صمصام گھبرایا کاغذ ہاتھ مین لیکر تخلیے مین آیا اب جو دیکھا سرنامہ پر مہر ملکہ لالہ رنسار نرگسی چشم کی پائی مگر معلوم ہوتا ہی جلدی مین مہر کی ہی کوئی حرف ظاہر کوئی مخفی بہ تعجیل نامہ کھولا اول القاب یہ لکھا ای شوریدۂ دست محبت و ای آشفتہ وادی مودت زاد عشقہ جدہ بہ اشعار نظم تحریر کیے یہ اشعار

کیا تم سے کہون مین حال اپنا کیا تم کو لکھون ملال ہر پنا
جس روز سے روے یار دیکھا اک لمحہ نہین قرار آتا دن آنکھون مین رات ہو گیا ہی
شب ہجر کی اک سیہ بلا ہی ہر ایک نفس تپتا ہی آکاہ بستہ ہی ہمیشہ نالہ و آہ
جان خواہش وصل پر ہی مائل دل تیغ فراق سے ہی گھائل پہلو مین نہین قرار دل کو
سمجھائی ہون گو ہزار دل کو ہی پیش نظر تری ہی تصویر دن رات یہی ہی اُس سے تقریر
ہر دم جو خیال موے سر ہی ابتر مرا حال سر بسر ہی جیسا مرا حال ہی پریشان
واقف ہین تمھارے موے پیچان اور یاد جبین مین ای ستمگر برگشتہ ہی اختر مقدر
ابرو کو نہین جو بھولتا دل ہی تیغ الم سے شکل بسمل اندوہ ہی یہ ستم کشیدہ
ہی مثل کمان قد خمیدہ آنکھون مین کھٹکے ہین تیر مژگان ہین پار جگر کے غم کے پیکان
جب یاد ہی انکھڑیون کی آئی ہی آنکھ اجل مجھے دکھائی فرقت نے دیا ہی داغ دل کو
کیا غم سے ہوا فراغ دل کو یہ شعلۂ غم نے سر اُٹھایا جلتی ہون مین شمع سان سراپا
اک آگ سی لگ رہی ہی تن مین شعلے سے بھڑکتے ہین بدن مین اس آگ نے خاک مین ملایا
دل کو کئی مرتبہ جلایا پاس آتے نہین طبیب میرے بیٹھے ہین دور دور ڈر سے
ای نبض شناس حال پرنجور ای عیسی درد جان مہجور گر لکھون مین سوز قلب مضطر
قرطاس و قلم ہون خاک جلکر

ای شہنشاہ صمصام و ای عاشق ناکام یہ ہجران دیدہ آفت عشق کشیدہ عجب مصیبت مین ہی جب اول مین تمھارا نامہ محبت شمامہ آیا ہم اُسکو پڑھکر آمادہ ہوے کہ جواب حسب مراد تمھارے تحریر کرین ملکہ حیرت جادو کو خبر ہو گئی کہ ملکہ لالہ رنسار نرگسی چشم کے پاس کسی کا نامہ آیا ہی مجکو بلوایا تمھارا نامہ مجھسے لے لیا اور پوچھا تیری کیا مرضی ہی مین ہوش

ہوئی کہ یہ کچھ جائینگی الخاموشی نیم رضا حیرت جادو نے کہا ہم مطلب تیرا سمجھے ہم جواب بھی لکھیں گے
اور شادی تیری ایسے صاحب لیاقت کے ساتھ کرینگے پھر مجکو نہیں معلوم کہ اُس نامے کو کیا کیا حکم کچھ
لکھا یا نہیں لکھا مجھکو فقرے بازی مین رکھا اگر کل حالات لکھون ایک دفتر ہوجائے اب اصل مراد یہ ہی کہ جب
تم لشکر لیکر یہان آئے کنیزون سے مجکو بھی خبر ہوئی آج دربار سے پلٹ کر آئی اپنی وزیرزادی سے کہا
صمصام میرے مصاحب لالہ زار نرگسی چشم کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہین یہ امر غیر ممکن ہی مدت ہوئی میرا
وزیر اعظم سرما اُسکا طلبگاری مین اُس سے نسبت پختہ کر چکی ہون اپنے وزیر کو غیر جانون یا اُس غیر کے ساتھ
شادی کردون جب وہ بہاران کو قتل کر چلینگے کسی لونڈی کے ساتھ شادی کردونگی ای عاشق زار وای غمگسار
یہ حال مصیبت سُنکر مین ملکہ حیرت کو فقرہ دے کر فلان باغ مین آئی ہون صرف چار کنیزین جو میری
ہمراز ہین اور آٹھ پہر کی دمساز ہین اُنکو ساتھ لائی ہون بس لازم ہی کہ بمجرد دیکھنے نامے کے تنہا اسوقت
میرے پاس چلے آؤ جو مناسب وقت ہو صلاح کر کے ہم تم اُسکی تدبیر کرینگے اور تدبیر و تقدیر کیا تمھارے
ساتھ نکل چلینگے بموجب مثل دو دل راضی تو کیا کریگا نگوڑا قاضی کسی کی لونڈی نہین ہون مجپر کسیکا
زور نہین ہی اور اگر اسوقت تم میرے پاس نہ آئے تو پھر حیرت جادو کے دام تزویر مین پھنس جاونگی
دم بھر پھر محل سے نہ نکل سکونگی صمصام اس مضمون کو پڑھکر تھر تھر مثل بید کانپا ابرو پر بل پڑ گیا کئی
مرتبہ سر ہلا کر کہا کیا خوب کیا خوب خدمتگار نے پوچھا حضور خیر تو ہی ٹھنڈی سانس بھر کے کہا ای
برادر کیا کہون راز کی بات ہی مگر تو میرا معتبر قدیم ہی خدمتگار نہین ہی بلکہ ندیم ہی کسی سے ذکر نہ کرنا
مین نے اپنی دنیا و عقبیٰ دونون خراب کین میان افراسیاب بڑے جعلساز ہین بڑے شعبدہ
باز ہین ہائے مجکو میرے مالک اور آقا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے لالچ وصل محبوب کا دے کر
چھڑایا افسوس کچھ ہاتھ نہ آیا اب اس فکر مین ہین کہ ملکہ بہاران کو میرے ہاتھ سے قتل کرائین آخر
مین دھتا بتائین مگر ای خداوند سامری جمشید تمھارے صدقے ہوجاؤن کیا سبب نکالا ہی
کہ معشوق وفادار ہاتھ آئے کیا عجب ہی کہ کوکب سے بھی صفائی ہوجائے ای خیر خواہ یہ نامہ میری
معشوقہ کا آیا ہی تجنے کہان سے پایا ہو اُسنے کہا حضور ایک عورت کا بچی ہوئی آئی میرے ہاتھ مین دیکر
چلی گئی صمصام نے کہا تجنے بڑا کام کیا اب مین تجکو مصاحب اپنا بناونگا چچا بابا کہا کرونگا اب اُس لال
وفا شعار کے پاس اپنی معشوقہ کے جاتا ہون اُسکو لیکر طرف اپنے ملک کے چلا جاونگا اور میان افراسیاب

کو دغا بتاؤنگا اور تمھارے نام بھی نامہ روانہ کرونگا تم کسی حیلے سے کل فوج کو لیکر چلے آنا یہ کہکر کہا بھائی
میرے خضاب جلدی سے لگا دے دس پانچ موے سفید ظاہر ہین مثل کافور ہین شکل مشک ہو جائین
علاوہ اسکے ذرا سی مہندی ہاتھ پاؤن مین مل لون سرمہ کاجل لگاؤن عمدہ بناؤ کرکے اُسکے پاس جاؤن
خدمتگار نے جلدی جلدی صمصام کے وسمہ لگایا مہندی جلدی جلدی ہاتھ پاؤن مین ملدی صمصام
نے کلاہ وہ نکالی جسمین گوٹا بیٹھا ٹکا تھا قبا زربفت کی نکالکر زیب جسم کی عطر سہاگ جسم مین ملا کاجل
خوب گھرا گھرا آنکھون مین لگایا آئینہ لیکر اپنے روے نحس کو بغور دیکھا اپنا ہاتھ موچھون پر پھیرا جھولی
سحر کی اُٹھا کر بائین ہاتھ پر ڈالی اُسمین اسباب سحر رکھا خدمتگار نے عرض کیا حضور جھولی کیا ہوگی آپ
معشوقہ کی ملاقات کو جاتے ہین یا کسی سے لڑنا منظور ہی صمصام نے کہا شاید بی حیرت نے کسی ساحر
کو لگا رکھا ہو کہ لالہ زار کہین جانے نہ پائے اور وہ ساحر بر وقت سامنے آئے روکنے کا ارادہ کرے
اُسوقت کیا مین ڈنڈ بجاؤنگا جھولی اسواسطے رکھی ہی کہ ایک دانہ ماش کا مارکر اُسے جلادونگا اگر دو ہزار
ہونگے تو خاک مین ملادونگا معشوقہ کو لیکر فوراً نکل جاؤنگا یہان کھڑے پانی نہ پیونگا تم سامان تیاری لشکر
مین مصروف رہو یہ کہکر دونون پیر مارے غرق زمین ہوکر اسواسطے آیا کہ کوئی ملازم افراسیاب مجکو
جاتے وقت نہ دیکھے اب طرف صحرا کے تلاش مین اُس باغ کے جسکا پتا نامے مین لکھا ہی چلا رات کا
وقت صحرا مین سناٹا فرش ماہتاب نے برابر فرش چاندنی زمین پر بچھایا ہی صبح کا گمان کرکے اکثر جانور
آشیانون مین چہک اُٹھتے ہین شعر رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار * زاغ پر تھا گمان بوتیمار *
صمصام بخرام جوش محبت مین جھینپا ہوا جاتا ہی حیا سے نگاہ اُٹھا اُٹھا کے دیکھ رہا ہی کوئی کوس
بھر راستہ طی کیا ہوگا ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا دل سے کہتا ہی اُس باغ کا کیونکر پتا لگے کیونکر
اُس سرو خرامان بوستان حسن کو پاؤن یا سامری جمشید جلد پہونچون جسوقت سامنا ہوگا کیا کیا
حکایتین شکایتین ہونگی مین اُنکی بات کا کیا جواب دے سکونگا ہاے اُس جان جہان نے کیا کام
کیا اپنے کو واسطے میرے بدنام کیا معشوقہ گوشہ نشین کی یہ مہربانی اکیلے باغ مین مع چند کنیزون
کے آنا صرف تقاضاے محبت کے سوا اور کیا ہی مجکو اپنا غلام بے دام بنالیا صمصام دل سے
یہ باتین کر رہا تھا کہ سامنے سے ایک نازنین کو دیکھا بھولی بھولی صورت دوپٹہ آب روان کا اوڑھے
ہوئے اطلس کا پاجامہ پائنچون مین گرہ دی ہوئی دوڑی ہوئی چلی آتی ہی ذرا پتا کھڑکتا ہی تو

ڈر جاتی ہے یا خداوند لقا کمر پھر قدم بڑھاتی ہے کبھی کہتی ہے کیا اُلٹا زمانہ ہے نامہ پہونچانے ہوئے پہر بھر گذرا
اُس نگوڑے ننگ عشق نے خبر تک بھی نہ لی بی لالہ زار نرگسی چشم ناحق جان دیے دیتی ہیں شاید
میری موت قریب ہے جنگل سے کوئی شیر چیتا نکل آئے گا مجھ مردار کو کھا جائے گا واہ رفاقت کا کیا مزا
ملا ہے دوڑتے دوڑتے پھیپڑی پھول گئی نگوڑا صمصام ملتا تو دانتوں سے بوٹیاں کاٹتی یہ تقریر جو اس
خواص کی صمصام نے سنی سمجھا ملکہ کی خواص ہے مجھکو ڈھونڈھتی پھرتی ہے حقیقت میں میں نے بڑی
دیر لگائی پکارا اے بی بی یہ گنہگار یہاں حاضر ہے دیکھتے ہی وہ عورت اُدھر لپٹی قریب آکر ایک دوہتڑ
مار کر کہا ارے تلوار تیرا ہی نام ہے صمصام ہنسنے لگا کہا بی بی کسی کا تلوار بھی نام ہوتا ہے اُسنے کہا میاں
چبا چبا کے باتیں نکرو میں کچھ جاہل نہیں عنایت سے سامری کی کچھ تھوڑا بہت پڑھی لکھی بھی ہوں
ملکہ تلوار ہی تلوار کر رہی ہیں اسنے خوش ہو کے کہا نہیں بوا صمصام جنگ آزمائے خونریز و دوش
کہا ہوگا اُسنے کہا نگوڑا بولا سنکو جنا ہی ہوا ماما اصیل کو کہتے ہیں ارے جی کہا ہوگا میری جوتی جانے کہیں
جلدی چلو اب دیر نہ کرو شام سے تڑپ رہی ہیں اکیلی باغ میں صرف چار کنیزیں وہ تینوں تو نگوڑی
پردے کی بوبو ہیں میں کمبخت بازار کی پھرنے والی شام سے دوڑتے دوڑتے پانوں ٹوٹ گئے کبھی حکم
ہوتا ہے چھوٹی چاندنی اُٹھا لاؤ کبھی گلے میں ہاتھ ڈالکر کہا بوا چھو چھو ایک گلابی بھی لیتی آنا بیچارہ تھکا ماندہ
آئیگا ایک جام پیئے گا مگر دعائیں دیگا جب یہ سب سامان جمع کر دیا رونے لگی کہ یہ کاغذ بھی اُن تک پہونچا دو
مگر خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے میں بدنصیب وہاں دوڑی گئی تمھارے خدمتگار کو نامہ دیا وہی پلٹ کر
پہونچی تھی کہا پھر جاتا ہی نامہ اُن تک نہیں پہونچا میں اسوقت چیل پائیوں کی طرح جنگل میں دوڑی دوڑی
پھر رہی تھی اب چلو گے کہ یہیں مر رہو گے صمصام نے کہا ملکہ چلو جلد مجھکو اُس یار جادو ان محبوب
جانی تک پہونچا دو آج کے احسان کا جو زندہ ہوں تو معاوضہ کرونگا چھو چھو ہنسنے لگی اور کہا اب
تمھاری زندگی کہاں موت کا سامنا ہے کاغذ تمھاری زندگی کا پھاڑ ڈالا گیا بچے اُن سے جیتے ہو لو
صاحب یہ ہمکو کچھ دینگے ہماری بی بی کی روٹیوں پر پڑے رہیں گے ارے تو بڑا خوش نصیب ہے بی
لالہ زار نرگسی چشم نے صندوقچے کے صندوقچے سرکار سے ملکہ حیرت جادو کے اُڑا دیے ہیں وہ
سب تمھارے واسطے ہیں خود ملکہ ہمکو دینے والی کیا کم ہے بس تمھارا بڑا احسان یہ ہے کہ میری چھوکری کا
بیج و ملال نہ دینا کوئی رنڈی لونڈا مگر نامیں نے گودیوں میں پالا ہے بڑی ضدن ہے ذرا ذرا سی بات

دن بھر کھانا نہین کھائی صمصام نے کہا نہین خدمتگذاری مین فرق نہو گا غرض ایسی باتین باہم کرتے ہوئے دونون چلے آتے ہین بعد قطع راہ کے دروازہ باغ کا نمایان ہوا وہ عورت دوڑی کہ مین ملکہ کو خبر کرون تم بعد ایک لحظہ کے آنا یہ کہکر وہ تو باغ مین جاکر غائب ہوئی صمصام بعد تھوڑی دیر کے جو باغ مین آیا دیکھا کہ باغ کا یہ حال ہی کہ کچھ نخل گر پڑے ہین کچھ سر بزمین روش جابجا سے شکست بعض نخل مرجھائے ہوئے روش پٹری کوٹی کرتا ہوا وسط باغ مین پہونچا دیکھا ایک چبوترہ سنگ مرمر کا اُسپر فرش مختصر سا بچھا ہوا مسند ناز پر ایک طاؤس طناز قریب تین کنیزین جو پاس کھڑی ہین وہ جھکی ہوئی ملکہ سے کچھ کہ رہی ہین صمصام جھپٹ کر چبوترے پر آیا اب قریب سے اُس ادا بان کو دیکھا نازنین خوشخو پری رو ابرو رشک ہلال چہرہ بدر آسمان کمال

نظم

گوہر بحر عالم آرائی
شہریار دیار حسن ہی وہ
دُر یکتائے بحر رعنائی
گل شاداب باغ حسن ہی وہ
گلشن حسن کا گل تر ہی
زلف پُرپیچ کا یہ ہی عالم
مانگ عاشق کی جان ہی لیتی
پُرشکن ہین وہ گیسوے مشکین
مانگ پر کہکشان کا دھوکا ہی

گل ترشاخ نہال گلشن حسن
گلعذار بہار حسن ہی وہ
غنچہ شاخ نونہال چمن
آفتاب ایاغ حسن ہی وہ
گورا گورا ہی جسم پُرتنویر
ڈھل دیا تھا جب ہوئے برہم
ہین خمیدہ جو بال کاکل کے
ابروؤن کی طرح ہین خم جن مین

کوکب حسن چرخ زیبائی
ہی گریبان حسن دامن حسن
نونہال بہار یکتائی
آب و تاب جمال دُرِ عدن
بدر سیمائے مہر سیکر ہی
سر سے پا تک ہی نور کی تصویر
تھرچوڑا ہی تو پلا چوٹی
جس طرح تار زلف سنبل کے
ہر بن مو سے نور پیدا ہی

قریب تھا کہ صمصام غش کھاکر گرے لیکن بمشکل ضبط کیا اپنے تئین سنبھالا مگر آنت کھکے ہاتھ کلیجے پر رکھ لیا وہ قاتل عالم اپنے مقام سے اٹھی کہا صاحب آئیے تشریف لائیے واہ واہ خوب راہ دکھائی اگر ایسی جستجو نہ کرتے تو آپ اپنی صورت کا ہے کو دکھاتے اب بھی ناحق آئے جب ہم دوسرے گھر جا لیتے آبرو گنوا لیتے تب آپ کو شاید افسوس ہوتا یا نہ ہوتا صمصام یہ باتین سنکر مثل گدھے کے پھول گیا اپنے تئین بھول گیا ہین ہین کرکے دانت نکالکر ہاتھ جوڑنے لگا ملکہ عالم مجکو یہ حال معلوم نہ تھا افراسیاب مجکو فقرہ دیکر لایا ابھی شام تک تو بی حیرت نے اقرار کیا ہی کہ ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کے ساتھ تمھاری شادی کرینگے ملکہ نے ہنسکر

کہا کیا آپ مجھے نادان ہین؟ دودھ پیتے ہین؟ جو جسنے کہا وہ مان لیا صمصام نے کہا ای ملکہ مین نے
اسوجہ سے دھوکا کھایا کہ اول تمھارے اقرار کا نامہ میرے پاس جاچکا تھا مین تمھارے وصل
سے مایوس تھا فراق مین رویا کرتا تھا آخر بیمار پڑ گیا اُس بیتابی مین جو افراسیاب نے مژدہ وصل
سُنایا یقین کامل ہوا کہ سچ فرماتے ہین یہ بھی تو مین بخوبی آگاہ تھا کہ آپ کو ملکہ حیرت جادو سے توسل
ہی دوسرے اتنے بڑے کام کا مجھسے طالب ہوا خیر بہرنوع خداوند سامری نے اپنا فضل کیا مگر
کیون ملکہ عالم تمنے آخر ملکہ حیرت سے کیا حیلہ کیا یہان تک کیونکر پہونچین لالہ نثار نے کہا جسوقت
شام کو ملکہ حیرت نے اس بات کا چرچہ کیا کہ اب ہم صمصام کے ہاتھ سے دختر کوکب کو قتل کراکر
تمام طلسم نورافشان کو درہم وبرہم کرینگے اور میعاد طلسم کشائی بھی ختم ہوا چاہتی ہی اب یہ سب فساد دفع
ہو جائینگے سب اہالیان طلسم ہوش ربا آرام پائینگے کبر و غرور دیکھو صمصام بدانجام کا کہ ہماری
مصاحب قدیم لالہ نثار نرگس نیم کو طلب کرتا ہی مگوڑا عشق کا دم بھرتا ہی اب تو وعدہ کر لیا ہی اگر کو
افشان کردیا ہی آیندہ سمجھا جائیگا بعد قتل پر ان ایسے کلمات ناشایستہ کی سزا پائیگا صاحب سامری
و جمشید بی بی چھو چھو کو سلامت رکھین مان بھی ایسی محبت نہ کرتی جیسا انکو خیال ہی میری خوشی سے شاد
ہین میرے رنج کا ملال ہی ای صاحب کیون نہو مین چھ مہینے کی تھی جب سے انھون نے گود یون
مین پالا انا نے صرف دودھ پلایا آگے پھر انھین کی گود مین رہتی تھی ایسی باتین سُنکر انکے دل کو کیونکر
چین ہوتا ذرا ملیلی بھی ہین روتی ہوئی میرے پاس آئین اور کہا ای بی بی غضب ہوا کاشکے مین مرگئی ہوتی
ایسی باتین نہ سنتی بی حیرت تمھارا ذکر کرتی ہین مجکو تو یہ آرزو ہی کہ گل سے چہرے پر بھاری سہرا
دیکھون وہان بجھڑوے سرمانے برف انداز گھوما تو مکار ذلیل اُسکے ساتھ بی حیرت تمھاری شادی
کرینگی صمصام جو اپنے ملک کا بادشاہ ہی اُسکے لیے شیو خواص تجویز ہوئی ہی جب اُس بیچارے صاحب
حسب و صاحب نسب سے اتنا بڑا کام لینگی پھر ان کو ترجیح کیا دینگی فقط دیگر شیو خواص کے ساتھ
شادی ہوگی صاحب اصل تو یہ ہی کہ مین کو مرنے کی بیٹھنے والی یہ سُنکے گھبرا گئی انگوٹھی الماس کی اتاری
کہ کھالون جان دے دون بی بی چھو چھو تو بیچارے مان کے مین لپٹ گئین انگوٹھی چھین لی اور کہا
کیون بچی ہمنے رات کو رات دن کو دن نجانا تمھارے واسطے سارے کنبے کو چھوڑا مردوا ہمارا
رات بھر تڑپا کرتا ہی ایک رات گھر جانا نصیب نہوا آزمیری بچی کون دلدہی کرے گا اسلیے ہماری

مصیبتیں اُٹھائیں کہ تم جان دو چلو میں تمکو لیچلوں تمھارے عاشق صادق صمصام سے ملاؤں ان قریب کرنے والوں کے منھ میں لوکا لگاؤں صاحب میں تو ان باتوں سے بالکل آگاہ نہتی میں نے کہا چھو چھو بھلا وہاں تک میں کیونکر چلوں کبھی بازار میں نکلی ہوں ڈیوڑھی تک جاتی ہوں تو میرے پانوں کانپتے ہیں انھوں نے کہا نہیں بی بی کیا میں تمکو لشکر صمصام تک لیجاؤنگی میرے گھر کے پچھواڑے ایک باغ ہی کہ اُسکو محبوب باغ کہتے ہیں مدت سے خالی پڑا ہی تم چلکر وہاں بیٹھو میں مردودوں کے کان کاٹونگی تمھارے واسطے خاک چھانونگی ایک اشتیاق نامہ لکھو مجکو دو اپنے چاہنے والے سے کیا شرم ہی وہ شاہزادہ خود مزاج کا گرم ہی ذرا سی سُن گن پائے گا آپ دوڑا آئے گا صاحب جو کچھ کیا چھو چھو نے کیا تجاو یہاں بٹھایا تمکو بھی بلالائیں ہمنے تو اپنے دل کی کہ سنائی اب تم اپنے دل کا حال بتاؤ تمھیں کیا منظور ہی میرے سرپرست ماں ہیں نہ باپ ہیں اب جو کچھ ہیں وہ آپ ہیں میں اپنی جان دونگی مگر سرباپ کے گھر نہ جاؤنگی صمصام ان باتوں کو سُنکر کھل گیا کہا ملکہ اب کیوں جان دو گی جبتک میں نہ آیا تھا مقام تردد تھا ابھی تخت پر سوار ہو میرے ساتھ چلو میں لشکر کا بھی بندوبست کر آیا ہوں نیچہ قتل ملکہ بہاران یہ دیکھو میرے پاس ہی اب کیا وسواس ہی میری تو یہ راے ہی کہ تمکو ساتھ لیکر دربار خدمت میں کوکب کے چلوں وہ میرا بادشاہ قدیم ہی اُسکے قدموں پر گر پڑوں وہ رحم دل ہی فوراً خطا معاف کر دے گا دو باتوں میں مقدمہ صاف کر دے گا یہ سُنکر چھو چھو تڑپ کر سامنے آئی کہا ہی بچی تو بھی بیوقوف ہی لونڈیاں بھی احمق صمصام بھی گدھا ہی مجھے کیسے بیوقوفوں سے پالا پڑا ہی نابہ کوکب اپنی چھوکری کو نہ جانے دونگی ایک تو وہ بدنظرہ ہی دوسرے تمنے کیا خوب اُسکے ساتھ سلوک کیا ہی اُسکی بیٹی کے قتل پر آمادہ ہوکر آئے ہو اُسکے سردار ہزبر پیلتن کو مارا اور شاید اُسنے خطا بھی معاف کر دی تو اس ماہ رخسار کو چھوڑے گا فوراً جورو بنا کر گھر میں ڈال لے گا میں دیکھا کرتی ہوں جب بڈھا افراسیاب گھر میں آتا ہی میری بچی کو آنکھوں میں کھائے جاتا ہی کئی مرتبہ مجھسے پیغام کر چکا ہی کہ اپنی صاحبزادی کو ہم سے راضی کرا دو ایک ملک تمکو انعام میں دینگے بیٹا خوبصورت سب کے سب صاحب ہوتے ہیں مثل افراسیاب کے کوکب بھی دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو جائے گا مگر حصہ کوہ ہفت نزلازل جہانکا بادشاہ نزلازل بن انزلال جادو ہی نہایت صاحب آبرو ہی ہرچند کہ اقلیم اُسکی کوکب اور افراسیاب کے ملک سے قلیل ہی مگر ساحر اولوالعزم بادشاہ جلیل ہی

افراسیاب بادشاہ ہوشربا کوکب مالک طلسم نور افشان جہاندار شاہ بیابان گلریز سب اُسکا ادب کرتے ہین سُنا ہی سامری و جمشید کے ایسے تحفے اُسکے پاس رکھے گئے ہین کہ سب اُس سے خائف و ترسان رہتے ہین وہان میری حجّانی کا بیٹا رسالدار اُنکی فوج مین بڑا بہادر اور جرار ہی میان بیوی چلے جاؤ تمھاری بھی وہان کا بادشاہ قدر کریگا کوکب و افراسیاب وہان سے نہ لاسکینگے اگر قصد کرینگے تو ذلیل ہونگے صمصام نے کہا بی چھجو جو تمھاری خوشی مین تو تمھارا غلام ہون ملکۂ عالم کا عاشق ناکام ہون ان باتون مین ملکہ نے کچھ چھجو سے اشارہ کیا چھجو نے اپنا مُنھ پیٹ لیا کہ بی دیکھیے تیرا کہان گذارا ہوگا اس بھولے بھالے شوہر کی جان لیگی کیونکر عمر کاٹیگی ملکہ سر جھکا کر رونے لگی صمصام نے کہا بی چھجو خیر تو ہی چھجو نے کہا کیا بتاؤن یہان تو یہ آفت درپیش ہی جان بچے کا بس دیکھیں یہ صاحبزادی کو عیش سوجھا ہی فرماتی ہین ایک جام شراب پلاؤ صحبت مین ملکہ حیرت کی آنکھ پہ ہی چڑھی ہی وہ صاحب افراسیاب کی جورو ہین جو طلسم ہوشربا کا مالک ہی انکو یہ باتین نہین چاہیین اگر نشے پانی کا وقت آئے صبر کرین وقت کو ٹالین پرائے مُلک مین جاکے رہنا ہوگا ہر طرح کی جفائین سہنا ہوگا صمصام نے کہا بی چھجو تم ناحق خفا ہوتی ہو مین ابھی جاکر شراب لاؤن ملکہ کو پلاؤن چھجو نے کہا نہین بیٹا تمھارے جانیکی کیا احتیاج ہی مین آٹھ پہر انکے آرام کی فکر مین مبتلا رہتی ہون مثل دل کے ایک گلابی بغل مین دبائے لائی ہون جانتی تھی یہ ضد ان پر دم بھر مین اُودھم مچائیگی شراب کے واسطے بیقرار ہوجائیگی صمصام نے کہا لائیے نکالیے غصہ نہ کیجیے چھجو نے بغل سے گلابی نکالکر سامنے رکھی کہا میان بیوی کو اختیار ہی یہ تو مین خوب جانتی تھی کہ میان بیوی ایک ہوجائینگے ہم غیر کے غیر رہجائینگے لالہ زار نرگسی چشم نے اشارہ کیا انکو کہیے بھی دو یہ کیسے کہا بی چھجو گلاس بھی لائین یا نہین چھجو نے کہا کہ بی سب کچھ حاضر ہی جھولی سے گلاس بھی نکالکر رکھدیا صمصام خوشی سے پھول گیا سمجھا کہ اب پھول کا سامنا ہی بیشک یہ دل کی طالب ہی طالع نارسا نے رسائی کی معشوقہ عاشق خصال ہاتھ آئی جلدی ہاتھ بڑھاکے گلاس مے گلگون سے لبریز کیا جوش محبت مین پکار اُٹھا شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ملکہ نے اشارہ کیا پہلے صاحب تم پیو صمصام نے کہا ذرا منھ تو لگا دو جھوٹی شراب کا طالب ہون ملکہ نے بناز و کرشمہ گلاس ہاتھ سے صمصام کے لے لیا مسکراکر

ہونٹھوں سے لگایا شاید کوئی قطرہ منہ میں گیا یا نہیں منہ بنا کر گلاس رکھ دیا اور کہا واہ بی چھو چھو کہاں سے گلابی اٹھا لائیں میری الماری نہ کھولی یہ تو زہر قاتل ہے چھو چھو نے گلاس اٹھا کر کہا بیٹا صمصام تم پیوانے کے یونہیں نخرے تلے رہتے ہیں بی حیرت کی بڑی مصاحب ہیں اسی براندی کی طالب ہیں جو بی حیرت پیتی ہیں نہیں معلوم یہ گلابی میں کیونکر لائی شہر سے نکل جانے کی تدبیریں یہاں ذرا ذرا سی بات میں یہ تقریر ہی یہ کہکر گلاس اٹھا کر صمصام کے منہ سے لگا دیا صمصام خوشی میں آکر پی گیا جیسے ہی شراب حلق سے اتری اف اف کرنے لگا کہا بی چھو چھو اس شراب میں کیا ملا تھا شعلہ آتش تھا کہ جسنے دل و جگر کو جلا دیا چھو چھو نے چادر اسر سے پھینکا آواز دی منم مہتر بن مہتر

چالاک بن عمرو نعرہ چالاک
نہ آید باد گرد تیز گامم
بعیاری منم چست و چالاک
خلیفہ اولم چالاک نامم
بچشم دشمن اندازم کف خاک
ہرچو بصورت لالہ زار نرگسی چشم

تھی اسنے نیمچہ سنبھالا یا تو بیچ نگارین تھا یا نیچہ جلاد معلوم ہوا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

کزان استاد عیاران عیار
جہان سرہنگ در خنجر گزاری
سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلائے جان کفار
ببلغ دین ز مکرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

تیسری نے نعرہ کیا منم جانسوز بن قران چوتھی نے آواز دی منم ضرغام شیردل صمصام تھے میں اٹھا مگر بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا چالاک تو بڑھا کہ نیمچہ اسکی کمر سے یوں سر صمصام تن سے جدا کرون عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا نالائق یہ کیا کرتا ہے کئی ہزار روپیہ کا یہ لباس سب خون میں تر بتر ہو جائے گا قیمت گھٹ جائیگی پھر یہ پوشاک کسکے پسند آئیگی یہ تینوں عیار تو الگ کھڑے ہیں عمرو اسکا زیور اتارنے لگا پہلے موتیوں کے مالے اسکے گلے سے اتارے موتی ہاتھ پر رکھکر پرکھنے لگے ہر چند چالاک چیختا ہی کہ حضور نیمچہ تو کمر سے نکال لیجیے یہی بڑی چیز ہی کوکب کو بہت عزیز ہی عمرو نے کچھ بھی بطمع جواہر وغیرہ نہ سنا جواب بھی نہ دیا خواجہ تو جواہر جسم سے صمصام ناکام کے اتارتے جاتے ہیں مگر قضائے کار ملکہ حیرت جادو نے بر وقت برخاست حضور کو بلا کر یہ کہا تھا کہ صمصام سے ہوشیار رہنا صرصر کنارے پر لشکر صمصام کے ٹھہری ہوئی تھی دور سے دیکھا ایک خدمتگار چست و چالاک آیا سرداران لشکر صمصام کو جگانے لگا نہیں معلوم اسنے چپکے سے کیا کہا کہ وہ سب اٹھتے ہی اسباب سحر آراستہ کرنے لگے دس میں ایک مقام پر جمع

ہوئے کسی نے اپنا مرکب کھولا کسی نے ہزبر آتشین بنایا صرصر یہ معاملہ دیکھ کر گھبرائی دوڑی ہوئی
قریب اُن سردارون کے آئی کہا کیون صاحبو یہ کیا ارادہ ہی خدمتگار نے کہا آپ سے کیا بتائین اسیلیے
کہ ہر وقت تیار رہنا چاہیے صرصر نے کہا صاحبو مجکو طور بے طور معلوم ہوتا ہی سچ بتلاؤ تمھارے آقا
کہان ہین ایک سردار بول اُٹھا بی صرصر صاحب وہ ایک کام کو گئے ہین صرصر نے پوچھا کوئی
بلانے کو تو نہین آیا تھا کوئی عیار نہ لگا رے گیا ہو دم بھر مین سر پر ہاتھ رکھکے روؤ گے مالک کو اپنے
مردہ پاؤ گے مجھسے مفصل بیان کرو واسطہ سامری کا حال نہ چھپاؤ جب تو خدمتگار گھبرایا کہا ہان ملکہ
صرصر ایک عورت نامہ لیکر مشک آئی تھی اُس نامے کے دیکھتے ہی زیور ولباس سے آراستہ ہوکے
نہین معلوم کہان تشریف لیگئے ہین ہم سے فرما گئے تھے کہ تیار رہنا صرصر نے یہ سُنکر منہ پیٹ لیا کہا او
غضب ہوا عیار لگا کے لے گیا مار بھی ڈالا ہوگا ایک سردار نے کہا اگر دشمن اُنکے مارے جاتے
تو اشیاے سحر اُنکے تباہ ہوتے مٹ جاتے صرصر نے کہا دیکھو تلاش مین جاتی ہون یہ کہکر جایا تھا
کہ چلے دیکھا صبار فتار آتی ہی صرصر نے پکار کر کہا کہ اری جلد جا کر ملکہ حیرت کو جگا دے میری جانب
سے عرض کرنا کہ میان صمصام کو کوئی عیار فقرہ دے کر لشکر سے لے گیا مین جنگل کی طرف جاتی ہون
حضور تلاش کرتی ہوئی آئین شاید کہین زندہ پا جائین یہ کہکر صرصر بھاگی صبار فتار نے جا کر ملکہ
حیرت جادو کو جگایا سارا حال سُنایا حیرت بدحواس ہوگئی فوراً طاؤس سحر پر سوار ہو کر برے
ہوا چلی چار جانب دیکھتی جاتی تھی مگر افراسیاب جادو عیش وعشرت کا بہت پابند ملکہ حیرت
سے چھپ کر اکثر پاس معشوقون کے جاتا ہی آج کہ نیرنگ پر پاس ملکہ نیرنگ جادو کے گیا اُسنے
سامان عیش وعیش مہیا کیا پہر رات رہے تک افراسیاب مُنھ کالا کرکے طرف باغ سیب کے چلا
اس خیال سے کہ شاید صبح کو ملکہ حیرت جادو باغ سیب مین آئے اور مجکو نہ پائے فساد برپا کرے گی
یہ سوچتا ہوا برروے ہوا اُڑتا ہوا چلا آتا ہی سحر قریب ہی ستارۂ سحری چمک چکا ہی افراسیاب
جلدی مین چلا آتا ہی کہ عمرو کے نعرے کی آواز کانون مین آئی گھبرا کر سر جھکا کے دیکھا وہ معرکہ نظر آیا کہ
آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دیکھا کہ صمصام جنگ آزماے خونریز سر پوش بیہوش ایک باغ
ویران کے چبوترے پر پڑا ہی عمرو اُسکا زیور اُتار رہا ہی تین عیار نیچے کھینچے کھڑے ہین عمرو اُنکو منع
کر رہا ہی کہ خبردار قریب نہ آنا صمصام پر ہاتھ تلوار کا نہ لگانا ورنہ مارے کوڑون کے کھال

گرادونگا افراسیاب نے دہن سے غصے مین نعرہ کیا باش او ساربان زادے کیا کرتا ہی ستم افراسیاب جادو چالاک وجانسوز و ضرغام تھرا گئے تیغے ہاتھ سے چھوٹ پڑے مگر عمرو نے سر اٹھا کر دیکھا کہ افراسیاب قریب آچکا ہی سحر کیا چاہتا ہی بس عمرو نے بہ تعجیل تمام کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک سبز ترنج نکالا اور آواز دی کہ اے افراسیاب آج مین بھی سحر کرتا ہون ملکہ دامہ جادو ساحر مشمش اس ترنج کے بیرہن بھلا اسکو تو روک یہ کہکر کھینچ مارا افراسیاب اپنے سامنے کسی کو موجود کب جانتا ہی جب ترنج قریب پہونچا یا سامری کہکر ایک تھپکی ماری ترنج کے ہزار ٹکڑے ہوئے اسمین سے قطرے پانی کے اڑے منھ پر افراسیاب کے پڑے عمرو نے سارا ترنج بیہوشی کا بنایا تھا ایک ہی قطرہ کافی ہوا افراسیاب دھم سے لڑکھڑا کر گرا عمرو نعرہ کرکے چلا تینون عیار تو مارے خوف کے بھاگے دیوارین کود کود کر نکل گئے عمرو سمجھا کہ افراسیاب تو مر نہین سکتا جب وہ دن خدا دکھائیگا کہ اسد غازی لوح طلسم پائیگا تب یہ بیچارا مارا جائیگا اور حقیقت مین جس مقام پر افراسیاب جادو بیہوش ہوتا ہی زمین تھراتی ہی یا ہو کی آواز آتی ہی پتلے فولادی زمین سے پیدا ہوتے ہین کبھی شیر آجاتے ہین ہر نوع اسکے بیر اسکو قتل سے بچاتے ہین بعض پتلے اگر ہوشیار بھی کر دیتے ہین ان خیالات سے عمرو نے افراسیاب کی طرف سے منھ پھیرا چاہا صمصام کو قتل کرے مگر صرصر شمشیر زن جو جنگل مین دوڑی دوڑی پھر رہی تھی اسکے کان مین نعرہ افراسیاب کی آواز آئی سر اٹھا کر دیکھا افراسیاب ایک باغ مین نعرہ کرکے گرا اس نشان سے صرصر باغ کے اندر گھس آئی دیکھا سامنے شہنشاہ افراسیاب اوندھے بیہوش پڑے ہین ایک سمت صمصام نام شل مردے کے بیحس و حرکت خواجہ عمرو خنجر برہنہ ہاتھ مین صمصام کا سر کاٹنے چلا ہی صرصر یہ دیکھکر بیقرار ہو گئی دہن سے نعرہ کیا او ساربان زادے خبردار ہاتھ کو اپنے روک کہ مین آپہونچی عمرو نے پلٹ کر اپنی محبوبہ مطلوبہ کو دیکھا زلفین چہرے پر آراستہ چست و چالاک عاشق کشی مین بیباک آنکھین رشک چشم غزالان عارض بدر آسمان حسن و جمال قد سرو باغ دلربائی گل حدیقہ رعنائی ترچھی نگاہ تیغ ابرو بے پناہ خوبصورت نیک سیرت

ابیات

جبین مطلع صبح ایجاد حسن | بھوین دست و بازوے جلاد حسن

اجل کا مکان گوشہ چشم مین | قیامت نہان گوشہ چشم مین

پاینچون مین گرہ دیے ہوے گانی باندھے ہوے سینے پر ابھار حباب دریائے نور کے یا دو گنبد بلور کے بموجب ابیات

وہ تھا ٹھٹ وہ نور کا سراپا	ایسا نہیں حور کا سراپا	وہ صبح جبین تھی صبح جنت
ہر چین تھی موجۂ لطافت	آنکھین اُستاد سامری تھین	نقشے مین شباب کے بھری تھین
دنبالۂ لب اُنھین سرے کا تھا	بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا	بینی کے قریب کب سے تھے ابرو
شہباز نے وا کیے تھے بازو	عمرو نے پکار کے آواز دی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان	

اسوقت الگ رہنا میرے قریب نہ آنا ورنہ مین بُری طرح پیش آؤنگا اسوقت مجھے اور ہی فکر ہی آج مین تمھاری ایک بھی نہ سنونگا ابھی مین اور رنگ مین ہون صرصر یہ سُنکے لگی گالیان دینے مجھو نگوڑے تو اپنے تئین سمجھا کیا ہی آئینہ تو کبھی میسر نہوا ہوگا چپنی مین پیشاب کرکے تو نے اپنی صورت دیکھی ہوگی لنگور معلوم ہوتا ہی مین ایسی صورت پر تھوکون لوٹا پاخانہ کا بھی نہ اُٹھواؤن اور تو کیا نصیب ہوگا منھ تو نگوڑے پیٹے نے سونڈھا کر لیا یہ کہکے سر سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن مین پتھر دیا چرخ دے کر مارا اگر عمرو جست نہ کرے تو سر اُڑجائے بعد اُسکے تیغ پکڑ کے عمرو پر جا پڑی عمرو ہر چند ہان ہان کرتا ہی بیوی یہ کیا بیوی یہ کیا اپنے شوہر پر یہ غصہ یہ ساری مشقت تمھارے ہی واسطے کرتا ہون گھر چل کے لڑ لینا کوئی دیکھے گا تو ہنسے گا بدزبان مشہور ہو جاؤگی گرستون مین بیٹھنے نہ پاؤگی ہاں نند ننفون کی گالیان کھاؤگی عمرو اینٹی کے جاتا ہی لیکن صرصر تیغ پکڑ کے برس پڑی چوٹ کے ہاتھ کی صفائیان بندھی ہوئی گھائیان سرتا پا کمر پہ ہاتھ مارا ابھی پالٹ کبھی بھنڈارا ابیاکی سے لڑ رہی ہی عمرو کبھی خالی دیتا ہی کبھی تیغ اُٹھا کر ڈراتا ہی کہ دیکھ میرا بھی ہاتھ چلا چاہتا ہی عمرو ظاہر مین تو ایسی ایسی باتین کر رہا ہی لیکن دل بیقرار کہ ای عمرو ساری مشقت ضائع ہوئی اب یہ صمصام کو نہ قتل کرنے دیگی اس فکر مین ہی کہ اگر مین بڑھ کے تو صرصر کو بھی بیہوش کرون حباب بیہوشی گھائیون مین دبے ہوئے ہین چاہتا ہی ذرا بھی ہٹے تو حباب مارون مگر صرصر تو اندھی ہی تمام ہوش ربا مین اسکی ہوا بندھی ہوئی ہی ایک برق جہندہ ہی کہ کوندرہی ہی مانند سبزہ دل عمرو کو روند رہی ہی صرصر کی فکر مین تو عمرو تھا ہی جو عین رد کرتا جاتا تھا اب جو پلٹ کر دیکھا زمین شق ہوئی ایک پریزاد ورد گوش مرصع پوش پچکاری ہاتھ مین پیدا ہوئی غل مچاتی ہوئی کہ ہی شہنشاہ زمین پر اوندھے پڑے ہین یہ کس نے بے ادبی کی یہ کہکر

اُس پریزاد نے پچکاری منھ پر ماری فوراً افراسیاب نے کروٹ لی اب عمرو بھاگا صرصر نے چا ہا روکون عمرو ٹیک کے نیچے کو دیوار باغ فرا یا گرتے گرتے زمین پر گلیم اوڑھکر غائب

ہوا پر بڑا اور تو افراسیاب کو ہوشیار کر کے غرق زمین ہوئی افراسیاب اُٹھا صرصر کو دیکھا نیچہ پکڑے
دوڑی دوڑی پھر رہی ہے افراسیاب سمجھا کہ عمرو نے صورت تبدیل کی صرصر بنکر مجکو دھوکا دیا چاہتا
ہے اُٹھتے اُٹھتے ڈانٹا شاباش او ساربان شادے اب تا بابدولت کے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا کیونکر
جان بچائیگا او مکار غدار غضب کیا تھا میرے دوست صادق کو مارا ہوتا جبتک صرصر کی زبان
سے کچھ نکلے افراسیاب نے یا سامری کہکے ایک دوہتڑ زمین پر مارا صرصر مثل لوٹن کبوتر کے
زمین پر گری ساری ہوا بے صرصر کی بگڑ گئی چوتڑوں میں چوٹ آئی پکاری ای شہنشاہ میں ہوں
واہ سبحان اللہ کیا خوب بیت سعدی نکوئی با بدان کردن چنانست کہ بد کردن بجائے نیک مردان
دشمن کا کچھ نہ کر سکے وہ تو نکل گیا مجھ پر زور آزماتے ہیں اگر میں نہ پہونچتی تو میاں صمصام جہنم داخل
ہو گئے ہوتے افراسیاب یہ کہتا ہوا دوڑا کہ میں تیری مکاریاں خوب جانتا ہوں دم بھر میں سو
صورتیں تبدیل کرتا ہے چاہتا تھا افراسیاب کہ صرصر کو ایک ہاتھ تلوار کا لگائے کہ آسمان پر برق چمکی
حیرت جادو نمایاں ہوئی حیرت نے دیکھا عجب طرح کا معاملہ ہے ایک طرف صمصام بیہوش پڑا ہے
صرصر کے پاؤں زمین پر گڑے ہے شہنشاہ تلوار کھینچے ہوئے کھڑے ہوئے کہ او عمرو آج زندہ نہ چھوڑونگا صرصر
پکاری ہے حضور ٹھہرئے دیکھئے پچھتایئے گا تلوار نہ لگایئے گا گھبرا گئی تڑپ کر زمین پر گری ہاتھ شہنشاہ
جادوان افراسیاب بے ایمان کا تھامنے کا قصد کیا افراسیاب سمجھا کہ برق فرنگی حیرت بنکے
آیا گھبرایا تو ہوا تھا ہی ایک سنگریزہ زمین سے اُٹھا کر مارا کہ او بہروپئے میں نے تجکو بھی پہچانا آج
دونوں کی قضا آئی ہے سنگریزہ حیرت کے سینے پر پڑا اگر ساحرہ زبردست نہوتی تو پسلیاں ٹوٹ
جاتیں حیرت نے فوراً رد سحر کیا کہ سنگریزہ زمین پر گرا حیرت نے کہا ای شہنشاہ ہوشیار ہو جیے
کیسی بدحواسی ہے میں ملکہ حیرت جادو اپنے بیگانے کو پہچانیے جب حیرت نے سحر کو رد کیا تب
افراسیاب کو یقین ہوا کہ میری زوجہ ہے برق فرنگی نہیں ہے اگر عیار ہوتا تو رد سحر نہ کرتا اسوقت
افراسیاب نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا ملکہ عجب مصیبت میں ہوں اسکو تو پہچانو کہ صرصر ہے
یا عمرو ہے ملکہ حیرت جادو نے نہر سے پانی لیکر صرصر کے منھ پر چھینٹا دیا اگر رنگ و روغن ہوتا
تو تبدیل ہو جاتا یہ تو صورت اصلی ہے جیسی شکل تھی وہی صورت رہی حیرت جادو نے شہنشاہ
کا سحر اتارا صرصر ملکہ حیرت کے قدموں سے لپٹ کر رونے لگی کہا جب میں آئی تھی شہنشاہ

بیہوش پڑے تھے عمرو صمصام کو ذبح کیا چاہتا تھا مین نے آکر بچایا اُسکا یہ انعام پایا دیکھیے کیسی
چوٹ لگی جس جس مقام پر صدمہ پہونچا اُسکا بیان شرم سے نہین کر سکتی حیرت جادو نے پیار سے
گلے لگالیا اور کہا سامری اس ساربان زادے کو غارت کرے ایسی جھٹ پٹ عیاری کرتا ہی کہ
عقل دنگ ہی تو بڑی عیارہ ہی مگر اُسکے ہاتھ سے تنگ ہی اب افراسیاب و حیرت و صرصر
قریب صمصام آئے دیکھا کہ زمین پر صمصام بیہوش پڑا ہی مگر بڑے ٹھاٹھ سے دولہا بنے ہوئے
مہندی ہاتھ پانون مین لگی ہوئی گہرا گہرا کاجل آنکھون مین وسمہ ریش فش مین عطر سہاگ کی باس
سے بوآتی ہی صرصر قہقہہ مار کر ہنسی کہا ذرا انکو ہوشیار کرکے حال پوچھیے یہ تو آج خوب بنے ہین شاید
تقرب پر شادی کے یہان آئے ہین مگر عمرو لنگوڑے کی چالاکی دیکھیے کہ مجھے اُڑاتا جاتا تھا اُسی خوف
سے بیچ مین چاندنی اور بوتل شراب کی اُٹھائی اور بند زنبیل کرکے نکل گیا یہ کہکر صمصام کے منہ پر چھینٹا
مارا صمصام نے گھبرا کر آنکھ کھولی پہلے نگاہ ملکہ حیرت پر پڑی چونکہ نشہ بیہوشی کا باقی ہی مبہوت
ہورہا ہی لالہ زار نرگسی چشم کا تصور کرکے ملکہ حیرت سے کہا آؤ گلے مین ہاتھ ڈالدو گھڑی کیون
میرے سو جانے سے خفا ہو لیکن دراصل شراب بُری چیز ہی تمھین نے کہکر پلائی ملکہ حیرت نے
مسکرا کر منہ پھیر لیا افراسیاب نے کہا ای بہادر اُٹھو کیا بیہودہ بکتے ہو صمصام طرف افراسیاب
کے متوجہ ہوا کہنے لگا بس آپکے وعدے کو بھی دیکھ لیا ہمکو دم دیکے ہمارے ملک سے بلایا کہ کب سے
باغی کرایا بر ان کو قتل کرکے کیا چاہتے ہو کہ شبو خواص حرامزادی جو بی بی حیرت کی لونڈی ہی مجھ ایسے
جلیل کی اُسکے ساتھ شادی کردو مین کبھی اُسپر تھوکونگا بھی نہین میری معشوقہ میرے پاس خود چلی آئی
دیکھو وہ گھڑی ہنس رہی ہی اور مین آپ سے کچھ پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون مین اپنے ملک کا بادشاہ
ہون وہ گُرے مارونگا کہ زمین کے طبقے آسمان پر مثل غبار اُڑجا دینگے یہ کہکر لڑکھڑاتا ہوا اُٹھا اور
جھولی سے گُر نکالنے لگا افراسیاب نے ہان ہان کہکے ہاتھ تھام لیا صرصر سمجھی کہ ابھی نشہ بیہوشی
کا اسکو ہی حوض سے پانی لیکر جلد منہ دھلایا اب اتنی دیر کے بعد صمصام کو بخوبی ہوش آیا تخیل
تصویر کے خاموش دل مین محبوب مطلوب کی محبت کا جوش چوگنا ہو کر چہار جانب دیکھنے لگا
افراسیاب نے کہا ای صمصام خیر تو ہی یہان کہان آئے کون لایا کسنے تمکو اس باغ ویران
کا راستہ بتایا شبو لونڈی کیسی معشوقہ یہان کہان اب تو صمصام رونے لگا کہا حضور مین تو

ابھی اپنی معشوقہ کے پاس بیٹھا شراب پی رہا تھا کہ ایک یہ کیا ہو گیا اور یہ شعر پڑھا شعر صبح دمید و
شب گذشت ما و نشین بخانہ رفت ٭ روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت ٭ وہ خواب تھا یا بیداری
تھی اُس معشوقہ وفادار کو کیونکر پاؤن سامان وصل مہیا تھا پھر فراق کا سامنا ہے آپ یہان کیونکر آئے
آپ کو جشن کی کسنے خبر دی آتے ہی صحبت عیش برہم کر دی افراسیاب نے کہا اے صمصام عیاران
لشکر اسلام تمکو دھوکا دیکر یہان لائے عمرو تمھاری معشوقہ کی صورت بنا تھا تمکو شراب پلا کر بیہوش کیا تھا
قتل کیا چاہتا تھا کہ اتفاق سے میرا ادھر گذر ہوا صرصر بھی پہونچی ملکہ عالم بھی آگئین تمکو بچایا ورنہ
اُسنے مار ڈالا ہوتا اب تو صمصام نے شرماکر سر جھکایا کہا حضور نے جان بخشی کی حضور اس جان نثار
کی جانبازی کو ملاحظہ فرمائینگے دیکھیے گا کیسا انتقام مسلمانون سے لیتا ہون کہ وہ بھی یاد کرین اور بران
کا تو وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکی جدائی پر رو دین اور مجکو ذرا رحم نہ آوے اور عیارون
کی تو بوٹیان کاٹ کاٹ کر کباب لگاؤنگا ایک ایک تکہ کل اپنی فوج کو کھلاؤنگا افراسیاب نے کہا
تمکو اختیار ہے جو مناسب جاننا وہ کرنا مگر اب عیارون سے بچے رہنا یہکر افراسیاب نے سحر سے
دو تخت تیار کیے افراسیاب اور حیرت جادو اور صرصر شمشیر زن ایک تخت پر اور ایک پر
صمصام سوار ہو کر اپنے لشکر مین آئے تمام سرداران افراسیاب چار جانب سے دوڑے
افراسیاب تخت پر ملکہ حیرت جادو کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوئے اور صمصام کو ایک طرف کی
زمین بیٹھنے کو ملا اُسکے سردار بھی سب آکر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے صمصام حجاب سے سر نیچا کیے
غصے مین کانپ رہا ہے افراسیاب نے ساقی بچے کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب اول افراسیاب
اور ملکہ حیرت کو دیا بعدہ ساقی جام مے لیکر صمصام کے سامنے آیا کہا مین نہ پیونگا جو شخص ایسی
ذلت اُٹھائے وہ شراب و کباب کا شغل کرے مقام حیف ہے شعر پیتا ہون خون دل نہین خواہش
شراب کی ہے دل بھن رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب کی ٭ اے شہنشاہ غلام کی کیفیت رنج و ملال سے

[illegible] شب [illegible] جو خوف ہی بیقراری یہ اشعار پڑھنے لگا اشعار

کبھی چمن مین رہا کبھی شہر در رہا
شب فراق مین ہمکو شب وصال [illegible]
گناہ بخت سے پھر گنہگار رہا

اسلیے ہم [illegible] ہے ایک عکس ابر رہا
اس ایک صبح کا دور تو نکو انتظار رہا
چشم داشت بھی منہ پھیر کر لگا دو [illegible]

ہمیشہ سوز جدائی سے بیقرار رہا
جو اضطراب سدا بار اتو اضطرار رہا
لگاوٹ لطف نکرتے وہ قتل ہی کرتے
قلق رہا کہ نہ قاتل سے مین دوچار رہا

دو رنگیاں نہ گئیں نشۂ محبت کی
تمھارے مستون مین ایک بھی ہشیار رہا

سرور دل مین بہ آنکھون مین خمار رہا
سلوک خوب کیا اسنے دیکے دل دم مرگ

اس انجمن مین بلند ہوش کا ہوا نہ کبھی
کبھی چمن سے عاشق تہ مزار رہا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر رونے لگا **افراسیاب** نے کہا ای خیرخواہ ماہ دولت اگر تمکو لالہ زار نرگسی چشم کی جدائی کا ملال ہی تو مین ابھی بھونری پھروا دون مگر چاہتا ہون تمھاری شادی مین عالم عالم دنیا دنیا جمع ہو اس دھوم سے شادی کرون کہ شاہان اولوالعزم رشک کرین مگر ام تمھاری شوکت دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرین اور اگر تمکو ذلت کا خیال ہی تو یہ بالکل بیکار ہی یہ شرف ہاتھ سے عیارون کے سب کو حاصل ہوا ہی ہمارے مرشدزادے **مصور جادو** تشریف رکھتے ہین اکثر عیارون نے انکو گرفتار کرلیا قدرت کی ہو ملکہ **صورت نگار** کا کیا نقشہ کیا برہنہ کرکے اکثر چھوڑ دیا یہ ذلت نہین ہی ایک تین روپیہ کا پیادہ کوئی حرکت ناشایستہ کرے اسکا ملال کیا کوئی اپنا ہمسر ہوتا تو اسکو جا کر ابھی ذلیل کرتے سو مرتبہ گرفتار ہو کر آئے ہین سو مرتبہ گرفتار کرلیا مشکین باندھین سزائین دین وہ بےحیا خوش ہوتے ہین **عمرو** کا تو یہ قول ہی کہ مین گرفتار ہوا اور حریف کو مارا پس ایسون کی بات کا خیال رکھنا دانائی سے بعید ہی اگر کہو تو ابھی سب کو پکڑوا بلواؤن **صمصام** نے عرض کیا حضور کی پرورش کی انتہا نہین ہی اسوقت کے حضور کے فرمانے سے یہ غلام سمجھ گیا کہ شادی تو ضرور ہوگی اور عیار جب ایسے بزرگون کے ساتھ بےادبی کرچکے ہون تو میری کیا حقیقت ہی مگر کیا کرون دل نہین مانتا کبھی اس غلام پر ایسا سانحہ نہین گذرا اب دفعیہ اس رنج و ملال کا یہی ہی کہ حضور جلد طبل جنگی سرے نام بجوا دین صبح کو ملکہ بہار کو تہ تیغ کرون خاک و خون مین تڑپتا دیکھون علاوہ قتل بہار کے کل مسلمانون کو قتل کرونگا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر بھی جاؤنگا **حمزہ** کی بھی مشکین باندھکر لاؤنگا اور عیارون کا تو نام پردۂ دنیا سے مٹا دونگا لوگ چرچے کرینگے کہ فرقۂ عیاران اور مکاران کبھی پردۂ دنیا پر تھا اور یہ چارون پانچون جو عیاری کرنے آئے تھے انکے کباب لگا کر کھاؤنگا **افراسیاب** نے جواب دیا جو چاہنا وہ کرنا تمکو اختیار ہی مگر سر دربار اسطرح کے ذکر نہ کرو عیارون کا مبہم نام نہ لو وہ ہر وقت موجود رہتے ہین کیا عجب ہی کہ بھوریا بالکا لیا یا تماشا اسی جلسے مین کھڑے ہون باتین سن رہے ہون **صمصام** نے کہا ای شہنشاہ ان کلمات سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ حضور بھی عیارون سے ڈرتے ہین پہلے نہین کی فکر کرون ابھی جا کر انکو مٹا دون **افراسیاب** نے کہا خیر مین ڈرتا ہون یا نہین ڈرتا ہون

جو مناسب جانتا ہون وہ کرتا ہون تمکو کیا غرض ہی تم جس واسطے آئے ہو اُس فکر مین مصروف رہو ان جھگڑون مین نہ پڑو یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی نام پر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کے بجے بموجب حکم افراسیاب چار سو نقارہ رزمی پر چوب پڑی زمین لرز گئی آسمان کا کلیجہ کانپ گیا مریخ فلک تھرایا نیران صحرا کو صدائے ہولخیز طبل جنگی سے غش آیا افراسیاب صمصام سے یہ کہکر اُٹھا کہ با بدولت پردہ ظلمات مین جاتے ہین تم باطمینان مصروف جنگ ہونا کسی رنج و ملال کو دل مین جگہ نہ دینا ملکہ صرصر شمشیر زن و ملکہ صبا رفتار کمند انداز و عیار بچیون کو بلا کر حکم دیا کہ خبردار آج صمصام کی دربارگاہ پر حاضر رہنا اگر عیارون کا گذر ہو جائیگا تو تمکو سزائے کامل دیجائیگی پانچون عیار بچیون نے دست بستہ عرض کیا کیا مجال ہی عیاران اسلام کی کہ صمصام کے خیمے کے قریب آسکین یا گوہر مدعا پاسکین مگر ایک تاکید صمصام صاحب سے بھی کردیجیے کہ اپنی بارگاہ مین تشریف رکھین اسوقت سے سحر تک کسی کو اپنے پاس نہ آنے دین خاصہ وغیرہ ہماری صلاح سے نوش کرین شراب و کباب کا شغل معطل رہے کنیزین گرد بارگاہ کے رات بھر پھرا کرینگی کیا مجال ہی بندہ پر مار سکے اور درندے کی تو کیا لیاقت ہی کہ طرف سے انکی بارگاہ کے گذرے افراسیاب جادو نے کہا ای صمصام تیغزن صف شکن جو کچھ صرصر نے کہا ہی اُسکو بگوش ہوش سُن لو اسی طرح جاکر انتظام کرو آج رات کو قیامت برپا ہوگی شب بھر عیار تمھارے قتل کی فکر مین رہینگے ذرا بھی غافل ہوجاؤ گے دیکھو کھینا وُگے صمصام چونکہ چوتیان عیارونکے ہاتھ سے کھا چکا ہی صدمہ عظیم اُٹھا چکا ہی بہت خوب بہت خوب کہ رہا ہی افراسیاب بخوبی بجا کر تخت زرین پر سوار ہوا بشوکت و شان طرف پردہ ظلمات کے روانہ ہوا صمصام کو عیار بچیون نے لاکر بارگاہ مین پہونچایا اُسکے واسطے حفاظت کے دربارگاہ پر بیٹھین اور چند ساحران غدار کو قریب اپنے بٹھالیا اس طرح حفاظت مین صمصام کے مصروف ہوئین جو اسپیان لشکر اسلام یہ خبر وحشت اثر لیکر طرف لشکر ملکہ مہرخ کے روانہ ہوئے ساقی نامہ مصنف

ادھر ہی تو ای ساقی جنگ جو | نہو مجھسے میکش کا ناحق عدو | نہو مستعد تو مرے قتل پر
کمر پیر ہو تو زیب کمر | ارادہ نکر مجھسے پیکار کا | ذرا دل مین کر خوف قہار کا
خطا مین نے کیا کی ہی تیری بتا | روا رکھ نہ مجھ بیخطا پر جفا | بس اب دور غصے کو کر رام ہو
تو اس میکدے مین نہ بدنام ہو | پلا جام صہبائے تسکین دل | کہ یہ رند ہی اب بہت مضمحل

مرے ساقی مہروش مہ لقا
مرا خون ناحق بہائے گا تو

بس اب رحم کر مجھ پہ بہر خدا
یہ روشن ہوا تو کرے گا جفا

نہ کیا مے سے مجکو چھکائے گا تو
قمری بھی جان کا ہی حافظ خدا

یہان دربار ملکہ مہرخ سحر چشم کا آراستہ ہی تمام ساحران نامی و افسونگران گرامی دربار مین جمع ہین سریر جہانبانی پر ملکہ مہرخ سحر چشم بعہدۂ وزارت ملکہ بہار جادو طرف دست راست کے دست چپ پر بعہدۂ وزارت ملکہ شرخ مُوے کاکل کشا ایک جانب ملکہ ہلال سحر افگن ایک جانب شاہزادۂ خورشید زرین سحر یہ چارون وزیر خوش تدبیر سحر مین طاق علم نیرنجات مین شہرۂ آفاق اور دیگر سرداران نامی اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین ایک جانب ملکہ بران شمشیر زن دختر نیک اختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر حسن مین بے تمثیل سحر مین بے نظیر خیال نگراہی صمصام مین سرگون خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے آکر حال اپنی عیاری کا بیان کیا ہی اور فرمایا ای نور نظر پارۂ جگر اس ملعون کو مار لیا ہوتا مگر نہایت سخت جان ہی انشاء اللہ تعالے اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا نگراہی کی سزا پائیگا اور چند عیار اسوقت داخل بارگاہ آسمان جاہ ہین کر سامنے چرند اور پرند ہر کارے گرد مین آلودہ پسینے مین غرق افتان و خیزان حیران و پریشان چہرہ متغیر مضطر و شسدر

اگر دعا و ثنائے بادشاہی اس طرح بجالائے **نظم مصنف**

بڑھے دمبدم دولت و عز و جاہ
الٰہی یہ جبتک ہین برق و سحاب
عدو مثل سبزے کے پامال ہو

کہان ہی ہاے سعادت نشان
ہین جبتک فروزان مہ و آفتاب
شہریار کی عمر و دولت کو پروردگار دراز کرے اقبال ترقی پذیر ہو

خدا یار ہے شاد و خرم یہ شاہ
پھرے گرد سر صورت آسمان
فزون دمبدم شہ کا اقبال ہو

دشمن سرکار دولتمدار کا ذلیل و حقیر ہو اس باغ بخزان مین ہمیشہ بہار رہے باغی اس بوستان جنت نشان کا صدا خار حوادث روزگار سے سینہ فگار رہے اوج پر آفتاب عالمتاب اقبال ہو کوکب دشمن تیرہ بخت کو زوال ہو اسوقت صمصام بدانجام نے بقہر و غضب تمام طبل جنگی بجوایا ہی اس نگو فرجام کا ارادہ ہی کہ ملکہ بران شمشیر زن سے معرکہ آرا ے نبرد ہو افراسیاب خانہ خراب نے اسکی حفاظت کے بڑے بڑے سامان کیے ہین پانچون عیار بچیان ورنگیت اثر پر اس روسیاہ کے مثل اعمال بدحاضر اور بہت سے ساحران غدار بھی ناظر ہین اس قدر بھیا کو غرور ہوا ہی کہ زمین پر اچھی طرح پاؤن نہین رکھتا مجنون کے بل چلتا ہی مثل آب چاہ جانستان نخوت سے ابلتا ہی گمراہی

شہنشاہ اوج عیاری اپنے ذلیل ہونے کا اُسکو بڑا غم ہی مثل گیسو دہ سیہ رو برہم ہی افراسیاب نے تسکین بہت دی ہی اور منع کیا کہ کسی دام تزویر مین جاکر پھنس جاؤگے ورنہ آپ سب صاحبون کے گرفتار کرنے کو آتا تھا اور جو جو کلمات سخت نسبت حضور کے کہے ہین لائق گذارش نہین ہین اور افراسیاب طرف پردۂ ظلمات کے گیا خواجہ عمرو نے فرمایا بی بی بران تم نے سُنا اب ہماری راے کی پابند ہو تا ہمارا دل زار خرسند ہو وہ راے یہ ہی کہ صبح کو تم میدان کارزار مین نجانا بارگاہ مین مصروف عیش ونشاط رہنا انشاء اللہ عین معرکۂ کارزار مین اگر اس بچیا سے انتقام نہ لیا تو نام اپنا خواجہ عمرو نرکھا مگر تمھارا میدان کارزار مین آنا اور ایک ذلیل کے مقابلے مین جانا میری راے کے سراسر خلاف ہی ملکہ بران شمشیر زن نے بسبب سعادتمندی سر جھکا لیا عرض کی اگرچہ راے مولی از ہمہ اولی ہماری کیا مجال کہ آپکے ارشاد فیض بنیاد سے سرتابی کرین مگر جو میری راے مین ہی اُسکو سماعت فرمایئے آیندہ جیسا حکم ہوگا بجا لاؤنگی وہ یہ ہی کہ آپ نے اکثر زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا ہی کہ زادۂ اقبال ثانی سلیمان کا یہ طریقہ ہی کہ میدان کارزار مین جو جسکو پکارتا ہی نام لیکر للکارتا ہی وہ اُسکے مقابلے مین جاتا ہی انتہا یہ کہ ایکدن آپ نے ذکر کیا تھا کہ قباد شہریار نوزنگاہ لکہ مہر نگار بارہ برس کے تھے فیروز عاد مغربی بیٹا سکندر بن ہیکلان مغربی کا بڑے زور و شور سے براے نبرد نوشیروان آیا بختک نے اُسکو سمجھایا اُس بچیانے یہ کہکے لبل جنگی بجوایا کہ مین قباد شہریار سے مقابلہ کرونگا صاحبقران زمان کو کچھ چارہ نہوا ہر چند کہ شب بھر بیقرار رہے تمام سردار بھی اشکبار رہے علی الصبح کو قباد شہریار نے جاکر فیروز عاد ایسے دیو خصال سے مقابلہ کیا آخر اُسکو عنایت سے پروردگار کی بعد کر وفر واصل جہنم کیا بس حضور تصور فرمائین جب صمصام بچیا آپکی کنیز کا نام لیکر میدان مین للکارے گا یقین تو ہی کہ حضور کو سب سے زیادہ خلاف ہوگا اگر آپ کو یہ منظور تھا تو نامہ لکھکر مجھکو اثناے راہ مین روکا ہوتا یہان آنے نہ دیا ہوتا اب سب پر بخوبی ظاہر ہی ہر ایک اس حال سے بخوبی ماہر ہی اب مین اس مقام پر موجود ہون کیسے کلمات سخت و سُست یہ نیکنام سہیگا بھلا میرا قلب تیغ زبان صمصام کا زخم سہیگا یہ تقریر دلپذیر ملکہ بران شمشیر زن کی سُنکر خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا دل مین خیال کیا کہ سچ کہتی ہی مگر مصلحۃً جواب دیا کہ بیٹا وہ مقام اور ہی یہان ساحران مکار کا دور ہی سحر کرنے والے بھاگ کر غرق زمین ہو جاتے ہین پھر حریف کے پشت پر آتے ہین کبھی دام سحر کبھی کمند سحر مار کر گرفتار کر لیجاتے ہین

اُسپر یہان تعریفین ہوتی ہین کہ اچھا ساحر تھا کس نطف سے حریف کو پکڑ لے گیا اور ہمارے آقاے
نامدار کے لشکر مین غازیان ویند اور مجاہدان متہور شعار پہلوانان عالیمقدار اگر ایک قدم پیچھے ہٹا مین زور
پہلوانان سے باہر نکل جائین اور حمزہ تو وہ شیر دل ہیکہ پردۂ قاف مین دیو عفریت ایسے زبردست کو
سوتے مین مارا جنگ کرنا کا مرد وہ سخت قوانین قرار دیے ہین کسواے فرزندان حمزہ کے غیر انکی
پابندی نہین کرسکتے ہین بس بی بی تمہیان کے قواعد پر عمل کرو صرف ایک دن بارگاہ مین رہو ہی
لڑائی مین اگر خدا چاہیگا اس بہیاے فیصلہ ہو جائیگا کسی نہ کسی عیار کے فریب مین ضرور آئیگا
ملکہ بُران نے کہا اے عمر نامدار صاحبقران عالیمقدار کا لواے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف
سرفراز ہے مردان عالم کو انکی جرأت پر ناز ہے انسے مثال دون کیا مجال ہے مگر میرا باپ بھی شہنشاہ کوکب
روشنضمیر مردان عالم سے ہے نامی و نام آور ہے آپ نے اکثر ملاحظہ کیا ہوگا کہ افراسیاب ایسے بادشاہ
طلسم ہوشربا پر جا پڑتا ہے کس کس جرأت سے لڑتا ہے حقیقت مین افراسیاب بلاے روزگار ہے ان
چارون اقلیمون مین کوئی افراسیاب کا ہمسر نہین ہے اگر مین نے انکے پکارنے پر مقابلہ نہ کیا واللہ تا
پھر میری صورت نہ دیکھینگے اگرچہ ظاہر مین کچھ نہ کہا تو باطن مین نگاہ سے گر جاؤنگی اب اگر حضور زیادہ تاکید
فرمائینگے یہ کنیز اپنے تئین ہلاک کریگی عمرو کو یہ سنکر سناٹا آگیا قلب بھر آگیا ضبط کرکے فرمایا اے نور نظر مرحبا
جزاک اللہ مردان عالم ایسے ہی جری ہوتے ہین خیر جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کرنا ملکہ بہار وغیرہ نے
کہا خواجہ سلامت آپ کیون تردد فرماتے ہین ہم سب واسطے جانبازی کے موجود ہین انشاء اللہ سحر تو ہونے
دیجیے اس نمکحرام کو اگر تنگ جیتا اگر نہ مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو نہ کہا برق لامع نے بڑھکر جواب دیا
یون نہ کہ اس ملعون کے سر گرون کر خرمن ہستی کو جلا کر خاک کردون دو ٹکڑے برابر ہون گے رعد نے
کہا وہ چیخ مارون کہ حرامزادے کے کان کے پردے پھٹ جائین برق مادر رعد نے بیقرار ہو کر جواب دیا
میرے بھی وار سے نہ بچیگا ہم مان بیٹے ملکے مارلینگے آپ بسم اللہ طبل بجنے کو حکم دین اسی وقت بحسب
حکم ملکہ مہرخ سحر چشم نقارۂ رزمی پر چوب پڑی

اشعار

کرد ز بدمستی زہیبت کفن　　دہل زد و دہل زن بہ تحسین او
بزد طبل را آن چنان طبل زن　　ببین دین او و بن او دین او

صداے طبل جنگ بید رنگ اس رنگ سے بلند ہوئی کہ روح سامری و جمشید دردمند ہوئی مہرخ
نے چاہا کہ اب دربار برخاست کرین کہ طیران سریع السیر جادو نے جو نامہ لیکر شہنشاہ کوکب کا آیا تھا

یہ سب معرکے اپنی آنکھ سے دیکھے اور حالات عیاری خواجہ عمرو نے خبر خواہ قدیم ہو بہت بیقرار تھی لیکن باتون سے خواجہ عمرو کی بہت تسکین حاصل ہوئی اپنی جگہ سے اٹھا خواجہ عمرو کے سامنے دست بستہ حاضر ہوا عرض کی ای آفتاب عالمتاب آسمان عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خدا آپ کو سلامت رکھے سب تردد غلام کے دفع ہو گئے مگر جواب نامہ شہنشاہ چند فقرات مین تحریر فرمائیے تاکہ جا کے شہنشاہ کو بھی مطمئن کرون قصر جمشیدی ماتم سرا ہو رہا ہوگا ہر ایک فکر زار رو رہا ہوگا خواجہ عمرو نے فورًا قلم و قرطاس طلب فرمایا اور جواب باصواب نامہ کوکب روشنضمیر تحریر کیا

نامہ از طرف خواجہ عمرو بخدمت کوکب روشنضمیر

ای شہنشاہ خسروان جہان
نیر اعظم سپہر حشم
آپکے مضمون سے ہم ہوے آگاہ
ہین پھنسے مارے ہین ساحران جلیل
خون سے اُسکے ہاتھ بھرتا ہون
سر صمصام مجھسے لیجے گا

تاجدار طلسم نور افشان
بعد آداب مارجب ہو عیان
حق از حد ہوا ہر اک ذیجاہ
کمر کر اسکو لاؤ ہو بتقدیر
جلد ملعون کو قتل کرتا ہون

کوکب سعد چرخ جود و کرم
آیا پاس اپنے آپ کا فرمان
کیا ہے صمصام کند ذہن و ذلیل
ہے کہ نہ اجل مین خود وہ اسیر
مجھ تردد نہ آپ کیجے گا

یہ چند اشعار آبدار خواجہ عمرو نے تحریر فرمائے اور نامے کو ملفوف کیا اور طیران سریع السیر جادو کو دیا اور زبانی بھی یہ کہہ کہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے بعد سلام محبت التیام کہنا کہ ای برادر رفعت سے ملکہ بُران کے معین رہنا جبتک یہ نیاز مند آپکا زندہ ہے کوئی بُران سے آنکھ ملا سکتا ہی اگر میری اجل قریب ہی تو مجبور ہون دعاے خیر سے یاد فرمانا مگر اس معرکے مین براے خدا تم نہ آنا اگر کسی طرح کی خبر وحشت اثر آپ کو پہونچے تو اسکا بھی اعتبار نہ فرمائیے گا کسی کے کہنے سننے مین نہ آجائیے گا یہ کہکر طیران کو خلعت رخصت مرحمت ہوا طیران آداب و تسلیم بجالا کے اپنے طاؤس سحر پر سوار ہو کے طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوا یہان ملکہ مہرخ نے بعد جانے طیران سریع السیر جادو کے دربار برخاست کیا خواجہ عمرو بُران کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ بران کے چلے جب دربارگاہ بران پر آئے عمرو نے سرداران بُران سے کہا تم لوگ اسی مقام پر ٹھہر جاؤ جب ہم طلب کرین تو آنا ہمکو ملکہ سے کچھ تخلیے مین امورات جنگ مین باتین کرنا منظور ہین سب سردار دردولت پر ٹھہرے خواجہ ملکہ بران کو لیکر اندر بارگاہ کے تشریف لائے بعد تھوڑے عرصے کے

خواجہ نے آواز دی ملکہ مجلس جادو و عمران جادو و ملکہ شگوفہ سحر ساز و ذریزادی و ملکہ شعلہ تیغ و ملکہ نگین خوشخو و ملکہ اورنگ تمن بو و ملکہ نارنج گلگون پوش وغیرہ اندر بارگاہ کے آئین بیٹھے دیکھا کہ خواجہ عمرو مسند پر اور ملکہ بران پہلو مین خاموش بیٹھے ہین عمرو نے بکاول کو حکم دیا اُسنے آکر دسترخوان بچھایا خاصہ حاضر کیا خواجہ عمرو نے سب شہزادیون کو دسترخوان پر طلب کیا سلفچی آفتابہ سامنے آیا ہر ایک نے ہاتھ دھوئے ہمراہ خواجہ و ملکہ بران کھانا کھانا شروع کیا مگر ملکہ مجلس نے دیکھا ملکہ بُران خاموش ہین جوڑے مین اختر مروارید چپ رہا ہی کلام بہت کم کرتی ہین اگر کوئی شہزادی ملکہ بران سے کلام کرتی ہی تو طرف سے ملکہ بران کے خواجہ عمرو جواب دیتے ہین فرماتے ہین صاحبو دل برحال ملکہ بران جسکو اس رنج و الم کا سامنا ہو وہ کیا کلام کرے اب سب صاحب یہ مجھپر احسان کرین کہ بعد خاصہ نوش فرمانے کے حفاظت مین ملکہ بران کی بیرون بارگاہ جاکر مصروف ہون ملکہ مجھسے فرما چکی ہین اب آرام فرمائینگی آپ لوگ کچھ ملکہ سے کلام نہ کیجیے گا نہ کچھ پوچھیے گا امین ابھی اک از جز موقع کہنے کا نہین ہی بموجب مصرع ع امور مملکت خویش خسروان دانند ، ملکہ مجلس جادو نے ہر چند خواجہ سے پوچھا کہ نانا جان مادر مہربان کا مزاج کیسا ہی خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ بیٹا کسی قدر طبیعت ہی اسوقت انکو تنہائی پسند ہی تفتیش حال مین دخل نہ دو میرا کہنا مانو جاؤ دوسری بارگاہ مین آرام کرو جب مجلس کو خواجہ نے جھڑک دیا پھر کسی کو دریافت کرنے احوال کا حوصلہ نہوا خواجہ نے ہاتھ مقام کر بران کا فرمایا جاؤ بی بی آرام کرو ملکہ بُران نے دوشالہ منھ پر کھینچا چپھر کھٹ پر آرام فرمایا خواجہ عمرو باہر آئے گرد بارگاہ ساحرون کو واسطے نگہبانی کے مقرر کیا اور خود بانمانے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر صمصام بدانجام کے روانہ ہوئے برق فرنگی نے سُنا کہ اُستاد جانب لشکر صمصام گئے ہین یہ بھی تڑپ کر چلا لشکر اسلام مین تمام ساحر مصروف سحر خوانی گرد قدمہ بران مین ہر ایک کو پریشانی وہ شب ہولناک بادہ زن کوکب کو خوف ہلاک ہر ایک کو تردد ہی کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی خدا اس اختر تابندہ برج آسمان شہنشاہی کوکب روشنضمیر کو گردش چرخ کجرفتار سے بچائے خورشید حسن و جمال طالع رہے بدبخت ظلمت شام صمصام بدانجام سے غروب ہو جائے ہر فرد بشر اس فکر مین بیقرار ہی ہر ایک سردار کو انتشار ہی ابیات

قمر شب کی وحشت کرون کیا رقم	کہ تھرتھرتے دل پہ ہجوم الم	وہ تاریک شب دل کا فران
ستارون پہ خال سیہ کا گمان	وہ لشکر مین ہر سمت تھا شور و شر	تردد مین بیتاب خواجہ عمرو

اندھیرا وہ پرہول حیرت فزا
کوئی بیقرار اور کوئی دردمند
کہیں شیر کے گرجنے کی صدا
کوئی خوف سے مرگ کے بیقرار

شب فرقت عاشقان سے سوا
کہیں خیمے سے اُٹھ رہا تھا دھوان
کہیں لوٹتا تھا پڑا اژدہا
کوئی شیر دل صرف ذکر ستیز

صدائیں وہ با ہو کی ہر سو بلند
فسون سازیون کا ہر اک جا نشان
کسی کو تردد کہیں بے شمار
کسی بزدلے کو تھی فکر گریز

اہالیان طلایا حاضر باش و ناظر باش کی صدائیں بلند کرتے ہیں قرنا چنگ رہی ہے مگر بارگاہ بران کو اسطرح بیچ مین لیا ہے جیسے سینے مین دل یا انگشتری مین نگینہ ہوتا ہے خود ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی دربارگاہ پر کرسی بچھائے بیٹھی ہے تاکید کر رہی ہے کہ خبردار کوئی غافل نہو ہوشیار رہو اگر تیاگر کا بچہ ٹپک کر اُدھر کو ہوئی فوراً سحر شعلہ باش کا دانہ مارا کیا مجال کہ طائر وہم و خیال قریب آنے پائے یا کوئی نگاہ کج سے جانب بارگاہ

ملکہ بران دیکھے **نظم مصنف**
کہیں گھنٹے بجتے تھے باصد خوشی
کہیں سحر سے جل رہی تھی زمین
کسی جا پہ گوگل کے جلنے کی بو
نہاتا تھا اُس خون سے بیخطر
کسی خیمہ نحس مین غل بپا

اُدھر فوج صمصام مین اک غریو
صدا تھی کسی جا پہ ناقوس کی
کہیں شور یا سامری کا بلند
اندھیرا دھوان دھار تھا چار سو
کوئی سر ہلاتا تھا بیٹھا کہیں
دوہائی ہے کلوا کالی کی جی

ہر اک ساحر بدسیر مثل دیو
کہیں جھانجھ بجتے تھے ڈھولک کہیں
جلاتا تھا مرچین کوئی خودپسند
کوئی بچہ خوک کو ذبح کر
بھوانی کا ہوتا تھا پوجا کہیں
صمصام گمراہ اپنی بارگاہ مین

بلند و تنہا بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا ہے مگر پریشان خاطر ہر مرتبہ عیارون کو پکارتا ہے ملکہ صرصر شمشیرزن وای صبا رفتار کمند انداز بیدار ہو بخوبی ہوشیار رہو صرصر آواز دیتی ہے کنیزین حاضر ہین آپکی حفاظت مین لب قاصر ہین ابھی بڈھڑا بھوریا آیا تھا ساحر کی صورت بنا ہوا پھر رہا تھا مین نے للکارا بھاگ گیا یہکر صرصر اور صبا رفتار ٹہلنے لگین ایک ساحر ملازم **صمصام** موسوم بہ **کلنگ جادو** نہایت بدذات گرد بارگاہ کے پھر رہا ہے لیکن نشے باز ہے از حد جلساز ہے جو جادوگر سامنے سے نکلتا ہے اُسکو پکارتا ہے بھائی کہان جاتے ہو ہمارا نشہ اُتر گیا ہے تمھارے پاس کوئی گانجے کی کلی ہے یہان نشے کا اُتار ہے نہایت بیکلی ہے جماہی آیا چاہتی ہے اب طبیعت بہت گھبراتی ہے جو ساحر اسکی ایسی باتین سنتا تھا مسکرا کر جواب دیتا تھا نہین بھائی ہمارے پاس نہین ہے دوکان بھی بند ہو گئی یہ مایوس ہو کر پھرتا تھا ناگاہ ایک ساحر کو دیکھا ایک نخل کے سائے مین بیٹھا ہوا اُگال سنبھال رہا ہے **کلنگ** نظر سب کی بچا کر اُسکے قریب آیا کہا بھائی جلد جاؤ ہم بھی

ایک دم یار بن سامنے ہمارا خیمہ ہی دروازے پر میان کے ہمارا پہرا ہی رو صبح کو آیا کرو دم لگا کر جایا کرو
سب لشکر کے کہار اور مہتر ہمارے پاس رہتے ہین سو سو چلم روز اڑتی ہی ان ساحر نے کہا آؤ بیٹھ جاؤ
دم لگاؤ لالچ کا ہمکو دیتے ہو ہم تو میان سربازار ساجہان کے بیٹھنے والے ہین اسوقت بمجبوری ایک
گنڈے کا گانجا ہی نے لیا ہی جوانون کو سب مبلغ ہی بموجب مثل جینے نہ پی گانجے کی کلی اس بیٹھے سے بیٹی
بنی یہ کہکر جھٹ پٹ چلم جبائی کنڈا جھاڑ کر آگ رکھی اور کہا لو بھائی تمہین ہو کل صبح سے تمہارے پاس
یارون کا بھی جلسہ رہے گا بھائی تم سے تو درگاہی غلام حسین کے بیل … بھنگیرن سے آشنائی ہوتی تھا
اون بدھ رہتے ہین … پیڑو کی پلائی ہی کچھ نشے مین کھٹ پٹ ہوئی نہین تو اسوقت اسکے ساتھ سوتے
ہوتے وہ ساحر تو باتین کرتا رہا لیکن میان کلنگ جادو نے چلم اٹھا کر لگا کر دم مارا ڈیڑھ بالشت
لو بلند ہوئی آنکھین غلہ سی مل آئین چوتڑ ونگ … بیٹھ لیے اور کہا بھئی جوان عجب سرور ہوا بڑا نشہ
ہوگیا اس جوان نے کہا اسمین دس مین … دستور سے تھے اب تم سے کلنگ جادو نے ہرا کے
اٹھانا تو ہوا جانی جوان پانی پلا دو دم نکلتا ہی ان نے کہا واہ بچے ایک دم مین یہ حال ہوا کہ
سر پی گیا پسینا معلوم ہوتا ہی دس مٹو پر جوانون کو … ضبط کر رہا تھا آنکھون کے نیچے
اندھیرا آچکا تھا دم سے دھم سے گر کر زمین پر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا جوان نے آواز دی تم مہتر برق فرنگی
سوچا اگر قتل کرونگا صدا سے گیر و دار بلند ہوگی ٹانگ پکڑی اور کھینچتا ہوا قریب ایک غار کے لایا اسکو تو
وہین ڈالدیا آپ جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ہمصورت کلنگ جادو بن کر تیار ہوا اور دوڑا
ہوا قریب خیمے کے آیا کالے ماش کے دانے ہاتھ مین سر جھکائے ہوئے صرصر و صبا رفتار نے
کہا اون کہا حضور ابھی تو آپ کے پاس بیٹھا تھا سرکار نے کالے ماش کے دانے منگائے مجھے لینے گیا تھا
بنیے کی دوکان کھلوا کر لایا صرصر بھی حقیقت مین ابھی بیٹھا تھا شاید صمصام نے بضرورت سحر ماش
اس سے منگائے ہونگے کہا جاؤ یہ حاضر جا حاضر کرتا ہوا دوڑا پردہ اٹھا کر اندر بارگاہ صمصام کے آیا
دیکھا صمصام بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا ہی برق نے جھک کر سلام کیا صمصام نے کہا خیر تو ہی گھبرائے
ہوئے کیون ہو کہا حضور ابھی سنا ہی کہ کوکب روشن ضمیر جو آئیگا آپ سے ضرور شکایت کرے گا
ایک ساحر ملازم ملکہ مہرخ کا مجھسے کہتا تھا کہ کوکب کا قول ہی مین اپنے بھائی صمصام کے قدم نہ
گرونگا اپنے قوت بازو کو ہوش ربا مین نہ رہنے دونگا میرے طلسم نور افشان مین سناٹا پڑ گیا ہی مجھے خطا

ہوئی کہ مین نے اُسکی خبر نہ لی اُسکی معشوقہ کو بھی راضی کرکے لاؤنگا قصر جمشیدی مین بڑے دھوم سے شادی کرونگا
یہ فقرے جو برق نے چرب زبانی کے صمصام میان نخوت سے پھول گئے کہا بھائی کیا یہ خبر مفصل پائی ہے
سچ کہو ہمارے سر کی قسم برق نے کہا کتاب سامری اُٹھا کر کہدون مین کبھی جھوٹ بولتا ہون سالی ہم
سے منتی بہنی ہے مین نے مکر جادوگرون سے یہ حال سُنا ہے اب اسمین شک لانا بیجا ہے صمصام نے منہ
پھُلا کر کہا مین تو اب نہ جاؤنگا برق نے کہا ایک بات اور کان مین حضور کے کہونگا صمصام نے سر جھکایا
برق نے کہا حضور مبارک ہو کوکب کہتا ہے مین بران کی شادی صمصام کے ساتھ کرونگا اپنی معشوقہ
کو بھی چاہے بخشے یا قتل کرے صمصام یہ سُنکے گا مونچھون پر تاؤ پھیر نے کہا ہان بھائی کلنگ بیشک
اگر وہ ایسا کینگے تو مین اُنکا غلام ہون نوشا افراسیاب سے بگڑ جاؤنگا کیا مین افراسیاب کے باپ کا
غلام ہون اپنے مزاج کا مجکو اختیار ہے میان افراسیاب کی کوشش بیکار ہے اسمین کلنگ ادہر ادہر
دیکھنے لگا صمصام نے کہا بھائی کیا دیکھتے ہو کہا حضور اُدس مین جو بھرے نشہ اُتر گیا ایک جام شراب
اس خبر فرحت اثر کے انعام مین دلوائیے خوب جی بھر کے پلوائیے کل سے ہمارے اور آپ کے بیتکلفی
کا ہے کو ہوگی آنکھ بھی یاران قدیم سے نہ ملائیے گا کوکب کے داماد کہلائیے گا صمصام نے کہا مین ایسا
نہین ہون تم شراب پیو گلابی موجود ہے کلنگ علی نے بڑھکر گلابی اُٹھائی یا سامری تیرے صدقے کہکر
جام بھر اجا با منہ سے لگانے چلکر ہاتھ روک لیا کہا حضور توبہ کرتا ہون خطا ہوئی معاف فرمائیے گا مالک
کے سامنے یہ بے ادبی مجکو مناسب نہین ہے اور مالک بھی کون کہ داماد کوکب روشنضمیر خوش تقدیر صاحب
اقبال کا لیجیے ذرا منہ لگا دیجیے یہ شراب اپنا نوش کیجیے اس خوشامد کی باتون سے صمصام نے ہاتھ بڑھایا
جام لیکر لبون سے لگایا غٹ غٹ نصف جام پی گیا کلنگ نے کہا واہ حضور غلام کا چلو بھر مین کیا ہوگا
ناگاہ صمصام کے ہاتھ سے جام چھوٹ پڑا اُف اُف کہکے اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا چوکی پر سے گرا
گرتے ہی بیہوش ہوگیا برق خنجر کمر سے کھینچکے دوڑا کہ سر اُسکا کاٹون نمچہ اُٹھالون کہ ناگاہ پایہ چوکی کا شق ہوا
ایک پتلی بالشت بھر کی نکلی سر پیٹتی ہوئی پکارتی ہوئی او جلاد کیا کرتا ہے صمصام کے گلے سے خنجر ملاتا ہی
ہے یار وو دوڑو اس زور سے اُسنے آواز دی کہ صرصر نے سنی جھپٹ کر دوڑی اُس پتلی کے نکلنے پر
ہی برق نے چاہا خنجر مارے ہی دون وہ پتلی برق کے کپڑے کو چلی یہ کہتی ہوئی کہ ٹھہر وے ہڈیان توڑدونگی
برق نے دیکھا یا تو بالشت بھر کی تھی یا قد بڑھگیا چار ہاتھ کی ہوگئی اب تو ایک جوان سیہ فام معلوم ہوتا ہے

برق نے جست کی کود کر الگ ہوا صرصر اور صبا رفتار بھی اندر بارگاہ کے آئیں دیکھا ایک جوان سیہ فام سر بیٹھ رہا ہی برق فرنگی قریب سراچے کے پہونچ چکا ہی جبتک یہ دونوں قریب جائیں برق سراچہ چاک کر کے باہر نکلا صرصر اور صبا رفتار نے آواز دی کہ یار دلینا برق فرنگی بھاگا جاتا ہی برق یہ کہتا ہوا بھاگا اے جادوگرو دوڑو صمصام کو عیار مارے ڈالتے ہیں جادوگر طرف بارگاہ کے چلے برق بھاگ کر نکل گیا اودھر تلی پائے میں چوکی کے غائب ہوئی صرصر نے صمصام کو ہوشیار کیا اتنے میں صمصام بھی خیمے میں آگئے تھے صمصام گھبرایا ہوا اٹھا صرصر نے کہا ای شہریار کیا غضب ہوا آپ تو اپنا سحر تیار کر رہے تھے شراب و کباب کی نوبت کیونکر آئی سامری و جمشید نے بڑی قدرت نمائی کی جو آپ ہاتھ سے اس بھورے کے بچ گئے ورنہ اسنے اپنا کام کیا تھا صمصام نے جواب دیا کہ واہ واہ بی ملکہ صرصر تمنے آپ کو پہرے پر اسی واسطے مقرر کیا تھا خوب حفاظت کی الٹے مجکو الزام دیتی ہو اگر میں ایسا ساحر زبردست نہوتا اور پیشتر سے انتظام نہ رکھتا تو جان بچنا دشوار تھی آپ کا پہرا دینا بیکار تھا صرصر نے کہا آپ نے اپنے ملازم قدیم کو نہ پہچانا آپ ہی اس سے مالش منگوائیں مجکو بد معاش بنائیں واہ کیا کہنا خوب آپ نے خلعت شکایت سے سرفراز کیا اچھا ہمارا اعزاز کیا کئی دن سے کان ان باتوں کے آشنا نہیں ہیں ہماری دانائی اور نادانی کا حال ملکہ حیرت اور شہنشاہ افراسیاب سے دریافت فرمائیے تب آپ کو کیفیت ہماری جانبازی کی علوم ہوگی یہ نگوڑا اجھور یا تو کیا ہی ان سب کا استاد وہ نامنیا موا عمرو جسنے ملکہ دمامہ جادو کو مارا ساحر شمشیر کو دریائے قلزم میں گھسکر للکارا عنظلی آباد میں سترہ لاکھ جادوگر رہتے تھے مالک انکا مالک بن زردشت بابا روزگار سفاک غدار فتنم عاقل علم مکر کا فاضل ایک سال میں عمرو نے کل ساحران شہر کا خاتمہ کردیا صحرائے عنظلی آباد لاشہائے ساحران سے بھر دیا جس ملک میں سترہ لاکھ جادوگر تھا اب اسمیں جادوگر کا نام باقی نہ رہا جو ایسا عیار طرار آفت کا پرکالہ ہو وہ میرے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہی اپنے خدا سے اپنی موت میرے خوف سے مانگتا ہی اگر میرا قدم اس طلسم ہوشربا میں نہوتا تو وہ نگوڑا اس اقلیم میں بھی غدر مچا دیتا مگر میرے ہاتھ سے جو تیاں کھاتا ہی ہزار جگہ میں نے اسکی مشکیں باندھی ہیں آخر ترس کھا کر چھوڑ دیا یہ کیا پیادہ بیچارہ آفت کا مارا ابھی چھوڑ دیتی ہوں جسدن غصہ آجائیگا مارتے کوڑوں کے لال گرا دونگی ساری عیاری بھلا دونگی صمصام نے اسی نہایت عاجزی صرصر کی اور احوال عیار بہائے عمرو شنکر نگاہ حیرت سے طرف صرصر

سکتہ دیکھ رہی تھی ناگاہ ایک جادوگر بڈھا سا بڈھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ایک لٹھیا ہاتھ مین اُٹھیں بسر و دہان
صمصام ہوا جو خیمے مین آگئے مین اُنھین ملا ہوا کھڑا تھا یہ باتین صرصر کی سُنکر آگے بڑھا کہا بی بی صرصر
اوا زادی لینا عمرو کو تم سے کیونکر نہ ڈرے جو روسے سبھی ڈرتے ہین مگر غیبت مین ایسے کلمات مہملات کہنا مناسب
نہین ہین وہ تمھین گنوار زن کا داتہ دوا ستے دلواتے ہلاک کر ڈالیگا جبھی تک یہ چاہ پیار ہی جب دن تک
[illegible] ہین اُسکی سیکڑون بیبیان ہین جو خاک ات کر بسر کرتی ہین دیکھو ملکہ صرصر عمرو کیسا خوبصورت
جوان ہے [illegible] مرتی ہین اور تم بھی تو مال کھلائی ہوا مرتیان اور دودھ لیکر اُسکے پاس جاتی ہو
اور اسکی خاطر مدارات کرتی ہو سب کے سامنے اُسکی محبت کا الاپ گاتی ہو صمصام نے کہا بی بی ملکہ صرصر
ذرا سینے زیادہ ہماری [illegible] یہ صاحب آپکے واقف کار کیا فرماتے ہین صرصر یہ سنکے غصے مین
بیٹھی اور کہا او بہوتے جعلساز مین کب عمرو کے خیمے مین جاتی ہون کب اُسکو زہر کھلاتی ہون بڈھے
جادوگر نے کہا کہ آپ مجھپر کیون خفا ہوتی ہین آپ دونون کی محبت و عشق کا ذکر دفترون مین موجود ہے یہ
سنکے صرصر نے آنکھ اٹھائی دیکھا تو خود خواجہ عمرو کھڑے ہین مسکرا کر باتین بنا رہے ہین صرصر کے ہوش
اُڑ گئے اتنا منہ سے نکلا ارے یہ ساربان زادہ سر بارگاہ کھڑا ہے لینا جانے نہ دینا عمرو نے کہا واہ جان
جہان دو منگٹے کو گرفتار کراتی ہو دم بھر مین بیوفا ہو جاتی ہو ہے جو تیری ہی خوشی ہے تو جاتے ہین عمرو نے
پہلے ہی تدبیر کر رکھی تھی ایک جھٹکے سے جادوگر کو تاک کر اُسکے پہلو مین کھڑے تھے خنجر دامن کے نیچے چھپائے
ہوئے تھے لپٹ کر [illegible] ہی جادوگر کے خنجر مارا دوسرے پہلو کو توڑ کر نکلگیا وہ جادوگر مرکر زمین پر گرا
اندھیرا ہوگیا اور آواز آئی کشتی مرا نام من جوہر جادو بود سب لینا لینا کرتے رہے اُسی تاریکی مین جست و خیز
کر کے نکل گیا مگر یہ کہتا ہوا از جان جہان پھر بھی تم سے سمجھونگا غیرون کے سامنے اپنے چاہنے والے کو
ایسی [illegible] آتی ہے یہ معرکہ حیرت افزا دیکھکر صمصام کے تو ہوش اُڑ گئے صرصر نے شرما کر سر جھکا لیا
تمام ساحران [illegible] صمصام کے ضحکہ کرنے لگے کہ واہ بی بی صرصر عمرو یہ کیا گیا صرصر نے کہا وہ نگوڑا مکار
غدار جعلساز فیلیا یونہین بکا کرتا ہے اُسکے کہنے کا کیا اعتبار ہے اور تو سب خاموش ہوگئے مگر صمصام
نے کہا بی بی صرصر تمہاری حفاظت کا کیا اعتبار کرین عمرو تمہارے روبرو جادوگر کو مار کے نکل گیا اور تم سے
کچھ نہو سکا صرصر جھلا کر بارگاہ صمصام سے باہر نکلی یہ کہتی ہوئی کہ اب اپنی حفاظت کر لیجئے گا میرے بھروسے
پر نہ رہیے گا مین بھلا ہوا کو کیا روکون وہ شہنشاہ کے سامنے عیاری کرتا ہے تم بچارے کیا ہو کیفیت صبح

جب مبارز صمصام زور آزمائے فلک نے بارشاد افراسیاب. بعد گردش نیچہ دود منہ ضیائے سحر کو
نیام مشرق سے نکالا اور گروہ سپر زرین آفتاب عالمتاب کو بہ آب و تاب اپنے پنجۂ قوی میں پرزور میں
سنبھالا اور ملکہ جہان شمشیر زن ظلمت پر حملہ آور ہوا بہنگام مقابلہ ایک ضرب میں طلسم جہان سے نیست
و نابود کیا تمام لشکر تاریکی شب فرار ہوا یعنی صبح ہوئی آفتاب نمودار ہوا معبدان معبود نے وظیفۂ نماز سحری
سے فرصت پائی ہر ساحر غدار نے سجدۂ تصویرات سامری و جمشید سے جبین اٹھائی۔ نظم
علی الصباح کہ سلطان صبح آئینہ فام ÷ ز دود آئینۂ آسمان زنگ ظلام ÷ بدست خسرو خاور فتاد
شاہ حبش ÷ ز شاہ روم ہزیمت گرفت لشکر شام ÷ اسوقت شمعہائے مومی و کافوری بجھائیں
طائران نغمہ سرا کی کانوں میں آوازیں آئیں صمصام ناکام بقہر و غضب تمام تیغہ قتل کمر ہیران
بصد شوکت و شان زیب کمر شقاوت اثر کیے ہوئے بیرون بارگاہ آیا سرداران لشکر کو حکم کمر بندی کا
دیا اور آپ جانب بارگاہ ملکہ حیرت جادو چلا یہاں ملکہ حیرت جادو خواب ناز سے بیدار ہوئی ہے
وزیرزادیاں شاہزادیاں حاضر ہو کر واسطے تسلیم کے خم ہوئیں اپنے اپنے مقام پر بیٹھیں یکایک سامنے
سے صرصر نمایاں ہوئی آتے ہی پایۂ تخت کو بوسہ دیا گرد پھری تصدق ہوئی دعائے ترقی حسن و
جمال بجا لائی ملکہ حیرت نے مسکرا کر پوچھا خیر تو ہے شب کو بارگاہ صمصام میں ہنگامہ تھا صرصر نے
عرض کی عیاروں نے میاں صمصام کو دیوانہ کر دیا رات کو بھورے نے عیاری کی میاں صمصام کو
مار لیا ہوتا مگر حضور وہ نہایت ساحر زبردست ہے جام بادۂ نخوت سے مست ہے اپنی نگہبانی کی تدبیر کر چکا
تھا بچ گیا غصہ مجسمہ اُتارا ایک جادوگر کو مار کر عیار قریب صبح نکل گیا صمصام بدحواس ہو رہا ہے دیکھیے
میدان کارزار میں کیا ہوتا ہے حضور الگ سے چلکر تماشائے جنگ ملاحظہ کریں مگر میری رائے یہ ہے
کہ حضور دخل نہ دیں حیرت نے کہا پہلو سے بارگاہ میں ٹیکری ہے تخت بچھانے کا اُسی جگہ حکم دیا ہے اگر
ہیران کو اُسنے مارا تو مہرخ و بہار وغیرہ جان دینے کا قصد کرینگی مجکو واجب ہوگا کہ صمصام کو جادو
اور اگر کوئی اور صورت ہوئی تو میں سیر دیکھ کر پلٹ آؤنگی یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے عرض کیا کہ صمصام
در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے ملکہ حیرت نے حکم دیا کہ بلاؤ پردہ بارگاہ کا اٹھا صمصام سامنے
آیا چوبدار نے مجرا کرایا ملکہ نے دنگل کی جانب اشارہ کیا صمصام بغل میں بیٹھا ملکہ حیرت کچھ پوچھنے نہ پائیں
خود ہی صمصام نے عرض کیا حضور [illegible]پ کا حال سنا ملکہ حیرت نے کہا ہاں ایسے واقعات تو اکثر

گذرتے رہتے ہین مرتیوا مرتے رہتے ہین خداوند سامری نے عیارون کو خون ساحران معاف کردیا ہی خداوند لقا نے عمرو کو جلاد ساحران بنایا ہی بھلا پھر کون اُسکو مار سکتا ہی صمصام نے عرض کی کہ لشکر عدو کا میدان کارزار مین جا چکا ہی مین واسطے تسلیم کے حاضر ہوا تھا سرفراز ہو چکا اب رخصت ہوتا ہون مگر دیکھیے ہون کہ جان نثار کی سرفروشی کو آپ بھی ملاحظہ فرمائین کہ زیادہ تقویت ہوگی ملکہ نے جواب دیا ہمکو سامری جمشید کے سپرد کیا ملاحظہ کرنا کیسا مین آکر شریک جنگ ہوتی ہون صمصام نے عرض کیا نہین حضور دور ہی سے جرات و جانبازی اس نیازمند کی دیکھیے مین سب کے سحر کے جواب دونگا کسی سے نہ رکونگا حیرت تو جاکر اُسی ٹیکرے پر جُہری تخت بچھا اُسپر جلوہ فرما ہوئی گرد و نگل میز و کرسیان آراستہ ہوئین اُسپر شاہان دربند طلسم اور شاہزادیان اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوئین ہرچند کہ حیرت جادو نے حکم دیا تھا کہ ہمارا لشکر تیار نہو اُسپر بھی ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار ٹیکرے کے نیچے صف باندھ کر ٹھہرے ہوے ہین ملکہ حیرت نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ صمصام تین لاکھ ساحران غدار لیکر میدان کارزار مین ٹھہرا ہی آمد لشکر مسلمانان کا انتظار کر رہا ہی اُدھر لشکر اسلام مین سویرے سے ملکہ مہرخ سحر چشم تخت زرین پر سوار ہو کر برآمد ہوئین اول ملکہ بہار جادو نے آکر سلام کیا بعد اُنکے ملکہ نافرمان جادو و ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ہلال سحر افگن و رعد و برق و ملکہ برق لامع و شکیل جادو و خورشید زرین سحر و ملکہ گلزار چشم وغیرہ نے آکر سلام کیا چار طرف سے تخت کو گھیر لیا ملکہ مہرخ سحر چشم کا لشکر جادو بنات چند قدم آگے بڑھا ہی کہ دیکھا آمد آمد لشکر ملکہ بران شمشیر زن کی ہوئی ایک ہنس پر ملکہ بران شمشیر زن سوار ایک سمت تمام سرداران لشکر شاہ شہریار زادیان طاؤس ہاے زرین بال پر بصد شوکت باقی تمام لشکر پشت پر علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے ملکہ مہرخ نے آمد بران دیکھکر تخت بڑھایا ملکہ بران نے فقط ملکہ مہرخ کو سلام کیا اور کسی کی جانب متوجہ نہوئین ملکہ بہار وغیرہ کو اسکا ملال ہوا آپسمین ایک نے دوسری سے کہا کہ صاحبزادی کو بڑا غرور ہو گیا ہی ایک نے کہا آج اور ہی خیال ہی اُنکے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی پرسش اور غیر پرسش کی شکایت کیا خدا اُنکی جان بچائے گلہ شکوہ کر لینگے غرض اس کر و فر سے لشکر اسلام جانب میدان کارزار بصد شوکت و حشمت چلا یہان صمصام میدان کارزار مین مع لشکر آچکا ہی اپنے لشکر سے بعہدۂ سپہ سالاری آگے بڑھا ہوا کھڑا ہی دیکھ رہا ہی کہ لکہ ہاے سرخ

وسبز وزرد ظاہر ہوے زیر ابر قلب فوج مین تخت ملکہ مرصع کا مثل دل کے اور پہلوے تخت سے
پشتین پھولون کی آرہی ہین ملکہ بہار جادو طاؤس زرین بال پر سوار بدعیان پھولون کی گلے مین
آڑی ترچھی پڑی ہین چپکا موتیون کا سر پر آراستہ صاف ثابت ہوتا ہی شب تیرہ و تار مین عقد ثریا
کا ظہور ہی زلف شب دیجور چہرہ نور اعلی نور قامت سرو باغ خوبی دہن تنگ غنچہ گلشن محبوبی پشت پر
ساٹھ ہزار کنیزان دُر در گوش مرصع پوش دف و دائرہ ہاتھ مین سحریات بات مین پچکاریان لیے ہوے
مست مے حسن و جمال اٹھکھیلیون کی چال کبک خوش رفتار اگر سامنے آئے رفتار دیکھکر ٹھوکرین
کھائے اس شوکت و شان سے آمد ملکہ بہار جادو ہوئی کہ صحراے خارستان پُر بہار ہوگیا درختون مین
جو پتے زرد تھے اُنپر زمرد کا دھوکا تھا جس راہ سے سواری ملکہ بہار کی نکلتی تھی شاخین نخل کی ہاتھ
بڑھاتی تھین کہ دم بھر یہ گل رعنا ہمارے سایہ مین ٹھہرے ہمکو بھی شرف حاصل ہو درخت چاہتا ہی کہ مین
بھی ساتھ ساتھ سوار کے نہال ہون بیت سرو در باغ بہ یکپاے ستادہ دست نگر بہر رکاب تو دو دگر
بودش پاے دگر ہو آور جملہ سردار اسی آن و بان سے شوکت و شان سے اپنے اپنے لشکر کو ساتھ لیے ہوے
پرے جمے ہوے سواری مثل باد بہاری کے آتی ہی ایک سمت سے لشکر ملکہ حیران بڑے زور و شور سے نمایان
ہوا ہی مگر صرصر شمشیر زن ایک نخل کی آڑ کرتے ہوے خاص چہرہ ملکہ حیران پر نگاہ ڈال رہی ہی جونہی دیکھ
بھال کر خدمت ملکہ حیرت جادو مین دوڑی ہوئی آئی گر پسینے پسینے ملکہ حیرت سے عرض کیا مین کچھ عرض
کیا چاہتی ہون حیرت نے کہا صرصر کہہ تو کیا کہتی ہوئی آئی کیا دیکھا کیا سنا صرصر نے کہا واری اس
وقت مین نے بہ نگاہ غور ملکہ حیران شمشیر زن کو دیکھا کیا عرض کرون منھ سے نہین نکلتا ہی چہرہ نہایت
متغیر ہی رخ آفتاب مثال پر زردی سراسر ہی ایک شب مین یہ کیفیت ہو گئی کیسی صورت ہو گئی دوسرا
یہ احتمال ہی بڑا کنیز کو اس امر کا خیال ہی اسقدر آج حیران شرمائی ہوئی ہی کہ سر نہین اٹھاتی اپنے ساتھ
والون سے آنکھ نہین ملاتی مجھکو تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ عمرو نے کچھ عیاری کر کے حیران کو میدان مین
بھیجا ہی ملکہ حیرت جادو نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہی تغیر کا تو یہ جواب ہی کہ اپنی جان کے ڈر سے بیتاب ہی دم
بھر کے رنج و ملال مین جسم کا خون خشک ہوتا ہی جان کے واسطے آدمی سر پر ہاتھ رکھکر روتا ہی دیکھو جب سے
یہ لڑائی شروع ہوئی میرا کیا حال ہو گیا ہماری یہی صورت تھی دست و پا کی یہی کیفیت تھی واے بر حال
حیران خوف جان دوسری بات کا جواب یہ ہی کہ عمرو کو ایسی عیاری کی کیا ضرورت تھی وہ تو خود عیار ہی آپ ہم

عیاری کی فکر ہی تیرے کلام سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ عمرو نے بران کو بدل لیا ہی تو ہی رات کو خبر لائی تھی کہ بران سے عمرو نے اتنا کہا تھا کہ چلی جاؤ میدان کارزار مین نہ آؤ بران اپنا گلا کاٹے ڈالتی تھی اور نہ کہ بران یہ قبول کرتی کہ میرے بدلے میدان مین اور کوئی جائے یہ صرصر تمھاری عقل کی حماقت ہی صرصر یہ سنکے خاموش ہو گئی مگر دونون لشکر بصد کروفر اس زور و شور سے میدان مین آئے کہ طبقے زمین کے تھرائے دونون دریاے لشکر موج مارتے ہوئے میدان رزم مین پہونچے شورش بحر زخار سپاہ سے کشتی دہر کو تلاطم ہوا سفینۂ حیات سبکا گرداب فنا مین مبتلا اب جابجا باجے بج رہے ہین صفوف میدان قتال و جدال مین آراستہ ہونے لگین میسرہ و میمنہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ جانبین سے درست ہوئین دونون سمت ساحران غدار کاروبار میدان کارزار مین مصروف ہین ایک ساحر نے بڑھکر سحر کیا کہ آسمان سے تیر برسنے لگے جو کہ نخل حائل نظر تھے کاٹ کر گرا دیے دوسرے نے سحر کیا آندھی سیاہ اٹھی جھونکے ہوا کے چلے خس و خاشاک کو ہوا اڑا کر لیگئی ایک دریادل نے بڑھکر روئی کے گالے ہاتھ پر رکھکر اڑائے لکا ابر سپید ہوا برستا ہوا نکل گیا اسلح میدان چشم زدن مین آراستہ ہوا انتیان بلند آوازے آکر آوازین لگائین کہان ہی دمامہ جادو کہان ہی ساحر شمشش بدخو سامری و جمشید کیا ہوے ایک چشم زدن مین بڑے بڑے سرکش فنا ہوے دنیا مقام عبرت ہی ہشش طایر بقا معدوم عشرت ہی

شعر ۔ اجل لگائے ہوے گھات ہر کسی پر ہی ✦ ہوش باش کہ عالم رواروی پر ہی ✦ نظم

ہاں دلا کر نظر بدیدۂ غور	دیکھ دنیاے بے ثبات کا طور	بھول مت دیکھ دیکھ آرایش
نہیں دنیا مقام آسایش	کوئی بزم طرب کا بانی ہی	کہیں ماتم ہی نوحہ خوانی ہی
کہیں چوتھی ہی اور چالا ہی	کہیں افضال حق تعالیٰ ہی	ہی کہیں شادی حنابندان
اور کہیں شور مرگ فرزندان	ہی یہ دنیاے دون کا سررشتہ	نوش اسکا ہی نیش آغشتہ

بیت ۔ رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ✦ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ✦ بڑے بڑے نامی و گرامی قبر تاریک و تنگ مین سوتے ہین انکے حالات نیک و بد نہین معلوم ہوتے ہین تخت شاہی بوریاے فقر بعد مرگ کسی کے ساتھ نجائیگا الانام مردان عالم صفحۂ میدان جہان مین ہمیشہ باقی رہیگا اے مردان شیردل اے رستمان تہور شعار اے دلیران میدان کارزار عرصۂ زیست کا بہت تنگ ہی یہ وقت نام و ننگ ہی ایسے کلمات عبرت خیز و اشعار حیرت انگیز زبان پر جاری کیے سرداران ملکہ بران شمشیرزن کے دل غم سے بھرے ہوے ہین آنکھون سے سب کے اشک حسرت جاری ہین نمونۂ پائماری عالم آنکھون کے نیچے پھر گیا ہر ایک کا یہی قصد تھا کہ میدان کارزار مین جائیے لڑ بھڑ کر مر جائیے

لشکر دشمن کو جرأت دکھائیے زندگی چند نفس ہی باقی ہے روح کو یہ جسم خاکی مثل قفس ہے بدتر ادا ایں اول صمصام
ضیغم ام نے کرگدن سحر اپنا صف لشکر سے نکالا سامنے ملکہ حیرت جادو کے آیا کرگدن سے کود پڑا پایہ تخت
کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر اجازت خواہ ہوا ملکہ حیرت نے کہا ای صمصام کیا جلدی ہی ہمارے سب سردار
آمادہ حرب ہیں سالہا سال سے ان لوگوں سے لڑ رہے ہیں معرکے پڑ رہے ہیں تم تو ہمارے مہمان ہو
تامل کرو اول طریقہ جنگ دیکھو صمصام نے عرض کیا کہ غلام ہی کی بگڑی اُلجھی ہے اب تاب صبر و ضبط
باقی نہیں ہی غلام بیقرار ہی بس آج ہی خاتمہ کرتا ہوں ملکہ حیرت نے اشارہ کیا ایک جادوگنی نے لاکر
جام شراب صمصام کو دیا کہا ای سامری وقت جمشید عہد یہ جام شراب جرأت ہی پی کر پینا صمصام
نے اُسکے ہاتھ سے ہنسکرے لیا ملکہ حیرت جادو نے کہا جا خداوند لقا کے سپرد کیا صمصام بد انجام
مثل غول صحرائی کرگدن کو اُڑاتا ہوا اپنے رنگ سحر دکھاتا ہوا میدان کارزار میں آیا واضح رائے ناظرین
ہو کہ خنجر بار جادو صمصام کا رفیق قدیم ہی صلاح کار و ندیم ہی ساحر بھی زبردست ہی بادہ کبر و نخوت
سے مست ہی انتہا کا مکار و غدار ہی صمصام کو اسپر بڑا اعتبار ہی اسکو بعہدہ سپہ سالاری لشکر میں چھوڑ
آیا ہی سمجھا دیا ہی کہ جنگ مغلوبہ ضرور ہوگی اُسوقت تم میرے قریب رہنا جن اشیاے سحر کی ضرورت ہو
تمہیں ہم تک پہونچانا گھبرا نہ جانا خنجر بار جادو نے اس سے کہدیا ہی کہ اس خیرخواہ کو ہر وقت اپنی
پشت پر پائیے گا لڑائی میں نہ گھبرائیے گا الغرض صمصام میدان کارزار میں پہونچا نعرہ کیا کہ جسکو تمنا
مرگ کی ہو نکلے اور میں تو بی ملکہ بہران صاحبہ سے جنگ کا طالب ہوں ملکہ بہران شمشیر زن نے یہ سنتے
ہی تخت سے اُترنے کا ارادہ کیا تھا ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ دیکھا پکار کر آواز دی صاحبو غضب ہوا
آپ صاحبوں میں سے کوئی صاحب جلد جائیں اس بیحیا کو جواب دیں مقابلہ کریں ملکہ مہرخ کے
منہ سے یہ پورا کلمہ نہ نکلا تھا کہ شکیل جادو فرزند ارجمند ملکہ مہرخ سحر چشم کا پایہ تخت پر ہاتھ ڈالے
استادہ تھا فوراً پایہ تخت کو بوسہ دیکر سامنے آیا عرض کی ای مادر مہربان اجازت میدان ملکہ نے بہ تعجیل
فرمایا بسم اللہ شکیل نے فوراً مرکب اُٹھا دیا وہاں ملکہ ہمارے تاجدار وغیرہ نے ملکہ بہران کو روکا اور
کہا حضور تامل فرمائیں وہ دیکھیے شکیل جادو مقابلے میں صمصام کے جا پہونچا ایک سے دو نہیں مقابلہ
کرتے ہیں ملکہ خاموش ہو کر ٹھہر گئیں یہاں صرصر نے ملکہ حیرت جادو سے کہا واری یہ معاملہ بھی حضور نے
ملاحظہ فرمایا اُسنے نام بہران شمشیر زن کا لیکر پکارا عوض میں اُسکے شکیل جادو مقابلے پر آیا اب تو ٹلونگا

قول کرسی نشین ہوا ملکہ بران شمشیر زن شعلہ جوالہ ہی وہ اس امر کو کب جائز رکھتی ہرگز شکیل جادو کو مقابل
صمصام میں نہ جانے دیتی ملکہ حیرت جادو نے کہا آج تجھے صبح سے یہی خیال آو تیرے دماغ میں
خلل ہو گیا ہی آج قانون اور قاعدے کا کیا ذکر ہی سب کو ملکہ بران کے جان بچانیکی فکر ہی حضر خاموش
ہو گئی یہاں شکیل جادو قریب صمصام پہونچا تھا کہ اُس ملعون نے اپنے گردن سحر کے سر پر ایک سونٹا
یا سامری کہکے مارا گردن کے منھ سے ایک شعلہ کلان نکلا شکیل کے سر پر آگرجکا قریب تھا کہ خرمن
ہستی شکیل جادو کو جلائے شکیل نے کچھ پڑھ کے دستک دی شعلہ سر سے ہٹا مگر سر پر مرکب کے گرا
مثل طاؤس آتشبازی جلنے لگا ہر عضو تن سے شعلہ نکلنے لگا شکیل جادو کود پڑا کچھ پڑھکر ہاتھ ملایا برق
چمکی صمصام کے گردن کا سر اُڑ گیا بقہر و غضب صمصام زمین پر آیا کارد سحر جیب سے نکال کے
پھینک ماری ہر چند شکیل نے روکا نہ رکی شانے کو توڑ کر پار نکل گئی شکیل غش کھا کر زمین پر گرا صمصام
نے چاہا سر کاٹ لون خورشید زرین سحر کو تاب نہ آئی جھپک کر صمصام پر جا پڑا اُٹھا زمان شکیل جادو
بہ اشارہ ملکہ مہرخ سحر چشم شکیل کو اٹھا لائے خورشید زرین سحر سے مقابلہ ہونے لگا دونوں کے سحر سے
شعلے بھڑکے آگ برسی زمین تپنے لگی عرصہ دراز تک اسی طرح آپس میں سحر ہوتے رہے واضح رہے کہ
صمصام کے پہلو میں دو نیچے حمائل ہیں ایک خاص قتل بران کا اور دوسرا واسطے ہر ساحر کے آخر
غصے میں آکر صمصام نے نیچہ کر کے کھینچا خورشید پر مارا ہر چند کہ خورشید نے سپر سحر کو سر پر روکا مگر سپر
کٹی خود کو کاٹ کر نیچہ تا ابرو پہونچا خورشید نے رد سحر کر کے نیچہ تو سر سے نکالا مگر صدمہ زخم سے غش کھا کر
زمین پر گرا صمصام نے قصد کیا قتل کرون ملکہ بہار جادو کو تاب نہ آئی وہیں سے نعرہ کیا کہ او
خار صحرائے ذلت ہاتھ نہ اٹھانا اپنی بغاوت نہ دکھانا سن ملکہ بہار جادو ہون تڑپ کر میدان میں آئی کہ
برق جہندہ شرمائی نور جمال ملکہ بہار جادو سے آنکھوں میں صمصام کے چکا چوند آئی جبتک یہ سنبھلا
سنبھلے ملکہ بہار گلعذار نے گلدستہ سحر مارا بلند ہو کر گلدستہ پھٹا پھول برسنے لگے ہوائے سرد آئی
غنچے چٹک کر گل ہونے لگے درختوں میں جو زرد زرد پتے تھے سرسبز و شاداب ہوئے عندلیبان خوشنوا
گل عارض ملکہ بہار جادو دیکھکر بیتاب ہوئین زمزمہ سرائی کرنے لگین دم محبت کا بھرنے لگین آوازین
آنے لگیں شعر ای جنون دیکھیو بیابان میں ہماری تیاری ٭ اندنوں چلنے کو ہی باد بہاری تیاری ایک بلبل
خوش نغمہ نے پھول لب پر رکھ کے یہ اشعار آبدار مصنف پڑھنا شروع کیے غزل

ہی شوق ماہرو کو ہمارے شکار کا
آتا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا
صیاد اب تو چھوڑ دے بلبل کو قید سے
کھاتا ہی پیچ و تاب بگولا غبار کا
دل کی تڑپ سے برق خجل ہو گئی قمر

تار شعاع مہر نمونہ ہی تار کا
زاہد گنا حساب نہ روز شمار کا
آتا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا
دل سے حضور کے نہیں جاتی کبھی ورتین
ادنی نمونہ ہی یہ مرے اضطرار کا

ساقی پلا دے جام مے خوشگوار کا
آتا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا
برگشتہ قسمتوں کی نہیں خاک کو بھی چین
اس آئنہ میں زنگ ہی میرے غبار کا

سب نے دیکھا کہ چار جانب سے ابر تنک اٹھے موسم بہار کی کیفیت نمایاں ہوئی بوندیاں ہلکی ہلکی پڑنے لگیں گویا عطر بہار کا زمین پر چھڑکاؤ ہوا ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے معمور تھا کیفیت موسم بہار میں نوجوانان چمن کو سرور تھا صبا نشہ بادہ خوشگوار مسرت سے لڑکھڑاتی تھی ہر مینا شجر سے سرنگرانی تھی دیدہ نرگس شوق جمال بہار میں وا کثرت گلہائے رنگارنگ سے دامن صحرا پر بہار ہوا عطر بار محبت بہار میں دل لالہ داغدار سوسن صد زبان اس گلشن بے خزاں کی ثناخوان صمصام جنگ آزمانے خونریز زرہ پوش اس جوش بہار کو دیکھکر حیران و پریشان چاہتا ہی کہ پھول اٹھاکر سونگھے بازو پر سنہرا تیلا بندھا تھا وہ بڑھکر پکارا اٹھا ای شہنشاہ ہوشیار رہنا پھول نہ سونگھنا یہ تمھارے واسطے خار ذلت ہی دیکھو پچھتاؤ گے دھوکا اٹھاؤ گے دام موج بوے گل میں پھنس جاؤ گے صیاد دل آزاری ہی سونگھنے میں موجب ذلت و خواری ہی یہ جو تیلے نے پکار کر کہا صمصام نے پھول ہاتھ سے پھینکے ہوش آیا قلب ٹھہرا جلد جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک ترنج سبز نکالا کچھ اسماے سحر پڑھکر اچھالا زمین پر ایک دو ہتڑ مارا ترنج آسمان پر جاکے غائب ہوا یکایک ایک ہواے گرم چلی دھوپ نے وہ تیزی دکھائی ہر شخص کی گرمی سے جان لبوں پر آئی وہ دشت کرہ آتش معلوم ہوتا تھا گویا سوا نیزے پر آفتاب آیا ہی چشموں کا پانی کھولنے لگا مچھلیاں بیتاب تھیں سیخ موج پر کباب تھیں خشکی لب ساحل پر موجیں بیقرار و مضطر خیمہ حباب جلنے لگا ہر گرداب تنور شعلہ فشاں بن گیا پھول کمھلانے لگے طفل غنچے کو حرارت سے غش آنے لگے نخل جون سے کف افسوس ملنے لگے پھل تلواروں کے مثل شمع کافوری جلنے لگے بلبلوں نے نغمہ سرائی موقوف کی سکوت کا جوش مثل تصویر خاموش ابھی موسم بہار تھا چشم زدن میں باغ سحر بہار پر خزاں آئی سرسبز و شاداب درختوں پر زردی چھائی باغبان بدعت فلک کو اس باغ بہار کو مٹاتے شرم نہ آئی ہمیشہ سے یہی گردش لیل و نہار ہی کبھی خزاں اور کبھی بہار ہی ملکہ بہار جادو نے جو اس تابش اور حرارت

کو دیکھا چہرہ گل سا کملا گیا چاہا دوسرا سحر کرے صمصام نے نعرہ کیا اے بہار ہوشیار ہو میں تیرے سحر کو مٹا چکا اب کب زندہ چھوڑتا ہوں یہ کہکر ایک گرز طرف آسمان کے پھینکا ملکہ بہار جادو پر آگ برسنے لگی ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ آفت دیکھی سمجھیں شاید ملکہ بہار جادو سحر صمصام میں مبتلا ہوئیں فوراً یہ کہکے تخت بڑھایا کہ میں جاکر باران سحر برساؤں ملکہ بہار گلعذار کو بچاؤں ملکہ مہرخ سحر چشم کے تخت بڑھاتے ہی ہمراہ رکاب ملکہ مہرخ بہت سے ساحر بڑھے یہ کہتے ہوئے کہ اپنے مالک کو تنہا نہ جانے دینگے صمصام نگہ رام کو گھیر کے مار لینگے

ابیات مصنف

یہ دیکھا جو صمصام نے شور و شر
کرو حملہ دشمن کے لشکر پہ اب
یہ سنتے ہی لشکر بصد کر و فر
بڑھی بہر پیکار با عز و شان
ملے صورت ابر باہم دگر
کسی نے کسی کو کیا بے نشان
کسی نے کسی پر کیا یہ فسون
کوئی زخمی ناوک سحر تھا
لگا یا کسی نے کسی پر تبر
کوئی سحر پہ اپنے مغرور تھا
وہ غوغا پس مرگ جادوگران
وہ ہونا فزون صدمۂ رنج کا
کوئی کہہ رہا تھا کہ آؤ لقا
کوئی بھاگ جانے پہ آمادہ تھا

ہوئی جنگ مغلوبہ مد نظر
نہ دیکھو ذرا بھی بد و نیک کو
سوئے فوج مہرخ ہوا حملہ ور
وہ دریائے لشکر ہوئے موجزن
ہوئی بارش سحر پھر سر بسر
کوئی خون منھ سے اگلنے لگا
لگا تنکے چننے ہوا یہ جنون
کسی نے کسی کا کیا سر جدا
گرا ہوکے زخمی کوئی خاک پر
ہزاروں تڑپنے سر خاک پر
وہ بیرون کی قتل ہونا وہ دغا
کوئی کہہ رہا تھا کہ یا سامری
مجھے دشمنوں سے بچاؤ لقا
ہوا ایسا میدان میں کشت و خون

دیا فوج کو حکم با صد غضب
کرو قتل میدان میں ایک ایک کو
ادھر سے بھی فوراً سپاہ گران
چھپا گرد سے روئے چرخ کہن
دکھانے لگا کوئی نیرنگیان
کوئی صورت شمع جلنے لگا
کوئی بزدلا تھا کوئی منچلا
ہوا قید ہستی سے کوئی رہا
کوئی سحر آتش میں مسحور تھا
پدر کو نہ بیٹے کی تھی کچھ خبر
وہ چلنا ترنج اور نارنج کا
کرو گے اسد مری یاوری
کوئی بہر پیکار استادہ تھا
مفصل بیان اے قمر کیا کرون

یہ دونوں لشکر مثل آب و شور شیرین و مانند نور ظلمت آپس میں مل گئے ہنگامہ سحر برپا ہوا اگر بہار گلعذار نے اپنے تئیں ایک چشم زدن میں سحر آتش سے رہا کیا اسقدر باران سحر برسایا کہ کئی ہزار ملازمان صمصام جوش میں آب تاب سحر کے ڈوب گئے راہ سے زمی کے نار سقر میں پہونچے

ملکہ ہمائے تاجدار افسر لشکر بُرّان نامدار مع فوج ظفر موج لشکر صمصام جنگ آزمائے خونریز
زرہ پوش پر جا پڑین ایک جانب سے ملکہ مجلس جادو ایک جانب سے ملکہ شگوفہ سحر ساز
وزیرزادی ملکہ بُرّان نے بھی اپنا سمند سب کے عقب مین بڑھایا کسی نے تیغ کسی نے ... خنجر
کسی نے گُپھا پیکان کا کسی نے گرز آہن کا سحر پڑھکر پھینکا تب ملکہ بُرّان شمشیر زن نے بھی پہلے
آخر مین کچھ ماش کے دانے جھولی سے نکالکر لشکر صمصام پر پھینکے ملکہ حیرت جادو نے اُدھر اپنے
افسران فوج کو حکم دیا ہی کہ صمصام کی جا کر مدد کرو لشکر مہرخ کو گھیر لو مین بھی آتی ہون یہ کہکر اشیاے سحر
ذات پر آراستہ کرنے لگی اُسوقت تک صرصر شمشیر زن قریب ملکہ حیرت جادو کے حاضر ہی چونکہ بلندی
پر ہی صرصر لڑائی کو نظر غور سے دیکھ رہی ہی جب ملکہ بران شمشیر زن کو اس طرح لڑتے دیکھا ملکہ حیرت
سے کہا اب حضور نے ملاحظہ کیا مجکو تو بخوبی یقین ہو گیا کہ یہ ملکہ بُران شمشیر زن نہین ہی ساربان زادے
نے کسی اور کو بران بناکر بھیجا ہی بران کی لڑائی کا یہی طور ہی آپکے لشکر سے ایسا کب لڑی ہی اگر شہنشاہ
افراسیاب یہ جا پڑی ہی آج تو مردے کی شکل ہی کسی ایسے ویسے پر اُسکا سحر کام کرتا ہی ملکہ حیرت نے
جواب دیا مجکو بھی پڑی ہی بخوف جان یہ حال ہی اُسکے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اُسکے سردار اسکو برچھے
نہین دیتے مُنھ پر کسی ساحر زبردست کے چڑھنے نہین دیتے صرصر تو چپ ہوئی ملکہ حیرت جادو
طاؤس زرین بال پر سوار ہو کے جا پڑی جاتے ہی ایک گولا اُٹھایا سحر پڑھکر فوج ملکہ مہرخ سحر چشم
پر مارا اُسکی بو کے سرپھٹ گئے پلٹ کر ملکہ بہار جادو نے دیکھا کہ یہ کیا قیامت آئی یہ کیسا دھماکا ہوا کہ
دل ساحرون کا کانپ گیا بغور جو دیکھا تو حیرت جادو کے سحر نے تہلکہ ڈالدیا ہی جس غول پر گرتی ہی اُسکا
کر کے ہٹتی ہی بس بہار جادو نے بڑھکر آواز دی دیکھو ہٹ جاو شامت نہ آجائے یہ تو ہم جانتے ہین
کہ تو بادشاہ کی جورو ہی خصم نے تیرے سب کچھ سکھا دیا ہی یہان بھی کوئی موم کا نہین ہی ملکہ حیرت نے
جواب دیا ای بہار تیری قضا میرے ہی ہاتھ سے ہی اتنا فقط پاس ہی کہ برادری والے کہینگے بہن
کو بہن نے مار ڈالا اور خیال اسکا بھی آجاتا ہی کہ ہم نے اور تو نے ایک پیٹ مین پاؤن پھیلائے ہین
ایک ماں کا دودھ پیا ہی کیا دنیا کا خون سفید ہوا ہی کہ چھوٹی ہو کر بڑون کے منھ چڑھتی ہی چل ہٹ سامنے
سے آج مین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر ملکہ حیرت نے ایک نارنج سحر کھینچ کر مارا کہ دس بارہ ہزار
بہار کے سر پھٹ گئے اکھڑ اکھڑ کر ساربان گلشن جنان ہو مین غصے سے رنگ زرد ہے ملکہ بہار تنبیہ

چہرہ مثل گلاب کے پھول کے سرخ ہو گیا فوراً گلدستہ اُٹھا کر مارا اور کہا ای ہمشیرہ صاحبہ بجا الامر فوق الادب
جب تک ملکہ حیرت جادو سنبھلے گلدستہ قریب سر ملکہ حیرت جادو شَن ہوا ہوا اُسے
سرخ چلی ملکہ حیرت جھوم گئی ایک پھول ہر طاؤس کے پر مثل طاؤس آتشبازی کے جلنے لگا ملکہ حیرت
طاؤس سے کودی جھولی سے شیشہ آب دمیدہ سحر نکالکر اپنے منھ پر چھینٹا دیا سحر بہار کا دفع ہو گیا مگر
سو دو سو جادوگر ملکہ حیرت جادو کے گریبان چاک کر دیوانے ہوئے ملکہ بہار نے ابروے اشارہ
کیا اشعار عشق آمیز پڑھکر اپنے گلے کاٹ ڈالے ملکہ حیرت نے غصے مین چاہا کہ ملکہ بہار گلعذار پر
جا پڑے بیچ مین ہلال سحر انگن لشکر لیکر آگئی خوب اُس مقام پر سحر ہوئے ملکہ حیرت سب کو جواب
دیتی جاتی تھی ہر طرف شور قیامت برپا ہی سحر ہر ایک کا چل رہا ہی ہر نخل آتش سحر سے جل رہا ہی لیکن
صمصام بد انجام غرق دریاے سحر جوش مین کھڑا ہوا لڑ رہا ہی جس غول پر جا پڑا کسی پر گولہ کسی پر
ترنج مار دیا اتنا بڑا زبردست ہی کہ اگر کوئی جادوگر سنبھلا اُٹھا بڑھتا صمصام تمام پر جا پڑا اور صمصام
جنگ آزماے خونریز زرہ پوش پر ہاتھ تلوار کا مارا اُس بیچارے نے کلائی پر ایسی ہاتھ ڈالدیا تیغہ چھینکر
پھینکا کمر مین ہاتھ ڈالکر یاسامری کہکے زمین پر مارا چھاتی پر چڑھکے سر کھینچ لیا ہزارہا ساحران
نامی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے بہت مارے گئے مثل فیل مست پامال کرتا ہوا جاتا ہی خنجر بار جادو
اسکا رفیق قدیم ہی داد مردی و مردانگی کی دے رہا ہی ہر غول مین بڑھکر لڑتا ہی جب صمصام آواز
دیتا ہی ای رفیق من و ای صف شکن ای خنجر بار جادو اپنے کو مجھ تک پہونچا وہ بیچارہ حاضر کہکے غول
سے نکلتا ہی قریب صمصام آجاتا ہی جو شی صمصام مانگتا ہی یہ دے دیتا ہی مثل ماش کے دانے
ترنج یا نارنج وغیرہ ہر شی اسباب سحر سے اپنے پاس موجود رکھتا ہی صمصام آفرین کہکے پھر لڑنے
لگتا ہی ملکہ مجلس جادو واسطے ملکہ بُران شمشیرزن کے مینہ سپری بلوے مین ملکہ بُران کو جلنے
نہین دیتی ہی ہر بلا کو اپنے سر پر لیتی ہی اب جو دو لشکرون مین قیامت کے سحر ہونے لگے حیرت
جادو بھی شریک ہی کئی لاکھ جادوگرون کا کھیت جانبین مین ہو چکا ہی صمصام نے آگ برسائی
ہی کسیکے روکے نہین رکتا ہی جسپر ٹوٹا اُسپر جا پڑا کسی سے بیچائی خون ٹپک رہا ہی لختے خون کے تلوار
پر جمے ہین چہرہ سیہ کار کا غصے سے سرخ ہی دیو خصال مریخ مثال فوج ملکہ مہرخ سحر چشم کو پامال کر رہا
ہی کسی کو آتش سحر سے جلایا کسی کو پانی برسا کے ٹھنڈا کیا اس جوش و خروش مین بیچارہ بڑھا ہی جاتا

ہی ملکہ بہار تیغ شیرزن پر جا پڑوں دختر کوکب سے دل کھول کر لڑوں ہر سردار سینے کو سپر کرتا ہی دم محبت
کا ملکہ بہار کی بھرتا ہی صمصام بدانجام فوج کو آواز دے رہا ہی ہاں یارو جانبازی کرو ایک ایک کو
خلعت و جاگیر سے سرفراز کروں گا تمہاری جرأت پر ناز کروں گا افراسیاب ایسا قدرشناس ملا ہی جوہر
شناس نیک اساس خود صاحب شمشیر و سپر ہی آفتاب اقبال اُنکا اوج پر ہی طلسم نور افشان کے
تباہ کرنے کی کوشش میں ہی کوکب روشن ضمیر کا ستارہ گردش میں ہی ایسے کلمات مہملات جو اسکی
زبان سے نکلے اور نمک خواران ملکہ بہار نے سنے ایک ایک کو غیظ آیا دریائے جرأت نے
جوش مارا بہرام سرفروش ملکہ بہار تیغ شیرزن میں سے ہی صاحب لیاقت شیر بیشہ جرأت تیغ
کھینچکر صمصام پر جا پڑا اور آواز دی کہ او بیحیا شعر زبان در کش و تیغ کش از غلاف کہ جاے
سخن نیست دشت مصاف ہی یہ میدان کارزار ہی بیہودہ بکنا بیکار ہی افراسیاب تیرا بڑا قدردان
باپ دادا نے تیرے خوان نعمت شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے پرورش پائی او نمک حرام بدانجام
تو نے یہ کیا خوب خیر خواہی دکھائی ایسے کلمات کہتے ہوئے شرم نہ آئی یہ جو نعرہ شیرانہ بہرام سرفروش نے
کیا صمصام غصے میں جا پڑا بہرام نے گولہ مارا یہ مردود تو بلائے روزگار ہی اپنی چھنگلیا تراش کر
گولے پر خون مارا کہا اپنا بھوگ لے دشمن کو شکست دے وہ گولہ لٹا مثل شعلۂ جوالہ کے گویا توپ
کے منہ سے نکلا بہرام نے ہر چند رد سحر پڑھا مگر وہ گولہ نہ رکا سر پر اُس خیرخواہ کے ایسا پڑا کہ وہ
قبول جان بحق تسلیم ہوا یہ معاملہ جو ملکہ مجلس جادو نے دیکھا کہ ایسا سردار نامی مارا گیا پنجہ گلی لے کر
صمصام پر برس پڑی کئی ہاتھ مارے پنجے سے ہر مرتبہ شعلے نکلتے تھے صمصام تو اپنے تئیں بچاتا تھا
جادوگر صمصام کے قریب جو تھے کئی سو جلے بیدم ہوئے رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوئے
صمصام نے ایک ماش کا دانہ سحر پڑھکے پنجہ گلی پر مجلس کے مارا پنجہ مجلس کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ملکہ
مجلس نے جھولی میں ہاتھ ڈالا چاہا دوسرا پنجہ نکالوں صمصام نے بہ تعجیل تمام پنجۂ سحر یا سامری یا جمشید
کہکے سر پر ملکہ مجلس کے مارا مجلس نے سپر سحر کی پناہ لی مگر سپر اسی جلدی کٹی گویا وصل کی شب
تھی سپر کو کاٹ کر پنجہ سر پر ٹھہرا سر اُسکا زخمی ہوا ملکہ مجلس دریائے خون میں نہا گئی غش آنے لگا
دل ضعف سے ٹھہرانے لگا صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش نے چاہا مجلس جادو کا
سر کاٹ لوں ہمارے تاجدار بیچ میں جا پڑی للکارا او بکرام کیا کرتا ہی یہ کہکر کچھ ماش کے دانے مار

اُس مقام پر اندھیرا ہو گیا اُسی تاریکی مین ملکہ مجلس جادو کو ہٹا لیا صمصام نے اندھیرے کو
مشعل سحر جلا کر دفع کیا اُستادان سخنور نے بیان کیا ہو کہ بعد زخمی ہونے مجلس کے اس زور و شور سے
تلوار چلی کہ گاؤ زمین کانپتی تھی وہ قیامت کے سحر ہوئے کہ اندھیرا چھا گیا کبھی آگ برسی کبھی لکۂ ابر
سیاہ چھا گیا کبھی شعلہ ہاے آتش بھڑکتے تھے رعد کی گرج برق کی چمک کمانون کی کڑک عقاب طیر
اُڑتے پھرتے تھے سر زمین پر کٹ کٹ کر گرتے تھے کسی کا سینہ تیرون سے غربال ہوا کوئی زیر سم
اسپان پامال ہوا تمام دشت خون سے لال ہوا صمصام بد انجام نے اُسوقت ایک رومی کا
گالا جھولی سے نکالا سحر پڑھکر اُسپر کچھ پانی ڈالا وہ ابر ہو کر بلند ہوا ایسا اندھیرا چھایا صاف ظاہر ہوتا
تھا کہ شب تیرہ و تار ہی شب فراق عاشق سے مثال ودن یا خال چہرۂ زنگی کہون تاریکی پردۂ ظلمات
سامنے اُس اندھیرے کے مات اُس اندھیرے مین صمصام نے جست کی تحریر کر چکا ہون کہ ملکہ
بُرّان نقلی یا اصلی ایک نخل کے سایے مین ماش کے دانے ترنج نارنج پھینک رہی ہی کہ صمصام
اُسی مقام پر پہونچا نعرہ کیا او دختر کوکب کہان جاتی ہی بس بران نے جو سر اُٹھا کر صمصام کو دیکھا
قصد ہوا کہ بھاگ جاؤن مگر صمصام کب جانے دیتا ہی ایک وہ ہتر زمین پر مارا بران لڑکھڑا کے
تھم گئی گویا زمین پر مثل نقش کف پا جم گئی ایسی سحر صمصام مین پھنسی کہ اپنے مقام سے ہل نہ سکی
صمصام نے پنجہ قتل ملکہ بُرّان کر کے کھینچا مثل برق کے تڑپ کر ابر نیام سے نکلا اتنے عرصے مین
سرداران مہرخ و ملکہ بُرّان نے شعلہ چمکا کر اُس تاریکی کو دفع کیا ہی اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا صمصام
کو قریب ملکہ بُرّان پایا بدحواس دوڑے وہان صمصام بالکل قریب تھا بُرّان نے جوڑے سے
اختر مردار بد نکالا سینے پر صمصام کے پھینک مارا وہ مثل موم ہو کر زمین پر گر پڑا اپنا فعل قدیم نہ کیا
اُدھر صمصام کا پنجہ چل گیا ملکہ بران شمشیر زن نے تھرا کر سپر سحر کو اُٹھایا پنجہ تڑپ کے گرا سپر کٹی اُسپر
بھی بُرّان نے چاہا کہ سپر کو پھینک کر بھاگون لیکن قدم نہ اُٹھا جنبو کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ مع سر قلم
ہو کے زمین پر گرا غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری شروع ہونے لگی لاش
ملکہ بُرّان کا زمین پر گرکے تڑپا معلوم ہوا ستارہ آسمان سے ٹوٹ کر گرا ہی صمصام نے تو نعرہ کیا
وہ مارا مین نے چراغ طلسم زر افشان گل کر دیا شمع انجمن کوکب کو بجھایا اُس وقت ملازمان
کوکب و ملکہ مہرخ نے ایسا شور گریہ و زاری بلند کیا اور گولے ترنج نارنج طرف صمصام کے پھینکے

کہ ہنگامۂ قیامت بپا ہو گیا اور کسی نے دشمنی کو مرنے پر ملکہ برّان شمشیر زن کے کیا صدا آئی
دستور ہی کہ جو جادوگر قتل ہوتا ہی ہمزاد اُسی کے نام کی آواز دیتے ہین کہ مارا فلان جادوگر کو اس
ہنگامے مین کس کے ہوش درست تھے کہ اس آواز کو سنتا کہ بیرون نے کیا کہا ہر جادوگر
بدحواس ہو گیا ہر طرف سے یہ صدا آتی تھی بیت گر پیر نود سالہ بمیرد عجب نیست ؎ این ماتم
سخت ست کہ گویند جوان مرد ؎ ای آفتاب عالمتاب آسمان کوکب روشنضمیر اسوقت تو
غروب ہوا طلسم نور افشان مین اندھیرا ہو گیا جب اُس شہنشاہ عالیجاہ کو خبر ہوگی تیرے
غم مین دیوانہ ہو جائیگا خدا اس عمر کا قتل نہ کاٹے کسی مان باپ کے دل کو یہ صدمہ نہ پہونچے
کیونکر وہ بہادر صبر کرے گا کیا کلیجے دلپر جبر کرے گا غرض یہ روتے ہوئے گریبان چاک چہرہ زخمی
خاک صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش پر جا پڑے اُسکی فوج بھی جانبازی مین
مصروف ہوئی اُدھر ملکہ حیرت جادو نے اپنی فوج کو للکار دیا کہ ارے صمصام ایسے خیرخواہ کو
دشمنون سے بچاؤ ہر فرد بشر اسوقت جان دینے پر آمادہ ہو صمصام نمکحرام کے قتل کرنے کی فکر ہو
ہر غول مین یہی دُھن ہی کہ یارو ملکہ برّان شمشیر زن قتل ہو گئی اس نمکحرام صمصام بدانجام کو بھی زندہ
نچھوڑو ہرگز ہرگز اُسکے قتل سے نہ موڑو لشکر حیرت جادو کا بڑھا جنگ عظیم واقع ہوئی اسوقت
اس قدر سحر و ساحری کا ہنگامہ برپا تھا کہ قدم رکھنا ہر شخص کو دشوار تھا کشمکش فوج سے تل بھر میدان
مین جگہ خالی نہ تھی ہر چند صمصام سحر کا سب کے جواب دیتا جاتا ہی مگر بدحواس عالم یاس قتل
کرکے بُرّان کو پچھتاتا ہی کہ اب میری جان ان سب سے کیونکر بچے گی دل مین خیال کرتا ہی کدھر
جاؤن کیونکر اپنی جان بچاؤن اسی تردد و انتشار مین تھا کہ پہلو سے ایک نخل کے آواز آئی کہ شہنشاہ
ای شہنشاہ واہ واہ آپکا کیا کہنا رفیق جانباز خنجر بار جادو حاضر ہی مگر اس مقام پہ سر ہتیلی پر رکھکر
آیا ہون یہ گولے وغیرہ جلد لیجیے صمصام نے جو پلٹ کے دیکھا اپنے دوست صادق محب موافق
خنجر بار جادو کو دیکھا کہ بیچ نخل سے لپٹا کھڑا ہی تمام لباس پارہ پارہ پشت و پہلو پہ زخم ہین خون کے
فوارے جسم سے نکل رہے ہین آتش سحر سے آبلے منہ پر پڑے ہین صمصام نے کہا ای دوست
جانی واہ کیا کہنا لا اسباب سحر دے خنجر بار جادو نے کچھ گولے کچھ ترنج نارنج جلدی صمصام کو
دیے اور گھبرا کر کہا ای شہنشاہ آج آپ کو سامری و جمشید بچائین دشمن سب مارے جائین

جس نیچے سے ملکہ بُرّان کو قتل کیا ہی جلدی مجھے دے دیجیے خون تو پاک کردون پھر زیب کمر کیجیے
صمصام نے اُس پریشانی مین نیچہ خنجر بار جادو کو دے دیا اور آپ کسی ساحر پر پلٹ کے
گولہ مارا بعد قتل کرنے اُس ساحر کے پھر پلٹا اور کہا ای برادر خنجر بار جادو نیچہ لاؤ کچھ آواز نہ آئی
چہار جانب پریشان ہوکر دیکھنے لگا خنجر بار جادو کا نشان بھی نہ پایا نیچے کو خون سے پاک کرتا ہوگا
یا کسی غول پر جادوگرون کے جا پڑا ہوگا یہ توسمجھا اس خیال مین ہی لیکن ناظرین والا مقام پر ظاہر
ہو کہ برات کو ارسطو فطرت لقمان حکمت نہنگ بحر عیاری مہر سپہر دشت طراری خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری نامدار نے یہ کارنمایان کیا تھا کہ ملکہ بُرّان شمشیر زن کو خیمے مین تنہا لیجا کر بیہوش کر کے زنبیل مین
رکھ لیا تھا اور ایک جادوگرنی رہنے والی ملک عنطلی آباد کی موسوم بہ گلنار جادو مدت مدید عہد
بعید سے زنبیل مین عمرو کی قید ہی اُسکو نکال کر شکل ملکہ بُرّان بنا دیا تھا اور یہ خوبی سمجھا دیا تھا کہ تجکو ملکہ
بران شمشیر زن دختر کوکب روشنضمیر کا مرتبہ اور صورت سامری و جمشید نے عطا فرمائی ہی آج
روز تخت پر سوار ہو اکر لاکھون ملازم تیرے سامنے رہینگے سب تجکو ملکہ بران شمشیر زن کہینگے اور
معرکہ جنگ و جدال ہی جہانتک ہو سکے سحر کرنا قتل مین دشمن کے مصروف رہنا ہر چند کہ تیرے سردار ایسے
زبردست ہین کہ جنکے سحر سے سامری و جمشید بھی پست ہین وہ سب تجھپر اپنا سینہ سپر کرینگے تجکو نہ لڑنے
دینگے مگر بادشاہ لشکر کو سرپرستی اپنے ملازمون کی ضرور ہی یہ سب باتین سمجھا کر خوب اُسکو نکال دیا تھا پس
یہی گلنار جادو بصورت ملکہ بُران شمشیر زن میدان رزم مین آئی تھی حرکات روزمرہ مین
اسی وجہ سے فرق تھا صرصر شمشیر زن نے اسی وجہ سے ملکہ حیرت جادو سے ذکر کیا تھا ملکہ
حیرت کو خیال ہوا اب خواجہ عمرو نے لڑائی مین دیکھا کہ صمصام جنگ آزمائے خونریز تندخو نیچہ
کا خنجر بار جادو برادر رفیق ہی بدل و جان شفیق ہی اُسکی شکل بنکر عین گرمی جنگ مین نیچہ ہاتھ سے
صمصام بد انجام کے لیا جیسا کہ راقم نے قبل اسکے تحریر کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نیچہ لیکر
بھاگا ایک درہ کوہ مین آکر ملکہ بُرّان شمشیر زن کو زنبیل سے نکالا بُران شمشیر زن نے گھبرا کر پوچھا ای
عمر نامدار یہ کونسا مقام ہی یہ آوازین کیا ہو کی کیسی بلند ہین جادوگرون کے مرنے کی کیسی صدا آتی
ہی کیون اس وقت زمین تھرا رہی ہی خواجہ عمرو نے تمام حال اپنی عیاری کا لفظاً لفظاً سامنے بُرّان
شمشیر زن کے بیان کیا اور کہا بیٹا صمصام بدانجام تجکو اس طرح قتل بھی کر چکا مین خنجر بار جادو

بنکر یہ نحچہ لایا ملکہ برّان شمشیرزن یہ سنکے خوشی سے باغ باغ ہوگئی مثل گل کے شگفتہ ہوئی گلے مین خواجہ عمرو کے ہاتھ ڈال دیے اور کہا آپ نے میری جان بخشی کی اگر آپکا قدم درمیان نہوتا تو بری مشکل تھی مین تو اپنے نزدیک مردون مین داخل تھی آپ کے تصدق مین روح تازہ پائی زنبیل کی کیفیت دیکھ آئی حضور جب مین داخل زنبیل ہوئی شب تو نہین معلوم کس طرح سے گذری صبحکو جو خواب سے بیدار ہوئی دیکھا گرد کنیزان زرین پوش برائے خدمتگذاری حاضر ہین ایک قصر رفیع وسیع نہایت آراستہ فرش و شیشہ آلات سے پیراستہ مین نے تخت جواہر نگار پر اپنے کو پایا میری آنکھ کھلتے ہی کنیزون مین بسم اللہ بسم اللہ کی صدا بلند ہوئی ایک نے آواز دی ملکۂ عالم بیدار ہوئین آفتابہ جواہر نگار طشت مرصع کار لاکے حاضر کیا مین نے پوچھا صاحبو تم کون ہو یہ کون مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے یہان کا کون بادشاہ فلک احتشام ہے سب نے عرض کی حضور ہم سب آپکی لونڈیان ہین بادشاہ یہان کا خواجہ عمرو ایسا جلیل ہے اے ملکۂ عالم یہ شہنشاہ اوج عیاری کی زنبیل ہے آپ ہاتھ منھ دھوئین خاصہ نوش کرین جس چیز کی خواہش ہو ارشاد فرمائین فوراً خدمت مین لائین ہم پر شہنشاہ اوج عیاری و مہر پردشت طراری کی تاکید ہے یہ کلمہ ارشاد فرمایا ہے کہ میرے نور نظر پارۂ جگر کا زنبیل مین داخلہ ہے خبردار ہوشیار کسی طرح اسکو تکلیف ہونے پائے ورنہ سزائے معقول دونگا مارے کوڑون کے کھال کھینچ لونگا خدا نہ کرے ہمارے پیر و مرشد کو غصہ آئے اُنکے قہر و جلال کی کون تاب لائے پس حضور بلاتکلف جو خواہش دل ہو ارشاد فرمائیے جب زنبیل سے تشریف لیجائیے گا ہماری خدمتگذاری کے اوصاف روبروے خواجہ عمرو زبان پر لائیے گا اے عمرو نامدار مین نے ہاتھ منھ دھویا خاصہ عمدہ تناول کیا اُن سب نے کہا حضور واسطے سیر کے بیرون قصر تشریف لیچلیے مین ہوادار پر سوار ہوکے باہر آئی نگاہ اُٹھاکے دیکھا صدہا قلعہ بنا ہوا ہے ملک آباد رعایا دلشاد صاحب لیاقت سب مرد و زن شرفا نجبا کا مسکن ایک سمت ہزارہا مزدور ساحر و غیر ساحر سر پر ٹوکریان رکھے ایک پشتہ تیار کر رہے ہین میٹ اُن سب کا افسر کالا سونٹا اُسکے ہاتھ مین غصب بات بات مین مزدور ذرہ ذرہ کا اُسکے چوتڑ پر دھڑاک سے سونٹا پڑتا مزدور بلبلا اُٹھتا مگر کیا مجال جو منھ سے اُف کرسکے بہت سے جادوگر مین نے پہچانے طلسم ہوشربا کے بھی اُسمین شریک تھے ٹوکریان ڈھو رہے تھے اپنے نصیبون کو رو رہے تھے اُدھر سے مین پئی قریب دریا کے پہونچی ایک

بجرا طاؤس چہرہ ماہچہی لیکر حاضر ہوا اُسپر مسند ڈنگل کریان قاعدے سے آراستہ قصد کیا کہ بجرے پر سوار ہون جا کر نوا شا کھیلون یا مچھلی کے شکار مین مصروف ہون یکایک پھر گیسٹرین دوڑی ہوئی آئین یہ کہتی ہوئی کہ ملکہ بُرّان شمشیر زن کو شاہ عمرو یاد فرماتے ہین میری آنکھ پھر بند ہو گئی اب جو ہشیار ہوئی آپ کو دیکھا نہین معلوم اُس مقام دلچسپ سے کیونکر آئی برائے خدا مجکو وہین بھیجدیجے خواجہ عمرو نے کہا ای نور نظر یہ وقت سیر و شکار کا نہین ہی تمھاری ہم شبیہ کا لاشہ میدان کارزار مین پڑا ہی سحر صمصام کا چل رہا ہی صدہا نخل جل رہا ہی دھوان زمین سے نکل رہا ہی ایسا نہو ملکہ مجلس جادو وغیرہ اپنی اپنی جانین دیدین خود اس رنج و ملال مین اپنے گلے کاٹ ڈالین بس چلو شریک جنگ ہو اور ہان یہ پنجہ ہاتھ مین لیلو ملکہ بُرّان شمشیر زن نے کہا اب اس پنجے کو آپ اپنے ہی پاس رکھیے ایسا نہو کسی دشمن کے ہاتھ آجائے آپکی محنت برباد ہو خواجہ عمرو نے یہ سنکر پنجہ مذکور نذر زنبیل کیا ملکہ بُران شمشیر زن نے دستک دی ایک ہنس مثل مرکب باد رفتار ساز و یراق سے آراستہ سامنے ملکہ بُران شمشیر زن کے آیا ملکہ بران اُس ہنس پر سوار ہو مین آمادۂ حرب و پیکار ہوئین ہنس اُڑتا ہوا جانب میدان کارزار چلا ایک طرف سے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھکر روانہ ہوئے یہان میدان کارزار مین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار گلعذار و مجلس وغیرہ بڑی بڑی جانبازیان دکھا رہی ہین صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش بھی بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی ایک طرف سے ملکہ حیرت جادو نے گولون کی بوچھار کر دی ہی اہل اسلام کے پیر اسوجہ سے اُکھڑ چکے ہین کہ لاشہ ملکہ بُران شمشیر زن دیکھکر کلیجہ پھٹا جاتا ہی زبانین کثرت غم و الم سے بند ہوئی جاتی ہین اسباب سحر ہاتھون سے گر رہے ہین کہتے کچھ ہین منھ سے نکلتا کچھ ہی آتش صدمۂ مرگ ملکہ بُران شمشیر زن سے کلیجہ سب کا جل رہا ہی اپنے پڑاؤ تک ہٹ آئے ہین ملازمان ملکہ حیرت جادو و صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش بڑھے آتے ہین ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار جادو و ملکہ مجلس جادو و ملکہ اختر مروارید وغیرہ سبنے دست دعا بلند کیے ہین اور اس طرح دعا مین مصروف ہین کہ ای بنانے والے طلسم عالم کے بدست حیرت و صمصام بدفرجام سے ہمکو بچائیے اشعار

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
دعائے کند من کنم مستجاب
درین عاجزی چون بخوانم ترا
چو عاجز ہاشندہ دانم ترا

ای خالق بے نیاز رب کارساز مالک حقیقی معبود تحقیقی اسوقت سواے تیرے کس سے عرض کرین سواے تیرے کون معین و مددگار ہی ہر ایک بندہ تیرا اسوقت مجبور و ناچار ہی چہار سمت سے ہم پر باران تیر سحر کی بوچھار ہی تو ستار و غفار ہی دعا ان سب کی پوری ہونے پائی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل آسمان سے برق چمک کر زمین پر گری آواز آئی باشید ای کفاران بحیا و ای ساحران ہمہ دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد نعرہ ملکہ بُران شمشیر زن منم دختر کوکب صف شکن و منم ملکہ بران شمشیر زن یہ نعرہ کرکے وہین سے ایک چھترا ہوائی کے داؤن کا سحر پڑھ کے مارا ہر چند ساحرون نے آنکھ چرائی رد سحر پڑھے مگر کچھ نہ ہوا کئی ہزار ساحر جل کے خاک ہوئے بیحیاؤن کے قصے پاک ہوئے مگر صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش کی نظر جو جمال آفتاب مثال ملکہ بران پر پڑی ہوش اُڑ گئے کہ ای صمصام یہ کیا معرکہ ہوا مردہ زندہ ہوا اُسوقت غریو لشکر کفار اور لشکر اسلام کا کیا تحریر کرون وہ ماہ تابان چہار طرف سے انگشت نما ملکہ مجلس جادو بانو صدمۂ زخم سے پڑی ہوئی تھی گرد کنیزین مگس رانی کر رہی تھین مگر ملکہ بران شمشیر زن کو جو نعرہ کرکے گرتے ہوئے دیکھا فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی پٹی مرہم جمشیدی کی سر پر چڑھائی مادر مہربان کہتی ہوئی دوڑی ہر ایک ساحر ملازمان ملکہ بُران شمشیر زن جو مورچون مین دبے ہوئے پڑے تھے مثل فیل مست جھومتے ہوئے اُٹھے اور خوش ہو کر لڑنے مین مصروف ہو گئے ملکہ حیرت جادو بھی حیران سمت ملکہ بُران شمشیر زن نگران اور اپنی وزیرزادیون سے کہتی ہی کہ صاحبو یہ کیا معاملہ ہی کیا میری نگاہ مین فرق آ گیا حقیقت مین یہ ملکہ بُران شمشیر زن لڑ رہی ہی سب عرض کرتے ہین کہ حضور ہماری عقلون مین خود فتور ہی کہ یہ کیا ہو گیا مسلمانون کے مقدمات کچھ ذہن مین نہین آتے ایک بات سے دل کو تسکین ہی ملکہ بُران شمشیر زن کے زندہ ہونے کا یقین ہی میان بختیارک صاحب شیطان جو حضور کے یہان دعوت مین آئے تھے انھون نے ایسے فقرے سنائے تھے کہ ہم نے مسلمانون کو مرتے نہین دیکھا اگر مر جاتے ہین تو فوراً کوئی صورت زندگی کی نکل آتی ہی وہ کیفیت حضور آج آنکھون سے دیکھی کہ مردہ زندون کو قتل کر رہا ہی ملکہ حیرت جادو نے کہا بعضی بات ایسی ہوتی ہی کہ اُسکا مُنھ سے نکالنا مناسب نہین حضور

نے پہلے ہی کہا تھا کہ حضور یہ ملکہ بُران شمشیر زن نہین معلوم ہوتی لیکن مین نے نہ مانا اب اُسکا
قول کرسی نشین ہوا اور مردہ تو اب بھی زمین پر پڑا ہی بڑی حیرت تو یہی ہی ایک بُران زندہ
ایک مردہ ایک ہی میدان مین دونون صورتین ظاہر ہین اس بھید سے سامری و جمشید ہی
ماہر ہین لیکن اگر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کے ہاتھ سے بچ گئی ہی تو اس چھوکری
کی قضا میرے ہاتھ سے ہی یہ کہکر غصے مین جا بڑی سحر کرنے لگی اُدھر صمصام بد انجام کا تو حیرت
سے خون خشک ہوگیا ہی سحر تو کر رہا ہی مگر رنگ زرد متغیر ہی قضائے کار خنجر بار جادو اُڑتا ہوا سامنے
صمصام نمکحرام کے پہونچا صمصام نے آواز دی ای برادر خنجر بار جادو پنجہ جلدی لاؤ
اپنے کو مجھ تک پہونچاؤ شاید میرا ہاتھ اوچھا پڑا ملکہ بُران اُس طرف لڑ رہی ہی خنجر بار جادو اُڑتا ہوا
قریب صمصام بد انجام آیا جس پنجے سے لڑ رہا تھا کہا پنجہ لیجیے حاضر ہی صمصام نے کہا اسوقت
دل لگی نہ کرو پنجہ قتل ملکہ بُران شمشیر زن مجکو دو میری جان پر بنی ہی ساری سحر و ساحری بھول
گئی ہی سامری و جمشید کی خدائی مین آگ لگ گئی ہی اپنے بندون کے دشمن ہین مسلمان گالیان
دیتے ہین اُنپر مہربان ہین دیکھو ابھی مردہ ملکہ بُران شمشیر زن کو جلا دیا یہ خداوند لقا کی اُلٹی
تقدیر ہی یہ بیہودہ انھین کی تدبیر ہی مگر اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگی بموجب مثل
زدہ را میتوان زد خنجر بار جادو نے جواب دیا بہت بجا ارشاد ہوا ہاتھ آپ کا جلدی مین اوچھا
پڑا ہوگا ابکی تجکر ہاتھ لگائیے گا مگر پنجہ قتل ملکہ بُران آپ مجھسے کیا طلب فرماتے ہین حضور
نے پنجہ طلب فرمایا جو میرے قبضے مین تھا وہ پنجہ حاضر کیا صمصام ناکام نے کہا کچھ سٹری تو
نہین ہوگیا ہی میرے ساتھ مسخراپن کرتا ہی خنجر بار جادو نے کہا ہان ہان ای شہریار دراز زبان
کور دیدے ہم مرد سپاہی ہین ہمکو کلمۂ سخت کی برداشت نہین ہی مین نے اسوقت آپکے نمک کا
پاس کیا ورنہ زبان تیغ سے جواب دیتا جو سٹری دیوانہ ہوتا ہی وہ اورون کو مثل اپنے سمجھتا ہی
آپ کے ساتھ بڑے زخم اُٹھائے گرمی جنگ مین اسباب سحر آپکو پہونچائے اُسکا انعام
مل گیا جائیے دشمنون سے لڑیے دیکھیے ابھی ملکہ بُران شمشیر زن نے آپ کے لشکر کے دو ہزار
ساحر قتل کر ڈالے دیکھیے وہ ملکہ بہار گلعذار کا گلدستہ چلا وہ ملکہ مہرخ سحر چشم نے گرد باد اور دیکھیے
وہ غول ساحرون کا تاثیر سحر بہار سے دیوانہ وار آپے سے باہر ہوا اپنے اپنے گلون پر تلوار زنی

رکھتے ہین خود اپنے گلے کا ٹا چاہتے ہین دیکھیے وہ ملکہ مہرخ سحر چشم کے گولے سے صد ہا کے
سر پھٹ گئے جلد باران سحر برساے جو بیچارے مسحور ہین انکو ہوش مین لائیے ان باتون کو سنکر
اُڑتا ہوا گھبرا گیا پھر خنجر بار جادو سے باآشتی پیش آیا کہا بھائی خنجر بار جادو کلمہ سخت جو میرے منھ سے
نکل گیا ہو اُسے معاف کرو اور غصے مین تیغے کے انکار کرکے میرے گلے پر تلوار نہ پھیرو ای بھائی جو
تمھارے دل مین خیال ہی وہ بالکل امر محال ہی تم اسواسطے تیغہ قتل ملکہ بُران شمشیرزن نہین دیتے
ہو کہ مین اپنے ہاتھ سے ملکہ بُران کو قتل کرون اس طلسم ہوش ربا مین نام روشن ہو تم حقیقت
مین اپنے وقت کے رستم ہو مگر یہ شرف میری ذات پر موقوف ہی دوسرا اگر اس محال کا قصد کرے
تو سراسر بیوقوف ہی تمھارے ہاتھ سے وہ تیغہ جوہر فزائی نہ دکھلائے گا کند ہو جائے گا سواے ذلت
و ندامت کیا ہاتھ آئے گا ملکہ بُران شمشیرزن تمکو بذلت آتش قہر و غضب سے پھونک دیگی سرکشی
کا بدلہ لیگی یہ تقریر نامعقول صمصام مجہول کی سنکر خنجر بار جادو غصے سے کانپنے لگا اور ضبط کرکے
کہا کہ حضور آپ اپنے ہوش مین ہین یا خواب خرگوش مین ہین کیسا تیغہ کیسی تلوار خیرخواہ کا نام
کیا کم مشہور ہی اسوقت آپ کو ناحق کا غرور ہی مین نے تیغہ کب آپ سے لیا آپ نے مجھکو کب دیا
صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش نے کہا کیون بے مکرا جاتا ہی بادشاہون سے زبان
لڑاتا ہی جب مین ملکہ بُران کو قتل کرچکا تھا تو نے یہ کہکر تیغہ مانگا کہ لائیے مین خون پاک کردون مین نے
دیدیا کہ میرا خیرخواہ ہی مین نہ جانتا تھا کہ سیہ رو میری جان کا عدو ہوگا معلوم ہوا تیری قضا در پیش
ہی جلد تیغہ دے ناحق مجھکو پس و پیش ہی ایک ہاتھ مارونگا کہ سر تیرا گرہ کھاتا پھریگا یہ کہکر تلوار کھینچکر
طرف خنجر بار جادو کے چلا خنجر بار جادو نے پیچھے ہٹ کر وار ادھر اصمصام نے سحر پڑھکر اس کو
گرہ روک لیا اور آواز دی کہ ظالم اب بھی خیر ہی تیغہ دیدے اپنی جان کو غنیمت جان ہوس منصب
و جاگیر مین اپنے تئین ضائع نکر میرے ہاتھ سے ذلیل و خوار ہوکے نہ مر خنجر بار جادو نے جواب دیا
کہ او نمک حرام افسوس تیری رفاقت مین مین بھی نمک حرام ہوا آخر یہ انجام ہوا ہزار حیف کہ مثل سعید
نوجوان جاکر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے ملتا غنچہ آرزو کھلتا تمام طلسم نور افشان مین مثل آفتاب
عالمتاب نام روشن ہوتا اسکا دوست تیرا دشمن ہوتا جیسا کیا ویسا پایا جو نوشتہ تقدیر تھا وہ پیش آیا
خود کردہ را درمان نیست خنجر بار جادو تو ایسے ویسے کلمات جرأت آیات کہکر رو رہا ہی اشکون سے

سُنو دھوم ہاے اور یہ اشعار مصیبت خیز حسب حال بہ ملال زبان پر جاری عالم بیقراری اشعار

او آسمان سمجھ کے ذرا کچھ ملال دے
کیونکر کسی کے دل میں کوئی دکھ ڈال دے
شدہ کوئی رہبر و صحراے درد و غم
جلاد کی کمر میں قلق ہاتھ ڈال دے

ظالم ہماری حسرت دل تو نکال دے
اسکی جفا ون ہے ہی فا میں مری ...
کاشانہ ہمارے تخت جگر سے نکال دے

جتنی محبت آپ نے سے کی ہمکو اعتبار نہیں
یا تو مقرر ہو یا وہ جواب سوال دے
کب تک امید قتل ہے جی میں ہی جلکے آج

صمصام نے کہا ادبیا اس حکایت و شکایت سے کیا حاصل

اوجاہل اجہل مطلب کی بات زبان پر لا دل میں نہ شرما کچھ مجھے دیدے میں جاکر ملکہ بُران شمشیر زن کو قتل کروں اُسنے زندہ ہو کر قیامت برپا کر دی ہے کیا تو نے نیچہ اُسکو دیا کہ تسکین ہو گئی ہے اب تو شب لڑ رہی ہے لڑائی بنگ بگڑ رہی ہے اگر تو نے نیچہ بُران شمشیر زن کو دیا ہے تو مجھے صاف صاف کہدے میں ٹھہر کر نکل جاؤں اور تدبیر کرکے آؤں تو کیوں مثل تصویر خاموش ہے صاحب فہم و عقل و ہوش ہے خنجر بار جادو نے کہا میں کیا تیری بات واہیات کا جواب دوں اپنی حماقت سے انتشار میں ہوں یہ کہکر تیغہ سحر کھینچکر صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش پر جھپٹا چاہا کہ ایک ہاتھ میں دو ٹکڑے کروں صمصام نے پیچھے ہٹ کر وہیں سے فولادی گرز جو ہاتھ میں تھا یا سامری کہکر کھینچ مارا خنجر بار جادو ہر چند پیچھے ہٹا دستک دی کچھ منتر جنتر پڑھے مگر وہ گرز گویا قضا کا تھا سر پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے آواز آئی مارا مجکو نام میرا خنجر بار جادو تھا بیرا اُسکے غل مچانے لگے لیکن کچھ تدبیر نہو سکی پیٹتے چیختے نکل گئے تاریکی رفع ہوئی سرداران فوج صمصام نے دیکھا کہ لاشہ خنجر بار جادو کا پڑا ہوا تڑپ رہا ہے اور صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش سر اُسکا کاٹ رہا ہے اور غصے میں کہتا ہے جو نمک حرامی کرے گا اُسکا یہی حال کرونگا آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا سرداروں نے آپس میں کہا او غضب دیکھیے میاں صمصام نے خنجر بار جادو کو اپنی سی خطا پر مار ڈالا اس ہنگامے میں وہ اسباب سحر لیکر نہ پہونچا ہوگا ایسے جلاد صاحب بیداد سے ڈرنا چاہیے انکی رفاقت سے حذر کرنا چاہیے بموجب مثل دھوبی پر بس نہ چلے گدہی کے کان اینٹھے دوسرے نے کہا بھائی صاف ظاہر ہے جسکا عمر بھر نمک کھایا اُس سے یوں پھر گیا اب اس بیحیا سے ہمکو کیا امید ہے اگر نہیں اُسنے یہ لڑائی فتح کی بات بات پر ایک ایک کو قتل کریگا قضاے کار آفت روزگاران سب سرداروں میں ایک افسر کلان ہے نہایت صاحب شوکت و شان ہے

جوان خوش رو موسوم بہ خوشحال جادو وہ اُڑتا ہوا ایک پرے سے نکلا اپنے ساتھ والے چالیس افسران نامی کو دیکھا کہ ایک شکل کے سامنے میں کھڑے ہوئے کف افسوس مل رہے ہیں کوئی انگشت حیرت بدندان کوئی بصورت آئینہ حیران کوئی شکل زلف پریشان رنگ رو متغیر حربہ ہائے سحر ہاتھوں میں لیے آپس میں کچھ صلاح کر رہے ہیں خوشحال جادو سب کے قریب آیا کہا ای بھائیو یہ وقت جنگ و جدال ہی لڑائی سے ہاتھ کیوں روکا ہے دیکھو بلوہ ہو رہا ہی اُن سب کے دل غم سے بھرے ہوئے تھے اُبل پڑے کہا ای افسر تو ہی ہمارا سرپرست ہی ہم سبھوں سے سحر و ساحری میں بھی زبردست ہی کچھ آپ پر جوہر صمصام نمک حرام کے بھی کھلے اپنے ولی نعمت سے یوں پھرا اس وقت خنجر بار جادو کو بھی بخیلا مار ڈالا یہ وہ وقت ہی کہ باپ کو بیٹا بھائی کو بھائی نہیں پہچانتا اپنی اپنی جان و آبرو کی پڑی ہی اگر وہ اسباب سحر لیکر نہ پہونچا تو کیا غضب ہو گیا صرف شکایت کافی تھی ہمارے سامنے گرز فولاد کا مارا اُسکا سر پھٹ گیا دیکھیے وہ لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی ایسے ظالم سے کیا امید رکھیں اُسکا ساتھ دیکر تیغا موت کا مزا چکھیں خوشحال جادو نے کہا جائیے میں تم سب کا افسر نہیں بلکہ تابعدار ہوں افسر کو ہالیان فوج آبرو دیتے ہیں ہم تو پیشتر سے بیدل ہو رہے ہیں کیا کوکب روشن ضمیر سے منحرف ہونے پر ہم راضی تھے مجبور ہو کر ساتھ آئے اب جو کہو وہ کریں کیا اس بیچارے پا ریکی کا رکھتے ہیں سب نے کہا ہماری رائے یہ ہی کہ اپنے مالک قدیم کے شریک ہو کر کوکب مرد سپاہی ہی مرد کا جوہر شناس قدردان صاحب لیاقت یہ حرامزدہ بے مروت یہاں یہ سب آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ دیکھا ملکہ بہار شمشیر زن اس زور و شور سے لڑتی ہوئی آتی ہی کہ زمین تھراتی ہی خوشحال نے بڑھ کر سلام کیا آداب بندگی ای ملکۂ عالم الامان ہم آپکے نمک خوار ہیں صمصام نمک حرام سے بیزار ہیں غلاموں کی خطا معاف فرمائیے اپنے سایۂ دامن دولت میں ہم غلاموں کو لیجیے ملکہ بہار شمشیر زن نے ارشاد فرمایا تم سرداروں کی کیا خطا جو ہوا سو ہوا مطیع اسلام ہو بسم اللہ دشمن سے انتقام لو شہنشاہ سے میں تمہاری شفاعت کرونگی یہ کہکر ملکہ بہار شمشیر زن مصروف جنگ ہوئیں اُدھر خوشحال نے نعرہ کیا کہ ای بھائیو وای نمکخواران شہنشاہ کوکب روشن ضمیر جسکو نمک کا پاس ہو وہ ہمارا شریک ہو ہم سب نے رفاقت صمصام نمک حرام سے منہ موڑا اُس ظالم اظلم کا ساتھ چھوڑا یہ صدے خوشحال سنکر بارہ ہزار

ساحر ذی لیاقت شریک خوشحال جادو ہوئے ہمراہ رکاب اپنے افسر کے ہوئے اور خربہائے
سحر ایک فوج صمصام و اشکر ملکہ حیرت جادو پر جا پڑے پہلے ہی حملے مین بیس ہزار جادوگر مارے
آگے آئے سب کے خوشحال نیک خو عقب مین چالیس سرداران خودسر و ایک سمت بارہ ہزار
جوانان جنگ جو سحر ساز لڑائی مین جانباز مرنے پر آمادہ صمصام کے ساتھ دینے کا حجاب خیال
نام و ننگ زیر پا ان مرکبہائے ابلق و سرنگ پر بعد کر و فر مصروف کارزار صمصام نے
نے پلٹ کر جو یہ ہنگامہ دیکھا آواز دی ای خوشحال جادو کیون اپنی فوج کو قتل کرتا ہی کیا اندھا ہو گیا ہی
اپنا بیگانہ نہین پہچانتا ہی دوست کو دشمن جانتا ہی خوشحال نے جواب دیا او نمک حرام تو خود نابینا ہی اپنے
ولی نعمت سے دیدہ و دانستہ پھرا ہی او غول صحرائی اسقدر مغرور بیہوش ہین آپ دختر شہنشاہ کوکب
کے قدمون پر گر خطا معاف کرا ورنہ تیرے واسطے آتش جہنم تیز ہی ہم مین ہر ایک تجھسے آمادہ ستیز ہی
ہم تیرے دشمن ہین تجھ ایسے راہ کے لیے رہزن ہین صمصام ناکام نے یہ تقریر سنکے ہوش اڑ گئے
مثل بید تھرا گیا پیشانی پر موت کا پسینہ آگیا چاہا کہ نکل جاؤن جان بچا کر نکل جاؤن مگر سحر بران سے
آگ برس رہی تھی برق گر رہی تھی کسی طرف پہاڑ شدت برف سے سفید ہو گئے ہین طائران صحرا
پر پھیلائے پڑے ہین ایک جانب دریا آگ کا شعلہ زن ہی زمین سے دھوان نکل رہا ہی صدہا
نخل جل رہا ہی ایک طرف سے ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار و زلزلہ و لرزان وغیرہ نے قیامت
برپا کی ہی زمین کانپ رہی ہی صمصام مثل غول بیابانی جدھر بھاگ کر جاتا ہی کسی نہ کسی سردار رخ
کو لڑتے ہوتے پاتا ہی وہان سے بھاگ کر فوج ملکہ حیرت مین آیا ملکہ حیرت جادو ایک مقام پر
کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہی ناگاہ دیکھا صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش مثل صید خائف
بھاگا ہوا آتا ہی ملکہ حیرت نے آواز دی ای صمصام نہ گھبرا میرے قریب آ آج طبقے زمین کے
ہلا دونگی مسلمانون کو خاک مین ملا دونگی صمصام نے اس گھبراہٹ مین جواب دیا ای ملکہ عالم
خدا آپ کو سلامت رکھے غلام کو بچائیے میری مدد کو آئیے سب سردار میرے مجھسے پھر گئے دختر
کوکب کے شریک ہو گئے ساری میری فوج کا خاتمہ کر دیا وہ دیکھیے میدان لاشون سے بھر دیا
کسی طرح رک سکتے نہین چلے آتے ہین اسوجہ سے غلام بھاگ کر آیا ہی ملکہ حیرت نے کہا ان صد فریاد پوش
مین کیا کسی کی پرواہ رکھتی ہون مین سن چکی ہون کہ تم نے نیچا کھویا ہی اپنی آبرو کو ڈبویا ہی عمر و خنجر باز

جبکہ تم سے بچہ لیگیا ہوگا تم کو دغ دے گیا ہوگا صمصام نے کہا ای ملکہ عالم مین نے تو خنجر بار
اپنے رفیق کو اسی جرم پر مار ڈالا شاید اسی وجہ سے سب سردار مجھسے پھر گئے ملکہ حیرت جادو نے
کہا تم نے بہت برا کیا ہم سے یہ حال نہ کہا عیارون کے اس سے بڑھکر شعبدے ہین یہ ہمارا
ہی کلیجہ ہی کہ انکا بار عیاری اوٹھاتے ہین یہ تم نے خیال کیا جسکو تم نے مارا وہ بران نہ تھی
عمرو نے کسی لونڈی کو ملکہ بران بناکر بھیجدیا تھا یہ حال صرصر نے پہلے ہی ہمسے کہا تھا ہمکو یقین نہوا
خیر نہ گھبراو آج بران کو مارتی ہون ابھی جاکر للکارتی ہون تم فوج مہرخ سے لڑو یہ کہکر ملکہ حیرت جادو
ملکہ بران شمشیر زن پر جا پڑی چلہ سحر کا نکالکر مارا بران کے شانے پر پڑا اوچھا سا زخم آیا پلٹ کر ملکہ
بران نے دیکھا کہ حیرت کا سحر تھا اسوقت کارد سحر جھولی سے نکالکر جانب ملکہ حیرت پھینک ماری
حیرت نے نشتر سے انگلی کا خون نکالا زمین پر قطرہ ڈالا کہا ای کارد سامری اپنا بھوگ لے کارد
فورا اس قطرے پر گری اور غرق زمین ہوگئی ایسے ایسے دوچار سحر ملکہ بران اور ملکہ حیرت مین
ہوئے کہ طبقے زمین کے تھرا گئے دیکھنے والون کو خوف سے غش آگئے ملکہ حیرت نے گرما کر غصے مین
پنجہ کرے کھینچا ملکہ بران پر جا پڑی کلوا بھیرون کا نام لیکر وار کیا ملکہ بران شمشیر زن نے سپر سحر پر
روکا سپر کو پنجے نے کاٹا مگر تلوار ملکہ حیرت کی الجھ گئی ملکہ بران نے قہقہہ مارا کہ اوحیرت ابھی
چندے سحر سیکھ اپنے دھگڑے کو بلا ملکہ حیرت نے جھلا کر جھٹکا مارا پنجہ ٹوٹ گیا ملکہ بران نے
جب ملکہ حیرت کو خالی ہاتھ پایا قریب آکر پنجہ مارا ملکہ حیرت سپر سحر نہ اٹھانے پائی تھی کہ پنجہ سر
حیرت کے پڑا کسی قدر زخم آیا ملکہ حیرت نے پیچھے ہٹ کر ایک نعرہ کیا کہ زمین تھرائی پہلو سے ایک
پریزاد پیدا ہوئی اسنے ایک پنجہ برق مثال ہاتھ مین ملکہ حیرت جادو کے دیا اور ہاتھ سر پر حیرت
کے پھیرا فورا زخم اچھا ہوا خون ٹپکنا موقوف ہوگیا ایک چشم زدن مین یہ سب کام ہوا اب ملکہ
حیرت جادو نے ملکہ بران کو آواز دی او دختر کوکب اب کیونکر بچے گی قضا تیری دامنگیر ہی
مثل صمصام کے مجکو نہ سمجھنا یہ پنجہ خونریز طلسمی ہی اسنے ہزارون کا گلا کاٹا ہی خون دشمنون کا
چاٹتا ہی دیکھ لے اب تک شکم اسکا خالی ہی کبھی اسکا پیٹ نہین بھرتا باندھ اسکی جادہ راہ عدم ہی
بہ نگاہ غور دیکھ کیا خم و خم ہی معشوق پہلو نشین گوشہ گیر شمشیر بے نظیر

قطعہ مصنف

بُرش تیغ کی تعریف نہین ہو سکتی
پڑگئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اکبار
واہ رے کاٹ کہ چورنگ عدو ہو گیا

ایک ایک جنے کے برابر سے ہوئے حصے چار | یہ کلمات کہکر مثل شعلہ جوالہ ملکہ برّان شمشیر زن پر جا پڑی خجلان

دشوار کردیا ہاتھ اُٹھا کر تیغچہ مارا ملکہ بران شمشیر زن نے سپر کو اُٹھایا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر پڑا زخم کاری آیا سمر کرکے بجنسل سرسے تیغچہ کو نکالا خون بلبلاکر چہرے پر آیا بگمان اُف کہکر پیچھے ہٹی بھلا حیرت اب کب مہلت دیتی ہے سامنے میں تیغچہ کے برّان کو رکھ لیا ہر چند چاہتی تھی کہ ہاتھ ماروں سر ران کا اُڑجائے برّان سحر سے پیچھے ہٹ کر خالی دیتی تھی اسوقت وہاں ستعلوہ چلی ایسی ہوے کہ ہزاروں لاشے گرگئے کوئی جلگیا کسی پر برق گری کوئی پتھرا پڑا یان رگ تا تھا کسی کے بدن پر سیکڑوں آبلے پڑے گرمی آتش سحر سے جلنے لگا گھبرا کر حوض میں کود پڑا آخر پانی میں گر کر ٹھنڈا ہوا ہر چند ملکہ برّان شمشیر زن دس قدم تک پیچھے ہٹی مگر ملکہ حیرت جادو نے ملکہ برّان کو مہلت نہ دی یکایک پہلو سے ایک غل کی آواز آئی ڈھونڈو شہنشاہ طلسم ہوشربا واہ کیا اکتا رونڈی ہے وقت پہونچی فکر ہو سامری و جمشید کا چہرہ بھی اب نہ جلنے پائے اسنے بڑے بڑے داغ دیے ہیں بڑے بڑے نامی و گرامی ساحر مارے ملکہ حیرت جادو نے سر اُٹھا کر دیکھا ملکہ صنعت سحر ساز بصد کرشمہ و ناز ایک گرز ہاتھ میں لیے پکار رہی ہے ملکہ عالم جلد تیغچہ مارے میں گرز مارتی ہوں دیکھیے نکلی جاتی ہے ملکہ حیرت نے اچھا کہکر تیغ پھیرا یکایک بجلی چمکی آواز آئی باش او قحبہ کہاں جاتی ہے نیر کوکب درخشان آسمان عیاری آگیا عالمتاب چرخ خنجر گزاری دوندہ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ صاحب تنظورہ وزنک طرار قاتل کفار عمرو بن امیہ نامدار یہ نعرہ کرکے چودہ حلقے کمند کے مارے گردن میں ملکہ حیرت جادو کے پڑے ارے کہکر جلدی عمرو نے جھٹکا مارا گرتے گرتے گھائیون سے حباب کر رہا گیا غم پر حیرت کے حباب پڑے ارتکر اکر زمین پر گری ملکہ برّان شمشیر زن نے پلٹ کر دیکھا خواجہ عمرو نے آواز دی بیٹا لینا ملکہ برّان جھپٹی ہی تھی کہ زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولاد کا ہان ہان کہتا ہوا نکلا عمرو کمند چھوڑ کر بھاگا پتلے نے ملکہ حیرت کی کمر میں پنجہ ڈالا مثل برق جہندہ تڑپ کر اُڑ گیا چشم زدن میں غائب ہوا اب ملکہ برّان زخم سر باندھ کر ملکی فوج ملکہ حیرت جادو پر سحر کرنے لگی مگر ہنگامہ جو ہوا تھا کہ حیرت جادو نے دختر کوکب کو مارا صمصام خوشی خوشی دوڑ کے اس غول میں آیا اُسوقت پہونچا کہ حیرت جادو کو پتلہ لیجا چکا تھا ملکہ برّان شمشیر زن مصروف جنگ تھی بہار نے مصور جادو کو زخمی کیا تھا مصور صورت نگار کا ہاتھ پکڑ کر بھاگا صمصام نے جرہ معرکہ

دیکھا چاہا کہ پیچھے سے شور ہوا اسے ملکہ برّان شمشیر زن او نمک حرام کہان جاتا ہی صمصام کو کچھ نہ بن پڑا تیغ نکالکر ملکہ برّان شمشیر زن پر مارا ملکہ برّان نے اشارہ کیا تیغ پلٹ کر پانون پر صمصام کے پڑی ایڑی کو توڑ کر دور گرا صمصام لنگڑاتا ہوا اٹھا ملکہ برّان مثل شیر غضبناک پنجہ کھینچکر قریب پہنچی تھین کہ صمصام نے پیچھے ہٹ کر ایک گرز فولادی مارا پنجہ ملکہ برّان شمشیر زن کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور اسی گرز سے ایک برق چمک کر سر پر ملکہ برّان شمشیر زن کے گری جس مقام پر ہاتھ سے حیرت کے زخم آیا تھا اُس زخم کو اس برق نے اور زیادہ کھول دیا قطرات خون روے زیبا پر اس طرح آئے کہ ماہ تابان پردۂ شفق مین پنہان ہو گیا بس یہ زخم ہاتھ سے صمصام کے کھا کر اس شمشیر زن کو غصہ آیا ابروے خمدار ہلنے لگے ظاہر ہوتا تھا کہ تیغہ اصفہانی نیام انتقام سے نکلا چاہتے ہین کاکلین عارض انور پر بل کھانے لگین مثل مار سیاہ لہرانے لگین

نظم

گھر ڈبا دینے کو عشاق کے دریا اٹک
ناگنی بیچ مین آ کے نہ ملنگے پانی

زلفین جو بکھری تھی چہرہ پہ تھی پیچ دل
کھیل جاد ہین ناجوڑے کی ٹنگ

جبکہ وہ قہر کہ گیسے مین ہو جسکی لہر
جسطرح ایک کھلنے نے ہیٹین دو بالک
اس قہر و غضب مین اُس مہر

سپہ جود جلال ماہ درخشان آسمان اقبال نے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اختر مروارید نکالا آواز دی کہ او بیحیا خبردار ہو جا کہ ستارہ تیرا گردش مین آیا تیرا اقبال تیرا اہل پستی ہوا نمک حرامی کا مزا ملا چاہتا ہی اب کہان جاتا ہی یہ کہکر اختر مروارید کھینچ مارا ہر چند صمصام بد انجام نے چاہا کہ بچون مگر موت کب ٹلتی ہی سینۂ پرکینہ پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا اُچھلکر زمین پر گرا بجاے خون جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے اُستخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے صداے ہا و ہو بلند ہوئی تاریکی چھا گئی برق چمکی برف باری ہوئی بیرون کے رونے کی آواز آئی ایک ساعت کامل یہی ہنگامہ نمونۂ حشر برپا رہا آواز آئی مارا گیا جسکا نام میرا صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش تھا افسوس حسرت و یاس لیکر دنیا سے گیا یہ معرکہ جو ملازمان ملکہ حیرت نے دیکھا ملکہ حیرت جادو کو تو تخلہ فولادی اُٹھا لے گیا ہی مثل مشہور ہو لشکر بے میر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر یہ چار چیزین بغیر چار چیزون کے بیکار ہین میدان کارزار مین پانون نہ تھم سکے شکست فاش کھائی آخر فرار بر قرار کیا اور دامن صحرا کو مثل دامن مادر جا کر پناہ لی ہزارون ساحرون نے میدان کارزار سے عدم کی راہ لی فوج اسلام نے بارگاہین خیمے صمصام و ملکہ حیرت جادو کے لوٹ لیے جو مل گیا اُسکو غنیمت جانا خواجہ عمرو قرب خزانے

ملکہ حیرت جادو کے آگ شیکل چوبدار ٹھہرے فوج والے لوٹ رہے تھے اُنکو منع کیا کہ یہ کیا کرتے
ہو اسکا حساب دینا پڑے گا تنخواہ مین کٹ جائیگا اسوقت چلے جاؤ جمع ہوکر تقسیم کو بٹ جائیگا
ایک نے کہا یہ چوبدار کون ہی ہم لڑائی مین جان پر کھیلین یہ مال لوٹنے کو منع کرتا ہی گویا یہ چوبدار
بڑا خیر خواہ ہی یہ سنکر چوبدار نے فرمان ملکہ مہرخ کا جیب سے نکالا اُسپر مُہر ملکہ مہرخ سحر چشم کی دو سطرین
فقط بخط جلی مرقوم تھین کہ اس چوبدار کو خزانے کا اختیار ہی جو کوئی ہاتھ لگائیگا اُس سے جرمانہ
لیا جائیگا یہ فرمان دیکھکر ساحر ٹھرا گئے یہ کہتے ہوے وہان سے چلے کہ ہمارے مالک کا حکم ہی
ماننا ضرور ہی اس بیچارے چوبدار کا کیا قصور ہی جب سب وہان سے چلے گئے سناٹا ہوا خواجہ
عمرو نے جال الیاسی زنبیل سے نکالا یہ کہکر مارا ای جال جنجال ہوکر گرنا ایک حبہ نہ بچے سب جال مین
آجائے غرض جال کو کھینچا سب خزانہ مع بالشت بھر مٹی کے آگیا اس خیال سے مٹی
کھینچ لی تھی کہ اس زمین پر سونا چاندی رکھا گیا ہی اس خاک کو نیاریون کے ہاتھ بیچ لینگے اُدھر سے
ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار وغیرہ تشریف لائی تھین کہ ساحرون نے فریاد کی کہ کیون ملکہ عالم فوج
کا مال لوٹنے کی بھی اجازت نہین ہی ملکہ نے فرمایا ای غازیان ویندار و ای ساحران تہور شعار ایسا
کبھی خیال نہ کرنا شکر ہی خدا کا کہ لڑائی فتح ہوئی مال موذی نصیب غازی مشہور ہی لوٹو ہم الگ
انعام دینگے خلعت سے سرفراز کرینگے اُنھون نے عرض کیا کہ خزانے پر کھڑا ہوا چوبدار منع کرتا ہی
آپ کا مہری فرمان پاس ہی اس وجہ سے ناچار ہوگئے ورنہ ہم لوگ ملازمان خواجہ عمرو مین حضور کے
لشکر کے افسر ہین بہرام فلک سے بھی نہین ڈرتے ہین شیر صحرائی کو چورنگ کرتے ہین ملکہ مہرخ نے
فرمایا سچ کہو میرا مہری فرمان ہی عرض کی حضور آنکھون سے دیکھا مضمون پڑھا ملکہ نے کہا جاؤ
اُس چوبدار کو پکڑ لاؤ کوئی جعلساز فریبی بازمکار و غدار ہوگا اُسکا گرفتار کرنا واجب و لازم ہی
اب تو ساحر دوڑے خزانے کے پاس جاکر دیکھا قناتین گری ہوئی پڑی ہین ایک خر مہرہ بھی
وہان نہین ہی بلکہ زمین مین گڑھا پڑا ہی یہ دیکھکر پریشان پلٹے خدمت مین ملکہ مہرخ سحر چشم کی آئے
عرض کی حضور وہان تو خاک اُڑ رہی ہی نہ خزانہ ہی نہ چوبدار ہی ملکہ مہرخ نے مسکرا کے فرمایا آپ
لوگون نے مال لوٹ لیا اچھا کیا کون آپ لوگون سے پوچھتا ہی وہ لوگ قسم کھانے لگے کہ سامنے سے
خواجہ عمرو تشریف لائے کہتے ہوے کہ یہ کیا بیہودہ ذکر ہی چلئے ابھی سرداران زخمی کو اُٹھاؤ لشکر

پروردگار کا بجالاؤ مال کیسا خزانہ کیسا ہوگا اور ساحرون سے پلٹ کے کہا بھائیو تم قسمین کیون کھاتے ہو خزانہ زمین نگل گئی ہوگی اور ہم تو آج بڑے نقصان مین رہے ایک مہاجن نے دو صندقچے جواہرات کے دبے تھے کہ اسکو فروخت کرا دیجیے ہم سمجھے تھے کہ کوئی لکھا روپیہ مل جائیگا جس وقت صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش سے نیچہ لیکر بھاگے وہ دونون صندقچے گر گئے اسوقت جان بچاتے یا مال اُٹھاتے ای بھائی ناچار سنگ صبر دل پر رکھ لیا اب اُن مہاجنون کو تمسک لکھ دینگے زندگی بھر ادا کرتے رہینگے خدا نے تم سبھون کی جان بچائی اتنی بڑی فتح ہاتھ آئی آج کچھ کچھ اپنی تنخواہ مین سے صرف کرو جمع کر کے ہمکو دیدو ہم ہنڈوی کر کے خانۂ کعبہ مین مستحقون کو بھیجدین ان باتون پر خواجہ عمرو کی ملکہ بہار گلعذار سکرائین ملکہ مہرخ سحر چشم سے اشارے مین کہا بس اب جو مارکی جستجو نہ کیجیے یقین ہوا کہ وہ ہمارے پیر و مرشد تھے اب ملکہ مہرخ سحر چشم کو بخوشی و خرمی سب سرداروں نے سوار کیا نوبت نقارے بجاتے ہوئے زر سرخ و سفید لٹاتے ہوئے طرف بارگاہ کے چلے ملکہ برّان شمشیرزن اُسی عالم زمرداری مین خوشی خوشی ساتھ ملکہ مہرخ کے چلی آتی ہین کہ ایک چیلہ سہرا آڑی پٹی باندھے ہوئے نیچہ ہاتھ مین سر پشت پر بصد گرد و زمین پر اُترا نامہ ہاتھ مین ملکہ برّان شمشیرزن کے دیا ملکہ برّان شمشیرزن نے کھول کر پڑھا کوکب روشن ضمیر نے لکھا تھا ای نور نظر پارۂ جگر زبانی طائران سحر کے ہمکو معلوم ہوا کہ خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا صمصام بدانجام داخل جہنم ہوا فتح بدولت خواجہ عمرو حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی یہ معلوم ہوا کہ تم زخمی ہو اپنے باغ نگارین مین چلی آؤ آکے علاج کرو اور خواجہ کو ہمارا سلام محبت پہونچانا اور کہنا کہ آپکی صفت احاطۂ تقریر اور تحریر سے باہر کیا شکریہ ادا کرین زبان قاصر ہی مختصر یہ کہ آپ نے برّان کو حیات تازہ عطا فرمائی گویا دوبارہ روح جسم مین آئی ماشاءاللہ کس دھوم سے عیاری کر کے نیچہ لیا اپنی کنیز بچایا حیرت جادو کو کند مار کے خوب میدان رزم سے بھگایا ارسطو آپ کی کتاب علم فطرت کا سبق خوان ہی اور لقمان آپ کے مدرسۂ حکمت کا اک طفل دبستان ہی علم عیاری نے آپ کے دم سے رواج پایا خنجر گزاران عالم سے آپنے خراج پایا ملکہ برّان شمشیرزن نے وہ نامہ ہاتھ مین خواجہ عمرو کے دیا خواجہ نے پڑھکر تبسم فرمایا کہ بیکیا بات ہی جسکو اسقدر طول دیکر تحریر فرمایا ہی اسکی موت قریب آگئی عیاری بن پڑی مگر ای نور نظر اس

جنگ میں دوشبانہ روز برابر گذرے ہیں آب و دانہ سب کا ترک رہا تم نے تو انتہا کا صدمہ اُٹھایا لہذا آج کی شب یہاں بارگاہ میں راحت پذیر ہو انشاء اللہ بوقت سحر اگر موقع ہوگا تو ہم بھی برائے ملاقات شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تمہارے ہمراہ چلینگے بمقدمہ رہائی اسد غازی صلاح کرنا ہے اس مقدمے میں کچھ بن نہیں پڑتا یہ کہکر بے اختیار عمرو رونے لگے تمام سرداروں کی آنکھوں سے اشک حسرت جاری ہوئے ملکہ بہار گلعذار کو ہچکی لگ گئی ملکہ مہرخ سحر چشم نے رومال آنکھوں پر رکھ لیا ہر کہ و مہ یاد میں اپنے آقائے نامدار مولائے قدرشناس کے زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگے خواجہ عمرو نے ضبط کرکے کہا کہ بھائیو صبر کرو اس رونے کے بدلے دعا میں مصروف ہو ملکہ بران شمشیر زن نے عرض کی اے عمرو نامدار کوئی سبب قوی ہے جو قبلہ و کعبہ نے اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ چلی آؤ مجکو نذر دینے اجازت دیجیے خواجہ عمرو نے کہا بسم اللہ ملکہ بُران شمشیر زن فوراً تخت پر سوار ہوئیں سرداران جان نثار خدمتگذاران ذیوقار نے چار جانب سے اُس شمع انجمن عصمت و عفت کو یون گھیر لیا کہ جیسے گرد چراغ ہجوم پروانوں کا ہوتا ہے پس بشوکت و حشمت سواری مثل باد بہاری کے جانب طلسم نور افشان روان ہوئی اب ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار و دیگر سرداران نامدار بصد شوکت و وقار بفتح و فیروزی داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوگئے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ملکہ مہرخ سحر چشم نے ملاحظہ کیا کوئی سردار ایسا نہیں ہے کہ زخمداری سے محفوظ ہو جس روز سے طلسم ہوش ربا میں لڑائی شروع ہوئی اکثر معرکہ ہائے عظیم پڑے مگر سرداران اسلام کو کبھی ایسا سانحہ درپیش نہوا تھا ایسا کبھی رن نہ پڑا تھا وقائع نگار نے پرچہ ملکہ مہرخ سحر چشم کو دیا ہے اُسمین صاف لکھا ہے کہ آٹھ لاکھ ساحر جانبین کے قتل ہوئے دو لاکھ لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم کے اور چھ لاکھ ملازمان افراسیاب و صمصام واصل جہنم ہوئے یقین ہے کہ اُس صحرا کے درندو گزند طعمہ جوئی نہ کرینگے سبزہ اُس زمین پر نہ جمے گا مگر لالہ بادل داغدار و دم الاخوین کہ جس سے ہمیشہ خون جاری رہیگا روئیدہ ہونگے ملکہ مہرخ سحر چشم نے پرچے کو پڑھکر زانو کے نیچے رکھا خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ مہرخ سحر چشم ہمارے یہاں تازہ کمان میں جنگلے ہم پر احسان ہیں ملکہ مہرخ نے کہا اے خواجہ میں اس فقرے کو نہیں سمجھی خواجہ عمرو نے کہا کہ خوشحال جادو جو عین گرمی جنگ میں شریک ہوا تھا فرخ صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کو خوب قتل کیا علاوہ اُسکے چالیس

سرداران نامدار بارہ ہزار ساحران ذوالفقار شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کے نمک خواران سب صاحبون کا حال دریافت کرنا واجب و لازم ہی شکیل جادو فرزند ملکہ مہرخ خوشخوا اپنے مقام سے اٹھا خواجہ عمرو سے عرض پرا ہوا کہ خوشحال جادو بڑے خاندان عالی سے ہی جس وقت لڑائی فتح ہوئی کنارے پر لشکر کے زخمدار بیقرار اُترپڑا اپنے مقام پر بیٹھا ہوا رو رہا ہی کہ مین کیا روے سیاہ بادشاہ لشکر اسلام کو دکھاؤن ہر صاحب لیاقت مجھپر طعن کرے گا کہ یہ نمک حرام ابتک مردار ہی بس یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ سحر چشم نے فرمایا کہ جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو اُس خیرخواہ دولت کا استقبال کرکے لائے اور ہماری جانب سے کہنا کہ ای بہادر اگر عرصہ کروگے تو ہم خود لینے کو تمھارے آئینگے اسی وقت تمام سردار سواے ملکہ مہرخ سحر چشم براے استقبال خوشحال روانہ ہوئے یہان کنارے پر یہ بیچارہ ملول و حزین ایک خیمے مین داخل تھا اور کہ رہا تھا کہ بجا ہو زخمون سے ناکون کی فکر کرو تو طرف صحرا کے نکل چلین اب وطن مین بھی نہ جائینگے امید ہی کہ ملکہ مہرخ سحر چشم قدر شناس ہین شاید عنایت فرمائین گو ہم لائق اسکے نہین ہین انصاف یہ ہی کہ ہم نے اُنکے ساتھ دغا کیا ہنوز یہ کلام پورا نہوا تھا کہ ملکہ نافرمان و سُرخ موے کاکل کشا و خورشید زرین سحر و شاہزادہ شکیل بے عدیل وغیرہ آکے پہونچے خوشحال گھبرا کے کھڑا ہوگیا متحیر ہوکر پوچھا سب صاحبون نے یہان قدم رنجہ بے وجہ کیون فرمایا ملکہ سُرخ موے کاکل کشا نے کہا ای سرداران نامی و ای ساحران گرامی ملکہ مہرخ سحر چشم نے واسطے تمھارے استقبال کے ہمکو بھیجا ہی دربار دُربار مین طلب فرمایا ہی خوشحال جادو نے سر جھکالیا دل مین باغ باغ ہوگیا خوشی سے پھول گیا مگر جواب دیا کہ ملکہ عالم کی عنایت بے غایت کہ اس ذرۂ بے مقدار کا نام روشن کرنا منظور رہو اور نہ یہ خطا کار کیا خدمت بجالایا جسکا یہ صلہ و خلعت ہو ملکہ نافرمان نے کہا ای خوشحال جادو تم سے وہ کار نمایان سرزد ہوا کہ جسکے بیان سے زبان قاصر ہی تمھاری خیرخواہی ملکہ مہرخ سحر چشم پر بخوبی ظاہر ہی عین وقت پر تمنے لشکر اسلام کی مدد کی اتنی بڑی بلا رو کی جہلا مین کسقدر کدکی فتنہ ہی کہ وہ نمک حرام واصل جہنم ہوا جسنے اپنے ولی نعمت کے قتل کا ارادہ کیا تھا بس اب چلو ملکہ عالم بہت مشتاق ہین خوشحال کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہوگیا سردارون سے بغلگیر ہوا غرض سب صاحب باعزاز تمام اس خوش انجام کو مع ہمراہیان خوشحال داخل بارگاہ آسمان جاہ

ہوئے خوشحال جادو نے بڑھکر پایۂ تخت ملکہ مہرخ سحرچشم کو بوسہ دیا عرض پیرا ہوا کہ کیا بندہ نوازی فرمائی دولت کونین ہاتھ آئی مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا کاگاہے بہ نگاہے، ملکہ مہرخ نے خلعت فاخرہ سے خوشحال جادو کو و دیگر سرداران ہمراہی کو مخلع کیا فوج خوشحال کو انعام سکران عنایت ہوا ایک بارگاہ کلان استادہ کرادی حکم ہوا کہ اپنے لشکر کو لے کر بعیش و عشرت فروکش ہو اب نہ مشوش ہو زخم دوزی کی اپنی مع ہمراہیون کے تدبیر کرو جس شی کی ضرورت ہو خزانۂ شہنشاہی سے منگوا لینا حجاب کو کام نہ فرمانا خوشحال جادو دعائین دیتا ہوا جاکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا ساتھ والون سے کہا دیکھا یا سو خیر خواہی مین کیا شرف حاصل ہوا اہل اسلام فلک اساس قدرشناس بہادر دوست ہین ان سے سب طرح کی امید ہو یہان ملکہ مہرخ سحرچشم نے سب سرداروں کی زخم دوزی کا سامان کیا خواجہ عمرو ایک کرسی پر جلوہ فرما ہین خوشی مین آکے بالحان داؤدی یہ اشعار بدارشکریہ خالق بے نیاز رب کارساز مین زبان پر جاری کیے نظم

تو وہ خورشید ہی گردون یکتائی و وحدت کا
دو عالم ایک مطلع ہی ترے دیوان قدرت کا

عوض طاعت کے یہ عاصی نہین مشتاق جنت کا
مجھے منظور ہی احسان لینا تیری رحمت کا

ہمیشہ رند مشرب دم ترا بھرتے رہین ساقی
رہے آباد مجمع اس خرابات محبت کا

کرونگا روز پرسش عرض گستاخانہ اتنی تو
گنہگاری کا باعث تھا بھروسا تیری رحمت کا

تو وہ ہی گلبند گلشن ایجاد ای صانع
ریاض دہر گلدستہ ہی تیرے باغ صنعت کا

کرے گا حشر مین ہم عاصیون کو سرخ رو تو ہی
ترے محبوب نے بیڑا اٹھایا ہی شفاعت کا

ریاض دہر مین سب تیری یکتائی کے شاہد ہین
ہر اک شمشاد پر عالم ہی انگشت شہادت کا

ملی نعمت سعادت کی ترے در کی گدائی سے
ہما بھی اک مگس ران ہی مرے خوان قناعت کا

مجھی کو صورت آباد جہان مین جلوہ گر دیکھا
خلل انداز وحدت کب ہوا آئینہ کثرت کا

وہ مجرم ہون کرون گا غسل جب آب خجالت سے
تری رحمت بدلوا دیگی جامہ گرد ذلت کا

نہین جا سے پناہ اسد مجھین جز گوشۂ رحمت
ہوا اعلام جاری جسگھڑی تیری عدالت کا

سیہ کاری سے اب تاریک سارا خانۂ دل ہی
چراغ داغ روشن اسمین کر اپنی محبت کا

تصور پردہ پوشی کا تری کرتا ہی بے پردہ
خیال آتا ہی جب رسوائی روز ندامت کا

ہماری حاجتون سے ہمکو بڑھ بڑھکر دیا ہردم | ادا اے شکر کیجے آپ کی کس کس عنایت کا

ان اشعار حمد الٰہی کو سُنکر تمام سرداران نامی وصاحبان گرامی وجد کر رہے ہین دم یکتائی پروردگار کا بھر رہے ہین بہ عنایت پروردگار بلا حجت وتکرار مصروف عیش ونشاط ہین مگر اب ذکر سنیے افراسیاب خانہ خراب کا کہ پردۂ ظلمات سے واپس ہو کر باغ سیب مین آیا کنیزان ماہرو و نازنینان خوشرو پہلو مین اس بدخو کے آکر بیٹھین کارگزاران سلطنت ومشیران سے اُسنے پوچھا کہ کچھ احوال دریافت ہوا کہ صمصام جنگ آزما سے خونریز زرہ پوش نے لڑائی مین کیا کیا انھون نے عرض کی حضور نے تو آج تیسرے روز نزول اجلال وورود اقبال فرمایا ہی اتنی خبر ملی تھی کہ دو شبانہ روز تلوار چلی ہنگامہ سحر وساحری گرم رہا یہ بھی سُنا تھا کہ صمصام نے اُسی [illegible] ملکہ بُران شمشیر زن کو مارا امین آئی جنگ مین للکارا کل شب تک تو یہی مشہور تھا کہ شہنشاہ کے خیرخواہ غالب آئے ہین مسلمان بہت گھبرائے ہین آج کی کیفیت نہین معلوم یقین ہی کہ ملکہ حیرت جادو نے سب کو گرفتار کر لیا ہو گا شہنشاہ جادوان افراسیاب بے ایمان نے یہ سُنکر قصد کیا کہ طائران سحر کو پرائے خبر روانہ کرون یا کتاب سامری دیکھون کہ یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک پتلہ فولادی ملکہ حیرت جادو کو پنجے مین دبائے ہوئے پیکر حاضر ہوا سامنے افراسیاب خانہ خراب کے ملکہ حیرت جادو کو رکھدیا اور عرض کی ای شہنشاہ سامری وجمشید نے بڑی خیر کی مسلمان [illegible] کو مارے ڈالتے تھے میدان کارزار مین بیہوش پڑی تھین [illegible] حاملان کمند گلو [illegible] غلام وقت پر پہونچا ملکہ عالم کو اُٹھا لایا یہ کہکر پتلہ غائب ہوا افراسیاب نے ملکہ حیرت جادو کو جب خرابی مین پایا سر پر زخم کاری دوپٹہ سر پہ ندارد [illegible] آب رواں کی [illegible] سر اُٹھا کر ملکہ حیرت جادو کا زانو پر رکھ لیا پانی کا چھینٹا دیا حلقۂ کمند گلے سے کھولے غصے مین تلی زمین پر دے مارا سر پیٹنے لگا یکایک ملکہ حیرت جادو نے آنکھین کھولین سر اپنا زانو پر افراسیاب کے پایا اُٹھکر ایک دوہتڑ افراسیاب کی پشت پر مارا کہا حضور نے دشمنون مین تنہا چھوڑ دیا بالکل میری خبر نہ لی اگر مسلمان مجکو قتل کر ڈالتے تو آپ خوش ہوتے افراسیاب نے کہا ای ملکہ عالم مفصل حال بیان کرو غصے کو کام نہ فرماؤ مین نے سُنا صمصام نے ملکہ بُران شمشیر زن کو قتل کیا خوب کوکب کو داغ دیا ملکہ حیرت جادو

ابھی کچھ کہنے نہ پائی تھی کہ شور گریہ و زاری در باغ سیب پر بلند ہوا دیکھا کہ چند ملازمان صمصام
لاشہ اسکا چارپائی پر ڈالے ہوئے فریاد و الغیاث کرتے ہوئے سامنے افراسیاب کے آئے
افراسیاب نے پوچھا یہ کسکا لاشہ ہے ملازمان صمصام نے سر پیٹ کر عرض کیا صمصام مارا گیا
اس زور و شور سے لڑا تھا کہ خون کا دریا بہا دیا ملکہ بُران کو ٹوک کر مارا مگر مسلمانون کا خدا بڑا زبردست
معلوم ہوتا ہے اسی وقت ملکہ بُران شمشیرزن کو زندہ کیا جو مر گئی تھی اسنے اسکے زندے کو مردہ کیا
ساتھ والے بھی ہزارون مسلمانون کے شریک ہوگئے ایسی لڑائی بگڑی کہ غلامون نے بمشکل لاشہ اس
کشتہ یاس کا اٹھایا آخر یہان تک پہونچایا اب ہم لوگ کہان جائین اپنے قدردان صمصام کو
کہان پائین افراسیاب نے غصے مین آکر ملکہ حیرت جادو سے پوچھا کہ اے ملکہ عالم بیان
کرو یہ پہیلی مین نہین سمجھا ملکہ حیرت نے کہا صاحب حقیقت مین میرے سامنے ملکہ بُران کو قتل کیا
تھا ملکہ مجلس وغیرہ جان دینے پر آمادہ تھین پھر یہ دیکھا کہ نعرہ بُران شمشیرزن ہوا جسے لڑائی ہوئی
مین نے زخمی کیا خواجہ عمرو نے مجکو بصورت صنعت سحر ساز بیہوش کیا اسوقت تک صمصام زندہ
تھا مین بھی اچھی طرح نہین سمجھی کہ یہ کیا ہو گیا تھا اب زیادہ تقریر سے میرا سر نہ پھراے کتاب سامری
مین ملاحظہ فرمایئے افراسیاب نے کتاب سامری کو اٹھایا ملکہ حیرت جادو نے دیکھا کہ افراسیاب
کتاب پڑھتے ہی غصے مین تھرتھر کانپنے لگا گویا بخار جاڑے کا چڑھ آیا ملکہ حیرت جادو نے پوچھا
شہنشاہ خیر تو ہے افراسیاب نے جواب دیا اے ملکہ حیرت جادو اس سار بان زادے نے تو
ناک مین دم کیا ہے مگر واہ رے عیار بلاے روزگار تمکو کیا معلوم ہے کہ ملکہ بُران کہان تھی ساربان
زادے کی زنبیل مین نہان تھی ایک ساحرہ نہین معلوم کہان کی رہنے والی کو بصورت ملکہ بُران
بنا کر میدان کارزار مین بھیجدیا تھا نہ تمکو سوجھا اور صمصام تو بالکل الو کا پٹھا تھا وہ کیا جانتا کیونکر
پہچانتا بس اس فریب مین صمصام جنگ آزماے خونریز زندہ پوش مارا گیا افسوس یہ ہے
کہ مین ناحق بدنام ہوا ایک حقیر کی خوشامد کرنی پڑی صمصام ایسے لاکھون غلام میرے پڑے ہین
مگر اے حیرت عمرو کی قضا بھی آگئی آج ضرور مار ڈالونگا و ابھی جاتا ہون کان پکڑ لاتا ہون دیکھون
تو بی ملکہ مہرخ و بہار کیونکر روکتی ہین کس طرح مابدولت کو ٹوکتی ہین یہ کہکر افراسیاب اٹھنے لگا
بڑے بڑے جادوگر قہار جادو مقہور آتش خوار تہمتنگ بلا کردار فیلان سوار بہران مارگیر

ماران سیاہ تر و دو غیرہ ہان ہان کرتے ہوئے اُٹھے عرض کی ای شہریار غلامان جانباز حاضر ہین کیا ہم سب اس کام مین قاصر ہین جو ارشاد ہوا ابھی بجا لائین جا کے ملکہ مہرخ وغیرہ کو تباہ کرین ایک باغی سرکار دولتمدار کو پردۂ دنیا پر باقی نہ رکھین حکم ہو زندہ گرفتار کرکے لائین اگر اجازت ہو پھونک دین جلا دین خاک مین ملا دین اور ساربان زادے کی کیا حقیقت ہی ابھی چشم زدن مین لاتے ہین جب مہرخ و بہار کے قتل پر غلام آمادہ ہین کیا عیار اُنسے لیاقت مین زیادہ ہین افراسیاب خانہ خراب نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور کہا یارو تم عمرو کو نگاہ حقارت سے دیکھتے ہو تم اُسکے مرتبے کو نہین جانتے ہو خداوند لقا کا پیارا بندہ ہی اُسکو عہدۂ ملک الموت کا خداوند لقا نے دیا ہی نام لقا کا سُنکر ملکہ حیرت جادو کو غصہ آیا کہا شہنشاہ اُس منحوس دیوث کا نام نہ لیجیے جس دن سے ہماری اقلیم مین آیا تباہ و برباد کر دیا دوست دشمن ہو گئے راہبر رہزن ہو گئے افراسیاب نے کہا ملکہ چپ رہو یہی باعث بربادی طلسم ہی خداوند لقا کو سب طرح کی خبر ہوتی ہی اب اِسوقت اُنکو تمھارا یہ کلمۂ ناشایستہ دریافت ہوا ہو گا سُنتا ہون ہر وقت مقدمات طلسم ہوشربا مین گوش بر آواز رہتے ہین سب چیزین اُنکے قبضے مین ہین ہوا نے ابھی اُنکے کان تک آواز پہونچائی ہو گی توبہ کرو کان پکڑو خبردار کبھی ایسے کلمے واہیات اُنکی شان مین نہ کہنا جو مزاج مین آتا ہی وہ کرتے ہین کسی کو مشیت خداوندی مین کیا دخل ہی اصل تو یہ ہی کہ خود خطادار ہون مقدمات سلطنت سے مجبور و ناچار ہون کئی سال اُنکو ہماری عملداری مین آئے ہوے گذرے ایک دن بھی برائے قدم بوسی نہ جا سکا اسی وجہ سے قدرت کو غصہ ہی ملکہ حیرت جادو نے یہ سُنکر سر جھکا لیا مگر سفاک نیلی پوش بصد جوش و خروش اپنے مقام سے اُٹھا عرض کیا آپ دوسرا جام شراب نوش فرمائین غلام جاتا ہی عمرو کو ابھی گرفتار کرکے لاتا ہی ہر چند افراسیاب نے منع کیا اسنے نہ مانا سلام کرکے چلا یہان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کسی کار ضروری کو بیرون بارگاہ آئے ہین ہمراہ برق فرنگی و چالاک بن عمرو یہ دونون ساتھ ہین خواجہ عمرو نے کہا ای برق و چالاک مین کو توالی چبوترے پر ٹھہرتا ہون تم ذرا تا بہ لشکر ملکہ حیرت جادو جاؤ خبر تو لاؤ یقین ہی کوئی ساحر زبردست اور آیا ہو گا مفصل خبر دریافت کرنا اور ای نور نظر مین نے دربار مین ذکر نہین کیا سردار گھبرا جائینگے زمانہ قتل اسد غازی بہت قریب ہی ابھی تک کوئی صورت نہین نکلی کدھر جاؤن کیا تدبیر کرون با

اُس شیر کو کیونکر چھوڑ دون برق نے کہا اُستاد جان اپنی دینگے انشاء اللہ تعالے اُس شیر بیشۂ
جرأت کو کسی طرح قتل ہونے دینگے عمرو نے کہا افراسیاب بڑا زبردست ہی بہت مشکل ہی کہ کوئی
شخص تا بہ گنبد نور پہونچے اور اسد شیر دل کو رہا کرے جب کوکب روشن ضمیر ایسا عذر کرے
کہ مین بمقدمہ رہائی اسد شیر دل مجبور و ناچار ہون پھر مین سوا ے خدا کے کسکا بھروسا کرون
سو مین اور کسیکی کیا لیاقت ہی اگر دعوی کرے تو حماقت ہی یہ سُنکر دونون عیار خدمت خواجہ عمرو سے جدا ہوے
عمرو نے پر چبوترہ کوتوالی آیا بخوبی ٹھہرنے نہ پایا تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم سفاک نیلی پوش جادو
مصاحب شہنشاہ افراسیاب او ساربان زادے خبردار کہان جاتا ہی مین آپہونچا خواجہ عمرو
نے سر اُٹھایا دیکھا تو قریب پہونچ چکا ہی عمرو نے قصد کیا جست کرکے نکل جاؤن اِس ظالم سفاک سے
جان بچاؤن مگر اُسنے ایک گرز مارا کئی جادوگر جو قریب عمرو کے تھے سر اُنکے پھٹ گئے تڑپ کے
گرے خواجہ عمرو کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے فوراً سفاک نیلی پوش کڑک کر گرا عمرو کی کمر مین پنجہ ڈالکر
لے اُڑا لشکر مین غلغلہ پڑا کوئی جادوگر آیا تھا خواجہ عمرو کو لیے جاتا ہی جب تک دوڑین وہ بلند ہوکر
غائب ہوا چالاک و برق کنارے پر لشکر اسلام کے پہونچے تھے ہنگامہ سُنکر لپٹے آگے دیکھا کئی
جادوگر مرے پڑے ہین کچھ سر پیٹ رہے ہین بڑے بڑے سردار خیمون سے نکل آئے ہین تیغ و
نارنج وغیرہ ہاتھون مین لیے قصد کر رہے ہین کہ تعاقب مین جائین جب مل نے عمرو کو چھڑائین برق
و چالاک نے کہا آپ سب صاحب تامل فرمائین جب تک ہم واپس نہ آئین کوئی صاحب یہان سے
قدم نہ بڑھائین ابھی ایک معرکہ عبرت خیز حیرت انگیز گذر چکا ہی خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا
افراسیاب خانہ خراب دشمن سب کا ہو رہا ہی آج باغ سیب ماتم سرا ہوگا صمصام مارا گیا ملکہ
حیرت جادو کو ذلت ہوئی معلوم ہوتا ہی اُسنے کسی کو بھیجا ہی والد نامدار کو سر بازار قابو پا کر لیگیا
مگر کہان جائیگا ہمارے ہاتھ سے کیا چین پائیگا آپ لوگون کے جانے سے کوئی نہ کوئی آفت برپا
ہو جائیگی پھر ہمارے بنائے کوئی تدبیر نہ بن آئیگی یہ سُنکر بہت سردارون نے سر جھکا لیے کہا فرزند او
ہمارے ہوش درست نہین ہین خواجہ کا ایک لمحہ لشکر مین نہونا باعث انتشار ہی اگر ہم سب قید ہو جائین
اور خواجہ چھوٹے رہین امید قوی ہوگی کہ اب ہمارے سر پرست آتے ہونگے رہا کر کے لے جائینگے
ہاتھ سے دشمن کے بچا لینگے اُنکی گرفتاری بڑا غضب ہی سبھون کے دلون پہ اندوہ و تعب ہی الغرض

چالاک نے سب کو سمجھا کر ٹھہرایا ایک جانب چالاک گیا برق تڑپ کر ایک طرف چلا یہان
سے حال بیان کیا جاتا ہی سفاک نیلی پوش کا کہ یعون خواجہ کو بغچے مین دبائے ہوئے اُڑا ہوا
جاتا ہی پیچھے پھر پھر کر دیکھتا ہوا کہ مبادا صرصر خ سحر چشم و بہار وغیرہ تعاقب کرینگی یہ سار بان زادہ سارے
لشکر کی جان ہی ہر کہ ومہ پر اسکا احسان ہی کوہ و دشت و بیابان کو طے کرتا ہوا اتنا بلند جاتا ہی کہ مرغ نظر
وہانتک نہ پہونچے دس بارہ کوس رستہ طے کر چکا ہی دور سے ایک کوہ فلک شکوہ نظر آیا چار سمت
اُس کوہ کے گلہاے نگار رنگ شگوفہ ہاے بوقلمون چشمہ ہاے صاف و شیرین جاری باغبان ازل
کی قدرت کی چار سمت گلکاری طائران نغمہ سرا چہچہہ زن گل خود رو سے دامن کوہ رشک گلشن
جا بجا کبک خوش رفتار خراماں کہین طاؤس رقصاں بر سر کوہ ہزارہا نخلہاے میوہ دار بار اثمار
سے شاخین جھوم رہی ہین یا صنعت باغبان قضا و قدر مین زمین ادب چوم رہی ہین مگر اُس
پہاڑ پر سناٹا ہی یقین ہوا کہ کبھی اس مقام پر انسان کا گذر نہوا ہوگا قریب سے کوہ کے چاہا بلند ہو کے
نکل جاؤن یکایک کان مین آواز آئی یا سامری یا جمشید سر اُٹھا کر جو دیکھا بر سر کوہ ایک بہت
بھبھوت چہرے پر ملے آنکھین سُرخ مثل جام شراب گلگون جٹائین خاکستری مثل موج دریا
حیرون صورت مہیب شکل عجیب ایک کردھنی زنجیر کی مثل مار سیاہ کمر مین لپٹی ہوئی ایک لنگوٹی
جس سے موے زہار نکلے ہوئے بغل کے بال بڑے بڑے اُن موے سیاہ سے قطرے پسینے
کے ٹپک رہے ہین یا مار ان سیاہ زہر اُگل رہے ہین دھونی آگے لگی ہوئی لکڑی کندون کا انبار
ایک سمت مورت ٹھاکر جی کی رکھی ہوئی اُسکی بلندی پر ایک گھڑا پانی کا اُسمین قلیل سا سوراخ دہ بست
کم نہ زیادہ فراخ سر پر ٹھاکر جی کے ایک ایک قطرہ پانی کا گر رہا ہی ایک سمت چمن گیندے کے
زرد زرد پھول اُنپر عجیب رنگ کی بہار وہ چمن زعفران زار جسکے دیکھنے سے ہنسی آئے دل
باغ باغ ہوجائے ایک جانب لبنی چلم کا تنباکو پینے کی اوندھی رکھی ہوئی ہی ہاتھ مین پوتھی کبھی بھجن
سامری کے گاتا ہی کبھی یا جمشید کہکر کھڑا ہو جاتا ہی جب نعرہ مارتا ہی پہاڑ تھرّاتا ہی کبھی دوڑ کر گانجے کی
چلم اُٹھاتا ہی ہتھیلی پر گانجا ملکر چلم مین جماتا ہی اس زور سے دم لگاتا ہی کہ ہاتھ بھر لو بلند ہو جاتی ہی
سفاک نے دور سے جو یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا مبہوت ہو گیا دل سے کہتا ہی یہ بندگان
خاص سامری و جمشید ہین یہ گوشہ تنہائی پسند آیا ہی سامری و جمشید نے اپنی قدرت سے

ایسے مقام خوفناک پر کیا سامان عیش مہیا فرمایا ہی ای سفاک نیلی پوش اس مقام پر خداوند سامری و جمشید کا گذر ہوتا ہوگا عجب مقام مسرت افزا ہی ہم بڑے خوش نصیب ہین اکثر قریب سے اس پہاڑ کے گذرے مگر مہنت صاحب کو کبھی نہ دیکھا آج جو اس سلیمان کو گرفتار کیا پردے آنکھون سے اٹھ گئے ایسے مقبول لوگ نظر آئے انکی خدمتگزاری واجب ولازم ہی انھین ایسے بندگان خاص کی برکت سے زمین و آسمان قائم ہین یہ سوچکر ایک گوشے مین اُترا خواجہ عمرو کو مسحور کر کے ایک تختۂ سنگ پر ڈالدیا خداوندون کے نام لیتا ہوا سامنے مہنت صاحب کے آیا دور سے پالاگن کی سجدے کے لیے جھکا مہنت نے بقہر و غضب آواز دی اوبے ادب کہان آتا ہی یہ مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہی نہین معلوم ہمین کیا بعید ہی اگر ہمارے قریب آئیگا آتش قہر سے ہونے دوسو خداوندون کے جل جائیگا سفاک نے گڑگڑا کے دانت نکالدیے اور کہا گسنیان واسطے درشن کے آیا ہون خداوند سامری کا بندۂ خاص یعنی افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا کا نمک خوار ہون ایک نگاہ لطف کا امیدوار ہون مہنت نے غصے سے جواب دیا ارے تونے ہمکو کیونکر دیکھا شاید تجھسے کوئی کار نیک ہوا کیا کسی ملچھ کو تو نے قتل کیا ہی کس وجہ سے تیری آنکھون سے پردۂ حجاب کا اٹھ گیا ہی ہم کئی سو برس سے یہان رہتے ہین طائران صحرا تک کی ہم پر نگاہ نہین پڑی ہم قصر پردۂ حجاب قدرت سامری کے رہنے والے ہین سامان قدرت سامری کے تراوے ہین یہ سنکر سفاک خوشی سے پھول گیا زمین پر سجدے کرنے لگا کہا ای مقبول بارگاہ سامری آپ پر سب کچھ روشن ہی بیشک مین نے آج اس شخص کو گرفتار کیا ہی کہ جسنے روح سامری و جمشید کو صدمۂ عظیم دیا ہی ہزارون ساحر مارے جنگلے کھود ڈالے قاتل دشمن و شمش عیار سرکش مکار و غدار قاتل کفار قدرت کا گنہگار مغضوب بارگاہ سامری عمرو بن امیہ ضمری ابھی اُسکو گرفتار کیا ہی اُسکو بخدمت افراسیاب لیے جاتا تھا کہ آپکے جمال باکمال کو دیکھا واسطے زیارت کے حاضر ہوا مہنت قہقہہ مارکر ہنسا پکار کے آواز دی واہ بے سامری کیا کیا قدرت دکھاتا ہی کبھی ہمکو ظاہر کرتا ہی کبھی چھپاتا ہی یہ کہکر دیر تک مہنت ہنسا کیا جب ہنسنے سے فراغت پائی ابرو ون پر بل پڑا غصے مین سونٹا اٹھایا کہا کیون او احمق نابینا جسکے گرفتار کرنے سے تجکو یہ مرتبہ ملا اگر اسکو قتل کرتا تو کیا شرف پاتا بیٹے جی بکنیہ جاتا دیکھ اس پوتھی مین بھی

اُس ساربان زادے کی بُرائیاں لکھی ہین جلد اس ساربان زادے کو میرے سامنے لا ہم اپنے ہاتھ سے قتل کرین تجکو دربار مین سامری وجمشید کے پہونچا دین یہ سنتے ہی سفاک نیلی پوش کے باغ باغ ہوگیا دست بستہ عرض کی ای مقبول بارگاہ سامری ایسا نہو شہنشاہ افراسیاب کے خلاف ہو مہنت نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی کہا اسی وجہ سے سلطنت مین افراسیاب کی خلل پڑا ہی اپنے نوکرون کے ہاتھ سے جوتیان کھاتا ہی شکست پر شکست اُٹھاتا ہی بموجب شعر سعدی وائی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ٭ دشمن نتوان حقیر وبیچارہ شمرد ٭ او ناداں دشمن کو حقیر سمجھنا جب قبضے مین آگیا مہنت دینا اپنے سر پہ بلا لینا ہی عقلمندون کا یہ کام نہین ہی سفاک نے کہا سامری وجمشید نے اپنی کتاب مین لکھا ہی کہ جہان عمرو کا خون گرے گا وہ زمین آباد نہوگی رعایا دلشاد نہوگی اور یہ بھی لکھا ہی کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی یہ سُنکر مہنت غصے مین ایسا چیخا کہ پہاڑ تھرا گیا اور سونٹا زمین سے اُٹھایا ایک چوتڑون پر سفاک کے مار کہا او بیحیا مضمون کتاب تو صادق آیا کسی ساحر کے ہاتھ سے حقیقت مین قضا نہین ہی قدرت خود اپنے ہاتھ سے قتل کرینگے ہمکو کیا سمجھا ہی ہم سامری کے باپ ہین افراسیاب سے مطیع آپ ہین دیکھو ہوئے دوسو خداوند فرشتگان عذاب کو ساتھ ساتھ لیکر آ پہونچے جلدی پلٹ سجدے مین سر جھکا ورنہ جلکر خاک ہو جائیگا نرک کنڈ مین پھینکدیا جائیگا ہمیشہ آگ مین جلتا رہیگا جہنم کے آگ کی جفا سہے گا یہ جو مہنت نے بقہر وغضب کہا اور چوتڑون پر سونٹا بھی پڑا یا خداوند کہکر پلٹا کہ دیکھون سامری وجمشید کیونکر آتے ہین آج مجکو اپنا جلوہ دکھاتے ہین سفاک کا پلٹنا تھا ذرا منھ پھیرا کہ پہلو سے نعرہ ہوا او بیحیا منم صاحب بغدۂ گران نظر کردۂ بزرگان شیر بیشۂ عیاری ہزبر دشت طراری افسر سرہنگان مہتر قران نعرۂ مہتر قران

سریع السیر چون باد بہاری
جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بہ میدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر ژیانم

یہ کہکر بغدہ مارا انکے بغدے کا دستور ہی اگر سیدھا پڑا ٹانگون سے گذر گیا اور اگر الٹا پڑا ساحر ہزار ٹکڑے ہوئے اُسوقت جلدی مین اُلٹے سیدھے کا کسکو خیال تھا اپنے اُستاد کے گرفتار ہونے کا ملال تھا اس زور سے سر پر سفاک بیباک کے پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے ہاے کہکر زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے واصل جہنم ہوا سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی مارا

مجھکو کہ سفاک جادو نام تھا حسرت ویاس لیکر دنیا سے گیا اُدھر خواجہ عمرو جو سائے مین نخل کے مسحور پڑے تھے آنکھین کھلی تھین ہاتھ پانون بیکار تھے زندگی سے بیزار تھے بالکل مجبور و ناچار تھے نعرہ قران کی آواز سنتے ہی ہاتھ پانون مین طاقت آئی آنکھون مین بصارت آئی آواز سنکر دوڑے آکے دیکھا لاشہ سفاک کا سرد ہوا ہی ضرب سے بغدون کی گرد برد ہوا ہی مہتر قران نے سلام کیا خواجہ عمرو نے گلے سے لگا لیا کہا تیرا مرتبہ سب عیارون سے بہتر ہی تو حقیقت مین جان بخش عمرو ہی بیٹا یہان کیونکر پہونچے مہتر قران نے کہا اُستاد مجھکو تو آپ کے گرفتار ہونے کی خبر بھی نہ تھی آپ کو بارگاہ مین چھوڑ کر آیا تھا بعیش و راحت یہان فکر مین افراسیاب خانہ خراب کی اُسکے بیٹھا تھا حسرت پر اسد غازی کے دل ٹکڑے ہوتا ہی مصیبت پر اُس شیر بیشہ جرأت کے ہر خرد و کلان روتا ہی دل مین یہ تھا کہ اگر وہ ملعون اُدھر سے گذرے اور ہمارے دام مکر مین پھنسے تو ایک ہی بغدہ مارون کہ ملعون کا سر پھٹ جائے خواجہ عمرو نے کہا کہ بیٹا ایسا غضب نہ کرنا اُسکے سامنے جرأت کا دم نہ بھرنا وہ طلسم بندی ہر کاہن و رمال و پنڈت ستارہ شناسان بلند مین و کاملان خوش آئین نے تحریر کیا ہی کہ تا زمانیکہ طلسم کشا لوح نہ حاصل کرے گا جو ہفت بادوا نے قتل نہون در بند طلسم نہ ٹوٹین اُسوقت تک افراسیاب خانہ خراب قتل نہین ہو سکتا مہتر قران نے سر جھکا لیا خواجہ عمرو نے لباس سفاک کا اُتار لیا لاشہ اُس ناہنجار کا برہنہ چھوڑ دیا کوہ سے کود کر مہتر قران ایک جانب گئے خواجہ عمرو داخل لشکر اسلام ہوئے یہان آکر دیکھا ہنگامہ برپا ہی ہر خرد و کلان غم مین خواجہ کے بیتاب مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار گلعذار آمادہ آئین کہ لشکر لیکر فوج کفار پر جا پڑین کوئی کہتا ہی کہ خواجہ عمرو کو کہان تلاش کرین برق و چالاک دوڑتے پھرتے ہین آنکھون سے اشک حسرت گر رہے ہین عمرو کو دیکھکر سب دوڑے خوشی خوشی ساتھ لیکر بصد کر و فر بارگاہ آسمان جاہ مین آئے خواجہ کرسی پر جلوہ فرما ہوئے ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا خواجہ اُس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر رہائی پائی خواجہ عمرو نے مہتر قران کا حال بیان کیا اور کہا ملکہ عالم خدا نے بڑی خیر کی مہتر قران کا ارادہ تھا کہ اگر افراسیاب آئے تو اُس خانہ خراب پر حملہ کرون وہ اسد شیر دل کے واسطے بہت بیقرار ہی زمانہ قتل اسد بہت قریب ہی افسوس ہی کہ ابتک کوئی صورت نہ پیدا ہوئی

دیکھیے فلک کیا دکھلاتا ہی اس کلام حسرت انجام خواجہ عمرو سے شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر سردار رو رہا ہوا یہ اشعار حسرت آمیز و عبرت خیز زبان پر خواجہ عمرو کے جاری ہوے اشعار

بنا کرینگے ہم اک انجمن زمین کے تلے
گئے ہزارون ہی غنچہ دہن زمین کے تلے
لٹے وہ دن کہ بہار اُسنے کھو کر پھینکے
کہ سیل اشک ہی اک موج زن زمین کے تلے
قلق کو باتو کا تیری فراق مین بھولا

کہ جمعیت ہین سب اہل وطن زمین کے تلے
عدم ہی کوچ کی جا اور وہ منزل گاہ
پڑا ہی خاک مین اب کوہکن زمین کے تلے
سر غرور اُٹھاؤ نہ سرکشو اتنا
رہیگا حشر تلک ہم سخن زمین کے تلے

کھلائے چرخ نے کیا کیا چمن زمین کے تلے
مسافرون کے لیے ہی وطن زمین کے تلے
یہ کیسکے کشتہ غم بعد مرگ روتے ہین
ملیگا خاک مین سب بانکپن زمین کے تلے

ان اشعار آبدار کو سنکر اور زیادہ سب بیقرار ہوے ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا خواجہ کیون دل دکھاتے ہو ہم سب آپ کے ساتھ جان دینگے رونقِ قتل اسد غازی سر تجلی پر رکھکر جا پڑینگے انشاء اللہ ایسا کشت و خون ہوگا کہ افراسیاب خانہ خراب بھی عمر بھر یاد کرے گا ہر ایک رہنے والا طلسم ہوش ربا کا فریاد کریگا اور خواجہ اصل یہ ہی کہ ہم سب مجبور و ناچار ہین گنبد نور تک نہین جاسکتے سحر مین افراسیاب کے نہین زبان ہلاسکتے اور شباب مہ جبین کا ہر وقت یاد آتا ہی قلب تھراتا ہی کہ اُس پابند سلسلۂ محبت و آشفتۂ وادی مودت پر اُس قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی جیتی ہوگی نہ مری ہوگی مگر خواجہ وہ عاشق صادق ہی یار موافق ہی مین نے سُنا ہی کہ اکثر افراسیاب قید خانے مین گیا اور اپنی دختر بلند اختر ملکہ مہ جبین الماس پوش سے کہا کہ تو عشق و محبت اسد غازی سے ہاتھ اُٹھا تو بہ کر مین تجکو رہا کرون وہی سلطنت حکومت عطا کرون اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ ناپیدا کنار مذاق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ملکہ مہ جبین خوشخو نے یہی جواب دیا کہ میرا اُس شیر دل کا ساتھ ہی اُس شہریار کا دامن ہی میرا ہاتھ ہی اُنکے ساتھ ہی تڑپ تڑپ کے مرجاؤن یہی لطف زندگی ہی افراسیاب ان کلمات محبت آیات پر بہت جھلاتا ہی مجبور ہو کے قید خانے سے چلا آتا ہی مگر اب سُنا ہی کہ حال اُسکا بہت ابتر ہی جان لبون پر ہی دیکھیے جامع المتفرقین احکم الحاکمین زندگی مین ہماری اُسکو ہم سے ملاتا ہی یا نہین عمرو نے رو کر کہا ای ملکہ اگر خدا نخواستہ اسد غازی قتل ہوگیا مین لشکر حمزہ مین مُنھ دکھلانے کے قابل نہ رہا یہ ملکہ زبیدۂ شیر گیر دختر امیر با توقیر کا نور نظر ہی صاحبقران کا نواسا ہی سب سے

اسکو بناز و نعم پرورش کیا ہی بیٹے اور پوتے صاحبقران کے بہت ہین مگر نواسا اور کوئی نہین ہی نہین معلوم ملکہ زبیدہ شیر گیر کا کیا حال ہوگا قلب پر ہجوم غم و ملال ہوگا دوسری خرابی یہ درپیش ہی اسکا بڑا ایس و پیش ہی کہ نور نگاہ صاحبقران شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن اسی طلسم مین قید ہوکر آیا ہی بخت سیاہ نے عجب روز سیاہ دکھایا ہی آج تک اُس شیر کا پتا نہین ملا کہ افراسیاب خانہ خراب نے کہان قید کیا وہ عنقا صاحبقرانی کس قفس مین بند ہوا ایس ہو سکتا ہی کہ یہ شیر دستیاب ہنون اور مین بدنصیب جاکر اپنے آقاے نامدار مولاے قدرشناس کو روے سیاہ دکھاؤن مناسب تو یہ ہی کہ گلا کاٹ کر مر جاؤن ان باتون پر خواجہ کے شور گریہ و زاری بلند ہوا وہ بارگاہ فلک اشتباہ اُسوقت صاف ماتم سرا تھا کسی کے ہوش درست نہ تھے یہان تو اسوقت بارگاہ ملکہ مہرخ سحرچشم مین ذکر اسد غازی و حال پُرملال بدیع الزمان پر ماتم برپا ہی ذرا کلکے داستان **افراسیاب** خانہ خراب کے تحریر ہوتے ہین کہ باغ سیب مین سریر حکومت پر مغرور بیٹھا ہی سفاک نیلی پوش کو براے گرفتاری خواجہ عمرو بھیج چکا ہی ملکہ حیرت جادو نے سامان عیش و طیش مہیا کیا ہی ساقیان پری چہرہ جام ہاے ارغوانی بصد دلربائی بکرشمہ و رعنائی سامنے **افراسیاب** کے لائین ایک ایک حسین

نظم

مہ جبین عابد کش زاہد فریب — دیدا نبوہ پریزادی چند — بہر پابندی آزادی چند
ہر یکے را فن دل بردن یاد — ہمہ در صید دلہا استاد — ہر یک از گرمی انداز و ادا
کرد سامان قیامت برپا — طرہ چون بر رخ پُرنور کشاد — مہر تابان بہ تہ ابر افتاد
عکس رخسار چو افتاد در آب — شمع گردید فروزان تہ آب — عکس بر رو چو فتاد از حیرت
آب چون آئنہ شد بے حرکت — زلف را پیشہ بود دل شکنی — غمزہ را کیش بود راہزنی
ہمہ از حیلہ گری چشم سیاہ — ہمہ را برق درخشندہ نگاہ — ہمہ چون خیل پری جلوہ کنان
ہمہ غارت گر ہوش انسان — ہر یکے از ہنر سحر و فسون — روے آتش بفرات و جیحون

افراسیاب نشہ شراب مین بدمست بیٹھا تھا پہلو مین ملکہ حیرت جادو ایسی نازنین خوش رو کہ جسکا اس اقلیم مین مثل نہین ہی خورشید جمال آنکھین رشک دیدہ غزال بیت یہی اشارہ ہی ان کالی کالی آنکھون کا ۔ شکار شیر نہ کھیلین تو ہم غزال نہین ۔ شاہزادیان قریب ملکہ حیرت

بصد صولت بناز و ادا گرد اگرد اُس ماہ اوج حُسن و جمال کے یون نمایان ہین گویا ہجوم سیارگان قریب ماہ تابان یکایک ملکہ حیرت جادو نے کہا ای شہنشاہ عرصہ دراز ہوا سفاک نیلی پوش براے گرفتاری خواجہ عمرو گیا تھا افراسیاب نے کہا وہ بلاے روزگار ہی علاوہ سحر و ساحری کے بڑا مکار ہی وہ ضرور سارہان زادے کو لیکر آئیگا وہ دھوکا نہ کھائیگا ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ سامنے میز پر گلدستہ ساختۂ سحر سفاک رکھا تھا اُسمین آگ لگ گئی مثل شمع کافوری جلنے لگا افراسیاب نے کہا غضب ہوا میرے رفیق خیرخواہ کو کسی نے مارا ملکہ حیرت جادو نے کہا مین تو جانتی تھی کہ اُس موے مونڈی کاٹے کا لانا بہت دشوار ہی ایک ایک شاگرد عمرو کا بلاے روزگار ہی نہین معلوم کس حیلے سے اُسکو قتل کیا خیر سمجھا جائیگا افراسیاب نے کہا کہ ملکہ حیرت جادو آج قیامت برپا کرونگا عمرو کو تو زندہ نچھوڑونگا اس وقت ایسا سردار مارا گیا کہ بادولت کو صدمۂ عظیم پہونچا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار ٹیک کے اُٹھا زمین تھرائی رنگ باغ دگرگون ہوا طائرون نے زمزمہ سرائی موقوف کی حیران حیران چہرے کو افراسیاب کے دیکھتے ہین پرون کو کھولتے ہین اور سہجاتے ہین غصے کو افراسیاب کے دیکھکر پرواز سے قاصر ہین قصد کرتے ہین کہ شہنشاہ کو منع کرین مگر بول نہین سکتے اُڑنیکا ارادہ ہی پر کھول نہین سکتے ہر نخل کو سخت مشکل ہی سرو پا بگل ہی روے گل متغیر چشم نرگس متحیر ہی سوسن کی زبان بند طفل غنچہ بول نہین سکتا مثل طفل شیرخوار زبان کھول نہین سکتا ہر ایک نہر جوش مین ہی مگر بیکار ہی نہر اپنی موجون سے پابہ زنجیر ہی چشمون نے حبابون سے آنکھین نکالین مگر مثل دیدۂ کور بے حرکت ہین بینائی نہین زمین کو جنبش ہوئی بوٹے اُٹھے افراسیاب کے ساتھ چلنے کی کوشش ہوئی اس زور و شور سے افراسیاب خانہ خراب اُٹھا گویا فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا ہرچند سرداروں نے منع کیا نہ مانا تیغۂ سحر ہاتھ مین لیکر بارہ دری سے کود اتنا تو سب نے دیکھا کہ افراسیاب زمین پر آیا ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا اور غائب ہوگیا محفل عیش و نشاط درہم و برہم ہوئی محفل شراب و کباب مجلس ماتم ہوئی یہان تو باغ مین یہ رنگ ہی وہان بارگاہ ملکہ مہرخ مین قید اسد غازی کا چرچا ہی ہر ایک سردار رو رہا ہی خواجہ عمرو نے سب کو سمجھایا مہرخ وغیرہ کو گلے لگایا کہا صاحبو صبر کرو دل پر جبر کرو وہ مالک بے نیاز ہی خالق کارساز ہی کوئی

سبب پیدا کریگا اتنا خوب یقین ہی جب تک طلسم ہوشربا نہین فتح ہوتا اسد غازی کو کوئی
نہین قتل کرسکتا ای ملکہ مہرخ جب دربار مین صاحبقران کے یہ ذکر ہوا تھا کہ برائے رہائی
شہزادۂ بدیع الزمان کون جائے فرزندان خواجہ بزرجمہر کہ علم رمل مین طاق ہین مثل اپنے
والد نامدار کے شہرہ آفاق ہین اُنھون نے حکم لگایا کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوش ربا ہی
یہ ضرور جاکر فتح کرے گا اس حکم پر اسد غازی کا آنا ہوا ورنہ برادران بدیع الزمان صف شکن
تیغزن فنون سپاہ گری مین یگانہ جرأت وشوکت مین یکتائے زمانہ موجود تھے ایک ایک
کو اشتیاق تھا کہ اپنے بھائی کو رہا کرنے جائین علاوہ بھائیون کے شاہزادۂ بدیع الزمان کا
نور نظر نامی ونامور یعنی گل گلزار خلیل الرحمٰن نور دیدۂ مومنان ومسلمانان برہم زنندۂ
زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شعر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم وبقہر شہ
ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر نہایت صاحب جرأت ولیاقت ہی بہت سے طلسم
فتح کیے ہین وہ جان دینے پر آمادہ تھے کہ اپنے باپ کی رہائی کو مین جاؤن مگر حکم سے خواجہ زادون
کے سب ناچار ہوئے ورنہ اسد غازی کا آنا کون منظور کرتا تھا ہر ایک اُسکی محبت کا دم
بھرتا تھا کیونکر کہون کہ بدون فتح طلسم ہوش ربا وہ شیر بیشۂ وغا قتل ہوجائیگا ان باتون سے
عمرو کی سردارون کو کسی قدر تسکین ہوئی ہی اپنے اپنے مقام پر آکے بیٹھے ہین خواجہ کرسی پر سر
جھکائے ہوئے یاد اسد نوجوان مین صورت آئینہ حیران وبشکل زلف پریشان اندوہگین جلوہ گر
ہین کہ ملکہ بہار جادو نے کہا آج کئی روز سے ملکہ مخمور سرخ چشم کا پتا نہین ہی اس لڑائی مین
بھی نہ تھین نہین معلوم کہ کہان گئین ملکہ مخمور کی وزیرزادی ملکہ مدہوش جادو کو بلاؤ اُس سے
دریافت کرو خواجہ عمرو کو بھی یہ سنکر ملکہ مخمور کا خیال آیا مدہوش وزیرزادی کو طلب کیا اُس
سے پوچھا کہ ملکہ مخمور کہان ہین مدہوش نے اول حیلہ وحوالہ کیا مگر خواجہ عمرو نے غصے سے آنکھ
ڈالی کہا مجھسے کیون چھپاتی ہی یہان کوئی اُسکا دشمن بیٹھا ہی تب مدہوش نے کہا خواجہ کئی روز کا
زمانہ گذرا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم نے خواب پریشان دیکھا روتی ہوئی اُٹھین کسی طرح اُنکے دل کو
قرار نہ آتا تھا کنیز ہمیشہ سے اُنکی رازدار ہی اُنکے شمع رخسار کا پروانہ ہی جب مین نے کیفیت پوچھا
تو رو کر فرمایا کہ مین نے شاہزادۂ نورالدہر کو عالم خواب مین دیکھا ہی دل مثل ماہی بے آب تڑپتا ہی

ای مہوش مجکو آرام نہ آئیگا دل بیتاب پسلیون کو توڑکے نکل جائیگا طائر روح قفس جسم مین گھبراتا ہی صدمۂ فراق سے غش چلا آتا ہی سوائے شربت دیدار کوئی علاج نہین دل بہت اندوہگین ہی مین طرف کوہ عقیق کے جاتی ہون فقط ایک نظر دیکھکر چلی آؤنگی مگر ای مہوش جہانتک ہوسکے اس راز کو چھپانا پس حضور وہ نورالدہر کو دیکھنے گئی ہین خواجہ عمرو نے کہا اور زیادہ تردد تھا ایسا نہو کہ اسپر بھی کوئی اُفتاد پڑے خدا اُسکو خیر و عافیت سے یہان پہونچائے وہ کسی بلا مین نہ پھنس جائے مگر ملکہ بہار گلعذار نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آتش عشق کا کانون سینے مین چھپانا بہت دشوار ہی صاحبان ربط و ضبط جان دیتے ہین اپنا خون اپنی گردن پر لیتے ہین کم ظرف اُبلنے ہین پچھڑن کے بل جلتے ہین مین کچھ بُوا مخمور کو نہین کہتی ہون آمد سخن مین یہ فقرہ زبان سے نکل گیا کئی روز سے مجھسے بھی کہتی تھین کہ بُوا چلو واسطے دو چار دن کے لشکر اسلام مین تماشا دیکھین مین نے انکار کیا اُنکے قلب نے نہ مانا گئی تو ہین ایسا نہو کہ افراسیاب کو خبر ہو جائے تو خرابی ہو ان باتون مین سب صاحب مصروف ہین کہ یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا ارے خیر تو ہی چند کنیزین دوڑین ابھی وہ باہر نہ جانے پائی تھین کہ دیکھا دربارگاہ سے ایک اژدر مہیب بصورت عجیب و غریب مثل کوہ منھ سے قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا دربارگاہ سے پیدا ہوا اتنا جلد آیا جیسے برق چمک کر آسمان سے زمین پر گرتی ہی آگ کے شعلون سے آنکھین سب کی جھپک گئین جس مقام پر مقابل نہ سکا تصویر گلی کا عالم ہر ایک بیدم جسم بے حس و حرکت نہ آنکھون مین بینائی نہ ہاتھ پاؤن مین قوت عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا بچہ ٹیک کر چاہا جست کرکے نکل جاؤن جان بچا کر نکل جاؤن جیسے خواجہ عمرو نے جست کی اژدر نے منھ بڑھا کر عمرو کو اپنے دہن مین لیا لیتے ہی پلٹا چشم زدن مین بارگاہ سے نکل گیا جب اژدہا عمرو کو لیکر چلا اب سب کے حواس درست ہوئے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل و رعد و برق و خورشید زرین سحر و ملکہ بلال سحر افگن و ملکہ سرخ موے کاکل کشا گولے و تیر و ناوک و تیغے پیکان کے لیکر پیچھے اژدر کے دوڑے دیکھا بیچ مین سے لشکر کے جاتا ہی خواجہ عمرو کو منھ مین دبائے ہوئے جس طرف دم مار دیتا ہی خیمے بارگاہین گر پڑتی ہین صدہا ساحر اُسین دب گئے اب سردارون نے اپنے سحر اژدہے پر بصد کرو فر کرنا شروع کیے یعنے ملکہ

مہرخ سحر چشم نے گولہ مارا کہ اگر کوہ آہن پر پڑتا پرزے پرزے اُڑادیتا مگر اژدر کی پشت پر پڑا
گولہ آہن کا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اژدر کو خبر بھی نہوئی ملکہ بہار جادو نے دوڑکر گلدستہ مارا پھول
شرارہ بنکر جسم اژدر پر پڑے اژدر پر تاثیر بھی نہوئی اسی طرح کیسے کیسے سحر سرداروں نے کیے
کچھ نہوا اژدہا منھ پھیر پھیر کر بہ نگاہ قہر دیکھتا ہی جسپر نگاہ زہر آلود پڑتی ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آجاتا
ہی قلب بھرا تا ہی لشکر کے کنارے تک تو اژدر خراماں خراماں آیا سرداروں نے پیچھا نہ چھوڑا
کنارے پر لشکر کے اژدر ٹھہرا پھر پھریری لی زمین پر اُٹھاکر دُم ماری دونون بازوون پر پرواز
پیدا ہوے اُڑکر طرف آسمان کے روانہ ہوا سرداروں نے ہر چند تعاقب کیا اژدر کے قریب
نہ پہونچ سکے تھک تھک کے زمین پر گر پڑے اژدہا آنکھوں سے ناپدید ہوا نہیں معلوم کہاں
گیا شور قیامت برپا ہوا چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیردل
و مہتر قران عیار دوڑے ہوئے آئے دیکھا صدہا خیمے گرے پڑے ہین کئی ہزار آدمی جان
بحق تسلیم ہوئے کسی کا سر پھٹ گیا ہی کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی تڑپ رہا ہی سردار سر پیٹ رہے ہین
پوچھا صاحبو خیر تو ہی ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا ایک اژدہا آیا کیا غضب کی بات ہی ہم سبھوں کے
سامنے عین بارگاہ سے خواجہ عمرو کو لے گیا ہم لوگوں نے ہر چند سحر کیے کچھ تاثیر نہوئی آسمان پر
جاکر غائب ہوگیا ملکہ بہار نے کہا صاحبو یہ خود افراسیاب خانہ خراب تھا اور کسی ساحر کا
یہ کلیجہ نہین ہی کہ ہم لوگوں پر یون بے تکلف گھس پڑے اگر سامری و جمشید ہوتے تو اُنکو بھی
چھونا نہ دیتے مگر وہ بے حیا بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی اُس پر کسکا قابو ہو سکتا ہی اگر جائین
تو کس طرف جائین کہان اُس ظالم کا پتا پائین اگر باغ سیب مین گیا کون وہاں جائے باغی بھی
تو آسیب اُٹھائے کیا کرین کچھ نہین بن پڑتا بڑے بڑے ساحران نامی اُسکے ہاتھ سے خواجہ عمرو
کے واصل جہنم ہوے جھلایا ہوا ہی بڑے غصے مین خواجہ کو لے گیا ہی ایسا نہو کہ قتل کرڈالے
ای چالاک و برق اگر خواجہ کے دشمن قتل ہوگئے ایک لمحہ طلسم ہوش ربا مین ٹھہرنا مشکل ہی
افراسیاب سحر مین بڑا کامل ہی چالاک نے کہا آپ لوگ نہ گھبرائین ہم پانچون عیار حاضر ہین
جاکر تلاش کرتے ہین اگر پتا پائینگے یا تو وہین گدبد ہو جائینگے یا مناسب ہوگا تو آپ کو خبر پہونچا جائینگے
مگر آپ سب صاحب کلام حسرت آمیز و وحشت انگیز زبان پر نہ لائین ورنہ سب اہالیان لشکر

گھبرا جاوینگے گوشون مین چھپ کے اپنی جانین بچاوینگے ملکہ زبان پر یہ جاری نہ فرمایئے سرداران لشکر کو سمجھایئے کہ کیا مجال ہی ہمارے اُستاد کو قتل کرے خواجہ عمرو وُہ اس اولوالعزم کے عیار ہین کہ جو تمام عالم مین نامی و نامدار ہین اُنکا لواے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہی اُنکی جرأت و شوکت پر مردان عالم کو ناز ہی یعنی زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالی شان اگر خدانخواستہ خواجہ عمرو کو کوئی قتل کرڈالے تو اُنکے آقا اگر زمین کے طبقے آسمان پر اُڑا دین اُس قوم کی قوم کو مٹا دین الغرض عیارون نے سمجھکر ملکہ مہرخ و ملکہ بہار گلعذار وغیرہ کو بارگاہ آسمان جاہ مین پہونچایا پانچون عیار نامدار یعنی مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و مہتر قران بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر بصد کروفر

تلاش مین خواجہ عمرو کے روانہ ہوے ہین انکو راہ مین چھوڑو

دو کلمے داستان حیرت بیان کو عقیق گلزار سلیمانی ز فولاد فولاد شکن کے بیان ہوتے ہین کہ اسکی دختر کو ایرج نوجوان نکال لے گئے ہین عیاری کرنا دسواس عیار کا اور بیتا پاکر جانا فولاد فولاد شکن کا برسر ایرج نوجوان و ذکر جنگ مغلوبہ عجب داستان رنگین و جلالت آئین ہی خمسہ

دیکھیے اب گلعذارون کی فضا دو چار دن — اس چمن مین نخل دل رکھیے ہرا دو چار دن
زندگانی کا اُڑا لیجے مزا دو چار دن — مغتنم ہی باغ عالم کی ہوا دو چار دن
صورت گل ہی یہان نشو و نما دو چار دن

غور تمکو چاہیے اپنے مآل کار پر — بل کی لیتے ہو عبث اس گیسوے خمدار پر
آمد آمد ہی خطان کی حسن کے گلزار پر — سبزۂ خط کا نمو ہی چاند سے رخسار پر
اور رخ پر چھوڑ لو زلف دوتا دو چار دن

یا تو اپنی آنکھ سے اک دم نہوتا تھا جدا — یا چھپایا منھ کو ایسا تو نے ای جان جہان
غیر سے وان صحبتین ہین ہم ترستے ہین یہان — اُس بت کافر کی دیکھے تو کوئی بیباکیان
آشنا دو چار دن نا آشنا دو چار دن

آج تو اُسکو غرور حسن ہی حد سے سوا — گفتگو مین طاق ہی اصلا نہین شرم و حیا

واسطہ خالق کا دیگر کی جو مین نے التجا
مدعاے وصل سنکر وہ صنم کہنے لگا
بیٹھکر مسجد مین کر یاد خدا دو چار دن

جامۂ ہستی سے مین نے قطع کی جب دوستی
چولی دامن کی طرح تھا ساتھ جسکا ہر گھڑی
آنسوؤن سے ترکئی روز آستین قاتل نے کی
مجھ گریبان چاک کے مرنے سے اک وحشت رہی
وا رہے اُس شوخ کے بند قبا دو چار دن

کیا کہون کیا کیا تصور مین مجھے بھائے نہ تم
آنکھین روشن کرنے کو تشریف یان لائے نہ تم
پر شب مہتاب مین بن میرے گھبرائے نہ تم
یہ بڑا اندھیر ہی اک رات بھی آئے نہ تم
چاندنی کیا کیا ہوئی اے مہ لقا دو چار دن

لیچلون گا آج اپنے گھر تجھے مین کھینچ کے
مین نہ مانون گا کبھی فقرے کسی نادان کے
اعتبار ان جھوٹی باتون کا نہین ہرگز مجھے
واہ رے وعدہ ترا قربان وعدے کے ترے
ایک دن کے ہوگئے اے بیوفا دو چار دن

ایک دن ہونا ہی ہر اعلی و ادنے کو فنا
سلطنت دنیا مین کی تو کیا فقیری کی تو کیا
یہ مسافر خانہ ہی اے غافلو عبرت کی جا
روز آتی ہی لب گور غریبان سے صدا
شادی و غم ہین پئے شاہ و گدا دو چار دن

ٹوٹنے پر پھول کے دی ہین ہزارون گالیان
خاک اُڑے گی باغ مین جب آیگی فصل خزان
دور ہی تیرا کوئی کب کھول سکتا ہی زبان
نکہت گل پھر کہان باد بہاری پھر کہان
باندھ لے اے باغبان اپنی ہوا دو چار دن

مانگتا ہون بوسۂ گیسو تو کہتا ہی یہ کیا
شانہ کرتا ہون تو نازل سر پہ ہوتی ہی بلا
ہوش مین آ تو علاج اپنا کر بہر خدا
وہ پری کہتا ہی دیوانہ بنا کر زلف کا
فصد لو اپنی کرو جا کر دوا دو چار دن

دیدون مین ڈالینگے دیدے کھولکے تجھ پیچ و تاب
پھر کہان یہ نیچی نظرین اے دل خانہ خراب
اٹھ گیا جب شرم کا پردہ کہان کی پھر نقاب
پھر کہان یہ اُنکی چتون چند روزہ ہی حجاب
اور کر لین مجھسے وہ شرم و حیا دو چار دن

مست ہو جاتا ہے دل گلگشت مین وقت سحر
ہے جو باد صبح موج مے کا رکھتی ہے اثر
بادہ کش تو اک طرف مجکو یقین ہے اسقدر
زاہدون کی رال ٹپکے گی مے گلرنگ پر

گر رہی یونہین گلستان کی ہوا دو چار دن

ہاتھ مین تسبیح رکھیے زاہدون کی طرح سے
ہیچ سب سے بیچیے سر پر عمامہ باندھ کے
جس مین اہل زر پھنسین اب جال وہ پھیلائیے
دام پیدا کیجیے ہی ہو چکی مفلس ہوئے

بیٹھیے مسجد مین بنکر پارسا دو چار دن

یاد کرتا ہے امانت تم کو اکثر باغ مین
سر پہ ہی مینا کے ہر پھول ساغر باغ مین
میکشون کے جمگھٹے رہتے ہین دن بھر باغ مین
بادہ گلگون پہین ہر روز چل کر باغ مین

موسم گل کے یہی ہین ای صبا دو چار دن

ساقی نامہ مصنف قمر

کدھر ہے تو ای ساقی تیغ بر
برستا ہے میخانے مین آب تیغ
دکھا ساقیا جلوۂ آفتاب
کہ چلنے کو تلوار ہے دشت مین
تامل نہ کر کیون تو دل تنگ ہے
کہ دشت مضامین کرون تم مین تنگ
یہ سامان ہین سلطنت کے بہم
کہ فوج مضامین کی آمد ہوئی
الف ہین کہ ہین نیزۂ جانستان
جو کاٹے رگ جان میان ستیز
سپہ ہے ہر اک نقطۂ دلپذیر
عدو کو نظر آئے گر زگران

پڑا اسکدے مین ہے اب شور و شر
کھنچے تیغ موج مے خوشگوار
قمر پہ ہی رحمت کا چھایا سحاب
زبان کی صفائی دکھا ای قمر
ارے ایک حملے مین سر جنگ ہے
کبھی نیزۂ جان ستان ہے قلم
دوات و قلم مثل طبل و علم
یہ قرطاس کا ہے ضیا بار نور
دوائر ہین یا خنجر خونچکان
کمان کیانی ہے نون بے نظیر
تبر کاف ہے جنگ مین بے نظیر
جو نہ ہ کرو ان تیغ کردہ آہ

عطا کر مجھے جام ہی بیدریغ
بنے میکدہ خون سے لالہ زار
کیت قلم آج ہے گشت مین
کہ پیر مغان کو ہی منظور شر
وہ تیغ قلم ہے مری سر شگاف
کبھی فوج تحریر کا ہے علم
لڑائی کی تحریر مین کہ ہوئی
صفین فوج کی ہین کہ مین اسطور
کشش شین کی ہے کہ شمشیر تیز
الف صاف آیا نظر مثل تیر
اگر میم کا مغلب ہو نشان
ہوا اک دم مین سر روز بر پا

چونکہ حقیر پر تقصیر کو اس داستان شوکت بیان مین ذکر جنگ عشق منظور ہے اسی طلانے مین

ثانی نامہ تحریر کیا ایک غزل عاشقانہ بھی سماعت فرمائین ناظرین لطف اُٹھائین غزل

تڑپنے بسمل کو تیرے پاس ای سفاک ہوناتھا
تڑپ کر رہ نجانا تھا وزرا چالاک ہوناتھا

انھین خود اپنے گرم اشکو نسے جلکر خاک ہوناتھا
مری ناکام پلکون کو خس وخاشاک ہوناتھا

گریبان کو جنون مین تا بہ دامن چاک ہوناتھا
جواب جادۂ صحرا بے وحشتناک ہوناتھا

جو یہ مقصود تھا دھوتا نہ قاتل اپنے دامن سے
لہو کو میرے پانی ہوکے پہلے پاک ہوناتھا

گلا کچھ وصل مین دست تمنا سے ہی کچھ تم سے
کہ اسکو گدگدانا تھا تمھین بیباک ہوناتھا

اگر بانکی ادا کو تیری بنناتھا قضا میری
تو پھر دشمن نہو تی دوست ای سفاک ہوناتھا

خدا کے سامنے بھی بتون نے کین نہ چار آنکھین
وہین شرماگئے آخر جہان بیباک ہوناتھا

نگہ جب تاب لاتی تھی نہ عریان دیکھ سکنے کی
مری آنکھون کے پردون کو تری پوشاک ہوناتھا

نہین معلوم ہم بھولے سے کس کو یاد آئے ہین
خبر لاناتھا دل کو ہچکیون کو ڈاک ہوناتھا

نہ آیا مجکو میرے آنسوؤن مین پیرنا ای دل
لہو ہوہو کے بہنا تھا اگر پیراک ہوناتھا

نگاہ گرم کی بجلی سے جلنا تھا مقدر مین
کسی کو آگ ہوناتھا کسی کو خاک ہوناتھا

نکل جاتی نہ رہتی حسرت پرواز تو باقی
قفس کی طرح بلبل کے جگر کو چاک ہوناتھا

رقیب آئے ہین اُنکے ساتھ کثرت ہی عذابونکی
یہین گذرا دو مُردے پر جو زیر خاک ہوناتھا

جو آنکھین پوچھتین اُسکی تو دل میرا بتادیتا
وہان شرماکے جھکنا تھا یہان بیباک ہوناتھا

نہ مرجاتے نہ چار آنسو بہاتا کوئی تربت پر
مقدر مین ہمارے خاک سے یون پاک ہوناتھا

نگاہ شوق کی حسرت جگر اُسکا تو شق کرتی
ترے پردے کو چلمن کی طرح صدچاک ہوناتھا

خدا کی شان کہتا ہی بتون کی ناک کا تنکا
مری تقدیر مین سب زیورون کی ناک ہوناتھا

بتون مین جلوۂ حق شیخ کو معلوم ہوجاتا
برہمن ہی سے ملکر صاحب ادراک ہوناتھا

تڑپ دلکی دکھاناتھا جلال ان شوخ چشمون کو
وہین کی بجلیے سُستی جہان چالاک ہوناتھا

ناظرین پر واضح ہوا اول مین تحریر ہوا ہی کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد دختر فولاد فولادشکن پاس ایرج نوجوان کے ہی کہ یہ صحرا مین شکار کھیلنے گئے تھے وہین خود شکار ہوے اسکے عشق مین بیقرار ہوے شاپور خیر دل بشکل شعلہ رخسار عیاری کرکے لایا اب اُسی صحراے سبزہ زار مین

ساتھ اُس نازنین مہ جبین کے اپنے خیمے مین مصروف عیش ہین صرف سَو دو سو سوار ساتھ ہین فقط شاپور شیر دل خیمے مین انکے ساتھ ہی دن عید رات شب برات ہی اور بختیارک نے فولاد فولاد شکن کو گرمایا ہی وسواس عیار کو واسطے پتا لگانے کے بھیجا ہی یہ مفصل تحریر ہو چکا ہی اب ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ فولاد فولاد شکن در باغ سلیمان عنبرین موے کوہی پر شب سے بے آب و دانہ غصے مین بیٹھا ہی بختیارک مرچین لگا رہا ہی کہ اے پہلوان دوران و اے گرشاسب جہان اب طرح دو صبر کرو اگر وسواس خبر لایا کہ تمھاری دختر بلند اختر قبضے مین کسی فرزند حمزہ کے ہی تو پھر کیا کروگے آخر خاموش ہو رہو گے غصہ تھوک ڈالو کھلکر خاصہ نوش کرو فولاد کہتا ہی ملک جی آپ اس مقدمے مین خلل نہ دین وسواس عیار آئے مجکو نشان بتائے قسم ہی جاہ و جلال خداوندی کی یا تو اپنی جان دونگا یا اُس گستاخ کا سر کاٹ لونگا اگر اسکے خلاف ہو مجکو فولاد نہ کہنا یہان تو یہ ذکر ہی مگر حال وسواس عیار کا سنیے کہ فولاد فولاد شکن نے کئی لاکھ روپیہ کی اسکو طمع دی ہی کہ جاکر پتا لگاؤ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو کون لے گیا مگر آنکھون سے دیکھ آنا وسواس طرف لشکر اسلام کے روان ہوا فقیر بنکے داخل لشکر ظفر اثر صاحبقران زمان ہوا دیکھا لشکر آباد رعایا دلشاد ہر سمت کٹورہ کھنک رہا ہی گرم بازاریان ہو رہی ہین جابجا لشکر سرداران نامی و پہلوانان گرامی کے فرد کش ہین بارگاہ سلیمانی وسط لشکر مین استادہ ہی دست راست کے جانب بارگاہ داراے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان برپا ہی سمت دست چپ خیمہ زرنگاری مالک اژدر صاحب نیزہ دوسرا غلام نبی و چار حیدر جوانان عرب جابجا فروکش ہین کہین کشتی ہو رہی ہی کوئی لیزم و پٹا ہلا رہا ہی خیمے استادہ ہین عرب جا بجا ٹہل رہے ہین خود ہاے آہن سرون پر زرہین زیب جسم ہاتھون پر عبادت کے گھٹے مثل ستارۂ سحری چمک رہے ہین قواعد جا بجا ہو رہی ہی اُدھر لشکر لندھور مین جوانان ہندی وضیع و شریف بانکے ترچھے اٹے بٹرے گلون پر زخمون کے نشان ایک باغ بےخزان معلوم ہوتا ہی پلٹنین رسالے کس تکلف سے آراستہ ہین صبح کا وقت ہی وردی بج رہی ہی جوانان تماشا بین رنڈیون کے خیمون سے نکلے ہین جھیل مین جاکر غوطہ مارا نماز کا وقت جاتا تھا جلدی آکر نماز چند فقرات مین ادا کی چونکہ نشے باز ہین ڈیڑھ ہتی بغل مین دبائے دکان پر جھنگیڑن کی پہونچے چونی انٹی پھینکی دم مارا ادھر سے کمیدان آئے اُدھر سے رسالدار پہنچے

ایک کھنگار ا ایک نے موچھون پر تاؤ پھیرا لمکیدان نے کہا میان کیا موچھون پر تاؤ پھیر اکر تے ہو آؤ دو دو ہاتھ ہو تلوارین کھنچ گئین ایک کے وار پر دوسرا تعریف کرتا ہی کہ بھئی واہ جوان کیا ساکھے کا ہاتھ مارا ہی بھئی سپر تو پھینکو مردان عالم کہین گھونگھٹ مین رہتے ہین غصے مین دونون نے سپرین پھینک دین اب دونون کے سینے سپر ہوئے دم بھر مین خون مین تر ہوئے کوتوال کو خبر ہوئی دوڑے تر بی بھنکی دھوتو دھوتو دھوتو کی آواز آئی دونون جوان ایک طرف ہو گئے تلوارین پکڑ کے آگے بڑھے کہ کوتوال صاحب آپ کو کیا کام ہی ہم بھائی بھائی ایک بیڑے کے دوالی بند ہین حضور ایسی کیا آفت آئی جو آپ دوڑے آئے کوتوالی چبوترے کے پیادے پیچھے ہٹ کے کھڑے ہوئے آپس مین کہتے تھے کہ بھیاخان میان سے ڈرنا چاہیے دوسرے نے کہا کہ مرزا جی کیا کم ہین خانہ جنگیان ادھیڑتے ہین جب زیادہ ہنگامہ ہوا رسالدار کی طرف سے رسالہ تیار ہوا لمکیدان کی طرف سے پلٹن آپس مین کہتے ہوئے کہ ہمارے افسرون پر ہنگامہ ڈالے گا تو خون کا دریا بہادینگے یہ شور سنکر خود لندھور بن سعدان کئی لاکھ روپیہ کا سیلہ سر پر باندھے ہوئے رفقا ساتھ آکر ہنگامے کو برطرف کیا دونون جوانان زخمی کو گلے سے لگایا کہا بھائیو آپس مین لڑتے ہو انشاء اللہ لقا پرستون سے لڑنا غصے مین دونون جوانون نے جواب دیا کئی دن سے طبل جنگی نہین بجے تلوارین ہماری خون چاٹنے کی عادی ہین جہان دو دن جنگ نہوئی یہ معشوقان خونریز بہت بیچین ہو جاتی ہین جب خون چاٹ لیتی ہین تو آرام پاتی ہین غرض لندھور بہلا کر دونون جوانون کو لے گئے زخمون پر ٹانکے لگائے شفاخانے مین دوست واحباب دیکھنے کو چلے آتے ہین یہ ہنگامے اکثر لشکر ہندوستان مین برپا ہین وسواس جابجا خبر لیتا پھرتا ہی پہلے سب سے قریب بارگاہ شہزادہ خاور سپاہ کے آیا فقیر کی صورت بنکر عرصہ دراز تک ٹھہرا کچھ پتا نہ پایا نور الدہر و علمشاہ و توریج بن بدیع الزمان و شاہزادہ ہاشم تیغزن و لندھور بن سعدان و مالک و بہرام و جمہور جہان سوز و طرطوس و بہادر شاہ تبرزن و رستم سرزمین مغرب و فرامرز عاد مغربی و مندویل اصفہانی و شہریار عراقی و شہنشاہ عراقی و عبدالجبار حلبی و نعمان بن منظر و منظر شاہ یمنی و سیف ذوالیدین وغیرہ کے خیمے وسواس عیار نے جہان ڈالے کبھی عورت بنکر کبھی جو صورت فقیر کی ہر ایک طرح سے دریافت کیا کہین نشان نہ پایا آخر واپس آیا یہان غلام

اُسی طرح در باغ پر بیٹھا ہی گر دسرداروں کا جادو ہی کسی سے کلام نہیں کرتا کہ وسواس سامنے
سے آیا عرض کی حضور مین نے سارا لشکر چھان ڈالا کہین ملکہ عالم کا نشان نہ ملا فولاد فولاد شکن
نے کہا کیون ملک جی تم تو کہتے تھے کہ پسران حمزہ کا کام ہی دیکھو تمہارا عیار کیا کہتا ہی بختیارک
نے کہا سوا اسے پسران حمزہ کے کسی کا ایسا کلیجہ نہین ہی اب مجھے بھی ضد ہی کہ بے پتا نشان لگائے
آپ کی خدمت سے کہین نہ جاؤنگا فولاد فولاد شکن نے کہا کہ جلد تدبیر کیجیے نشان بتائیے پتا لگائیے
ورنہ ایک ہاتھ آپ کو مارونگا کہ بھنڈارا کھل جائیگا اور اپنی بھی جان دونگا تمنے جھوٹ باتین
کہکر مجکو بڑے قلق دیے ہین مرنے والے سے ڈراکرو بختیارک نے کہا دیکھیے ابھی لیجیے ان
باتون سے نہین ڈرتا بموجب مصرع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است وہ یہ کہکر
طرف وسواس عیار کے متوجہ ہوا کہا ای وسواس تم تو عیار ہو دیکھو ہم ابھی پتا لگاتے ہین
تم کو نشان بتاتے ہین لشکر حمزہ مین ابھی جاؤ یہ دریافت کرو کہ کوئی فرزندان حمزہ مین سے
شکار وغیرہ کو تو نہین گیا ہی وسواس نے کہا مین نے پہلے ہی پوچھا تھا دریافت ہوچکا کہ نقد
روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان کئی روز سے واسطے شکار کے گیا ہی آجتک
پلٹ کے نہین آیا بختیارک نے کہا کہ ای وسواس بس ہم تو بخوبی سمجھ گئے بہ تعجیل اپنے کو
شکارگاہ مین پہونچاؤ ایرج نوجوان کی خبر لاؤ یہ سنتے ہی وسواس طرف صحرا کے روانہ ہوا
کوئی دو گھڑی رات باقی تھی کہ اُسنے دور سے دیکھا کہ صحرا سے سبزہ زار مین ایک خیمہ برپا ہی ایک
طرف کوئی دو سو سوار زیر نخلستان فرکش ہین بس اُسنے اُسی وقت رنگ روغن عیاری کا لگالا
اور ایک دھوبن کی صورت بنکر تیار ہوا لہنگا بہت معقول اطلس کا نیچے ڈوپٹہ اوپر ڈلائی اوڑھ
چھوٹے ہاتھ پانون مین کچھ کپڑے اُجلے کچھ میلے بطور لادی کے کاندھے پر ڈال کر اٹھلاتا ہوا ناز و
کرشمہ دکھاتا ہوا چلا یہان بالکل صبح ہوچکی ہی کچھ سوار سوتے ہین بعض آنکھین ملتے ہوے اُٹھے
ہین سائیس اپنے اپنے گھوڑون کو مل رہے ہین یہ اُنھین سوارون کے بیچ مین سے نکلا ایک
سوار کی نگاہ پڑی کھنکھارا آواز دی بری چھٹن ہمارے بھی کپڑے لیتی جاؤ یہ مٹک کر آگے بڑھا جواب دیا
ہمیشہ کلیجے رہوگے نا وڑا دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا ایسے ایسے آوازون کے جواب دیتا ہوا
قریب خیمے کے پہونچ گیا صبح کا وقت ہی پہرے کا سپاہی سمجھا یہ دھوبن روز آتی ہی وہی ہوگی اسوجہ سے

پچھ نہ کہا بس وسواس پردہ اُٹھا کر اندر پہونچا شب بھر عاشق و معشوق جاگے ہین بیخبر لیٹے ہوے سو رہے ہین ایک طرف شاپور شیر دل عیار شاہزادے کا گوشے مین پڑا ہوا سو رہا ہی اور ملکہ کے چہرۂ بے نظیر پر سے دو پٹہ ہٹا ہوا ہی فولاد فولاد شکن وسواس کو تقریر مین تصویر اپنی بیٹی کی دکھا چکا ہی بس یقین کامل ہوا کہ یہ وہی ماہ کامل ہی بس اُلٹا پلٹا سوار پیادون سے ہنسی کرتا ہوا گلستان کی آتش بگڑی لادی وغیرہ کنارے پھینکی بصورت اصلی ہوکر بھاگا فولاد بیٹھا ہوا بختیارک سے کج بحثی کر رہا ہی فلک تفرقہ پرداز درمیان مین عاشق و معشوق کے سنگ تفرقہ پھینکتا ہی شعر

یہ دو دل کو اکھا بجھاتا نہین ٭ کسی کا اسے وصل بھاتا نہین ٭ برائے عاشق و معشوق ہر وقت درپئے آزار ہی کسی کو صحرا نورد کیا کسی کو مبتلاے رنج و درد کیا کسی سے خاک چھنوائی کسی کو لقمۂ عدم بنائی یہ ظالم اسی فکر مین ہی یہی تفرقہ ان دونون شیداے یکدیگر کے ہوا چاہتا ہی فولاد فولاد شکن نے دیکھا وسواس خوشی خوشی سامنے آیا بختیارک نے پوچھا کہو ہماری راہبری کچھ کام آئی منصور خبر پائی وسواس نے کہا ملک جی تمہارا بایان پاؤن چومنا چاہیے غیب کی خبر دیتے ہو فی الحقیقت ایرج نوجوان کے ساتھ پہلوان جہان کی دختر پڑی ہوئی سو رہی ہی آنکھون سے غلام دیکھ آیا ہی اسی وجہ سے شاہزادہ ایرج نوجوان صحراے لشکر مین آیا نہین معلوم ملکۂ عالم کو کیونکر پایا رات بھر جاگے ہین دونون عاشق و معشوق لپٹے ہوے سو رہے ہین بختیارک تو ایک ہی حرامزادہ ہی یہ سنتے ہی اُٹھکر ناچنے لگا اور کہا میان پہلوان صاحب آداب تسلیم بڑے عمدہ جوان کے پہلو مین پہونچین جو خداوند زمرد شاہ باختری کا نواسا ہی اب غصہ ناحق کا ہی کیا اچھا داماد آپ کو ملا البتہ دختر خداوند کے صلب شاہزادۂ خاور سیاہ کا وہ پوتا صاحبقران کا ایسا صاحب حسب و نسب کون ہی ایسا پیوند کسکو ملتا ہی فولاد فولاد شکن غصے مین تھر تھر کانپا مسلح تو بیٹھا ہی تھا قبضے پر ہاتھ ڈالا جھپٹ کر گینڈے پر سوار ہوا اور پہلوانون نے چاہا کہ ساتھ دین فولاد نے پلٹ کر غصے مین آواز دی کہ خبردار اگر میرے ساتھ کسی نے آنے کا قصد کیا مین اُسکا دشمن ہون ڈر کر سب ٹھہر گئے وسواس سے مقام تو اُسنے پوچھ لیا قہر و غصے مین کیہ و تنہا چلا بختیارک نے دیکھا کس زور و شور مین جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ جھونکا ہواے تند کا سامنے سے نکل گیا بختیارک تو یہان بیٹھا ہوا باتین بناتا ہی وہان یہ عاشق و معشوق غافل پڑے سو رہے ہین چند سپاہی

پھر سے پر بیٹھ مین ایک سنے دیکھا سامنے سے بونڈ لاگرد کا اُڑا دیکھا کہ ایک گرگدن پر سوار مثل
آندھی کے آتا ہی گینڈا ابر ابر فیل مست کے سوار مثل دیو کوہ بالاے کوہ کے ہی جبتک وہ سپاہی
اُٹھے اور ساتھ والون کو جگائے یہ بدمست گینڈے سے کودا سپاہی نے کہا کہان جاتا ہی فولاد
فولاد شکن نے ایک سپر لی او چوٹ ماری کہ اُس سپاہی کا سر پھٹ گیا دوسرے نے جھپٹ کے
ہاتھ تلوار کا مارا یہ بیحیا ایسی تلوارون کو کب مانتا ہی دیو کو پشہ جانتا ہی تلوار اُس مرد مومن کی
چھین اُسی تلوار سے اُسکو قتل کیا جب دو لاشے زمین پر گرے اور سپاہی گھبرا کر اُٹھے جبتک
وہ لوگ ہتھیار سنبھالین یہ ملعون بر عدو اُٹھا کر اندر آیا یہان اسوقت تک سوتے ہی مین فتنۂ خوابیدہ بیدار
ہو چکا بس فولاد نے جو پہلو مین ایرج نوجوان کے اپنی دختر کو دیکھا ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ او
گیسو بریدہ شوخ دیدہ پچھاہ بدولت کا تجکو خوف نہ آیا ملکہ کی آنکھ کھلی ملک الموت کو سر پر دیکھا قریب
تھا کہ روح قالب سے نکل جائے مگر فولاد نے قریب چھپر کھٹ کے آکر ہاتھ تھاما ایک جھٹکا دیا
وہ نازنین پروردۂ مہد ناز و نعم مثل چھپکلی کے زمین پر گری مگر گرتے گرتے جوش محبت مین آواز دی
کہ شہریار برائے خدا اُٹھئے اجل سر پر کھڑی ہی موت کا سامنا ہی یہ جلاد خونخوار آگیا ایرج نوجوان
نے گھبرا کر آنکھ کھولی ملکۂ سیمین عذار رشک صنوبر قد کو پٹتے ہوئے پایا ایک دیو کو دیکھا تیغ برہنہ کھینچے
ہوئے کھڑا ہی اُس شیر دل نے اُٹھتے اُٹھتے نعرہ کیا کہ او ملعون تو کون ہی کہ ناموس پر ہمارے
ہاتھ ڈالتا ہی ایرج نوجوان سیدھا ہونے پایا تھا کہ فولاد نے بڑھکر ہاتھ مارا شاہزادہ سر برہنہ سر پر
خود نہ کلاہ بجوت اُس ملعون نے ہاتھ لگایا زخم کاری سر پر آیا یقین تھا کہ دو ٹکڑے ہون دونون ہاتھ
تو داستانہ گانیکے عادی تھے دم شمشیر پر مار دیے تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر کلائیان جھول پڑین اُسپر بھی
یہ شیر صولت چھپر کھٹ سے کودا قصد ہوا کہ اپنے ہتھیار اُٹھاؤن اس ملعون سے لپٹ جاؤن
مگر چادر خون کی چہرے پر آچکی کلائیون پر صدمۂ کامل پہونچ چکا لیکن دل مین یہی ہی کہ دانتون سے
بوٹیان کاٹ لون محبوب جانی یار جانی کو بچاؤن فولاد نے پھر ہاتھ مارا شانہ نشانہ ہوا اب قلب
اُس عالیجاہ کا تاب نہ لاسکا چکر آیا زمین پر گرے ملکہ پیٹ رہی ہی کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہی مین غلام
ہون یہ شاہزادہ سر بسر بیگناہ ہی نہتے پر ہاتھ تلوار کے مارتا ہی اُسنے پلٹ کر ایک طمانچہ ملکہ کو مارا
اگر پورا پڑتا تو سر چنبر گردن سے اُڑجاتا مگر دو اُنگلیان پڑین مثل لوٹن کبوتر کے زمین پر گری اُس ظالم

مین شاپور شیر دل کی آنکھ کھلی دیکھا عجب قیامت برپا ہی شاہزادہ زمین پر دربار سے خون مین غوطے
مار رہا ہی گھبرا گیا کہ کیا قیامت ہوئی جب ملکہ کو بھی زمین پر تڑپتے دیکھا فولاد نے غصے مین نعرہ کھینچا
کیا کہ منم فولاد فولاد شکن اب شاپور سمجھا کہ ملکہ کا باپ آگیا اسنے غل مچایا کہ ای یارو دوڑو فولاد نے
بڑھکر چاہا کہ اس سبل پر اور ایک ہاتھ مارون شاپور نے جھپٹ کر تیغہ مارا فولاد نے ایک دو جھڑ
سپر کی ماری یہ بیچارہ بھی منھ کے بل زمین پر گرا اور ایرج نوجوان اپنے خون مین غوطے مار کر
بیہوش ہوگیا فولاد پھر آگے بڑھا اب تو پانچ سات سپاہی اندر گھس آئے یہ حال مصیبت مآل
دیکھکر بدحواس ہوگئے مگر فولاد پر ہر چہار طرف سے تلوارین پڑنے لگین یہ گرگ باران دیدہ گرم و
سرد عالم چشیدہ ایسے لوگون کی حقیقت کیا سمجھتا ہی ان سب پر پلٹ پڑا جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے
کسی کو قبضہ کسی کو اور جھڑ سپر کی کسی کی کمر مین ہاتھ ڈالکر گھیٹ مارا کہ استخوان اُسکے چور چور ہوگئے
اب دیکھا اسنے کہ باہر سے سپاہیون کے آنے کا تانتا بندھ گیا دس پانچ کو مار کے ملکہ کو اٹھایا
ایک ہاتھ مین ملکہ ایک مین تیغہ خون آلود یہ مردود لڑتا ہوا قریب اپنے گینڈے کے پہونچا رکاب
مین پاؤن دیکر پشت گردن پر آیا ملکہ کو آگے گود مین ڈال لیا یہ نازک اندام گلفام تڑپتے تڑپتے
بیہوش ہو گئی ہی اب وہ جو سو دو سو سوار باہر پڑے تھے وہ بھی ہتھیار سنبھالکر دوڑے مگر حیران ہین
کہ یہ کیا معرکہ ہوا یہ دیو خونخوار جلاد صاحب بیداد کون ہی کہان سے آیا کہ شاپور شیر دل گرتا پڑتا
بیرون خیمہ آیا پکار کر آواز دی کہ ای یارو تمھارے آقا کو قتل کیے جاتا ہی ملکہ عالم کو لیے جاتا ہی
خبردار جانے نہ پائے یہ جوان بیچارون نے سُنا کہ ہمارے آقا کو مار ڈالا اور علامت سے بھی
ظاہر ہی کہ تیغہ خون آلود اُسکے ہاتھ مین خون کی چھینٹین تمام بدن پر پڑی ہوئی ہین کف مُنھ سے
جاری صورت مہیب نعرے کرتا ہوا دم جرأت کا بھرتا ہوا طرف صحرا کے قصد کیا ہی چاہتا ہی
کہ نکل جاؤن دو سو سوارون نے چہار سمت سے گھیر لیا مگر انتشار مین کوئی سوار ہوا کوئی پیدل
دوڑ پڑا کسی نے تلوار اُٹھائی کسی کے ہاتھ مین صرف سونٹا آگیا کسی نے فقط سپر اٹھائی ہی کا بن
قتل ایرج کی آواز آئی ہی ہوش و حواس پراگندہ ہیں ایک اُس آفت کا برپا ہونا مگر جان دینے
آمادہ ہو کر لینا لینا کہکر گھبرا کر اپنے حربے کرنے لگے فولاد فولاد شکن نے جسکو ہاتھ مارا اُسکا سر کٹکر
زمین پر گرا لینڈے کو کا دے پر ڈالا اُسکے جھڑ سپے کوئی بیکار ہو کر زمین پر گرا کسیکا ہاتھ اُڑ گیا

کوئی مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہے فولاد فولاد شکن کو نکل جانا منظور ہے وس مین کو مار کر اب جو گینڈے کو
دُر مدنگائی بیچ مین سے سب کے پامال کرتا دوڑا نکلا ہر چند اُن بیچارون نے چاہا تعقب کرین مگر اُسکی
گرد کو بھی نہ پایا یہان تو یہ کیفیت ہے کہ بیچارے جنگل مین غل مچاتے ہوے دوڑتے پھرتے ہین کہ ہاے
ہمارے آقا کو قتل کرکے نکل گیا شاپور نے جو یہ دیکھا کہ شاہزادہ بیہوش پڑا ہے سمجھا کہ آقا مرا سیار گلشن جنان
ہوا ہاے یہ کیا سامان ہوا گریبان چاک کیا خون شہزادے کا لیکر مُنھ پر ملا روتا پیٹتا خاک اُڑاتا طرف
لشکر اسلام کے چلا کہ اُنکے والد نامدار و جد عالی تبار کو جاکے اطلاع کرون شاپور شیر دل تو اودھر
جاتا ہے مگر فولاد فولاد شکن ملکہ کو لیے ہوے اس جلدی مین سامنے باغ کے پہونچا کہ بختیارک
حیران ہو گیا اُسکے ساتھ کے سردار در باغ پر جمع ہو گئے ہین پوچھ رہے ہین کہ ملک جی آقا ہمارا
یکہ و تنہا کہان گیا بختیارک کہتا ہے کہ معلوم ہو جائیگا تمھارے آقا پاس ملک الموت کے گئے ہین
اب جلکر لاشہ اُنکا نار تھی بنا نام گھٹ پر جلانا یا تو یہ باتین تھین وہ سب بگڑ رہے تھے کہ او شیطان تو
صاف نہین بتاتا کیا خبر وحشت اثر سُناتا ہے اُن سبھون نے دیکھا کہ فولاد دریاے خون مین نہایا ہوا
آتے ہی گینڈے سے کود ا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو کھینچتا ہوا اندر باغ کے لیچلا سب سردار
پیچھے بکتے دوڑے اے شہریار یہ کیا ہوا اسنے اتنا تو پلٹ کر کہا کہ یارو میری عزت مین فرق آگیا مگر
دشمن کو گھس کر اُسکے خیمے مین مین نے ٹکڑے ٹکڑے کیا اس نالایق کو پکڑ لایا ہون اب دیکھو کیسی سزا
دیتا ہون اس کشاکش مین ملکہ جو ہوشیار ہوئی اب اپنے کو پنجے مین ملک الموت کے پایا کہ فولاد
فولاد شکن کلائی پکڑے ہوے کھینچتا ہوا باغ مین لایا ایک نخل سے اُس سرو قد کو باندھا اب باغ مین
سات آٹھ سو اسکے سردار کیدان رسالدار ہزارون اہالیان فوج آگئے ہین غصہ فولاد فولاد شکن
کا دیکھکر کانپ رہے ہین مگر فولاد جب ملکہ کو نخل سے باندھ چکا کوڑا لیکر سامنے آیا کہا کیون اوبدنصیب
کچھ میرا خیال نہ کیا آبرو کو مٹایا مسلمان کے ساتھ بھاگی یہ ساعت یاد نہ تھی مین تو ایسی احتیاط کرتا تھا
سفر و حضر مین تجکو ساتھ رکھا اسی افتادو کے خوف سے وطن مین نہ چھوڑا مگر یہ رسم خداوند لقا نے نکالی
ہو اپنے بندون پر مصیبت ڈالی ہے قدرت کی دختر کو مسلمان لے گئے کچھ نہ کہا اُنکا حوصلہ بڑھ گیا
ہر ایک کی دختر پر ہاتھ ڈالنے لگے کسی مرد سے سابقہ نہ پڑا ہوگا ملکہ نے اُسوقت فریاد کی اے باپ
شیشۂ ننگ و ناموس میرا سالم ہے صرف کلمہ پڑھنے کی گنہگار ہون فولاد کو اور غصہ آیا مثل بید کانپ

ہر چند اُس گلعذار رشک بہار نے فریاد کی یہ خار بیابان کفر و ضلالت کب مانتا ہی جھپٹ کر کوڑا مار اوہ جسم نازک وہ گل سا چہرہ کہ جو جھوکے سے ہواے تند کے مرجھاتا تھا بدھیان پھولون کی جسم نازک بار تھین کوڑا جو پڑا خون کی چھینٹین گلے کا ہار تھین رنگ دگرگون ہوا حال ابتر خون کے فوارے جسم نازک سے چھوٹے اس بدعت پر اُس بیحیا کی رنگ باغ دگرگون ہوا لالے کا اس غم سے جگر خون ہوگیا سنبل کو پریشانی چشم نرگس کو حیرانی شمشاد رنج و ملال سے پا بہ گل قمری اس صدمہ جانگزا سے مثل مرغ بسمل ہر نخل نخل ماتم ہر گل بوٹہ مبتلاے رنج والم اپنے کف افسوس ملتے ہین رنگ سے پھولونکے شعلے نکلتے ہین عندلیبان چمن نغمہ سرائی بھولین نرگس کی آنکھین روتے روتے سوج گئین نہرون کو جوش ملال موجون کے کلیجے پر خنجر بے آب چل رہے ہین حباب بدحواسی مین اُبل رہے ہین لب ساحل نے صداے افسوس بلند مچایان اس ماہیت سے ماہر ہوکر درد مند باد صبا کو چل نکلنے کی خواہش خار کو خار الم سے کاہش جھوکون سے ہوا کے رونے کی آواز آتی ہی زمین چمن اس بدعت پر تھراتی ہی گلاب جوش غم سے عرق عرق ہی گل نسرین کا فرط رنج و ملال سے کلیجہ شق ہی طفلان غنچہ چٹک کر غل مچاتے ہین نخل شاخون سے اُس ستمگر کے بچانے کو ہاتھ بڑھاتے ہین باغ مین ہنگامہ قیامت خیز بدعت انگیز برپا ہی یہ بیحیا ایک کوڑا مار چکا ہی ہر مرتبہ غصے مین کلمات سخت کہکر بڑھتا ہی بختیارک کمر سے لپٹ لپٹ جاتا ہی تمام سردار گرد مین عرض کرتے ہین بس اے رستم زمان اسکے واسطے اتنی سزا کافی ہی ابکی کوڑے مین تڑپ کر مرجائیگی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کوڑا کھاکر زبان کھولی کہ او بیحیا خنجر سے مجکو جلد قتل کر میرے خون سے ہاتھ بھر تو نے میرے وارثون کو غفلت مین قتل کیا اگر وہ شیر بیشہ صاحبقرانی ہوشیار ہوتا تو حال اس بیداد کا کھل جاتا تجھ سے دیو خصال اُس شیر دلیر کے ہاتھ سے صدہا واصل جہنم ہوے افسوس دل کی حسرت دل مین رہی مین اپنے وارث کو دل کھولکر رونے نہ پائی عجب مین بدنصیب اور سبز قدم تھی کہ جاتے ہی اس گھر کو برباد کیا فلک نے مجکو لوٹ لیا ان کلمات حسرت آیات پر اور زیادہ جھلاتا ہی سب سے کہتا ہی مجکو چھوڑ دو مین اس زبان دراز کی زبان قلم کرون اچھی طرح سزا دون مگر سردار سب فولاد ست لپٹے ہوے وہ کشتہ حسرت و یاس اپنے معشوق سے دور بدعت سے اس ظالم کی رنجور بیتابی مین

یہ اشعار مصیبت آمیز زبان پر جاری تھے اشعار مصنف	کہتی تھی یہ کہہ رو کے ناکام

ای زور ہمارے ہاتھ کو تھام
ای شوق کر اب تو دستگیری
دل ضعف نے توڑا ہی ہمارا
بیچین سکیے ہای بیقراری
یہ جسم پہ چوٹ اُٹھاتے ہین ہم
غزل مواقف مقام مضمون بنا
وصل کا ہوتا ہی سائل دل ناشاد عبث
تیغ کھینچے ہی مرے سر پہ تو جلاد عبث
بال و پر ہوتے تو کچھ لطف رہائی ہوتا
دیکھتا باغ مین ہی جانب شمشاد عبث
ہنسکے وہ کہتے ہین کیا فائدہ بس ہوگا
وصل مین ای دل ناشاد ہی تو شاد عبث
تجکو وہ شیرین شمائل نہ ملے گا شیر

طاقت بیتاب ہو گئی ہی
عاجز ہی شباب مثل پیری
آرام قرار کو نہین ہی
غم کرتا ہی آکے غمگساری
فرقت مین کسی کی مبتلا ہین
ہورہے وہ رہتا ہی تو مائل فریاد عبث
دیکھنا ہنسکے وہ کہدیگا پری زاد عبث
کلمۂ اُف کبھی آئیگا لب پر میرے
اب رہا کرتا ہی تیرا مجھے صیاد عبث
ای دل زار جنون ہوگا کیے دیتا ہون
تو کیا کرتا ہی یہ نالہ و فریاد عبث
ایک کو بھی نہین دیوانہ بناتے دیکھا
پھوڑتا سر کو ہی تو صورت فرہاد عبث

تسکین خراب ہو گئی ہی
ای طاقت رفتہ آ خدا را
راحت دل زار کو نہین ہی
اک کوڑے کا زخم کھاتے ہین ہم
مجبور ہین قیدی بلا ہین
وہ نہین مین ہون جو کرو مجھے آزاد عبث
جنبش ابروئے خمدار سے کر قتل مجھے
ظلم کرتا ہی تو ای بانی بیداد عبث
یاد آجائیگا پھر قامت موزون ای دل
ہر گھڑی عشق کا کرتا ہی سبق یاد عبث
صبح ہوتے ہی رخ ہجر نظر آئے گا
مجھسے بے پر کی اُڑاتے ہین پریزاد عبث
کبھی طرف آسمان کے وہ گرفتار

رنج و مصیبت متفق اُٹھاکے عرض کرتی تھی کہ ای معبود بے نیاز مسبب الاسباب رب ارباب اس ظالم کی بدعت سے اس کنیز کو بچانا اپنی کارسازی سے اُس شہریار کو زندہ دکھانا اپنے بخت واژگون طالع نگون سے یہ امید نہین ہی مگر تو جامع المتفرقین سب اعدا مین ہی جسم خاکی مین روح کو پھونکتا ہی بطن مادر مین کس آرام سے جگہ دی چالیس روز قبل از ولادت پستان مادر مین دودھ مرحمت فرمایا کس شفقت سے پرورش کیا اس بیکسی اور بے بسی مین بھی تو ہی معین و مددگار ستار و غفار ہی مان باپ سے زیادہ تو رحیم مہربان ہی ہر وقت بندون پر تیرا احسان ہی ہائے کسکو بھیجون میرے وارثون کو خبر کرے میری آہ دلدوز اثر دکھائے اُس شہریار کے جد و پدر کو یہ حال معلوم ہوجائے ناظرین خوش آئین پہ روشن ہو کہ ملکہ تو دعا مین مصروف ہی تمام جسم کوڑے کی ضرب سے پاش پاش موت کی تلاش فولاد فولاد شکن کو سب سردار لپٹے ہوئے ہین قریب ایسکے یاسمین عذار صنوبر قد کے نہین جانے دیتے گر حال شاپور شیردل کا سنیے کہ خون زخمہائے ابرج نوجوان کا چہرے پر ملے ہوئے طرف لشکر کے چلا تھا یہان ستارۂ سحری

چمک چکا ہی لشکر اسلام مین غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار پہلوانان عالی وقار نماز سے فراغ حاصل کرکے سلاح سے آراستہ ہوے واسطے مجرے کے طرف بارگاہ سلیمانی کے چلے بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد بارگاہ مین آکے سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین یکایک صاحبقران زمان تشریف لائے و نگل آصفی پر بادشاہ کو سلام کرکے بیٹھے چند سردار آئے ہین مگر بادشاہ جمجاہ نے دیکھا امیر باتوقیر مثل تصویر خاموش چہرے پر غم والم کا جوش ظاہر ہوتا ہی پوچھا کہ ای جد عالی تبار آج آئینۂ رخسار پر گرد ملال معلوم ہوتی ہی مزاج اقدس کیسا ہی صاحبقران نے فرمایا ای شہریار کیا عرض کرون خود بخود تردد ہی انتشار ہی دل غل مارہی ہی بے آب بیقرار ہی سبب نہین کھلتا خدا خیر کرے شب کو کچھ خواب ہاے پریشان دیکھے کچھ یاد نہین کہ کیا دیکھا اتنا خیال ہی کہ زمین پر دریاے خون جاری نظر آیا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی بادشاہ نے کہا تعبیر اسکی ظاہر ہو کہ کئی دن ہوے ایک پہلوان براے مدد لقا فولاد فولاد شکن نام آیا ہی اُسکو بڑا جرات کا دعوی ہی یقین ہی اُسی سے مقابلہ ہوگا پروردگار مالک ہی انشاءاللہ فتح و ظفر عطا کرے گا صاحبقران یہ باتین کر رہے ہین کہ لندھور بن سعدان جانشین حمزۂ صاحبقران تشریف لائے تسلیم کرکے طرف دست راست کے بیٹھے ابتو فرداً فرداً سردار آنے لگے مالک اژدر و بہرام گرد بن خاقان چین بعد تمکین داخل ہوے امیر باتوقیر نے مالک سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ آج کیا سبب ہی علمشاہ نوجوان و شاہزادۂ ملک قاسم کو آنے مین دیر ہوئی مالک نے عرض کی غلام خبر پا چکا ہی اپنے خیمون سے برآمد ہوے ہین حاضر ہوا چاہتے ہین مگر ای شہریار اطلاع حضور کو کرنا ضرور ہی کہ شاہزادہ ایرج نوجوان کئی روز سے واسطے شکار کے گئے ہین ابھی تک واپس نہین آئے صاحبقران نے سر اُٹھا کر فرمایا جواہر بن عمرو کو بلاؤ خدمتگار باہر گئے جواہر بن عمرو کو بلا کر لائے جواہر نے آکر قدمبوسی کی ہاتھ اُٹھا کے دعاے جان درازی دی امیر نے زبان معجز بیان سے فرمایا کہ ای جواہر تم اب مقام پر خواجہ عمرو کے بعہدۂ جانشینی قائم ہو ہر بات کا خیال رکھا کرو آج کئی روز سے ایرج نوجوان شکارگاہ مین گئے تم کو بھی کچھ دریافت ہوا کہ نہ آنے کا کیا سبب ہی تمھاری عقلمندی سے عجب ہی کہ خبر نہ منگاؤ اخبار مین تامل ہونا بڑی خرابی کی بات ہی جواہر نے کہا ابھی غلام جاتا ہی خود اپنی آنکھ سے اُس خبر کو دیکھ آتا ہی اگر بنے گا تو فوراً ساتھ لاؤنگا یا خبر مفصل سناؤنگا امیر نے بیقرار ہو کر فرمایا نہین معلوم کیا باعث ہی مین نے ایرج نوجوان کا زبان سے نام لیا

میرے کلیجے پر غم والم کا خنجر چل گیا تم صرف خبر دریافت کرو کہ ایرج کس مقام پر ہی مین خود جاؤنگا نور نظر کا حال دریافت کرونگا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا لشکر مین ہونا صدہا خرابیان و درپیش ہوئین وہ سب کی فکر رکھتا تھا نہین معلوم طلسم ہوش ربا مین میرے عیار وفادار پر کیا گذری اتنے عرصہ در سے کچھ حال بھی نہین دریافت ہوا وہ اگر موجود ہوتے ضرور ایرج نوجوان کی لحظہ لحظہ کی خبر لیتے جواہر بن عمرو یہ سنکر باہر نکلا قصد کیا کہ واسطے خبر کے جاؤن مگر شاہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز مع خاور سپاہ اپنی بارگاہ افراسیابی سے برآمد ہوئے ہین کہ جاکر دربار شاہی مین حاضر ہون اتنے مین قیماس خان خاوری و الماس خان خاوری و مالک ترک سفید جامہ و عمرو گورزادہ ختنی و شاہزادہ فرخ بخت و توسن بن ترک وغیرہ آئے قاسم کے ہمراہ ہوئے مرکب قاسم خاور سپاہ کا شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی سائیس کوتل لیے ہوئے چلا آتا ہی قیماس خان خاوری نے پلٹ کر دیکھا کہ قاسم کی آنکھوں مین آنسو بھرے ہوئے ہین دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار خیر تو ہی قاسم نے کہا ماموجان اسوقت خودبخود دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو چلا آتا ہی سبب نہین معلوم مگر اسوقت خدانخواستہ کوئی صدمہ عظیم میرے نور نظر ایرج نامور کو پہونچا کہ دل بھرا آتا ہی قیماس خان نے جواب دیا کہ ای شہریار وہ آپ کے بیٹے کے شیر ہین صف شکن ہین دلیر ہین اُنسے کون آنکھ ملا سکتا ہی قاسم نے کہا ای ماموجان خدا نہ کرے وقت اُفتاد نہ آئے چرخ کج رفتار گردش نہ دکھلائے بڑے بڑے رستم ایک پیر زال کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے ہین تقدیر سے سب مجبور و ناچار ہوئے ہین اور وہ تو اتنا کا سخن ناشنودہ آتشخو شعلہ مزاج یہ کہکر بے اختیار ایک چیخ ماری قیماس خان دوڑ کر لپٹ گئے کہ کہ ای شہریار آپ ناحق بھی ایسے شگون بد زبان سے نکالتے ہین وہ صحت و عافیت سے ہین ابھی جاکر انکو ساتھ لاتا ہون قیماس خان نے چاہا کہ مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہون دیکھا کہ جواہر بن عمرو چھپتا ہوا آتا ہی قاسم کو دیکھکر سلام کیا قاسم نے کہا ای جواہر دربار مین جدعالی تبار آگئے سب سردار جمع ہو چکے تم خلاف وقت کہان جاتے ہو جواہر نے کہا حضور عجب طرح کا سحر کہ ہی صاحبقران واسطے آپ کے فرزند ایرج نوجوان کے اسقدر بیقرار ہین کہ غلام پر غصہ فرمایا کہتے ہین مین نے خواب پریشان دیکھا ہی مین واسطے اپنے نور نظر کے خود جاؤنگا مین صرف مقام دریافت کرنے جاتا ہون بس قاسم اور زیادہ پریشان ہوئے اب اُفتاد کا یقین کامل ہوا کہا دادا جان خود مین جا

مین انکا خواب پریشان دیکھنا خالی از علت نہوگا ای جواہر مین بھی چلتا ہون سیارہ بن عمرو عیار قاسم کا حاضر ہوا اسنے دست بستہ عرض کی حضور مین ابھی خبر لایا یہ کہکر مثل باد صرصر کے ایک جانب نکل گیا قاسم نے کہا ای جواہر ایک لمحہ بجز انتظار کرنا سیارہ کا ضروری یہ کہتے ہوے اُسی عالم اضطرار مین کنارہ لشکر پر آئے نگاہ حسرت سے طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین کہ آواز آئی ہاے آقاے نامدار ای مولاے قدر شناس ہاے ای شہریار اب کون غلام کی قدردانی کریگا غلام کو اپنے ساتھ نہ لیا یہ رفیق خاک اُڑانے کو رہگیا قاسم نے کہا ارے یارو دیکھو یہ کون غل مچاتا ہی آواز تو کان سے آشنا ہی یہ کلمہ تمام ہوا تھا کہ دامن گرد شگافتہ ہوا شاپور بنے فرزند کے عیار کو اس حال زار سے دیکھا کہ مُنھ پر خاک بخون ملا ہوا گریبان پھٹا ہوا افتان و خیزان آتا ہی جیسے ہی قاسم نے دیکھا بیتاب ہوکر پکار اُٹھا میت ای پیک رہ ستان خبر یار بگو احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو یہ خون کسکا چہرے پر ملا ہی قالب خاکی مین روح تڑپ رہی ہی بیان کر شاپور منھ کے بھل زمین پر گرا کہا حضور کس زبان سے کہون شکارگاہ مین شاہزادہ شکار ہوا تیر غم ہمارے دل کے پار ہوا فولاد فولاد شکن کی دختر شاہزادے پر مائل ہوکر آئی کئی دن سے اُنکے خیمے مین تھی کسی دیو انداز نے فولاد فولاد شکن کو خبر پہنچائی فولاد مُنھ کا بت گرا ہی نامردانی وابدی گھات کا وقت تاک کر آیا شاہزادہ سوتا تھا عالم خواب مین آکر تلوارین مارین بیٹی کو اپنی لیکر چلا گیا وہان کون تھا جو اُس دیو خونخوار کو روکتا شکارگاہ مین پہلے قراول میر شکار چند پیدل سوار وہ بھی پڑے سو رہے تھے ایسے وقت پر آیا کہ یہ ظلم کرکے صحیح و سالم نکل گیا بس یہ سُننا تھا کہ قاسم نے اپنے کو ہاے فرزند جوان لگے وزش خاک پر گرا دیا بے اختیار پکار اُٹھا ای نور نظر اشعار

رفتی و مرا خبر نہ کردی

بر بیکسیم نظر نہ کردی | چون زلف دلم به پیچ و تاب است | در آتش غم جگر کباب است

دلگرا ای راحت جان و دل ہمارے | تنہا ہمین چھوڑ کر سدھارے | تیرے لیے بیقرار ہون مین

سر پیٹ کے اشکبار ہون مین | ای شیر کہان تجھے مین پاؤن | کس دشت مین ڈھونڈھنے کو جاؤن

چلتا ہی جگر پہ غم کا خنجر | ای لال لہو مین تو ہوا تر | گلشن کو مرے اجل نے لوٹا

مجھسے مرا نونہال چھوٹا | ای نور نظر یہ سیکھا جانی | افسوس مٹی تری جوانی

سرداروں نے گود مین اُٹھایا کہا ای شہریار ایسے کلمات زبان پر نہ لائیے ہملوگون کا دل پھٹا

زخمی ہوے ہین کیا کبھی اُنھون نے زخم نہین کھائے کونسی ایسی نئی بات ہی جلد چلیے چلکے زخمدوزی
کرین انشاءاللہ وہی شیر بیشہ حضور اُس روباہ خصال کو ٹوک کر مارے گا حیلہ پہلے خبر تو لیجیے بمشکل
ایسے کلمات کہکر قاسم کو زمین سے اُٹھایا کہ دوسرے گوشۂ صحرا سے آواز رونے کی آئی دیکھا سیارہ
بن عمرو آ پہونچا اگر بدحواس عالم یاس قاسم نے پوچھا ای عم نامدار کیا خبر لائے سیارہ بن عمرو نے کہا
ای شہریار من تا بہ خیمہ ایرج تو نہین پہونچا بھٹک کر طرف باغ سلیمان کے نکل گیا دروازے پر باغ
کے اہالیان فوج فولاد جمع ہین اُنسے پوچھا تو دریافت ہوا کہ فولاد کی دختر معشوقۂ ایرج کو پکڑ کے لایا ہی
باغ مین نخل سے باندھا ہی اور کوڑے مار رہا ہی حضور صدمے نحیف وضعیف اُس ماہ پارہ کی
سبب کان مین بھی آئی نام آپ کے فرزند کا لیکر روتی ہی اور نام پروردگار عالم زبان پر جاری
ہی اور یہ کلمہ حیرت افزا مین نے اپنے کان سے سنا کہ ارے لوگو میرے وارث کے والد نامدار کو
خبر کرو انکو سنا دو کہ آپ کی بہو پر یہ بدعت ہو رہی ہی لونڈی کو اپنے فرزند کی آکر بچائیے یہ حال
پُر ملال سنکر قاسم کے آنسو خشک ہو گئے دریاے جرات نے جوش مارا غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا
فرمایا یہ بیحیا نامرد اپنے دل مین کیا سمجھا ہی شیر کو عالم خواب مین زخمی کر کے بہت بلبلاتا ہی عورت پر غصہ
اُتارتا ہی بخدا وہ میری بہو ہی مین چلے وہین جاؤنگا اپنی جان دونگا یا اُس ظالم کے ہاتھ سے اپنے
کلیجے کے ٹکڑے کو بچاؤنگا یہ کہا پشت مرکب پر سوار ہو کر قیماس خان و حسن خان وغیرہ سے کہا
آپ لوگ جا کر اُس آشفتہ حسرت و یاس کی خبر لین بہر خدا میرے ساتھ آنے کا قصد نہ کرین
یہ کہکر گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب صبارفتار طرار ہو کر چلا قیماس خان وغیرہ بیچارے خبر ایرج چلے
جانتے تھے کہ قاسم نہایت آشفتہ ہی ایسا نہو کہ اپنے کو ہلاک کرے اور اُدھر کی خبر لینا واجب و
لازم ہی روتے خاک اُڑاتے طرف خیمۂ ایرج کے چلے قاسم یکہ و تنہا آنکھین بند قلب مین پھڑکن
جگر کو تڑپن وہ مرکب جسپر کبھی چابک نہ چھوا تھا اُسپر کوڑا پڑ رہا ہی وہ مثل باد صرصر
اس زور مین جاتا ہی اگر نخل سامنے آیا فرا گیا کنوان گڑھا سب اُسکے روبرو برابر ہی مگر فضاے کا۔

حال لشکر اسلام سماعت فرمایئے اب لشکر اسلام مین یہ خبر اُڑی کہ ایرج نوجوان کو فولاد دولاخ
شکن نے صحرا مین مار ڈالا قاسم نوجوان اپنی بہو کو چھڑانے گئے ہین سرداران قاسم لاشہ
ایرج کی فکر مین ہین جواہر بن عمرو جسکو صاحبقران زمان نے بھیجا تھا قاسم کا جانا اپنی آنکھ

قتل ہونا ایرج کا کانون سے سنا روتا ہوا بھاگا کہ صاحبقران زمان کو خبر کرون سیارہ بن عمرو
عیار قاسم کا اُسنے تو قاسم کو بچپن سے گود مین پالا ہی مزاج سے بخوبی ماہر ہی آتشخوئی کا حال اچھی
طرح ظاہر ہی سوچا اگر قاسم نوجوان کو روکونگا یہ میرے فرشتون کا بھی کہنا نہ مانینگے مین جاکر
انکے والد نامدار علمشاہ ذی وقار کو خبر کرون یہ سوچکر طرف بارگاہ رستم کے چلے مگر رستم پیلتن
وپیلکن کشندۂ قویل ہندی و دوویل ہندی علمشاہ نوجوان بارگاہ آسمان جاہ سے نکلے
انکے سرداران صف شکن پہلوانان تیغزن آلا گرد فرنگی و مالا گرد فرنگی و کپی ارنسال و کپی
زلزال و نہنگ بچہ دریائی و ساقوط شاہ دربندی وغیرہ در دولت پر حاضر تھے طنبورگر گڑا رہا ہی
پلٹنین گورون کی جمی ہوئی کھڑی ہین جیسے ہی رستم برآمد ہوئے انگریزی باجا بجا انگریزون نے
ٹوپی اُتار کر سلام کیا استر مالا کبود فرنگی کسا ہوا سامنے کھڑا ہی عیار رستم کا مہتر سمک یلطاقی قطورۂ
زلیغنی مینادہ سقرلاتی باناے عیاری سے آراستہ ہوکر سامنے آیا براے تسلیم خم ہوا رستم نے
گھبرا کر کہا ای سمک سمت بارگاہ قاسم یہ کیسا ہنگامہ ہی لوگ کہان دوڑے ہوے جاتے ہین
مجھے قاسم کی آتش خوئی سے ہر وقت تردد رہتا ہی شاید کسی سے فساد ہوا ہی جلد خبر تو لا سمک
نے قصد کیا کہ بڑھون دو قدم نہ گیا تھا کہ دیکھا سیارہ بن عمرو سر برہنہ بھاگا ہوا آتا ہی رستم نے
پوچھا سیارہ خیر تو ہی تیرے آنے سے ثابت ہوتا ہی کیا قاسم سے کسی سے تلوار چلی سیارہ
قدمون سے لپٹ گیا چیخ مار کر رویا عرض کی ای شہریار آپ کے باغ پر بہار پر خزان آئی شہزادہ
ایرج نوجوان کو فولاد فولاد شکن نے زخمی کیا یا میرے منہ مین خاک دشمنون کو اُسکے مار ڈالا لیکن
انکی معشوقہ کو گرفتار کر کے باغ سلیمان عنبرین ہوے کوہی مین سزا دینے کو لے گیا ہی قاسم
یکہ و تنہا اُس باغی بے ادب سے لڑنے کو گئے ہین کسی سردار کو ساتھ نہین لیا علمشاہ نوجوان نے جو یہ خبر
وحشت اثر سُنی منہ پر ہوائیان اُڑنے لگین رنگ رو متغیر حال ابتر کہا بار دو غضب ہوا فولاد کی
جرأت کے بڑے شہرے ہین فوج بے انتہا ساتھ لایا ہی اپنی جرأت کا بڑا دعوی ہی اُس انبوہ پر
اکیلا گیا ہی یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوے تیغہ کپتان فرنگی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر امعوق کے
نیچے اندھیرا ہی لشکر اندوہ و اعصف ٹھیرا ہی تعاقب مین قاسم نوجوان کے روانہ ہوے مگر جو ابن
بن عمرو غل مچاتا ہوا لشکر مین یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی کہ یار و براے خدا قاسم کی جلد خبر لو یکہ و تنہا

طرف باغ سلیمان جنبرین موسے گوہی کے گیا اب تو لشکر مین بلوا ہوگیا جسنے سنا وہ چلا شاہزادہ دارا
کشور کشا برادر علمشاہ نوجوان بقہر و غضب چلے ایک سمت سے ہاشم تیغزن فرزند حمزہ صف شکن
خورشید بن ہاشم و اسفندیار شاہ گیلانی و شاہزادہ شیر افگن بن حمزہ یہ سب شاہزادے
یا تو طرف بارگاہ سلیمانی کے جانے لگے جسنے یہ معرکہ جانگزا سنا اسی طرف پلٹ پڑا یہ تو سب فرداً
فرداً جاتے ہین مگر لشکر مین یکایک نقارے بجنے لگے قرنا بگل باجے بجے صاحبقران زمان نے
بارگاہ مین فرمایا ای لندھور بن سعدان دیکھو تو لشکر مین کیا قیامت برپا ہوئی کیا دن دہاڑے
فوج لقا آپڑی لندھور گھبرا کر باہر آئے دیکھا چار طرف ہنگامہ ہی ہر سردار فرداً فرداً گھوڑے کو
ڈالے ہوئے طرف صحرا کے جاتا ہی ہر ایک سے لندھور پوچھتے ہین کوئی اصلی کیفیت نہین
بتلاتا تلوار اٹھائی اور بھاگا لندھور حیران کہ خداوندا یہ کیا معاملہ ہی کہ دیکھا جواہر بن عمرو سامنے سے
آیا اُسنے لندھور سے رو رو کر مفصل حال کہا لندھور بن سعدان فرزندان صاحبقران کے
عاشق ہین دوست صادق محب واثق ہین چھاتی پر ایک گھونسا مارا خیال مین آیا کہ جبتک امیر
باتوقیر سے خبر کرنے جاؤگے اتنے عرصے مین اگر وہان کوئی فرزند حمزہ خدانخواستہ قتل ہوگیا تو روسیاہ
کسے دکھاؤگے روانہ ہونا جلد چاہیے بتعجیل اپنے لشکر مین آئے فیل میمونہ مبارک پر سوار ہوئے
ابالیان فوج اور سردارون کو آواز دی یارو جلدی تیار ہو مین بڑھتا ہون یہ کہکر فیل میمونہ مبارک کو
آنک مارا ہاتھی دوڑتا ہوا چلا مرکب سے زیادہ تیز قدم گرز خردی م دی برچھہ کوہ اٹھارہ سو من کا
کاندھے پر دھرا دوڑے ہی جاتے ہین یہان سرداران لندھور بن سعدان عادل شیردل
و فاضل شیردل و پہلوان اورنگ و پہلوان گورنگ و گوجر ملک دکمنی اور دونون بیٹے
لندھور کے ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی بتعجیل تمام سلاح جنگ سے آراستہ ہوکے
عقب مین لندھور بن سعدان کے چلے نو لاکھ ہندیون کا لشکر بصد کر و فر بجاہ و حشم چلا یہان بارگاہ
مین صاحبقران زمان حیران ہین کہ لندھور بن سعدان گئے کیون نہ پلٹے اسی تردد مین تھے
کہ جواہر بن عمرو پردہ اٹھا کر آیا مگر بیقرار اشکبار صاحبقران زمان نے فرمایا کہ ای ہنر جواہر
کیا ہوا جواہر بن عمرو نے ایک پچھاڑ کھائی سر زمین پر دے مارا کہا ای شہریار غضب ہوا
فولاد فولاد شکن ایرج نوجوان کو زخمی کر گیا اور اپنی دختر کو لیجا کر باغ مین باندھا ہی قاسم نوجوان

اکیلا گیا اُسکے تعاقب مین رستم پیلتن علمشاہ نوجوان بھی اسی طرح فرداً فرداً سب سردار گئے مگر قاسم نوجوان پہونچ گیا ہوگا ای شہریار خدا کے واسطے جلد چلیے سردارون کو بھیجیے قاسم کی خبر لیجیے بس آہ کا نعرہ کرکے صاحبقران زمان اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ ان نوجوانون کے جوش وخروش نے ہم کو مارا یہ کہکر بارگاہ سے باہر آئے اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے تیغ عقرب سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مرکب کو اُڑایا اب بادشاہ حجاہ نے دیکھا کہ ہر سردار اُٹھا بارگاہ سے نکلا اور روانہ ہوا بادشاہ سعد بن قباد نے فرمایا سبحان اللہ ہم ہی نامرد ہین کہ سب سردار جاکر جان دین اور ہم مرغ زرین بنے ہوئے تخت پر بیٹھے رہین غصے مین فرمایا کہ مرکب خنگ سیاہ قیطاس تیار کر دیو یہ کہکر تیغ تمقام کے قبضے پر ہاتھ ڈالے اُٹھے بادشاہ کا اُٹھنا ہر خرد و کلان ادنی و اعلی پیر و جوان سات سو تاجداران اولوالعزم اپنے ڈنگھاے زرین سے اُٹھے باہر جبتک نکلین دیکھا بادشاہ سوار ہو چکے نقارۂ سلیمانی و نقارخانۂ سکندری ہاتھیون پر لد چکا اب تو جہاں جا- سے کل سردار یعنی کرتیس سپر گردن و نعمان بن منظر و منظر شاہ یمنی و عامر شاہ رودباری و سیف ذوالیدین و مندویل اصفہانی و شہریار عراقی و عبد الجبار حلبی و عبد القہار حلبی و داروغۂ بارگاہ سلیمان قبۂ دین ستون اسلام کرب پُرحرب نظر کردۂ بزرگان دین جلالت آئین ویل عادیان پور شدادیان کہتان کرب بن کوہ کرب انکے ساتھ ذوالخمار عادی و دار جد عادی و دریا بار عادی وغیرہ مع بارہ ہزار قزاق ایک کے بعد ایک عقب مین شہنشاہ گیتی ستان کے چلا پانچ ہزار پانسو چھپن سردار سات سو تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی تیرہ سو جوانان مغربی اٹھارہ سو رُہیان ترکی سوار ہوکے آمادۂ حرب و پیکار ہوکے چلے مگر اول ذکر شاہزادۂ خاور سپاہ قاسم نوجوان کا تحریر ہوتا ہی کہ غم فرزند نوجوان مین مبتلا آنکھون کے نیچے اندھیرا راستہ سوجھتا نہین دل تڑپ رہا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے طرف باغ کے جاتے ہین بقدرت پروردگار پشت پر دیوار باغ کے پہونچے فولاد شکن کے نعرۂ کوہ شگاف کی صدا سُنی اور ایک آواز نحیف وضعیف آئی ہی کہ ای خالق یکتا ای رب دوسرا میرے وارث کو بچانا میرے بزرگون کی صورت مجکو دکھانا اب قاسم نوجوان نے گھبرا کر آنکھین کھولین دیکھا کہ مین دیوار کے اس پار ہون اندر باغ کے ہنگامہ ہی یقین ہی کہ

یہ صداے درد آمیز اُس کشتۂ حسرت و یاس کہ معشوقہ کی ہی وہی بلک بلک کے رو رہی ہی آنکھوں سے آنسو ٹپکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا گھوڑے کو چند قدم پیچھے ہٹا کے کوڑا مارا مثل طاؤس مرکب بادرفتار دیوار کو اُڑ گیا ایک چمن مین آ گرا اب قاسم نوجوان نے دیکھا کہ ایک مہ جبین دریاے خون مین نہائی ہوئی درخت سے بندھی ہی اور ایک دیو خصال کوہ پیکر کوڑا ہاتھ مین لیے کھڑا ماہی گرد سر دوا رہا ہی وہ لپٹ جانے مین بس قاسم کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آ گیا بیتاب ہو گئے اُسکو بیدل دیکھکر آپ بھی پشت مرکب سے کود پڑے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ قاسم نوجوان

آفتاب مشرق دین پروری | شہسوار لال پوش خاوری | منم قاتل کافران پلید
بہ سطوت بہ شوکت بہ ہیبت وحید | ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ | زنم تیغ برابر و نیزہ بجاہ
ز آب دم تیغ شستہ زمین | ہمہ باختر گشتہ زیر نگین | آواز دی او نامرد عورت پر

کیا غصہ کرتا ہی مردان عالم سے آنکھین چار کر ہم پر آ کر وار کر بختیارک نے جو قاسم نوجوان کو بقہر و غضب آتے دیکھا جھک کر سلام کیا کہا حضور دیکھیے مین انکو ہر چند منع کرتا ہون میرا کہنا نہین مانتے آپ کی بہو کو کوڑا مارا ہم کہتے تھے کہ وہ شیر آتے ہونگے قاسم سے تو یہ کہا پھر طرف ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے متوجہ ہوا کہا بی بی اب نہ روؤ تمھارے خسر صاحب آ پہونچے تمکو لیجا ئینگے بختیارک کے کہنے سے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے سر اُٹھایا قاسم کو دیکھا ہر چند کہ بندھی ہوئی ہی مگر ضبط کرکے آواز دی حضور کیون لونڈی کے بچانے کو آئے مین سبز قدمی اپنے وارث کو کھا گئی میرا منھ دیکھنے کے لائق نہین ہی براے خدا اس جلاد سے اپنی جان بچائیے واسطہ اپنے دین و مذہب کا نکل جائیے مگر حضور کو گواہ کرتی ہون کہ مین لقا پر لعنت کر چکی ہون اتنا احسان فرمائیے گا میرا جنازہ اُٹھوا ئیے گا کافرون مین مردہ لونڈی کا نہ چھوڑیے گا مثل خدا پرستونکے کنیز کا لاشہ اُٹھے کاندھا دیجیے گا اپنے نور نظر کی روح کا پاس کیجیے گا قاسم نوجوان نے نعرہ کرکے آواز دی کہ بی بی تم تو اب ایرج نوجوان کی نشانی ہو وہ اتنی سی عمر بیاہ دنیا مین آئے تھے سو راہی ملک عدم ہوئے ہمکو داغ دے گئے تم کو دیکھکر دل کو تسکین دینگے کیا مجال کسی کی جو اب تم پر ہاتھ اُٹھائے یا نگاہ ٹیڑھی کرکے دیکھے فولاد فولاد شکن یہ کلمات سنکر مثل ابر کے گرجا بختیارک کو تو گالیان دینے لگا کہ کیون او منافق دو رنگی مسلمان کی تعریفین کرتا ہی بختیارک نے کہا وہ تو

میرے آقا ہین مین مسلمان ہون اب دیکھو تمھارے واسطے بے چھلی میخ لیکر آئے ہین بیگناہ تم نے
انکی بہو کو مارا ہی دیکھو دم بھر مین سر تمھارا گرہ کھاتا پھرے گا اس عرصے مین قاسم نوجوان قریب
آپہونچے طرف نخل کے چلے جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی ہی منظور یہ ہوا کہ پہلے اسکو رہا
کر کے قبضے مین کرون پھر اس بیحیا سے لڑون فولاد فولاد شکن کب جانے دیتا ہی للکارا اسنے
تیغہ کھینچا ساتھ والون کو اشارہ کیا فوج کا بلوہ ہوا قاسم نوجوان نے ہنگا نہ دریاے فوج مین
غوطہ مارا تلوار سے چلنے لگی مگر قاسم مثل شیر غضبناک شمشیر زنی کر رہا ہی جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے
کسی کا سر اڑا دیا کسی کی کمرگاہ پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے **اشعار**

یکے را بہ بازو یکے را بہ سر ۔ یکے را بہ پشت و یکے بر کمر
زدو برید و شکست و بہ بست ۔ یلان را سر و سینہ و پا و دست

مانند بنات النعش کے صف لشکر کفار کو پراگندہ کیا ہی تلوار
مثل برق کے چمک رہی ہی سپر بائین ہاتھ مین جرات بات بات مین جسنے ٹوکا اسپر جا پڑے
ٹوک ٹوک کر سرداران زبردست سے لڑے کبھی سنو کا فر مارے صف کو درہم و برہم کر کے ہرچند
کہ کئی زخم کھائے تیر جسم پر بہت پڑے ہین تمام جسم چھننا ہوا فوارہ بنا ہوا چہرہ گلنار قریب نخل
کے پہونچا چاہتے تھے کہ فولاد فولاد شکن نعرہ کر کے قریب آیا اور اس نامرد نے پشت پر سے
ہاتھ مارا قاسم چمک تلوار کی دیکھکر پلٹے پورا وار سر پر پڑا خود کو کاٹ کر تلوار فولاد کی نا دوابرو
پہونچی ایک بیحیا نے پہلو سے گرز مارا نشانہ نشانہ ہوا قاسم نوجوان لڑکھڑا کے گرے تیغہ ہاتھ سے
چھوٹ گیا فولاد فولاد شکن جھپٹا کہ سر کاٹ لون کہ اسکے والد نامدار علمشاہ نوجوان جسطرح قاسم
پشت باغ پر پہونچے تھے اسی طرح قریب دیوار آئے قاسم نوجوان کے نعرے کی آواز سنی
دیوار پر لپک کے گرز مارا دیوار ٹوٹ کر گری اب دور سے دیکھا کہ صد بالا تھے پڑے ہین اور
قاسم زخمہاے کاری کھا کر قریب اس نخل کے گرا ہی جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی ہی
ہوش اڑ گئے وہین سے نعرہ کیا کہ او بیحیا کیا کرتا ہی کوئی زخمی کا سر کاٹتا ہی نعرہ علمشاہ نوجوان

ارشد اولاد امیر عرب ۔ کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

بیٹے کو زخمی دیکھکر مرکب سے کود پڑے اس جلدی مین قاسم
کے قریب آئے کہ فولاد بدنہاد نہ پہونچ سکا تیغہ کیتیان نیام انتقام سے لیا گرد قاسم کے پھر کے

اڑنے لگے جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی قاسم نوجوان نے آنکھ کھولکر جو قریب اپنے دیکھا صدائے ضعیف و نحیف منھ سے نکلی آواز دی قبلہ و کعبہ مجھے آپ کیون بچاتے ہین اپنی بہو کو بچا لیجیئے ڈیوڑھے نکل جائیے ایسا نہو کہ کوئی اُس سوختہ بخت کو قتل کر ڈالے آپ کے غلام ایرج کی نشانی ہی علمشاد نوجوان نے آواز دی ای جان پدر کن آنکھون سے تمھارے حال زار کو دیکھون کن کانون سے خبر وحشت اثر ایرج کو سنون کاشکے نابینا و کر و گنگ پیدا ہوتا مگر ای نور نظر مطمئن رہو جبتک مین زندہ ہون کیا مجال کوئی میری بہو پر ہاتھ ڈالے بعد میرے خدا کو اختیار ہی مصرع بعد از مرگ من فیکون شد شدہ باشد ۔ بندہ مجبور و ناچار ہی وہ مالک و مختار ہی آبرو اُسکے ہاتھ ہی اُسی نے جرات و شوکت عطا کی ہی تقدیر مین ہماری یہ رنج و ملال لکھے تھے کہ تم کو اس حال سے دریائے خون مین غوطہ مارتے دیکھین انشاء اللہ آج وہ تلوار چلے کہ ترک فلک بھی تھرا جائے ہر مرتبہ چاہتے تھے کہ فولاد بدنہاد پر جا پڑین وہ لاکھون پہ اکیلے قاسم کو بھی بچاتے تھے کبھی جھپٹ کے چاہتے تھے کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو رہا کردین اپنے مرکب پر لادین پھر ساتھے سے لڑین مگر فولاد بدنہاد نے بڑھکر ہاتھ مارا اسر شہزادے کا زخمی ہوا دونون گھٹنے زمین پر ٹیک دیے بایان ہاتھ سینے پر قاسم کے رکھ دیا دہنے ہاتھ سے تلوارین مار رہے ہین کفار کو اس حال پُر ملال مین بھی للکار رہے ہین کہ سامنے سے نعرہ ہوا انکے بھائی کا یعنی ہاشم تیغ زن نعرۂ ہاشم منم شیر دل صفدر و صف شکن ✦ یل نامور ہاشم تیغ زن دوسری طرف سے نعرہ ہوا منم رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی نعرۂ فرامرز عاد ✦ جہان پہلوانم یل نامدار پسر خواندہ شاہ اشتر سوار ✦ میدان مردی چو رستم نژاد ✦ شہنشاہ مغرب فرامرز عاد ایک طرف سے نعرۂ داراب کشور کشا کا ہوا نعرۂ داراب ✦ یل نامور شیر دشت وغا شہنشاہ داراب کشور کشا ✦ ایک طرف سے نعرہ ہوا شاہزادۂ جمہور کا نعرۂ جمہور نامم شدہ در ساکنے امان تہمتن ✦ جمہور جہان سوز شہنشاہ تیغ زن ✦ ایک طرف سے نعرہ ہوا مالک اژدر کا نعرۂ مالک اژدر منم مالک اژدر خشم و کین ✦ سپہدار در لشکر اہل دین بیک نیزہ گیرم ستم خراج ✦ ستانم ز ترک فلک تخت و تاج ✦ ایک طرف سے نعرہ ہوا منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ رزم دے ایمان صاحبقران

بن صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان نعرہ نورالدہر	ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند | پناہ لشکر اسلام نورالدہر کیش	عدو در رزمگاہش صید ہر آن الامان خواند

ایک سمت سے بہرام گرد بن خاقان چین کا نعرہ ہوا نعرہ بہم منم گرد بہرام خاقان چین
کہ از ہیبت من بلرزد زمین + مگر واضح ہو کہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی پشت باغ سے
فرداً فرداً آئے آتے ہی جابجا گھر گئے مگر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان شیرانہ شمشیرزنی
کرکے قریب علمشاہ و قاسم کے پہونچ گئے ایک طرف نورالدہر ایک جانب انکا سردار بہ
بیشۂ کلنگان صاحب سامور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو بردر یہ دونون
جوان بصد شوکت و شان گرد علمشاہ و قاسم کے پھر رہے ہین زخم کھاتے ہین مگر انکو بچاتے ہین
فولاد فولاد شکن گینڈے پر سوار ہوا ہی دوسو من کا تیغہ ہاتھ مین سردارون کو زخمی کرتا پھرتا ہی
فوج اس بیحیا کی بیحساب چار طرف سے مصروف جنگ ہی مگر دل سے کہتا ہی کہ ای فولاد قول
بختیارک کا کہی نشین ہوا وہ کہتا تھا کہ ان مسلمانون کا مثل چیونٹیون کے تانتا بندھ جاتا ہی
حقیقت مین یہی رنگ ہی ہر شیر دل آمادہ جنگ ہی حقیقت مین بلا سے [illegible] رہین مرنے پر تیار
ہین اور ناظرین پر واضح ہو کہ یہ سب سردار عقب باغ سے پہونچے ہین اب ایک ایک شخص سے ایک
ایک سردار لڑ رہا ہی قیامت کا معرکہ پڑ رہا ہی اور بختیارک نے جب یہ ہنگامہ دیکھا در باغ پر آیا!
سات لاکھ کوہی ملازمان فولاد کمربندی کر چکے ہین بختیارک نے یہ انتظام کیا کہ ان سب سے
کہا یاران و فرزندان حمزہ عرب بصد جوش و غضب اور چند سردار اندر باغ کے پشت پر سے پہونچ
گئے ہین اگر تم یہان پر سے جاؤ گے مدد اسلام کی نہ پہونچنے پائیگی تو وہ سب اندر والے قتل ہو جائینگے
تیغ بیدریغ فولاد سے پناہ نہ پائینگے یہان تو اس بیحیا نے فوج کو یون جمایا جیسے دیوارین لوہے
کی جمی ہوتی ہین اور آپ خچرے پر سوار ہو کر بھاگا جا کر لقا کو خبر دی کہ یا خداوند آج قیامت کی لڑائی
ٹھنی ہی آپ بھی جلد ہی سوار ہو جیے مع فوج چلکر شریک ہونا مناسب ہی لقا فوراً تخت پر سوار ہوا
اب تو لشکر ہشیار تیار ہوا فوج دریا موج کو لقا لیکر چلا قریب باغ کے پہونچا تھا کہ ایک طرف سے
لشکر اسلام کے گرد اڑی اہالیان فوج لقا نے دیکھا کہ دارائے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان
فیل میمونہ مبارک پر سوار گرد کا ندستے پر بیچ مین نو لاکھ ہندیون کے سامنے نمایان ہوئے

بختیارک نے فوج والون کو آواز دی کہ خبردار یہ فوج آگے بڑھنے نپاے جلدان ہندیون کو
یہین روک لو چار طرف سے سنجانی و باختری و دشتری و حصاری فوج لندھور پر آپڑے
ہندیون سے تلوار چلنے لگی لندھور بن سعدان کو رک جانے کا بڑا قلق ہی نعرہ کرکے فوج لقا

سے لڑنے لگا نعرہ لندھور — ستم صاحب دو جانشین حمزہ در گردان — بہ ہندوستان ستم زمان لندھور بن سعدان
فلک شد بارگہ انجم خجستہ رشید تاج من — بفرمانم بود صد ہزار ملک ہندستان — لندھور لڑتا بھڑتا ہوا چاہتا ہی

کہ باغ کی طرف نکل جاؤن مگر فوج لقا مثل مور و ملخ کے ہی نکلنا دشوار ہو گیا مگر ہندیون نے لاش
پر لاش گرا دی کہ یکایک لندھور نے دیکھا زمین تھرائی نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی نعرۂ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار — بحکم خدا بستہ شمشیر چار — یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذوالنجام — بن کافران از جہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد

جیسے لندھور سے اور امیر باتوقیر سے آنکھ چار ہوئی لندھور نے دیکھا کہ صاحبقران کا عجیب
حال ہی صاف معلوم ہوتا ہی کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہی غصے سے چہرہ لال ہی آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے گرد و غبار مین اٹے ہوے لندھور کو صاحبقران نے آواز دی ای جانشین
من میرے فرزندون پر کیا گذری کیا آج گلزار ابراہیم پر خزان آئی لندھور نے کہا ای آقا
خدا نکرے کہ آپ ملول ہون غلامان شہنشاہی کو کبھی رنج و غم نہ حصول ہون وہ سب شاہزادے
اندر باغ کے مصروف جنگ ہین مجھے راہ مین اس لقا کے لشکر نے روک لیا غلام مجبور ہو کے
لڑنے لگا قالب خاکی یہان روح وہان ہی وہ آفتاب عالمتاب شہریاری آنکھون سے نہان ہی
حضور اس لڑائی کو روکین غلام لڑتا بھڑتا وہین جاتا ہی جسطرح بنتا ہی اپنے کو ان شیرون تک پہونچاتا
ہی صاحبقران زمان عقرب سلیمانی کھینچکر لشکر لقا پر گرے لڑنے لگے طرف سے لشکر اسلام کے گرد
عظیم بلند ہوئی دیکھا ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون سریر شہنشاہ باتوقیر مع تمام
لشکر اسلام و مع تاجداران نامدار و غازیان تہورشعار پیدا ہوئے بادشاہ نے جو یہ معرکہ دیکھا
کہ صاحبقران زمان و لندھور بن سعدان لشکر لقا سے لڑ رہے ہین فرزندان صاحبقران
مین سے کوئی شیر دل اس مقام پر نہین ہی بادشاہ نے غصے مین مرکب بڑھایا نعرہ کیا نعرۂ سعد

منم شاہ شاہان فریدون حشم — بہار گلستان کاؤس و جم — چراغ شبستان صاحبقران

فروزندۂ تاج وتخت کیان	نجم سعد فرزند قباد شاہ	شہنشاہ اسلام عالم پناہ

بس بادشاہ حجاہ مع تاجداران جلیل مثل عزرائیل فوج کفار پر گرے چشم زدن میں لاش پر لاش سر پر سر دھڑ پر دھڑ گرا دیے باختری سامنے مسلمانون کے بھاگنے لگے سعد بن قباد جب ہاتھ تلوار کا اُٹھاتے ہیں سات سو تاجدارون کی تلوار مثل برق کے چمک کر بلند ہوتی ہے جب بادشاہ کا ہاتھ پڑتا ہے کل تاجدارون کی تلوار برابر سر دشمن پر چلتی ہے شمع حیات کو گل کرتی ہے سات سو سراے خون کے ایک مرتبہ بلند ہوتے ہیں سات سو کافر ایک مرتبہ واصل جہنم ہوتے ہیں سات سو مرکب کوتل ایک مرتبہ ہنہنا کر بھاگتے ہیں چار پانچ حملون میں بادشاہ نے قیامت برپا کر دی لندھور نے جو ذرا مہلت پائی لڑتا ہوا قریب باغ کے پہونچا دیکھا دیوار باغ پر صفین مثل سد سکندری جمی ہیں علماے سیاہ کے پھرہرے کھلے ہیں اندر سے باغ کے نعرہ فرزندان صاحبقران کی آواز آتی ہے صدا سے شیران دشت نبرد کے زمین تھراتی ہے بس لندھور بن سعدان نے آگے سامنے اُن کافرون کے نعرہ کیا او نامردو سامنے سے ہٹ جاؤ در باغ کا راستہ دو ورنہ خون کے دریا بہا دونگا پہلو سے نعرہ صاحبقران کی بھی آواز آئی اور صدا دی کہ اے جانشین من اے کو جلد الجھ کر باغ میں پہونچاؤ میں بھی آ پہونچا لندھور نے جو اپنے پشت پناہ کو آتے ہوئے دیکھا فیل میمون مبارک کو بڑھایا کوہیون نے دیکھا کہ تین پہاڑ جنبش میں ہیں ایک فیل بے عدیل دوسرے قد وقامت لندھور اسی ارج کا اس قد وقامت پر چہرہ مثل آفتاب جہانتاب لندھور کا نام نامی اسی وجہ سے لندھور رکھا ہے لند یعنی مرد تومند ھور یعنی نیر اعظم یعنی آفتاب تیسرا مثل کوہ گران کے اٹھارہ سو من کا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو کاندھے پر اُس جوان خورشید کے دیکھکر ہوش وحواس کوہیون کے باختہ ہو گئے اور پہلو میں لندھور کے دست راست پر بوزنظر فرہاد خان یک ضربی کرگدن مست پر سوار چوبدستا آہنی کو گردش دیتا ہوا جھولیر ہاتھ ڈالے ہوئے لڑ رہا ہے دوسری جانب شاہزادہ ارشیون پرتو مشابہ بصورت لندھور فیل مست پر سوار تیغ برق مثال ہاتھ میں عقب میں نولاکھ ہندی کماچی جنگ رستمانہ کرتے ہوئے دم جرأت کا بھرتے ہوئے یون فوج کوہستان پر گرے جیسے شیر نر رمہ گوسفندان میں آجاتا ہے شکار کرنے لگے بس لندھور ہاتھی بڑھاتا ہوا قریب پھاٹک کے پہونچا

کوہیون نے پھاٹک بند کرلیا لندھور نے پیچھے فیل کو ہٹا کر زبان ہندی مین بری چی دد مت کہکر اشارہ کیا فیل نے جھپٹ کر یک تک ٹکر ماری پھاٹک گرا لندھور اندر گھسا ایک طرف سے صاحبقران جنگ رستمانہ کرتے پہونچے ایک جانب سے ارشاد حجاہ مع فوج آگئے عقب سے لشکر لقا سہو بخاب تو دیوارین باغ کی پامال ہوگئین میدان وسیع مردان عالم کو ملا اب بخوبی لشکر اسلام اور لشکر کفار آپسمین مل گئے ایک طرف سے سرداران لقا و پہلوانان فولاد و فولاد شکن فوجین مثل مور و ملخ آپسمین مثل آب شور و شیرین و نور و ظلمت بصد شوکت و ہیبت مل گئین

برق شمشیر چمکنے لگی نظم مصنف

وہ قرنا کی آواز ہیبت فزا
زمین چھپ گئی زیر افلاک پر
رسالون مین ایک ایک تھا مثل گیو
جوانکدم مین اُلٹین زمین بلخ
وہ قوت وہ طاقت میان جدال
کہ رستم بھی تھا زال پیش نظر
شجاع و قوی و جری و دلیر
گل زخم کھا کر ہوے باغ باغ
چمکتے تھے نیزون کے پھل جابجا
کمان کیانی کی ہر جا کڑک
کسی کے لگا نیزہ جانستان
کوئی تیغ سے دو ہوا تا بناف
کسی کا کہین نصف چہرہ کٹا
طمانچے کی ضرب اک اُٹھا کر گرا

تزلزل زمین کو ہوا سر بسر
وہ باجون کا غل دشت مین جابجا
جوانان لشکر کا ہو کیا شمار
شجاعت مین رستم تو ہیبت مین تو
جلال اُنکو آئے وہ جنگ اگر
سپر اُنکی یا پارہ ہاے جبال
نہ آیا کبھی اُنکی جرأت مین فرق
نیستان جرأت کے غرندہ شیر
لڑائی وہ گھمسان کی الحذر
ہوے طائر تیر اُڑ کر ہوا
کسی کے پڑا سینے پر آکے تیر
کوئی گرز کھا کر ہوا نیم جان
کسی کا کلائی سے ہاتھ اُڑ لیا
کسی کا کسی گرز سے سر پھٹا
رہے پھر نہ اُسدم کسی کے حواس

پڑی چوب نقارہ رزم پر
چلی یون سپاہ گران کی بہیر
کواکب سے بھی تھے زیادہ سوار
پیادے بھی تھے مثل مور و ملخ
تزلزل دشمنون کا ہو ڈر سے جگر
وہ تھی اُنکی زور آوری سر بسر
سراپا تھے دریاے آہن مین غرق
گلستان ہمت کے روشن چراغ
تکبیر و بزن کی صدا سر بسر
کہین برق شمشیر کی تھی چمک
کوئی سہم کر ہو گیا گوشہ گیر
تبر سے کسی کا ہوا سر شگاف
کسی کا لڑائی مین رخ مڑ گیا
کوئی ہاتھ پالٹ کا کھا کر گرا
ہوا دو طرف لشکرون مین ہراس

ملکہ دارالسے بہنسلندھور بن سعدان بصد شوکت بہزاران جرأت اس مقام پر لڑتا ہوا آیا جہان نخل مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد معشوقہ ایرج نوجوان بندھی ہی ایک سمت قاسم

زخمون مین چور چور ہو کر گرے ہین زمین پر بیہوش پڑے ہین علمشاہ نوجوان نے زخمی ہو کے
زمین پر گھٹنے ٹیک دیے ہین ایک ہاتھ قاسم نوجوان کے سینے پر جھپٹ ایک ہاتھ سے کافر کو
ہٹا رہے ہین زخم کھا رہے ہین اُس مقام پر کل فرزندان صاحبقران گھوڑون سے کود کود کر
جم گئے ہین چاہتے ہین علمشاہ و قاسم کو کسی طرح اُٹھائین مگر اس گھمسان کی تلوار چل رہی ہی کہ
قدم بڑھانا دشوار ہی فولاد فولادشکن مثل فیل مست دو دو من کا تیغہ کھینچے ہوے جس پر جا پڑتا
ہی اُسکے وار کا روکنا مشکل ہوتا ہی ہر چند کہ اس بیحیا نے بھی زخم اوچھے اوچھے کھائے ہین
لیکن ایسے ایسے زخمون کو کب مانتا ہی لڑائی کو کھیل جانتا ہی بس لندھور بن سعدان فرزندان
صاحبقران کا یہ حال دیکھکر ہاتھی سے کود پڑے گرز کو گردش دیتے ہوے قریب علمشاہ
آکر پہونچے علمشاہ کی آنکھ شدت زخمداری سے کبھی بند ہو جاتی ہی کبھی گھبرا کر آنکھ کھول دیتے
ہین لندھور نے جو نعرہ کیا کہ اے رستم زمان علمشاہ نوجوان نور نگاہ صاحبقران با ہوشیار ہو
یہ خدمتگار آپہونچا علمشاہ نوجوان نے صداے لندھور سنکر آنکھ کھولی فرمایا اے عم نامدار آپکی
جرات و شوکت پر نثار ماشاء اللہ کیا کہنا مگر ہم مرد ہین اگر قتل ہوے تو کیا لاشہ پڑا رہا تو کیا پروا
سب طرح اُسکا فضل شریک حال ہی دیکھیے قاسم بیہوش پڑا ہی اسکا بچنا محال ہی بموجب مضمون
مصرع ع ہر چہ رود بر سرم آنچہ پسندی رواست * مگر انسان جو کچھ کرتا ہی براے ننگ ناموس
عورت کا مقدمہ بہت نازک ہی اول تو بڑھکر معشوقۂ ایرج نوجوان ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
کو چھڑا لیجیے اپنی بہو کے پاس جانے اُس کشتۂ حسرت و یاس کی یہ نشانی ہی حقیقت مین مبتلاے
بلاے آسمانی ہی اسکے سہارے ہماری زندگی ہو گی اُسکے حال زار پر ترحم فرمائیے ہماری
طرف دآئیے ہم تو آپ سے رخصت ہوتے ہین بعد اختتام جنگ اگر موقع پائیے گا ہماری
اور قاسم اور ایرج کی لاش ساتھ اُٹھائیے گا وصیت آخر یہ ہی کہ تینون قبرین ایک ہی مقام
پر بنائیے گا تا آیندہ و روندہ دیکھین کہ پیر زمین گیر نے ساتھ اپنے شیرون کے جان دی اس
غم جانکاہ کی فلک کو برداشت نہوئی مگر وہ سخت جان ہون کہ روح جسم سے نہین نکلتی جس مین
لیکن پردۂ دنیا سے جاتے ہین اس کلام حسرت انجام سے علمشاہ کے لندھور کا کلیجہ پھٹ گیا
گرز کو چرخ دینا شروع کیا سیکڑون کے سر پیچے خود بھی زخم کھائے مگر قدم اُس جگہ سے نہ ہٹے

کس سا کہے سے لندھور نے اُس مقام پر جنگ کی کیا عجب تھا کہ زبان تیر اور کلۂ عمود سے
صدائے احسنت و آفرین بلند ہو علم سرو قد برائے تعظیم لندھور اُٹھے ترکش مُنہ کھولکر ہنسے
شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین ٭ رزم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین ٭
لندھور بن سعدان نے جان دیکر اپنے کو قریب اُس تخت کے پہونچایا ملکہ کا ٹین ملکہ کو گود مین
لیا اُس صاحب عصمت و عفت نے آنکھین کھولکر آواز دی ای شخص تو کون ہی میرے جسم مین
ہاتھ لگاتا ہی مین نے اپنے کو ناموس حضرت خلیل الرحمان مین داخل کیا ہی علاوہ اسکے جسم میرا گوٹر کی
ضرب سے پاش پاش ہی کنیز کو موت کی تلاش ہی ای شخص خوف خدا کر میرے خون سے ہاتھ نہ بھر
لندھور نے اس بیان پر ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی اور کہا بی بی تمھارا خدمتگزار ہون امیر
با توقیر کا پرانا سردار ہون لندھور بن سعدان میرا نام ہی ڈھونڈھ کر تم تک آیا ہون ذرا آنکھین
کھولکر دیکھو کس کس نے تمھارے واسطے جان دی تمھارے نوجوان کا لاشہ پڑا ہی علمشاہ پڑا ہو اور یا
خون مین غوطہ مار رہا ہی مین نے چاہا اُن زخمیان تیغ جفا کو پہلے اُٹھاؤن ایرج کے جد نامدار علمشاہ
عالی وقار نے ایسی مصیبت کے وقت کہ روح قالب سے نکلا چاہتی ہی یہ جواب دیا کہ پہلے ہماری
بہو کو رہا کرو بی بی مین آپہونچا میری نور نظر ہو مجکو نامحرم نجانو مین نے شاہزادۂ ایرج اور اُنکے والدین
قاسم شیردل کو گود یون مین پالا ہی پرانا خیر خواہ ہون کل حالات صاحبقران زمان سے آگاہ ہو
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد آنکھین کھولکر دیکھی لندھور بن سعدان کو دیکھا کہ جسم تمام فوارۂ خون کا
بنا ہوا ہی بدن تیرون سے مثل غربال کے چھنا ہوا ہی پوچھا کہ ای جد عالی تبار میرے وارث کی
بھی کسی نے خبر لی اُس کشتۂ حسرت و یاس پر کیا گذری ہاے مین اپنے وارث کو رونے
بھی نپائی یہ کہکر دونون کلائیان کہ الماس کے ٹکڑے معلوم ہوتے تھے گلے مین لندھور کے
ڈالدین بیہوش ہوگئی منکا ڈھل گیا معلوم ہوتا تھا کہ دشمنون کا دم نکل گیا اب لندھور نے آگے
بڑھکر اپنے بیٹے فرہاد خان و ارشیون پریزاد کو آواز دی کہ جلد گینڈون پر سے کود پڑو جالک
خوف نکرو ہاتھی لاکر بٹھاؤ و خبردار عرصہ نہو وہ شیر لڑتے ہوے قریب آئے پیدل ہوے ہاتھی
کو بٹھایا پہلے ملکہ کو ہودے مین ڈالا اب جھک کر لندھور نے قاسم و علمشاہ کو اُٹھایا اسی ہاتھی
پر انکو بھی مثل مردے کے ڈالدیا دونون بیٹون سے کہا دونون طرف سے جھول کو تھام لو حق

بدری ادا کرو خبردار یہ مقدمہ ناموس کا ہی جبتک زندہ رہنا کسی بیجا کو ہاتھی کے قریب نہ آنے دینا
اگر قتل ہو جاؤ گے سعادت دارین پاؤ گے تا روز قیامت نام رہے گا ہر بہادر تمکو جانباز اور
سرفروش کہے گا بیٹا قبرون پر میلے رہینگے صاحبان مراد مراد مانگنے آئینگے یقین کامل ہو کہ اپنی
خواہش دل سے مستفیض ہونگے اور اگر ہو سکے تو میرا خیال نکرو ہاتھی کو ساتھ لیکر لڑتے بھڑتے
نکل جاؤ یہ کہکر لندھور اپنے مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہوا اپنے سردارون کو بھی یہی حکم دیا
کہ یارو میرا خیال نہ کرنا ہمارا افسر قتل ہو گا اسکا ملال نہ کرنا ہاتھی کو بیچ مین لے لو سب جوانان ہندی
تلوارین کھینچکر اس معرکۂ قیامت خیز مین لڑتے ہوئے ہاتھی کے ساتھ چلے کہ صاحبقران زمان
لڑتے بھڑتے نہنگانہ پلنگانہ رستمانہ صفون کو پامال کرتے ہوئے اُس مقام پر پہونچے جواہر
بن عمر در رکاب سعادت انتساب سے لپٹا ہوا خنجر ہاتھ مین پشتیبانی کرتا ہوا ساتھ ہی امیر بآواز
فرمارہے تھے کہ ای جواہر یہ کیسا ہلڑ ہی کیا علمشاہ وقاسم کے دشمن مارے گئے اب
اسوقت مجکو آنکھون سے نہین سوجھتا ذرا خبر تو لے جواہر نے چاہا کہ رکاب چھوڑون
براے دریافت خبر جاؤن کہ دیکھا سرداران ہندوستان بصد شوکت وشان ہاتھی کو بیچ مین
لیے ہوئے لڑتے ہوئے آتے ہین اور علمشاہ اور قاسم مثل مردے کے ہودے مین پڑے
ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد پر تو لندھور بن سعدان نے اپنا دوشالہ ڈالدیا تھا کہ نامحرم
کی نگاہ نہ پڑے وہ تو مخفی ہی مگر ان شیرون پر نگاہ پڑی صاحبقران زمان نے آواز دی یا الٰہی
یہ کیا معرکہ ہی جواہر نے بڑھکر مفصل خبر دریافت کی قریب آکر عرض پیرا ہوا کہ ای شہریار
لندھور نے بڑا کارنمایان کیا علمشاہ وقاسم زخمی ہو کر قریب اُس نخل کے گرے تھے
کہ جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی تھی لندھور نے ملکۂ عالم کو بھی رہا کیا ان شیرون کو
زخمداری مین اٹھایا آپ شبرنگ تازی پر سوار ہو کر براے مقابلہ فولاد فولادشکن گیا
ہی ملاحظہ فرمائیے کہ ارشیون پریزاد و فرہادخان یک ضربی پیدل جھول پر ہاتھ ڈالے
ہوئے لڑ رہے ہین صاحبقران زمان نے ہاتھ اٹھاکر فرمایا ای پروردگار لندھور نے
میرے فرزندون کو بچایا وہ بھی اپنے کلیجے کے ٹکڑون کو صحیح وسالم پائے یہ فرماکر آگے بڑھے
بادشاہ حجاہ بھی لڑتے ہوئے چلے آتے ہین اب وہ وقت قیامت ہی کہ بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا

نہین پہچانتا جابجا لاشون کے انبار ہین مازمان فولاد غدار جانبازی اور سرفروشی کر رہے ہین
اس ہنگامے مین نقیب جانبین کے آوازین لگا رہے ہین ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان
نپوشید بیت روز جنگ است جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و ننگ باید کرد ای مردان
عالم یہ میدان کارزار ہی اپنے بزرگون کا نام روشن کرو صف شکن ہو تیغ زن ہو دیکھین کس
معرکے مین کون سرخرو ہوتا ہی کون آبرو کھوتا ہی یارو دنیا ناپائدار ہی زندگی کا کیا اعتبار ہی دارا
و کیقباد و جمشید و سکندر صاحب حشم و ضحاک ماردوش عمر بھر بادۂ نخوت سے مدہوش رہا ہزار
سال سلطنت کی آخر یہ سب کیا ہوے خاک کے پتلے تھے خاک مین مل گئے بند جمہ

گئے کل سوے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اُسجا بمضمون خیالی تھے
ستابر جتنے دیکھے ہم نے خشتی پائمالی تھے
مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے

سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

دنیاے فانی مقام عبرت نہ جاے عیش و عشرت ہی آئینہ دقون حیرت ہی مسدس

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر
وجہ ہی اسکی بہ نظاہر عقلا کے اوپر
ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلاکر

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز ست و ما بیخبریم

شعر تردد کیا تمھین ای ساکنان ملک ہستی ہی ٭ عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی
آوازین نقیب و کرکیت کی سنکر مردان عالم نبرد و شور سے اڑ رہے ہین کہ صاحبقران نے دور
سے دیکھا لندھور بن سعدان لڑتا ہوا کئی ہزار کو قتل کرتا ہوا قریب فولاد فولادشکن پہونچ گیا
اور للکارا کہ او نامرد مین آپہونچا صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ فولاد فولادشکن بھی لندھور
کے مقابلے مین پہونچا فولاد فولادشکن نے ہاتھ مارا لندھور نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا قصد
یہ تھا کہ پلٹ جاؤن تلوار اس ملعون کی چھین لون کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لون مگر اتفاق قضا
و قدر ایک کوہی نے لندھور کے شانے پر نیزہ مارا شانہ نشانہ ہوا سنان نیزہ استخوان
کو توڑ کر پار گذر گئی لندھور نے پلٹ کر اسکو ہاتھ مارا وہ تو واصل جہنم ہوا مگر فولاد کا تیغہ پہنچ گیا

سر لندھور پر پڑا خود کو کاٹ کرتا دو ابرو پہونچا زخم کاری کھایا بازو مین سنان نیزہ سر پر زخم کاری
سنان نیزے کو شانے سے نکالا خون کا فوارہ بلند ہوا قریب تھا کہ گھوڑے سے گرے ضبط کر کے
اپنے کو روکا فولاد فولاد شکن نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون اُسوقت لندھور پہ ہراس طاری ہی
کہ سر سے چادر خون چہرے پر آئی ہی دریاے خون مین نہا چکے ہین آنکھون سے نہین سوجھتا
اور فولاد فولاد شکن مثل دیو خشمناک مکار و بیباک زخمی دیکھکر بڑھا ہی بس صاحبقران نے
جو دور سے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کوہ شگاف کیا شعر مصنف
منم سرکن لشکر کافران ٭ بہ پشم نگون شد سر کافران ٭ او نامردا نلی کوئی زخمی پر ہاتھ ڈالتا ہی
خبردار ہاتھ کو روک لے کہ مین آپہونچا یہ کہکر پشت اشقر پر کوڑا مارا اشقر دیوزاد بہ نے مثل غزال
صحرائی جست کی بیچ مین آگرا اُترا لندھور کو ہٹایا اپنا سینہ سپر کردیا اُس مردود نے وہی تیغہ
خون آلود سر صاحبقران پر لگایا صاحبقران نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر جیتون تلوار کی
باڑھ سے لڑی ہوئی ہی جب تیغہ قریب سر پہونچا تھکی ماری تیغہ فولاد کا پٹ پڑا صاحبقران
زمان نے پنجہ علی بڑھا کر کلائی پر اُسکی ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر کرکے جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی
کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا نظم

یکے نعرہ زد میر منزل مصاف
که سیمرغ لرزید در کوہ قاف
یکے نعرہ زد آن بجلقش بدر
که آہن دلی را دریده جگر

صاحبقران زمان نے زور
جو کیا اُس دیو خصال کوہ تمثال کو زمین سے اُکھیڑا دست حق پرست پر بلند کیا تمام
اہالیان لشکر نے دیکھا کہ صاحبقران زمان نے فولاد فولاد شکن کو اُٹھا لیا چاہا کہ چرخ دون
رکابون کو خالی کرون اشقر دیوزاد سے اُترون اس بحیا کی مشکین باندھون مگر کوہی چارطرف
سے ٹوٹ پڑے صاحبقران کو سنبھلنے نہ دیا ادھر سے ملازمان صاحبقران اُدھر سے
تمام کوہی اپنے افسر کے واسطے جان دینے پر آمادہ ہوے ہمت خروشی برآمد بگیر و بگیر ؛

یکے خورد نیزہ یکے خورد تیر
ہزاروں کے لاشے زمین پر گرے
ہزاروں کے منہ جنگ سے پھر گئے
بہا وان یہ دریائے خون اسقدر
کہ گھوڑوں کے سم ہوگئے تر بتر
تراق عمودان سے رن ہل گیا
سر اک پہلوان خاک مین مل گیا
روان خون کا دریا ہوا ایسا
اُبھرنے لگے سر بشکل حباب
چقاچاق خنجر سے کانپا فلک
زمین کو رہا زلزلہ دیر تک
ہوا حشر تیغوں کی جھنکار سے

کہ طائر زہرۂ ترے خوف سے دشت کے اس قیامت کی اُس مقام پر تلوار چلی کہ دور تک خون کی ندی

بہی سپرین جو مردان عالم کی اُس دریاے خون مین گرین یہی ظاہر ہوتا تھا کہ کچھوون نے دریا سے
مُنھ نکالا تلوارین جو ہاتھ سے مردان عالم کے چھوٹین گویا مچھلیان شناوری کر رہی تھین گرز
و تبر پر نہنگان دریائی کا عالم خون کا دریا جوش پر دمبدم ترکشون سے تیر جو زمین پر گرے گویا
زمین کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے صاحبقران زمان نے ہرچند چاہا کہ فولاد فولاد شکن کو
سنبھالون مگر اسقدر تلوارین پڑین کہ آخر فولاد ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا کوہی جان دیگر
ٹوٹ پڑے جسطرح بن پڑا اُٹھالے گئے اب جو صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا دارا سے ہند
لندھور بن سعدان دریاے خون مین غرق گرز ہاتھ سے چھوٹ گیا ہی ایک شاخ نخل پر
ہاتھ کثرت زخمداری سے جھوم رہے ہین مگر جوش جرات سے قبضۂ شمشیر کو چوم رہے ہین
صاحبقران گھوڑے پر سے کود پڑے لندھور کو گود مین اُٹھالیا ہوادار پر سوار کیا آپ
لندھور کو غش آگیا صاحبقران زمان نے اسفندیار شاہ گیلانی اپنے فرزند کو آواز دی
ای راحت جان عم نامدار نے تمھارے کارنمایان کیے مگر کثرت زخمداری سے بیہوش ہین
انکے ہوادار کے قریب رہو فولاد فولاد شکن کو کوہی اُٹھالے گئے یقین تو ہی کہ وہ قابل جنگ نہو
مگر اُسکے ساتھ کے کوہی قیامت برپا کر رہے ہین بڑے جوش وخروش مین آمادۂ جنگ ہین
بیشک یہ کوہی بحر جرات کے نہنگ ہین دیکھو وہ سامنے بادشاہ لشکر اسلام پر بلوہ ہی فوج لقا نے
گھیرا ہی مین اُسطرف جاتا ہون اسفندیار شاہ گیلانی نے بحکم صاحبقران پاے پر ہوادار کے
ہاتھ رکھدیا لڑتے ہوے ایک طرف چلے مگر صاحبقران ایک رسالے کو شکست دے کے
چند قدم آگے بڑھے تھے کہ دیکھا ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی جنکو لندھور
نے ہاتھی کے ساتھ کیا تھا جھول تھام کر اسقدر لڑے کہ زخمون مین چور چور ہو گئے ہاتھی ایک
مقام پر تھم گیا کفار نے آگے نہ بڑھنے دیا ہزارہا ہندیون نے شمشیرزنی کرکے اپنی جان دی گرد
ہاتھی کے صدہا لاشہ تڑپ رہا ہی لالہ زار کھلا ہوا ہی کفار کا قصد ہی کہ ہاتھی کو اپنے قبضے مین کرین
فرہاد خان یک ضربی وارشیون پریزاد نے گھٹنے زمین پر ٹیک دیے ہین مگر ہاتھ تلوار کا
چلا جاتا ہی ابھی تک کسی کو قریب نہین آنے دیا صاحبقران نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز دی

ای فرزندو مرحبا صد مرحبا جرأت کا دھرم یہی ہی کیا مردانگی دکھائی دونون نے اُس حال مین جھک کر سلام کیا آواز دی حضور آپ قریب آئین غلامان جان نثار رخصت ہوتے ہین مگر اس حسرت پر روتے ہین کہ باباجان نے ناموس توزنگاہ حضور کو ہمارے سپرد کیا تا بلشکر نہ پہونچا سکے اجل قریب آگئی زندگی اِسی قدر تھی صاحبقران زمان گھوڑے کو اُڑا کر قریب آئے ہاتھی کو بٹھایا فرہاد خان وارشیون پریزاد کو بھی ہاتھی پر لادا آپ گرد ہاتھی کے پھر کر لڑنے لگے سردارون نے جو نعرۂ صاحبقران کی صدا سنی جنگ کنان اسی مقام پر آگئے اب کس کی مجال ہی کہ قریب ہاتھی کے آسکے یا جرأت دکھاسکے جو بڑھا افسرون نے جھپٹ کے ہاتھ مارا کافر شعلۂ شمشیر سے جل گیا اس لطف سے صاحبقران شمشیر زنی کر رہے ہین سردار آوازین دیتے ہین کہ ای شہریار ماشاء اللہ قطعہ

آنکھ دشمن سے تری تیغ کے جوہر جو ملا مین — خون اُترا ہے آنکھون مین لہو کا ہو یہ جوش
پشتہا پشت رہے تیغ کی برش کا اثر — کہ عدو زادہ ہو پیدا تو جدا ہون بر دوش

اب صاحبقران زمان لڑتے ہوے کنارے تک فوج کے پہونچ گئے ہر سردار یہی ترغیب دے رہا ہی کہ حضور اب نکل چلین چار جوانان شیر دل دو نور نظر حضور کے دوپارۂ جگر لندھور کے علاوہ اُنکے ناموس شہنشاہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اس ہاتھی پر ہین اگر یہ جنگ قائم رہی اور کفار نے فرار برقرار نہ کیا تو یہی آکر شریک جنگ ہونگے امیر کو پھر قول مردان عالم کا پسند آیا لڑتے ہوے طرف لشکر کے چلے اگر کفار نے تعاقب کیا پلٹ کر شمشیر زنی کی پھر بڑھے مگر یہان بادشاہ سپاہ فوج لقا مین آمادۂ حرب و پیکار ہین بختیارک فوج کو ترغیب دے رہا ہی بختیارک نے ایک جانب دیکھا کہ ایک صف مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان روح روان لشکر اسلام اس جوش وخروش سے جنگ مین مصروف ہی بڑے بڑے پہلوانون کو مار انامی اہالیان لشکر لقا کو للکارا ہر دو سامنے سے اُس شیر کے بھاگتے پھرتے ہین بس بختیارک نے عیارون کو قریب بلایا مہتر وسواس سے کہا دیکھو تو نبیرۂ حمزہ کیا قیامت برپا کر رہا ہی کمند اندازون کو لیجا جسطرح بنے نورالدہر کو گرفتار کرے وسواس بموجب بختیارک چار سو کمند اندازون کو ساتھ لیکر

اُس غول مین آیا جہان شاہزادہ نور الدہر مصروف جنگ تھے ایک رسالے کو اشارہ کیا ذرا نور الدہر کو سلیمہ دکھاؤ اُن بیچاؤن نے یہی کیا کئی پہلوان نوک کر سامنے گئے تلوارین چمکا کے بھاگے نور الدہر نے تعاقب کیا قریب ایک نخلستان کے پہونچے تھے وسواس نے عیارون کو اشارہ کیا چارسو حلقہ کمند کا نور الدہر پر ایک مرتبہ پڑا حلقے کمند کے گردن اور کمر مین پڑے شاہزادہ مجبور ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرا چارسو پیک بچے شاہزادے پر ٹوٹ پڑے نور الدہر نے اُس حال مین بھی کسی کو گھونسا کسی کو لات کسی کا گلا گھونٹ لیا چالیس پچاس عیار مارے آخر گرکے بیہوش ہوئے وسواس نے کمندون مین باندھ لیا ساتھ والون سے کہا خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے باغ مینا مین چھپا کے لیجاؤ مسلسل کر کے کسی مکان مین قید کرو جب خداوند لپٹ کر آئینگے تو اُسوقت بھجا جائیگا عیار شاہزادے کو لیکر روانہ ہوئے اس حال سے عیاران لشکر اسلام و سرداران عالیمقام بالکل آگاہ نہوئے مگر سردار نور الدہر نبیرۂ کلکان صاحب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور وصدران ماہ منظر و دراج در درگوش و اشکاش کشیدہ رو وزرباب خان وبجین خان وکیوان انجم سیاہ وسہیل ستارہ چشم وغیرہ سرداران نور الدہر وشبرنگ بن عمرو عیار یہ سنکے سب جنگ مین ایک مقام پر مصروف ہین کہ دیکھا مرکب شاہزادے کا موسوم بہ اسپ پریوش باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا خون سے تمام جسم گلنار ایک مقام پر کوتل کھڑا ہوا ہی شبرنگ نے جاکر مرکب کو تھاما روتا ہوا سامنے طہماس وغیرہ کے آیا کہا صاحبو غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ دشمن شاہزادے کے کام آئے مگر بہت تلاش کیا لاش کا پتا نہ ملا گھوڑا کوتل دستیاب ہوا اسوجہ سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اُڑن مین کوئی گرفتار کرے گیا ہی سرداران نور الدہر مین شور گریہ وزاری بلند ہوا شبرنگ نے سب کو سمجھایا کہ آپ سب صاحب صبر کرین یہ اپنے وقت کے صاحبقران ہین ایسے ایسے قران صعب انپر بہت پڑتے ہین تمام کفار جان کے دشمن لقا پرست رہزن پروردگار اپنی قدرت کاملہ سے بچاتا ہی سردار مجبور ہو کر خاموش ہوے مگر ظل اللہ سعد بن قباد ولانا لڑتے بھڑتے قریب تخت لقا ہوئے تھے بختیارک سے دیکھا کہ فولاد فولاد شکن گرنے سے

زمین کے بیہوش ہو چکا کو ہی اُسکو اُٹھا کر لے گئے بادشاہ لڑتے بھڑتے چلے آتے ہین جملہ سرداران نامی کا اب اسی مقام پر جماؤ ہی ایسا ہو کہ لقا پر کوئی افتاد پڑے سلیمان عنبر مو کوہی و ناصر کوہی و عنصر کوہی وغیرہ بھی زخمی ہو چکے ہین بس اُسنے سوچکر طبل بازگشت بجوادیا دونون لشکر جدا ہوے بادشاہ مجاہد اپنے کشتون کو اُٹھواتے ہوے سرداران زخمی کو تلاش کر کے ساتھ لیتے ہوے اُسوقت لشکر مین پہونچے کہ صاحبقران نے لندھور و فرہاد خان یک ضربی و ارشیدون پریزاد و عاج و قاسم کو شفاخانے مین اُترو ایا ہی زخمدوزی کی تدبیر ہونے لگی اور ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو لاکر محلات محلی مین داخل کیا تمام شاہزادیون نے آنکھون پر لیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد محل مین آکے پیٹنے لگی کہ صاحبو میرے وارث کی مجھکو کچھ خبر سناؤ کنیزون نے بیان کیا بی بی نہ گھبراؤ خدا نے خیر کی سب سردار واسطے جنگ کے چلے گئے مگر نیلم زنگی و فیلم زنگی و عنتر صباد عوجان دریا باری و سام بن عوجان و میعاد عادر شاک و دراز گردن وغیرہ سرداران ایرج نوجوان جاکر اُٹھا لائے پروردگار نے اپنا فضل شریک حال کیا وہ شیر زندہ ہی ٹانکے وغیرہ دیے گئے ہین کل تک انشاء اللہ محل مین بھی آئینگے یا تو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جوش غم والم مین نام ایرج کا بجسرت لیا تھا خوشی کی جو خبر پائی سر جھکا لیا بے اختیار یہ اشعار آبدار زبان سے جاری ہوے اشعار

مانند شانہ ہی خاشو ہر جو روز گار
یارب دکھا جمال تمنا پھر ایکبار
پھر تا رہون مین صورت وصف مسیح تن
پیدا ہو مجھ مین صورت لہا داغدار
گردن جھکاؤن مثل قلم التماس مین
مطلب کی دون خبر جو زبانے سخن کا

حاصل ہو مثل زلف طول انتشار
آغوش مین مراد ہو لب ہون تہقہے
گھٹنے مین مثل عمر عدو پاؤن تج صبا
لپٹون بشکل بخیہ سا تی سبو سے رو
چہرہ دکھاؤن صورت مضمون آبدار
خاطر مین آکے قصد ہون غنچے مین جا بجا

امیدوار ہون دل مشتاق کیطرح
چھلکون بسان ساغر لبریز بار بار
دکھلا کرین حسینون جا جوش شوق بن
چھولون بسان اُلفت مین جانان ہزار بار
الفاظ مین بصورت معنی چھپا رہون
پہونچون جو تا بہ گوش مخاطب ہو قرار

نگاہ بچا کر بی بیون کی واسطے سجدے کے جھکی عرض کی ای خالق زمین و زمان و ای رب دو جہان کیا شکر یہ تیرا ادا کرون ابیات

نیارم گوہر شکر تو سُفتن
اگر ہر موے من گردد زبانے
سر موے ز احسان تو گفتن
ز تو رانم بہ ہر یک داستانے

تمام شاہزادیان خدمت مین

ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی مصروف ہین جسم کو خون سے پاک کیا لباس تبدیل کرایا دماغ کو اپنے عرش اعلیٰ پر پہونچایا ملکہ تو محلات معلیٰ مین داخل ہی البتہ دیدار فرحت آثار ایرج نوجوان کی مشتاق مگر فرحت حاصل ہی سب طرح تسکین دل ہی مگر جب صاحبقران زمان دربار مین آئے جواہر بن عمرو نے حال ایرج نوجوان کا عرض کیا کہ فضل خدا سے صحیح وسالم ہین ٹانکے لگا کر پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھادین مگر ابھی بیہوش ہین اسی اثنا مین شبرنگ بن عمرو نے عرض کی حضور نورالدہر کو یقین ہی کہ عیاران لشکر لقا مین جنگ مین گرفتار کرے گئے امیر نے گھبرا کر فرمایا جلد جا کر دریافت کرو ایسا نہو فولاد فولادشکن غصے مین قتل کرڈالے عیاران لشکر اسلام واسطے خبر کے روانہ ہوے اب دو کلمہ داستان لشکر کفار تحریر کیے جاتے ہین کہ لقا شکست کھا کر اپنی بارگاہ مین آیا فولاد فولادشکن کو بھی ہوش آ چکا دربار مین تو آکر بیٹھا مگر حجاب سے سرجھکائے پشت دست کاٹ رہا ہی ہونٹھ چاٹ رہا ہی بختیارک نے کہا ای پہلوان دوران اب رنج وملال بیکار ہی جو ہونا تھا وہ ہوچکا آخر کہین شادی کرتے اُسنے اپنا بنا بنایا تلاش کرلیا صاحب حسب ونسب نورنگاہ امیر عرب جرأت مین یکتا خداوند لقا کا ہی اور اگر کچھ بدلا منظور ہی تو ہمنے جنگ مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو گرفتار کرلیا ہی اُسکو قتل کیجیے فولاد غصے مین کانپنے لگا کہا ملک جی ایک تو خلاف جرأت مجھسے یہ ہوا کہ ایرج نوجوان کو عالم خواب مین جاکر زخمی کیا اب یہ کرون جسکو عیار مکر سے لائے ہون اُسکے قتل کا حکم دون آپ کا گناہگار ہی قدرت کو قتل کا اور عدم قتل کا اختیار ہی مین اپنی زبان سے کچھ نہ کہونگا مگر اتنا چاہتا ہون کہ سیمین عذار صنوبر قد کسی طرح میرے قبضے مین آجاے پھر اگر ایک مسلمان کو زندہ چھوڑدون تو فولاد فولادشکن نام نہ رکھیے گا بختیارک نے کہا یہ اب دشوار ہی جو نازنین قبضۂ مسلمانان مین گئی اُسکا ملنا ممکن نہین فولاد نے کہا خیر ہم آپ تدبیر کرینگے اب بختیارک نے سلیمان عنبرین موے کوہی کو ورغلایا کہ ای بادشاہ کوہستان آپکے صدہا عزیز واقارب ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے اب بلا کر نورالدہر بن بدیع الزمان گردشکن کا دربار کیجیے اگر قدرت کو سجدہ کرے فبہا ورنہ اُسی وقت قتل کیجیے سلیمان عنبرین موے کوہی نہایت غصے مین بیٹھا ہی اور یہ فولاد فولادشکن

بھی سلیمان کا بھانجا ہی اسکی ذلت کا بڑا ملال ہی بس حکم دیا کہ قیدی کو جلد لاؤ حقیقت مین ملک جی سچ کہتے ہین مسلمانون کا بھی یہی طریقہ ہی جو کوئی ہم مین کا اُنکے یہان گرفتار ہو گیا اگر مسلمان ہوا آبرو دی ورنہ قتل کرتے ہین ہم کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتے ہین بس فوراً اُسنے حکم کیا کہ نورالدہر کو ہمارے سامنے لاؤ بختیارک نے چپکے سے کہا اے سلیمان خاص بارگاہ مین بلانا مناسب نہین ہی مسلمانون کو خبر ہوگی فوراً آئینگے قیدی کو چھڑا لیجائینگے اور دس بیس ہزار کی جان پر بنے گی کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی سلیمان عنبرین موے کو ہی تیغہ پکڑ کے اُٹھ کھڑا ہوا لقا سے کہا یا خداوند باغ مین چلیے لقا بھی راضی ہوا بیان کیا ہی اُستاد اول سخنور نے کہ بختیارک نے اشارے کرکے بارہ سو سردار ساتھ لیے باغ مین آکے یہ باغی داخل ہوے لقا تخت نخوت پر تاج نکبت سر پر رکھ کے متمکن ہوا تمام سرداران زبردست دنگل پر دروازے کا بھی بختیارک نے بندوبست کیا اب حکم دیا کہ نورالدہر کو لاؤ یہان تو بختیارک نے واسطے قتل کے نورالدہر کو طلب کرایا مگر واضح رہے ناظرین والاتمکین ہو کہ جو جنگ مغلوبہ بمقدمہ ملکہ تحریر ہوئی چار روز کا زمانہ گذر چکا ہی ایرج نوجوان کو شفاخانے مین ایک دن اور ایک شب تو بالکل ہوش نہین آیا دوسرے دن شاہزادہ اُٹھکر میٹھا یخنی وغیرہ نوش فرمائی شاپور شیردل خدمت مین حاضر ہی سردار آکے جمع تھے انتہا کا حجاب ہی کہ اب مین والد نامدار و جد عالی تبار کو کیا مُنھ دکھاؤنگا میرے واسطے کیا کیا قیامت برپا ہوئی کیسے کیسے سردار زخمی ہوے خدا نے سب شیرون کو بچایا یہ واضح رہے کہ قاسم و علمشاہ وغیرہ زخمدار اور شفاخانے مین ہین ایرج نوجوان بسبب شرم و حجاب کے اپنی بارگاہ مین ہین جسدن سے ہوشیار ہوے یہ کلمہ زبان پر جاری ہی جبتک مین فولاد فولادشکن سے بدلا نہ لونگا بزرگون کو مُنھ نہ دکھاؤنگا ہر روز قصد ہوتا ہی کہ صاحبقران زمان کے سلام کو جاؤن مگر حجاب مانع ہی ابھی تک کسی دن بارگاہ سلیمانی مین نہین گئے اگر کوئی سردار مثل مالک وغیرہ عیادت کو آئے تو شاہزادہ ایرج نوجوان کہلا دیتے ہین کہ اسوقت سو گئے ہین قضائے کار عیار نورالدہر کا سبز رنگ بن عمرو بے تکلف بارگاہ ایرج مین چلا آیا واسطے تسلیم کے خم ہوا ایرج نے کہا

کیرن شبرنگ تمھارے آقا کا مزاج کیسا ہی ہماری عیادت کو نہ تشریف لائے ابتک تو
حال گرفتاری نور الدہر ایرج نوجوان سے چھپایا تھا کہ زخمداری مین شاہزادے کو ملال ہوگا
مگر شبرنگ سے جو اس طرح پوچھا شبرنگ بے اختیار رونے لگا شاہزادۂ ایرج نوجوان
نے کہا کیون خیر تو ہی کیا خدا نخواستہ زیادہ زخمی ہوے تھے شبرنگ سے ضبط نہو سکا
کہا ای شہریار روہ جنگ مغلوبہ سے کہان واپس ہوے عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ عیاران
کفار گرفتار کرکے لے گئے مین نے اس تین دن مین تمام لشکر لقا کو چھان ڈالا کہین پتا
نہ ملا بس ایرج غصے مین تھرانے لگا شاپور شیردل کی جانب بہ نگاہ قہر دیکھا کہا کیون بھئی
تم نے ہم سے اطلاع نہ کی اگر خدا نخواستہ اُنکے دشمنون پر کوئی اُفتاد پڑے سارا لشکر
یہی کہیگا کہ تعصب بھتیجی مین نور الدہر کو مٹوا دیا بخدا نہ مین کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیونگا پٹیان
مرہم کی ابھی نوچ کے پھینک دونگا جسطرح سے بنے جاؤ اور نور الدہر کی خبر لاؤ مین جاکر
اُنکو رہا کرون یا اُس شیر کے واسطے اپنی جان دون اسطرح جو ایرج نوجوان نے کہا
شاپور کانپ گیا خوب آگاہ ہی کہ آنشہزادے شعلہ مزاج ہین جو کہتے ہین وہی کرینگے عرض کی حضور
غلام ابھی جاتا ہی ایرج نے شبرنگ پر تاکید کی کہ اگر جی چاہے تم بھی شاپور کے ساتھ جاؤ
اپنے آقا کا پتا لگاؤ مگر لشکر مین اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا ہم اس مقدمے مین بہت
محجوب و شرمسار ہین اور اب تو نور الدہر کے واسطے اشکبار و بیقرار ہین شبرنگ
نے کہا کیا مجال جو اس بات کو زبان سے نکالون مین بھی اپنے بھائی شاپور کے۔ ساتھ جاتا
ہون بس یہ دونون عیاران طرار خنجر گزار صورتین تبدیل کرکے سمت لشکر لقا چلے لشکر لقا مین
آکر دیکھا بارگاہ مین سناٹا پڑا ہی جا بجا سرداروں مین چپکے چپکے کچھ باتین ہورہی ہین اور دو
دو چار چار مسلح ہوکر سمت باغ مینا جاتے ہین شاپور نے فوراً اپنی صورت ایک کوہی کی
بنائی ایک کمیدان جاتا تھا اُسکو بڑھکر سلام کیا کہا کیون حضور کیا آج باغ مینا مین جشن کی تیاری
ہی اُس کمیدان نے کہا نہین بھائی کسی سے ذکر نہ کرنا نور الدہر نبیرۂ حمزہ چار دن سے قید
تھا اندر باغ کے میدان خونی کی تیاری ہی یہ مخفی اُسکو قتل کرینگے کہ مسلمانون کو خبر ہونے پائے
اسی وجہ سے دروازہ بند ہی کھڑکی سے آمد و رفت ہی ہم لوگ جاکر دروازے مین ٹھہرینگے

کہ شاید اگر کوئی مسلمان آئے تو باہر ہی روکین اندر نہ جانے دین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی
شاپور اُٹھا چلا شبرنگ نے دیکھا کہ شاپور حال دریافت کر چکا یہ ضرور ایرج سے کہیگا
مین جا کر سرداران دست راست کو خبر کرون شبرنگ تو طرف بارگاہ لندھور کے چلا
مگر شاپور آنکھون مین آنسو بھرے ہوے خدمت مین ایرج کی آیا آتے ہی عرض کی ای
شہریار غضب ہوا اندر باغ میناکے کینہ نور الدہر کو قتل کیا چاہتا ہی فوجین دروازہ پر
پہونچ گئی ہین دروازہ بند ہی کھڑکی سے آمد و رفت ہی اندر باغ کے جانا نہایت دشوار ہی
اور اگر جانے مین دیر ہوگی شاہزادہ زندہ نہ ملیگا بختیارک نے سلیمان عنبرین موے
کوہی کو قتل نور الدہر پر بخوبی آمادہ کر لیا سنتا ہون فولاد فولاد شکن نہین مانتا تھا اسطرح
کے قتل کو نامردی جانتا تھا مگر بختیارک تو ایک چرب زبان ہی وہ سمجھا کے اُسکو بھی
اندر باغ کے لے گیا ہی جسقدر پہلوان زبردست ہین بادۂ کبر و نخوت سے مست ہین سب
اندر باغ کے ہین ایرج نے کہا پھر شاپور کیا کرین مین کسی طرح اندر پہونچ جاؤن یا جان دونگا یا
اپنے ہمچشم کو چھڑا دونگا شاپور نے کہا کچھ عیاری کرنا چاہیے مرکب پر سوار ہوکے تو اندر پہونچنا
دشوار ہی پیدل چلیے مین ایک چوبدار کی صورت بنتا ہون آپ ڈھاٹا باندھکر زلفین خلیلی
وخال سبز و رگ ہاشمی مخفی کرکے چلیے ایرج نے کہا مین ہرطرح آمادہ ہون فوراً اسی صورت سے
کہ شاپور شیر دل مرد بنا عصا سونے کا ہاتھ مین لیا ایرج نے اپنے چہرے کو چھپایا پیدل
طرف باغ کے چلے مگر شاپور نے پلٹ کے پیلم زنگی وغیرہ سے کہدیا کہ فوج کو تیار رکھنا جب
نعرۂ ایرج کی باغ سے صدا آئے مرکب لیکر فوراً پہونچنا مگر ایرج نے یہ شاپور سے تاکید
ضرور کر دی کہ جد عالی تبار و جملہ سرداران نامدار کو خبر ہونے پائے مین اکیلا پہونچون
اگر خدا فضل کرے نور الدہر کو چھڑا لاؤن گردن پر اُس کشتی گیر زادے کے بار احسان
رکھون کہ پھر کبھی نام ذنگل رستم نہ لین اگر غیرت ہو تو جھک کے ملین ایسی باتین کرتے ہوے
سامنے باغ مینا کے پہونچے دیکھا کل فوج لقا و جملہ سردار اپنے اپنے مقام پر مسلح بیٹھے ہین
دروازون پر پہرا ہی آنے جانے والے کو روکتے ہین جو جانے کا قصد کرتا ہی اُسکو ٹوکتے
ہین شاپور آگے بڑھا ایرج عقب مین اپنے کو چھپائے ہوے سر جھکائے ہوے جب

شاپور شیردل قریب گھڑی کے پہونچا اسلح مرتب کر کے چلا جیسے واقف کار جانے کا قصد کرتا ہی
ایک کوہی نے آواز دی کون جاتا ہی شاپور نے جواب نہ دیا کوہی نے پھر زور سے پکارا میاں
مردہے کہاں جاتے ہو تمھارے ساتھ کون ہی اسوقت مانعت ہی شاپور نے پلٹ کے
جواب دیا میاں سپاہی ہم ابھی سوتے سوتے اُٹھے ہین بیٹے کی برات ہو گئی رات بھر جاگے
خوب ناچ دیکھے شربت پلائی مین دو ہزار روپے پڑے سب فوج کی بھی دعوت کرینگے کیون بن
کھائے جاتے ہو کاہیکو اسقدر چلاتے ہو سپاہی جھلایا کہ میان چوبدار سبحان اللہ سوال دیگر جواب
دیگر شاپور نے کہا بی مشتری رات کو نہ تھین وہ تو کسی مرد آدمی کے گھر بیٹھ گئین بی لبتی خوب گائین
اب تو سپاہی تلوار لیکر دوڑا کہا یہ کیا بکتا ہی اور سب لوگ قہقہہ مار کر ہنسے کہا میاں سپاہی کیون
غصہ کرتے ہو وہ بیچارہ بہرا ہی تم جانے کو منع کرتے ہو وہ بیٹے کی شادی کا ذکر کرتا ہی اسپر بھی
نہین سمجھتے ہو سپاہی نے دوڑ کر شاپور شیردل کا ہاتھ پکڑا اور کہا اندر نہ جاؤ شاپور نے ہنسکر کہا
تمھارے حصے کا کھانا رکھا ہی رات کو صرف برادری کی دعوت تھی ہم لوگ مومن ہین تانا بجانا
کرنے والے صرف بیان کے شہدے نہین ہین بموجب مثل کر گا چھوڑ تماشے کو جاے۔ ناچ
کی چوٹ جولاہا کھاے۔ یہ فقرہ گرما گرم سنکر لوگ اسقدر ہنسے کہ پیٹ مین بل پڑ گئے ایک جوان
نے کان سے منھ لگا کر کہا میاں مردہے صاحب اندر جانے کو منع کرتے ہین قدرت نے حکم
دیا ہی جب تو مردہا بڑبڑایا منھ بھلا کر کہا میاں جوان ہمکو منع کرتے ہو بہت اچھا ہم جاتے ہین
ملک یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے اُستاد کو بلانے گئے تھے جنسے وہ رمل کا رسالہ پڑھتے
ہین انکو بھی پہیرے لیے جاتے ہین اب فرزند قدرت کو تم سبق پڑھاتا ساعت نیک دیکھی
بتانا یہ کہکے چوبدار بکتا ہوا پلٹا جمعدار نے کہا ارے اسکو جانے دو جبرئیل قدرت نے رمال
کو بلایا ہوگا شاید اُس مسلمان کے قتل کرنے کے لیے وقت پوچھنے کی ضرورت ہوگی گھڑی بھر
مین سب کو خفت ہوگی اب تو سپاہی نے دوڑ کر مردہے کا ہاتھ پکڑا کہا ارے میاں جاؤ غصہ
نہ کرو تمکو کون روکتا ہی یہ بہرا ہی اپنی کہتے ہو اور کی نہین سنتے ابتو میاں شاپور مچل گئے کہ مین
نہین جاؤنگا اس پلٹن کی پلٹن کا نام کٹوا دونگا لونڈے لاڑی ادھر اُدھر کے نوکر ہوے ہین
اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے ایک تو میاں رمال کا میانہ کنارے پر لشکر کے روکا گیا یہانتک

وہ پیدل آگے یہان جہائین ہوتی ہو اب تو سب منت کرنے لگے کہ میان مرد ہے صاحب غصہ تھوک ڈالو خفا نہو حقیقت مین یہ سپاہی نیا نوکر ہی ہمارا اگلا ساچولی دامن کا ساتھ ہی برتن سے برتن لڑجاتا ہی شاپور تیوریان بدلتا ہوا ایرج کو لیکر کوٹھری کے اندر آیا دیکھا باغ مین جا دو ہی لقا تخت پر ایک طرف فولاد فولاد شکن ایک جانب سلیمان عنبرین موے کوہی و ناصر کوہی و عنصر کوہی و ضیغم خون آشام و زنکال خون آشام و کلکال خون آشام وغیرہ تمام گبر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین نورالدہر کو زیر تیغ بٹھایا ہی جلاد تلوار کھینچکر سر پر آیا ہی کوسلے کا خط گردن پر دے چکا ہی آواز دے رہا ہی بیت سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ؎ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر جلاد چیست ؎ کس کا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا ہی کس کا ساغر عمر لبریز ہوا ہی کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی تیغۂ بارہ دار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتا ہون جلادی کا دم بھرتا ہون حکم اول ہی تجھ بوجھ کر دیجیے قتل کرنا میرا کام ہی جلانے مین خداوند کا نام ہی لقا نے تو کچھ جواب نہ دیا بختیارک نے اشارہ کیا قدرت نے حکم دیا ہاتھ تلوار کا لگا بس شہزادہ ایرج نوجوان کی آنکھون مین اندھیرا آگیا تیغۂ دودمۂ سکندری پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا با شیدای کفاران بیحیا و نابکاران پرُ دغا ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم نقد روح روان قاسم علیین ایرج نوجوان نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر ؎ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ؎ شاپور نے گوپھن مین پتھر رکھکر مارا جلاد کا سر پھٹا زمین پر تڑپ کے گرا ایرج نوجوان لڑتا ہوا چلا نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا ایرج نوجوان آپہنچا چشم زدن مین پانچ سات کوہی مار ڈالے پکارتا ہوا آتا ہی کہ بھائی صاحب نہ گھبرائیے گا مین آپہونچا میری حیات مین تمکو کون قتل کرسکتا ہی یہ جو نورالدہر نے دیکھا غیرت سے پسینہ آگیا جوش حرارت مین نعرہ شیرانہ کیا اشعار

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من است

گرمی بازار عشق از رخ چون من است
بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من است
باک ندارم ز دار چوب ستون من است

خانۂ تاریک تنگ بستہ بہ زنجیر عشق
بشکنم این بند لوقت جنون من است
قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت

کے پھینک دیا ایک کوہی نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار اُسکی چھین لی کمر مین ہاتھ ڈیکر مارا استخوان اُسکے چور چور ہوے وہی تلوار لیکر نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر ؎ شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر ؎ ایرج نوجوان بھی

لڑتا بھڑتا قریب نورالدہر کے آگیا ایرج نوجوان تو بخوبی مسلح و مکمل ہی نورالدہر کے جسم مین
صرف شب خوابی کا کرتا ہی نہ سر پر خود نہ جسم مین زرہ ایرج نے ایک پہلوان کو مار کے خود
نورالدہر کو دیا نورالدہر نے سر پر رکھنا قبول نہ کیا سر برہنہ لڑ رہے ہین اب نعرۂ ایرج
اور نورالدہر کی صدا بلند ہوئی سرداران ایرج گوش بر آواز تھے مسلح ہو کر چلے یہان تک عمر
بن عمرو نے یہ خبر وحشت اثر لندھور بن سعدان کو پہونچائی لندھور نے زانو پر ہاتھ مارا
کہ غضب ہوا یاردا ابھی قیامت برپا ہو چکی ہو ایرج انتہا کا آشفتہ شعلہ مزاج ہی بہت زخمی تھا
زندگی کی امید نہ تھی اب اس حال پر ملال مین لشکر کفار پر جا پڑا ہی خدا اسکو بچائے کچھ چارہ
نہوا فورا سوار ہوے انکے بعد سب سردار فردًا فردًا چلے مالک اپنے خیمے سے نکلے تھے کہ
عوب دراز عیار نے تمام کیفیت بیان کی مالک تو خاص ایرج نوجوان کے طرفدار ہین
فرمایا آج خون کے دریا وہ شیر بہادر بہادیگا دست راستون پر ہمیشہ دست چپ سے احسان ہوتا
ہی اگر قدم قاسم و ایرج کا نہوتا لشکر کمند شوار تھا انہین شیرون کی نہیب شمشیر سے لقا تھراتا
ہی یہ کہکر بادپای عربی پر سوار ہوے اب تو سردارون کا تانتا بندھا نامیان خیبری و توسیان
خیبری و سعید لنگری و شہاب خرقہ پوش نے صاحبقران زمان کو خبر دی کہ ای شہریار
نورالدہر کا پتا اسوجہ سے نہ ملتا تھا کہ وہ اندر باغ مینا کے قید تھے بختیارک نے تدبیر کرکے
سامان قتل نورالدہر کیا شاپور نے ایرج کو خبر پہونچائی وہ اس زخمداری مین یکہ و تنہا عیاری
کرکے اندر باغ مینا کے پہونچا مشہور ہی کہ نورالدہر کو چھڑا تو لیا مگر نکلنا ممکن نہین اب صاحبقران
آہ کا نعرہ کرکے اُٹھے یہ کہتے ہوے کہ ان نوجوانون نے مجھکو نہایت پریشان کیا ہی جو چاہتے
ہین کر بیٹھتے ہین یہ فرماتے ہوے باہر نکلے پشت اشقر پر سوار ہوے بعد صاحبقران زمان کے
بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد تخت سلیمانی پر بصورت نورانی جلوہ فگن تھے اُسی طرح کہارون
نے اُٹھا کر چالیس ہاتھیون پر تخت کو کسا گرداگرد مشیران سلطنت و وزیران اُبہت بصد شوکت
و جلالت ہمراہ ہوے مگر بادشاہ نے فرمایا صاحبقران جاتے ہین ہم سے پیشتر سوار ہو چکے
ہین کوئی ایسی بھی صورت ہی کہ پہلے ہم پہونچ جائین اس سے مراد یہ ہی کہ صاحبقران زمان
کو یکہ و تنہا ایرج کا جانا ناگوار ہوا ہی انکا مطلب یہ تھا کہ جیسے خبر گرفتاری نورالدہر پائی تھی

ہم سے اطلاع کرتے ہم جیسا مناسب جانتے فکر کرتے لہذا اسوقت غصے مین گئے ہین ایسا نہو
کہ ایرج نوجوان کو کوئی کلمہ سخت کہین اور ایرج نہایت آتش خو ہی وہ اپنے کو ہلاک کرنے کا
قصد کرے گا اگر مین پہلے پہونچ جاؤن تو ایرج کو لڑائی سے ہٹا دون افسر لشکر کا یہی کام ہی
اور میرے تو سب صاحب قوت بازو ہین میری سلطنت کا مزہ انھین کے دم سے ہی خدانخواستہ
انمین سے ایک پر چشم زخم آئے لشکر مین سناٹا ہو فیروزہ بن عمرو نے عرض کی حضور تخت کو
ترک کرین پشت مرکب پر سوار ہون مین جلد حضور کو پہونچا دونگا اندر سے درہ کوہ کے
راستہ ہی غلام دیکھ آیا ہی بادشاہ جہاہ مرکب پر سوار ہوئے فوج کو توطرف سے شاہراہ کے
روانہ کیا تاجداروں کو ساتھ لیکر طرف سے کوہستان کے مرکب اڑاتے ہوئے چلے گریبان
نور الدہر اور ایرج مصروف جنگ ہین دس بیس سردار قتل کیے ہین یہ جرات کر رہے
ہین بختیارک نے فولاد سے کہا دیکھو کیا بہادر داماد ملا ہی یکہ و تنہا باغ مین گھس آیا ہی
ای فولاد ابتک ان دونون کو مرکب ممکن نہین ہی اور ابھی تک انکے معین بھی نہین پہونچے
دم بھر مین ہنگم کی صدا بلند ہو جائیگی گا ورزمین تھرائیگی جلد ان دونون کو مار لے بس فولاد
تیغہ پکڑ کے غصے مین چلا وہان دروازون پر سرداران ایرج نوجوان نے بلوہ کیا کوہ دون
سے تلوار چلنے لگی کہ اسمین لندھور بن سعدان بھی آپہونچے انھون نے پہونچتے ہی اپنے کو
لڑ بھڑ کر قریب پہاٹک کے پہونچایا سندیون نے دریا خون کے بہا دیے جنگ رستانہ کرتے ہوے
تعاقب مین اپنے آقا کے چلے آتے ہین یہ سب سلک کے جوان ہین کفار کو جو بیدل دیکھا نیچے
کھینچ کھینچکر گھوڑون پر سے کود پڑے ایک طرف سے پٹے باز نے پٹا لیا استاد قسم دے چکا ہی
کہ بیٹا ہزار جوان پر پٹا کھینچتا ہی پٹے کو ہاتھ مین ہلایا تاک کر ہزار جوانون پر جا پڑے اب جو
ہزار جوانون کے بیچ مین کھڑے ہو کر پٹا ہلانا شروع کیا کسی کا ہاتھ کسی کا پانون اڑا دیا چشم زدن
مین ہزار جوانون مین نصف کو مار انصف کو بھگا دیا ایک سمت بنیت صرف قرولیان باندھے
ہین سپر تلوار گرز تیر و تبر سب کو معیوب جانتے ہین کسی نے گرز مارا لپیٹ کے ست کٹی کا ہاتھ
مارا اسکا ہاتھ کٹ کے زمین پر گرا دوسرے نے قرولی ماری شکم چاک کا ذکا قصہ پاک ایک
جانب سے بنیت بانا ہلا رہے ہین پرے کے پرے مٹا رہے ہین ایک سمت مرزا پھوصاحب

کارسالہ حسین حسین جوان کھجوری چوٹیان گندھی ہوئین پشت پر پڑی ہین رنگین ڈوپٹے گلون مین
منضدی ہاتھون مین سونے چاندی کے چھلے پور پور دو دو تھان کے پائجامے کفش پانؤن مین
اسواسطے کہ قدم نہ پھسلے سے چھوٹی ٹوپیان سر پر سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دولھن بنے ہوے
ادا کی لنکر ہاتھ مارتے ہین مگر پیچھے ان جوانون کے جب چوک کر گرتے ہین مع مرکب در اکب
چار ٹکڑے زمین مین دو دو ہاتھ نیچے گڑ جاتے ہین آگے ان سب جوانون کے انکے رسالہ دار
مرزا چھٹو صاحب اس ہنگامہ جنگ مین لڑتے ہوے چونکہ مزاج فریدا رہی اشعار پڑھتے ہوے
گویا انکے نزدیک میدان رزم صحبت بزم ہے یہ اشعار پر بہار زبان پر جاری ہین اشعار

واجو ہو زلف تو کچھ اور ہی خوشبو ہو جاے	گل رخسار تمھارا گل شبو ہو جاے
کھولدے گیسوے شبرنگ جو وہ غیرت گل	تو کرن پھول برنگ گل شبو ہو جاے
بھر نہ پیالش رخ گر وہ لگاے غازہ	عارض یار چراغ شب گیسو ہو جاے
دست رنگین سے جو تو بال بنائے اے جان	انگلی انگلی تری شمع شب گیسو ہو جاے
حال لکھ لکھ کے اگر بھیجے مرا اس بت کو	یا خدا شکل قلم غیر سیہ رو ہو جاے
یاد ساقی جو کرون عین قدح نوشی مین	جوش رقت سے لب جام لب جو ہو جاے
عاشق چشم ہون کھنچ جاؤن مین دھوکا کہ	دشت مین دام رگ دیدہ آہو ہو جاے
ہی پریزاد جو تو رقص کرے مستی مین	دانہ تاک ہر اک پانون مین گھنگرو ہو جاے
تل نکل آمین اگر متصل اسکے اے ماہ	بانقط آپ کا یہ مطلع ابرو ہو جاے
او چھپے شمشیر نگہ سے جو وہ گل وار کرے	صفئی رخ گل تازہ پہ اتو ہو جاے

اس دھوم دھام سے بے تکلف بے خوف یہ جوان لڑ رہے ہین کچھ جانکی پروا نہین گل ہے زخم
نخل جسم پر کھلے ہوے ہین زخمون کی بدھیان پڑی ہوئی ہین چہرے مثل گل شگفتہ قد سرو آزاد باغ
جرأت کے شمشاد لڑائی مین خوب چھوٹے چھٹلے لند چھوڑنے جاکر پھاٹک کو گرز سے توڑا اب سب دا
اندر باغ کے لڑتے ہوے پہونچے ہنگامہ گیرو دار بلند کوئی سرخرو کوئی دردمند اس اثنا مین بادشاہ
سجاد بھی آ پہونچے شاہ نے دیکھا سب جوان باغ مین پیدل لڑ رہے ہین نعرہ شیرانہ کرکے گھوڑے سے
کود پڑے جھوم جھوم کے لڑنے لگے رن پڑنے لگے مگر گذارش کرچکا ہون کہ شاہزادہ نور الدہر جن

بدیع الزمان نے چونکہ ابھی قید سے رہائی پائی ہی بے سلاح جنگ لڑ رہے ہین پرائی تلوار جب ٹوٹ جاتی ہی پھر کسی کی تلوار چھین لیتے ہین مگر فولاد فولاد شکن بچا بچا جا تھا طرف ایرج کے رخ کیا ادھر سے ایرج بھی نعرہ زن ہوا کہ او نامرد مین تو تیری فکر مین تھا مجکو سوتے مین زخمی کر کے بڑا ناز کیا اب تو سامنے آ سرکشی کا مزا دکھاؤن خدا افضل کرے تو بغل کر پاس لمنہ چیر کر پھینکدون فولاد کو نہایت غصہ تھا قتل کرتا ہوا جاتا ہی ایرج نوجوان ایک غول مین اُلجھ گئے تھے فولاد کا نور الدہر کا سامنا پڑا نور الدہر بھی آگاہ ہوے ہین کہ اس بے حیا نے ایرج کو زخمی کیا تھا جسطرح سے بنے اسکو مار دسر میدان للکار دور نہ اس تاجر بچے نے آکر قید سے چھڑایا ہی بارگاہ مین بیٹھکر اپنا احسان جتائے گا اگر اسکو مار لیا تو البتہ شرم سے سر جھکا لیگا یہ سوچکر نعرہ کیا منم گل گلشن ابراہیم خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ نمرود بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان فولاد نور الدہر پر جا پڑا ہاتھ تیغہ سید بیع کا مارا نور الدہر نے سپر بھی کسیکی اُٹھالی تھی اُسی سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ فولاد جو پڑا سپر کے دو ٹکڑے سر برہنہ پر تلوار پڑی زخم کاری سر پر آیا بشکل تیغہ کو سر سے نکالا چادر خونی چہرے پر آئی گرا ہاتھ تلوار کا مارو فولاد ہٹ گیا اس تکان سے شاہزادے کو غش طاری ہوا گھٹنے زمین پر ٹیک دیے مگر ہاتھ تلوار کا چلا جاتا ہی فولاد نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون یہ کیفیت دور سے ایرج نے دیکھی قریب تھا کہ صدمے سے روح نکل جائے وہین سے للکارا او نامرد خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا فولاد رُکا ایرج جنگ رستمانہ کر کے بیچ مین آ گیا فولاد نے دُو شاباش او ضیرہ حمزہ بڑا سخت جان ہی اُسدن میرے ہاتھ سے بچ گیا مگر خداوندلقا نے تیری قضا میرے ہاتھ سے مقرر کی تھی بتلوار مسلمانون کے خون کا مزا چکھ چکی اگر پہاڑ پر مارون تاہیچ کاٹون لاف و گزاف کرکے ہاتھ مارا ایرج نے گرد اسپر کا اُٹھایا مگر منظور یہ کہ لپٹ جاؤن اگر خدا افضل کرے اسکو زیر کر کے مسلمان کرون جنگ مغلوبہ تو ہو رہی ہی کسی کا تیر شانے پر ایرج کے بڑا شانہ نشانہ ہوا ہاتھ سپر کا سر سے ہٹ گیا تیغہ فولاد کا پڑا کوئی دو انگل سر مین اُترا تھا کہ ایرج نے فیلداری کر کے وا ستانہ مارا تیغہ جھنجھنا کر سر سے نکل گیا مگر قطرے خون کے روے زیبا پر آئے زخم کھا کر جیسے شیر بپھرتا ہی خبردار خبردار کہکے فولاد پر جا پڑا ہاتھ تیغۂ دو دستی سکندری کا پلٹ کے مارا چمک کے تیغہ گرا سپر فولاد کے دو ٹکڑے جیسے ابر تیرہ و تار سے بجلی کڑ کڑا کر گرتی ہی

بعد سپر خود کو کاٹا سراسر کلے اور جبڑے کو تراشا سر موفرق نغوا سرا بچے گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینے سے مثل سیماب شرمگاہ سے پھاٹک کو ویران کرکے تلوار نے زمین پر بوسہ دیا مثل لیٹے کے دو ٹکڑے زمین پر گرے مثل برج قصر حسد و نفاق زمین پر آیا لاش بحیا کے گرنے سے ایک غریو بلند ہوا شاپور رقیب تھا پکارا ای شہر یار سبحان اللہ نظم

وار چلنے کی تو نوبت بھی نہ ہونے پائی
واہ رے کاٹ کہ جو رنگ عناصر کو کیا

ابرش تیغ کی تعریف نہیں ہو سکتی
ایک ایک جز کے برابر سے ہو جیسے جدا

تیغ وہ تیغ جسے دیکھ کے جا سکتی ہے گر
گر گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اکبار
قتل ہونے سے فولاد کے گل

فوج کو ہراس لقا کو عالم یاس اور غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار سرداران نامدار نے اس کیفیت سے شمشیر زنی شروع کی اندر باغ کے یہ ہنگامہ برپا ہی کافرون کو بھاگنے کا راستہ نہیں ملتا ہی لندھور و مالک و بہرام وغیرہ مع بادشاہ جیجاہ مصروف جنگ ہین صرف ابھی صاحبقران نہیں پہونچے مگر نور الدہر جو زخمی ہوکر ایک نخل کے سائے مین گرے شدت زخم سے اٹھنا دشوار جب اٹھتے ہین دل بیٹھا جاتا ہی غش چلا آتا ہی دور سے قوت بازوے نور الدہر بن بدیع الزمان عاشق صادق محب داش ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور نے جو دیکھا کہ میرا آقا زمین پر گرا ساطور ہفت صد منی کھینچے ہوے صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا اپنے کو قریب شاہزادے کے پہونچایا گرد پھر کر لڑنے لگا سعد بن قباد لڑتے ہوے قریب لقا کے پہونچ گئے ہزارہا پہلوانون نے اُس مقام پر جان دی بادشاہ سے لقا کا سامنا ہو گیا لقا چیخا ای بندۂ خوابی کہان آتا ہی ابھی سنگ سیاہ کردونگا بادشاہ نے للکارا او گبر کیا بکتا ہی لقا نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تیغہ مقام پر کاٹا جھنانے کی صدا بلند ہوئی الجہاد ویسے بادشاہ نے ہاتھ نکالکر نعرۂ تکبیر کہکر لقا پر وار کیا اُس بحیا نے سپر کو اٹھا دیا مگر اُس سپر فولادی کے دو ٹکڑے ہوے تاج بھی کٹا لقا کا سر زخمی ہوا لقا چیخ مارکر بھاگا یہ کہتا ہوا ارے اس بندۂ خوابی کو مارو غضب ہوا قدرت کو زخمی کیا لقا کے ہٹنے پر کل فوج کے پانون اُٹھے قریب تھا کہ فوج کو بالکل شکست فاش ہو باغ سے نکل جانے کی تلاش ہو اُسوقت ایک لکہ ابر سیاہ طرف سے طلسم ہوشربا کے اُٹھا جسمین رعد کی گرج برق کی چمک سابق مین تحریر کیا ہی کہ لقا نے افراسیاب کو نامہ لکھا تھا اُسنے عقرب منشزن جادو کو روانہ کیا تھا وہ بحیا اسوقت آکر پہونچا بارہ ہزار ساحران غدار

عقرب کی پشت پر یا سامری یا جمشید کی صدائیں بلند تھے اُترتے اُسنے دیکھا کہ باغ خداوندی میں خون کے دریا جاری کُشتوں کے کھیت ہوچکا ہے لاشے جابجا مثل مرغ بسمل پھڑک رہے ہیں خداوندم سر برہنہ پابرہنہ سرزخمی مثل صید خائف چیختے ہوئے بھاگے جاتے ہیں سرداران امیر مثل شیر غضبناک کافرون کو قتل کر رہے ہیں عقرب تیشزن تخت سے کود کر قریب لقا آیا فوج ساحرون کی ایک گوشے میں اُتری مگر عقرب نے بڑھکر لقا کا دامن تھام لیا یا خداوند یہ کیا قیامت ہے قدرت پر یہ مصیبت ہے مجکو افراسیاب نے براے قتل مسلمانان بھیجا ہے لقا تو بدحواس تھا کچھ نہ بولا مگر بختیارک قریب تھا بڑھکر عقرب سے کہا ارے قدرت خود زخمی ہیں مسلمانون کے ہاتھ سے صدمے اُٹھاتے ہیں تو دیکھ ے بھاگے جاتے ہیں مگر مسلمانون سے ایسی محبت ہے تقدیر نہیں کہ کہ وہ پتھر کے ہوجائیں مگر تو اسوقت کیا پوچھتا ہے پھوٹی آنکھون سے دیکھتا ہے اگر طرہ پیغمبری کی خواہش ہے مشیر قدرت بننے کی کاہش ہے تو جلد سحر کرکے سب کو مارے عقرب تیشزن پیچھے ہٹا جادوگرون کو آواز دی ہان دشمنان خداوند کو مارلو یہ کہکر گولہ فولادی مارا اور بارہ ہزار ساحرون کے ترنج نارنج گچھے پیکان کے ماش کے دانے چوٹی دار ناریل چلے معاذ اللہ یا تو سرداران اسلام نہنگانہ بلنگانہ جنگ میں مصروف تھے یا یکایک زمین کانپی کہیں شعلہ ہاے آتش بھڑکنے لگی برسات گڑکے پانی برسا زمین تپنے لگی گولے پھٹے آسمین سے بھی آگ نکلی کوئی مُنھ کے بھل زمین پر گرا اور کسی کے ہاتھ سے تلوار چھوٹی کوئی پاگل ہوکر رہگیا کوئی خاموش کسی پر دیوانہ پن کا جوش کسی نے گھبراکر اپنا خنجر اپنے شکم میں مارلیا کسی نے اپنی تلوار اپنے ہی گلے پر پھیری کئی ہزار آدمی آتش سحر سے جلکر خاک ہوا کسی پر برق سحرگری کوئی رعد کی آواز سے تھرا کر زمین پر گرا بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا نہ پہچانتا تھا قیامت آگئی ہر شخص یہی جانتا تھا عقرب نے لقا سے عرض کی اب مسلمان اپنے ہوش میں نہیں ہیں فوج کو حکم دیجیے چہار جانب سے گھیر کر قتل کرین ملازمان لقا وہمراہیان فولاد پر دغا نے جو شیران دشت نبرد کو اس حال پر ملال سے دیکھا کہ جا بجا گرے پڑے ہیں تلوارین ہاتھ سے چھوٹ گئیں کمانون میں مثل کمر ضعیف خم آگیا مثل تیر خطا کار پاس سے سینے کے بھاگے جاتے ہیں تیر خاموش کھڑے ہیں گرز مثل مردہ زمین پر پڑے ہیں تلوارین بیدم جوہر برش گم خنجر دائرہ خط شکست کمندون کو الجھن دوست مثل دشمن رہزن کوئی اُٹھتا ہے کوئی

آگ تھا کسی زبان سے آہ کی صدا ہی کوئی زمین پر مثل مرغ بسمل لوٹ رہا ہی اب تو بیحیا قابو پرست نشۂ بادۂ نامردی سے مست تلواریں کھینچ کھینچکر دوڑے اُن دست و پا شکستہ کے قتل کرنے پر آمادہ ہوئے اُن بیحیاؤں کی جوہر نامردی کھلے چشم زدن میں فلک نے یہ انقلاب دکھایا فتح کی شکست حاصل ہوئی وہ بیحیا بزدے جو سامنے سے شیران دشت نبرد کے بھاگتے تھے تلواریں کھینچ کھینچکر جا پڑے انقلاب فلک سے خدا بچائے کسی کو روز سیہ نہ دکھائے دنیا ناپائدار ہو اسکی عیش و راحت کا کیا اعتبار ہی امراو گنج رنج ہی مقام عبرت سرائے سپنج ہی ساتھ عشرت کے مصیبت ہمراہ عیش غصہ و طیش ابیات

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار ہو
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با غرور
شاخ گل زمزمہ سنج و نکے نشیمن تھے مدام
کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار
جنبہ پڑتا تھا پریزادوں کے جھومر کا
مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جانے دو باشند و نکو وان کے دیکھ
نہ کوئی دوست مونس کوئی نہ ہمدم

اے مکینان تہ سقف سپہر غدار
ہو خرابے میں اگر قصر فریدون کے گنہگار
رات دن جھلملی ہی کرتی تھیں جس دار پر
ارغنون و ارسد گو نجتی تھی صوت ہزار
وہ نیرنگ فلک آج فرین سجان تنہا
آج کل وہ لب جو جھیکا ہی اُنہ دار
جیلیں منڈلاتی ہیں لٹتے ہیں کہے ہر سمت
تکیہ گور دگر زن آج ہی ہر اک کلہ دار
نہ وہ جھلملیں زرنگیں نہ خود آرائی ہے

تا ہر کی حسرت فرزند و زن شہر و دیار
اس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا وہاں ٹھاٹھ ہوا کرتا
یا بہار تھا وان تو خزان کو نہ کبھی موسم میں
واہ ری تیری منکطے تنی برکت و وقار
گھونسلے سقف میں ہیں الّو کے بالمونکے
اینٹیں بان ہیں ہر زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا و بہ لب مہر سکوت
کنج تاریک ہی اور عالم تنہائی ہی

یہ انقلاب اسوقت اہل اسلام نے دیکھا وہ کفار ان بیحیا کہ جو نام سے بھاگے جاتے تھے کبھی منھ پر نہ آتے تھے نعرہ ان دلیروں کا سُنکر پشت دکھلاتے تھے اسوقت بڑے بہادر بن گئے مونچھوں پر تاؤ دیے رہے ہیں مسلمانوں کو جدھ بڑھکر گھیر رہے ہیں ایک ایک بہادر مایوس اپنی مجبوری پر کف افسوس مل رہا ہی طہماس بن عنقویل دیو پرور قریب نوسالہ بھی کھڑا ہی جو بیحیا بڑھکر تلوار مارتا ہی سینہ اپنا سپر کرتا ہی زخم نیزہ و تیر اپنے جسم پر لیتا ہی مگر مجبور ہی کہ ہاتھ دستگیری نہیں کرتے پاؤں ثابت قدمی کا دم نہیں بھرتے بادشاہ عجاہ سعد بن قباد ایک مقام پر دریائے خون بہا رہے تھے تاجدار ان جلیل آب شمشیر میں نہا رہے تھے یکایک عقرب خشتزن کا اُدھر بھی ڈنک چلا بیحیا نے ایک گولہ فولاد کا پھینک مارا اسپ تاجدار لڑنے سے معذور ہوئے تلواریں بیکار خود مجبور و ناچار بادشاہ عجاہ نے

یہ معیت دیکھ کر دست دعا طرف آسمان کے بلند کیے کہ ای خالق عالم رحم اپنا شریک کر بندے
تیرے بذلت و رسوائی قتل ہوتے ہین نامرد بیٹھے ہین بہادر روتے ہین **قطعہ**

ای آنکہ بہ ملک خویش پایندہ توئی | وز دامن شب صبح نمایندہ توئی | دست من بیچارہ قوی بستہ شدہ
بکشاے خدایا کہ کشایندہ توئی

ای معبود لم یزل ای خالق عزوجل صفت تیری بیان خاک کیا کرسکتا
ہی قدرت تیری ہر برگ و بار سے آشکار ہی تیری یکتائی پہ ہر نوک سبزہ انگشت شہادت زبان خار
سے ظاہر صفت وحدت ہی **نظم**

توئی کافریدے زیک قطرہ آب | گہرہاے روشن تر از آفتاب
توی آری از لطف جوہر پدید | بگوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشے دل سنگ را | تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نبارد ہوا تا نگوئی ببار | زمین ناورد تا نگوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی | برون زانکہ یاری گری خواستی
ز گرمی و سردی و از خشک و تر | سرشتے باندازۂ یک دگر
چنان برکشیدی و بستی نگار | کہ بیرون نیارد خرد در شمار

ای ستار العیوب دافع البلیات اس بلاے عظیم سے بچاے بندگان حقیر کو اس آفت سماوی سے
نجات دے دعا بادشاہ جمجاہ کی تمام ہونے پائی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا زمین کانپی نعرہ
شیرانہ صاحبقران کی آواز آئی باعث یہ تھا کہ ایرج نوجوان کے جانے کی خبر سنکر بدحواسی
مین راستہ فراموش کیا تھا جواہر بن عمرو شبگل تمام رہبری کرکے لایا اب جو صاحبقران نے
ملاحظہ کیا قیامت آشکار ہی ہر سردار مجبور و ناچار ہی زمین کانپ رہی ہی شعلے نکل رہے ہین
نخل باغ آتش سحر سے جل رہے ہین ایک جانب بادشاہ عالیجاہ پابگل ایک جانب لندھور
و مالک و بہرام بیدل ہزار ہا ساحران غدار سحر کر رہے ہین بس صاحبقران نے بغیظ
و غضب تمام نعرہ کیا نعرۂ امیر

منم سرکن لشکر کافران | بچشم نگون شد سر کافران
منم اختر برج عز و جلال | منم ماہتاب سپہر کمال
سمندون بہ چشم فراری شدند | ہم عفریت از تیغم ناری شدہ
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف | سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد | کہ صاحبقران در جہان نامم

غرض امیر باتوقیر نے ملاحظہ فرمایا کہ تمام سرداران نامی مع بادشاہ جمجاہ پیدل ہین مرکب کوتل باغ مین جابجا سر ٹکرا رہے ہین
امیر بھی پشت اشقر سے کود پڑے باآواز بلند بفصاحت و بلاغت اسم اعظم الٰہی پڑھتے ہوئے

قریب سعد بن قباد کے آئے اسم اعظم دم کیا خنجر بر ہوا کسی جادوگر کو دوڑ کر ہاتھ تلوار کا
مارا اسکے مرنے سے چند کس کے ہوش درست ہوئے اسکے مرنے پر کچھ چست ہوئے جیسے سحر
سے رہائی پائی تلوار کھینچکر لشکر لقا پر جا پڑا مگر صاحبقران ملاحظہ فرماتے ہین کہ تمام باغ سحر ساحر
سے آتش بہار ہو رہا ہی کہین پانی برستا ہی جس سردار کے قریب دیکھا کہ کوئی تلوار کھینچا پہونچا نعرہ
شیرانہ کرکے اسکے پاس پہونچے اسکو قتل کیا اپنے سردار کو بچایا عجب پریشانی ہی مثل آئینہ حیرانی
ہی کس کس کو بچائین اکیلے بر غول مین کیونکر جائین مگر تیغہ سلیمانی ہاتھ مین بادہ جرأت سے مست
غصے سے چہرہ گلنار غم مین اپنے سردار کے مثل لالہ دل داغدار نظم

غیظ آیا کہ العیاذ باللہ　　تھرا گیا دیکھکر یہ وہ ماد[ہ]
اک حملے مین پست ہوگئے سب　　کافر بیدست ہوگئے سب

مگر امیر کو مشکل یہ ہی کہ ہر سردار سحر مین مبتلا ہی لشکر کفار ایک ایک کے قتل پر آمادہ ہی ساحرون کی
شورش عقرب نیشزن کی کوشش آمد و رفت مین خود تو سراطہر سے گر گیا ہی ساحر آتش
اسم اعظم بد حواس ہین بھاگے پھرتے ہین آپ ہی سحر کرنے مین آپ ہی بہت سے بھاگ کر
قریب عقرب نیشزن کے آئے عرض پیرا ہوئے عجب طرح کا معاملہ ہی سحر ہم لوگون کا تاثیر نہین
کرتا ایک جوان خوشرو آفتاب مثال خورشید جمال شیر بیشہ جرأت صاحب سطوت و صولت
جب سے معرکہ جنگ مین آیا ہی ہزارہا ساحرون کو حضور کے قتل کیا ہی اسپر اگر سحر کرتے ہین
الٹا پلٹ آتا ہی اس نیرنگ سے حضور کے غلامون کا دل گھبراتا ہی سر اُٹھا کر دیکھیے ہزارہا مسلمان
مثل مردے کے پڑے تھے اب وہ جنگ مین مصروف ہین عقرب نے کہا وہ بھی کوئی بڑا جادوگر دوگا
شیطان درگاہ خداوند سے اسکا نام پوچھو دریافت کرو کہین کا رہنے والا ہو ساحران ہوشربا کسی
ملک کا ساحر ہین اسکا عقرب یہ کہہ رہا تھا کہ بختیارک غل مچاتا ہوا مثل صید خائف قریب عقرب
آیا کہا ای عقرب غضب ہوگیا ابتک تمھارا کوئی سرکوب نہ تھا حمزہ عرب صاحب اسم اعظم ہی
دیکھو تمھارے ساتھ والون کا لبون پر دم ہی جلد اسکی کوئی تدبیر کرو عقرب نیشزن نے کہا مدد کی
اگر پہلے سے آگاہ کرتے مین اسکی بھی فکر کرتا عین گرمی جنگ مین یہ ممکن نہین ہی اور سب پر تو سحر
تاثیر کرتا ہی ایک جوان کی کیا حقیقت ہی کہ لاکھون سے لڑے اپنے سردارون کو حکم دیجیے
اُس جوان کو تیر و تیغ و نیزے سے قتل کرین چار جانب سے گھیر لین مین اور دون فی الحال یہ جون

حکم خداوند ہو تو طبقہ زمین کا الٹ دوں بختیارک کو یہ بات پسند آئی نے کو بڑھکر ترغیب دے کہ یار و مثل آج کے روز سعید نصیب ہوگا سب مسلمان اندر باغ کے آگئے ہیں سحر میں عقرب نیشزن کے کچھ پھنسے ہیں چند بچے ہیں حمزہ مالک اسم اعظم ہی اسکو سب طرف سے گھیر لو اگر حمزہ کو قتل کیا فتح عظیم حاصل ہوگی لقا پرستوں کو تسکین دل ہوگی قدرت کو سرفراز کرینگے تمہاری ہمت پر مردان عالم ناز کرینگے یہ جو اس بجیانے ترغیب دی سلیمان عنبرین موے کوہی بصد قہر و غضب تیغہ خون آلود کھینچکر بڑھا کوہیون کو للکارتا ہوا یارو مقام عبرت ہی جسدن سے مسلمان آئے کیسے کیسے مردان لوگون کے ہاتھ سے مارے گئے آج حمزہ کو قتل کرو مسلمانون کے خون سے ہاتھ بھر و قدرت وعدہ فرما چکے ہین کہ جسدن بالاے فیلکول پہونچونگا تقدیرات زنگارنگ کرونگا جتنے ہماری محبت مین مرے ہین زندہ کیے جائینگے خلعت حیات پائینگے آج مسلمان بچکر نہ جانے پائین تمہاری جرأت کے ذکر رہجائین اب تو تمام کوہی طرف صاحبقران زمان کے بڑھے تلوار و نیزہ و تیر ہر طرف سے چلنے لگا صاحبقران ہمہ تن چشم بنے ہوے ہین ان بجیاؤن کو بھی جواب دیتے ہین سرداران زخمی کی بھی خبر لیتے ہین مگر اب زخم سر اطہر پر آنے لگے سر سے خون جاری کفار لا انتہا ساحرون کا بلوہ ہر چند کہ بادشاہ جمجاہ سحر سے رہائی پا چکے ہین جنگ مین مصروف مگر جب سحر ساحران چل جاتا ہی زمین پائون تھام لیتی ہی اور بادشاہ نے دور سے دیکھا کہ صاحبقران زمان سے اور سلیمان سے مقابلہ پڑا سلیمان عنبرین موے کوہی نے خبردار خبردار کہکر سر صاحبقران پر ہاتھ مارا اس زور و شور سے اس مقام پر تلوار چلی ہی کہ زمین کانپ رہی ہی ایسے وقت مین اس بجیاسے مقابلہ پڑا اسکی تلوار کو روکا تیغہ عقرب نیشزن کا ہاتھ لگایا امیر باتوقیر کی تو تلوار ادر ایک کافر پر پڑی اسکے دو ٹکڑے ہوے مگر سلیمان نے پہلو سے آکر ہاتھ لگایا سراسر سر صاحبقران کا زخمی ہوا امیر نے غصے مین نعرہ شیرانہ کیا سلیمان عنبرین موے کوہی کی تلوار پر ہاتھ ڈالدیا اور چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کے سلیمان کو دست حق پرست پر بلند کیا اسقدر تلوارین پڑین کہ صاحبقران نے کئی زخم بھی کھائے اور سلیمان نہ رک سکا چھوٹ گیا زمین پر گرا کوہیون نے اسے اٹھایا کوہی بخت جان چوٹ کھا کر پھر لڑنے لگا مگر صاحبقران

کا حال ابتر ہے اور زخمہائے کاری جسم اطہر پر ادھر بادشاہ نے بیقرار ہو کر آہ کی ادھر صاحبقران نے عالم یاس میں بہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا دلکو رجوع کیا اشعار

تو گوئی ہمانکس کہ در رنج و تاب | دعائے کند من کنم مستجاب | چو عاجز رہا شند و دانم ترا
درین عاجزی چون بخوانم ترا | دگر ہر کس بہ کسے نالد و ما آن بسے | من مثل کہ نالم کہ مرا نیست کسی

برائے دعائے صاحبقران در اجابت وا تھا دفع بلا کا وقت آگیا تھا دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا مثل ابر رحمت بصد صولت و شوکت لکۂ ابر گلنار آسمان پر نمایاں ہوا اُس ابر سے بارش مروارید ہوئی برق کی چشمک زنی صد ہا ہلال ظاہر ہو کر چھپ جاتے تھے عارض گلگون جانان کے قریب خنجر ہائے ابرو نظر آتے تھے صد ہا طائران زمزمہ سرا گرد ابر اشعار بہاریہ

پڑھتے ہوئے چلے آتے ہیں ظلم | آج بلبلا رہا ہے خوشی کی بلبل باغ | شاخ نخلے گل لٹائے ہیں زر گل ہاتھ سے
سنائی باغ میں سوسن نے گفتگو تیری | چٹک گیا کہیں غنچہ تو آئی بو تیری | فلک کے نالۂ سوزان پھونکے سے دل
نکالے نہیں دیتا یہ آرزو تیری

بختیارک نے تو خوش ہو کر الٹا سے کہا یا خداوند کوئی تقدیر ہوئی

افراسیاب نے کسی اور جادوگر کو بھیجا کس زور و شور سے ابر یاقوتی اٹھا ہے یا خون کا دریا جوش مار رہا ہے آسمان یاقوتی پیش نظر ہے یا کوہ پرشکوہ احمری لقا نے کہا اے شیطان درگاہ میں کارخانہ قدرت کے قدرت پر موقوف ہیں نہیں معلوم فقیر کیا ڈالتا ہے کیا نکالتا ہے ہمارے بندے خاص الخاص افراسیاب کی آمد آمد ہے دیکھو ابر سرخ کی کیا نمود ہے اسکو قدرت کی مدد میں بڑی کہ ہے آج خود برائے قدم بوسی آیا قدرت اسکے ہاتھ سے حمزہ کو قتل کرائیگی اپنے بندۂ خاص کو طرۂ پیغمبری مرحمت فرمائینگے بختیارک نے کہا آپ نے تو یہ تقدیر کی گرا کہانے اور کچھ تدبیر کی یہ مصرع اس مقام پر خوب صادق آتا ہے پیش خوانی میں پڑھا جاتا ہے اشعار

کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں | للہ کی دوست نے تمسخر کی حد ٹھہری | چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے جفاکاری میں
جتنی آنے سے ترے میری طبیعت ٹھہری | اسقدر بھی کبھی وصل کی ساعت ٹھہری | جان بیتاب ہے ٹھہری طبیعت ٹھہری
نامہ بر یار کی آمد بھی قیامت ٹھہری | وہ گلعذار آنے نہ آئے خوشی تو ہی | دیر سے یار ادھر آنے میں کی ہے کیسے
| | مایوس میں نہیں ہوں مگر بیکلی تو ہے

مزا ہو بادہ خواری کا جو گلشن میں بہار آئے | کھلے میخانے کا در ساقی رنگین عذار آئے
بہار آئی گھٹا گھنگور چھائی اور برس نکلے | وہ گل پہلو میں ہو پھر تو میرے دل کی ہوس نکلے

رباعی

پری پیدا ہمارے دم سے ہوگی ۔ عیان لیلی اسی محمل سے ہوگی

کرے گا قتل مجکو پھیر کر منھ ۔ یقین ہے بے رخی قاتل سے ہوگی

لقانے کہا اب کیا بیہودہ بکتا ہی کسکے کیسے مطلع پڑھتا ہی کس کا کلام یاد رکھتا ہی بختیارک نے کہا جو لکھنؤ مین عمدہ عمدہ شاعر ہین علم شاعری سے بخوبی ماہر ہین منشی احمد حسین صاحب قمر داستان گوئی مین بے مثل نثار بے عدیل ہین اور میر ضامن علی صاحب جلال شاعر جلیل اور میر ذاکر حسین صاحب یاس فلک اساس اور میر شوکت حسین صاحب عقل وہنر متخلص بہ سحر یہ سب صاحب کامل واکمل اسنے ہمین بھی مجتمین رہتی ہین انھین کے شعر ومطلع یاد رکھتے ہین میری شاعری بھی چمکتی ہی دیکھیے اب مرلیا جاچاہتی ہی ابر قریب آیام تو جانتے ہو میرا کوئی دوست ہی اور میرا یہ قول ہی کہ مسلمانون پر اب انتہائی مصیبت پڑی ہے خداے ناد بدہ نے مدد بھیجی ہوگی بختیارک یہ باتین کر رہا تھا کہ ابر یاقوتی شق ہوا دیکھا ایک نازنین سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار چشم جادو خال ہندو خنجر ابرو خوشخو مشکین مو شعر زلف معنبر بہ رویت تیرہ شب ادوادی موسے بجامہ صبرم درکف عشقت واہمچو سف دست زلیخا دیگر اگر وہ کھولے گیسوے مشک بو نکلے یہ یقین ہی باغ سے سنبل کشادہ مو نکلے جوڑا اتر چھا بندھا ہوا دریاے جواہر مین غرق لباس فاخرہ زیب جسم طاؤس زرین بال پر سوار وہ ماہ رخسار جب آنکھون کو گردش دیتی ہی گردش لیل ونہار آنکھون سے گرجاتی ہی باغ مین چشم نرگس شرماتی ہی زلف معنبر کو دیکھکر سنبل پیچ وتاب کھاتی ہی پنجہ نگارین کو جب اٹھادیا ابر یاقوتی سر پر تڑپا لقا اس نازنین مہ جبین کو دیکھکر بیقرار ہوگیا دانت نکالنے لگا ریش فش پر ہاتھ پھیرا زبان پر جاری ہوا من چہ تقدیر کردم اس بادشاہ ملک خوبی تاجدار اقلیم محبوبی کے کان مین صداے یاربا ہ یا مستغیثا کی جو پہونچی طرف میدان جنگ کے متوجہ ہوئی عجب قیامت برپا دیکھی کہ سرداران اسلام زخمدار بیقرار کوئی پڑا تڑپ رہا ہی کوئی سیا گلشن جنان ہوچکا ناظرین کو یاد ہوگا کہ حقیر نے اول مین تحریر کیا ہی کہ ملکہ مخمور سرخ چشم خواب پریشان بقدمہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان دیکھکر چلی تھین اسوقت آکر پھر تھین عجب پریشانی وسرگردانی مین لشکر اسلام کو دیکھا جیسا کچھ تحریر ہوا کہ سب سے زیادہ نور الدہر زخمی برابر انکے طہماس بن عنقول دیو پردہ پڑا ہوا زمین پر لوٹ رہا ہی ساطور ہاتھ سے چھوٹ گیا ہی صاحبقران نے کئی زخم کھائے ہین

ہزار با سردار سحر مین پھنسے ہین ایک بجیا ساحر غدار سیاہ بد انجام مع بارہ ہزار ساحرون کے
سحر کرتا پھرتا ہی مسلمان اپنی زندگی سے تنگ خوف نام و ننگ قدم پیچھے نہین ہٹاتے دم شمشیر
سے گلے ملاتے ہین مر رہے ہین مگر دم جرأت کا بھر رہے ہین یہ جو ملکہ مخمور سرخ چشم نے معرکۂ
جانگزا دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا وہین سے نعرہ کیا با شیدای کفار ان بجیا وای نابکاران پر دعا ئم
صاحب قہر و خشم ملکہ مخمور سرخ چشم گرتے گرتے کنٹھے سے دانہ یاقوت احمر کا نکالا ساحرون
کی جانب کھینچ مارا دانہ ٹکڑے ہوکر جادوگرون کے سر پر پڑا کئی سو جادوگرون کے سر پھٹ کر
زمین پر گرے تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوے عقرب نیش زن نے گھبرا کر پکارا ارے
کیا غضب ہوا یہان مخمور کہان آگئی تجنبیا رک تو اچھلنے کودنے لگا کہا میان عقرب
صاحب بھاگیے اب دوسرے کے ڈنک سے بچیے ہم کہتے تھے اچھی بات نہین ہی مسلمانون کو
نہ ستاؤ مگر تم کیا کرو بموجب مثل شعر نیش عقرب نہ از پے کین است بہ مقتضائے طبیعتش این است
اور لقا کے دو ہزار بار اکہا یا خداوند آپ تو بھاگ کر نکل جائیے اس قتالۂ عالم سے جان بچائیے
بی مخمور سرخ چشم کے سحر اکثر دیکھے ہین طبقے زمین کے ہلا دیے ہین شیدا ے جمال نور سالہ ہرن
بدیع الزمان صاحب شوکت و شان افراسیاب کی قوت بازو دکھلاتی ہین جوش عشق مین
شریک مسلمانان ہوئین دیکھو تمھاری تقدیر پلٹ گئی ہماری تدبیر کرسی نشین ہوئی جب تک لقا
بھاگنے کا قصد کرے ملکہ مخمور سرخ چشم نے جسپر نگاہ ڈالی ڈالدی مست ہوکر اشعار عاشقانہ
پڑھنے لگا چار طرف یہ صدا بلند ہوئی نظم

چشم انصاف سے دیکھین جو تمھاری آنکھین	سیکڑون آنکھ ہونین تھین یہی پیاری آنکھین
چمن و انجمن و خلیہ و خلوت مین	ڈھونڈھتی پھرتی ہین اس گل کو ہماری آنکھین
باغ باغ انکے اشارون سے ہوا جاتا ہون	چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین
مار ڈالا جدھر اک ترچھی نظر کی تم نے	دیکھنے مین تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھین
قلزم اشک حبابون سے جو خالی دیکھا	خود نکلکر ہوئین اس سیل مین جاری آنکھین
تیرا جلوہ نظر آئے جو بتون کو دیکھون	دے وہ حق مین مجھے ای ایزد باری آنکھین
شرم کو اب نہین ملتی کسی گوشے مین بھی جا	قبضۂ شوخ نگاہی مین ہین ساری آنکھین

ستاروں سے ہیں شب ہجر مجھے اختر برج
وہ زمانے میں کوئی جو رلت آتا ہی
جس جگہ جا بیٹھو آکے گھر اپنا کرلو
دیکھئے دیکھئے سامان شکست دل کے
یہ جو چھٹ جاتی ہیں پھر جاتی ہیں سب سے اک خلق
شادی وصل ہے یا دیکھئے رنج فرقت

کیون نہ پتھرائین وہ نجم شماری آنکھین
دیکھ لین پردہ نشینون کی سواری آنکھین
دل ہی تم سے ہمین پیارا ہی نہ پیاری آنکھین
ٹوٹ آئینگی کسی روز ہماری آنکھین
گردش بخت دکھاتی ہین تمھاری آنکھین
آج کل دونون پھڑکتی ہین ہماری آنکھین

ایک قیامت لشکر عقرب نیشزن مین برپا ہوگئی سیکڑون ساحر وغیر ساحر نے چشم مخمور مخمور کو دیکھکر اپنے اپنے کاٹ ڈالے مگر ملکہ مخمور سرخ چشم نے حال نورالدہر بن بدیع الزمان وطہماس جو بہت ابتر پایا تھیلی مین سے ایک شیشہ مثل شیشۂ ساعت طرف ان دونون کے پھینکا نورالدہر اور طہماس اُس شیشے مین بند ہوگئے اور سب کی آنکھون سے مخفی ہوئے کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ ان دونون جوانون پر کیا گذری ملکہ مخمور سرخ چشم کو منظور یہ تھا کہ بیٹ بیٹ عقرب نیشزن کو قتل کرڈالوں اور نورالدہر کو لیکر واسطے علاج کے صحرا مین نکلجاؤن اور غیر ساحران سے ہرچند کہ صاحبقران و سرداران نامی زخمی ہیں اُسپر بھی کچھ لینا یقین کہ شکست فاش دینگے یہ سوچکر نورالدہر اور طہماس کو نظر مردم سے مخفی کیا آپ ساحران غدار پر جا پڑی گانی دوپٹے کی بندھی ہوئی پائچون مین گرہ دی موتی سینے پر ابھار صورت سے ظاہر قدرت پروردگار رسیلی آنکھین تیر دلدوز پلکین سحر آگین نگاہین چال مین اٹھکھیلی جوانی کا عالم ساتھ ساتھ جلال وحشم نقیب ادب دورباش کی صدا دے رہا ہے اقبال دمبدم قدمون کو بوسہ دیتا ہے غصے سے چہرہ لال عارض بدر کمال کسی جادوگر نے سحر کیا ہاتھ ہلاکر اُسکو دفع کیا شاید اُسنے کوئی کلمہ سخت کہا غصے مین کچھ پڑھکر ایک طمانچہ مارا سر اُس کافر خار سر کا گردن سے اُڑ گیا کسی کی دونون ٹانگین پکڑکر چیر ڈالا کسی کو اٹھا مارا چیر کر پھینک دیا کبھی ہاتھ چمکایا برق گری کئی سو کے سر کاٹ کر نکل گئی کوئی شعلۂ آتش قہر وغضب سے جل گئی مگر اس جلدی مین ڈر بھی تھا کہ صاحبقران زمان اور بادشاہ اسلام کو یہ نہین ثابت ہونا کہ کوئی ہماری مدد کر رہا ہے سردار یہ سمجھے ہین کہ صاحبقران کے اقبال ظفر سے ہمارے ہاتھ پاؤن مین طاقت ہوئی آنکھون

مین بصارت ہوئی فوج لقا پر جا پڑے ہین ساحرون کا خیال بھی نہین امیر نے بادشاہ کو گھوڑے
پر سوار کیا آپ بھی پشت اشقر پر سوار ہوے لندھور و بہرام وغیرہ کے ہاتھ پاؤن مین طاقت
آگئی جاتی ہی اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہو رہے ہین شاپور شیردل نے ایرج نوجوان کا مرکب
پہونچایا ہی یہ شیر گرہ بن اشقر پہ سوار ہو کر کوہیون پر جا پڑا ہی اُن نامردون پر بڑا غصہ ہی فولاد
فولاد شکن کو پہلے ہی داصل جہنم کر چکے ہین اب اُسکے سردارون مے تلوار چل رہی ہی وہ سب
بیچیا قتل ہونے سے افسر کے بدحواس ہین بھاگنے پر آمادہ ہوش مین سوار نہ پیادہ علم زنگاری
کو جھکر قلم کیا کوہیون پر علم ماتم گرا منھ اُٹھ گئے جس طرح سے بن پڑا لاش کو فولاد فولاد شکن کی
اُٹھایا ایک گھٹے پر ڈال لیا ایرج نوجوان تعاقب کرتا ہوا چلا آتا ہی بادشاہ اور صاحبقران
فوج لقا کو پامال کر رہے ہین سنجاق باختری مشتری حصاری جنگ سے عاری آمادہ گریز صدا آے
بریز بریز کبھی الامان کبھی یا خداوند لقا بکمک کہتا گئے ہین ایک جانب مالک اژدر کے نیزہ باز
جنگ رستمانہ کر رہے ہین جسکے سینہ پر کینہ پر بڑھکر نیزہ مارا مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذر اہکہ دے کر
نیزے پر اُٹھا لیا زمین پر مارا استخوان اسکے چور چور ہوے ایک جانب شاہزادہ داراب
کشور کشا فرزند حمزہ عرب بقہر و غضب ایک جانب صفدر صف شکن شاہزادہ ہاشم تیغزن
مصروف تیغزنی پہلو مین انکے انکا نور نظر خورشید بن ہاشم چہرہ مثل آفتاب روشن صف
دشمن کو پراگندہ کر رہا ہی لقا نے تو ادھر شکست فاش کھائی باغ مینا سے نکلکر وہ کمینہ بھاگا مگر
ملکہ مخمور سرخ چشم سحر کرتی ہوئی قریب عقرب نیشزن پہونچی اب عقرب نیشزن نے ملکہ
مخمور سرخ چشم کو پہچانا آواز دی او شوخ دیدہ خیرہ سر دیدہ تو نے شہنشاہ افراسیاب بادشاہ
طلسم ہوش ربا کا ساتھ چھوڑا یہان بھاگ کر آئی وہ تیری قضا شاید میرے ہاتھ سے ہی اگر جان
عزیز ہی تو رومال سے ہاتھ باندھکر میرے ہمراہ چل خطا معاف کرا دونگا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا او نشنا
او ملعون یہ میدان جنگ ہی کچھ افسونگری دکھا سامنے آ غیر ساحرون سے تو خوب لڑ رہا تھا
دیکھ تو وہ تیرا خداوند لقا کہان گیا وہ ننگے سر بھاگا جاتا ہی کیا خوب مذہب ہی مبتلاے بلا وہ
بے ادب ہی یہ کہتی ہوئی قریب عقرب نیشزن کے پہونچی عقرب نے گولہ فولاد کا مارا ملکہ
مخمور سرخ چشم نے کہا او بیحیا تجھپر کیا سحر کرون فقط مسکرا دیا غنچہ دہن وا ہوا سپیدی دندان کی

چمکی برق جہندہ گری گو لیکے آ کر شے ہو گئے وہ ٹکڑے اسکے ساتھ والون پر پڑے بیس ساحر واصل جہنم ہوے
نخل بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوے عقرب نیشزن اور زیادہ جہلایا جہولی سے ترنج نکالا
ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کیون اسقدر بیقرار ہوتا ہی وقت جنگ ہم ہنستے ہین اور تو اپنے نصیبون
کو روتا ہی اُسنے ترنج مارا مخمور کے ہاتھ مین ایک چھڑی یاقوت احمر کی تھی ترنج کو اُسپر روکا ترنج
بھی پھٹا گئی جادوگر اُس سے بھی تمام ہوے اب تو عقرب نیشزن نے پنجہ سحر کھینچا گویا ڈونک
ہلایا ہاتھ ملکہ مخمور پر مارا ملکہ مخمور نے پنجہ طلائی کمر سے کھینچکر بجلے سپر چہرے کی پناہ کیا قبضہ تو
فتح پر ہو چکا جو ہر جراٴت ملکہ مخمور سرخ چشم نمایان ہین دلاوران ہوشربا بخوبی ماہر ہین پنجہ اُسکا
ٹوٹ گیا پہلے ہی شکست نے چہرہ دکھایا مثل سپر جا بار دگردان ہون مگر مخمور سرخ چشم سے کب
پناہ ملتی ہی کلی نخل حسد کی کب کھلتی ہی خبردار خبردار کہکے ملکہ مخمور نے اپنا وار کیا اُسنے سپر سحر کو بلند
کیا پنجہ ہلالی تڑپ کر گرا مثل قرص آفتاب سپر کٹی عقرب نیشزن کے دو ٹکڑے ہوے ملکہ نے
منھ سے اُف کیا ایک شعلہ نکلا خرمن ہستی عقرب نیشزن کو جلا کر خاک کیا چشم زدن مین
ملعون کا قصہ پاک کیا ساحران باقی ماندہ لاشہ عقرب نیشزن کو لیکر طرف طلسم ہوشربا کے
بھاگے بھاگتے بھاگتے مخمور سرخ چشم نے کئی ہزار کو جلا دیا اب جو مخمور پلٹی کہ جا کر نورالدہر
اور طہماس کو اُٹھاؤن دیکھا کہ میرا شیشۂ سحر ٹوٹا پڑا ہی چند دانے ماش کے اور چند دانے
رائی کے وہان پائے ہوش اُڑ گئے کہا ای مخمور سرخ چشم بڑا غضب ہوا کوئی ساحران دونون
کو اُٹھا کر لے گیا بتعجیل وہ دانہ اُٹھا کر ہاتھ مین لیے اور بقہر و غضب تمام جستجو مین چلین انکو تو راہ
مین چھوڑو اسی جلسے سنے داستان رنگین سحر آگین گذارش ہوگی مگر صاحبقران نے جب
دیکھا کہ لقا سامنے سے بھاگ گیا جملہ سرداران زخمی کو اُٹھوا کر نوبت و نقارے بجاتے ہوے
داخل لشکر ظفر اثر ہوے لقا نے بھی انتہائی شکست کھائی ہی اس بحیانے فوراً نامہ متضمن قتل
عقرب نیشزن و بہ امید طلب مدد طرف افراسیاب کے روانہ کیا ہی اور صاحبقران
زمان جب لشکر مین آئے سردارون کا شمار کیا طہماس و نورالدہر کو نہ پایا شبرنگ بن
عمرو سے کہا تمہارے آقا اور طہماس کا نشان نہین ہی شاید زخمداری مین عیاران لقا نہ
گرفتار کرکے لے گئے ہون شبرنگ نے عرض کی حضور سے آنا مخمور سرخ چشم کا ملاحظہ کیا

نقاب فدا نے اسکو عین وقت پر پہونچایا اُسنے عقرب نیشزن وغیرہ کو مار ڈالا جسوقت تک باغ سے بھاگ کر نکل گیا ہی مین نے نور الدہر اور طہماس کو زیر نخل دیکھا تھا پھر اُس مقام پر ایک اندھیرا ہوا غلام نے جو بہ نگاہ غور دیکھا کئی جادوگرنیان سیاہ فام نور الدہر اور طہماس کو اٹھا کر لے بھاگین نہین معلوم کون تھین غلام ابھی تلاش مین جاتا ہی یہ کہکر شبرنگ روانہ ہوا صاحبقران نے ایرج نوجوان وغیرہ کی زخم وزی کا حکم دیا خود داخل بارگاہ ہو کر مصروف عیش ہوے

دو کلمۂ داستان حیرت بیان ملکہ مخمور سرخ چشم کا تلاش مین نور الدہر کی جانا اور پسر کو ایک ساحرہ کے قبضے مین پانا اُسکو قتل کرنا نور الدہر کو چھڑانا اور گہر ریزی خامۂ مشکین نگار کی یعنی شروع ہونا حالات طلسم جمشید کا بعد گرفتار ہونے ملکہ مخمور سرخ چشم کے جانا شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کا براے فتح طلسم جمشیدی کہ جان سے نشان رہائی شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی کی واضح ہوتا ہی و دیگر حالات عجائب و غرائب کہ ابتک تو نور نظر ناظرین سے نہ گذرے ہونگے یہ مقام حیرت انجام غضب شرح و بسط و ربط و ضبط سے مملو ہی کہ مشتاقان خوشخو جب ملاحظہ فرمائنگے یقین کامل ہی اس حقیر کو بدعاے خیر یاد کرینگے بیان کیے جاتے ہین شعر

امید قوی ہے یہ احباب سے
اُٹھا مین خطا اس نثر نایاب سے

اشعار ساقی نامہ تصنیف مصنف

کہ دیدہ ہی تو ای ساقی ذیوقار
پلا ساغر بادۂ لالہ زار
عطا کر کوئی جام اگر اور ہی
شراب طلسمات کا دور ہی
صدا قلقل ی کی ہوین بلند
چھلکتا ہی جیسے طلسم سپند
لبالب پلا ساغر زرنگار
کہ ہی چشم مخمور کو انتظار
نہ خالی سمجھ ساقیا میرا جسم
فقط عنصری کا ہی یہ طلسم
گلابی پلا پھول سی خوشگوار
کہ ہی باغ مینا و می پر بہار
ہی جوبن پہ بنت العنب آجکل
کہ پھیلی ہی رندون مین جنگ و جدل
یہ میخانہ ہی یا کہ میدان رزم
ہر اک رند کرتا ہی لڑنے کا عزم
ہی شمشیر بران کہ موج شراب
سپر کاسہ ہای می لاجواب
رکھے ہین سبو یا کہ فرق عمود
یہ سب منقلب جام ہین یا کہ خود
ہی آواز قلقل کہ جنگی خروش

زمستان کو ہو نشہ مے کا جوش
عطا کر وہ مجکو مے لالہ فام
کہ ہو دور گردون بھی جسپر نثار
خدا را وہ دے بادۂ سرخ فام
لگا منہ سے جام مے دلپذیر
قمر طبع روشن ہی اب جوش مین

بہار آئی ساقی وہ دے جام نور
کہ زاہد بھی ہو مظنون کو چلے دم
زلال تو لائی ہی جستجو
نظر آئین مضمون رنگین تمام
لبالب عطا کر وہ جام شراب
کہ اس نشہ مین بھی ہو نہین ہوش مین

کہ ہو غنچۂ دل کو میرے سرور
مجھے چاہیے ہی وہ مے خوشگوار
مرے منہ سے جلدی لگا دے سبو
کدھر ہی تو ای ساقی بے نظیر
خجل جس سے ہو جلوۂ آفتاب

غزل تصنیف نیر

خوش ہوئین ہم گالیان دو اور مجاو بسنکے دس
کردو لیکن پورے بوسے میرے جانان دس کے دس

پنج بوسے لیکے اُنکے پانچ بوسے جب دیئے
بسنکے بوسے اب تو پورے ہو گئے پھر دس کے دس

قند مے کو پیکے بولا زاہد نادان یہی
پی لیے ساغر ہین مین نے نیشکر کی رس کے دس

دس شجر بھی ہین نہین پھولے پھلے گلزار مین
ہان خزان نے کر دیے ہین ڈھیر خار و خس کے دس

عاشق زلف سیہ حکم صنم سے دیکھیے
قید خانے کو چلے زنجیر مین ہین کس کے دس

مین وہ نازک طیر ہون میرے پھنسانے کے لیے
دام صیادون نے بنوائے ہین گل کی نس کے دس

بیس بوسے وصل کی شب لیکے ہین گویا ہوا
دس تو ہین ان ہانکے دیکھو اور ہین بس بس کے دس

کر رہا صیاد ہی اسدم گرون کا فج مین
جب ہو جاینگے طائر دام مین جب پھنس کے دس

دس برس کے بعد نیر کا کر دو پورا سوال
دیدو اسکو آج بوسے ای صنم ہنس ہنس کے دس

رہروان منازل طلسمات عجائب و قطع کنندگان مراحل مضامین غرائب و سیاحان دشت بےہول فسانۂ رنگین و بادیہ پیمایان صحرائے خارستان وحشت آگین مسافر کلک جواہر سلک کو رہبر قرار دیکر بعد کر و فر اس راہ پُر خطر طلسم کو یون طی کرتے ہین جیت سخن سنج و غواص دریائے ہوش ؛ چنین رخت گوہر بدامان گوش ؛ کہ وہ شیفتۂ جمال محبوب و حسن مطلوب پریشان و رنجور یعنی ملکہ مخمور جب عقرب نیشزن کو قتل کر چکی اور اپنی تسکین وہ قلب ناصبور کو زیر نخل نہ پایا بلکہ کچھ اسباب سحر ہاتھ آیا صاف ثابت ہوا کہ کوئی ساحر یا ساحرہ نور الدہر اور طہماس کو اٹھا کے لے گئے عین وقت پر مجکو داغ دے گئے قریب تھا کہ کلیجہ شق ہو جائے حقیقت مین مقام عبرت ہی یہ راز محبت ہی منازل پُر خار و صحراہائے راہ ناہموار کو کس

مصیبت سے ملی کیا صرف اس امید پر کہ یک نظر سے خوش گذرے اور دو چار باتین کرینگے اپنی شبہاے فراق کا حال کہینگے عین وقت پر فلک نے یہ تفرقہ ڈالا کیونکر یہ حواس ہوتے بھی خوف ہی کہ کوئی دشمن اُس صف شکن کو قتل نہ کر ڈالے بڑے بڑے سرکشان عالم اُس شیر دل کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے کیسے کیسے پہلوان اُس دلیر کی شمشیر آبدار سے بیدم ہوے تمام اقلیم مین ماشاء اللہ وہ شاہزادہ بیمثل و یکتا ہی نام سے اُس شہریار والا تبار کے رستم و اسفندیار نے کفن سے منھ چھپایا شیرون کو اُس غضنفر کے نام سے بیشے مین بخار چڑھ آیا خداوندا اُس شہریار کو دشمنون کے ہاتھ سے بچا تا روز سیہ نہ دکھا تا صحیح و سالم ان آنکھون سے دیکھون خاک پاکو توتیاے چشم بناؤن ملکہ مخمور سرخ چشم کا ولولہ جنون غم سے کلیجہ خون چہرہ اُداس عالم یاس بیقرار و مضطر حیران و پریشان اُفتان و خیزان صحرا مین چہار جانب دوڑتی پھرتی تھی جب کہین نشان نپایا کوسون جہان ڈالا ایک نخل کے سایے مین بیٹھ گئی زار زار رونے لگی اور یہ غزل پڑھی غزل

وحشت الفت گیسو رسا کیا کم تھی
کھینچ لانیکو مری آہ رسا کیا کم تھی
چاندنی کی مین شب وصل ہوس کیا کرتا
خاک عاشق کی اڑانیکو ہوا کیا کم تھی
صبح مین آکے نسیم اور سوا انداز ہوئی
خون عاشق کے بہانیکو حنا کیا کم تھی
کسلیے ہجر مین مین سیر چمن کو جاتا
ناز اس امر کے رکھنے کو حیا کیا کم تھی
کوچۂ یار مین لائی کشش عشق مجھے
نشے کو آمد ساقی کی ہوا کیا کم تھی
تیرے دیوانے کو یہ تازہ بلا کیا کم تھی
اپنے دیوانے کو زنجیر عبث پہنائی
تیری تنویر رخ ای ماہ لقا کیا کم تھی
قتل مین تیرے ہوا یا بھی اگر جوش رنگ
رنگ بلبل کے اڑانیکو ہوا کیا کم تھی
ذبح کے واسطے کیون اپنے خنجر کھینچا
دوا خواہان دل شیدا کی قضا کیا کم تھی
ساقیا مے کے جو دو جام پلائے مجکو
ورنہ عالم مین مرے آنے کو جا کیا کم تھی
کیون بھری تو نے مرے سر مین ہوا سودے کی
منتین وصل کی کیون یار سے کرتا جا کر
قید کرنیکو تری زلف دوتا کیا کم تھی
بادپا پر جو سوار آتے ہین وہ سوئے مزار
ایک قتال جہان انکی ادا کیا کم تھی
چشم فتان جو قاتل نے دیا ہی سرمہ
قتل عاشق کے لیے تیغ ادا کیا کم تھی
وصل کا ایک ادب عشق ہی مانع نہوا
ایک تیری نگہ ہوش ربا کیا کم تھی
پہلے سے ہی ہین مری ہوش کیا ہوتین
چاک ہونیکو فقط گل کی قبا کیا کم تھی

ان اشعارون سے اور دل بھر آیا حضرت عشق نے رہبری کی خیال آیا کہ ای مخمور کیا ہوش اب باختہ ہین عقل کے ہم آپ دشمن ہوے حضرت عشق ہوش و حواس کے رہزن ہوے وہ جو اسباب سحر اُٹھا لائی ہی اُس سے کیون نہین پوچھتی کہ تو کسکا سحر ہی یہ سوچ کر وہ

ماش اور سرسون کے دانے جو زیر بغل سے اٹھائے تھے زمین پر مارے دستک دی بقہر و غضب
نعرہ کیا ارے تم کسکا سحر ہو جلد بتلاؤ نور الدہر اور طہماس کو کون لے گیا ورنہ پھونک دونگی
یکایک وہ دانے چٹکے آواز آئی گلرنگ و جلترنگ جادو دونوں بہنیں ہوا پر اڑی ہوئی
جاتی تھیں نور الدہر اور طہماس کو اٹھا کر لے گئیں یہ سنکر غصے سے کانپنے لگی آنسو پونچھے تکلیف بے
کچھ شمار کیا سمت کا خیال کر کے شعلہ جوالہ بنکر اڑی قضائے کار گلرنگ و جلترنگ جادو
آسمان پر اڑی ہوئی جاتی تھیں نور الدہر اور طہماس کو دیکھکر عاشق ہوئیں سحر کر کے اٹھا لائیں
ایک کوہ فلک شکوہ پر آکر ٹھہریں گلرنگ نور الدہر پر مائل جلترنگ طہماس کے تیغ ابرو کی
گھائل دونوں نے لاکر دونوں شیرون کو اس پہاڑ پر اتارا فرش بچھایا زخم ورزی کی پٹیان مرہم کی
چڑھائیں اب دونوں جوانوں کو ہوش آیا نور الدہر نے ایک ساحرہ سیہ فام کو اپنے پہلو میں
پایا طہماس بن عنقول دیو پرور نے دیکھا ایک دیونی بصورت مہیب میرے قریب گھونگھٹ
نکالے بیٹھی ہوئی ہے دونوں جوان گھبرائے کہ کس بلا میں پھنسے یہ کون مقام ہے حیران دیکھنے لگے
گلرنگ نے مسکرا کر کہا دیکھو صاحب مجکو ہاتھ نہ لگانا میں چیخونگی سارا پہاڑ سر پر اٹھا لونگی اور جلترنگ
تو بہت خوش مزاج تھی طہماس کے گلے میں لپٹ گئی کہا جانی پیارے تجکو اختیار ہے میں کیا
کسی بات میں تجھسے باہر ہوں رات بھر تجکو جگاؤنگی عمدہ کھانا کھلاؤنگی تھک جائیگا تو پاؤں
دباؤنگی طہماس نے لاحول پڑھکر ڈھکیل دیا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان قہقہہ مار کے
ہنس پڑے کہا او برادر بڑے صاحب نصیب ہو تمہاری معشوقہ خوش غلاف ہے یہاں تو انکار
صاف ہے طہماس نے کہا آقا ظرافت نہ فرمائیے اس بلا سے میری جان بچائیے اب وہ دونوں
تو اصرار کرتی ہیں طالب وصال ہیں ان دونوں کے خوف سے غیر حال ہیں صحبت ناجنس ہے
حرامزادیوں کے بو سے بد آتی ہے دماغ پریشان خوف جان مگر نور الدہر نے جھلا کر جواب دیا
او ملعونہ ہٹ کر بیٹھ کچھ شامت آئی ہے جب تو دونوں جھلائیں سحر جو کیے دونوں کے ہاتھ پاؤں بیکار
ہو گئے خنجر پکڑ کے آ بیٹھیں کبھی دھمکاتی ہیں کبھی منت کبھی خوشامد کبھی قہر و غضب عجب مصیبت
میں دونوں شیر ہیں دعائیں مانگتے ہیں کہ حرامزادیاں ہمیں قتل کر ڈالیں کشاکش سے نجات
پائیں جب اس امر میں طول ہوا دونوں نے کہا او نگوڑو اگر ہماری خواہش دل پوری

نکروگے ابھی تمھارے کباب لگائینگے بوٹیاں کاٹ کاٹ کر کھا جائینگے طہماس نے کہا او
حرامزادی مین اس شیر کا نمکخوار ہون مجکو قتل کر میرے شاہزادے کے خون سے ہاتھ نہ بھر دو
واسطے ڈرانے کے تیغ کھینچکر چلین نورالدہر نے ہانک کر دعا کی کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مخمور
اُتری ہوئی آئی تھی اُسنے جو نورالدہر اور طہماس کو دیکھا کہ زمین پر پڑے ہین جادوگرنیان
قتل کرنے کا قصد کر رہی ہین آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کیا خبردار مین آپہونچی
جلترنگ نے جو دیکھا کہ ایک پری رخسار للکارتی ہوئی آئی ہے جھولی سے نکالکر گولہ مارا ملکہ
مخمور سرخ چشم نے سحر پڑھکر ہاتھ مین روک لیا وہی گولہ کھینچ مارا جلترنگ کا سر پھٹ گیا مسکراکر
آواز دی بھیا طہماس خطا معاف کرنا تمھاری معشوقہ پر مین نے ہاتھ اُٹھایا گلرنگ طرف ملکہ
مخمور سرخ چشم کے جھپٹی سحر کرنے لگی ملکہ مخمور سحر دفع کر دیتی ہین اور نورالدہر کی طرف اشارہ ہی
کر صاحب اپنی چہیتی کو منع کیجیے ورنہ سزا پائیگی جوتیان کھائیگی آپ کو ناگوار ہوگا شاہزادہ نورالدہر
حجاب سے پسینے پسینے ہوگئے شرماکر جواب دیا زور سحر مین کسی کا کیا اختیار ہے دیکھو اس لکاتہ کے
سحر سے اپنے کو بچاؤ دائرۂ اعتدال سے قدم نہ بڑھاؤ عاشق و معشوق مین ایسے دو چار ہے گلے
راز و نیاز کے ہوتے کلیجون پر چھریان پھر گئین ملکہ مخمور سرخ چشم نے دانہ یاقوت احمر کا گنٹھے سے
نکالا گلرنگ کو کھینچ مارا مثل ہیمہ سال خوردہ جلکر خاک ہوئی آواز آئی مارا مجکو کہ گلرنگ جادو
و جلترنگ جادو نام تھا اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
نے گھبرا کر کہا ملکہ عالم یہان کیونکر پہونچین باغ سے یہ ملعونہ مجکو اُٹھا لائین ملکہ مخمور نے کہا ہم تو برائے
نظارۂ جمال آپ کی معشوقہ کے آئے تھے سو دیکھا حقیقت مین ہم سے بڑی خطا ہوئی کہ اسپر ہاتھ
اُٹھایا بیچاری محروم وصل دنیا سے اُٹھ گئی اسوقت تو مجھپر بڑا غصہ آتا ہوگا شاہزادہ نورالدہر
نے کہا کہ ملکہ یہ باتین مجکو ناگوار ہوتی ہین کیا مین اس حرامزادی کے ساتھ خود آیا تھا سحر مین میرا
کیا اختیار ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کوئی زبردستی نہین کسی کو اُٹھاتا بٹھاتا کچھ پہلے سے نامہ و پیام
ہونگے نورالدہر عذر کرنے لگے کہ ملکہ بخدا مین نے اس حرامزادی کو کبھی دیکھا نہ تھا ملکہ مخمور کو
بگڑنا نورالدہر کا اچھا معلوم ہوتا ہی بہت چھیڑا جب دیکھا حجاب سے نورالدہر کی آنکھون مین
آنسو بھر آئے ملکہ مخمور نے کہا آپ کیون رنجیدہ ہوتے ہین جو آپ فرماتے ہین یہی سچ ہوگا

یہ کہکر طرف طہماس کے پلٹیں طہماس نے سلام کیا ملکہ مخمور نے مسکرا کر کہا کیون میان لم قدے تیر
کیا گذری تمھاری معشوقہ خوب موٹی تازی تھی خوب جوڑ تھا متغیر کیون ہو رہے ہو دین سنتی تھی تمھارا
ہاتھ جوڑ نا دیکھ رہی تھی بڑے سپاہی ہو خوب گھر کیان جھڑ کیان اٹھائین تو اپنے آقا کا کہنا بھی ہی
یہ آپ ہی کی ذات کا سارا فساد تھا گلرنگ کا پیام اُنکو دیا جلد تنگ بجانا خود قبول کیا طہماس
نے کہا بس بس مہربانی فرمائیے کچھ حال طلسم ہوش ربا بیان کیجیے ملکہ مخمور نے کہا چہ خوش کسی قصہ
کہانی کہنے والے کو بلائیے غرض کہ آپسمین ہنستے ہوے باتین کرتے ہوے کوہ سے اُترے ایک
درے مین اُسی کوہ کے ٹھہرے کہ نور الدہر نے کہا ای ملکہ عالم لشکر مین چلو ملکہ مخمور سرخ چشم نے
کہا کہ دن بہت کم باقی ہی اور وہ ملعونہ آپ کو بہت دور لے آئی اسوقت پہونچنا ممکن نہین لیکن
آپ ٹھہرین مین سحر سے بارگاہ وغیرہ کی تدبیر کرون یا اس حوالی مین کوس دو کوس جا کے
دیکھون شاید کوئی صورت نکل آئے یہ کہکر ملکہ مخمور سرخ چشم خرامان خرامان طرف صحرا کے
روانہ ہوئی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اور طہماس بن عنقویل دیو پرور سلح دمل
درہ کوہ سے نکلکر شاہراہ پر ٹہلنے لگے ابھی ملکہ مخمور پلٹ کر نہ آنے پائی تھین کہ دیکھا صحرا سے گرد
اُڑی قریب آکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے بارہ علم نشان بارہ ہزار سوار جرار کا علم گرد
کے نکل جانے کے بعد دیکھا ایک جوان کوہی گینڈے پر سوار سلاح جنگ سے آراستہ خود کلان
سر پر زرہ زیب جسم انور پشت پر بارہ ہزار فوج جنگی رو اردی مین آتا ہی اُس کوہی کی بھی نگاہ پڑی
کہ ایک جوان خورشید مثال دوسرا عفریت خصال زیر نخل کھڑے ہین اس کوہی کا میخوار کوہی
نام ہی براے مدد لقا چلا ہی اُن جوانون پر جو نگاہ پڑی شاطر سے کہا دیکھو تو اس صحرا ے ہولخیز مین
یہ دو جوان کیون حیران و پریشان کھڑے ہین نام بھی دریافت کرنا میخوار کوہی کا عیار قریب
نور الدہر کے آیا فر و شوکت دیکھکر حیران ہو گیا جھک کر سلام کیا کہا ہمارے آقا میخوار کوہی
رستم زمان پہلوان دوران خداوند لقا کی مدد کو جاتے ہین آپ کا نام و نشان دریافت فرماتے
ہین نور الدہر نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر طہماس نے کہا کہ جا کہدے شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران اور غلام اُنکا طہماس بن عنقویل دیو پرور کسی وجہ سے
یہان آئے ہین تو کیا قاضی ہو کہ نام و نشان دریافت کرتا ہی چل جا تا ہی جا اور اگر کچھ ارادہ ہو

تو آ عیار تھراتا ہوا بھاگا میخوار کوہی کے پاس آیا کہا حضور یہ جوان تو پوتا صاحبقران کا ہی اور دوسرا طہماس بن عنقویل دیو پرور اُسکا رفیق قدیم نہین معلوم اس مقام پر کیونکر آ گئے ہین پوچھنے سے تو خفا ہوتے ہین مگر حضور آپ فرماتے تھے مین پہلے پہل برائے قدمبوسی خداوند جاتا ہون برائے نذر قدرت کوئی شی معقول نہین ہی آپ بڑے صاحب اقبال ہین یہ جوان تو نہایت دشمن قدرت کا ہی اس بندۂ مغضوب نے کئی مرتبہ قدرت کو قید کیا یہ قدرت مین ہتھکڑیان پائے خداوند مین بیڑیان پہنائین بڑی بڑی سختیان دکھائین مگر خداوند لقا کے صبر کے صدقے ان ایسے بندگان سرکش کو غارت نہین کرتے بلکہ مشہور ہی کہ قدرت کے پیارے بندے ہین میخوار کوہی خوش ہو گیا کہا ای شاطر حقیقت مین کارخانۂ قدرت کے قدرت ہی پر موقوف ہین ہم لوگ بیوقوف ہین راز و نیاز کب سمجھ مین آتا ہی یار و گرفتار کر لو یا تم لوگ ٹھہرو مین جا کر دونون کو اُٹھا لون مشکین باندھون سب نے کہا حضور ہمین بھی تو اسمین شریک کیجے غلامون کو محروم نہ رکھیے میخوار کوہی منع کرتا رہا لیںا لیںا کہکر سب چلے طہماس نے دیکھا کہ گھٹا کفر کی آئی ہی عرض کی حضور ملاحظہ کرین مین انکو ابھی سزائے کامل دیتا ہون ہنوز یہ کلمہ تمام نہوا تھا کہ ہمراہیان میخوار کوہی آ پڑے طہماس بن عنقویل دیو پرور نے ساطور سے کوہیون کو جہنم واصل کرنا شروع کیا جسپر ساطور مارا دو ٹکڑے ہوئے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے بھی نعرہ کیا طہماس نے ایک کوہی کی ٹانگ پکڑ کر کھینچ لی گھوڑا اُسکا خدمت مین نور الدہر کے حاضر کیا نور الدہر گھوڑا جو ملا لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے قریب میخوار کوہی کے پہونچ گئے طہماس نے اتنی دیر مین کھلبلی ڈالدی کسی کو مع گینڈے اُٹھا لیا اُلٹا کر مارا گردن دسوار دونون چور چور کسی کو بڑھکر ہاتھ ساطور کا مارا ابھی او جھر سیر کی چلی تین تین چار چار سوار کٹے اور گرے ایک چشم زدن مین کئی سو کا کام تمام کیا مگر نور الدہر بن بدیع الزمان جو برابر میخوار کوہی کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر کمر زنجیر مین ہاتھ دیکے اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارین میخوار کوہی نے یہ سطوت و جلالت و قوت جو دیکھی عاشق ہو گیا عرض کی ای شہریار الامان نور الدہر بن بدیع الزمان نے چھوڑ دیا شاہزادہ نور الدہر نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا میخوار بصدق مسلمان ہوا فوج کو آواز دی خبردار اب کوئی

ہاتھ نہ اٹھائے مین نے غلامی قبول کی سعادت دارین حصول کی سب نے ہاتھ روک لیے دست بستہ حاضر ہوے اب میخوار کوہی نے کیفیت پوچھی نور الدہر بن بدیع الزمان نے کچھ مجملاً حال جنگ فولاد فولاد شکن اور آناجادوگرنی کا بیان کیا میخوار کوہی نے حکم دیا جلد بارگاہ استاد کرو فوراً بارگاہ استادہ ہوئی خیمے سراپردے آراستہ ہوے اسکے ساتھ تو کل سامان موجود ہی تھا چشم زدن مین سامان عیش ونشاط مہیا کر دیا شاہزادۂ نور الدہر نے کان مین میخوار کوہی کے کہا کہ ایک خیمہ بطور تخلیہ علحدہ بارگاہ مین آراستہ کرادو میخوار تو اس سامان مین مصروف ہوا شہزادۂ نور الدہر اور طہماس اُس درۂ کوہ کے قریب آئے دیکھا ملکہ مخمور سُرخ چشم دو تین کوس پھر کر پلٹ آئی ہین ایک نخل کے سایہ مین ٹھہری ہین کچھ تیلیان ماش کے آٹے کی تیار کر رہی ہین منظور یہ ہی کہ سحر سے کچھ کنیزین بناؤن ایک خیمہ بھی ترتیب دون کہ بعیش و راحت بسر کرون کہ شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے قریب آکر کہا ای ملکۂ عالم ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی خدا نے سب سامان مہیا کر دیا بارگاہ خیمے سراپردے کل سامان عیش ونشاط اُس خالق بے نیاز نے اِس صحراے ہولخیز و وحشت انگیز مین مہیا کر دیا ایک کوہی براے مدد لڑا جاتا تھا وہ مسلمان ہوا کیسا دوست خیرخواہ ہوا ہی مین نے الگ بھی ایک خیمہ تمھارے واسطے درست کرایا کیون مشقت کرو بسم اللہ چلو ملکہ مخمور سُرخ چشم نے کہا آپ چلیے سب کے سامنے لشکر مین آنا مناسب نہین ہی مین غرق زمین ہو کر چلی آؤنگی نور الدہر و طہماس بارگاہ میخوار کوہی مین آکر بیٹھے ملکہ مخمور سُرخ چشم نے اپنے کو اُس خیمے مین سحر سے پہونچایا دیکھا چھپر کھٹ آراستہ اسباب عیش ونشاط پیراستہ خیمہ مثل عروس شب اول جھاڑ کنول مردنگ وغیرہ بے تکلف تمام سجا ہوا میخوار کوہی بھی سمجھ گیا کہ شاہزادے کے ساتھ کوئی معشوقہ ہی اسنے عرض کی چند کنیزین غلام کے ساتھ حاضر ہین اگر حکم ہو تو انکو بھیجدون نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا کنیزون کو بلواؤ ہم اپنے ساتھ لیکر جائینگے ہم شب کو تمھاری صحبت مین بیٹھنے کی مہلت نہ پائینگے ہمارے مہربان طہماس تمھارے ساتھ ناچ وغیرہ دیکھنے مین مصروف رہین گے میخوار کوہی نے کہا بسم اللہ مگر غلام نے طائفے وغیرہ بھی عمدہ عمدہ طلب کیے ہین چند ساعت کے واسطے جب ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہوگا چلے آئیے گا اُسی خیمے مین آرام فرمائیے گا

نور الدہر بن بدیع الزمان انشاء اللہ کہکر اُٹھے کنیزون کو ساتھ لیکر خیمے مین آئے دیکھا ملکہ مخمور سُرخ چشم نے زعفرانی جوڑا زیب جسم کیا ہی دریاے جواہر مین غوطہ زن چہرے پر بجالی مثل طاؤس طناز سرگرم خرام نازمین کنیزین آکر واسطے تسلیم کے خم ہوئین ملکہ مخمور سُرخ چشم اور نور الدہر بن بدیع الزمان مثل ماہ و مہر مسند جواہر نگار پر جلوہ افروز ان دونون عاشق و معشوق کو ایک جگہ دیکھکر نیر اعظم کو رشک ہوا ہر وہ مغرب مین جاکر چھپا دونون وقت بھی آپس مین ملنے لگے طالب و مطلوب کے غنچہ آرزو کھلنے لگے کنیزون نے جھاڑ وغیرہ روشن کیے شعر

شب آمد ساز گار عشق بازان
معطر مشک آگین روح پرور
کشادہ چرخ پر چشم کواکب
ادا سے وہ مہ کامل کا آنا
مہ کامل تھا اُس صحبت کا ناظر
کہ بارے برخوردار وصل یار سے

شب آمد راز دار عشق بازان
سیاہی مثل زلف مہ جبینان
ضیاے ماہ تابان شب پہ غالب
فلک پر جمع سیارونکی محفل
نجوم چرخ رقاصی کو حاضر

دیگر
وہ شب تھی فرح افزا عیش گستر
رخ لیلاے شب وہ نور افشان
حیا سے مہر کا وہ منھ چھپانا
تھے روشن صاف جنکے دیدہ دل
خوشا وقتے و خرم روزگارے

یہ دونون شیداے یک دیگر مدت سے ہجران دیدہ مصیبت عشق کشیدہ اتفاقات قضا و قدر سے جو یہ سامان ممکن ہوا شاہزادہ نور الدہر پیراہن مین نہین سماتے بند قبا ٹوٹے جاتے ہین ملکہ مخمور سُرخ چشم گلچینی گلشن حُسن کی کررہی ہی کبھی شرماکر سر جھکالیتی ہی کبھی شاہزادہ نور الدہر کے چھیڑنے کو اُس جادوگرنی کا ذکر کرکے مسکرا دیتی ہی کہ صاحب وہ بھاگ گئی ہی مین اُسکو نہ روک سکی زبردست ساحرہ تھی مین ہٹ جاؤن اُسکو بلوا لیجیے مین تو فقط حال دریافت کرنے آئی تھی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کبھی ہنستے ہین اور کبھی غصہ کرتے ہین کبھی فرماتے ہین ملکہ عالم یہ تمکو پہلو خوب ملا مجھے اُس فاحشہ سے کیا مطلب ہی سمن رخ نام ایک کنیز بیٹھی ہوئی پنکھا جھل رہی تھی نہایت طرار و فرار ہی خود بھی ماہ رخسار ہی حسین جمیل جوان بیٹھی ہوئی سامنے مسکرا رہی ہی کبھی نور الدہر بن بدیع الزمان کی بلائین لیتی ہی کبھی ہاتھ اُٹھاکر ملکہ مخمور سُرخ چشم کو ترقی حسن و جمال کی دعا دیتی ہی اُسنے بڑھکر گلابی اُٹھائی کہا ملکہ عالم اب اسوقت دفتر حکایت و شکایت نہ کھولیے شاہزادہ تمھاری محبت مین بیقرار ہی اس صحبت کو غنیمت جانیے دم بھر مین فلک تفرقہ پرداز

گردون کج باز رنگ تازہ دکھاتا ہی اسکی نیرنگ بازی شعبدہ سازی مشہور ہی اسکے ہاتھ سے کسنے آرام پایا کیسے کیسے عاشق و معشوق پر بدعت کی لیلی پر کیا گذری مجنون کی وہ صورت کی دشت نجد مقام ہوا تب عاشقون مین نام ہوا ایک ایک جام مے گلفام نوش فرمائیے رنج و ملال کو خاطر فیض عاطر سے دور کیجیے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کیون یاسمن رخ کیا تم بھی اس بلا مین مبتلا ہو کسی کی شیدا ہو سمن رخ نے ٹھنڈی سانس کھینچی عرض کی واری نوج درگور عشق بھاڑ مین پڑے مجھے تو اس سے علاقہ نہین مگر مین اپنے چچا کے صاحبزادے سے منسوب ہون انھون نے اپنی چاہت مجھسے ظاہر کی ایک مثنوی بھی کہی مجھ بد صورت کا اسمین سراپا ہی کچھ بیہودہ لکھا ہی وہ اپنے والد نامدار کے ساتھ براے تجارت گئے ہین یہ تو ہوتا ہی کہ اکثر راتون کو خواب پریشان دیکھتی ہون جب خواب مین آتے ہین منھ بنائے ہوے ہاتھ جوڑ رہے ہین جب صبح کو اٹھتی ہون خیال ضرور آتا ہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہ خدا انکو اپنے ملائے سمن رخ پروردگار کسی چاہنے والے کو شب فرقت نہ دکھائے اور ہم تو آٹھ پہر آفتاب لب بام چراغ سحری رہتے ہین روز و شب مرنے جینے کی جفا سہتے ہین افراسیاب خانہ خراب الہی دشمن ہر وقت کی لڑائی مالک ہمارے طلسم کشا قید ہین انکی مصیبت پر کلیجہ پھٹتا ہی انکی فرقت مین ایک ایک دن برابر ایک ایک سال کے کٹتا ہی اتفاقات قضا و قدر سے یہان آ گئے ایک نظر انکو دیکھ لیا خیال لگا ہوا ہی وہ ظالم اظلم افراسیاب خانہ خراب اگر کتاب سامری مین دیکھ لے نہین معلوم کیا بلا نازل کرے انکی سلامتی کی ہر وقت دعا مانگتے ہین اپنی جان کا کیا ڈر جہان ڈر وہان ہمارا گھر یہ کہکر ملکہ مخمور سرخ چشم رونے لگی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے دامن سے اشک ملکہ مخمور پاک کیے کہا ملکہ مخمور بس زیادہ دل نہ دکھاؤ یہ کہکر جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ مخمور سرخ چشم کو دیا ملکہ مخمور نے نوش کیا بے اختیار زبان سے نکل گیا نظم

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا ۔ کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا
شب تاریک و بیم موج و گردابے چنین ہائل ۔ کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

اور اپنے پنجہ نگارین سے گلابی کو اٹھایا جام لبریز کرکے آنکھون سے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے لگا دیا نور الدہر نے یہ اشعار آبدار مصنف کے زبان پر جاری کیے غزل

آنکھون کو جاتے ہین پیالا شراب کا ۔ ستون کو فرش عین ہی مینا شراب کا

میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
پتلا وہ آگ کا ہی میں پتلا شراب کا
ای ابر حسن آج تو چل موتی جھیل سے
ہولی میں خوب ہوگا تماشا شراب کا

مٹی میں میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
طفلی سے تابہ مرگ رہا دور جام می
ابکی ہو عیش باغ میں جلسا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر

آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
پی پیکے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار
جھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

عاشق و معشوق نے دو دو جام پیے قلب کو سرور خیال خیر و شر دل سے دور گزک بیچ میں سے اُٹھ گئی گزک لبان شیرین کی چلنے لگی بوس و کنار ہونے لگا کنیزین سامنے سے ہٹ گئیں خلوت حاصل ہوئی شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان نے دونوں ہاتھ حمائل گردن کیے دو ایک بوسے لیے عارض انور ملکہ مخمور سحر چشم سرخ ہو گئے اشعار

اگر ان پہ بوسے کا گذرے خیال
یہان تک تھے نزاکت میں یگانہ ہوا

وہ رخسار نازک کہ ہوجائیں لال
جو پہنی پھولونکی بدھی تو درد شانہ ہوا

مگر دونوں کو محبت کا جوش شور نا و نوش کبھی ہوشیار کبھی مدہوش عجب صحبت ہی مگر رات جلدی جلدی آنکھوں میں کٹ رہی ہی جب گھڑیال کی آواز آجاتی ہی ملکہ فرماتی ہیں لو شہریار دو بج گئے شب آخر ہوئی وہ دیکھیے سپیدی سحر کی ظاہر ہوئی شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان گھبرا کر طرف آسمان کے دیکھتے ہیں فرماتے ہیں ملکہ ابھی تو بہت رات ہی برائے خدا سحر کا ذکر نہ کرو میرا کلیجہ دھڑکتا ہی خداوندا یہ شب مثل گیسوے جانان دراز ہو روے سیاہ سحر نہ دیکھوں بقول شاعر پہلے تو مے خوب سی پی اور باجے بھی رنگین بجے ✤ جی چھوٹ گیا بس ساقی کا جب تین پہر پر تین بجے یہان تو یہ کیفیت ہی عاشق و معشوق کی صحبت ہی مگر وہان میخوار کوہی نے اپنی بارگاہ میں بڑے لطف سے جلسہ آراستہ کیا ہی طہماس کو ناچ دکھا رہا ہی جام مے ارغوانی چل رہا ہی جوانوں کا حوصلہ نکل رہا ہی ایک رقاصہ گلعذار ماہ رخسار کسن الھڑ پنے کے دن اپنے فن میں کامل اپنی ادا پر آپ مائل کس لطف سے رقص کر رہی ہی اہالیان محفل مثل تصویر خاموش سب کو سکتے کا سا عالم اشعار

سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل
جان اُسنے سسک سسک کے دی

لٹاچی گت اسطرح وہ ماہ لقا
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل

وجد کرنے لگا ندر و ادا
جسکی جانب بتا کے سسکی دی

کبھی غزلہاے عاشقانہ گاتی ہی اہالیان محفل کو لبھاتی ہی گنگناتی

یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

نشان گور یون غیرون کو بتلاتے تو بہتر تھا / ہماری قبر کو تم آکے ٹھکراتے تو بہتر تھا
جو راہ عشق مین گر کر سنبھل جاتے تو بہتر تھا / کسی کی جستجو مین ٹھوکرین کھاتے تو بہتر تھا
جو کچھ بھی دل مین میرے اُنسے تنہائی مین کہ لیتا / اکیلے راہ مین مجکو وہ ملجاتے تو بہتر تھا
مرا دم حسرت دیدار سے آنکھون مین اٹکا ہی / جو دم بھر کے لیے اب بھی چلے آتے تو بہتر تھا
خطا کی جو دوبارہ یار سے ہم نے محبت کی / کہین ہم اور اپنے دل کو بہلاتے تو بہتر تھا
نہایت تنگ ہون دل سے قبائے یار کی صورت / مرے پہلو سے یہ حضرت نکل جاتے تو بہتر تھا
بتون کی سرد مہری نے تو پھونکا تن بدن اپنا / ہمارے سوز دل کو یہ نہ بھڑکاتے تو بہتر تھا
نہ لو راہ عدم سے ہم بھی چلنے والے ہین / ذرا ای دوستو دم بھر ٹھہر جاتے تو بہتر تھا
عیان ہو جسکی خوشبو پھر وہ گل کس واسطے پھولے / تم اپنے حسن پر اتنا نہ اتراتے تو بہتر تھا
گریبان چاک کرنا خوب تھا سودے کی شدت مین / کہین ہم تنگ ہو کر نکل جاتے تو بہتر تھا
تڑپنا نزع مین میرا نہ دیکھا جائے گا تم سے / مرے بالین سے تم اسوقت ہٹ جاتے تو بہتر تھا
خبر یون ہجر مین کرنا تھی اپنے حال کی انکو / زمین و آسمان نالون سے تھراتے تو بہتر تھا
نہ جاتے پاس اُنکے آپ یہ غیرت کے معنی تھے / کسی کو بھیج کر ہمکو وہ بلواتے تو بہتر تھا
پلا کر ہی جو بیخود بھی کیا ہمکو تو کیا حاصل / اگر پیر مغان زاہد کو بہکاتے تو بہتر تھا
اگر دو چار آنسو ہجر مین نکلے تو کیا نکلے / ہماری چشم سے بادل بھی ترساتے تو بہتر تھا
مزاج اُنکا یہ ہی جو کچھ کرو وہ ضد سمجھتے ہین / مری جانب سے گر اغیار بھڑکاتے تو بہتر تھا
جو تم آتے تو ہو جاتے شگفتہ غنچۂ خاطر / تمھارے عاشقون کے پھول کھلجاتے تو بہتر تھا
جو یہ ہوتا تو افشار از دل ہوتا نہ غیرون مین / مرے نالے ہی میرا حال کہہ آتے تو بہتر تھا
سحر تک شام سے کین وصل کی شب منتین اُنکی / ہم اپنے دلکو ہی اتنا جو سمجھاتے تو بہتر تھا
ندامت پر اگر ای یاس بخشش تھی گناہون کی / مرے اعضا بھی آنسو ہو کے بہ جاتے تو بہتر تھا

اس لطف سے جو اُس نازنین نے یہ غزل گائی میخوار کو ہی بھی عاشق مزاج ہی طبیعت بھر آئی طہماس سے کہا ای رستم زمان ای طہماس نوجوان اسوقت تو اس کمبخت نے مار ڈالا دل کھینچ سہی ہی دل چاہتا ہی چند ساعت کے واسطے شاہزادے کو اس صحبت مین بلا لیجئے

اس حور مثال کا گانا سنو ابھی رات بھی کچھ باقی ہو سحر قریب ہو بھیروین اُنکے سامنے اُٹرے ٹھہاک
سے کہا شاہزادے نے آج بعد مدت مدید تخلیے مین معشوق کو پایا ہی آنا دشوار ہی مگر بہادر دوست
ہین اگر تم خود جاکر عرض کرو بلا تکلف چلے آئینگے اس محفل کو قدوم میمنت لزوم سے منور فرمائینگے
میخوار کوہی فوراً اُٹھا اُس خیمے کے دروازے پر آیا اتفاق سے ملکہ مخمور سرخ چشم نے چھپرکھٹ
پر آرام فرمایا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو نیند کب آتی ہی شمع کافوری ہاتھ مین
گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین کبھی عارض پر عارض رکھتے ہین کبھی لب سے لب سینے سے
سینہ ملا رہے ہین لطف بوس وکنار کے مزے اُٹھا رہے ہین کہ میخوار کوہی نے بسہولیت
سمن رُخ کو آواز دی وہ باہر آئی میخوار کوہی نے کہا اگر شاہزادہ بیدار ہو تو میری جانب سے
عرض کر کہ غلام حضور کا در دولت پر حاضر ہی کچھ عرض کرنا منظور ہی اگر سرفراز کیجیے تو عنایت
سے کیا دور ہی سمن رُخ نے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان سے جاکر باادب عرض کیا
چونکہ ملکہ مخمور سرخ چشم سوتی تھی شاہزادہ نورالدہر باہر آئے میخوار کوہی نے کہا حضور
واسطے ایک لمحے کے بارگاہ مین چلین ایک غزل اور ایک ٹھمری سنکر واپس آئین کیا
لطف کا جلسہ ہی فقط حضور کے ہونے کی کمی ہی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے
کہا ای ہزار اور کیا مضائقہ ہی اُسی طرح لباس بزم پہنے ہوے میخوار کوہی کے ساتھ بارگاہ
مین آئے بیچ بارگاہ مین مسند خالی تھی جلوہ فرما ہوے میخوار کوہی نے بڑھکر اُس نازنین کو
موتیون کا مالا اُتار کر دیا اور کہا کہ اسوقت تو مین شاہزادے کو لایا ہون دیکھون تو کیا کمال
دکھاتی ہی بس مزا یہ ہی کہ اُٹھنے نہ پائین مجبور ہو جائین اس رقاصہ کا حسن آرا نام ہی مسکرا کر
کہا تم جاکر بیٹھو ابھی کہو تو گھر پوچھتے چلے آئین ایسا دام زلف مین پھنساؤن کہ پھڑک کر رہجائین
کبھی مسکرا کے بجلی گراؤن کبھی ساون بھادون کی کیفیت دکھاؤن ساری محفل کو رُلا دون میخوار
کوہی اسکی باتون پر پھڑک گیا کہا پھر اچھا دیکھین تو یہ کہکر میخوار کوہی ہٹا حسن آرا ناز و ادا
سے سامنے جو نورالدہر بن بدیع الزمان کے آئی صورت زیبا دیکھکر خود بیچین ہو گئی خود
زینت سر پر ڈھلکا ہوا زلفین خلیلی تا بہ دوش چہرہ مثل آفتاب عالمتاب آنکھون مین رات کے
جاگنے سے لال لال ڈورے معشوق سے ہم بستر ہوے ہین لباس مین کھینچی بھینی بو انگڑائیان

لے رہی ہین حسن آرا نے اُف کیکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا پشواز ہاتھ مین اُٹھا کر آگے بڑھی اور یہ

غزل عاشقانہ شروع کی غزل	کی خوب سیر باغ کی اے باغبان چلے	سائے مین بیٹھے پھول چنے شادمان چلے
دار فنا مین ایک بھی بنا نہین فیق	سب دوستون کا خوب لیے امتحان چلے	آئے ہی سیر بزم سے تم اُٹھ کھڑے ہوے
کیا کچھ خفا ہوے مری جان کیون کہان چلے	تجویز اُنکی بد مزگی کا خیال ہی	جائین کہین وہ کہہ نہین سکتا کہان چلے
رکھدونگا سر مین گلے قاتل کے پانو پر	مد نظر ہو جسکو مرا امتحان چلے	جیسے چمن بہار مین چھٹتا ہی بلبلو
رگ ہائے گل کی طرح تو زمین مین ہی مرے پاس چلے	بسمل بنا چلے مجھے تیر نگاہ سے	اب فیصلہ ہی چھوڑ کے کیون بیجان چلے
جوبن پہ اندنون ہی گلستان حسن یار	یارب اس چمن مین باد خزان چلے	اے درد ہجر یار کھٹکتا ہی سب کو تو
ہم کیا چلے جہان سے ترے قدردان چلے	اے دوستو ہمین مرلانے کو سونپ دو	کب سے یار کے مجھے لیکر کہان چلے
گل توڑنے پہ دیتی ہی دشنام عندلیب	سچ ہی کسی کا ہاتھ کسی کی زبان چلے	ہین کیا سگان کوچہ دلدار خود غرض
تربت پہ آئے کھائے مرے استخوان چلے	لکھتا ہون اپنے ضعف کا مین حال اے قلم	اس طرح چل کہ جیسے کوئی ناتوان چلے
یون لکھ رہا ہی کلک مری ہم کا الف	جیسے عصا پکڑ کے کوئی ناتوان چلے	اس غزل کو گاتے گاتے توڑا

لیکر ہاتھ مین کئی دامن شاہزادے کا جھٹکی سے تھام لیا ایک ایک شعر کو دس دس طرح سے بتانے لگی مچل رہی ہی دونون سارنگیان ملی ہوئی گویا گلے ریت رہی ہین طبلیا بھی کال و اکمل ٹکڑے باندھ رہا ہی ادھر ساز کی کیفیت اُدھر حسن آرا کے ذہن کی جودت گل سا چہرہ ڈوپٹہ سینے سے ڈھلکا جاتا ہی سنبھالتی جاتی ہی کبھی سینے پر ہاتھ رکھکر جوبن میٹے جاو لکھکر بتاتی ہی قیامت کے ناز و کرشمے دکھاتی ہی اہل محفل ذبح ہو رہے ہین کبھی بڑھ کے اُٹھنا پشت پھیر کر چند قدم بڑھنا چوٹی گندھی ہوئی پشت پر پڑی ہی اُسپر آب روان کا ڈوپٹہ معلوم ہوتا ہی ناگنیان کیچلی جھاڑنے پر آمادہ ہین کمر رگ گل سے باریک پشواز جسم مین ٹھیک دوبارا پھر سامنے آ کے بیٹھی یہ خمسہ طرف شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے متوجہ ہو کر بتانے لگی خمسہ

اب بھلا کیا ہون نظارے آتشین رخسار کے	ہو گئے غش چاہنے والے جمال یار کے
ولولے نکلے نہ آخر خاطر بیمار کے	رہ گئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے

مار ڈالا اک پری پیکر نے چوٹ مار کے

کس قدر عاشق ہین یارب اُس بت عیار کے	چار سو رہتے ہین نالے کافر و دیندار کے

کمکی باندھے ہوئے سب لوگ ہین بازار کے
حلقۂ چشم پری روزن ہین قصر یار کے
جن چڑھے جیسے امیر جو بیٹھے سائے مین دیوار کے

دل سے وارفتہ ہین تیرے قد کے اور رفتار کے
قبر بھی مرکر ملے نیچے تری دیوار کے
گر میسر ہون تو نظارے ترے رخسار کے
گوش افسانے سے جو تجھسے خوشترو یار کے
آنکھ دے اللہ جو قابل ترے دیدار کے

قد ہے تا حشر بالا زلف شبگون ہو دراز
اک جہان ہے آپ کا شیدا اے حُسن سحر ساز
بس حضور اب عاشقون سے ہو چکے انداز ناز
فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجے سرفراز
گل بھی سبزے کی طرح پامال ہون گلزار کے

ہمسری سنبل کو اسکی زلف سے زیبا نہین
یار کو دعوی گل اندامی کا ہے بیجا نہین
نونہالان چمن مین رنگ یہ دیکھا نہین
لالہ ہے داغی غلام اُس گل سے چہرے کا نہین
سرو بھی ہین بندہ آزاد قد یار کے

ہے خزان ساری بہار گردش لیل و نہار
عیش مین بھی سوچتا ہون ہر گھڑی انجام کار
ہمنشین عمر دو روزہ کا بھلا کیا اعتبار
چھوڑ کر ہمنے امیری کی فقیری اختیار
بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے

مال کو پامال کرتے ہین جو ہین مستان عشق
جسم پر زیبا ہے میرے خلعت سامان عشق
جسم و جان قلب و جگر ہین تابع فرمان عشق
دیکھیے کس سمت بھجوائے ہمین سلطان عشق
کوہ و صحرا دو علاقے ہین اسی سرکار کے

راحت روح و جگر ہے بوے زلف تابدار
زیست کا نقشہ دکھاتا ہے رخ معجز نگار
حضرت خضر و مسیحا کی مدد ہے ناگوار
مرہم زنگار ہے زخمی کو خطِ سبز یار
خال لب حب شفا ہے واسطے بیمار کے

خال رخ پر کیجیے ساتون ستارون کو سپند
نور کے سانچے مین ڈھالا ہے خدا نے بند بند
گورا چہرہ روشنی مین چاند سے بھی ہے دو چند
دیکھکر آئینہ کہتا ہے وہ آرائش پسند
طوق کے قابل ہے سر گردن ہے لائق ہار کے

حُسن کے مذہب مین فرض پنجگانہ عشق ہی
اور لوگون کو یہ انداز زمانہ عشق ہی

عارضی الفت نہین یہ جاودانہ عشق ہی
ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہی

لن ترانی آنسے ہو سائل جو ہون دیدار کے

جان عالم کی طرح جلوے ہما کے پر کے ہون
یا مرصع کار کے ہون یا کسی زرگر کے ہون

پھول قیصر باغ کے قربان تاج سر کے ہون
خواہ مروارید گل کے خواہ سیم و زر کے ہون

طرے جتنے ہین وہ جویا ہین تری دستار کے

خندہ زن رہتے ہین چشم تر سے کچھ مطلب نہین
عیش پر مرتے ہین رنج و غم سے کچھ مطلب نہین

کاروبار زندگی سے ہمسے کچھ مطلب نہین
کام ہی اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین

مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے

خون بہائے ہین تری ترچھی نگہ نے بارہا
دل لگون کے چھان ڈالے ہین ثرو نے بارہا

منھ کو شرما کر چھپایا مہر و مہ نے بارہا
باغ مین پی ہی شراب اُس کجکلہ نے بارہا

چیتھڑے اکثر کیے ہین لالے کی دستار کے

اب تو شاہزادہ بھی انتہا کا متوجہ ہی سحر بجر قریب ہی اسکا زیادہ خیال ہی اس خیال مین آنکھون مین آنسو بھر آئے دل سے شاہزادہ حسن آرا کا شائق رہا ہی مگر قضائے کار وہان ملکہ مخمور سُرخ چشم بیدار ہوئین پہلو مین اپنے شاہزادۂ نور الدہر بدیع الزمان کو نپایا گھبرا کے کنیزون سے پوچھا شاہزادہ کہان تشریف لے گیا کنیزون نے عرض کی کہ میخوار کوہی بلانے آیا تھا وہان جلسے مین گئے ہین ناچ دیکھ رہے ہین یہ سُنکر ملکہ مخمور سُرخ چشم کو بہت ناگوار ہوا غصے مین آنکھین بلتی ہوئی اُٹھی کنیزون نے کہا کہ حضور ارشاد فرما گئے ہین کہ مین ابھی آتا ہون حضور تشریف رکھیے ہم جا کر اطلاع کرین ملکہ مخمور سُرخ چشم نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحب جوتم کیا جانو ایک شب بھی تشریف رکھنا ناگوار ہوا مین اُنکو بلوا کر کیا کرونگی مین طرف طلسم ہوش ربا کے جاؤنگی اب میرا آنا اور اُنسے ملاقات کرنا بالکل بیکار ہی یہ کہکر بقہر و غضب طرف بیرون خیمہ چلین ہر چند کنیزون نے روکا نہ رُکین مگر دلمین تو انتہا کی محبت ہی خیال مین گذرا کہ دیکھو تو وہان کہ یہ نوجوان کیا کر رہا ہی آتے آتے سامنے بارگاہ کے پہونچی دیکھا شاہزادۂ نور الدہر مسند پر

جلوہ فرما ہین اور ایک کسبی دامن پکڑے ہوے بتا رہی ہی اور اُسوقت نورالدہر نے خیال سے اپنی جلالت کے گلے سے اُتار کے موتیون کا مالا دیا ہی وہ تو قوم کی کسبی ہی ناز کر رہی ہی یہ جو ملکہ مخمور سُرخ چشم نے دیکھا آنکھون کے بیچے اندھیرا آگیا آواز دی ای شہریار سبحان اللہ عجب لیاقت ہی ہمنے اپنی عمر مفت ضائع کی مگر انشاء اللہ اب مُنھ نہ دکھائینگے اب زندگی بیکار ہی شہزادے نے جو سر اُٹھایا ملکہ مخمور سُرخ چشم کو اس غصے مین دیکھا فرمایا ملکہ مین تو واسطے ایک لمحے کے آیا تھا یہ کہکر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان اُٹھے عذر کرتے ہوے آگے بڑھے طہماس نے آواز دی ہان ہان ملکۂ عالم یہ خطا میری ہی معاف فرمائیے بخدا شاہزادہ نہ آتا تھا ملکہ نے کہا اولم قدے تو تو ہمیشہ سے کٹنا ہی ہم جانتے تھے سپاہی لوگ ان باتون کو معیوب جانتے ہین مگر تجھ ایسا پہلوان لگائی بجھائی کرے آیندہ کس کو اچھا سمجھا جائے یہ تمھارے ہی فتور برپا کیے ہوے ہین تم کیا کرو یہ ہمارے نصیبون کی خوبی ہی وہ جو سنتے تھے کہ مردون کی ذات بیوفا ہوتی ہی آج آنکھون سے دیکھا ہم تو اس کوچے سے نابلد ہین کھیلے کھاے لوگ جانین ایک کو سائی ایک کو بدھائی ایک سے وعدہ ایک سے انکار شاید اسمین بڑا نام ہی بیوفائی صاحبان ظرف کا کام ہی ایسی ایسی عورتین تمھارے ساتھ کے لائق ہین مجھ بدنصیب کو ناحق بدنام کیا مگر بموجب مثل خودکردہ را درمان نیست۔ جلدی حال کھل گیا باآبرو پردۂ دنیا سے اُٹھ جائین ایسے صاحبان لیاقت کو زندگی مین مُنھ نہ دکھائین واضح ہو کہ یہ عجب طرح کا جلسہ ہی یہ مقدمہ واقع ہوا ہی کہ آگے آگے ملکہ مخمور سُرخ چشم طرف سے نورالدہر اور طہماس کے مُنھ پھیرے ہوے مگر یہ حال ہی کہ پائنچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے ڈوپٹہ ڈھلکا ہوا عارض گلرنگ پر بوسون کا نشان رات کی جاگی ہوئی آنکھین اُسپر غصے مین اُداسی اشک حسرت جاری معلوم ہوتا ہی کہ صدف کا مُنھ کھلا ہی گوہر آبدار اشک گر رہے ہین یا موتیون کا سہرا مشاطۂ تقدیر نے چہرے پر آراستہ کیا ہی دو چار اشک جو مژگان پر اٹک کر رہ گئے ہین تیر نہال آبدار ہیدا کی غصے مین ہچکی لگی ہوئی بات مُنھ سے نہین نکلتی ہی نورالدہر بن بدیع الزمان عقب مین عذر کرتے ہوے کہ ملکہ سنو تو تمھاری شکایت بیجا ہی میری کیا خطا ہی طہماس دمیخوار کھڑی ہے دریافت کرو صاحب قسم لے لو ملکہ فرط محبت سے پلٹ تو پڑتی ہی مگر پنجۂ نگارین اُٹھا کر منع کرتی جاتی ہی کہ بس بس زیادہ باتین نہ بناؤ میرے قریب

نہ آؤ ورنہ میں ابھی اپنے چھری مار لونگی اب ہماری قبر پر آئیے گا فاتحہ پڑھ جائیے گا اب زندگی
مین ملاقات نہوگی اور آپ کو ہماری کیا پروا ہی جسکو موتیون کا مالا پہنایا وہ تو موجود ہی جاکر جلسے
مین بیٹھے دیکھیے وہ آپ کی جیتی گھبرائی ہونگی اب رات کوئی تین چار گھڑی باقی ہی آخری چاندنی
ہی فراش فلک نے چاندنی کا فرش زمین پر بچھایا ہی ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے
آسمان سے ہمسری کر رہے ہین دن سے بہتر روشنی ہی اُسی حال پُر ملال مین ملکہ مخمور
سُرخ چشم کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہری ہی سحر سے طاؤس بنایا ہی اُسپر سوار ہو چکی ہی قصد ہی
کہ اُڑکر نکل جاؤن نور الدہر بن بدیع الزمان چاہتے ہین کہ دوڑ کر دامن تھام لون اور
آواز دی کہ ای ملکہ بخدا اگر اسوقت چلی جاؤگی اور ہمارا کہنا نہ مانوگی تو ہم اپنا گلا کاٹ ڈالینگے
یہ کہکر نور الدہر نے تلوار کھینچکر اپنے گلے پر رکھی اسوجہ سے ملکہ مخمور پلٹ پڑی کہا صاحب
براے خدا یہ ارادہ نہ کرنا لو مین ٹھہر گئی نہین جاتی نور الدہر بن بدیع الزمان چاہتے ہین
مین قریب پہونچون کہ پہاڑ پر سے آواز آئی ای جان جہان آرام دل مشتاقان آج رات تمنے
کہان گنوائی ہی ہم شب بھر انتظار کرتے رہے اب تو آکر گلے سے لپٹ جاؤ دل بہت بیقرار ہی ملکہ
مخمور سُرخ چشم نے گھبرا کر طرف کوہ کے دیکھا عجب طرح کا ہمرکہ پیش آیا پہاڑ پر ایک قصر عمدہ
بنا ہوا ہی شیشہ آلات سے آراستہ اسباب عیش ونشاط سے پیراستہ اک کرسی جواہر نگار بچھی
ہوئی ہی اُسپر ایک جوان تاج شہریاری بر سر چار قبہ شہنشاہی در بر موتیون کے مالے کنٹھے
یاقوت احمر کے گلے مین پڑے ہوے بازوؤن پر نورتن اُسکے جواہر نگار کمر مین ڈاب دونون
پر زنے یاقوت احمر کے ولایتی حمائل سپر عمدہ پشت پر اُسپر جال مروارید بے بہا کا بشوکت
شاہانہ پشت پر کئی سو ملازمان زرین پوش دست بستہ کھڑے ہین سر پر اسکے مگس رانی کر رہے ہین
وہ ہنس ہنسکر ملکہ مخمور کو آواز دے رہا ہی اور کلمات خلاف تہذیب اُسکی زبان پر جاری ہین جانی
پیاری اسطور سے کہتا ہی کہ سننے والے کو صاف ثابت ہو کہ یہ قدیم آشنا ہی آج کوئی بات ایسی
ہوئی ہی جس سے غصہ کر رہا ہی یہ جو ملکہ مخمور نے معرکہ جان گزا دیکھا قلب تھرا گیا ایسے کلمات
ناشایستہ کبھی کاہے کو سُنے تھے چہرہ فق رنگ متغیر ہاتھ پاؤن مین رعشہ منھ پر ہوائیان
آوازدی او بیحیا یہ تو کس کو کہتا ہی اُسنے ہنسکر جواب دیا جانی خلاف وعدہ کیا اور پھر الٹا

غصہ سے جلد آؤ آخر انتظار کی بھی کوئی حد ہوتی ہے یہ سنتے ہی ملکہ کو تاب باقی نہ رہی طاؤس اُڑا کر سامنے اُس قصر کے پہونچی نور الدہر بن بدیع الزمان تو شل آئینہ کے حیران دیکھ رہے ہیں کہ یہ کیا معرکہ ہے یہ کون شخص ہے یہ تو کوئی قدیم دوست اُسکا معلوم ہوتا ہے اس جلسۂ عام میں میں کیسا ذلیل ہوا یہ سب دل میں کہتے ہونگے کہ شاہزادہ ایسی عورت پر عاشق ہوا جسکا چاہنے والا ایسا خلاف تہذیب پکار پکار کر ایسی باتیں کر رہا ہے کہ کبھی رذیل بھی یہ کلمات بیہودہ زبان پر نہیں لاتے قبضہ پر ہاتھ ہے تھر تھر کانپ رہا ہے مگر جو مخمور سرخ چشم برابر قصر کے پہونچی جھولی سے گولا نکال کر مارا وہ تیغ ہو کہ وہ قصر بر سر کوہ ہے درختوں پر جانوروں کا انبوہ ہے گولا جو قریب قصر پہونچا طائر درختوں سے اُڑ کر گولے سے لپٹ گئے منقارین مار کر گولۂ آہن سحر مخمور سرخ چشم کے ٹکڑے کر کے پھینکدیے اور چاؤں چاؤں کر کے وہ مخمور پر آن پڑے گرد طائران بدافعال بیچ میں یہ عنقاے اوج حسن و جمال دیکھنے والوں کے ہوش اُڑ رہے ہیں مگر مخمور سرخ چشم نے اُن طائروں سے جنگ شروع کی سحر پڑھتی جاتی ہے کوئی مخمور پر پر مارتا ہے کوئی منقار سے جسم کو غربال کرنے کا قصد کرتا ہے پنجوں سے نوچے ڈالتے ہیں مخمور سرخ چشم نے کسی کی ٹانگیں پکڑ کر چیر ڈال کسی کا سر کھینچ لیا اُف اُف کرتی جاتی ہے منہ سے شعلے آتش کے نکلتے ہیں اُن شعلوں سے طائر جلتے ہیں وہ تاجدار پکارتا ہے ای طائرو میری معشوقہ کو کشاں کشاں میرے پاس لاؤ خبردار ہلاک نہ کرنا میں آپ تنہائی میں سزا دونگا میری خطاوار ہے اور زیادہ مخمور سرخ چشم کا غصہ بڑھتا جاتا ہے تعلیم کردۂ افراسیاب اگر سحر میں ایسی کامل نہوتی تو وہ جانور بوٹیاں کاٹ کر پھینکدیتے ہر چند کہ مخمور سرخ چشم نے بتعجیل تمام ایک زرہ سحر کی جھولی سے نکالکر پہن لی مگر جانور کڑیاں آہن کی توڑے ڈالتے ہیں ہزار در ہزار جانور ہیں مگر مخمور سلیمان وار اُن طائروں کو تسخیر بھی کرتی جاتی ہے جلا بھی رہی ہے کبھی کارد سحر پھینک مارتی ہے ایک مرتبہ دس دس کے سر اُڑ جاتے ہیں مگر جسم سے فوارے خون کے بہ رہے ہیں ایک لحظہ میں طائروں کا کام تمام کر کے قریب قصر چلی دانۂ یاقوت احمر کا نکالکر مارا اب وہ تاجدار پھر سحر کرنے لگا مگر بیہودہ باتیں نہیں ہوتوقف کرتا مخمور سرخ چشم اُسکے بھی سحر سے اپنے کو بچاتی ہے قصر پر

برقین گرا رہی ہی قصر کے برج اور دیوارین گولے مار مار کر گرادین کبھی کڑک کر کسی غلام نے
گرز ہی طمانچہ سحر پڑھ کر مارا سر اُسکا اُڑ گیا نورالدہر بن بدیع الزمان سامنے کوہ کے دیکھ رہے
ہین کبھی تو تنہائی پر مخمور سرخ چشم کی روتے ہین کبھی بیہودہ باتون پر اُس تاجدار کی بیتاب
ہوجاتے ہین جب تلوار پکڑ کر بڑھتے ہین ہاتھ پانون مین رعشہ پیدا ہوتا ہی جھونکا ہوا کے تند کا
چلتا ہی لشکر والے ہوا مین اُڑ رہے ہین خیمے اُڑے جاتے ہین وہ تاجدار وہان سے ڈانٹتا ہی
خبردار تم مین سے اگر کوئی آگے بڑھا جلا کر خاک کر دونگا لاشون سے میدان بھر دونگا نورالدہر
وطہماس و منخوار کوہی اور کل انکے ساتھ والے کسی طرح قدم آگے نہین بڑھا سکتے ہین بلکہ
جھونکون سے ہوا کے اور پیچھے ہٹے جاتے ہین گھوڑون نے اگاڑیان پچھاڑیان توڑ کر
مطلق العنان حیران و پریشان اُس دشت مین پھر رہے ہین کبھی نورالدہر منخوار کوہی سے
کہتے ہین ای بہادر یہ تاجدار ملعون بھلا کون ہی یہ قصر و عمارت کیسی جب شام کو تمہارے ساتھ
اُترے تھے یہ کوئی علامت نہ تھی یکایک کہان سے آگئی منخوار کوہی کہتا ہی اے شہریار مین نے
کبھی ایسا شعبدہ نہین دیکھا مین خود حیران ہون خدا ملکہ مخمور سرخ چشم کو بچائے نہین معلوم
یہ کیا طلسم ہی مگر مخمور سرخ چشم اب اندر اُس قصر کے اُس تاجدار کے ملازمون سے جنگ
رستمانہ کر رہی ہی زمین ہلا ہلا دیتی ہی کسی پروانہ یاقوت کا مار کسی کو نیچے سے ہلاک کیا کبھی
ابروے خمدار سحر پڑھ کے ہلاتی ہی چار چار کے سر کٹ کے گرتے ہین مگر اُس تاجدار پر کوئی
زوال نہین آتا جب ماش کے دانے پڑھ کے پھینکتا ہی ملکہ مخمور سرخ چشم شعلہ ہاے آتش
مین چھپ جاتی ہی مگر باران تیر برسا کر اُن شعلہ ہاے آتش سے مثل برق کے چمک کر نکلتی ہی
ہر چند کہ وہ تاجدار اپنے کو بچاتا ہی مگر مخمور سرخ چشم نے تمام قصر کی دیوار و در کو گرا دیا ساتھ
والون کو اُسکے خاک مین ملا دیا نورالدہر بن بدیع الزمان اور منخوار کوہی و تمام
اہالیان لشکر مخمور سرخ چشم کے واسطے بیقرار و اشکبار نورالدہر طہماس سے فرماتے ہین
ای طہماس شاید یہی افراسیاب جادو ہی جو مخمور سرخ چشم ہمیشہ ڈرتی تھی اور مجھ سے کہا
کرتی تھی کہ افراسیاب ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب تاج و سریر ساحر یکتا بادشاہ طلسم ہوش ربا
ہی معلوم ہوتا ہی اپنی کتاب سامری کو دیکھ لیا آگیا یہ قصر سحر سے بنالیا کل تو اس کوہ پر قصر کا

نشان بھی نہ تھا آج سب کچھ ہو گیا مجکو جابا سنے گو اس بجیا نے کلمات محبت آمیز پکار کر کہے اور طہماس کہتا ہی ای شہریار چین سنے بھی تو کبھی افراسیاب کو نہین دیکھا خداوند ملکہ مخمور سرخ چشم کو خنجر ظلم سے اس نابکار کے بچانا ہاسے ایکی مرتبہ کس ساعت سے آنا ہوا اس صحرا مین آتم ہٹے کا بہانا ہوا ہر مرتبہ نور الدہر بن بدیع الزمان تیغہ خارا شگاف سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالتے ہین نعرہ پر نعرہ کر رہے ہین مگر بہار تک نہین جا سکتے طہماس قبضہ پر ساطور کے ہاتھ ڈالے ہوے مثل دیو کے جھوم رہا ہی قبضہ ساطور کو چوم رہا ہی کل فوج تیار آمادہ حرب و پیکار مگر کسی کا قدم نہین بڑھتا جھو کون سے ہوا کے لشکر مین تلاطم ہی فریاد و فغان کی صدائین بلند مگر ملکہ مخمور سرخ چشم بصد قہر و خشم ساتھ والون کو اس تاجدار کے مار کر نیمچہ ہاتھ مین جیسے اچھا پھکیت لڑتا ہی دریا خون کے بہا دیے طبقے زمین کے سحر سے ہلا دیے لختے خون کے تمام لباس پر جمے ہوے پھر غصہ سے گنانا دیکھا تو نور الدہر بن بدیع الزمان نے گھبرا کر اس تاجدار کے پہونچی اس بجیا نے بڑھ کر وار تلوار کا کیا مخمور سرخ چشم نے سپر کو ہاتھ سے پھینکدیا کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری برق بنکر اس بجیا کی کلائی پر پڑی کلائی کٹ کر زمین پر گری گویا مچھلی دریا سے خون مین تڑپنے لگی ہاتھ کٹنے سے وہ خیرہ سر دست باچہ ہوا اب کون دستگیری کرے غل نکلنے کا بھی نہ پایا مثل نقش قدم زمین پر جم گیا اس حال مین مخمور نے بڑھ کر نعرہ کیا او بجیا معشوق بنانے کا مزہ چکھا منم ملک الموت جان کافران یہ کہکر نیمچہ مارا اس بجیا نے سر اپنا بڑھا دیا خود اپنے سر آفت لی اس سر سے آگاہ نہ تھا سراسر بدحواس ہوا نیمچہ مخمور سرخ چشم کا سر پر پڑا ذرا فرق نہ کیا تا تو نیمچہ سر پر چمکا تھا یا ٹنگڑیون سے گذر گیا دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا فوج مین نعرہ بلند ہوا ملکہ سبحان اللہ کیا ہاتھ مارا ہی قمر لبغض و حسد گرا دیا کس لطف سے اڑی ہو گیا نیمچہ برق مثال ہی کیا جاہ و جلال ہی

نظم

نیمچہ تیغ برق دم الماس پیکر سے تری — اک قدم تا عدو گو راہ سو فرسنگ ہی
گر صف دشمن پہ رسیدھی ہو گئی برق بلا — خود و قاش زین دو حصہ تا بہ تنگ ہی
پر نہین یہ وصف جو مین سنے بیان اسکے کیے — بلکہ یہ تعریف تو جوہر کا اسکے ننگ ہی

آسمان سے تا زمین اور ماہ سے ماہی تلک		امتحان گر کیجیے اسکا تو اک چور نگ ہی

تمام لشکر مین واہ واہ کی صدائین بلند ہوئین ملکہ مخمور سرخ چشم نے اسکو قتل کرکے جا بجا بلون
لاشہ انکی جیا کا زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپا جسم سے خون کا فوارہ چھوٹا ملکہ اس خون سے
نہا گئی ادھر تو خون جسم پر ملکر کے پڑا نہیں معلوم اُس عجیب جائی یا رجا ودانی پر کیا صدمہ
گذرا ہا ہے کا نعرہ کرکے پنجہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اب دیکھنے والون نے دیکھا آندی سیاہ
چلی کوہ پر دھوئوان بلند ہوا شعلے آگ کے اسقدر بھڑکے کہ کوہ کے پتھر تمام شعلہ جوّال
بنگئے وہ صدا ہے ہا ہے ہو آئین بجلیان چمکین دھوئین کا جوش باد تند کا خروش زمین کو زلزلے
ابالیان لشکر نور الدہر بن بدیع الزمان کو معلوم ہوتا تھا کہ آثار قیامت برپا ہوے ہر
ذیحیات کو یقین کامل ہوا کہ اب ہم فنا ہوے ایک نے ایک کا ہاتھ تھام لیا اندھیرے مین اپنا
بیگانہ نہ سوجھتا تھا معلوم ہوتا تھا ہمکو ہوا اٹا ئے لیے جاتی ہی وہ اندھیری تاریکی شب فرقت سے
زیادہ پردۂ ظلمات کا سا اندھیرا آنکھون کا بند ہونا بیقراری مین ابالیان لشکر کا رونا بعد عرصہ
دراز کے وہ شور وغل اندھیرا ہوا ے تند وغیرہ سب ہنگامہ رفع ہوا اب جو آنکھین کھولکر
دیکھا نہ وہ صحرا ہی نہ وہ کوہ نہ وہ مقام نہ لاشون کا انبوہ ایک ریتی کے صحرا مین سب اپنے کو
پایا خیمے زمین پر پڑے ہین بارگاہین سرنگون طہماس وینجوار کہی شاہزادے کے قریب
کھڑے ہین ساتھ والے کچھ ہوش مین کوئی مصیبت کے جوش مین وہ عجائب وغرائب کہ جنکا
عقل حیران اگر ارسطو ہوتا یہ طلسم دیکھکر مثل طفل دبستان کہر خاموشی دہن پر لگاتا اب سب نے
آنکھین کھولین نور الدہر بن بدیع الزمان کے گرد آگئے نور الدہر نے کہا بھائیو
وہ پہاڑ وہ قصر وہ لاشے سب کہان غائب ہو گئے ہاے مخمور سرخ چشم کو کون لیگیا
طہماس وینجوار کو تہی کہتے ہین حضور کیا عرض کرین عقل اس مقدمہ پیچ دپیچ مین کیا
دخل دے اس مین ہمارے ہول خبر مین یہ سب اس پریشانی مین تھے آثار سحر نمایان ہوئے گریبان
سحر نخم مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے چاک ہوا چہار جانب سناٹا سنگ صحرا
دگرگون بلبلون کا جگر خون ہوا عوض زمزمہ سرائی کے صداے ہیہات وافسوس بلند کرتے
ہین پرون سے سر پیٹتے ہین چشمے مثل چشم کور خشک ہین جنگل ویران رنگ چہرہ سحر فق

ہر دو بیجات کو تعلق اشعار مصنف

ہوئی یک بیک صبح آفت عیاں
ہوئے ماہ و انجم فلک پر نہاں

ستارہ سحر کا ہوا بس نمود
فلک ہو گیا سرخ روئے کبود

اداسی سی ہر سمت کو چھا گئی
کہ صبح قیامت نظر آ گئی

فلک نے کیے برہمی کے رسوم
چلا ماہ لے کر سپاہِ نجوم

پڑی اوس میلی ہوئی چاندنی
تلاطم میں سبزے کے دم پر بنی

ہوئے سرنگوں سب نشانِ خضری
ہوئی آمدِ خسروِ خاوری

لگائے ہوئے غازۂ خونِ سپہر
کہ رنگت سے تھا سرخ جسکی سپہر

رخ مہر سے تھا غضب آشکار
تزلزل میں تھا جس سے لیل و نہار

سراپا تھی خورشید میں تھرتھری
طبیعت سے ظاہر تھی آتش گری

گذرنے کا شب کے جو تھا رنج و غم
سحر وہ نہ تھی روزِ محشر سے کم

اڑاتے تھے ذرے سروں پر جو خاک
سہانا ہوا دشت وہ ہولناک

صبا کو خزاں کی خبر ہو گئی
گریزاں نسیمِ سحر ہو گئی

گلوں نے گریباں کیے تار تار
کھٹکنے لگے دل میں غنچوں کے خار

سناؤں یہ تھی صاف پژمردگی
اٹھائے تھا سبزہ بھی افسردگی

بلور اپنے بھولے تھے سب چہچہے
نہ وہ زمزمے تھے نہ وہ قہقہے

ہلاتے تھے دل نالہائے چکور
سراسیمہ تھے ہر طرف کبک و مور

کسی جا پہ تھا نالۂ بلبلاں
کہیں مرغ کرتے تھے شور و فغاں

لگے کرنے زاغانِ کوہی بھی غل
پریشاں ہوئے دشت وحشت سے گل

درندے چھپے خوف سے غار میں
تلاطم ہوا دشت و کہسار میں

قمر کیا سحر کو مصیبت ہوئی
کہ معشوق و عاشق میں فرقت ہوئی

حیرانی و پریشانی میں نور الدہر بن بدیع الزمان مبہوت کھڑے ہیں کہ یکبار شمیر بک بن عمرو عیار انکا جو تلاش کو نکلا تھا اسوقت آکر پہونچا دیکھا تو لشکر میں عجب ہنگامہ ہے کوئی گرفتار

کوئی خاک اُڑا رہا ہی نورالدہر بن بدیع الزمان خاموش فرش خاک پہ بیٹھا ہی شبرنگ دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار خیر تو ہی آپ جنگ خلوبہ مین سے غائب ہوئے تھے یہان کیونکر پہونچے یہ لشکر کہان سے ملا اسوقت یہ تردد و انتشار کیا ہی لشکر مین ہاے وای کا کیون غلغلہ ہی نورالدہر بن بدیع الزمان نے جواب نہ دیا عیار وفادار کو پایا گلے مین باہین ڈالکر رونا شروع کیا کبھی شبرنگ نے اسطرح شاہزادے کو روتا بیقرار نہ دیکھا تھا قدمون سے آنکھین ملکر کہا للہ ضبط فرمایئے حال تو مفصل سنایئے نورالدہر نے ہاتھ کلیجے پر رکھکر کہا ای برادر نگار ناگ و جلترنگ جادو مجکو اور طہماس کو اٹھا کر لائے مین طالب وصل ہوئین مین وقت پر آرام جان تسکین دہ دل رنجور عاشق صادق ملکہ مخمور سرخ چشم آکر پہونچین دونون کو مارا زیر کوہ اُترے ای بھائی بیان کو طول کیا دو دن منجوار کوہی آیا مجھ سے لڑا اسلمان ہوا شب کو جلسہ آراستہ کیا صبح ہوتے ہوتے فلک نے مجکو لوٹ لیا کوہ پر ایک قصر ظاہر ہوا اسمین نامرد ایک تاجدار بیٹھا تھا اُسنے ملکہ مخمور سرخ چشم کو جانی کہکر پکارا وہ صاحب عصمت و عفت پہاڑ پر جا کر ایسی لڑی ہزارون طائر مارے آخر مین اُس تاجدار کو بھی قتل کیا ای شبرنگ ہمارے بخت سیاہ کا سامنا ہوا بعد قتل ہونے اُس ملعون کے ایسا اندھیرا چھایا اب ہم نہین جانتے کہ وہ پہاڑ کیا ہوا ملکہ کو کون لے گیا ہم اس صحرا مین کیونکر آگئے مین اپنے یوسف گم گشتہ کو کہان ڈھونڈھون کہان جاؤن جی چاہتا ہی گلا کاٹ کر مر جاؤن شبرنگ نے کہا ای شہریار طریقہ سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ مقام کسی طلسم کا ہی اپنے کو کیون ہلاک کیجے چلکر طلسم کو تلاش کرین انشاءاللہ غلام پتا لگا لیگا ملکہ کا گرفتار کرنے والا اپنی حرکت ناشائستہ کی سزا پائیگا نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا ای برادر روح کو راحت نہین ہاتھ پانون مین طاقت نہین ہمسے تو اب کچھ نہو سکیگا اگر تم بھی اس معرکہ قیامت خیز کو دیکھتے ہوش اُڑ جاتے ایسے کلام نہ کرتے ای بھائی کہان تلاش کرون یکایک یہ قیامت برپا ہوئی کہ آنکھون سے مخمور سرخ چشم مخفی ہوگئی مگر بقول تمہارے کیا مین اب پلٹ کر لشکر مین جاؤنگا اسی صحراے ہول خیز مین سر ٹکرا ٹکرا کر مر جاؤنگا ای منجوار کوہی بسم اللہ لشکر تیار کرو فوراً لشکر مین ترنا ہوئی گھوڑون پر کاٹھیان پڑنے لگین نورالدہر بن بدیع الزمان

کا یہ حال ہوا کہ مرکب پر سوار ہوا نہیں جاتا رکاب سے پانوں نکلا جاتا ہی طہماس نے آکر ہاتھ تھا بنا مرکب پہ بمشکل سوار کیا خاک اڑاتے طرف صحرا کے چلے لیکن بموجب ابیات

دشوار ہی اک قدم کا چلنا	آسان نہیں یہاں سنبھلنا
کہتا تھا بجیر روکے ہر گام	ہی زور ہمارے ہاتھ کو تھام
طاقت بیتاب ہوگئی ہی	تسکین خراب ہوگئی ہی
ہی شوق کر اب تو دستگیری	عاجز ہی شباب مثل پیری
ہی سر پہ وبالِ دوش اب تو	کچھ بھی نہیں ہمکو ہوش اب تو
ہی طاقت رفتہ آخر ما را	دل توڑا ہی ضعف نے ہمارا
سر پھرتا ہی گردشِ فلک سے	رنگ اڑتا ہی درد کی چمک سے
محزون ہوں دہر کی ہوا سے	مغموم ہوں بخت نارسا سے
طالع گردش دکھا رہا ہی	گردوں مجھکو پھرا رہا ہی
شادی سے جو ہی بگاڑ مجھسے	غم کرتا ہی چھیڑ چھاڑ مجھسے
سوزِ فرقت سے جل رہا ہوں	حیرت سے میں ہاتھ مل رہا ہوں
وہ نخل ہوں جو پھلا نہ پھولا	وہ شی ہوں جسے ہر ایک بھولا
وہ درد ہوں جو سہا نہ جائے	وہ حال ہوں جو کہا نہ جائے
وہ تیشہ ہوں اپنا سر جو پھوڑے	وہ سخت ہوں اپنا دل جو توڑے
بیداد ز جور چرخ بیداد	فریاد ز دست عشق فریاد
شدت پہ ہی زور ناتوانی	سر پر ہی سوار سرگرانی
غمخواری کرے کسی غرض ہی	تپ ڈرتی ہی جس سے وہ مرض ہی

اس جوش و خروش میں شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان قطع منازل و طی مراحل میں مصروف ہی دن بھر رہروی کی شام کو قریب ایک کوہ کے پہنچے طرف آسیر ایک قصر کہنہ بنا ہوا معلوم ہوا طہماس نے عرض کی شام قریب ہی آج شب اسی مقام پر بسر کیجیے نور الدہر بن بدیع الزمان گھوڑے سے اترے طہماس گینڈے سے کود پڑا

ساطور کے بیٹے شغل رہا ہی ابھی بارگاہ مین وغیرہ استاد نہین ہوئین جھگڑے دن سے بار آرز
رہتے ہین کارگذاران شیخوارکو ہی تدبیر کر رہے ہین کہ دیکھا اُس قصر کہنہ سے جو لبِ کوہ
واقع تھا ایک زنگی سیاہ رو بصورت مہیب قد تاڑ کا لٹھا ہونٹھ موٹے سو نٹے کر یہ منظر
عفریت پیکر بموجب بیت سعدی علیہ الرحمۃ بیت

تو گوئی تا قیامت زشت روئی		بر وختم است بر یوسف نکوئی	

تیغہ کے قبضہ پر ہاتھ دھرے ہوئے پہاڑ سے کود آ واز دی یہ کون اجل گرفتہ ہی جو
یہان لشکر اتارا ہی غل شور سے ہمارا سر پھرا جاتا ہی جلد یہان سے لشکر کو اٹھاؤ اور کہین
جا کے اترو ورنہ ایک ایک کو سنر سے مقتول دونگا جس مقام پر طہماس مُقرر تھے
یہ زنگی ایسے کلام سخت کہتا ہوا وہان پر آیا طہماس نے آواز دی ادھر دیکھ ای کیا واہی
تواہی بکتا ہی زبان کو بند کر اگر یہان اترے تو کیا کچھ تیرا لے لیا اس زمین کے واسطے شرف
حاصل ہوا نہین آگاہ ہی یہ لشکر کس کا ہی نبیرہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان وہ سامنے جلوہ فرما ہین یہ جو طہماس نے کہا وہ زنگی سیاہ رو
غصہ سے لال ہو گیا جواب دیا کیسا سپاہی کیسا بہادر ہم اپنی زمین پر نہین اترنے دیتے جلد اٹھو ورنہ
تلوار کھینچتا ہون طہماس سے ہنس کر کہا او گیدے لاکھ دو لاکھ کو بلا تو شاید ڈرین مگر بخدا اگر عالم
ایک طرف ہو جائے تو اپنی کرین یہ سنکر اُس زنگی نے طہماس کو تیغہ کا ہاتھ مارا طہماس نے ساطور پر
کا نخطا معلوم ہوا دو اژدہے آپس مین لپٹ گئے طہماس نے تلوار اُسکی روک کر نعرہ تکبیر کر کے الجھاؤ
مین سے ہاتھ نکالا سر کو بتا کر ہر یہ ساطور کا ہاتھ لگایا شل خیار تر اُس زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے
زنگی کا مرنا قیامت برپا ہوئی نورالدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا طہماس کی گردن
و کمر مین ایک زنجیر لپٹی ایک پنجہ آسمان سے گر کر کمر مین طہماس کی ٹھڑا اٹھا کر لے ہوا
لے گیا اور ایک آواز آئی ہیبت خیز کہ جس سے زمین تھرا گئی بجائے خون کے زنگی کے جسم
سے دھوان نکلا سارے لشکر مین اندھیرا چھا گیا آنکھین سب کی بند ہو گئین بعد تھوڑی
دیر کے زمین کا کانپنا موقوف ہوا دھوان بھی دفع ہو گیا اب دیکھا جس مقام سے صبح کو
کوچ کیا تھا وہی جگہ ہی نہ وہ پہاڑ ہی نہ زنگی کا لاشہ دکھائی دیتا ہی اب تو سب اور زیادہ

حیران و پریشان ہوئے واسطے طہماس کے نورالدہر بن بدیع الزمان نے گریبان پھاڑ ڈالا
کہا تو شبرنگ دوسری آفت ہوئی رفیق قدیم ساتھ سے چھوٹا فلاک نے پہلی منزل میں لوٹا
شبرنگ کے بھی ہوش وحواس درست نہیں مگر ضبط کر کے کہا ای شہریار صبر لازم ہی اور
مینخوار کوہی کو پکار کر آواز دی جلد بارگاہ ایستادہ کراؤ اس تردد و انتشار سے کیا
حاصل ہوگا سمجھا کر نورالدہر بن بدیع الزمان کو بارگاہ میں لایا مقام صدر پر بٹھایا
سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے مگر سب خاموش حیرت کا جوش نورالدہر نے کہا ای
مینخوار کوہی اب تم لشکر لیکر اپنے قلعہ کو جاؤ ہمارا ساتھ چھوڑ دو علاوہ معشوق کے
طہماس کے غم نے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہمارے بچپن کا رفیق عاشق صادق جری
بہادر تیغ زن صف شکن ہماری محبت میں طرماسب اپنے بیٹے کو میدان قلعہ دارالامان میں
ارا چھاتی پر چڑھ کر اپنے نور نظر کا سر کھینچ لیا ہمارے قدموں پر لا کر ڈالدیا ایسے چاہنے
والے کس کو ملتے ہیں اب ہم یکہ و تنہا اُسکی تلاش میں نکلتے ہیں یا تو اُسکو تلاش کر کے
لاتے ہیں یا اپنی جان دیتے ہیں یہ روسیاہ کسکو دکھائینگے مینخوار کوہی بے اختیار رونے لگا
کہا حضور وہ رفیق قدیم تھے ہم غلام جدید ہیں مروت سے بعید ہی کہ اسوقت میں آپکا ساتھ
چھوڑیں اگر حضور جان دینگے ہمکو اپنی جان کب عزیز ہی اگر حکم ہو سر کاٹ کر قدموں پر ڈالدیں
جو حضور کا حال وہی ہمارا بھی حال شب بھر یہاں بسر کیجیے صبح جہاں سرکار چلیں گے
غلام حضور کے ساتھ ہیں یہ سب غلامان باوفا ہیں انمیں سے کوئی قدم نہ ہٹائے گا غلام
کو ہمیشہ سپاہیوں سے عشق رہا ان سب صاحبوں کو خون جگر پلا کر پرورش کیا ہی یہ بارہ
ہزار بارہ لاکھ سے نہ رک سکینگے بس نورالدہر بن بدیع الزمان نے سر جھکا لیا چپ ہو رہا
سب نے کھانا کھلایا شبرنگ نوشل سایہ کے ہر وقت ساتھ ہی بعد خاصہ کے پلنگ پر آکر
بیٹھے شبرنگ حاضر ہی اب شب ہجر سیاہ کا سامنا ہوا فرمایا شبرنگ تم آرام کرو صبر و قرار
نے ہمارا ساتھ چھوڑا راحت و آرام نے منھ موڑا یہ کالی رات کیونکر کٹیگی بلا سے سیاہ ہی
کہا جائیگی فلک بھی ستاروں سے آنکھیں نکالتا ہی آج ماہ تابان مثل تابہ آہن سیاہ ہی
تارے ہیں یا خال چہرہ زنگی خیمہ مثل گور تنگ ہی اب تو زندگی سے دل تنگ ہی اس پریشانی

مین یہ اشعار زبان پر جاری ہوے اشعار میر شوکت حسین صاحب متخلص بہ تحیر لنظمہ

ہجر مین جان پہ آجاتی ہی آفت دل کی
کرتی ہی روح کو بے چین اذیت دل کی

آکے بیٹھو مرے پہلو مین کوئی دم تو کہون
ایک دفتر ہی مصیبت کا حقیقت دل کی

کیا کہین بات کو نکلا کوئی ارمان وصال
آج چہرے سے ہویدا ہی بشاشت دل کی

جب اک شوخ پہ آئی ہی طبیعت اپنی
روح بیچین ہی جاتی رہی راحت دل کی

جاکے ان گیسوون الوٹے الجھتا ہی عبث
دیکھنا ایکدن آجائیگی شامت دل کی

اٹھ نہ پہلو سے کہ ہی شاق بہت اے دلبر
ایک تو ہجر ترا دوسرے فرقت دل کی

دونون عالم کو ڈبو دین گی یہ دونون آنکھین
فرقت یار مین پائین جو اجازت دل کی

مار ڈالیگا طبیعت کا کہین آجانا
جان بھی جائیگی کہتی ہی یہ رخصت دل کی

رات بھر شبرنگ بن عمرو خدمت مین حاضر رہا سمجھایا کیا شاہزادہ نہ خود سویا نہ شبرنگ کو سونے دیا جب قلیل رات باقی رہی ذرا آنکھ لگی تھی گھبرا کر شاہزادہ اٹھ بیٹھا کہا ای شبرنگ بڑا غضب ہوا ملکہ کسی آفت مین مبتلا ہی ابھی مین نے خواب مین دیکھا میرا نام لیکر روتی ہی مکان تنگ و تاریک مین بند گرد ساحران خوک پیکر وہ ماہ آسمان حسن و جمال عجب رنج و ملال مین مبتلا تھی مین جو سامنے پہونچا آواز دی کیون ملکہ مزاج کیسا ہی فقط اتنا جواب دیا کہ شہریار ہمارے پاس نہ آئیے ہم طلسم مین قید مین اگر آپ یہان آئیے گا تو مصیبت مین پھنس جائیے گا مگر کسیطرح خواجہ عمرو کو اطلاع دیجیے کیا عجب ہی وہ اگر اس بلا نصیب کو قید آفت سے چھڑا دین بڑے بڑے زبردست یہان ساحر ہین علم سحر سے خوب ماہر ہین ای شبرنگ مین نے چاہا کہ نام طلسم کا پوچھون آنکھ کھل گئی آنکھین کور ہوجائین تو صبر آتا کلمات حیرت دیاس سننے کی طاقت نہ تھی مگر سینے خواب مین بھی اُس تک نہ پہونچ سکے پھڑک کر رہ گئے شبرنگ نے کہا ای شہریار اس خواب سے تو خیال ہوتا ہی کہ ملکہ چین سے ہین آپ نے مصیبت مین دیکھا عکس اُسکا عاشق ہی نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا ای شبرنگ یہ رؤیائے صادقہ ہی وہی ہی جو آنکھون سے دیکھا دل خانہ خراب ہدایت کرتا ہی کہ خواب سچا ہی ہر چند شبرنگ بن عمرو سمجھاتا ہی کب صبر آتا ہی ولولہ بڑھتا جاتا ہی

بقول کسی شاعر کے شعر

عاشق کو بھی ہوتا ہے کہین صبر و تحمل
حضرت ناصح جو آئین یہ وہ دل تھام لو

دیگر

وہ کام بتاتا ہی جو آتا نہین مجکو
تو کوئی مجکو سمجھا دے کہ سمجھائینگے کیا

دیگر اشعار مصنف

گیسوکی یاد مین شب غم بسر ہوئی
کن صرتون مین آہ ہماری بسر ہوئی

فرقت مین تیری رات تڑپکر بسر ہوئی
کچھ رات رہ گئی تھی کہ اپنی سحر ہوئی
یادرخ صبیح مین پری ہو گئی کمر

جب دم لبون پہ آگیا اسدم سحر ہوئی
عین شباب وقت معشوق مہربان
شام شباب عمر کی دم مین سحر ہوئی

جب ہونٹھ پر دم شاہزادے کا آیا صبح فراق نے روے سیاہ دکھایا الغرض وضو کیا نماز سحر سے فراغت حاصل کی پہر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان جوشان دخروشان بدحواس عالم یاس پشت مرکب پر سوار ہوکر تلاش محبوب مین چلے شبرنگ رکاب سے لپٹا ہوا عقب مین تمام لشکر ملکہ مخمور سرخ چشم کا غم طہماس کی جدائی کا الم ہر مرتبہ شاہزادہ آہ کا نعرہ مارتا ہی چاہتا ہی ان سبھون کے ساتھ سے الگ ہو جاؤن اپنے کو دشت نجد مین پہونچاؤن شبرنگ بن عمرو تیور پہچان کر کہتا ہی اے شہریار ایسے مقام پر چند کس کا ہمراہ ہونا بہت مناسب ہی غلام سے الگ ہونے کا براے خدا قصد نہ کیجیے گا بموجب مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را شاہزادے نے بمشکل دل کو سنبھالا بصد سوز و گداز اس غزل کو شروع کیا غزل

زندگی کیون نہ ہو وبال ہمین
کیا کہین آپنے ایک بوسہ کو
صاف ہین ہم بلا زلال ہمین
آج بھی ٹلگیا جو وعدۂ وصل
پھیر دین وہ ہمارا مال ہمین
جب دل آزار بان درکرنے لگے
تو ہوا اور انفعال ہمین
چاند دیکھا جو چودھوین شب کا

خون سے کردیا حلال ہمین
شرم ہی مانع سوال ہمین
مجھ سے کہتا ہی تنگ شوق میں دل
یار ہوگا بڑا ملال ہمین
حسرت دید کی نکلجائین
دیکھ پایا ذرا بحال ہمین
خاک ہی اوڑھنا بچھونا ہی
انکے رخ کی ملی مثال ہمین

زلف جانان کا ہی خیال ہمین
تونے قاتل کیا نہال ہمین
ساقیا درد محتسب کو دے
اپنے پہلو سے آنکال ہمین
دل کی قیمت جو بوسہ دیتے نہین
نظر آئے جو وہ جمال ہمین
وصل مین یار ہمسے روٹھ گیا
یہی سند یہی ہی شال ہمین
ہاے وحشی کسی کی آنکھون کا

تھکورتے ہین بہت غزال ہمین
آکے دنیا مین تجھسے بعد ہوا
کر دیا بے چھری حلال ہمین
وصل مین عیب جن کے باعث
اُتنا ہوتا گیا زوال ہمین
بولا قاتل لگا کے تیر نظر
نظر آئے کہین ہلال ہمین
ہجر مین فرش غم پہ گرتے ہین

وصل مین یار مجھسے کہتا ہی
اب ہی درکار اتصال ہمین
ہوا فصل گل مین کیون سودا
ہوئی بات کی مجال ہمین
یار جو بے عدیل پایا ہی
خوب آتی ہی دیکھ بھال ہمین
عشق ابرو مین جھک کے ہوگئے خم
اُٹھ کے ای درد دل سنبھال ہمین

ہجر کا کچھ سناو حال ہمین
تونے ابرو دکھا کے غیرون کو
ہوگیا کیا یہ اب کی سال ہمین
جتنا اُنکا عروج حسن ہوا
لوگ کہتے ہین بے مثال ہمین
یار انگڑائی ہاتھ اُٹھا کر لے
سب کہین صاحب کمال ہمین
اُس غزل نے اور آگ عشق کی

بھڑکائی مگر خیال ہی کہ ای نور الدہر خواب تمھارا سچا ہی اگر ذرا بھی نشان ملا ہے تو تم تو پکڑ کر جا پڑون اگر زندگی تمام ہو چکی ہی تو قید خانہ مین سنکر یہ تو کہیگی کہ ہمارا عاشق جانباز تھا مردان عالم مین سرفراز تھا کہ ہماری جستجو مین جان دے دی اور اگر حیات باقی ہی اور تم تک پہونچ گئے بخت نے رسائی کی اور رہا کیا تو اسوقت کیا خوشی ہوگی اور ای نور الدہر چونکہ مقدمہ وہان ساحری کا ہی اسوجہ سے خواب مین بھی فرمایا کہ خواجہ عمرو کو خبر کرو جانتی ہین وہ عیار طرار ہین رہا کرلین گے ورنہ تمسے کیا ہو سکیگا مگر خدا نے ہمکو ساحر کش بنایا ہی بچپن مین طلسم گوہر بار سلیمانی کو فتح کیا اگر خدا نے فضل کیا تو اس طلسم کو بھی چل کر فتح کرسکتے ہین الغرض دن بھر اس وادی ہولناک مین رہروی کرتے رہے کوئی چھ گھڑی دن پچھلا باقی تھا ایک صحراے سبزہ زار مین گذر ہوا صحرا دلچسپ قطعہ ار جا بجا گل خودرو کی بہار ایک جانب کوٹھا بالا کھلا ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ فرش زمردین پر جال مروارید کا پڑا ہی طائران زمزمہ سرا بزبان بیزبانی صفت مین باغبان

اقتضاے قدرت کی معروف مین **نظم**
دیگر برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر گیاہی کہ از زمین روید
ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار
وحدہ لا شریک لہ گوید
چونکہ وقت آخر روز ہی

دھوپ ساتھ زردی کے معلوم ہوتی ہی عکس نیر اعظم سے تمام زمین دشت پر چمن زعفران زار کا دھوکا ہوتا ہی سبزہ دشت کا دل مین سبز بختون کے تخم محبت بوتا ہی

جا بجا چشمے موج مار رہے ہیں طائران صحرا سبزے کی فکر میں عندلیب چمن پیرا سے ازل کے ذکر میں زیر نخل جا بجا پھولوں کے انبار ایک جانب لالہ بادل داغدار ابیات

دشت تھا صفحۂ زمرد گون
سبزۂ خط گلرخان کی بہار
بس اثر کرتی تھی جہانتک کام
تندرستی کے ساتھ ہو بیدار
کف پا جسنے اُس زمین پہ دھری
ہون اسی سبزہ زار پر غلطان

صاف مثلِ بطون پاک درون
سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ
نخلِ سبز ہی بجا تھا تمام
یہ ہوائے خوش اُنکے آئی تھی
پڑھ گئی بس دماغ کو سردی
اک طرف کو وہ سبزۂ نوخیز

تھی اُسی سبزہ زار سے اظہار
مُردہ ہو جسکو دیکھکر زندہ
سو گئے اُس سبزے پر اگر بیمار
روح بالیدگی سی پاتی تھی
دل شبنم یہ چاہتا ہے وہان
اک طرف کو زمین عنبر بیز

شاہزادے نے جو دشت پر فضا کو دیکھا یادِ معشوق نے بیقرار کیا سبزے نے زہر کی تاثیر پیدا کی نوک سبزۂ خار بنکر قلب میں چبھے ہر پھول شعلۂ آتش ہوا واسطے دل جگر کے شمشیر سرکش ہوا ہر نخل کی شاخ خنجر آبدار ہو جۂ آب نہر کھنچی ہوئی تلوار حباب آنکھیں نکالتے ہیں اشارے کرکے ٹھٹولتے ہیں مہیخوار کوہی نے کہا اے شہریار اسی مقام پر فروکش ہو جیے زیادہ مشوش نہ ہو جیے انشاء اللہ احکم الحاکمین رہبر کامل جادۂ منزل مراد پر پہونچانے گا مطلب دلی بر آئیگا سبزہ زار کو دیکھکر جو شاہزادہ آنکھوں میں آنسو بھر لایا شبرنگ نے قدم آگے بڑھایا عرض کی حضور غم غلط کریں ٹھنڈی سانسین نہ بھرین ذرا بھی غلام نشان پا جائے ساحر ہون یا غیر ساحر فوراً اپنے کو وہان نہ پہونچاؤن تو فرزند خواجہ عمرو غلام کو نہ کہیے گا مطمئن رہیے دن رات غلام اسی فکر میں ہے کہ یہ کون تھا جو تاجدار بنکر قیامتین برپا کر گیا اور حضور غلام نے سوچا افراسیاب جادو تو نہ تھا اگر افراسیاب ہوتا آپکو زندہ نہ چھوڑتا یہ کوئی شعبدہ جدید تھا انشاء اللہ پتا ملا ہی چاہتا ہے حضور طبیعت کو پراگندہ نہ کیجیے دل کو تسکین دیجیے مہیخوار سچ کہتا ہے اسی مقام پر اُترئیے صحرا معقول ہے وہ دیکھیے سامنے قریہ بھی معلوم ہوتا ہے آبادی بھی قریب ہے نور الدہر بن بدیع الزمان نے آنکھوں میں آنسو بھر کر فرمایا کہ اے شبرنگ اب تو میرا یہ حال ہے طبیعت ویرانے کو ڈھونڈھتی ہے وہان جاکر ٹھہرون کہ انسان کا نام نہ ہو وحشیان صحرا سے دل بہلا لینگے اپنے غزال رمیدہ کو دل کھولکر تلاش کرینگے تم براہ محبت

سمجھاتے ہو مجکو ناگوار ہی اٹھ پھر اُسی کا انتظار ہی اُس ملعون تاجدار نے جو کلمہ محبت آمیز
کہا مین نے دیکھا کہ اُس شیرزن کا چہرہ غصہ سے لال ہوگیا پیشانی پر پسینہ تھا کیون اے
شبرنگ تمکو یاد ہوگا ہزارہا جادوگر طرف سے افراسیاب کے ہم لوگون کے مقابلہ کو آئے
اُن جیالون نے بڑے بڑے نیرنگ دکھائے مگر ایسا سحر کسی کو کرتے نہین دیکھا ماشاء اللہ
کس دھوم دھڑکے سے لڑی اول طائرون کو جلایا وہ طائر کمبخت کیا بلا کے تھے جسم
نازنین اُسکا نوچے ڈالتے تھے آنکو پھونک کر قصر کو مٹایا اُسکے ساتھ والون کو قتل کیا
اُس تاجدار پر بھی تو جا پڑی مگر اُس ملعون کے مرتے ہی قیامت برپا ہوئی ملکہ کا تباہ ملانہ
قصر بچانہ وہ کوہ تھا ہمارے قلب پر غم والم کا انبوہ تھا شبرنگ نے کہا اب اُن باتون
کو نہ یاد کیجیے اب ملحوظ رہے کہ شبرنگ پاس نور الدہر کے کھڑا ہی فہمائش کر رہا ہی ابھی
لشکر اچھی طرح پر اُترنے نہین پایا ہی بار لدے ہوے ہمراہیان میخوار کو ہی ٹہل بے
ہین کہ دیکھا قریہ کی جانب سے ایک عورت سیاہ فام بھوٹ بھوبلے کال سر پر بڑے
بڑے بال قد لمبا شل چنار صحرائی آنکھین بھرائی ہوئین بلکہ ایک آنکھ سے کانی کلوا بھیرون
کی نانی بجیہ کی سی صورت یا کالی جی کی مورت ہیبتناک کھاروے کی تہبند باندھے ہوے
نیلی کرتی دوشکین سینہ پر لٹکی ہوئین پاشنیون کے تھیلے تھے کان مین جست کی بالیان
ناک مین پیتل کی موٹی سی نتھ لسن پیاز کی شیون کا گندھا ہوا ہار جھنجی کوڑیون کا مالا گلے مین
شعر تھی جلد بدن کی خرس کی کھال ٭ رونگٹے نہ تھے ریچھ کے سے تھے وہ بال ٭ روز روشن
مین اگر کوئی دیکھے آنکھون مین اندھیرا آئے صورت ہیبتناک اُس ماچہ خزلی کی دیکھکر
قلب تھرائے چہرہ اسقدر کالا ہی کہ اُسکے توے کی مثال ناقص ہی شب دیجور کھون رات
سے مثال دون جھولی بائین ہاتھ پر آستین اسباب سحرائی کے داسنے مرٹکے داسنے
سرسون و کالے ماش وغیرہ اُس بدمعاش نے یہ سب سامان سحر جھولی مین بھر لیا تھا مگر
اب شبرنگ نے دیکھا کہ بارہ ہزار ساحر جابجا کھڑے ہین مگر اسکی نگاہ نور الدہر بنت
بدیع الزمان پر پڑ رہی ہی شبرنگ چاہتا ہی کہ آقا تو سپید سے سیاہی ہین قصد ہوا کہ
آگے بڑھکر کلام کرون مگر کلیجہ دھڑکنے لگا دل سے کہتا ہی خدا خیر کرے کوئی آفت تازہ

آئی چاہا کہ بڑھوں وہ قریب آگئی اور نور الدہر سے آنکھ ملا کر آواز دی لشکر یہان سے ہٹا دو اور کہین جا کر اُترو ربیع کی فصل ہی کھیت سب ہرے بھرے ہین فوج سے پامال ہو جاینگے ہمارے اسامیون کا نقصان ہوگا بدمزہ ہر ایک کسان ہوگا کوت ہو چکی ہی بھی کھیت بٹائی کے ہین فلئی لوگ یہان نہین ٹھہر سکتے جو فروش گندم نما معلوم ہوتے ہو تم لوگون کی بھی روٹی ہر شبرنگ نے پلٹ کر کہا ای بیکمبخت تب کی شب اُتر رہینگے مسافر ناوارد ہین صبح ہوتے چلے جاینگے اُس ساحرہ نے کہا نگوڑے الگ جا تو نا بنیئے اڑھائی چانول گلا ہم تیرے آقا سے کلام کرتے ہین نہ خود بات کرتا ہی نہ اور کو بولنے دیتا ہی یہ مقام پر آفت ہی نور الدہر نے جو یہ کلام واہیات سنے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر کہا شبرنگ کیون ایسی لکاتہ کی منت کرتے ہو مین ابھی زبانِ تیغ سے جواب دیتا ہون شبرنگ نے پلٹ کر اشارے سے منع بھی کیا کہ حضور ساحرہ پر غصہ کرنے سے کیا فائدہ مین ترکیب سے انکی خدمت کیے لیتا ہون یہ مرد سپاہی بات کی برداشت نہین چاہا تلوار کھینچ کر جا پڑین شبرنگ نے جلدی ساحرہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بی بی تم ہمسے متوجہ ہو ا‌نسے کلام نہ کرو ہمین لشکر کا اختیار ہی ہم ابھی لشکر کو یہان سے لیے جاتے ہین مسافر کو کیا مشکل ہی یہ دشت سبزہ زار ہی ریگستان مین جا اُترینگے ساحرہ نے ہاتھ چھڑا لیا کہا نگوڑے ہم منع کرتے ہین نہین مانتا جسکے منہ مین چانول بھرے ہوتے ہین وہی چبا چبا کر باتین کرتا ہی دیکھ مین ابھی سزا دیتی ہون یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالنے لگی شبرنگ سوچا غضب ہوا بس اپنے کہا ملکۂ عالم وہ دیکھیے گاؤن سے ٹھاکر صاحب بھی آتے ہین آپ کو بلاتے ہین بس وہ اجل گرفتہ پلٹی شبرنگ تو برابر کھڑا تھا لپٹ کر کوکھ پر خنجر مارا ساحرہ کا شکم چاک قصہ پاک ہوا ہاے کہکے زمین پر گری مگر اُسکے گرتے ہی ایک زنجیر آتشین پیدا ہوئی ایک سرا گردن مین شبرنگ کے دوسرا کمر مین نور الدہر بن بدیع الزمان کے پیچیدہ ہوا یہ تو بستۂ سلسلۂ محبت تھے ہی خانۂ زنجیر کو قصرِ راحت سمجھے تا لشکر مین غل ہوا ہیخوار کو ہی دوڑا وہ زنجیر دونون کو کشان کشان لیکر بلند ہوئی آنکھ دونون کی بند بیہوش ہوے نہ سمجھے کہ پھر کیا گذری لشکر والون نے دیکھا کہ عیار و سردار زنجیر مین گرفتار ہو کر چشم زدن مین آنکھون سے ناپدید ہوے سب نے چاہا تعقب کرین کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اُس

آندھی سے رعد کی گرج برق کی چمک مینہ برسنے لگا گوہیون کے سر کٹ کٹ کے گرنے لگے
گر میخوار کوہی اِس معرکہ کو دیکھکر گھبرایا مگر کیا ہوسکتا ہے اُس آندھی مین ہر ایک کو سکتا ہے رنج یہ
تھی ہے یقین ہے اب شورش ہوا سے دم نکلجا سے آخر مجبور و ناچار گھوڑون پر سوار ہو کے جسکا جدھر
منھ اُٹھا اُدھر نکلگیا جان بچا کر ٹل گیا ایک سمت میخوار کوہی بھی بھاگا چونکہ افسر تھا ہزار
دو ہزار نے ساتھ دیا مگر دیکھتا ہے کہ آندھی مثل بلاے ناگہانی کے چلی آتی ہے سوار و پیدل
سیکڑون سر ٹکرا ٹکرا کر مر گئے مال اسباب سب وہین چھوٹا فقط جان کو غنیمت جان کر بھاگے
جاتے ہین جب پانچ کوس پر آکر پہونچے اب جوش و خروش ہوا کا موقوف ہوا لرزان و ترسان
ایک درۂ کوہ مین آکر ٹھہرے بعد عرصۂ دراز کے ہوش و حواس درست ہوے میخوار
نے کہا یار و افسوس ہے جان کا ایسا پاس ہوا کہ سواے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا شبرنگ
بن عمرو اور آقاے نامور پر نہین معلوم کیا گذری وہ ساحر نہ تھی بلاے ناگہانی آفت
آسمانی کہنا چاہیے سب نے کہا حضور ہمارا کیا زور تھا اگر نہ بھاگتے تو کیا کرتے شعبدے
تو کبھی آنکھون سے نہ دیکھے تھے منزل اول مین طہماس پر وہ معرکہ گذرا دوسری
منزل مین آقا سے چھوٹے گراے پہلوان دوران لشکر مین صاحبقران کے چلیے صاحبقران
سے جلکر یہ حال بیان کیجیے وہ کشندۂ ساحران عالم ہین صاحب اسم اعظم مین کچھ تدبیر
کرینگے میخوار کوہی نے کہا یہ روے سیاہ اس قابل ہے کہ جاکر اُسکے بزرگون کو دکھا مین کیا منھ
لیکے جاؤن اپنے مواخ حقیقت کے جنگل جنگل اُس شیر بیشۂ جرأت کو تلاش کرونگا یا تڑپ
تڑپ کر اپنی جان دونگا ہزار دو ہزار کوہی جو اُسکے ساتھ تھے اُنکو ہمراہ لیکر براے تلاش
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو و طہماس بن عقیل دیوپیکر
روتا پیٹتا ہوا روانہ ہوا اُنکو راہ مین چھوڑو

دو کلمہ داستان وحشت انگیز اُس گل گلزار محبت و عندلیب چمنستان مودت
قمری سرو حدیقۂ رعنائی بلبل شاخسار گلشن زیبائی رنجور و مہجور ملکہ مخمور سرخ چشم
گرفتار طلسم حیرت قیدی زندان مصیبت کے بیان ہوتے ہین گوہر آبدار سخن کو
رشتۂ تحریر مین یون پروتے ہین ساقی نامہ تصنیف مصنف

کدھر ہی تو اے ساقی نازنین
پلا جام صہبائے انگور کا
غم و درد سے دل ہوا پاش پاش
کہ دور فلک دور پیمانہ ہی
یہ سمجھا ہی مرا ساقی مہ لقا
کہ پیر مغان سے نہ تھی یہ امید
ارے ساقی بیخبر تند خو
ہی اس غم سے شیشے کو ہچکی لگی
تصور مین ہی صورت اس یار کی
اسی جستجو مین اڑا تا ہون خاک

پلا ساغر بادۂ دلنشین
نہ کیا ہی بھلا ساقی روزگار
کہ وحشت انگیز کی ہی تلاش
کہان تیرہ ہی رشک بنت العنب
کہ جب شیشہ ہی کہا بیکدا
تڑپتا ہون اس مہ لقا کے لیے
مجھے زہر ہی تم جام و سبو
یہ ہی میکدے مین غم و ہم کا جوش
ترقی پہ ہی نشۂ بیخودی
جہان یہ وہ وقار ہی ای قمر

تصور ہی اک چشم مخمور کا
تلاطم ہی میخانہ مین آشکار
طلسمات کا تیرا نیخانہ ہی
بتا ساقیا غیر ہی حال اب
سمجھنا نہ مخمور ہی اسمین بھید
مدد کر مدد کر خدا کے لیے
تصور ہی اس یار کا ہر گھڑی
کہ بے آسکے بیکار ہی نا و نوش
اسی گل کی ہی سر بسر مجکو تاک
وہ خورشید رو آئے کیونکر نظر

غزل لائق ملاحظۂ ناظرین

غزل

ای مرگ دیکھتی ہی انھین بار بار کیا
سینہ کے زخم بھی ہین شگاف ہزار کیا

بد بو جو رنگ رو کی طرح اختیار ہی
ای جان امید وعدۂ بے اعتبار کیا

اس وصل مین فراق فلک بھی نہ کر سکا
لپٹے ہوئے ہین دامن لیل و نہار کیا

آنکھین کھلی ہوئی ہین جھپکتی نہین پلک
تکلیف نزع بھی ہی شب انتظار کیا

بہرے ہو تم بھی ناصح نافہم کی طرح
جو پوچھتا ہون پوچھتے ہو بار بار کیا

مانے نہ مانے مرگ سے کیونکر کرون سوال
جسطرح تیرا دل کہ مجھے اختیار کیا

کب ہی فریب راحت دشمن پہ اعتماد
تلوے کھجائے گی خلش نوک خار کیا

کھیتی ہی مثل روح جو آغوش برخراش
معشوق آبلہ ہی کوئی نوک خار کیا

سائل ہون ایک بوسہ کا دو چار کا نہین
مین طول مدعا مین کرون اختصار کیا

انجام دیکھتے نہین آغاز کے سوا
ہی طول زلف رحمت پروردگار کیا

جیتا ہون کے ناز اٹھائے ہین رات بھر
تھا جوش شوق جلوۂ دیدار یار کیا

ہنگام وصل یار بھی یہ مہلت نہین
داغ فراق ہی ستم روزگار کیا

قاتل نے بعد ذبح کے آنکھین نکال لین		دیکھین گے شکل راحت خواب مزار کیا
مانند بوسہ چار لبون مین نہان ہوئین		پوشیدگی ہو میری بھلا آشکار کیا
نیلی سی دے دے اک کفنی دود آہ کی		اے روح پوشش بدن سوگوار کیا
جکڑین ہین نصیب تو گردش مین آرزو		ہم دور آسمان ہی مرار وزگار کیا
جھگڑے مین ہون کشاکش انفاس کیطرح		کم ہو سکے گا مشغلہ انتشار کیا
مانند روح قید تعلق سے عار ہے		جب جسم ہی نہین تو نشان مزار کیا
بدلا ہوا ہی رنگ مزاج اندنون قمر		دیکھین جہان کا گلشن ناپائدار کیا
جو ہین میان بلاغت نشان	دیگر	وہ سے لکھتے ہین اسطرح یہ داستان

مخموران بادۂ رنج والم وساقیان خمخانۂ مصیبت وغم رندان میکدۂ اندوہ وآلام وقدح خواران شراب محنت انجام بجاے صہباے مروق ساغر خون دل پیکر دگزک کباب لخت جگر نوش کرکے پیرمغان خامہ دورباش کا مشتاق رہبری ہے آستادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کویون تحریر فرمایا ہے کہ جس وقت ملکہ مخمور سرخ چشم نے بسر کوہ یہ ہنگامہ برپا کیا تاجدار کو قتل کرکے بیہوش ہوگئی اب جو آنکھ کھلی دیکھا گرد چند حبشنین ترکنین گرفتار کیے ہوے اس حال سے لیے جاتی ہین کہ زبان مین سوزن ہاتھ مین ہتکڑیان پانون مین بیڑیان طوق گلوگیر گردن مین تمام زیور آہن آراستہ وعرصۂ دراز سے اسیر کمند گیسو تھی گویا آج خواب کی تعبیر ظاہر ہوئی دل سے کہتی ہے اے مخمور حضرت عشق سے سلسلہ بخوبی ہوا گرفتاری زندان عشق کیا کم تھی جو قید آہن مین مبتلا کیا زنجیر گیسوے مسلسل محبوب بہت خوب تھی مدت سے پابند ہین قید محبت مین کسی کی دردمند ہین آج حسن طور سے گرفتار رہے مجبور ناچار ہوے ان عورتون نے لاکر ایک مکان تنگ وتاریک مین بند کر دیا اوپر سے قفل لگایا اب جو اس مکان تنگ وتاریک مین ماہ رخ حسن داخل ہوئی اندھیرے مین دل گھبرایا مطلع زیب النساء مخفی کا زبان پر جاری کیا مطلع

روز نومیدی چو آید آشنا دشمن شود		غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود
هر که پیش اندرگ درمان خواه درد سر بود		گر حکیمش بوعلی باشد دوا دشمن شود

اس مکان تاریک کے بخت سیاہ جاگے اس خورشید رو کا داخلہ ہوا مثل ماہ یوسفی روشن
ہوگیا تاثیر گوہر شب چراغ کی روشنی عارض انور نے دکھائی یا مارسیہ نے اپنا من اُگل دیا مگر اسقدر
وہ مکان تنگ و تاریک ہی پر وہ ظلمات کی مثال ٹھیک ہی اندھیرے مین اُس بدر کامل
آسمان خوبی کا دل گھبرایا قریب تھا پھڑک کر دم نکل جائے ابیات

آہ سرد از دل پر درد کشید
ہمہ تن گشت بشکل آغوش
ہر زمان پیش نظر رویش بود
رم سے کرد بدین طور ملال
گاہ سے بود بلا گردانش
سجدہ گہ کرد باندازِ نماز
کہ رخ خوب تو خجلت دہ گل
کرد بر حاشیہ تفسیر رقم

دامن و جیب ازین غم بدرید
سعدش ب تمنا کردہ
گہ بہ دیدۂ دل سوئیش بود
گاہ قربان تماشش گشتے
گہ گرفتے بہ ادب دامانش
گہ بہ تقریر چنین بست آئین
ہست سودائی زلفت سنبل

بہ بغلگیری آن دشمن ہوش
دیدہ آغوش ز ہم وا کردہ
گفتگو کار نمودے بخیال
ہمہ تن محو خیالش گشتے
گاہ بوسیدہ دو چشمش بہ نیاز
گہ بہ لب زمزمہ آوردہ چنین
ای بر رخسار تو زلف پرخم

کبھی نالان کبھی اپنے بخت پر خندان کبھی مثل طائر نو گرفتار
پھڑکتی تھی کبھی اُٹھنے کا ارادہ کرتی ہی زنجیر پا مانع ہوجاتی ہی اُٹھنے کے خیال سے دل بیٹھا جاتا ہی
کبھی خود بخود دل سے باتین کرتی ہی نہ جیتی ہی نہ مرتی ہی کیون ای مخمور یہ کیا شعبدہ تھا کسکو مارا
کس سے لڑے وہ کون لوگ تھے ہم کیونکر گرفتار ہوے سحر و ساحری افراسیاب سے سیکھے ایسے
بیکار ہوے اگر کہون کہ افراسیاب جادو تھا خیال خام تصور ناتمام اُسکو کسکا ڈر تھا
اول تو اُس شیر بیشۂ جرأت پر دست انداز ہوتا مین اسقدر سحر کا بے کو کرسکتی ایک اشارے
مین پکڑ لیتا وہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی اُسکے سامنے میری حقیقت کیا ہی علاوہ اسکے جن عیارون
نے لاکر یہان قید کیا کوئی اُنمین شناسا نہ تھی اُسکے گھر مین کون ایسا ملازم ہی جسکو ہم نہین پہچانتے
نیا مقام بخت نے دکھایا ای فلک کس جگہ پر تو ہمکو لایا کیا شعبدہ تازہ دکھایا شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان پر کیا گذری ہوگی اُس بیچارے نے کیا کلمات سخت پکار کر کہے وہ لائق اُنکی
سماعت کے تھے ہاے شرم و حجاب سے کہین اپنے کو ہلاک نہ کیا ہو یہ جو خیال آیا ضبط نہ ہوسکا
رونے لگی یہ چند اشعار زبان پر جاری کیے اشعار

رہتا ہے جب سے دلربا اے ستم الگ الگ ۔۔۔ جیسے ہو دل الگ الگ دل سے ہین ہم الگ الگ
رکھتے ہین عمر دے ترے اپنے بقدر حوصلہ ۔۔۔ رنج و تعب جدا جدا درد و الم الگ الگ
شرح فراق کا اثر دیکھئے خط مین نامہ بر ۔۔۔ کرتا قلم ہے یک قلم حرف رقم الگ الگ
ہیسے لگاؤ آپ نے رکھے جو ظاہرا تو کیا ۔۔۔ کرتے ہو روز غیر سے قول و قسم الگ الگ
ہائے غضب کہ جتنا مین اُس سے زیادہ لگ چلون ۔۔۔ اتنا ہی سنت مجھسے وہ رہے میرا صنم الگ الگ

کبھی خیال مین آتا ہے کہ اُڈ مضمور اس شیر بیشۂ جرأت نے گرفتاری تیری آنکھون سے دیکھی خدا کرے وہ محفوظ رہے ہون دنیا کی خاک چھانینگے اس زندان مصیبت سے اگر وہی رہا کرینگے وہ شیر فتاح طلسمات عالم ہے ہزار ہا ساحر بھی قتل کیے خدا الکاسین و مددگار ہے اگر طلسم ہے تو عمر کا اُسکی خاتمہ ہوا خدا کرے وہی شاہزادہ اُسکا فاتح اس میدان عجائب و غرائب کا سیاح ہو بیقرار ہو کر پکاری کنیز کی مدد کو آئیے اس زندان مصیبت سے چھڑائیے ابیات

بے تو بے صبر و قرارم دریاب
غم برآورده دمارم دریاب
هردم از دوری لعل لب تو
بر سر راه مزارم دریاب
چند ز اندیشهٔ بدنامی تو
بیش ازین تاب ندارم دریاب

عاجز و خسته و زارم دریاب
که شود مونس تنهائی من
خون دل از مژه بارم دریاب
کرده ام نخل جنون سبز باشک
آه از دل نه برآرم دریاب

خون بگشتم همه از سر تا پا
جز تو غمخوار ندارم دریاب
گر سرِ فاتحه خوانیست ترا
رشک صد ابر بهارم دریاب
چند بیتاب ز هجران باشم

غرض حال اس مقام پر گزارش ہوتا ہے اس طلسم کو جمشید یہ کہتے ہین وہ مقام علامت طلسم تھا جس مقام پر ملکہ مقید ہوئین بموجب عادت قدیم بادشاہ جمشید جاہ طلسم اپنے تخت پر آکر بیٹھا گرد ساحران نمدار کا جماؤ ہوا ایکایک چند ساحر سامنے سے بیتاب و بیقرار آئے بعد آداب و تسلیمات کے یہ سخن زبان پر لائے اے شہنشاہ طلسم جمشید عجب طرحکا سحر گذرا ہے کہ مل خوب روئے سب سے ایسے جیش کیے کسی کا منھ آتش سحر سے جلسا ہوا کسی کے سینہ پر گولی کا نشان خوب ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سحر کے مارے ہوئے ہین جمشید جادو لاشے دیکھکر گھبرا گیا کہا جلد مفصل بیان کرو انکو کس نے مارا اُنھون نے دست بستہ عرض کی علامت طلسم پر ہمیشہ منوش خونخوار موجود رہتا ہے ہر طور سے آیندو روند کو پھنسا لیتا ہے کل ایک ساحرہ کا

گذر ہوا ہو جب طریقہ قدیم کسی کو عورت بنکر کسی کو بصورت مرد مبتلاے بلا کرتا ہی چونکہ وہ عورت نازنین مہ جبین غارتگر ہوش گندم گون پوش تھی بشکل تاجدار اُسکو للکارا ای شہنشاہ سے کار کا بول بالا ہو جاہ و دولت دوبالا ہو وہ نازنین اس زور و شور سے گری کہ صدہا ساحر مارڈالے سیکڑون کو پھونک دیا صدہا پر مسکراکر برق چمکائی اُس قتال عالم کے نزدیک یہ لڑائی بھی ہنسی تھی اگر مقدمہ علامت طلسم ہوتا سحر سے لڑکر خداوند سامری و جمشید بھی نہ گرفتار کرسکتے آنکھون کا سحر تو مشہور ہی اُسکی بات بات مین افسونگری رگ رگ مین سحر و ساحری بھری ہی بشکل تمام منیوش خونخوار نے اپنے کو قتل کراکر اُسکو بیہوش کیا اور گرفتار کرکے بھیجا ہی اسقدر زخمی ہوا کہ دربار مین نہ آسکا چونکہ وہ شاہزادی معلوم ہوتی ہی حسن مین بیمثال ابرو رشک ہلال رعب و جلال چہرۂ زیبا سے ظاہر ہی ہم لوگون نے ہاتھ نہین لگایا کنیزان شاہی سے گرفتار کرایا فلان مکان مین نظر بند کردیا ہی باحتیاط رکھا ہی عورتون کو نگہبان قرار دیا ہی شہنشاہ جمشید جادو یہ حال سُنکر گھبرایا ماتھے پر عرق آگیا کہا جلد ہمارے سامنے اُسکو لاؤ سزاے کامل دینگے اپنے ملازمون کے خون کا بدلا لین گے چند جشنین چلین یہان ملکہ مخمور سرخ چشم کو تڑپتے تڑپتے ساری رات گذری جب آفتاب عالمتاب نے زندان شب تار سے رہائی پائی بام فلک پر برآمد ہوا تمام عالم کو صورت دکھائی روز روشن ظاہر ہوا ضیا ہاے نیر اعظم سے ذرہ ذرہ ماہر ہوا اُس گرفتار محبس حسرت و یاس نے دیکھا کہ دروازہ اُس مکان تنگ و تاریک کا کھلا چند جشنین سامنے آئین صورت زیبا دیکھکر مبہوت ہوگئین بلائین لینے لگین اور اُنمین جو سردار تھین وہ محبت پوچھنے لگین ای شہنشاہ معشوقان عالم ای سردار حسینان بنی آدم آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی کس ملک کی بادشاہ ہو کس آسمان جلالت کی ماہ ہو ہر چند اُنھون نے پوچھا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کچھ جواب نہ دیا ناچار زنجیر تھام کر ملکہ کو لے چلین مکان سے باہر نکلکر ملکہ مخمور سرخ چشم نے ملاحظہ کیا دارالامارۂ شاہی قریب تھا ہزارہا ساحران خرس طینت میمون خصلت غول بادیۂ ضلالت جمع ہین چوبدار نیاز دل حاجب دربان پرے باندھے کھڑے ہین پردۂ زنبوری کھنچا ہوا ایک ساحر غدار بے روزگار خود آہنی سر پر زرہ موٹی کڑیون کی جسم مین دنگل پر درگہ سالاری کے کبر و نخوت

متمکن ہی رعب وداب ملکہ مخمور سرخ چشم کا دیکھکر خود بخود اُٹھ کھڑا ہوا جھک جھک کے سلام کرنے لگا جشن لیکر ملکہ مخمور سرخ چشم کو اندر دروازے کے داخل ہوئی اب جو کنکھیون سے دیکھا ایک ساحر مہیب الشکل عجیب وغریب سیاہ رو تیرہ درون تاج سر پر جسم سے شعلہ آتش نکل رہے ہین زیور جواہر جسم پر آراستہ لباس فاخرہ سے پیراستہ گرداگرد ہزارہا ساحران غدار تیرہ روزگار دنگلہاے آہنی پر بیٹھے ہین بادشاہ تخت نخوت پر بکبر وغرور متمکن ہی جشن نے بڑھکر عرض کی اے شہنشاہ خوشخو قیدی طلسم نگاہ روبرو اب جو جمشید جادو نے سر اُٹھایا سامنے سے ساحران غدار کو حکم ہوا ہٹ جاؤ ملکہ مخمور نے مجمع کو دیکھکر شرم سے مری جاتی ہے حجاب سے گڑی جاتی ہے سر جھکا ہوا مثل ہلال شب اول جسم مین خم مثل تصویر خاموش دریاے غیرت کا جوش سامنے سے جو لوگ ہٹے جمشید جادو کی جمال جہان آراے ملکہ مخمور سرخ چشم پر نگاہ پڑی وہ صورت زیبا دیکھی جو کبھی نظر سے نہ گذری تھی لیلی وش شیرین ادا زلفین عارض انور پر پریشان آئینہ رخسار نہان آنکھین نشیلی نگاہ ترچھی ابرو شمشیر برہنہ قد نخل چمن مراد جسکی خوش قامتی کا

پیرو سرو آزاد اشعار

وہ زلفین کھڑے پر بکھری تھین یا کہ ناگنین
درخت صندلی پر پایا ہوا تھا مسکن مل
وہ گوش گوشے گل کے نہ تھے نہین ایسے
جو اُسکی نرگس بیمار کا ہے بیمار
وہ مینی اُسکی الف دار جو کوئی دیکھے
چمک وہ دانتون کی ہر رنگ لولوے شہوار
بہائے دیدۂ حسرت سے خون کا دریا
رکھے ہوئے ہین برابر بہشت کے دو انار
کمر زیادہ ہی باریک بال سے اُسکی
کہ زیر ناف ہی اک صفحہ اُسکے آئینہ دار
عجب طرح کے کف پا تھے جسکو دیکھکے
نگاہ دور کی ٹھہرے نہ اُسکے چہرے پر
لیا تھا سایۂ سنبل نے روے گل پہ قرار
جبین وہ دیکھے جو وہ جبین ماہ کو رشک
وہ آنکھ دیکھنے سے جسکے ہو نرگس زار
نگہ وہ تیز کہ بسمل ہو جسکو دیکھے دل
سدا رہا کرے غمناک وہ نحیف و نزار
گلو وہ جسکی صفائی کا ہو سکے نہ بیان
جو دیکھے دست حنائی کو اُسکے عاشق زار
شکم وہ کہ نہ سکے جسکی ہمسری مخمل
نظر نہ آئی نہ آ سکے گی وہ کبھی زنہار
مقام خاص ہی وہ وصف کیا کرون میں بیان
رکھے تھا آنکھون مین رکھنے کی آرزو ہر بار
فرشتہ دیکھے تو ہوتا لاکھون ہی سے نثار
بڑی بھی تھی پشت اُسکے دو تا کمر ٹوٹی
فزون تھے تیغ صفاہان سے ابرو خمدار
ذرا سے کار کرے حکمت فلاطونی
مژہ وہ تیر کہ عاشق کا دل کرے افگار
دہن وہ تنگ کہ غنچہ ہو جسکو دیکھکے تنگ
صراحی دیکھکے گردن کی مست ہو ہشیار
غلط ہی سینہ پہ اُسکے جو کہتے ہین پستان
وہ پشت جسکی ہی تعریف مین قلم بیکار
بیان کیا کرون آگے کمر سے تا زانو
کیا ہی لام الف کاتب قضا نے نگار

بادشاہ جمشید جادو نے جو

سراپائے دلپذیر وہ لوز کی تصویر دیکھی ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا ہونٹھ چاٹنے لگا قریب تھا غش کھاکر تخت سے گرے سرداروں نے سنبھال لیا مگر آثار حضرت عشق کے چہرے سے پیدا حزن وملال ناصیہ سے ہویدا ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگا وزیر سے کہا ای وزیر اعظم دستور معظم تیر مژگان نے اس قتال عالم کے تودۂ دل کو مشبک کیا کلیجہ پر چھری پھیر گئی ہوش وحواس درست نہیں ہیں اگر شربت وصال سے اسکے سیراب ہونگا بیمار محبت ہوں تڑپ تڑپکر مر جاؤنگا وزیر نے تو سر جھکا لیا کہا یہ قیدی طلسم ہی کسی بادشاہ نے کسی قیدی پر ہاتھ نہیں ڈالا ہی بادشاہ جمشید جادو نے جھڑک دیا کہ کیا بکتا ہی ہماری جان پر بنی ہی تو سمجھاتا ہی یہ کہکر طرف ملکہ مخمور سرخ چشم کے متوجہ ہوا بیقراری میں یہ اشعار با حسرت ویاس پڑھنے لگا بند مسدس

غم نہیں ہجر میں دنیا سے گذر جاؤنگا
اب نہ اس کوچہ سے اٹھونگا نہ گھر جاؤنگا
ڈر یہی اتنا کہ تیرے دل سے اتر جاؤنگا
آپ کے عاشقوں میں نام تو کر جاؤنگا
میں وہ عاشق نہیں جو موت سے ڈر جاؤنگا
دیکھ لینا میں گلا کاٹ کے مر جاؤنگا

من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی تست
موجب شہرت وبیباکی خودکامی تست

یہ ستم دیدہ و دلخستہ نہ کر ای ظالم
کیوں مرے قتل پہ باندھی ہی کمر ای ظالم
یاد کرتا ہوں تجھے آٹھ پہر ای ظالم
اپنے بیمار کی لے جلد خبر ای ظالم
اڑگیا آہ کا دنیا سے اثر ای ظالم
تو مجھے بھول گیا دل سے مگر ای ظالم

از چہ نشنوی ویار چہ می پرسیدے
یار شو یا من بیمار چہ می پرسیدے

ایسے ایسے کلام جو اس بیچارے نے متوجہ ہو کر ملکہ مخمور سرخ چشم سے کہے اور اشعار پڑھے ملکہ مخمور سرخ چشم نے بہ نگاہ قہر وغضب طرف جمشید جادو کے دیکھا چونکہ زبان میں سوزن ہاتھ پاؤں میں ہتکڑیاں بیڑیاں جان سے اپنی بیزار تھی کچھ جواب نہ دیا غرق دریائے حجاب زلفوں کو پیچ وتاب جمشید جادو نے پھر وزیر سے کہا ای خیر خواہ قدیم وای مشیر ندیم قریب جاکر اس نیر آسمان حسن وجمال کو سمجھا اگر مجکو قبول کرے کل طلسم جمشید کا بادشاہ کرونگا

سلطنت قبضہ مین دیدو لنگا وزیر مجبوراً اپنے مقام سے اُٹھا قریب ملکہ مخمور سرخ چشم کے آیا کہا
اے سرو باغ حشمت و اقبال و اے نونہال حدیقۂ حسن و جمال اس مقام کو طلسم جمشیدی کہتے ہین
بڑے بڑے ساحران نامی یہان رہتے ہین ہمارا بادشاہ جمشید جادو نبیرۂ سامری کہلاتا
ہے اُنکے سحر کے سامنے فلک بھی اپنی افسونگری بھول جاتا ہے مقام ناز ہے کہ ایسا بادشاہ عالیجاہ
آپ کی کمند زلف مین گرفتار ہو نشۂ بادۂ محبت سے آپکے مست و سرشار ہوا اگر قبول فرمایئے
ابھی ہزارہا کنیزان مہ جبین مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر ہون آپ کے جاہ و جلال سے
تمام اہالیان طلسم جمشید باہر ہون اب ملکہ مخمور سرخ چشم کو تاب نہ باقی رہی ہر چند کہ زبان مین
بسبب سوزن کے لکنت ہے بات نہین کیجاتی ہے مگر غصہ مین جواب دیا کہ اس ملعون کو شرم نہین آتی
ہوتی نواسی کو معشوق بنانے کا ارادہ کرتا ہے خدا کی قدرت کہ یہ سیاہ رو تیرہ درون ہماری محبت
کا دم بھرتا ہے اور تو ہمکو لالچ دیتا ہے خبردار اب ایسا کلام زبان پر نہ لانا جیسا بادشاہ ویسا وزیر
مصرعہ وزیرے چنین شہریارے چنان + بادشاہ جمشید جادو تخت پر سے دیکھ رہا ہے
کہ وزیر منت و سماجت سمجھاتا ہے مگر ملکہ مخمور سرخ چشم کا عجب عالم ہے چاہتی ہے اپنے کو ہلاک
کرون کل اہالیان دربار کو بھی سناٹا ہے آپس مین چشمکین کر رہے ہین بعض کہتے ہین کہ بادشاہ کو
شرم نہین آتی یہ گل رخسار انکے لائق ہے حسن و جمال مین معشوقان عالم پر فائق ہے **بیت**
زعاقل کجا روا باشد سخنہاے خطا گفتن + نزیبد مرد دانا را خلاف ماجرا گفتن + خود طرازمان
جمشید جادو پر یہ امر شاق گذر رہا ہے کوئی کہتا ہے وہ صاحب عفت و عصمت ہے دیکھو تو غیرت
سے اُسکا کیا حال ہے چہرۂ زیبا سے ظاہر حیرت و ملال ہے مگر جمشید جادو اپنے جامے سے باہر ہے یہ
جو اُسنے دیکھا کہ وزیر سے بھی انکار کیا اور کلمات سخت و سست زبان پر جاری کیے اور سر اٹھاکر
یہ کلمہ کہا کہ او بیحیا تو کیسا بادشاہ ہے عدالت کا خیال نہین غمخوارون کا ملال نہین کئی سو ملازم تیرا
میرے ہاتھ سے مارا گیا اُنکے خون کا مجھ سے معاوضہ لے قتل کر دار پر کھینچ دے جمشید جادو
نے غصہ مین کہا مجھ سے یہ عشق ضبط نہو سکیگا اے نازنین مابدولت بے اختیار ہین مجبور و
ناچار نہین ہین اگر سحر سے زبان بلاؤن سحر سامری کا نمونہ دکھاؤن وہ وہ منتر جنتر مجکو یاد ہین
تسخیر نگاہ ڈال دون غلام حلقہ بگوش بناؤن اگر چھری پردہ تسخیر پڑھکر زمین پر ڈال دون

طائران ہوائی ہوا سے اتر آئین اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالین عورت کا تسخیر کرنا کتنی بڑی بات ہی وہ رنگ دکھاؤن کہ مجھ سے زیادہ اسکو محبت ہو بے دیکھے میرے چین نہ پڑے یہ کہکر غصہ مین آواز دی وزیر اعظم یہ کلید لو فلان کوٹھا جلد جاکر کھولو تو ہمارے بزرگون کے وقت کا ایک گلدستہ رکھا ہی ہر چند کہ پھول اُسکے خشک ہوگئے ہونگے جلد اُٹھا لاؤ وہ گلہاے خشک رنگ تازہ دکھائینگے اِس گلعذار کو دیوانہ بنائینگے نیا گل پھولیگا سو نگھنے والا گلر کا رستہ بھولیگا وزیر نے کلید اُٹھائی قصد ہوا کہ جاکر گلدستہ لاؤن یہ حال سنکر رنگ و اُس غنچہ دہن کا متغیر ہوگیا عصمت کے خوف سے مثل گل گریبان چاک کیا مثل غنچہ دل تنگ خوف نام و ننگ دل کو طرف بہار پیراے ازل کے متوجہ کیا عرض کی اے باغبان قضا و قدر میرے باغ پر بہار عفت مین خزان نہ آنے پاے جلد طائر ارواح قفس جسم سے نکل جاے اِس ملعون کو نخل بدعت کا ثمر حاصل نہو مرغ قضا کو حکم دے برگ حیات شاخ عمر سے گر جاے موت کی تصویر آنکھون کے نیچے پھر جاے یا اس صیاد کی بدعت سے اِس عندلیب بے بال و پر کو بچاے دام تزویر سے نجات دے بیقرار ہوکر اُس بلبل شاخسار محبوبی نے جو یہ دعا کی چمن مراد مین نسیم بہار کا جھونکا چلا غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا ایکایک آسمان پر برق چمکی جمشید جادو وغیرہ نے دیکھا ایک ساحر معقول لباس فاخرہ زیب جسم تخت سحر پر سوار آکر بارگاہ مین اُترا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے کہا اے سہیل اختر شناس اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی حضور کی زیارت کا دل مشتاق ہوا کچھ امورات ضروری بھی عرض کرنا واجب و لازم سمجھے ایک جشن مین اِس حقیر نے وعظ مین عرض کیا تھا کہ یہ سال آخر عمر طلسم ہی فرور طلسم کشا آئیگا نام اِس طلسم جمشید کا شائیگا علامت آمد مین یہ کتاب مین تحریر ہی صاف صاف تحریر ہی کہ پہلے ایک عورت خوبصورت طلسم مین قید ہوکر آئیگی وہی عورت علامت داخلۂ طلسم کشا ہی کاہنان طلسم نے بالتصریح لکھا ہی اس زمانہ مین احتیاط ضرور ہی کوئی امر خلاف کرنا سراسر قصور ہی کتاب بھی لیتا آیا ہون تمام نجومیون کے احکام آمین مندرج ہین حاضر ہی ملاحظہ فرمائیے جابجا یہی لکھا ہی کہ طلسم کشا کا داخلہ بڑے کرو فر سے ہوگا دوست دشمن ہون ملازمان خاص رہزن ہون یہ حالات سنکر جمشید جادو گھبرا گیا حشمت و عاشقی

فراموش بدحواس ہوکر کہا اے خیرخواہ دوست صادق ایک نازنین حسین قید ہوکر آئی ہے حقیقت مین اُسنے علامت بڑی قیامت برپا کی ہے صدہا ساحر مارا گیا مینوش خونخوار نے بڑا کام کیا بہ مشکل تمام اسکو پکڑا اسقدر زنہمدار ہے کہ دربار مین بھی نہین آیا مگر دیکھو وہ معشوقہ ساحرکش یہ سامنے موجود ہے مگر اے سہیل اختر شناس مین اسکو دیکھکر مائل ہوگیا میری جان پر بنی ہے ہر چند سمجھایا نہین مانتی جان دینے پر آمادہ ہے ایسی صورت زیبا کبھی میری نگاہ سے نہین گذری ہے اسکی نگاہ شرم آگین نے مارا میرے کلیجہ پہ چھری پھر گئی سہیل اختر شناس نے پلٹ کر ملکہ مخمور سرخ چشم کو دیکھا تھرتھر کانپنے لگا کہا اے بادشاہ خاموش یہ کلمات لاطائل زبان سے نکالتا ہے اپنے جان و مال کا دشمن ہوا ہے سمجھتا بھی ہے کہ یہ کون ہے یہ معشوقہ رعنا منظور نظر شہنشاہ طلسم ہوشربا ہے افراسیاب جادو کی مصاحب خاص ہمدم با اخلاص نہین معلوم یہان کیونکر آکر گرفتار ہوگئی مگر پرچہ اخبار مین مین نے دیکھا ہے کہ آج کل طلسم ہوشربا مین غدر پڑا ہے افراسیاب جادو سے اور مسلمانون سے مقابلہ ہو رہا ہے بہت ملازمان افراسیاب شریک مسلمان ہوگئے یہ بھی کسی وجہ سے بھاگ نکلی ہوگی یہان پہونچگئی ان جھگڑون سے آپ کو کیا کام باحتیاط اسکو نظربند کیجیے شہنشاہ کو لکھ بھیجیے وہ اپنے پاس بلوالیگا خواہ قتل کرے خواہ بخشے یہ کہکر سہیل اختر شناس نے چند کنیزون کو حکم دیا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم کو یہان سے لیجاؤ باحتیاط کسی مکان مین رکھو آب و دانہ پہونچانا خبردار کچھ تکلیف نہونے پاے جب مخمور سرخ چشم کو کنیزین لے گئین سہیل نے میر منشی کو حکم دیا طرف سے جمشید جادو کے نام اسطرح تحریر ہونے لگا۔

نامہ ازطرف جمشید بادشاہ طلسم حبشیہ بخدمت افراسیاب جادو نظم نامۂ مصنف

اے شہنشاہ ساحران جہان	اے مددگار افسران جہان	ماہ افلاک دولت و اقبال
اختر برج حشمت و اجلال	اے خدیو طلسم شہنشاہ	دمبدم اوج پر ہو دولت و جاہ
ہو یہ مقبول عرض پردازی	اب یہ لکھتا ہون شعبدہ بازی	آپ کی ہے جو اک کنیز قدیم
یعنے مخمور قابل تکریم	قید ہے اس طلسم مین وہ اب	بھیجیے اُسکو طلب یہی مطلب

اے شہنشاہ گردون پناہ و اے خسرو عالیجاہ نئی طرح کا معرکہ گذرا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم میرے

طلسم کی علامت پر نہین معلوم کس وجہ سے پہونچی اسقدر لڑائی کہ کئی سو ساحر مارے گئے
چونکہ وہ مقدمۂ طلسم تھا آخر گرفتار ہوئی جب غلام کے سامنے حاکمان دربند لیکر آئے مین نے
پہچانا یہ قوس چکا ہون کہ آپ سے یہ آمادۂ بغاوت ہو مسلمانون سے محبت ہو باحتیاط نظر بند
کیا یہ عریضہ خدمت مین لکھا کسی معتبر کو بھیج کر بلوا لیجیے یہ نامہ ایک ساحر کو دے کر روانہ کیا
پتہ نشان بخوبی سمجھا دیا افراسیاب جادو کا داخلہ باغ سیب مین ہو خدمت مین نازنینان
سیمین مہ جبینان مہ تمکین حاضر ہین سرمایے برف انداز جادو وابریق کوہ شگاف
رگمیسو کشا سے بن شہاب وشہاب نارنجی پوش جادو وملکہ گلگون نازک بدن جادو
وملکہ نسرین نسترن عذار جادو وغیرہ ناظمان دربند سے ذکر ہو رہا ہو کہ اب زمانہ میعاد اسد
بن کرب غازی بہت قریب ہو ای ابریق جادو ایک نامہ فیض شمامہ ہمارے قدرت بازو
صاحب جاہ وحشم شہنشاہ نیلم کے پاس روانہ کرنا چاہیے وہ دیگر صفدر وصف شکن شہنشاہ توسن
مالک زندان طلسمی کے پاس ح ابریق عرض کر رہا ہو کہ عنایت سے خداوند لقا کے ایک
ان مین اشارہ سو خروج گنہگارون کو خبر ہو جائیگی انجمن مشاورت رونق پائیگی یہ ذکر درپیش
ہو کہ عرض بیگی نے بڑھکر ہاتھ اٹھا کر دعا دی اور عرض کی کہ ایک نامہ دار بادشاہ طلسم
جمشید جادو کا در دولت پر حاضر ہو امیدوار باریابی ہو افراسیاب جادو حیران وپریشان
کہ بادشاہ طلسم جمشید جادو کو اس زمانہ مین مجھسے کیا ضرورت ہو خداوند لقا خیر کرے مقام
حیرت ہو حکم دیا نامہ دار کو جلد لاؤ نامہ دار نے آکر زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا نامہ
ہاتھ پر رکھکر بعد ادب پیش کیا افراسیاب جادو نے وہ نامہ مشیر بہ تدبیر کو دیا اسنے باآواز
بلند پڑھنا شروع کیا تحریر تھا کہ میرے طلسم مین مخمور سرخ چشم قید ہین اور تمام کیفیت علامت
طلسم پر اڑانا ہنگامۂ عظیم پڑنا بمشکل گرفتار ہونا لفظاً بلفظاً نامہ مین مندرج تھا افراسیاب
جادو سنکر سن ہوگیا ہوش اڑ گئے وزیرون سے کہا کیون صاحبو کجا طلسم جمشید جادو کجا
مخمور سرخ چشم یہ کیا بھید ہو سب نے عرض کی ای شہنشاہ حضور پر بخوبی ظاہر ہو ہر ایک
باشندۂ طلسم اس حال حسرت مآل سے ماہر ہو کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان پر
مخمور سرخ چشم مرتی ہو اپنے کو مطعون وبدنام کرتی ہو اسی سبب مین اسطرف جاتا ہو

طلسم

گرفتار ہونے کا بہانا ہوا اور بادشاہ طلسم جمشید جادو ہمیشہ سے سرکار دولتمدار کا خراجگزار ہی اور بادشاہ طلسم نورافشان بھی نصف ریاست کا دعویدار ہی مگر جمشید جادو دل و جان سے حضور کا خیرخواہ ہی یہ بھی سنا تھا جسدن سے حضور سے اور کوکب روشنضمیر سے فساد ہوا جمشید جادو نے کوکب روشنضمیر کو خراج دینا موقوف کردیا بموجب تحریر جمشید جادو حضور کسی معتبر کو روانہ کریں مخمور سرخ چشم کو یہاں طلب فرمائیں سزا و جو سزا جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے بادشاہ افراسیاب جادو کو یہ راے پسند آئی نوشادمہوش درازمینی ساحر زبردست کو بلاکر حکم دیا کہ جلد طلسم جمشید مین پاس جمشید جادو کے جاکر مخمور سرخ چشم وہان موجود ہی ہماری خدمت مین لے آؤ مدہوش درازمینی مع فرمان شہنشاہ افراسیاب جادو اور دس ہزار فوج کو ہمراہ لیکر طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑو

دو کلمہ داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدہ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان و شہرنگ بصد کروفر تحریر ہوتے ہین ساقی نامہ

ای ساقی ماہوش کدھر ہی
رہ رہ کے اُمنگ ابھارتی ہی
بھر بھر کے پلا شراب گلگون
شادی گھر گھر رچی ہوئی ہی

کچھ تجھکو بسنت کی خبر ہی
خمخانے کی تیرے خیر ساقی
خالی رہین کب تلک یہ خم ہون
اک مست کا انتظار ہی آج

اب زردی رخ سدھارتی ہی
حالت تو بہت ہی غیر ساقی
کیون دختر رز بچی ہوئی ہی
یان آمد بادہ خوار ہی آج

یہ غزل لائق ملاحظہ ناظرین غزل

وہ نہ مانینگے اب انکو سمجھا لینگے کیا
پہلے ہی قسمت نے ٹھہرا دی ہی ٹھہرا لینگے کیا

وائے قسمت کر رہے ہین وہ ہمی سے دیکھکر
کسلیے تکلیف کی ہی آپ فرمائینگے کیا

دیکھ لی تاثیر آہنکی بھی فراق یار مین
نالے خود شرمندہ ہین منھ تک نہ آئینگے کیا

غیر ممکن ہی کبھی آرام سے سوئین حریص
ہاتھ تو کھینچا نہین ہی پاؤن پھیلائینگے کیا

انکی بیرحمی سے کب ڈرتا ہون جنکو ہی لحاظ
منھ تو دکھلاتے نہین آنکھین وہ دکھلائینگے کیا

تجکو فرصت ملے رسوائیوں سے کیا مجال
اور میری طرح سے عاشق ہو جائینگے کیا

کب توقع ہے وہ آئیں نعش عاشق دیکھنے
ہمنے مانا جان بھی کھو مین تو پچھتائینگے کیا

بعد مرنے کے رہینگے داغ سینہ جلوہ گر
گلشن تصویر ہو نین پھول مرجھائینگے کیا

سر بکف پھرتے ہین مدت سے امید مرگ مین
کھینچ کر تیغ دو دم ہمکو وہ دھمکائینگے کیا

یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان سے پائینگے
حور و غلمان دیر کی مجکو بھلا بھائینگے کیا

رہگئے ہین ٹوٹکر شانہ مین گیسو کے جو بال
اٹھی مردہ ہین یہ ای دوست لہرائینگے کیا

جھوٹے وعدے کا ارادہ دلمین آیا شاید آج
کیون جلایا ہی مرے سر کی قسم کھائینگے کیا

کسطرح بہلائینگے مجکو یقین آتا نہین
حور و غلمان بھی تمھاری شکل بنجائینگے کیا

گھورتا یہ ہی اُنھین وہ میل کرتا ہی ادھر
دیدہ و دل میرے مجکو باتین سنوائینگے کیا

یہ غلط ہی حشر کو پردہ کرین وہ ای نسیم
عاشقون کو دیدے بھی اپنی ترسائینگے کیا

دیگر کجا بودم اکنون فتادم کجا
بدید از نیکان نکو آمدم

عنان سخن شد ز چنگم رہا
پشست آورم بار دیگر کجونا

دگر بار در گفتگو آمدم
بفرمان حی الذی لا یموت

شعر سخن سازے کہ معنی ساز کردہ * سخن را اینچنین آغاز کردہ * آستادان سخنور تحریر فرماتے ہین کہ شبرنگ بن عمرو نے اُس ساحرہ سیاہ فام کو قتل کیا ایک زنجیر آتشین مین شبرنگ بن عمرو و نور الدہر بن بدیع الزمان گرفتار ہوے تھے اور ہیخوار کو ہی بھاگ کر ایک درہ کوہ مین چھپا اور شاہزادے کو تلاش کرتا پھرتا ہی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو طوق و زنجیر مین مسلسل پایا پہلو مین اسی حال پُرملال مین اپنے عیار شبرنگ بن عمرو کو دیکھا ایک ساحرہ بشکل مہیب سیاہ فام ہوشنگ جادو نام تاج سر پر تخت پر متمکن ہی گرد اگرد ہزارہا جادوگرنیان سر جھکائے شباب پر شاہزادے کے کف افسوس مل رہی ہین شعلۂ رخسارہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان سے مثل شمع جل رہی ہین کوئی کہتی ہی ہوا کیا جوان ہی ایک کہتی ہی صاحب شوکت و شان ہی مگر ہوشنگ جادو نے پکار کے آواز دی کہ کیون او نگوڑے موے مونڈی کاٹے ڈھیلے تونے میری کنیز سیاہ تاب جادو کو مارا اگر مین نہ پہونچ جاتی تو نکل جاتا جلد تم دونون سامری و جمشید کو سجدہ کرو شہنشاہ

جمشید جادو سے تیری سفارش کرون وہ تجکو اپنے پاس بلا لیگا اور ای جوان کا ہنان طلسم جمشید
نے سو برس سے پیشتر جو تصویر طلسم کشا کھینچی ہی تیری صورت سے نہایت ملتی ہی علامتین بھی سب
ظاہر ہین صاف تحریر ہی کہ روز آمد طلسم کشا ایک کنیز ملکہ درتہ کی قتل ہوگی عیار ساختہ ہوگا وہ
سب صورتین معلوم ہوتی ہین طلسم مین بھی غلغلہ ہی ایک عورت بھی طرف سے علامت کے
آئی کئی سو ملازم مینوش خونخوار کے قتل ہوئے اب سنا ہی کہ اسکو سہیل اختر شناس نے پہچانا
ہی اور وہ معشوق بادشاہ افراسیاب جادو مخمور خونخوار ہی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
نے طرف شبرنگ بن عمرو کے دیکھا کہا ای برادر تم جو کہتے تھے وہ قول تمہارا کرسی نشین
ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم جس طلسم مین قید ہوکر آئی ہین شکر خدا ہم بھی اسی حوالی مین آئے
مگر وہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہی کہ قید ہوکر بھی مجبور معشوق سے دور شبرنگ بن عمرو نے
کہا مین اس سے مفصل دریافت کرتا ہون نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا ہان بادشاہ
کچھ تو پوچھو شبرنگ بن عمرو نے کہا کیون ملکہ عالم اس عورت کے ذکر سے اور ہماری قید سے
کیا مطلب ہی ہم تو مسافرانہ اسطرف آنکلے تھے آپ کی کنیز نے کلمات سخت کے ہم شریف
تھے ضبط نہو سکا بیشک خنجر مارا خیر ہم تو اُس جرم مین قید ہوئے اُس عورت نے کیا کیا جو ظلم ابھی
آپ نے ملکہ مخمور سرخ چشم زبان سے لیا ہوشنگ جادو نے کہا وہ بڑی زبردست ساحرہ
ہی افراسیاب جادو نے اسکو تعلیم کیا ہی ہمارا بادشاہ شہنشاہ افراسیاب جادو کا
خراج گذار ہی پہلے مخمور سرخ چشم کو دیکھکر عاشق ہوا تھا جب زبانی سہیل اختر شناس
کے ثابت ہوا کہ یہ بادشاہ افراسیاب جادو کی کنیز خاص ہی تب اُسکو قید رکھا شہنشاہ
طلسم ہوش ربا کو عرضی روانہ کی ہی وہان سے کوئی رفیق آئیگا مخمور سرخ چشم کو قید کرکے
لیجائیگا سزا جزا کا مالک کو اختیار ہی اور یہ جوان مہرتمثال جو قید ہوکر آیا ہی تصویر طلسم کشا
سے بہت مشابہ ہی ہر فرد بشر کو تاکید ہی کہ جہان ایسی صورت کے جوان کو پاؤ فوراً قتل کرو
بس تم دونون کا بچنا ممکن نہین ہی اگر سامری و جمشید کو سجدہ کرو تو شاید بچ جاؤ شبرنگ
بن عمرو نے چاہا تھا کہ مین باتون مین میل کرکے عیاری کرون اُس احمق کو دھوکا دے کر
ماردون مگر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کب مانتے ہین ایک بار ذکر معشوق آیا

قلب پر چھری چل گئی دوسرے اُسنے مذہب کا نام لیا فوراً جواب دیا او ملعونہ کیا بکتی ہی سامری و جمشید کون مردود ہین جنکو ہم سجدہ کرین ہزار ہزار سامری و جمشید پر اور اُنکے پوجنے والون پر لعنت ہی اب شبرنگ بن عمرو نے ہر چند اشارہ کیا کہ حضور یہ ملعونہ جو کچھ کہے ہان ہان کیے جائیے مین ابھی اسکو مارتا ہون اُنھون نے نہ مانا سچا جواب دیا ہوشنگ جادو نے آواز دی او جوان حجت ختم کرنا منظور تھا اگر تو سجدہ بھی کرتا تو تجکو ضرور قتل کرتے کا ہنان طلسم کی تاکید ہی کہ جسنے طلسم کشا کو قتل کیا گل اہالیان طلسم کی جان بچائی روح سامری و جمشید پر احسان کیا یہ کہکر آواز دی جلد جلاد کو بلاؤ اور آپ بارہ دری سے اُٹھکر صحن باغ مین آئی کرسی پر بیٹھی کنیزین کشان کشان شبرنگ بن عمرو و نورالدہر بن بدیع الزمان کو سامنے لائین نگاہ پڑی نورالدہر بن بدیع الزمان کے چہار جانب گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون تمام اشجار بار با ثمار سے سرسبز و سب طرح کے پھول جابجا ہر چمن مین موجود اشعار

اڑ کے اڑاتی پھرتی ہی بادِ بہاری ہر طرف	نکہت گل نے ہر اک جانب ہین کھولے عطردان
وجد کے عالم مین صف باندھے کھڑے ہین جوش سے	اک طرف کیلے ہین بشکلِ حلہ پوشانِ جنان
دار سبتون سے عیان ہی چرخ اخضر کی بہار	تاک کے خوشون پہ ہی عقدِ ثریا کا گمان
طرزِ سرسبزی نے کی ہی ہر طرف سے سرکشی	ہی زمین فیروزہ گون اور لاجوردی آسمان

مگر اُسوقت وہ گل گلدستہ حدیقۂ شجاعت و نونہال گلشن جلالت جو اِس حال زار سے مسلسل بیٹھا ہی ہر گل کا کلیجہ خون بلبل کو نوبت بجنون عشق قد نورالدہر بن بدیع الزمان نے ایسا جوش کیا فاختہ نے بر سرِ شاخ کوکو کو فراموش کیا نہرون کو بیقراری کا جوش سوسن سیاہ پوش بیت روکے قمری نے جب کہا نالہ + سرو گلشن کا بھر گیا تھالہ + اِس عرصہ مین جلاد سامنے آیا کلاہ جلادی سر پر تیغہ باڑھ دار چار انگل کا نیچہ چڑھا ہوا صورت اُسکی خونخوار آتے کے ساتھ ہی ہاتھ پکڑکر شاہزادے کا کھینچا اُسوقت شبرنگ بن عمرو بیقرار ہوا اور گھبراکر کہا او بیحیا یہ میرا آقا ہی پہلے مجکو قتل کر میرے مالک کے خون سے ہاتھ نہ بھر ہوشنگ جادو نے کہا کہ تجکو بھی سب سے زیادہ تیرے قتل کی جلدی ہی کاہنان طلسم لکھ گئے ہین اسی طرح کا ... اور ... بچا

عیار اگر قتل ہو جاوے تو سو برس تک طلسم پر زوال نہ آئے نہ تو بچیگا نہ اسکی زندگی کی کوئی صورت ہی اور حکم دیا اِس ملعونہ نے کہ اے جلاد صاحب بیداد ایک ہاتھ مین دونون کا سر قلم کر حکم اول ہوشنگ جادو سے چکی ہی چاہتی ہی کہ حکم ثانی دے شبرنگ بن عمرو نے بلک کر دعا کی باب اجابت وا تھا تیر دعا تا بعرش اعلی پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل آسمان پر برق چمکی سب کی نگاہ اُٹھ گئی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا تخت زرین پر ایک معشوقۂ دلفریب جسکے دیکھنے سے دل ناشکیب چہرہ آفتاب تابان عارض ماہ درخشان زلفین مار سیاہ یا عاشق کا دود آہ یا سودائے دل عاشق زار یا نافۂ آہوے تاتار ہونٹون سے مسیحائی ظاہر ہی دہن تنگ کے رمز سے صانع ازل ماہر ہی سینہ تختۂ نور لبنان جناب بحر سرور قد نمونۂ قیامت کمر آفتاب آسمان شوکت

نظم

بال زلفون کے پیچ کھائے ہوئے

پائنچے ہاتھ مین اٹھائے ہوئے
زلف تھی اُسکی یا کہ دام بلا
منھ چھپاتا تھا شرم سے مہتاب
آنکھ سے شرم چشم نرگس کو
یون نمایان تھی جیسے شمع کی لو
لب تھے مستی لے کر وصل کی رات
چرخ خوبی کے یا وہ اختر تھے
واقعی تھا وہی یہ چاہ ذقن
نہ کدورت نہ جبین تھا کینہ
اب ہی لازم ہی کمر کا حال
وصف اُسکا بشر کرے کیونکر
کیا خدا داد حسن تھا واہ

سرو شرمندہ اُسکے قامت سے
مرغ دل جو پھنسا نہ پھر چھوٹا
یون نمایان تھے ابروے خمدار
تھی مژہ تیر قلب یونس کو
تھے عجب رنگ و بو کے وہ رخسار
یا نمایان تھا چشمۂ ظلمات
تھا فصاحت کا گرچہ بحر دہان
جسمین یوسف نے کھینچے رنج و محن
تھا شکم رشک مخمل و سنجاب
نہ بیان کر کہ تو یہ بات محال
حسن پاؤن کا کس طرح ہو رقم
آپ حق نے اُسے بنایا تھا

تھی خرامان بڑی نزاکت سے
دیکھکر وہ جبین گیہان تاب
دست قاتل مین جیسے ہو تلوار
پاس آنکھون کے بینی پرضو
جانِ گل جسپہ ہو فدا سو بار
دانت تھے یا عدن کے گوہر تھے
ماہی بحر حسن تھی وہ زبان
آئنہ تھا حلب کا وہ سینہ
ناف تھی بحر حسن کا گرداب
چیز جو آنکھ سے نہ آئے نظر
دلپہ چلتا ہی اپنے خنجر غم
وہ قاتل عالم تخت سے اُتر کر

مثل ہلال شب اول برہنے تسلیم ہوشنگ جادو خم ہوئی اور ہوشنگ جادو نے ہاتھ بہ محبت پھیلا دیے کہا واری برخوردار عمر دراز گر نورالدہر بن بدیع الزمان صورت

اُسکی دیکھکر بیچین ہو گئے ہوشنگ جادو نے سر سینہ سے لگا لیا کہا واری ملکہ شگوفہ جادو آج تمہارا یہان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اسکرا کر جواب دیا نانی اماّن مین نے سنا کسی مسلمان کو آپ نے بڑے زور و شور سے گرفتار کیا جب وہ بیوقوف فرقہ ہر کہتے ہین ہمارا خدا ہے نادیدہ آسمان پر رہتا ہی اور کتابون مین اُنکے مولویون نے تحریر فرمایا ہی کہ ہمارا خدا وحدہ لاشریک ہی کیون نانی اماّن یہ دلیل حقیقت مین ٹھیک ہی مجھے بڑا اشتیاق تھا کر دیکھون وہ لوگ کیسے ہوتے ہین کہ پوٹے دو سو خداوندون کو چھوڑا ایک کو اختیار کیا ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا اے نور نظر لخت جگر مین نے تو بڑی کد و کاوش سے گرفتار کیا ہی اُنکی کتابون کا کیا اعتبار ہی یہ فرقہ بڑا مکار و غدار ہی مگر صاحبان علم و فضل جری بہادر لئیق ہین سطوت صولت دولت اُنکی حصہ بہت طول و طویل اِن مسلمانون کا قصہ ہی لقول کا ہمان اس طلسم کا یہی شخص طلسم کشا ہی وہ دکھیو سامنے قید ہو کر آیا ہی مین نے زیر تیغ بٹھایا ہی اسکو جلد قتل کر دن اس ظالم کے خون سے ہاتھ بھرون اور پوٹے دو سو خداوند رضامند ہون اُسکے بزرگ دردمند ہون ابھی ظالم کو قتل کر لی ہون جمشید کی تاکید ہی کہ جوان صورت کا شخص آئے فوراً قتل کیا جائے یہ سنکر ملکہ شگوفہ جادو نے پلٹ کر دیکھا نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشک یوسف کنعان حسن مین سب بے نظیر چہرہ ماہ منیر خود سر پہ دھلکا ہوا زلفین عنبلی تا بدوش غزال چشم شیر خشم صولت و جلالت چہرے سے ہویدا آثار سروری و سرداری جبین مبین سے پیدا آنکھین رشک چشم غزال چتون سے ظاہر جرأت و لال طوق و زنجیر مین سلسلہ لشکر جرأت کا ہراول ملکہ شگوفہ جادو کے دل نازک پر تیر مژگان لب معشوق ہو گئے ہاتھ پاؤن تھرانے لگے

اشعار

بسکہ شد شیفتہ ہر ہوشش	بدرش خون جنون جوشیده	دود سودا بہ تتق پیچیده
	حیرتے آئنہ شد از ریش	آہ سرد از دل پر درد کشیده
دامن و جیب ازین غم بدرید	از رخش رنگ پریدن میخواست	پر پرواز دمیدن میخواست
دیگر تھی نگہ یار کہ جی کی آفت تھی	وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی	ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ	دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز	رنگ چہرے سے گیا پرواز
ہاتھ جانے لگا گریبان تک	چاک کے پھیلے پانون ان تک	طبع نے اک جنون کیا پیدا
اشک نے رنگ خون کیا پیدا	سوزش دل نے جی مین جاگ کی	داغ نے آ جگر کو آتش دی

بیساختہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اپنی نانی کی گود مین گر کر بیہوش ہوگئی کنیزین چہار طرف سے
دوڑ پڑین ملکہ ہوشنگ جادو سر پیٹنے لگی، ہی ہی واری کیا ہوا گلاب کیوڑا چھڑکا ملکہ شگوفہ جادو
کو ہوش آیا مگر حال ابتر دل مضطر چشم تر ہونٹھ خشک حیران حیران طرف نور الدہر بدیع الزمان
کے دیکھنے لگی شعر مصنف ہون تصور مین ترے صورت تصویر گلی + جسم بیس ہو مرا پیکر بیجا کیطرح
ملکہ ہوشنگ جادو نے بلائین لیکر پوچھا واری خیر تو ہی مزاج کیسا ہی اسوقت غش آنے کا کیا
باعث ہوا آٹھ پہر تمھاری سلامتی کی دعائین مانگتی ہون ہوئی مٹی کی نشانی ہو ہر چند ملکہ ہوشنگ
جادو پوچھتی ہی ملکہ شگوفہ جادو کے منہ سے بات نہین نکلتی ہی وہ جو کنیزین بڑی بڑی عقلمند
تھین اُنھون نے بڑھکر کہا بی ملکہ ہوشنگ جادو صاحب تمنے دھوپ مین چونڈا سفید
کیا ہی چھوکری کا تو کو رابنڈا قیدی زنجیر مین بندھا ہوا اسطرح مسلسل بیطوق اپنی جان کا
تلق صورت بھی دکھادی اسطور سے اس مصیبت مین اپنے کبھی کاہے کو کسی کو دیکھا ہو گا جلاد
خنجر کھینچے ہوسے سامنے کھڑا ہی لوگون کے دل کانپتے ہین بچی سے رہ رہ کر جواب پوچھی ہو اُسکے
ہوش درست نہین وہ کلام کیا کرے اب یہ پہلو ملکہ شگوفہ جادو کو بھی ملا کہا نانی اماں حقیقت
مین مین ڈر گئی مگر دل سے کہتی ہی اودل خانہ خراب کس پر مبتلا و فریفتہ کرایا کہ جو آفتاب لب بام
چراغ سحری دم کا تمام طلسم دشمن دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا واری
اچھا دونون وقت ملتے ہین اپنے باغ کو سدھارو کنیزون سے اپنی جاکر کھیلو کودو اسکا ڈر کیا
کیا بیچارا انسان کے قتل کرنے مین بڑے ثواب ہین تکوشل زلف کے ناحق پیچ و تاب ہین ملکہ شگوفہ
جادو کو اور تو کچھ نہ بن پڑا بے اختیار رونے لگی ملکہ ہوشنگ جادو نے گلے سے لگا لیا کہا
بی بی ہمنے جو کہا سدھارو اسپر روئی ہو حقیقت مین تم ڈر گئی اس جوان کو قتل کر کے سر خدمت
مین بادشاہ کی روانہ کرنا منظور ہی ملکہ شگوفہ جادو نے کہا نانی امان آپ خفا نہون تو مین ایک
بات پوچھون ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا خفگی کی کیا بات ہی جو ولین آئے بخوف کہو ملکہ شگوفہ
جادو نے کہا آپ نے بادشاہ سے بھی دریافت کیا کہ اسکو قتل کرون یا قید رہے ملکہ ہوشنگ
جادو نے کہا اب تو مین نے نہین پوچھا جشن مین کاہنون نے کہا تھا کہ طلسم کشا کے آنے کی یہ
علامت ہوگی جسکو اب شخص ملے فوراً قتل کرے ملکہ شگوفہ جادو نے کہا نانی امان عقل سے

مرا سر دور ہی زندے کو مردہ کرنا تو آسان ہی اور مردے کو کون زندہ کر سکتا ہی اگر یہ جوان
طلسم کشا نہ ہوا اور آپ سر کاٹ کے روانہ کرین بادشاہ کے خلاف ہو تو پوچھیگا کیون قتل کیا
ہمسے حکم نہ لیا ثانی آفاق یہ تلون مزاج بادشاہان عالیجاہ ہی بقول شیخ سعدی گاہے بسلامے
برنجند و گاہے بدشنامے خلعت دہند پھر کیا جواب دیجئے گا آپ خداوند سامری و جمشید
ولات اعلیٰ و منات معلیٰ و خداوند لقا و خداوند زبرجد شاہ و خداوند فرعون شاہ و
خداوند شداد شاہ و شقاق الکوہی وغیرہ کی ہمسر ہین زندہ کیجیے گا ایک عرضی روانہ کیجیے پہر
دو پہر مین جواب آجائیگا یہ بات تو ملکہ ہوشنگ جادو کو پسند آئی پہر اسکی بلائین لین اور
ترقی حسن و عمر کی دعائین دین کہا بی بی کیا معقول بات کہی ہی حقیقت مین میرے خیال مین
نہ تھا نام خدا پڑھی لکھی ہو پہر بھی موافق اپنے سن کے خوب جانتی ہو یہ کہکر کنیزون کی طرف
متوجہ ہوئی کہا صاحبو تمنے ذہانت کو ہماری صاحبزادی کی دیکھا بیشک پڑھنے لکھنے سے
جا۔ آنکھین ہوجاتی ہین عنایت سے سامری و جمشید کے حسین مہ جبین ہی لئیق متین ہی صاحبو
دعا کرو ویسا ہی اسکو شوہر بھی ملے خوبصورت نیک سیرت خاندان عالی سے ہو چاند سے
چہرے پر سہرہ دیکھون مین گہر داماد لونگی اپنے چاند کے ٹکڑے کو گہر سے رخصت نہ کرونگی میری
زندگی کا اب یہی سہارا ہی ہمتو چراغ سحری آفتاب لب بام ہین اسکے بچے گود مین کھلاؤن
گلہائے چمن خوبی کو اس باغ مین دیکھون یہ کہکر حکم دیا کہ لیجا کر اس جوان کو قید رکھو صبح
تک جواب آجائیگا اُسی وقت عرضی لکھی تمام حال شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
اور شہرنگ بن عمرو کا اسمین مندرج کیا ہاتہ مین ایک جادوگرنی کے دیا کہا جاتے ہی شہنشاہ
جمشید جادو کے دینا اور زبانی بہی شہنشاہ سے عرض کرنا جواب فوراً مرحمت فرمایئے جادوگرنی
جب روانہ ہوچکی ملکہ ہوشنگ جادو خود اٹھی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و
شہرنگ بن عمرو کو کشان کشان لاکر ایک مکان تنگ و تاریک مین بند کیا ایک ترنج جھولی
سے نکالا سحر پڑھ کر زمین پر مارا شعلے جڑکے آتش سحر نے نور الدہر بن بدیع الزمان و شہرنگ
بن عمرو کو گھیر لیا خلاصہ دودمان خلیل الرحمان آگ کی گرمی سے بیقرار چہرۂ آفتاب مثال حرارت
سے سونلا گیا فرط حدت سے غش آگیا ملکہ ہوشنگ جادو نے جادوگرنیون کو حکم دیا رات کو آب و دانہ

نہ دینا لاکھ قیدی غل مچاۓ چیخے چلاۓ خبر نہ لینا یہ حالات ملکہ شگوفہ جادو نے اپنی آنکھ سے دیکھے اب تو بیقراری اور زیادہ بڑھی دل سے کہتی ہی ہاۓ اے شگوفہ یہ کیا ستم ہوا یہ پروردہ مہد ناز و نعم اس مصیبت کو کیونکر اٹھائیگا یقین ہی رات ہی کو تڑپ تڑپ کے مر جائیگا مگر مجبور و ناچار اشکبار بیقرار اپنے تخت سحر پر سوار ہوئی کنیزون کو ساتھ لیا اپنے باغ مین آئی باغ کو دیکھکر خار الم دل مین کھٹکا وہ باغ پر بہار بدتر از خارستان سنسان ویران معلوم ہوتا ہی دل اسکا اسی عالم یاس یکہ و تنہا بارہ دری مین آئی کنیزون سے کہا باہر جاؤ میرے سامنے چاؤن چاؤن نہ کرو تمھارے چیخنے سے میرا سر پھرا جاتا ہی دل خود بخود گھبراتا ہی کنیزین تو باہر گئین ملکہ شگوفہ کی آنکھون کے نیچے وہی تصویر دلپذیر پھر رہی ہی دل سے کہتی ہی ہاۓ اسکی جان تو نے کیا بچائی اور آفت آسمانی اسکے دشمنون کے سر پر آئی اس اندھیرے مکان مین وہ ماہتابان کیسا گھبراتا ہوگا ہتکڑیون اور بیڑیون سے سر ٹکراتا ہوگا گرد حصار آتش اسکی گرمی جسم نازک کو جلاتی ہوگی مین اپنا حال دل کس سے کہون بے دست و پا ہون کسکو بھیجون کہ جو دمبدم کی خبر لاکر سناۓ بیت نہ قاصدے نہ صباۓ نہ ہمدمے دارم * حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم * کبھی بیقرار ہو کر کہتی ہی ہاۓ نہین معلوم اس شہریار پر کیا گذرتی ہوگی مین نے تو اسکے ساتھ سراسر دشمنی کی اسطرح پر آب و دانہ بند ہونا تڑپ تڑپ کے جان کھونا گرمی آتش ہجر سے کیسا گھبراتا ہوگا کلیجہ منہ کو آتا ہوگا کبھی ہاتھ اٹھا کر آواز دیتی ہی اور یہ ابیات پڑھتی ہی ابیات

اے باد صبا سوے دل آرام
دیوانے پہ تیرے آفت آئی
گھر بار تمام مجھ سے چھوٹا
جی مین ہی جائین نجد کے بن مین
کہتی تھی اپنے سر پہ ڈالکے خاک
کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہی
جا رہا ہے درندہ مین ابتو

لے جا تو یہ غم زدون کے پیغام
آوارہ ہون تیری جستجو مین
اندوہ نے تیرے مجھکو لوٹا
قبر مجنون پہ جاکے بیٹھ رہین
اے فلک تو نے کیا کیا مجھسے
ہان یہ غمخوار اک مرا غم ہی
ہم ہین یا غم سرا ہی کیا کیجے

جس دن سے ہوئی تری جدائی
سرگشتہ ہون تیری آرزو مین
کبھی بیقرار ہو کر پکارتی ہی اشعار
اور کبھی دیکھکر سوے افلاک
میرا دلبر چھڑا لیا مجھسے
چار پاۓ پلنگ کے مجکو
کون ہی کس سے حال دل کیجے

آخر روتے روتے آنکھین سرخ ہو گئین شمشاد قد نامے وزیرزادی اپنے قصر مین تھی اسنے

دیکھا سب کنیزین اپنی اپنی صحنچیون مین بیٹھی ہین شمشاد نے کہا اری مشاتیو ملکہ شگوفہ جادو بارہ دری مین اکیلی ہین سب نے کہا بی شمشاد ملکہ تو آج ہمکو کاٹ کاٹ کھاتی ہین تیور دکھاتی ہین ہم سبھون سے کہا ہمارے پاس سے جاؤ کیا ہمکو قیدی بنایا ہی ہم سب چلے آئے اکیلی وہان بیٹھی ہین ہم کیا جانین کیا کرتی ہین شمشاد بڑبڑاتی ہوئی قریب بارہ دری کے آئی اب جو پردہ اُٹھاکر دیکھے ملکہ شگوفہ جادو پانون لٹکائے ہوئے پلنگ پر بیٹھی ہی ساق بلورین کھلی ہوئین پائنچے چڑھے ہوئے موئے سر کھلے ہوئے آنکھون سے دریا اشکون کا جاری گل سا چہرہ کُھلایا ہوا آنکھین لال رونے سے پریشان حال بس شمشاد روتی ہوئی دوڑی جاکر قدمون سے لپٹ گئی سر سے پانون تک بلائین لین ترقی حسن کی دعائین دین پوچھا واری خیر تو ہی ملکہ نے پہلے تو بہت انکار کیا آخر ٹھنڈی سانس بھرکر کہا ای شمشاد یہ جو جوان قید ہوکر آیا ہی اسکی حسرت و مصیبت پہ میرا دل جلتا ہی او سے مجھے کچھ کام نہین ہی اتنا چاہتی ہون کہ ایک نظر دیکھ لون اور سمجھاؤن ایسی جرأت کو آگ لگے سحر و ساحری مین خاک دخل نہین جادوگرون سے بھڑ پڑے آخر کیا کرسکے ای شمشاد مین اسکو کسی طرح سرحد طلسم سے نکالدون شمشاد نے کہا واری بہت دشوار ہی لونڈی نے دریافت کیا ہی سارے طلسم مین غلغلہ پڑا ہی یہ جوان نبیرۂ صاحبقران ہی نام اسکا نور الدہر بن بدیع الزمان ہی کاہنان طلسم نے اسی کی تصویر دست کتاب کی ہی اس جوان کا بچنا دشوار ہی سارا طلسم دشمن جان عالم رہزن اس بات سے دل کو پھیریے اسکا انجام بُرا ہی شمشاد نے جو یون سمجھایا ملکہ شگوفہ جادو بلک کر روئی اور کہا ای شمشاد اگر رات کو کچھ انتظام نہوا جب صبح کو نانی اماں اسکو قتل کرنے لگین گی جاکر لڑونگی ہر چند کہ مین نانی اماں کے سحر پر غالب نہ آؤنگی اسکے سامنے تو اپنی جان نثار کرونگی میرا اسکا لاشہ ایک مقام پر ہوگا خیر بی شمشاد تم ہمسے رخصت ہو جواہرات وغیرہ جو کچھ ہو اُٹھالے جاؤ یہ جو لباس جسم مین ہی واسطے کفن کے کافی ہی یہ سنکر شمشاد تڑپنے لگی کہا واری اس مال و اسباب کو آگ لگے ہمین آپکی جان کا خیال ہی مال کیا مال ہی اور شمشاد یہ بھی دل مین سوچی کہ یہ آتش عشق آپ کلام نصیحت سے نہ بجھے گی دمبدم شعلۂ محبت بھڑکیگا ضبط کا ملکہ شگوفہ جادو کو اختیار باقی نہ رہا سوچ کے عرض کی کہ واری ہر چند کہ خرابی ہی ہم بھی اپنی جان آپکے ساتھ دینگے

یہ جو سامنے کمرا ہی ابھی یہان سے نقب لگاتے ہین شاہزادے کو زندان سے نکالے لاتے ہین مگر حضور بھی ساتھ چلین قیدی کے گرد ماران سحر و آتش پر تھی آپ کی نانی جان نے اپنے دست بخش سے ۔ سامان کر دیا ہی ہمکو دیکھکر نگوڑے اژدر نگلین گے وہ سحر سوائے آپ کے کسے دفع ہوگا ملکہ شگوفہ خوش ہوگئی پانیچے چڑھا کر نقب کھودنے پر آمادہ ہوئی کہا ای شمشاد ایسے سحر کا دفع کرنا کیا مشکل ہی اب مین سحر سے نقب لگاتی ہون یہ کہکر دوپٹہ کی گاتی باندھی ماش کے دانے ہاتھون مین لیکر زمین پر سحر کرنے لگی دم بھر مین طبقہ زمین کا جٹا اب تو شمشاد نے سب کنیزون کو بھی بلایا ملکہ شگوفہ آگے آگے سحر کرتی ہوئی عقب مین سب کنیزین مٹی وغیرہ نکال رہی ہین چند عرصہ مین دہنہ نقب کا اسی کوٹھری مین جا کر توڑا ملکہ شگوفہ نے سر نکال کر دیکھا شاہزادہ نورالدہر اور شبرنگ عیار صدمۂ سحر ہوشنگ جادو سے بیہوش پڑے ہین گرد ماران سیاہ بیٹھے ہوئے زبانین منھ سے نکال رہے ہین ملکہ شگوفہ نے تیغہ سے ماران سیاہ کو قتل کیا کبھی ماران زلف پر پیچ و تاب کا اثر عکس ڈالا کبھی باران سحر برسایا اسی بیہوشی مین شاہزادہ نورالدہر اور شبرنگ کو اٹھایا کنیزین لپٹ گئین ہاتھون ہاتھ نورالدہر و شبرنگ کو لے لیا نقب مین پھاند کر بیک چشم زدن بارہ دری مین پہونچ گئین گر ہوش و حواس سب کے پراگندہ کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی آپس مین چہلک زنی ہو رہی ہی لونڈیان تمسخر کرتی ہین ایک کہتی ہی کہ جیڑو کی آگ بھڑکی ضبط ہو سکا دھگڑے کو نکال لائین اب کیسی خوش ہین پھولون نہین سماتی ہین دیکھو بوا جیسے آنکھ بھی نہین ملاتی ہین مگر ملکہ خوشی سے باغ باغ تھی شاہزادے کو مسند پر بٹھایا سحر اتار کر ہوشیار کیا اور ایک جانب آپ شرمائی ہوئی دوپٹہ سے منھ چھپائے ہوئے بیٹھ گئی شاہزادہ نورالدہر نے آنکھ کھول کر جس گلعذار کو باغ ہوشنگ مین دیکھا تھا اسکو اپنے قریب پایا شبرنگ تو ہوشیار ہوتے ہی شمشاد کی جانب متوجہ ہوا کہا جان جہان ہمارے پاس آؤ ہم تم پر عاشق ہین اپنے قول کے صادق ہین عمر بھر خدمت کرینگے روٹی کپڑا مزے سے پہونچایا کرینگے شمشاد نے جھنجھلا کر کہا نگوڑے کچھ شامت آئی ہی اپنی امان بھینا کو روٹی کپڑا پہونچا نخرے کی خوبی یا تو شل مردے کے وہان پڑے تھے دام سے چھوٹتے ہی جھکنے لگے یہ ہمارے عاشق ہین اپنا منھ تو خدا آئینہ تو نصیب نہوا ہوگا چینی مین موت کر اپنا چہرہ

دیکھا ہوگا شبرنگ نے کہا کیا مین بُرا لگتا ہون شمشاد نے ایک دوہتڑ مارا اور ملکہ شگوفہ سے
کہا حضور اس منحوسے موش صحرائی کے بچے کو منع کیجیے اپنی چونچ بند کرے نہین لاکھون صلواتین
مین سناؤنگی ملکہ نے اشارہ کیا شمشاد کیون الجھتی ہو لمحہ بھر کی صحبت ہے نہین معلوم کیا ہو شمشاد
نے کچھ میوہ وغیرہ شاہزادے کے سامنے پیش کیا کہا حضور کیون خاموش بیٹھے ہین دشمنون پر
آب و دانہ بند تھا نوش فرمایئے ملکہ شگوفہ کو آپ کے حال زار پر رحم آیا نقب سحر لگا کر یہان
لائین ہم سب نے انتہا کی شفقت کی شاہزادہ نورالدہر نے مسکرا کر کہا ملکہ عالم کا ہم غریبون پر
احسان ہے ملکہ شگوفہ تو بیقرار بیٹھی تھی بول اٹھی صاحب کچھ احسان کی ضرورت نہین ہے آپ
کچھ نوش فرمائین مرکب مجھسے لیجیے بتعجیل یہان سے نکلا چاہیے صبح ہوتے ہی نانی امان قیامت
برپا کرینگی آپ کی تلاش ہوگی مین جاتی ہون آپ خیر و عافیت سے اپنے لشکر مین پہونچ جایئے
اگر یاد رہے تو نامہ و پیام سے یاد فرمایئے گا شاید کبھی ملاقات بھی ہو مین کیا اختیار ہے یہ کہکر
آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے رومال سے اشک
ملکہ شگوفہ کے پاک کیے کہا اے ملکہ عالم ہمارا اس طلسم سے نکلنا دشوار ہے جب تک اس طلسم کو فتح نہ کرینگے
سرحد سے اسکے قدم باہر نہ دھرینگے بعض مقدمات ایسے ہین کہ انکا بیان کرنا مناسب وقت نہین
ہے اگر حیات مستعار باقی ہے کل کیفیت ظاہر ہوگی یا طلسم فتح ہوگا یا موت دامنگیر آمادہ بدست
فلک پیر ہے اور میوہ وغیرہ کھانا تمہاری عنایت پر موقوف ہے پروردگار کی اطاعت کرو لات و
منات پر لعنت کرو الغرض ملکہ شگوفہ مع کنیزون کے مطیع الاسلام ہوئی دونون کو جوش
محبت شباب کا عالم دو دو جام پیے چند باتین ہونے پائی تھین کہ ناگاہ ماہتاب عالمتاب نے
حجاب برج مغرب مین منھ چھپایا اور قیدی زندان مغرب یعنی نیر اعظم زنجیرہائے شعاع مین جکڑا ہوا
فلک نیلی پر تھراتا ہوا نکلا رخ شمع پر زردی آئی مرغان سحر نے دھوم مچائی اشعار

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
نقاب غنچہ از رو در کشیدند

خروس صبحدم آواز برداشت
سمن از آب شبنم روے خود شست

عنادل تحفہ دلکش برکشیدند
بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

رنگ روے ملکہ شگوفہ خوف سے فق ہوا ہر طرف غلغلہ ہوا تو صبح ہوگئی یہ دونون عاشق و
معشوق مصروف عیش ہین مگر ہوشنگ جادو شاہزادہ نورالدہر کو قید کرکے سوئی تھی

خواب خرگوش سے بیدار ہوئی یا فتنۂ خوابیدہ جاگا حوض پر آکر منہ ہاتھ دھویا یہ نہ جانتی تھی کہ آج زندگی سے ہاتھ دھونا ہے کرسی پر بیٹھی ہے کہ آسمان پر برق چمکی جس کنیز کو نامہ دے کر خدمت جمشید جادو بادشاہ طلسم مین بھیجا تھا وہ جواب باصواب حسب خواہش اُس جلوہ کے لیکر آئی بلائے ناگہانی نے صورت دکھائی ہوشنگ جادو نے فرمان شہنشاہ آنکھوں سے لگایا چوم چاٹ کر کھولا لکھا تھا اے ہوشنگ جادو خبردار نامہ دیکھتے ہی اُس جوان کو قتل کرکے سر ہمارے پاس روانہ کرو وہ حقیقت مین طلسم کشا ہے کتاب سامری مین صاف صاف لکھا ہے یہ مضمون فرح افزا پڑھ کر اُس بد سیر نے حکم دیا جلد قیدیان بلا کو لاؤ جلاد کو بلاؤ میدان خونی کی بہ تعجیل تیاری ہو کنیزیں دوڑ کر قریب کوٹھری کے آئیں قفل کھولا سر ڈالکر دیکھا وہ مکان خالی پڑا ہے ماران سحر جلے ہوئے شعلہ ہائے آتش سرکش بجھے ہوئے دہنہ نقب موجود ہے چیختی ہوئیں سامنے ملکہ ہوشنگ جادو کے آئیں عرض کی حضور قیدخانہ خالی پڑا ہے کوئی اُس جوان کو چھڑا لے گیا اتنا تو ہمکو بھی ثابت ہوا کہ کسی ساحر کا کام ہے بس ہوشنگ جادو ہائے کہکر اُٹھی اور اُس مکان مین آئی ماجرائے مذکور دیکھکر غصہ مین بھر آئی اور فوراً نقب مین کود پڑی عقب مین چند جادوگرنیان ملکہ شگوفہ نے گھبراہٹ مین سرہ نقب کا نہ بند کیا تھا ہوشنگ جادو نقب کو طے کرکے باغ مین ملکہ کے آ نکلی اور اُس وقت پہنچی کہ دونوں عاشق و معشوق مسند پر جلوہ فرما ہین پہلو مین چالاک بن عمرو کے بی شمشاد اکڑی ہین شبرنگ تان مار رہا ہے ہنگامہ عیش و نشاط برپا ہے دیکھتے ہی ہوشنگ جل گئی دل مین سے کہا او شوخ دیدہ ننگ خاندان وحشت کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہے ارے جمشید جادو کو نہین جانتی خبردار توبہ کر اس جوان کو مجھے دے مین سر کاٹ کر روانہ کردوں یہ سنتے ہی تو ملکہ شگوفہ کھڑی ہوگئی دور سے ہاتھ باندھے گڑگڑا کر عرض کی نانی اماں میری خطا معاف کیجیے آپ کے نزدیک بھی یہ طلسم کشا ہے اور آپ ہی کا قول ہے کہ طلسم کشا کا قتل ہونا محال ہے بس اس سے دشمنی کرنا بیکار ہے اس شیر صولت کی اطاعت کیجیے بولے وہ سو خداوند پرستی کیجیے ہر چند کہ بے تمیز ہوں مگر آپ کی کنیز ہوں میرے حال پر رحم فرمائیے یہ سنکر ہوشنگ جادو مثل شعلۂ آتش کے بھڑکی پکاری او صاحبو اور سنو صاحبزادی ہمکو سمجھاتی ہین خوب باتین بناتی ہین یہ کہکر گولا اُٹھا کر مارا جب تو ملکہ شگوفہ نے گھاتی ڈو پڑی کی بابری جھولی سحر کی اُٹھائی آواز دی

ثانی امان الامر فوق الادب اب آپ شاہزادہ شیر صولت کی جان کی خواہان ہین تو ہم بھی موجود ہین
سامری و جمشید رب اکبر کی درگاہ کے مردود ہین کیا خوب آپ کے خدا ہین پتھر کے پتلے بنائے ہو جو
کیا کبھی کسی آدمی کو خدا بنا لیا سزا لقا انھین کے ہاتھ سے در بدر خاک بسر ہوئی ایسون کا جہنم مین
گھر ہی مین تو مطیع الاسلام ہو چکی جان و مال سب اس شہریار پر نثار ہوئی ہی شیر ملقب بہ رحیم زندۂ
زمرد نا ہنجار ہی یہ کہکر انگلی سے اشارہ کیا گویا ہوشنگ جادو کا عیثا زمین پر گرا گئی کنیزان بلاکش
ہو مین ملکہ شگوفہ بھی نورالدہر بن بدیع الزمان نے تیغ خارا شگاف سلیمانی کے قبضہ پر
ہاتھ ڈالا نعرہ کیا بیت نظیر حمزۂ صاحبقران بجشم و قمر ، شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر
دیگر بہ بازوے رفعت شاہباز مگر مگری ، کشائش جہانگیر و فلک گیتی ستانی نگاہ پناہ لشکر اسلام نورالدہر کہ ہمیش بہ
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خوانند شہ شہزنگ بن عمرو بھی تیر و کمان لیکر اٹھا تیر سے کئی جادوگرنیون
کو مارا کبھی حقۂ آتش بازی داغ دیا کسی پر حباب بیہوشی لگایا جادوگرنیون کو اسطرح ہلاک کرتا ہی
اپنے کو بھی بچانا ضرور ہی لیکن اس ہنگامہ کو دیکھکر قلب ناصبور ہی نورالدہر بن بدیع الزمان
کے قریب جو ایک جادوگرنی آگئی چوٹی پکڑ کر ایک طمانچہ مارا سر اسکا چنبر گردن سے اڑ گیا
اتنے مین باغ آتش بہار ہو نخل شمشاد مثل شعلۂ جوالہ پھول ہر ایک آگ کا انگارہ نہرون کا پانی
کھولنے لگا چشم حباب پتھرا گئی تپے آگ کی چنگاریان برسنے لگیں زمین کرۂ آہنگران قیامت کا
سامان عیان ہنگامۂ سحر گرم ہوا شگوفہ کو اب یہ مصیبت ہی کہ نورالدہر کو بچاتی ہی ہوشنگ
جادو کا سحر بھی رد کرتی ہی نورالدہر بن بدیع الزمان کو منع کرتی ہی آپ آگے نہ بڑھیں
سینہ سپر کر رہی ہی اور دم محبت کا بھر رہی ہی مگر ہوشنگ بدست ساحرہ زبردست ہی زمین باغ
کو ہلا دیا تمام ہاے گل و لالہ کو جلا دیا ایسے ایسے سحر کیے کہ ملکہ شگوفہ گھبرا گئی لڑتے لڑاتے
زخمی بھی ہوئی ایک طرف شمشاد بھی شہزنگ بن عمرو کو بچا رہی ہی کہتی ہی ارے نگوڑے
تو عیار ہی کود پھاند کر بھاگ جا اپنی جان بچا مین بھی تیرے ساتھ نکل چلونگی شہزنگ بن عمرو
کہتا ہی اے جان جہان ہمارا آقا تو آمادۂ نبرد جان کا خوف ہم اپنی جان بچائین زندگی کو
لے کر نکل جائین ہمسے یہ نہوگا شمشاد محبت مین اسکی رونے لگتی ہی گانے پر شہزنگ بن عمرو
کے عاشق ہوئی ہی کبھی دل سے کہتی ہی او خانہ خراب کس مصیبت مین پھنسایا عشق زلف مسلسل

مجبوب مین صبح ہوتے ہی روز سیاہ کا سامنا ہوا ہائے مگر ہوشنگ جادو مہلت نہین دیتی
ایک مقام پر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے ایک کنیز کو نیمچے سے قتل کیا صدا مین
مرنے کی جادوگرنیون کی بلند سنگ باری برف باری ہوئی ہر دو سے ہوشنگ جادو نے جو
شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا دین سے ایک دو ہتھوڑ مین پر مارا شاہزادۂ
نور الدہر لڑکھڑا کر زمین پر گرا شبرنگ بن عمرو بھی زخمی ہو کر لڑتا بھڑتا مجبور بیٹھ گیا ہوشنگ
چیختی کہ شبرنگ و نور الدہر کو قتل کرون ملکہ شگوفہ نے جو دیکھا بجلی کان سے نکالکر پھینکی
ہوشنگ کے سر پر برق گری سر اُس ملعونہ کا زخمی ہوا اور چھا سا زخم کھایا برق کو کاٹا اب
قیامت کے سحر کرنے لگی آتش سحر برسائی تھی ملکہ شگوفہ کا جسم پھول سے نازک چند آبلے اس
جسم نازنین پر پڑے اب بد حواس ہوئی شمشاد سحر کرتی ہوئی قریب آئی مگر اسکا بھی پشت و پہلو
زخمی عرض کی حضور موافق اپنی حقیقت کے سحر کیا اس ملعونہ پر قبضہ نہوا موت قریب ہی نہ روے
رفتن نہ راہ ماندن شاہزادۂ نور الدہر آسکے سحر مین مسحور ہو چکا انکا بچانا دشوار ہی کد وکاوش
بیکار ہی اسوقت تک اتنی مہلت ہی کہ شاہزادے کی محبت سے ہاتھ اُٹھا لیجئے اپنی جان کو غنیمت
جانیے ہمارا کہنا مانیے نکل چلیے ورنہ دم بھر مین ہم آپ بھی گرفتار ہو جائینگے جمشید جادو عذاب
الیم سے قتل کریگا آپ کے دشمنون کے خون سے ہاتھ بھریگا ملکہ شگوفہ نے کہا ای شمشاد
مروت و محبت سے بعید ہی معشوق کے سامنے عاشق کا جان دینا بھی عید ہی ایسے وقت مین
شاہزادے کو تنہا چھوڑون مین اُسکے پہلے جان دونگی مگر وقت وہ ہی کہ پلک جھپکانا بھی
دشوار ہی ہوشنگ بلائے روزگار ہی وزیرزادی نے کہا واری اب تک تو مجھکو گمان تھا کہ
جب کڑی پڑیگی لڑا بھڑا کر نکلجائیگی بہر نوع اب جان پر آبنی ایک بات مجھکو یاد آئی ہی ایک دن
آپ اپنی نانی اماں کے ساتھ خزانہ کے ملاحظہ مین مصروف تھین وہ صندوقچہ حریر مخمل کا شتلی
سبز کا ملاحت ہی جب آپ کی نانی صاحبہ نے اُسکو کھلوایا مین ایک تختی مثل ستارہ چمکتی تھی
آپ کی نانی نے منع کیا کہ بیٹا اسکو نہ اُٹھاؤ ہم سحر بھیجے جاتے ہین یہ لوح محفوظ ہی جمشید جادو
نے میرے سپرد کی ہی یہ باعث میری آبرو کا ہی جس شخص کے گلے مین یہ ہو آسیب کسی کا سحر تاثیر
نہ کریگا اگر سامری و جمشید بھی قبر سے اُٹھ آئین اس لوح محفوظ پر قبضہ نہ کر سکین اسوقت مجکو

یاد آیا وہ تختی نکال کر شاہزادے کے گلے مین ڈال دیجیے وہ ایسی حرامزادی ہوشنگ
ننگ خاندان کو قتل کرینگے ملکہ اُس لڑائی مین شمشاد کے تصدق ہونے لگی کہا اے مونس دمہم
کیا بات بتائی ہے جلد لا اگر مین بھی سامنے سے ہٹ جاؤنگی تو یہ ملعونہ شاہزادے کو قتل کرڈالیگی
یہ کہکر کنجی ازاربند سے کھول کر شمشاد کو دی شمشاد نے جاکر قفل کھولا تختی نکالنے مین مصروف
ہوئی یہان ہوشنگ جادو سحر کے قریب نورالدہر بن بدیع الزمان پہونچا چاہتی ہے کہ شگوفہ
جھپٹ کر سامنے نورالدہر کے آئی سینہ سپر کرکے کھڑی ہوئی زخم کھاتی جاتی ہے مگر نہین ہٹتی ہوشنگ
جادو آواز دیتی ہے اری او شگوفہ تیرے دیدے سے ڈرنا چاہیے دھگڑے کے لیے جان دیگی
ہٹ جا مین نے خطا معاف کی اب تجکو کچھ نہ کہونگی جمشید سے بھی ذکر نہ کرونگی شگوفہ سر ہتھیلی پر
لیے کھڑی ہے کہتی ہے ارے اولکانہ کیا جھک مارتی ہے پہلے میرا سر کاٹ لے پھر اس شیر بیشۂ جرأت پر
ہاتھ ڈالنا لاکھ جان میری اسکے ناخن پا پر سے نثار ہے جمشید حرامزادہ کیا ناہنجار ہے اب تو
ہوشنگ تیغۂ سحر کھینچکر دوڑی کہتی ہوئی کہ بھلا او چھوکری ابھی کل کا ذکر ہے کہ رو کر دعا مانگتی تھی
آج دیدے مین دیدہ ڈالکر کلام کرتی ہے سامری و جمشید سے نہین ڈرتی ہے شگوفہ نے کہا
مین اُن بھیاؤن پر لعنت کرچکی بس جیسے ہی ہوشنگ نے چاہا کہ تیغہ مارون شمشاد آواز
دیتی ہوئی خبردار خبردار مین آپہونچی شگوفہ تو سامنے سے ہوشنگ کے کودکر بھاگی شمشاد
نے جھپٹ کے لوح محفوظ گلے مین نورالدہر کے ڈالدی شاہزادے پر سے سحر اُتر گیا ہاتھ
پاؤن مین طاقت آئی تیغۂ خاراشگاف سلیمانی پکڑ کر اُٹھا ہوشنگ چاہتی ہے شگوفہ کو
روکے شاہزادہ نعرہ کر کے بیچ مین آیا سینۂ ملکہ پر سپر کردیا اسکا تیغۂ سحر شاہزادہ نورالدہر
پر پڑا کچھ تاثیر نہ کی جسم پر سے اُچٹ گیا بس نورالدہر نے خبردار خبردار کہکر نعرہ کیا تیغۂ
خاراشگاف سلیمانی کو چمکایا ہوشنگ سمجھی کہ میرے توسط سے شگوفہ نے اسکو بچا لیا ہے یہ
غیر ساحر میرا کیا کرسکتا ہے جیسے ہی نورالدہر نے ہاتھ مارا ہوشنگ نے کلوا بھیرون کا نام
لے کر خود اپنا سر آگے کردیا تیغۂ خاراشگاف جو سر تک پہنچا دو ٹکڑے ہوئے لاشہ جلنے لگا
دھوان چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی وہ آندھی سیاہ اُٹھی کہ اندھیرا چھا گیا
ہر ایک کا قلب تھرا گیا دشت کے شیرون کو خوف سے غش آگیا بعد عرصۂ دراز کے

آواز آئی کہ مارا مجکو نام میرا ہوشنگ جادو تھا آخر سرکشی کا یہی انجام ہوا بعد لمحہ بھر کے رنگی ہوئی کنیزان ہوشنگ جادو نے دیکھا کہ ہماری بی بی کا لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر گیتی ستان شیرانہ لڑ رہا ہے کنیزون مین جادوگرنیون مین صدائے الامان الامان بلند ہوئی سبھون نے دست بستہ آواز دی ملکۂ عالم جیسے آپ کی نانی کے ملازم تھے اب آپ کے تابعدار ہین ہم غریبون کو بچایئے نور الدہر نے ہاتھ روک لیا ملکہ شگوفہ کو بھی منع کیا سب دوڑ کر قدمون پر گرین خوشی سے مطیع الاسلام ہوئین اب ملکہ شگوفہ مع کنیزان ماہ رخسار اور مع ملازمان ہوشنگ جادو بارہ سو جادوگرنیان اس باغ مین جمع ہوئین باغ مین پھر بہار آئی چہرہ ملکہ شگوفہ کا مثل گل شگفتہ ہوا ملکہ شاہزادے کو ساتھ لیکر خوشی خوشی بارہ دری مین آئی سب کی زخم وری ہوئی پٹیان مرہم کی چڑھ گئین شمشاد وزیرزادی منظور نظر شبرنگ بن عمرو نے بتعجیل تمام صحبت عیش ونشاط آراستہ کی شاہزادہ مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوا ایک طرف ملکہ شگوفہ جادو آکر بیٹھی شمشاد نے شبرنگ سے کہا نگوڑے اب تو کوئی غزل سنا شبرنگ بن عمرو نے کہا جان جہان جب شب کو ہم تم تنہا ہونگے غزل ٹھمریان بڑے بڑے راگ سنائینگے شمشاد نے ایک دوہتڑ مارا کہ سنو سے پھر مجھسے ایسی باتین شروع کین مین پھر تجھ سے کبھی بات نکرنگی اب تو خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا دور دل کا رنج وملال کیا شبرنگ بن عمرو نے کہنے سے شمشاد کے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

دل نے جو کرم کی اک نظر کی
دل چپ ہی کہ مین کہون کدھر کی
جیتے ہی سے اسنے ہاتھ اٹھایا
اللہ ری کمی تری نظر کی
احسان ہے آہ نیم شب کا
تم بھولے ہو راہ اپنے گھر کی
سنتے نہین کوئی کچھ سنائے

مالک ہوئی آنکھ خشک وتر کی
کیون راہ بتادی انکے گھر کی
خوبی یہ دعاؤن کے اثر کی
کھوئے گئے بے ہوش ہوکر
تصویر کھنچی ہے اس کمر کی
ناصح یہ خدا کرے کسی شب
کانون کو لگی ہے لو کدھر کی

باتین نہین یان ادھر ادھر کی
کچھ کہتی ہے چال نامہ بر کی
کچھ آنکھ مین ہم تری نہ ٹھہرے
یہ بے خبری تری خبر کی
کھوئے ہوئے سے ملے ہو مجکو
آجائے بلا ادھر ادھر کی
کیون سوتی نہ صبح وصل تقدیر

جاگی ہوئی تھی یہ رات بھر کی
دیکھے کہ مرے جگر کو کیا غم
شاگرد ہی چشم فتنہ گر کی
آنسو تو کوئی نکالنے دو
کیا لی ہی خبر دل و جگر کی
دیکھا تھا مری تڑپ کو تمنے
یون موت لکھی تھی نامہ بر کی
الفت مین خدا و بت کے ہو تی
رکھتے ہی قدم زمین سر کی
بگڑے شب وصل ہی یہ ایسے
دی اُنھین آپ ہی خبر کی

ای چرخ تھمی نہ گردش بخت
اوجھڑ نہ رکے گی اُس سپر کی
جس قصہ سے چاہو پوچھ تک آؤ
حسرت یہ نہین ہی چشم تر کی
رکھی ہی جو کچھ بھی غیرت ای آہ
کچھ بڑھ گئین شوخیان نظر کی
حور اور ہمین ملے نہ زاہد
خالق ہی وہ خیر کی بشر کی
بچاکین بند ہو کے ای آنکھ
تھی شام سے آرزو سحر کی
گرمی ہی جلال کی تپش مین

ہی یاد کچھ اپنے ہمسفر کی
شوخی کرے کیون گردش دہر
چتون نہ چھپے گی خیر و شر کی
ای درد تر قربان ہون تیری
شرمندہ نہ ہو جیو اثر کی
خط دینے گیا تھا اُنکو دی جان
لونڈی ہی بلاکشون کے گھر کی
کیا کھینچتی ہی یار کی گلی دور
صورت کسی بیوفا کے در کی
قاصد بھی گیا تو بیخودی کو
تپتی ہوئی ٹھیک دوپہر کی

مگر شمشاد وزیر زادی سنے ہٹ کر جو دیکھا ملکہ شگوفہ جادو کے ہچکی لگی ہوئی ہی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان سے اشارہ کیا ملکہ کا تمام حال اور دو چند ہو گیا ہائے خدا ذرا سمجھائیے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان سنے دل اپنے دامن سے اشارہ ملکہ شگوفہ کے پاس کیے فرمایا کیون ملکہ خیر ہی شمشاد بھی ملکہ کی بلائین لینے لگی کہا ملکہ کا نہ سنیے ملکہ نے کہا بی شمشاد شگوفہ کا سنے کی بڑی ہی ہمارے کلیجہ پر چھری پھر رہی ہی ای شہریار خدا کے واسطے اس جلسہ وغیرہ کو آگ لگائیے جلدی تخت پر سوار ہو بیٹھے ہم آپ سب ملکر یہان سے نکل چلین ورنہ دم بھر مین قیامت برپا ہوا چاہتی ہی ہوشنگ کا مارا جانا کچھ اچھا نہوا جمشید جادو کے دربار مین ایسے ایسے سردار بلاے روزگار ہزارون ہین یہ خبر مخفی نہ رہیگی وہ بادشاہ طلسم ہی معلوم ہو جائیگا کسی ساحر زبردست کو روانہ کریگا فوراً ہمکو اور آپ کو گرفتار کر لیجائیگا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا کہ ملکہ مین تو یہان سے قدم نہ ہٹاؤنگا اب تو شب ہو گئی ہی صبح کو راستہ بتا دینا مین خود یکہ و تنہا دربار جمشید مین جاؤنگا ایک یار صادق محب وافق وہان قید ہی اُسکے واسطے دل تڑپ رہا ہی اگر اُسکی تدبیر نہ کرون تمکو کیا امید ہوگی میرے واسطے

اُسنے اپنے کو بلا میں پھنسایا اٹھارہ سو ملک کی سلطنت پر لات ماری اسکا مبتلائے بلا ہونا یہ
چھریاں چل رہی ہیں ہڈیاں آتش فراق سے جل رہی ہیں ملکہ نے پوچھا وہ کون صاحب ہیں
شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی ملکہ مخمور سرخ چشم کا
ذکر اسطور سے کیا کہ اہالیان صحبت رونے لگے طرز کلام سے ملکہ شگوفہ کو صاف ثابت ہوا کہ
ملکہ مخمور سرخ چشم پر بمدت مدید سے عاشق ہیں اُسکا فراق ایذر شاق ہے دیدہ و دل اُسکے
جمال کا مشتاق ہے بس بے اختیار سر جھکا کر دل سے کہتی ہے اے شگوفہ یہ کیا ستم ہوا اب قلب
ناصبور پر ہجوم رنج و الم ہوا یہ جوان شیر صولت رستم ہیبت ملکہ مخمور سرخ چشم کے عشق میں
مبتلا ہے فی الحقیقت وہ حسن و جمال میں یکتا ہے دیکھیے پھر کیا گذرتی ہے یہ جو خیال کیا چشمۂ چشم سے
قلزم محیط موجزن ہوا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے اشکوں کو دامن سے پاک
کیا کہا ملکہ رونا بیکار ہے اس مقدمہ میں تمکو ناحق اسرار ہے ہم لوگ پابند وقت ہیں جس سے جو عہد
کیا تا مرگ یاد رکھیں گے تمکو کسی حال میں نہ بھولینگے اُسکا رتبہ تُمکے ساتھ ہے تمنے بھی جان بخشی
کی ہے زندگی بھر اس احسان کو نہ فراموش کرینگے اگر حیات مستعار باقی ہے بعد فتح طلسم جمشید
تمسے آکر ملیں گے بعنایت باغبان قضا و قدر پھر نخل تمنا بارور دیکھیں گے مگر میں کسی طرح رُک نہیں سکتا
طلسم جمشید میں بخدا ضرور جاؤنگا ہاں تم اسی مقام پر بسر کرو یا نامہ لکھدوں میرے لشکر میں
چلی جاؤ وہاں میرے جد عالی تبار عم نامدار سرداران ذیوقار موجود ہیں سب تمکو آنکھوں پر
بٹھائینگے بلکہ تمھارے جانے سے اور فرزندان صاحبقران بھی میری تلاش میں آئیں گے
ملکہ نے دونوں ہاتھوں سے منھ پیٹ لیا کہا کیوں حضور نے آپکی محبت میں گھر بار تج دیا
نانی کو قتل کیا اُسکا انجام یہی ہے کہ آپ تو اتنے بڑے مقام پر جائیں ہم اپنی جان بچائیں ہمتو آپکو
یہاں سے نہ جانے دینگے یا ہمکو اپنے ساتھ لشکر میں اپنے لے چلیے وہاں ہمکو چھوڑ کر پھر آپکو
اختیار ہے یا اپنے دست زبردست سے ایک ہاتھ لگا دیجیے اس کشاکش سے چھوٹ جائیں
قبر میں پاؤں پھیلا کے چین سے سوئیں آرام پائیں شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
نے کہا واہ ملکہ یہ روسیاہ جاکر بھائی بھتیجوں کو دکھاؤں علاوہ مخمور سرخ چشم کے
قوت بازو میرے بلکہ عاشق صادق صف شکن و صفدر طہماس بن عقوبیل دیوپرور بھی

یقین ہی کہ اسی طلسم مین قید ہون جب دادا جان سنینگے کہ اپنے سردار کو قید کراکے چلا آیا منھ کو نہ دیکھینگے نظرون سے گرا دینگے اسی دربار مین ایک یہ اژدہام ہی جاہ و شوکت مین بے نظیر صاحب سیر و شمشیر سرکردہ بہادران شاہزادہ ایرج نوجوان وہ طعن و تشنیع کریگا دربار مین بیٹھنا مشکل ہوگا مین بجد اطلسم جمشید مین جاؤنگا خدا چاہیگا تو فتح کرکے پلٹونگا جب شاہزادے نے قسم کھائی اور دریا دلی ملکہ مخمور کے یہ غزل زبان پر جاری ہوئی غزل

راز الفت نہ کریگا کبھی افشا عاشق ۔ اپنے معشوق کو کرتے نہین رسوا عاشق

اُس گلِ حسن کو دل دیکے مین بلبل ہاؤنگا ۔ دیکھتے ہین ثمر نخل تمنا عاشق

عشق جب اپنا جتاتا ہون تو فرماتے ہین ۔ اِس زمانہ مین نہین کوئی کسی کا عاشق

سیر منظور ہو گر آپ کو جانبازی کی ۔ ابھی سر کاٹ کے دکھلا دین تماشا عاشق

رو کے کس ناز سے کہتے ہین جنازہ پہ مرے ۔ اُٹھ گیا آج زمانے سے ہمارا عاشق

دل ہی مجھ مست کا دیوانۂ چشم ساقی ۔ اِس خرابات مین ہی جام پہ مینا عاشق

یاد کاکل مین شب ہجر بسر ہو کیونکر ۔ تیرہ روزی پہ مری ہی شب یلدا عاشق

جام سان چور رہا کرتی ہی مستی مین مدام ۔ جام ساقی پہ ہی کیا نشۂ صہبا عاشق

حال موسیٰ کا نہین آنکھ سے دیکھا شاید ۔ کسکے دیدار کا کرتے ہین تقاضا عاشق

جان پا جاتا ہی دو باتون مین ہر دل مردہ ۔ اِس تکلم پہ ہی اعجاز مسیحا عاشق

تیرے بازار محبت کا نرالا ہی چلن ۔ مول یان لیتے ہین سر بیچ کے سودا عاشق

ہمسے مفلس کے گئے ہاتھ تو دکھلا دین مزا ۔ مالدارون پہ عبث ہی زن دنیا عاشق

طوطی گلشن اعجاز ہی تیرا خط لب ۔ ہمتہ کیا دیکھین تو ہون خضر و مسیحا عاشق

شہزنگ نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ ملکہ اب کچھ نہ کہو یہ جو زبان سے کہتے ہین وہی کرینگے ملکہ نے کہا بہیا واہ تم بھی مجھی سے کہتے ہو للہ شاہزادے کو سمجھاؤ شہزنگ نے کہا ملکہ مین انکے ساتھ کھیل کر جوان ہوا سایہ دامن دولت مین پرورش پائی مزاج سے بخوبی آگاہ ہون کیا سمجھاؤن اُسوقت شمشاد نے ملکہ کے چشمکی کی اشارے سے کہا ذرا الگ چلیے مجھے کچھ عرض کرنا ہی ملکہ فوراً اُٹھکر ساتھ شمشاد کے دوسرے کمرے مین آئی شمشاد نے کہا آپ کیون اپنے زبان

لڑاتی ہین مین نے تدبیر کرلی ہے نہ گھبرائیے چلکر رقص شروع کرائیے کچھ حیلہ کرکے لوح محفوظ انکے گلے سے اُتروا لیجیے رومال مین لپیٹ کر اپنے پاس رکھیے چپکے چپکے سحر کرکے سردار دیا دونون کو بیہوش کیجیے تخت پر ڈال کر نکل چلیے جب سرحد طلسم سے نکل جائینگے انکو ہوشیار کیجیے گا آپ کا کیا کرینگے لکڑی کے چور کو کوئی کتاری سے نہین مارتا تھکین گے غل مچا ئینگے آخر اپنے لشکر مین چلنا قبول کرینگے ملکہ کو یہ صلاح پسند آئی شمشاد کو گلے لگا لیا کہا کیا معقول بات کہی اب شاہزادی اور وزیرزادی دونون ہنستی ہوئین آکر مسند پر بیٹھین کہا کانیون کو بلاؤ نورالدہر سے کہا ای شہریار جو آپ کہین گے وہی کرین گے کل صبح کو آپ طرف طلسم جمشید کے جائیے گا ہم اسی باغ مین رہینگے جب آپ طلسم فتح کرکے آئیے گا آپ کے ساتھ ہوین گے مگر لوح محفوظ گلے سے اُتار ڈالیے دیجیے رومال مین لپیٹ کر رکھ لین نورالدہر نے فوراً گلے سے اُتار کر ملکہ کو دیدی ملکہ نے رومال مین لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لی چپکے چپکے سحر کیا نورالدہر اور شبرنگ بیہوش ہوئے بس اسی وقت فوراً چند تخت سحر تیار کیے ایک پر نورالدہر اور شبرنگ کو ڈال لیا باقی تختون پر کنیزون کو سوار کیا جو اسباب لائق اُٹھانے کے تھا لے لیا باقی وہین چھوڑا مع بارہ سو جادوگرنیون کے تخت اُڑاتی ہوئی ایک جانب روانہ ہوئی انکو راہ مین چھوڑ دیے

دو کلمہ داستان لشکر اسلام کے آنا ر کان کوہی برادر فولاد شکن اور زخمی ہونا ایرج نوجوان کا اور مرکب کا نکال لیجانا زمرداری مین طرف صحرا کے اور پھر قید ہونا ایک ساحرہ کے ہاتھ سے اور آکر رہا کرنا ملکہ ترلان شیرزن کا ایرج نوجوان کو اور جانا ایرج کا بھی طرف طلسم جمشید کے ساقی نامہ

لا جلد پلا کہ بہر ہی ساقی
نہ رند ہین اب نہ جمگھٹا ہی
آرائش میکدہ ذرا کر
ساغر بھر بھر کے اب پلا ئین
گلشن مین نئی بہار آئے

جو کچھ ہو شراب باقی ساقی
کیون جام و سبو الگ پڑا ہین
رکھ شیشہ مین می تو بھر برابر
وہ بادہ پلا خمار ہو اب
غنچہ ہر ایک مسکرائے

سُونا تر اکیون یہ میکدہ ہی
کیون نہ ادھر اُدھر بکھرا ہین
آواز دے میفروش آئین
پان خون کا آبشار ہو اب
اب تو بھی ادا مین ای صبا کر

خنداں ہوں گل ہی کھل کھلا کر
آگے ہر وہ داستان رنگین
ہیں جس مین شگفتہ سب مضامین

احوال طلسم اب بیاں ہی
خامہ مرا جنگ کر رہا ہی
ہو کوئی رہا تو قصہ کوئی

جیسا کوئی ہو صحیفہ کوئی
ہو طرح قمر کو آج جودت
ہو روح یہ آفتاب شوکت

شہسواران عرصۂ جانبازی و یکہ تازان معرکۂ سرفرازی توسنِ کلک کو میدان جنگ طلسم مین یون جولان کرتے ہین بیت مورخ جو ہین دہر مین باخبر یہ وہ دیتے ہین اس داستان کی خبر جبکہ فولاد فولاد شکن ہاتھ سے ایرج تیغ زن کے واصل جہنم ہوا ہمراہ ملکہ حسن عذار صنوبر قد ایرج نوجوان کا عقد ہوا گوہر مراد حاصل کیا اُسکے بطن سے ایک شاہزادہ شیردل پیدا ہوگا کہ ذکر اُسکا انشاء اللہ تعالے ثمرۂ حیات نورتن نامہ مین تحریر ہوگا زلزلہ قاف ثانی سلیمان ثانی نور الدہر بن بدیع الزمان متردد ہین کہ نہین معلوم اُس شیر بیشۂ جرأت پر کیا گذری بابا کر خواجہ کون سے پوچھا عرض کی اے شہریار عنایت سے پروردگار کی خانۂ حیات تو معمور ہی شکل فرح تو ظاہر ہی صاحبقران اس ذکر مین تھے کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ ارکان کوہی بدعوی خون فولاد فولاد شکن اپنے ملک سے لشکر لیتا ہین آج جو ہمیشہ طبل جنگی ہوا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ معرکہ آرا نبرد ہو صاحبقران نے فرمایا کہ وہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان طبل سکندری پر چوب پڑی سرداران نامی و پہلوانان گرامی و غازیان وشید ار و مجاہدان ہوش شعار کو معلوم ہوا کہ کل لشکر لقا سے جنگ ہی لشکر ظفر اثر مین تیاری ہونے لگی چار پہر رات گذری وہ وقت آیا کہ شہنشاہ انجم سپاہ نے شکست کھائی خسرو خاور راصد کر و فر با فوج و حشم ضیا شعاع لیکر تخت فلک نیلی پر جلوہ افروز ہوا لشکر جانبین کے میدانِ کارزار مین آکر ٹھہرے بعد صفوف آرائی ارکان کوہی قریب تخت لقا حاضر ہوا عرض کی یا خداوند شعلہ قتل برادر کلیجہ مین بھڑک رہا ہی فولاد فولاد شکن وہ پہلوان تھا کہ جسکے ہیبت شمشیر سے سرداران زبردست تھراتے تھے اگر صحرا مین جاکر نعرہ کرتا تھا شیر دن کو غش آتے تھے نہین معلوم کیا آفت پڑی وہ اس طرح قتل ہوگیا یا تو کسی مجمع مین پھنسا ہوگا یا مسلمانون نے از روے بلوہ مارا ہوگا بختیارک نے کہا اے ارکان ہمکو بھی یقین ہی کہ رکن اعظم کوہستان گر گیا مگر مسلمانون کا یہ دستور نہین ہی کہ ایک سے دو ملکر مقابلہ کرین وہ تو اپنے خویش کے ہاتھ

مارے گئے بموجب مثل کردنی خویش آمدنی پیش ✦ ارکان تو سارا حال سن چکا ہی کہا اے ملک جی ان باتون سے کیا فائدہ ہو میرے بھائی کے قاتل کا نام بتایئے پھر تماشا دیکھیے آج میدان مین اُسکو قتل کرون پھر یکہ و تنہا لشکر مین مسلمانون کے گھس جاؤنگا اُس گیسو بریدہ کی چوٹی پکڑکر کھینچتا ہوا لاؤنگا بختیارک نے کہا آپ کو اختیار ہی سمجھانا ہمارا کام ہی اُنکا ایرج نوجوان نام ہی اور شوم دست لقب ہی اپنے چھوٹے سے مقابلہ کرنا کیا فرد ہی وہ پرورش کردہ ہمارے شہنشاہ اوج وماہ فلک خنجر گذاری کا ہی ارکان نے کہا اب مجکو آپ ذرا دیجیے مین اُس جوان کو ضرور قتل کرونگا یہ بھی سن چکا ہون کہ قدرت کا نواسا ہی مگر ملک جی یہ تیغ خونخوار اُسکے خون کا پیاسا ہی بختیارک نے سر جھکایا چپکے سے کہا اُنکی قضا آچکی موت سر پر کھیل رہی ہی لقا نے کہا ای پہلوان دوران ہمکو اپنے یہ قدرت کے سپرد کیا ارکان کو ہی گیند سے کو اڑاکر چلا بختیارک کہ رہا ہی یا خداوند یہ اسی تمہ شمشیر آبدار ایرج شیردل ہوگا نخل لغض و حسد سے ثمر اسکو حاصل ہوگا اور جو سردار قریب کھڑے تھے صاحبان عقل وفطرت اُنھون نے کہا صاحبو تمام عبرت ہی مثل فولاد فولاد شکن یہ بھی بہت غرور کرتا ہی سنگ بیداد چشم زدن مین ایسے صاحبان نخوت کا سر چور کرتا ہی فولاد بھی اسی غرور مین مارا گیا یاد رہے دنیا مقام عبرت ہی محل راحت نہین ہی کیسے کیسے صاحبان شوکت خاک مین مل گئے سکندر ودارا و کیقباد کیا ہوئے

نظم

عجب نادان ہین جنکو ہی عجب تاج سلطانی
فلک بال ہما کو پل مین دیتا ہی مگس رانی

نہین معلوم اُسنے خاک مین کیا کیا ملا دیکھا
کہ چشم نقش پاسے تا عدم نکلی نہ حیرانی

ہماری آہ دل تیرا نہ زمانے تو یا قسمت
دگر نہ دیکھ آئینہ کہ پتھر ہوگئے پانی

تری زلفون سے اپنی روسیاہی کہ نہین سکتا
کہ ہی جمعیت خاطر مجھے اُنکی پریشانی

زمانے مین نہین کھلتا ہی کار بستہ حیران ہون
گرہ غنچہ کی کھولے ہی صبا کیونکر باسانی

جنون کے ہاتھ سے سرتا قدم کا ہیدہ رہتا ہون
کہ اعضا دیدہ زنجیر کی کرتے ہین نگرانی

نہ رکھا جگ مین رسم دوستی اندوہ روزی نے
مگر زانو سے اب باقی رہا ہی ربط پیشانی

خدا کیواسطے باز آ تو اب ملنے سے خوبان کے
نہین ہی اِسنے ہرگز فائدہ غیر از پشیمانی

ہر شخص کو غرور ارکان کا ناگوار ہوا مگر ارکان گینڈ بکو یکا کے میدان مین آیا فنون سپہ گری دکھلا کر آواز دی کمان ہی قاتل میرے بھائی فولاد فولاد شکن کا یہ کلمہ زبان سے ارکان کے ہنوز ناتمام تھا کہ ایرج نوجوان نے صف سے مرکب نکالا قریب تخت شہنشاہی آکر اجازت خواہ ہوا جام کا عفریت مرحمت ہوا ایرج نوجوان نے جام شربت جرأت نوش فرما کر پشت مرکب کرہ بن اشقر پر سوار ہوا گھوڑا طرارہ بھر کر چلا کوہ سرین کو کفل تحقیقی غنچہ گل سنبل

پیچان کاکل دوردو خوبیان سوسو تعلم

زیر ران ہی جو ترے رخش فلک سیر شہا — ہی وہ محبوب کہ جسے کہیے نہایت اجمل
شکل کیا اسکی بتاؤن کہ بسے شوخی سے — دائرے بیچ مقدر کے نہین پڑتی کل
اسکی سرچوٹی کا مین حسن کہون کیا جسکے — زلف معشوق نے دیکھے سے کلیجا و سیل
بڑھ کر ودگام سے ماہر ہی کچھ اسکی رفتار — ہی چھلاوے کی طرح چال مین اسکی چھل بل
جست و خیز اسکی بیان کیجیے گر پیش حکیم — اعتقادات حکیمانہ مین آجائے خلل
اسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ — نسبت اسکی فرس ایسا کہ جسے کہیے اجل

ارکان کوہی نے جو اس شہسوار عالی وقار کو بعد صولت و شوکت آتے ہوئے دیکھا نا تش شعلہ رخسار سے جل گیا غصہ مین قلب سے دھوان نکلا اس خیال سے کہ اسنے میرے بھائی کو مار ڈالا بھتیجی کو نکال لے گیا اس ظالم کے سبب سے بدنام ہوئے تکاور کا بھی قصد نہ کیا بڑھ کر نیزہ مارا ایرج نوجوان نے جو خلاف قاعدہ دیکھا نعرہ شیرانہ کر کے نیزے کو توڑ ڈالا اسنے غصہ مین ہاتھ تلوار کا لگایا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا کرہ بن اشقر کو بڑھایا منظور یہ ہی کہ زیر بغل جا کر تلوار چھین لون کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھاؤن مگر اتفاق قضا و قدر گھوڑے نے سکندری کھائی سپر سر سے ہٹی ضرب مین خود سر سے گرا تیغہ ارکان کوہی کا چل گیا سر پر شاہزادے کے زخم کاری آیا غصہ مین گھوڑے کو سنبھالا تیغہ دو دمہ سکندری کو کھینچا زخم سر بائین ہاتھ سے تھا نبالیت کے ہاتھ مارا ارکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مثل برق کے تیغہ گلا سپر کے دو ٹکڑے دیکھنے والون نے دیکھا یا تو برق شمشیر تہہ سپر پر چلی تھی یا زیر سنگ پہونچی زمین سے گرد اڑی ارکان کوہی بیچ گینڈے چار ٹکڑے ہوئے انکے افسرون نے

گریبان چاک کیے دینا لینا کہکر دوڑ پڑے بختیارک نے بھی منع کیا کہ یارو کیون روتے ہو مغلوبہ کا سامان نہ کرو آقا تمہارا ایک تھا اتنو وہ ہوگئے مگر انھون نے نہ مانا ایرج نوجوان کو دو لاکھ کو ہیون نے گھیر لیا ادھر سے صاحبقران و سرداران ایرج نوجوان نعرے کرکے آگے بڑھے مگر زخم ایرج کا کاری تھا ضبط نہ ہوسکا غش آنے لگا مغلوبہ مین لڑتے لڑتے تلوار نیام مین کی باگ گردن مرکب مین حائل کیے گھوڑے نے ملک کو شکست پایا میدان جنگ سے لے نکلا بختیارک نے طبل امان بجوا دیا صاحبقران جب پلٹ کر قریب بارگاہ پہونچے جوابر بن عمرو نے بڑھ کر عرض کی اے شہریار ایرج کو زخمداری مین گھوڑا نکال لے گیا صاحبقران کو انتہا کا ملال ہوا شتر سوار سانڈنی سوار برائے تلاش روانہ کیے مگر شاپور شیر دل بدحواس ہو کر اپنے آقا کی تلاش مین چلا مگر مرکب ایرج نوجوان کو عالم غش مین لیے ہوئے ایک صحرا مین پہونچا مرکب نے جھیل پر پانی پیا بدن کو جنبش دی وہ ماہ اوج صاحبقرانی زین سے بروے زمین گرا مرکب بوجہ محبت گرد پھر رہا ہے کبھی زبان سے زخم چاٹتا ہے کہ آقا ہوش مین آجائے مگر یہ بیہوش وہ مدہوش مین قضائے کار افلاک کوہی واسطے شکار کے صحرا مین آیا اسکے ملازمون نے دور سے دیکھا کہ ایک ماہ تابان دریائے خون مین نہایا ہوا زمین پر پڑا ہے افلاک کوہی سے کہا وہ گھوڑا بڑھا کر زیر نخل آیا دیکھا کہ قبضہ ہاتھ مین سرزخمی مگر لاکھون روپے کا جواہر خوات پر آراستہ و پیراستہ افلاک کوہی کو نہایت ناگوار ہوا کہا یہ جوان کوئی تاجر ہے قزاقون نے قصد لوٹنے کا کیا مگر یہ جوان خوب لڑا اسکو اٹھا لے چلو جب اسکو ہوش آئیگا پتہ نشان پوچھ کر قزاقون کو گرفتار کرونگا شہزادے کو اٹھوایا مرکب کو ساتھ لے لیا اپنے قلعہ افلاکیہ مین آیا ایک مکان عمدہ نہایت معقول فرش و شیشہ آلات سے آراستہ اسمین لا کر ایرج کو چھپر کھٹ مین لٹایا جراح بلایا زخمدوزی کرا کر پٹیان مرہم کی چڑھائین بعد دو پہر کے شاہزادے کو ہوش آیا سرہانے اپنے ایک پہلوان کو پایا پوچھا یہ کون مقام ہے افلاک کوہی نے کہا اے جوان تیرا مرکب بھی موجود ہے سلاح بھی حاضر ہے مین نے جنگل مین آپ کو زخمی پایا قلعہ مین اٹھا لایا کہان تلوار چلی کس کے ہاتھ سے زخم کھایا یا راہ مین قزاقون نے گھیرا تھا ایرج نوجوان سے ضبط نہ ہوسکا کہا قزاقون کی کیا تاب تھی

کر چوہے سے آنکھ ملاتے مگر ارکان کوہی بھائی فولاد فولاد شکن کا لقا کی مدد کو آیا تھا مقابلہ پڑا
اُسنے ہاتھ مارا مین زخمی ہوا اُسکی قضا تھی میرے ہاتھ سے مارا گیا زمرد اسی نے اپنا گھوڑا اسطرف
نکال لایا افلاک کوہی کو سناٹا آ گیا یہ کوہی سب جیسین ایک ہین یہ بھی ارکان کوہی و فولاد
فولاد شکن و سلیمان عنبرین ہوئے کوہی کا عزیز داماد ہی حیران ہی کہ اب مین کیا کرون اگر گرفتار
کرون تو جرأت مین فرق آتا ہی اگر رہنے دون باعث بدنامی اہل برادری کے خلاف ہوگا مگر
چونکہ بہادری خیال مین آیا کہ جری کے ساتھ برائی کرنا ایسے وقت مین سراسر خلاف ہی مگر جب
صحت پا جائیگا اپنے لشکر کو چلا جائیگا لشکر مین حمزہ کے مجمع بہادران ہی اُس پر تیرا نیران مین
نابدولت کا بھی ذکر آئیگا یہ سوچ کر کچھ نہ کہا جواب دیا کہ ٹھہرو لڑائی مین یہی ہوتا ہی جب یہ
تندرست ہوگا خدمت شاہزادے سے کے چھوڑ سے آپ دربار مین آ کر بیٹھ رفقا سے کہا ہی یارو تم
سمجھے یہ جوان نبیرہ صاحبقران قاتل فولاد فولاد شکن و ارکان کوہی ہی غیرت ایرج نوجوان
نام تھا کا دلیر ہی بھائیو مین اسکی دل و جان سے خاطر کرونگا بلکہ اگر امتحان پر راضی ہوگا
نیچہ وغیرہ مین امتحان کر کے خداوند لقا کو سجدہ کراؤنگا اور قصد یہ ہی کہ اسکو مطیع کر کے
بادشاہ کرون خود سپہ سالار بنون سب جواب دیتے ہین حضرت مناسب ہی اس صورت
مین آپ کا بڑا نام ہوگا یہ باتین کر رہا تھا کہ خدمتگار نے بڑھ کر عرض کی جلد تخلیہ کیجیے ملکہ
شوخ چشم جادو تشریف لاتی ہین افلاک کوہی گھبرایا جلد تخلیہ کیا شوخ چشم جادو کو بالاے
سے ملکہ شوخ چشم جادو سے اور افلاک کوہی سے آشنائی ہی ہمیشہ آتی جاتی ہی آکر پہلو مین
افلاک کوہی سے ہنسی کی باتین ہونے لگین دو دو جام شراب کے پیے مگر افلاک کوہی کو جرأت
پر ایرج کی ایک محبت ہو گئی تھی دل سے کہتا ہی کہ اس جوان نے کچھ خوف نہ کیا مفصل اپنا
حال بتا دیا اپنے شہر کیکو سمجھے ہین لہذا تھوڑی دیر پہلو مین شوخ چشم کے بیٹھا ہی یہ کہکر چلا جاتا ہی
ابھی مین آتا ہوں وہان جا کر ایرج کے زخم وغیرہ کو دیکھکر پھر چلا آتا ہی شوخ چشم نے پوچھا
اے افلاک آج تو متوحش کیون ہی بدحواس جاتا ہی پھر آتا ہی افلاک نے کہا اے جان جہان کیا
کہوں عجب طرح کے تردد مین ہوں نبیرہ صاحبقران ایرج نوجوان زخمی ہو کر میرے حوالی
مین آیا مین اُسکو سوداگر جان کر اُٹھا لایا زخم دوزی کی قصر عالی مین جگہ دی جب وہ ہوشیار

ہوا مین نے نام پوچھا الیاس بہادر ہو کر اُسنے صاف نام اپنا تبلا دیا کئی بھائی میرے اُسکے ہاتھ سے
قتل ہوے ہین اب اگر اُسکو آزار پہونچاتا ہون تو زمرۂ مردانِ عالم سے نکلا جاتا ہون اگر وہ یا
خدمت کرون سلیمان عنبرین موے کو ہی کو خبر پہونچے وہ برادری مین حقہ پانی بند کرا دے
اب مین نے یہ سوچا جب صحت پائیگا کچھ لوگ ساتھ کر کے اُسکے لشکر مین پہونچوا دونگی یہ سنکر
شوخ چشم کو غصہ آیا کانپنے لگی کہا او ظالم دشمن خداوند لقا کو تو نے اپنے گھر مین جگہ دی ہی
علاوہ اسکے افراسیاب کا دشمن ہی واسطے ساحرون کے رہزن ہی طلسم آئینہ اسی ظالم نے
درہم وبرہم کیا جسر وزا سنے طلسم آئینہ فتح کر کے ملکہ آئینہ جادو کو مارا ہی طلسم آئینہ کی تباہی
کھل گئی ہر ساحرہ کو حیرت تھی یہ جوان فخر سکندر روزانہ بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہی
اُسی دن سے تباہ ہون خاص سکونت میری طلسم آئینہ مین تھی جلد اسکی مشکین باندھکر میرے
سامنے لا مین خدمت مین شہنشاہ ہوش ربا کی روانہ کرون از سر نو کسی ملک مین جا کر آباد
ہون سلطنت ملے پریشانی دفع ہو یہ سنکر افلاک کو ہی گھبرا گیا اور کہا او ملکہ عالم الیاس کا
زبان سے نہ کہو ای شوخ چشم مجھے اُسکی صاف گوئی پر محبت ہوگئی بے دیکھے اُسکے چین
نہین پڑتا جوان خوشرو صاف گو صاحب سطوت وصولت اُسکے آنے سے میرا گھر روشن
ہوگیا کچھ اُسکے زخم بہ اندمال پہونچے ہین دو چار دن مین اُسکا امتحان کرونگا وہ بڑا منصف
مزاج ہی اگر زیر ہوگا تو ضرور خداوند لقا کو سجدہ کریگا اور اگر مجھ پر غالب آیا تو مین بھی بہت
اُسکی اطاعت کرونگا غلام حلقہ بگوش ہونگا شوخ چشم نے کہا کہ اب تیری قضا آئی بس
اسی مین بہتر ہی کہ اُٹھ اور مشکین باندھکر میرے سامنے لا اور جو تامل کیا تو قسم ہے سامری کی
قیامت برپا کرونگی میرے روبرو کہتا ہی کہ مسلمان کی اطاعت کرونگا افلاک کو ہی نے کہا
ای شوخ چشم جہان اُسکا پسینہ گریگا مین اپنا خون گراؤنگا مین اپنے گھر مین اُسکی ذلت نہ
گوارا کرونگا بڑا خداوند لقا کا پاس ہی جا دکھنا رہ جا کے لاؤ بڑے بڑے جادوگریان افراسیاب
کے یہان سے آئے ہیتم کندہ ننوئی کتے کی موت مارے گئے شوخ چشم غصہ مین آ کر اُٹھنے لگی
افلاک نے کہا کیون کہان چلین شوخ چشم نے کہا مُردُوے تو تو دیوانہ ہوا ہی سودائی ہی
بیہودہ بکتا ہی مین تجھے ہمیشہ بیوقوف جانتی رہی تیری بات کا کیا اعتبار ہی مین جا کے ابھی اُسکی

مشکین باندھے لاتی ہون تو اس بات مین دخل نہ دے اگر وہ تجھ سے فریاد کرے کہنا تھا
طلسم آئینہ مین انکے عزیزون کو مارا یہ تمکو پکڑے لیے جاتی ہے مین کیا کرون افلاک نے کہا
کہ ملکہ پہلے مجکو قتل کرے تب وہان جانا خبردار میرے مہمان کو ہاتھ نہ لگانا شوخ چشم اٹھی
افلاک تو قریب بیٹھا تھا تیغہ کھینچکر ہاتھ مارا شوخ چشم کے سر پر پڑا سر زخمی ہوا اگر سحر کرکے جست
نہ کرے تو دو ہی پرکالے ہوتے شوخ چشم غلطک مارنے لگی جا گری اُٹھتے اُٹھتے آواز دی
دو ہوئے مونڈھی کاٹے تیرے ہاتھ کاٹون تجکو اندھیری گور مین سلاؤن ارے ہی ڈالا ہوتا افلاک
تلوار ٹیک کے اُٹھنے لگا شوخ چشم نے چار دانے ماش کے مارے افلاک لڑکھڑا کر گرا ہاتھ
پانوں بیکار ہوئے تیغہ ہاتھ سے چھوٹ گیا افلاک کو بیکار کرکے اب وہان سے نکلی یہان
ایرج نوجوان جس قصر مین ہے افلاک اپنے رفقا کو برائے خدمت ایرج نوجوان چھوڑ گیا ہے
وہ گرد ایرج کے بیٹھے ہوئے باتین کر رہے ہین ایرج لڑائی کا فولاد فولاد شکن سے
ذکر کر رہا ہے یکایک ہنگامہ اٹھا سامنے سے دیکھا ایک جادوگرنی سحر کرتی ہوئی آتی ہے کئی ہزار کو جلا
گرا دیا ایرج نے چاہا آگے بڑھون شوخ چشم نے چند دانے ماش کے کچھ پڑھ کے پھینک دیے
ایرج بھی گر پڑے اور رفیقان افلاک بیکار ہوئے تھے شوخ چشم نے انگارہ ڈال دیا صدہا کو
تو سے جلا دیا سب نے فریاد بلند کی ملکہ ہماری کیا خطا ہے امان مانگی اسنے مہلت دی آکر
ایرج و افلاک کو مع چار سو رفقا مسلسل و مطوق کرایا آپ لباس سرخ پہنکر تخت پر بیٹھی اراکین
سلطنت لرزان و ترسان خدمت مین شوخ چشم کے حاضر ہوئے شوخ چشم نے ایرج و
افلاک کو سامنے بلوایا افلاک سے کہا میرے تیرے مدت کی ملاقات ہے محبت ہے اس جوان سے
ہاتھ اٹھا مجکو رہا کر دون تیری سلطنت تجکو دون اسکو بھی قتل کر دون افلاک نے کہا او بےحیا مین نے
دل و جان سے اُسکی اطاعت کی پہلے مجکو قتل کر مین اس شیر دل کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑونگا اس جوان
کی محبت سے منہ نہ موڑونگا شوخ چشم نے انکو قیدخانہ مین بھیجا اپنی جادوگرنیون کو بلوایا ہزار
بارہ سو جادوگرنیان آکر گرد شوخ چشم کے جمع ہوئین اُنسے اسنے صلاح کی کہ مین ایرج
کو قتل کرون اور سر اسکا لیکر خدمت افراسیاب جادو جاؤن سب نے کہا حضور آپ کو
قتل کرنا ایسے جوان کا مناسب نہین ہے کوکب روشن ضمیر مسلمانون کا طرفدار ہے اور یہ جوان

ایک مرتبہ طلسم نور افشان میں گیا تھا شاہزادہ جہانگیر سے لڑا تھا ایسا ہو کہ کوکب کو خبر ہو جائے آپکا ستارہ گردش میں آئے کس بخت میں مختفی ہو جیئے گا بہتر یہ ہے کہ اس حال کی ایک عرضی بحضور افراسیاب روانہ کیجیے اسمیں یہی مضمون ہو کہ کسی ساحر زبردست کو یہاں بھیجئے جو اپنے دشمن کو لیجیے وہ جیسا مناسب جانیں سلوک کرینگے خواہ قتل کریں خواہ بخشیں یہ صلاح شوخ چشم کو بہت پسند آئی فوراً عرضی اسی مضمون کی لکھی کہا کوئی اس عرضی کو لے خدمت میں افراسیاب کے پہونچائے شعلہ جادو نام ایک کنیز مبارک کرانے عرضی لیکر روانہ ہوئی

دو کلمہ داستان گرفتار دام گیسو شہید خنجر ابرو اسیر زندان محن یعنی ملکہ بہار شمشیر زن بیان ہوتے ہیں

ناظرین پر واضح ہو کہ ملکہ بہار شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر عرصہ دراز سے ایرج نوجوان پر عاشق ہے یہ ان کو ہمیشہ یہی خیال قلب پر ہجوم غم و ملال عملداری میں ملکہ بہار شمشیر زن کی ایک مقام ہے بزرار دره اسکا نام ہے بہ بلے انتظام وہان آئین بہج جہان نگار جلوہ فرما ہوئین سامنے صحرا ہے سبزہ زار نوان دکھاتا صحرائے پرفضا طائران زمزمہ سرا کا جا بجا ہجوم چہچہا رسنے کی بلبل خوشنوا کی دھوم گل خودرو سے جنگل نمونہ گلشن لالہ کے جا بجا چراغ روشن نرگس مست نگران سنبل میں زلف محبوب کا سمان شمشاد قد معشوق کی کیفیت دکھاتا ہے جوش بہار سے اکڑا جاتا ہے قطعہ

لگیں ہیں قوت نشو و نما کی کیا تاثیر | کہ نکلا خال کے دانہ سے سبزۂ خط یار
چمن میں دیدۂ گل نادیدہ کرتی ہے | مزے اڑاتی ہے کیا چشم دوربین ہزار
ہزار شکر کہ پودوں سے آشیان چھایا | بست دنوں میں بر آئی مراد بلبل زار
بہار نے یہ عنادل سے زور گرمی کی | پہنا دیا ہے گاؤن کو لباس آتش کا
بفیض باد بہار اندنون ہے عالم میں | درخت آگ کا پیدا ہو گر پڑے جو شرار
بنے وہ فرط رطوبت سے موج شہر چمن | زمین باغ پہ رکھے وجو برہنہ تلوار
عجب نہیں ہے کہ دکھلانے کو بہار چمن | نسیم سبزۂ خوابیدہ کو کرے بیدار
جبتک سے کے غنچہ اگر مثل طفل نالان ہو | تو نکلے دودھ کی پستان سے شیر صبح بہار

بہار گلشنِ عالم ہی اسقدر دلکش
برنگ شبنم تر ہر ستارہ ہی سیار
کرن کے تار پہ یون آفتاب اتر آئے
کمند جیسے ہی ہر عنکبوت کے لیے تار
بنے ہین پھول کرن پھول سے برگ درخت
نہال قامت خوبان ہی صورتِ اشجار
پڑے جو رنگ گلِ تر کا عکس دریا مین
صدف مین دانۂ مرجان بنے دُرِ شہوار

ملکہ بران شمشیر زن نے جو گنبد جہان نما سے یہ جوش بہار صحراے سبزہ زار کا دیکھا آنکھون کے نیچے گل رخسار یار پھر گئے قد کی یاد مین صنوبر و شمشاد نظر سے گر گئے نرگسی آنکھون مین آنسو بھر آئے اب دل بیقرار کو قرار کہان آخر گھبرا کر ایک گوشہ مین آئی یاد مین اسیح نوجوان کی رونے لگی اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوے نظم

سونا پہلو بھی ہو گیا ہی
تڑپا کرین حال زار کب تک
بے صبر ہی جان عاشق زار
اک جان کو کھوئیے کہان تک
وابستۂ کار بیخودی ہون
بے حس یون ہون لباس تن مین
ناکامی سے وسوسہ پڑا ہی
اقبال نے جب سے منھ کو پھیرا
تبلاؤ کہ مین کہان ہون ای شوق

رغبت کسی چیز پر نہین ہی
ہو خواہش دید یار کب تک
آخر کچھ اسکی انتہا بھی
دو آنکھون سے روئیے کہان تک
مطلب نہین دہر مین کسی سے
مردہ جسطرح سے کفن مین
اس راہ ستم سے نابلد ہون
ادبار نے سب طرف سے گھیرا

اک دل تھا وہ بھی کھو گیا ہی
کچھ اپنی مجھے خبر نہین ہی
اب ضبط فراق کا ہی دشوار
اس درد کی ہی کہین دوا بھی
گمنام دیار بیخودی ہون
دھو بیٹھی ہون ہاتھ زندگی سے
بدنامی سے سابقہ پڑا ہی
ایذاکش جور بختِ بد ہون
پس ماندۂ کاروان ہون ای شوق

آخر بیقراری نے اسیر قرار کیا کہ ای بران شمشیر زن کسی طرح سے ایک نظر اُس جوان صف شکن کو دیکھ آئین یون دل بہلائین اور کوئی علاج اس سے بہتر بیماری ہجر کا نہین ہی بند مسدس

ہی وہ سرسام مجھے کوئی دوا راس نہین
میرے جینے سے زمانہ مین کسے پاس نہین
سب سے نفرت ہی کوئی آس نہین پاس نہین
لخلخے سونگھتے ہین لیکن تری بو باس نہین
طاقت اُٹھنے کی نہین بھوک نہین پیاس نہین
کیا تعجب ہی کہ تجکو بھی مرا پاس نہین
از غمِ عشق تو بیمارم و شیداے تو

داغ عشق تو بدل دارم و میدانی تو

دمبدم شعلۂ عشق بھڑک رہا ہی دریاے محبت کی طغیانی ہی کشتی حیات طوفانی ہی نباہ یابی مشکل جوش پر بیتابی دل اسی جوش و خروش محبت مین آخر تاب نہ آئی اپنے مقام پر سے ساتھ والیون سے یہ کہکر اُٹھی تم لوگ یہین ٹھہرو مین طرف قصر جمشیدی کے جاتی ہون ساتھ والیون کو اسی مقام پر چھوڑا مصاحبون کی محبت سے منھ موڑا اشیاے سحر ذات پر آراستہ کیے ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی کوے محبوب کا قصد کیا مگر خوف سے کوکب روشنضمیر کے دل دھڑک رہا ہی کلیجہ بھڑک رہا ہی دل سے کہتی ہی او خانہ خراب کہان لیے جاتا ہی ایسا نہو جان کھونا زندگی سے ہاتھ دھونا ہو کہین کوکب روشنضمیر مرأت واقعہ مین ندیکھ لے تو ساری قلعی کھلجاے اپنا تو سر ہتھیلی پر رکھا ہی موت کا مزا ابتداے عشق سے چکھا ہی مگر اس گوہر قلزم جرأت کی جان پر نہ بنجاے وہ قتال محبوب مطلوب کا نہ دشمن ہوجاے نہ اراد پر ملاقات کے دل کو تسکین ہوتی ہی بیتابی دل ہوش کھوتی ہی آخر آتے آتے ایک کوہ فلک شکوہ پر ٹھہری چار جانب سر اُٹھا اُٹھا کر دیکھنے لگی یہی خیال ہی سرحد کوہ عقیق مین جلو ملاقات کرکے چشم زدن مین چلے آئین گے جب باپ کا خیال آتا ہی پھر رک جاتی ہی اسی پہاڑ پر تیغ عشق کاٹ رہی ہی سنگ صبر دل پر رکھتی ہی مگر ہوش و حواس گم قضاے کار جس جادوگرنی کو شوخ چشم نے نامہ دے کر بخدمت افراسیاب روانہ کیا تھا اُسکو بے دردگار نے ایسے مقام پر پہونچایا یعنے شعلہ جادوگرنی صحرا کی اُٹھاے ہوے بدحواس دیکھتی چلی آتی ہی کہ کہین پانی ملے تو ہونٹھون کو تر کرون کسی سایہ مین دم بھر ٹھہرون اُس پہاڑ پر جو نگاہ ٹھہری چشمۂ آب صاف و شفاف نظر آیا پانی کی چاہ مین دل لہرایا چشمے پر آتی پانی پیا ٹہلنے لگی ملکہ بہار شمشیر زن کی اُس جادوگرنی پر نگاہ پڑی خود قریب آئی شعلہ نے جو ملکہ بہار کو دیکھا دل مین تو جلی مگر واسطے تسلیم کے جھکی ملکہ نے پوچھا ارے تیرا کیا نام ہی کہان سے آتی ہی اس صحرا مین کیا ضرورت ہی شعلہ تھرانے لگی گھبرا کر جواب دیا حقیر کہین نہین ملکہ نے کہا اس صحرا مین بے وجہ آنا کہین نہین کیا صاف صاف بیان کر ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ رخ تیرا طرف طلسم ہوش ربا کے ہی واسطے پھر گھبرا کر کہا مین تو حضور ہوش ربا کو نہین جانتی

افراسیاب کی رعایا نہین ہون اب تو ملکہ بران کو کامل شک ہوا غصہ مین کہا یہ کیا بیہودہ باتین بناتی ہو صاف صاف نہین بتاتی دیکھون تو تیری جھولی مین کیا ہو کیا کسی کی تو نامہ آ ہو اسقدر کیون بیقرار ہو یہ کہکر جھولی چھین لی اب جو اُسکو کھولا نامہ سربمہر شوخ چشم جادو کا نکلا لفافہ پہ یہ بھی لکھا ہو نامہ بندہ در طلسم ہوش ربا بخدمت افراسیاب پہونچے جب تو ملکہ بران نے کہا کیون او شوخ دیدہ تُجھسے ہر چند پوچھا کیون یہ راز چھپایا شعلہ تو تھرانے لگی ملکہ بران نے لفافہ چاک کرکے ملاحظہ کیا مضمون پڑھا قلب تھرایا کلیجہ منہ کو آیا ہر الف اُس نامہ کا تیر جان ستان ہر دائرہ خنجر بران ایک ایک سطر شمشیر خون ریز ہر ایک مد سنان نیزۂ سر تیز حال گرفتاری ایرج مرقوم ہو غصہ مین آکر جنگی خاک کی اُٹھائی بسم پر شعلہ کے ڈالدی وہ تو ملعونہ جلکر خاک ہوئی اب کیونکر دل کو تاب آئے گرفتاری محبوب کا حال دیکھا جیا بھی ہاتھ آیا اگر شاہدہ والدنامدار آئینہ مین دیکھ بھی لین گے تو جائے کلام ہو کہ آپ کے طرفدار کے فرزند کو چھڑانے کے لیئے گئی تھی فوراً طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر مثل باد صرصر بقصد کرد و فرطت قلعہ افلاکیہ کے چلی یہان شوخ چشم جادو نے جو دیکھا کئی دن گذرے شعلہ پلٹ کر نہ آئی مصاحبون نے یہ صلاح بتائی کہ حضور دشمن کو قتل کیجیے ساحرون کے خون کا بدلا لیجیے جب ایرج قتل ہو جائے گا افلاک کوہی مدت کا آشنا ہو اُسی طرح خدمتگزاری کریگا ملکہ اُسکا زندہ رہنا باعث خرابی ہو یہ رائے اسکو پسند آئی تخت پر سوار ہوئی بارہ سو جادوگرنیان بارہ ہزار کوہی بیرون قلعہ گزیدان خونی آراستہ کرنے لگے حکم دیا گنہگار کو لاؤ ایرج نوجوان و افلاک کوہی کو مع سرداران افلاک آراسبتہ پر سوار کرکے سامنے شوخ چشم کے لائے پہنر کو شوخ چشم نے حکم دیا کہ جا کر افلاک کو سمجھا دو کہ مین تیرے حامی کو قتل کرتی ہون تو اُسکی محبت سے توبہ کر اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر افلاک کوہی نے جوش محبت ایرج مین شوخ چشم کو گالیان دین اور کہا او ملعونہ مین تو لات و منات پر بھی لعنت کر چکا اِس شہریار کا غلام حلقہ بگوش ہون جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر کنیزون نے کہا حضور اس سے کلام نہ کیجیے یہ نوجوان تسخیر مجسم ہو نہین معلوم آپ کے آشنا کو کیا کر دیا آپ کی محبت کا دم بھرتا ہو مرنے سے نہین ڈرتا ہو جب وہ قتل ہو جائیگا

تب افلاک کو بھی اُسکے سبب سے نجات پائیگا بعد یہی یار موافق معشوق و عاشق ملکر ایک
مقام پر چین کرینگے یہ سنکر شوخ چشم نے جلاد کو اشارہ کیا جلاد نے ہاتھ پکڑکر شاہزادے کو
کھینچا چبوترہ ریت کا بنایا شعر نطع بر افگند و برو ریگ ریخت + دیو زد دیوانگیش میگریخت +
تلوار کھینچکر سر پر شاہزادے کے آیا گردن پر کونٹے کا خط کھینچکر آواز دی ای ملکہ عالم حکم اول
ہی مجھ کو بوجھ کر دیجیے گا صاحبقران اعظم کا پردیتا قتل ہوتا ہی ہزاردن اسکے خون کے دعویدار
ہین اسکے بزرگ بڑے نامدار ہین شوخ چشم نے کہا بھڑوے مجکو ڈراتا ہی جلد قتل کر جلاد
قریب ایرج کے آیا شانہ پکڑکر ہلایا کہا ای نوجوان وقت مرگ ہی جو ہوس ہو بیان کر ایرج
نے کچھ جواب نہ دیا مگر آنکھون مین آنسو بھر آئے صورت ملک الموت کی نظر آنے لگی یاد ملکہ
بہاران شمشیر زن مین طبیعت گھبرانے لگی دل سے کہا ای ایرج آفتاب عمر کو زوال ہوا
بر وقت مرگ اُس ماہ اوج حسن و جمال کو نہ دیکھا قبر سے پشت نہ ملیگی سوزش قلب کفن کو
جلادیگی قبر پر گل نرگس اُگے گا اس شہسوار حسن کا تربت پر غریبون کی کاہے کو آنا ہوگا عدم
مین آنکھین ڈھونڈھینگی اُس لالہ زار کی جدائی کا داغ دل پر لیے چلے ادھر معشوقہ کی یاد زیب
سر کے تلوار کھینچے ہوئے جلاد آفتاب لب بام چراغ سحری کی سی کیفیت ہی اس بیقراری مین
دافع البلیات یاد آیا طرف پروردگار کے رجوع کیا ای مالک بے نیاز و ای رب کارساز

ارحم الراحمین مالک یوم الدین **نظم**
شبے دارم سیہ چون بخت امید
خداوندا شبم را روز گردان
درین شب روسپیدم کن چو خورشید
چو روزنامہ در جہان فیروز گردان
ہنوز دعاے ایرج نوجوان

تمام ہونی تھی کہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا لکہ ابر آسمان پر نمایان ہوا برق چمک
چمک کر گرنے لگی کئی ہزار کے سر اُڑ گئے شوخ چشم گھبرائی آسمان کی جانب دیکھنے لگی

یکایک گرد بھی اُڑی **نظم**
از دامن دشت آن غبارے
از دامن دشت و کوہ اورنگ
رخسارہ نمود شہریارے
گردے برخاست تو تیا رنگ
شوخ چشم نے دیکھا کہ مرکب

بادرفتار پر بصد کروفر تفر فریدونی و جلالت رستمی شاہزادہ جمشید بن کوکب سوار تیغ
کھینچا ہوا ہاتھ مین سحر بات بات مین جب نیمچہ کو ہلادیا برق چمک کر گری کئی سو کے سر اڑ گئے
کوئی جل گیا کوئی دو ہو کر گرا جمشید بن کوکب نے وہان سے انکو کیا ادو ملوناب تو سنے

پیدا لیاقت پیدا کی شیر بیشۂ صاحبقرانی پر ہاتھ ڈالا اور آتے آتے اشارہ کیا شہپر پنجے
پیدا ہوئے ایرج نوجوان کی تیغ کو ان پنجوں نے توڑ کر پھینک دیا ایک پنجہ گرد پھرا
جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہے اُس پنجے سے قطرے پانی کے ٹپکے سحر بھی شوخ چشم
جادو کا دفع ہوا ایرج نوجوان بھی غصہ میں آکر اُٹھا ایک سوار نے نیزہ مارا ایرج نوجوان
نے نیزہ چھین کر پھینک دیا ٹانگ پکڑ کر مرکب سے کھینچ لیا جب گرا اُسی مرکب پر سوار ہوئے
نعرۂ شیرانہ بلند کیا نعرۂ ایرج سد سکندر ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر +
افلاک کوہی نے پھر قید توڑی ایرج نوجوان نے اُسکے ساتھ والوں کو رہا کیا ایرج
نوجوان سب سے آگے بڑھ کر لڑنے لگا جمشید بن کوکب سحر جادوگرنیوں کا دفع کر رہا
ہے ایرج فوج میں کوہیوں کی ڈوب گیا جمشید کو شوکت دکھا رہا ہے جو پہلوان سامنے
آیا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈال کر سر سے بلند کیا ہاتھ
پر تولکر پھینکا دس گز پانچ گز بلند ہوا اُترتے اُترتے ہاتھ مارا جو سنگ ہوائی کیا جمشید نعرہ تحسین
اُٹھتے ہوئے سنتے ہیں آوازیں دیتے ہیں کہ سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا جرأت ہے کیا صولت و
جلالت ہے ایرج اور زیادہ گرما گرم لڑ رہے ہیں مگر جمشید نے چند سحر ایسے کیے کہ زمین تھرا گئی
کئی ہزار کافر واصل جہنم ہوئے شوخ چشم کڑک کر سحر کرتی ہوئی جمشید پر جا پڑی جمشید نے
سب سحر دفع کیے جب شوخ چشم قریب پہونچی چٹیا پکڑ کر ایک تھپڑ مارا ایک ہی تھپڑ میں
زمین پر گری بیہوش ہو گئی ملازمان افلاک کوہی سے کہا اُسکی مشکیں باندھ لو ملازمان افلاک
نے گرفتار کر لیا زبان میں سوزن دے دیا سب جادوگرنیوں نے امان مانگی کوہی جمع ہو کر
خدمت افلاک کوہی میں حاضر ہوئے کہا اے شہریار ہم بیچارے خوف جان سے شوخ چشم
کے شریک ہوئے تھے افلاک نے سب کو امان دی ایرج گھوڑے سے کود پڑے
جمشید سے بغلگیر ہوئے پوچھا کہ اے شیر بیشۂ کوکب آپ کا یہاں کیونکر تشریف لانا ہوا جمشید
نے کہا برائے انتظام ممالک نکلا تھا آپ کو مقید دیکھکر ٹھہر گیا افلاک سے ایرج نے
اشارہ کیا افلاک کوہی نے لاکر باجے انداز بچھائے ایرج زر نثار کرتے ہوئے جمشید
کو لیکر بارگاہ میں آئے تخت زرین پر جمشید کو بٹھا کے محفل عیش و نشاط آراستہ کی ایرج کو

ڈھونڈھتا ہوا شاپور شیر دل بھی یہاں آپہونچا شاہزادے کو دربار میں دیکھکر قدموں سے
لپٹ گیا پوچھا اے شہریار کیا معرکہ گذرا۔ ایرج نوجوان نے تمام حال بیان کیا جمشید نے حکم دیا
شوخ چشم کو لاؤ اگر شاہزادے کی اطاعت کرے تو بہتر ورنہ فوراً قتل کرونگا آتش قہر و غضب
سے پھونک دونگا شوخ چشم بندھی ہوئی سامنے آئی افلاک کوہی نے اُسے سمجھایا کہ اے
شوخ چشم جادو میں دل و جان سے شاہزادے کا غلام حلقہ بگوش ہوا تجکو بھی مناسب ہے
سامری و جمشید پر لعنت کر دیکھ چشم زدن میں ظہور برکت مذہب اسلام ہوا کہ طلسم نور افشان
کا جمشید بن کوکب کا پہونچنا یہ ظہور کرامت ہے خداوند تعالیٰ لائق لعنت ہے شوخ چشم جادو
کے بھی زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا صدق دل سے مطیع الاسلام
ہوئی اُسکو بھی رہا کیا صحبت میں آکر بیٹھی ایرج نوجوان نے شاپور سے کہا الگ ایک
بارگاہ استادہ ہو تکیہ میں جمشید بن کوکب کو لیچلو شاپور نے فوراً الگ ایک بارگاہ استادہ کی
مثل عروس شب اول آراستہ کر دی ایرج نے ہاتھ تھام کر کہا اب تکیہ میں جلوہ فرما ہوجیے
جمشید بن کوکب ایرج نوجوان کے ساتھ اُٹھکر جب تکیہ میں آئے بیقرار ہوکر ایرج نوجوان
نے معشوق کا بھائی جان کر بے اختیار گلے میں ہاتھ ڈالدیے کہا آپ نے ہماری جان بچائی
گردن پر ہماری بار احسان ہے شاپور نے دیکھا جمشید سے ضبط نہوسکا چیخ مار کر رو دیا بیت
وہ رو رو کے دوابغل یوں ملے * کہ جس طرح ساون سے بھادوں ملے * بلک کر جمشید
کا کہنا کہ اے شاہزادہ والا قدر بس بس ایسا نہو کہ روح قالب سے نکلجائے اب ایرج نوجوان
نے اُس بدحواسی میں روئے زیبا پر نگاہ کی اپنے محبوب جانی یار جاودانی باعث تسکین دل
پری من ملکہ مہران شمشیر زن کو دیکھا ایرج غش کھاکر گر پڑا شاپور قریب آیا ملکہ نے سر اپنے
زانو پر اٹھا کر رکھا اشک حسرت آنکھوں سے ٹپکے بوے زلف عنبر دماغ میں ایرج کے
پہونچی اشک گرم نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین نے نخلخے کا اثر دکھایا شاہزادہ
تو سا ہوش میں آیا فرط محبت سے دونوں لپٹ لپٹ کر خوب روئے کئی مرتبہ بیہوش ہوگئے
شاپور سرہانے حاضر ہے دونوں کے حال کا ناظر ہے کبھی آقا کو کبھی ملکہ کو سنبھال لیتا ہے مگر یہ
دونوں وہ ہجر دیدہ آفت کشیدہ مبتلاے گردش فلک وتّوانہ معشوق بھی مجبور عاشق بھی ناچا

بمشکل شاپور نے دونون کو ہوشیار کیا لاکر مسند پر بٹھایا اسوقت ایرج نوجوان کا خوش ہو کے
کہنا کہ بھائی شاپور عجب یہ روز سعید ہی آج ہمارے گھر مین عید ہی جلد سامان عیش و نشاط
لاؤ آج ملکۂ عالم نے سرفراز کیا ہی مین نے اپنے ستارۂ اقبال کی ترقی پر ناز کیا ہی ملکہ بران
کا رونا کم نہین ہوتا ایرج نے دامن سے اشک پاک کیے پیار سے ہاتھ گلے مین ڈالے
کہا کیون اے جان جہان اول تو آنے کا سبب ظاہر کرو شدت گریہ کے حال سے ماہر کرو
بران نے ضبط کرکے جواب دیا کہ کنیز شوخ چشم کی نامہ لے کر بخدمت افراسیاب جاتی
تھی راہ مین مین نے اسکو گرفتار کیا آنے کا تو یہ اتفاق ہوا اے شہریار رونا تو ہمارے
واسطے عمر بھر ہو اول ہی طلسم آئینہ مین ہمنے آپ سے عرض کیا تھا کہ ہمنے آپ سے محبت
نہین کی اپنی جان کے واسطے آفت مول لی شہنشاہ کوکب روشنضمیر وہ بادشاہ جابر
و قاہر ہی جس زمانہ مین آپکو براے مقابلہ شاہزادہ جہانگیر طلب فرمایا مجکو حکم تھا کہ جبتک
یہ ہمارے یہان مہمان رہین خبردار اے بران ہمارے دربار مین نہ آنا آپ ہی جہانگیر
سے لڑے صاحبقران بھی تشریف لائے ہم زیارت سے بھی محروم رہے ہمارے عشق کا انجام
بد ہی یہ کلام ہمارا مستند ہی صید و شکار سے دل بہلایا کیجے ہمارا تصور کرنا یاد کرنا نالہ و فریاد
کرنا بالکل بیکار رہی ہماری موت کا حیلہ پروردگار نے مقرر کیا ہی ہمنے آپکو دل نہین دیا اپنی
جان کا ضرر مول لیا نہ آسکتے ہین نہ تمکو بلاسکتے ہین بار فراق اٹھانے کی اب طاقت نہین
رہی یہ کنیز لب گور ہی ضعف و نقاہت کا زور ہی امروز یا فردا تڑپ تڑپ کے مرجاینگے
کب تک مصیبت فراق اٹھائین گے باپ ہمارا ہمہ دان وہمہ گیر ہو علم کہانت مین بھی نظیر
ہی اگر کہین اسوقت مراقبت واقعہ پر آنکھ لگادے اور اس راز و نیاز کو ہمارے آپ کے
دیکھے چشم زدن مین اسی مقام پر آوے نہین معلوم کس عذاب الیم سے مجکو اور آپ کو
قتل کرے آپکے بزرگون سے فساد کریگا خواجہ عمرو و مہرخ پر بیداد کریگا پس کیون کر
خوف نہ کرون دل سے مجبور تھی آپکا حال قید دیکھکر نہ رہ سکی مگر اب رخصت ہوتی ہون
ٹھہرنا مناسب نہین ایک دم بھر مجکو آنکھ سے اوجھل ہونا نہین اپنا چشم و چراغ سمجھتا ہی فرض
مجکو آپ کی بربادی کا دھیان ہی یہ سنکر ایرج نے کہا ملکہ ہم تو آج شب کو جانے دینگے

بتران نے کہا ای شہر یار بے خدا ند روئیے اِس ملنے کو ہمارے غنیمت جانیے اگر زندہ ہین تو پھر کبھی ملین گے اگر ہمارے مرنے کا حال سننا سر نہ دھننا چلا چلا کے نہ رونا جان کو نہ کھونا بعد مرنے کے بھی ہمکو بدنام نہ کرنا دل ہی دل مین دم محبت کا بھرنا ہم بھی مثل شمع سوز عشق سے جلتے ہین پروانہ وار زبان سے اُف نہین کرتے ہین قلب پر صدمے سہتے ہین ای شیر بیشۂ شجاعت یہ بھی جرأت ہی کہ چھری گلے پر پھرے زبان سے آہ نہ نکلے تلوار کا زخم کھاتے ہین زخمون مین ٹانکے دیے جاتے ہین زخم تیغ ابرو لا علاج ہین تمھاری ایک نگاہ لطف کے محتاج ہین ان کلمات حسرت آیات سے کلیجہ ایرج کا پھٹ گیا دامن ملکہ بران کا تھام لیا اشک آنکھون سے جاری ہوے اپنی بیتابی ظاہر کرنیکو یہ شعار پڑھے

ناظرین و شائقین اس جلسۂ عاشق و معشوق کو بنظر غور ملاحظہ کرین زبانی ایرج کے اشعار آبدار دامن معشوق تھام کر بحسرت فرماتے ہین نظم مخمس بطور مسدس

بہ سنانِ نگہِ یار قسم — بہ سرِ طرۂ دلدار قسم
بہ کمان خانۂ ابرو سوگند — بسرِ نرگسِ جادو سوگند
کہ شدم کشتۂ چشم نگہت
خاکِ رہ گشتہ طرز ستمت

بہ صفاے گل روے تو قسم — بسوادِ شبِ موے تو قسم
بہ کمر گیرے زلفت سوگند — بدل آویزے الفت سوگند
خاک رہ کردمرا حیرانم
غیر مردن نہ بود درمانم

بسرِ چشم سیاہِ تو قسم — بغضب گیر نگاہِ تو قسم
بسرِ ہندوے خالت سوگند — بلب لعل مثالت سوگند
سوختم سوختم از بیدادت
چند فریاد کنم از دادت

بصفاے دُرِ گوشِ تو قسم — بادلِ فہمی ہوشش تو قسم

بسرِ ناوکِ مژگان سوگند — بخمِ زلفِ پریشان سوگند

چون منِ نیست دگر بندۂ تو
بندۂ لعلِ شکر خندہ تو

بشکر ریزیِ گفتار قسم — بخرامِ قدِ دلدار قسم
بعقیقِ لبِ شکر سوگند — بزلالِ سرِ کوثر سوگند

شبِ ہجران بجز از خویشم نیست
جز خیالِ تو کسے پیشم نیست

باز گفتم بدہانِ تو قسم — بسرِ موے میانِ تو قسم
بہ بر و دوشِ تو زیبا سوگند — بہ بناگوشِ مصفا سوگند

مہر و مہ را بجز از پیشِ تو قدر
پیشِ تو جلوہ ہلال اند نہ بدر

بہ صفاے بدنِ یار قسم — بسرِ چاہِ ذقنِ یار قسم
بہ لباسِ گلِ سوری سوگند — بہ عرقِ غمِ دوری سوگند

عاجزم عاجزم از ہجرانت
لطف فرما کہ شوم قربانت

اِن اشعارِ دلفگار نے قلب کمانداران شمشیرزن کا بےچین کر دیا خانۂ دل کو غم و رنج سے بھر دیا کہا اے شہریار بس اِن حالات کے سننے کی دل میں طاقت کہاں ایک ایک کا رو واسطے تو وہ دل کے تیر دل دوز ہا آپ کی خاطر سے اِس شب کو بجاؤنگی ایسا نہ ہو جان سے ہاتھ دھونا پڑے اِس آغاز کے انجام پر رونا پڑے شاپور نے دیکھا کہ ان دونوں عاشق و معشوق کا خیال خیر و شر میں کہیں دم نہ نکل جاے فوراً گلابی اٹھائی جام لبریز کیا ہاتھ میں ایرج نوجوان کے دیا کہا کیا معشوق کی جان لینا منظور رہی ایک جام شراب ملکہ کو پلا دیجئے وقت عیش و سرور ہای ایرج نوجوان نے جام بلوریں ہاتھ پر رکھا کہا ملکۂ عالم ہمارے سر کی قسم اسے نوش فرمایئے نظم

خوشتر ز عیشِ صحبتِ باغ و بہار چیست — ساقی کجاست گو سببِ انتظار چیست

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار — کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

ملکہ نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا اور دو قدح نہ کی نوش فرمایا اپنے پنجہ نگارین سے گلابی کو اٹھایا جام عشرت انجام کو شراب ارغوانی سے لبریز کیا پھر یہ اشعار پڑھ کر ہاتھ بڑھایا نظم

فصل گل رفت و حریف نہ شرابے نزدم — بر لب شیشۂ دل قطرۂ آبے نزدم
شد تہی شیشۂ عمر از مئی ہستی و ہنوز — بزم مے گرم نشد سیخ کبابے نزدم

اے شہریار ایرج نامدار مست بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند بہ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند
شاہزادے نے ہاتھ بڑھایا ساغر لیتے ہی آنکھوں میں نشہ آیا مستانہ وار ان اشعار کو پڑھا ابیات

ساقی بنور بادہ بر افروز جام ما — مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما
قسمت سے مل گیا مجھے ساغر شراب کا — چھینا ہے جسم بخت نے برج آفتاب کا
اُس مہ کے ہاتھ میں نہیں ساغر شراب کا — دیگر — مہتاب سے مقابلہ ہے آفتاب کا
ہر سال قبر پیر مغاں پر چڑھاتے ہیں — شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا
مجھ زند بادہ خوار پہ سایہ پری کا ہے — صدقے میں میرے دیجو تیلہ شراب کا

عاشق و معشوق نے دو دو جام نوش فرمائے خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا طبیعت لہرائی ملکہ پران یہ کلمے زبان پر لائی کہ سنا ہے طلسم جمشید یہ میں نور الدہر کا داخلہ ہوا ہے ایرج نے کہا میرا بھی اُسی طرف قصد ہے میں نے زبانی شوخ چشم کے سنا دل مخمور جا کر قید ہوئی نور الدہر بھی اُسکے تعقب میں گئے اب مجکو جانا واجب و لازم ہے جبتک وہ ادہر آ دہر پھرتے رہیں گے میں بحول و قوت الٰہی دلبنایت مفوض نامتنا ہی اُسکو فتح کر دوں اگر میں نہ پہنچا اور اُسنے فتح کر لیا لشکر میں جا کر ملبلائیں گے ایسے ایسے غرور کے کلمے فرمائیں گے کہ جنکو سُنکر ضبط کرنا دشوار ہے رزم بجزبی آگاہ ہو میرے بھی چشم میں دنگل ستم کا جھگڑا ہے قبلہ و کعبہ کے دہانہ سے یہ فساد برپا ہے ہمیشہ یہ دست راستی ذلیل ہی ہوتے ہیں مرد صاحب غیرت ہیں ملکہ نے کہا طلسم بھی ہمارے قبضہ میں ہے آپ شوخ چشم کو ساتھ لیکر چلئے میں جا کر دوالدنا مدار سے کہکر کسی ساحر زبردست کو روانہ کراکر جمشید سے کہلا بھیجونگی کہ نبیرہ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان تمھارے طلسم میں آتے ہیں لوح حوالہ کر دو اور تم اطاعت کرو ورنہ طلسم

جب

کبھی اُنکے سپرد کرو وہ ضرور اطاعت کریگا پھر آپ کو اختیار ہی ایرج نے کہا ملکہ تجھے اِسکی
ضرورت نہین بعنایت پروردگار سب سامان ہو جائینگے ملکہ خاموش ہو رہی جانتی تو
کہ آتش خوشعلہ مزاج ہین مردان عالم کے سرتاج ہین دل مین خیال کیا ہم یہ سب تدبیرین
جاکر کرینگے اُنسے کہنے سے کیا فائدہ شب وصل تھوڑی ہوتی ہی اِنھین باتون مین گذر گئی صداے
مرغ سحر بلند ہوئی چہرون پر عاشق و معشوق کے ہوائیان اُڑنے لگین اُسوقت محفل کی اُداسی
رخ شمع پر زردی پروانے جٹے ہوے لگن مین پڑے ہین فرش مین جابجا شکن صاف
معلوم ہوتا تو کہ خیال عاشق و معشوق مین فرش بھی بیچین ہو پردہ ہوا سے بہین اُڑتا
حسرت پر عاشق و معشوق کی سرٹپکتا ہی لپٹ لپٹ کر دونون کا رونا اشکون سے مُنھ
دھوتا صداے الوداع والفراق بلند ایک بیقرار ایک دردمند زلفون کی اُلجھن سے
پریشانی ظاہر چہرون سے حیرانی بخوبی ماہر بران کا یہ کہنا کہ ای شہریار بخدا حافظ
دنا صر ایرج کا جواب مین یہ کہنا مصرع گئے تم اُدھر اور موے ہم یقین ہی + ملکہ جانِ
اب کب ملاقات ہوگی بران نے آنکھون مین آنسو بھر کے جواب دیا وعدہ فرداے
قیامت وہان بھی ملاقات کی امید نہین شعر حشر پہ وعدۂ دیدار ہی مین ڈرتا ہون +
جیتر ہونے کی رخ یار ادھر ہو کہ نہو + ملکہ نے کہا ای شہریار بس اب غصہ نہ کیجیے ایسا تو
باپ نے آئینہ دکھایا ہو غضب ہو جائیگا وہ نہایت صاحب غیرت ہی ایرج نے کہا
ملکہ فقط تمھاری بدنامی کا خیال ہی ورنہ طلسم نورافشان کو مٹا دیا کیا محال تو ملکہ یا تو
روتی تھین یا ہنس پڑین کہا صاحب آپ ایسے ہی ہین میرا خیال ضرور ہی کبھی ایسا قصد
نہ کیجیے گا جہانگیر کے مقدمہ مین کئی پیچ پڑے اب لوح طلسم نورافشان کا ملنا مشکل ہی
مگر آپکے واسطے کیا دشوار ہی ایسی باتین عاشق و معشوق مین ہوئین شمع سحری نے بھی اشک حسرت
انکے حال پر بہائے نیر اعظم کا چہرہ زرد بلبلون کے دل مین درد الغرض ملکہ بمشکل تمام
ایرج نوجوان سے رخصت ہو کر زمین مین غرق ہوئین کئی کوس پر جا نکلین راہ کو
طی کرکے قصر جمشیدی مین پہونچین کوکب سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھا ملکہ بران واسطے
تسلیم کے خم ہوئین کوکب نے اپنے گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا پوچھا ای نور نظر کہان

گئی یقین ملکہ بران نے دست بستہ عرض کی ہزار درسے کے انتظام کو گئی وہاں جاکر خبر
سنی کہ شاہزادہ ایرج نوجوان وشاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کا طلسم جمشید مین
داخلہ ہوا ہی گر جمشید جادو بسر پرخاش ہی ایسا ہو کہ فرزندان صاحبقران پر کوئی افتاد
پڑجاسے تو آپ کو صاحبقران سے شرمندگی ہوگی اورجب سے آپ سے اور افراسیاب
سے فساد ہوا اُس بیحیا نے خراج بھی نہین بھیجا جو یہان سے جادے خراج کا بھی تقاضا کرے
اور فرزند صاحبقران کا جمشید کو مطیع کرادے کوکب نے اُسیوقت خورشید روشن راے
اپنے وزیر اعظم دستور معظم کو چارسو ساڑھے چارسو جادوگر ساتھ کرکے حکم دیا جسطرح ملکہ نے
فرمایا ہی جلد جاکر انتظام کرو خواہ نورالدہر خواہ ایرج نوجوان پہونچ گئے ہون فوراً فتح دلوا دینا
خبردار اُنکا کوئی موے جسم میلا ہونے پاسے خورشید روشن راے اُسی وقت طرف طلسم جمشید
کے بتعجیل روانہ ہوا اُنکو راہ مین چھوڑو وقت پر حال تحریر ہوگا بعد جانے ملکہ بران شمشیر زن
کے ایرج نوجوان بیتاب و بیقرار ہی آخر مجبور وناچار دربار مین آن کر بیٹھے افلاک کوہی کو
حکم دیا لشکر تیار کرو اور شوخ چشم سے فرمایا تم اپنی جادوگرنیون کو حکم دو ہمین طرف طلسم جمشید کے
جانا منظور ہی شوخ چشم نام طلسم جمشید سنکر تھرا گئی عرض کی اے شہریار طلسم جمشید مین بڑے بڑے
ساحران غدار رہتے ہین وہان کا قصد نہ کیجیے اُسکا فتح ہونا دشوار ہی ایرج نے فرمایا ہمارا
بھائی ہمچشم اُس طلسم مین پہونچ چکا آفت مین مبتلا ہو سکتا ہی کہ اُسکی مدد کو نہ جاؤن تم جلدی
تیاری اور رہبری کرکے ہمکو لیچلو جب طلسم قریب رہے تم الگ ہوجانا اپنی جان بچانا شوخ چشم
قدمون سے لپٹ گئی عرض کی کنیز کو حضور کی جان سے اپنی جان عزیز نہین ہی مگر مقام پر آشوب
ہی ایرج نے کہا پروردگار مالک ہی شوخ چشم خاموش ہوئی بارہ سو جادوگرنیان اسباب سحر
سے آراستہ ہوکر سامنے آئین افلاک کوہی نے دس ہزار فوج تیار کیا ایرج نوجوان نے
شوخ چشم کو تخت پر سوار کیا افلاک کوہی کو سپہ سالار کیا آپ بعہدہ صاحبقرانی کرہ بن اشقر
پر سوار ہوے اس جاہ وحشم کر وفر سے نوبت نقارے بجتے ہوے طرف طلسم جمشید کے
روانہ ہوے حال خیرت مآل انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کہ ملکہ شگوفہ

جوش محبت مین شاہزادے کے بیہوش کر کے اس ارادے پر لیچلی ہے کہ شاہزادے کو طلسم سے نکال لیجاؤن راہ مین ہنگامۂ عظیم ہونا ساقی نامہ مصنف

ای ساقی مہروش گل اندام	دے بھر کے مئے سرور کا جام	بیٹھے رہے کی نہ اب تلک سیر
اب دیکھین گے صورت فلک سیر	منظور نظر سفر ہے ساقی	ورنشہ آتا رہے ساقی
بوتل سے نکال بادۂ ناب	دورے کے لیے ہے قلب بیتاب	شیشہ مین پری اتار ساقی
کھو دیگا مرا غبار ساقی	طاقت مجھے پانے آکے لیجا	منزل پہ ہوا اڑا کے لیجا
سرعت میری گرد پا نہ پائے	عنقا بھی مرا پتا نہ پائے	دشت نوردان راہی جنت

دگر فتاران دام حسرت انجام صعوبت اس داستان سحر بیان کو یون تحریر فرماتے ہین کہ جب شگوفہ شگفتہ جمال نورالدہر بن بدیع الزمان اپنی نانی کو قتل کر کے بخوف جان شاہزادے کو بیہوش کر کے اس ارادے پر باغ سے نکلی کہ انکو طلسم سے نکال لیجاؤن رات بھر تخت کو اڑاے ہوے آئی مگر شب کو یہ ثابت ہوا کہ مین کہ مرجاتی ہون گردش فلکی ہمراہ ہے ہر پھر کے سرحد طلسم ہی مین رہی صبح ہوئی ایک درۂ کوہ مین آکر اتری اس خیال سے کہ شاہزادے کو رات بھر گذری بیہوش ہین اور اپنے نزدیک سمجھی کہ سرحد طلسم سے نکل آئی اب شاہزادے کو ہوشیار کرون مجھپر غصہ کرینگے اسکا کیا تردد ہے جو کہینگے سنونگی آخر مین سمجھا دونگی سمجھ جائین گے اپنے لشکر مین مجکو لیجائین گے مع محمل جادوگرنیون کے درۂ کوہ مین آئی تھی لوح محفوظ شاہزادے کے گلے مین پہنادی شاہزادہ بیست سحر بھی اٹھا اٹھا سردار و عیار ہوشیار ہوے نورالدہر نے اپنے کو ایک درۂ کوہ مین پایا گھبرا کر پوچھا اے ملکہ یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے ملکہ شگوفہ تھرا کر قدمون پر گری کہا اے شہزادے جو کچھ مین نے سمجھایا آپ نے قبول نہ کیا آخر میرے دل سے خوف نہ نکلا مین آپ کو بیہوش کر کے بیرون طلسم لے آئی اب یہ سر حاضر ہے کاٹ لیجیے جو مناسب وقت ہو سزا دیجیے رنگ رُوے نورالدہر متغیر ہو گیا شاہزادہ غیرت سے عرق حجاب مین غرق ہوا کہا ملکہ بڑا غضب کیا تم نے مجکو دین و دنیا سے کھو دیا نہین معلوم اس گرفتار زندان مصیبت و بلا ملکہ مخمور سرخ چشم پر کیا گذری ہوگی اپنے دل مین کیا کہیگی کہ شاہزادے نے ہماری خبر نہ لی اگر خدا نخواستہ بادشاہ طلسم تمشید یہ سنکے اس گل باغ خوبی و سرو نوخواستہ حدیقہ محبوبی کو قتل کر ڈالا تم حورت ہو

تمکو تو کچھ نہ کہونگا اپنا گلا کاٹ کے مرجاؤنگا شہرنگ بھی گھبرا گیا چپکے سے کہا ملکہ غضب
کیا یہ شہر جس بیشہ مین جائین بدون شکار واپس آئین دوسرے مقدمۂ ناموس حال این عشق
طشت از بام افتادہ ہی یہ قلق سب سے زیادہ ہی نورالدہر نے کہا شہرنگ تم کیون گھبراتے
ہو مرکب تیار کرو ہم ابھی چلتے ہین اپنے کو جس طرح بنے گا طلسم جمشید تک پہونچائین گے
ملکہ عالم اپنی جان بچائین جہان چاہین جائین مجھے آپ سے کچھ کام نہین میری آبرو کی دریے
ہوئین وہ کیا خوب احسان کیا ہی جسنے لحاظ سے مخمور کا حال مفصل نہ کہا تھا پردہ بے پردہ
ذکر کر دیا تھا مخمور نے ہمارے واسطے افراسیاب کہ جو طلسم ہوشربا کا مالک سلطنت وسیع
رکھتا ہی اُس سلطنت پر لات ماری شریک خواجہ عمرو ہوئی سالہا سال سے لڑ رہی ہی افراسیاب
سے جیا سے مقابلہ سر کو ہتھیلی پر رکھ لیا جان آبرو کو ہیچ دیا ان باتون کا بالکل خیال نہ کیا
اسطرح جو غصہ مین نورالدہر نے کہا شگوفہ مثل گل مرجھا گئی کانپنے لگی عرض کی ای شہریار مین
خوف جمشید سے یہ حرکت ناشائستہ کر بیٹھی سر حاضر ہی کاٹ لیجیے نورالدہر نے کہا ملکہ مین تمسے
کچھ نہین کہتا مگر مین بیشک جاتا ہون شہرنگ بخوبی مزاج سے واقف ہی اُسنے فوراً مرکب تیار کیا درۂ کوہ
کے باہر جا کر ٹھہرا آواز دی ای شہریار مرکب تیار ہی شگوفہ نے کہا بیٹا شہرنگ اسقدر جلدی نکرو برائے
خدا شاہزادے کو سمجھاؤ شہرنگ نے اشارہ کیا ملکہ کار از دست رفتہ تیر از کمان جستہ پلٹنا ممکن نہین مین کیا نادان
ہون جو سمجھاؤن مین تو بیچارہ کیا ہون اگر انکے بزرگ بھی آئین یہ اپنی کرین نورالدہر فوراً سلاح سے آراستہ
ہو کر مرکب پر سوار ہونے چلے تیغہ خاراشگاف سلیمانی ہاتھ مین غصہ سے کف منہ مین بھرا ہوا
چہرہ سرخ آنکھین اُبلی ہوئین اب تو شگوفہ اٹھی دستہ بستہ عرض کی اے شہریار بسم اللہ
چلیے لونڈی ساتھ چلیگی مین یہان رہکر کیا بھاڑ سے سر ٹکراؤنگی ہمراہ رکاب رہونگی مگر اتنا
عرض کرتی ہون تا بقلعۂ طلسم پہونچنا دشوار ہی کنیز سراسر خطاوار ہی نورالدہر نے کہا رہبر کامل
ساتھ ہی خضر دل رہبری کریگا منزل مقصود تک پہونچائیگا واضح ہو کہ یہان درۂ کوہ مین یہ
ہنگامہ ہی شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہو چکا ہی شگوفہ نے اتنا لشکر روکا ہی کہ ایک لحظہ تامل
فرمایئے اسباب سحر جسم پر آراستہ کرون جادوگرنیون کو آواز دے رہی ہی جلد تیار رہو
سب آراستہ ہو کر باہر آئین شاہزادے نے قصد کیا توکلت علی اللہ مرکب بڑھائیے

مگر دو کلمے داستان مدہوش دارا ہنی کہ جسکو افراسیاب نے فرمان دیکر بمضمون طلب قید ملکہ مخمور روانہ کیا تھا وہ پاس جمشید جادو کے پہونچا فرمان افراسیاب کا جمشید جادو نے پڑھکر اسیوقت اپنے ایک ملازم معتبر موسوم بہ شاہور جادو کو مع بارہ سو جادوگروں کے طلب کیا ملکہ مخمور کو قیدخانہ سے بلاکر اژدہے پر سوار کیا شاہور و مدہوش دارا ہنی مع تین ہزار ساحران غدار قید مخمور لیکر بیرون قلعۂ طلسمی نکلے علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے اس گرد فرسے جاتے ہین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان قریب درۂ کوہ مرکب پر سوار مع ملکہ شگوفہ چلا جاتے ہین کہ دیکھا طرف سے ہوے گرد عظیم بلند ہوئی نورالدہر نے آمد لشکر دیکھکر شبرنگ سے فوراً دریافت کو گرد کیسا لشکر آتا ہی شبرنگ نے چاہا کہ بڑھے کہ اس گرد کا شگافتہ ہوا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے دو سردار ساحران زبردست بطور سرداری آگے آگے تین ہزار ساحر پشت پر بیچ مین ایک اژدہے پر ایک مہ جبین مثل قیدیون کے مسلسل مطوق چہرہ اداس عالم یاس اب جو نورالدہر نے بغور دیکھا اپنی محبوب جانی یار جادو وانی ملکہ مخمور سرخ چشم کو پایا بس نورالدہر نے کلیجہ پر گھونسا مارا کہا او کا غضب ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم کو پکڑکر ساحر لیے جاتے ہین ملکہ شگوفہ نے چاہا کچھ جواب دے مگر شاہزادے کو کب تاب تھی مرکب بڑھایا نعرہ کیا نعرہ

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی	کہ شاہا نش جہان گیر و فلک گیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش	عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواندہ

دیگر منم سرکن لشکرہ کفران	بہ پیشم نگون شد سر کافران	ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
لقا را بہ یکدست برداشتم	ظفر بر یلان عرب یافتم	شہ نوجوانان لقب یافتم

توتج محفوظ تو عنایت پروردگار سے مگر مین بھی تلوار کھینچکر لڑنے لگے جھکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے چاہتے ہین کہ ملکہ مخمور کو رہا کرلون ساحران غدار سحر کر رہے ہین بسبب حرز ہیکل کے کسی کا سحر اثر نہین کرتا ملکہ شگوفہ نے جو یہ ماجرا دیکھا تنہائی پر شاہزادے کی کلیجہ بیٹھ گیا عاشق صادق نورالدہر کی ہر ادا سے بھی گاتی باندی جھولی سنبھالی مع اپنے ساتھ والیون کے سحر کرتی ہوئی جا پڑی توپے ترنج و نارنج رائی کے دانے مرچ کے دانے چلنے لگے زمین سے

شعلے نکلنے لگے صداہاے عجائب و غرائب آتی تھی اژدرہاے آتش فشان دوڑنے لگے
مارانِ سیاہ برستے تھے ساحران غدار قتل نورالدہر پر کمر کستے تھے ایک سمت سے مدہوش
دراز زمینی ہوشیار ہوا خود بیٹی بھولا ملکہ بجیا کو کان ہوئے ہیبت شمشیر نورالدہر سے ناک
مین دم ہی کان پکڑتا ہی بیکلی ہو کر بھاگ جاؤن لیکن تعلیم کردۂ افراسیاب ہی زمین کو ہلا ہلا
دیتا ہی ایک جانب شاہور جادو ملازم جمشید لڑائی مین کدکر رہا ہی نورالدہر پہ کیسے کیسے
سحر کیے مگر تاثیر نہوئی لیکن ملکہ شگوفہ لڑتی بھڑتی لشکر کفار مین دشمنی خوب خوب سحر کر رہی ہی
عین گرمی جنگ مین جمال بیمثال مخمور نگاہ تیغی دیکھا حسن مین بیمثال ابرو رشک ہلال چہرہ چودھوین رات
کا چاند سامنے عارض انور کے بدر کامل ماند گیسوے عنبرین مشک آگین کاکل پر پیچ کی لہریا
مار سیاہ پہ قہر پیشانی ظاہر ہی رنگ رو تغیر حال ابتر شمع جمال کی روشنی سے وہ مقام نورانی
و منور پیشانی نیر اکبر بند مسدس

ہر مہ جبین ہلال ہی یا صبح عید کی
سو جان سے جہان کو خواہش ہے دید کی
عالم سے جسنے ظلمتِ غم ناپدید کی
کانون کو آرزو ہی صفت کے شنید کی
سجدہ کرون جھکاؤن جبین نیاز کو
محرابِ نور پاؤن اگر مین نماز کو

دریا لکھون مین نور کا یا عکس آفتاب
وفتان سے یا لکھون مین مطلا سر کتاب
یا لوح سیم یا یہ حسن صد آب و تاب
القصہ کیا لکھون کہ وہ ماتھا ہی لاجواب
ابنِ نجوم کو یہ تحیہ تمام ہی
جبہہ ہی خود قمر کہ قسم کا مقام ہی

ابرو ہی یا فلک پہ ہی قوسِ قزح عیان
یا ہیر قتل عاشق بے صبر و ناتوان
یا ہی خدنگ غمزہ قاتل کو یہ گمان
کھینچی ہی یہ غلاف سے شمشیر اصفہان
در سورۂ قمر یہ ہی رونق فزا ہوا
یا ہی سفینہ نوح کا الٹا پڑا ہوا

آنکھون سے ساحران جہان مردہ ہو گئے
بادام آنکھ دیکھ کے پژمردہ ہو گئے

نرگس کے پھول باغ میں افسردہ ہوگئے | آہو بھی ہیں دشت میں مرجھا کے رہ گئے

قربان چشم مردم ہندی نژاد ہیں
آنکھیں ہیں دونوں یا یہ دو بنگالی ساحرین

ملکہ شگوفہ کے ہوش اڑ گئے جی میں کہتی تھی حقیقت میں کیا حسن و جمال ہے کیا خط و خال ہے صانع ازلی نے اپنے دست حق پرست سے یہ تصویر بنا کھینچی ہے کہ شاہزادے کو خیال نہ یہ حسن بے مثال معشوق عاشق خصال ادھر ملکہ شگوفہ نے دیکھا شاہزادہ نورالدہر جو تیغ برہنہ کے بڑھا صدہا ساحر دم بھر میں مار ڈالے دل باغ باغ ہو گیا قید کے رنج و الم سے فراغ ہو گیا غنچہ دل شگفتہ پھول سے گال بالکل کمہلائے ہوئے تھے یا سرخی آ گئی تمام ایک نازنین کو مع چار سو جادوگرنیوں کے دیکھا گرد شاہزادے کے پھر کر تو کر رہی ہے مجھ کو بھی صورت شگوفہ کی دیکھ کر حیران جمال و محو دیدار ہو کر دل سے کہتی تھی معلوم ہوتا ہے یہ شاہزادے پر عاشق ہو کر یہاں تک آئی ہے یقین ہے کوئی شاہزادی ہے اپنے قید رہنے سے بہت گھبرا رہی ہے کہ نورالدہر پر جادوگرنی کا ہجوم ہے اس جوان کو مار ڈالیں گے دو چار دن عرصے سے یہی دھوم ہے شاہزادہ نورالدہر شیرانہ جنگ کرتا ہوا قریب مدہوش زمانہ بیں کے پہونچا مدہوش نے ہوش پراگندہ میں کیسے کیسے گولے نورالدہر پر مارے مگر تاثیر نہیں ہوئے ایک مو سے جسم بھی اس شاہزادے کا میلا نہ ہوا دل سے کہتا ہے سحر کیوں جواب دیتا ہے جب شاہزادہ قریب پہونچ گیا مدہوش نے تیغ زہر دار نورالدہر نے تیغہ خارا شگاف سلیمانی پر کا نقشہ صد پاش تبرک کر کے یقین تھا کہ بعنایت پروردگار سے محفوظ رہے وار مدہوش کا روک کر تیغہ خارا شگاف کا مارا مدہوش نے سپر سحر اپنے سر پر کی پناہ کیا اور نقش محفوظ کا عکس پڑا سپر کی دو ٹکڑے ہوئی چاہا تڑپ کے کاٹ ڈالیں اجل نے مہلت نہ دی پلک کے تلوار گری مدہوش کے دو ٹکڑے ہو گئے اب تو تمام ساحر بھاگے آواز آئی کہ مارا گیا مجھ کو نام میرا مدہوش زمانہ بیں تھا شاہ ہوش ربا کے ہوش اڑ گئے اور ایک کو تو شور کے نہ چھوڑا مگر میدان سے پاؤں اٹھے نورالدہر قتل کرتے ہوئے چلے شگوفہ نے سیکڑوں نخل قد ساحروں کے حربے قلم کئے مثل برگ خزان دیدہ کافر گر رہے ہیں شگوفہ پامال کرتی چلی آتی ہے نورالدہر چاہتے ہیں محمود کو پھر لائیں کس کو بس

اڑتے ہوئے آئے قلعہ طلسمی معلوم ہونے لگا شاہور نے ایک جادوگر کو حکم دیا جلد جا کر شاہ کو
خبر کر کہ طلسم کشا آگیا امیر سحر ہمارا تاثیر نہین کرتا مدہوش مصاحب افراسیاب مارا جا چکا جلد
آئیے ورنہ قید مخمور چھین جائیگی وہ جادوگر بھاگا جمشید تخت پر بیٹھا تھا اُس سے آکر تمام کیفیت
بیان کی جمشید غصہ مین اٹھا مرکب سحر پر سوار ہوا جمشید کا چلنا لاکھون ساحر اسکے ساتھ ہو
اسوقت آکر پہونچا کہ نورالدہر نے تمام فوج کو تہ و بالا کر دیا ہے شاہور بھاگا پھرتا ہے اور
شگوفہ کو جو مصروف جنگ دیکھا جل گیا وہین سے نعرہ کیا باش اے طلسم کشا او خبردار او
شگوفہ جلد رومال سے ہاتھ باندھکر تیرے مونہہ پر بادولت کے گر ہرچند کہ شگوفہ تھرائی گر سحر کرنے مین کمی نکی
جمشید نے دو چار گولے اپنے ہاتھ سے ایسے مارے زمین تھرا گئی کئی سو جادوگریان شگوفہ کی بیہوش ہو کر
گرین شگوفہ بھی زخمی ہوئی مگر نورالدہر پر جو اُسکا اثر نہین کرتا قریب ہے کہ شگوفہ کو گرفتار کرے کہ اندر سے
قلعہ کے پانچہزار ساحرون کے ساتھ سہیل اختر شناس آکر پہونچا یہ پیشہ سے مطیع الاسلام ہے چونکہ کاہن
زبردست ہے کتاب مین دیکھا تھا کہ طلسم اب ٹوٹ جائیگا خدا سے نادیدہ برحق ہے سامری پرستی کرنا احمق ہے ناظرین کو
یاد ہوگا اسیلئے بدعت سے جمشید کی ملکہ مخمور کو بچا کر قید کرایا تھا اسوقت پانچہزار ساحرونکو مطیع اسلام
کرکے آپہونچا جمشید سمجھا میری مدد کو آتا ہے مگر سہیل برابر ملکہ مخمور کے احاطے کے پہونچا ہوہو
کرکے ساحرون کو ہٹایا زبان سے سوزن ملکہ مخمور کے نکال لیا سوزن کا نکالنا مخمور
اُٹھی سنگ ریزہ اُٹھا کر مارے کہ کئی سو ساحر واصل جہنم ہوئے سہیل نے بھی نعرہ کیا منم
غلام شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان پانچ ہزار فوج سے لشکر جمشید پر حملہ کیا ادھر
مخمور نے آفت برپا کر دی لڑتی ہوئی قریب شگوفہ آئی شگوفہ نے جھک کر سلام کیا ملکہ
مخمور نے پوچھا بی بی تمہارا کیا نام ہے شگوفہ نے سر جھکا کر کہا بندی غریب الوطن مجبور و ناچار
وطن سے دور موت سے قریب آوارہ و سرگشتہ بدنصیب ملکہ مخمور نے کہا کیون بی ساحرون
سے کیون لڑتی ہو ظاہرا تم اسی طلسم کی رہنے والی ہو شگوفہ نے کہا آپ کی قید کا حال سنکر
دلکو تاب نہ آئی شکر ہے آپ رہا ہوئین بڑا نام بتانا یہ ہے کہ ہم آپ دونون ملکہ شاہزادے
کو بچائین اس طلسم سے نکال لیجائین اب جمشید بادشاہ طلسم خود آگیا ہے قلب کانپ رہا ہے
بدون لوح طلسم بادشاہ کا قتل ہونا دشوار ہے ہر کد و کاوش بیکار ہے ملکہ مخمور سمجھ گئی کہ یہ بھی

شاہزادے پر عاشق ہے زیادہ کلام کی مہلت نہ پائی مخمور لڑتی ہوئی ایک جانب نکل گئی
شگوفہ ایک سمت عربدہ میں مصروف ہوئی اُسوقت قیامت کی جنگ ہے سہیل اختر شناس نے
ہزاروں کو مارا ملکہ مخمور نے طبقہ زمین کا ہلادیا نورالدہر نے بڑھکر علم فوج کو قلم کیا اب جمشید
گھبرا یا دل سے کہتا ہے کیا باعث ہے اس جوان پر سحر تاثیر نہیں کرتا آخر ایک کنارے پر آکر
ایک چراغ روشن کرکے چند دانے ماش کے مارے ایک سنہری پتلی پیدا ہوئی جمشید نے
اُس سے پوچھا اے کنیز ساحری اس جوان پر سحر کیوں نہیں تاثیر کرتا اُس پتلی نے آواز دی اے
شہنشاہ اس جوان کے پاس لوح محفوظ موجود ہے آپ کے قریب نہیں جاسکتے اُس پتلی
سے یہ سنکر جمشید میدان جنگ میں آیا اُٹھاکر ایک گولا مارا سہیل و شگوفہ دونوں بیہوش
ہوکر گرے جمشید نے حکم دیا ملازموں نے سہیل و شگوفہ کو گرفتار کر لیا تعجیل قلعہ میں پہونچا
جمشید جادوگروں سے اشارہ کیا مخمور پر باوہ کرو بیچ میں لاکھوں جادوگر آگئے اب مخمور نورالدہر
سے دور ہوگئی نورالدہر نے ایک مقام پر آکر ایک جادوگر کو مارا پہلو سے آواز آئی شہریار کنیز کو
بچائیے نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ مخمور زمین پر پڑی ہوئی تڑپ رہی ہے جسم پر آبلے
پڑے ہوئے نورالدہر نے کہا ملکہ یہ کیا ہوا ملکہ نے کہا حضور جمشید نے مجھ پر سحر کیا تمام
ہڈیاں جل رہی ہیں ذرا لوح محفوظ مجھکو دیجئے اپنے جسم سے مس کروں نورالدہر نے گھبراکر
لوح گلے سے اُتاری سامنے مخمور کے پھینک دی مخمور نے اُسکو اُٹھاکر رومال میں لپیٹا اور
نعرہ کیا او طلسم کشا منم شہنشاہ جمشید اب نورالدہر نے دیکھا کہ جمشید تاج پہنے سامنے کھڑا ہے
ملعون نے صورت سحر سے مخمور کی بنائی تھی اب جو ایک دوہتڑ مارا نورالدہر زمین پر گرے
شبرنگ کو ڈھونڈھکر پکڑ لیا سرداروں کے سپرد کیا اب طرف مخمور کے آیا چونکہ بادشاہ طلسم
ہے آخر مخمور بھی اُسکے سحر سے بیہوش ہوئی مخمور کو بھی اندر قلعہ کے روانہ کیا آپ اسواسطے بیرون
قلعہ ٹھہر گیا لاشے بھی اُٹھوانا اپنے سلطنت والوں کے منظور ہیں اور یہ بھی خیال ہے اگر طلسم کشا کو
اندرون قلعہ طلسم لیجاؤنگا تو بعد میعاد معینہ طلسم قتل کرنا ہوگا اسی مقام پر بارگاہ استادہ کرائی
قید نورالدہر کی چند ساحروں کے سپرد کی مسلسل کرکے شہزادے کو اور شبرنگ کو اسی بارگاہ
میں بٹھایا جمشید جادو بیرون بارگاہ ٹہل رہا ہے کہ آسمان پر برق چمکی خورشید روشن رائے

وزیر کوکب روشن ضمیر جسکو ملکہ بران نے روانہ کرایا تھا وہ اسوقت آنکر پہونچا جمشید
جادو کو سلام کیا پوچھا یہ رن کیسا پڑا جمشید نے کل کیفیت بیان کی اپنے ساتھ لیکر
بارگاہ مین آیا کہا ای خورشید تجھ ور کو خدمت افراسیاب مین روانہ کرونگا سہیل و شگوفہ
میری ملازم ہین انکو خود سزا دونگا اور طلسم کشا کو تو ابھی قتل کرتا ہون خورشید روشن رای
نے زبان شہنشاہ کوکب کا ہاتھ مین جمشید کے دیا کہا اسکو پڑھیے اسکے مضمون پر کاربند
ہوجیے نور الدہر اور شبرنگ و مخمور کو ہمین حوالے کیجیے ہم خدمت شہنشاہ مین لیجائین
سہیل اختر شناس و شگوفہ کا تمکو اختیار ہی جمشید جادو یہ سنکر غصے مین کانپنے لگا کہا ای
وزیر اعظم یہ میری شرافت تھی کہ مین تمکو استقبال کرکے لایا جسدن سے شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر شریک مسلمانان ہوے مین نے تو خراج بھیجنا موقوف کیا مین تو افراسیاب
کا ملازم ہون اسیوقت نور الدہر و شبرنگ کو قتل کرونگا ہرچند کہ خورشید روشن رای نے
کے ساتھ بارہ چودہ سردار دربار مین بھی موجود ہین چار سو ساحر ہمراہ آیا ہی مگر سوچا کہ یہ مقام
فساد کرنے کا نہین ہی ہنس ہنس کر باتین کرنا شروع کین کہ ای برادر تمکو اختیار ہی جتنے حکم
شاہنشاہ پہونچایا خود قتل کرو خواہ بخشو چند ساعت یہ باتین کرکے خورشید روشن رای نے
ٹھہرا اور کہاں یہ کیا کہ بیٹھے بیٹھے چپکے چپکے سحر کرکے سر پر جادو وزیر جادو و ملازمان جمشید کو بصورت
نور الدہر و بشکل شبرنگ قید مین چھوڑا نور الدہر و شبرنگ کو بہ نیرنگ سحر اپنے قبضے مین کرلیا
جب اپنا کام کرچکا کہا لو جمشید اب ہم جاتے ہین جمشید نے کچھ اعتنا نہ کی خورشید روشن رای
باہر نکلا تخت پر سوار ہو اساتھ والون کو لیکر بہ تعجیل تمام روانہ ہوگیا جمشید جادو نے کہا کہ فوراً
دار استادہ کراؤ جلاد کو بلاؤ جلاد نے آکر نور الدہر و شبرنگ کو دار پر کھینچا جمشید جادو نے حکم
دیا جلاد نے تیغہ مارا دونون کے سر اڑگئے آواز آئی کہ تی مرا نام من سر پر جادو وزیر جادو
بود جمشید حیران ہوگیا یہ کیا معرکہ ہوا مرنے سے اُن مردون کی صورتین بھی بدل گئین اُسکے
عزیز سر پیٹنے لگے اور کہا ای شہنشاہ این غلامون نے کیا خطا کی تھی جمشید پریشان ہوا اور اتّق
مین جو دیکھا صاف معلوم ہوا یہ شعبدہ خورشید روشن رای وزیر کوکب روشن ضمیر
کرگیا میرے سردارون کو قید کرایا نور الدہر و شبرنگ کو لیگیا غصہ مین اندر [illegible]

یا ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ شگوفہ و سہیل اختر شناس کو تہ خانہ مین بھیجدیا اور اِن جملہ حالات کی
عرضی بخدمت افراسیاب روانہ کی سب حال لکھا آخر مین یہ تحریر کیا کہ آپ کی دوستی مین کوکب
سے دشمنی ہوئی طلسم کے بچانے کی فکر کیجیے وزیر کوکب طلسم کشا کو نکال لے گیا وہ اُسکی
ضرور مدد کریگا یہ نامہ جو افراسیاب جادو کو پہونچا نہایت غصہ مین آیا کہا مین لوح طلسم جمشید
ابھی منگائے لیتا ہون یہ کہکر محیط ابر بار جادو کو بلایا اور ایک نامہ بنام جمشید لکھا اُسکا مضمون
یہ تھا کہ اے خیرخواہ بلا اشتباہ کیا مجال کوکب کی جو تم سے آنکھ ملا سکے مجھے ہر وقت خیال ہے
مگر برادر محیط ابر بار جادو مع فرمان ماہ دولت کے آتا ہے وہ جو قلعہ ہے جسکو دخانیہ کہتے ہین شبرنگ
آتش خوار وہان کا حاکم ہے محیط تمھارے پاس آئیگا تم بھی نامہ بنام شبرنگ آتش خوار
لکھ دینا فرمان ماہ دولت کا اور نامہ تمھارا لیکر قلعہ دخانیہ مین جائیگا مقام لوح ہمنے محیط کو
سمجھا دیا ہے وہ قلعہ دخانیہ سے لوح لیکر ہمارے پاس چلا آئیگا ہم لوح کو اپنی حفاظت مین
رکھین گے جب لوح دستیاب ہوگی طلسم نہ فتح ہو سکیگا محیط ابر بار فرمان افراسیاب
لیکر طرف طلسم جمشیدیہ کے روانہ ہوا مگر خورشید روشن رائے اپنے سحر سے نور الدہر و
شبرنگ کو نکال لایا پانچ کوس پر آکے بارگاہ استاد کی شاہزادے کو ہشیار کیا مسند آراستہ
کرکے جگہ دی آپ دست بستہ سامنے کھڑے ہوکر سلام کیا نور الدہر حیران یا تو مین قید مین
جمشید کی تھا یا اپنے کو بارگاہ آسمان جاہ مین پایا اسباب عیش و نشاط مہیا ایک جوان وزیر
وضع سامنے دست بستہ حاضر ہے جسکی صفت خلق مین زبان قاصر ہے حیران ہوکر کہا اے برادر یہ کیا
مقام ہے آپ کا کیا نام ہے خورشید روشن رائے نے دست بستہ عرض کی کہ شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر کا وزیر ہون آپ کی طلسم کشائی کی خبر شہنشاہ کو پہونچی مجکو نامہ دے کر روانہ کیا کہ جا کر
جمشید سے لوح دلوا دو شاہزادے کو شکست و عدم شکست کا اختیار ہے مین نے جا کر
حضور کو قید مین پایا اُس بیحیا نے حکم شہنشاہ کو نہ مانا شکر ہے کہ مین حضور کو مع عیار نکال لایا
اب حضور میرے ساتھ برائے ملاقات شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تشریف لے چلیے
ذرا اسی مقام پر تشریف رکھیے مین لازمون کو خدمت مین چھوڑ کر پاس کوکب کے جاؤن
جمشید نمک حرام شہنشاہ کا ملازم ہے اب منزل بغاوت کا عازم ہے شہنشاہ اُس سے لوح

منگوا کر آپ کی خدمت میں حاضر کرینگے نورالدہر یہ سنکر خاموش ہو رہے نہایت شاق ہوا کہ
مدد سے انسان کی کام کریں یہ بات ضرور مشہور ہوگی کہ کوکب نے جب اوج دلوادی تب
فتح طلسم نصیب ہوئی ای نورالدہر رب اکبر پر تکیہ کر وجسطرح بنے یہاں سے نکل چلو جدا اپنے
بزرگوں کا طریقہ ہی اسیر کار بند ہونا شیوہ مردی و مردانگی ہی وہ بے نیاز کارساز مدد کرے گا
اس بلا کو دور کریگا دلمیں تو یہ خیال کیا ظاہر میں فرمایا ای خورشید روشن رائے تمنے جو کچھ
کہا مناسب کہا جو کچھ تمنے کہا ایسا ہی کرینگے ہم یہاں ٹھہرینگے تم جا کر سچ کے تدبیر کر دینا
خورشید روشن رائے کو بڑی خوشی حاصل ہوئی شاہزادے کی خوش بیانی پر تسکین دل
ہوئی بعد خاصہ نوش فرمانے کے خورشید نے آرام کیا نورالدہر اپنے چھپر کھٹ پر آئے
شبرنگ کو سمجھا دیا تھا اُسنے شاہزادے کو جگایا بہ تعجیل مرکب تیار کیا نورالدہر چپکے سے
اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوئے برائے اطمینان خورشید روشن رائے ایک پرچہ لکھکر
ڈال دیا کہ ای وزیر اعظم تم متردد ہونا ہم توکلت علے اللہ طرف طلسم جمشید کے جاتے ہیں
اور تمکو براہ محبت سمجھاتے ہیں ہمارا تعاقب نہ کرنا اپنے ملک کو جاؤ شہنشاہ سے ہماری جانب
سے شکر یہ ادا کرنا اور کہدینا کہ ہم لوگ اپنے پروردگار کو حاضر ناظر جانتے ہیں پیدا کرنیوالے
کو بخوبی پہچانتے ہیں انشاءاللہ اگر حیات باقی ہی تو طلسم کو فتح کریں گے ورنہ اپنی جان دینگے
یہ تدبیر کرکے اُس شب تیرہ و تار میں مع شبرنگ ایک جانب روانہ ہوئے صبح کو خورشید
روشن رائے نے شاہزادے کو نہ پایا کاغذ اُٹھا کر پڑھا ساتھ والوں سے کہا کہ صاحبو
فرزندان حمزہ کیا بہادر ہیں دریائے جرأت کے بے بہا دُر ہیں مجبور خدمت میں کوکب کی
آکر حاضر ہوا تمام کیفیت ظاہر کی اور ملکہ بران نے بھی بقدمہ ایرج نوجوان سفارش کی
دست بستہ گذارش کی کہ حضور از روے وقائع کے معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان نے بھی
طلسم جمشید کا بڑے کر و فر سے قصد مصمم کیا ہی اور یقین ہی کہ قریب طلسم جمشید پہونچگئے ہونگے
کوکب روشنضمیر نے اپنے ایک سردار عالیجاہ کو غصہ میں فرمایا کہ ای ابریق آسمان سیر تم
جاکر شاہزادہ ایرج نوجوان کا ساتھ دو اور بھر کر جمشید سے لوح لو شاہزادہ مرحلہ شکست
کر لے گا اُس بیجا باغی خام طمع سے غرور کو مثل برگ خزان ویدہ پامال کریگا ابریق آسمان

یکہ و تنہا طاؤس پر سوار ہوکر بتلاش ایرج نوجوان طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوا

اول دو کلمہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان تحریر ہوتے ہین

کہ یہ بارگاہ خورشید روشن راے سے نکلے قطع منازل وطے مراحل کرتے ہوے اُس مقام پر پہونچے جس مقام پر شبرنگ بن عمرو نے ساحر کو مارا تھا اور گرفتار ہوے تھے وہان پر آکے زیر نخل ٹھہرے ارادہ تھا کہ شب ہو بعد نماز مغرب رب مشرقین سے رجوع کرین کہ کلید فتح طلسم حاصل ہو شبرنگ سے کہا ابھی تو دن زیادہ ہے صحرا سے ایک آہو شکار کرکے لائین کباب لگا کر کھائین شب کو مصروف دعا ہونگے دیکھین پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے شبرنگ نے کہا بسم اللہ مرکب پر سوار ہوکر ایک سبزہ زار مین آئے ایک ہرن پر مرکب ڈالا شبرنگ پیچھے رہگیا کوس بھر پر آکے نورالدہر نے ہرن کو شکار کیا تیر کھا کر آہو گرا نورالدہر مرکب سے کودے آہو کو اُس خنجر کے بقربانی پہونچایا انتظار مین ہین کہ شبرنگ آئے تو آہو کو اُٹھا کے چلین کہ سامنے سے ایک آہو تیر خوردہ پیدا ہوا لنگڑاتا ہوا چلا آتا ہے نورالدہر نے اُٹھا کر تیر مارا وہ آہو گرا نورالدہر نے اُسکو بھی ذبح کیا دونون کو کھینچکر ایک مقام پر رکھا ہے کہ دیکھا ایک نقابدار با دلپوش بصد جوش وخروش مرکب باد رفتار پر سوار تیر وکمان ہاتھ مین چوگنا گھوڑا ڈالے ہوے آتا ہے اُس نقابدار کی نگاہ اپنے صید پر پڑی بغیظ و غضب تمام قریب نورالدہر کے آکر کہا کیون او اجل گرفتہ تونے ہمارے صید کو کیون شکار کیا کچھ خوف مابدولت کا نہوا نورالدہر بے ساختہ ہنس پڑے فرمایا آپکا صحرا مین اجارہ ہے صید سامنے آیا شکار کیا نقابدار نے کہا یہان ہماری عملداری ہے کسیکی مجال نہین کہ یہان شکار کھیل سکے نورالدہر نے کہا اب تو تیر مارا خلاف کیجیے جو مناسب ہو سزا دیجیے نقابدار نے کہا یہ ہرن اُٹھا کر گردن پر لادو ہمارے مقام پر پہونچادو جب تو نورالدہر کو غصہ آیا فرمایا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے یہ کام مزدورون کا ہے بس نقابدار غصہ مین مرکب سے کود پڑا ہاتھ پنجہ کا بلاتکلف مارا نورالدہر نے پنجہ نگارین کو بڑھا کے جھٹکی ماری پنجہ چھٹ پڑا کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا ذرا زور کیا نقابدار کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی کمر مین ہاتھ ڈال کر نورالدہر نے نقابدار کو اُٹھا لیا لیکن جو کھینچی نقاب چہرۂ نقابدار سے دور ہوئی یہ معلوم ہوا ایک پری

یا ابر ہٹ گیا ماہ تابان پردۂ حجاب ابر سے نکل آیا ایک ماہ پارہ حور خصال پری تمثال ماہ جبین مہر تمکین نظر پڑی شاہزادہ عجب حسن وجمال کی تاب نہ لا سکا غش کھا کر زمین پر گرا ہر چند کہ وہ نازنین بھی شکار ہوئی زخمی تیغ ابرو اسیر کمند گیسو مگر حجاب مانع ہوا عشق کہتا تھا اپنے بیمار کا سر اٹھا کر زانو پر رکھو عناب لب سے علاج کرو شربت وصال پلاؤ بنفشۂ گیسو کی بو سنگھاؤ جس طرح بنے اسکو ہوش میں لاؤ حجاب کا قول تھا شرم مناسب ہے عاجان عصمت کو پاس ناموس ضرور ہے عشق تاکید کرتا تھا سراسر عقل کا قصور ہے اسی شش و پنج میں حیران بالین بیمار اپنے بیمار کے اشک حسرت بہا رہی ہے کبھی بیٹھ جاتی تھی کبھی قصد ہوتا تھا کہ بند نقاب آراستہ کر کے نکل جاؤن مگر جوش محبت میں یہ بھی خیال تھا کوئی جانور درندہ اسکو آکر گزند نہ پہونچائے یا خدانخواستہ شیر آکر دشمنوں کو کھا جائے یہ وجہ مجھپر خون ہوگا اس خیال سے بیٹھی رہی آنکھوں سے اشک گرم ٹپکے منھ دھوئے گلاب عارض پر شاہزادے کے پڑے آنکھ کھل گئی نازنین نے چاہا بھاگون فوراً اسد ہر نے کلائی تھام لی اس نازنین نے شرما کر سر جھکا لیا ہان ہان کہکر اشارہ کیا دیکھو اے شخص مجھکو ہاتھ نہ لگانا اپنی جان پر آفت نہ لانا یہ کہکر جو مسکرائی سپیدی براقی گوہر دندان کی اس سے برق گری خرمن ہوش وحواس کو شاہزادے کے جلا دیا زلف نے پریشان کیا آئینۂ جمال نے حیران کیا ہاتھ تو بہ منت تھام لیا اب بخوبی نگاہ جمال بیمثال پر پڑی سراپا موزون صانع ازل نے نور کے سانچے میں ڈھالا ہے قیامت قد بالا ہے بند مسدس

زلف رسا ہے یا شب معراج سر بلند — یا قدسیون کے صید کو پھینکی ہے یہ کمند
یا ہین وہ مار دوش شۂ ضحاک خود پسند — ہے جسکی دست برد سے آفاق کو گزند
آشفتہ اس سے ایک یہ سنبل چمن میں ہے
دل خون خشک مشک کا نافہ ختن میں ہے

ہے زلف یار دھوان ہے یہ شمع جمال کا — اعجاز حسن وناز سے اونچا نہ ہو سکا
یا ابر آفتاب کے پہلو میں چھا گیا — پیدا ہے یا کہ شام غریبان یہ برملا
خورشید روے یار کی گو زلف شرق ہو
ممکن نہیں ہے یہ شب یلدا سے فرق ہو

شانے سے آشنا جو وہ زلفِ دوتا ہوئی
صیادِ مرغِ روح ہوئی دلربا ہوئی
آفت ہوئی ستم ہوئی قہرِ خدا ہوئی
عاشق کا دل ستانے کو کالی بلا ہوئی
زلفیں سنوارنے میں جو شانہ شل ہوا
کھا کھا کے رشک غنچۂ شمشاد شل ہوا

ہیں معجزے وہ چشمِ خود بیں میں بیگمان
دیکھے جو سامری بھی تو ہو جائے بے زبان
جادو ہوا انکے نام سے دنیا میں بے نشان
آشوبِ دہر فتنۂ آفاق ہیں عیان
بچتے نہ چشمِ زخم کہیں خوفناک ہوں
دم سورۂ صاد کا میں کروں کیوں بلا کی میں

اس چشمِ مست نے مجھے بیہوش کر دیا
تارِ نگاہِ لطف سے زخمِ جگر سیا
چتون نے کشتۂ دمِ تیغِ ادا کیا
آنکھیں کبھی چرا کے مرا دل چرا لیا
سیدھی نگاہ تیری سینہ کے پار تھی
ترچھی اگر نظر کی تو برچھی دوسار تھی

پہلوے گل کے خار ہیں پلکیں کہ ہیں خدنگ
یا فوج کی صفیں ہیں مہیاے رزم و جنگ
رگہاے جان پہ تیر ہیں یا نشترِ فرنگ
پہنے ہوئے ہیں جسم پہ وردی سیاہ رنگ
پلکوں سے ترکِ چشم نے بھالے سنبھالے ہیں
اس بہرِ صید باز نے پنجے نکالے ہیں

شاہزادہ بیقرار اشکبار جب کئی مرتبہ اس مہ جبین نے غصہ کر کے کہا صاحب چھوڑ دو نور الدہر نے بدحواسی میں سر قدموں پر رکھ دیا اور کہا اے ملکۂ عالم ایک چشم زدن تامل فرماؤ اپنے بیمار محبت کا علاج کر دو اگر چلی جاؤگی ابھی پھڑک کے دم نکل جائیگا نور الدہر نے جلدی میں زین پوش پشت مرکب سے اُتار کر بچھا دیا پلکوں سے جاروب کشی کی وہ نازنین شرما کر بیٹھ گئی مگر دزدیدہ نگاہ سے جمال بیمثال نور الدہر کو دیکھ رہی ہے ہر مرتبہ جوش عشق کہتا ہے گلے میں ہاتھ ڈالدو دل کھول کر ملو مگر پھر شرما کر رک جاتی ہے دونوں عاشق و معشوق حیران نور الدہر منت کر رہے ہیں وہ شہنشاہ اقلیم شرم و حیا آنکھیں نیچی کیے شرم سے کانپ رہی ہے بہ شبنم

ابھی آکر پہونچا اُسوقت ملکہ نے گھبرا کر کہا اے شہریار دیکھیے کوئی راہگیر آتا ہے نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہا ملکۂ عالم یار وفادار ہے شبرنگ بن عمرو عیار ہے شبرنگ قریب آیا دیکھا جنگل مین عجیب جلسہ ہے شاہزادہ ایک نازنین کے سامنے دست بستہ بیٹھا ہے منتین کر رہا ہے شبرنگ تو عیار ہے اسنے فوراً اپنے توبڑے سے گلابی نکال کر بیچ مین رکھدی آہو کے گوشت کے کبچیل کر تیار کیے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر شاہزادے کو دیکر کہا بسم اللہ اِس مست شراب حسن و ناز کو اک جام پلائیے نورالدہر نے جام سامنے کر دیا ملکہ شہریار کہ آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا اے شہریار یہ کیا موقع ہے میرا باغ یہان سے قریب ہے ہر چند کہ مقام خوف و خطر ہے گریہان سے اُٹھ چلنا بہتر ہے نورالدہر نے جوڑے سے کہا یہ جام نوش کر لو پھر جہان کہو گی وہان چلین گے یہ جو نورالدہر نے منت سے کہا ملکہ نے جام نوش کیا آنکھون مین نشہ آیا خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا اپنے ہاتھ سے جام نورالدہر کو دیا نورالدہر نے مذہب کا ذکر کیا وہ کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوئی اب جو دو دو جام پیے ملکہ نے پوچھا اے شیر بیشۂ جرأت اس صحرائے پُرہول مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا نورالدہر نے تمام حال اپنا بیان کیا نام و نسب بھی بتلایا مگر نورالدہر نے دیکھا باتین کرتے کرتے یہ نازنین سہمی جاتی ہے چہار جانب دیکھ رہی ہے نورالدہر نے پوچھا ملکہ اسقدر گھبراتی کیون ہو یہ مقام خالی از خیر ہے ہماری وجہ سے صحرائے غربت کی سیر اے اُس مہ جبین نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا اپنا حال زار بیان کرون یہان سے قریب ایک شہر ہے میرا باپ وہان کا بادشاہ ہے ملک آباد رعایا دل شاد مگر باپ ہمارا مطیع مہران شاہ جمشید جادو بادشاہ حبشیہ کا خراج گزار ہے نہایت ساحر زبردست مکار و غدار ہے کسی وجہ سے اُسکا اِس حوالی مین گذر ہوا تھا باپ ہمارے مطیع و معتقد تھے استقبال کر کے اپنے شہر مین لائے سامان دعوت مہیا کیا کسی در اندازنے مجھ بدنصیب کے حسن و جمال کی تعریف کی بادشاہ مجھکو دیکھ لیا باپ سے ہمارے سوال شادی کا کیا باپ نے محل مین آکر مادر مہربان سے کہا محل مین شور گریہ و زاری بلند ہوا کہ ایسی بیٹی بھولی بھالی جادوگر کے قبضہ مین جائے گی نہین معلوم کیا رنج و ملال اٹھائے گی آخر مشیرون نے صلاح دی کہ بادشاہ سے کہیے ابھی آپ کی کنیز کمسن ہے دو برس کی مہلت دیجیے بعد اسکے سامان شادی ہوگا اے شہریار

وہ زمانہ وعدہ کا منقضی ہوگیا تیسرے چوتھے دن اُسکے ساحر آیا کرتے ہین باپ پر ہمارے
وبال ہی جلد سامان شادی مہیا کرو جمشید جادو عشق مین بیتاب ہی وزرا و امرا پر عتاب ہی
اِس غم سے آب و دانہ ترک رہتا ہی ہر وقت یہ خیال ہی کہ اب کوئی جادوگر آئیگا اُٹھا لیجائیگا
عورتون سے کیا ہو سکے گا جان دونگی نور الدہر نے کہا ای ملکہ عالم مین اسی فکر مین نکلا ہون
انشاء اللہ طلسم جمشیدی کو فتح کرونگا میرے یاران ہمدم جمشید جادو کے یہان قید مین ابھی چند
دن ہوئے ایک لڑائی پڑی تھی کئی ہزار ساحر میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے لڑتا ہوا قریب
قلعہ جمشیدیہ کے پہونچ گیا تھا مگر فلک نے انقلاب دکھایا دھوکا دے کر اُسنے لوح محفوظ
لے لی ایک ہفتہ عشرہ کی ملکہ تمکو تکلیف ہوگی اُس حیا کی کیا مجال جو تمہارا نام لے سکے
اگر ملکہ تمنے اپنے نام نامی سے نہ آگاہ کیا ملکہ سر جھکا کر رونے لگی کہا ای شہریار دریائے مصیبت
کی شناور ملکہ ماہ پرور ہمگر آپ کی باتون نے کلیجہ فگار کیا وہ حیا ساحر زبردست بادہ سحر
ساحری سے مست اُسکا قتل ہونا دشوار ہی نور الدہر نے کہا ملکہ اپنی آنکھون سے دیکھ لینا
بعد ایک مہینے کے طلسم بھر مین ایک جادوگر واسطے علاج کے نہ ملے تو ہمکو نبیرہ صاحبقران
نہ کہنا اِن دونون عاشق و معشوق مین رنج و ملال کی باتین ہو رہی تھین شبرنگ دم مین
قدم پر چیل ہر پانی لینے کو گیا تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او برہم کن ساحران عالم
کہان جائیگا تمام ساحران طلسم تیری تلاش مین پھر رہے ہین تو یہان معشوقہ شہنشاہ کے
عیش مین مصروف ہی قتل تیرا ہمارے ہاتھ پر موقوف ہی اور ای ملکہ ماہ پرور غضب کیا اُس
باغی کے دام مکر مین پھنسی تیسے تیری خرابی ہوگی جب تک نور الدہر اُٹھین ایک پنجہ کمر مین
پڑا ابر سے آسمان لیکر روانہ ہوگیا ایک ساحر مہیب سامنے اُس ماہ پیکر کے آیا وہ مہر سپہر
آسمان حسن دیکھکر کانپنے لگی صورت مہیب دیکھ بیہوش ہوگئی تو یہ کہ جمشید جادو اُسپر عاشق
ہی اُس ساحر مہیب شکل نے تخت بنا کر ملکہ کو بٹھا لیا اور سیدھا ہوا ہوگیا بعد اسکے شبرنگ
بن عمرو نے جو یہ معرکہ دیکھا چار جانب جستجو مین دوڑا جب پتا نشان نہ ملا بیتاب ہوا ایک
جادوگر کی شکل بنکر تیار ہوا جھولی بائین ہاتھ پر تیلے سونے چاندی کے گلے مین سیلی ورق کا
تمغا کا مقیش پر بنا ہوا ایک ترسول ہاتھ مین سامری و جمشید کا نام لیتا ہوا ایک سمت جستجو کنان

جل نکلا ملکہ کا حال تو وقت پر ظاہر کیا جائیگا ناظرین کے ذہن اقدس مین آئیگا مگر رستم صولت
اسفندیار صفت صاحب رعب وجلالت آفتاب آسمان شوکت وشان شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو قید آہن مین مبتلا ایک دربار عالم مین پایا ایک بادشاہ
ساحر تخت پر بیٹھا ہے گرد ساحر و نکا دور ہی سرداروں کے کہنے سے ثابت ہوتا ہی فیروز جادو نام دربہ
طلسم جمشید ہی فیروز نے پکار کے آواز دی ای سیاح جادو تمنے بڑا کام کیا ساحران طلسم مین
نام کیا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے مگر بادشاہ نے تحریر فرمایا تھا کہ ایک سردار ہی دوسرا اُسکے ساتھ
عیار ہی تصویرین دونوں کی آگئین اکیلے طلسم کشا کو لائے عیار کو کہان چھوڑ آے عرض کی یہ
غلام تلاش مین نکلا تھا ایک مصاحب بھی بادشاہ کا اسی جستجو مین آیا اور وہ دونوں براے
جستجو ایک صحرا مین پہونچے ایک سایۂ نخل مین ملکہ ماہ پرور دختر مہران شاہ سے یہ جوان مصروف
عیش تھا وہ ملکہ کو اُٹھا کر لے گیا مین اس شیر صولت کو آپکی خدمت مین لایا اور کسی کو
اُس مقام پر نہین پایا فیروز نے کہا اُسی مقام پر جا کر تلاش کرو وہ اسکا ہمراز ہی ٹبا جلادی سیاح
نے کہا کہ غلام پھر جاتا ہی ملتا ہی تو ڈھونڈھکر لاتا ہی یہ کہکے پر پرواز پیدا کر کے مثل طائر خیال
بلند ہوکر اُڑتا ہوا چلا شبرنگ بہ شکل ساحر اُسی صحرا مین پھر رہا ہی سیاح آسمان پر جیکا کو سون
منزلوں پیک نگاہ کو دوڑایا سواے ساحر کے کسی کو نہ پایا خیال مین آیا اسی کو لے چلو
سامنے بادشاہ کے پیش کر دینگے خلعت وانعام لینگے وہین سے سحر کرتا ہوا گرا شبرنگ بن
عمرو کی کمر مین پنجہ دے کرلے اُٹھا چشم زدن مین دربار مین فیروز کے لیکر پہونچا شبرنگ
بن عمرو کو کھڑا کر دیا کہا ای شہنشاہ اُس صحراے مہیب مین سواے اُس ساحر کے اور کوئی ملا
یہ حاضر ہی شبرنگ بن عمرو کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک طرف شاہزادہ مسلسل و مطوق بیٹھا ہی طلسم
ساحران جما ہوا ہی ایک بادشاہ تخت پر ہی یہ تو عیار فرزند خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ہی آنکھ
کھلتے ہی بادشاہ کو سلام کیا دعا دی خداوند سامری و جمشید کی رو سے آفتاب اقبال روشن
رہے گیہان کی سجے کار گروکی دیا رہے آج جمشید و سامری نے اپنی قدرت کا ظہور
دکھایا اس ظالم جلاد کو قید مین پایا مجھ ایسے مقبول بارگاہ سامری کا کلیجہ ٹھنڈا کیا سب ہماری
باپ دادا خدمت مین جمشید و سامری کی جا یا کیے پوری کچوری مٹھائی مندرے پاتے تھے

ہمارے پاس بھی تصویر خداوندی ہر وقت پوجا پاٹ کے اب بھی اشارے کیا ئے ہو جلت
ہین مگر اس ساحر کش کا خون بہاؤ ننگا ٹھاکر جی کی پیشانی پر ٹیکے لگاؤ وہ گا یہ کہکر تیغہ کھینچ کر لولاد
کی گردن پر رکھدیا کہا کیون او ظالم میرے نوجوان بھائی جودھہ کو قتل کرتے تجھے افسوس آیا
دیکھ قدرت سامری کہ تجھکو میرے قبضہ مین کرایا اب سب بھائی بلادری واسطے سامری پرست
ہونے دو سو خدا ئے بندے موجود ہین اب تجھے کیا ڈر ہو جادوگرون نے ہان ہان کہکر ہاتھ
تھام لیا بمشکل خوشامد کر کے سامنے فیروز کے لائے فیروز ان باتون سے بہت خوش ہوا کہ یہ
بندۂ خاص سامری ہو رگ وریشہ مین اوتارون کی محبت بھری ہو کرسی پر بیٹھنے کو جگہ دی کہا آؤ
بھائی تمھارا کیا نام ہو اب کس دیر مین مقام ہو کہا حضور جگت جو کرن قوم کا برہمن بیابان جادو
نام پوجا پاٹ کرنا ہی کام ہو اس مسلمان تلمہ نے میرے جوان بھائی کو مارا حضور مجکو حکم دین کہ مین
اپنے ہاتھ سے قتل کردن خون اسکا کٹورے مین رکھکر لیجاؤن شوالون مین ٹیکے دون اور آپکے
غلام کے پاس ایک تپلی ہو اشارے کرتی ہو بھجن گاتی ہو شوالے سے ملی تھی سامری کے گھر
کی لچھمی ہو جس دن سے یہ تپلی ملی نہال کردیا ہر مہینہ مین سنتون کو جمع کرتا ہون موہن بھوگ
کھلاتا ہون بڑے بڑے داتا لوگ جمع ہو جاتے ہین بڑی بڑی دور سے لچھمی جی کے درشن کرنے
آتے ہین داتا لوگون کے سامنے دیکھو لچھمی جی پٹر پٹر باتین کرت ہین نتھنی پہر دکھاوت ہین فیروز
جادو حیران ہوگیا کہنے دو دو لاکھ روپے کے بت خریدے ہین اپنے منہ پر کبھی بھی نہیں
اڑاتے سو بھی نہین ہلاتے یہ بندۂ خاص ہو یہ سوچ کر کہا ذرا لچھمی جی کا ہم بھی درشن کرین کہا سامنے
یہان دربار مین مجھ بیٹھاری کنارے چلیے لچھمی جی سے دو دو باتین کر لیجیے فیروز جادو اشتیاق
مین اٹھا ایک کمرے مین آکر کہا دیوتا لاؤ لچھمی جی کو دکھاؤ شبرنگ نے کمرے ایک تپلی نکال ہاتھ
مین فیروز جادو کے دی کہا مہارانی اپنے باتین کرو سامری کے بندے ہین اور فیروز جادو
سے کہا مہارانی کے منہ سے منہ ملاؤ پیٹ پر ہاتھ رکھکے دباؤ باتین کرینگی فیروز جادو نے تپلی کے
منہ سے منہ ملا کر پیٹ پر تپلی کے ہاتھ رکھا تپلی نے منہ کھولا فیروز جادو نے خوش ہو کر قہقہہ
مارا شبرنگ نے تپلی کے پیٹ پر ہاتھ رکھکے جو زور سے دبایا تپلی کے منہ سے دھوان نکلا
شبرنگ کے تپلی مین کل لگا کے بیہوشی بھر دی تھی فیروز جادو فوراً بیہوش ہوا شبرنگ نے

تپلی کمر مین رکھی فیروز جادو کی زبان مین سوزن دیا ستون سے مضبوط باندھا رنگ رغن عیاری
کا نکال کر بشکل فیروز جادو تیار ہوا تاج اُسکا لیکر اپنے سر پر رکھا تمام لباس جسم پر آراستہ
کرکے باہر آیا پکار کر آواز دی قیدی کو ہمارے پاس لاؤ مگر سنگدلیان بیڑیان کاٹ دو ہم تنہائی
مین سزا دینگے نورالدہر کے جسم سے قیدیون نے دور کی شبرنگ ہاتھ تھام کر شاہزادے کا
اندر لایا دروازہ مکان کا بند کر لیا نورالدہر سے کہا ای شہریار غلام آپ کا آپہونچا فیروز جادو کو
مین نے گرفتار کر لیا نورالدہر کو مقام صدر پر بٹھایا اپنی صورت اصلی بنائی فیروز جادو کو ہوشیار
کیا اب جو فیروز کی آنکھ کھلی اپنے کو ستون سے بندھا دیکھا نورالدہر سلاح سے آراستہ قید
جسم پر ندارد اور ایک عیار خونخوار تیغ برہنہ ہاتھ مین لیے نعرے کر رہا ہی کہا ای فیروز جادو قدرت
پروردگار کو ملاحظہ کیا تجھ ایسا جادوگر میرے قبضہ مین آگیا شاہزادہ رہا ہوا تیرے ملازم بیرون
قصر بالکل بیکار ہین اگر تجھکو قتل کر دن کسی کو خبر نہو قدمون پر شاہزادے کے لوٹ ہے بڑے افسوس
کی بات ہی کہ تم لوگ آپ سے کہتے ہو کہ عمر طلسم تمام ہو دیگی اور پھر قتل طلسم کشا مین کوشش کرتے ہو
بہتر ہو دو سو خداون پر لعنت کرو وحدانیت کے قائل ہو وہ حاکم زمین و آسمان بانی بنائے
آفتاب و مہتاب و ثابت سیارگان ہی اسطرح شبرنگ نے سمجھایا کہ زنگ کفر آئینہ دل سے
فیروز جادو کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ دل و جان سے اطاعت قبول کی سعادت
دارین حصول کی شبرنگ نے سوزن زبان سے نکالا ستون سے فیروز کو کھولا فیروز دوڑ کر
قدمون پر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے گرا عرض کی اگر غلام کلمہ پڑھیگا تو ماہیحر
کی زبان سے جاتی رہیگی حضور کی غلامی مین رہونگا ملازمان جمشید سے لڑونگا نورالدہر نے
سر سینہ سے لگایا فیروز جادو شہزادے کو ساتھ لیکر مع شبرنگ بن عمرو دربار مین آیا اہالیان
دربار حیران ہوے شاہزادے کو داخل زرین پر جگہ دی رفیقون سے پکار کر کہا صاحبو تمکو خبر ہی
کہ ہمپر کیا گذری ہم گرفتار ہوگئے اگر ایسے صاحبان رحم کا سامنا نہوتا قتل ہو جاتے تمکو خبر
بھی نہوتی ہمین نے اطاعت دین اسلام قبول کی حلقہ غلامی گوش جان مین ڈالا غلام بااخلاص
ہوا سب نے عرض کی ہم بدل و جان حضور کے مطیع و تابعدار ہین بادشاہون کو امورات نیک
و بد کے اختیار رہین اب تو صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ساقیان ماہ رخسار جام مے گلنار لیکر

ہاتھ

حاضر ہوے رقص شروع ہوا آفتاب عیش وعشرت طلوع ہوا ایک نازنین گل رخسار نے یہ
غزل گائی اہلیان صحبت کی طبیعت لہرائی

غزل

کسی کا ہوا آج کل تھا کسی کا
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا
مجھے مار ڈالا ہی انکار نے بھی
کہ دلبر نہین زور چلتا کسی کا

نہ ہو تو کسی کا نہ ہوگا کسی کا
نہ میری سُنے وہ نہین ناصحو کی
یہ کہنا کہ کیا عجیب دعوا کسی کا
کوئی کیا کرے آپ ہرجائی ہو تم

کیا تیغ نے قتل جہان اک نظر مین
نہین مانتا کوئی کہنا کسی کا
جو بچھڑ جائے اس بیوفا سے تو جان
نہین میر سچا ہان شکوا بیجا کسی کا

نور الدہر بن بدیع الزمان سے جو اشعار عاشقانہ نے یاد مین ملکہ مخمور سرخ چشم کی اشک آنکھون سے جاری ہوے دل بیتاب چشم پُر آب دل کو دھڑکن جگر کو پھڑکن آہ گرم ہڈیان جلانے لگی سوزش عشق آگ سینہ مین بھڑکانے لگی اشعار

جوش خمیازہ رہِ دشت انتظار

چشم آغوش حسرت دیدار
شوق پامال حسرت و حرمان
آرزو سے نظارہ خاک ہوئی
گرد دل سے اُڑے زمین ہیچ ہوش
فتنۂ محشر آفرین افغان

بحر اشک آب با گلشن صبر
کف افسوس نیچہ مژگان
خاک مین بھی ملا دیا غم نے
نالۂ آسمان فگن کا جوش
اشک آنکھون سے متصل جاری

نگہ یاس برق خرمن صبر
سرمہ سا چشم آبناک ہوئی
خاک اُڑائی کدورت دم نے
صور کا نفخ اولین افغان
خون دل تا بہ لخت دل جاری

حال شاہزادے کا ابتر دیکھکر فیروز جادو نے حرف کی کیون شہریارا اسوقت آئینہ رخسار پر گرد غم والم کی ترقی ہی چہرہ صاف وشفاف سے بیقراری پائی جاتی ہی نور الدہر نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی کہا ای برادر فلک کجرفتار نے عجب روز سیہ دکھلایا ہی بخت واژگون طالع نگون نے اس حال کو پہونچایا ہی ایک ایک دم بزم شیر مصیبت گذرتا ہی خنجر فراق محبوب ذبح کرتا ہی

درس شفقت را بیانِ دیگر است
با فلک ہر دم قرانِ دیگر است
از شراب عشق مے سوزد جگر
طالب حق را مکان دیگر است
ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را

این مدرس را زبانِ دیگر است
تا بکے سرگرم کارِ این جہان
نقل این ی از مکان دیگر است
رہرو راہِ طلب را ہر قدم
با ہمت رازِ نہان دیگر است

اختر اختر شناسان ترا
این جہان را ہم جہانِ دیگر است
درمیانِ خلق مے جویند دست
ہر ہمے ا کاروان دیگر است
کس نمیداند کہ منزل در کجاست

ہر کسے را کاروان دیگر است
در دنیا بہر کسے اسرار عشق
مخفیا از آسمان دیگر است

در نیاید غیر چشم حق شناس
این معلم را زبان دیگر است

مرد میدان را نشان دیگر است
پرتو اقبال صاحب ہمتان

نورالدہر بن بدیع الزمان سے کلمات عشق آمیز و اشعار وحشت انگیز جو پڑھے فیروز جادو بے اختیار رونے لگا کہا شہریار غلام ساحر زبردست ہی آپ کا معشوق کہاں ہی اگر آسمان پر ہوگا تو اپنے کو مثل دعائے مظلومان پہونچاؤنگا اگر تحت الثرے مین ہوگا قطرۂ آب بنکر جذب ہو جاؤنگا ہر طرح آپ کے مطلوب کو آپ سے ملاؤنگا نورالدہر نے کہا کہ طلسم جمشیدیہ مین ملکہ مخمور سرخ چشم عاشق زار معشوق وفادار قیدی ہی دوسری نازنین مہ جبین ملکہ شگوفہ اُسی صیاد کی صید ہی ہم محفل عیش وعشرت مین بیٹھے ہین گانا سُنتے ہین نہین معلوم اُس گرفتار قفس طلسم پر کیا گذری ہوگی پروردہ مہد ناز و نعم صاحب شوکت و حشم اسیر بہ رنج و الم بس اب تمھاری مہربانی یہ ہی کہ ہمکو جلد رخصت کرو جستجوے محبوب مین جائین اپنے کو مثل نقش پا مٹائین یا طلسم کو شکست کرین اس لڑائی کا بندوبست کرین فیروز نے عرض کی کہ ایسے وقت مین غلام ساتھ نہ چھوڑیگا خدمت گزاری سے منہ نہ موڑیگا ہرچند کہ مفتوح ہونا طلسم کا بدون لوح غیر ممکن مگر ہم سرکار کے ساتھ ہین نورالدہر نے کہا مسبب الاسباب مہیا کر دیگا فیروز نے کہا بسم اللہ بیس ہزار ساحران خدار کو فیروز نے تیار کیا نورالدہر بن بدیع الزمان نے فیروز کو تخت پر سوار کیا آپ خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن فرمایا علمہاے گلنار کے پھر ہرے کُھل گئے اس کر و فر سے مع لشکر فیروزی اترطرف طلسم جمشید و منزلین طے کی تھین ایک دن وقت سحر ایک صحراے سبزہ زار مین گذر ہوا شاہزادہ پشت مرکب سے اترا بہار سبزے کی دیکھنے لگا یہ نہ سمجھا کہ سبزہ بیگانہ ہی جیسے ہی سبزۂ خوابیدہ پر پانون رکھا مثل طالع خفتہ سوتے سوتے دشمن بیدار ہوا ترطپ کر ایک پنجہ آسمان سے گرا کمر بین نورالدہر کی پکڑا اس جلدی مین قندیل فلک ہوا کہ کوئی ساحر قریب نہ جاسکا ساحرون مین غل ہوا کوئی شاہزادے کو اٹھا لیگیا فیروز جادو چارطرف دوڑا کچھ نشان نہ ملا روتا ہوا پلٹا شبرنگ بن عمرو سے کہا کیون ای برادر جو ہم کہتے تھے وہ پیش آیا طلسم مین ہنگامہ ہو چکا ہی کل حاکمان دربند کو حکم پہونچا ہی جس طرف

طلسم کشا نکلے گرفتار کرو آخر مین نے بھی گرفتار کرایا تھا تصویرین سب کے پاس پہونچ چکی ہین ای شبرنگ کیا عجب ہی شبرنگ آتش خوار حاکم قلعہ دخانیہ نے یہ آگ لگائی ہو وہ مردود بھی نہایت ساحر زبردست ہی مشہور ہی کہ اُسکے قبضہ مین لوح ہی وہ سب سے زیادہ کد و کوشش کریگا اسی کے سہارے لگے ہونگے اسی جانب ہم بھی چلتے ہین شبرنگ نے کہا بسم اللہ فیروز مع لشکر سمت قلعہ دخانیہ چلا مگر شاہزادے کی جو آنکھ کھلی اپنے کو سامنے ایک جادوگر کے پایا وہ تخت پر بیٹھا ہی گرد بہت سے ساحر ہین اپنے ہاتھ پانون سحر سے بیکار شبرنگ آتش خوار نے آواز دی کیون ای جوان چند عرصہ مین طلسم مین بڑے بڑے ہنگامے ڈالے ہزارہا ساحر تیری وجہ سے طلسم جمشیدیہ کے مارڈالے گئے مگر میرا نام شبرنگ آتش خوار ہی میرے شعلہ قہر و غضب سے بچنا دشوار ہی یہ کہکر حکم دیا پہلو سے قصر مین جو کمرہ ہی وہان لیجا کر اس جوان کو رکھو بادشاہ کو عرضی لکھے مین جیسا حکم ہوگا بجا لائینگے یہ ملحوظ رہے کہ نور الدہر کو قید آہن سحر مین مبتلا کر دیا کمرے مین شاہزادہ بیٹھا ہوا زنجیر ہلا رہا ہی شبرنگ آتش خوار اپنے وزیرون مشیرون سے صلاح مین مصروف ہی کہ صلاح جو اسکو قتل کردن یا بادشاہ کو عرضی لکھون انہی اپنی عقل کے موافق سردار جواب دیرہے ہین

دو کلمہ محیط ابر بار جادو کے سنیے کہ جسکو افراسیاب جادو نے یہ کہکر روانہ کیا تھا کہ طلسم جمشیدیہ کی لوح ہمارے پاس لے آؤ

ادھر محیط جادو پاس جمشید کے آیا فرمان افراسیاب کا جمشید پڑھکر بہت خوش ہوا اپنا نامہ بہ مضمون کا لکھا ای شبرنگ آتش خوار محیط ابر بار شہنشاہ افراسیاب کا سردار مع فرمان و مع نامہ مابدولت تمہارے پاس پہونچتا ہی فوراً اسکو لوح حوالے کر دینا شہنشاہ نے خود اسکو مقام لوح کا پتا بتا دیا ہی چشمہ کو خشک کرکے با آبرو لوح خود نکال لیگا پس جمشید سے یہ نامہ لیکر محیط جادو طرف قلعہ دخانیہ کے روانہ ہوا جسوقت شبرنگ آتش خوار نور الدہر کو قید کرکے اپنے سردارون سے صلاح کر رہا ہی اسی وقت محیط جادو بکبر و نخوت تمام دربار مین شبرنگ آتش خوار کے آکر اترا بسبب غرور کے شبرنگ کو سلام بھی نہ کیا شبرنگ نے دنگل زرین دیا پوچھا آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ہی محیط نے نامہ و فرمان ہاتھ مین شبرنگ کے دیا اور کہا مین لوح لینے آیا ہون شہنشاہ طلسم ہوش ربا کا

ارشاد ہی کہ جلد جا کر یہ لوح طلسم جمشیدیہ ہماری خدمت مین پہونچاؤ وہ قصر کس مقام پر ہی
شہنشاہ نے مجکو نشان بتا دیا ہی پہلو مین کمرہ ہی پاس حوض بنا ہی اُسپر تختہ آہن ہی لوح طلسم کا
وہی حوض مسکن ہی شبرنگ آتش خوار نے کہا آپ کا نام تو محیط ابربار ہی اور مزاج مین یہ گرمی
ذرا تامل فرمایئے ایک جام شراب نوش کیجیے یہ کہکر ساقی بچے کو اشارہ کیا محیط نے پیالہ پیا
اور دماغ مین نشۂ غرور بھرا پلٹ کر کہا صاحب مجکو بہت تعجیل ہی زیادہ نہین ٹھہر سکتا شبرنگ نے
کہا مین جواب تحریر کرتا ہون مین نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہی اب لوح لیجانے کی ضرورت کیا
ہی محیط نے کہا مین تحریر و تقریر نہین جانتا وہ سامنے قصر ہی حوض بھی مجکو معلوم ہوتا ہی شہنشاہ نے
سب نقشہ مجکو بتلا دیا ہی مین لوح جا کر نکالتا ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا جب تو شبرنگ
آتش خوار نے کہا میان محیط صاحب اسقدر سر نہ اُٹھایئے نشہ مین نہ بلبلایئے ہرگز لوح نہ لیجانے
دونگا بانیان طلسم نے ہمارے بزرگون کو ایسا معتبر جانا لوح طلسم کو سپرد کیا جسنے آج تک برابر
جان سے رکھا اب طلسم کشا کا بھی انتظام کر چکے صحرا صحرا پھرے تکلیف اُٹھائی کانٹے صحرا کے
پانون مین چبھے جب طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائے ہین اب آپ واپس جایئے گرفتاری طلسم کشا
کا حال کہیے ہم اس عرصہ مین سر طلسم کشا روانہ کرتے ہین محیط نے کہا مین قاصد نامہ بر نہین ہون
مین پہلو نشین افراسیاب ہون خود صاحب قہر و عتاب ہون یہ کہکر غصہ مین آکر اُٹھا اور کہا
دیکھو یون لوح لیے جاتے ہین جب تک شبرنگ سنبھلے محیط نے ایک گولہ سحر کا بڑھ کر مارا
تمام بارگاہ مین شبرنگ کی دھوان چھا گیا شعلے بھڑکنے لگے کوئی زمین پر گرا مثل ماہی بے آب
تڑپنے لگا کسی کی زبان بند کوئی دردمند شبرنگ بھی اُسکے سحر سے مثل تصویر تصور کے خاموش
حیرت کا جوش تخت سے اُٹھ نہ سکا محیط گولہ مار کر بلّی کرتا ہوا بارہ دری سے نکلا قریب حوض کے
آیا حوض پر سے تختہ آہن اُٹھایا حوض مین پانی بھرا تھا چند دانے ماش کے مارے پانی خشک
ہوگیا جیسا جوش سحر سے حوض مین کود پڑا دیکھا پہلو مین ایک مختصر سا دروازہ لگا ہی اسنے لات
ماری کہ دروازہ ٹوٹا اندر اُس دروازے کے میز پر ایک صندوقچہ رکھا تھا کلید آہنی لگی ہوئی
تھی محیط نے قفل کو سحر سے کھولا ڈھکنا اُٹھایا اندر اُسکے لوح طلسم جمشید مثل آفتاب عالمتاب
چمک رہی ہی ریشم مین گندھی ہوئی گھا نقش کا تختی الماس کی اُسپر یاقوت احمر کے حرف محیط نے

خوشی مین آکر ہاتھ مین اُٹھالیا بحیرت اُس لوح کو دیکھتا ہوا کہ یہ کیا شے بنائی ہو یہ تو ایک سلطنت کا مول ہو دی محیط اسکو شہنشاہ کو نہ دے اپنے پاس چھپا رکھو کسی وقت پر کام آئیگی دولت دنیا دلوائے گی عجب شے نایاب ہو لوح ہو یا آفتاب عالمتاب ہو یہ نہ سمجھا کہ یہ الماس ہو اسکی محبت دل کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیگی جان جائیگی خون تھوکنا پڑیگا ایک ایک ریزہ اسکا نشتر بنکر دل مین گڑیگا غرض لوح چمکاتا ہوا محبت مین ہوت محیط جادو جوش مین جو بیٹھا شاہزادہ نورالدہر قید سحر مین مبتلا بیٹھا ہی محیط نے جو طلسم کشا کو دیکھا آواز دی باش او مسلمان دیکھ یہ لوح مین نے لے لی سر ابھی کاٹ کر لیتا جاؤن اسکے معاوضہ مین الگ خلعت و انعام افراسیاب سے پاؤنگا یکلک تیغہ کھینچکر جھپٹا یہ ناظرین پر ملحوظ رہے کہ بائین ہاتھ مین لوح طلسمی ہو داہنے ہاتھ سے تلوار کھینچے ہی جیسے ہی قریب نورالدہر کے پہونچا عکس لوح کا پڑا قید سحر دور ہوئی طبیعت شاہزادے کی مسرور ہوئی تلوار پر اسکی ہاتھ ڈال دیا محیط چاہتا ہی کہ سحر پڑھون بسبب لوح ہاتھ مین ہونے کے سحر فراموش ہی قلب پر حیرت کا جوش ہی شاہزادے سے اور محیط سے کشتی ہونے لگی شہزنگ آتش خوار مع اہالیان دربار بڑے بڑے ساحران غدار سحر مین محیط جادو کے مبتلا ہین جو باہر تھے وہ ہنگامہ سنکر دوڑے ہین کہ یہ کیا قیامت ہی وائے ہمارے مالک پر کیسی مصیبت ہی تخت سے اُٹھا ہی دل بیٹھا جاتا ہی شعلے چہار طرف بھڑک رہے ہین اب جو نورالدہر نے نعرہ کیا سب نے دیکھا کہ طلسم کشا سے اور محیط جادو سے آبرو سے کشتی ہو رہی ہی سحر تو اُس بچہ کو یاد نہین آتا زور کر رہا ہی نورالدہر نے کمر مین ہاتھ دیکر اُکھیڑ کر مارا لوح چھین کر گلے مین ڈالی چھاتی پر چڑھ بیٹھے کندہ زانو سے دبا کر فرمایا او بیحیا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی اُس مغرور نے سامری و جمشید کا نام لیا کچھ جواب سخت دیا نورالدہر نے ایک ہاتھ گردن پر دوسرا ٹھوڑی پر رکھ کے چرخ دے کر ایسا تھپڑ مارا مع نرخرے گردن کو گھسیٹ کر پھینکدیا اتنا بڑا جادوگر واصل جہنم ہوا تمام دربار مین اندھیرا ہو گیا سنگباری برف باری ہونے لگی ہر عمل کرتے تھے کچھ تدبیر نہین آتی بعد عرصے کے آواز آئی کشتی مرا نام من محیط جادو بود. افسوس مردیم وجان دادیم و مطلب خود نہ رسیدیم جب محیط ابر بار جادو کا شہزنگ آتش خوار وغیرہ سے دفع ہوا روشنی ہوئی شہزنگ آتش خوار نے یہ سب معاملے اپنی آنکھوں سے دیکھے دیکھا کہ سامنے سے طلسم کشا لوح

گلے مین خون مین محیط کے نہایا ہوا چہرے پر قہر و غضب شبرنگ تخت سے اٹھکر دوڑا پکارا
ای شیر بیشۂ صاحبقرانی تیرا دین سچا ہی خدا ے نادیدہ یکتا ہی میرے دل کو اعتقاد ہوگیا رد سحر کو
شاد کیا ماشاء اللہ اس مغرور کو کس زور شور سے مارا یہ کہتا ہوا قریب آیا قدمون سے لپٹ گیا
نورالدہر نے سر اٹھا کر سینہ سے لگا یا فرمایا ای برادر تم ہمارے قوت بازو ہو زینت پہلو ہو دیکھو
پروردگار ہمارا کیا مسبب الاسباب ہی چشم زدن مین کیا کا کیا ہوا تمھارے پاس قید ہو کر آئے
تھے معبود نے مشکلکشائی کی قید سے چھوٹے دوح ہاتھ آئی تم شریک ہوے اب معاملات
فتح طلسم ٹھیک ہوے شبرنگ نے تمام اپنے سردارون کو آواز دی صاحبو تمنے ظہور مذہب
اسلام دیکھا مین تو دل وجان سے مطیع الاسلام ہوا جسکو طلسم کشا کا ساتھ دینا ہو رہے ورنہ
نکلجاے سب نے عرض کی ای شہریار ہم سب کی اس شاہزادے نے جان بخشی کی ہی دل وجان سے
حاضر ہین شبرنگ آتش خوار مع فوج وافسران نامدار مطیع الاسلام ہوا شاہزادے نے
شبرنگ آتش خوار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوے کہ فوتا ہر کارے نے آ
آکر سجدہ بجائے ہاتھ اٹھا کر دعا اور ثنا سے بادشاہی بجالائے قطعہ

الٰہی بخت تو بیدار بادا
ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ
بچشم دشمنانت خار بادا

ای شہریار والا تبار فیروز جادو و شبرنگ بن عمرو آپ کا عیار تو تجو مع فوج ظفر موج قریب
قلعۂ دخانیہ آکر اترے ہین مائل جنگ وجدل ہین سب جوان جان نثار بے بدل ہین آپکی
قید کی خبر سنکر آ لے ہین قریب قلعہ پہونچ چکے ہین نورالدہر نے حکم دیا ہمارے دوست کو
استقبال کرکے لاؤ ہم تک پہونچاؤ شبرنگ آتش خوار نے پوچھا کہ ای شہریار یہ کب مطیع ہوا
آپکی غلامی سے اسکا بھی مرتبہ رفیع ہوا فرمایا اسکے یہان بھی قید ہو کر آ لے تھے یہ بھی
شریک ہو چکا بس شبرنگ آتش خوار خود بھی براے استقبال اٹھا فیروز جادو کو مع شبرنگ
بن عمرو بصد کر و فر سامنے شاہزادے کے لایا فیروز نے آکر شاہزادے کو مقام صدر پر پایا
کلاہ فخر کو عرش اعلےٰ پر پہونچایا اب محفل عیش و عشرت آراستہ ہوئی اقیان سیمین ساق و
مطربان خوش آواز و رقاصان سحر ساز دربار مین حاضر ہوے محفل فرحت و بزم سرور و
نشاط گرم ہوئی ایک نازنین پریچہرہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

ای در خمِ زلفِ تو پریشان دلِ عاشق | وی پیشِ گلِ روے تو حیران دلِ عاشق
آبے کہ بعد خونِ جگر یافت لبِ خضر | دیداست دران چاہ زنخدان دلِ عاشق
تا زلف تو سر رشتۂ زنارِ بتان ست | ہرگز نہ شود مائل ایمان دلِ عاشق
تا گشت لبِ لعل تو ہمراز تکلم | خونِ دل من خورد بہ دامانِ گلِ عاشق
عنقی بسہ دار برو خواہ با دیدہ | از کردۂ خود نیست پشیمان دلِ عاشق

محفل میں صداے تحسین و آفرین بلند ہوئی اُسوقت شاہزادہ بھی مسرور خیال فراق دل سے دور چار پہر رات اِسی ہنگامۂ عیش و نشاط میں بسر ہوئی صبح کو نورالدہر نے فرمایا اوشبرنگ آتش خوار جادی فیروز جادو جلد لشکر تیار کرو بیرون قلعہ جلو میں براے فتح طلسم جاؤں شبرنگ نے کہا جلد لوح ملاحظہ کیجیے سمت مرحلہ جات اُشریف لیجایئے ہم لشکر لے کر آتے ہیں اُسی وقت لشکر تیار ہوا بیرون قلعہ آئے نورالدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا لوح میں لکھا ای فاتح طلسم وای سیاح این عجائبات جب پروردگار اپنا فضل شریک حال کرے لوح طلسمی حاصل ہو کسی قدر تسکین دل ہو اسم حاشیۂ لوح پڑھنا ایک طائر خوشرنگ بلند پرواز آسمان سے آیگا اُس سے کہنا اوا احمر حبشی مژدہ ہو کہ میں نے لوح طلسم پائی جاکر مرشد کو خبر کردیگا تجکو قید سحر ساحران طلسم سے نجات دونگا وہ تجکو سوار کرکے لیجائیگا گوہر مراد ہاتھ آئیگا شبرنگ وغیرہ نے دیکھا شاہزادے نے زیر نخل جاکر ایک اسم پڑھا طائر پیدا ہوا قریب شاہزادے کے آیا پیٹ وہ طائر آمادۂ حرب و پیکار تھا جب احمر حبشی نام لیا مژدۂ رہائی دیا طائر رام ہوا شاہزادے کو خوشی خوشی اپنی پشت پر سوار کیا اُڑتا ہوا آسمان پر جاکر غائب ہوا عقب میں فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار و شبرنگ بن عمرو نامدار فوج ساحران لے کر روانہ ہوے اُنکو راہ میں چھوڑ دیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان گل گلدستہ صاحبقران نقد روح و روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان تحریر ہوتے ہیں ساقی نامہ مصنف

لا جلد شراب ناب ساقی | دے جام مجھے شتاب ساقی | ہو جاؤں سبک بنا دو وہ پھول
تھوڑی سی بات کو نہ سطول | ای ساقی نوجوان کرم کر | مستی مری کھو کے تازہ دم کر

ای کلک سنبھل کے پاؤں دھرنا
یہ وہ نہیں جس سے تو ہو آگاہ
اب نشہ بھی رہ گیا ہی کم کم
کرتا ہی یہ قسم ہلاک مجھکو
اے پیر مغان کا دم سلامت
دیکھ آسے ہم آفتاب اپنا

الکحل ہوا پھر بیان نہ کرنا
بہکوں تو بے مجھے سنبھال لینا
پی لوں میں شراب لے تو ہم
اس مست تو میں ہوں بیخود و خراب
دکھلا دے جام کی وہ صورت

ہشیار مگر ہی یہ ادب کی راہ
تقریر کو دیکھ بھال لینا
ہو بنت عنب کی اک جھلک تو
وان دختر رز کی ل بیتاب
لو ہو گیا دل کباب اپنا

گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعان ذی ہوش کرتے ہیں مخبر

واقفان کہ درسخن فردانند شرح این داستان چنین کردند • سابق میں ذکر کیا ہی شاہزادہ ایرج نوجوان بصد شوکت وشان مع شوخ چشم جادو و افلاک کوہی سمت طلسم جمشید روانہ ہوے اب قریب دربند آہن تاب آکر پہونچے ظلمات آہن تاب پہلوان بےمثل و نامدار طرف سے جمشید جادو کے یہان کا حاکم ہی مگر ساحر نہین ہی بہادر زبردست بادہ جرأت سے مست اسکو ہرکارون نے خبر دی کہ ایرج نوجوان نبیرۂ صاحبقران مع فوج کوہیان سمت طلسم جمشید جادو جاتا ہی ظلمات آہن تاب بصد قہر و عتاب کر گران مست پہ سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج کو ہمراہ لیا بیرون قلعہ آکر اترا ابھی پھر دن باقی تھا کہ ایرج نوجوان مع افلاک کوہی سامنے آکر نبردکش ہوے ایرج کو شاپور شیر دل نے خبر دی کہ ظلمات آہن تاب اپنے زمانے کا رستم آپ کے روکنے کو آیا ہی مگر طعن کرتا ہی کہ نبیرۂ حمزہ ساحرہ کے بھروسے پر آیا ہی ایرج نے اسی وقت ملکہ شوخ چشم سے کہا تم اپنی جادوگرنیون کو ساتھ لے کر الگ جا ٹھہرو ہماری لڑائی مین دخل نہ دینا شوخ چشم پریشان اپنی جادوگرنیون کو ساتھ لیکر ایک کوہ فلک شکوہ پر آکر اتری مگر جبکہ آفتاب عالمتاب بخوف شہنشاہ گردون رکاب یعنی مہتاب قلعہ مغرب مین جاکر محصور ہوا اور شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثابت وسیارگان تخت سپہر نیلگون پر جلوہ فرما ہوا ظلمات آہن تاب کو خبر ملی کہ نبیرۂ حمزہ کو حفاظت ساحرات کا بڑا خیال ہی شوخ چشم جادو کو اپنے سے الگ کر دیا نشہ مین شراب کے حکم دیا طبل جنگ پر چوب پڑے ہرکارون نے خبر شاہزادہ ایرج نوجوان کو پہونچائی کہ ظلمات آہن تاب نے طبل جنگ بجوایا ہی صبح کو قصد ہی کہ حضور سے مقابلہ کرے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی ترانۂ بای طبل جنگی

بجے بیان نقارۂ زری بجا نظم

بزد طبل را آنچنان طبل زن | کرو دید میت ز ہیبت کفن ؛

دہل زن دہل زن کہ تحسین او | ہمین دین او دین او دین او

اس جنگ کا مختصر تحریر کرنا منظور ہی بلا وجہ طول دینا لیاقت کا قصور ہی چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نور کا تڑکا ہوا ظلمت دور ہوئی سیاہی شب کی کافور ہوئی ایرج عالی مقدار بعد نماز سحر بصد کر و فر پشت کرۂ بن اشقر پر سوار ہو کر بصد صولت و شوکت وارد میدان کارزار ہوئے ادھر سے ظلمات آہن تاب بصد قہر و عتاب مع لشکر ہزیمت اثر آکر میدان جنگ مین پہونچا جانبین سے صفین آراستہ ہوئین نقیبان بلند آواز کو حکم ہوا نقیبون کا وہ فرقہ ہی اگر اشعار عبرت آمیز سنائین نامردون بزدلون کو لڑوا دین ہزارون کو کٹوا دین خرامان خرامان بیچ میدان مین آکر نقیب خوش آواز ٹھہرے بیرون کے نعرون مین اول چند الفاظ کہے کہ مردان عالم وقت جانبازی ہی پانون پیچھے نہ ہٹانا دشمن سے لڑ بھڑ کر مرجانا بزرگون کا نام روشن کرو لشنۂ بادۂ شجاعت سے جھوم جھوم کے لڑو پھر یہ اشعار پڑھے نظم

حیات ابد ہی جو اس دم مرو | تو بہتر یہی ہی کہ جان کام آے | عجب وقت یہ ہی جو ہمت کرو

جو باقی رہے پھر تو غازی ہو تم | سزاوار گر مین فوزی ہو تم | پس مرگ تربت مین آرام آسے

نعیم جنان ہی تمہارے لیے | سعادت یہی جو جانفشانی کرے | یہ ملک جہان ہی تمہارے لیے

یہان اور وہان کامرانی کرے

دنیا ناپائدار ہی زندگی کا کیا اعتبار ہی آنکھون کو کھول کر دیکھو چشم بصیرت حقیقت وا کرو جمشید جم کیا ہوا دارا ایسا بادشاہ سکندر کے دم مین فنا ہوا نظم

رستم رہا زمین پہ نہ سام رہگیا | مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا

عبرت سرا مقام ہی یہ جاے غور ہی | ضحاک کا عروج نہ خسرو کا دور ہی

بیاہ لیجا کو عروس موت کو | دو طلاق اس زندگی کی سوت کو

اشعار عبرت آمیز سنا کر شیران دشت نبرد جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے آنکھون کے آگے موت کا نقشہ پھر گیا لطف زندگی نظر سے گر گیا ہر ایک کا قصد ہی لڑین بھڑین جان دین نقیبون کا میدان کارزار سے جانا اول ظلمات آہن تاب بصد قہر و عتاب گینڈے کو بڑھا کر میدان کارزار مین آیا گھڑی بھر کا ل نیزہ ہلایا گینڈے کو دوڑایا جب خوب

عرق عرق ہوا دونون سپرون سے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین گینڈ
کورو کا نیزے کو گاڑ دیا لشکر اسلام کو تیز تیز بہ نظر تیز دیکھا ہر بہادر از تیغ میل بافزود غرق
دریاے آہن بیت چنان مرد خود را در آہن گرفت ٭ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت۔
پکار کر آواز دی جسکو تمناے مرگ ہو وہ میرے سامنے آے ایرج نوجوان نے مرکب
پھیرا افلاک کوہی سے فرمایا اے برادر اجازت میدان دو افلاک کوہی تخت سے کود پڑا
عرض کی اے شہریار آرزو ہے کہ اس دیو خصال سے غلام مقابلہ کرے یہ ظلمات سیہ بخت
بڑا صاحب طاقت ہے شیران دشت کے دلون مین اسکی ہیبت ہے فرمایا کہ اے خیرخواہ مصرع
دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ٭ مجکو دیر ہونا بہت ناگوار ہے یقین ہے کہ نور الدہر
طلسم مین پہونچگیا ہو مین چاہتا تھا کہ طلسم عبث پٹ فتح کرون مجشم کی آنکھ جھپکاؤن اسکا
نے سر جھکا لیا کہا حضور خدا کے سپرد کیا ایرج دوبارہ دامن گردان گرہ بن اشقر سوار
ہوے مرکب لاجواب سوار جرأت مین انتخاب مثل باد صرصر تیز تر کلاویان اٹھا ہوا
دم سے چنور کرتا ہوا جاتا ہے نظم

زیر ران ہی جو ترے رخش فلک سیر شہا — ہی وہ مجوب جسے کہئے نہایت اجمل
شکل کیا اسکی بتاؤن کہ جسے شوق سے — دائرے بیچ تصور کے نہین پڑتی کل
اسکی سر چوٹی کا مین حسن کہون کیا جسکے — زلف معشوق کا دیکھے سے نکلتا ہے بل
بزغم و گام سے باہر ہی کچہ اسکی رفتار — ہی چھلاوے کی طرح چال مین اسکی چل بل
پلہ وہ ہاتھ سے شاطر کے اگر ہو جائے — پڑ سکے پیچھے نہ اسکے کوئی جز اسکے کفل
جست و خیز اسکی بیان کیجے اگر پیش حکیم — اعتقادات حکیمانہ مین آجاے خلل
فاش سے زین کے ذرہ جو اچک جاے عنان — مارے جون روے زمین پشت فلک کو وہ کھندل
اسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ — نسبت اسکے فرس ایسا کہ جسے کہئے اجل
توسن وہم کو دوڑا اپنے ساتھ اسکے تو ہو — بازگشت اسکی تمام اسکی نگام اول

ظلمات آہن تاب نے گرز سپر کا ہاتھ مین لیا بڑھ کر لگا ورزن ہوا پانچ قدم کھینڈ ظلمات
کا اور تین قدم گھوڑا اس شاہزادے کا پیچھے ہٹا ظلمات آہن تاب نے جو ضرب دو

دبدبہ دیکھا حیران جمال ومحو دیدار ہوکر کہا اے شیر دولت اگر آپ میری اطاعت قبول کریں
تو اپنے لشکر کا بادشاہ کروں ایرج نے جواب دیا اے ظلمات اگر سامری وجمشید پر لعنت کرو اور
مسلمان ہو تو تجھکو زینت بارگاہ قرار دوں ظلمات نے غصہ میں نیزہ اٹھایا تاک کر سینہ بے کینہ کو
وار کیا ایرج نے سنان نیزہ کو سنان پر لگا لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل آپس میں
نیزہ بازی ہوئی تین سو ساٹھ فن نیزہ بازی کے آپس میں صرف ہوئے چوریاں اور گھاتیں
ہو رہی ہیں ایرج نوجوان نے آخر نیزہ ظلمات کا کاٹھا چھیڑا مارا صاف ہاتھ سے
ظلمات سے نیزہ ڈھنگیا ظلمات کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا شعلہ غضب بھڑکا غصہ میں
قبضہ پر تیغ کے ہاتھ ڈالا دشمن کا تیغہ نیام انتقام سے کھینچا معلوم ہوا کہ اژدہا غار سے
نکلا خبردار خبردار کہکر ایرج پر جا پڑا اور وہی تیغہ لگایا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ
کیا مگر نگاہ تلوار کی باڑھ پہ ہے جب تیغہ قریب سر آیا ایرج نے پنجہ خورشید نما کو بڑھا کر جھپکی ماری
تیغہ پٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کشاکش کے زور ہونے لگے مرکب و کرگدن تاب نہ لا سکے
پیٹ کے بل زمین پر بیٹھ گئے جانبین سے پہلوانوں نے آواز دی اے شیرو یہ بے زبان ہلاک
ہو جائیں گے اتر کر مقابلہ کرو ایرج وظلمات کودے خم مار کر کشتی میں مصروف ہوئے
دونوں سر ٹکرانے لگے پیچ توڑ جوڑ بند صرف ہو رہے تھے مگر ظلمات زور بازو سے شاہزادے
کے ڈنگ زندگی سے تنگ دوپہر کامل ایک طور پر کشتی ہوئی ایرج نوجوان تعلیم کردہ مہتران
فنون سپاہگری میں طاق شہرہ آفاق فن کشتی کا مشاق صاحب مذاق ایک مقام پر پکڑ لایا
دونوں مونڈھے تھام کر یکبار لنگوٹے ظلمات کے زمین سے آشنا ہوئے چاہا لنگر قائم کرے
حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہے کمر زنجیر پہ ہاتھ ڈال کر نعرہ تکبیر جگر سے کھینچا لیتے ہی
زور میں تا بہ گھٹنا دوسرے زور میں تا بہ سینہ تیسرے زور میں سر سے بلند کیا قصد ہوا زمین پر
ماروں ہالیان فوج ظلمات نے دیکھا کہ بڑا اندھیر ہوا اب ہمارے آقا کو گرفتار کر لیگا
تلواریں پکڑ کر جا پڑے شاہزادے کو سنبھالنا دشوار کر دیا چار طرف سے نیزے اور تلواریں
پڑنے لگیں ایرج نے کئی زخم کھائے ظلمات ہاتھ سے چھوٹا ہاتھوں ہاتھ سرداروں نے
بچایا ظلمات گینڈے پر سوار ہوا ایرج نوجوان نے نہنگا تہ دریائے خون میں غوطہ مارا

نعرہ کیا شعر مالک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + تیغہ دو دمہ سکندری کھینچکر لڑنے لگا ادھر سے افلاک کوہی فوج کو لیکر پہونچا ایرج نوجوان نے چن چن کے سر اوتارے اب ظلمات آہن تاب کے پاؤن اوکھڑ چکے ہین اہل اسلام لڑتے ہوے پڑاؤ تک آگئے خیمے خزانے لٹنے لگے ملکہ شوخ چشم جادو بحکم ایرج نوجوان اتری ہی سر کوہ سے دیکھ رہی ہی کئی مرتبہ شاہزادے سے کہلا بھیجا کہ لونڈی ایک چشم زدن مین آکر لڑائی کو فتح کرے ایک سحر مین سب کو بیہوش کردے ایرج نوجوان نے کہلا بھیجا خبردار سحر تو کرنا کیسا اگر تم قریب آئین تو اپنے کو ہلاک کرونگا مردان عالم کا یہ دستور نہین ہی کہ غیر ساحر سے ساحر کو حکم جنگ دین مرد کو عاجز کرین شوخ چشم جرأت ایرج کی تعریفین کر رہی ہی قضائے کار طلسم جمشید مین جہان ہنگامہ برپا ہی جمشید کے نکل دربندون پر ساحران زبردست روانہ کیے ہین ایک ساحر موسوم بہ بدمست جادو اڑتا ہوا آسمان پر چلا آتا ہی دربند آہن تاب پر جو ہنگامہ دیکھا آسمان سے اوتر آیا ظلمات کے قریب پہونچا پوچھا ای پہلوان یہ کیسا معرکہ ہی ظلمات نے دانت نکال کر کہا نبیرہ حمزہ نے جی چھڑا دیے ہین سارا پڑاؤ لٹ رہا ہی ای برادر بدمست جادو یہ مسلمان جانے نہ پائین بس یہ کہنا تھا کہ بدمست جادو ماش کے دانے ہاتھ مین لے کر پڑھا سحر کے ماش کے دانے پھینکے لشکر ایرج مین ایک قیامت بپا ہوگئی کوئی زمین پر گرا کوئی مثل مرغ بسمل پھڑکنے لگا گھوڑون نے بدلگامیان کرکے سوارونکو گرا دیا ایرج کا بھی گھوڑا ایک مقام پر تھم گیا ہر چند ایڑ کرتے ہین نہین بڑھتا بدمست نے اشارہ کیا ای ظلمات فوج کو حکم دے کہ یہ سب بیکار ہین انکو مارلین مگر شوخ چشم نے جو سر کوہ سے یہ معرکہ دیکھا حیران ہوئی کہ یہ فتح کی شکست کیونکر ہوئی طاؤس کو اڑا کر آگے بڑھی دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام سحر کرتا پھرتا ہی بے بسی مین ملازمان ایرج قتل ہو رہے ہین افلاک کوہی کا گھوڑا ایک مقام پر ٹھہر گیا ہی رفقا اوسکے زمین پر پڑے لوٹ رہے ہین نعرہ کرکے آپڑی آواز دی کہ ای شہریار آپ نے وہ سلوک کیا ہمکو قریب لشکر نہ آنے دیا مگر یہ ملعون بھروسے پر ساحر کے لڑ رہا ہی مکار روبہ باز ہی شوخ چشم نے پہلے سحر کیا ایرج کے ہاتھ پاؤن قابو مین آئے پھر بڑھکر افلاک کو بچایا بدمست پر سحر کرنے لگی مگر اوس وجہ سے ناچار ہو کر ذرا

غفلت کی بدمست فوج ایرج پر سحر کرتا ہی یہ لوگ بیکار ہوتے ہین ظلمات کی فوج
والے قتل کر ڈالتے ہین تو شوخ چشم کو ہر غول مین جانا پڑتا ہی ایک ایک کو بچاتی پھرتی ہی
اور بدمست جادو نہایت ساحر زبردست ہی ایک مقام پر سحر کیا زمین سے دھوان نکلا جس
دھوین سے کنیزان شوخ چشم و سرداران ایرج و افلاک نابینا ہو گئے جا بجا
ٹٹولتے پھرتے تھے منھ کے بل زمین پر گرتے تھے شوخ چشم نے ہر چند سحر پڑھا مگر دھوان
دفع نہو سکا اُسکی بھی آنکھون مین دھوان لگا زخمی ہو چکی تھی لڑکھڑا کر زمین پر گری سحر مین
بدمست کے مسحور ہو گئی اب تو بدمست نے ان ظلمات آہن تاب کے برچھی سے اہل اسلام
کو قتل کرنا شروع کیا شاہزادہ ایرج نوجوان و شاپور شیر دل سرے بدمست جادو کے
مضمحل ساتھ والے بے موت مر رہے ہین یہ حال دیکھکر دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات
بلند کیے عرض کی اے خالق بے نیاز و معبود کارساز اس مشکل کو تو آسان کر بندون کو اپنے
بچالے آفت سماوی سے نجات دے فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا سابق مین تحریر کیا ہی
کہ کوکب روشنضمیر نے ابریق آسمان سیر اپنے وزیر خوش تدبیر کو طرف طلسم جمشید کے
یہ کہکر روانہ کیا تھا کہ جس طرح بن پڑے جمشید سے لڑکر شاہزادہ ایرج نوجوان کو لوح
دلوا دینا شل جان نثارون کے ساتھ رہنا ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شہنشاہ
کوکب روشنضمیر تلاش کرتا ہوا اسوقت آکر پہونچا ایرج نوجوان کو عجب حال پر ملال مین
دیکھا زخمدار بیقرار مرکب کے پاؤن زمین نے تھام لیے ہین ہر چند وہ شیر قصد کرتا ہی مرکب
اپنے مقام سے نہین ہٹتا ابریق آسمان سیر کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دہن سے
نعرہ کیا منم ابریق آسمان سیر شیر خوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر او ملعون بدمست جادو
مین نے پہچانا تجکو بھی یہ لیاقت ہم پہونچی کہ فرزندان صاحبقران کے ساتھ اس طور سے پیش
آتا ہی اس تیغ زن صف شکن کو شعبدۂ سحر دکھاتا ہی یہ کہکر ابریق آسمان سیر نے دستک
دی ایک برق چمک کر سامنے سے ایرج نوجوان کے نکل گئی بدمست جادو کے سحر کا اثر
شاہزادہ ایرج نوجوان کے سر سے اُتر گیا جام بادۂ جرأت سے مست ہوا لڑائی مین مصروف
ہوا اب شاہزادے کو نیک و بد کا وقوف ہوا ابریق آسمان سیر نے چشم زدن مین نکل

اہالیان لشکر ایرج پر سے سحر دفع کیا ملکہ شوخ چشم مثل شعلہ جوالہ بھڑکی آتش غیظ و غضب
بھڑکی جمع کر سحر کرنے لگی لشکر ظلمات آہن تاب جو تباہ و خراب ہونے لگا شاہزادہ
ایرج نوجوان نے ہاتھ ملکہ شوخ چشم کا تھام لیا کہا ای ملکہ پر سحر نہ کرو بدمست جادو سے
لڑو ملکہ شوخ چشم نے شاہزادے کی بلائیں لیں ترقی جاہ و جلال کی دعائیں دیں کہ ای
شہریار والاتبار دشمن کا بھی اسقدر خیال کہ فردن کے قتل ہونے کا ملال ہے یہ کہتی ہوئی لڑتی ہوئی
طرف ظلمات آہن تاب کے چلی ابریق آسمان سیر بدمست جادو پر جا پڑا للکارا او
بدمست شراب نخوت وادی پیر مغان میکدۂ ذلت غیر ساحروں پر کمان جاتا ہے ہمیں آنکھ ملاتا
ہے بدمست جادو قہقہہ مارتا ہوا بڑھا گولے نارنج و تیغ ابریق پر مارنے لگا جو سحر بدمست جادو
نے کیا ابریق آسمان سیر نے دفع کر دیا بدمست نے گھبرا کر تیغہ سحر مارا ابریق آسمان سیر نے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر ایک طمانچہ مارا سر بدمست جادو کا چنبر گردن سے اڑ گیا
لاشہ دھڑ سے زمین پر گرا مثل ہیزم خشک جلنے لگا ہر استخوان سے شعلہ نکلنے لگا میدان
تاریک ہوا بعد سنگباری و برف باری آواز آئی گشتی مرا نام من بدمست جادو بود
شاہزادہ ایرج نوجوان جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب ظلمات آہن تاب پہونچا ظلمات
نے تیغہ مارا شاہزادہ ایرج نوجوان نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین کر پھینک دی کمر
زنجیر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور سر سے بلند کیا چاہا زمین پر ماریں ظلمات آہن تاب کا اب
دیدۂ دل روشن ہوا آواز دی ای شہریار الامان ایرج نے کہا امان بشرط ایمان عرض کی تابندہ
ایم بندہ ام ایرج نوجوان نے ہاتھ سے رکھ دیا ظلمات آہن تاب کلمہ پڑھکر بصدق دل
مسلمان ہوا آواز دی کوئی ہاتھ نہ اٹھائے جسنے شاہزادے کی اطاعت قبول کی سعادت
دارین حصول کی سب بہادروں نے تلواریں نیام میں کیں ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر
شاہنشاہ کوکب روشن ضمیر قریب شاہزادے کے آیا جھک کے سلام کیا رکاب کو بوسہ دیا
شاہزادۂ عالیشان ایرج نوجوان نے سر سینہ سے لگایا فتح کے نقارے بجاتے ہوئے
داخل قلعہ آہن تاب ہوئے اہالیان شہر واسطے تماشے کے آئے گلی کوچہ تماشہ بینوں سے
معمور ہوا ہر رئیس و امیر کے قلب کو سرور ہوا آگے آگے ایرج نوجوان ایک سمت ابریق

ایک سمت افلاک کوہی ایک جانب ملکہ شوخ چشم و ظلمات آہن تاب چوب و چقماق
ہاتھ میں محبت ایرج نوجوان بات بات میں اہتمام سواری کرتا ہے اور دونوں ہاتھوں سے زر
سرخ و سفید لٹاتا ہوا تماشا شہر کا دکھاتا ہوا لیے جاتا ہے اہالیان شہر جمال بے مثال ایرج نوجوان
دیکھ کر کہتے تھے پروردگارا اس آفتاب جرأت کو سلامت باکرامت رکھنا کہ اسکے تصدق سے
راہ ضلالت سے نکلے چشمۂ ہدایت پر پہونچے اس دھوم سے آکر دربار میں پہونچے ظلمات جادو
نے عرض کی شہریار بسم اللہ تخت پر قدم رنجہ فرمایئے ایرج نوجوان نے فرمایا کہ اے ظلمات
آہن تاب تخت و تاج کی خواہش نہیں ہے رواج دین اسلام کی کوشش ہے تم اللہ تمہارا
تخت و تاج تمکو مبارک رہے ظلمات آہن تاب تخت پر ایرج نوجوان پلنگ زرین پر
ایک جانب افلاک کوہی ایک جانب ملکہ شوخ چشم ایک جانب ابریق آسمان سیر
سب اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے محفل عیش و نشاط گرم ہوئی اسوقت ابریق نے دست بستہ
عرض کی شہنشاہ کوکب نے تمام کو اسواسطے بھیجا ہے کہ حضور کے شریک ہو کر جمشید سے لوح اور
طلسم حضور کے دست حق پرست سے فتح کراؤں اور از روئے خبر معلوم ہوا تھا کہ نورالدہر بن
بدیع الزمان کا بھی داخلہ ہو چکا نہیں معلوم لوح پائی یا نہیں مد میں فوراً حضور لوح کی تدبیر
کرونگا ایرج نوجوان نے خوش ہو کر لشکر کی تیاری کا حکم دیا مع ابریق آسمان سیر و ملکہ
شوخ چشم و افلاک کوہی و ظلمات آہن تاب مع تین لاکھ فوج کے نوبت و نقارے
بجاتے ہوئے اس جاہ و حشم سے طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندہ زمرد سبز ایمان شاہزادہ نورالدہر ابن بدیع الزمان کے تحریر ہوتے ہیں ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا اب بعد کروفر
قمر کو پلا ساغر آفتاب
لگا دے مرے منہ سے تو خم کے خم
مجھے فتح کرنا ہے ملک طلسم

وہ دے مئے جس سے ہو رنگ خون جگر
سبو و خم و شیشہ ہائے ظفر
کہ سب فتنۂ سحر ہو جس سے گم
پڑھے فتح مضمون سے وہ جہبذ ضرب

نہ کر دیر لا برق دم آب شتاب
مری فوج مضمون کو تقسیم کر
چون کیون نہ ساقی محشر کا اسم
قلم ہو خون رواں شرق سے تا بہ غرب

چقاچاق خنجر سے ہو تھرتھری | ہلے قصر جمشیدی و سامری | معظم بلا ساقی جوش غلاف
کہ قبضہ ہو اب قاف سے تا بہ قاف | چمکا جلد ہوں اب مین خنجر بکف | کروں صاف اکدم مین دشمن کی صف
دکھاؤں سر معرکہ رستمی | تلاطم ہو لشکر مین اور برہمی | تامل نہ کر ساقی شوخ و شنگ
اُمنگ اور ہووے وہ وقت جنگ | ہو آج اس ہادے سے جنگ و جدل | شجاعت مین جو فرد اور بے بدل
وہ بیشک ہی شیر نیستان جب | ہلاتی ہی دل کوہ کا جسکی ضرب | وہ شہزادہ ابن بدیع الزمان
وہ ہی گوہر بحر صاحبقران | ٹپکتی ہی جرأت ہر اک بات مین | ہین چو رنگ دو اسکے اک ہاتھ مین
وہ کلکہ چہرۂ داستان ای قمر | کہ حاسد کا منہ فق ہو شل سحر | آشناوران دریاے بیکنار

جرأت و ہمت و غواصان بحر زخار صولت و جلالت زورق کلک کو بحر بلاخیز جنگ طلسم مین

یون روان کرتے ہین نظم | ای خامۂ سحر سنج بہرام | در راہ سخنوری بنہ گام
دار دو و زبان حکایتے کن | نا سر در کن شکایتے کن | ای خامہ نہ عاجزی و زبونی
از دین سخنوران ستونی | گوئی کہ قلم عصاے موسی است | کز وی ہمہ معجزات پیداست
معجز کند این قلم چو بنیاد | ز انگشت رسول آدم یاف | این خامہ بعد غسل مریم
ز قادر دہر زاد و تو ام | وین خامہ کہ ہست دریائی | در بحر معانی است ماہی

یہان تک اس داستان لستان کو تحریر کیا تھا کہ شاہباز اوج ہمت و صولت و شوکت و شان شاہزادہ نور الدہر ابن بدیع الزمان بحکم لوح پشت احمر جنی پر سوار ہو کر چلے ہین کہ احمر جنی کو اہالیان طلسم نے بشکل طائر بنایا نور الدہر نے اُسکو مژدہ دیا کہ مین تجکو بشکل انسان بناؤنگا اس مژدۂ روح افزا کو سنکے شاہزادے کو لیے ہوے ایک صحراے پربہار مین لاکر اُتارا عرض کی غلام یہان سے آگے نہین بڑھ سکتا مگر وقتاً فوقتاً براے خدمتگزاری حاضر ہونگا مگر براے خدا قدم قدم پر لوح کو ملاحظہ فرمائیے گا ورنہ کسی بلا مین پھنس جائیے گا یہ کہکر رخصت ہوا شاہزادہ صحراے پربہار کی سیر کرتا ہوا ایک جانب چل نکلا خیال مین ہی جب کوئی ساحر سامنے آئیگا تو لوح کو ملاحظہ کیا جائیگا قطع راہ کر کے سامنے ایک باغ کے پہونچا دیکھا ایک دروازہ باغ کا شل آغوش عاشق کے کھلا ہے خیال مین آیا کہ اس باغ مین چل کر چند ساعت ٹھہریے ابھی باغ مین نہ پہونچنے پائے تھے کہ دیکھا اندر سے باغ کے ایک

نازنین حور رخسار نکلی مگر پریشان حال کپڑے میلے چہرہ اداس چہار طرف دیکھتی ہوئی کہ نگاہ اُسکی شاہزادہ نورالدہر پر پڑی قریب آئی جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی حضور نے مجھے پہچانا نورالدہر نے کہا اتنا تو البتہ ثابت ہوتا ہی کہ کبھی کسی مقام پر دیکھا ہی عرض کی گلشن میرا نام ہی ملکہ شگوفہ کی کنیز ہون نام شگوفہ کا سنکے شاہزادہ مثل گل شگفتہ ہوگیا فرمایا وہ گل باغ خوبی کہان ہی عرض کی اے شہریار صانع باغ عالم نے دنیا فقفل شریک کیا لڑائی مین جمشید جادو و ملکہ مخمور و سہیل اختر شناس و ملکہ شگوفہ کو گرفتار کرکے لیگیا تھا ملازمان سہیل نے بڑی جانبازی کی مخفی قید خانہ مین پہونچے ملکہ شگوفہ و مخمور و سہیل کو رہا کیا وہان سے یہ تینون صاحب نکلے بخوف جمشید شب کو اس باغ مین آکر ٹھہرے ہین قید خانہ مین یہ خبر سنی تھی کہ در بند و خانیہ پر لوح آپ کو حاصل ہوئی ملکہ شگوفہ تو اس طلسم کی رازدار ہین اس باغ مین آکر اسواسطے ٹھہری ہین کہ اس راستہ سے طلسم کشا کا گذر ہوگا اسوقت مجھسے فرمایا کہ بیرون باغ جاکر دیکھ شکر کہ پروردگار نے آپ کو یہان پہونچایا مدعا سے دلی بر آیا مین جاکر ملکہ سے اطلاع کرون شاہزادہ حال مخمور و شگوفہ و سہیل سنکے باغ باغ ہوا غم سے دل کو فراغ ہوا وہ کنیز بھاگی ادھر سے نورالدہر بڑھے اندر باغ کے نہ پہونچنے پائے تھے کہ اندر سے باغ کے آگے ملکہ مخمور سرخ چشم ایک جانب ملکہ شگوفہ ایک جانب سہیل اختر شناس مخمور شاہزادے کو دیکھکر مسکرائین شگوفہ نے حجاب سے سر جھکایا سہیل برائے تسلیم خم ہوا بڑھکر عرض کی اب تیر اقبال غلام کا چمکا جمال آفتاب مثال حضور کا دیکھا مخمور نے بڑھکر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا چٹکی لے کر طرف شگوفہ کے اشارہ کیا دیکھیے آپکی چاہنے والی موجود ہین قید خانہ مین آپ کا نام لے کے روتی تھین اور ہمین تو اپنی قید کا فقط ملال تھا آپکا کب خیال تھا اب نورالدہر کو ایک حجاب ہی کہ شگوفہ سر جھکائے ہوئے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چپکی چلی آتی ہی سہیل باتین کرتا ہوا کہ اے شہریار لوح طلسم کہان سے پائی سنا تھا کہ حضور نے مصاحب افراسیاب کو مار در بند و خانیہ پر لوح حاصل ہوئی ہمکو تو ہمارے ملازمون نے چھوڑایا شاہزادے نے لوح دکھلائی کہ گلے مین پڑی ہوئی ہی سہیل نے کہا حضور اس سے بہت ہوشیار رہیے گا ملازمان جمشید اسکی فکر مین نکلے ہین یہ باتین کرتے ہوئے

اندر باغ کے گئے داخل ہوئے دیکھا باغ پربہار جو انان چمن اکڑا رہے ہین تمام نخل بار اشمار سے سر بسجود ہین پاسے طلائی گلہاے رنگارنگ وشگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سا سلسبیل آسا جاری جا بجا کشتی مین مصروف باد بہاری **نظم**

دکھا رہی ہے یہ وحدت مین کثرت آج بہار	ریاض دہر مین ایک ایک گل بنا گلزار
ہزار نخل گل اُس سے چمن مین پیدا ہون	گرے زمین پہ اگر تخم اشک بلبل زار
زدا سکے ذوق سے ہے نجاست وہ قدردان کا وہ خجستہ	اُگے نہ نشان قدم سے اگر کسی کے غبار
ہر ایک شاخ پہ افشان ہے جو پھلجھڑی کی طرح	ریاض دہر مین گل ریزہ ہے نسیم بہار
نگاہ ہے یہ درش طفل ذرہ بند نفس	کہ آفتاب ہے پستان کرن ہے دودھ کی دھار
بنا ہر ایک ڈر گوش مہینہ سنبل	وہ کون ہے جو نہین عاشق گل رخسار
ہوا سے مین دانہ جو جسکو خضر ہے دان روز بہ	چراغ گل ہو وہین گل جو ہو چراغ مزار
ہے ایسی فرط رطوبت کہ گئے ہیت مرز در	ہم آپ آئینہ لے کر اٹھائین گے دیوار

شاہزادہ ساتھ دونون معشوقان پری چہرہ کے سہیل عقب مین خرامان خرامان سیر کرتے ہوے مگر شاہزادہ محجوب ومحجوب ساتھ ہین بارہ دری مین آکر ٹھہرے ملکہ مخمور نے سہیل سے فرمایا بھیتا تم ہو ان کے واقف کار ہو گیہ سامان عیش وطرب بھی ہے سہیل نے کہا سب کچھ حاضر ہے یہ باغ تو غلام نے بنوایا جب مین حضور کو لیکر یہان آیا ہے کہ سہیل نے ایک کرہ کھلوایا اور چند گلدان بیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر سامنے ملکہ مخمور کے رکھدین مگر ملکہ مخمور کی چھیڑ چھاڑ ساتھ شہزادے کے چلی جاتی ہے کبھی آنکھ سے طرف شگوفہ کے اشارہ کیا کبھی کہا اے ملکہ شگوفہ صاحب قریب آؤ اپنے ہاتھ سے شاہزادے کو شراب پلاؤ وہ دل لیہ ہر حکر کر یہ رہی جاتی ہین مخمور کی بات کا جواب نہین دیتے ہین مگر غنچہ خاطر شگفتہ دل باغ باغ سامنے باغ بہشت آئین ہوئین دو ماہ جبین آفتاب اقبال اوج پر مخمور کے غنچہ گہ بہار مین جام شراب روح پرور اب بالکل شاہزادے کو اسوقت خیال نہین ہے کہ ہین پاس ملکہ ہم کلامی آیا ملوح ملاحظہ کرون ملکہ مخمور نے طعن وتشنیع کر کے جام بھرا سامنے شاہزادہ نور الدہر کے ہاتھ بڑھایا نذر دواسے اور مسکرا کے کہا اے شہریار

بیت نوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند * چنان نماند وچنین نیز ہم نخواہد ماند * شاہزادے نے جوش محبت مخمور مین چاہاکہ ہاتھ بڑھاؤن مخمور کے ہاتھ سے جام شراب پیون کہ آسمان پر یکایک ہوا شعلے بجنے کے ایک جادوگر یہ منظر کو دیکھا وہی طائر خوشرنگ کلان جسپر نورالدہر سوار ہو کر آئے تھے لیئے احمر جنی پردہ ساحر احمر جنی کو تازیانے مارتا ہوا چلاتا آتا ہی اور احمر جنی غل مچاتا ہی کرای شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان خبردار خبردار جام نہ پیجیئے گا یہ ملکہ مخمور سرخ چشم نہین ہی مرجان جادو اسکا نام ہی اگر جام پی لیا تو اپنے کو گرفتار کر ایا براے لوح کو ملاحظہ کیجیے احمر جنی تو ضرب تازیانہ سے زمین پر گرا ماران جادو بھی بڑھکر بار بار آیا نعرے کرتا ہوا کہ او احمر تو نے طلسم کشا کو بچایا اب تجکو زندہ نہ چھوڑونگا احمر ساحر سے بھاگتا ہوا طرف بارہ دری کے آتا ہی عقب مین ماران جادو نورالدہر نے یہ معرکہ دیکھکر لوح پر نگاہ ڈالی اسمین لکھا کہ ای فتاح طلسم احمر جنی خیرخواہ ہی یہ مخمور نہین مرجان روسیاہ ہی یہ جام جو اسکے ہاتھ سے لیا ہی اسپر پھینک مار وپھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو نورالدہر نے فوراً وہ جام مخمور پر پھینک مارا اُسنے چاہا بھاگ کر جون لیکن اجل سر پر کہان بھاگے کیونکہ بے قطرہ شراب جو سر پر پڑا آہ کر کے جلنے لگی نورالدہر نے نعرہ کیا تلوار کھینچی سہیل او شگوفہ جنکو سمجھے تھے دونون ساحران غدار بلاے روزگار سیاہ رو تیرہ درون نے بڑھکر نورالدہر پر گولے مارے نورالدہر نے لوح کو سامنے کیا سحر باطل ہوا تیغہ خاراشگاف سلیمانی سے دونون بھیاکن کو واصل جہنم کیا احمر جنی پشت پر آکر شاہزادے کے کھڑا ہوا ماران جادو غل کرتا ہوا قریب آیا چاہا احمر کو پکڑلے نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارکہ سر ماران سیہ رو کا چنبر گردن سے اڑگیا زمین پر گرا اب مرجان جادو ماران جادو سیہ رو مرے کے مرنے سے روز روشن تیرہ وتاریک ہوگیا ہنگامہ گیرودار بلند ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من مرجان جادو وماران سیہ رو بود افسوس مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم بعد چند ساعت کے اندھیرا سب دور ہوا شاہزادے نے دیکھا لاشے ان جادوگرون کے پڑے تڑپ رہے ہین جو معرکہ مرکے تھے جل گئے ہو جو اصلی تھے وہ باقی رہ گئے احمر جنی نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی شہریار غضب کا دھوکا کھایا تھا جس وقت مجکو ثابت ہوا کہ آپ باغ مین مرجان جادو کے ہو پہنچے اور انکے دام تزویر مین پھنسنے مین مبتلا ہو کر

اپنے مقام سے چلا کہ شاہزادے کو جاکر آگاہ کرون راہ مین اس عیار ماران سیہ رو نے گھرا پروردگار
نے بروقت حضور کو پہونچایا بموجب مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت جناب جلد طلسم کشائی
مین جلدی کرین مین نے سنا ہی کہ حشیہ جادو فوج ہمراہ لیکر چل چکا ہی آپ کا لشکر کہان ہی شہزادے
نے کہا ای احمر جنی فیروز جادو وشبرنگ آتش خوار مع ساٹھ ہزار ساحران نامی عقب مین
آتے تھے مین مرحلہ طلسم پر نہ آسکے اب مرحلہ شکست ہوا مرجان جادو مارا گیا یقین ہی کہ آیا ہی
چاہتے تھے مین قریب ہوگئے آگے احمر جنی نے عرض کی مین جاکر تلاش کرون ڈھونڈھ کے لاؤن
مین از قوم جن اپنی تیزروی پر مطمئن ہون نورالدہر نے کہا کچھ تمہارے جانے کی ضرورت
نہین ہی خدا میرا مالک ہی جو یہ راہ خوفناک طلسم کا سالک ہی ایسے ایسے معرکے بہت پیش
آئینگے کہان کہان ہم مددگارون کو بلائینگے پروردگار ساتھ ہی اسکا دامن قدرت ہی
اور ہمارا ہاتھ ہی احمر جنی سے یہی نورالدہر باتین کررہے تھے کہ بیرون باغ سے گرد اٹھی
دیوار باغ تو گرچکی ہی دور تک صحرا معلوم ہوتا ہی دامن گردشگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے ایک
جادوگر سرخ پوش بصد جوش وخروش مرکب پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار ساحران ناہنجار سیاہ رو
بدخو باز وبط وبز برہائے آتشین پر سوار نمودار ہوئے اس ساحر سرخ پوش نے جو دور سے
لاشہ مرجان جادو دیکھا اور طلسم کشا کو تنہا پایا وہین سے نعرہ کیا منم یاقوت جادو برادر
مرجان جادو ای طلسم کشا غضب کی مقام افسوس ہی مین نہ پہونچا تو نے ایسے ساحر
شعبدہ باز کو کیونکر مارا اب اُسکے معاوضہ خون مین تجھکو کیا چھوڑتا ہون یہ کہکر ساحرون سے
اشارہ کیا جلد طلسم کشا کو قتل کرو اس ظالم کے خون سے ہاتھ بھرو نورالدہر نے بھی تلوار کے
قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور نہنگانہ دریائے فوج ساحران مین غوطہ زن ہوئے ساحرون کے سحر
نورالدہر پر چلنے لگے تحل بدمغ مثل شمع کافوری جلنے لگے مگر بسبب لوح طلسم کے شاہزادے
پر سحر تاثیر نہین کرتا نورالدہر نے جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے افسرون کو مارا ہنگامہ گرم
ہوا یاقوت جادو نے دیکھا طلسم کشا پر سحر وافسون کام نکریگا ساحرون کو آواز دی
یارو یہ جوان صاحب لوح ہی سحر نہ کرو تیر وتلوار ونیزہ سے مارو خواب ساحرون نے
حربہائے سحر موقوف کرکے سلاح ہائے جنگ سنبھالے شہزادہ شیرانہ رستمانہ ان عیارون

لڑ رہا ہے مگر ہزاروں تلواریں چلیں طائران تیر پر کھول کھول کر اُس شہباز اوج جرأت پر گرتے
ہیں جیسے شمع کے گرد پروانے مگر شاہزادے کو تردد تھا کس کس سے لڑے اس بیقراری
میں دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ اے خالق بے نیاز رب کارساز وقت
بیکسی میں سوائے تیرے کون معین و مددگار ہے تو ستار و غفار ہے نظم

اے ہمدم ریشِ دلفگاران	وی چارۂ کار خام کاران	بگذار چنین ذلیل و خوارم
از راہ کرم برآر کارم	سرگشتہ مکن مرا ازین بیش	بنمای رہم بجانب خویش
در وادیِ معصیت اسیرم	بگذار کہ تشنہ لب بمیرم	خجلت زدہ ام ز کردۂ خویش
وز شرم سرے فگندہ در پیش	چون آمدہ ام بہ عذر خواہی	نومید مکن مرا اسے
بردار ز سطح ہلاکم	مگذار میان لون و خاکم	ابھی دعا شاہزادے کی تمام

نہ ہوئی تھی کہ صحرا سے گرد بلند ہوئی شبرنگ بن عمرو آگئے تعاقب میں شبرنگ آتش خوار
فیروز جادو و فوج ساحران نامی ہے شبرنگ بن عمرو نے نعرہ کیا دیکھا گل گلزار صاحبقرانی
یکہ و تنہا مصروف جنگ ہے چہرہ جسم خون سے گلنار ہے کنپٹی سے خون ٹپک رہا ہے جیسے کوئی ہولی
کھیلتا ہے شبرنگ نے فیروز وغیرہ کو آواز دی یارو شاہزادہ یکہ و تنہا لڑ رہا ہے یہ سنتے ہی
فیروز وغیرہ حربہ ہائے سحر سنبھال کر آگئے ہی شریک جنگ ہوئے ایک ہی حملہ میں صدہا چورنگ
ہوئے اب نور الدہر نے ایک سوار کو مار کر مرکب لیا اُسی پر سوار ہوئے شیرانہ مصروف کارزار
ہوئے شبرنگ آتش خوار نے زمین ہلادی چہار جانب سے آگ لگا دی ہزاروں ناریوں کو
جلا دیا جسنے دل میں غبار رکھا تھا انکو خاک میں ملا دیا شاہزادہ نور الدہر لڑتے ہوئے قریب
یاقوت جادو کے پہونچے اُسنے کئی گولے مارے نور الدہر نے لوح کو سامنے کردیا وہ گولے
پھٹکر اُسی کی فوج ضلالت موج پر گرے کئی سو ساحر ہلاک ہوئے یہ حال دیکھکر کلیجہ یاقوت
جادو کا خون ہوگیا آخر قریب آکر ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا شاہزادے نے تیغۂ خارا شگاف سلیمانی
پر گانچا اُلجھا دوسرے ہاتھ نکال کر تیغ برق مثال کو چمکا یا خبردار کہکے ہاتھ مارا اُسنے سامری
و جمشید کا نام لیکر سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار گھاٹ سے پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے
نئی بات ہے کہ شب سحر کٹی باقی تلوار سپر سے نکلی تھی یا زیر تنگ زمین پر تلوار نے بوسہ دیا یاقوت

کافر کا خون آسمان سے برسنے لگا ابر سرخ رنگ پیدا ہوا آواز مہیب آئی سنگباری
برف باری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من یاقوت جادو بود افسر جو مارا گیا اہلیان فوج
شکست کھا کر کچھ بھاگے کچھ مارے گئے شاہزادہ تیغ و ظفر بلتا فیروز وغیرہ نے آ کے
شاہزادے کے قدموں کو بوسہ دیا مگر شاہزادہ زخمی ہوا اور شبرنگ بن عمرو نے حکم دیا جلد
بارگاہیں استادہ ہوں کہ زخم دوزی کیجائے یہاں تو بارگاہیں خیمے آراستہ ہو رہے ہیں
اب دو کلمہ داستان جمشید کے ذکر کرنا ضرور ہیں کہ جب ابریق آسمان سیر دربند آہن تاب
پر آ کے شریک ایرج نوجوان ہوا تھا ایرج لشکر ظفر اثر کو درست کر کے طرف طلسم کے
چلے یہ خبر جمشید جادو کو پہونچی غصہ میں آ کر تین لاکھ ساحران زبردست کو اپنے ساتھ لیکر اول
لشکر ایرج پر آ کے گرا یہ بھیا بادشاہ طلسم ہو سوا ے طلسم کشا کے کوئی اسپر غالب نہیں ہو سکتا
بس ابریق آسمان سیر خوب خوب لڑا بڑے بڑے ساحران غدار کو مارا مگر جب جمشید جادو
سے مقابلہ پڑا وہ دوگرہی کامل سحر چلا آخر جمشید ابریق پر غالب آیا اور گرفتار کر کے زبان
میں سوزن دیا شوخ چشم کو ایک سحر میں پکڑ لیا غرض اسکے سحر سے ایرج وغیرہ سب
بیہوش ہوے سب کو جمشید جادو گرفتار کر کے طرف قلعہ طلسمی کے لیکر چلا راہ میں اسکو
خبر ملی کہ مرحلہ مرجان جادو فتح ہوا یاقوت جادو کے ساتھ کے ساحر بھی زخمدار بیقرار آ کر
پہونچے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ طلسم کشا تا بدر بند مرجانیہ پہونچا مرجان جادو کا کام
تمام ہوا اب یقین ہے کہ طرف قلعہ طلسم کے رجوع کرے بس یہ خبر وحشت اثر سنکے جمشید مثل
ابر کے گرج گرجا یا اسباب سحر ہاتھ میں لے کر اٹھا اسیوقت نفیر سحر بجی لشکر میں تیاری ہوئی قیدیوں
کو ارابے پر سوار کر کے ہمراہ لیا جمشید بہ فوج قاہرہ برا ے مقابلہ طلسم کشا چلا یہاں شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان بعد قتل یاقوت جادو خود بھی زخمی ہیں اہلیان فوج بھی زخمدار
ہیں فیروز و شبرنگ بھی بخوبی لڑ چکے ہیں ابھی استراحت نہیں کرنے پائے ہیں بارگاہ میں
قصد ہی جاتے ہیں کہ ہرکاروں نے مجرا کر کے عرض کی اے شہریار ہوشیار ہو جائیے جمشید جادو مع
کئی لاکھ فوج ساحران کے آ پہونچا اور شاہزادہ ایرج نوجوان کو گرفتار کر لایا ہے نور الدہر یہ خبر
وحشت اثر سنکے گھبرائے بہ تعجیل تمام باہر آئے پشت مرکب بادرفتار پہ سوار ہوے جب تک

شبرنگ وغیرہ سوار ہوں آمادۂ حرب وپیکار ہوں جمشید سے آتے ہی سحر کیا کہ شعلہ ہائے آتش
بھڑکنے لگے لختہ ہائے ابر تیرہ و تار کڑکنے لگے کئی ہزار ساحر مر کر رہگیا کوئی تڑپ کے بھل زمین پر
گرا کوئی مثل مرغ نیم بسمل تڑپا کسی پر گولہ پڑا کسی نے بدحواس ہو کر اپنے خنجر سے گلا کاٹ ڈالا دو تین
حملوں مین جمشید نے زمین کو ہلا دیا ایک جانب شبرنگ آتش خوار ایک سمت فیروز نامدار
سحر مین مصروف ہین مگر شاہزادہ نورالدہر پر چونکہ لوح طلسمی گلے مین ہی سحر تو ساحرون کا تاثیر نہین
کرتا مگر کئی لاکھ ساحرون کا انبوہ ہی تیر و خنجر بھی چل رہے ہین پہلی لڑائی مین زخمی ہو چکے ہین اب
روح کو راحت نہین جسم مین قوت نہین ہی مگر شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین گلہائے زخم جسم پر کھلے ہین
دھجیان اڑی ہین چہرہ گلنار زخمون سے خون کی دھار روان قبضہ ہاتھ مین جم گیا ہی یکہ و تنہا
کس کس سے جنگ کرین ایک کو قتل کیا اسی مقام پر دس بیس آ جاتے ہین دم لینے کی مہلت نہین
پاتے ہین ہر طرف سے یہی صدائین ہین کہ طلسم کشا کو گرفتار کرو مہلت نہ دو اور زیادہ بیقراری کا
نورالدہر کی یہ باعث ہی کہ دیکھ رہے ہین کہ شاہزادہ ایرج نوجوان مسلسل و مطوق زخم کھائے
ہوئے سرنگون غم سے کلیجہ خون طرف انکے دیکھتا ہی تیوری سے یہ پیدا ہی کہ یہ جوان بچشم اس
حال زار سے ہمکو قید مین نہ دیکھتا زنجیرین ہلا رہا ہی مگر قوت اتنی بسبب زخمی ہونے کے نہین باقی
ہی کہ قید توڑے مجبور و ناچار انکے جملہ سردار بھی مبتلائے مصیبت مثل آئینہ حیرت ہین ہر مرتبہ نورالدہر
آمادۂ مرگ ہو کر چاہتے ہین کہ جان دون اور اپنے برادر یجان برابر کو قید سے چھڑاؤن مگر لوح
کے رہنے سے اکیلے کدھر کدھر خیال کرین کہان تک جرأت دکھائین اور جمشید بادشاہ طلسم ہی
شبرنگ آتش خوار و فیروز جادو وغیرہ اسی کے ملازم ہین اسکو غصہ مین دیکھ کر فرار کے عازم
ہین ہزار ہا بدون مقابلہ بھاگے جنکو اپنے افسر کا خیال ہی اور کوئی نامردہ کے اسکا ملال ہی وہ
جانبازی مین مصروف رہے بعض کہتے ہین ہم اپنے شہنشاہ سے لڑین کیا بیوقوف ہین آخر
قریب شام جمشید بدانجام نے شبرنگ آتش خوار و فیروز جادو وغیرہ کل سپہ سالارون کو
گرفتار کر لیا قریب شام ایرج نوجوان وغیرہ کو بھی مقید کیا اب باقی شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان و شبرنگ ہین شبرنگ نے دیکھا کہ شاہزادے کو غش آیا چاہتا ہی بس
شبرنگ بن عمرو نامدار تراشندۂ ریش کفار نے جانبازی کر کے ایک حقۂ آتشبازی کا

ساحرون پر مارا کسی کا منہ جلا کسی کا گریبان پھنکا ذرا جو شبرنگ نے مہلت پائی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو بھی بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر بھاگا ایک درۂ کوہ مین آکر مخفی ہوا اُسی بیہوشی مین اپنے آقا کی زخمدوزی کی یہان جمشید جادو رات بھر اُسی تحمل کو گھیرے رہا صبح کو دیکھا کہ گرد شجر کے صدہا لاشے پڑے ہین دور تک رن پڑا ہی سب طرف تلاش کی مگر طلسم کشا کو نہ پایا اب جمشید جادو حیران کہ طلسم کشا کیا ہوا ساتھ والون نے کہا حضور بارہ چودہ ہزار ساحرون کا کھیت ہوا خلق سب مارے گئے کشتۂ حیات ساحران پامال ہوئی ایک جوان کا لاشہ کیونکر ملے کیا طلسم کشا فولاد کا تھا علاوہ سحر کے ہزارون تلوارین سحر کی اسپر پڑی یقین زخم تیرون سے کاری کھائے آخر پامال ہوا جمشید جادو خوشی خوشی ان سب قیدیون کو ساتھ لیکر بعد گردوفر آکر داخل قلعہ طلسمی ہوا جس قیدخانہ مین ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ شگوفہ و سہیل اختر شناس قید تھے اُسی زندان پُرمحن مین شاہزادۂ ایرج نوجوان وغیرہ کو لاکر داخل کیا اور ملکہ مخمور نے یہ خبر وحشت اثر سُنی کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان جنگ مغلوبہ مین مارا گیا اسقدر زخمی تھا کہ لاشہ بھی نہ ملا قریب تھا کہ روح جسم سے نکلی ہے نظم

قلزم اشک نے طغیانی کی ۔ دست مژگان نے دُرافشانی کی ۔ شوق نے سلسلہ جنبانی کی
بیقراری نے بھی طغیانی کی

کبھی جو ذرا ہوش آیا منہ سے یہ کلمہ نکلا ہائے ای مخمور کاش کے ہم بھرے حلق ہوے ہوتے یہ خبر نہ سنتے کہ نورالدہر قتل ہوگئے اور ہم زندہ ہین نظم

ملک الموت بھی کیا ہی بیدرد ۔ آہ سچ ہی کہ بڑا ہی بیدرد ۔ تھامتی ہون دلکو مین بھر کر آہ
کیسی یان آن بنی دل پہ آہ ۔ جان ہمہ رنج و سراپا غم ہی ۔ رنج سا رنج ہی غم سا غم ہی
دیکھتی ہون عجب احوال اپنا ۔ کیا کہون کس سے کہون حال اپنا ۔ کبھی چاہتی ہی اپنے کو ہلاک کر دون

قصۂ زندگانی کا پاک کرون ای مخمور مجبور کس ساعت سے اس تیرہ خانہ مین آکر قید ہوئی کہ شاید اگر جان بچی یہ روے سیاہ خواجہ عمرو کو کیونکر دکھاؤنگی کیا بات بناؤنگی جس روز علامت طلسم پر قید ہوئی تھی اُسی ایک شخص کے بارے مین میرا غصہ کرنا اُس شیر جنت آرامگاہ کا بجز دم محبت کا بھرنا اگر مین بدنصیب نہ قید ہوتی وہ شیر دل اس طلسم منحوس مین کاہے کو آتا ہائے موت سر پر کھیلی تھی وہ ہین بحر کی جفائین جھیلتی تھی ہمیشہ یہی خیال تھا جب کوہ عشق پر جاؤنگی روے زیبا دیکھکر جی اُٹھونگی

نظم چون ماشیان بحالت زار
راضی شده ام بمردنِ خویش
عمرے کہ چنین رود حرام است
دہ بار اجل بب دوا دی
بے بود زہجر یار دلتنگ

سے گفت زرو روان دل افگار
ای جان چہ بود زتن برآئی
مرگیست کہ زندگیش نام است
بن لذت زندگی نہ دانم
بر سینہ زدے زدست جن سنگ

بے تو من و دل فگار و جان ریش
دی عمر خوش است گر سرآئی
ای کاش کہ مادرم نزادے
مرگِ دگراست ہر زمانم
شاہزادۂ عالی شان ایرج

نوجوان ابھی قید میں سر جھکائے ہوے ایک جانب بیٹھے ہیں انتہا کا قلق ہی دل سے کہتا ہی کہ ای ایرج نوجوان افسوس ہی کہ ہمارے ہاتھ سے طلسم فتح ہنوا فلک نے یہ روز سیہ دکھایا اِس زندان تنگ و تاریک میں پہونچایا شکوۂ فلکی کر رہا ہی حجاب سے سر نہین اُٹھاتا مگر ملکہ مخمور سرخ چشم کا جو حال بہت ابتر دیکھا قریب آکر فرمایا ای شہنشاہ ملک خوبی و ای سرو نوخاستۂ باغ محبوبی صبر کرو دل پر جبر کرو تمھارا تو مقدمۂ محبت ہی ہمارا تو وہ شہزادہ روح کی راحت ہی اور دل تو خیال کرو کہ خدانخواستہ اگر وہ شہسوار میدان یکہ تازی شیر بیشۂ سرافرازی مارا جاتا تو یہ بھیا لاش لاتے سر لاکر ہمکو دکھاتے توح ملی طریقہ سے ثابت ہوتا ہی کہ لڑائی بڑی قیامت کی پڑی ساتھ والے سب گرفتار ہوے آخر بار لشکر نہ سنبھل سکا لوتا بھڑتا کسی جانب نکل گیا اِن بھیاؤن نے یہ مشہور کر دیا کہ طلسم کشا قتل ہوا سراسر غلط ثابت ہوتا ہی خاص دل پر غم و الم کا ہجوم نہین ہی دل کو تسکین ہی اس قیدخانہ مین تو یہ رنگ ہی ہر ایک اپنی زندگی سے تنگ ہی مجبور ایک کو ایک سمجھاتا ہی شاپور شیر دل ایرج کو بہلاتا ہی اور دل کو تسکین دلاتا ہی

دو کلمۂ داستان شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان بیان ہوتے ہین

کہ شبرنگ بن عمرو عیار نامدار درۂ کوہ مین اُٹھا کر لایا زخم دوزی کی صبح کو شاہزادے کی آنکھ کھلی اپنے کو درۂ کوہ مین پایا شبرنگ بن عمرو کو بالین پر دیکھا پوچھا ای برادر یہ کیا معرکہ ہی شبرنگ رونے لگا کہ حضور فلک نے گردش دکھائی سردار سب آپ کے قید ہو گئے لشکر منتشر ہوا زخمون سے آپ کا عجیب حال تھا جان بچنا محال تھا مین عالم غشی مین شب کو یہان اُٹھا لایا شکر ہی کہ لوح موجود ہی سر پر وہ معبود ہی انشاءاللہ آپ طلسم کشائی سیجیے گا نورالدہر نے مجبور ہو کر کہا ای برادر جو منظور خدا ہی مین اپنے کو اب قلعۂ طلسمی مین پہونچاؤنگا

مین نے ایرج کو بھی تو قید مین دیکھا ہین معلوم وہ کیونکر یہان پہونچے سردار بڑے بڑے اُنکے بھی ساتھ تھے خدا نخواستہ اگر ایک سے جسم ایرج کم ہوا مین لشکر مین منھ دکھانے کے لائق نہ رہونگا اس سے بہتر ہی کہ ٹکر مار کر مر جاؤن شبرنگ نے کہا جو حضور فرماتے ہین یہی مناسب ہی غلام اتنا طالب ہی کہ ایک روز تو یہان توقف فرمایئے کہ زخم خشک ہو جائین نور الدہر نے کہا دل پر زخم ہی کس کس کا علاج کروگے یہ کہکر فرمایا تھوڑا پانی کہین سے تلاش کرکے لاؤ شبرنگ چھاگل ہاتھ مین لے کر بیرون درۂ کوہ آیا جستجو مین پانی کی چلا مگر جمشید جادو جب آکر دوسرے دن تخت پر بیٹھا مشیران سلطنت سے کہا یارو طلسم کشا مارا نہین گیا نہ لوح ملی نہ لاشہ دستیاب ہوا طلسم کشا کہین چھپ گیا تلاش اُسکی ضروری ہی اسکا وزیر ہی کہ اُسکا سفاک شعلہ زن نام ہی سکاری و فریب اُسکا کام ہی کہا حضور آپ کی رائے سالم ہی طلسم کشا بتا ظالم ہی بیشک لڑتے لڑتے کہین مخفی ہوا بیٹا عمرو ایسے عیار کا اُسکے ساتھ ہی اُسنے ضرور ہی کوئی تدبیر کی ہوگی مگر اس حوالی سے کہین دور نہین جا سکتا انتہا کا زخمی تھا اِسی دو کوس کے گردے مین ہوگا غلام ابھی جاتا ہی اگر سامری و جمشید نے مدد کی تو طلسم کشا کو مع عیار لیکر آتا ہی یہ کہکے سفاک شعلہ زن بھڑک کر چلا جہان رن پڑا تھا لاشے جابجا ساحرون کے موجود تھے عجب مقام خوفناک نخچے خون کے جمے ہوے نخل صحرا کے جلے ہوے یہ بیچارہ دیکھتا بھالتا چلا دور سے اپنے دیکھا کہ شبرنگ عیار چھاگل ہاتھ مین لیے ہوے اندر سے درۂ کوہ کے نکلا اس بیچارے کو یقین کامل ہوا کہ بیشک طلسم کشا اِسی درۂ کوہ مین مخفی ہی اپنے آقا کے لیے پانی لینے جاتا ہی خوشی سے منھ مین پانی بھر آیا مثل موج بیتاب ہو کر لہر مین گرفتار کرنے کے روان ہوا چند قدم شبرنگ بن عمرو گیا تھا کہ سفاک شعلہ زن نے دودِ دانے اش کے شبرنگ بن عمرو پہ پھینکے شبرنگ بے حس و حرکت ہو کر زمین پر گر پڑا سفاک شعلہ زن قریب آیا کہا کیون او نا عیار اپنے سردار کو خوب بچایا درۂ کوہ مین لا کر چھپایا اب دیکھ تیری صورت بنکر جاتا ہون لوح چھین کر اُنکو بھی گرفتار کرکے لاتا ہون شبرنگ مجبور ناچار رونے لگا اشکون سے منھ دھونے لگا سفاک نے شبرنگ کو لا کر ایک گوشے مین ڈال دیا آپ ہوے صورت شبرنگ بن عمرو کی بنا قریب درۂ کوہ آیا آواز دی ای شہریار پانی حاضر ہی نور الدہر باہر

حل نے کہا ای برادر پانی لائے اُسنے کہا پانی تو حضور حاضر ہی مگر لوح پر خون جم گیا ہی لا ئیے پہلے اسکو پاک کرون چشمے مین غوطہ دے کر لاؤن نورالدہر تو جانتے ہین کہ میرا یار وفادار ہی کیا خبر ہی کہ یہ عیار مکار ہی گردش فلکی سے ہر شخص مجبور و ناچار ہی دم بھر مین یہ فلک نیا شعبدہ دکھاتا ہی رہروان کوے جرأت کو مثل نقش پا مٹاتا ہی نورالدہر نے لوح گلے سے اتار کر حوالے کی سفاک شعلہ زن نے لوح کو ہاتھ مین لیا رومال مین لپیٹا جھولی مین رکھ کے آواز دی باش او طلسم کشا منم سفاک شعلہ زن فدوی اعظم جمشید صف شکن دیکھیو لوح لیتے ہین مسلمانون کو داغ دیتے ہین یہ طلسم جمشید و سامری کی قدرت کا نمونہ ہی خاص بندگان خداوند اس طلسم مین رہتے ہین یہ سنکر نورالدہر نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اُسنے چند دانے ماش کے مارے ہاتھ پاؤن حبس و حرکت ہو گئے سفاک شعلہ زن نے ایک تخت سحر تیار کیا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو کو اُسپر ڈال لیا اور طرف قلعہ جمشید کے روانہ ہوا جمشید جیاد و تخت پر بیٹھا ہی سفاک شعلہ زن آکر پہونچا لوح ہاتھ پر رکھکر نذر دی تمام کیفیت بیان کی نورالدہر اور شبرنگ کو قید سحر مین مسلسل کرکے قید خانہ مین بھیجدیا ملکہ مخمور سرخ چشم و ایرج وغیرہ قید خانہ مین بیقرار و اشکبار تھے کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بھی مسلسل و مطوق قید خانہ مین پہونچے شور گریہ و زاری بلند ہوا زنجیرین تمام کر سب اٹھ کھڑے ہوئے ایرج نوجوان نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای برادر عجب خبر وحشت اثر سنی تھی کہ دشمن جنگ مغلوبہ مین قتل ہوئے اس غم سے کلیجہ مین آبلے پڑ گئے زندہ تو پایا مگر اس حال پر ملال مین دیکھا کوئی ساعت مصیبت تازہ سے فرصت نہین ملتی کلی باغ مراد کی نہین کھلتی ملکہ مخمور سراپا کو شاہزادے کے دیکھتی ہی کبھی گھبرا کہتی ہی کیون ای شہریار یہ رات ہی یا دن ہی آنکھون سے نہین سوجھتا دل قابو مین نہین افسوس میرے واسطے آپ نے کیا کیا مصیبت اٹھائی مجھ بدنصیب کا کیون جیا کیا قتل ہو جاتی زندان رنج و الم سے چھوٹ جاتی نورالدہر نے سب کو تسکین دی اور فرمایا خدا مالک ہی شبرنگ بن عمرو ہمارے عیار وفادار نے دشمنون سے بچایا فاک گم عیار کو رشک آیا خیر شکر ہی سب ایک مقام پر ہو گئے مرگ انبوہ جشنے دارد مگر بخدا واسطے ایرج نوجوان کے دل روتا ہی ایسا قوت بازو کسکو نصیب ہوتا ہی جب سے یہ لشکر مین آئے یہ ہر نمام آتیر بنا جہتہ

اگر لحظہ بھر کو جدا ہوے تو مثل ماہی بے آب بیقرار رہے عدم مین بھی ایک ساتھ جائین گے مگر
ای ملکہ مخمور تمھاری مصیبت پر کلیجہ پھٹتا ہی یقین ہی جمشید ملعون ہمکو قتل کریگا مگر تمکو پاس افراسیاب
کے بھیجے گا ایک سردار افراسیاب کا ہمارے ہاتھ سے دربند دخانیہ پر مارا گیا فرود تمس ملعون
کو خبر پہونچی ہوگی تمھارے نام پر جان دیتا ہی ملکہ مخمور نے ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا ہر چند
مین سخت جان ہون مگر آپ کے بعد سر ٹکرا کر جان دونگی روسیاہ افراسیاب خانہ خراب کو
خدا نہ دکھائے اُسکی بدبخت سے بچائے اُسوقت قیدخانہ مین شور گریہ وزاری بلند تھا ایک
ایک جان کے خوف سے دردمند بیان جمشید ملعون نے سفاک شعار زن کو بڑا بھاری
خلعت دیا جلسۂ عیش ونشاط آراستہ ہوا جمشید نے حکم دیا منادی ندا کرے کل صبح طلوع آفتاب کو
سب کل قیدیان بلا بادولت قتل کرینگے ایک ایک نمکحرام کو سزاے معقول دین گے تمام کوچہ و برزن
مین قلعۂ جمشید یہ کے اشتہار چسپان ہوے منادی جابجا ندا کرتا پھرتا ہی کہ کل صبح کو طلسم کشا
و ملکہ شگوفہ و سہیل اختر شناس و فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار و ابریق آسمان سیر
مصاحب شہنشاہ کوکب و ملکہ شوخ چشم و ایرج نوجوان و شاپور شیردل و شبرنگ بن
عمرو و ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ قتل کیے جائین گے سرکشی کی سزا پائین گے یہ آواز کان مین
قیدیون کے پہونچی علاوہ ان سرداران مذکور کے بارہ چودہ ہزار اہالیان فوج بھی قید ہوکر
آگے مین ایک رسن مین بیچارے بندھے بیٹھے ہین شور فریاد و الغیاث بلند کیا انور الدہر نے
بھی سنا قریب دروازے کے آکر کہا بھائیو کیون فریاد کرتے ہو اپنے معبود کو ایسے وقت مین
نہین یاد کرتے ہو جو شفیق تر درجہا ماں باپ سے زیادہ مہربان ہی رحم کرنا اُسکی شان ہی اگر اُسکی عنایت
شریک حال ہوئی چشم زدن مین دام بلاے مصیبت سے رہا ہو جاؤ گے اس آفت سماوی
سے امان پاؤ گے رباعی

دنیا ہی عجب سرائے فانی جزات
نہ دیر مین کچھ ہی نہ حرم مین کچھ ہی
حرم مین کچھ ہی اور اکیدم مین کچھ ہی
دنیا مین نہ کچھ ہی نہ عدم مین کچھ ہی
اُن سب نے غرض کی فنا

آپ کو سلامت رکھے آپ کا جمال بیمثال دیکھکر روح کو راحت قلب کو قوت آنکھون
مین بصارت پیدا ہوئی ہی آپ کا حال حسرت انجام دیکھکر خود مصیبت زار زار روتی ہی
یہ آپسمین باتین حسرت و یاس کی ہورہی تھین کہ حال قتل مسلمانان سُنکر تیر اعظم کا چہرہ زرد

ہوا کا نپتا تھرّاتا کا شانۂ مغرب میں جا کر چھپا لیلائے شب زلف مشکین کھول کر حیران پریشان

بتلاش جنس آرزو و بصد جستجو محمل اندوہ و الم میں سوار ہوئی نظم

سیاہی ہویدا ہوئی سربسر
کھلے موئے لیلائے شب سربسر
کہ ذرّے چھپے خوف سے زیر خاک
قمر دل ہی اس ذکر سے بیقرار

وہ اُس شب کی ظلمت کہ دل بیقرار
لباسِ سیہ بر میں پہنے قمر
ستاروں کی دہشت سے تھیں انجمین شبد
دکھائے نہ گردش پیل و نہار

شب غم کا یک ہوئی جلوہ گر
فلک پر کواکب کو بھی انتشار
وہ سنسان تھی رات اور جھلملاتے
زمین بیقرار و فلک دردمند
تعجب اُس شب کو سنّاٹا ہا لیانِ

زندان خالف و ترسان شب کو دربانون نے دروازہ بھی بند کیا اور غم تازہ دیا سب زندانِ نامی شہریاران گرامی پروردۂ مہد ناز و نعم آتش زیر مصیبت و اندوہ و الم اندھیرے سے قیدخانہ کے گھبراتے تھے بعض بیقرار ہو کر ملّاتے تھے نورالدہر سب کو سمجھاتے تھے کہ یارو وقت دعا ہی نہ گھبراؤ اپنے معبود سے دعا کرو سب نے کہنے سے نورالدہر کے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے نورالدہر دعا کرتے ہیں سب آمین کہ رہے ہیں آنکھوں سے اشک حسرت بہ رہے

ہیں فرزند رشید صاحبقران اوصاف الٰہی میں مصروف نظم

سازندۂ آدم از کفِ خاک
نقاشِ نگارخانۂ غیب
تشریف دہِ زمین بہ مردم
برکوہ نہیل چرخ خودرا
از قوس قزح کجک بدستش

بیناکنِ چشم اہل بینش
منشی صحیفہ ہائے لاریب
لطفش زرہ خجستۂ عید
آگو دادہ ہندوے زحل جا

دارندۂ ہفت کاخ افلاک
فیاض وجود آفرینش
زینت گر آسمان زانجم
خلخال بساق عرش مجید
داد از پئے ضبط پیل مستش

اے رحیم و کریم فضل اپنا شریک کر اپنے بندوں کو قتل سے بچا لے زندانِ مصیبت سے نجات دے یہ بچا مصیبت سے قتل کرنیکے کہیں تیرے بندونکو نہ دیکھے شب بھر تو جگر کو بھڑک کر کاٹی جو نار مصیبت تھی آنکھوں میں کٹ گئی چہرۂ لیلائے شب سے نقاب اُلٹ گئی محل ظلمت کا اُٹھا فوج سیارگان کو شکست ہوئی شہنشاہ زرین علم کو ظفر

بندوبست ہوئی نظم مصنف
سکے خاک غم متعدیہ مہر فلک
تھی نظم دیگر

ہوا مرغ شب جب الم سے ہلاک
برآمد ہوا شرق سے یک بیک
رخِ افلاک پر کدورت ہیں

سحر کا گریبان ہوا پاک چاک
تعجب جو مصیبت خیز وحشت انگیز
نجم سب مائلِ مصیبت ہیں

گلشنِ دہر ہی اُداس اُداس	عالمِ حزن اور حسرت و یاس	ہی ہر اک وحش و طیر نالہ کنان
دل پہ ہی ابرِ حسرت و حرمان	نخل ماتم کی طرح نخلِ چمن	غمکدہ ہی بنا ہر اک گلشن
کفِ افسوس برگ ملتے ہین	آتشِ رنج و غم سے جلتے ہین	صبا خاک اُڑاتی ہی ہر شجر سے

سر ٹکراتی ہی نوجوانانِ چمن کو گلعذارانِ صاحبقران کا غم ہی ہر نخل گلزار نخلِ ماتم ہی عندلیبان خوش نوا غزل خوانی بھولین آہ و فغان کرنے لگین یکایک اُس گلشن مین ہوائے سرد آئی زبانِ موجِ ہوا سے یہ آواز سُنائی ای ساکنانِ باغِ عالم کیسا غم و الم باغبانِ قضا و قدر مالک و مختار ہی بعد خزان کے بہار ہی ای غمخوارانِ گلشن ایجاد تاثیر تمھاری آہ مین ہی قافلہ آمد بہار غنچہ و گل راہ مین ہی گلِ مراد ملا چاہتا ہی غنچۂ آرزو کھلا چاہتا ہی الغرض سپیدۂ سحری آسمان پر چمکا نیرِ اعظم بصد شوکت و حشم علمِ زرین شعاع کھلا ہوا تختِ نیلی پر جلوہ فرما ہوا جمشید رو سیاہ تاجِ نخوت بر سر تختِ نکبت پر آ کے بیٹھا تمام ساحرانِ غدار غولانِ صحرائے کفر و ضلالت گم ہمت خرس طینت میمون خصلت دربار مین آ کر جمع ہوئے آج اسقدر جادو ہی دربار مین جمشید ملعون کے کہ تِل رکھنے کی جگہ نہین ہی دنگل و کرسیان مورد سیر بدستانِ شراب کبر و غرور نزدیک و دور سے ہزارہا بجیا آئے مین عمرو ساحری کے مشتاق قتل طلسم کشا کے مشتاق سفاک شعلہ زن مثل آتشِ تنور کے بھڑک رہا ہی کہ ہان مین نے بڑا کام کیا طلسم جمشیدیہ مین نام کیا طلسم کشا کو مین گرفتار کر کے لایا ابھی خلعت بھی نہین پایا بھی گھبرا کے جمشید جادو سے کہتا ہی ای شہنشاہ جلد طلسم کشا وغیرہ کو بارگاہ مین بلائیے کسی کو دار پر چڑھائیے کسی کو خنجر سے قتل کیجیے جمشید نے حکم دیا مقیدانِ طلسم کو جلد لاؤ اول دربار مین پہونچاؤ اپنے نمک حراموں کو سمجھائینگے اگر مان جائین تو بہتر ورنہ طعمۂ شاہبازِ شمشیر ہون سرکش ہمارے نام سے زیر ہون داروغہ جیل خانہ کا دوڑا قید خانہ مین آ کر مقیدانِ زندانِ بلا کو نکالا آگے آگے نورالدہر بن بدیع الزمان ایک سمت ایرج نوجوان ایک جانب ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ شگوفہ دلفروز جادو و شبرنگ آتش خوار و شبرنگ بن عمرو نامدار ایک طرف سردارانِ ایرج نوجوان افلاک کوہی و ملکہ شوخ چشم و ابریق آسمان سیران سب کے عقب مین ہزار ہزار ساحر زنجیر در تنِ سحر سے بندھے ہوئے دربار مین جمشید جادو کے پہونچے یہ ملحوظ رہے کہ شاہزادہ نورالدہر

والا مقام کے جسم پر تنیدہ سحر لپٹے بجائے ہتھکڑیوں کے مار سیاہ لپٹا ہوا ہی طوق بھی آہن سحر کا
مگر شاہزادہ نے ضبط کر کے آواز دی السلام علیکم سلام من درین مجلس و درین ماوا ہر کسے باد کہ
بماند و بشناسد کہ خدا ایک ہست و پیغمبر حق برحق ایرج نے وعلیکم السلام کا جواب دیا کافر و بے
مسلمان یہ تیر پڑا مشتعل ہوئے آتش دیدہ کے جل گیا ہائیں ہائیں کی صدا بلند ہوئی جمشید جادو نے منع
کیا کہا کہ دیکھو رنجیدہ ہوتے ہو جواب ان قیدیوں کی بات کا برا ماننا بیجا ہی بقول سعدی ہر کہ دست
از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید سہیل اختر شناس ملکہ شگوفہ و فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار
وغیرہ کی جانب متوجہ ہوا کہ ذرا نگاہ سحر ادھر تم نے طلسم کے شکست کرانے کی تدبیر کی تھی مگر میں نبیرہ
سامری ہوں شیر بیشۂ ساحری ہوں اب بھی قیدیوں پر کرو ورنہ اب جانبری غیر ممکن ہے بڑے افسوس
کی بات ہی خدا تمہارا الآنت وہ نامنت ہی یہ سب دو سو کو چھوڑتے ہو تمہاری عقل پر پتھر پڑین مجھ ایسے
بادشاہ سے منہ موڑتے ہو جلد جواب دو سہیل وغیرہ نے کہا کیا کہتا ہی جو تجھ سے ہو سکے قصور
نہ کر یہ چلے شاہزادے سے ہمارے خون سے ہاتھ بھر ایک دم اور محفوظ ہوا شاہزادہ نور الدہر کو جمشید
جادو نے قریب تخت کے طلب کر لیا ہی دس پانچ قدم کا فاصلہ ہی جمشید جادو بہ عتاب
اپنے سرداروں سے خطاب کر رہا ہی کہ یکایک آسمان در سے برق چمکی ایک جادوگر ایک مہ جبین
کو تخت پر سوار کیے ہوئے آ کر پہونچا مگر وہ نازنین حجاب سے سر جھکائے ہوئے آنسو آنکھوں میں
ڈبڈبائے ہوئے چہرہ اداس عالم یاس جسم میں رعشہ وہ تخت زمین پر آ کر اترا جمشید جادو اس
مہ جبین کو دیکھکر مثل گل کے شگفتہ ہو گیا اس نازنین کو اپنے تخت پر بٹھا لیا اور لوح طلسمی سامنے
جمشید جادو کے تخت پر رکھی ہوئی ہی سہیل وغیرہ کو دکھلا رہا ہی کہتا ہی اب اسکو خدمت میں شہنشاہ
افراسیاب جادو کے بھیجدونگا شہنشاہ اسکو احتیاط سے رکھیں گے یہ وہ جسکے لیے تخت پر
رکھی ہو اس جادوگر نے دست بستہ عرض کی یہ آپ کی صفو قدماہ پروردہ دختر مہران شاہ ہی میں اسکو
پہلو سے اس طلسم کشا کے اٹھا لایا تھا ایک ہفتہ سے بچھاتے لذت محبت میں طلسم کشا کی مدہوش ہی
دریائے عشق کا جوش ہی اس دربار عام میں جمشید منت کرنے لگا ہی باعث تسکین دل زار ہو
اسی معشوقہ کا فدا جس سے تو نے محبت کی وہ سامنے سریر سعید بیٹھا ہی ملک الموت سے اسکا
سامنا ہی قتل ہوا چاہتا ہی یہ سنکر ملکہ ماہ پیکر نے سر اٹھایا اس حال میں شاہزادہ نور الدہر سے

آنکھ چار ہوئی کہ شاہزادہ قید ہے مین مبتلا مثل گنہگارون کے بیٹھا ہے آنکھین چار ہوئین پرچھپان
عاشق و معشوق دونون کے کلیجے پار ہوئین کچھ اشارے ہوے اس کنا یے کو کون سمجھے شعر
میان عاشق و معشوق رمزیست ٭ کرام الکاتبین راہم خبرنیست ٭ ماہ پرور کا کلیجہ دھڑکنے لگا
پیشانی سے قطرے پسینے کے ٹپکے وہ بھی بناوٹ سے خالی نہ تھے مطلع قطرے نہین عرق کے
رخ لاجواب پر ٭ دیکھو پڑی ہی اوس گل آفتاب پر ٭ بند مسدس

سینہ وہ باصفا کہ ہو خورشید کا یقین	رکھے ہین یا چنگیر مین گلہائے یاسمین
لوح بلور سے بھی مصفا ہین یہ کہین	بھیتی صفا سے صبح کی صادق کبھی نہین

سینہ ہی آئنہ قدِ آدم دمک اٹھا
آب گہر سے یا کوئی دریا بھرا اچھلا

وہ چھاتیان ہین یا کہ ہین الماس کے کنول	دستے قلمے پہ نور کے رکھے ہین مشتعل
ہوتے ہین فرقدین دیسان صاف محتمل	کرنا گمان انار کا ہی سخت تبذل

شیشے شراب کے ہین کہ کوزے نبات کے
یا ہین حباب چشمۂ آب حیات کے

دوھر آنکھون سے شاہزادہ نورالدہر کے اشک حسرت ٹپکے ملکہ ماہ پرور آنسوون کو پی گئی
اشارے سے منع کیا کہ ای شہریار والا تبار یہ وقت جوش و خروش نہین ہی اور جمشید کو جواب دیا
کہ ای بادشاہ اس ساحر نے تیرے مجکو اس ہفتہ مین کیا کیا تکلیفین پہونچائین جسکا مجکو عاشق بتاتا
ہی مین اُسکو پہچانتی بھی نہین ہون میرے ماں باپ سے مجکو چھڑایا اس دربار مین مجکو بلایا کیسا
عاشق فاسق ہی معشوق کا یہی مرتبہ ہوتا ہی یہ عیار روسیاہ جو سامنے کھڑا ہی باغ مین سے میرے
مجکو اٹھا لایا طالب وصال ہوا جب مین نے نہ مانا جان دینے کا قصد کیا تب یہان سے لیکر
آیا ہی عشق طلسم کشا و غیر طلسم کشا بتلاتا ہی اگر حضور کا طلسم کشا نام ہی تو ہمارا نیک انجام ہی ماں
باپ ہمارے منسوب کر چکے ہین ہمین کیا دخل ہی اور اگر کسی اور کو یہ عیار کہتا ہی تو اُسکو ابھی ناک
چوٹی پر نثار کرون خاک مین ملاؤن اندھیری گور مین سلاؤن یہ سنکر جمشید بیقرار ہو گیا کہا ای
ملکۂ عالم اس عیار نے آپ پر دست اندازی کا ارادہ کیا تھا ملکہ ماہ پرور نے کہا اگر یہ قصد تھا

تو اس سے پوچھیے آٹھ دن کہان لیے لیے پھرا ہین تو دھاگڑے کے پہاڑ مین تھی تجکو لایا جادوگر
کو نہ لا سکا بس یہ سنکر جمشید مثل شعلۂ آتش بھبوکا ہوا اور سنگبار جادو و ملکۂ عالم کی بات کا جواب
دے کیا فریاد مین سنگبار نے کہا حضور مین اسی جوان کے پہلو مین سے اُٹھا کر لایا تھا
جلدی کا یہ اسیر ہاتھ نہ ڈال سکا بس جمشید جادو نے یہ سنکر غصہ مین سنگ لی کی ایک چٹکی
خاک کی سر پہ سنگبار جادو کے ڈال دی جلکر خاک ہوا قصہ پاک ہوا تمام اہالیان دربار
تھرا گئے کانپ گئے کسی کے منہ سے بات نہ نکلی آپس مین کہ رہے تھے کہ دیکھو اس نکو نام نے
غضب کیا منسوبہ شہنشاہ بیگناہ بد گمانی آخر اعمال قبیح کی سزا پائی اور جمشید جادو نے ملکہ
ماہ پرور کی پشت پہ ہاتھ رکھکر کہا کہ ای ملکۂ عالم مین جرعۂ درازے امیر حمزہ گیسو ذبیح خنجر ابرو ہون
آپ کے یمن قدم سے لڑائی فتح ہوئی ورنہ اس مسلمان نے تمام طلسم کو درہم و برہم کیا دوست
دشمن ہوئے اپنے بیگانے ہوئے اب خود تکلیف کی تو گرفتار کرکے لایا ہون یہ تمھارے
قدم کی برکت ہی یہ سانت لوح طلسمی وجود ہی کی وجہ سے ہزارون ساحر مارے گئے ملکہ ماہ پرور
نے سر جھکا کر کہا صاحب یہ کیا چیز ہی جمشید جادو نے کہا جان طلسم روح طلسم اسے لوح طلسم
کہتے ہین اسکو دیکھکر ہم لوگ بھاگتے ہین سحر بھولتے ہین جسکے پاس یہ موجود ہو اس پر ہمارا
کچھ نہین قابو ہو سکتا ملکہ ماہ پرور نے کہا مین دیکھون ہمین کیا لکھا ہی جمشید جادو نے
کہا ملکہ اسکو نہ دیکھو پہر عکس پڑتا ہی سحر بھول جاتے ہین سامنے طلسم کشا بیٹھا ہی اگر اسکے
جسم سے مس ہو جاے قید سے دور ہو ہمکو قلق طلسم کشا کو سرور ہو اور ای ملکہ یہ جوان یکہ تاز میدان
جرأت شہسوار عرصۂ جلالت ہزارہا کوسون سے اکیلا لڑتا ہی طلسم مین کیا کیا معرکہ پڑا ہی اسکے بڑے
بڑے جادوگر مین کیسے کیسے یا نیز ہین۔ تمام خوف ہی ملکہ ماہ پرور نے لوح کے پاس سے ہاتھ
ہٹا لیا اور کہا کہ آپکا عشق پھر کھلگیا ہمارے نصیبہ کی خوبی کہ مان باپ نے ایسے کے ساتھ نسبت
کیا جو کچھ کیا خوب کیا۔ واہ واہ کیا قدرت سامری کی یہ ہم بائی کر بچائین گے اپنے وارث کو قتل
کرائین گے مان باپ تک سے جدا ہو چکے اب سوا تمھارے ہمارا پوچھنے والا کون ہی تمسے ہم کو
یہین نفرت واہ ری قسمت جمشید جادو ہاتھ چوم لیگا اور لوح لے کر سامنے رکھدی کہ یہ تو
تمھارے ہی پاس رہیگی ملکہ نے کہا صاحب مین کیا کرونگی مین تو دشمن ہون طلسم کشا کو دیر نگ

جمشید جادو نے کہا ملکہ عالم غصہ نہ کرو اسکو پاس رکھو ملکہ ماہ پرور نے کہا لاؤ مجبوری تمہاری خوشی پہ کہکر ملکہ نے لوح ہاتھ مین لی جمشید جادو نے کہا جلد جلاد کو بلاؤ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو لوگ جلاد کو بلانے کو دوڑے جمشید جادو طرف وزیرون کے متوجہ ہوا کہا کیون صاحبو لوح اپنے پاس رکھون یا بخدمت شہنشاہ افراسیاب بھیجدون کسی نے کچھ کہا کوئی جواب دینے سے عاجز ہوا ماہ پرور نے کہا وقت شاہزادے کا قریب آگیا جو کرنا ہے کر گذرو اپنی جان جائیگی صدقہ پاؤن پہ شیر صورت بچ جائے عاشقون مین نام رہیگا ہر عاشق ہمکو ثابت قدم کہیگا جمشید جادو کا تو منہ اور طرف تھا ملکہ ماہ پرور تخت سے اُٹھی تیغہ ہاتھ مین لے لیا جمشید جادو نے کہا ملکہ کہان ماہ پرور نے کہا یہ نگوڑا موذی کاٹ مجکو گھور گھور کر دیکھتا ہے آنکھ مین پیلا اسکے گھسیڑ دون جمشید نے ہان ہان کہا ملکہ نے پہلے لوح اسکے منہ کے سامنے چمکائی جمشید جادو مارے لکنت کے منہ پھیرا بس ملکہ ماہ پرور نے تخت پر سے جست کی لوح گلے مین شاہزادہ نورالدہر کے ڈالدی کہا شہریار ہوشیار ہو جیسے ہی لوح گلے مین شاہزادہ نورالدہر کے آئی ماران بحر جل کر گر پڑے شاہزادہ نورالدہر اٹھا ملکہ ماہ پرور کا ہاتھ کھینچ لیا اپنی پشت پر کیا ملکہ ماہ پرور نے ملکہ مخمور کی زبان سے سوزن کھینچ لیا کہا بوا اُٹھو شاہزادے کو بچاؤ اودھر شاہزادہ نورالدہر نے نعرہ کیا نعرہ نظیر حیدر صاحبقران پہ خشم وتہور شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر ادھر مخمور سرخ چشم بل کر کے اُٹھی سنگریزے اٹھا کر مارے پتھر کی سلین برسنے لگین سنگدلون کے سر چٹخے بہت حیران ہو کر بت بنگئے ملکہ مخمور نے اور ساحرون کی زبان سے سوزن نکالا فوراً انہون نے نعرہ کیا شاہزادہ ایرج نوجوان پہ لوح کا عکس ڈالا ایرج نوجوان نے بھی قید سحر کو توڑا نعرہ کیا نعرہ شاہزادہ ایرج نوجوان ملک ایرج آن آفتاب منیر پسر صاحبقران سپہر آفاق لیر ابرق آسمان سیر وزیر پرخوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بھی اٹھا اُٹھتے ہی زمین کو ہلادیا شہنشاہ جمشید جادو ہائے کا نعرہ کرکے تخت سے اُٹھا کہا ہائے یارو یہ آستین کے سانپ کہان سے پیدا ہوا اس قتال عالم پر کیون شیدا ہوا تھا سرداروں کو اشارہ کیا مار اب تو مین بارگاہ مین تلوار چلنے لگی گھمسان کی لڑائی ہونے لگی

اشعار

چلی تیغ شہزادہ شیر دل ۔ کہ ساحر ہوئے خوف سے پابگل ۔ چمکنے لگی برق تلوار کی

بنو تھی نہ اُس شیر کے وار کی
سیکڑوں ایک حملہ میں کٹتے تھے سر
ہر اک جان سے اپنی عاری ہوا
قیامت بپا کی تھی مخمور نے
سنانیں کلیجوں میں گڑنے لگیں
کسی سمت آبریق فیروز بخت
لگی حرکرنے بعد قہر و غشم
شگوفہ کی جرأت سے بھی گل کھلے
ہوے خاک جل جل کے اہل ستم
بھری ڈر سے خود کو چھپانے لگے
مدد کیجیے آن کر اب ذری
زمین طلسمات کانپی تمام
رُتیلوں کے ساحر ہوے رزمند

ہر اک ساحر چھپا سنگدل
بیہ رو ہوے خون میں تربتر
کسی غول پر ایرج نوجوان
دکھائی چمک شعلہ طور نے
ہوے تحر خشمی سے ساحر تنگ
لگا کرنے ہر ایک پر سحر سخت
نخنگا نہ شبرنگ کی وہ جدال
کہ گلہاے افسون برسنے لگے
لڑائی وہاں تھی وہ گھمسان کی
قدم اپنے پیچھے ہٹانے لگے
کوئی پوے دوسرے لیتا تھا نام
بگڑنے لگا سحر کا انتظام

ہوا ڈور سے شمشیر کے تنگدل
وہاں خون کا چشمہ جاری ہوا
جھپٹ کر گیا مثل شیر ژیان
نگاہیں نشیلی جو پڑنے لگیں
لگے بھاگنے جو کہ تھے نامجنگ
اور اک سمت کو ملکہ شوخ چشم
فنا کر دیے ساحر بیشمار
کیا سحر جم کر جو باشدّہ دد
کہ اُن ساحروں کو پڑی جان کی
زبان پر تھا ہر اک کی یا سامری
چھپا کوئی جمشید کا تخت تھام
شجاعت سے شہزادہ ارجمند

اسطرح کی جنگ غا وہ ہولی کہ زمین و آسمان تھرا گئے خوف سے

نامردوں کو غش آ گئے جمشید جادو لڑتا بھڑتا بیرون بارگاہ آیا شاہزادہ والا گہر نور الدہر بن بدیع الزمان کو بھی ملازمان خاص نے مرکب باد رفتار پر سوار کیا شاہزادہ عالی شان ایرج نوجوان کا بھی اسپ تیز گام آیا ملکہ مخمور نے قیامت برپا کر دی لاشوں سے زمین بھر دی کوہ برزن میں دریاے خون بہ رہے ہیں شیران سحر ڈکارتے پھرتے ہیں انکے خوف سے بزدلے بیہوش ہو کر گرتے ہیں ملکہ شگوفہ جادو نے سیکڑوں باغیوں کو قتل کیا نمونہ باغ مرگ دکھایا ابریق آسمان سیر وزیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر نے لشکر جمشید جادو کے دُھوین اُڑا دیے لاکھوں بیچارے خاک میں ملا دیے شبرنگ آتش خوار نے آگ برسائی ناریوں کو راہ جہنم دکھائی فیروز جادو مظفر و منصور ہر پُرغرور کو راہ دار البوار دکھاتا ہے اسکے سحر سے آسمان افسون ساز تھراتا ہے شاہزادہ والا شان نور الدہر بن بدیع الزمان ڈٹے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوے مثل شیر خشمناک برابر جمشید جادو کے پہونچے للکارا کہ او مغرور کہاں جاتا ہے جمشید جادو نے جو

شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا خون آنکھوں میں اُتر آیا جوش سے آگ بگولا ہوی
زمین ہلا دی اور ہزار جادوگر جلا کر رہ گیا مگر شاہزادہ نور الدہر ایسے چمکاتے ہوے پاس آ گئے
اب مجبور ہو کر جمشید جادو نے تیغ سحر کا وار کیا نور الدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار کو تا دار
سپر روکا وار اُسکا روک کر اُچھل دی میں سے ہاتھ نکالا خبردار کمر تیغہ خارا شگاف سلیمانی کو
ہاتھ لگایا اُس بچیا نے کلمہ اعظم پڑھ کر یاد کیا سپر بچہ کو اُٹھا دیا مگر تیغ جھک کر جو گری سپر سحر کے
دو ٹکڑے ہو کر تا کاٹ کر تا دوابرو پہونچی ہائے کہکر جمشید جادو نے اپنے کو زمین پر گرا دیا شاہزادہ
نور الدہر نے چاہا گرفتار کرون یا قتل کر ڈالون جمشید نے پر پرواز پیدا کیے غل ہائے
خالف بلند ہوا ساتھ والوں کو آواز دی یارو کل چلو میں طرف گنبد جمشید کے جاتا ہوں
وہان سے لشکرکشی کرونگا طلسم کشا کا پیچھا چھوڑونگا مگر اسوقت نکل آنا جان بچانا مناسب
ہو گئی لاکھ ساحر اسکے ساتھ بلند ہوے سحر کرتے ہوے نکل گئے ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ نے
چاہا کہ روکیں یہ نہ رکا ابریق آسمان سیر نے آواز دی کہ تعقب مناسب نہیں ہے لشکر آپ کا
خستہ ہو گا سب سردار رہ گئے اہالیان شہر نے پناہ مانگی شاہزادہ نور الدہر ابن بدیع الزمان
نے سب کو سرفراز کیا تیغہ خون آلودہ ہاتھ میں تیغ و فیروزی پٹے آکر داخل بارگاہ جمشید ہوے
ملکہ ماہ پیکر کو تکلیف تمام داخل عمارات کیا تخت سلطنت پر غاشیہ ڈلوا دیا نور الدہر نے اپنے
نوجوان کو مقام صدر پر جگہ دی اپنے ساتھ والوں کو دنگل سے زرین مرحمت ہوے کرسی جواہر نگار
پر ملکہ مخمور سرخ چشم بیٹھی دنگل جواہر نگار خزانے سے جمشید جادو کے نکلا پھر شاہزادہ
نور الدہر ابن بدیع الزمان بصد شوکت و شان شکن ہوے زخم دو زبان بجنے لگیں بہا
ملکہ شگوفہ زبردست ماہ جبین و سرخ چشم مقام تجویز ہوا یہی باغ باغ ہے آج غم و الم سے فراغ
ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نے پکار کر آواز دی ای ساحران نامی و ای جان نثاران گرامی بادشاہ طلسم
شکست کھا گیا مقام تردد کا ہے ہرکارے روانہ کیے جائینگے دو چار روز میں انتظام ہو گا مگر اب
سب صاحبوں کو مناسب ہے کہ طلسم کشا کے جان کی خیر مناؤ حفاظت کے سامان کرو ایسا نہ ہو کہ
ور اندر آئے خدانخواستہ اُنکے دشمنوں کو گرفتار کرکے لیجائے فوج کی فکر ضرور ہو گی سب نے
عرض کی ای ملکہ عالم آپ ہماری مالک و مختار ہیں آپ کو سب طرح کے اختیار ہیں جسطرح ارشاد

فرمائیے حاضر ہین ہم بھی اس مقدمہ کے ناظرین ملکہ مخمور سرخ چشم اپنے مقام سے اُٹھین
شبرنگ آتش خوار کو سیر طلایہ کیا فیروز جادو کو انتظام لشکر کا حکم دیا اور ملکہ شگوفہ سے فرمایا
تم دروازے پر بارگاہ کے رہنا اور مین پس بارگاہ مین شاہزادہ آرام فرمائیگا بشکل طاؤس
قبۂ بارگاہ پر بیٹھکر رات بھر حفاظت کرونگی سب نے اس بات کو بخوشی خاطر منظور کیا
یہان تو سامان عیش و نشاط مہیا ہے

دو کلمہ داستان جمشید جادو کے بیان ہوتے ہین

جمشید جادو جو ہاتھ سے نورالدہر کے طرف گنبد جمشید کے بھاگا ہر چند کہ شکست فاش کھائی
مگر تین لاکھ ساحران غدار ساتھ ہین اسکی طرف سے سہیل جادو گنبد جمشید پر حاکم ہی اپنے
مقام پر ہی کہ ہرکارون نے خبر دی اے پہلوان دوران غضب ہوا شہنشاہ نے شکست کھائی
قلعۂ جمشیدیہ مین طلسم کشا کی عملداری ہوگئی سہیل مکار گھبرا کر اٹھا فوج کو لے کر بڑے استقبال
چلا کوس بھر پہونچا تھا دیکھا ساحران غدار جمشید جادو کو ہوادار پر ڈالے ہوئے عالم زنداری
مین سیاہ ہوئے آتے ہین مگر حیران پریشان سرون سے ساحرون کے خون جاری ہی سہیل
جادو نے کہا حضور نہ گھبرائین چلکر گنبد جمشیدیہ مین فروکش ہون زیادہ نہ مشوش ہون تمام
افسوس ہی کہ سرکار دولتمدار کے ابتدا سے غلام کو خبر نہ کی وہ تدبیر کرتا کہ اتنا طول جنگ کو نہوتا
مگر اب بھی مقام تردد نہین بادشاہ جمشید کو تسکین دیتا ہوا لاکر قریب گنبد جمشید پہونچا نام اسکا
گنبد کا گنبد جمشید ہی اسمین ایک بڑا بھید ہی آگے ناظرین پر واضح ہوگا گرد گنبد جمشید صدہا قصر
عالی بنے ہوئے ہین ایک قصر عالی مین جمشید جادو کو سہیل مکار نے لاکر داخل کیا زخم وزخمی
کا سامان ہوا جب جمشید جادو کا مزاج درست ہوا کہا اے مکار نامدار اب تبلاؤ کہ کیا تدبیر
کرون ہر چند کہ بڑے بڑے ساحران غدار شریک طلسم کشا ہین مگر مجکو کسی کا خوف نہین
اگر طلسم کشا نہو یا لوح اُسکے قبضہ سے نکل جائے ایک سحر مین سب کو دیوانہ بنا دون تڑپا تڑپا کے
مار دون مگر نام سے طلسم کشا کے کانپتا ہون جب لوح طلسمی چمکا دیتا ہی کلیجہ تھرا جاتا ہی سہیل مکار
نے کہا کہ یہ تو فرمائیے حضرت نور افشان کے بادشاہ کی جانب سے کوئی شریک طلسم کشا ہی یا نہین
جمشید جادو نے جواب دیا افراسیاب بھی بخوبی ماہر ہی اپنے سردار کو روانہ کیا تھا ...

طلسم کشا کے واصل جہنم ہوا کوکب روشنضمیر نے اپنے شہرِ خاص ساحر زبردست ابریق آسمان سیر کو شاہزادہ ایرج نوجوان کے پاس بھیجا ہی ابریق آسمان سیر نے دربند ظلمات فتح کرایا بدست جادو میرے ملازم کو قتل کیا ایرج نوجوان کو ساتھ لیکر طرف طلسم کے آتا تھا مین نے جاکر اسکو بھی گرفتار کیا تھا اب وہ سب ایک ہی مقام پر ہین ابریق آسمان سیر وزیر کوکب روشنضمیر موجود ہی اس جنگ مین اسنے قیامتین برپا کین جب تومن نے شکست کھائی یہ حال پُر ملال سُنکر سہیل مکار ہنسا کہا ای شہریار لوح کو مع طلسم کشا مجھ سے لیجیے مین سالہا سال خدمت مین شہنشاہ کوکب روشنضمیر مالک طلسم نور افشان کے رہا ہون اُسکے سرداروں کو بخوبی جانتا ہون ایک ایک کو اچھی طرح پہچانتا ہون اب حضور تامل فرمائین غلام جان دے کر قلعہ جمشید یہ مین جاتا ہی اگر سامری وجمشید مدد کرتے ہین تو طلسم کشا کو مع لوح لاتا ہی جبکہ طلسم کشا گرفتار ہو جاے یا لوح ہاتھ آجاوے پھر حضور کو اختیار ہی باقی سرداروں کو جاکر قتل کر ڈالیے گا یہ کہکر اُس عیار نے اپنے پاس سے اسباب سحر نکالا اپنے کو سحر سے بصورت آفتاب جادو وزیر کوکب روشنضمیر بنایا اور ایک نامہ جعلی مہر کوکب روشنضمیر سے تیار کیا مضمون اسکا بروقت ناظرین پر ظاہر ہوگا اس صورت سے مرکب بادرفتار پر سوار ہوکر طرف قلعہ جمشیدیہ کے روانہ ہوا

دو کلمہ داستان شوکت بیان سہیل مکار کا بشکل آفتاب جادو وزیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر بخیت شاہزادہ عالیشان نور الدہر بدیع الزمان جانا اور لینا لوح طلسم کا و ذکر قتل جمشید جادو ساقی نامہ

ای ساقی لالہ فام وحی نوش	مجھ رند کو کیون کیا فراموش	سرمست مئ ازل کو بھولا
کیون پھول کا جام پیکے پھولا	محفل کی بنی زیب نہین مجھے	رندون کو بڑا اتقا چین مجھے
کاوش جو خمار مے نے کی ہی	ہشیاری مین طرفہ بیخودی ہی	اب دل کی لگی بجھا دے ساقی
مرتا ہون دوا پلا دے ساقی	اس درجہ ہون ہجر مے سے سرشار	ڈھونڈھا آیا کہان کہا مین ناچار
دے بنت عنب شتاب مجھکو	دکھلا رخ آفتاب مجھکو	دل ہجر سے ہی کباب ساقی
باقی نہین ضبط تاب ساقی	اچھی سی پلا وہ بادہ تند	کچھ دیر نہ جس سے ذہن ہو کند

بند آنکھہ کو کرکے جب مین سوہون	خود شاہد مدعا کا جو ہون	کیفیت بزم کو بڑھاؤن
اک رند کی داستان سناؤن	مشتاق ہوئی جو طبع عالی	ساقی نے شراب دی نرالی
اب دیکھیے میری خوش بیانی	حضار سنین نئی کہانی	شاہد عروس بیان کو برائے

نظارہ مشتاقان نرگس وار چشم براہ انتظار کے مشاطہ نظم و نثر یون آراستہ کرتی ہو شعر خردمند دانائے فرخ نشان ✦ رقم کرتے ہین اس طرح داستان ✦ کہ بیان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بارگاہ آسمان جاہ مین مع سرداران صف شکن وتہور شعاران تیغ زن رپنے اپنے مقام پر متمکن ہین ملکہ مخمور سرخ چشم انتظام مین مصروف ہین ہر کارون کو حکم دریافت کرنے جمشید بے ایمان کس جگہ نہان ہوا ہے شاپور شیردل عیار ایرج عالی وقار و شبرنگ بن عمرو شاطر نورالدہر بن بدیع الزمان سامنے حاضر ہین عرض کی جو اسپسان تیز رو گئے تھے خبر لیکر آئے مفصل معلوم ہوا کہ وہ جیپ قریب گنبد جمشید یہ جاکر اترا ہے فوج جمع کررہا ہو قصد ہو کہ لشکرکشی کرے فقط زخم سر مانع ہو صحت پاتے ہی آئیگا جرأت کرکے فوج دکھائیگا شاہزادہ والا قدر نورالدہر بن بدیع الزمان نے فرمایا کچھا جائیگا ہمارے سرداران غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار اگر زخمدار نہوتے ہم ایک شب کی بھی اسکو مہلت ندیتے جب تک کہ اس بے حیا نامرد ابدی اور ازلی کو تخت سلطنت سے تختۂ تابوت پر نہ کھینچونگا آرام نہ کرونگا اگرسب صاحب بالغ ہوتے تو مین یکہ وتنہا جاتا شبرنگ آتش خوار نے عرض کی کہ صرف حضور دو روز کی مہلت دین غلامان جانباز جس طرح بنے گا جاکر اس سے لڑین گے حضور کو اکیلا نہ جانے دینگے اور حضور یہ بھی ملحوظ رہے کہ اب اس جنگ کو طول ہوا شہنشاہ افراسیاب کو بھی سب طرح کی خبر پہنچی ہوگی اور جمشید جادو نے بھی عرضی لکھی ہوگی کیا عجب ہو کہ ہوش ربا سے بھی مدد آوے شاہزادہ نورالدہر نے مسکراکر فرمایا کہ اے شبرنگ آتش خوار والد نامدار طلسم ہوش ربا مین قید مین جسم سے شعلے نکل رہے ہین میرے برابر کوئی بدنصیب نہوگا وعدہ دیدار سے قبلہ وکعبہ کا نشان نہین ملتا ہم کیسے نالائق فرزند ہین کہ آج تک کچھ نہین ہوسکتا اسد غازی والد نامدار کا بھانجہ ہو وہ جاکر تو جانبازی کرے قید کی مصیبت اٹھائے اور ہمسے کچھ نہو سکے اگر خدا اپنا فضل شریک حال کرے کہ ہم بھی لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم ہوش ربا

پہونچین یا طلسم ہوش ربا کو اُدھیڑ کر فتح کرین یا مارے جائین دولت کونین حاصل ہو مردان عالم مین
نام ہو بخیر انجام ہو ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا ای شہریار طلسم ہوش ربا عجب مقام ہی وہان جانا دشوار
ہی راہ مین ہزار طرح کی خرابی ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ آفتاب جادو
وزیر اعظم شہنشاہ کوکب روشنضمیر مع نامۂ شہنشاہی در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی
شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے سردارون کو حکم دیا استقبال کرکے لاؤ شہر نگ
آتش خوار وغیرہ گئے با عزاز و اکرام آفتاب جادو کو لائے سامنے آکر واسطے تسلیم شاہزادہ ایرج
نوجوان و نورالدہر بن بدیع الزمان کے خم ہوا شاہزادہ نورالدہر نے دنگل زرین مرحمت فرمایا
آفتاب جادو نے نامہ پیش کیا شاہزادہ ایرج نے فوراً حکم دیا سونے کا منبر نصب ہوا میر منشی نے
با واز بلند پڑھا مرقوم تھا کہ ای شاہزادگان والا قدر آفتاب جادو مع نیاز نامہ حاضر خدمت
ہوتا ہی اگر فتح طلسم مین تامل ہو تو مین خود حاضر ہوکر آستان عالی پر جبہہ سائی کرون فتح طلسم
کرا دون اور ابرق آسمان سیر کو روانہ بھی کرچکا ہون اب تک کچھ خبر دریافت نہین ہوئی آخر
گھبراکر یہ عرضی روانہ کی جسوقت تک آپ لڑائی سے جمشید پلید کی مہلت نہ پائین گے یہ وزیر خوش تدبیر
بھی خدمت بندگان عالی مین حاضر رہیگا کچھ فقرات طرف سے عمرو کے بھی لکھے تھے نورالدہر و
ایرج نے آفتاب جادو کی بڑی خاطر کی ایک بارگاہ اسکے واسطے الگ استادہ کرائی خادم و خدمتگار
اسباب عیش و نشاط خدمت میں ہوا اور کہا بسم اللہ اُس بارگاہ مین جاکر آرام کرو آفتاب جادو نے دست بستہ
عرض کی ای ذرہ نواز جب حضور دربار برخاست کرینگے تو مین بھی اپنی خوابگاہ مین جاؤنگا شاہزادہ نورالدہر
نے جلسہ آراستہ کرایا آفتاب جادو ابرق آسمان سیر سے گھل مل کے باتین کررہا ہی شاہزادہ
ایرج نے آنکھین فرش کردین اس خیال سے کہ کوے محبوب سے آیا ہی پیام والد دلدار لایا ہی
اپنے قریب جگہ دی ہی چپکے چپکے پوچھ رہے ہین کہ ملکۂ عالم کا مزاج کیسا ہی یہ بھی باتین بنا رہا ہی کہ
ہان حضور مزاج بہت اچھا ہی آپ کا ذکر اکثر دربار مین آتا ہی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
نے حکم دیا ساقیان پری رخسار جام بادۂ گلنار لے کر حاضر ہوئے دور جام گردش مین آیا ہنگامہ ہوش ربا
و نوشانوش بلند ہوا ایک حور پیکر نے سامنے کھڑے ہوکر یہ غزل گائی عاشق مزاجون کے سر پر
آفت آئی **غزل** کیا اٹھ گئے دنیا سے خریدار محبت | کھلتا نہین کیون بند ہی بازار محبت

خواہان ہیں غمزہ کے خریدار محبت
ہمراہ ہی ہمراہ خریدار محبت
بیمار ہی ہر اک غضب آثار محبت
بکتے ہیں جب ہیں تو ہے خریدار محبت

تو قید ہی رسوائی بازار محبت
بولی وہ ہوس ناش تیرہ سر افسانہ
آنکھیں ہیں تری رو زن دیوار محبت
شوریدہ سر حسن ہیجان میں ازل سے

والی لیکے چادر ہو سر بازار محبت
داخل کرین بات گنہگار محبت
یان عشق بازی میں حقیقت لیلیٰ دو
تم لوٹ آتی میں نکہ خوار محبت

سب سے زیادہ ایمن نوجوان بحر ربا دیں ملکہ بران شمشیر زن سے آنسوؤن کا تار بندھا اور تصویر خیالی آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہی جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری جلسہ برخاست ہوا نورالدہر اپنی بارگاہ میں آئے ملکہ مخمور سرخ چشم نے یہی انتظام کیا کہ جب شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے چھپرکھٹ پر آرام فرمایا بشکل طاؤس قبہ بارگاہ پر آن کر متمکن ہوئی سر اٹھا اٹھا کر چار جانب دیکھتی جاتی تھی دربار گاہ پر شب ناک آتش خوار و فیروز نامدار حاضر ہیں صدائے دور باش دے رہے ہیں کیا مجال پرندہ پر مار سکے اور دونده کی تو کیا لیاقت ہی جو ادھر سے گذرے مگر سہیل ستمگار جو بشکل آفتاب جادو وزیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر آیا ہی بارگاہ میں اپنی آن کر چھپا لیٹ رہا بچا کو نیند کب آتی ہی انتظار میں ہی کہ سنا ہوا طلسم کشا کو گرفتار کرون مقام تو اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہی جب اسنے دیکھا کہ پہر رات باقی رہی اپنی بارگاہ سے نقب سحر لگاتا ہوا طرف بارگاہ نورالدہر کے چلا اور ملکہ مخمور سرخ چشم کا یہ حال ہی کہ بشکل طاؤس قبہ بارگاہ پر بیٹھی ہی قبہ بارگاہ میں منقار سے سوراخ کر لیا سر جھکا کر کبھی شاہزادے کو دیکھا کبھی کوہ و دشت و بیابان کی طرف نگاہ ڈالی خیال ہی اگر کوئی آئیگا تو باہر سے آئیگا آفت ارضی کی کسکو خبر ہی وقت آخر شب ہوا ٹھنڈی ہوا چلی ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھ بند ہو گئی یہ سو رہی فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا یعنے سہیل ستمگار نے گوشہ بارگاہ شاہزادہ نورالدہر میں سر نکالا دیکھا شمعہائے مومی و کافوری روشن ہیں چار خدمتگار پاؤن دبا رہے ہیں نفیر خواب شاہزادہ والا قدر نورالدہر بن بدیع الزمان بلند ہی سہیل ستمگار نے سحر کیا چارون خدمتگار بیہوش ہوے اب یہ بیچارہ ٹہرا کہ اسکا یہ بھی آگاہ ہی کہ مخمور سرخ چشم بالائے بارگاہ بیٹھی ہی قلب خوف سے قرار ہا ہی جانتا ہی کہ مخمور سرخ چشم بلائے روزگار ہی اس سے بچنا دشوار ہی افتان و خیزان مثل صید خائف قریب چھپرکھٹ کے آیا دوشالہ چہرے سے ہٹایا دیکھا ایک شیر دلیر پڑا ہوا سو رہا ہی لوح طلسمی گلے میں ہی خیال میں گذرا اگر جاگ اٹھا تو جان کا بچنا دشوار ہی پہلے ہی لوح طلسمی لینا چاہیے

مقراض جھولی سے نکال کر چاہا کہ رشتہ کا ٹ گویا رشتۂ حیات شاہزادے کا قلم کیا لوح نے کہا بس
بچیا نے جھولی میں ڈال اب اسنے قصد کیا کہ میں نورالدہر کو بھی جو ن پھر خیال میں آیا کہ گرفتار
کر کے کیا کرونگا ایک ہاتھ ماروں کہ برباد کن ساحران عالم کے دو ٹکڑے ہوں اس جلاد صاحب
بیداد نے تیغہ کھینچا شاہزادہ اب بھی بے خبر تو کیا تھا نورالدہر کی آنکھ کھلگئی دیکھا ایک سیاہ پوش
تیغہ بکف [illegible] ہاتھ میں لیے وار کیا چاہتا ہے نعرہ کیا باش او بچیا ہر چند کہ لوح چھین لی گئی
تھی [illegible] تو وہ مکار ہو جاتے سہیل مکار بھاگا نعرے سے شاہزادے
کے ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھ کھلی بارگاہ سے ابریق آسمان سیر وزیر شہنشاہ کوکب روشن
روشن ضمیر و شبرنگ آتش خوار وغیرہ جھپٹے سہیل جادو کو اور تو کچھ نہ بن پڑا کسی طرف سے
نکلنے کا راستہ نہ پایا اسی نقب سحر میں پھاند پڑا ملکہ مخمور سرخ چشم جو تڑپ کر گری دیکھا شاہزادہ
حیران کھڑا ہے کہا [illegible] ہر یار خیر تو ہے کہا ملکہ ایک جادوگر یوں ہے کہ اس غار میں پھاند پڑا مجھ پر
تلوار کھینچ کر آیا تھا میں نے نعرہ کیا تم سب جو دوڑے تم نے اپنے کو اس غار میں گرا دیا ملکہ مخمور نے
کہا اے شہریار یہ غار نہیں یہ تو نقب سحری ہے شبرنگ وغیرہ سے کہا نقب بارگاہ سے آفتاب جادو
کے لگی ہوئی ہے ہائے عالم یہ وزیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر نے کہا کیا عجب ہے سہیل مکار ناظم گنبد شہدید
ہووے وہ بڑا جعلساز و نابکار ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہاں جاینگا تم سب صاحب
تیار ہو کر ساتھ شاہزادے کے آؤ میں تو جاتی ہوں مگر برائے خدا اب لوح اس میں ہے اپنے آقا
تاجدار کو اکیلا نہ چھوڑنا یہ کہکر جست کی نقب میں پھاند پڑی یہاں شاہزادہ نورالدہر لنگر پشت
مرکب پر سوار ہوے ایک جانب سے ایرج نوجوان و ملکہ شوخ چشم و ابریق آسمان سیر وزیر
شاہنشاہ کوکب روشن ضمیر شبرنگ آتش خوار وغیرہ نامدار حربہ ہاے سحر ہاتھ میں لے کر
ہزبر آتشین پر سوار ہوکر چلے مگر سہیل مکار نقب سحر کا کاٹا ہوا تین کوس پر صحرا میں جاکر نکلا چاہتا تھا
پر پرواز پیدا کرکے اڑوں کہ پشت سے نعرہ ہوا ٹھہر ملکہ مخمور سرخ چشم او بچیا کہاں جاتا ہے
میں نے پہچانا سہیل مکار نے جو مڑ کر دیکھا ملکہ مخمور مثل شعلۂ جوالہ کالی کڈوٹی کی بندھی ہوئی
چہرہ غصہ سے سرخ رباب سحر ہاتھ میں غصہ بات بات میں نقب سحر جو جلدی میں لگائی انگلیوں سے
ہاتھ کی خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں سہیل جادو بدحواس ہوگیا ملکہ مخمور سرخ چشم نے گرتے گرتے

چند دانے ماش کے مارے شعلہ ہاے آتش نے سہیل جادو کو گھیرا اسنے گھبرا کر لوح کو
چمکا دیا شعلے پانی ہو کر گر گئے لوح کو جلدی رومال میں لپیٹ کر جھولی میں ڈالا ملکہ مخمور پر گولہ
مارا ملکہ مخمور سحر دفع کرنے لگی یہ پھر خوف سے تھراتا ہوا بھاگا ملکہ مخمور جب سحر دفع کر چکی دیکھے
خود کا تماشا دیکھا سہیل جادو بھاگا جاتا ہے مثل برق جند وہ چکی اور للکارا کہ او ملعون خیر اسی میں ہے
کہ لوح پھینک دے میں تیرا پیچھا نہ کرونگی جہان جائیگا میرے ہاتھ سے امان نہ پائیگا یہ کہکر ہاتھ
ہلایا برق چمک کر گری سر سہیل مکار کا زخمی ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم تیغ کھینچا چاہتی وہ سحر
کر کے بھاگتا ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے عاجز کر دیا ہے قریب ہے کہ ملکہ اسکو گرفتار کرے لوح
چھین لے کہ طرف سے گنبد جمشید پر اسکے گرد عظیم الشان شعلے بھڑک گئے ہوئے طائر منڈلاتے ہوے
اژدہوں کی پھنکار شیروں کے ڈکارنے کی آوازیں آئیں دیکھا کہ جمشید جادو مع تین لاکھ فوج
کے اژدر پر سوار مع فوج ساحران غدار پیدا ہوا سہیل مکار نے آواز دی ای شہریار دوڑیے
جلدی آئیے مجھکو ہاتھ سے اس خونخوار کے بچائیے بس جمشید وہین سے جھپٹا نعرہ کیا او مخمور
سرخ چشم اپنی جان کو غنیمت جان نکل جا تعرض نہ کرونگا شہنشاہ افراسیاب کا مجھکو پاس ہے
اگر قتل کر ڈالونگا وہ بادشاہ عالیجاہ دستگیر ہوگا کہ میری معشوقہ کو کیوں قتل کیا ملکہ مخمور سرخ چشم
نے آواز دی او جمشید میں افراسیاب خانہ خراب پر لاکھ لاکھ مرتبہ لعنت کرتی ہون تو اسکا
پاس نہ کر جمشید جادو نے کل فوج کو حکم دیا چار طرف سے گولے ترنج و نارنج کے اس ماہ رخ
کمان پر پڑنے لگے مگر مخمور سرخ چشم اس بلوے میں کہ گھٹا فوج کفر کی چھائی ہوئی مثل
آفتاب عالمتاب چمک چمک کے نکلتی ہے صدہا کو ناگاہ سحر آگین ڈالکر مارا مگر کس کس کے وار
کو روکے سب سے زیادہ یہ خیال ہے کہ سہیل مکار جمشید جادو کے پاس نہ پہونچنے پاسے زخم
اٹھاتی ہے مگر مثل برق تڑپ کر سہیل جادو پر جاتی ہے ایسے زخم کھائے کہ تمام چہرہ گلنار رنگے
خون سے جسم پر جمے ہوے تیغ پر ہوا ہاتھ میں گنتی سے خون ٹپک رہا ہے جمشید جادو نے آواز
دی ارے غلامو کمند ہاے سحر میں گرفتار کرو چار طرف سے کمندیں لیکر ساحر بڑھے اب ملکہ
مخمور سرخ چشم گھبرائی طرف آسمان کے دیکھکر پکار اٹھی ای سامع الدعوات و ای رفیع الدرجات
اس بلا سے بچا لے دریاے مصیبت سے نجات دے نظم

ای کارکشای بستہ کاران
امید ہمہ امیدواران
برخیز ترا بدل رسیدہ

زان پیش کہ گوے او شنیدہ
مائیم و ندامت و تحیر
سرگشتہ بہ وادیِ تفکر

دردا کہ بہ آب پی نبردیم
لب تشنہ درین سراب مُردیم
زین پردہ ندادکس جوابے

نکشودہ درے بہیچ بابے

مخمور سرخ چشم کی دعا تمام نہونے پائی تھی کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم شبرنگ آتش خوار و فیروز نامدار ایک جانب سے ملکہ شگوفہ رنگ رو متحیر انگشت تفکر زیر دندان تحیر ملکہ مخمور کو جو کھڑے دیکھا بیتابانہ اپنے کو گرا دیا کہا ملکہ مخمور یہ کنیز آ پہنچی کیا شان اللہ کیا کہنا ثابت قدمان کوے محبت ایسے ہی ہوتے ہیں ملکہ مخمور سرخ چشم نے جواب دیا ای شگوفہ تمکو قتل ہوجانے دے وہ غول میں ساحرون کے سہیل مکار روح نیے جاتا ہی اُسکو جا گرد کے سحر کے نوک سے شگوفہ طرف سہیل جادو کے جھپٹی کہیں سے نعرہ شاہزادہ نورالدہر

بدیع الزمان کی صدا آئی نعرہ
ہما اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی
کہ شاباش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانم

پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانم
ایک جانب تلوار کھینچکر یہ بھی گرے

لڑنے لگے دونوں لشکر آپس میں مثل آب شور و شیرین و مثل ظلمت و نور مل گئے ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نے جو اتنی مہلت پائی صفون کو پامال کرتی ہوئی جاتی ہی سہیل جادو گھبرایا ہوا سر سے پانک زہدار بھاگا ہوا طرف جمشید جادو کے جاتا ہی ہزارہا جادوگر اسکو گھیرے ہوے ہیں جمشید جادو نے حکم دیا میرے قوت بازو کو بچاؤ ہاتھون ہاتھ میرے پاس لاؤ جادوگر لڑتے ہوے سہیل مکار و نابکار کو بچاتے ہوے زور اپنے سحر کے دکھاتے ہوے قریب تخت جمشید بدبخت پہونچے سہیل جادو نے آواز دی ای شہریار لوح لیجیے مخمور خونخوار میرے تعاقب میں آتی ہی جمشید جادو تخت سے کود پڑا اُدھر سے سہیل جادو بڑھا اِدھر سے جمشید چلا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دور سے دیکھا کہ لوح طلسمی پاس جمشید جادو کے پہونچا چاہتی ہی ساحران نامدار کو آواز دی یارو یہ وقت جانبازی اور سرفروشی ہی اگر لوح جمشید جادو پاگیا پھر کچھ نہ ہوسکے گا اُسوقت شبرنگ آتش خوار و ابلق آسمان سیر و زرین خوش تدبیر شاہنشاہ کوکب روشن ضمیر مالک طلسم نورافشان و فیروز نامدار وغیرہ اس زور و شور سے سحر کرنے لگے کہ زمین تا آسمان میں زلزلہ پیدا تھا فلک شعبدہ باز اس سحر ساحری کو دیکھکر اپنے نیرنگ افسون کو

بھولا مگر باعث انتشار طبیعت نورالدہر دلیر نوجوان کو یہ ہو کہ شاہزادۂ والاشان ایرج نوجوان
نورالدہر بن بدیع الزمان دریاے فوج ساحرہ میں غوطہ مار رہے ہیں ساحران ہیجا کو ملا کر
رہے ہیں جب کسی ساحر کا سحر اپنے پر چل جاتا ہے ہاتھ پاؤں بیکار مجبور و ناچار ہو کر ٹھہر جاتے ہیں شبرنگ
آتش خوار و فیروز نامدار وغیرہ پیش قدمی نہ کرتے ہیں بجھ ہر جسم کے دونوں شیروں کو بچاتے ہیں ہر چند
قصد کرتے ہیں کہ سہیل جادو تک پہونچیں نہیں ممکن ہوتا فوج جمشید جادو نے بھی جان توڑ کر
صفیں باندھے لڑ رہے ہیں قیامت کے معرکے پڑ رہے ہیں وہاں سہیل جادو نے جمشید جادو
کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ لوح دیوے ملکہ مخمور سرخ چشم برق بنکر آسمان میں ڈولی کڑک کر جو گری
سہیل مکار کا سر اڑ گیا یہ ہیجا بھڑک کر زمین پر گرا لوح ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر مثل ستارۂ سحری
کے چمک رہی ہے جمشید سیہ بخت چاہتا ہے میں اٹھا لوں ملکہ مخمور کا قصد ہے کہ ابھی جان دوں یہ ہیجا
لوح نہ پائے مگر شاہزادۂ والاشان نورالدہر بن بدیع الزمان بصد شوکت وصولت لڑتے ہوے
اس مقام پر پہونچے دیکھا لوح بیچ میں پڑی ہے گھمسان کی تلوار چل رہی ہے ہزارہا لاشہ پڑا لوٹ رہا ہے دشت
ریگستان چمن لالہ زار بنگیا ہے نعرہ کر کے شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان مرکب سے کود کے
لوح کو دیکھکر جسم میں طاقت آگئی سینہ سے نیزوں کو ریلتے ہوے جان پر کھیلتے ہوے بڑھے ناظرین
کو یہ بھی ملحوظ رہے کہ ملکہ شگوفہ جادو مثل پروانہ کے گرد شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کے
پھر رہی ہے جسنے شاہزادۂ والاقدر نورالدہر پر سحر کیا جھپٹ کر اسی کو مارا سر تن سے اتارا ایک سمت
فیروز جادو بھی آگیا ہے ادھر ملکہ مخمور سرخ چشم نے بھی گولہ آہن کا اپنے خون میں ترکیا تو گولہ
آہن کا تھا گلاب کا پھول بنگیا کھینچکر لشکر جمشید سیہ بخت پر مارا اس پھول کے ٹوٹتے ہی اس مقام
پر اندھیرا چھا گیا ہر ساحر سیہ رو کا قلب تھرا گیا اس تاریکی میں شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان
نے اپنے کو لوح پر گرا دیا رستمانہ لوح کو اٹھایا اب جو اٹھے تو لوح کو بغل میں دابے ہوے ایک
سوار کو مار کر گھوڑا بھی لے لیا اسپر سوار ہو کر نعرہ کیا منم گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان
ومسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نبیرۂ کوچک سلیمان نورالدہر
بن بدیع الزمان عالیشان نظم

ظفر بریلان مذہب یافتم
زنخلی بہ جرأت سبزہ رستم
شہ نوجوانان لقب یافتم
قضا را بیک دست بیدا شکستم

جمشید جادو نے جو شاہزادہ

بن بدیع الزمان کو لوح پہنے ہوئے دیکھا سر پٹیتا ہوا پیچھے ہٹا کہتا تھا بار دیگر سامری و جمشید نے اپنے پرستاروں پر یہ کیا آفت ڈالی نئی صورت تباہی کی نکالی مگر یاروجی داری کر و دلگیر کر مسلمانوں کو مارو تم زیادہ ہو وہ کم ہیں مگر فرزندان حمزہ اپنے زمانہ کے رستم ہیں اس ہنگامہ میں ملکہ مخمور سرخ چشم بھی انتہا کی زخمی ہوئی ہی مگر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو جو لوح پہنے دیکھا چہرہ خوشی سے سرخ ہوگیا اور روز خون سے موقوف ہوا اشعار

یہ تھا گرم ہنگامۂ گیر و دار

زمین کو تزلزل فلک شعلہ بار | نقیبان لشکر صدا دیتے تھے | قدم بڑھ کے یارو نہ پیچھے ہٹے
دلیران جنگی یہی وقت جنگ | کہ ہو جرأت کے تم سب نہنگ | کرو جنگ میں اب وہ نام آوری
کہ ہو کشت جرأت تمہاری ہری | گل زخم کھا کھا کے خون میں بھرو | لڑائی میں لڑ بھڑ کے سرسبز ہو
اب ان باغیوں کو کرو پائمال | زمین خون سے ہو دو رنگ لال لال | اٹھو دلیران نامی و ای پہلوانان

گرامی عرصۂ زیست بہت تنگ ہی رستم دلو وقت نام و ننگ ہی دنیا مقام عبرت ہی جائے عشرت نہیں زمانہ زندگی کا کم ہی حسرتیں بہت یہ بھی غم ہی بڑے بڑے اولوالعزم بہادران میدان رزم دنیائے فانی سے حسرتیں لیکر گئے بروقت نزع منفعل ہوئے مال دنیا کا بد مآل ہی اسکے جمع کرنے کا ناحق خیال ہی مثل از حکیمے پرسیدند نیک بخت کیست و بدبخت چیست گفت ای یار نیک بخت آنکہ خورد و کشت و بدبخت آنکہ مرد و ہشت مصرع نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت بادشاہوں کا عدالت سے نام ہی بہادروں کا لڑ بھڑ کر مرنا کام ہی اپنے مالک کا ساتھ دو زخم کھاؤ بلغ جہان میں سرخرو ہو بحر عالم میں آبرو ہو صدائیں نقیبوں کی سن سن کے جوانمرد اور بڑھ دے تھے بہادر جان کی خاک کر رہے تھے جھوم جھوم کر پلٹ پڑے دم شمشیر سے گلے ملا دیے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے شمشیر زنی کر کے طبقے زمین کے ہلا دیے لوح طلسمی مثل ستارہ سحری چمکی گئی چہرہ مثل آفتاب عالمتاب تیغہ برق مثال ہاتھ میں جس پر مارا دو ٹکڑے کیے نظم

یکے را بہ بازو یکے را بہ سر | یکے را بہ پشت و یکے بر کمر | بہر جا کہ شمشیر او کار کرد
یکے را دو کرد و دو را چار کرد | دریدو برید و شکست و بہ بست | یلان را سر و سینہ و پا و دست

اس جوش و خروش میں نہنگ بحر صفا جعفر لی جنگ کر رہا ہی کیا عجب ہی زبان تیر و کلمۂ عدد سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہو کمانوں نے اپنے تئیں اسکے بازو پر قربان کیا ترکشوں نے

خوف سے منہ کھول دیا نیزے تحوڑے سے اہل سخاوتیان سنان کی اٹھا کر بھاگے گا راستہ تھا
مین تلوارین جنگ سے آری سپر کو اپنی رو دیا ہی بر ہوا سی خنجر خوف سے خم تیر بیدم گرا سرکشی
بھولے دشمنوں کے ہاتھ پاؤن پھولے جرأت شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان دیکھکر
دشمن بھی تعریفین کرتے ہین شعر ترک خنجر دار کردن ہر دم از جیب برین + رزم اوی دیدوی گفت
آفرین صد آفرین + المختصر شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان نے بڑھکر علم فوج قائم کیا
سامری پرستون پر علم مصیبت گرا نامردون نے کھیت چھوڑا بھاگنے کی فکر ہوئی استادان
سخنور تحریر فرماتے ہین کہ تین شبانہ روز ایک طور پر جنگ رہی فوج جمشید بحساب لشکر
اسلام بہت کم مگر یہ تھوڑے ایسے لڑے لاکھوں کے جی چھوٹ گئے آخر بھاگنے لگے شاہزادہ
عالیشان نور الدہر بدیع الزمان علم فوج قائم کرکے قریب جمشید جادو پہونچے اسنے تیغ
سحر سے دریلے خون بہا دیے ہین شاہزادہ نور الدہر کو جو آتے دیکھا ترنج و نارنج فولاد
آہن کے سبھی پیکان کے دش کے دانے سب نور الدہر پر پھینک رہے ایک برج آتشین
شاہزادے پر گرنے لگا نور الدہر نے اس کو جھٹکا دیا وہ برج آتشین ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اسکے
لشکر پر گرا ہزارون ناری جلے نور الدہر برابر جمشید کے پہونچگئے جمشید گھبرایا جانتا ہی سحر ان جوان
پر تاثیر نہ کریگی تخت سے اپنے کو گرا دیا عملطاک مارکر کچھ سحر کیا بازوون پر اس کے جھیند نمائش کے
پیدا ہوے اُڑکر چلا قصد ہوا کہ نکلجاؤن اپنے کو خدمت مین شہنشاہ افراسیاب کے پہونچاؤن
سردارون نے شاہزادہ نور الدہر کو آواز دی ای شہریار اگر یہ نکلجائیگا بڑا فساد برپا کریگا
شاہزادہ نور الدہر نے دیکھا تحقیق مین ایک جست مین قندیل فلک ہو جائیگا پیدا اسکو
تصور بھی نہ پائیگا بتعجیل تمام کمان کیانی دوش پر سے اتاری تیر سہ پہلو خنجر کمان مین پیوست کیا
تاک کر جمشید جادو کو مارا تو تیر جیسے اس پر پہونچا تھا وہ تیر سینہ پر پڑا مہرہ پشت توڑ دیا
اندر جمشید جادو لوٹ گیا بجائے خون سے جسم سے شرارہ آتش نکلا جہنمی جلتا ہوا زمین پر گرا
تمام زمانہ تیرہ و تاریک ہوگیا آوازین مہیب زمین پر پتھر باری برف باری ہونے لگی بعد اسکے آواز
آئی کشتی مرا نام من جمشید جادو بود افسوس بدست جوانان دادم جان مطلب خود نرسیدم تمام ساحران
طلسم جمشید پر گھبرا گئے صد ہا مکانات جو اسکے سحر سے بنے تھے وہ گرگئے تین شبانہ روز

رطلی کو گندہ میں چکے تھے چار طرف سے آواز الامان بلند ہوئی وزرا و امرا ساکنان گنبد جمشیدی
روملی سے ہاتھ باندھکر خدمت مین حاضر ہوے مطیع الاسلام ہونے لگے شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان بفتح و فیروزی مع شاہزادہ ایرج نوجوان بعد عظم و شان داخل گنبد جمشیدی
ہوے دیکھا ایک قصر عالی بیچ مین تخت جواہر نگار گرد ممبر و دنگل و کرسیان و شیشہ آلات سے
قصر آراستہ ایک جانب ملکہ شگوفہ و ملکہ مخمور سرخ چشم ایک سمت ابرق آسمان سیر مشیر
خوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر مالک طلسم نور افشان مع شبرنگ آتش خوار و فیروز
نامدار سب زخمدار بیقرار جراحان چابک دست حاضر ہوے دو دن کامل مین زخمداری سے
سب سردارون نے مہلت پائی تیسرے دن دربار شاہزادے کا گرم ہوا کوشے خزانے کے
کھلے سلاح ہاے طلسمی ساز و یراق و مرکبان و مسند و تکیہ ہاے جواہر اسطرح یہ سب اسباب
تحکم سامنے گنبد جمشیدی کے انبار کیا گیا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے خلعت
و انعام سے سرداران طلسمی کو سرفراز کرنا شروع کیا اس سامان مین شاہزادہ معروف بہ
شبرنگ آتش خوار کل امورات کا مہتمم ہو کہ شبرنگ بن عمرو نے بڑھکر عرض کی کہ حضور دولت پر
ایک مرد پیر سفید پوش حاضر ہو شاہزادہ نورالدہر نے کہا بلاؤ دیکھا تو سامنے سے ایک مرد پیر
بزرگ باریش سفید عمامہ سفید سر پر قباے اطلس در بر آکر سلام کیا ایک کنٹھا ہاتھ پر رکھکر بطور
نذر پیش کش کیا عرض کی کہ اے شگوفہ گلزار صاحبقرانی و اے نوبادہ گلشن کامرانی فتح طلسم جمشید
مبارک ہو یہان سے قریب قصر ہے اسی گنبد کے متعلق کہ اسکو قصر حکما کہتے ہین اس قصر مین جناب
حکمت مآب بقراط ثانی رہتے ہین اب تک ہم سب لوگ تقیہ مین تھے شکر ہے کہ آج مذہب
یزدان پرستی شائع ہوا آفتاب عالمتاب ملت حق طالع ہوا پس جناب حکیم صاحب نے
بعد دعاے ترقی عمر و دولت عرض کی ہے مین نہایت زیارت کا مشتاق ہون ہمارے یہان
ساعت سرفراز فرمایئے ہر چند کہ حاضر ہونے مین میرے لیے شرف کونین ہے در دو کو راحت
دل کو چین ہے مگر چند امورات ضروری عرض کرنا ہین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے
فرمایا بسم اللہ بزرگون کی زیارت سے ترقی عمر و دولت ہے انکی ملاقات کرنا ہماری سعادت
ہے شاہزادہ نورالدہر اٹھا ملکہ مخمور نے اشارہ کیا پھر امین مکر ہنو کنہر بھی ساتھ چلیگی شاہزادہ

نورالدہر نے مسکرا کر جواب دیا مگر ان بزرگ کے چہرے سے آثار زہد و عبادت ظاہر ہین عرض کی کہ مین ضرور چلونگی وہ جو مرد بزرگ آئے تھے اُنھون نے کہا ای شہریار خود حکیم صاحب نے فرمایا ہی کہ ملکہ مخمور سرخ چشم کو ضرور ساتھ لائیے گا اور دوسرے صاحب فرزند خاور سپاہ آنکو بھی ساتھ لیجیے نورالدہر بن بدیع الزمان نے شاہزادہ ایرج نوجوان و ملکہ مخمور سرخ چشم و شیشہ رنگ آتش خوار وغیرہ چالیس سردار دونون عیارون کو ہمراہ لیا اُن مرد بزرگ کے ساتھ پانچ کوس بھر راستہ طی کر کے قریب قصر عالی کے پہونچے دیکھا دروازے پر چند خدمت گزاران معقول صاحب عقل و شعور حاضر ہین شاہزادے کو دیکھکر واسطے تسلیم کے خم ہوئے پردہ زنبوری کھینچا شاہزادہ بسم اللہ کہکر اندر داخل ہوا دیکھا مکان نفیس ایک چوکی گرد اگرد کرسیان جواہر نگار اسباب عبادت بیشمار بخورات روشن قصر رشک گلشن اُس چوکی پر ایک مرد مقدس بزرگ چہرے سے آثار رعب و جلالت ظاہر جبین مبین پر گھٹا عبادت کا مثل ستارہ سحری چمک رہا ہی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھے مسکرا کر فرمایا ای شیر بیشہ صاحبقرانی وای خورشید فلک کامرانی تشریف لایئے شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست نورالدہر بن بدیع الزمان سے یہ فرمایا اور شاہزادہ ایرج نوجوان کو دیکھکر فرمایا ای نقد روح و روان قاسم عالی شان وای شاہزادہ ایرج نوجوان شعر بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم

تنگ آمدہ ام چنانکہ شرح ربا عی	ز آمدنت اگر خبر داشتمی	در رہگذرت گل و سمن کاشتمی
نگذاشتمی کہ پای برخاک نہی	خاک قدمت ز دیدہ برداشتمی	دست راست مین کیے جواہر

پھر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو جگہ دی سمت دست چپ شاہزادہ ایرج نوجوان کا مقام ہوا طرف شاہزادہ نورالدہر کے وہ مرد بزرگ متوجہ ہوے فرمایا کہ آپ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے دیدہ دل روشن ہوے مجھے صرف ملکہ مخمور سرخ چشم سے ملاقات منظور تھی ملکہ مخمور سرخ چشم بلا تکلف سامنے آئین حکیم صاحب نے فرمایا کہ ای دختر آسمان حسن و جمال کچھ مجملا کچھ مفصلاً طلسم ہوش ربا کا حال ارشاد فرمایئے میعاد شاہزادہ عالی وقار اسعد نامدار کسقدر باقی ہی اور افراسیاب خانہ خراب کس فکر مین ہی یہ سنکر ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھون سے دریا اشکون کا جاری ہوا عرض کی وہ حال آپ نے پوچھا جسکے بیان سے قلب تھراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی

عرصۂ دراز گذرا شہسوار عرصۂ یکتا تازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی گنبد نور پر قید ہی سارا
طلسم ہوش ربا کا بیسیوں نہین معلوم زندان مصیبت مین اُس شیر صولت کا کیا حال ہی حکیم صاحب
نے فرمایا ای نور نظر وہ صاحب اقبال ہی ایک دن افراسیاب جادو کی قید سے ضرور چھوٹیگا
گھر افراسیاب کا لوٹیگا وہ رستم خصال افراسیاب کا قاتل ہی جو اُسکے قتل کی فکر مین ہی وہ نرا
جاہل ہی بیچارا افراسیاب کتاب سامری نہین دیکھتا جو کچھ اُسمین تحریر ہی وہ نوشتۂ تقدیر ہی
مگر ای ملکہ مخمور رہا ہونا اسد کا گنبد نور سے نہایت دشوار ہی مگر وہ بے نیاز مالک و مختار ہی
بعد ہر بیشۂ طراری نہنگ بحر عیاری صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار سے عرض
کرنا بقراط ثانی آپ کی قدمبوسی کا بہت مشتاق ہی نہین معلوم کیا باعث فراق ہی انشاء اللہ
بحول و قوت الٰہی و بہ عنایت فیوض نامتناہی وقت معین پر حاضر ہونگا جو مناسب وقت ہوگا
عرض کرونگا مگر یہ نیاز نامہ ملفوف ہی سواے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کے جو کچھ [illegible]
ہی شاہنشاہ اوج عیاری سے کہنا کہ اِسکو ملاحظہ فرمایئے اِسکے مضمون پر کاربند ہوجیے
مین جن ساحرون کا نام اسمین لکھا ہی جبتک وہ آپ کے مطیع و منقاد ہونگے دشمن پامال
دوست دلشاد ہونگے اور عرض کرنا کہ آپ کو بڑے بڑے مقامات سخت کا سامنا ہی اُس روز
پروردگار آپکے سرداران نامی کی جان بچائے کہ جب افراسیاب حجرۂ ہفت بلا کو سلگانے
کا قصد کرے مین نے جو علم ستارہ شناسی مین دیکھا صاف ثابت ہوا کہ مشعل جادو ضرور
آئیگا اپنی روشنی دکھائیگا اُسکی شمع حیات کون بجھائیگا حجرۂ دودم جسکے مالک کا نام ملکہ
تاریک صورت کش ہی اُسکے نام سے دل مشوش ہی اُس مقام تک جانا مشکل ہی کہ وہ گوش
زد حاصل ہی ای مخمور اِن فقرات کو خدمت مین خواجہ کی با ادب گذارش کرنا ہمارے سینہ دعا
بہتر کرین ضرور سفارش کرنا بہت سے امورات فرما کر وہ نامہ مخمور کو دیا شاگرد رشید اُنکے جو
شاہزادے کو بلانے گئے تھے اُنکا پیر عبادت گذار نام ہی فرمایا کہ شاہزادے کیواسطے
سلاح طلسمی لاؤ پیر عبادت گذار ایک کشتی مین سلاح طلسمی آراستہ کرکے سامنے حکیم صاحب
کے لائے اپنے دست حق پرست سے حکیم صاحب نے خود یاقوت احمر بصد کرّ و فر اُس افسر کے سر پر
رکھا زرۂ الماس نگار آراستہ ہو رہے سدا کے زیب جسم شاہزادۂ والا قدر کیے چار آئینے کو

دیکھکر ہر شخص کو حیرت ہی آئینہ سکندری کی کیا حقیقت ہی یہ تمام اشیاے نادرہ دے کر تیغہ
برق مثال اپنے ہاتھ سے کمر مین شاہزادے کے لگایا کمان کیانی نے داہنی جانب معلوم ہوا
ثابت ہوا ماہ تابان برج قوس مین آیا ہزار تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین جانب ایک سلاح
نیلم نگار خدمت مین شاہزادہ ایرج نوجوان کے حاضر کیا چالیس سرداران نامدار جو ساتھ
شاہزادۂ عالی وقار کے آئے تھے جناب حکمت مآب نے سب کو خلع کیا اور فرمایا ای شاہزادۂ
والاقدر اپنے جد عالی تبار صاحبقران نامدار سے ہمارا آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا حضور
فرش راہ دین اسلام ہین اب غلام سمت خانۂ کعبہ جائیگا بعد فراغ حج طلسم ہوش ربا مین بھی
آئیگا یہ کہکر اٹھے ہوادار پر سوار ہوے سامنے شاہزادۂ نورالدہر کے مع بندگان خاص ملازمان
باختصاص سمت صحرا روانہ ہو گئے ناظرین اس مقام کو محفوظ رکھین انشاء اللہ وقت پر جناب
حکمت مآب کا ذکر آئیگا ہر ایک مشتاق اُنکی داستان سے لطف اٹھائیگا اب شاہزادۂ عالیشان
نورالدہر بن بدیع الزمان قلعۂ جمشیدیہ مین آئے صلاح سے ملکہ مخمور سرخ چشم کی ملک شکوہ
کوہیان کا حاکم کیا شبرنگ آتش خوار وغیرہ کو دربندون کے انتظام کا حکم دیا زندان طلسمی
مین کہ اسی قلعۂ جمشیدیہ مین واقع ہی ہزارہا بندگان خدا قید تھے شیران سلطنت نے جب اسکا
نشان بتایا نورالدہر خود در زندان پر تشریف لائے در زندان وا ہوا اپنے عاشق صادق
ہزبر بیشۂ کانگان صاحب سطوت گران صف شکن دمغدر طہماس بن عنقویل دیو
کو پایا شاہزادہ نورالدہر نے جوش محبت مین گلے سے لگا لیا کئی سو زندانیان جلیل القدر تھے
سب کو رہا کیا سب نے شرف پاسے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کر کے مسلمان ہوے بعد ایک
ہفتہ کے ملکہ مخمور سرخ چشم شاہزادۂ نورالدہر سے رخصت ہوئین آپسمین انکا رخصت ہونا
خیال فراق مین بلک بلک کے رونا دیکھنے والون کے کلیجے شق ہوتے ہین مخمور کا عرض کرنا
کہ ای شہریار دوجہان اب وطن مین جاتی ہین پھر پروردگار آپ سب صاحبون سے ملائے ای شہریار دو
زمانہ قریب ہی ہم لوگ رہائی طلسم کشا کی فکر کرینگے افراسیاب خانہ خراب قتل کی تدبیر مین ہی
دیکھین فلک کیا دکھائے نورالدہر و ایرج نوجوان و شاپور و شبرنگ نے اپنی اپنی عرضیان
خدمت مین خواجہ عمرو نامدار کے روانہ کین چاہا کہ تحفہ جات دین ملکہ مخمور سرخ چشم نے

نے کہا ای شہریار تا بہ طلسم ہوش ربا ہمکو پہونچنا دشوار ہی راہ ہاے مشہور ترک کرینگے کوہستان و خارستان کو طی کرینگے نقد جان کا بچنا مشکل ہی تحفہ جات کیونکر بجا مین اِن اشیا کو لیجا کر بحفاظت رکھیے جب جامع المتفرقین آپنے آپ کو ملائیگا اِن تحفہ جات کو بھی پیش کیجیے گا اِن کلمات حسرت آمیز پر ملکہ مخمور سرخ چشم کے سب کی آنکھون سے اشکون کا دریا جاری ہوا شور گریہ و زاری بلند ہوا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو گریان و نالان چھوڑکر آواز الفراق و الوداع کہتی ہوئی جفاے ہجر سہتی ہوئی طاؤس زرّین بال پر بیٹھکر سمت طلسم ہوش ربا روانہ ہوئی بعد اِسکے جانے کے شاہزادہ نور الدہر نے اول ملکہ ماہ پرور سے عقد کیا ملکہ شگوفہ جادو کو وقت فتح طلسم ہوش ربا کا مژدہ دیا ساحر سب اِسی مقام پر چھوڑے غیر ساحر جوانان پیلتن و دلاوران صف شکن کو ہمراہ لیا مال طلسمی چھکڑون پر لدوا یا طہماس بن عنقویل دیو پرور بعدہٗ سپہ سالاری براے انتظام لشکر آئے بڑھا کئی سو نقارے پر چوب پڑی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مع ایرج نوجوان و نقد روح روان قاسم ذیشان بعد شوکت و شان طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوے آگو راہ مین چھوڑو وقت پر اُنکا بھی حال تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان طلسم ہوش ربا کے کہ بارگاہ مین سے ملکہ مہرخ کی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو افراسیاب جادو لیگیا ہی پہونچنا اِسکا کوہ مروارید پر اور ملکہ شبنم گوہر پوش کا روکنا شہنشاہ افراسیاب جادو کو اِسکا شریک جلسہ ہونا عیاریان عیارون کی بعد جستجوے بسیار رہائی خواجہ عمرو عیار نامدار ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو ای ساقی ماہرو
کرون ذکر حالِ عمرو جوش مین
ترے دور مین جام عشرت پیون
ارادہ ہی اب سوے افراسیاب
غضب کی ہین عیاریان ساقیا
جسے دیکھکر ہوش جائین ظریف
جھکا دے مرے ساقیِ مہربان

پلا ساقیا بادہ جستجو
ترے میکدے مین ہوا انقلاب
طلسمات جمشید سے جاؤن
دکھا جلوہ روے بنت العنب
بدہ ساغر بادہ پُر ضیا
عبث جام صہبا پہ مغرور ہی
دکھاؤن تجھے شعبدہ سازیان

مرے ساقیا جلد آ ہوش مین
کہ ہی در پئے جنگ افراسیاب
دکھاتا ہی کیا دکھین دور شراب
رہائی عمرو کی ہی منظور اب
نہ ہو دور دے وہ زلالِ لطیف
کہ فکر سے طبع مخمور ہی
لگا سے مضامین کو گلدستہ

تحریر و تقریر مین آراستہ کرکے غنچۂ محفل سامعین مین رنگ و بو دکھاتے ہین داستان رنگین و سحر
آگین ناظرین کو سناتے ہین شعر مصنف جو ہین کاتبان جلالت شعار ٭ رقم کرتے ہین بادل ہوشیار ٭
سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ و تاب آیا اور بنکر خواجہ عمرو کو اٹھا لیگیا
سردارون نے ہر چند پیچھا کیا کچھ نہوا چالاک وغیرہ نے سردارون کو روکا اور پانچون عیار
فکر رہائی خواجہ عمرو نامدار مین چلے مگر افراسیاب نے بصورت اصلی ہوکر عمرو کو پنجہ مین دبایا
عمرو ہوشیار بھی ہوا اپنے کو پنجۂ بدعت مین اس جلاد کے پایا ہنسکر کہا اے شہنشاہ آپ کو
تکلیف ہوئی ہی غلامون کو اسقدر سر نہین چڑھاتے ہین آپ مجھ گنہگار کو اپنے ہاتھ مین لیے جاتے
ہین مجکو چھوڑ دیجیے مین حضور کے ساتھ چلون افراسیاب نے کہا او ساربان زادے تو نے
ایسے ایسے صدمے پہونچائے ہین کہ کچھ داد خدائی تیرے ظلم سے دل فگار ہی آج تجکو ضرور
قتل کرواونگا یا لیجا کر کسی بیابان طلسم خوفناک مین چھوڑ دونگا کہ تڑپ تڑپ کے جان دے
خواجہ عمرو نے کہا حضور غصہ مین فرماتے ہین مگر اپنے خیرخواہ پر ضرور رحم آئیگا اب مین آج اقرار
کرتا ہون حضور مجکو چھوڑ دین مین ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ کو سمجھا کرلے آؤن اور نہ مانین تو
عیاری کرکے گرفتار کرون اب مین بہت ناچار ہوچکا ہون فاقون سے مرتا ہون بی مہرخ
تو بادشاہ بنکر بیٹھی ہین اپنے کو وحید عصر جانتی ہین شہرون سے جو روپیہ خراج کا آتا ہی وہ خزانے
مین جمع ہوتا ہی ہمکو صرف تین روپیہ مہینہ دیتی ہین اسمین بھی غیر حاضری کاٹ لیتی ہین دو دو دن حضور
مجھپر بے آب و دانہ گذرتے ہین وہان کوہ عقیق پر اہل و عیال مرتے ہین نہ یہان کسی کو میرا
خیال نہ وہان حمزہ کو ہمارے عیال کا ملال اے شہنشاہ ہم نہ ادھر کے ہوے نہ ادھر کے ہوے
بموجب شعر ٭ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم ٭ نہ ادھر کے ہوے نہ ادھر کے ہوئے ٭ تجھے چاہ کے ہم تو
خدا کی قسم ٭ نہ ادھر کے ہوے نہ ادھر کے ہوے ٭ بس اب اے شہنشاہ توبہ کرتا ہون آپ کی
خدمتگزاری مین بسر کرونگا آپ ایسا قدردان کہان پاؤنگا عیار بچون کو دیکھتا ہون لاکھون روپے
صرف کرتی ہین روز سرکار سے خلعت ملتے ہین اور پھر آپ سے کیا ہو سکتا ہی مین نے گھس گھس کے
آپ کے ہزارون جادوگر مارے اس خیال پر کہ سرکار سے ملکہ مہرخ کی خلعت ملیگا غنچۂ آرزو
کھلیگا اسکا عوض یہ ملتا ہی کہ ارشاد فرماتی ہین خواجہ نہ گھبراؤ بروقت رہائی اسد غازی

سمجھا جائیگا ایک شہر کی سلطنت آپ کو دینگے خراج بھی آپ سے نہ لین گے یقین مانئے گا
قسم ہے خداوند لقا کی جھوٹ نہ جانیئے گا جب نوبت فاقہ سے گذر جاتی ہے تب جنگل میں جا کر لگ رہتا ہوں
اسوقت حضور مجھکو اپنا بیگانہ نہیں سوجھتا جو سامنے آگیا اُسکی خیر منائی گلی کتری کر لی خواہ آپ کا
ملازم ہو یا ملکہ مہرخ کا ناظم ہوا نقصان سے فرمایئے مرتا کیا نہ کرتا اب ضعف و نقاہت غالب
ہے دل آرام کا طالب ہے حضور کی خدمت میں ہاتھ دنیا سے اٹھا کر رہونگا جو ٹکڑا سرکار سے ملیگا
غنیمت جان کر بسر کرونگا یہ کہکر عمرو بن امیہ خوب بلک بلک کر رونے لگا افراسیاب جادو
کو بھی یہ حال سنکر افسوس ہوا کہا کہ اے عمرو یہ تو سچ کہتا ہے سلطنت کے امورات میں تجھکو دخل نہیں ہے
عمرو نے کہا نہیں حضور میرا ہی اختیار ہے میرے علم تیا نہیں ہے ملکہ مہرخ صاحبہ بڑی عقلمند ہیں
صبح کو اُٹھکر سلام کرتی ہیں مرنے جینے کی باتیں پوچھی جاتی ہیں روپیہ پیسے میں ہمکو دخل نہیں ہے بموجب
مثل گھر کے مالک ہو مگر کسی شی کو ہاتھ نہ لگاؤ اور عورتیں حضور یوں کہتی ہیں گھر بار تمہارا کوٹھری کنجی
کو ہاتھ نہ لگانا یہ مثل میرے مقدمہ میں صادق آئی ہے ان باتوں میں افراسیاب کو ایسا مزا ملا
کہا اے عمرو میں کسی مقام پر ٹھہر کر تجھسے پوچھونگا آگے آگے افراسیاب سامنے کوہ مروارید کے
پہونچا صبح کا وقت ہے ملکہ شبنم گوہر پوش حاکم کوہ مروارید سر بے جا نبلی پر جلوہ فرما گرد کنیزان
زرین پوش اسباب عیش و نشاط درست ہوتا جاتا ہے کہ ملکہ شبنم کی نگاہ پڑی کہ شہنشاہ کوئی شے
پنجہ میں دبائے اُڑتے ہوئے آتے ہیں ملکہ شبنم کھڑی ہو گئی کنیزوں کو قاعدے سے پشت
پر جانا مثل ہلال شب اول واسطے تسلیم کے خم ہوئی کہا اے شہنشاہ تشریف لائیے افراسیاب کی
جو نگاہ جمال بے مثال ملکہ شبنم گوہر پوش پر پڑی بھولی بھولی صورت دونوں عارض پھول سے ہلکے
سامنے خجالت سے کملاتے چمن پہ اوس پڑی ہے آب جمال درخشاں گوہر سے منہ دھویا ہے
اکثر قطرے جبین نورآگین سے گرتے ہیں صاف ثابت ہوتا ہے شبنم بھری برگ گلہائے یاسمین
سے قطرہ زن پیشانی پر شکن آنکھیں نرگس شہلا ابروے خدار کھنچی ہوئی تلوار کا نقشہ خال عارض
انور پر خال خال ہیں اگر ہیں تو باعث ترقی حسن و جمال ہیں بھویں خمیدہ و کشیدہ مردم دیدہ کے
یہ شاہدے ہیں اس مثال میں بڑے کمال ہیں زیب بدر کامل دو ہلال ہیں گلا صراحی دار
جو کھلنا حسن سے مخمور باعث عیش و سرور سینہ پر دو حباب دریاے نور یا دو قبہ بلور نظم

حیرت ہی مجھکو سرو مین کیونکر لگے ثمر | طوبیٰ بہشت سے اُتر آیا ہی بارور | احول کی یان نگاہ غلط مین ہین دو قمر
باتین چرخ مین کجی بعد گر | انسان کی مجال نہین ہی جو نام لے | دیکھے اگر فرشتہ کلیجہ کو تھام لے
عشقی بشکل ریزۂ شبنم نظر پڑی | پھولونسے رس ہی یا مگس شہد ہے بھی | ہمرنگ گوز گل ہی نہ لکھون اگر کبھی
یہ مردمک ہی دیدۂ عشاق کی جمی | پیدا ہے تیغ پر گل سوسن مگر ہوے | سربستہ یان لاکھ سے درج گہر ہوے

ہرے بانکے قیامت بوٹا سا قامت باسرو باغ جنت دریاے زیور جواہر مین غوطہ زن پوشاک نفیس مزاج سلیس افراسیاب کی ملکہ شبنم کو دیکھکر دل ٹپک پڑی فوراً اُٹھا یا ملکہ کے بڑھ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا عمرو بن امیہ نامدار کو زمین پر رکھدیا کنیزین چیخ مار کر بھاگین ہے ہی شہنشاہ یہ بن مانس جل مانس کہان سے لائے ایک کہتی ہی لوا اس شال سے طبیعت مطمئن ہی یہ نگوڑا مرجیا جن ہی ایک نے کہا نہ حق کا غوغا ہی مین پہچان گئی شیطان دیو ہی افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم یہ شخص بلاے روزگار ہی کشندہ ساحران غدار ہی عمرو اسکا نام ہی جادوگرون کا قتل کرنا اسکا کام ہی افراسیاب ملکہ سے شکایتین کرتا جاتا ہی مگر سراپا پر نگاہ ہی جو ہی اور صبح کا وقت ہی کوہ فلک شکوہ مثل گلدستہ کے آراستہ چمن ہاے رنگا رنگ پیراستہ غنچون کی چٹک پھولونکی مہک ہواسے شاخہاے نخل کا جھومنا عارض گل کو بلبل کا چومنا ابیات

سجدۂ خالق مین ہی ہر شاخ نخلِ پُر ثمر | حمد مین وحدت کی ہر اک غنچہ کھولے ہی زبان
نشۂ عشرت مین سنبل ہی کھلے بالون کھڑی | کرتی ہی تعریف سوسن باغ کی باصد زبان
آبشارون سے خجل ہین چشمہ ہاے سلسبیل | حوض آب ایسے کہ جنپر حوض کوثر کا گمان
ہی تماشاگاہ حورانِ ارم ہر کنج مین | جوشِ گل سے ہر چمن ہی رشک گلزارِ جنان
نغمہ پیرایانِ گلشن ہین بہم مرغولہ سنج | زینت ہین گلبانگِ عشرت طائرانِ خوش بیان
چہچہے کرتے ہین گل پر عندلیبانِ چمن | زمزمہ پرداز کوکو سرو پر ہین قمریان
قہقہہ زن کبک ہی شمشاد کے سایہ تلے | کرتے پھرتے ہین تدروانِ چمن اٹکھیلیان
ہی نکلتا موجِ آبِ جو سے لہرا ساز کا | لحن داودی سے پانی بھر رہے ہین باغبان
نخل کے پتون سے آتی ہی جلاجل کی صدا | ہر روش پر کر رہے طاؤس ہین رقاصیان
ہر طرف ہی بزم عیش اور نغمۂ چنگ و رباب | ہوگئے آ بوسے دل کو تارِ سازِ مطربان

تھاپ سے طبلوں کی ہے پریزاک کے لپے چوٹ | پہنچی ہاؤن کی گمک بھی تا بہ گوشِ عرشیان
شیشہ وساغر بکف ہین ساقیانِ حورچشم | دور مین ہے دورہ جامِ شرابِ ارغوان

افراسیاب جادو تخت پر تمکن ہے پہلو مین ملکہ شبنم گوہر پوش گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہے دم عشق و محبت کا بھر رہا ہے خواجہ عمرو چپکے سرجھکائے سامنے بیٹھے ہین پکار کر کہا اے شہنشاہ مجکو بھی رہا کر دیجیے آپ تو میری خلاسعات کر چکے ہین مین بھی کچھ گاؤن ملکہ عالم کو غزلین اور ٹھمریان سناؤن حضور جیسے شہنشاہ ہین ویسا ہی معشوق بھی ملا ہے چشم بد دور کیا حسن ہے کیا جمال ہے کیسا اچھا جوڑا ہے بیٹے بھی عمدہ ہونگے حسن ماں کا جلال باپ کا ملکہ شبنم گوہر پوش نے تیوری پر بل ڈال کے آواز دی نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہے کیا بکتا ہے شہنشاہ اسکو منع کیجیے مین اسکی صورت دیکھکر ہول کھاتی ہون خوف سے مری جاتی ہون افراسیاب جادو نے کہا ملکہ تم اس شخص سے آگاہ نہین ہوا اسکا لقب ہے کہ تازیدانِ طراری شہسوارِ شب عیاری سرنیزہ جادوگران تاج شانندہ ریش کا عنوان قاتل ملکہ دمامہ بربادکن ملک غلغلہ آباد ملکہ شبنم گوہر پوش ہونے کا اسنے ملک برباد کیے جس دن سے طلسم ہوش ربا مین آیا ہے ہزار ہا ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے ملکہ اب کسی قدر راہ پر آیا ہے سوا سے میرے کسی سے نہین دبا ہے ملکہ نے کہا ہوگا نگوڑا مجھے کیا کام ستمگری و جمشید ایسی صورت نہ دکھائین یہ کہکے کنیزون کو آواز دی ہماری سوسن ڈومنی کو لاؤ شہنشاہ کو گانا سنواؤ فوراً ایک کنیز چلی کنیز دوڑی ہوئی جاتی ہے اُدھر سے ایک گنوار کی شکل بنا ہوا مہتر برق فرنگی آتا ہے کنیز کو دیکھکر پکارا بی بی کہان جاتی ہو یہان جنگل مین ایک بھیڑیا نکلا تھا ایک مسافر کو پھاڑ ڈالا ہم قوم کے پاسی ہین ٹھاکر صاحب نے ہمکو یہان حفاظت کے واسطے مقرر کیا ہے یہ سنکر وہ کنیز چونکہ نوجوان تھی گھبراگئی کانپنے لگی کہا یہان نوکری سے ناچار ہین سامنے گاؤن مین سوسن ڈومنی کے مکان مین جائینگے برق فرنگی نے پوچھا اُس سے کیا کام ہے کنیز نے کہا شاہنشاہ افراسیاب جادو مالک طلسم ہوش ربا آئے ہین ایک بن مانس کو کسی جزیرے سے لائے ہین ملکہ کو منظور ہے کہ شہنشاہ کو گانا سنوائین یہ سنتے ہی برق اسکے سامنے ہوا کہا بی بی چلو ہم تم کا پہونچا دین چار پانچ قدم پر جا کر حلقہ کمند کا مارا جاب مار کر بیہوش کر دیا ٹانگ پکڑ کر کنارے لے گیا لباس وزیور اسکا اتار لیا اسکی صورت آپ بنکر تیار ہوا مکان پر سوسن کے

پہونچا مگر دلمین حیران کہ جسکو بیہوش کیا اُسکا نام نہ دریافت ہوا جیتے ہی دروازے پہ سوسن کے پہونچا سوسن اٹھی
سوکر اٹھی تھی صورت دیکھتے ہی پکاری بی شمشاد تم کہان آئین برق سمجھا کہ مین جسکی شکل مین ہون اُسکا نام شمشاد
تھا کہا بی بی جلدی سے چلو شہنشاہ افراسیاب آئے ہین ملکہ شمیم نے تمکو یاد کیا ہی یہ جلدی سے اٹھی ایک کمرے
مین جاکر لباس پورے اپنے کو آراستہ کرنے لگی برق بھی نزدیک اندر پہونچا تھا چل چل کے باتین کرنے لگا دروازہ کرکیا
بھیڑ دیا جلدی سے گاوری اپنے پاس سے نکالی کہا بولی سوسن تمکو توفیق نہین ہوئی اگر ہم تنہا تو
نہین ہین ہماری گلوری کھاؤ شرمسار ہو جاؤ سوسن نے گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش
ہوئی برق نے سوسن کو اُٹھا کر جلدی سے صندوق مین بند کیا آپ رنگ و روغن عیاری
کا لگا کر سوسن کی شکل بنکر باہر نکلا ماں اسکی شبو نے پوچھا بیٹا شمشاد کہان گئی برق نے
کہا ہے ای جان تمکو دن رات ایسا لگا سوجھتا ہی ابھی تو تمھارے سامنے سے گئی وہ شمشاد
کنیز لیٹنے کے برابر تمکو نہین سوجھی شبو نے کہا ہان بیٹا ابھی صبح کا وقت ہی افیون کا نشہ بھی
ابھی نہین ہوا حقہ بھی نہین پیا یاد سوار ہی برق ڈولی مین سوار ہوکر روانہ ہوا عقب مین شبو
سارنگی والے طبلے پیٹتی چلے یہان خواجہ عمرو بیٹھے کہ رہے تھے ای شہنشاہ میری خطا
معاف ہوئی افراسیاب کہتا ہی کہ خواجہ عمرو ہمین یقین نہین آتا کہا حضور کو اختیار ہی ایک
مرتبہ تو اور قبول کیجیے اگر جو خلاف ہو تو پھر کبھی میری بات کو نہ مانیے گا بالکل مجکو جھوٹا جانیے گا
یہ باتین تھین کہ سوسن آن کے پہونچی ڈولی اُتری برق تو سامنے آیا تھا ہوا افراسیاب
کو جھک کر سلام کیا افراسیاب جادو سوسن کی چال ڈھال شوخی طراری زبان تڑاق
پڑاق دیکھکر بیچین ہو گیا متوجہ ہوکر باتین کرنے لگا پوچھا کیون ای سوسن اچھی رہین
مسکرا کر کہا حضور کو دعا دیا کرتے ہین افراسیاب نے جو آنکھ ملائی برق نے منہ چڑھا کر
انگوٹھا دکھایا افراسیاب اس شوخی سے پھڑک گیا کہ شبو وغیرہ بھی بیٹھین برق فرنگی
انکھیون سے دیکھ رہا ہی کہ استاد قید مین بیٹھے ہین افراسیاب اچھا اچھا کہتا جاتا ہی اور تو
سوسن کی زبان درازی کو سن رہا ہی افراسیاب جادو نے کہا ہان سوسن کچھ گاؤ شبو نے
اشارہ کیا ساتھ والیون نے ساز ملایا برق فرنگی نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی غزل

عشق مین رسوا ہوا اپنی آہ و زاری ہوگئی	کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمھاری ہوگئی

بزم جانان مین جو آمد شد ہماری ہوگئی
غیر پر گرنے کو بجلی بیقراری ہوگئی

پہلے تھا بیزار جیسے اسکے تم خواہان ہوے
مجکو بھی اُسدن سے اپنی جان پیاری ہوگئی

گریۂ حسرت سے اور آنکھو نسے جو تھی رسم و راہ
بعد مدت پھر تری فرقت مین جاری ہوگئی

اُسکے در سے مرکے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہی
لاش اپنی کیون احبا پہ نہ بھاری ہوگئی

آرزو دل مین جو تھی اپنے ترے اک تیر کی
آخر کار آپ ہی وہ زخم کاری ہوگئی

کاش یہ قاصد نہ لکھدیتا کہ آتا ہی کوئی
ہر تسلی پر زیادہ بیقراری ہوگئی

مجھ سے ہی یہ بدگمان پوشیدہ رکھنا ہی آے
دل کو ثابت آنکھ کی بے اعتباری ہوگئی

آسرے نے بس جلا رکھا ہی وصل یار کے
آج تو یہ ہی زندگی امیدواری ہوگئی

وصل مین دل ہی مرا میری طرف کچھ ہوتا
اُنکی جانب بھی تو اُنکی شرمساری ہوگئی

آ نہین سکتا مین بیخود ہو کے پھر دن آپ مین
رفتہ رفتہ اسقدر بے اختیاری ہوگئی

کل بخشش کھا کر گرے تو اُنکے قدمو نپر گرے
ہے بیہوشی مین بھی اک ہوشیاری ہوگئی

گرد اپنی لاش کے پھرتا ہی قاتل بعد ذبح
زیر خنجر بھی وہ ہمسے وضعداری ہوگئی

اس رنگ سے یہ غزل گائی ملکہ شبنم گوہر پوش کی طبیعت بھر آئی افراسیاب بھی تعریفین کر رہا ہی مگر عمرو منھ پھلائے بیٹھا ہی ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا کہ شہنشاہ یہ نگوڑا عمرو انسان ہی کہ حیوان افراسیاب نے کہا ملکہ کیون کہا آپ دیکھتے ہین سب تعریفین کر رہے ہین کوئی ہنستا ہی کوئی روتا ہی اس نگوڑے کی سمجھ مین نہین آتا افراسیاب جادو نے کہا اے ملکہ عالم یہ علم موسیقی مین کامل و اکمل ہی ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا اے شہنشاہ بھلا یہ نگوڑا کیا گائیگا کچھ سخن آرائی کرتا ہوگا یا بھانڈون کے ساتھ ٹھٹھیان کرتا ہوگا افراسیاب نے کہا کہ خواجہ عمرو ملکہ کو تمھارے گانے کا یقین نہین آتا خواجہ عمرو نے کہا ہان حضور بجا ہی مین کیا گاؤنگا بقول شاعر شعر بھی حسب حال ہوتے ہین + ہم غزل کیا کہین سے روتے ہین + حضور کو میری بات کا اعتبار نہین آتا ہی نہین تو ملکہ کو دو چار شعر گا کے سناتا مجھے کچھ حضور سے عرض بھی کرنا ہی افراسیاب جادو نے کہا خواجہ عمرو کہو عمرو نے کہا یا میرے پاس آیئے یا غلام کو قریب بلایئے بعض بات ایسی ہوتی ہی کہ چلا کے کہی نہین جاتی اور یہ تو ظاہر ہی کہ مین حضور کا دشمن ہون افراسیاب جادو نے کہا کہ

میرے قریب آؤ یہ کہکر افراسیاب نے سر اُتار لیا تو عمرو کے ہاتھ پاؤں بیکار رہے دیکھنے کی طاقت
ہوئی برق اپنا رنگ جما رہا ہی شبنم سے آنکھیں ملاے ہوے گا رہا ہی یہ کیا معلوم کہ اوس
پڑنے کو ہی خواجہ عمرو نے اُٹھتے اُٹھتے کہ پشت پر سے برق کو ایک گھونسے کے مارے اور للکار کر
آواز دی کہ او پاجی شہنشاہ ہماری خطا معاف کر چکے برق گھونسوں میں پہنچ کے گرا ملکہ
شبنم گوہر پوش نے کہا ہان ہان او ساربان زادے میری گائن کے ساتھ یہ کیا حرکت کرتا ہی خواجہ
عمرو نے کہا ملکہ یہ برق فرنگی عیار ہی تمکو اور شہنشاہ کو مارنے آیا ہی شبنم تو چیلا کر اُٹھی عمرو نے
مروڑ کر برق کی مشکیں باندھیں جلدی سے پانی کا چھینٹا منہ پر مارا رنگ و روغن عیاری کا
اُتر گیا اب سبنے دیکھا کہ ایک انگریز سامنے کھڑا ہی شبو سر پیٹنے لگی ہائے ہائے میری بچی کو کیا کیا
خواجہ عمرو نے ایک کوڑا برق فرنگی کو مارا کہ بتا سوسن کو کیا کیا برق نے تڑپ کر کہا استاد
وہیں کمرے میں صندوق میں بند کر آیا ہوں شبو تو پیٹ رہی اور ملکہ نے کنیزوں کو بھیج
سوسن کو صندوق سے نکال کر لائیں اب تو شبنم گوہر پوش نے کہا اے شہنشاہ عمرو بڑا خیرخواہ
ہی خواجہ عمرو بھی اس سے پوچھو میری لونڈی کیا ہوئی عمرو نے اور دو تین کوڑے برق
کو مارے کہا بتلا شمشاد کہاں ہی برق تڑپ گیا کہا استاد وہاں جنگل میں پڑی ہی عمرو نے اور
دو طمانچے مارے کہا اے استاد کسکو کہتا ہی میں تیرا قاتل ہوں بی مہرخ اور بہار کی ناک چوٹی کٹوا
لاؤں گا پھر دو دو طماچے گھٹنے سب تو ریہ اور پلاؤ کھائیں ہمکو ترسائیں کنیزیں جا کر شمشاد کو
بھی لائیں اب تو شبنم گوہر پوش نے خواجہ عمرو بن امیہ کا ہاتھ تھام لیا کہا اے عمرو تو نے مجھپر بڑا
احسان کیا لا کر شہنشاہ افراسیاب جادو کے قدموں پر گرو دیا عمرو رونے لگا کہ ملکہ میں تمہاری
خدمت میں رہونگا مہرخ وغیرہ نے مجکو پیٹ کی بڑی ہمدردی میری کچھ قدر نہ کی اب آپ ذرا دو
چیزیں میری لیجیے افراسیاب اب بھی کہے جاتا ہی ملکہ مجکو عمرو کی بات کا اعتبار نہیں آتا ہی ملکہ
شبنم گوہر پوش نے کہا اے شہنشاہ اب یہ آپ کی بڑی ناانصافی ہی اگر دل سے نہ شرکت کرنا منظور
ہوتا اپنے شاگردوں کی گرفتاری میں مصروف ہوتا اور حضور نے مجکو اسکے کھانے کا شائق کیا چند چیزیں
سننے کے بعد آپ کو اختیار ہی اگر آپ کی اعتبار نہیں ہی بعد برخاست جلسے کے اپنے ساتھ باغ سیب
میں لیجائیے گا خواہ قید کیجیے گا خواہ کسی صحراے خوفناک میں چھوڑ دیجیے گا کہ جہاں سے آنا

ملکن نو افراسیاب جادو کے بھی خیال میں آیا کہ ہاں سچ کہتی ہو طرف خواجہ عمرو کے متوجہ ہو کر کہا خواجہ اب جو تم نے فتور کیا تو پھر زندہ نہ چھوڑونگا خواجہ عمرو نے کہا اب میں کچھ نہ عرض کرونگا جو کچھ ہوگا ملاحظہ فرمائیے گا وہ خدمت کرونگا جو لطف اٹھائیے گا ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا خواجہ بس باتیں ہو چکیں گانا سناؤ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دو زانو ہو کر سامنے بیٹھا سازندوں کو اشارہ کیا ساز درست ہوئے عمرو نے یہ غزل شروع کی

غزل

شب غم فرقت ہمیں کیا کیا مزے دکھلائے تھا — دم رکے تھا سینے میں کمبخت جی گھبرائے تھا
یا تو دم دیتا تھا وہ یا نامہ بر بہکائے تھا — تھے غلط پیغام سارے کون یاں تک آئے تھا
جل بے عیاری عدو کے آگے وہ پیماں شکن — وعدۂ وصل آج پھر کرتا تھا اور شرمائے تھا
سنتے میری مرگ بولے مر گیا اچھا ہوا — کیا برا لگتا تھا جس دم سامنے آجائے تھا
یار و دشمن راہ میں کل دیکھنا کیونکر ملے — وہ ادھر کو جائے تھا اور یہ ادھر کو آئے تھا
بات شب کو اس سے شمع بیقراری پر بڑھی — ہم تو سمجھے اور کچھ وہ اور کچھ سمجھائے تھا
کوئی دن تو اس پہ کیا تصویر کا عالم رہا — ہر کوئی حیرت کا نقشہ دیکھ کر بن جائے تھا
سوئے صحرا پہلے اس کوچے سے میری لاش کا — تھا یہی ڈر ان دنوں تو امر الجھائے تھا
ناز و شوخی دیکھتا وقت تظلم دمبدم — مجھ سے وہ عذر جفا کرتا تھا اور جھنجلائے تھا
ہو گئی دو روز کی الفت میں کیا حالت ابھی — مومن وحشی کو دیکھا اس طرف سے جائے تھا

یہ دلی زبان کی غزل جو خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے گائی ہر اہل دل کی طبیعت بھر آئی مذاق ملک دہلی اشعار عاشقانہ مضامین بیتابانہ مومن ایسے شاعر کامل کے اشعار عشق و عاشقی کے اسرار ملکہ شبنم گوہر پوش نے دیکھا کہ سب گانے والیوں پر اوس پڑ گئی عمرو کے پاؤں چھو چھو کر دیتی ہیں بعض بعض لڑکھڑا کر گرتی ہیں صاحبان مذاق تو قتل ہو گئے واقفان علم موسیقی دنگ تھے اور ملکہ شبنم گوہر پوش کو ہمیشہ سے سواد علم موسیقی دل لگی ہوئی تھی کہ ایسے کامل کی کنیزیں کر رہنا بہتر ہی کیا صاحب فضل و ہنر ہے افراسیاب جادو سے کہا شہنشاہ یہ تعویذ بازو بنانے کے لائق ہے کل کاموں پر فائق ہے افراسیاب جادو کا یہ حال ہے خاموش بیٹھا سن رہا ہے سر دھن رہا ہے کہا خواجہ عمرو قسم ہے سامری و جمشید کی وہ مرتبہ تمہارا کرونگا کہ شاہان ملک رشک کرینگے دہن مراد

تمھارا گوہر مدعا بے بہا سے بھر دینگے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا خواجہ عمرو برائے خدا خاموش ہو ایک چیز تو دور کا دُ عمرو نے کہا ملکہ سنیئے نئے طور سے بجاؤنگا کہ ندیا کے سننے والے دنگ ہون وہ کمال دکھاؤنگا افراسیاب کو بھی نشہ شراب پیلو مین شبنم ایسی ماہتاب بول اُٹھا کہ اچھا خواجہ ہم بھی آج نئی نوازی کے مشتاق ہین ہم خوب جانتے ہین کہ آپ اس کمال مین طاق ہین کشتی مین جو ٹیان ڈکی رکھی تھین عمرو نے بہ تعجیل ہاتھ پھیری کرکے اپنے پاس سے جوڑی ڈکی نکالی دہن پر رکھ کے دم پھونکا یہ غزل شعلہ انگیز آتش ریز شروع کی

غزل

نازِ آتش غمزہ آتش ادائے زیبا آتش است | بوالہوس منشین کہ آن بد خو سراپا آتش است
تا نہ سوزد خویش را پروانہ نشنید ز پائے | مرغ آتش خوارہ ما آرزے تمنا آتش است
گر سمندر طینت است و گر بود ماہی مزاج | در سر اہل ہوس از عشق سودا آتش است
کے تواند چشم موسے تاب دیدار آوردن | گر تجلی شعاع کوہ سینا آتش است
سینہ ندلبس شعلہ در دل آتش سودائے عشق | بلبلان را در نظر تصویر گلہا آتش است
دل کباب از سوزش و دیدہ لبریز را | معجز عشق است یکجا آب و یکجا آتش است
شعلہ خیزد ز خاک وادی ایمن ہنوز | بسکہ آن را در جگر از عشق موسی آتش است
زرو جہان مخفی محبت آتشے در دل مرا | کز حرارت بر لب من آب دریا آتش است

اب تو محفل مین تاثیر اُڑنے لگین سوز محبت سے کلیجے جلنے لگے استخوان سے ہر ایک کے شعلے نکلنے لگے اور شبنم گوہر پوش نے زیور اُتار اُتار کے دینا شروع کیا افراسیاب جادو سے کہتی جاتی ہے کہ شہنشاہ اس عیار کو مجکو دے دیجیے اور مجھ سے عہد لیجیے اپنے کوہ سے نیچے نہ اُترنے دونگی حضور خاطر و دلہی رہ جیئنہ ہے کہ جانور بھی رام ہو جاتے ہین اور یہ تو مصیبت کا مارا آرام پائیگا غلام حلقہ بگوش ہو جائیگا خواجہ عمرو نے جو سب کو محو دیکھا اب ڈبی مین بیہوشی بھر بھر کے اُڑانا شروع کی گاتا بھی جاتا ہے بجاتا بھی جاتا ہے بجانے کے حیلے مین شمع ہائے موسی ادر کا فوری پر پروانے بیہوشی کے پھینکتا جاتا ہے دو گھڑی کے عرصہ مین دود بیہوشی ساری محفل مین پھیلا افراسیاب جادو بھی چھینک مار کے بیہوش ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش کا بھی منکا ڈھلگیا کنیزین گھبرا گھبرا کر اُٹھین دھما دھم گر گر کر بیہوش ہوئین عمرو حیران ہے کہ دود بیہوشی نے اسقدر جلد

تاثیر کی اپنے مقام سے اٹھا جو ساقی بچہ شراب پلا رہا تھا ظاہر مین تو بیہوش تھا جیسے ہی عمرو بڑھا ساقی بچے نے خواجہ عمرو کا ہاتھ اُچک کر پکڑ لیا کہا کیون خواجہ عمرو شہنشاہ افراسیاب کو جگادون عمرو کانپنے لگا مگر نگاہ ملاکے جو دیکھا اپنے فرزند ارجمند چالاک کو پایا گوشے سے کنیز کی شکل بنا ہوا جانسوز بن قران ایک طرف سے جشن بنا ہوا ضرغام شیر دل دربیخانہ پردار و غہ بنے ہوے مہتر قران آئے کہا اُستاد بیچارے برق کو کیون باندھا یہ شعبدہ کیون کیا ہم لوگ پہلے ہی پہونچ گئے تھے مہتر قران نے کہا مین نے داروغہ کو پکڑ کے غار مین ڈالا اُسکی شکل بنکر شراب مین بیہوشی ملادی چالاک نے کہا مین نے ساقی کو پکڑا مین ہی تو شراب پلا رہا تھا جانسوز و ضرغام شیر دل نے کہا ہمنے گزک مین بیہوشی ملائی اب خواجہ عمرو نے ادل بڑھکر برق فرنگی کو کھولا چالاک چلا تھا کہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو قتل کرے خواجہ عمرو نے ہاتھ تھام لیا کہا یہ کیا کرتا ہی انشاء اللہ یہ مطیع الاسلام ہوگی خواجہ عمرو نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا اب محفل کو لوٹنا شروع کیا مگر مہتر قران لندھا پکڑکر طرف شہنشاہ افراسیاب جادو کے چلے زینہ پر تخت کے قدم رکھا چاہا کہ جھپٹ کے لندھا مارون کہ سر اُسکا گوہ کھاتا پھرے زمین کانپی مہتر قران زینے سے نیچے گر پڑے سمجھے کہ شاید پانون پیر اچھل گیا تین مرتبہ زینہ پر چڑھے عمرو نے جو دیکھا آواز دی ای قران خبردار کیا کرتا ہی اِس جیا کو سوائے طلسم کشا کے کوئی مار سکتا ہی مہتر قران نے کہا اُستاد آج اِسکو بے مارے نہ چھوڑونگا یہ کہکے سر سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن مین پتھر دیا چرخ دے کر مارا کہ اگر تختۂ آہن پر پڑے ریزہ ریزہ ہوجاے مگر وہ پتھر جب اُس سنگدل کے قریب پہونچا ایک سنہرا پنجہ زمین سے پیدا ہوا اُس پنجہ نے افراسیاب جادو کی دستگیری کی یعنی پتھر کو طمانچہ مارا کہ پتھر پانون پر مہتر قران کے پڑا قریب تھا کہ ہڈی ٹوٹ جاے قران ایسے جری کے منہ سے آہ نکلی خواجہ عمرو و جانسوز و ضرغام شیر دل و چالاک بن عمرو و برق فرنگی کپڑے سب کے اُتار اُتار کے ڈھیر کر رہے ہین جب انبار زیادہ ہوتا ہی خواجہ اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیتے ہین اور جادوگرون کو قتل کر رہے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا سنگباری و برف باری ہو رہی ہی مگر مہتر قران اسی فکر مین ہین کہ افراسیاب جادو کو مارون جب کئی پتھر مارے اور وہ پلٹ کر اپنے ہی پانون پر پڑے پانون مہتر قران کا غربال ہوا اب تو

غصے سے چہرہ لال ہوا تو بٹوے مین ہاتھ ڈال کر تکمونی بارود کا ایک تھیلا نکالا دور سے
افراسیاب پر بارود پھینکی افراسیاب کے دامن وغیرہ پر سب بارود پڑی اب مہتر قران
نے ایک پگڑی نکالی اُسکا فتیلہ بنایا ایک سرا سینہ پر افراسیاب جادو کے پھینکا ایک سرا
تھام کر مہتر قران پیچھے ہٹا عمرو کو آواز دی اُستاد ہٹ جاؤ اس ناری کو جلائے دیتا ہون
خواجہ عمرو نے کہا کہ اے مہتر قران کیا غضب کرتا ہی یہ کندۂ جہنم اس آگ سے نہ جلے گا آخر
مین تو کف افسوس ملیگا مین سب تدبیرین کر چکا مگر مہتر قران نے نہ مانا پگڑی کے سرے
مین آگ لگا دی عیار کود کود کر الگ ہوے فتیلہ جلتا ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ آسمان سے
آواز آئی باش او نا عیارو کیا کرتے ہو اب جو سر اٹھا کر دیکھا ماہیان زمرد پوش بصد جوش
و خروش نانی افراسیاب جادو کی نعرہ مہیب کرتی ہوئی آئی ہر عیار تو چھوٹن پہاڑ سے کود کے
بھاگے ماہیان زمرد پوش سے لہ دیکھا کہ افراسیاب کا دامن و گریبان جلا جاتا ہی باران ابر
برساتی ہوئی آ رہی پنجہ کمر مین دے کر افراسیاب کو اٹھا لیکر بلند ہوئی پہاڑ پر دیکھا ہزارہا
جادوگرنیون کے لاشے تڑپ رہے ہین سر پیٹتی ہوئی افراسیاب کو لیکر طرف پردۂ ظلمات
کے روانہ ہوئی مگر ملحوظ خاطر سامعین ہو کہ چار گھڑی رات باقی تھی عمرو اندھیرے مین بھاگے
پانچون عیار بھی ساتھ ہین جدھر منھ اٹھ گیا شب تیرہ و تار مین چلے جاتے ہین خوف کے مارے
کسی مقام پر نہ ٹھہرے عیارون نے بھی ساتھ نہ چھوڑا اس خیال سے کہ راہ بھول جائینگے
لشکر اسلام تک کیونکر پہونچین گے بعد عرصہ دراز کے ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرے کہ یکایک
آثار سحر نمود ہوے عابد شب زندہ دار ماہ تابان کے ہمراہ طاعت گزار یعنی ثابت و سیارگان
عبادت رب اکبر مین سر بسجود ہوے عیار طرار خنجر گزار آفتاب عالمتاب بانہایت عیاری سے
آراستہ ہوا یعنی کمند ہاے شعاع کو بازو پر لپیٹ کر میدان چرخ نیلی فام مین سرگرم رہبری ہوا
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے چشمہ پر وضو کیا چھون عیارون نے نماز سحر ادا کی اب خواجہ عمرو
نے چہار جانب سر اٹھا کر دیکھا کوئی نشان اپنے مقام لشکر کا نہ پایا حیران ہو کر مہتر قران سے
کہا رات کو بڑی دور نکل آئے نہین معلوم یہ کیا مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی صورتین بدل لینا
مناسب ہی طلسم ہوشربا کا سنگریزہ بھی ہمکو پہچانتا ہی خواجہ عمرو کے کہنے سے سب نے

صورتین تبدیل کین خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ایک ساحر نوجوان کی شکل بنکر تیار ہوے ٹو دسر پر لباس فاخرہ زیب جسم جھولی بائین ہاتھ پر اور اسمین اسباب سحریہ پانچون ملازم ذی زرق معلوم ہوتے ہین خواجہ نے افسرون کی صورت بنائی ایک جانب کو چلے اب نیر اعظم بلند ہوتا جاتا ہی تابش و حرارت بڑھنے لگی پہر سوا پہر رہروی کی تھی کہ جھونکے ہوائے گرم کے چلنے لگے طپش و حرارت سے نیر اعظم کی نخل جلنے لگے جو ذرہ خاک کا اڑکر جسم پر پڑتا شعلۂ آتش کی تاثیر پیدا کی آبلہ پڑگیا آب نایاب طائر اس دشت کے عطش سے بیتاب چشمے جابجا مثل چشم کور کے خشک پڑے تھے پتے درختون کے مثل چہرہ مدقوق زرد جھونکون سے ہوا کے شاخین ہر دم پیک نگاہ جلتا تھا طائر وہم بھی خوف حدت سے باہر نہ نکلتا تھا پھر جھپک ہے سکتے جانوران درند شدت تشنگی سے پھڑک رہے تھے جنگل کا سناٹا گرمی کی شدت دھوپ کی حدت خواجہ عمرو اس صحرائے ہول خیز وحشت انگیز مین ایک سمت مع ساتھ والون کے بھاگا چلا جاتا ہی پیاس کا خیال ہر ایک کی جان لیتا ہی جوش تشنگی مین ایک ایک کو تشنے دیتا ہی پانی مشکل ہی ترقی پر طپش دل ہی

نظم

کوسون کا وہ چٹیل ایک میدان	انسان نہ وان کوئی نہ حیوان
دھرتی تھی قدم جما نہ وان پر	ہر ذرہ تھا آفتاب محشر
گرمی مین ہر ایک لون کا بھبوکا	اک شعلۂ آتش سقر تھا

اگر زمین پر گرتا ہی تو دانہ بھن جاتا ہی دن بھر اس صحرا مین خواجہ عمرو بن امیہ نامدار مع عیارون کے مارے مارے پھرے مگر کوئی مقام استراحت کا نملا پانی تک حلق نہوا جب دن قلیل باقی رہا دم لبون پر آیا دور سے ایک نخل سرسبز و شاداب نظر آیا چند طائر بھی اسپر آشیان گزین ہین سامنے چشمۂ آب صاف و شفاف دن بھر کی پیاس اٹھائی ہی پانی انکو دیکھکر جان آگئی اسی چشمہ پر آکر گرے پانی پیا غش آنے لگا اسی نخل کی بیخ پر سر رکھکر پڑ رہے پانی بھی بمشکل تمام ملا کھانا کیسا صبح کو قران نے کہا استاد ظاہر ا معلوم ہوتا ہی کہ اس دشت ہولناک مین قضا لیکر آئی ہی اب تو بھوک سے دم نکلتا ہی کچھ زنبیل مین سے نکالکر دیجیے خواجہ عمرو نے کہا بیٹا کھانے کی کوئی چیز تو میری زنبیل مین رہتی ہی نہین

چالاک نے کہا کہ چشمہ حضرت خضر کا آپ کے پاس تھا آج تو وہ مرحمت فرمائیے خواجہ عمرو نے کہا بیٹا وہ تو لیگئے بھلا بزرگ لوگ اپنی شے کسی کے پاس چھوڑتے ہیں بڑے خسیس ہوتے ہیں پروردگار کے رازدار ہیں اسکے گھر کے مختار ہیں ایسا کرتے تو انتظام کاہیکو چلتا لاکھ لاکھو مہتر برق فرنگی اور چالاک نے کہا خواجہ عمرو نے کچھ سماعت نہ کی اسی حال میں وہ شب بھی بسر ہوئی تڑپ تڑپ کے وہ رات کٹی مگر صبح کو مہتر قران نے کہا کہ استاد آنکھوں سے دیکھنے میں یہ نخل اور چشمہ وہی معلوم ہوتا ہے جو روز اول ملا تھا خواجہ عمرو نے کہا مجھے بھی یہی خیال ہوتا ہے اب زیادہ اپنی آوارگی کا ملال ہوتا ہے بہر کامل مالک ہے آج انشاء اللہ اس صحرائے ہول خیز سے نکلجائینگے ایسی باتیں حسرت آمیز کرکے ایک جانب روانہ ہوئے کسی قدر دن چڑھا تھا وہی صحرائے ہول خیز وحشت نظر آیا اسی طرح دن بھر مارے مارے پھرے شام کو پھر اسی نخل اور چشمہ کے پاس پہونچے اب یقین کامل ہوا خواجہ عمرو نے کہا یارو الگ الگ ہوجاؤ صحرائے سحر میں لاکر تقدیر نے پھنسایا یہ روز سیہ دکھایا شب تو تڑپ تڑپ کے بسر کی اب صبح کو الگ الگ روانہ ہوئے مگر سمت کو چھوڑ دیا خواجہ عمرو ایک درہ کوہ کے اندر گئے اس درے سے باہر نکلے تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ ایک سواد شہر معلوم ہوا دیہات و قریات جا بجا آراستہ کھیت پر کسان وغیرہ حراست میں زراعت میں معروف ہیں چشمہ ہائے آب صاف و شفاف جاری ہیں کاہ فروش ہیزم فروش گٹھے سروں پر رکھے ہوئے اندر شہر کے جاتے ہیں خواجہ عمرو بھی ایک نخل کے سایہ میں ٹھہرے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک تاجر جلیل کی صورت بنکر تیار ہوئے کیسرین رنگت سرخ و سفید ریش تابنات قبائے اطلس زیب جسم کنٹھے یاقوت احمر کے گلے میں لعل و یاقوت کی انگوٹھیاں ہاتھ میں مگر بسبب زیادتی سن کے جھریاں پیشانی پر مگر وہ جھریاں نہیں ہیں ایک سطر مسطری ہے کمر کا خم کمان ہے کہ تیر تدبیر تو وہ مطلب پر لب معشوق ہوتا ہے ایک چشمہ یاقوت احمر کا گلے میں آنکھ پہ رکھکر ملاحظہ فرماتے ہوئے طرف شہر کے چلے تھوڑا سا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا مہتر برق فرنگی و مہتر قران نامدار ضیغام شیر دل عیار و جانسوز بن قران صاحب شوکت و شان حیران و پریشان سامنے سے چلے آتے ہیں خواجہ عمرو ٹھٹھک گئے کہا ارے کمبختو تمکو کہیں مرنے کی جگہ نہ ملی پھر میرے

پاس آئے مہتر قران نے کہا استاد چار طرف مارے مارے پھرے جب ایک درہ کوہ مین
داخل ہوئے تو حضور کے پاس پہونچے اب جہان جایئے ہمکو ہمراہ رکھیے بموجب مصرع ع ہرچہ
رود برسرم آنچہ پسندی رواست + خواجہ عمرو نے برق و ضرغام و جانسوز سے کہا کہ اچھا صورتین
گماشتون کی بناؤ اور مہتر قران نامدار سے کہا بیٹا تم مرد سپاہی ہو ایک جوان شمشیرزن کی قطع بنو
آن چارون عیارون نے جھٹ پٹ صورتین تبدیل کین کوئی گورا کوئی کالا کوئی سونلا شیر و
شکر کی پگڑیان سرون پر قبائین متقول پہنے ہوئے جوتے کامدار مہتر قران نامدار ایک دکھنی جوان
کی صورت بنکر تیار ہوئے سپاہی کئی ہزار روپیہ کا سر پر ڈاب کئی ہزار کی زیب کمر ولایتی ڈاب
مین سپر لشت پر مثل قرص قمر بانکپن چہرے سے ظاہر آثار جرأت وجلالت ناصیہ سے ہویدا
وماہر اس شان وشوکت سے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بسم اللہ کہکر داخل قلعہ ہوئے چار
گماشتے پشت پر مہتر قران نامدار تلوار کا سایہ کیے خواجہ بزرگان سب کے آگے آگے قدمین کر
دیکھا شہر آباد ورونق پاکیزہ عمارات پختہ کٹورا کھنک رہا ہے گرم بازاری ہو رہی ہے شعر
زہے صفائے عمارت کہ در تماشائش + بدیدہ باز نہ گردد نگاہ از دیوار + قرافہ بنا ہے جوہری بازار
بنہایت تکلف سے آراستہ جوہری نیچے حسین سرخ وزرد وگیاسی پگڑیان سرون پر حسن مین
رشک قمر جواہرات اعلیٰ وبیش قیمت کا سامنے ڈھیر گماشتون کے آگے ہی کہاتے کھلے ہوئے
کانٹے چھوٹے چھوٹے ہاتھ مین بیچ و شرے پرتے ہوئے سامنے انکی دکانون کے کیریلون کی
دکانین عجب تکلف سے لگے عمدہ عمدہ خندریان اوڑھے ہوئے انوٹ بچھوے ہاتھ پاؤن
مین دکانین مولسری کے درختون کی چھاؤن مین شعر صدا اپنے عاشق پہ یون نعرہ زن
کہ اے نارپستان تو سیب ذقن + دیگر نارپستانکی کیا لکھون تعریف + یہ تو میوہ ہے باغ رضوان کا
کمرون پر کسبیان تماش بینون کے گلے کی تسبیحان طرار قرار وضعدار حسین مہ جبین خوش جمال
چہرہ ماہ تابان ابرو ہلال آنکھین لبیں رخسار کو آنکھین دکھاتین بلکہ شعر مثال چشم آمد مجالش
مگر چشم دگر باشد مثالش + دیگر بہر خندہ کز لب برانگیختے + نمک بر دل خستگان ریختے + دیگر

زلف عنبر برمہ رویت تیرہ شب است و وادی ہولناک || جائے صبر م در کف عشقت دامن یوسف دست نیچاک

ساز ندے سامنے حاضر عاشق تن جمال بیمثال کے ناظر نظم ایک اک انمین شوخ دیدہ تھی

پردہ ناموس کا دریدہ بھی	ایسی بجین دیسی گرماگرم	برق وسیماب کو بھی آئے شرم

خواجہ عمرو بن امیہ نامدار آہستہ آہستہ قریب ایک جوہری کی دکان کے پہونچے سیٹھ سوداگر صاحب کو دیکھکر کھڑا ہو گیا تاجر جلیل جانکر سلام کیا کہا سوداگر صاحب تشریف لائیے دکان آپ ہی کی ہی جو خرید و فروخت منظور ہو سب کچھ ممکن ہی خواجہ عمرو فوراً دکان پر بیٹھ گئے چارون گماشتے دست بستہ کھڑے ہین مہتر قران بقچہ کاندھے پر رکھے ٹہل رہے ہین خواجہ عمرو نے جیب سے ایک جوڑی گوہر بے بہا کی نکالی سامنے سیٹھ جی کے رکھدی فرمایا جوہری صاحب انکی قیمت لگاؤ ہرچند کہ کوئی ضرورت فروخت مین جوہری آنکھوں کی بصارت ہین ہمرکاروان پیچھے پیچھے آجائیگا آج سرا مین ٹھہرنا ہوگا صرف و مصارف روزمرہ کو دس پانچ ہزار روپیہ کی ضرورت پڑتی ہی ہم جانتے ہو ہوشیاری سے ذرا ذرا سی بات پر رقم ہر بازاری لوگون سے کون زبان لڑائے ایسا کچھ انکو دیا جائے کہ بنے کام بھی نہ رہن دم خدمتگاری کا بھرین جوہری نے جوڑی کو اُٹھا کر نگاہ خریداری دیکھا رنگ ڈھنگ مین نایاب پایا منہ مین پانی بھر آیا کہا سوداگر صاحب کچھ قیمت فرمائیے کا منہ لگاؤن بیعانہ دون آپ نے فرمایا جو گماشتہ ہی قیمت وغیرہ وہ جانتا ہی جو تمہارے نزدیک مناسب ہو قیمت لگاؤ آدھے پونے خرید لو وہ جوڑی مہاجن کے ہاتھ مین ہی قیمت کی تکرار ہو رہی ہی کہ ایک طائر سرخ رنگ شاخ نخل سے اڑا زقیل مارتا ہوا چلا مہتر قران نے چٹکی کے اشارے سے کہا اُستاد اس طائر کو دیکھکر میرے ہوش اُڑ گئے ہین خدا خیر کرے عمرو بھی گھبرا کر اُٹھا کہا سیٹھ جی جوڑی موتی کی دید دسرا ہے جاکے گماشتے کو بھیجو لگا جوہری جی این لتا ہی کہ ایسی شئے عمدہ ہاتھ سے جاتی ہی اگر یہ جوڑی ملتی ہزارہا روپیہ کا نفع ہوتا خواجہ عمرو نے بمشکل اُسکے ہاتھ سے لی چاہتے ہین کہ اُٹھین دیکھا نقارے پر چوب پڑی سواری کسی بادشاہ جلیل کی آتی ہی ہٹو بچو کا ہلڑ مہتر قران تو پیچھے ہٹے ایک کوچہ تنگ تھا سیلا وغیرہ سر سے اُتار کر یہ تو ایک جانب بھاگے مگر خواجہ عمرو جبتک اُٹھین سواری کے آگے چوبدار تھا اُسنے خواجہ عمرو سے پکار کے کہا خواجہ بازرگان ہماری مالک شاہزادی اس ملک کی ملکہ سہیل نابجی کوشش یاد فرماتی ہین خواجہ عمرو اچھا کہکر اُٹھا چاہا نکلجاؤن مگر چوبدار نے ہاتھ پکڑ لیا خواجہ عمرو نے پلٹ کے دیکھا برق وچالاک وغیرہ بھی ہلڑ مین چلدیے خواجہ عمرو چوبدار سے کہتے تھے

کر ہاتھ چھوڑ دو ہم تمہارے ساتھ چلتے ہین خواجہ نے ابھی یہ کلام تمام نہین کیا تھا اُس مجمع مین سے ایک سنا زمین کو دیکھا کہ تاج شہریاری برسر لباس فاخرہ زیب جسم نور آسنے پکارکے آواز دی مردبے خبردار ان ساربان زادے کو نہ چھوڑنا جو وقت میرے ملک مین آیا تھا اُسی وقت بیرون نے خبر پہنچائی تھی پانچ عیار اور بھی اسکے ساتھ تھے اسکے حواس خمسہ وہ پانچون بھی بڑے پاجی ہین کدھر گئے خواجہ عمرو نے دیکھا وہ کہتی ہوئی قریب آئی ہے مرد تا ہاتھ نہین چھوڑتا خواجہ عمرو نے کہا مردبے صاحب دیکھو وہ منع کرتی ہین مردا جیسے ہی پلٹا عمرو نے کوکھ پر خنجر مارا عمرو بھی سمجھ گیا کہ یہ پہچان گئی بلا مین پھنسے دیکھیے پروردگار کیا دکھائے خنجر مردبے کی کوکھ پر پڑا یہ توہاے کہکے زمین پر گرا عمرو نے جست کرکے گلیم اوڑھلی چوبدار کے مرنے سے آواز آئی کشتی فرامام مین تابدار جادو بود و نابود مین ایک ہنگامہ برپا ہوا دکانین بند ہونے لگین سہیل نارنجی پوش وہان پر آن کے شہری پکارکر کہا یہ ہمارا قلعہ ہے اس قلعہ کو قاف عجائب کہتے ہین یہ نگوڑے مکار وغدار اپنے پاؤن سے اپنی گور مین آئے ہین اب کہان نکل سکین گے خواجہ عمرو ایک گوشے سے گلیم اوڑھے دیکھ رہے ہین ملکہ سہیل نارنجی پوش یہ کہتی ہوئی پلٹی کہ مین ابھی ان سب کو بلوائے لیتی ہون اس سرکشی کی سزا دیتی ہون تابدار جادو کا خون بالا بالا نجائے گا ساربان زادے نے کیا مجکو افراسیاب سمجھا ہے اپنی بارگاہ مین آئی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بھی اسکے عقب مین مہتر برق فرنگی وضرغام شیردل وجانسوز بن قران صاحب شوکت و شان یہ چارون صورتین بدل کر شہر مین پھرنے لگے جس دروازے سے آئے تھے تلاش کیا وہ پھاٹک نہ ملا گھبرائے ہین کہ ہم کہان ٹھہرین کوئی بصورت نیز بنا مہتر برق فرنگی ایک گھوڑی کی صورت بنکر تیار ہوا بصورتہاے مختلف شہر مین پھر رہے ہین کچھ بن نہین پڑتا مگر مہتر قران جو بھاگے ایک ٹوٹی قبر مین لیٹ رہے دروازہ شہر کا نہ ملنے سے انکو بھی زندگی سے یاس ہی پڑا ہراس ہے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھے دربارگاہ پر کھڑے ہین مگر خوف سے کانپ رہے ہین ملکہ سہیل نارنجی پوش بصد قہر وغضب بارگاہ مین آئی کنیزون سے کہتی ہوئی نگوڑے عیارون کی شامت آئی ہے میرے قلعہ مین سے دیکھون کیونکر نکل کے جاتے ہین ابھی بلاتی ہون جھولی مین ہاتھ ڈال کر سرخ کاغذ نکالا مقراض سے چھ گھوڑے کترے زمین پر ڈال دیے چند دانے

ناش کے مارے چنون بصورت مرکب اصلی بنکر تیار ہوے ملکہ سہیل نارنجی پوش نے
ایک ایک کی پیشانی پر ایک ایک عیار کا نام لکھا کہا جاؤ اپنے اپنے سوار کو جلد لاؤ جس مرکب
کی پیشانی پر خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا نام تھا چونکہ گلیم اوڑھے عمرو دروازے پر کھڑا ہی
وہ اسی مقام پر آن کر ٹاپنے لگا یعنے ٹاپون سے زمین کھود رہا ہی یا گرد عمرو کے چرخ مارتا ہی
کنیزون نے آکر کہا حضور پانچ مرکب تو روانہ ہو گئے ایک گھوڑا دروازے پر ٹاپ رہا ہی
سہیل نارنجی پوش گھبرائی کہ یہ کیا سو کہ ہی مگر مہتر برق فرنگی بازار مین ایک دکان پر مہاجن
کی بلیرو کر رہا ہی یعنے بصورت اگھوری ایک کھوپری ہاتھ مین سے لی ہی اسمین کھلی بھری ہوئی لوگون
پر پھینک رہا ہی لوگ جانتے ہین کہ وہ ہی بھاگے پھرتے ہین کبھی پیشاب کرکے چلو مین لیتا
ہی لوگون پر دوڑتا ہی آدمی پر آدمی گر رہے ہین بازار مین ہنگامہ ہی لوگون نے دیکھا
ایک گھوڑا کوتل دوڑا ہوا چلا آتا ہی وہ گھوڑا اگرد برق فرنگی کے پھرنے لگا برق بھی تڑپ کر
بھاگا گھوڑے نے پیچھا نہ چھوڑا پاؤن مین گھسکر اپنی پشت پر سوار کر لیا جیسے ہی مہتر
برق فرنگی پشت مرکب پر آیا رنگ روغن چہرے کا دفع ہو گیا مہتر برق فرنگی نے اپنے
کو بصورت اصلی پایا ہوش و حواس پراگندہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ بازاریون مین ملبوس امیان
انگریزی بنگلے کی لنبی ٹوپی سر پر پتلون جاکٹ جسم پر آراستہ حلقے کمند کے بازوون پر توبڑہ کسوت
عیاری کا پہلو مین لٹک رہا ہی جب مہتر برق فرنگی نے اپنا یہ حال دیکھا چاہا گھوڑے پر سے
کود دون ممکن نہوا تو مہتر برق فرنگی نے ہی بڑی جائی پو دسے پر ہاتھ ڈالا ٹوپی اڑاتا ہوا
ہنسو بچو کہتا ہوا جاتا ہی ہزارون آدمی شہر کے ہنستے ہوے پشت و پہلو پر تھوڑی دور برق
چلا ہی کہ دیکھا جانثار بن قران و ضرغام شیردل و چالاک بن عمرو اسی طرح مرکبون پر
سوار بصورت اصلی مجبور و ناچار چلے آگے ہین آپس مین اشارے ہوے ہر ایک نے طرف
آسمان کے اشارہ کرکے کہا دیکھین بھائیو اب خدا کیا کرتا ہی اس قلعہ مین آکر پھر پھنسے مگر جان
مہتر قران کا بیٹے یہ جاکر ایک ٹوٹی قبر مین اتر گئے دیکھا کہ ایک مرکب آتا ہی مہتر قران نے
خیال کیا اسی جانب آتا ہی کیا عجب ہی کہ میری تلاش مین ہوا ہی مہتر قران دروازہ بھی شہر کا
نہ ملا تمھارے لیے بزرگون نے قید لگائی ہی کہ جس دن گرفتار ہوے موت کا سامنا ہی یا قید آرام

کھینکے ایک بقدر زمین پر مارا مہتر قران طبقے کے اندر آیا اب جو خیال کیا وہ گھوڑا اسی مقام پر چرخ مار رہا ہے ٹاپون سے زمین کھودنے کا ارادہ کرتا ہے تو مہتر قران اندر ہی اندر نقب کھودتے ہوئے چلے مہتر قران تو نقب کھودتے ہوئے جاتے ہین ہر چند اندر زمین کے دل گھبراتا ہے نفس در نفس پیچیدہ مگر مہر درویش بر جان درویش انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین نقب کھودتے ہوے جاتے ہین مگر خواجہ عمرو بن امیہ گلیم اوڑھے دربارگاہ ملکہ سہیل نارنجی پوش پر کھڑے ہین گھوڑا گرداب تک خاک اُڑا رہا ہے کہ یکایک ہلڑ ہوا دیکھا مہتر برق وچالاک وجانسوز ضرغام مرکبون پر سوار بیقرار اشکبار بیٹھے آتے ہین الامان ککر عمرو کنارے ہوا ملکہ سہیل نارنجی پوش کو چوبدار نے خبر دی چار مرکب چار عیارون کو لے کر آئے ہین ایک اب تک نہین ملتا ایک دروازے پر خاک اُڑا رہا ہے سہیل نارنجی پوش غصہ مین بیرون بارگاہ آئی دیکھا چار دن عیار گھوڑون پر سوار کھڑے ہین جو مرکب کہ خاک اُڑا رہا تھا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے بہ نگاہ قہر اُسکی جانب دیکھا کہا کیون بھڑوے میرے دروازون کے گرد پھرتا ہے جا کر اپنے باپ کو نہین تلاش کرتا مرکب نے بہ نگاہ حسرت طرف ملکہ سہیل نارنجی پوش کے دیکھا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے ایک دانہ ماش کا اُٹھا کر مارا اور کہا روح سامری مین بھی تاثیر جاتی رہی دانہ پڑتے ہی مرکب جلکر خاک ہوا عیارون کی جانب متوجہ ہوئی کہا کیون نگوڑو میرے قلعہ مین آکر کچھ مزا اٹھایا اب تمھارے سر کاٹ کر خدمت شاہنشاہ افراسیاب مالک طلسم ہوش ربا کے روانہ کرونگی جادوگرون سے اشارہ کیا کہ انکو گھوڑون سے اُتارو مشکین بندھوا کر اندر لائی کہا دیکھو ان دونون کو بھی بلواتی ہون مہتر برق نے کہا ملکہ عالم اعلے اعلے مراتب رہین چراغ حسن وجمال ہمیشہ روشن رہے دشمن مثل سبزہ پامال ہون دوست نہال ہون اور کسی کے دل کا حال تو ہم نہین جانتے ہم تو غلامی کو حاضر ہین آپ نے ہمکو یہ مرتبہ دیا پیادے مشہور تھے گھوڑے پر سوار کیا اس آبرو سے اپنے سامنے بلایا آخر ہماری کیا خطا ہے ہین جو خدمت مین رہونگا دل وجان سے خدمت گزاری کرونگا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے کہا او انگریز کے بچے میرے سامنے زیادہ باتین نہ بنا اگر مین نے یہ انتظام نہ کیا ہوتا تو نہین معلوم کیا قیامتین برپا کرتے مہتر برق فرنگی نے کہا

سمجھو ضرور کا نام سنکر آئے تھے جیسا سنا تھا اُس سے زیادہ پایا مہتر برق فرنگی تو اپنی کہے جاتا ہی مگر ملکہ سہیل نے کہا ایک منقل آتشین لاؤ مین اُن دونون عیارون کے جلانے کی تدبیر کرون کنیزین چلی ہین کہ آسمان برستا ہوا شعلے آگ کے گرے خوشبو سے مشک وعنبر آئی ملکہ سہیل نارنجی پوش نے سر اُٹھایا دیکھا ایک بزرگ آسمان سے اُترے چلے آتے ہین ریش سفید تا بہ ناف تاج زرین سر پر جامہ زیب جسم گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہا ہی کبھی سرخ کبھی زرد کبھی کبود ہو جاتا ہی اُن بزرگ نے آواز دی منم پابوس بزرگوار نائب خداوند لات و منات ای سہیل نارنجی پوش تیرا اختر اقبال اوج پر ہی کیا کار نمایان کیا اِن مکارون کو پکڑ لیا مگر ساربان زادہ بلاے روزگار ہی تجکو مژدہ پاکر قدرت نے ہمکو بھیجا لو عمرو بن امیہ نامدار گرفتار کرکے پاس ہماری بندی خاص ملکہ سہیل نارنجی پوش کے پہونچا دو عمر اُسکی بڑھاؤ سہیل نارنجی پوش گھبرا کر تخت سے کھڑی ہوگئی نائب لات تخت پر اُترے جامہ کو دیکھکر سب اپنے جامہ سے باہر ہین کہ دمبدم رنگ بدل رہا ہی پہلو سے عمرو کو نکال کر سامنے پھینک دیا کہا ای سہیل یہ عمرو بن امیہ نامدار موجود ہی اب ملکہ سہیل نارنجی پوش نے دیکھا عمرو مشکین بندھا ہوا سامنے تخت کے پڑا ہوا ہی دربار مین یا خداوند لات ومنات کا غل ہوا سب واسطے سجدے کے جھکے سہیل نارنجی پوش نے بھی قدمون کو بوسہ دیا نائب لات نے سر چھاتی سے لگایا کہا ای ملکہ سہیل نارنجی پوش دربار مین قدرت کے تیری بڑی تعریف ہی زبان قدرت پر تیری توصیف ہی جلد اِن پانچون کو قتل کر خبردار اِس برق کے دام تزویر مین نہ پھنسنا برق تو حیران کہ خداوندا یہ کیا معرکہ ہی چالاک نے اشارہ کیا کہ تو بھائی قبلہ وکعبہ آگئے نائب لات نے کہا ای سہیل رات بھر لات ومنات وسامری وجمشید مین جوتی پیزار رہی ہی لات ومناط کہتے تھے کہ عیارون کو ہاتھ سے سہیل نارنجی پوش کے قتل کرائینگے سامری وجمشید کہتے تھے کہ سہیل کا ستارہ گردش مین آیا عمر کا اُسکی خاتمہ ہوا ملک الموت جاے اُسکی روح قبض کرے تب لات ومنات نے ہمکو حکم دیا کہ ای پابوس بزرگوار تم جا کر اُسکی عمر بڑھا دو دو دو سو برس کی عمر کل اُسکے ساتھ والون کو عطا کرو سامری وجمشید سر پٹکتے رہجائینگے کچھ بھی نہ کر سکینگے جلد شراب منگا ایسا نہو ملک الموت آجاے ملازم اُسکے دوڑے

ستھے قرابہ ہٗ شراب کے گرد و بار مین رکھے نائب لات نے ایک قرابے پر القاب لات و منات
پڑھا لوگ حیران ستھے کہ یہ کون سی زبان ہی کہا اس قرابے کی شراب سب مین ملا دو ایک ایک جام
سب ملکہ مین مگر خبردار ایک ہی سانس مین اگر نہ پیا ابھی دم نکل جائیگا اور یارو ملک الموت چل دیگا
آیا ہی چاہتا ہی قرابہ کھینچکر اپنے ہاتھ سے بھرکر ملکہ سہیل نارنجی پوش کو دیا کہا ای بندی
خاص الخاص جلد پیجا دیر نہ کر ملکہ سہیل نارنجی پوش نے خوشی خوشی جام ہاتھ مین لیا جیسے ہی
ہونٹون سے لگایا ایک شعلہ چمکا شرارہ پیدا ہوا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام کے ہزار ٹکڑے ہوے
اسی شعلہ مین سے آواز آئی ای ملکہ سہیل ہوشیار ہو جا بس سہیل نے پلٹ کر آواز دی باش او
مکار مین نے پہچانا یہ کہکر ہاتھ اٹھایا چاہا آخر کرون خواجہ عمرو تخت سے کودے سرہنگ جادو کہ
وزیر سامنے کھڑا تھا اُسکے کلائی پر خواجہ عمرو کی ہاتھ ڈالا جھٹکا دیا عمرو منہ کے بھل زمین پر گرا گرتے ہی
گرتے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گزاری یہ کہکر لپیٹ کر خنجر مارا سرہنگ جادو کے پہلو
پہلو کو توڑ کر خنجر باہر نکلا سرہنگ لڑکھڑا کر گرا عمرو نے جست کی کہ مین نکل جاؤن جادوگرون
نے گھیرا خواجہ عمرو نے حقہ آتشبازی کا مارا کسی کا ہاتھ جلا کسی کا منہ جھلسا کوئی ہائے ہائے
کہکے گرا اب بارگاہ مین عمرو بھاگا بھاگا پھرتا ہی دروازہ بارگاہ کا بھی آنکھون سے ناپدید ہوا
گھبرا کر عمرو نے تیغچہ بھی کھینچا کسی پر جاب مارا وہ بیہوش ہو کر گرا کسی پر کمند ماری کسی کے خنجر
کوکھ پر مارا کنجہ مین رکھا کسی کو چیر مارا ملکہ سہیل دیکھتی ہی کہ عمرو مثل برق کے تڑپ رہا ہی زمین
پر قدم نہین جمتا کئی سو جادوگرون کو مار کر ڈال دیا مگر مجبور ہی کہ دروازہ بارگاہ کا نہین ملتا جو نکل
تک جاتا ہی جب ساحر لینا لینا کہکر دوڑتے ہین گھبرا کر پلٹ آتا ہی سہیل نارنجی پوش نے چند دانے
ماش کے ہاتھ مین لیے عمرو نے ایک جادوگر کو خنجر مارا وہ گرا تھا کہ سہیل نارنجی پوش نے ایک
دو ہتڑ زمین پر مارا آواز گبر کی دی زمین نے پانون خواجہ عمرو کے پکڑ لیے اب ملحوظ ہو کہ مہتر
برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیردل و چالاک بن عمرو یہ تو بند سے بیٹھے ہین عمرو
کے پانون زمین نے پکڑ لیے ملکہ سہیل نارنجی پوش نے نعرہ کیا ہان سب کے سر کاٹ لو
جادوگر تلوارین کھینچ کھینچ کر چلے اب خواجہ عمرو کو عالم یاس ملک الموت پاس بلک بلک کر
آواز دی ای رب بے نیاز و ای خالق کارساز اس مشکل کو حل کر ادھر مہتر برق و جانسوز

و ضرغام و چالاک وغیرہ تڑپ تڑپ کر پکار رہے ہیں اے معبود لم یزل و اے عزیز بے بدل
ہلاکت سے بچالے ظلم سے ان ساحران عدا کے نجات دے خواجہ کو اس حال میں دیکھکر
چالاک نے سرد سے مار اپکارا کہ اے رحیم و کریم اگر قبلہ و کعبہ قتل ہو جائینگے چراغ لشکر اسلام
از طلسم ہوش ربا تا بکو خشتی گل ہو جائیگا ایک آن مین گلزار لہیمہ پر خزان آجائیگی اور اسباب
کہ ظلم سے فوج مہرخ امان نہ پائے گی

نظم

اور داد بہ آفتاب شاہی
اے جمیل کہ کابش سیاہی
او بافتہ بجوزہ خاک
زرین پنبہ صبح چرخ افلاک
اوکرد بنا سراچہ تن
بکشاد در او ز دیدہ روزن
بستہ ز کمال قدرت از مو
بر منظر دیدہ طاق ابرو
او ساختہ این ہمہ عجائب
او کردہ بنائے این غرائب
از مشعل مہ کہ بر فروزد
بے روغن و بے فتیلہ سوزد
در بیضہ سرنگون اخضر
بزرگ دور روزن از مہ و خور
در پنبہ ابر آن یگانہ
بنہفتہ ز ژالہ پنبہ دانہ
رگواج دہ بجار جود است
بخشندۂ خلعت وجود است
تو بے نیاز ایسے مقام پر قتل

ہوتے ہین کہ دفن و کفن بھی نہ ملیگا لاشہ کون اُٹھائیگا قبر تک کون پہونچائیگا یہ دل سے جو ان
سبھون نے دعا کی تیر ہدف مراد پر پہونچا بقدرت پروردگار مہتر قران نامدار جو لقب تیتے ہوے
اندر سے زمین کے آتے تھے زیر زمین اسی بارگاہ مین آکے پہونچے جان سے تو انہی بیزار
روح قالب سے نکلنے کو تیار آفت مین گرفتار انگلیون سے خون ٹپک رہا ہی کایک کان
مین آواز گیرو دار کی آئی مہتر قران نامدار نے اوپر ہاتھ کرکے ایک بغدا مارا قابل سا طبقہ
ٹوٹا مہتر قران نے دیکھا خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز و ضرغام شیر دل و چالاک
غمگین بندھے بیٹھے ہین خواجہ عمرو کے بالون زمین نے پکڑ لیے ساحر تلوارین کھینچے ہوے
آمادۂ قتل ہین یہ لوگ گریہ و زاری کر رہے ہین اور ایک ساحرہ جو سب کی افسر معلوم ہوتی ہے
تیغہ پکڑے ہوے طرف خواجہ کے جاتی ہی اندھیرا آنکھون کے نیچے آگیا قلب ٹھہر گیا گردن
اُٹھا ہوا لباس پھٹا ہوا زمین سے نکلتے ہی نعرہ کیا باش او قحبہ کیا کرتی ہی مین آن پہونچا

نعرۂ مہتر قران ذیشان
بمیدان آذر آتش فشانم
سریع السیر چون باد بہاری
منم مہتر قران شیر ژیانم
جہان سرہنگ در خنجر گزاری
ملکہ سہیل نارنجی پوش پلٹی کہ

یہ بلا کہان سے آئی چاہتی تھی کہ سحر کرے بغدا اژدہا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے عمرو کے بازون
زمین نے چھوڑے برق وجانسوز وضرغام وچالاک یہ سب قید سے رہا ہوئے سکان کرنے لگے
صدائے ہائے ہو بلند تمام ساحر دردمند بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کشتی سر نام من سہیل نارنجی پوش
بود اب روشنی ہوئی ساحرانِ شہر نے عیارون کو گھیرا عیار لڑکے بھڑتے بیچ شہر مین آگئے
مین مہتر قران کا بغدا چل رہا ہی خواجہ عمرو نے جابجا مار مار کے صدہا نامردون کو مارا
برق کر رہا کھینچے تڑپ رہا ہی ساحران شہر گئے تو یہ لوگ قبضہ مین نہین آتے حقہ ہائے
آتشین مار کر ہزارون کو جلا دیا اب دروازہ شہر کا بھی معلوم ہو رہا ہی قریب ہی کہ لو بھڑ کر
نکلا مین ساحر بجھول سے گئے ہین دیوارین شہر کی گر گئی ہین باغ مین گلہائے رنگا رنگ سے
چنگاریان نکل رہی ہین شاخین مثال شمع کافوری جل رہی ہین ہر نخل شمشاد پر شعلہ کا گمان ہی
ہر درخت آگ کا شجر معلوم ہوتا ہی کہ دو ہر رن مین ہنگامہ ہی کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا
کہ یا شیدا و نا عیار و صبری دختر بلند اختر کو مارا سنم شعلہ خوار جادو مہتر قران نے جو سر اٹھا کے
دیکھا ایک ساحر فدا ہوا ہے روزگار ہزبر آتشین پر سوار ہاتھ مین اسباب ہر دسون انگلیان
مثل جھنباشے کے روشن آگ کا پتلہ بنا ہوا عیارون نے چاہا کہ کود پھاند کر نکل جائین چہار جانب
مجمع ساحران مقابلے سے ان بچاؤن کے حیران پریشان ہوا ایک جھپکنے نہ پائی کہ شعلہ خوار
زمین پر اترا ہزبر آتشین سے کود کے ایک دو منتر زمین پر مارا کہ عیارون کے پاؤن زمین نے
تھام لیے اور شعلہ خوار جادو جھڑک کر جھپٹا ایک طرف لاشہ جانی بیٹی کا تڑپتے دیکھا آگ
لگ گئی گریبان چاک کیا منھ پر خاک ملی آواز دی ہائے ای نورِ نظر پارہ جگر ان ظالمون کو رحم
نہ آیا عین شباب مین تجکو مارا یہ کہکر طرف عیارون کے پلٹا عمرو سے آنکھ ملا کر آواز دی او
ساربان زادے تم چھوٹون کو تو ابھی پھونکتا ہون مگر مہرخ وغیرہ کی بھی شامت آئی ہی
اگر اس خون کے معاوضہ مین جا کر کل کو نہ مارا تو نام اپنا شعلہ خوار جادو نہ پایا یہ کہکر جھولی
سے گولہ نکالا چرخ دے رہا ہی عیارون نے دیکھا کہ وقت خاتمہ قریب آیا سب یہ رجوع کر
پکار اٹھے ای دافع البلیات وای سامع الدعوات فریادرس درماندگان وخلاق زمین و
آسمان تو نے بطن مادر مین جگہ دی تو ہی نے نو مہینے حفاظت کی چالیس روز قبل از تولد

بر پرستان مرحمت فرمایا ایک کارہ کن ہین تمام عالم کو بنایا نظم

تمام آموز سرو جویباری | بلندی بخش ہر ہمت بلندے | قصب باف عروسان بہاری
بادہ آموز رندان قدح خوار | بطاعت گیر پیران ریا کار | بہ پستی افگن ہر خودپسندے
رفیق خود ور محنت گزاران | زنجیر لطف او ابر بہاری | انیس خلوت شب زندہ داران
شکر ریش پر شکر کام شکر فان | زقہر ش زہر عیش تلخ حرفان | کند خار و سمن را آبداری
دربار مین اپنے آقا کو پکار رہے ہین نظم | مشکلم در پیش یا حاجت روا | سب سے زیادہ مہتر قران
یا علی درماندہ ام دستم بگیر | در گناہ خود گرفتارم اسیر | کس نی جز ذات تو مشکلکشا
امیری تو وزیری من گدا | یا علی سلطان عالم نام تو | کن نظر بر بینوائی یا شہا
وصف ذات در کلام اللہ است | تو اما مے تو ید اللہ ہست | آسمان پست است پیش بام تو
| | اے کریم کار ساز و راسطران

بزرگان دین کا رحم کر اس جبیا کے ظلم سے بچائے بلک کر جوان جبون نے دعائی دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا اتفاقات قضا و قدر حاکم مالک بحر و بر ملکہ مخمور سرخ چشم جو طلسم جمشیدیہ سے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان سے رخصت ہو کر چلی تھی بخوف شاہنشاہ افراسیاب مثل ستارے کے آسمان مین ڈوبی ہوئی چلی آتی تھی شور و غل کی آواز سن کر وہان مین پہونچی دیکھا ایک شہر کو کہ دیواریں وغیرہ گرگئی ہین قصر ہائے پختہ جابجا جل رہے ہین ہر در و دیوار سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین اپنے چہوں عیاروں کو دیکھا کہ مجمع ساحران مین پابہ گل ہین لاشے سیکڑون گرد پڑے ہین ایک ساحر غدار آتش کا تکیہ بنا ہوا ہاتھ مین ان کو چرخ دیرہا ہی کلمات سخت بنسبت عیاروں کے زبان پر جاری گولا مارا جاتا ہی ملکہ مخمور سرخ چشم کا کلیجہ جلا مگر شعلہ خوار جادو نے گولا مارا کہ عیار جل جائین ملکہ مخمور سرخ چشم نے وہین سے سحر کیا کہ وہ گولا الٹا پلٹا مجمع ساحران مین آکر پھٹا کئی ہزار ساحر جلکر گرے شعلہ خوار گھبرایا کہ یہ کیسی آگ لگی میرے سحر نے میرے ہی جادوگرون کو جلایا جا ہا کہ نیچہ کھینچ کر جھپٹنے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم ملکہ مخمور سرخ چشم مین نے پہچانا اترتے اترتے سحر کیا زمین پھٹنے لگی سو بیجا واصل جہنم ہوئے شعلہ خوار نے کہا شاباش او مخمور مین نے پہچانا یہ کہکر نسخہ آتش کے دونے مارے صدہا شعلوں نے اس ماہ آسمان خوبی کو گھیرا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دونون

ہاتھ چمکا کے باران سحر برسا آتش سحر کو اس بجلی نے بجھایا اور پلٹ کر موتیون کا مالا توڑ کر پھینکا ج
وغیرہ پر وہ موتی گرے ہاتھ پاؤن سحر سے چھوٹے اب یہ بھی کندین پکڑ کر ساحرون سے لڑ
لگے مخمور نے قیامت برپا کی کئی ہزار ساحرون کو مار کر سامنے شعلہ خوار جادو کے پہونچی ا
بہت سے سحر کیے مالکہ نے دانہ یاقوت احمر کا کنٹھے سے نکالا اسم سحر کا پڑھکر للکارا سینہ پر کینہ
شعلہ خوار جادو کے مارا ہر چند چاہا بچن نہ سکا سینے پر پڑا کر پشت کو توڑ کر نکل گیا شعلہ خو
چرخ کھا کر زمین پر گرا صدائین ہا ہو کی آئین زمین کانپی سنگباری برف باری ہوئی خواجہ
نے اس اندھیرے مین لوٹنا شروع کیا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام مین شعلہ خوا
جادو بود دیکھا ایک لاشہ شعلہ خوار و لاشہ سہیل نارنجی پوش خود بخود بلند ہوے جھونکے ہو
کے اڑا کر طرف آسمان کے لیگئے ملکہ مخمور سرخ چشم نے آواز دی ای خواجہ عمرو دام طمع مین
نہ پھنسو شہر کے لوٹنے مین مصروف ہو نکلجاؤ مین لشکر مین آکر ملونگی اب راستہ بھی فراموش ہو
جلد نکل دیئے یہ لاشے دونون کے طرف باغ سیب کے گئے ہین افراسیاب کو خبر
ہوجاوے گی فوراً آئیگا قیامت برپا کریگا یہ کہکر مخمور سحر کر کے بلند ہوئی چھون عیار پیچھے ٹیک
ٹیک کر شہر سے نکلے طرف لشکر اسلام کے چلے اب راستہ بھی معلوم ہوا دو تین کوس راستہ طی ک
تھا کہ نشان لشکر اسلام معلوم ہونے لگا یہان ملکہ مہرخ بارگاہ آسمان جاہ مین مع سرداران
نامی و جادوگران گرامی جلوہ فرما ہین جیسے کہ خواجہ عمرو کو افراسیاب لیگیا ہی بارگاہ مین
سناٹا پڑا ہی ملکہ مہرخ کہ رہی ہین کہ صاحبو نہین معلوم خواجہ عمرو پر کیا گذری ایک سر
ہزار سودا خدا اسکی جان بچائے سامنے دشمنون کے سرخ رو رہے فلک روز بینہ کہا
یہ کہکر ملکہ مہرخ نے کہا کیون ای ملکہ بہار تم تو فکر مین خواجہ عمرو کی بیتاب ہین بخور و خواب
مین عہدہ وزارت تمہارے سپرد ہی مناسب یہ ہی کہ ہر کس و ناکس کا خیال رکھو کئی مہینے کا
زمانہ گزرا کہ بی مخمور سرخ چشم کا پتا نہین ہرکارے بھیجو خبر منگاؤ ورنہ لشکر اسلام کی رازدار
صاحب جاہ و وقار خدانخواستہ کہین افراسیاب جادو نے پکڑ نہ لیا ہو قید کر کے طلسم مین
نہ بھیجا ہو ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا عاشق مزاجون کے لیے فکر بیکار ہی انپر بھوت عشق کا سوار
ہی کوہ عقیق پر ہونگی مزے اڑا رہے ہونگے آنکھون مین رنگ نشے کے جمے ہونگے نئی نئی چاہت

دلمین جوش محبت حضور رہ ربط وضبط بہت مشکل ہی جو آتش عشق کو یون سینہ مین چھپائے وہ بڑا کامل ہی کا یجہ آتش عشق سے جلے منہ سے دھوان نہ نکلے قلب پر چھری چلے ہاے واے نہ کرے بی مخمور کے دل سے نہ مانا اپنے معشوق کو دیکھنے گئی ہین جلدی کیا ہی آ نکلیگی کوئی قید ہی تو انھین کیا مرنے والا مرے جینے والا جیے اپنے مزے سے کام اپنے فعل کی مختار ہین انھین کون بدنام کریگا کئی مہینے گذرے دل نہین بھرتا اگر ہمارا خیال ہوتا شاہزادہ اسد بن کرب غازی کے قید ہونے کا ملال ہوتا ضبط کو کام فرماتین اس زمانے مین نہ جاتین ملکہ مہرخ نے ہنس کے فرمایا ای ملکہ بہار جادو ہم تمھارے ربط وضبط کے قائل ہین ماشاء اللہ کیا ضبط ہی شاہزادہ سعد بن قباد کی محبت کو کیا چھپایا ہی نام سعد بن قباد سنکر ملکہ بہار کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا حضور خدا اُس شہریار کو سلامت رکھے اُنکے غلامون سے ہمین محبت ہی مگر اپنے کو بدنام کرنے سے نفرت ہی ہر چند کہ آتش عشق کا چھپانا کلیجہ کو جلانا مردان عالم کا کام ہی عاشقان صادق کا ننگ انجام ہی نظم

عشق سر دفتر دیوان قضاست	عشق سر حلقۂ ارباب بلاست	عشق را فتنہ گری پیشہ بود
عشق بس ساختہ اندیشہ بود	عشق آشوب پسنداست مدام	عشق راہست ہمین طرز مدام
عشق ہمخوابۂ چشم بیخواب	عشق ہم بزم دل خانہ خراب	عشق گلگونہ نبالد گل را
عشق شوریدہ کند بلبل را	عشق راہست در شادی بند	عشق راراحت کس نیست پسند
عشق رارحم نباشد فریاد	عشق رانیست روش جز بیداد	حسن و عشق اندر روز میثاق
بستۂ عہد گر اند و سے خلاق		

یہ آشعار آبدار پڑھ کر ملکہ بہار کے عارض رنگین پہ اشک خونی نے قریب تھا کہ جھڑی لگ جاے ملکہ مہرخ نے فرمایا ای بہار ای گلعذار ای سرو باغ رعنائی ای غنچہ چمن زیبائی حقیقت مین تمنے خوب ربط وضبط کو کام فرمایا کیکنا بہار نے کہا حضور نہ ربط ہی نہ ضبط ہی کوچۂ عشق مین قدم رکھنا سراسر خبط ہی ہمین اپنے بخت واژگون طالع نگون سے امید نہین کہ پھر زیارت اُس شہریار کی نصیب ہو یہ ہمسے نہ ہو سکیگا کہ یہان ہنگامۂ قتل اسد غازی برپا ہو ہم مزے اُڑانے جائین یہ جنکا کام ہی انکو مبارک رہے ہان اگر خدا فضل کرے اور شاہزادہ اسد بن کرب غازی قید فراسیاب سے چھوٹین اور صاحبقران لڑتے بھڑتے

یہان پہونچین اسوقت مین یک نظرے خوش گذرے کل لشکر اسلام کی سلامتی کی خیر مناتے ہین
ہمارا عشق یہی ہی جہان رہین جان و مال کی اُنکے خیر ہو یہ باتین تھین کر آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ
مخمور سرخ چشم طاؤس زرین بال پر سوار دریاے جواہر مین غوطے مارتے ہوے مثل برق جہندہ
بارگاہ مین آکر اتر پڑی پایۂ تخت کو بڑھکر بوسہ دیا سب سے صاحب سلامت ہوئی ملکہ بہار نے مسکراکر
کہا حضور بادشاہ بخیر ملکۂ عالم آئین کیون ملکہ مخمور خوب مزے اڑاے اتنی جلدی آنا کیا ضرور تھا
معشوق کے پہلو مین دل مسرور تھا یہان آنے سے کیا فائدہ ہر وقت جان جانے کا خیال
آٹھ پہر جنگ وجدال خوب راگ و رنگ مین مصروف رہین ملکہ مخمور نے کہا بی بہار صاحبہ تمکو کچھ
حال بھی معلوم ہی آتے ہی طعن و تشنیع شروع کردی بہار نے کہا خفا کاہے کو ہوتی ہو
حقیقت مین اسد غازی کو چھڑانے گئی تھین لوح طلسمی بھی ملگئی در بند بھی فتح ہوے انجو
ملکہ مخمور کا غصہ سے چہرہ سرخ ہوا کہا بی بہار صاحبہ خدا چاہیگا تو شاہزادہ اسد بن کرب غازی
بھی چھوٹین گے لوح طلسمی بھی حاصل ہوگی وہ بھی دن خدا دکھائیگا اور انشاء اللہ ہمین لوح طلسمی
کا پتا لگا بیٹھے تم سمجھتی ہوگی ہم کوہ عقیق سے آتے ہین پروردگار نے ہمین ایسے وقت پر پہونچایا
کہ تمام لشکر اسلام مصیبت مین تھا بادشاہ لشکر اسلام کی جان بچائی اِس کلمہ پر تو ملکہ بہار کو
غصہ آیا کہا بس لو بیٹھو چھوٹا منھ بڑی بات نہ بولو اُنکا خدا حافظ و نگہبان ہی پیدا کرنے والے کا
اُنپر احسان ہی ذرا سی بات کہی لڑنے لگین معشوق کی جھانجھ مجیرا اُتاری دونون مین جاؤن
جاؤن جو ہوئی ملکہ مہرخ نے منع کیا دونون کو گلے سے لگایا کہا ملکہ مخمور بیان کرو کیا سر
گزرا ملکہ بہار ہمارے سر کی قسم حال تو سنو مخمور نے کہا حضور مین بیشک کوہ عقیق پر گئی تھی
کسی کی چوری نہین ہی مین کسی کی لونڈی باندی نہین جب کوہ عقیق پر پہونچی ایک جادوگر یہان
گیا تھا اُسنے قیامت برپا کی تھی اوّل جاکر اُسکو مارا سر میدان لٹکا رہا اب اور بڑی مصیبت
کیا عرض کرون کسی وقت مفصل بیان کرونگی مجمل یہ ہی کہ طلسم جمشیدیہ مین بھی خدا سلامت رکھے
اُس شیر بیشۂ جرأت ببر دشت ہمت گل گلزار خلیل الرحمان شاہزادہ نور الدہر کو اُسنے
زور شور سے طلسم فتح کیا کہ زمین تھرا ائی تھی جمشید جادو کو گھسکر مارا وہان سے مہلت پاکر
آئی راہ مین خواجہ عمرو بن امیہ ایک قلعہ مین جاکر مبتلاے بلا ہوے تھے وہان پہونچکر

شعلہ خوار جادو کو مارا قلعہ سے اُن سب کو نکالا یہ سب کچھ کیا اور پھر پہلو مین بیٹھی تھی راگ و رنگ مین مصروف تھی یہ خیر خواہ ایسی بیوقوف تھی ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا جوش محبت مین یہ سب کچھ ہوا نہایت دربار مین خوشی ہوئی ملکہ مہرخ نے پوچھا ای ملکہ مخمور خواجہ عمرو کو تو افراسیاب جادو لیگیا تھا قلعہ مین کیونکر پہونچے ملکہ مخمور نے کہا مین نے یہ خواجہ سے دریافت نہین کیا شعلہ خوار جادو کو جب مارا لاشہ اُسکا مع سہیل نا بخی پوش ہوا پر اُڑکر چلا مین گھبرا کر بتعجیل تمام نکل آئی خواجہ کو آواز دی کہ استاد جلد نکلیا و ایسا نہو کہ بلا مین پھنسو بارے وہ بھی نکلگئے یقین ہی تشریف لاتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے عرض کی خواجہ عمرو مع عیارون کے آتے ہین مہرخ مو وغیرہ واسطے استقبال کے نکلین خواجہ عمرو بارگاہ مین آئے سب سردار واسطے تعظیم کے اُٹھے ملکہ مہرخ نے تصدق وغیرہ اُتروایا پوچھا کہ خواجہ اُس ظالم کے پنجہ سے کیونکر رہائی پائی عمرو نے تمام کیفیت بیان کی اور ملکہ شبنم گوہر پوش کی آنکھ کھلی حیران ہوئی کہ پھر اون کیونکر پڑی اپنے کوہ مروارید پر گانا سُن رہی تھی اس دربارگاہ مین کیونکر آئی خواجہ عمرو نے پکار کے آواز دی ای ملکہ شبنم گوہر پوش قدرت پروردگار کا تماشا دیکھا مین تجکو بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہرخ مین گرفتار کر لایا اگر قتل کرڈالتا کسی کو خبر بھی نہوتی اول تو تمہارا احسان تھا کہ تمنے افراسیاب جادو سے میری سفارش کی جان بچانے کی گذارش کی علاوہ اسکے تمسے ایک محبت بھی ہوئی سامری و جمشید پر لعنت کرو ان سب شاہزادیون کا ساتھ دو کتاب سامری مین صاف صاف تحریر ہی کہ شاہزادہ اسد بن کرب غازی قاتل افراسیاب جادو ہی جہاد کرنا دین اسلام مین بڑا ثواب ہی ہر چند خواجہ عمرو نے سمجھایا مگر ملکہ شبنم گوہر پوش کو ناگوار ہوا ہر چند کہ گانے پر خواجہ عمرو کے مائل ہوئی ہی تیغ علم موسیقی کی گھائل ہوئی ہی گرفتار ہو کے اینا آنا بہت شاق ہوا مگر یہ بھی خیال کیا کہ بڑے بڑے ساحران نامی دربار مین ملکہ مہرخ کے جمع ہین ملکہ بہار و باغبان عالی وقار و سمار قدرت صاحب سطوت و صولت برق و رعد وغیرہ سوچی کہ انکار مین خرابی ہی بدرست بنکے کام کرو اسی خیال مین سوچ کر جواب دیا کہ خواجہ مجھے عذر کیا ہی مین ہمیشہ اسی فکر مین تھی کہ آپ کی خدمت مین پہونچون افراسیاب جادو سے لڑا دن یہ بھی آپ پر ظاہر ہو جائیگا بہت سے اسرار طلسم مجھے معلوم ہین بر وقت رہائی طلسم کشا عرض کرونگی مقام لوح

بتاؤنگی مین نے دل وجان سے اطاعت طلسم کشا قبول کی یہ سعادت حصول کی ملکہ مہرخ نے منگواکر خلعت دیا پہلو مین ملکہ سرخ کے کرسی ملی مگر خواجہ عمرو نے چپکے سے ملکہ بہار سے کہا کہ ملکہ مہرخ سے کہدینا کہ شبنم گوہر پوش دل سے مطیع نہین ہوئی چہرے سے سیاہی کفر کی دور نہین ہوئی بہار نے کہا نہین خواجہ یہ ساحرہ بڑی صاحب لیاقت ہے یہ ایسا نہ کریگی عمرو چپ ہورہا ملکہ شبنم گوہر پوش کے دل کو تو پیچ وتاب ہے کہ شب ہو تو سارباں زادے کو گرفتار کرکے خدمت مین ملکہ حیرت کی لیجاؤن اسکی عیاری کی سزا دون مگر قبیل کنیز شمیمہ نقب زن عیاریچی دربار مین ملکہ مہرخ کے حاضر تھی دربار کی کیفیت دیکھکے بھاگی خدمت مین ملکہ مہرخ کی آئی عرض کی ای ملکۂ عالم شاہنشاہ عمرو کو لیگئے تھے ملکہ شبنم گوہر پوش کے مقام پہ جاکر ٹھہرے تھے عیارون نے عیاری کی عمرو رہا ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش کو زنبیل مین ڈالکے آیا راہ مین کسی وجہ سے قلعہ سہیل نارنجی پوش مین پہونچا سہیل نارنجی پوش کو مہتر قران نے مارا باپ اسکا شعلہ خوار ملکہ مجمر سرخ چشم کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا قلعہ ویران ہو گیا ابھی عمرو نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو زنبیل سے نکالا عمرو نے سمجھایا وہ مطیع اسلام ہوئی عمرو سے کہ رہی ہے بعد رہائی شاہزادہ اسد بن کرب غازی لوح طلسم ہوش ربا کا پتا بتاؤنگی دربند فتح کرادونگی انکو بڑا بھاری خلعت ملا ہے سنکے حیرت جادو قہر وغضب مین کانپنے لگی کہا جو نمک حرام جاتا ہے وہ کافر دربنا لگاتا ہے بلاؤ تو ملکہ صرصر شمشیر زن کو یہ کلمہ منھ سے نہ نکلا تھا کہ سامنے سے صبا رفتار کمند انداز بصد کرشمہ وناز نمایان ہوئی ملکہ حیرت کو غصے مین دیکھکر مثل آئینہ حیران ہوئی ملکہ حیرت نے کہا ای صبا رفتار مین تجکو نہال کردونگی دامن آرزو گوہر بے بہا سے بھردونگی شبنم گوہر پوش ملکہ ہمکال جادو کی بھانجی ہو مسلمان ہوگئی جس طرح سے بنے گرفتار کرکے ہمارے گوڑون کے حرامزادی کی کھال گرادونگی صبا رفتار نے کہا لونڈی گئی اور جاکے لائی صبا رفتار سرشام صورت اپنی ایک جادوگرنی کی بناکے لشکر مین خواجہ عمرو کے داخل ہوئی مگر ملکہ شبنم گوہر پوش بصد جوش وخروش دربار مین ملکہ مہرخ کے داخل ہے غصے مین خاموش بیٹھی ہے دل سے کہ رہی ہے کہ ای شبنم تیری دست برد تو رات کو ہوگی مسلمانون پہ اوس پڑے گی یعنے خواب مرگ مین مبتلا ہونگے سبکو پا جاؤنگی سرکاٹ کرنے جاؤنگی نگوڑے عمرو کا تو وہ حال کرونگی کہ عمر بھر یاد کریگا میری بدعت سے

فریاد کریگا پہر رات گئے ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا ملکہ شبنم گوہر پوش کے واسطے ایک
بارگاہ استادہ کرادی کنیزیں براے خدمتگزاری مرحمت ہوئیں سب سردار اپنے اپنے خیمے مین
گئے صبا رفتار ایک درخت کی آڑ کھڑے ہوئے بارگاہ شبنم گوہر پوش کو تاک رہی ہی کہ سناٹا
ہو تو جاکر تدبیر گرفتاری کردن یہان ملکہ شبنم گوہر پوش کو کب آرام ہی بعد جانے خیمے کے کنیزون کو
اپنے پاس سے رخصت کردیا تنہا جاگ رہی ہی کہ رات زیادہ گذرے تو بارگاہ سے نکلون
پہلے نگوڑے عمرو عیار کا سر کاٹ لون جو ہوسکی آج رات بھر قتل کرتی پہرونگی صبح ہوتے بارگاہ
ملکہ حیرت جادو مین پہونچونگی جب اسنے یہ خیال کیا کہ پہر رات باقی رہی ہی اپنے چھپر کھٹ سے
اٹھی باہر بارگاہ کے آئی چہار طرف نگاہ اٹھاے دیکھنے لگی خواجہ عمرو کے خیمے پر نگاہ ڈالی ہی
ہی کہ گوشے سے صبا رفتار نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو دیکھا جی مین کہتی ہی کہ کیا سبب ہی
کہ اسوقت ملکہ شبنم اپنی بارگاہ سے نکلی گمراہی صبا رفتار ہی وقت عیاری ہی جھٹ پٹ
رنگ و روغن عیاری کا لگاکر بہتر برق فرنگی کی شکل بنکر تیار ہوئی دوڑتی ہوئی سامنے
ملکہ شبنم گوہر پوش کے آئی شبنم اسکو دیکھکر جی مین کہنے لگی کہ یہ عمرو کا قوت بازو ہی پہلے اسکو
لینا چاہیے پکار کر آواز دی جیتا کہان سے آتے ہو صبا رفتار تو خود ہی چاہتی ہی کہ یہ مجھکو
بلاے تو مین اپنا کام کرون پلٹ پڑی پکار کر کہا ملکہ عالم خیر تو ہی ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا جیتا
برق اسوقت بارگاہ مین دل گھبرایا چاندنی کی سیر دیکھنے باہر نکل آئی ہون آؤ گھڑی بھر ہمارے
پاس بیٹھو خیال مین ہی کہ شبنم بیٹھے تو اسکو بارگاہ مین لے چلو اسکا سر کاٹ لو صبا رفتار نے
کہا ملکہ حاضر ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش برق کو لے کر اندر آئی صبا رفتار نے آتے ہی کہا ملکہ کوئی
گلابی شراب کی بھی ہی کہ اسوقت بہت جی چاہتا ہی ملکہ شبنم نے کہا جیتا لو یہ کہکر گلابی سامنے
کی صبا رفتار نے جھٹ پٹ جام لبریز کرتے کرتے بیہوشی شامل کرکے ہاتھ پر رکھکر کہا ملکہ پہلے آپ
پیجیے ملکہ شبنم نے بے تکلف ہاتھ بڑھا دیا جام لبون سے لگا کر پی گئی جام پلا کر صبا رفتار اٹھی ملکہ
شبنم نے کہا جیتا برق کہان چلے صبا رفتار نے کہا اب طلاے پر جاونگا ملکہ شبنم اٹھی
کہ ماش کا دانہ ماردون کہ یہ باہر نہ جاسکے اٹھتے اٹھتے بیہوشی نے طمانچہ مارا کہ لڑکھڑاکر گری صبا رفتار
نے فوراً زبان مین سوزن دیا حلقہ ہاے کمند سے مشکین باندھین سراپچہ چاک کرکے گٹھری

طرف لشکر ملکہ حیرت کے روانہ ہوئی ستارۂ سحری چمک چکا ہی خواجہ عمرو کو رات بھر خیال
رہا ہی کہ دیکھیے ملکہ شبنم گوہر پوش کیا کرتی ہی دو گھڑی رات رہے سے عمرو اُسکی بارگاہ پر
آیا اندر سے آکر دیکھا پیتر و صبا رفتار کا معدوم ہوتا ہی سراپچہ چاک ہی بس خواجہ عمرو نے خیمے سے
نکلتے ہی آواز دی ملکہ شبنم گوہر پوش کو صبا رفتار چرا لیگئی سرداروں نے تصدیق کیا عمرو
نے کہا پہلے مین جاتا ہون دیکھون تو معرکہ کیا ہی آپ لوگ خبر رکھیے گا جیسا مناسب وقت
ہوگا عمل مین لائیے گا یہ کہکر طرف لشکر کفار کے بھاگا یہان ملکہ حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہی
شاہزادیان وزیرزادیان آتی جاتی ہین مصور و صورت نگار ملکہ یاقوت جادو و ملکہ
شعلۂ آتش مزاج و ملکہ نمکین شیرین کلام و ملکہ صنوبر شمشاد قد وغیرہ جمع ہین ملکہ حیرت
جادو کہ رہی ہی کہ مین نے برائے گرفتاری ملکہ شبنم گوہر پوش صبا رفتار کو روانہ کیا ہی صبح
ہوگئی تو شبنم کو کہان پائیگی مصاحبین عرض کر رہی ہین حضور وہ لے ہی کر آئیگی یہ سخن ناتمام تھا
کہ صدا زنگ کی بلند ہوئی دیکھا صبا رفتار کشمانداز پشتارہ بدوش آ پہنچی ملکہ حیرت سے
پوچھا صبا رفتار کسے لائی عرض کی حضور شبنم گوہر پوش کو لائی یہ سنتے ہی ملکہ حیرت جادو
نے کہا لا سامنے بٹھلا دے صبا رفتار نے بائین فرش بٹھاکر فتیلہ رفع بیہوشی دیا ملکہ شبنم نے
آنکھ کھولی ملکہ حیرت جادو نے پکار کر آواز دی او قحبہ او شفتل او کمبخت اپنے باوا عمرو پر
عاشق ہوئی اسد غازی کو رہا کرنے جاتی تھین لوح طلسمی کا راز بتاتی تھین اب کہ تیرے
حمایتی کہان ہین ملکہ شبنم شرم سے غرق عرق ہوگئی ایسے کلمات مہملات کبھی کانون سے کاہیکو
سُنے تھے جواب دیا ملکہ خیر تو ہی مین یہان کیونکر آئی عیار بچی نے کہا مین برق بنکر تمھاری مشکین
باندھ لائی شبنم نے کہا حضور مین تو اسواسطے مطیع الاسلام ہوئی کہ عمرو کا سر کاٹ کر لاؤن
یہ آپ نے کیا غضب کیا میرا کام بنا بنایا بگاڑ دیا ملکہ حیرت جادو نے کہا لو صاحبو ذرا سنو
مجکو کل کی چھوکری نادان بناتی ہی وہان گئین تو انکی دوست یہان ہمارے ساتھ فقرہ بازی
جعلسازی ارے دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتی ہون تو نے مینے مقام پر شاہنشاہ کو بیہوش
کرایا تیری ہی باتون سے عمرو چھوٹا ورنہ ابکی شاہنشاہ اُسکے فقرے مین نہ آتے اپنی چھیتی
دکھا کے میرے ہوتے شاہنشاہ کو بہکایا دشمن کو چھڑوا دیا ہمارے دشمنون مین جیتے کر

فتح طلسم کی تدبیر بتاتی ہیں میرے سامنے آکر یہ باتیں بناتی ہیں جلد جلاد کو بلاؤ اس نمک حرام
کو قتل کریں شبنم ہر چند کہتی ہے ملکہ ذرا ہوش میں آؤ چوچ سنبھالو بادشاہ کی جورو بنکر آپ سے
باہر ہو دوست کو دشمن بناتے بھی شرم نہیں آتی ہے اس بات پر تو ملکہ حیرت جادو کو اور غصہ
آیا فوراً جلاد کو بلایا کہا اس زبان دراز کو قتل کر جب جلاد نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا ریت کا چبوترہ بنایا
گردن پر کوٹا کہ خود یا تیغہ چمکا کر کہا ماشاء سلطنت سلطان کند فرباد بر جلاد چیست ہ مرغ را
دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ہ جسکا سر رشتہ حیات منقطع ہوا اسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب
بارگاہ سلطانی ہے کسکی کشتی عمر طوفانی ہے ملکہ عالم حکم اول ہے سمجھ کے دیجیے اب تو ملکہ شبنم گوہر پوش
کا عجیب حال قلب پر ہجوم غم و ملال کہ سنی کی موت کا سامنا اتنے بڑے دربار میں ہر کس دشمن
جان تشنہ خون نظر آیا رنگ رو سے ملکہ شبنم گوہر پوش متغیر ہوا پیشانی پر موت کا پسینہ آیا
جسم میں رعشہ دل سے کہتی ہے اے شبنم تیرے مرنے میں کچھ شک کیا اب اسوقت ثابت ہوا کہ دین
عمرو کا سچا ہے کہاں ملکہ مہرخ و بہار کہاں مقابلہ افراسیاب نابکار قوت و قدرت خدا سے نادیدہ
صاف ظاہر ہو رہا ہے اتنا بڑا بادشاہ چاہے اپنے ملازموں کو نہ قتل کر سکے جو جو اوصاف خواجہ عمرو
بن امیہ نامدار نے اپنے پروردگار کے بیان کیے وہ سب حق ہیں اے دل تردد نہ کر وہ معبود
برحق ہے اے خدا اے عمرو میں عہد واثق کرتی ہوں اگر اس بلا سے ناگہانی سے بچوں خواجہ عمرو
کی شریک ہو کر افراسیاب خانہ خراب سے لڑوں شاہزادہ اسد غازی کی سہیلی میں جان
و دل سے کوشش کروں یہاں ملکہ حیرت جادو نے پکار کر کہا اے جلاد سنے حکم اول دیا اس
بد انجام ناکام کو جلد قتل کر جلاد نے شانہ ملکہ شبنم گوہر پوش کا ہلایا کہا او گنہگار حکم اول تیرے
قتل کا مل چکا جو کہنا ہو کہہ لے جو وصیت کرنا ہو کر لے اب جان کا بچنا دشوار ہے موت تیرے
سر پر سوار ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے جواب دیا او بے حیا اپنے کام میں معروف ہو نہ پانی کی حاجت
نہ کھانے کی خواہش البتہ یہ بڑی کاوش ہے اگر اس وقت اگر کسی کا گذر لشکر اسلام میں ہو
تو خواجہ عمرو سے ہمارا یہ پیغام پہنچا دے کہ اے شہنشاہ درج عیاری آپکی کنیز ناچیز بلا میں
بے بس ہو کر دیار کفار میں قتل ہوئی یہ ہوس دل میں رہی کہ وقت آخر آپ کی زیارت سے
مشرف ہوئی مگر جہاں تک بنے اس کنیز کا انتقام لیجیے گا اور تجھے براہل اسلام کے دفن کیجیے گا

ہپ کے سامنے میں نے عمرو سے کہا تھا مگر اب صدق دل سے اطاعت دین اسلام قبول کی شکر ہی وقت آخر سعادت دارین حصول کی فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا لونڈی کے جنازے کو کاندھا دیجیے گا یہ کہکر چیخ مار کر روئی منہ طرف آسمان کے اٹھائی بیقراری میں پکاری **نظم**

ای عمرو کے خداے نادیدہ
بدعت وجور سے بچا جلدی
شان قدرت کی اب دکھا یارب
جانبری جلد ہو حصول مجھے
وقت امداد و دستگیری ہی
اب ترا ہی فقط سہارا ہی
تیرے در کے گدا ہیں شاہ و فقیر
ہو رہائی اب اس بلا سے حصول

ہی یہ تیری کنیز رنجیدہ
بھیج اپنی سنا کو ای معبود
اس بلا سے مجھے بچا یارب
ای سمیع و علیم ای ستّار
شاق لونڈی پہ یہ اسیری ہی
سن چکی ہوں کہ بے نیاز ہی تو
پھیر دے اس کنیز کی تقدیر

مجکو اس قید سے چھڑا جلدی
سنتی ہوں ہر جگہ تو ہی موجود
دین اسلام ہی قبول مجھے
خالق بے نیاز ای غفار
تیری قدرت تو آشکارا ہی
اپنے بندوں کا چارہ ساز ہی تو
مجھ گنہگار کی دعا ہو قبول

ملکہ شبنم گوہر پوش کے جو آنسو ٹپکے ابابیان دربار اور زیادہ ہنسے کہا ای ملکہ عالم خداے نادیدہ سے دعا کرتی ہو دم اسکی وحدت کا بھرتی ہی حیرت جادو نے حکم دیا او جلاد جلد سر کاٹ لے جلاد تیغہ کھینچکر چلا جیسے ہی جا کہ ہاتھ مارے پیشانی پر ایک پتھر پڑا جلاد کا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا آواز دی وہ مارا اب سبنے دیکھا کہ ملکہ شبنم گوہر پوش تو صحیح وسالم بیٹھی ہی جلاد کی لاش پڑی ہی ملکہ حیرت جادو نے کہا دیکھو تو ای صبا دیکس نے پتھر مارا صبا رفتار چہار طرف نگاہ اٹھا کے دیکھنے لگی دیکھا کہ عمرو خدمتگار بنا ہوا ستون کی آڑ پکڑے ہوے کھڑا ہی صبا رفتار نے پشت پر سے حلقے کمند کے مارے آواز دی او ساربان زادے کہاں بھاگتا ہی عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ حلقے کمند کے گردن و کمر میں پڑے سبک ہو کر کمند کے حلقوں سے او رمنہ سے نکل گیا سنہ شاہنشہ اقلیم عیاری کسکی مجال ہی کہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو قتل کرے مگر حلقوں سے کمند کے نکلکر عمرو زمین پر گرا تھا کہ ایک جادوگر نے آواز گیری کی دی زمین سے بیابونی عمرو کے پکڑ لئے اس جادوگر نے چاہا عمرو کو تلوار سے مارے چلو پرچوبدار سونے کا عصا لیے کھڑا تھا اسنے آواز دی او بیابانی ساحر دیکھو ملکہ منع کرتی ہیں اسنے منہ پھیرا چوبدار نے وہی عصا سر پر جادوگر کے مارا او رنعرہ کیا منم صاحب بغدہ گران قاتل ساحران

مہتر قران اُس ساحر کے مرنے سے اندھیرا ہوا عمرو کے پانون چھوٹے لوٹ مار کر قریب ملکہ شبنم
گوہر پوش کے پہونچا زبان سے سوزن نکالا کہا ای ملکہ شبنم گوہر پوش ہوشیار ہو ملکہ شبنم
نے اُٹھتے اُٹھتے ایک دو تبر زمین پر مارا زمین کانپی کئی جادوگر مرے تڑپ کے بیرون
بارگاہ آئی دیکھا جیون عیار نیچے ہاتھ مین پکڑے موجود ہین حلقے کمند کے حباب بیہوشی حقہ ہای
آتشبازی مار مار کر کئی سو جادوگرون کو قتل کیا مگر ملکہ حیرت جادو غصہ مین دوڑی باہر بارگاہ
کے آکر دیکھا ملکہ شبنم گوہر پوش سحر کر رہی ہی سنگریزے اُٹھا اُٹھا کر پھینکتی ہی عیار بھی
لڑ رہے ہین مثل برق سے کے تیغہ مارا اور غائب ہوے خوف سے ساحرون کے زرغلتان
مین چھپ جاتے ہین کبھی کسی غار مین پھاند پڑتے ہین بڑی چستی و چالاکی سے لڑ رہے
ہین ملکہ حیرت جادو نے شبنم کو للکارا خبردار او شبنم کہان جاتی ہی شبنم ملکہ حیرت جادو
خاتون شاہنشاہ طلسم ہوش ربا ملکہ شبنم گوہر پوش سے لڑنے ایک جادوگر کو مار کر جھولی اُٹھالی
ہی آستین سے ترنج نکال کر مارا حیرت نے برق چمکائی ترنج ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا
مگر کئی ساحرون کو شعلۂ آتش نے جلادیا بس حیرت نے پڑھ کر ایک گولہ ملکہ شبنم پر مارا بال
اپنے کھول دیے ملکہ شبنم کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا تاب تھرایا لڑکھڑا کر گری ملکہ حیرت
نے آواز دی اسکا سر کاٹ لو اب مہلت نہ دو ساحر ہا وہ کر کے چلے ملکہ شبنم گوہر پوش
نے خیال کیا کہ سحر فراموش قلب پر حیرت کا جوش قریب ساحر نہ پہونچنے پاسے تھے کہ بیلین
پھولون کی آئین طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی آسمان سے نعرہ ہوا ای شبنم گوہر پوش
نہ گھبرانا ہم ملکہ بہار جادو گئے تھے ملکہ بہار نے حیرت جادو پہ گلدستہ سحر مارا کچھ پھول
شبنم پہ چھینٹے شبنم بھی اُٹھی گلدستہ ملکہ بہار جادو کا سر پہ حیرت کے پھٹا پھول برسنے لگے گل ہای
سرخ نے شعلۂ آتش کی تاثیر پیدا کی جسکے جسم پر پھول پڑا جلگیا جسپر نگاہ سحر آگین ڈالی وہ
جھوما شعر عاشقانہ پڑھا تلوار کھینچ کر اپنی گردن پر رکھ لی کسی نے قرولی اپنے پیٹ مین ماری
آپسمین بھی تلوار چلی کئی سو جادوگر سحر بہار سے جہنم مین پہونچے بہار نے آتے ہی شبنم کو
بھی رہا کیا شبنم پر اوس پڑچکی تھی ہمت شکستہ تھی پھر بھی لڑنے لگی بہار نے جو اتنی مہلت پائی
پھر اُٹھاکر گلدستہ مارا پھول برسنے لگے ملکہ حیرت کا مصاحب زرریز جادو پانچ سو جادوگر

اسکی پشت پر کھڑا ہوا مر کرہا تھا پھول جو برسے کچھ اسکے سر پہ گرے جلدی سے اُٹھا کر سونگھے پھول گیا اپنے کو بھول گیا جھوما گلچینی گلشن بہار کی کرنے لگا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا باغی تھا جھو لکا ہوائے عشق کا چلا پکارا اٹھا ای سرو باغ محبوبی وای غنچۂ نو دمیدہ حدیقۂ محبوبی آپ کے گلشن عشق کا ہوا خواہ ہون آرزوے وصل مین تباہ ہون یہ کہکر غزل عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف بہار کے دوڑا غزل دوست صادق جناب میر محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

مر مٹے ہم تو محبت مین یہ انجام ہوا
مین بھی مجنون کی طرح خلق مین بدنام ہوا
زندگی مین نہ ہوا چین گھڑی بھر کو نصیب
درد دل میرے لیے باعث آرام ہوا
آپکے عشق کا حاصل یہ ہوا مجکو ثمر
آگے سامان جو ہمارا وہ گل اندام ہوا
دل جو خوش جیتے جی الفت مین جلا مثل چراغ
آگے دامن مین وہ عطر گل بادام ہوا
اب وہ کیون پچھلے پہر آئے عیادت کیلیے
رات ادھر آئی تو روشن یہ سر شام ہوا
رات بھر جلکے مکان کو نہین لائے جلنے
کوئی معشوق ہوا کوئی دل آرام ہوا

آپ کہتے ہین کہ ہین ہم تمہین بدنام ہوا
مستعد قتل پہ میرے جو وہ گلفام ہوا
قبر مین صبح سے تو حاصل ہمین آرام ہوا
آپنے لی زنجیر اپنے گرفتارونکی
انگلیان اٹھنے لگین خلق مین بدنام ہوا
ایک سے جاتے ہین یون دلکو محبت کا ہے شوق
آنسو آنکھونکا مری روغن بادام ہوا
ایک عالم پہ زمین بزم مین ہنسنے پایا
جو ہمارے لیے ہونا تھا سر شام ہوا
رات سے آتے ہی دل بجھ گیا مانند چراغ
گل جو چراغ انکے مزارونکا سر شام ہوا

ایسے دل کے لگانے کا یہ انجام ہوا
روح بالیدہ ہوئی خوش دل ناکام ہوا
غش کے عالم مین رہی بیخبری تا بہ سحر
مر گئے آخر کار انکا یہ انجام ہوا
نکلیا رشک چمن خانۂ وحشت اپنا
جام شیشے سے نہ شیشے سے جدا جام ہوا
آنکی آنکھونسے جو گردش مین پسینہ ٹپکا
بھر کے ساغر تہ خالی صفت جام ہوا
درد الفت بھی حسینونکا ہے کیا کوئی چراغ
جو کہ ہونا تھا دم صبح سر شام ہوا
دلکو جلا لیا سودائے محبت نے جواد

غزل دیگر تصنیف کردہ منشی احمد حسین صاحب المتخلص بہ قمر

جلد دے جام ساقیا نشہ کا اب اتار ہے
پھولون کی ہر طرف مہک سبزے کی جا بجا لہک
زلف دوتا سے نازنین کالی بلا سے کم نہین
تیر مژہ کا ذکر کیا جسکے پڑا وہ پھر بچا
دیکھکر اس پری کی چال زہرہ رقص ہون پامال
اسکی وہ نازنین کمر جو کہ عدم کی دے خبر

تیری نشیلی آنکھ کا آج تلک خمار ہے
غنچون کی یک بیک چٹک باغ مین کیا بہار ہے
جب ہوئی مار آستین سینے مین دل فگار ہے
برچھی نگہ کی جب ذرا برچھی جگر کے پار ہے
قد ہے کہ تازہ ہے نہال پھول سا ہر عذار ہے
نور کا سانچہ سر بسر کیا ہی حسین نگار ہے

باتیں گلے میں ڈالدو حسرت دل نکال دو	اب نہ سوال ٹال دو ہجر یہ ناگوار ہے
شب کو گئے جو آئیو قمر کو جیں آ کے بخیر	ماہ نہ وہ چھپا نظر سے کہیں انتشار ہے

ملکہ بہار نے آواز دی کہ کیوں میاں کیا چاہتے ہو سب نے دانت نکال کر کہا میری جان جاتی ہے ملکہ بہار نے جواب دیا مر مرتے ہو بانکوں کی مصیبت کا دم بھرتے ہو کہا نہیں حضور آپ پر جان جاتی ہے آتش عشق ہڈیوں کو جلاتی ہے کہا اچھا تلوار کھینچو ختنہ: کھینچنا یہ کہتے ہی اُسنے تلوار کھینچی پانچ سو ساحروں نے اپنے اپنے گلے پر رکھی ملکہ بہار مسکرائیں برق گری کہ خرمن ہوش وحواس کو اُنکے جلا دیا آہ کرکے پانچ سو نے اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالے چشم زدن میں اتنے ساحر بیدم ہوکر گرے کہ خون کے دریا بہے صدائے دار وگیر بلند ہوئی حیرت نے جو پلٹ کر دیکھا نہایت دردمند ہوئی آواز دی کہ او بہار تو نے میرا کلیجہ داغدار کر دیا آتی دیرین میدان کو لاشوں سے بھر دیا مگر آج تیری قضا دامن گیر ہے دیکھ تیرے قتل کی تدبیر ہے یہ کہکر کارد سحر جھولی سے نکالی اسم پڑھا بہار پر چھری جھپٹ ماری بہار نے چیخ ماری ہر چند چاہا بچوں ممکن نہوا کارد آن کر شانہ پر پڑی شانہ لشانہ ہوا گل سا چہرہ کملا گیا اب حیرت چلی کہ بہار کو ماروں یکایک زمین شق ہوئی ایک جوان کو دیکھا وحشت چہرے سے آشکار بکھرے بکھرے بال صاحب اقبال کانوں پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری نعرہ کیا منہ رعد جادو اکثر غرض کیا ہے کہ ماں بیٹے ساتھ رہتے ہیں ملکہ برق ماں رعد جادو کی آسمان پر چمکتی ہے اپنے فرزند کے آواز کی مشتاق رہتی ہے رعد نے نعرہ کیا اسکی صدا کی تاثیر سے حیرت تھرائی برق چمک کے آسمان سے گری سر حیرت جادو کا زخمی ہوا مگر زخمی ہوتے ہی حیرت جادو نے اٹھا کر گولہ مارا رعد جادو زخمی ہوا دونوں پانوں مارکر غرق زمین ہوگیا برق تڑپ تڑپ کے رونے لگی یکایک نقارے پر چوب پڑی دیکھا ملکہ مہرخ سحر چشم بصد قہر وخشم مع چارسو ساحران نامی اور بیٹیاں گرامی پشت پر لشکر ظفر اثر علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے اپنے اپنے نام کے نعرے کرتے آپڑے ملکہ شبنم گوہر پوش نے دیکھا کہ میرے واسطے کل اہل اسلام آئے دونوں لشکر آپس میں ملگئے ہر دم ملکہ مہرخ کا یہی جی چاہتا ہے کہ ہم اپنی جان لڑائیں مگر ملکہ شبنم گوہر پوش کو بجا من مثل گل شگفتہ وجد کر رہی ہے کہ حقیقت میں ہمراہیان خواجہ عمرو

بڑے قدرشناس ہین اپنے ملازم کے یہ پاس ہین ایک کے واسطے ہزارون نے جان دی
سب سردارون نے جان لڑا کر ملکہ شبنم گوہر پوش کو بیچ مین لیا زخمی ہوگئی تھی ہوادار پر سوار
کیا ملکہ مہرخ نے آواز دی ای غازیان دیندار و ای مجاہدان نصرت شعار جو مراد تھی وہ حاصل ہوئی
شبنم کو باغیون سے بچا لیا تسکین دل ہوئی. بغل جلو سب سرداران نامدار ہٹ کر ایک مقام
پر ہوئے لڑتے ہوئے مگر ملکہ شبنم گوہر پوش کو لیے ملکہ حیرت جادو ہر چند کد و
کاوش کرتی ہے جنگ مین کوشش کرتی ہے مگر کام نہین ہوتا ہے جیتی ہاتھ سے روزگار ہے وہ بے اقرار کیا
اہتمام ہزارون دہا بڑھ بڑھ کر مگر خود بہ جادو للکارا ملکہ با ... نے آواز دی او حیرت
کیون چھپتی پھرتی ہے ہم اپنے سردار کو لینے آئے تھے تم ہو دات نہ دیتے آئے تھے اپنے دھگڑے
دو اسباب کو بلاتی ہے مدد طلب کر جا بیٹھ جا کیون جان دیتی ہے اپنا خون کا بیکوا بی گردن
پر لیتی ہے ہماری شریک ہو جا تجکو بادشاہ بنائین طلسم ہوشربا کا پھر ذکر مٹائین عرصہ مین حیرت
جادو و ملکہ بہار پر سحر کر رہی ہے کبھی ملکہ تموز نے بڑھ کر اسکا سحر رد کیا کبھی باغبان قدرت نے
بڑھ کر روک لیا اسطرح لڑتے ہوئے کنارے تک لشکر کے پہونچ چکے ہین وزیر زادیان ملکہ
حیرت جادو سے عرض کر رہی ہین کہ حضور اب کد و کاوش بیکار ہے شبنم گوہر پوش کو وہ لوگ
چھڑانے آئے تھے لیے جاتے ہین اب بیٹھ آیئے میدان کارزار مین دیکھا جائیگا تو کس کس کو
میدان کارزار مین قتل کیجیئے ملکہ حیرت نے قصد کیا کہ واپس ہو وہ کئی سو ملازمان ملکہ مہرخ
ملکہ شبنم گوہر پوش کے ہوادار کے گرد مین شبنم بھی انتہا کی رخداری مین ہے سحر کرتی جاتی ہے تم عرض
کر چکا ہون کہ صدق دل سے مطیع الاسلام ہو چکی ہے اب جو جا سردار آکر ملے اور زیادہ ملکہ مہرخ
وغیرہ سے محبت ہوئی روح کو راحت قلب کو قوت ہوئی کہ یکایک آسمان پر نعرہ ہوا ایک ساحر
سیہ فام کو دیکھا کہ قفس آہنی ہاتھ مین منہ سے شعلہ ہاے آتشین نکلتے ہوئے للکارتا ہوا کہ ای ملکہ
شبنم غضب کیا کہ شریک مسلمانان ہوئی اپنی جان پر کھیلی منم سلخ شور جادو فرستادہ ملکہ مشکال
جادو تمہاری خالہ صاحبہ کو خبر معلوم ہوئی ہے حکم دیا ہے کہ مشکین باندھ کر لاؤ یہ کہکر اس زور شور
سے گراماش کے داغ نے جھنکتا ہوا کچھ شعلے بھڑکے گرد ہوادار کے جو ساحر تھے وہ آتش سحر
سے جلنے لگے ہر ایک کی استخوان سے شعلے نکلنے لگے سلخ شور جادو نے ہاتھ بڑھا کر شبنم کو

ہو دار پر سے اُٹھا لیا قفس آہنی مین بتعجیل تمام بند کیا مثل شعلۂ جوالہ کے گرا اور مثل برقِ جہندہ
کے قفس لے کر بلند ہوا ملکہ حیرت جادو کو پکار کر آواز دی اے ملکۂ عالم تردد فرماے گا مین انکو
انکی خالہ صاحبہ کی خدمت مین لیے جاتا ہون وہ کان پکڑ کر دو طمانچے مار رنگی راہ پر آجائینگی
اتنا جلد غائب ہوا کہ اہل اسلام سحر نہ کر سکے اب جو پلٹ کر دیکھا وہ ساحر غائب ہو گیا حیرت
اپنے لشکر کو لیکر طرف اپنی بارگاہ کے پلٹ آئی ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ با خاطر پریشان منتشر
بیقرار ہاے آ بارگاہ مین آئین عیاری سب ساتھ ہین ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا
ملکہ شبنم کو وہ ساحر سیہ فام لے گیا اسکی فکر واجب و لازم ہے خواجہ عمرو نے کہا مجکو بھی بڑا خیال
ہے برق و جالاک نے کہا اُستاد ابھی جاتے ہین ملکہ شبنم گوہر پوش کا پتہ لگاتے ہین ملکہ مخمور
نے کہا خواجہ میرے آتے کے ساتھ ہی شبنم گوہر پوش کا بھی جھگڑا آنکل آیا مجھے آپ سے ایک
بڑا امر بزرگ عرض کرنا ہے اسکو بگوش ہوش سماعت فرمایئے عمرو متوجہ ہوا کہ ملکہ بیان کرے ملکہ مخمور
نے کہا اے شہنشاہِ اوج عیاری آپ سے پردہ کیا ہے مین نے ایک شب کو خواب پریشان
دیکھا واسطے ملاقات شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے روانہ ہوئی لشکر دیر و درد کار کا
ایسے وقت پر پہونچی کہ ایک ساحر ... افراسیاب خانہ خراب لشکر اسلام کو تباہ کر رہا تھا
جاتے ہی اُسکو مارا اور دو جادوگرنیان کہین سے آئی تھین وہ شاہزادہ نور الدہر و طہماس
کو اُٹھا کر لے گئین ایک پہاڑ پر جا کر انکو بھی قتل کیا وہ مقام علامت طلسم جمشید تھا تین علوم کہ
آمین کیا بھید تھا مختصر یہ ذکر مین طلسم جمشید مین قید ہوئی شاہزادہ نور الدہر نے لوح حاصل کی طلسم
کو فتح کیا جمشید جادو کو جا کر گنبد جمشید پر مارا وہان کے قصر مین ایک حکیم بقراط ثانی جلوہ فرما تھے
مجکو اور نور الدہر کو بھیجا نہایت اعزاز و اکرام سے پیش آکے آپ کو سلام کہا ہے ہزارون دعائین
دی ہین ایک پرچہ کاغذ کا دیا ہے اور فرمایا تھا کہ خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو یہ کاغذ دینا
بتدبیر رہائی اسد بن کرب غازی کام آویگا یہ سنکر خواجہ عمرو نے اسی وقت تخلیہ کیا
کاغذ لے کر ملکہ مخمور سے پڑھا بعد حمد و نعت کے بقراط ثانی کے مرقوم تھا کہ اے سرپرست
مسلمانان و سردار عیاران رفیق و شفیق زلزلہ قاف ثانی سلیمان سرو باغ خنجر گذاری گل شگفتۂ
عیاری نامی و نامدار خواجہ عمرو ذی وقار پر واضح ہو کہ تدبیر رہائی طلسم کشا مین مقدمۂ اول یہ

کہ سمنکال جادو کو مطیع کرو دوسرے ملکہ ماران زمین کن واسرار جادو کا بھی شریک ہونا واجب ولازم ہی راستہ گنبد نور کا سرحد باغ سیب سے پیدا ہوگا یہ بھی امر ملحوظ خاطر رہے کہ رہائی شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی آپ ہی کی کوشش پر موقوف ہی مگر جو جو نام عرض کیے یہ ساحران مذکور جب تک شریک نہونگے رہائی شیر بیشۂ صاحبقرانی کی ناممکن ہی اگر تقاضائے ہمت دی تو بعد طواف خانہ کعبہ یہ نیازمند لقبراط ثانی بھی بروقت حاضر خدمت ہوگا یہ مضمون پڑھکر خواجہ عمرو نے پوچھا ملکہ سمنکال جادو ماران زمین کن واسرار جادو یہ سب کہاں ہین ملکہ بہار نے کہا سمنکال جادو تو یہان سے پانچ چار منزل پر ایک قصر ہی اسمین رہتی ہی ملکہ شبنم گوہر پوش کی خالہ ہی آپنے اسکو پایا ہی مگر ماران زمین کن واسرار جادو کے آج تک ہمنے نام بھی نہین سُنے نہین معلوم یہ کون ہین ملکہ مخمور نے کہا خواجہ یہ طلسم نہایت وسیع ہی افراسیاب جادو اٹھارہ سو ملک کا مالک ہی کیا ہر ایک کو سب جانتے ہین مگر اتنا مین آگاہ ہون کہ ماران زمین کن واسرار جادو سرحد باغ سیب مین ہین اُس سرحد مین جا کے آنا غایت دشوار ہی جسطرح یہ دریاے خون رواں وپل پرزادان تھا کہ بدون حکم افراسیاب جادو کوئی اُس پار نہ جا سکتا تھا ویسا ہی پانچ کوس کے گرد مین سرحد باغ سیب ہی جو اُس سرحد مین پہونچا گویا تہ تیغ آسیب ہوا نام سُنا ہی مگر بخوبی آگاہی نہین ہی خواجہ عمرو نے کہا حساب تو کرو کہ میعاد اسد غازی مین کسقدر زمانہ باقی ہی مخمور و بہار نے کہا ایک ہفتہ سے زیادہ نہوگا ملکہ خبر پائی ہی کہ افراسیاب خانہ خراب نے حاکمان زرند کو نامے بھی تحریر کیے جو بڑے بڑے شاہان اولوالعزم ہین کہ چار چار لاکھ فوج سے ایک ایک مہینے کے راستے سے سفر کرکے اپنے اپنے مقام سے چل چکے ہون تو عجب نہین مگر ابھی افراسیاب نے مشتہر نہین کیا امروز فردا مین یہ بھی ہوا چاہتا ہی خواجہ عمرو نے کہا خیر خدا مالک ہی مین ملکہ شبنم گوہر پوش کی فکر مین اب جاتا ہون عیار چالاک دہتر برق فرنگی وجانسوز بن قران وضرغام شیر دل اس تخلیہ مین شریک ہین ان سب نے عرض کی کہ استاد ملکہ شبنم گوہر پوش کی فکر کرنا واجب ولازم ہی یہان تو غلیہ مین یہ صلاح ہو رہی ہی مگر ملکہ حیرت جادو نے ملکہ صرصر کو

روانہ کیا کہ ای صرصر جا دیکھ تو مسلمان کس تدبیر مین ہین ملکہ صرصر شمشیر زن گوادھر چلین

اب دو کلمہ داستان افراسیاب جادو بیان ہوتے ہین

کہ کوہ مرواریدسے اسکو ملکہ ماہیان زمرد پوش اٹھاکر پردۂ ظلمات مین لائی افراسیاب
جادو جب ہوشیار ہوا ملکہ ماہیان نے کہا ای افراسیاب یہ کیا شامت ہی کہ ہر مرتبہ دام تزویر
عمرو مین پھنستا ہی افراسیاب جادو نے کہا کیا کہون مجکو بڑا افسوس ملکہ شبنم گوہر پوش کا ہی
کہ ساربان زادہ اسکو گرفتار کرکے لیگیا ہی نہین معلوم اسپر کیا گذری اب مین باغ سیب مین
جاتا ہون کل کیفیت ظاہر ہوگی یہ کہکر باغ سیب مین آیا انیسین جلیسین خدمت مین حاضر ہوئین
دور شراب شروع ہوا یکایک آسمان پرسے رونے پیٹنے کی آواز آئی افراسیاب جادو
نے سر اٹھاکر دیکھا لاشہ شعلہ خوار جادو و سہیل نارنجی پوش سامنے آکر گرا ہر دون سے
فریاد کی افراسیاب جادو نے پوچھا رسے انکو کسنے مارا عرض کی حضور انکو شتربان نے
ایک کو ملکہ مخمور سرخ چشم نے قتل کیا افراسیاب جادو نے کہا یہ لوگ وہان کیونکر پہونچے
یہ کہکر کتاب اٹھاکر دیکھی کل کیفیت معلوم ہوئی غصہ مین تھرایا ایک کوٹھا کھولکر فولادی تپلہ نکالا
کہا جاکر صرصر کو تو یہان لا اُدھر صرصر بارگاہ سے ملکہ حیرت جادو کی گلی ہر جاتی ہی طرف بارگاہ مہرخ
کے جاتی کہ آسمان پر برق چمکی تپلہ فرستادہ افراسیاب جادو زمین پر گرا صرصر شمشیر زن کی آنکھ
کھلی اپنے تو سنتے افراسیاب جادو کے پایا صرصر نے دیکھا کہ افراسیاب غصہ مین بیٹھا ہی
صرصر واسطے تسلیم کے خم ہوئی افراسیاب جادو نے کہا ای صرصر اس ساربان زادے نے
نہایت مجکو پریشان کیا ہی کاہے کو خون ہوگیا کوہ مروارید سے جاکر قلعہ سہیل نارنجی پوش مین بیٹھا
ملکہ سہیل نارنجی پوش و شعلہ خوار باپ اُسکا دونون مارے گئے مگر بڑا تعجب ہی کہ ملکہ مخمور
کا نشان طلسم بشید پرسے ملا تماشائیان ساحرون نے بیان کیا کہ شعلہ خوار کو مخمور نے مارا صرصر
نے کہا حضور فرزندان حمزہ قدم جس مقام پر گیا وہ مقام ویران ہوا طلسم فتح ہوگیا ہوگا مخمور
وہان سے بچی ہوئی آئی ہوگی یہان عمرو وغیرہ برج مین شعلہ خوار کے چھپنے گئے مخمور نے دیکھا ہی
گرمی مین شعلہ خوار کو مارا اسکا تعجب کیا ہی آج کا حال تو حضور نے سنا ہی شبنم جاکر
مطیع الاسلام ہوئین موجب حکم ملکہ حیرت جادو مین گرفتار کرلائی نکو جیسے عمرو نے ہنگامہ

برپا کیا شبنم گوہر پوش کو چھڑا لیا عین گرمی جنگ مین سلح ستور جادو آیا شبنم گوہر پوش کو گرفتار
کرکے لیگیا ملکہ حیرت جادو سے کہتا گیا کہ مین شبنم کو بخدمت ملکہ سنکال جادو لیے جاتا ہون
وہ انکی خالہ ہین سمجھا لینگی سرکشی کی سزا دینگی افراسیاب جادو نے کہا اے صرصر سنکال جادو
کے مقدمے مین مجھے بڑی فکر ہی ایسا نہو اسکو عیار گرفتار کرلین اور وہ بھی عمرو کی شریک
ہوجاے تو مقدمہ رہائی اسد بن کرب غازی مین راے معقول دیگی مین چاہتا ہون اسکو
بلوالون سرحد باغ سیب مین ایک باغ دون وہ امین ہیگی سرحد باغ سیب سے اسکا نکلنا
مناسب نہین ہی مگر جسطرح سے ہوسکے جاکے مخمور کو گرفتار کر لا اے صرصر قسم ہی سامری و جمشید
کی کہ جس روز سے مخمور سرخ چشم نکلگئی ہی نشہ اتر گیا شراب و کباب کا مزا نہ رہا یہ کہکے آنکھون
مین آنسو بھر لایا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا کہا اے صرصر اسوقت مخمور کا ذکر آیا دل قابو مین نہین
آتا ہی یہ کہکر اشعار زبان پر جاری کیے غزل مصنف

کیا کہین آپ سے کیسی ہی یہ بیماری دل	درد سے بھی نہین ہوسکتی ہی غمخواری دل
تیر مژگان نے انھین توڑکے مارا اسکو	پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہی	صف ماتم نہ بچھی بہر عزاداری دل
اے قمر خنجر زبان سے بھی نہ خوف آے مجھے	اسد اللہ رسد گریہ مددگاری دل

دیکھ لا رے خدا ہی اس بت ظالم کو راہ پر	چھائی ہوئی ہی بے اثری رنگ آہ پر	جاتی ہی جان سرمہ چشم سیاہ پر
رکھی ہی باڑھ یار نے تیغ نگاہ پر	ہی زاہدو نکو مزد عبادت کی چشمداشت	میری نظر ہی اسکے کرم کی نگاہ پر
کچھ اسکا اعتبار نہین بیوفا ہی یہ	نازان ہو تو زن دنیا کی چاہ پر	ہنگام دید سامنے اس شکسا کے
یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر	پھر پڑی وہی یہ پستی قدم دھرنے لگے	طاوس و کبک آئے مین چہچہ پر
دیکھا جو پھر کے یار نے آنکھین جھپک گئین	بجلی کا شک ہوا مجھے اسکی نگاہ پر	اس ترک کو خطا کبھی کرتے نہین منا
عاشق اثر ہو درد رسیدہ کی آہ پر	سمجھا کہ بجلی مین ہی یہ سانپ مبتلا	افشان جو جبین کی یار نے زلف سیاہ پر
دکھلاے سیر چشم فسونگر و دل اگر	قصدان جون پتلیان ابھی نہ نگاہ	داغ جگر یہ دلی نرگس جیسے آنکھ
دم ہم چڑھے ہوے ہین یہ کسکی نگاہ پر	پیتنا ہے گردش بحر جہان زد دل	گویا کہ ہون سوار حسا نہ تبلہ پر

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر افراسیاب جادو نہایت مکدر ہوا صرصر سے کہا کہ شاہنشاہ رنجیدہ

سنو مین ابھی جاکر مخمور کو گرفتار کرکے لاتی ہون یہ کہکر بانہاسے عیاری سے آراستہ ہوئی طرف
لشکر اسلام کے چلی یہان خواجہ نے جلسہ تخلیہ کا برخاست کیا ملکہ مہرخ سے کہا کہ مین فکر رہائی
ملکہ شبنم مین جاتا ہون برق وچالاک بیٹے سے روانہ ہوگئے خواجہ عمرو اپنے خیمے مین آئے
ہین بانہاسے عیاری بدن پیراستہ کر رہے ہین ملکہ مخمور جو اس جلسے سے اٹھی طرف اپنی
بارگاہ کے جاتی تھی انمین جلیبین پھرے بڑے صرصر بھی اسوقت بصورت مبدل آئی مخمور
کی فکر مین پیچھے پیچھے چلی سمن رخ نامے کنیز ملکہ مخمور کے پیچھے رہگئی تھی صرصر بھی ایک جادوگرنی
کی صورت بنی ہوئی ہے سمن رخ کو اشارہ کیا بولا ایک بات تو سنو سمن رخ پلٹی جیسے ہی درخت
کی آڑ مین آئی صرصر نے حباب مار کر بیہوش کیا رنگ روغن عیاری کا لگا بصورت سمن رخ بنا
ملکہ مخمور کے ساتھ ہوئی ملکہ مخمور اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی مگر مانند اسد غازی کے مقدمہ مین
پریشان اور یاد نور الدہر مین حیران بے اختیار بول اٹھی شعر خرم صیاد فکر باغبان ہے ہے
دو دل مین ہمارا آشیان ہے ہے یہ شعر پڑھکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی گوہر اشک حسرت
سلک مژہ مین پرونے لگی آہ آتشبار سے خرمن خرد پر بجلی گرائی شرر توڑا آفت لوٹائی دل سے
کہتی ہے کہ اے مخمور یہ کیا غضب کیا اسکو دل دیا آخر عنان صبر دست اختیار سے کھو بیٹھی کشتی
دل کی دریاے الم مفارقت مین ڈبو بیٹھی دفعتہً یہ کیا سودا ہوا اسکی کمند زلف مین اسیر ہوئی اسکی
تیر نگہ کی نخچیر ہوئی اسکی تیغ ابرو سے گھائل ہوئی کسپر دل وجان سے مائل ہوئی اب
آتش فراق مین دل جل رہا ہے یاس سے کیسا زمانہ ہجر کا کٹ رہا ہے بیت نہ مونسے نہ رفیقے نہ
ہمدمے دارم ۔ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ۔ افسوس ہے کہ دل بھی آیا تو کسپر کہ جسکا تمامی
اہل طلسم دشمن اور آسیب ہر یک دمن دیکھیے خالق بے نیاز وکریم کارساز داد رس درماندگان
وفریاد رس مجبوران کب وہ دن لاتا ہے کہ اس بچھڑے ہوئے کو مجھ غم رسیدہ سے ملاتا ہے دیکھون
تقدیر کب تک ایڑیان رگڑواتی ہے آگے کیا نہین دکھاتی ہے اور اب تو جان پر بنی ہے دل مین یہی
ٹھنی ہے کہ اس کشاکش جدائی سے تڑپ تڑپ کے جان دون یا کچھ ایکبار کھا کر سو رہون واے
بر ما وگرفتاری ما کاش بحکم مادر مین پیدا نہوتی تو کاہے کو الم فرقت سوزش قلبی سے جان کھوتی
بیت چہ خوش بودے اگر مادر نزادے ۔ بجاے شیر ما را زہر دادے ۔ قسمت کا لکھا

سب کچھ پورا ہوا شکایت فلک کجرفتار نا ہنجار بیکار ہی اپنی جان بچانا دشوار ہی کیا کرون کہان جاؤن اس دلِ نا صبور کو کیونکر سمجھاؤن جیت بدل دے اور دل اِس دل کے بدلے الٰہی تو تو رب العالمین ہی اب تو ضبط وشکیبائی کا یارا مطلق باقی نہین رہا آتش فرقت نے دل وجگر مین آگ لگا دی بے اختیار طبیعت بھر آئی اسی حالت بیقراری وگریہ وزاری مین یہ اشعار زبان پر لائی اشعار دوست صادق جناب شاہ میرزا صاحب المتخلص باشک

تڑپ رہی ہی مری جان الامدد تیرے
کوئی گھڑی نہین دلکو قرار بن تیرے
جو ایسا جانتے تجھسے نہ ہم جدا ہوتے
چڑھا آیا رو رو کے اکثر بخار بن تیرے

کوئی گھڑی نہین دلکو قرار بن تیرے
وہ سرو جو تھا تھا زنو پہ آپکے اکثر
کہ ایکدم بھی نہو گا قرار بن تیرے

ہوئے ہو پہلو سے جبسے تم جدا دل
پلک پلک کے ہوا ہو نگاہ بن تیرے
جو کچھ خیال محبت کا آگیا ہی کبھی

واہ ری تقدیر کوئی چارہ نہین دفعتہ گیا باد مخالف میرے

چمن عیش وکامرانی مین چلی کہ دل شگفتہ کو پژمردہ کر دیا چار دن بھی اپنے اُس گل خوبی کو جی بھر نہ دیکھا کہ یہ روز سیہ پیش آیا جب وہ گھبرائی اِس غزل کو بار بار پڑھتی غزل جناب شاہ میرزا صاحب المتخلص باشک

ہم کہین اور تم کہین صاحب
شب ہجران ہی اور زاری ہی
کر نہ برباد اُسکے کوچہ سے
اسی عاشق کی دم شماری ہی
سُن تو اے اشک کب تلک رونا

چشم کو شوق اشکباری ہی
قسم خاک یہ زندگی بھاری ہی
نہ جئین گے کبھی صبح تک ہم
اے صبا خاک یہ ہماری ہی
یہ سبک تو نے کر دیا ظالم
اب تو نالوں کی تیغ بھاری ہی

چشمۂ فیض ہی کہ جاری ہی
کسکا سونا کسے ہی آتی نیند
آج کی رات ہیہ بھاری ہی
جو نہین تھا کسی شمار مین آج
میرا مردہ بھی سبکو بھاری ہی
صرصر جو بصورت سمن رخ

حاضر ہی اسنے بڑھ کر بلائین لین ترقی حسن وجمال کی دعائین دین کہا کیون واری حضور اسوقت زیادہ متردد ہین ملکہ مخمور نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر کہا اے سمن رخ کیا کہون دیکھیے اب انجام کیا ہوتا ہی دل سبت گھبراتا ہی ایک ہفتہ میعاد شاہزادہ اسد غازی مین باقی ہی کوئی صورت رہائی کی نہین معلوم ہوتی اگر خدا نخواستہ وہ شیر بیشۂ شجاعت قتل ہو گیا ایک ہی دن مین افراسیاب خانہ خراب سب کو قتل کریگا اُس ظالم کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی شاہزادہ نور الدہر کے فراق مین دل سبت بیقرار ہی یہ کہتی اور یہ غزل پڑھتی غزل

دوست صادق الوداد جناب میر محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

رات فرقت کی تڑپنے مین بسر کرتے ہین
نالہ و آہ مین ہم شب کو بسر کرتے ہین

وصل پر اُنکو رضامند اگر کرتے ہین
شام ہوتے ہی فغان مرغ سحر کرتے ہین

پردے مین وصل کی درخواست اگر کرتے ہین
سر جُھکا لیتے ہین وہ نیچی نظر کرتے ہین

اُنکے کوچہ مین کبھی ہم جو گذر کرتے ہین
نامے پہلے سے اُنھین جاکے خبر کرتے ہین

ہم ہین جھگڑا ہی محبت کا مٹائے دیتے
آج سر دے کے تمام عشق کی سر کرتے ہین

آپ کی اتنی عنایت بھی ہمین بس ہوگی
کیون نہین آپ اِدھر نیم نظر کرتے ہین

آپ ہی آپ چلے جاتے ہین محفل مین رقیب
مسکرا کر وہ نظر ہم پہ اگر کرتے ہین

بیخودی مین نہ رہا ضبط کا یارا تو جواد
تھام کر دل سوے افلاک نظر کرتے ہین

محبت مین اُس شیر بیشہ جرأت کی کیا کیا صدمات اُٹھائے فلک جفا رفتار مصیبت کسی فرد بشر کو نہ دکھائے قضا کار جانسوز بن قران پھرتا ہوا قریب بارگاہ ملکہ مخمور آیا چونکہ ہر روز سنتا ہے کہ زمانہ بیعاد شاہزادہ اسد بن کرب غازی گذر گیا ہے دل غم و الم سے بھرا ہے خیال مین آیا کہ چل کر ملکہ مخمور سے پوچھین کہ ہمارا آقاے نامدار کیونکر رہا ہوگا یہ سوچ کر دروازے پر پہونچا ایک کنیز نے جاکر ملکہ مخمور سرخ چشم سے عرض کی مہتر ضرغام شیردل آتے ہین ملکہ مخمور سرخ چشم نے اشک گہر رشک آنکھون سے پاک کیے کلیجے پر ہاتھ رکھکر فرمایا بلالو صبا جو واسے بر حال ضرغام والا مقام و دیگر عیاران خوش انجام کہ ایک سر ہزار سودے تمام ساحران ہوش ربا نمرودون کے دشمن جو بیجا بانی جور و جفا آتا ہے پہلے یہی فکر ہوتی ہے کہ عیارون کو مثاین گرفتار کرکے پاس افراسیاب خانہ خراب کے لیجائین نہین معلوم یہ ارسطو فطرت لقمان حکمت کیونکر اپنی جان بچاتے ہین صرصر شمشیرزن جو بصورت سمن رخ باتین سُن رہی ہے آمد ضرغام شیردل سُنکر روباہ صفت سُن ہوگئی گھبرا کے بولا اُٹھی کہا حضور کنیز پیشاب کرکے حاضر ہوتی ہے یہ کہکر لوٹا لیکر بھاگی بیت الخلا مین جاکر چھپی لیکن ضرغام شیردل فراق اسد نامدار مین روتا ہوا سامنے ملکہ مخمور سرخ چشم کے آیا سلام کیا ملکہ مخمور نے فرمایا ای مہتر والا گہر اسوقت کدھر کا قصد ہے ضرغام نے بے اختیار آہ کا نعرہ مارا چشمہ چشم سے دریائے اشک موجزن ہوا اِس طرح رویا جسطرح مادر مہربان

غم مین اپنے فرزند نوجوان کے گریان ہو مخمور رنجور خود درد رسیدہ غم فراق شاہزادہ نورالدہر
مین کبیدہ بیقراری و اشک باری ضرغام پر قلب ناصبور ملکہ مخمور تھرا گیا کلیجہ منہ کو آ گیا کہا ای
ضرغام رب انام انجام بخیر کرے دامن مدعا تمہارا گل مراد و آرزو سے بھرے اسقدر پریشان
ہو تمہارے ہزار ہا بلکہ تمام ساحران طلسم ہوش ربا دشمن ہین اگر مبتلاے غم و الم رہو گے بہت
افراسیاب سہو گئے آٹھ پہر وہان بھی فکر بارگاہ حیرت مین ہر وقت یہی ذکر ہی جسطرح ہو سکے
اول عیاران لشکر اسلام کو گرفتار کرو تب سامان قتل طلسم کشا کرو نام طلسم کا سنکر ضرغام
نے سر زمین پر دے مارا کہا ای ملکہ دل تردد منزل کا حال کس سے کہین اب یہی قصد ہی زیر
گنبد نور جا کر اپنی جان دین ضرور لوگ کہتے ہونگے ضرغام شیر دل خاص عیار طلسم کشا ہی لیکن
خدا بچایا ہی کہ آقاے نامدار قید بلا مین مبتلا گرفتار دام حسرت انجام مصیبت و بلا ہے کیا رفیق قدیم
شیر ندیم ہی کہ اس سے کچھ نہین ہو سکتا عیش و عشرت مین مصروف ہی بخدا ای ملکہ جسدن سے
یہ سنا کہ ہفتہ عشرہ میعاد اسد غازی مین باقی رہگیا ہی آب و دانہ حرام آٹھ پہر رونے سے کام
اسوقت یہ سوچ کر تمہاری خدمت مین حاضر ہوا کہ براے خدا کوئی تو ایسی تدبیر بتاؤ کہ تا بہ گنبد نور
پہونچین اپنے آقاے نامدار کو رہا کرین یا جان دین عنایت خدا سے مشہور ہی کہ ملکہ مخمور سرخ
چشم مصاحب خاص افراسیاب ہین لیکن ہم پر نظر لطف و عنایت نہین معلوم ہوتی ہم کو
راہ طلسم سے آگاہ کرو ہمکو تا بہ گنبد نور پہونچا دو بدنام نہون اگر اور کچھ نہ ہو سکے تو زیر قدم آقاے
نامدار اپنی لاش ہو ہر شخص یہ کہے کہ غلام وفادار نے آقاے نامدار کے واسطے جان دی سعادت
کونین حاصل ہوئی یہ سنکر ملکہ مخمور سرخ چشم رونے لگی کہا ای ضرغام شیر دل ہمنے آج تک
کیا کوئی راز چھپایا ابتدا سے عاشق صادق ہین یار موافق ہین تمنے تو سنا ہوگا کہ جب نورالدہر
سے اول مرتبہ ملکر آئے افراسیاب آگاہ ہوا وہ ملعون ہمہ دان ہمہ گیر سحر و ساحری مین بینظیر
محبت مین انگلی کوٹے کھائے سختیان سہین ظلم اٹھائے لیکن دامن صبر دست استقلال سے
نہ چھوٹا غرق دریاے محبت رہے آپ لوگون سے آکر شریک ہوے ای ضرغام والا مقام
میری جان تک نام اسد نامدار پر نثار ہی مین سب کی رازدار ہون گنبد نور کا حال مجکو نہین
معلوم انشاء اللہ سنا ہی کہ ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کی رازدار گنبد نور ہین اگر وہ

مطیع الاسلام ہون توشائد گنبد نور تک رسائی ہو یہ تو تلاش کرو کہ یہ دونون کہان رہتی ہین مقام سکونت اینکا دریافت ہوا اُسوقت مین خود تمھارے ساتھ چلون اُنکی گرفتاری کی فکر کرون یا لڑ بھڑ کر محبت مین اسد نامور کی جان دون اس بات کو خیال مین رکھو گوش ہوش سے سنو جسطرح بن پڑے اپنے کو پاس ملکہ صنعت سحر ساز کے پہونچاؤ وہ افراسیاب کی قوت بازو از نیت پہلو ہی کیا تعجب ہو کہ ملکہ اسرار و ماران زمین کن کا مقام و مسکن جانتی ہو کسی حیلہ سے اُس سے پوچھو اُسوقت میرے پاس آؤ مجھ سے کل کیفیت بیان کرو تب مین تدبیر پہونچنے گنبد نور کی بتلاؤن بلکہ تدبیر و تقریر کیسی جان و مال سے حاضر ہون کل سردارون کو لیکر بلوہ کرون خدا فضل کرے تو اسد نامدار کو قید افراسیاب خانہ خراب سے چھڑاؤن اے ضرغام یہ نہ خیال کرنا کہ ہم اسی طرح بیٹھے ہوے رہجائینگے ۔ در قتل اسد غازی زیر گنبد نور ہرینگے گرد اُس شیر دل کے ہم سب کے لاشے ہونگے کہنے والے کہین گے کہ وہ سردار نامدار غلامان وفادار ہم بے فکر نہین ہین مگر مجبور و ناچار از گنبد نور سے ناواقف لیکن آمادہ مرگ ومہیاے قضا ہین جہان تک ہوسکے گا سلطنت افراسیاب کو مٹائینگے جان لڑائینگے لیکن عیاری مکاری تمھارا کام ہو جو کچھ کہ ہمنے کہا ہو دریافت کرکے آؤ پھر ہماری جانبازی دیکھو ضرغام شیر دل نے کہا اے ملکہ عالم مین ابھی جاتا ہون ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کے مسکن کا پتا لگاتا ہون ملکہ خود حیرت جادو سے پوچھونگا اگر رسائی ہوئی اور تا بہ افراسیاب خانہ خراب پہونچا خود اُس بےحیا بانی مکر و دغا سے دریافت کرونگا حتے الامکان جستجو مین کوئی دقیقہ اُٹھا نرکھونگا یہ کہکر ساتھ ملکہ مخمور سرخ چشم کے باہنا سے عیاری آراستہ کرنے لگا لیکن صرصر شمشیر زن برفن بیت الخلا سے یہ سب باتین سُن رہی ہی خوف ضرغام شیر دل سے پسینہ پسینہ جی مین کہتی ہی ای صرصر یہ نگوڑا مجکو دیکھ لیگا قیامت برپا کریگا جان بچانا دشوار ہوگی افراسیاب جادو و حیرت کو کیا خبر ہی کہ پھر کیا گذری کون یہان آکر بچائیگا یا سامری و جمشید یہ نگوڑا جلد جاے ایسا ہو کہ ملکہ کسی کام کو مجھی کو پکارین جواب نہ دون تو بھی خرابی ہی ہر طرح دل کو بیتابی ہی اُدہر ملکہ مخمور غافل از شعبدہ بازی فلک کجرفتار کہ رہی ہی کہ ای دختر عالی وقار جلد جاؤ جس طرح ہمنے کہا ہی جستجو مین مصروف ہو خبر فرحت اثر لیکر آؤ صاف صاف سمجھاؤ ای ضرغام ایک ایک لمحہ

برابر ایک ایک سال کے گذرتا ہی اب دیر نہ کرو ضرغام شیردل نے قصد کیا کہ کچھ دیر ٹھہرون
مخمور کے خیمے مین آیا ہون ایک دو جام شراب پیون پھر یہان سے چلون ملکہ مخمور نے
کہا کہ ای مہتر ضرغام کیسی شراب کیسے کباب شعر پیتا ہون خونِ دل نہین خواہش شراب کی +
دل بھُن رہا ہی کسکو ہوس ہی شراب کی + اور دل مین ملکہ مخمور کے ہی کہ جلد مہتر ضرغام
جائین تو مین اپنے دل کو غم سے خالی کرون تصویر نور الدہر بن بدیع الزمان آنکھون
کے سامنے ہی کچھ باتین کرین دفتر شکایت کھلین اِس عرصہ مین ضرغام شیردل بانہاے
عیاری سے آراستہ ہوا ملکہ مخمور سے کہا تو ملکہ تلاش مین ماران زمین کن وملکہ اسرار جادو
کی جاتا ہون خدا جانتا ہی تو خبر وحشت اثر لیکر آتا ہون ضرغام شیردل ملکہ سے رخصت ہو کر
گیا صرصر شمشیر زن ایسی بولائی تھی کہ بتخانہ مین سجدہ شکریہ سامری و جمشید کیا نام بخش لات و
منات ورد ہوا کہ راست پر آنکی نا کرتی تھی اب اپنے کو درست کرکے یا نیچے سنبھالتی لوٹا ہاتھ
مین لیے ہوے سامنے ملکہ مخمور کے آئی ملکہ نے جو اپنے کو تنہا پایا فراق یار مین دل گھبرایا
بیساختہ آہ کا نعرہ مارا اشک حسرت چشم پرنم سے جاری ہوے پنجۂ وحشت نے گریبان جنون
چاک کیا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا سر کو زمین پر دے پٹکا غش آگیا کنیزین دوڑین
صرصر نے بڑھ کر ملکہ کو سنبھالا عرق گلاب و بید مشک چھڑکا ملکہ نے آنکھ کھولی صرصر نے کہا
ملکہ عالم خیر تو ہی مہتر کے جاتے ہی آپ کو کیا ہو گیا ہوش و حواس درست فرمائیے دلکو بہلائیے
اگر آپنے غم فراق مین تڑپ تڑپ کے جان دی شاہزادہ بھی خدانخواستہ آپ کے صدمے
مین مردہ ہو گا ملکہ ٹھنڈی سانسین بھر کر جواب دیا شعر دل مین اک درد اُٹھا آنکھوں مین آنسو
بھر آے + بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانیے کیا یاد آیا + دیگر شکل امید تو کب مجکو نظر آتی ہی + صورت
یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہی + بی بی سچ کہتی ہو کس امید پر دل مضطر کو سمجھاؤن ہاے کیا
کرون دو چار دن مین خدانخواستہ اسد نامور قتل ہو نگے پھر بھلا ہمارے وارث زندہ رہینگے
اپنی جان نہ دینگے مین پہلے ہی سے اپنے کو کیونکر نہ ہلاک کرون کن آنکھون سے وارث کا
لاشہ خون مین ڈوبا دیکھون صرصر نے کہا حضور بجا فرماتی ہین شب فرقت مین سچ ہی منہ عاشق کی
اکھیٹ جاتی ہی مصرع غضب کی رات ہوتی ہی بڑی مشکل سے کٹتی ہی درست سچ تو یہ ہی کہ جدائی مین

جان ہی پر بنتی ہی شب فرقت کیسی کھاتی ہی بقول شاعر بیت دل لگانا عذاب ہوتا ہی + آدمی کیا خراب ہوتا ہی + مگر حضور ایسا بھی نچاہیے انسان اپنے کو سنبھالے رکھے اسطرح ہوش و حواس تکھو بیٹھے خداوند کریم مسبب الاسباب ہی کوئی تو ایسا سبب کریگا کہ آپکا غنچۂ آرزو کھلے گا ملکہ تو کھیلی ہوئی ہی تھی صرصر کو کہ جو بصورت سمن رخ سمجھا رہی تھی جھڑک دیا کہا کیونکر ضبط کرون تیر اسا جگر کہان سے لاؤن شعر تھمتے تھمتے تھمین گے آنسو + رونا ہی یہ کچھ ہنسی نہین ہی + اوسمن رخ تو کیا جانے جسپر گذرتی ہی اوسی کا دل کچھ خوب مزے اوٹھاتا ہی خواب خواب مین بھی نہین آتا ہی غزل دوست صادق الوداد سید محمد تقی صاحب المتخلص بہ جواد

شام سے نالۂ مرغان سحر کرتے ہین
بیخودی مین جو کبھی شکوہ زبان سے نکلا
ہر صنم مین نظر آتی ہو خدا کی قدرت
فرط غیرت سے ہوے جاتے ہین خود غرق عرق
قصرے ہمکو نہ مطلب ہو نہ شاہی سے غرض
رات کو بھی نہین منزل یہ مین دم لیتے جواد

اسطرح ہجر مین ہم شب کو بسر کرتے ہین
ہاے جا جاکے رقیب اونکو خبر کرتے ہین
ہم کبھی دیر مین جاکر جو نظر کرتے ہین
ہسری کب ترے دندان گہر کرتے ہین
کنج عزلت مین فقیرانہ بسر کرتے ہین
صفت ریگ رواں ہم جو سفر کرتے ہین

صرصر تو نہایت چست و چالاک ہی جلدی گرفتار کرون یہ بھی تاک ہی ہاتھ باندھکر عرض کی ایک خبر نئی سُنی ہی حضور گوشہ مین چلین تو مین عرض کرون ملکہ مخمور تخلیہ مین آئی صرصر نے ادھر ادھر کی باتین کرکے کہا حضور ایک جام شراب نوش فرمایئے غم کو دل سے بھلایئے یہ کہکر گلابی اٹھائی جام لبریز کیا ملکہ مخمور کو دیا ملکہ مخمور نے کاف پی گئی پیتے ہی کلیجہ مین آگ بھڑکی کہا سمن رخ یہ شراب کیسی تھی دل و جگر پھنکا جاتا ہی کہا حضور شراب کشیدہ تھی ذرا اٹھکر ٹہلیے نشہ کم ہو جائیگا دل تردد منزل تسکین پائیگا ملکہ مخمور اپنے مقام سے اٹھی بیہوشی تاثیر کرگئی ارے کہکر لڑکھڑائی گرتے ہی بیہوش ہوئی صرصر نے چادر عیاری بچھائی دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پاؤن دو حلقون سے گردن و کمر ساتوین حلقے سے مضبوط کرکے زبان مین سوزن ملکہ مخمور کے دیا پشتارہ دوش پر لگایا سراپچہ چاک کیا مثل باد صرصر نکل گئی یہ تو روارہی کرتی ہوئی نخلستان کی آڑ پکڑتی ہوئی جاتی ہی خیال ہی کہ عیار ضرور پیچھا کرینگے پلٹ پلٹ کے دیکھتی جاتی ہی یہان

کنیزون نے جب دیکھا کہ ملکہ کو تخلیہ مین عرصہ ہوا پردہ اُٹھاکر اندر آئین دیکھا نہ سمن رخ ہے
نہ ملکہ مخمور ہی پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہی بس کنیزون نے غل مچایا خواجہ عمرو
بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر ملکہ مہر رخ سے رخصت ہوئے تھے کہ کنیزین دوڑی
ہوئی ملکہ مخمور کی آئین کہا خواجہ غضب ہوا ملکہ مخمور کو کوئی چرا لیگیا عمرو بدحواس چلا ایک گوشہ
مین دیکھا سمن رخ بیہوش پڑی ہی عمرو نے اسکو اُٹھایا ہوشیار کیا وہ حیران حیران اُس سے
سبب پوچھا مگر وہ نہ بتا سکی عمرو نے کہا اس سے کیا پوچھتے ہو اسی کی شکل بنکر کوئی عیارہ بیچی
لیگئی اول عمرو خیمہ مین آیا صرصر کے پیرے کا نشان پایا کہا وہی ظالم لیگئی مین تلاش مین
ملکہ شبنم گوہر پوش کے جانے کو تھا برق و چالاک جا چکے مین شبنم کا خدا حافظ ہی تلاش
ملکہ مخمور کرنا ضرور ہی یہ کہکر عمرو طرف صحرا کے چلا مگر صرصر مثل ہوا کے اڑی ہوئی جاتی ہی
عیارون کا جو خوف ہی کئی کوس خلاف راہ کے نکل آئی گھبرا رہی ہی اگر پتا کھڑکتا ہی تیغہ
کھینچکر ٹھہر جاتی ہی دل سے کہتی ہی گٹھڑے کا لیے ہے سامنا نہو وہ ہر وقت گھونٹا الغدا لئے
پھرتا ہی سامری و جمشید اُس سے بچائین فکر مین ہی کہ کوئی ملازم شہنشاہ کا ملجائے اُس سے
کہون مجھے تخت پر سوار کر کے باغ سیب مین پہونچا دے اگر عیار ایک بھی آجائیگی مخمور کا
شاہنشاہ تک پہونچنا مشکل ہو گا اور کیا عجب ہی کہ ساحر بھی تعاقب مین آئین اس خیال
مین تھی کہ نیرا سے گرد اڑی ایک تاجدار کو دیکھا تاج شہریاری بر سر قبۂ شاہنشاہی در بر
موتیون کے مالے گلے مین یاقوت احمر کے گلے مین پیتپت مرکب پر سوار ساٹھ ہزار ساحر پشت پر
ابسد گروہ قرشہ کار کھیلتا ہوا چلا آتا ہی ادھر سے تو صرصر بڑھی اِس خیال مین کہ اس تاجدار سے
کہونگی کہ دشمن کو افراسیاب جادو کے گرفتار کر کے لائی ہون باغیون کا ڈر ہی جان کا خطرہ
ہی قلب مین کانٹا کھٹکتا ہی آپ اپنی فوج ساتھ کر کے تا باغ سیب پہونچا دیجیے ادھر اُس
تاجدار کی نظر پڑی کہ ایک نازنین عیار وضع پشتارہ بدوش سامنے سے آتی ہی ناظرین یہ شخص
ہو کہ ساحر تاجدار کا سنگ بخت جادو نام ہی افراسیاب کا خراج گزار ہی برائے شکار صحرا مین آیا
ہی اپنے جو صرصر کو آتے ہوئے دیکھا اپنے ساتھ والون سے پوچھا صاحبو تم پہچانتے ہو یہ نازنین
کون ہی جو ملازم پہچانتے تھے انھون نے دست بستہ عرض کی حضور یہ عیارہ ہی افراسیاب کی

نہایت طرار و فرار صف شکن ہے اسی کا نام صرصر شمشیر زن ہے کسی کو گرفتار کیے ہوئے لاتی ہے سبز بخت نے جو جمال بے مثال صرصر کو دیکھا بیقرار ہو گیا کلیجہ تھام لیا صرصر قریب آئی واسطے تسلیم کے خم ہوئی ہاتھ اٹھا کر دعا دی گہر ریزی صرصر کی زبان سے سنکر سبز بخت اور بھی بیقرار ہوا بہ خندہ پیشانی پوچھا ملکہ صرصر مزاج تو اچھا ہے یہ پشتارے میں کسکو باندھا ہے جسم نازک پر صدمہ پہونچا ہوگا صرصر نے کہا حضور ہمارا یہی کام ہے پیشۂ عیاری میں نام ہے مگر اسوقت ہمارا ایک مطلب ضروری درپیش ہے میں تنہا ہوں دشمن شاہنشاہ کو گرفتار کیا ہے اسکے دوست نہ آ جائیں اسکا پس و پیش ہے سبز بخت تو صرصر پر عاشق ہو چکا ہے کہا ملکہ کسی کی مجال ہے اگر تمکو کوئی نگاہ بد سے دیکھے آنکھ نکال لوں ہم تمھارے ساتھ چلیں گے تا باغ سیب پہونچا دینگے ہم بارگاہ استادہ کراتے ہیں گھڑی بھر چل کے بیٹھو شراب پیو کباب کھاؤ تھکی ہوئی آئی ہو لمحہ بھر آرام کر لو پھر باطمینان خدمت شاہ میں چلو مگر دل میں یہ ہے کہ اسکو اپنی بارگاہ میں لے چلو دشمن شاہنشاہ کو تو ضرور پہونچا دینگے مگر اسکو لالچ دے کر مطلب دل حاصل کرینگے صرصر جو گھبرائی ہوئی تھی اُسکے مطلب دلی کو نہ سمجھی کہا کیا مضائقہ سبز بخت نے جھٹ پٹ بارگاہ استادہ کرائی جوکھڑے چنگیر عطر دان پاندان گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی سب سامان عیش درست کر دیا اب سبز بخت نے کہا ملکہ چلو اور ملکہ مخمور سرخ چشم کا پشتارہ بندھا ہوا ہے یہ سمجھا کوئی قیدی ہوگا صرصر کو لے کر بارگاہ میں آیا چند مصاحبان خاص بندگان با اختصاص ساتھ آئے سبز بخت مسند پر بیٹھا ملکہ صرصر سے کہا آؤ بیٹھو پشتارہ رکھدو صرصر نے پشتارہ زمین پر رکھدیا ادب سے سامنے مسند کے بیٹھی سبز بخت بہ نگاہ محبت ملکہ صرصر سے باتیں کرنے لگا آغاز کلام کی ملاطفت ضروری ہے کہا ملکہ صرصر یہ گنہگار مرد ہے یا عورت ہے اسکی کیا کیفیت ہے صرصر نے کہا اے شہنشاہ اسکا نام ملکہ مخمور ہے حسن و جمال پر اس نازنین کو بڑا غرور ہے شاہنشاہ کی دشمن ہوئی واسطے ساحروں کے رہزن ہوئی شہنشاہ افراسیاب کا حکم ہوا میں نے لشکر میں جا کر اسکو گرفتار کیا یقین ہے کہ ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ میری جستجو میں آئیں اسکو چھڑا لیجائیں اسواسطے میں حضور سے طالب مدد ہوں آپ کے ذریعے سے تا باغ سیب پہونچوں سبز بخت نے کہا ملکہ صرصر اسکا پشتارہ کھولو ہوشیار کردو ہم اسکو سمجھا کر مطیع شہنشاہ

کرین لطف سے لیچلین صرصر نے کہا ان جھگڑون سے آپ کو کیا کام ہی آپ نہ چلیے اسی صحرا مین شکار کھیلیے ہزار دو ہزار ساحر میرے ہمراہ کر دیجیے وہ ہو سجا دینگے اپنے کہا ملک مین خود جاونگا تیشارہ تو کھو د صرصر نے چادر چہرہ سے ملکہ مخمور کے ہٹائی چہرہ کھلتے ہی اک برق چمکی آنکھون کے نیچے سبز بخت جادو کے اندھیرا آگیا آفتاب جمال دیکھا قلب تھرا گیا آنکھین بلکہ دیکھا پھول سے رخسار معشوق نہایت حسین طرحدار نظم

خورشید ہو جسطرح گہن مین | رخسار ہر اک چمک رہا تھا
یون تھا اُسکے لباس تن مین | خورشید جبین دمک رہا تھا

اِس جمال حورشمال پر جو سبز بخت کی نگاہ پڑی گل عارض سے آنکھ لڑی کلیجہ تھام لیا سامری کا نام لیا مخمور کی بھی آنکھ کھلی بیہوشی تو اتر چکی تھی گھبرا کر چار طرف دیکھنے لگی زبان مین سوزن بلیا اب سمجھی کہ مین اِس دربار کفر مدار مین قید ہو کر آئی صرصر مکر جلائی شرم سے سر جھکا لیا سبز بخت کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کنارے لایا کہ ای صرصر مین اب اسوقت صاف صاف کہتا ہون پہلے تو تمکو دیکھکر مائل ہوا مگر اب اِس قتال عالم کی تیغ ابرو سے گھائل ہوا دلبر تھا بو نہین اگر اسکے وصل مین عرصہ ہوگا مرجاونگا ای صرصر واسطہ سامری و جمشید کا میری جان بچا مخمور کو میری طرف سے سمجھا تجکو بھی نہال کر دونگا دامن آرزو گوہر مراد سے بھر دونگا یہ سنکر صرصر گھبرائی کہا ای شہریار ذرا ہوش مین آئیے اپنے دل کو سمجھائیے ورنہ قیامت برپا ہوگی یہ افراسیاب جادو کی معشوق ہی وہ مدت سے اسیر مرتے ہین یہ اُنکی خدمت سے نکل آئی ہی مین اُنکے حکم سے گرفتار کر کے لیچلی ہون افراسیاب سے تو اِسکو انکار ہی تمھارا عشق جتانا بیکار ہی صاحبقران کے ہوتے پر یہ مرتی ہی اُسی کی محبت کا دم بھرتی ہی اب ایسی بات منھ سے نہ نکالنا شاہنشاہ سُن پائینگے صورت سے بیزار ہو جائینگے سبز بخت نے کہا شہنشاہ کو اب اسمین کیا دخل ہی اُنکا کیا نقصان ہی وہ عاشق ہوے اُسنے اُنکو نہ قبول کیا مجھپر تو آنکھ کھولتے ہی نگاہ محبت ڈالی دیکھ لینا ای صرصر میرے کہنے ہی کی دیر ہی دل و جان سے قبول کر لیگی صرصر نے کہا خوبصورت تو آپ ایسے ہی ہین آپ کیسے راضی کیجیے مین زبان سے نہ کہونگی یہ آفت اپنے سر پر نہ لونگی آپ کو اگر یقین ہی کہ مجھپر مائل ہو چکی آپ جا کر سوال و جواب کیجیے آپ کو اختیار ہی مین اِس باب مین دخل نہ دونگی بلکہ ابھی جا کے شاہنشاہ سے اطلاع کرتی ہون ورنہ

میری ناک چوٹی کاٹی جاوے گی یہ سنکر سبز بخت کو غصہ آیا کہا اے صرصر سنو مین تمھارے شاہنشاہ
کا غلام زرخرید نہین ہون خراج گزار البتہ ہون تمنے تو ایسا ڈرایا دھمکایا گویا کہ شہنشاہ مجکو کھا لینگے
شہنشاہ کی بات کا ہم جواب دے لین گے مگر تم براہ مہربانی مجھے راضی کر دو اسکے عوض مین
سو تیون کا مالا لو صرصر نے کانون پر ہاتھ رکھا کہ صاحب مجھے آزاد کرو دیجیے میرے قیدی کو سب مجھے
دیجیے آپ شاہنشاہ سے جا کر پیغام سلام کیجیے سبز بخت نے کہا واہ واہ میری تو اسوقت جان جاتی ہے
معشوقہ تو تمھنے ہی مین تمھین حوالے کر دون تم لیجاؤ شہنشاہ قتل کرین ہم یہان اسکے فراق مین رو رو
کے مرین یہ مجھسے کبھی نہوگا صرصر نے کہا مین تو بے پشارہ لیے نجاؤنگی بلا سے راہ مین عمرو یا
مرغ وغیرہ چھین لینگے شہنشاہ کے معشوق کی آبرو تو بچے گی یہ کہکر صرصر طرف مخمور کے چلی کہ بیہوش
کر کے پشارہ باندھون جب تو سبز بخت نے صرصر کو ڈانٹا او شغل اُدھر کہان جاتی ہے یہ کہکے
قریب آیا صرصر کو کلمات سخت کہنے لگا صرصر نے کہا دیکھیے زبان سنبھالیے سبز بخت نے آواز دی
کہ اس بیہودہ کی گردن مین ہاتھ دو ہماری بارگاہ سے نکالو مخمور حیران حیران دیکھ رہی ہے دل سے
کہتی ہے خداوندا یہ کیا ہو رہا ہے کیا چپکے چپکے صلاحین ہو رہی ہین اب مخمور نے دیکھا صرصر اور آپس
تاجدار سے باتو چپکے چپکے باتین ہو رہی تھین یا تو مین جادوگر صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچے ہوئے لیچلے
ہر چند صرصر چیخی چلی سبز بخت نے ایک فریاد نہ سنی صرصر کو بیرون بارگاہ نکلوا دیا صرصر کو نکال کر
سبز بخت رو دیا آکر تخت پر بیٹھا ملکہ مخمور فرش پر بیٹھی تھی سبز بخت نے رفیقون کو اشارہ کیا دو
تین رفیق قریب ملکہ کے آئے کہا اے ملکہ عالم ہمارے شاہنشاہ نے آپ پر احسان کیا قید سے
صرصر کی چھڑا دیا اب احسان کا بدلا احسان ہے بس شاہنشاہ کی تجھپر جان جاتی ہے بادشاہ جلیل ہین
ساحر زبردست ہین وہ مرتبہ تمھارا ہوگا کہ بڑے بڑے بادشاہ رشک کرینگے یہ کلمات جہلات سنکر
ملکہ مخمور سرخ چشم کا چہرہ سرخ ہو گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ضبط کر کے جواب دیا اپنے بادشاہ
سے کہو کہ کیون صرصر سے چھین لیا ہمنے تجھسے درخواست کی تھی اور کہدو کہ خبردار شامتین
نہ آئین اپنا منہ نہ بنوائین دور رہو ہمارے سامنے سے اگر تم افراسیاب کے دوست ہو تو ہم اسکے
دشمن ہین ہمکو قتل کرو عصمت کا نام نہ لینا ورنہ ابھی تڑپ تڑپ کے جان دونگی جا کر سمجھا دو
کہدو بے حیا مجکو بے وارث نہ جاننا چار سو سرداران نامی دیماران گرامی مع فوج بیشمار پیچھے

مرنے پر تیار ہو گئے ہر ایک اپنی جان دیگا بہرام فلک سے تیرے خون کا معاوضہ لیگا مگر مخمور
نے سبز بخت سے یہ سب کچھ بیان کیا کہا حضور وہ اس نام پر جان دیتی ہے ہر چند سمجھایا مگر وہ نہین
مانتی جب تو اس ملعون نے بگڑ کر کہا ای ملکہ مخمور اب میرے قبضے سے کہان جا کر فرار ہے یہ غلام
آپ کا عاشق زار ہے جو حکم دو سب طرح پر حاضر ہون ملک و مال جاہ و جلال اور یہ جو تم کا انکار
کبھی نہ مانونگا ساحر زبردست ہون ایک ورد ایسی پڑھونگا کہ تم خود مجھپر عاشق ہو جاؤگی یہ کہکر
اسنے خدمتگارون سے کہا کچھ پھول پتے جنگل سے توڑ لاؤ ابھی گلدستہ سحر بناؤنگا اس سرکش
کو سونگھا دونگا مجھسے زیادہ بیقرار ہو جائیگا ہماری منت سے نہین مانتی مہر رخ و بہار پر کیا
کرینگی وہ ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ کیا ہے مین اسکو کیا سمجھتا ہون مخمور کے تو ہوش
پراگندہ ہین اور ساحرون نے اشیاے مذکورہ مغرور کے سامنے لا کر جمع کیے مخمور نے دیکھا
یہ بیحیا سحر پڑھ پڑھ کر گلدستہ بنا رہا ہے خود بھی سحر کی واقفکار ہے اسوجہ سے اور زیادہ بیقرار ہے دل سے
کہتی ہے ای مخمور غضب ہوا آج عصمت مین فرق پڑیگا سوا جان دینے کے کچھ نہ بنے گا
افسوس صد افسوس دل کو اپنے معبود سے رجوع کیے ہوے اشک حسرت آنکھون مین بھرے
ہوے سبز بخت پتے اٹھا اٹھا کے گلدستہ بنا رہا ہے مگر صرصر روتی ہوئی بارگاہ سے سبز بخت
کے نکل پڑی ہوئی جاتی ہے چونکہ خود بھی عورت ہے اور مقدمہ عصمت ہے صرصر کے دل پر چھری
چل رہی ہے بھاگی ہوئی جاتی ہے ادھر خواجہ عمرو بھی تو چل چکے تھے ایک نخل کی آڑ پکڑے
کھڑے تھے دیکھا صرصر خالی ہاتھ روتی ہوئی آتی ہے عمرو حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے بہ تعجیل
صورت صبا رفتار کی بنا تھوڑی سی خاک اٹھا کر چہرے پر ملی جیسے ظاہر ہوا کہ دور سے
آتی ہے اس صورت سے اپنے کو آراستہ کرکے آنکھین ملتا ہوا نخل کی آڑ سے نکلا پکار کر آواز
دی ملکہ کہان جاتی ہو صرصر کا دل تو بھرا ہوا تھا صبا رفتار کو چونکے دیکھا آواز دی ای صبا رفتار
آج غضب ہو گیا مین نے مخمور کو چھپایا تھا راہ مین سبز بخت ملا اسنے پشتارہ ملکہ کا مجھسے چھین لیا
مخمور پر عاشق ہوا اب سامان وصل مین مصروف ہے مجھکو گردن مین ہاتھ دے کر نکلوا دیا مین شہنشاہ
سے اطلاع کرنے جاتی ہون یہ جو عمرو نے سنا ہوش اڑ گئے پکار کے کہا ملکہ جا کے شہنشاہ سے
کہو مین جا کر ملکہ حیرت کو لاتی ہون حرامزادے کو سرکشی کی سزا دلواتی ہون صرصر نے بے اختیار

ہوکر کہا جلد جاکر ملکہ سے بیان کرو کہ وہ موجود تھے اس ملعون کو سزا دے مخمور کی قید لے نے عمرو
وہین سے گھیر دیا یہ کہتا ہوا کہ ملکہ جاؤ اب زیادہ کلام کرنے کی ضرورت نہین مین مطلب اصلی سمجھ گئی
صرصر تو بھی پریشانی مین خیال سنو طرف باغ سیب کے چلی مگر عمرو بشکل صبا رفتار سامنے
سبز بخت جادو کے پہونچا بہ تعجیل ایک نامہ مہر افراسیاب سے تیار کیا ہاتھ مین لے کر اسی صورت
سے سامنے سبز بخت کے آیا دیکھا مخمور سامنے سر جھکائے روتی ہے کلیجہ پھٹ گیا مگر ضبط کیا
سبز بخت کو ہاتھ اٹھا کر دعا دی پایۂ تخت کا بوسہ لیا نامہ سبز بخت کے ہاتھ مین دیا مہر شاہنشاہ
دیکھکر لفافہ چاک کر کے جو پڑھا ایسا مضمون عشرت خیز لکھا تھا کہ مونچھون پر تاؤ دینے لگا تاج کو
کج کیا وزیرون نے پوچھا کیا مرقوم ہے ہنسکر کہا افراسیاب ہمارا بادشاہ ہے ہم اسکے غلام قدیم
ہین بی صرصر نے جاکر فریاد کی ہماری سرکشی کا حال کہا بی صرصر کی ہوا بگڑ گئی شاہنشاہ نے شفق
کو تمغا دیا ملکہ مخمور کو ہمین بخشدیا وزیرون نے کہا حضور بادشاہون کے اعزاز و اکرام بادشاہ
کرتے ہین وہ عیار بچی ناحق حضور سے کج بحثی کرآتی سبز بخت نے کہا بی صبا رفتار آئیو عمرو
نے مسکرا کر کہا دولہا بیاہن ہمین بھی خلعت دلوائیے ایسی خوشی کا نامہ لے کر آئے ہین آج تو بھاری
جوڑا لونگی سبز بخت نے کہا ایسا نہال کرونگا کہ دولت دنیا سے مالا مال کرونگا مگر ای صبا رفتار مخمور
مجھ سے راضی نہین ہوتی خیر گلدستۂ ساحری مین تیار کرتا ہون مجھ سے اسقدر محبت ہو جائیگی کہ مثل کنیزون
کے خدمت مین رہیگی صبا رفتار نقلی نے دست بستہ عرض کی کہ اے شاہنشاہ یہ عورت کیسی کور ظاہر
و کور باطن ہے آپ ایسا طرحدار وضعدار تاجدار صاحب اقتدار دولتمند سن شریف ابھی تو تیس زیادہ
سو کا شفق مین تارے سے چمکتے معلوم ہوتے ہین پیری و شباب گلے مل رہے ہین مگر رنگ شباب
غالب ہے ہے تو صاحب جا بجا یہ سنا کہ ہر نازنین آپ کی طالب ہے ایک شاہزادی کے پاس
آپ کی تصویر ہے آج وہ بات یاد آئی ایکدن جو ہم براے ملاقات گئے تو اس شاہزادی نے تصویر
محبت تاثیر مجکو دکھائی اور رو کے کہنے لگی کہ صبا رفتار ایک سوداگر آکر یہ سودا ہمارے ہاتھ
بیچ گیا تھا نہین کھلتا کہ کس تاجدار کی تصویر ہے آج جو آپ کے جمال بے مثال کو دیکھا وہ جملہ یاد آگیا
سبز بخت نے سحر کرنا تو موقوف کر دیا صبا رفتار کو سامنے کرسی پر بٹھالیا کہا صبا رفتار میرے
سر کی قسم سچ کہتی ہو صبا رفتار نے کہا حضور آپکی جوانی کی قسم اب مین اس بیچاری کے پاس

جاؤنگی مژدہ وصل دے کر ہزاروں روپے پاؤنگی سبز بخت نے کہا اُس شاہزادی کو لاؤ اُسکا کیا نام ہی صبار رفتار نقل یعنی خواجہ عمرو نے مسکرا کر کہا کسی کٹنی کو بلاؤ مجھے کیا نفع مین تمھاری نگاہوں کو دیکھکر خود ہول کھاتی ہون ایسے مرد دے سے ڈرنا چاہیے آنکھوں مین کھائے جاتا ہی سبز بخت بمجھا یہ بھی مجھ پر عاشق ہوئی کہا صبار رفتار کیا ہم تسے باہر ہین مخمور کو راضی کر دیکھو تم سے بھی مزے اُڑائینگے عمرو نے ہاتھ بڑھاکر پٹے پکڑ لیے اور ایک طمانچہ اُلٹے ہاتھ سے سبز بخت کو مارا کہا کیون نگوڑے یہ میری آبرو لیگا مین ایسے ہرجائی سے محبت نہین کرتی یہ کہکر ٹھنڈی سانس بھری آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کر آہستہ یہ کہتی ہوئی کہ بھلا رے دیکھیے تیری محبت کیا کیا رنگ لائیگی آخر کو خاک چھنوائے گی لوگ سمجھاتے ہین مگر ایک نہ سنے مین تخلیہ کا حکم دو کہ تنہائی مین سمجھاؤن عورت کی بات بہت خوب سمجھتی ہی مرد واسور کہا جانے عشق تو اُسکی آنکھون سے ٹپک رہا ہی نہین معلوم کس وجہ سے انکار کیا سبز بخت نے کہا دوسرے خیمے مین لیجاؤ جسطرح مزاج مین آدے سمجھاؤ باتون پر صبار رفتار کی بھول گیا موچھون پر تاؤ پھیرنے لگا رفقا سے کہا کہ بی صبار رفتار بھی ہمپر مائل ہوئین یارو تمنے سُنا تصویرین بھی ہماری دور دور پہونچی ہین ایک شاہزادی مدت سے عاشق ہی صبار رفتار اُسکو بھی لائیگی با دولت اُسکا بھی محل کرینگے اور صبار رفتار کو بھی گھر مین ڈال لینگے ایسی ہی عورتون سے انتظام خانہ داری خوب ہوتا ہی رفقا سر جھکائے مسکراتے ہین آپس مین کہتے ہین کہ ہمارے شہریار کو سودا ہوا ہی کہ کٹ بڑی ڈاڑھی صورت کالی بھجا کی پھبتی ہوتی ہی سن شریف یہ میان کو باہ بھی ہنولی ہوگی اُسپر اسقدر بلبلا رہے ہین مگر خواجہ عمرو مخمور کو ایک گوشے مین گیا کہا کیون ملکہ ایسے حسین و جمیل کا وصل کیون نہین قبول کرتی ہو مخمور نے بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا کہا او شغل کیا بکتی ہی اف اسباب ایسے جلیل کو تو مین نے قبول نہ کیا پھر یہ کیا بجا ہی مین گناہگار ہون وہ مجکو قتل کرے میرے خون سے ہاتھ جوڑے عصمت کا نام لیگی تو بہت مزا اُٹھائیگا انشاء اللہ خواجہ عمرو کے ہاتھ سے سزا پائیگا صبار رفتار نے کہا نگوڑے عمرو کا کیون نام لیتی ہو وہ جھڑ و اکیا ہی اُس سے کیا ہو سکتا ہی مخمور نے کہا جیسا وہ ہی تمہارا دل ہی خوب جانتا ہی اور سیانا خوب پہچانتا ہی جب تو خود جھٹے ہاتھ آنکھ کا تل دکھایا ملکہ مخمور نے مثل گل کے شگفتہ ہو کے

کہا خواجہ خدا تمکو سلامت رکھے میری زبان سے سوزن کو نکالیے کہ ابھی اس ملعون کو سزا
دون سارے لشکر کو تباہ کردن عمرو نے کہا ملکہ جو گرٹھ دیے مرسے اُسکو زہر کیون دیجیے
چلکے بیٹھ جاؤ مُنہ سے نہ بولو مین اپنا سب مطلب کرلونگا دو چار کوڑی کا روزگار کرلون ملکہ
مخمور نے کہا مجھے کلام کرنا نہایت ناگوار ہی عمرو نے کہا تم کچھ نہ کہنا ہم سمجھ لینگے باتین بنا لینگے
یہ کہکر مخمور کی زبان سے سوزن نکالا مخمور کو ساتھ لیے ہوے باہر نکلا آگے بڑھکر سبز بخت
نے کہا واہ رے اُلّو کے پٹھے مردوے تو تو گدھا ہی سلطنت کیونکر کرتا ہی مخمور کہتی ہی مین نے
جیسے دیکھا ہی میری جان جاتی ہی یہ کیسا عاشق تھا کہ پہلے ہی بدعت کرنا شروع کی اسوجہ سے
مجکو بھی نفرت ہوئی او بھڑوے عورتین اپنے کو نہین روکتی ہین اپنی چاہت نہین ظاہر کرتی
ہین سبز بخت نہال ہوگیا ملکہ مخمور کو دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا ہاتھ باندھنے لگا کہ ملکہ میری خطا
معاف کرو عمرو نے مخمور کو کرسی جواہر نگار پر جگہ دی سبز بخت کو اشارہ کیا بس بیٹھو تعظیم و تکریم
نہ کرو اب تو بڑی خوشی ہی شراب و کباب منگاؤ دو چار جام پیکے معشوقہ کو تخلیہ مین لیجاؤ مزے
اُڑاؤ ہمارے احسان کو نہ بھولجانا سبز بخت نے کہا ساقی پچون کو طلب کرو جلد حاضر ہون
صبار رفتار نقلی یعنے خواجہ عمرو نے کہا کلید میخانے کی مجکو دو مین شراب کا انتظام کرینگے
سبز بخت نے کنجی میخانے کی خواجہ عمرو کو دی عمرو نے میخانہ مین جاکر ساری شراب کو خراب
کیا سب مین بیہوشی ملائی نہایت سلیقہ سے کنٹر الماس نگار کشتی مین لاکر سامنے آراستہ کیے
سبز بخت سے کہا آپ خوش ہین میرے قلب کو فرحت ہی جسم خاکی مین روح کو راحت ہی
دل چاہتا ہی کہ ایک غزل اسوقت ہم گائین شراب بھی اپنے ہاتھ سے پلائین سبز بخت نے
کہا صبار رفتار تمھین اختیار ہی عمرو نے اہلیان دربار کو اشارہ کیا کہا لو صاحبو جو لشکر مین
چتلے کے پٹھے جیبد بیے گائن سے اشارہ کیا کہ ذرا بایان چھیڑو اُسنے بایان بجایا خواجہ عمرو
نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی غزل

کبھی بے نقش درم ہو نہ مسخرہ معشوق ۔۔۔ دیکھے انسان حقیقت مین تو ہی زر معشوق
غیر ممکن ہی وفادار ملے ہر معشوق ۔۔۔ قدردان ہوتا ہی قسمت سے میسر معشوق
اُسپہ ہم مرتے ہین مرتا ہی زمانہ جسپر ۔۔۔ اپنے معشوق سے دیکھا نہین بہتر معشوق

کچھ نئی ہمسے نہین کرتا ہی بیداد وہ شوخ | ستم و جور کے سب ہوتے ہین خوگر معشوقہ

یہ غزل جو خواجہ عمرو نے سامنے سبز بخت باغی کے گائی دربار مین صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی مخمور کو اُسی ہنگام مین جام بھر کر اشارہ کیا کہ اک جام سبز بخت کو پلا دو مخمور نے سر جھکا لیا عمرو نے اپنے ہاتھ سے بھر کر دیا مسکرا کر کہا کہ لو میان جام پیو جو ہونا تھا ہو چکا سبز بخت خوشی مین آکر جام پی گیا کل اہالیان دربار شراب پی چکے ہین اب عمرو اس خیال مین ہی کہ دو چار شعر اور پڑھون یہ سب بیہوش ہو کر گرین لوٹ لون نکل جاؤن مخمور بھی اشارے کر رہی ہی کہ نواجلدی کر و عمرو منھ پھیر کر کہدیتا ہی کہ ہول کیا ہی مگر قضا سے کار ملکہ صرصر شمشیر زن جا کر باغ سیب مین پہونچی افراسیاب جادو عیش و نشاط مین مصروف ہی دیکھا کہ صرصر روتی پیٹتی چلی آتی ہی افراسیاب نے کہا خیر تو ہی صرصر نے کہا اے شہنشاہ غضب ہو گیا مین بموجب حکم سرکار لشکر مسلمانان مین گئی اپنی جان لڑائی ملکہ مخمور کو۔ نکلی راہ مین مجکو تردد تھا کہ ایسا نہو عیار آکر پشتارہ چھین لین میان سبز بخت جادو شکار کھیل رہے تھے مین نے اُنسے کہا کہ مجکو تا بہ باغ سیب پہونچادے اُنھون نے بارگاہ استاد کرائی ملکہ مخمور کے جمال بیمثال کو دیکھکر مائل ہوے بیحد مجہ سیلے تھے مجھسے کہا یہاں و رضامند کرو مین آگاہ تھی کہ ہمارے حضور کی نگاہ اُسپر پڑتی ہی مین بگڑی کہ پشتارہ یہان نہ چھوڑونگی غصہ مین میری گردن مین ہاتھ دیا بارگاہ سے نکلوایا اور یہ کہا کہ ابھی گلدستہ سحر ہونگی اُسکو راضی کرونگا اے شہنشاہ وہ بھڑوا سبز بخت گلدستہ بنا رہا ہی خدا اُنکی آبرو بچائے یہ سنکر افراسیاب جادو کو غصہ آگیا ابروون پر بل پڑ گیا قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈالا کہا نمک حرامون نے بہت پریشان کیا ہی اس جیا کی یہ لیاقت ہوئی کہ ہماری منظور نظر پہ نگاہ محبت ڈالے جیا کو شرم نہ آئی ابھی دیکھو جا کر کیا قیامت برپا کرتا ہون آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا یہ کہکر مثل شعلۂ جوالے چمک کر آسمان مین ڈوبا یہان دربار مین خواجہ عمرو نے گاتے گاتے سبز بخت جادو سے اشارہ کیا کہ اب معشوقہ کا ہاتھ پکڑ کر تخلیہ مین لیجاؤ خوشی مین آن کر سبز بخت نشہ مین اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی تو اپنا کام کر چلی تھی دھم سے لڑکھڑا کر گرا ساتھ والے لینا لینا کہکے اُٹھے وہ بھی گرے بیہوش ہوے موج نے پرچم شمشیر سے غضب ڈھب پلی جوتی پیزار چل رہی ہی کوئی اوک رہا ہی کوئی قلاک رہا ہی کوئی نشہ کی دھن مین گا رہا ہی کسی نے کپڑے اُتار کر پھینک دیے

ننگا بھاگا جاتا ہی یہاں بارگاہ مین عمرو نے نعرہ کیا نیچہ پکڑ کر چلا کہ سبز بخت کو بھل تلوار کا چھاون مخمور کھڑی ہی خواجہ مین تو نکلجاؤن آپ فرماتے مین ملکہ میرا ساتھ دو کچھ کام کرو سبکے کپڑے تو اُتارو مخمور ہاتھ باندھتی ہی کہ اُستاد مجھ سے کچھ نہین ہو سکیگا فرماتے ہین مخمور مین ابھی اسکو بیدار کردونگا مخمور کہتی ہی آپ کو اختیار ہی سر حاضر ہی ہمسے کسی کے کپڑے نہین اُتارے جائینگے یہ کلام ناتمام تھا کہ افراسیاب جادو آسمان پر چمکا اسنے اول ایلیان لشکر کو دیکھا کہ آپس مین جوتی پیزار ہو رہی ہی یہ سمجھا کہ سبز بخت نے سب کو شراب پلوائی ہی یہ سب خوشی کر رہے ہین وہان سے نعرہ کیا باش او نمک حرام وہ بیٹا سبز بخت کہان ہی جسنے بغاوت پر کمر باندھی معشوقہ پر نگاہ ڈالی نعرہ افراسیاب کی آواز کان مین عمرو کے پہونچی مخمور سے کہا بھاگ افراسیاب جادو آپہونچا مخمور نے گھبرا کر دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہو کر بھاگی عمرو نے دیکھا کہ سبز بخت مارا نہین گیا اور افراسیاب جادو آگیا صبا رفتار تو بنے ہوئے تھے ایک حباب دافع داروے بیہوشی سبز بخت کے منھ پر مار دیا اُسنے آنکھ کھولی کہا شہنشاہ جلدی آ پہونچے افراسیاب آگیا اپنے قول سے پھرا معشوق کی اُسکو محبت آگئی اُسنے سب کام خراب کیا مخمور کو اُسنے سحر سے چھپا لیا ہی مجکو بھی قتل کریگا اب اسوقت کچھ جرات دکھاؤ مین اس خیمے مین چھپی جاتی ہون اُترتے اُترتے حرامزادے کو ایک گولا مار دو کہ اُسکا سر پھٹ جائے یہ کہکر عمرو تو دوسرے خیمے مین گھس گیا گلیم اوڑھ لی سبز بخت غصے مین سنبھل کر اُٹھا گولا ہاتھ مین لیا افراسیاب غصے مین پردہ اُٹھا کر بارگاہ مین آیا نعرے کرتا ہوا او نمک حرام سبز بخت میری معشوقہ پر آنکھ ڈالی جیسے افراسیاب نے اندر خیمے کے سر ڈالا سبز بخت نے ایک گولا مارا کیون بیٹا مردان عالم کو کلمات سخت وسست کہتا ہی مخمور تیری خالہ ہی ہمتو ضرور وصل حاصل کرینگے گولا افراسیاب کی پیشانی پر پڑا اگر طلسم بند نہوتا تو سر پھٹ جاتا افراسیاب نے چرخ کھایا گولا پھٹ کر زمین پر گرا نعرہ کیا او باغی تیا مخمور کہان ہی سبز بخت نے کہا تیرے پاس نہان ہی مین تجکو مار کر بولونگا جب سبز بخت نے دیکھا کہ میرے سحر نے تاثیر نہ کی افراسیاب بڑھتا چلا آتا ہی تلوار پکڑ کر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا افراسیاب نے خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ مارا سر سبز بخت کا اُڑ گیا مر کر گرا ایک لات ماری استخوان چور چور ہوے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا

نام ہی سنبر بخت جادو بود مارکر اُسکو غصہ مین افراسیاب خیمے مین چہار جانب ڈھونڈھنے لگا کہین ملکہ مخمور کو نہ پایا۔ ران پر ہاتھ مارکے دیکھا کہ مخمور کہان گئی نوشتہ پایا کہ مخمور نکل گئی فلان صحرا مین جاتی ہی غصہ مین جھپٹا باہر نکلکر چند سنگریزے اُٹھا کر اچھالے وہ سب بیہوش پڑے تھے اُنپر تیغ برسنے لگے ہزارون کے سر جھٹ گئے آپ تجسس مخمور مین چلا اب عمرو نے نکلکر سب مال لوٹنا شروع کیا سب مردون کو برہنہ کردیا اور بتعجیل عقب مین افراسیاب کے راہی ہوے ملکہ مخمور جو غرق زمین ہوئی تھی کوس بھر پر جا کر نکلی مگر پسینہ پسینہ گھبرائی ہوئی افراسیاب کا خیال کامات سنبر بخت کا ملال زیر نخل کھڑی ہوئی چہار جانب دیکھ رہی تھی دل سے کہتی ہی کہ اے مخمور راستہ لشکر اسلام کا کدھر ہی کہ سامنے سے نعرہ ہوا انم افراسیاب جادو او مخمور تیرے واسطے کیا کیا خاک چھانی ہی اے تو تیرے فراق مین عجب عالم ہی عاشق کا لبون پر دم ہی مخمور کے ہوش وحواس پراگندہ ہوگئے اور افراسیاب جادو قریب آگیا مخمور نے جھولی سے اسباب سحر نکالا ترنج و نارنج ماش کے دانے افراسیاب پر پھینک مارے صدہا شعلہ ہاے آتش افراسیاب خانہ خراب پر گرے ایک طرف سے تلوار گری شانہ پر خنجر پڑا مگر یہ بیحیا بیغیرت کب کٹتا ہاتھ اُٹھا کر اشارہ کیا سب چیزین باطل ہوگئین مخمور سحر کر کے سامنے افراسیاب کے بھاگی افراسیاب جھپٹا چونکہ مدت سے عاشق ہی تصویر بدحواسی مخمور کی دیکھ کر کلیجہ پھٹا جاتا ہی وہ گل سا چہرہ کمھلایا ہوا پیشانی پر پسینہ جسم مین رعشہ ہونٹ تھراتے ہوے کبھی لڑکھڑاتا دوپٹہ ڈھلکا ہوا کرتی آب روان کی مسکی ہوئی پائینچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے گرد جو اُڑی ذرے زلفین عنبرین پر جیسے شب تیرہ مین تارے فلک خوشی سے تارون کو تصدق اُتارے افراسیاب پکارتا ہی اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان کیون مجھ سے بھاگتی ہی قسم ہی سامری جمشید کی کچھ سزا نہ دونگا کل طلسم کا بادشاہ کر دونگا اے مخمور میری محبت سے تو نکل گئی میکشی کا مزا جاتا رہا جب مخمور نہین تو کیسا خمار افراسیاب منتین کرتا ہی مخمور حربے سحر کے کرتی جاتی ہی کبھی غصہ مین آواز دیتی ہی کہ او بیحیا کیا بکتا ہی اپنی خالہ حیرت کو سلطنت دے مجھسے محبت والفت کا نام نہ لے مین تیری دشمن ہون دیکھ زمانہ قریب آچکا ہی انشاءاللہ اسد غازی کو قید سے چھڑا لینگے وہ شیر دل طلسم فتح کریگا اے افراسیاب جادو تیرا نمک کھایا ہی براہ خیرخواہی سمجھاتی ہون مسلمان ہوجا

اسد غازی کو لاکر خدمت مین خواجہ عمرو کی پہونچا ورنہ کتے کی موت مارا جائیگا ہاتھ سے شہنشاہ عیاران عالم کے امان نہ پائیگا ان باتون کو سنکر افراسیاب جادو مثل بید کے کانپا غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا مخمور نے چاہا پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن جان بچا کر نکل جاؤن افراسیاب نے غصہ مین یا سامری کہکر ایک دو ہتڑ زمین مین مارا زمین سنگلاخ ہو گئی مخمور زمین پر گری ہونٹ بند ہو گئے اسم سحر نہ پڑھ سکی افراسیاب قریب آیا ہاتھ پکڑ کر غصہ مین کھینچتا ہوا لیچلا کہتا جاتا ہے کہ ای مخمور آج اگر میرا کہنا نہ مانا سرتابی کی تو اس ظلم سے قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر رو دین ورنہ دیکھ سمجھاتا ہون تو یہ کروہ مرتبہ اعلی کرونگا کہ تمام ساکنان طلسم ہوش ربا رشک کرین مخمور کچھ جواب نہین دیتی سر جھکائے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے افراسیاب ہر مرتبہ قبضہ پر ہاتھ ڈال کے ڈراتا ہے کہ سر کاٹ لون سرکشی کی سزا دون مخمور گھبرا کر سر جھکا دیتی ہے اشارہ ہے کہ تجھے اختیار ہے میری جان کا حافظ پروردگار ہے اسی حال پر ملال مین مخمور کو لیے ہوے افراسیاب سو قدم تک آیا اب قصد ہوا کہ مین اسکو باغ سیب مین لیچلون وہان تمام شاہزادیان وغیرہ موجود ہین سمجھائینگی ڈرائینگی دھمکائینگی ضرور اطاعت کرے گی قتل کرنے کے خیال مین دل دھڑکتا ہے کہ ہاے ایسے محبوب جانی یار جادوانی ماہ رخسار گلعذار شمشاد قد خورشید خد نازک اندام کبک رفتار شیرین گفتار ماہ آسمان خوبی خورشید فلک محبوبی کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون دست ظلم اسکے خون سے بھرون ایسی ایسی باتین سوچ کر بڑا ارادہ کیا سحر کرکے اڑون اسکو کسی مقام پر قید کر دون کہ دیکھا سامنے سے بونڈلا گرد کا اٹھا ملکہ صرصر شمشیر زن با ہمہ عیاری سے آراستہ تیغہ کمر مین لگا ہوا سینہ سپر جھپٹتی ہوئی آتی ہے افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای صرصر مین نے اس بیحیا نمک حرام کو مارا ساری فوج کو جلادیا مخمور کو گرفتار کیا ہے حیرت جادو سے جاکر کہنا سنگ بخت جادو کسی خطا پر ہاتھ سے شہنشاہ کے مارا گیا جہنم واصل ہوا اس قلعہ پر کسی منتظم کو روانہ کرین رعایا تباہ و برباد نہو مخمور کو لیکر طرف باغ سیب کے جاتا ہون یا کسی مقام پر قید کرونگا کہ یہ پھڑک پھڑک کر مرے صرصر بہت خوب کہتی ہوئی قریب آئی مخمور کو سمجھانے لگی ای مخمور شہنشاہ کے قدمون پر گرو ایسے مالک پرورش کرنے والے کسے ملتے ہین علاوہ مالک چاہنے والے کے صاحب شان و شوکت شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہفت اقلیم دا

انکی قدمبوسی کی آرزو رکھتے ہین تمھاری عقل پر یہ کیا پتھر پڑے ہین اپنی نیکی بدی نہین سمجھتی ہو
ناحق جان جائیگی اِن باتون پر صرصر کی افراسیاب خوش ہوا آنکھ سے اشارہ بھی کیا کہ اسکو اپنی کر
تھوڑا سا ابھی یہ عذر کرے تو مین صاف کردون خوشی خوشی لے کر باغ سیب مین جاؤن صرصر
ہاتھ باندھے ہی کہا اے مخمور میری بات کا جواب دو مثل تصویر کیون خاموش ہو مخمور کو سمجھانا صرصر
کا بہت ناگوار ہے افراسیاب ہاتھ تھامے کھڑا ہے کلیجہ پر خنجر غم والم چل رہا ہے مگر ناظرین پر واضح
ہو کہ یہ صرصر شمشیر زن نہین ہے خواجہ عمرو بارگاہ سبز بخت سے پھیر جو لوٹ کر چلے تھے دور سے
جو دیکھا افراسیاب مخمور کو گرفتار کرکے لیے جاتا ہے آکر باتین کرنے لگے قصد ہے کہ اسکو بیہوش
کردون ملکہ مخمور کو چھڑاؤن سامنے افراسیاب کے کھڑے مخمور کو سمجھا رہے ہین افراسیاب
کو بہلا رہے ہین مگر قضائے کار صرصر شمشیر زن تو افراسیاب سے اطلاع کرکے چل چکی ہے
اسوقت آکر پہونچی جیسے ہی صرصر سامنے دکھلائی دی عمرو نے دیکھا کلیجہ ہل گیا وہان سے صرصر
اصلی نے دیکھا کہ عمرو میری شکل بنا ہوا شہنشاہ سے گھل مل کر باتین کررہا ہے للکارا کہ اے شہنشاہ
سنم ہا کہ صرصر شمشیر زن یہ نگوڑا موا موتڈی کا ساربان زادہ میری شکل بنا کھڑا ہے آپ کو دھوکا
دیا چاہتا ہے عمرو نے دامن پکڑ کر افراسیاب کا کہا دیکھیے میری شکل پر عمرو آتا ہے مخمور جو پکڑی گئی
نگوڑے کو چین نہ پڑا افراسیاب جادو حیران ہوا کہ مین کیا کرون اب کسکو صرصر جانون یہ کنیز ہے و
عمرو ہے وہ کہتی ہوئی آتی ہے کہ یہ عیارون کا افسر ہے اب صرصر اصلی پچاس قدم پر ہے دوڑی ہوئی چلی
آتی ہے غل مچاتی ہے عمرو نے کہا اے شہنشاہ آپ تو حیران ہو گئے ہین مین عمرو سہی ہاتھ کو ران پر
رگڑ کے دیکھیے آپ کا کمال آپ کی دستگیری کریگا صاف آئینہ ہوگا افراسیاب نے منہ پھیر کر
ران پہ ہاتھ رکھا عمرو نے مجتبی حلقے کمند کے مارے پلک جھپکنے کی دیر تھی ادھر کمند افراسیاب
پلٹا تڑاق سے چاب مارا افراسیاب زمین پر گرا صرصر دوڑی بھلا نگوڑے تو نے غضب
کیا شہنشاہ کو بیہوش کرلیا یہ کہکر تیر گوپھن مین رکھکر مارا عمرو نے جست کر کے خالی دیا مخمور کی زبان
سے سوزن نکالا مخمور نے کہا خواجہ بھاگو عمرو نے کہا تم جاؤ ہم چلے آئینگے صرصر نے جو دیکھا کہ
مخمور کی زبان سے سوزن نکل گیا ڈری کہ مخمور پکڑ لے نخل کی آڑ مین چھپ گئی خواجہ عمرو نے
جب دیکھا صرصر غائب ہوئی مخمور نے چاہا کہ عمرو کی کمر مین پنجہ دے عمرو نے کہا مین اپنا گلا

کاٹ لونگا جان دیدونگا مین نہ تاج تو اسکا لے لون دو چار کوڑی کا روزگار تو کر دن بال بچون کی فکر ہی سویرے سویرے تمہی نہ ہونگی تو سارا دن خالی جائیگا تمہارے کیا ہاتھ آئیگا مخمور تو چرخ مار کر بلند ہوئی عمرو نے کمند پھینک کر تاج تو افراسیاب کا کھینچ لیا صرصر نے نخل کی آڑ مین دیکھا کہ مخمور چلی گئی اب نعرہ کر کے دوڑی کہتی ہوئی کہ خبردار ساربان زادے کیا کرتا ہے عمرو نے تاج اٹھا کر کہا لو جانی یہ پہنو تیرے دم کے لیے ماری فکر کی ای صرصر غصہ نہ کرو تو ہم ایک بات کہین صرصر نے کہا گھوڑے کیا کہتا ہی عمرو نے کہا مجکو کئی برس دیجیے کہ تم پر عاشق ہون اپنے قول کا صادق ہون جو تو نے مجھ سے نکاح کر لیا ہوتا کیسے عمدہ عمدہ لڑکے پیدا ہوئے ہوتے طرار سکار رفتار تمکو کمائی کھلاتے ضعیفی مین کام آتے آتے تو گلے مین ہاتھ ڈالدے ایک بوسہ مین دون تو بھی مجکو پیار کرلے صرصر نے کہا گھوڑے اسی ہوس مین مریگا اور نیمچہ کھینچکر آپڑی عمرو سمجھا اب یہ افراسیاب کو ہوشیار کردیگی کار عظیم درپیش ہی شبنم گوہر پوش کے قید ہونے کا بڑا پس وپیش ہی یہ سوچکر چوٹین بچاتا ہوا ایک جانب نکل گیا صرصر نے آکر افراسیاب کو ہوشیار کیا افراسیاب کانپتا ہوا غصہ مین اٹھا پوچھا یہ ساربان زادہ کہان گیا صرصر نے کہا حضور مین جیتی ہی آپ نے کچھ خیال بھی نہ کیا وہ ہوا کا خواص رکھتا ہے میرے روکے سے کیا رکتا اڑ کر نکل گیا افراسیاب نے کہا مین ابھی جاتا ہون مشکین باندھکر عمرو کو لاتا ہون صرصر نے کہا حضور آپ طرف باغ سیب کے تشریف لیجائین کنیز جا کر فکر کرتی ہی حضور کے سر انور پر تاج بھی تو نہین ہی دنیا عجب مین ہی سرکار کو سر برہنہ دیکھکر دشمن مضحکہ کرینگے دوست ٹھنڈی سانسین بھرینگے افراسیاب مجبور ہو طرف باغ سیب کے روانہ ہوا دوپٹہ کمر سے کھولکر سر پہ لپیٹ لیا صرصر مثل باد صرصر کے تلاش عمرو مین گئی خواجہ عمرو لشکر مہرخ مین آئے مخمور بھی پہنچی سب کو خوشی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی عمرو نے پوچھا چالاک برق پلٹ کر نہین آئے ملکہ مہرخ نے کہا کچھ کیفیت نہین معلوم عمرو نے کہا ای ملکہ عالم بخدا مجکو شبنم گوہر پوش کا بڑا غم ہی مین اسکی رہائی کی فکر مین جاتا ہون اتنی سی سنگنی ملی ہی شبنم کی خالہ کا سمنکال جادو نام ہی پرچہ مین حکیم اقراط ثانی کے اول مین بھی نام ارقام ہی کوئی صورت ابھی رہائی اسد غازی کی نہین ظاہر ہوئی حساب سے ایک ہفتہ باقی ہی دربار مین شور گریہ وبکا بلند ہوا ہر ایک نے کہا خواجہ دیکھین

گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون کیا دکھاتا ہی جب ذکر اسد آتا ہی کلیجہ کانپ جاتا ہی عمرو نے کہا پروردگار مالک ہی نہ گھبراؤ مشکل لاحل کو وہی آسان کریگا دامن آرزو گل مدعا سے بھر دیگا مگر لشکر سے ہوشیار رہنا یہ کہکر سامنے ملکہ مہرخ کے عمرو نے قطورۂ زرلفتی و پیادۂ سقرلاطی و گوہین عیاری حیلہ ہاے ناحق سے اپنے کو آراستہ کیا سب سے رخصت ہوکر تلاش مین قصر ملکہ سمنکال کے روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑو

دو کلہ داستان شوکت بیان گہر ریزی کلک جواہر سلک کی ذکر رہائی ہزبر بیشۂ صاحبقرانی زینت آراے سریر سلطنت جہانبانی قرۂ باصرۂ مکنت و حشمت غرۂ ناصیۂ جرأت و ہمت صاحب لواے صفوف آرا سپہدان دولت و جلالت گوہر دریاے سخاوت و کان جواہر مروت نظر کردۂ بزرگان دین صاحب عز و تمکین پروردۂ مہد جانبازی شہسوار عرصۂ یکہ تازی تاجدار اقلیم سرفرازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی مین دریاے مضامین جلالت آئین مین براے جستجوے گوہر مرادیون غوطہ زن ہوتا ہی عیاریان خواجہ عمرو کی جانبازی مہتر قران نامور کی خواجگزاران افراسیاب کا زیر گنبد نور جمع ہونا بڑے ملاحظہ قتل اسد غازی سامان میلہ و جشن از در شہر ناپرسان تا کوہ مروارید آمادۂ مرگ ہونا سرداران عمرو کا اور مشہور ہونا کہ خواجہ عمرو قتل ہو گئے فکر سے خواجہ کے رہا ہونا

اسد نوجوان کا ساقی نامہ مصنف

ساقی مئے عیش و عشرت آمیز
پلوا کوئی ساغر گلابی
کر آتی ذرا تو مہربانی
مجمع رندون کا جا بجا ہی
میخانے مین تیرے اک ہی میلہ
سمجھا ہی تو فصل میفروشی

لا جلد پلا دلال گلریز
دے بادۂ عیش خم کی ہو تیز
دے مجکو شراب ارغوانی
گلرنگ ہو دے شراب دلخواہ
بلوہ کرتا ہی کیون جھمیلہ
دو چار پلا دے بھر کے ساغر

اب دل کو ہی تاک دخت رز کی
میلے کی کرون ادھر ادھر سیر
میخانے مین تیرے جگمگا ہی
ہو محتسبون کے دلکو بھی چاہ
میخوارون سے ساقیا خموشی
احسان ترا ہمارے سر پر

اب نظم کا رنگ اب جماؤن
جم جم یہ پیو مئے معطر
کس شادی و خرمی کی ہو دید
رکھنا نہ دقیقہ کوئی باقی
جانون سے چھٹیگا آج وہ گل
اشتیاق و نزار ہو آسی کی
درخت مین جا بیٹھا اُسکے سنبل
پر پر ہی خون دل سے تھال
سکتہ مین کھڑا ہوا تھا شمشاد
گل زیبان وہ بھی اب کر گئی
سبزے کو خوشی ہوئی یہ تازہ
گل کی طرح مہک رہا ہی
شیر اسد وہ فرد و یکتا
وہ شان وہ شکوہ وہ شجاعت
وہ بھی خوشی سے بیخودی ہی
جان کر نیا نیا سمان ہی
جلسہ کا منتظم قمر ہی
ہر سمت ہی سوز ناک جانے
اُسکی دو رنگیان عیان ہین

میلے کا نیا سمان دکھاؤن
روشن تو کرو قمر یہ مہر
کیا آج کوئی سعید ہی عید
عمدہ سے جو عمدہ ہو وہ مولا
سوجان سے فدا ہی جیسے بلبل
وہ مردم چشم گلرخان ہی
ہر پیچ ہی مثل مار کاکل
سربستہ جو غنچہ چمن تھے
اب ہوگا غم والم سے آزاد
مرغان چمن تھے نغمہ بھولے
مخمل کا بچھایا سبز جادہ
سب کو جو سرور لا تعد ہی
جسارت مین ہی کون اُسکا ہمتا
شیرون کا ہی زہرہ آب ڈر سے
لا جلد پلا دے ساغر مے
پی پی کے شراب اب مین جھومون
بصورت مہر جلوہ گر ہی
لشکر مین عمرو کے رنج و غم ہی
یان غم ہی اُدھر کو شادیان ہین

بولا ساقی یہ بھر کے ساغر
کس جشن کی ہی خوشی سراسر
مین نے کہا کچھ نہ پوچھ ساقی
جھک جاؤن سرور مین وہ پھولا
نرگس بیمار ہی آسی کی ❊
وہ رونق صحن بوستان ہی
ہی داغ بدل الم سے لالہ
اب ہوینگے پھول وہ بھی کھلکے
سوسن کو چمن مین تھی خموشی
ہووینگے شگفتہ اب خوشی سے
صحرا صحرا لہک رہا ہی ❊
اب فکر رہائی اسد ہی
اللہ رے ہمت و جلالت
عفریت نہ لاسے تاب ڈر سے
میلہ اُسی جشن کا ہوا ہی
ہر سمت برائے سیر گھومون
یون کہتے ہین راویان جانباز
حیرت عشرت مین دمبدم ہی
غواصان قلزم زخار مضامین در

بیان دریاے بیکنار فصاحت آئین طراران میدان جانبازی و عیاران سرفروش بازار رازی شاطران خنجر گذار و جواسیسان اخبار عشرت آثار فکر و جستجوے حالات حیرت آیات ہم گشا مین یون قطرہ زن ہین قطعہ سہ چیز آمد مسلم نزد شاہان ❊ ہنر یا مال یا مرد سخندان ❊ از مال و ہنر چیزے ندارم ❊ یکے فضل سخن دارم بیارم ❊ شعر بیایم بار دیگر من بگفتار ❊

درون سینہ دارم قصہ بسیار + اس داستان شوکت بیان کو حقیر ازل کو نین منشی احمد حسین خان شیخ
عرف تفضل حسین مخلص یہ تحریر بطرز نو لفظاً لفظاً تصنیف ہے کہ تالیف گزارش خدمت سامعین میں کرتا ہی اِس
داستان کی تصنیف مین خون دل کھایا ہی بڑے بڑے جلسون مین شاہزادگان والا مقام و رئیسان
عظام کو یہ مضمون سنایا ہی خلعت تحسین و آفرین پا چکا ہون مال دنیا کے بھی مزے اُٹھا چکا ہون اب
یہ مضمون فرحت آگین مشتہر ہوتا ہی صاحبان خاص و عام سے امید ہی روزمرہ کے لفظ لفظ مین بھید ہی
حرف حرف ملاحظہ فرمائین جہان جہان غلط ہو اصلاح دین عیب کو چھپائین سبحان اللہ و لکو معنی کے
شاد کرین بدی کا خیال نہ کرین بنام نیکی یاد کرین اول ایک غزل عاشقانہ لکھنا ضرور ہی اسوقت
اس مضامین فرحت آگین کو تحریر کرتا ہون طبیعت مسرور ہی

غزل

سینہ کوبی سے زمین ساری ہلا کے اُٹھے
یان ملک روئے کہ اسکو بھی رُلا کے اُٹھے
گر نہو دل مین خیال نگہ خواب آلود
دل چُرا بیٹھے وہ جب آنکھ چُرا کے اُٹھے
ہو خدا یا شب یلدا سے رہائی یا رب
جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کے اُٹھے
سوزش دل سے ہوا کیا ہی مین پانی پانی
پانون کیا کوچہ مین اُس ہوش ربا کے اُٹھے

کیا علم دھوم سے تیرے شہدا کے اُٹھے
ولے کیونکر نہ دھوان سا تم ہوا کے اُٹھے
درد کیا کیا اثر خفتہ جگا کے اُٹھے
گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے اک حرف غلط
لعنت اے سے کہین ہم نہ مٹا کے اُٹھے
مین دکھاتا ہمین تاثیر نگاہ تیرے
وہ جو پہلو سے سینہ مین بٹھا کے اُٹھے
شمر و حور کے بڑے بیٹھ کے اُسکے آگے

آج اُس بزم مین جو فان اُٹھا کے اُٹھے
شعلہ سا تپ غم سینہ جلا کے اُٹھے
شمع کے جسکا محفل مین جو مذکور رہے
ایک بیٹھے بھی تو ان نقش بٹھا کے اُٹھے
آن دے گی محبت کہ ترے وحشت سے
ضعف کے ہاتھ سے ہم کس قدر گھبرا کے اُٹھے
آج ہی مانند نشان کف پا بیٹھ گیے
خوب احوال دل زار سنا کے اُٹھے

واضح راے بیضا ضیا ہو کہ خواجہ عمرو و مہتر برق و چالاک نامور برائے تلاش دلکش صنم گوہر لب چرا
بصد جوش و خروش اپنے مقام سے روانہ ہوئے اول مہتر برق مہتر چالاک بن عمرو بانہا
عیاری سے آراستہ اُٹھا ہوا جاتا ہی دیکھا کہ صحراے سبزہ زار فرح و دلکشا جابجا نہر ہاے سلسبیل آ
آئین آب صاف و شفاف جسکے سامنے آب گوہر بے آبرو بسر سرو لب جو قمری معروف کو کو ہا
زمزمہ سرا بزبان بینوائی تعریف باغبان قضا و قدر کی کرتے ہی مین کسی جانب طاؤس رقصان کہین
سوے سنبل پریشان تدرو خوش رفتار خرام ناز معشوق کا مزا دکھاتا ہی عندلیب خوش نوا کہ دل بھی
ہی ایک جانب ایک قصر عالی بلند و مرتفع چھت پردے سے آراستہ چند نازنینان مہ جبین حسین

مہر تمکین اُس قصر مین اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین بارہ دری مین ایک مسند پُر تکلف پر ایک
شاہزادی خوش سیر بصد زیب و فر متمکن ہی چالاک نے کہا ارے آکر اپنی صورت صبا رفتار
گلند اندازکی بنائی یہی فطرت ہاتھ آئی کہ چلکر دریافت کیجیے کہ اس شاہزادی کا کیا نام ہی یہ کون سا مقام
ہی دل سے باتین کرتا ہوا بصورت صبا رفتار سامنے قصر کے آیا سب کنیزین پکارتی ہوئی
دوڑین ارے خیلا صبا رفتار کہان جاتی ہی بڑی بیمروت ہی لحہ بھر ٹھہرنا دشوار ہی تھوڑی دیر مین
چلی جانا ہم جانتے ہین بڑی خوبصورت ہو چاہنے والون سے فرصت نہوتی ہوگی مگر ہمون سے
ہمارا نام سے دینا چالاک بھی ہنستا ہوا اُنکے منھ چڑھاتا ہوا کوئی ارے بیمروت کہکے لپٹ گئی کوئی
دوپٹہ پکڑ کے کھینچنے لگی کسی نے اُگال منھ سے نکال کر پھینک مارا کسی نے کہا ارے مدت سے
کہان تھی چالاک بھی ویسا ہی جواب دیتا ہی کسی کے منھ پر ہاتھ رکھدیا کسی کا بوسہ لے لیا اُن سب سے
باتین کرتے کرتے چالاک نے پوچھا بی بی کیا کر رہی ہین ارے اچھال چھکا مین تیری بی بی کا نام
ہی بھول گئی ایک نے کہا صبا رفتار دن بدن تم بھی ہوتی جاتی ہو ہماری بی بی ملکہ آہو چشم آج بڑے
تردد مین ہین صاف کہین ہین بھی تم ہو تو صبا رفتار بڑا غضب ہوا ہمنے فقط سنا ہی کہ عمرو عیار نے
بی شبنم گوہر پوش پر کچھ سحر کر دیا وہ مسلمان ہو گئین حیرت کے نوکرون کو قتل کیا انکی خالہ سمنکال جادو
کو خبر ہوئی بوا تم جانو وہ تو اسے گلے وقت کی ہین اُنھون نے سلیح شور جادو کو بھیجکر پکڑوا بلوایا اودھر ہی
سے قفس مین بند کر کے بھیجا بوا مجھے وہ بھولی بھولی صورت دیکھکر بڑا رحم آیا سمنکال جادو نے
ہماری بی بی آہو چشم کو لکھ بھیجا ہی کہ اپنی گوئیان کو آکر سمجھاؤ ہماری بی بی جانے کی تیاری کر رہی ہین
یہ سنکر چالاک کنیزون کے ساتھ ساتھ اندر قصر کے آیا ملکہ آہو چشم کو سلام کیا آہو چشم نے کہا
صبا رفتار کہان سے آتی ہی چالاک نے کہا حضور طلسم ہوش ربا مین آگ لگی ہی گھر گھر تباہی ہی
جہان دیکھو آفت برپا ہی عیارون نے ہنگامہ ڈالدیا ہی اسی فکر مین نکلی ہون آپ سے بھی کچھ
عرض کرنا ہی ذرا کنارے چلیے تو عرض کرون آہو چشم اٹھ کھڑی ہوئی گھبراکر کہا تو صبا رفتار
خیر تو ہی کہا حضور خیر و شر کا حال ظاہر ہی قتل اسد غازی کی تاریخ قریب ہی آفتاب لب بام وہ
بے نصیب ہی غازیان اولوالعزم جمع ہو گئے مہرخ دہائی دیتی ہین ہم اسد کو چھڑا لینگے اپنی جان
لٹا دینگے کمبختون کو سودا ہوا ہی شاہنشاہ سے کیا لڑ سکینگی اٹھارہ سو ملک کا مالک جادو علوم سحر

و شعبدے کا سالک ہر دان ہمہ گیر خوش تدبیر صاحب فوج کثیر آہو چشم کہتی ہی ای صبا رفتار ہیچ کہتی ہو بادشاہ کا مقابلہ کرنا کیا آسان ہی ان لوگون کی سرکشی سنکر دل پریشان ہو ہین تولوا بہار سے محبت ہی اب مجھ سے نہین نکال سکتی کوئی سن پائے شہنشاہ سے کہدے وہ کہین کہ بہار سے لگاؤ ہی تو یہ بھی باغی ہی چالاک درست کہتا ہوا ملکہ آہو چشم کو تنہائی مین لایا عیارون کی عیاری کا ذکر کرنے لگا کہ عیارون نے بڑے بڑے ستم برپا کیے شہنشاہ کو کیا کیا دھوکے دیے آپکی سکونت صحرا مین ہی مین سمجھائے دیتی ہون کسی غیر کو یہان آنے نہ دینا کہ یہ مکار ونکے بھی رہنا آہو چشم نے کہا بوا صبا رفتار تمہاری مہربانی ہی میرے یہان نگوڑے عیارون کا کیا کام مین اپنے قصر سے نہین نکلتی یہ باتین کرتے کرتے چالاک نے خاصدان سے گلوری نکالی آہو چشم کو کھلا کر بیہوش کر کے اسکو تو ایک صندوق مین بند کر دیا آپ اسکی شکل بنکر نکلا کنیزون کو آواز دی تخت تیار کرو قصر پر ملکہ سنکال کے ہمکو لیجا کے سحر کرنے کی تاب ہی ہمنے قسم کھائی بروز قتل اسد غازی جب لشکر مہرخ سے مقابلہ ہوگا اسی دن سحر ہونگے مہرخ و بہار کو قتل کرین گے کنیزون نے کہا واری آپ کو سحر کرنے کی کیا حاجت ہی ایسی کونسی ضرورت ہی یہ باتین کرتا ہوا چالاک تخت پر سوار ہوا پانچ کنیزین ساتھ لے لین تخت اڑاتی ہوئی طرف قصر سنکال جادو کے چلی اب مہتر برق فرنگی کا حال سنیے یہ ایک جادوگر بنا ہوا تڑپتا ہوا جاتا تھا قریب ایک باغ کے پہونچا دیکھا چوبدار وغیرہ در باغ پہ ایستادہ ہین مگر برق نے پہچانا کہ سرمائے برف انداز کے بہت سے ملازم زیر دیوار باغ ٹہل رہے ہین عقل سے دریافت کیا شاید سرمائے برف انداز اس باغ مین آیا ہی آج بن پڑے تو انھین کو ٹھنڈا کرو یہ سوچ کر بشکل صرصر شمشیر زن در باغ پر آیا صرصر حسین تو انتہا کی ہی ملازمان سرمائے پکار اٹھے صرصر کہان سے آئی ہو برق نے منہ بنا کر کہا تمہارے منہ مین آگ لگانے آئی ہون جہان نگوڑون نے دیکھا کھنکھارنے لگے نگوڑے آنکھون مین کھائے جاتے ہین جا کے اپنی بٹیا بہنیا کو تاکو نگوڑو گھر کی تو خبر لو دو چار قہقہہ مار کر ہنسے کہا صرصر تم تو ہوا سے لڑتی ہو تم سے بات بھی کرنا دشوار ہی آج کل زبان بہت کھلی ہی صرصر نے کہا کسی کی دبیل نہین ہون سامری جمشید شہنشاہ کو سلامت رکھین کوئی ٹیڑھی نگاہ اڑائے تو آنکھین نکلوا لون ابھی جو شہنشاہ سے کہدون تو معلوم ہو کیدان نے آ کر صرصر کا

ہاتھ تھام لیا کہا بی صرصر کیون خفا ہوتی ہو یہ پیار دون کا خرقہ ہی مگر خدا نے حسن ہی ایسا دیا ہی
برق نے تیوری بدل کے سر جھکا لیا کہا کیدان صاحب یہان کہان آنے کا اتفاق ہوا کیا
وزیر صاحب بھی آئے ہین کیدان نے چپکے سے کہا اس باغ مین ملکہ تجر جادو آشنا وزیر صاحب
کی رہتی ہین کبھی کبھی چور دروازے سے چھپ کر چلے آتے ہین مزے اڑاتے ہین صرصر نے کہا میان
کیدان صاحب خوب بتایا مجھے ناحق بڑ ہوتی مکان پر سے جا کر لیٹتا چلتا اب جاتی ہون
پیغام شہنشاہ کا دے کر چلی جاؤنگی یہ کہکر اندر باغ کے آیا دیکھا نہایت باغ پربہار نخل قطار
در قطار لگے ہاے رنگارنگ شگوفہاے بوقلمون سرو شمشاد قد معشوق کی انتظار ہے ہین گلچین و باغبان
جوش بہار دیکھکر ڈر رہے ہین ہر نخل سرسبز و شاداب چشمون کی آب و تاب دیکھکر آب گوہر بیتاب
حباب چشم معشوق کا سمان دکھاتے ہین نخل جوش بہار سے پھولون مین نہین سماتے ہین حوض مین
فوارے چھوٹ رہے ہین خزانے مروارید بے بہا کے لٹ رہے ہین برق فرنگی بشکل صرصر
ہواے باغ کھاتا ہوا وسط باغ مین پہونچا دیکھا سرماے برف انداز مسند پر پہلو مین ملکہ تجر
جادو جام شراب چل رہے ہین دو صلے کل رہے ہین برق واسطے تسلیم کے خم ہوا سرما نے پوچھا
ملکہ صرصر کہان سے آئی ہو یہان کا ذکر ہمارے گھر مین نہ کرنا ناحق کا فساد ہوگا جو وجہ تو ہمارا گھر سے
نکلنا ہوتا نہین شہنشاہ نے حکم دیا کہ جا کر سمنکال جادو سے ملاقات کرو اسکو لا کر سرحد باغ سیب
مین بسا دو شاہ کا کیا آئین مطلب ہوگا مین نے دیکھا دن زیادہ ہے یہان ٹھہر گیا برق نے تیوری
بدل کر کہا واہ وا وزیر صاحب آپ نے کیا مجکو احمق نادان بنایا ہی مین بیٹھی ہلکی نہین ہون لگائی
بجھائی سے مجکو نفرت ہی مین جہان کی بات دیکھتی ہون وہین ختم کرتی ہون سرما نے کہا ملکہ صرصر
ہنسنے آمد سخن مین کہا تھا ہم خوب جانتے ہین یہ تمھارا شیوہ نہین ہی صرصر نے کہا حضور آپ نے
ملکہ شبنم گوہر پوش اور ملکہ سمنکال کا نام لیا آج سب عیاران لشکر براے رہائی شبنم نکلے ہین محفل
سمنکال مین آوس پڑے گی ذرا سمجھ بوجھکر وہان تشریف رکھیے گا سرما نے کہا صرصر تم بھی ہمارے
ساتھ چلو آج شب بھر وہان رہنا ہوگا سمنکال مجکو آنے نہ دیگی بڑے لطف سے دعوت کرے گی
بہت خلیق ہی انتہا کی لئیق ہی برق نے سر جھکا کر کہا آپ کی خوشی اس محفل مین شب کو دھما چوکڑی
ضرور ہوگی اگر مجکو آپ لیے چلتے ہین تو بی سمنکال سے کہکر انتظام شراب میرے سپرد کرا دیجئے گا

دھوکا نہ کھایئے گا صرصر نے کہا وہان اپنا اختیار ہی مگر صرصر ضرور چلو تمھارے کہنے سے مجکو بھی خوف
پیدا ہوا حقیقت مین عمرو وغیرہ ضرور آئینگے صرصر نے جواب دیا آئینگے تو ذلت بھی اُٹھائینگے صرصر
نے ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت پر بٹھایا تجر جادو کو بھی ساتھ لیا تخت اُڑا کر طرف قصر سمنکال کے روانہ
ہوئی دو کلمہ داستان ملکہ سمنکال کے سنیئے جب آپنے اپنے بھانجی کے مسلمان ہونے کی خبر پائی بہت
گھبرائی روئی پیٹی سلح شور جادو کو روانہ کیا قفس مین بند کر کے لایا سامنے سمنکال کے پہونچایا
سمنکال قید مین دیکھکر سر پیٹنے لگی ہی ہی بچی اسی دن کے لیے پالا تھا کہ تجکو اس حال سے دیکھون
موئے عمرو نے کیا سحر کیا ہماری محبت کو فراموش کر دیا مین نے اپنی ساری جوانی تجپر گنوائی پہلو مین
تجکو لیکر سوتی تھی رات ساری جاگ کر بسر کرتی تھی اب نام خدا جوان ہوئین ہماری جانثاری کو فراموش کیا
اسی بی بی واسطے ساری کا توبہ کرو مین تمھین قفس سے نکالون زخمون مین ٹانکے دون تصدق اُتار دون
اپنے کو تجپر سے واردون شبنم کی زبان مین سوزن ہی کلام نہین کیا جاتا بمشکل جواب دیا خالہ امان
آپ ناحق جان دیے دیتی ہین نہ مجپر کسی نے سحر کیا نہ جادو کیا مین نگوڑے عشق و عاشقی کا نام نہین
جانتی مذہب مسلمانون کا پسند آیا افراسیاب کے نام سے نفرت ہوئی بی حیرت نے سر دربار بلا کے
ذلیل کیا دو سلے کیے جو کبھی کانون نے نہ سنے تھے مین غدر کرتی تھی کہ عمرو کے گرفتار کرنے کو لشکر
مسلمانان مین رہی تھی وہ مکار غدار بنا کے لگین عمرو نے آکر مجکو بچایا اگر سرداران اسلام نہ آجاتے
ہم قبرون مین سوتے ہوتے وہ سب میرے محسن ہین میری جان بچائی چاہو قتل کرو چاہو جیتوین مسلمانون کا
ساتھ نہ چھوڑونگی یہ سنکر سمنکال بہت جھنجھلائی سیکڑون کنیزین گرد جمع ہو گئین جانون بانون کرنی
مین کوئی کہتی ہی بی بی خالہ امان کو یون جواب دیتی ہو دو ہی دن مین دیدہ پھٹ گیا ایک کہتی ہی ہی
تو عاشق مزاج نہ تھین اب تو آثار حضرت عشق کے چہرے پر پائے جاتے ہین ہونٹون پر پپڑیان
موئے زلف پریشان آئینہ رخسار آئینہ سان حیران ایک نے کہا حرامزادی چپ رہ اپنی خالہ کی
لاڈلی ہین لاڈلی بچیان دیوارین پھاندتی ہین ہم جو جی سمجھاتے ہین تو بی سمنکال خفا ہوتی ہین
کہ میری بچی پر طعن و تشنیع نہ کرو میری بچی گھٹ گھٹ کر دبلی ہو جائیگی یہ باتین ہو رہی تھین سمنکال
کو سناتا ملکہ شبنم کے ہاتھ پانون مین رعشہ تھا آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ملکہ آہو چشم منہ لپیٹے ہین ملکہ
شبنم کی تخت پہ سوار تاج جواہر نگار سر پر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چند کنیزین ساتھ تخت

آخر آمنرا آہو چشم نے سمنکال کو سلام کیا سمنکال گلے سے لگا کر رونے لگی کہا بیٹا آہو چشم
تمہاری بہن وحشی ہو گئی جو کڑی بھولی ہمکو آنکھیں دکھاتی ہے ساتھ والیوں سے شوخی ہے آہو چشم
نے کہا خالہ اماں میں تو اسی واسطے دوڑی آئی ہوں میری بوا کو کیا ہوا ارے میری بھولی بہن کو کسنے
بہکا دیا ستیاناس گئی مسلمانوں میں کس واسطے گئی وہ تو سب بھوت پریت ہیں آنکھوں میں نگوڑوں کے
سحر بھی ہے جو انہیں جا کر ہنسا سامری جمشید کو بھول گیا بی بہار صاحب سرو قد غنچہ دہن پھول سے عارض
صراحی ساگلو شیریں سخن خوش رفتار آئینہ رخسار افراسیاب کی منظور نظر یکایک بہن سے لڑیں
مسلمانوں پر جا پڑیں جاتے ہی عمرو کی شریک ہو گئیں بی بہار نکل گئیں باغ سب برباد ہوا خالہ اماں
انصاف تو کرو جس باغ میں بہار نہ ہو وہ باغ ہے کہ کلیجہ کا داغ ہے کانٹا اسکی محبت کا دل میں شہنشاہ
کے کھٹکتا ہے اُس سرو قد کی یاد میں مثل قمری کے پھڑکتا ہے سمجھایا بھی قید بھی ہوئیں ذلت اٹھائی مگر
راہ پر نہ آئی دیکھیے ہمشیرہ صاحبہ کیا کرتی ہیں مگر خالہ اماں خفا نہ ہو تو میں کچھ عرض کروں چھوٹی
ہوں بات بڑی کہوں گی انصاف کے مقام پر خاموش نہ ہو نگی خطا معاف آپ کی بلائیں لوں واری جاؤں
آٹھ پہر کی کانوں کانوں نے یہ آفت برپا کی آپ کی صحبت سے بیزار ہو کر باغ میں رہیں نوجوان
ستانیاں نوکر رکھی گئیں جب کبھی میں نے جا کر دیکھا جھنڈا سا سر کھلا ہوا ہے دونوں وقت ملتے کو ہیں
سوئی دوڑی پھر رہی ہیں وہ نگوڑیاں چھل بائیاں ساتھ ہیں آنکھ مچولا چادر چھپولا ہو رہا ہے
میں ہمیشہ کھٹکتی تھی کہ دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہے یہ کہکر بیٹھے خوب رویا پھر کان میں جھک کر کہا اب
آپ زیادہ ظلم و بدعت نہ کیجیے میرے کہنے پر رہیے میں اپنے طور پر سمجھاؤنگی صبح تک آپ کے قدموں پر
گروا دونگی سمنکال نے ہاتھ باندھے کہ بیٹا آہو چشم میں تیری لونڈی ہو جاؤنگی جو تیرے نزدیک
بہتر ہو وہ کر چالاک نے کہا قفس تو الگ رکھوا دیجیے کنیزیں وغیرہ وہاں نہ جاویں سمنکال
نے کہا کہ قفس صاحبزادی کا صحنچی میں رکھدو خبردار وہاں کوئی نہ جائے آہو چشم ہماری چہیتی ہے جو
کہے وہی کرنا کنیزوں نے قفس اٹھا کر ایک صحنچی میں رکھدیا مودب سامنے سمنکال کے بیٹھا
دل میں سوچ رہا ہے کہ کس صورت سے تقریب شراب کی کروں یہ سب بیہوش ہوں ملکہ شبنم
کو رہا کروں اس خیال میں تھا کہ ہوا سے سرد چلی ابر سیاہ پیدا ہوا سب دیکھنے لگے ابر شق ہوا دیکھا
سرتا سے برف انداز ایک ہیولا میں اسکی معشوقہ شجر جادو مع چند کنیزوں کے گوشۂ تخت پر ملکہ [illegible]

بانہائے عیاری سے آراستہ سرہاسے برق انداز سے گریبان کرتی ہی چالاک کے ہوش اڑ گئے کہ یہ تو غضب ہوا والدہ ماجدہ آن پہنچین اب ہوا بگڑی صرصر کے سامنے تیری ہوا بندھیگی آتے ہی پہچان لیگی سمنکال سرہا کو دیکھکر کھڑی ہوگئی سرہا تخت سے اُترا صرصر بھی کودی سمنکال نے کہا وزیر صاحب آپ نے سنا ہمارا گھر برباد ہوتا ہی اپنی تباہی پر ہر وقت روتا ہی سرہا نے کہا مین اسی واسطے حاضر ہوا ہون شہنشاہ نے مجکو بھیجا کہ شبنم کو بھی جا کر سمجھاؤ اور ملکہ سمنکال سے کہو کہ آکر سرحد باغ سیب مین بسو جبتک طلسم کشا قتل نہو جائے سرحد سے باہر قدم نہ نکالو سمنکال نے گھبرا کر کہا اِس سے کیا فائدہ گھر بسا بسایا کیونکر چھوڑون سرہا نے کہا وہ مقدمات راز و نیاز ہین بروقت سمجھا دینگے سمنکال نے کہا چھوکری کے بارے مین کیا ہوگا صرصر بول اٹھی بی سمنکال کیون گھبراتی ہو ہم اسی واسطے آئے ہین بی سمنکال ابھی انتظام ہوا جاتا ہی بوڑھا چونڈا ہلاتی ہو ناحق کی باتین بناتی ہو صاحبزادی نے کسی کا گھر لوٹ لیا کسی کی دیوار پھاندی کسی سے نین شکا کر لیا بی حیرت نے کلمات سخت کہے صاحب شوکت صاحب لیاقت بگڑ گئین عمرو عمرو پکارنے لگین جسکی جان اور آبرو پر بنے تبلاؤ بی سمنکال وہ کیا کرے بڑے بڑے رستم جان جانے کے وقت گھبرا جاتے ہین دشمن ہمیائی سے منھ چھپا لیتے ہین آپنے بھی غضب کیا میان اسلح شور کو بھیجدیا انھون نے بھی جرأت دکھائی گرفتار کرکے قفس آہنی مین بند کر لیا اب تبلاؤ آدمی کو ناگوار ہو کہ نہو کوئی صاحبان لیاقت کو جوتیان مار کر نہین سمجھاتا ہی بی سمنکال خفا ہو نا یا نی کا بیٹا منھ پر آتا ہی چالاک بیکل آہو چشم صرصر کو دیکھکر منھ چھپائے بیٹھا تھا اب جو اس طرح کی باتین سنین کان کھڑے ہوے دل سے کہتا ہی یہ باتین تڑاق پڑاق ہمارے بھائی برق کی معلوم ہوتی ہین ڈرتے ڈرتے منھ پھیر کر دیکھا بھوری بھوری آنکھین دیکھکر پہچانا اب تو چالاک اُٹھا کہا بی صرصر میان جی سلام برق نے آنکھ ملائی ایک نے دوسرے کو پہچانا خوب آپسمین اشارے کنا سے ہوے برق نے کہا بھائی چالاک ابھی سب کو مارے لیتا ہون چالاک نے کہا مین رنگ جما چکا ہون برق نے پوچھا ملکہ شبنم کہان ہین چالاک نے اشارہ کیا بجنسی مین قفس رکھوا دیا ہی آج تو وزیراعظم کی بھی گردن ہو چالاک نے کہا اب کہان جائینگے سرہا قریب آن کر ملکہ سمنکال کے بیٹھا سمنکال نے کہا سامان عیش و عشرت مہیا کرو سرہا نے

کہا بی سمنکال انتظام شراب وکباب بی صرصر کے سپرد کرو اسی واسطے مین ساتھ لیتا آیا ہون آج
ضرور عیاران اسلام عمرو وغیرہ ادھر کا قصد کرینگے انکے سامنے کیا مجال ہو کہ آسکین بخوبی
ایک ایک کو پہچانتی ہین انکو گرفتار کرلینگی اور ہمیشہ شراب پینے مین احتیاط کیا کرو رہائی اسد غازی
قریب ہی عمرو آفتین برپا کریگا ہم لوگ فکر قتل مین سامان ذکر رہائی مین جسکی چل جاے سمنکال
نے کہا ای وزیر اعظم بہت مناسب کیا صرصر یعنے برق نے بڑھکر کلید میخانہ کی لی اب چالاک و
برق خوش ہین کہ سب کو مار کر محفل درہم وبرہم کرینگے چوگھڑے جنگیر عطردان باندان کنیزین محفل
مین آراستہ کر رہی ہین برق نے گلابیان نکلوانے کا قصد کیا ہی چالاک کا اشارہ ہی کہ ہان بھائی
جھٹ پٹ دارو بے ہوشی ملاؤ برق چلا ہی کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی حضور کے جشن کا ذکر
سنکر ایک کلاونت در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی سمنکال تو خود چاہتی تھی کہ آج ایسا سامان
مہیا ہو کہ وزیر اعظم دستور معظم افراسیاب خوش ہو کر کہے کہ اسطرح کا جلسہ کبھی صحبت شہنشاہ افراسیاب
مین بھی نہین ہوا حکم دیا بلاؤ برق وچالاک گھبرا کر دیکھنے لگے آپس مین اشارے ہوے
چالاک نے کہا بھائی برق شائد قبلہ وکعبہ آپہونچے یہ ذکر بھی تمام نہوا تھا دیکھا ایک شخص نحیف
وضعیف آب روان کا کرتا زیب جسم شروع کا پائجامہ اگلی وضع کا سفید ڈاڑھی تانباف پانون مین
رعشہ طنبورہ کہنہ کاندھے پر منھ مین ایک دانت مگر چہرہ مزیدار سرخ چہرہ سر پہ گاڈری جوکھائی
ہی پیک گر رہی ہی ضعف ڈاڑھی رنگی ہوئی سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دیا ہوا جھک کر ملکہ سمنکال
کو سلام کیا عرض کی اعلے اعلے مراتب رہین آفتاب سلطنت تابان رہے صرصر نے آگے بڑھکر
کہا میان گویے صاحب کہان سے آتے ہو بڑے میان گھبرا گئے بغلین جھانکنے لگے سر جھکا کر کہا
حضور مین نے پہچانا نہین آپ کون صاحب ہین صرصر نے کہا آپ نے ہمکو نہین پہچانا صحبت مین
شہنشاہ افراسیاب کی آپ آکر گا گئے تھے اب آپ کی آج یہان بڑی خاطر ہوگی اچھی طرح
خدمتگزاری کیجائیگی بڑے میان نے سر جھکا کر کہا بی بی تمہاری خوشی نہو تو ہم چلے جائین تم لوگون
کے جھانپ مین ہانک کہاں تے ہین بڑے بڑے لوگون کی محفل مین جاتے ہین سامری جمشید مسلمانون
کو غارت کرین جسدن سے انکا قدم آیا فیض بالکل اٹھ گیا کسی کو دمڑی نہین دیتے جابجا ملک ویران
پڑے ہین ہمارے قدردان مٹ گئے برق نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کہا بڑے میان صاحب

بیٹھے حقیقت مین یہ عمرو مین روح جسم سے نکل گئی دل سے کہا خواجہ اب پکڑے گئے یہ ظالم آپ پکار کر کہدیگی ابھی خیر ہی نکل چلو دوسری طرف سے آہو چشم نے آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا میان کلاونت صاحب ہم آپ کے قدردان ہین دل سے تمھاری خدمت کرینگے اب عمرو اور زیادہ گھبرایا کہ پکڑے گئے برق جو بصورت صرصر ہی کہا ذرا سر تو اٹھائیے ہمسے آنکھ ملائیے گھبرائیے نہین خدمت مین شہنشاہ کی آپ کو بڑی دھوم سے لے چلینگے عمرو نے اب جو سر اٹھایا اس پہلو پر برق کو دوسری جانب اپنے نور نظر چالاک کو دیکھا اب تو بڑے میان ٹھٹھا مار کر ہنسے کہا اب ہمنے بھی پہچانا تم دونون صاحب تو ہمارے کمال سے خوب آگاہ ہو اب زیادہ لطف ہوگا برق نے کہا بڑے میان شراب ہمارے قبضہ مین ہی عمرو سمجھ گیا کہ یہ دونون پہلے سے آئے ہین رنگ اپنا جما چکے ہونگے شراب مین بیہوشی بھی ملا چکے ہونگے دو زانو ہو کر سامنے سمنکال کے بیٹھے سمنکال سمجھی یہ بڈھا کیا گائیگا نخرا ہی کریگا آواز بھی منھ سے نہ نکلیگی کہا ای صرصر اس بڈھے کو کچھ دلوا دو رخصت کرو برق نے ہاتھ بڑھا کر کہا ملکہ صاحب یہ لوگ یادگار ہین تانسین بیجو باورا و میان تان توڑ خان وغیرہ کی انھون نے آنکھین دیکھی ہین سماعت تو فرمائیے بہت محظوظ ہو جئیے گا ہمنے انکو بہت سنا ہی سمنکال نے بمجبوری کہا خوشی تمھاری اب تو خواجہ عمرو نے طنبورے کو بجا کر کنکنا کر یہ غزل شروع کی

غزل

کشتۂ حسرت دیدار ہین یا بیکس کے — نخل تابوت مین جو پھول لگے نرگس کے
وہ چلا جان چلی دونون یہان سے کس کے — اسکو تھامون کہ اسے پانون پڑون کس کس کے
پانون تربت پہ مری دیکھ سنبھلکر رکھنا — چور ہو شیشۂ دل سنگ ستم سے بس کے
کس لیے پیروے تنگ سے ملا دل افسوس — کشتہ دیوانہ ہوا ہوش گئے ہین اسکے
نالۂ اشک نہو باعث دردسر مرگ — خیر سے سر پہ لگاتا ہی وہ صندل گھس کے
کیون نہ ہم شمع کے مانند جلین دور کھڑے — جب عدو باعث گرمی ہون تری مجلس کے

اس غزل سے صدائے واہ واہ بلند ہوئی عاشق دل جو تھے انھون نے سینے کو تھام لیے آنکھ ملا کر ملکہ سمنکال سے یہ غزل زیب النسا مخفی کی گائی

غزل

رشتہ بہ پیش دیدہ و من بخیہ ہنوز — دارم خیال روے ترا در نظر ہنوز

اے گریہ ہمتے کہ زخونابہ جگر	دارم ہزار دجلہ بر چشم تر ہنوز
خاک وجود من غم ہجران بباد داد	من در ہوائے وصل تو ام دبدر ہنوز
مخفی اگرچہ خانہ خرابی ہنر شدم	دارم ہوائے صحبت اہل ہنر ہنوز

برق نے لاکر گلابیان چن دین بیہوشی دل بھر کے ملائی چالاک اپنا کام کر رہے ہین ساقی بچے شراب پلا رہے ہین رنگ محفل دگرگون ہیان سرہا کے پہلو مین معشوق صدا لاؤ لاؤ کی بلند برق بھی جانبازی مین مصروف خواجہ کو ہاتھ نہین ہلاتا بتا برق کئی مرتبہ تڑپ کر صحنچی مین پہونچا ملکہ شبنم گوہر پوش سے کہا آیا ملکہ نہ گھبرانا تمھارے واسطے تین عیار اس محفل مین موجود ہین ابھی سب کو قتل کرتے ہین تمکو چھڑا کر لیے چلتے ہین ملکہ شبنم دل مین اپنے بحال چہرہ خوشی سے لال دل سے کہتی ہو کہ ای شبنم ان لوگون کا کیونکر ساتھ مدد ہے ہر وقت واسطے جانبازی کے موجود ہین صحنچی مین دیکھ رہی ہی برق کے کہنے پر پہچان گئی تھی کہ خواجہ طنبورا لیے گا رہے ہین برق بشکل صرصر تڑپتا پھرتا ہی چالاک گاویان حاضر کر رہا ہی رات تھوڑی باقی تھی اب نشہ تیز ہونے لگا سرہا کی آنکھون مین سرسون پھولی سر جھکانے لگا ملکہ ہمنکال جادو سے کہا دیکھو خداوندون کے تخت آسمان سے اُتر رہے ہین اور تم تعظیم کے لیے نہین اُٹھتین بڑی بے ادب ہو سنگ سیاہ ہو جاؤگی ہمنکال جادو نے کہا کہ تم وزیر افراسیاب جادو ہو بیٹھے تم کو اُٹھنا مقدم ہی ادھر گھبرا کر سرہا اُٹھا اُدھر ملکہ ہمنکال جادو اُٹھی ادھر کنیزین اُٹھنے لگین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے یہ سب گرے جوانب مقتل سے اُٹھا گویا جہان سے اُٹھا دھما دھم گر گر کر بیہوش ہونے لگے عمرو وغیرہ کرکے اُٹھا برق نے نیچے کھینچا چالاک خنجر پکڑ کر چلا اول برق نے جھپٹ کر ملکہ شبنم گوہر پوش کو قفس سے نکالا زبان سے موزن کھینچا شبنم اپنے کو آراستہ کرنے لگی جھولی سحر کی اُٹھا کر بائین ہاتھ پر ڈالی عمرو کپڑے اُتارنے لگا زیور سب اُتارا اور قتل کیا لاشے جادوگرون کے برہنہ پھڑکنے لگے ندیا سے خون جاری ہوا عمرو ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ ہمنکال کو قتل کرون کسی کو برق نیچہ مار دیتا ہی کسی کو چالاک خنجر لگاتا ہی اندھیرے مین عمرو لوٹنے مین مصروف ہی مرنے سے ساحرون کے اندھیرا ہو گیا صداہائے مہیب آرہی ہین زمین کو تزلزل آسمان کو چکر سارا مکان پردہ ظلمات ہی سیاہی شب یلدا کی مات ہی ظلمت آباد کنا ٹھیک ہی اسوقت وہ قصر مثل گور یہودان تاریک ہی یہ

ہنگامہ دیکھکر شبنم گوہر پوش گھبرا رہی ہے ہر مرتبہ پکارتی ہے خواجہ خدا کے واسطے نکل چلو کوئی اور
مصاحب نہ آ جائے قلعہ بہت وسیع ہے اسکا مرتبہ رفیع ہے عمرو کب سنتا ہے ہزارون کو قتل کر ڈالا
شبنم پکارتی ہے خواجہ ستارہ سحری چمکا چاہتا ہے کبھی گھبرا کہتی ہے خالہ امان کو گرفتار کرو قتل کرنے کا قصد
نہ کرنا صرصر ما کو ٹھنڈا کرو افراسیاب جادو کا بازو ٹوٹ جائیگا اسکی ذات سے بڑا انتظام ہے عمرو ہان
ہان کہتا جاتا ہے مگر ہاتھ نہین رکتا قضا سے کار مسطر جادو مصاحب سمنکال کا واسطے شکار کے گیا ہوا
تھا وہان سے پلٹا ہے تو یک قصر پر سمنکال کے دیکھا آگ برس رہی ہے ساحرون کے مرنے کی صدا
بلند ابر تیرہ و تار چھایا ہوا ہے گھبرا گیا کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا آسمان پر جا کر
دیکھا کہ تین عیار خنجر ہائے برہنہ ہاتھ مین لیے قتل کرتے پھرتے ہین سمنکال ایک جانب بیہوش پڑا اعظم
کو انتظام فراموش وہین سے نعرہ کیا خبردار او ناعیارو یہ کیا ستم برپا کیا ہے مین آ پہونچا مسطر جادو
شبنم نے آواز دی تو خواجہ غضب ہوا جلد بھاگو یہ عیار کب رکتے ہین جست کر کے چشم زدن مین قصر
سے نکلے شبنم نے دو چار گولے مارے آگ برسادی سیکڑون اسکے سحر سے بھی مرے تڑپ کے
یہ بھی بیرون حلقہ آ گئی خواجہ عمرو و برق و چالاک بھی باہر آ کر ٹھہرے صبح ہو چکی تھی شبنم کا انتظار ہے
مگر عمرو افسوس کرتا ہے کہ کیا فلک نے گردش دکھائی ہائے پہلے مین نے سمنکال کو گرفتار نہ کر لیا
برق کہتا ہے استاد اسکی موت ہی تھی کمبخت بچ گئی کل آن کر مارینگے عمرو نے کہا بقراط ثانی نے جو پرچہ
بھیجا ہے اول مین اسی کا نام لکھا ہے کہ سمنکال جادو کو مطیع کرنا چاہیے فلک ہمارے ساتھ پر گردش

ہے بیکار ساری کوشش ابیات — جو پہونچی قیامت تو وہ دخان ہے — مرے ہاتھ مین دامن آسمان ہے
کوئی آج سنتا ہے فلک ستمی کیا — ہمیشہ مرے حال پہ مہربان ہے — کدورت یہان کیا کرین کیسے تو
یہ دل گرد کلفت کا اک کارواں — جو روتا بھی ہو نہین غبار دل سے — تو آنسو کا سیلاب بیگ روان ہے
عجب مخمصہ مین ہون جور فلک سے — حوادث کے تیرون کا سینہ نشان ہے — عمرو اس خیال مین گھبرا رہا ہے

کہ ملکہ شبنم گوہر پوش بھاگی ہوئی آئی کہا خواجہ غضب ہوا مسطر جادو نے بڑا سمنکال و صرصر ما کو
ہوشیار کر دیا سب تیرے آنے مین جلدی بھاگو یہ کام تمام ہونے پایا تھا کہ سامنے
سے سمنکال بصد قہر و جلال کف منہ سے جاری گالیان دیتی ہوئی چلی آتی ہے شبنم کو دیکھکر پکاری
او چھوکری کہان جاتی ہے تیرے دھگڑون نے میرا گھر برباد کیا خوب تو نے مجکو تماشا دکھایا اب تو زندہ

تحمل کے جا نکلی شبنم لپٹ پڑی خواجہ نے گلیم اوڑھ لی چالاک و برق تڑپ تڑپ کے زیر غم ہاے
نخلستان مین چھپے قلعہ کے اندر سے ہزارہا جادوگر دوڑ پڑا شبنم گوہر پوش کو گھیر لیا سرما بھی
اپنی معشوقہ کے لیے روتا ہوا آپہونچا کہتا ہوا کہ ہاے جوان معشوقہ کو میری مارا تحمل جادو کے تحمل
حیات کو قلم کیا یا سامری ایسے کا درخت بھی نہ کٹے ایسا صدمہ کوئی نہ دیکھے باغ حیات پہ
اسکے صرصر خزان چل گئی شاخ زندگانی نہ پھولی نہ پھلی غنچہ آرزو سربستہ رہا گل امید نہ کھلا اب سرما
نے بھی اس گرمی مین شبنم پہ سحر کیے روئی کے گالے اولے برف پڑنے لگی ایک جانب
سمنکال جادو چاہتی ہے شبنم کو پکڑلون یا آتش سحر سے پھونک دون خواجہ عمرو جب دیکھتے ہین
کہ شبنم کو ساحرون نے گھیرا شبنم بدحواس عالم یاس مین زخمی ہو رہی ہے اسوقت گلیم اتارکر ایک
حقہ آتشبازی کا ماردیا سو دو سو جلنے لگے کبھی جادوگر نکل آیا کسی کی کوکھ پر خنجر مارا چالاک بھی بلند تیغ
مارتا پھرتا ہے مگر ساحرون کا بلوہ نہین کم ہوتا اگر کسی کے سحر مین پھنس جاتے ہین شبنم ان جادوگر
کو قتل کرکے عیارون کو چھڑاتی ہے مگر کس کس کو مارے اکیلی کیا کرے خواجہ عمرو کو انتہا کا قلق ہے
کہ افسوس شبنم گوہر پوش قتل ہوتی ہے گل رخسار پر زردی چھاگئی ہے آنکھون مین حلقے جسم مین خنجر
اہالیان شہر کے نزدیک اک تماشہ مین کوس تک شبنم گوہر پوش رڑتی ہوئی آئی ہاتھ سے
جادوگرون کے بہت زیادہ زخمون مین چور چور ہوئی سمنکال جادو و سرما نے برف انداز کے
قیامت برپا کردی بیقرار ہوکر دل کو طرف پروردگار کے رجوع کیا عمرو و برق چالاک نے بھی دعا کی نظم

یارب سگ نفس زشت راسان
بنماے بجانب خودم راہ
کن مد الف کہ ہست در آہ
خواہم نگہے کہ باید ش خواب
توفیق تو گر رفیق راہ است
سوئے نکنی ز لطف تقصیر

ازراہ ہو چشم دلبران باز
در چاہ شقاوتم بدین روز
سازم رسن و برآیم از چاہ
مارا ز خودی خود جدا کن
غم نیست اگرچہ رہ تباہ است
بس از در کلید قضا چو بستم

در کوکب اشک در سحرگاہ
آہ سحرم دہ از سر سوز
از شوری اشک چشم بے آب
توفیق رفیق راہ ما کن
چون دست اجل شود گلوگیر
از راہ کرم بگیر دستم

شبنم بھی آنکھون سے اشک حسرت بہارہی ہے کہ اے باغبان قضا و قدر مثل نسیم سحری گرمی آفتاب
سحرستان بھیاؤن کے پامال ہون یہ کنیز غم و الم سراپا اشک ہورہی ہے ظالمون سے ان ظالم نکلے

گر رہی ہی ہوائے لطف سے نخل آرزو کو سرسبز کر دے دامن مدعا گل مراد سے بھر دے دعا
تمام ہونی تھی کہ بقدرت سمیع وعلیم وبعنایت رحیم وکریم ملکہ بران شمشیرزن طاؤس زرین بال پہ
سوار باغ نگارین سے طرف ہزار درے کے جاتی ہین صبح کا وقت نور کا تڑکا تارون کا جھلملانا
طائران خوش الحان کا چہچہانا کبک کوہی کا قہقہے مارنا عندلیب خوش نوا کا پھول پھول کر شاخ شاخ
پر چہکارنا سبزے کو صنعت باغبان قضا وقدر نوک زبان چشم نرگس شہلا سے انتظار ہی عیان
ملکہ بران نے جو یہ سمان دیکھا باد گل عارض ایرج نوجوان مین اشک حسرت آنکھوں سے ٹپک پڑے
ایک کہ فلک شکوہ پیا کر ٹھہر گئی یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے اشعار

ای جلوۂ برق خانمان سوز
اے شعلۂ آتش جہان سوز / اے طعنہ زن فسون نگاہان / اے موجد قتل بیگناہان
اے دلبر و دلربائے دلدار / ای کاز بیوفائے عیار / ای محرم و محرم تمنا
اے ہمدم و ہمدم مسیحا / ای مہر عروج کج ادائی / اے ماہ بروج بیوفائی
اے نقش و نگار مسکن حسن / اے تازہ بہار گلشن حسن / اے نورس بوستان خوبی
تجھ سے نثار جان خوبی / اے جادوے برفن فسون سازان / بازی دہ عاشقان جانبازان
اے باعث قطع دست کوے / اے غیرت دلبر زلیخا / اے داروے درد بیقراران
اے مرہم زخم دلفگاران / اے موجب آہ و زاری دل / اے باعث بیقراری دل
ای حوصلہ سوز چارہ سازان / آتش زن آرزو گدازان / کتنک یہ ستم کے طور ظالم
کب تک یہ جفا و جور ظالم

عرصۂ دراز تک ان اشعار کو پڑھ کر روئی کبھی دل سے کہتی تھی ای
نادان یہ بیقراری اشکباری بالکل بیکار ہے جان دینا عشق مین مآل کار ہے اسی تردد و انتشار مین مشغول
رہی تھی کہ ایک جانب سے ہنگامۂ دار و گیر کی صدا کان مین آئی کبھی شعلے بھڑکے کبھی لگے
ابر کے کڑکے گھبرا کر طاؤس پہ سوار ہوئی کہ دیکھون دیکھ یہ کیا معرکہ ہے کسی مقام پر ساحرون سے
جنگ ہو رہی ہے بجلی بھی چمکتی ہے بتعجیل آنسو پونچھے طاؤس پر سوار ہو کر مثل ستارۂ سحری آسمان پر
چمکی دیکھا کہ ایک مقام پر ہزارون جادوگر ایک مہ پارہ کو گھیرے ہین اس ماہ پیکر نے لڑتے لڑتے
زخمی ہو کر زمین پر گھٹنے ٹیک دیے ہین تمام جسم خون سے لال ہے لختے خون کے لباس پر جمے ہوے
یہ حال دیکھ کر دل بھر آیا اس نازنین کی تنہائی پر قلب تھرایا مائل بہ بستی ہوئی جب قریب پہونچی

دیکھا کہ خواجہ عمرو بھی لڑ رہے ہین حقہ ہاے آتشبازی مار کر گلیم اوڑھ لیتے ہین اب تو بران نے نعرہ کیا خواجہ نہ گھبرانا یہ کنیز آن پہونچی اُترتے اُترتے مٹھی بھر کے ماش کے دانے مارے کئی سو جادوگر آتش سحر سے جلکر خاک ہوے قریب ملکہ شبنم کے پہونچی شانہ تھام کے اُٹھایا چونکہ بران نے اُسکو دیکھا نہ تھا تازہ مطیع الاسلام ہوئی ہی پوچھا اے شاہزادی تیرا کیا نام ہی عمرو نے پہلو سے اپنے کو ظاہر کیا کہا اے نوزخدا اسکے شریک ہوتے ہی آفت آئی کوہ مروارید کی شاہزادی ہی ملکہ شبنم گوہر پوش نام ہی یہ سمنکال جو لڑ رہی ہی اسکی خالہ ہی گرفتار کرا منگایا تھا ہمنے آن کر بسا کیا اب ان سبھون سے نگھبرا اے ہزبر بیشہ جرأت جہانتک ہوسکے سمنکال کو قتل نکر نا زندہ گرفتار کر لو شبنم پہ اوس نہ پڑنے دو یہ سنکر بران سے کہا خواجہ ہٹ جایئے خدا چاہتا ہی تو ابھی اسکو گرفتار کرتی ہون یہ کہکر ملکہ بران نے گاتی دوپٹہ کی باندھی نیمچہ بنام انتقام سے لیا ساحرون پر حملہ کنا شروع کیا جب نیمچہ کو جنبش دی برق چمکی دو چار کے سر اُڑ گئے کسی پر گولہ سا کبھی جوڑے سے اختر مروارید نکالا جب چمکا دیا ہر ساحر بدگہر مروارید کو دیکھکر گھبرایا صدف چشم مین تاریکی چھائی طبیعت گھبرائی اندھا ہو کر ٹٹولنے لگا بھاگ کر نکلجاؤن ڈھونڈنے تو لنے لگا چونکہ قلعہ قریب ہی ہزارہا ساحر براے مدد سمنکال چلے آتے ہین لینا لینا کا غل مچاتے ہین جب برق شمشیر ملکہ بران شمشیر زن چمکتی ہی الامان کہکر ہٹتے ہین بیغیرت تلوار سے سب کٹتے ہین مگر سمنکال بڑے زور شور سے ملکہ بران پر سحر کرتی ہی ہزارہا تیر و ترنج و رائی کے دانے بران پر پڑتے ہین مگر بران تنہا نہ پلنگا نہ اُن روباہون مین مصروف سحر خوانی ہے

نظم مصنف

زمین ملکی کا نسا مہر منیر
چھپا مہر تابان بزیر غبار
اندھیری بیابانین سب ہوگئی
چمکنے لگی برق شمشیر کی
زمین شعلہ بار و فلک شعلہ خیز

اڑی کسقدر گرد پاے سمند
قیامت ہوئی ہر طرف آشکار
وہ ڈھالونکی اُٹھی گھٹا جھوم کے
صدا آئی پیہم بہ تیر کی
یہ اک جا یہ لاشونکا ستر دو تھا

ہوئی جنگ تازہ تہ چرخ پیر
بنا ارک سیہ آسمان بلند
اڑی گرد یہ دن کی شب ہوگئی
بڑھی فوج قبضونکو سب چوم کے
وہ حملے تھے بران کے گرم تیز
زمین تھی یہ خون کا چھڑکاؤ تھا

آخر نہیب برق شمشیر ملکہ بران شمشیر زن سے ساحران فدار بھاگنے لگے تیر و کمان پھینک کر گوشون مین بیٹھے کمانون مین خم آیا تیرانداز سہم گئے تیر بہ نکولتے تھے ترکش مین تیر تھے یا

لی نشان پرند سے تھے ملکہ بران لڑتے بڑھتے سامنے سمنکال کے پہنچی للکارا کہ خبردار اے سمنکال
جھولی پھینک سے قدموں کو چوم نعرہ غرور سے نہ جھیو سمنکال نے کئی کوڑے مارے بران نے
روک کر اعوذ مروارید سامنے سمنکال کے کر دیا ایک شعلہ چمکا سمنکال بیہوش ہو کر گری بران
نے زبان میں سوزن دیا رسن سحر سے مشکیں باندھ لیں ہمراہیان سمنکال بھاگ کر قلعہ میں چھپے
اب میدان کارزار میں تینوں عیار و ملکہ بران شمشیر زن و ملکہ شبنم گوہر پوش موجود ہیں سب
کافر بھاگ گئے خواجہ عمرو نے ملکہ بران سے کہا سمنکال کو ہوشیار کرو بران نے سحر اتارا
سمنکال نے آنکھ کھولی اپنے کو اس حال تباہ میں پایا شبنم خالہ کا یہ حال دیکھ کر رونے لگی
اس زنہاری میں ہاتھ باندھ کر آگے بڑھی کہا کیوں خالہ وہاں ظہور شرف اسلام دیکھا آئینہ دل سے
غبار رفع ہوا اطاعت دین اسلام ملت بیضا کی قبول کیجئے سعادت کونین حصول کیجئے میری خاطر
سے ملکہ بران نے آپ کو قتل نہ کیا عمرو بھی سمجھانے لگا بران نے بھی کہا اے سمنکال تو سانحہ
زبردست ہی کتاب سامری میں غور نہ کیا کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوئی سامری پرستوں کی آبرو
جا چکی اسد شیر دل افراسیاب کا قاتل ہے احکام میں حکماے طلسم کے جو دخل دے وہ جاہل
ہے اس وقت سمنکال خود بھی بگی غصہ بھی انتہا کا ہر چند ان سب نے کہا اُسنے جواب بھی نہ دیا
عمرو نے کہا ملکہ بیٹھو میں ابھی انکو سمجھائے دیتا ہوں یہ کہکر نیچے بیٹھا شبنم گوہر پوش رونے لگی
ہاتھ سے خواجہ کے لپٹ گئی دست بستہ عرض کی خواجہ ماں نے میری کمسنی میں انتقال کیا ہے
مجکو بڑے ناز و نعم سے پالا اس وقت غصہ میں ہیں نہیں مانتی ہے جاکر قید کیجئے قتل کی سزا نہ دیجئے
آخر دو چار روز میں مان جائیں گی میں سمجھا لونگی عمرو نے ترک کیا ملکہ بران نے قصد کیا کہ تخت سحر پہ
کرے مگر حال افراسیاب جادو سماعت فرمائیے باغ سیب میں تخت جواہر نگار پر بیٹھا ہر طرف
شاہان طلسم ہوش ربا فرمان بمضمون طلب روز قتل اسد لکھوا رہا ہے اب ہر وقت یہی چرچے
ہیں کہ زمانہ قتل اسد قریب ہے جو اس جلسہ میں شریک ہو بڑا بے نصیب ہے کہ یکایک دیکھا اسرار و
برق اندازِ زخمی چلا آتا ہے افراسیاب جادو نے گھبرا کر پوچھا اے وزیر اعظم میں نے تم کو
واسطے لینے سمنکال کے بھیجا تھا یہ کیا ہوا اسرار نے کہا شب کو عیاروں نے آکر قیامت
برپا کی شبنم کو رہا کر لیا ہم سب نے جا کر گھیرا میں وقت پر بران آگئی غلام اسکے ہاتھ سے

زخمی ہوکر چلا آیا نہیں معلوم سمنکال پر کیا گذری یہ سنکر افراسیاب نے کہا بڑا غضب ہوا لیا
ہوگا عمرو اسکو گرفتار کرکے لیجاے اگر وہ مطیع الاسلام ہوجائے گی تو باعث خرابی ہے اس راز کو
منھ سے نکال نہیں سکتا یہ کہکر بقہر و غضب تمام سمت قلعہ سمنکال چلا بیان خواجہ وغیرہ جاتے تھے
ہین کہ سمنکال کو لے کر چلین کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ ہم شہنشاہ طلسم ہوش ربا و دختر کوکب بابدولت
آن پہونچے تیری قضا میرے ہاتھ سے ہے عمرو تو یہ چھپا مین دیکھکر خیمہ ٹیک کر ایک غار مین جا پڑا
برق ایک جانب چالاک ایک سمت شبنم نے گرز اٹھا مارا بران نے برق چمکائی بجلا افراسیاب
اسکے سحر کوکب اتنا ہی بران نے بہت سے آتش کے دانے پھینک مارے افراسیاب سحر
دفع کرنے لگا بران نے دیکھا اس جگہ سے جان بچانا دشوار ہے اس سے لڑنا بھی بیکار ہے
یہ کہکر دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہو کر نکل گئی شبنم ایک جانب بھاگی نظرون سے
افراسیاب کی مخفی ہوگئی اب جو افراسیاب نے دیکھا بران و شبنم کو نہ پایا قریب سمنکال کے
آیا بران سے اسکی سوزن نکالا سمنکال دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئی کہا شہنشاہ عیارون نے
میرا گھر لوٹ لیا لونڈی کو تباہ کردیا میری بھانجی کو مطیع کر کے لے گئے مجکو بڑا داغ دے گئے
افراسیاب نے کہا اے سمنکال بعد ایک ہفتہ کے سردار رومال سے ہاتھ باندھ باندھکر بندست
بابدولت مین حاضر ہونگے جب اسد قتل ہو جائیگا مایوس ہوکر آخر کہان جائینگے شرف خدمتگزاری
پائینگے شبنم کو مین گرفتار کرا منگاؤنگا تمھارے سپرد کردونگا مگر تمھارا رہنا اس قلعہ مین مناسب نہین
ہے واسطے دو ہفتہ کے جاکر سرحد باغ سیب مین رہو خبردار اس سمت نہ آنا جہانتک ہو سکے
اپنے کو چھپانا کسین بھی اسرار دل اسکا ظاہر کرنا بیکار ہے سمنکال نے کہا جو مناسب وقت ہو
افراسیاب سمنکال کو لیکر قلعہ مین آیا تختہ سحر تیار کیے مال اسباب سمنکال کا اسپر بار کیا
کنیزون کو بھی اسکے ساتھ لیا ایک تخت پر آپ بیٹھا تخت اڑتا ہوا قریب باغ سیب کے آیا
باغ سیب سے دو کوس ہٹ کے ایک باغ مین کہ نہایت سرسبز و شاداب تھا سمنکال کو
اسمین اتارا تاکید کی خبردار اسی تین کوس کے گرد سیر و شکار کرنا آگے جانے کا قصد نہو
ورنہ بابدولت کے خلاف ہوگا سمنکال اس مطلب کو نہ سمجھی عرض کی ایسا ہی ہوگا شعر
خلاف رائے سلطان رائے جستن + بخون خویش باشد دست شستن + افراسیاب

سمنکال کو بخوبی سمجھا کر طرف باغ سیب کے گیا سمنکال اس باغ مین سکونت پذیر ہوئی مگر خواجہ عمرو حسب افراسیاب جاچکا غار سے نکلے صورت بدل کر قلعہ سمنکال مین آئے لوگون سے سُنا افراسیاب سمنکال کو مع کنیزون مع مال سرحد باغ سیب مین لیگیا عمرو متفکر و پریشان اپنے لشکر مین آیا ملکہ مہرخ سے کہا ایک سمنکال جادو کا پتا لگا تھا اُسکو بھی افراسیاب جادو لیگیا قلعہ مین خبر سُنی کہ لیجا کر سرحد باغ سیب مین بسایا سرحد سے نکلنے کی اُسکو ممانعت ہوا در ملکہ عالم بقراط ثانی کے پرچہ مین نام نکلے تھے کہ کوشش رہائی اسد نامدار مین یا امر واجب و لازم ہے کہ سمنکال جادو و اسرار جادو و ماران زمین کن کو مطیع کرنا ضرور ہوگا جبتک یہ تینون شریک ہونگی تدبیر طلسم کشا کی رہائی کی ٹھیک ہوگی بار دوا مین کیا کرون کدھر جاؤن باتون سے عمرو کی دربار مین شور گریہ وزاری بلند ہوا مصیبت پر اسد غازی کی ہر خرد و کلان دردمند ہوا ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت و خورشید زرین سحر صاحب صولت نے عرض کی خواجہ باطمینان بیٹھو بروقت قتل اسد نامدار خون کے دریا بہا دینگے ملازمانِ افراسیاب کو انشاء اللہ مثل نقش قدم مٹا دینگے اور کوئی تدبیر ہمارے ذہن مین نہین ہے عمرو نے کہا اے سرداران نامی و اے جانبازان گرامی خدا تم سب کو صحیح و سالم رکھے مین چاہتا ہون کہ تم سب کی جانین بچاؤن اور اسد غازی کو قید سحر افراسیاب سے چھڑاؤن انتہا کا دردمند ہون احکام بزرگان دین کا پابند ہون بموجب حکم اسمی نبی والا تمام من اللہ و خدا حافظ و ناصر اسی فکر مین جاتے ہین مسبب الاسباب سامع الدعوات شاید کوئی سبب پیدا کرے مہتر برق فرنگی تڑپ کر سامنے آیا عرض کی استاد اس غلام جانباز کو ضرور ہمراہ لیجئے عمرو نے کہا تم سب کو براے حفاظت لشکر اسلام چھوڑ جاتا ہون یہان بھی تو دمبدم بلا نازل ہوتی ہے ہر روز ساحران زبردست کا سامنا ہے اے عیاران خنجر گزار جہان تک ہوسکے جستجو سے ہاتھ نہ اٹھانا شبنم گوہر پوش جو زخمدار آئی ہے عمرو نے اُسکی زخم دوزی کا حکم دیا شبنم زار زار روئی کہا اے شہنشاہ عیاران و اے پیشواے خنجر گزاران عجب وقت مین یہ کنیز شریک ہوئی کہ آپ اس بیقراری مین سرداران نامی اشکباری مین عمرو نے کہا اے شبنم جسدن سے اس طلسم مین آئے ایک لمحہ آرام نہ پایا کیا انقلاب فلک نے دکھایا اب وقت جانبازی ہے تم آرام سے ہمراہ مہرخ و بہار لشکر مین

سے ہو کوئی تمھاری خدمتگذاری سے سرتابی نہ کریگا بعد شبنم سے کے بچانے کے عمرو نے تخلیہ کیا اُس جلسے مین ملکہ مخمور و ملکہ مہرخ و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و خورشید زرین سحر و شکیل جادو وغیرہ چالیس سرداران نامی شریک تھے عمرو نے بحسرت سب سے کہا ایک امر کا اور آپ سب صاحب خیال رکھیے گا اگر میری کسی خرابی کی خبر آئے کوئی کہے کہ عمرو گرفتار ہو گیا یا قتل ہوا صبر کرنا دل پہ جبر کرنا اپنی تدبیر سے غافل نہونا جھگڑا مین شامل نہونا ان کلمات حسرت آیات خواجہ عمرو پر ہر ایک کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے اپنے اپنے دل مین سمجھ گئے کہ عمرو بے تنگ ہو کر جان دینے پر آمادہ ہوا مخمور و بہار نے خواجہ عمرو نامدار سے لپٹ کر کہا خواجہ تمھارے راز باطن سے ہم بخوبی آگاہ ہوے واے ناکامی ہم کیسے تباہ ہوے اگر ایک دن آپ لشکر مین نہونگے از اسباب سے ہمکو جان بچانا مشکل ہوگی بدون آپ کی زیارت کے کیونکر تسکین دل ہوگی عمرو نے ان دونون کو گلے سے لگایا ہرچند ضبط کیا نہو سکا چیخ مار کر رو یا کہا اے مخمور و بہار میرا جسم خاکی تلاش مین جاتا ہے روح لشکر مین رہیگی بس اب خدا کو یاد کرو ہمارے واسطے نذر و دعا کرو سب کو وداع چھوڑ کر عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا ایک ایک کمند گلے سے لگایا فکر رہائی اسد غازی مین طرف صحرا کے روانہ ہوا دل مین ہزارون طرح کے تاؤ پیچ کبھی یہ خیال کہ دنیا ہیچ ہے اے عمرو کیا فکر کرون ہرچند کہ انتہا کی بیقراری اشکباری شرمساری ہے مگر طمع ہر وقت غالب ہے طبیعت مال جمع کرنے کی طالب ہے راہ مین چلے جاتے ہین جہان کسی مسافر کو دیکھا قزاق بنکر لوٹ لیا کسی مقام پر ایک معشوق نازنین کی شکل بنکر بیٹھ گئے رونا شروع کیا راہ گیر نے پوچھا تم کون ہو کہا سامنے جو گانوٗن ہے اُس مین زمیندار رہتا ہے اُسکی دختر ہون کسی نے اُس سے کہدیا یہ خراب ہے باپ نے غصے مین نکالدیا یہان آن کر بیٹھی ہون چاہتی ہون کنوٗین مین گر پڑون مرد مسافر بھولی باتین سنکر بیقرار ہوا ہاتھ کلیجے پر رکھا پوچھا کسی کے یہان ہوگی جواب دیا ہان جب جھاڑو بہارو دینے کے لائق ہون مرد مسافر نے کہا تمھین اپنی آنکھون مین رکھین گے گھر کی بی بی بنائینگے تتلا کر جواب دیا بیوی خالہ کو کہتے ہین چھوٹی خالہ کو بیوی کہا کرتے ہین مرد مسافر سمجھا بالکل نادان ہے بھولی بھالی بڑے اس سے مزے لینگے شعراے طفلی مین ہی سکتے تھے ہم لزن شادمان ہو کر + کہ یہ اک آفت جان جہان ہوگا جوان ہو کر بعد اُس مسافر کو لگا کر کونے مین

لیگئے وہ سمجھا مطلب حاصل ہوگا اپنے پاس سے اُسنے روٹی نکالی اُسی کھانے مین اُسکو بیہوشی
دی لنگ مین پھانسی چھپی تھی گلے مین ڈال کر مارا اسطرح اُسکے ڈنکے کی خبر سُناتے ہوے
جاتے تھے ناگاہ ایک طرف سے تاشا بجنے کی آواز آئی جا کر دیکھا ایک زمیندار کی برات
اُتری ہے آمون کے باغ مین ایک چُری سی دری بچھی ہے ایک طرف لکڑ سا آگ دہک رہی ہے بیل
چلمین بھر بھر کر دیتے جاتے ہین شراب چل رہی ہے ایک دیہاتن میری تانین اُڑا رہی ہے جتنے
لوگ ڈٹے بیٹھے ہین سبز لوار سامنے انگوچھے سر پر باندھے ہوے دوہری مرزئی پہنے
نینون اور پیرین مین سنگھار ئین کی دھوتیان ہاتھون مین چاندی کی موٹی موٹی انگوٹھیان کمر مین کٹے سینیان
دولہا بیچ مین ایک بارہ دری مین پیال پیر کے بجائے مسند لگا دیا ہے دولہا کے گلے مین بندہ جامہ
بچر لنگا پاجامہ دولہا پیشاب کو اُٹھا تو ڈھول تاشا بجنے لگتا ہے دیہاتن ناچنے والی بھی نشہ مین
شراب کے آڑی ترچھی تانین لگا رہی ہے دوپہر دن کا وقت ہے مگر بہاگ گا رہی ہے یہ سامان جو خواجہ
نے دیکھا منہ مین پانی بھر آیا دل سے کہا دو ہزار کا توڑا کانا ہے اُسی دم یہ سوچ کر رنگ روغن
عیاری کا نکالا نوجوان گویے کی شکل بنکر تیار ہوے گوری صورت بھاری ٹوپی سر پر ایک
کان مین بالی ایک مین انگوٹھی مشروع کا ٹھٹنا بھاری جوتہ چھوٹی سی ستاری ہاتھ مین گنگناتے ہوے
بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی محفل مین آکر ہاتھ اُٹھا کر دعا دی ٹھاکر جی کی جے رہے اعلے مراتب
رہین کشت امید سرسبز ہو بیگنے کی بڑھتی رہے شہر مین غلہ کی ارزانی ہو جنس عشرت کی فراوانی
ہو دولہا کے باپ نے پوچھا میان گویے کیا نام ہے کہا حضور ہمارے نانا پیرخان صاحب
آپکے یہان کے قدیم آنے والے غلام کو اُستاد بجرنگی کہتے ہین ہمیشہ دھانون کی فصل مین آتے
ہین شادی کی خبر پائی ہے کہا بیٹا زمیندار صاحب کے یہان جاؤ تمھارے بزرگون کی برت ہے
نانا جی کا گولا اُتر گیا باپ جوانی مین مرا اب آپ لوگون کی آس ہے ٹھاکر صاحب نے کہا بھیا ایک
بیل گاؤ دو تین تانین اُڑاؤ چار پنسیری جو سواسیر مٹھائی ملیگی جب گاتے گاتے گھربان پہنچی ادا کرو سیر
کہا نے لیجا دا کرو گویے نے جھک کر سلام کیا ستاری ملائی بجنے لگی رنڈی وہان سے پاس آن بیٹھی قدم
چھوڑ کر کہا ہان اُستاد آج تو کوئی بڑھیا خیال سناؤ میان بجرنگی نے جواب دیا بیٹا ایک غزل سنو

اجل سے خوش ہون کسی طرح ہو وصال تو ہو | نہ آئے نعش پہ وہ پر یہ احتمال تو ہی

حنا کے رشک سے کیونکر نہ آئے جوش میں خون / کسی سبب سے ہو پر وہ بھی پائمال تو ہے
ذرا تھم اے دل مضطر کہ فکر وصل کرین / شب قلق نہ سہی خواب ہی خیال تو ہے
کہاں تلک گلہ ہائے تغافل قاتل / ہم آپ کاٹ لین آخر یہ سر وبال تو ہے
جفائے یار کو سونپا معاملہ اپنا / اب آگے ہو نہ ہو امید انفعال تو ہے
وہ اضطراب کہاں ضعف سے مگر اب بھی / ہو آؤن حضرت عیسی تک اتنا حال تو ہے
شب فراق میں بھی زندگی پہ مرتا ہون / اگر خوشی نہیں ملنے کی پر ملال تو ہے

اس غزل پر سب زمیندار جھومنے لگے دونیان چونیان ٹینٹ سے نکال کر پھینکین میان بجرنگی نے چادر پھیلا دیا اب رنگ خواجہ کا جما ہوا ہے ارادہ ہے کہ شراب کا چرچا کرون بیہوشی ملاؤن قضائے کار ملکہ سمنکال جادو کہ اسکو لاکر افراسیاب نے ایک باغ مین رہنے کا حکم دیا سیر و شکار کا نہایت شوق ہے صبح کے وقت تخت سحر پر سوار ہوئی اُڑتی ہوئی کوہ و دشت و بیابان مین جاتی ہے ایک بلند پہاڑ پر ٹھہری سبزہ زار کی کیفیت دیکھ رہی ہے صبح کا سہانا وقت دھوپ جابجا بہ رنگ زعفرانی کہستان پر ظاہر ہوئی جاتی ہے چشمہ ہائے آب روان کو دیکھ کر طبیعت لہراتی ہے طائران دشت صفت باغبان قضا و قدر مین دم بھر رہے ہین شاخہائے گل پیچھے لہر رہے ہین سمنکال بہ سیر کو ٹہل رہی ہے کہ کان مین گانے کی آواز آئی گھبرا کر چہار جانب دیکھنے لگی دل سے کہتی ہے یہ کون ظالم گا رہا ہے خفتگان خاک کو جگا رہا ہے چونکہ علم موسیقی مین اسکو بھی اچھی طرح معلومات ہے خود بھی اس کمال مین اُستاد ہے تخت کو اُٹھا کر طرف اسی آواز کے چلی جب جاکے دیکھا ایک مقام پر گنوارون کا مجمع ہے ایک گویا نوجوان خوبصورت نیک سیرت کس لطف سے گا رہا ہے کہ طبیعت بھری آتی ہے سمنکال نے بلندی پر تخت ٹھہرا لیا عرصہ تک سُنا کی آخر دل مین سوچی کہ اسکو اُٹھا کر لے چلو اپنے باغ مین چلا کر دل کھول کر سنو اسکو تو تعویذ بازو بنانا خوب ہے معشوق خوبرو صورت مین محبوب ہے یہ سمجھ کر سحر کرکے گری پنجہ کمر مین دے کر خواجہ کو اُٹھا لیا خواجہ متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئے سمنکال اُسی بیہوشی مین لیے ہوے اپنے باغ مین آئی آپ مسند پر بیٹھی خواجہ کو سامنے بٹھا کر ہوشیار کیا عمرو نے آنکھ کھول کر سامنے ملکہ سمنکال جادو کو دیکھا باغ باغ ہو گیا دل سے اپنے کہتا ہے سبحان اللہ کیا قدرت پروردگار ہے عجب

شعر یا رد ر خانہ و من گرد جہان می گردم ✦ آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم ✦ یہ تو عمرو سمجھ گیا کہ گویا جان کر انجان لائی ہے خیر اس تک پہونچے یہ بڑی بات ہے اب انکا گریبان ہے اور میرا ہاتھ ہے دل میں یہ باتیں کر کے ہاتھ اٹھا کر دعائیں دیں گھبرا کر کہا حضور یہ کیا مقام ہے آپ کا غلام یہان کیونکر آیا یہ کہکر تھر تھر کانپنے لگے آنسو آنکھوں میں بھر آئے سمنکال نے کہا میان گویے صاحب گھبراؤ ہم تمکو لائے ہیں کچھ گانا سناؤ انعام واکرام لو دانت نکالکر کہا حضور میں اپنے گھر میں پہونچ جاؤنگا بڑھیا مان راہ دیکھتی ہوگی نانی ڈھونڈھتی پھرتی ہوگی سمنکال نے کہا اپنا نام بتاؤ میان گویے کہان کے رہنے والے ہو عمرو نے کہا حضور استاد بجرنگی نام ہے جہان پنس سند ھتی ہیں تال کا بیڑا ہے وہی رہنے کا مقام ہے سب کنیزیں کھلکھلا کے ہنس پڑیں سمنکال نے کہا میان استاد بجرنگی تم ان مستانیوں کے ہنسنے پر نجاؤ ہمکو گانا سناؤ عمرو نے تانیں مارنا شروع کیں سامنے سمنکال کے یہ غزل عاشقانہ گائی غزل

اندھیری گور کی صورت نفس تنگ جانہ ہوا
ہمیشہ تنکے چننے میں ہی اہل جان
وہ شاخ ٹوٹ پڑی جسپہ آشیانہ ہوا
قمر نے آہ جو کھینچی ٹپک پڑے آنسو

فراق جسم میں آنکھیں ہیں ہماری کو
ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا
شباب بنکے چھلاوہ گذر گیا افسوس
صبا جس کی تنی قافلہ روانہ ہوا

دکھا کے زلف جو گل شکوہ روانہ ہوا
اک آنسو کے بہلنے کا بھی بہانہ ہوا
ہمیشہ آفت محشر میں یہ آیا کی
کھلا نہ کچھ کدھر آیا کدھر روانہ ہوا

جتنا اشعار عمرو نے گا کر سنا ابالیان محفل کو ہنسایا رُولایا مارڈالا جلایا سمنکال تو بیتاب ہوگئی موتیوں کا مالا اتار کر دیا عمرو کو یہ خبر نہین ہے کہ میں سرحد باغ سیب میں آگیا اور اصل یہ ہے کہ بدون حکم افراسیاب نکلنا مشکل ہے خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ سمنکال رجوع ہو چلی کہ رہی ہے کہ استاد ہم تمکو نجانے دینگے نوکر رکھینگے خواجہ عمرو کہ رہے ہیں کہ آپ مالک ہیں میں خوب آپ کو راضی کرونگا یہ کہکر عمرو نے پیر پھیلا دیے کہا ملکہ ہم تو اب رخصت ہوتے ہیں سمنکال نے کہا استاد کیوں عمرو نے کہا اب جوانوں کے نشہ پانی کا وقت ہے بھٹی پہ جا بیٹھینگے کہ کا ٹھرا پی کر چوک کی سیر کرینگے سمنکال نے کہا استاد شراب یہان حاضر ہے کہا حضور اگر آپ نے ایک ادھ دیا تو اس سے کیا ہوگا سمدھی سنے کہا شیشے موجود ہیں کہا حضور میری عادت ہے جب سب اہالیان صحبت کو پلا لونگا تب میں بھی ایک جام پیونگا سمنکال نے کہا لاؤ شراب کنیزیں بھی تیار ہوگئی ہیں عمرو کے گانے پر

جلد لا کر گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی نذر کین خواجہ عمرو نے ایک گلابی اٹھالی کہ غلام کو یہی کافی ہے سمنکال نے مسکرا کر کہا جسقدر تمھارا جی چاہے پیو عمرو کو سمنکال کو دیکھکر حیرت ہو گئی ہے دل سے کہتا ہے جھٹ پٹ پلا کر بیہوش کر دیکر خدمت مین ملکہ مہرخ کے چلو اس خیال سے بیچبل تمام جام لبریز کیا ہاتھ پر رکھکر سامنے سمنکال کے پیشکش کیا سمنکال نے مسکرا کر جام لیا عمرو نے آنکھیں ملا کر اشعار پڑھنا شروع کیے اے ملکۂ عالم اشعار

مستون کو فرش زمین ہے بچھونا شراب کا
کس لطف سے گذرتی ہے مستونکی آجکل
پیدا وہ آگ کا ہے مین پتلا شراب کا
اے بحر حسن آج تو چلتی ہے جھیل کی
ہوتی مین خوب ہو گا تماشا شراب کا

ہوئے دیا سرور نہ مجھ بادہ خوار کو
پہلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا
غفلت سے تا بمرگ رہا دور جام کی
اکی جوش باغ مین جلسا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مدہوش نے اے قمر

آنکھون کو جاتے ہین پیالہ شراب کا
ساقی اخیر کر دیا دورا شراب کا
آتش مزاج یار ہے عاشق ہے بادہ خوار
عاشق کا جسم بنگیا پتلا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار
دکھلا کے ٹکڑے کر دیے شیشا شراب کا

سمنکال تعریفین کر رہی ہے جام شراب ہاتھ مین تمام ا بالیان محفل کا یہ حال ہے کہ بے شراب پیے مست ہین خواجہ عمرو نے جو یہ اشعار آبدار پڑھے آنکھون مین میکشون کی نشہ آگیا عمرو سمنکال سے آنکھ ملائے کہہ رہا ہے ملکۂ عالم نوش فرمایئے نوش فرمایئے شراب گلرنگ کے مزے اٹھایئے سمنکال نے جام کو ہونٹون سے لگایا اسکو تو افراسیاب بہت ہوشیار کر چکا ہے اپنے قصر مین عیارون کے دھو کے اٹھا چکی ہے بازو پر پتلی صورت ساحری کی بندھی ہے وہ تڑپ کر شعلہ سان جام شراب پر گری شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اسی پتلی سے آواز دی ملکہ سمنکال جادو ہوشیار ہو جاؤ یہ عمرو عیار ہے بس سمنکال نے ایک دھتڑ مارا عمرو کے پاؤن زمین نے تھام لیے سمنکال نے پکڑ کر چوٹی کہا کیون اوسا بان زادے تیرے خوف کے مارے یہان آکر بھی یہان بھی چھپانے چھپانہ چھوٹا بھانجی کو میری مطیع الاسلام کر لیا تو سارا اوشاہ اب جان کا خواہان ہے تیری مجال کیا ہے کہ مجھپر دست انداز ہو تیری بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھلاؤنگی نگوڑے مکار جھلسا ر کو خاک مین ملاؤنگی یہ واضح رہے کہ عمرو اسی گویے کی صورت پہ ہے جب سمنکال نے خنجر کھینچکر چاہا عمرو کو قتل کرے عمرو رونے لگا ہاتھ باندھکر کہا اے ملکۂ عالم آپ صاحب انصاف ہین عدالت فرمایئے ظالم وجاہل نہ بنجایئے ایک دن خداوند لقا کا سامنا ہو گا وہ عدالت شعار بات بات کی تحقیقات کرے گا

مین جس جنگل مین زمینداروں کی برات مین میٹھا تھا یہی میرا پیشہ ہی کا بجا کر رئیسون کو ہنسا کر
چار پیسے لیتا ہون بی مہرخ وغیرہ وکیا نکالدیتی ہین جو مانگ جانچ کرلیجاتا ہون وہ بھی چھین لیتی ہین
آپ مجھے کیون اٹھالائین مین نے آپ کے قتل کا قصد نہین کیا آپ سے آپ کے گھر مین آیا تھا
مین بھی آپ کو بیہوش کیا مگر قتل نہین کیا آپ کی بھانجی شریک ہوچکی ہی ہمکو آٹھ پہر یہی فکر رہتی ہی کہ
آپ کی خدمتگزاری کرین شبنم کے مطیع ہونے کا رنج شاہ مین سمجھا بجھا کر پاس ملکہ مہرخ کے لیجاتین
ای سمنکال تو ساحرہ جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ذرا خیال کر میرے خون سے ہاتھ نہ بھر تو نے
کتاب سامری مین پڑھا ہوگا کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوگی اسے غازی قتل افراسیاب ہی
دیکھ لو ہوتے نہ بڑے طلسم پر کیا انقلاب ہی مہرخ وغیرہ کا مجمع بڑھا جاتا ہی اور طلسم گشت بازند
کے بارے مین دیدہ دل کھول کر دیکھو چشم انصاف وا کرو سامری و جمشید بھی مثل تمہارے ساحر
تھے آخر مر گئے معاذ اللہ پیدا کرنے والا احکم الحاکمین رب العالمین مسبب الاسباب سامع الدعوات
اکیلا ہی زمین و آسمان کو ایک کاف کن سے بنایا ہی ہر گل بوٹے سے رنگ صنعت قدرت آشکار ہے
کیسی خزان کیسی بہار یہ سرکشی قبر مین کام نہ آئیگی تاریکی قبر مین شمع اعمال روشن ہوگی وقت مشکل اپنی
زبان اپنی دشمن ہوگی راہ ضلالت کو چھوڑو نور اسلام سے تاریکی قلب کو روشن کرو مین بلکہ سب خطا
ہوئی اسطرح کے کلمات عبرت آمیز حسرت خیز وحشت انگیز عمرو نے کہے کہ سمنکال کانپ گئی ہاتھ
سے لیا کہا ای عمرو تو نے اسوقت مجھکو تعلقے مین ڈال دیا اس خطا پر تو مین نادم ہوئی کہ مین خود
تجاوز اٹھا لائی مگر مقدمہ مذہب مین بڑا انتشار ہی نہین سمجھ مین آتا کہ اصل مین کون پروردگار ہی عمرو
نے کہا ملکہ عالم میرے پاؤن پر سے سحر اتار لیجیے رہائی دیجیے مین ابھی سمجھا دونگا جادہ حق دکھا دونگا
راہ بہشت عنبر سرشت بتا دونگا سمنکال نے کہا خواجہ مین تمسے ڈرتی ہون تم نے چھلاوا ہو ہوا کا
کلمہ ہو دم دیکے بھاگ جاؤگے پھر ہاتھ نہ آؤگے تمنے پہلے خداوند لقا کا نام لیا پھر صنعت
اپنے پروردگار کی بیان کی اسکا کیا سبب عمرو نے کہا ای ملکہ عالم وہ کلمہ خوشامد کا تھا کلمہ
حق یہ ہی سمیع و علیم رب برحق کارساز خلاق ہی شک کرنے والے مشرک کہلاتے ہین جہنم مین بھیجے جاتے
ہین ایک سوال کا جواب آج تک تمام عالم پنڈت نہ دے سکے یعنی دہ درویش در گلیمے بخسپند و
دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند ایسے مضامین اسکا ہین خیالات محالات بیکار ہین جب دو

بادشاہ سلطنت نہیں کر سکتے پس یوسف دو سو خدا کیونکر ہو سکتے ہیں کہنے والے بیہودہ بکتے ہیں نظم

صفتیں اسکی ہیں بیان سے فزون	اسکی قدرت کا کیا میں وصف لکھوں	وہی خالق ہے اور وہی معبود
جس جگہ دیکھیے وہ ہے موجود	اسنے کیا کیا نہیں کیا پیدا	ہر مکان کا مکین کیا پیدا
آسمان و نجوم و شمس و قمر	عرش و کرسی و جنت و کوثر	سب حجابات اور لوح و قلم
نور کے حجرے اور باغ ارم	قصر اک اک جہان میں نورانی	رفعت و شان جسکی لاثانی
خلد کی وہ تمام آرائش	جس میں دنیا سے بڑھکے آسائش	سلسبیل اور کوثر و طوبےٰ
ارم و خلد جنت الماوےٰ	خوشنما جا بجا تمام شجر	کیسے خوش ذائقہ سب انکے ثمر
غنچہ و گل جدا جدا رنگین	جنکی خوشبو سے شاد قلب حزین	روشوں پر وہ سبزۂ نوخیز
ہے زمرد سے رنگ جنکا تیز	بلبلیں اور مرغ خوش الحان	حور و غلمان تمام اور رضوان
ملک و قدسیان و جن و بشر	وحشیان و طیور دشت و در	ہفت طبقات ارض و دشت و جبال
بحر زخار و بر و کان و نہال	خاک و آب و ہوا و آتش بھی	جس سے ساری بنا ہے انسان کی
نفخۂ کن میں یہ سب کیے پیدا	کارخانے عجب کیے پیدا	اے ملکہ سمنکال اگر دلائل ثبوت

اسلام عرض کرون سالہا سال میں ختم نہوں پس دلیل کامل ہے کہ تمہارے خداوند کیسے تھے جو مرگئے پروردگار کی ذات کو ہمیشہ بقا ہے جو چیز دنیا میں پیدا ہے اسکو ایکدن ضرور فنا ہے بموجب کلام قدسی نظام رب انام کل من علیہا فان و یبقےٰ وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام علاوہ ازین روز حشر جبدن وہ معبود حقیقی در شان تحقیق بصفت قہاری و جباری کہائیگا آفتاب عالمتاب سوا نیزے پر آشکار ہوگا ہر خورد و کلان حدت سے بیقرار و اشکبار ہوگا ایک سمت دفترہاے نامۂ اعمال کھلینگے میزان عدالت میں اعمال نیک و بد کے تلینگے کس کو پیدا کرنے والے سے سوال و جواب کی تاب ہوگی اے سمنکال اسوقت کیا جواب دوگی سوال ہوگا کہ شیاطین کو کیوں معبود کیا اپنے خدا بنائے کفر و کافری ست اس بیحیائی پر بھی نہ شرمائے تمہارے لات و جبل کہان ہین اسوقت تمہاری شفاعت نہین کرتے اب دم خدائی کا نہین بھرتے اے سمنکال اس کفر و کافری کا انجام جہنم ہے و نقد زیست کا سبب کم ہے وحدانیت اسکی یاد کروانے نفس امارہ پر نہ بیداد کرو عمرو نے یہ کلام حسرت انجام جو سامنے سمنکال کے کہے سمنکال

کے رونگٹے کھڑے ہو گئے مثل بید کانپی رنگ چہرے کا متغیر ہوا منہ پر ہوائیان اڑنے لگین
کہا خواجہ تمھارے کلام فیض انجام نے بیقرار کردیا خانۂ دل کو صفت معبود سے بھر دیا کہا ہاے
خدا مین کیا کرون افراسیاب سے کیونکر جدا ہون میرا پیچھا نہ چھوڑیگا قتل سے منہ نہ موڑیگا
عمرو نے کہا ناحق کا انتشار ہی افراسیاب کیا نابکار ہی مسبب الاسباب وہ پروردگار ہی ظالم
کے ہاتھ سے مظلوم کو بچاتا ہی ہر مشکل مین وہی کام آتا ہی دیکھو ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ کا کیا
کرلیا ہر مرتبہ انکے قتل پر آمادہ ہو کر بقہر و غضب تمام جاتا ہی وہ رحیم و کریم انکو بچاتا ہی سمنکال
نے کہا مجکو دین اسلام کا اعتقاد ہوا مگر خوف افراسیاب دل پر غالب ہی آپ تو جائیے مین تدبیر
کرکے آؤنگی اپنی جان بچانے کی فکر کرکے آپ کے لشکر سے ملجاؤنگی عمرو نے کہا ملکہ اعتقاد
کامل ہو اپروردگار کو حاضر و ناظر سمجھا صفحۂ دل پر اس مصرع کو نقش کرو ع دشمن اگر قویست
نگہبان قوی تراست جب تمھارا خدا سب سے بڑا ہی اہالیان دنیا سے ڈرنا کیا ہی اب سمنکال
ہاتھ باندھے سامنے خواجہ کے کھڑی ہی کہ آپ جائین مین کوئی کار نمایان کرکے آؤنگی اگر پنجہ
قابض ہوگا تو سر افراسیاب لاؤنگی مگر افراسیاب خانہ خراب باغ سیب مین تخت پر
بیٹھا ہی ذکر قتل اسد نامدار ہو رہا ہی یکایک خیال آیا کہ دیکھون ساربان زادہ کہان ہی اس
مکار کے نام سے بہرام فلک لرزان ہی فوراً کتاب اٹھائی اسمین دیکھا عمرو سمنکال سے کھڑا
باتین کر رہا ہی سمنکال ہاتھ باندھے کھڑی ہی کہ مین کل حاضر ہونگی اطاعت اسلام قبول کی پس
افراسیاب غصہ مین کانپا وزیرون نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے جواب دیا
نمک حرامون نے سر اٹھایا ہی مجکو نادان بنایا ہی سمنکال حرامزادی عمرو کو اپنے باغ مین
لائی ہی نکل جانے کا ارادہ ہی مسلمانون سے ملنے پر آمادہ ہی یہ کہکر غصہ مین آواز دی کوئی حاضر
ہی ارے جاکر عمرو و سمنکال کا سر لائے سرکشی کا مزا چکھائے بانگ جادو موجود ہی اسنے
کہا ابھی غلام جاتا ہی چشم زدن مین دونون کو گرفتار کرکے لاتا ہی افراسیاب جادو نے کہا
سمنکال زبردست ہی بادۂ سحر و ساحری سے مست ہی لڑ بھڑ کر نکلجائیگی تیرے ہاتھ نہ آئیگی
مگر یہ شیشہ لیتا جا آب دمیدہ سحر ہی پہلے اسکو پھینک مارنا بعدہ للکارنا وہ اسکے چند ساعت کے
سمنکال بیہوش ہو جائیگی فوراً گرفتار کر لانا بانگ نے سلام کیا شیشۂ آب سے کر فوراً

وہ بے آبرو چلا سمنکال و عمرو باتین کر رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او سمنکال ارے نمک حرام تو نے دشمن کو اپنے گھر مین بلایا شہنشاہ کا خوف نہ آیا سمنکال نے سر اٹھا کر دیکھا کہا لو خواجہ غضب ہوا معلوم ہوتا ہی افراسیاب نے کتاب سامری سے دریافت کیا اس نے بھیجا غلام کو ہمارے قتل کرنے کو بھیجا خواجہ ہٹو یہ کہکر سمنکال نے چاہا کہ سحر کرے اپنے کو بچائے مگر پلنگ جادو جوش غضب مین شیشۂ آب نایاب پھینک چکا تھا وہ ٹوٹا ایک قطرہ سر پر سمنکال کے ایک سر پر عمرو کے گرا یہ سنبھل نہ سکی پناہ پانی شکل ہوئی لہر اکر گری گرد آوری سے بلا مین حبشی پلنگ کڑک کر گرا ایک پنجہ مین عمرو و سمنکال کو اٹھا لیا طرف افراسیاب جادو کے چلا بردے ہوا جوش و خروش اڑا ہوا جاتا ہی صبح کا وقت ہی راہ مین باغ ہی ملکہ گا گون نازک چشم کا چونکہ آج کل حکم افراسیاب کل ناظرون کو پہونچا ہی کہ بروز قتل طلسم کشا سامان لشکر کشی واجب و لازم ہی ملکہ گا گون نازک چشم سحر اپنا تیار کر رہی ہی چار سو کنیزین ایک ایک شعلۂ جوالۂ آتش کا پرکالہ سحر مین طاق شہرہ آفاق زمین سے تا آسمان دھوان دھار کسی نے آگ روشن کی کسی نے پانی برسایا کوئی فولادی گولے اچھال کر اسکا زور دیکھ رہی ہی کوئی عقاب بنکر اڑتی ہی کوئی ستارہ بنکر چلی کوئی بشکل برق کڑکی باغ مین آتش کا ہنگامہ سحر گرم ہی اسی راستہ سے پلنگ جادو گزرا گا گون نازک چشم نے سحر پڑھکر بڑے زور شور سے گولہ طرف آسمان کے پھینکا وہ گولہ سینہ پر پلنگ جادو کے پڑ گیا قضا دامنگیر اسکی کیا تدبیر سمنکال کو ہوش آچکا تھا پلنگ کے مرتے ہی اسکے پنجہ سے چھوٹی ساحرہ زبردست ہی سحر کر کے ایک جانب بھاگی دل سے کہتی ہوئی قول عمرو تخت نشین ہوا پیدا کرنے والے نے جان بچائی اب افراسیاب کو کیا منہ دکھلا سکتے ہین نہ لشکر اسلام مین جا سکتے ہین دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی یہ کہتی ہوئی بھاگ کر ایک درۂ کوہ مین مخفی ہوئی حیران و پریشان مضطر و بے حواس مگر نقش اسلام نگین خاطر پر جم چکا خدا واحد پر یقین واثق ہو گیا مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پنجے سے پلنگ جادو کے چھوٹ کر سامنے ملکہ گا گونہ نازک چشم کے گرے اٹھتے اٹھتے آواز دی کہ وجہہ مصرعہ ہندی نع ہمیشہ دلبر سجان مبارک باشد ملکہ گھبرا کر دیکھنے لگی دیکھا ایک گویا بچہ اژدہا تڑپ رہا ہی ایک سمت لاشہ پلنگ جادو کا تڑپ کر سرد ہو چکا ہی گھبرا کر ملکہ نے پوچھا

ای شخص تو کون ہے عمرو رونے لگا کہا بیبیان لون آپ لوگون کا ہاتھ دیکھنے والا ملکہ نے پوچھا یہ
کیا معرکہ تھا کہا حضور یہ پھر گویا بانجرے کی جمع مانگی تو مارنے کو دوڑے یہ کہکر لیچلے تھے کہ اب
رات بھر نچھوڑونگا حضور میرے منھ چھوتے تھے گلے لگائے لیتے تھے میری پشت پر ہاتھ پھیرا مین
چیخنے لگا بس خدا معلوم کیا کر دیا مجھکو لیکر آسمان پر بلند ہوگئے کنیزین ہنسنے لگین کہا ای ملکہ عالم کوئی
حسن پرست ہوگا مگر یہ کیا حماقت کہ بدون رضامند کیے ایسے امر کا ارادہ کرنا ملکہ نے کہا چپ رہو
بیہودہ نہ بکو نگوڑا کوئی ظالم ہوگا میان گوینے صاحب کچھ ہمارے سامنے گاؤ عمرو نے کہا حضور
مین اب توبہ کرچکا ہم تو سمجھتے ہین اس جلسے مین چار پیسے کما کھا مین اب ثابت ہوا کہ کمال
باعث زوال ہے کنیزون نے کہا ہماری ملکہ صاحب فیاض و سخی ہین ایک چیز سنکر صدہا روپے
دیدیتی ہین وہ حرامزادہ کوئی جلاد صاحب بیداد ہوگا عمرو نے کہا حضور اب پہلے ملجائیگا
تو گاؤنگا ملکہ نے کہا تمکو بہت کچھ ملیگا کنیزین بھی گرد آن کے جمع ہوگئین ملکہ نے چند اشرفیان
سامنے عمرو کے پھینکدین عمرو نے دیکھا سارا جلسہ لباس فاخرہ سے آراستہ ہے عرض کی ذرا
سازندون کو حکم ہوجائے مگر میرے گھر مجکو پہونچوا دیجیے گا بڑھیا نانی دروازے پر کھڑی
ہوگی رات کو مین ڈرتا ہون جو رات کو واسطے پیشاب کے اٹھتا ہون تو نانی کو پکار لیتا ہون
اور حضور اب تو مین بنیے کی دوکان سے سودا لیکر چلا آتا ہون کنیزین قہقہہ مار کر ہنس پڑین کہا
حضور یہ تو بڑے بہادر ہین مگر نام تو پہلے بتادو کہا حضور استاد خورد برد ہمارا نام ہے یات ہم
کثرت کرتا ہون بڑی بڑی تانین لیتا ہون باپ ہمارے بڑے گویے تھے میان تان تو دھان
کا پرورتا ہون نانی نے مجکو تبلا نابھی سکھلایا ہے ہماری نانی خالہ امان کے ساتھ مجرے مین
جاتی ہین وہان سے روپیہ لاتی ہین ہمین خوب دودھ ملیدہ کھلاتی ہین یہ میان جادوگر صاحب
ہمکو گھر سے بلا لائے بی بسائی نے کہا تھا استاد خورد برد لونڈے بازون سے بچے رہنا
سب ٹھٹھے مارکر ہنسین کہا استاد خورد برد اب گاؤ اپنے نام کی پیروی کرو کچھ کھاؤ کچھ لیجاؤ
کہا حضور خوب راضی کرینگے سامنے نرگس جو اس بیٹھی تھی موٹی سی کڑیل جوان چھوٹے چھوٹے
ہاتھ اسکی طرف دیکھکر میان خورد برد بہت ہنسے کہا حضور یہ حکم دین تو مین گاؤن ملکہ
نے کہا میان خورد برد اسکے کیا معنے ہمارا کہنا نہ گوارا ہے بی نرگس کا بڑا اختیار ہے کہا حضور یہ میری

جورو کی صورت اپنے سے بہت ملتی ہو کوٹھے پر ہر وقت وہ کھڑی رہتی ہو جب جورو اماں کہکر پکارتے ہین ہنستی ہوئی چلی آتی ہو مگر ابھی دودھ نہین پلاتی ہو اسی وجہ سے ہم دُبلے ہین نانی نے سمجھا دیا ہو کہ بیٹا روپیہ کما کے لاؤ تو تمہاری شادی کردین جب جورو دودھ پلائیگی موٹے ہوجاؤگے نہین عمر بھر دبلے رہو گے جفا مُن مہوسگے ملکہ اور خواصین اسقدر ہنسین کہ پیٹ مین درد ہونے لگا ملکہ نے کہا بی نرگس اپنے خصم کے قریب آ بیٹھو ہر نے کا حکم دو وہ خواص ہنستی ہوئی قریب آ بیٹھی اپنے مسکراکر کہا بی بی ذرا پیٹ پر ہاتھ بھی رکھدو کہ کلیجہ ٹھنڈا ہوجاے نرگس نے پشت پر ہاتھ رکھا میان خورد برد نے دانت نکوس کر کہا ہمین ذرا سا دودھ پلا دو یہ کہکر چھاتیون کی جانب ہاتھ بڑھایا نرگس نے ہٹ نگوڑے کہکر دھکیل دیا گرے چوٹ لگی مگر ہنس دیے کنیزون نے کہا میان اُستاد خورد برد اب گا ؤرات کو تمہارے بیاہ مین جورو کو مُلوا دینگے دودھ بھی پلوا دینگے اب تو خواجہ بن امیہ ضمری نے ذرا اُٹھائی بیقراری مین یہ غزل بجائی غزل

کل اس نگہ کے زخم رسیدون مین مل گیا
یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا

گر بعد نقص میر سگ دنیا ہوا نقیہ
کمبخت پاک ہو کے پلیدون مین مل گیا

دکھلا کے کہکشان سے فلک جانِ سینہ ات
اس ماہوش کے سینہ دریدون مین مل گیا

اس شکل سے ہوا وہ طلبگار دید یار
صابت آئنہ کا دیدہ ندیدون مین مل گیا

خُبتِ حسین ذوق وہ شے ہو کہ جس سے حُر
تھا گرچہ اشقیا مین شہیدون مین مل گیا

دیگر

دائم اسیر دور گردون دل من است
در بزم غم پیالۂ پر خون دل من است

از جستجو نشان وصالت نیافتم
وسلت مرست لیلی و مجنون دل من است

خون دلم گذشت ز جیحون و کم نشد +
از صد محیط قطرۂ افزون دل من است

نرگس شنید نالۂ زارم ز ہوش رفت
فریاد رفت بادۂ گلگون دل من است

مخفی دلم ز نغمۂ شوق آشنا نشد
ہنگامۂ شکایت و افسون دل من است

وہ وہ غزلین عمرو نے گائین کہ ملکہ گلگون نازک جسم کی آنکھون سے آنسو جاری عاشق محزون کے دل کو بیقراری کوئی آہ کرتا ہو کوئی واہ کنیزین بلائین لیتی ہین انگوٹھی اُتار کردیتی ہین خواجہ بھی کسی کی گود مین جا بیٹھے کسی کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے احمق بیوقوف وہ بھی ہنستی ہین

بعضی آوازہ کستی ہین میان اُستاد خورد برد تم تو ہر دل عزیز ہو پیاری چیز ہو گلگون نازک چشم
نے کہا میان اُستاد خورد برد ہماری نوکری کر لو ہمی باغ مین نخل ہو کے بسو تمہاری شادی
کردینگے عمرو نے کہا اب ہم زیادہ نہ ٹھہرینگے اب ہمارے نشہ پانی کا وقت آگیا بھٹی پر جا بیٹھینگے
وہان دو چار چیزون گا ئینگے ٹکے کا ٹھرا پی کر گھر کی راہ لینگے بنیے کے یہان سے سودا بھی خریدنا
پڑتا ہی قرض کے سبب سے بنیا روز لڑتا ہی ملکہ نے کہا کمبخت غریب ہی اس کمال پر بدنصیب ہی
لہارے ہم تجکو بہت کچھ دینگے روز بنیے کے یہان نجانا پڑیگا جنس غلہ بھروا دینگے تیرے
گھر بھر کی خبر لینگے عمرو نے کہا واہ حضور ہمنے جو چیزین گائی ہین وہ پیسے ہم لیکے ٹلینگے اور
اوّدھا دارو کا منگا دیجیے ہم بھی پیین آپ بھی پیجیے ملکہ نے کہا لاؤ گلابیان گلابیان کنٹر طلا مگن
لاکر رکھے گئے ساقی نیچے موجود ہوئے ملکہ نے کہا لو میان اُستاد خورد برد جسقدر چاہو پیو عرض
کی حضور ساقی ہمین بنایے ہم ساقی ہونگے کسی کو باقی نہ چھوڑینگے نشہ مین گانے کی کیفیت ہوگی
پھر اور ہی صورت ہوگی ملکہ نے کہا اچھا تمہین اختیار ہی اتنے خواجہ نے شراب کو الٹ پلٹ کرنا
شروع کیا نمک سرکاری ملایا جام بھر کر ملکہ گلگون نازک چشم کو دیا ملکہ خوش ہو کے پی گئی
سب کنیزین مصاحبین چاہتی ہین کہ جلد شراب کا خاتمہ ہوگا اِس ظالم کا تین عمرو ایک ایک کو
شراب پلاتا جاتا ہی اشعار عاشقانہ پڑھتا جاتا ہی ملکہ گلگون نازک چشم وزیرزادی سے کہہ رہی
ہی کہ اِس کمبخت کو روپیہ بہت سا دینگے کوئی راستہ مین چھین لیگا چوبدار ہمراہ کر کے ایک توڑا
روانہ کیا جائے چوبدار جا کر اسکے ماں باپ سے کہدے کہ یہ اب خدمت مین ملکہ کے رہے گا
ایک دن شہنشاہ افراسیاب کو صحبت مین بلا ئینگے اسکا گانا سنوا ئینگے کنیزون نے کہا حضور
وہ حسن پرست ہین اسکا پیچھا نہ چھوڑینگے فوراً لیجا ئینگے محفل مین ہنسی دل لگی ہو رہی ہی عمرو سبکو
شراب پلا رہا ہی رنگ اپنا جما رہا ہی کبھی گاتا ہی کبھی بجاتا بتاتا ہی اب یکایک بیہوشی نے سب پر
تاثیر کی نرگس کی ٹکٹکی بندھ گئی شمشاد قد اکڑ کے اٹھے تالیان بجا بجا کر گانے لگے خود بھی
بجانے تبلانے لگے غنچہ دہن کی زبان بند سوسن کی زبان درازی موقوف ہوئی سنبل نے ہوے سر
کھول دیے آپسمین دست درازی ہونے لگی کسی نے کسی کی چوٹی پکڑی کسی نے پایجامہ
اتار کر پھینکدیا ہنستی ہوئی تھی بھاگی کوئی چمن مین جا کر بیہوش ہوئی کوئی جوش مین نشہ کے

خوف مین پھاند پڑی غرق دریاے خجالت ہوئی اب محفل کا رنگ دگرگون کسی کی آنکھین
تماشے ہی تھی ہو رہی تھین کوئی اُچھلتی ہی کوئی کودتی ہی ایک نے کہا بوا میری چار آنکھین ہین اُسنے
جواب دیا ہُوا نوج کتیا چار چشم ہوتی ہی تبا تو شیلا یا آنکھین کہان ہین دو آنکھین تو ظاہر ہین
دو آنکھین کیا تیرے سینے کے بیچ مین نہان ہین اُسنے جھنجھلا کر دو انگلیان اُٹھائین کہا دیکھ دونون
وہ ہین اور دو یہ ہین یہ کہکر دو انگلیان اُسکی آنکھون مین گھسیڑ دین وہ ہاے ہاے کہکر گری کہا
حرامزادی خدا کرے تیرے بھی دیدے پٹم ہون کوئی کہتی ہی ارے تجھ میرے ہاتھ پکڑلے نہ جھے کوئی
آسمان پر لیے جاتا ہی ایک کہتی ہی میری آنکھون مین اندھیرا آتا ہی اب جابجا گر گر کر کنیزین بیہوش
ہونے لگین آپسمین لڑ رہی ہین تعجب ہی ہنکا منہ بلبلا فساد کین داد بیداد گلگون نازک چشم
غصہ مین جھنجھلا کر مسند سے اُٹھی کہتی ہوئی کہ حرامزادیو میری محفل تم نے بازار بنادی عمرو نے بھی کہا
ہان ملکہ لینا جیسے ہی نازک چشم اُٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی گر کر بیہوش ہوئی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
غنچہ پا پکڑ کر اُٹھا کپڑے سب کے اُتارنے لگا لباس اُتار کر قتل بھی کرتا جاتا ہی لاشے پھڑک رہے
مین شور گیر و دار بلند ہی پیر غل مچا رہت ہین کچھ تدبیر ذہن مین سنگباری برنباری ہو رہی ہی دس
بیس کنیزون کو قتل کر کے اب عمرو چلا کہ گلگون نازک چشم کو قتل کرون وہان افراسیاب
نے باغ سیب مین بیٹھے بیٹھے وزیرون سے پوچھا ہمنے یابنگ جادو کو براے گرفتاری نکال
دعمرو عیار کے بھیجا تھا عرصہ ہوا پلٹ کے نہین آیا یہ کہکر کتاب سامری اُٹھائی وہ مضمون دیکھا
کہ زندگی پر حرف آیا منہ پیٹ لیا یہ کہکر ہائی یار دغضب ہوا یابنگ جادو مارا گیا عمرو باغ مین
گلگون نازک چشم کے خون کے دریا بہا رہا ہی اب اسکو قتل کیا چاہتا ہی مین خود جاتا ہون
ہر چند وزیرون نے کہا کہ ہم جائین عمرو کو باندھکر لائین افراسیاب جادو نے کہا وقفہ
بہت کم ہی سواے مابدولت کے کوئی نہ پہونچ سکیگا یہ کہکر غصہ مین بلند ہوا مگر کتاب مین دیکھا
کہ عمرو غنچہ پکڑ قریب گلگون نازک چشم پہونچ چکا ہین سے نعرہ کرتا ہوا چلا خبردار او ساربان زاد
گلگون نازک چشم کو قتل نہ کرنا ورنہ بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھا جاؤنگا دنیا مین ایک مسلمان کو
زندہ نہ چھوڑونگا عمرو چاہتا تھا کہ گلگون نازک چشم کو قتل کرے کہ نعرہ افراسیاب کی
آواز کان مین آئی اور دیکھا کہ قریب سر کے آپہنچا عمرو بھاگا افراسیاب جادو نے کہا اینہ

عمرو اُچک کے ایک تنجی مین آیا افراسیاب نے پکارا کہ عمرو تنجی سے نکلکر بارہ دری مین گیا افراسیاب دوڑا قصردان متعدد تھے عمرو بھاگ کر ایک کوٹھری مین گھس گیا اندر سے زنجیر بند کر لی کوٹھری مین ایک جانب دیکھا چاندنیان دریان بہت سی پڑی ہین اُن سب کو اُٹھا کر اپنے اوپر ڈال لین آپ درمین مختفی ہوا اب افراسیاب چہار طرف دوڑا جب عمرو کو نہ پایا پلٹ کر ملکہ گلگون نازک چشم کو ہوشیار کیا گلگون نے اُٹھتے اُٹھتے کہا استاد خورد برد خوب گاتے ہو دل کو لبھاتے ہو پھر وہی اشعار آبدار عاشقانہ سنایئے ایسے مضامین سے دل روشن ہوتے ہین ایک سے ایک اشعار انکا بہتر ہی تیرا اقبال اوج پر ہو افراسیاب نے ایک دوہتڑ مارا کہا کیسا استاد خورد برد آنکھ تو کھول قتل ہوگئی ہوتی او نام خورد برد ہی افراسیاب بہت ہنسا کہا عمرو روز نام نئے بناتا ہی جیسے صورت بدلتا ہی اب ملکہ گلگون نازک چشم گھبرا کر اُٹھی دیکھا صدہا لاشے کنیزون کے پڑے تڑپ رہے ہین اب تو جو کنیز اُٹھی پیٹتی ہوئی اُٹھی کوئی کہتی ہی ہی ہی میری بُوا کیا ہوئی کوئی کہتی ہی کم سنی مین میری بچی ماری گئی گلگون نازک چشم نے کہا اے شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہوا افراسیاب نے کہا عمرو تمھارے باغ مین پہونچا مین حیران ہون یہان کیونکر آیا مین نے واسطے گرفتاری سمنکال و عمرو عیار کے پلنگ جادو کو روانہ کیا آخر پلنگ کیا ہوا گلگون نے کہا شہنشاہ مین اور کچھ نہین جانتی مگر ایک جادوگر گویے کو نیچہ مین دبائے ہوے جاتا تھا مین سحر تیار کر رہی تھی گولہ اُسپر پڑ گیا وہ مر کر گرا ایک ساحرہ اور بھی تھی وہ فوراً نکل گئی گویا باغ مین گرا مین نے اُسکو اُٹھایا اُسنے ایسی چکنی باتین کین کہ ہم سب ہنستے ہنستے بیقرار ہوئے آخر وہ خوب گایا شراب پلائی اب جو آنکھ کھلی حضور کو دیکھا افراسیاب نے کہا وہ عمرو عیار تھا تمنے غضب کیا میرے جادوگر کو مارا سمنکال بچ کے نکل گئی اُس حرامزادی نے اپنے گھر مین عمرو کو جگہ دی یہ بھی یقین ہی سطح عمرو ہو چکی تھی کہ پلنگ نے جاکر دونون کو گرفتار کیا معلوم ہوتا ہی وہ یہان پر تمھارے ہاتھ سے مارا گیا عمرو نے گویا بنکر بیہوش کیا مین نے کتاب سامری مین دیکھا فوراً آکر تم کو بچایا لیکن اب اے گلگون نازک چشم عمرو بھاگ کر انھین مکانون مین چھپ گیا ہی مین نے ڈھونڈھا نہین دستیاب ہوا ان کنیزون کے لاشے اُٹھوا کر پھنکوا دو کل مکان اچھی طرح تلاش کرو

شاید نکل گیا ہو میں جاکر اطراف میں تلاش کراتا ہوں مگر افسوس یہ ہے کہ عمرو سرحد باغ سیب میں آگیا تم بھی جادوگروں کو واسطے تلاش کے بھیجو گلگون نازک چشم یہ حالات حیرت آیات سنکر گھبرائی عرض کی ای شہنشاہ آخر عمرو اس سرحد باغ سیب میں کیونکر آیا افراسیاب جادو نے کہا حرامزادی ہمنکال جادو اٹھا کر اپنے باغ میں لائی نہیں معلوم دوستی سے یا دشمنی سے جسوقت سے اسکی بھانجی مسلمان ہوئی اسدن سے اُسکے ہوش پراگندہ ہیں شاید عمرو نے اسکو تسخیر کر لیا باتیں اسکی سحر آمیز ہیں سامری جمشید اس ظالم کی باتوں سے بچائیں ای گلگون بہت ہوشیار رہنا عرض کی اب حضور لونڈی سمجھ گئی کوئی غیر میرے باغ میں نہ آسکیگا ساحر بھی برائے تلاش عمرو و ہمنکال روانہ کرتی ہوں افراسیاب بخوبی سمجھا کر چلا گیا اب گلگون نازک چشم کا جو مقام عیش و راحت تھا غمکدہ ہوگیا یا تو سرو ہائے باغ غم سے آزاد تھے اکڑ رہے تھے قد معشوق کی شان دکھاتے تھے یا بشکل آہ معلوم ہونے لگے گل بشکل شعلہ ہائے آتش نمخون سے چنگاریاں نکلتی ہیں شاخوں پر بار غم و الم شکل کمان خم نخل پا بہ گل باد صبا خاک اڑاتی ہے ہر گوشہ چمن سے رونے کی آواز آتی ہے گل قصر محل رنج و مصیبت سارے باغ سے ظاہر آثار حسرت گلگون نازک چشم لاشے سب کے اٹھوا کر اپنے مقام سے اٹھی کنیزوں کو ساتھ لے کر مکانوں میں پھرنے لگی ہر گوشہ میں ڈھونڈھتی رہی کسی کا نشان جو نہ ملنا تھا ساتھ والیوں سے کہتی تھی صاحب جو شہنشاہ نے ناحق پریشان کیا یہ کہدیا کہ عمرو یہیں ہے اس مکر نے بشکل آئینہ حیران کیا اب اس نگوڑے کا دیدہ دیرہ ہوا اب تو قتل بھی کیا اور ہمارے باغ میں بیٹھا بھی رہا ہے نہ کبھی دیکھا نہ تھا نام بھی نگوڑے عمرو کا سنا نہ تھا ورنہ کیا مجال تھی جو عیاری کرتا شہنشاہ اسقدر احمق ہیں کہ سودا تمہارا نہ خیال۔ یہاں اور کیا وہ ہیچ طرح طرح کی صورتیں بنا کرتا ہے عیار کر جاتا ہے اور دون پر طعن کرتے ہیں اُلٹے نہ وہ جو خوف نہیں بر گمان تا بات جو گلگون نے کہدی تھوں سے کھڑکنے کی صدا بلند ہوئی عمرو نے اندھیری کوٹھری میں گھبرایا خوف ہوا کوئی اس مکان کو کھولکر آئیگا تو گرفتار کر لیجائیگا عمرو نے گھبرا کر اپنے کو زمین پر گرایا اوندھا لیٹا نقش زمین بنگیا سینہ میں کوئی شے چبھی عمرو نے ہاتھ سے ٹٹولا معلوم ہوا قفل لگا ہے عمرو نے فرش کو چاک کیا دیکھا زمین میں ایک دروازہ نصب ہے اسمیں بڑا سا قفل لگا ہے ہوا چہ عمرو سوچے اسمیں

خزانہ رکھا ہوگا قفل کا بین خزانہ مین چلین دو چار کوڑی کا روزگار کرین یہ سوچکر زنبیل پر ہاتھ ڈالا کنجیان نکالین ہزارون کنجیان آپکے پاس رہتی ہین ایک کنجی قفل مین ٹھیک آئی اُس سے قفل کھولا دروازہ وا کر کے خواجہ عمرو اندر آئے دیکھا نہایت اندھیرا ہی اپنا ہاتھ اپنے کو نہین سوجھتا سیڑھیان پختہ اُنکو طی کرتا ہوا گرتا پڑتا بعد عرصہ دراز انجام پر سیڑھیون کے پہونچا دیکھا ایک دروازہ لگا ہی اُسمین بھی قفل آراستہ ہی اُسکو بھی عمرو نے کھولا باہر نکلا دیکھا مختصر سا ایک صحراے سبزہ زار جا بجا چشمے جھیلین مقام سرسبز و شاداب دور سے دروازہ ایک باغ کا معلوم ہوتا ہی مثل آغوش عاشق وا عمرو گلیم اوڑھے ہوے اُس صحرا کو طی کرتا ہوا دم محبت باغبان قضا و قدر کا بھرتا در باغ پر پہونچا مگر حیران و پریشان دل سے کہتا ہی عمرو عجائبات سرحد باغ سیب مین آکر پھنسے احکم الحاکمین بچائیگا دیکھیے یہان سے کیونکر رہائی ہوتی ہی چلو اس باغ کو بھی دیکھین اسمین کون رہتا ہی یہ سوچ کر عمرو اندر باغ کے آیا مگر واضح رہے کہ خوف سے یہان کے عجائب و غرائب کے گلیم سر پر ڈالے مضطر صورت آئینہ حیران الشکل زلف پریشان دل مین شمار کہ زمانہ قتل اسد نامدار قریب ہی ہم اس بلا مین مبتلا اُسکی رہائی کی صورت حافظ حقیقی پیدا کریگا دامن آرزو گلہاے مراد سے بھریگا اس خیال مین آنکھون سے اشک حسرت ٹپکتے ہین سوز فراق اسد غازی مین استخوان جل رہی ہین اپنی جان کا خیال غربت مین آن کر اکیلے پھنسنے کا ملال کبھی ملکہ مہرخ و بہار کو یاد کرتا ہی اپنے خدا سے فریاد کرتا ہی کہ پروردگار ان سب کو پنجۂ ظلم افراسیاب سے بچانا صورت روز سیہ نہ دکھانا عمرو نور روتا ہوا گلیم اوڑھے ہوے کبھی اُس باغ مین جانے کا قصد کرتا ہی کبھی ڈرتا ہی مگر افراسیاب جادو نگاہ گلگون نازک چشم کو ہوشیار کرکے باغ سیب مین آیا شیران سلطنت و وزیران ابہت نے پوچھا ای شہنشاہ کیا معرکہ گزرا افراسیاب جادو نے آہ سرد دل پُردرد سے کھینچی کہا یارو عجب معرکے درپیش ہین ہزار طرح کے بابدولت کو پیش ہین اول تو اٹھارہ سو ملک کے ناظمون کو نامے لکھنا مناسب ہین کہ بروز قتل اسد غازی آکر شریک ہون اُس سرکش کے قتل کو دیکھین ہر ملک کے ہنگامے موقوف ہون جس دن سے اسد غازی نے طلسم ہوش ربا مین داخلہ کیا ہی ہر شخص کے یہی زبان پر ہی کہ یہ نوجوان فتاح طلسم ہوش ربا ہی طرف سے شہر ناپرسان کے آیا دہان بھی

اُس جوان نے جرأت دکھائی حیرت نے گرفتار کرا منگایا کتاب قدیم سے تصویر اسی جوان کی
نکلی عورت کی عقل ناقص اُسی وقت قتل کر ڈالتی مگر صحرائے حیرت مین قید کیا وہان ملکہ مہرجبین
الماس پوش اُسپر عاشق ہوئی صندل جادو کو اسد غازی نے مارا ہالیان طلسم کو درد سر
پیدا ہوا اصاف صاف کتاب مین لکھا تھا کہ قاتل صندل جادو فاتح طلسم ہوش ربا ہو سامری
نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہو گر یار و سامری جمشید ابد دولت کی شوکت سے آگاہ نہ تھے ورنہ ایسے
کلمات مہملات کبھی نہ لکھتے کسکی مجال ہو کہ طلسم ہوش ربا پر نگاہ ڈالے چند لونڈیان غلام باغی ہوے
میرا کیا کر سکتے ہین سب لوگ بیہودہ بکتے ہین یہ سمنکال حرامزادی شریک ہوگئی تو میرا کیا کر سکتی
ہو اے ارژنگ جادو بارہ ہزار فوج لے کر جلد جا سمنکال فلان فلان درہ کوہ مین مخفی ہو
مجکو یقین کامل ہو کہ عمرو سے ملگئی ہو ایسا نہو کہ اِس سرحد سے عمرو نکال لیجاے اسیار بان زادے
کو بھی تلاش کر کے قتل کرونگا سرحد باغ سیب سے نہ نکلنے دونگا اول مین سرحد طلسم ہوش ربا دریاے
خونخوار دیل پر بنیاد ان تھا اسکو دختر کوکب نے مٹایا خاک مین ملایا اب یہ سرحد باغ سیب ہو
بدون میرے حکم کے کیا مجال جو نکلجاے گو یہ ساحر کہ واقفکار ہین علم سحر مین ہوشیار ہین وہ البتہ
لیجا سکتے ہین بس مجھے بڑا خوف سمنکال جادو کا ہو ایسا نہو عمرو کو نکال لیجاے سمنکال کے
شریک ہونے مین بڑا فتور ہوا اِس نالائق کو اپنے سحر پر بڑا غرور ہو اے ارژنگ جادو جلد جا وہ فلان
درہ کوہ مین یقین ہو کہ مخفی ہو جلد مشکین باندھکر لانا ہماری خدمت مین پہونچانا مارے کوڑون کے کھال
گرادونگا اب کسی کا پاس نہ کرونگا ارژنگ جادو بارہ ہزار ساحران غدار لیکر براے تلاش
سمنکال روانہ ہوا اسکو راہ مین چھوڑیے مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار صفدر بقول بسم اللہ
کہکر اندر باغ کے داخل ہوئے دیکھا باغ وسیع و دلکشا نخل باردار میوہ و سبزی طرح کی بہار
بجاںان چمن اکڑ رہے ہین نہرین موج مار رہی ہین طائران بے زبان صفت ایزد منان مین مصروف
سبزۂ چمن کو اعتقادِ وحدانیت معبود کی صفت نوک زبان خوابیدہ نہین بیدار ہو ہر نوک سبزہ سے
ثابت ہو کہ اوصاف مین سبز بختان چمن کے زبان کھولا چاہتا ہو غنچہ چٹک کر بولا چاہتا ہو عندلیبان
خوش نوا پھول پھول کر شاخہاے گل پر زمزمہ سرائی مین تر زبان نخل سرو پر قمری طوق اطاعت
بگردن سبز بختانِ چمن کی مدح خوان چمنستان مین جا بجا زیر نخل میوون کے انبار ایک جانب

کیلون کی قطار صاف ثابت ہی کہ خوبان سبز پوش قبائے اخضری دربر سرسبزی و شادابی چمن پر جھوم رہے ہین نظم

سجدۂ شکر مین ہی شاخ ثمردار ہر ایک
دیکھکر باغ جہان مین کرم عز و جل

قوت نامیہ لیتی ہی نباتات کا عرض
ڈال سے پات تلک پھول سے لیکر تا پھل

واسطے خلعت نوروز کے ہر باغ کے بیچ
آبجو قطع لگے کرنے روش پر مخمل

بخشتی ہی گل نورستہ کی رنگ آمیزی
پوشش چھینٹ قلمکار ہر دشت و جبل

عکس گلبن یہ زمین پر ہو کرب سے آگے
کار نقاشی مانی ہی دم وہ اول

تار بارش مین پروتے ہین گہرہاے تگرگ
ہار پہنائے کو اشجار کے ہر سو بادل

بارسے آب روان عکس ہجوم گل سے
لوٹتے ہین سبزے پہ ازبسکہ ہوا ہی بیکل

شاخ مین گل کے نزاکت یہ بہم پہنچی ہی
شمع سان گرمی نظارہ سے جاتی ہی پگھل

جوش روئیدگی خاک سے کچھ دور نہین
شاخ مین گاؤزمین کے بھی جو پھوٹے کونپل

حد ایام سے بیش از حد نامیہ سے
بچۂ مرغ چمن تخم سے آتا ہی نکل

دست گل خوردہ و شاخ گل و گلزار سے ہم
بجہان نشو و نما کرنے مین ہی ضرب مثل

چشم نرگس کی بصارت کی زبس ہی درپے
غنچۂ لالہ نے سرمہ سے بھری ہی مکحل

اسقدر محو تماشا ہی کہ نرگس کی طرح
چشم سیار گلستان مین جھپکتی نہین پل

آبجو گرد چمن لمعۂ خورشید سے ہی
خط گلزار کے صفحہ پہ طلائی جدول

لڑکھڑاتی ہوئی پھرتی ہی خیابان مین نسیم
پانوٴن رکھتی ہی صبا صحن مین گلشن کے سنبھل

اِس باغ جنت نظیر کو خواجہ نگاہ حیرت سے دیکھکر حیران کہ سبحان اللہ کیا صنعت قضا و قدر ہی وسعت طلسم ہوشربا اسقدر ہی کہ زمین کے اندر مکانات اسقدر رفیع و وسیع جا بجا نازنینان مہ جبین پھر رہی ہین ابھی تک خواجہ گلیم اوڑھے کنج باغ مین کھڑے ہین اس فکر مین ہین کہ کوئی کنیز اسطرف آئے اُسکی صورت بنکر جاؤن چونکہ صبح کا وقت ہر ایک پارہ آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی ہی کوئی حوض پر منھ دھو رہی ہی کوئی کسی کو پکارتی ہی کہ ارے سنبل کس پیچ مین ہی سات بجے تو غائب رہی اب صبح کو بھی آئیگی یا نہین یا اندھیر مچائیگی ایک پکارتی ہی لعبا

نرگس اٹھو آنکھیں کھولو نرگس نے انگڑائی لیکر کہا خدا کرے تیرے دیدے چٹم ہو جائیں سونے
نہین دیتی تڑکے سے اودھم مچایا ہی شبنم کا جا کر منہ دھلا شمشاد اکڑتی ہوگی اسکو بلا کنیزون
مین یہ ہنگامے ہین خواجہ تماشا دیکھ رہے ہین ایک کنیز کو دیکھا چھوٹے چھوٹے گال بوٹا سا قد
دوپٹہ ڈھلکا ہوا سوتے سوتے اٹھی لٹیا ہاتھ مین لے کر بولائی ہوئی کنج باغ مین آئی ایک نخل
کے نیچے پائجامہ کھولکر بیٹھ گئی چھیل چھیل موتنے لگی عمرو نے منہ پھیر لیا جب وہ پیشاب کر کے اٹھی
پائجامہ باندھنے لگی خیال مین آیا اسکو تو بیہوش کرو اسکی صورت بنکے چلو مگر سوچے کہ اس کمسن نوجوان
کے واسطے بیہوشی کا مراب کرنا سراسر حماقت ہے ڈگلیم اوڑھے تھے سر کھول دیا اور دونون آدھے ہاتھ
کھول کر جیسے ہی سامنے انکے آئے اُس نے دیکھا ایک سر اور دو ہاتھ میرے سامنے آتے اتنا ہی کہنے
لگی کہ گر پڑی اور بیہوش ہوگئی عمرو نے لباس و زیور اُتار لیا اُٹھا کے کنیز کو زنبیل مین ڈال لیا اس
خیال سے کہ کسی رئیس کے ہاتھ اسکو فروخت کرینگے گوشہ مین آ کے رنگ سا روغن عیاری لگا کر اُسی
نازنین کی صورت بنکر تیار ہوئے وہی خال وہی خط وہی قد و قامت وہی کرشمہ بھولی بھولی صورت
اگر اُسکی ماں بھی دیکھے تو نہ پہچانے لٹیا ہاتھ مین لے کر خرامان خرامان چلے دو چار پھول توڑ کر انگیا
مین رکھ لیے جب صحن مین آئے ہر صحنچی کے آگے ایک ایک پلنگڑی بچھی ہے کوئی خالی ہے کسی پر
نازنین سرجبین لوٹ رہی ہے کوئی اٹھ کے بیٹھی ہے ڈلی کتر رہی ہے لٹیا اٹھا کے تکلی کی کلوری سے گلے مین
رکھلی ہے یعنی گھبرا کے اٹھی لوٹا ہاتھ مین لیا طرف بیت الخلا کے جاتی اب حیران ہین میری صحنچی کونسی
ہے نام میرا کیا ہے کہ ایک نے پکارا ارے گلرو جلدی فراغت کر کے چل ملکہ باران زمین کن بیدار
ہوئی ہین عمرو نے گھبرا کر کہا ابی ابھی تڑکے کے ہوش بھی درست نہین ہوئے تو نے کانون کانون
کر کے اور پریشان کیا یہ تو بخوبی سمجھ گئے کہ مین گلرو خواص نامی کی صورت پر ہون پکار کر کہا خیلہ
پر تو بتا ارے میری صحنچی کونسی ہے ایک نے کہا ارے اِدھر آ تیرے سر کے گرنے کی یہ جگہ ہے جو کچھ بات
کو کہتی ہو وہ بھی بھول جاتی ہو مستانی اُبل چلی ہے اپنے رہنے کی جگہ بھول گئی ہے ایک نے کہا
بڑی بی گلرو توشے خانے کی مالک ہین ساری مندرس انہین کو ملتی ہے انکی نانی ڈھنڈھو قمرن
دو دو صبح کو دوپٹے پائجامے لیکر گدڑی بازار مین جاتی ہے پُرانے کپڑے بیچ لاتی ہے دھگڑ دن کو
جامدانی کے انگرکھے بنا کر پہناتی ہے اپنی آج صحنچی بھول گئی آنکھون مین چربی چھائی ہے بی گلرو

بھول گئیں خواجہ بھی تڑاق پڑاق جواب دیتے ہوئے کسی کا گال نوچ لیا کسی پر گلوری کا اُگال پھینک مارا ہائے ظالم کہکے کسی کے سینہ پر ہاتھ رکھدیا کسی کے مارنے کو پاؤن سے جوتی اُتاری کسی پر سپاہ ٹھوکری لڑتے بھڑتے زنی صحنچی مین آکر بیٹھے دروازہ بھیڑ لیا گٹھریان اُٹھا اُٹھا کر زنبیل مین رکھین صحنچی کو اسباب سے صاف کردیا بیٹھکر کنگھی چوٹی کی مسّی ہونٹون پر ملی بن سنور کر باہر نکلے صحنچی مین قفل لگادیا کہ کوئی یہ نہ دیکھے کہ صحنچی مین اب بوریا تک نہین باقی ہے کہ یکایک غل ہوا کہ ملکہ ماران زمین گن بیدار ہوئین چوبدار نے آواز لگائی ارے جلد آؤ ملکہ عالم اُٹھین آکر منہہ ہاتھ دھلوا دو چوکی پر لیجاؤ عمرو سب کے ساتھ ہنستا ہوا مسخراپن کرتا ہوا سامنے بارہ دری کے آکر پہنچا دیکھا پردہ ہائے زربفتی کنیزون نے باندھے بارہ دری مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ چوگھڑے پیچ گیر دان عطر دان پاندان گلدستے باسی اُٹھا کر پھینکدیے تازے گلدانون مین رکھدیے کنیزان ماہرو پنجۂ مژگان سے فرش پر جاروب کشی کر رہی ہین مسند ناز پر ایک ماہ پارہ بصد ناز و ادا جلوہ فرما ہے جبین مبین خورشید تابان عارض ماہ درخشان انگڑیان ستارۂ سحری کو آنکھین دکھانے والی صف مژگان تیر دلدوز برائے قلب عاشقان مطلع ابرو فریب چشم خوش نہایت موزون کلیجہ فگار ہونے کے مضمون ظاہر ہین ہم خبر بیان مین اس اشارے سے بھی ماہر ہین قد

نظم

سرو باغ دلجوئی سراپا مین چو برگ گل
بر چو شاخ نوبر شاخ درخت
دہنش تنگ با شکر دلتنگ
ہر طرف کابرو تبسم کردہ
بردہ صد رہ رونده پا اندام
نرگسش دور باش غمزہ خدنگ
کردہ تعلیم دزدی عجبش
لعل او کردہ بر شکر میری
حاملی با نجدے نہ خرید
تے از نازکی درون فریب

قامتے در خوشی چو عمر دراز
سخت رستہ ز صحبت دل سخت
سرو آوردہ ابروانش بکار
آرزو میش در ہوسش گم کردہ
طرہ ہا سر زدہ بخونخواری
لعل در آشتی و عشوہ بجنگ
سخن تلخ در لبش چو نبات
شہد را داد چاشنی گیری
گیسوے پیچ پیچ از سر ناز
پاے تا سر ہمہ لطافت و زیب

ہوس انگیز تر ز عشق مجاز
روے گلرنگ داد گل بارنگ
چون مقابل بجبینش قمر
چون بدنبال چشم کردہ نگاہ
چشمہاے دژم ز بیماری
نیم دزدیدہ خندہ زیر لبش
مرگ را داد چاشنی ز حیات
خال او گوہر ار بدیدہ و دید
داد بر دست فتنہ رشتہ و ساز
رنگ بنمودہ بیرون ز لطف بدن

ہجو رشتہ درون تو رصدان | تولش در پوست در تک صلبی | ہجو مو در زجاج چہ جلبے

عمرو نے جو یہ صورت زیبا طلعت جہان آرا دیکھی کلیجہ پہ ہاتھ رکھ لیا سامنے آکر گلچینی گلشن جمال
کی کرنے لگا کام خدمت مین مصروف ہوا دل سے مشورہ کر رہا ہی کہ کیون خواجہ یہان سے
کیونکر نکاسی ہوگی یا بن پڑے تو اسکو گرفتار کرون ای عمرو یہ وہی نام ہی جو پرچہ مین حکیم لقراط ثانی
کے لکھا ہو خدا فضل کرے تو اسکو مطیع کرون سمنکال تو راہ پر آکر ہے جو کی دیکھیے اُس سے
کیونکر ملاقات ہوتی ہی عمرو یہ کھڑا سوچ رہا ہی اور جمال بیمثال ملکہ ماران زمین کن پر نگاہ ہی
کبھی واہ ہی کبھی دل سے آہ ہی جب ملکہ ماران زمین کن ہنس دیتی ہی گوہر آبدار فرج دہن
سے ظاہر ہوتے ہین دیکھنے والے رشتہ نگاہ مین موتی پروتے ہین سینہ پر نارپستان کا اُبھار
عاشقون کی سینا مین دل کے پار ہوئی ہین شعر نارپستان کی کیا لکھون تعریف + یہ تو میوہ ہی باغ
رضوان کا + مگر عمرو نے خیال کرکے دیکھا نصف بارہ دری مین ایک پردہ کھنچا ہوا ہی
اُسکے اندر سے ایک ضعیف عورت کے بولنے کی آواز آئی ہی عمرو نے ایک کنیز سے چپکے
سے پوچھا لوا اِس پردے مین کیا پردہ ہی اُسنے عمرو کا ہاتھ مروڑ دیا کہا کیون مستانی پھر تو نے
فتنہ کی باتین کین اتنا دن آیا مگر تیرا فتنہ نہین اُترا ملکہ عالم کی نانی ملکہ اسرار جادو آرام کر رہی
ہین نام اسرار جادو سنکر عمرو بن امیہ ضمری پھول گیا مگر دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا
ہی دل مین تو یہ ہی کہ ابھی ان دونون کو مطیع کرون مگر یہان سے کیونکر نکلونگا ای پروردگار
مین کس مقام پر ہون تہ زمین کی پہونچا ہون عمرو یہ سلسلے باتین کر رہا ہی کہ اندر سے آواز
آئی ماران زمین کن سوکے اُٹھی یا نہین یہ سنتے ہی ماران زمین کن حاضر ہوکر اُٹھی
طرف پردے کے چلی عمرو بھی ساتھ ساتھ چلا پردہ اُٹھا کر دیکھا ایک ضعیفہ ساحرہ سانولی صورت
جھرّیان پڑی ہوئین کمر مین خم مگر لباس عمدہ زیب جسم کم لنی کی کا عارضہ گذشت وسے کا سامنے
رکھا ہی کھر گھر کھانس رہی ہی طشت بلغم سے معمور مگر چہرے سے جلالت پیدا و آثفکاری ہی
ہویدا عمرو پردے کے باہر سب کے پیچھے تھر تھر کانپ رہا ہی پردے سے جھانک جھانک کے
دیکھتا ہی ملکہ ماران زمین کن سامنے بچی شل نہال نسب اول برلے لیتا ہم ہوئی اسرار جادو
نے قریب بلا کر گلے سے لگایا چتر جیر بلائین لین تجھ جو کھولا دھوان نکلنے لگا کہا بیٹا تمھین تو

آٹھ پہر کھیل کود سے کام ہے کچھ خیال ہے کہ کونسا زمانہ ہے زمانہ قتل طلسم کشا قریب ہے جوان ننگ ناس
مین نہ جائے وہ بڑا خوش نصیب ہے سامری و جمشید کے احکام مین فرق آیا چاہتا ہے دیکھین
فلک کج رفتار کیا رنگ دکھاتا ہے اس زمانہ مین آٹھ پہر ہوشیار رہنا چاہیئے کھیلنا عیش و فرحت موقوف
کر جب سے آئی ہون دل کا عجیب عالم ہے قلب پر ہجوم غم ہے صاف مجکو معلوم ہوا کہ عمرو عیار
باغی تمھارے باغ مین آیا ہے اسی جلسہ مین ہے میرے پیرون نے مجکو خبر دی میرا زمانہ ضعف
و پیری کا ہے تم نام خدا جوان ہو بزرگون کے تحفجات کی مالک ہو راہ گنبد نور کی سالک ہو
بی بی تمنے ابھی اپنے مرتبہ کو نہین پہچانا بادشاہ طلسم ہوش ربا کو ہماری اطاعت واجب و
لازم ہے اگر ہم بادشاہ طلسم ہوش ربا سے بگڑ جائین کل ساکنان طلسم بار مصیبت اٹھائین مگر
سامری جمشید ایسا نہ کرین مذہب بڑی چیز ہے جسنے پیدا کرنے والے کو نہ پہچانا بڑا بدتمیز ہے
اب جاکر باغ مین تلاش کرو عمرو عیار کو اپنی کنیزون مین ڈھونڈھو خبردار بیٹی ہوشیار
رہنا عمرو عیار بلائے روزگار ہے تمنے بی بی نہین سنا ساحر ششمش خداوند ساحران تھا دریائے
قلزم مین عمرو نے اسکو جاکر مارا دم بھر مین بڑے بڑون کی آبرو مٹادی حقیقت مین بلاے ربانی وہ
نہنگ بحر عیاری ہے بر دشت طراری ہے مجکو اطمینان ہو تو اگلی کتابین نکالون تمکو سکھادون پڑھادون
وارث تحفہ جات سامری ہو سحر مین یکتاے عالم بچپن کی باتین چھوڑ دو عمرو کی فکر سے منہ موڑو
رات کو گھڑی بھر میرے پاس بیٹھا کرو پوتھیان بزرگون کی پڑھ لو ماران زمین کن سر جھکائے
کھڑی تمام باتین سنتی ہے منہ پھیر کے ہنستی جاتی ہے ساتھ والیون سے کہا نانی جان کو سودا ہو گیا
ہے اسرار جادو سے سب حقیقت کہنگی پردے کے باہر آئی عمرو بشکل گلرو ساتھ ہے ماران
زمین کن خراماں خراماں مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئی مگر ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہے کھل کھل
ہنس رہی ہے عمرو نے آگے بڑھ کر قدمون کو بوسہ دیا سر سے پاتک بلائین لین ترقی حسن و
جمال کی دعائین دین پوچھا خیر تو ہے نانی جان آپ کیا کہتی تھین ملکہ نے کہا ارے گلرو آج
تو نانی اماں نے نئی نئی باتین کہین کہتی ہین کہ عمرو عیار تیرے باغ مین آ گیا کنیزون مین تلاش
کرو تمھارے نوکرون مین چھپا ہے سوتے سوتے اٹھی ہین رات کو شراب بہت پی گئی تھین نشے
سرور باقی ہے اگلے ساحرون کی آنکھین دیکھی ہین ناحق کو بھی بڑبڑ بکے جاتی ہین روز تو یہ

غصہ تھا بیٹا بنا ہوا وہ کپڑے بدلو زیور پہنو باغ سے کہین نجاؤ آنکھ مچولا نہ کھیلا کرو کتاب لاؤ سبق
پڑھو چار حرف لکھو دونون وقت ملتے بارہ دری سے نہ نکلو آج ان باتون مین سے کوئی
بات نہین پائی کچھ کہین یاد نہین عمرو نے کہا ملکہ عالم عمرو کون شخص ہی بڑا کوئی چور ہی نگوڑا
ہی مین اپنا زیور اتار کے رکھ آؤن آگ لگے گہنے مین جو جان جاے ایسا نہو گا گھونٹ جاے
میرا زیور لیلے جب سے نانی امان نے آپ سے یہ باتین کہین مین ہول کھاتی ہون مری جاتی
ہون حضور میرا تو سواے آپ کے کوئی نہین ہی ہان مرچلی بڑھیا نانی کو دمہ کا عارضہ ہی
رات کو بھی کھانسی اٹھتی تھی جب اوٹھ کے بیٹھ سہلائی ٹھنڈائی جوش کرکے پلائی تب جان
بھری صبح وشام کی مہمان ہین دل مین بڑے بڑے ارمان ہین حضور کڑھائی چڑھوا دیجیے
سب کے پیٹ مین گولہ اٹھادونگی بڑی روٹی کی قسم کھاؤنگی حضور سامری وجمشید کے حکم سے
لونڈی کو دھبا نہین لگیگا واری مین نے آج تک کسی کا تنکا نہین چھوا بس اب واری اٹھیے
باغ مین چلیے اچھی طرح تحقیقات کیجیے چور کو سزا دینا بہتر ہی اور واری آج صبح کو ایک معاملہ دیکھ
دیکھا تھا مین صاف صاف کہدون جب مین صبح کو پیشاب کو گئی زیر نخل نرگس تبو کا اپنا رہی تھی دیکھو
ہل رہے تھے مین آنکھ بند کرکے بھاگی بس اتنا معاملہ گذرا جو دیکھا وہ کہدیا واری آنکھین پھوٹین
جو مین نے کبھی کسی کی چیز اٹھائی ہو جھوٹی قسم کھائی ہو جب مین اسکے گھر نوکری کرنے آئی نانی امان
نے کہدیا تھا کہ بی بی محل مین نوکری کرنے چلی ہو جس کسی کی چیز کو دیکھنا زہر سمجھیا جاننا حضور مجھکو
بہت بہت نانی امان نے تاکید کیا ہی کہتی تھین بیٹا چور کا کوئی شریک نہین ہوتا ان بھولی
باتون پر مارا ان زمین کو ہنسی گلرو کے آنسو پونچھے کہا اری دیوانی چور آچکا کیسا وہ عمرو عیار
ساحر کو پکڑ کر مار ڈالتا ہی کوئی صاحبقران ہین انکا عیار ہی بڑا مکار و غدار ہی ملکہ مہرخ سحر چشم
ملکہ بہار جادو و نافرمان سحر بیان و شاہزادہ شکیل سپہ دیل و رعد جادو و برق خونخوار صف شکن
ملکہ ہلال سحر افگن و صاحب شوکت و صولت وزیر اعظم باغبان قدرت و صاحب ناز و ادا
ملکہ سرخ مو سے کا کاکلشا و صاحب قہر و خشم ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ کو اس عیار نے اپنے
شریک کرلیا ہی سنتے ہین کہ افراسیاب کا ناک مین دم کردیا ہی طلسم کے برباد ہونے کا شہنشاہ
کو بڑا غم ہی مجکو تو نانی امان کا حکم نہین مین تو کبھی باغ سے باہر بھی نہین جاتی نانی امان رات کو بھی کہتی تھین

گھمارا کرتی ہین جہان مین رات کو سبق پڑھنے بیٹھی یہی باتین شروع کردین لو بی بی سعدہ
برق عمرو کے شریک ہوگئین باغبان قدرت بھی جاکر لگیا فلان ساحر مارا گیا میری بلا جانے
جھوٹ ہی یا سچ ہی بیٹھے بیٹھے ایک یہ بھی اپج ہی کہان میرا باغ کہان عمرو عیار بڑی نگہبان
ہمارے باغ کی ملکہ گلگون نازک چشم ہین سو وہ بھی جب شریک ہوجائین خود راستہ ہمارے
باغ کا بتائین تب آنے والا آسکتا ہی وہ خالہ زاد بہن ہین وہ کیا کسی کی شریک ہونگی اول
تو یہ مقام سرحد باغ سیب ہی یہان کسی کا گذر ممکن نہین ہی اگر آئے تو بیشک کہین بیجا
بیٹھے بیٹھے یہ بھی ایک شعبدہ بنا دیا گلرو چھوڑو اپنے کام مین مصروف ہو آج رات کو کوٹھے پر
جلسہ کرینگے ڈومنیان بلوائینگے شب ماہ ہی گانا سنینگے یہ باتین سنکر خواجہ عمرو کو تو اطمینان
ہوا کہ اسکے دل مین کینہ بالکل نہین ہی رات کو شراب پلا کر اول اسکو بیہوش کرونگا اسکی شکل
بنکر دشمنون کو دھوکا دونگا مگر یہ باتین ختم نہونے پائی تھین کہ پردے سے اسرار جادو نے
پکارا کہ یا ماران زمین کن کہو عمرو کو تلاش کیا ماران نے کہا مانی اون ڈھونڈھ رہی ہون
ہمارے باغ مین کہین نہین ہی سارا باغ چھان چکی آپ کا حکم بجا لائی اسرار جادو نے
پکار کر کہا ہماری باتون کو خلاف سمجھتی ہی وہ لال جلد والی کتاب کسی کنیز کے ہاتھ بھیجدے مین
دیکھکر نام بتا دون کہ کسکی صورت مین ہی تمکو بھلا حیل سے فرصت کہان ہمکو بہلاتی ہو اپنی کنیزون
مین بیٹھکر مسخرا بناتی ہو ماران زمین کن نے جھنکر الماری سے ایک کتاب نکالی عمرو گھبرایا
کہ حرامزادی صورت بتائیگی اب جان بچنا دشوار ہی تامل بیکار ہی پہلے چل کہا اسی کو لو یہ چلکر
کہا لائیے کتاب مین دے آؤن ملکہ ماران نے کتاب ہاتھ مین عمرو کے دی عمرو جاکر
لٹکتے پردے کے قریب آیا پردہ اٹھایا اسرار جادو نے سر اٹھا کر اول سراپا کو دیکھا پھر
کتاب ہاتھ سے لی کھول کر پڑھنے لگی عمرو نے دیکھا یہی وقت ہی کتاب کھولتے ہی وہ ہنسی ہی
سراپا کو بھی تمہارے بہ نگاہ غور دیکھ چکی ہی اب اسکو مارو یہ سوچکر حلقے کمند کے مارے گردن
اور کمر مین اسرار جادو کے اچھی طرح پڑے عمرو نے جھٹکا مارا سر کٹ کے الگ گرا جسم چارپائی
پر تڑپنے لگا عمرو حیران کہ یہ کیا معاملہ کہ ہوا کمند نے خنجر کا کام کیا حیران دیکھ رہا ہی ہوش اڑ گئے
ایسا کبھی اتفاق نہوا تھا بیہوش ہونا کمند سے برق بنکر نکلجانا یہ سانحے نہ دیکھے تھے ایسا

شعبدہ کبھی پیش نہ آیا تھا ہاتھ کانپنے کمند بھی ہاتھ سے چھوٹ گئی قصد ہوا کہ بھاگون جان بچا کر
نکلجاؤن اب باغ مین ٹھہرنا دشوار ہی کوشش بیکار ہی یہ عمرو سوچ رہا تھا کہ پہلو سے دیوار
شق ہوئی نعرہ ہوا منم ملکہ اسرار جادو او ساربان زادے تجکو تو نے حیرت اور افراسیاب
بنایا مصور وصورت نگار سمجھا عمرو نے پلٹ کر دیکھا اسرار جادو برابر آچکی ہو قصد کیا
پلٹ کے خنجر مارون اسرار جادو نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا شعلہ آگ کا بھڑک کر عمرو پہ
گرا رنگ و روغن اڑ گیا زمین نے پانون تھام لیے عمرو بصورت اصلی ہوگیا وہ لاشہ جو پڑا تھا
ماش کے آٹے کا پتلہ ٹھہرا اسرار جادو نے آواز دی بی صاحب زادی صاحب یہاں آؤ ہماری
باتون کو بادہوائی سمجھا ہمکو سودا تھا آکے دیکھو عمرو کو پکڑ لیا ماران زمین کن مع سب انیسون
اور جلیسون کے دوڑی ہوئی آئی اب جو ماران زمین کن کی نگاہ پڑی ایک شخص عجیب الخلقت
دنیا سے نرالی صورت قریب پلنگ کے کھڑا ہی تھر تھر کانپ رہا ہی سراپا اسکا یہ ہی نارِیل سا سر
کلچہ سے گال مروارید سے دانت زیرہ سی آنکھیں ستی سے ہاتھ پاؤن چھ گز کا دھڑ تلے کا
اوپر کا ملا مین گز کا کنیزین آہ اوہ کرکے بھاگین کہتی ہوئین ہی ہی وارے یہ کیا بلا ہی چل نا
ہی یا جن ماش یا پر چھاوا جن منتھیا دیو کی بھتیجی ٹھیک دیکھی ہی ہی میری جان گئی کہکے گر پڑین
کوئی بولی بوا مشتاد مجھے سنبھال لے نرگس گھور گھور کے دیکھنے لگی سوسن نے غل مچایا
سنبل نے بال کھولدیے سر پیٹنے لگی ماران زمین کن تھر تھر کانپی ہوش وحواس اڑ گئے
اسرار جادو نے کہا بی بی نے یہ چونڈا دھوپ مین نہین سفید کیا ہی ایک ہفتہ پیشتر تمکو خبر دی تھی
کہ عمرو اس باغ مین آئیگا اب تو ہمکو سودائی دنبانا گلگون نازک چشم کو بلاؤ قفس آہنی لاؤ
اس نگوڑے موے مونڈی کاٹے مکار غدار کو بند کرو خدمت مین شہنشاہ کی روانہ کیا جائیگا
اسیوقت قفس آہنی آیا جب کنیزین اٹھین عمرو کو بند کرنے لگین عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا
کہ ملکہ اسرار جادو تجھ ایسی جادوگرنی میری نگاہ سے نہین گزری جسدن سے طلسم ہوشربا
مین قدم رکھا ہزارہا ساحران غدار سے مقابلہ پڑا بڑے بڑے نامور ساحان لشکر
شعبدہ باز جعلساز ہم عیار ہم سردار کے لڑے اس جہد ذلیل سے موت پڑے حرامزادونکو
اسکے کی موت مارا جہنم واصل کیا شرف جہاد حاصل کیا مگر یہ انتظام میرے واسطے کسی نے

نہین کیا جسوقت مین آپ کے باغ مین داخل ہوا آپ کو خبر ہو گئی میری تقدیر بگڑ گئی مگر آج میرے دل کو اعتقاد کامل ہوا کہ مذہب سامری جمشید کا درست مسلمانون کی دلیل سست ہی چاہتا ہون آپ کا غلام بنکر رہون شرف خدمت حاصل کرون مین عیاری مین کامل تم سحر و ساحری مین عاقل بموجب مصرعہ خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو + آپ تخت نشین ہون مجکو لشکر سپرد کیجیے اول برخ و بہار کو مٹاؤن پھر کوہ عقیق پر جاکر لشکر حمزہ مین آگ لگاؤن اسکے بعد طلسم ہوشربا و طلسم نور افشان و بیابان گارزیر و ہفت کوہ زلازل ان سب سے لڑیے اگر سب کو مار کر آپکی عملداری نہ کرا دون تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھون تصویر سامری و جمشید منگائیے اپنے قدرت کے احکام تلقین فرمائیے جپیا کا گورہی ہو نگا مسلمانون کا آج سے ذکر نہ کرونگا اسرار جادو یہ باتین سنکے قہقہہ مار کر ہنسی کہا خواجہ آفرین صد آفرین یہ فقرے تمھارے افراسیاب جادو قبول کریگا یا مرشد زادے میان مصور صاحب میرے سامنے ایسی باتین نہ فرمائیے ذرا ہوش مین آئیے قضا تمھاری قریب ہو اسد بدنصیب ہو خوب مجکو یقین ہو اگر افراسیاب نے قتل کیا طلسم ہوش ربا بربادی سے بچ گیا مین نے بھی سامری نامے کو پڑھا ہی اسمین صاف ہی لکھا ہو کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ قضا نہین ہو عمرو قاتل ساحران ہو مکر و غدر اسکا عالم پر عیان ہو مگر قضا تمھاری میرے ہاتھ سے ہی عمرو نے کہا ہی ملکۂ عالم اب تو مین سامری و جمشید پر لعنت کرونگا تمھارے مذہب کو برا کہونگا سامری نامہ مین تو صاف مرقوم ہو کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ موت نہین ہو پھر آپ مجکو کیونکر قتل کرینگی یا سامری و جمشید جھوٹے تھے یہ کیسا واہیات مذہب ہی صاف صاف مطلب ہو ای اسرار جادو تو ہر بات کو پھیری مکر جاتی ہو حقیقت مین کبھی تم لوگون کے شریک ہونگا گھس گھس کے جادوگرونکو مارونگا ہمارا خدا مسبب الاسباب ہو رب الارباب ہو ہر بندہ اسکے فیض سے کامیاب ہو وحید و یکتا عالم و دانا سمیع و علیم رحیم و کریم قہار و جبار ستار و غفار تم سب پر وہ مجکو غالب کریگا اگر صاحب عقل و شعور ہو تو قدمون کو مابدولت کے بوسہ دے اسلام اختیار کر دم سامری پرستی کا نہ بھر مثل تیرے وہ بھی ساحر تھے کتے تھے داخل جہنم ہوئے زمرد شاہ باختری جسکو تم جاگتی جوت کا خدا کہتی ہو بریش او شاشیدم و تراشیدم ہاتھ سے ہمارے آقائے نامدار کے ملک ہر ملک وہ بہ وہ قریہ بقریہ مقام بمقام بھاگا بھاگا پھرتا ہی مثل ہمارے تمھارا

بکتا ہوتا ہی اہل و عیال کھانا پینا سونا جاگنا کل حرکات و سکنات مین شریک ہی اب اُسکی
خدائی کیونکر مشکوک ہی سو مرتبہ صاحبقران نے اُسکو گرفتار کیا اسکا نام جلالت ہی کہ پھر چھوڑ دیا یہ
فرمایا کہ مجھکو مجمع عام مین قتل کرینگے جس مقام پر تیرے لاکھ دو لاکھ حاجتی ہونگے اُس جگہ اُسکے خون
سے ہاتھ بھرینگے مگر ایسا بیچارا ہی کہ خنجر ہجر دکھاتا ہی اُنھین سے لڑنے کو آتا ہی لیکن عنایت پروردگار
سے شکست پر شکست کھاتا ہی ملکہ عالم یہ تمہارا مذہب ہی تو مسلمان ہو تو بڑا غضب ہی اسرار جادو
کلام صداقت نظام عمرو سے حیرت مین آگئی صفت پروردگار مطلق کارساز برحق سُنکر جھومنے لگی
بات مُنھ سے نہ نکلتی تھی قلب پر تاثیر ہوئی انتہا کی دلگیر ہوئی مگر کچھ سوچ کے جواب دیا خواجہ بس
چرب زبانی موقوف کرو آمادۂ مرگ مہیاے قضا ہو اگر بلاے ناگہانی سے بچ جاؤگے تو
دیکھا جائیگا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ گلگون نازک چشم بھی آکر پہونچی ملکہ ماران زمین کُن گلے سے
لپٹ گئی پوچھا بوا گلگون یہ خواجہ عمرو پنجرے مین بند بیٹھے ہین اسوقت نانی امان سے
ایسی باتین کہین کہ میرا دل ہل گیا پیدا کرنے والے کا خوف پیدا ہوا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی بوا
میرا دل میرے قابو مین نہین صاف معلوم ہوتا ہی کہ اسوقت پہلو مین نہین ہی تمہارے باغ
مین یہ عمرو کیونکر پہونچا اب اسرار جادو بھی مسند پر آکر بیٹھی گلگون نے تمام کیفیت گذشتہ ظاہر
کی کہا مجھکو شہنشاہ نے پکڑ کر بچایا ورنہ گویا بنکے بیہوش کر چکا تھا ایسا کمبخت گاتا ہی کہ دل بیقرار ہو جاتا
ہی اور جس کسی کو اس علم مین کچھ سودا ہی اُسکے واسطے تو یہ جلاد ہی مگر جب شہنشاہ نے آکر مجھکو بیدار کیا
بعد جانے شہنشاہ کے سارے باغ مین مین نے ڈھونڈھا لیکن پتا نہ ملا صبح کو مین نے دیکھا تھا
کہ وہ کوٹھری کھلی ہوئی تھی مجھے کچھ خیال نہ ہوا نہین معلوم کسنے وہ مقام بتا دیا کہ یہان آ پہونچا
ماران زمین کُن نے کہا بوا سویرے اُٹھتے ہی نانی امان نے مجھ سے کہا کہ عمرو عیار تمہارے
باغ مین آگیا مین سچ کہون مجھکو مطلق یقین نہ تھا مگر نانی امان کو تو جیسے دھن لگ گئی آخر کو کتاب
منگائی یہ نام خود لیکر دوڑا جاکر کمند ماری مگر نانی امان انتظام کر چکی تھین ہم ایسے لوگ ہوتے
تو مار لیا ہوتا مگر بوا اسوقت مذہب مین اس شخص نے کلام کیا ہی کہ دل مین تاثیر پیدا ہوئی
مین تو اسکے کلام پر شیدا ہوئی مگر بقول نانی امان کے کہ یہ دشمن ساحران عالم ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی
یہ تو ظاہر ہی کہ اسکا قتل ہونا دشوار ہی انتہا کا مکار و غدار ہی تقریر مین طرار و قرار ہی اتنا تو ضرور

اسوقت معلوم ہوا کہ مذہب ہمارا بت خام ہی ہر ساحر کا بد انجام ہی نانی اماں مصاحب سامری کہلاتی ہیں مگر عمرو کی کسی بات کا جواب نہ دے سکیں دنگ ہو گئیں زبان ہی کہ قینچی چلتی ہی اس ظالم کے فقرہ ہاے گرم سے شمع انجمن جلتی ہی گلگون نازک چشم نے کہا بوا سامری و جمشید خبر کریں دیکھیے اس زمانہ میں کیا ہوتا ہی چہار طرف طلسم میں غدر ہی یہ تو میرا بھی قول ہی کہ طلسم کا بچنا دشوار ہی فتاح اسکا بیشک اسد نامدار ہی اسرار جادو نے پکار کے کہا چھوکریو کیا چپکے چپکے باتیں کرتی ہو میں سمجھ رہی ہوں بیہودہ باتیں نہ بکو جو کچھ سامری و جمشید دکھائینگے دیکھینگے ہماری رائے پر رہو جو ہم کریں وہ کرنا بیٹیا گلگون کچھ جادوگرنیاں ساتھ لے تو قفس عمرو باغ سیب میں پہونچا دو میری جانب سے عرض کرنا کہ جس صبح کو اسکے قتل کرنے کا قصد ہو میں بھی حاضر ہونگی طلب فرمائیے گا ماران زمین کن کو بھی ساتھ لیتی آؤنگی مکرر عرض کرنا کہ ای شہنشاہ گردون پناہ پنبۂ غفلت گوش ہوش سے نکالیے زمانۂ انقلاب آگیا اگر عمرو کو قتل کیا خیر و عافیت ہی ورنہ سراسر مصیبت ہی اس زمانہ میں غرور کو کام نہ فرمائیے جو کچھ سامری نے لکھا ہی وہ سب پیش آتا جاتا ہی ہم خیرخواہان دولت ہیں نمکخوار سلطنت ہیں براہ خیرخواہی عرض کیا قبول و عدم قبول کا اختیار ہی تقدیر سے ہر شخص ناچار ہی یہ تمام کلمات حسرت آیات سنکر گلگون نازک چشم نے قفس عمرو کا اٹھا لیا اسی راہ کو طے کر کے جسطرح سابق میں تحریر ہوا ہی اپنے باغ میں آئی کنیزیں سب دوڑیں کہنے لگیں واری یہ کس جزیرہ کا جانور ہی لیکن بے بال و پر ہی کیسی بولی بولتا ہی نر ہی یا مادہ ہی ایک نے کہا واری آنکھیں بھی ہیں ایک نے کہا کان ناک بھی ہی ایک نے کہا نانی ہی ایسا معلوم ہوتا ہی چالاک بھی ہی گلگون نازک چشم نے کہا بیہودہ نہ بکو یہ تم سبھوں کا دادا ہی او حرامزادیو یہ عمرو عیار ہی وہ جو گویا بنا تھا بھلی بھولی باتیں بنا کر بیہوش کر گیا تھا اسکی صورت اصلی یہ ہی جا کر باغ میں ملکہ ماران زمین کن و اسرار جادو کے پہونچا اسرار جادو نے آخر گرفتار کیا یہ نگوڑا انکے بھی قتل کرنے پر آمادہ ہوا تھا اگر وہ تو مصاحب سامری ہیں فن سحر و ساحری میں مشہور صاحب عقل و شعور اپنے کو غائب کر کے اسکو دھوکا دیا تب یہ ظالم گرفتار ہوا جلد تیاری کرو ابھی اسکو لے کر خدمت افراسیاب میں جائینگے قید اسکی باغ سیب میں ہو چکی ہی چار سو جادوگرنیاں اسباب سحر سے آراستہ ہوئیں ملکہ گلگون نازک چشم تخت پر سوار ہوئیں

قفس سامنے رکھ لیا طرف باغ سیب کے روانہ ہوئی قید عمرو لیکر چلی اسکو راستہ مین چھوڑ دو دو کلمہ

داستان زرنگ جادو کہ افراسیاب نے برائے گرفتاری سمنکال روانہ کیا تھا

ناظرین ملاحظہ فرماوین سابق مین ذکر کیا تھا کہ سمنکال جادو پلنگ جادو کے قبضہ سے چھوٹکر بخوف افراسیاب خانہ خراب ایک درۂ کوہ مین جاکر چھپی مگر حیران کہ کیا کرون کدھر جاؤن ہائے عمرو کا بھی ساتھ چھوٹا شریک لشکر مہرخ نہوسکی کس بلائے ناگہانی مین مبتلا ہوئی کہتی تھی ای خدائے نادیدہ مین نے تیرے مذہب کا اعتقاد کیا اس وقت مصیبت مین تجکو یاد کیا جسکو تا بلشکر مہرخ پہونچا دام آفت سے چھوڑا کیا کیلئے تجکو پکارون اس راہ سے بالکل نابلد ہون نہین معلوم عمرو پر کیا گذری اب سوائے لشکر مہرخ میرا کہان ٹھکانا ہی دن عمر کے تمام ہوئے گرفتار دام رنج و آلام ہوئی اگر لشکر ملکہ مہرخ مین جاتی ملکہ بہار جادو سے ملتی غنچۂ آرزو کھلتا سمنکال درۂ کوہ مین بیقرار اشکبار زندگی سے اپنی بیزار گردش فلک دور دوار کی شکایت کررہی ہی بعد عرصۂ دراز درۂ کوہ سے نکلا ایک جانب چلی مگر زرنگ جادو کو جو افراسیاب نے مع بارہ ہزار ساحرون کے بتلاش سمنکال جادو بتا نشان بتا کر روانہ کیا ہی وہ اس صحرا مین آیا چہار طرف ڈھونڈھ رہا ہی ساتھ والے اسکے صحرا مین پھر رہے ہین کئی مسافرونکو دھوکے مین مارا بیچارے غریبون کو ہلاکا را خون ناحق اپنی گردن پر لیا اپنے لیے جہنم کا سامان کیا جیسے ہی سمنکال جادو درۂ کوہ سے نکلکر ایک جانب کو روانہ ہونا چاہتی تھی کہ زرنگ جادو کی نگاہ پڑی پہچانا وہین سے للکارا کہ خبردار او سمنکال مین آپہونچا رومال سے ہاتھ باندھے چلکر قدمون پر افراسیاب کے گر سمنکال نے جو مڑ کر زرنگ جادو کو دیکھا اسباب سحر لیکر پلٹ پڑی جواب دیا او نابکار کیا بکتا ہی افراسیاب کیا مردود ہی میرا رب اکبر معبود ہی جو کہا وہ کہا چہار طرف سے بارہ ہزار ساحرون نے سمنکال جادو کو گھیرا اگرچہ ساحرہ قدیم ہی بلکہ افراسیاب کی ندیم ہی اس بوسے کو کب مانتی ہی جب گولہ مارا اوس کا سر پھٹ گیا کبھی ہاتھ ہلائے برق چمکائی ان بیچاؤن پر بجلی گرائی خرمن حیات جل کر خاک ہوا کئی سو بیچاؤن کا دم بھرون مین قصہ پاک ہوا جس ساحر پر جا پڑی پنجہ کمر مین دے کر بلند ہوئی دونون ٹانگین پکڑ کر چیر ڈالا جادو گرون پر ساحر کو پھینک مارا اُس خون سے دریا سے آتش

پیدا کیا ساحر مثل ہیمۂ خشک جلنے لگے جسم سے شعلے نکلنے لگے نگارندہ سحر و ساحری گرم ہوا نظم

سمنکال جادو لڑی اسطرح   تڑپتی ہے برقِ قضا جس طرح   کیا سحر جسپر وہ بیدم ہوا
قیامت کا میدان مین عالم ہوا   زرنگ سیہ رو بتنگ آگیا   سحاب الم فوج پر چھا گیا
قیامت کا سامان عیان ہر طرف   ہوا خون کا دریا روان ہر طرف   سمنکال پر جا پڑا جب زرنگ
وہ تھی بجرأت کی گویا نہنگ   کیا وار جب اُسنے تلوار کا   سمنکال جادو نے رد کر دیا
لیا ایک گولہ بصد شد و مد   کہا رو کے خالق مری کر مدد   تو ستار ہے اور غفار ہے
کہ ہون مین سیہ رو گنہگار ہی   ترے لطف کی ہون مین امیدوار   کر اب مجھکو منصور پروردگار

دل کو خالق بے نیاز سے رجوع کر کے اسم پڑھا جھپٹ کے زرنگ نابکار پہ مارا اُسنے لاکھ کلوا بھیرون نارسنگھ کو پکارا کچھ نہوا گولہ سینہ پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا جنگل مین اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من زرنگ جادو بود افسوس جان دادیم و بمطلب نرسیدیم ساحرہ والون نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا سمنکال پر ہمارا کچھ قابو نہین ہوا بجلی کو کیا روکین ایسے زبردست کو کیا ٹوکین فرار پر قرار کیا سمنکال مارتی ہوئی پیچھے چلی ہزارون کو قتل کیا مگر حیران پریشان کہ آخر اے بیر شکر کہان جاؤن کدھر جا کر جان بچاؤن افراسیاب جادو کا دشمن کہان امان پائیگا پروردگار بچائیگا اس تردد مین لڑتی بھڑتی جاتی ہے قضاے کار اسی طرف سے ملکہ گلگون نازک چشم قید خواجہ عمرو لیے ہوے طرف باغ سیب کے جاتی تھی کہ یکایک کان مین آواز ہاو ہو کی پہنچی زرنگ کے مرنے کی قیامت برپا ہوئی گھبرا کر پلٹ پڑی اپنی صبا پر چلی ساتھ والیون سے کہتی ہے کہ یہ کیسا ہنگامہ ہے کسی مقام پر قیامت کی لڑائی ہو رہی ہے بڑے بڑے جادوگرون کے مرنے کی آواز آتی ہے خیال کر کے دیکھو زمین تھراتی ہے کنیزون نے عرض کی واری اپنے کام کو چلیے لڑائی مین جانے سے کیا فائدہ مسلمان فوج شہنشاہ سے لڑ رہے ہونگے مہرخ و بہار سے معرکے پڑے ہونگے گلگون نے کہا یہ مقام سرحد ملک سیب ہے یہان کا ہر بوٹا بوٹا آسیب ہے مہرخ و بہار یہان نہین آسکتین اگر آئین تو نکلنا مشکل ہوگا آپس مین ڈانڈے پر لڑائی ہوگی پس مصالحہ کرنا ضرور ہے یہ کہکر پرواز پیدا کیے گلگون بلند ہوئی کنیزون نے اس تخت کو گھیر لیا جسپر قفس عمرو کا رکھا ہے عقب مین چلین یہان سمنکال مثل شیر غضبناک

فوج زرنگ کو قتل کر رہی ہے تعاقب فراریوں کا نہیں چھوڑتی کہ گلگون نازک چشم آسمان
پر چلی دیکھا کہ سمنکال جادو ساحروں کو قتل کر رہی ہے گلگون نے للکارا ای سمنکال یہ کیا
ہنگامہ ہے یہ لوگ تیرے مقابلے کے قابل ہیں لشکری پیادے جاہل ہیں انھوں نے تیرا کیا
نقصان کیا تلوار ہاتھ سے پھینک دے ورنہ سزا سے معقول دونگی چٹیا پکڑ کر کھینچتی ہوئی سامنے
افراسیاب کے لیجاؤنگی سمنکال نے للکارا او چھوکری کیوں شامت آئی ہے میں مطیع الاسلام
ہو چکی افراسیاب دشمن ہے وہ گمراہ میرے واسطے رہزن ہے مگر کیا کر سکتا ہے ہمارا مالک پروردگار ہے یہ سنکر گلگون
نے اہل فوج کو آواز دی کیوں بھاگے جاتے ہو اگر افسر تمہارا نہیں ہے ہم تو ہیں یہ کہکر گلگون نے بھی سحر کرنا
شروع کیا بھاگے ہوے پلٹ پڑے سمنکال سے الجھ گئے ہیں سمنکال نے تخت پر قفس عمرو کا رکھا ہوا دیکھ
دل بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی خواجہ یہ کنیز تازہ آپکی محبت میں برباد ہوئی آتی ہے آپ کو
رہا کرتی ہے آپ کیونکر گرفتار ہوے یوں مجبور و ناچار ہوے عمرو نے آواز دی ای سمنکال
فلک بسر گردش ہے افراسیاب جادو کو ہمسے بڑی کاوش ہے مگر ای سمنکال اتنا خیال رکھنا
اگر ہماری قضا قریب ہے تو مجبور و ناچار ہوں ورنہ انشاءاللہ لشکر اسلام میں جس طرح بنے گا
مجکو لیجاؤنگا قتل نہونے دونگا اور اگر رہا ہو جاؤں تو حکم سے پروردگار کے کل فوج ساحران
کو کٹڑے کٹڑے شکست دونگا سمنکال لڑنے لگی اور چاہتی ہے کہ خواجہ کو چھڑاؤں لڑتی بھڑتی
تا بہ تخت پہونچوں گلگون نازک چشم کے ساتھ چار سو جادوگرنیاں تخت پر محاصرہ کیے ہیں
لوہے تیغ و ناوک چل رہے ہیں زمین کانپ رہی ہے مگر سمنکال ساحرہ زبردست ہے بادۂ
اطاعت عمرو سے مست ہے زخم کھاتی جاتی ہے گھسی جاتی ہے گلگون تا بہ تخت نہیں آنے دیتی
سینہ سپر کیے سحر کر رہی ہے مگر سمنکال لڑتی بھڑتی ہے اہالیان فوج زرنگ تو بیدل ہو چکے ہیں
گلگون کے للکارنے سے بڑھ گئے ہیں جدھر سمنکال رخ کرتی ہے کائی سی پھٹ جاتی ہے ساحر
پر ساحر گرتا ہے بیچاروں کی آنکھوں میں نقشہ موت کا پھرتا ہے گلگون نازک چشم سے اور سمنکال
سے مقابلہ پڑا گلگون نے ایک جانور ماش کے آٹے کا بنایا یا سامری کہکر اسکو اڑایا آواز دی ای
سمنکال یہ طائر سحر سامری ہے اسمیں افسونگری بھری ہے ہوش اڑا دے گا طائر وہم و خیال اس
افسون تک نہ پہونچیگا بس سمنکال نے دیکھا وہ طائر اڑتا گرد سر سمنکال چرخ مارنے لگا

ہیہات کہکر انکار کرنے لگا سمنکال پر جو سایہ طائر کا پڑا عقاب ہوش اڑا ہاتھ پانوں میں رعشہ
آنے لگا قلب تھرانے لگا خیال کیا اگر یہ چرخ اور سایہ گیا تو پاگل ہوگی پھر بڑی مشکل ہوگی سمنکال
نے پیشانی پر نشتر مارا خون ہتیلی پر لے کر آواز دی اے طائر ستمگری یہ تیرا بھوگ ہے خون پینے کا
تجکو روگ ہے طائر گردندے پاند حکم ہتیلی پر سمنکال جادوگر کا خون پینے لگا خون پیکر مثل
کبوتر کے ہاتھ پر سمنکال کے کونچا منقار اٹھا کر چہرۂ زیبائے سمنکال کو دیکھنے لگا صاف ظاہر
ہوتا تھا کہ تسخیر ہوا سمنکال نے کہا اے طائر ستمگری خوراک پائی شکم سیر ہے اب کام کرنے میں کیا
دیر ہے طائر گردندے قول کر اڑا اسیر گلگون نازک چشم کے آیا چہکا مارا تھرا کر سر پر گلگون
کے بیٹھ گیا گلگون نے ایک چیخ ماری کہا ہائے خود کردہ را درمان نیست خاموش ہو کر ٹھہر گئی
زبان بند ہوئی سمنکال نے گولہ اٹھا کر مارا سینہ کو توڑ کر نکل گیا گلگون نازک چشم تھرا کر گری
جہنم واصل ہوئی ہوا نا کی کشتی مراد امن گلگون نازک چشم بود اب کنیزیں گھبرائیں قفس عمرو
ہاتھ میں لیا بیتاب و بیقرار ہو کر بھاگیں اب سمنکال نے انکا تعاقب کیا منظور ہے کہ قفس عمرو
چھین لوں اب کنیزیں تو بھاگی جاتی ہیں سمنکال سحر کرتی ہوئی دوڑی جاتی ہے اپنی جان
بچائی ہے کہ جس طرح سے قفس عمرو چھین لوں مگر دو کلمہ اسرار جادو و ماران زمین کی ملاحظہ
ناظرین ہوں کہ یہ نانی نواسی دونوں بعد حوالہ کرنے قید عمرو کے آپس میں باتیں کرتی ہیں ذکر
قتل اسد غازی در پیش ہے اسرار جادو نے کہا اے صاحب افسون من اے ماران زمین کی
قید عمرو تو میں نے روانہ کی مگر ادھر خبر دیتا ہے کہ کچھ فساد پڑے گی گلگون نازک چشم ابھی کمسن
ہے اپنے کمال پر مطمئن ہے اے نور نظر کسی کنیز کو روانہ کرو یا تم ہی اسباب سحر سے آراستہ ہو جاکر
دیکھو کیا سحر گزرا اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہے میرا کچھ اور ہی تدبیر تیا ہے ماران زمین نے
کہا نانی اماں آج تمھیں صبح سے انھیں جھگڑوں کا خیال ہے اب عمرو سا موذی کا ٹلا نکو ہلا
گرفتار ہوا گلگون نازک چشم لے کر گئی اب تردد بیجا ہے دم بھر میں وہ واپس آئیگی خبر معقول
سنائیگی جب وقت قتل عمرو مشہور ہوگا آپ نے کہلا بھیجا ہم آپ چلینگے تماشائے قتل عمرو دیکھینگے
اسرار جادو نے کہا اے نور نظر یہ وقت غفلت نہیں ہے ساحران طلسم کی جان پر بنی ہے حقیقت
میں عمر طلسم تمام ہو چکی افراسیاب نے غفلت میں سب کام خراب کیا تمہارے بزرگو نکے

بڑے مرتبے تھے بادشاہ ہوش ربا جب بعجز بلاتا تھا تب جاتے تھے سو جو نور وح طلسم ہوش ربا کی نگہبان ہو ایسا نہو کہ انجام مین پشیمان ہو مین شب قتل اسد کو پہلوے افراسیاب مین ہونگی رات بھر بیدار رہونگی اگر مجکو ذرا غفلت ہوا ایسی قباحت ہو کہ سنبھالنا دشوار ہو جاے طلسم کے انتظام مین فرق آے دیکھیے زمانہ کیا رنگ لاتا ہی فلک کیا گردش دکھاتا ہی عمرو نے سعدہ کر مذہب مین ایسے کلام کیے کہ اسوقت تک محویت ہی صاف تو یہ ہی کہ مثل آئینہ روشن ہی کبھی انجام کا خیال ہی کبھی بربادی طلسم ہوش ربا کا ملال ہی ماران زمین کن چونکہ ابھی نوجوان ہی ان تو تیز ہنستی ہی اسرار جادو کی باتون پر آوازے کستی ہی یکایک زمین تھرائی کچھ ٹکڑے ابر کے آسمان پر نمایان ہوکے آثار رنج و ملال عیان ہوے منبر پر ایک گلدستہ رکھا تھا وہ خود بخود جلکر خاک ہوا اسرار جادو نے اپنا سر پیٹ لیا کہا او غضب ہوا گلگون نازک چشم قتل ہوگئی یہ گلدستہ اسکا گل حیات تھا دیکھ خود بخود پژمردہ ہوا ہاے اسکا غنچہ آرزو نہ شگفتہ ہوا جھونکا باد خزان کا چلا عین بہار مین صرصر رنج و الم چلی شاخ تمناے گلگون نہ پھلی نہ پھولی اب تو ماران زمین کن کے بھی ہوش پراگندہ ہوے نام گلگون کا لے کر رونے لگی اسرار جادو کو بھید سے بخوبی واقف ہی اسباب سحر لیکر مثل شعلہ جوالہ کے اٹھی پر پرواز پیدا کرکے چلی آواز دی بیٹیا جلد آؤ دیر نہ لگاؤ ماران زمین کن طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی عقب مین کئی سو جادوگرنیان ایک ایک فسون ساز شعبدہ باز یگانہ آفاق سحر وساحری مین طاق روتی پیٹتی چلین یہان سمنکال جادو گلگون نازک چشم کو قتل کرکے کنیزون سے لڑ رہی ہی قصد ہی قفس عمرو چھین لون یا جا دون عمرو قفس مین سے کہ رہا ہی کہ اے سمنکال تو جان بچا کر نکلجا پروردگار میرا حافظ ہی اگر حیات باقی ہی چھوٹ جاؤنگا مجکو اسرار جادو نے قید کرکے بھیجا ہی وہ بلاے روزگار ہی بڑی مکار و غدار ہی سمنکال جادو کہتی ہی خواجہ اگر تمکو نہ چھڑایا تو کیا کام کیا بلکہ اپنے کو بدنام کیا مہرخ و بہار کو کیا منہ دکھاؤنگی آپ کے قید کی خبر سناؤنگی یہ کہتی جاتی ہی انجام سے سحر کر رہی ہی دو سو کنیزون کو قتل کر چکی ہی چند باقی ہین کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا باش او سمنکال جادو غضب کیا گلگون کا خون بہایا ہمارا ابھی خوف نہ آیا ستم ملکہ اسرار جادو عمرو نے جو قفس سے اسرار جادو کو آتے دیکھا جی چھوٹ گیا یقین ہوا کہ اب رہائی غیر ممکن ہی ملک الموت کا سامنا ہی مگر سمنکال

کہ اسکو دو پہر رات گذر چکے ہین ہزاروں ساحر مارے ہین دریاے خون مین نہائی ہوئی ہی بلوے سے ساحرون کے گھبرائی ہوئی ہی اب اسرار جادو کو دیکھکر رنگ رو متغیر ہوا طائر ہوش وحواس اڑا حواس خمسہ مین خلل آیا اسرار جادو نے گرتے گرتے سحر کیا کارد نکال کر اسم سحر پڑھا کارد کو پھینکا ہر چند سمنکال نے روکا شانہ نشانہ ہوا موت کا بہانہ ہوا چاہتی ہی زخم شانے کا باندھوں اسرار جادو نے یا سامری کہکر وہ تبرزین پر مارا ہو سے سر کھولے ہوئے اُف اُف کرتی ہوئی بھی سمنکال جادو کو چرخ آنے لگا لڑکھڑا کر زمین پر گری زبان بند دل دردمند اسرار جادو نے زبان مین سوزن دو یا گرفتار کر لیا قفس عمر وکنیزون سے طلب کیا کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ ماران زمین کن بھی مع چند کنیزون کے آکر پہونچی دیکھا تین کوس تک دریاے خون بہا ہی سر اسمر ا رہا ہی لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی گھبرا گئی پوچھا نانی امان یہ ساحر کسکے ہاتھ سے مارے گئے اسرار جادو نے کہا بیٹیا آنکھین کھولو بہ نگاہ غور دیکھو جو ہم کہتے تھے وہ ہوا یا نہین ماران زمین کن نے کہا نانی امان آپ بھی عاقل ہین حقیقت مین سحر مین کامل ہین اسرار جادو نے کہا سمنکال کو نگاہ ملاتے ملاتے عمرو نے مسلمان کیا صاف تو یہ ہی کہ میرے بھی آئینۂ دل پر غبار آگیا مذہب کے معتقد مین بڑی فکر ہی ہر وقت دل تردد منزل سے یہی ذکر ہی چلو اب خدمت مین افراسیاب کی چلتے ہین دیکھین وہ غافل عیش پسند کیا کرتا ہی تدبیر معقول تو یہ ہی کہ اسوقت ان دونون کو قتل کیا جاے طلسم ہوش ربا کو بربادی سے بچالے اگر اسکے خلاف کریگا روز سیاہ کا سامنا ہی وقت بہت قریب آگیا ہی بیٹیا ماران زمین کن وہ تو بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی اسکا بڑا مرتبہ ہی سیا اسی برس کا سن ہی کسکی کسکی آنکھین دیکھین شعر کے جلسے مین شریک ہوئی ہی جناب شیخ امام بخش ناسخ کیسا شاعر جلیل ہوا حافظہ زبان اردو کا باندھ گیا اُسکے بھتیجے خواجہ حیدر علی آتش نے کیا زبان روزمرہ پائی تھی بی بی صاحبان مذاق کو روزمرہ بہت پسند ہی ایک غزل اُنکی قافیہ ہاے تحمل مین باد اسے سنی کھٹکا بھٹکا مگر کس لطف سے اُسکو نظم فرمایا ہی بی بی تم نوجوان ہوا اس غزل کو یاد کرو غزل آتش

نہ ہوا پر بھی میسر ہوا چھپانے کو
بہت بلند ہی پایہ ترے چھپر کھٹ کا

طریق عشق مین مارا پڑا جو دل بھٹکا
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپر کھٹ کا

پری سے چہرہ کو اپنے دو نازنین کھلو
یہی وہ راہ ہی جسمین ہی جان کا کھٹکا

کہوں جو عرش برین بھی تو کہہ نہیں سکتا
حجاب دور ہو ٹوٹے طلسم گھونگھٹ کا

کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو مین
جسے کہ راہ ہوئی اُس سے خوب ہی ٹھکا
ابھی تو قصد کریگا زمانہ کروٹ کا
عجب زمین ہی جو سودا ہو شعر گوئی سے
عجیب بھول بھلیّان ہی غفلت ہستی
خراب کرتا ہی آتش زبان کا چسکا

بی بی دیکھو مطلع اِس غزل کا موافق مطلب افراسیاب جادو کے ہی غفلت کا انجام خراب ہی
ملدان زمین کن کو سمجھاتی ہوئی قید سنکال دخواجہ عمرو لیے ہوے طرف باغ سیب کے چل نکلی یہان
افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا ہوا تھا انتظام مین مصروف ہوا اپنے وزیر سرمار برف انداز
ابرق کوہ شگاف سے کہہ رہا ہی کہ کل ممالک مین نامے روانہ کرو روز قتل اسد غازی مین وقت
پر آجائین قتل ہونا اسد غازی کا اپنی آنکھون سے دیکھین ہمارے خراجگذارون کو اطمینان
خاطر ہو عین وقت پر ہر کہ دیہ حاضر ہو سرمار سے یہ باتین کرتا جاتا ہی عیش و جشن کا سامان مہیا ہی
نازنینان مہ جبین حاضر ہین ایک جانب ساقیان ماہرو گانے والیان خوش گلو سرمار نے عرض کی
کہ چند ساعت راگ و رنگ موقوف رہے غلام نامے تیار کرین پہر سب پر ہو جائین طائران
تیز پر طلب ہون نامے جلد جلد پہونچائین افراسیاب نے کہا تم نامے لکھو یہ گائین سوسن
خوش آواز زبان دراز آگئی ہی ایک غزل سن لین پہر امورات مالی و ملکی مین مصروف ہون سوسن کو

اشارہ ہوا سوسن نے یہ غزل گائی
ہمیشہ بدر ہین عارض کبھی ہلال نہین
شکستہ حال کی آواز ہی سوال نہین
خدا کسی کو نہ روز سیاہ دکھلائے
سنال عمر کو ارہ ہی یہ ملال نہین
کبھی ہوا کبھی شعلہ کبھی ہو خاک اکبر
یہ حسن مرحوم شاگرد میر ضیاء الدین ضیا
اسی واسطے تجکو کم دیکھتے ہین
جو ہستی کو اپنی عدم دیکھتے ہین
اگر زندگی ہی تو چلیے حسن اب
بہار حسن خداداد کو زوال نہین
یہ حسن نور خدا ہی اسے زوال نہین
فلک کو پاس ہے ہم دل گرفتہ دیکھتے ہین
گہن مین چاند ہی تاہے شریک حال نہین
ریاض حسن کے میوہ مین یہ لطافت ہی
اگر تمھارے عناصر مین اعتدال نہین
تجھے جس گھڑی اے صنم دیکھتے ہین
ابھی دل تمنا یار ہم دیکھتے ہین
خدائی کا احوال ظاہر ہو ہے
ان آنکھون سے ملک عدم دیکھتے ہین
سدا گلاب کے دو پھول ہین گل کل ہیر
جواب دیجیے دل توڑنا در سائل کا
کسی کا عقدہ کشا ناخن ہلال نہین
مہینہ زلیست کا گھٹتا ہی ہر مہینے مین
عیان ہی سیب کا دانہ ذقن خال نہین
غزل دیگر میر حسن صاحب المتخلص
جھلک کو خدائی کا ہم دیکھتے ہین
عدم مین ہستی انھین کو جدا ہی
کب اسکو کم از جام جم دیکھتے ہین
افراسیاب نشے مین مست

غزلین جھومر باندھ سن رہا ہی کہ آسمان سے برق تجلی ملکہ اسرار جادو دو بارا اُن زمین کن عکس

خواجہ عمرو و ملکہ سمنکال کو لیکر سامنے آئین ملازمان زرنگ فریاد کرتے ہوے آئے افراسیاب
گھبرا گیا عمرو کو تو قفس مین دیکھکر خوش ہوا ملکہ اسرار جادو نے آکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی شہنشاہ
مقام افسوس ہی زمانہ قتل طلسم کشا کا اسقدر قریب ہی آپکو ناچ رنگ سے فرصت نہین یہ وقت
عیش و راحت کا نہین ہی ملکہ سمنکال جادو مسلمان ہوئین زرنگ جادو کو مارا ملکہ گلگون اسی
ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی اگر کنیز نہ پہنچتی عمرو کو چھڑا لیجاتی افراسیاب نے گھبرا کر کہا ای ملکہ اسرار
تم نے عمرو کو کیونکر پایا اسرار جادو نے عرض کی حضور سے جاکر گلگون کو بچایا تھا وہان سے
بھاگ کر میرے باغ مین پہونچا آپ کے اقبال سے مین نے اسی وقت بلی ماران زمین کن سے
کہدیا انھون نے میری بات کو ہنسی مین اڑایا یہ ساربان زادہ میرے پاس پہونچا مجھکو بیہوش کرنیکا
قصد کیا آپ کے اقبال سے میرا کیا کر سکتا ہی مین نے اُسکی گردن لی قید اسکی بدست گلگون روانہ
کی راہ مین بی سمنکال نے اسکو مارا اسکے مرتے ہی مجھکو خبر ہوئی مین نے آتے ہی بی سمنکال جادو
کو ایک سحر مین بیہوش کیا اب یہ دونون گنہگار حاضر مین سرکار کو اختیار ہی مگر مناسب و انسب یہ ہی
کہ فوراً قتل کیجیے دیر بہتر نہین ہی میعاد قتل اسد مین کے دن باقی ہین مین نے آکر آپکو عیش و
راحت مین مصروف پایا خالی ہمارے تدارک سے کیا ہوگا عمرو کو تو آج ہی شب کو قتل کیجیے اب
اس ظالم کو مہلت نہ دیجیے ای شہریار اس بات کو ہماری لکھ رکھیے اگر عمرو زندہ ہی تو اسد غازی
رہا ہو جائیگا اور اگر عمرو قتل ہوا پھر طلسم ہوش ربا فتح ہونا دشوار ہی اب عیش و راحت کو ترک
فرمائیے امورات مالی و ملکی پر متوجہ ہو جائیے افراسیاب نے کہا ای خیرخواہ دولت جو تم کہوگی وہی
ہوگا ابھی ابھی مشہور کرو سرحد باغ سیب مین مشتہر ہو جاے کہ صبح کو ساربان زادہ قتل ہوگا اسرار
جادو نے دل زن کو بلا کر اذن دیا وہ چلا سرما دبرف انداز و ابریق نے چند اشتہار لکھے سرحد
باغ سیب مین چسپان ہوے افراسیاب نے کہا ای ملکہ اسرار جادو آج شب کو تم بھی اسی مقام
پر کیفیت باغ سیب ملاحظہ کرو صبح کو عمرو کو قتل کرکے جانا ای اسرار جادو تیرا جانا درست ہی مگر
لونڈیان غلام بادولت کا کیا کر سکتی ہین اُنکی بھی یہ لیاقت ہی کہ بادولت کے مقابلہ مین آئین جسدن
قصد کرونگا مثل نقش قدم مٹا دونگا اسرار جادو نے عرض کیا ای شہنشاہ شعر خلاف رای سلطان
رای جستن * بخون خویش باشد دست شستن * مجھکو زیادہ گستاخی مناسب نہین ہی مگر دوسری

مقام پر سعدی صاحب ارشاد فرماتے ہین بیت دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد + دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد + آپ نے کیون انکو حقیر جانا چشمہ بڑھ کر دریا ہو گیا اب فنا ورئی دشوار ہو بحر مواج و زخار ہو موجہاے بلا کی طغیانی ہو کشتی حیات طوفانی ہو تو کیا عجب ہو ابتک جو کچھ کیا خوب کیا اب جلد انکا خاتمہ کیجیے سرکشی کی سزا دیجیے میرے نزدیک ایک عمرو عیار اگیا یہان سے تا کوہ عقیق مسلمانون کا فیصلہ ہوا عمرو عیار سب کا سردار ہے یہ ذکر تھا کہ لیلاے شب نے زلف مشکین کو سنوارا مثل عروس شب اول بناؤ کرنے لگی ستارون کی پیشانی پر افشان چنی بدر کامل کی چاندنی لگائی لباس نور آگین جسم پر آراستہ کرکے چھار چرخ بریں کو منور روشن کیا بیت چون بشام آفتاب نورانی + گشت در زیر خاک زندانی + شعر ظلمت شب کہ مشک فام بود + بہر آسائش تمام بود + افراسیاب نے کہا جلسہ آراستہ ہو ایک جانب ملکہ اسرار جادو پہلو مین ملکہ ماران زمین کن کرسیاے جواہر نگار پر تمکن ہوئین مگر افراسیاب جادو نے گلرنگ سے کہا کہ سمنکال عمرو کو لیجا کر مقام میعاد پر رکھو گلرنگ نے قفس عمرو کا اٹھایا سر زنجیر سمنکال جادو کو تھاما اپنے کمرے مین لاکر قفس رکھا دروازے پر کرسی بچھا کر خود بیٹھی مگر افراسیاب نے آراستگی باغ کو حکم دیا اول میان روشن علی خان نے جھاڑ کنول آراستہ کیے ابیات

کنول پانی کے وہ چڑھے تھے گلاس | جن سے شرماے ساغر الماس | یا فلک انجمن کے تارے تھے
یا کلس عرش کے اتارے تھے | ایک جانب آئینے قد آدم بتکلف تمام آراستہ جو آئین صورت

دیکھے غبار دل مٹے اپنے خوبصورت ہونیکا جوش ہو شان و شوکت سکندر فراموش ہو نظم

آئینہ تھا کہ باغ جوہر تھا | بے تکلف دل سکندر تھا | جو تھے سنگ کوہ طور کے تھے
جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے | زور دیوار گیریون پہ بہار | کیسے پستان شاہد دیوار

کنول کا دو شاخہ مثل دست دعا بارہ دری مین یہ کیفیت باغ سیب ابی بہار پر گل لوٹ کے کیفیت دکھاتے تھے موتیا موگرا چمپا چنبیلی جوہی موتیے کے پھول آبرو گوہر بے بہا کی مٹاتے تھے بیلا البیلا جوہی کی نزاکت عارض محبوب کو خجلت بو وہ بھینی بھینی کہ دماغ جان کو معطر کرے چشمون کی صفائی دیکھکر آب گوہر پانی بھرے چمن ہاے طلائی ہر نخل لاثانی گلہاے خوشبو دار ستے نما و خرامان جابجا نازنینان خوشرو سفید پھول ہین کنارے چمک رہے ہین جھونکون سے ہوا کے غنچے چٹک رہے ہین

بہار اس باغ کی کنیز ہمیشہ دست بستہ حاضر گلچین و باغبان خود اس گلشن فرح افزا کے ناظر نازنینان حسین و مہ جبین بھاری پاپجامے آنچل پلے کے دوپٹے چہرے آفتاب عالمتاب ناز و غمزے مین نایاب گل سے چہرے دیکھکر عاشق بیتاب انکھڑیان نشیلین اپنے حسن بیمثال پر مغرور اسرار جادو کے منہ سے نکلا کہ شہنشاہ فیروز بخت ایسا باغ جو بہار کبھی نگاہ سے نہین گزرا ابیات

دلکشا ایسا در باغ کہ سبحان اللہ
جسکو سعدی کی گلستان کا نہ پہونچے کوئی باب

باغ ایجاد کے چارون چمن اسپر صدقے
آٹھ فردوس نہین ایک خیابان کا جواب

ہر طرف بوقلمونی کے عجائب نیرنگ
سرو و شمشاد ہرے گل و ریحان نایاب

غنچون کے دل مین امنگین ہین جوانی کیسی
بوٹے دکھلاتے ہین رعنائی آغاز شباب

جب نسیم آتی ہی کھلجاتا ہی غنچہ دل کا
جب شمیم آتی ہی لیجاتی ہی وہ عطر گلاب

روشون پر عجب انداز سے چلتی ہی صبا
روح کو چال لیے دیتی ہی جسکی بیتاب

رنگ لالہ سے ہم آغوش ہی نسرین بہار
بستر ناز پہ سبزے سے طراوت بخواب

نکہت سنبل تر کرتی ہی مشک افشانی
گل وہ شاداب ہین جنسے کہ ٹپکتا ہی گلاب

صحبت بادہ پرستان کا ہی نقشہ گل مین
شاخ ساقی ہی سبو غنچہ ہی گل جام شراب

بلبلین مست ہین مطلق نہین فریاد کا ہوش
ہار ہو جاؤ گلون کا یہ گلون سے ہی خطاب

باغبان کرتے ہین خاطر تو مدارا گلچین
دشمنون سے بھی چلی آتی ہی بوے احباب

ایسے سرسبز گلستان نہ کبھی دیکھے تھے
کشت امید رہی فیض سے جسکے شاداب

چار سو جوش ریاحین کا گلون کی کثرت
وسط گلزار مین اک نہر مصفا پر آب

جو سے آئینہ مین دیکھی تھی نہ یہ جلوہ گری
چشمۂ مہر مین پائی تھی نہ اسطرح کی تاب

جسکی موجون مین تماشاے درخشانی برق
جسکے فوارون مین کیفیت باران سحاب

جنبش لہراے طبیعت وہ روش لہرون کی
جسکا دم بھرنے لگے چشم تماشا و حباب

وہ صفا خیز وہ تابان وہ درخشان پانی
پانی پانی ہو جسے دیکھ کے موتی کی بھی آب

وہ چمک ہی وہ تڑپ نہر کی لب گردان مین
لاے الماس کبھی جسکے تماشے کی نہ تاب

برج اک نہر پہ خورشید درخشان کا شرف
بارہ برجون مین نہین چرخ کے اک اسکا خواب

چار بنگلے رہ فرح بخش ہین وہ روح افزا	ایک اک جو ارم جن کی ہوا مین بیتاب

الغرض ملکہ باران زمین کن دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے چہرہ گل رنگین مزاج سر پہ جواہر نگار تاج رکھے ہوے سیر باغ دیکھکر شگفتہ ہو رہی ہی صفت مین افراسیاب کی سکراکر زبان کھولی گل کلام رو برو افراسیاب یون پیش کیے کہ اے شہنشاہ گردون پناہ کیا باغ آپ کی بہار تازہ دری کیا قطع داہی حسینان عالم کا اسوقت باغ مین جمگھٹا ہی پرستان کی پریون کا میلا ہی افراسیاب جادو کی بھی نگاہ تخت جمال جہان آراے باران زمین کن پہ پڑی جواب دیا کہ اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی آج تمھارے قدم رنجہ فرمانے سے محفل جادو منزل کا اور ہی عالم ہی غنچہ خاطر با بدولت کھلا ہی تمھارے قریب بیٹھنے سے لطف زندگی ملا ہی یہ کہکر ساقیان ماہ وش کو اشارہ ہوا جام آفتاب ہاتھ پہ رکھکر بصد ناز و ادا پیش کیے اب تو دور جام بے دمدغہ گردش انجام گردش مین آیا ناچ جو ہوا ہی رنگ بندھا ہوا ہی زلف سنبل شب بکر سے گذر چکی ہی مگر لو گرفتار قفس محن مقید سلسلۂ غم آوارہ وطن ذی جبر والا گہر خواجہ عمرو کہ جسے مین قید ہین گلرنگ جادو کے صید ہین ہنگامۂ عیش سنکر طبیعت لہرائی ایک عیاری یاد آئی خیال آیا کہ خواجہ بیٹھے رہو گے صبح کو دم خنجر پر گلا رکھو گے اس کمسنی مین موت کا مزا چکھو گے ابھی دنیا کا کیا دیکھا حسرت و ارمان دل مین بھرے ہین مفلسی دامنگیر ذلیل و حقیر جان تو بچاؤ یہ فکر کر دمکال جادو بیچاری زخمی ہوکر جو آئی ہی ایک گوشے مین بیہوش پڑی ہی بی گلرنگ جادو کرسی بچھائے دروازے پر بیٹھی ہین اگر کوئی اودھر آتا ہی تو منع کرتی ہین کہ ادھر نہ آؤ عمرو قید ہی اسطرف سے راستہ چلنے کی قید ہی یکایک کان مین گلرنگ کے رونے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا عمرو بلک بلک کے رو رہا ہی بیقرار مضطر لباس تمام آنسوؤن سے تر بتر گلرنگ نے پوچھا خواجہ خیر تو ہی کیون روتے ہو کیا ملال ہی جان جانے کا خیال اتنا پہلے نہ سمجھے اتنے بڑے بادشاہ سے بھڑ پڑے افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا ہی بڑے بڑے بادشاہون کو مار چکا ہی بادشاہ قدیم طلسم ہوشربا نکتہ سنج نکتہ بین جلالت و عدالت آئین شہنشاہ لاچین اسکی سلطنت کو افراسیاب نے دبا کر گرفتار کر لیا آج تک کسی کو نہین معلوم کہ کہان قید ہی اتنی شان قید بنا دشوار ہوا ہاتھ سے افراسیاب کے ذلیل و خوار ہوا شاہان

بنگالہ و کانزودیس سے اکثر قصد کیا کہ ہوش ربا پر قبضہ کریں لشکرکشی کرکے آنے یہاں سے
وہ وہ ساحر مقابلہ مین پہونچے کہ اُنکے جی چھوٹے شہنشاہ نیلم شہنشاہ توس و ملکہ فیروزہ فیروزہ بکا
و دخسان سیہ رو و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ اُنسے جاکر لڑے آخر ساحران کانزودیس
مقابلہ نہ کرسکے نوک دم بھاگے ملازمان شاہنشاہی نے خیمے بارگاہین وہان خزانہ لوٹ لیا
اگر شہنشاہ ارادہ کرتے ہم لوگ جاکر خاص کانزودیس مین جھنڈے گاڑتے مگر افراسیاب
نے خیال نہ کیا فرمایا اُس ملک نحس پر قبضہ کرکے کیا کرونگا جادوگرنیان کریہ منظر بدصورت بدوضع
یہان کی شاہزادیان خوش رو خوش پوشاک فن سحر و ساحری مین چالاک کس تکلف سے
طلسم کو آباد کیا یہ سامان یہ شوکت یہ شان کسکو نصیب ہے ہی عمرو تجھ ایسا عقلمند ایسی حرکت
کرے اتنے بڑے بادشاہ کے منھ چڑھے آغاز انجام نہ سوچا چند لونڈی غلام شریک ہوے
آپ سمجھے سامان ریاست ٹھیک ہے ملکہ گلرنگ جادو نے جو اس طرح کہا عمرو اور زیادہ تڑپ
تڑپ کر رویا کہا اے ملکہ گلرنگ مین اس طلسم کو اسقدر وسیع نہ سمجھا تھا اس جوش مین چلا آیا کہ
ایک بادشاہ کو عیاری کرکے مارونگا طلسم ہوش ربا پر قبضہ کرونگا بدیع الزمان کو چھڑا لیجاونگا
طلسم مین پہونچتے ہی بی مہرخ شریک ہوگئین اُنکو ترغیب دی شہنشاہ سے لڑوا دیا یہ نہ سمجھا کہ
افراسیاب قتل نہین ہوسکتا وہ لوگ تو پُرانے ملازم ہین جسوقت جائینگے ملجائینگے اپنی خطا
بخشوالینگے مجھ بیچارے غریب کی مفت مین جان گئی اے ملکہ گلرنگ ذرا اندر آؤ مین تمہین
سے کچھ اپنے دل کا حال کہون کہان تک خاموش رہون رات دوپہر گذر چکی جون جون رات
گھٹتی ہے کلیجے پر چھری چل رہی ہے موجب شعر غافل تجھے دیتا ہے یہ گھڑیال منادی + گردون نے
گھڑی عمر کی اک اور گھٹادی + میرے بیٹے ننھے ننھے بچے کئی جورُوان ہے سب بھوکی پیاسی مرینگی
اُنکی سرپرستی کون کریگا صاحبقران کے دفتر مین ہماری غیرحاضری لکھی ہوئی تنخواہ ملنے کی
امید نہین ملکہ اسوقت زمین پانون کے نیچے سے نکلی جاتی ہے طبیعت خود بخود گھبراتی ہے مین نے
دو چار کوڑیان جمع کر رکھی تھین اہل و عیال دار کو سب طرح کی فکر ضرور ہے صاف کہون کسے
چار پیسے کا غرور ہے کچھ دو چار نیلے پیلے نگینے بھی ہین آپ میرے قریب آئیے تو دکھاؤن
حال دل بھی مفصل سناؤن نام جواہرات کا سنکر گلرنگ کے منھ مین پانی بھر آیا یہ سب

جلد پنجم

جانتے ہین کہ عمرو مرد طماع ہی بڑے بڑے مال پاتے ہین جلدی اُٹھکر اندر آئی عمرو کو دم دینگی
خواجہ مجھسے کوئی بات نہ چھپاؤ ہم تمھاری سفارش کرینگے ہمارے کہنے پر رہو گے تو قید سے تمھین
چھڑوا دینگے مین افراسیاب جادو کی کلید عقل ہون مجھے سب طرح کا اختیار ہی بی حیرت
کی میرے سامنے کیا لیاقت ہی ہر بات کا شہنشاہ مشورہ مجھی سے لیتے ہین میرے حسن و جمال
پر جان دیتے ہین میری بانکی ادا اٹھلا کے چلنا ذرا بہت پسند فرماتے ہین اکثر کہا کرتے ہین مین تجکو
گھر مین ڈال لونگا مین منھ نہین لگاتی رات کو کبھی اُنکے پاس نہین جاتی الگ الگ رہتی ہون
عمرو نے کہا ای ملکہ عالم شہنشاہ سے ہماری سفارش کر دو ہمیشہ غلامی کرینگے تابعدار بنے
رہینگے گلرنگ نے کہا صاف صاف کہو ہمکو کیا دوگے ہم ابھی چھڑوا سکتے ہین بچا سکتے ہین
شہنشاہ امیدوار رہتے ہین کبھی خراج و باج کے واسطے اکثر جو بادشاہ قید ہوتے ہین مجھ ہی
کمبخت کو بولنا پڑتا ہی وہ بیچارے سلامت رہین مجکو بہت مانتے ہین حیرت جادو سے
بیشتر مانتے ہین تحفہ تحائف بھیجا کرتے ہین میرے نام سے ڈرتے ہین عمرو نے کہا بی گلرنگ
تمکو اپنی صورت کی قدر نہین ہی اپنے کو بگاڑے رہتی ہو صبح کو اُٹھکر دو انگلیان مسّی کی لگا لیا کرو
اُبٹنا منھ پر ملا کرو چار دن مین رنگت کھلجائے انگڑیان تمھاری غضب کی ہین اور یہ جو آپ نے
فرمایا ہے کیا دوگے مجھ غریب کے پاس کیا ہی ایک تاج لقا کا مدت سے میرے پاس رکھا ہی
ایک سال کا خراج ملک باختر کا اُسمین صرف ہوا ہی بی گلرنگ آدھا تم لے لو سارا نہ لیسکو گی
گھبرا جاؤگی گلرنگ ایسی بات کو کیا بھتی جواب دیا خواجہ مین چھپا رکھونگی جو ملے کے نیچے بڑی
ہنڈیا مین رکھ کے گاڑ دونگی عمرو نے کہا ہان ملکہ جو ایسا مزاج مین ربط و ضبط ہی تو ضرور دونگا
اب تمھارے ساتھ معاملہ کرونگا میرے ہاتھ کھولدیجیے تو تاج نکال کے دکھاؤن اب تم سے
کیا پردہ ہی میرے پاس بڑا مال ہی جس ملک پر چڑھ کر حمزہ گئے ہین نے وہان کے بادشاہ کا
تاج لیا اُسکو محتاج کر دیا گلرنگ نے پوچھا خواجہ کہان رکھے ہین عمرو نے کہا میرے پاس
زنبیل ہی وہ میری تحویل ہی تم آدمی معقول ہو سب چیزین دکھاؤنگا مگر بے ایمانی نہ کرنا ایک
تاج لے لینا سونا چاندی بھی میرے پاس بہت ہی باؤ بھر سونا سیر بھر چاندی سے زیادہ نہین دونگا
تم سے عہد پختہ کر لونگا گلرنگ نے کہا خواجہ ہماری بات مین کبھی فرق نہوگا جو کہو گے

دی کرینگے جو چیز لین سے تمھاری خوشی ست لین گے یہ کہکر گارنگ نے عمرو کے ہاتھ کھولے خواجہ کے ہاتھ پانون تابو مین آئے سنبھل کے بیٹھے کبھی مسکرائے کبھی ہنسے کبھی گنگنائے کہا ملکہ غزل تو سن لو تم سمجھدار معلوم ہوتی ہو ذرا دل سے اپنے حسب حال یہ اشعار مین یہ کہکے چہکے چہکے بہاگ کی دھن مین یہ غزل خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے ملکہ گارنگ کو سنائی غزل

ہمدمی تجھ سے مین جز آہ رسا کس نے کی
آبیاری مرے اشکون کے سوا کس نے کی

مرض عشق مین پھٹکا مرے پاس کوئی
کس نے دی مجکو غذا میری دوا کس نے کی

کب نکلسکتا ہی ظلمات مین پھنس کر کوئی
میری گردن تری زلفون سے رہا کس نے کی

غنچۂ دل کو ہی کیون پاس نسیم وصلت
سب چمن جھومے مین پیدا یہ ہوا کس نے کی

جز ترے آنکھون مین انسان رہا کیون ای نور
خانۂ دل مین جگہ تیرے سوا کس نے کی

کھینچ لاتا تھا دل اس کوچہ مین اور پانون کسے
ہی ستم کس نے سزا پائی خطا کس نے کی

عشق کامل تھا مجھے کی نہ گر حسن نے قدر
تمہین منصف ہو وفا کس نے جفا کس نے کی

حیرت آئینہ کو ہی سو ہوسے فتنے بیدار
ناز سے آنکھ دم صبح یہ وا کس نے کی

گل نے بھی بدلہ ہی جامہ نہ وہ رنگ اب نہ وہ بو
باغ مین زیب بدن سرخ قبا کس نے کی

ابر برسا ہی ذرا تجھہ نہ لیجے طوفان
مین تو واقف بھی نہین آہ و بکا کس نے کی

گلرنگ جادو یہ غزل سنکر بیقرار ہوگئی کہا خواجہ سب شعر بہت عمدہ ہین خوب گاتے ہو بس اب لاؤ مال دکھاؤ ہم افراسیاب سے تمھین مانگ لین گے اپنے ساتھ رکھین گے عمرو نے کہا ملکہ ہم بھی تمھارے پاس رہین گے رات کو پانون دبایا کرین گے گانا سنائین گے رنج و غم مین دل بہلائینگے لو اب مال دیکھو یہ کہکے زنبیل کی گھنڈیان کھولین کہا ملکہ ذرا دیکھو تو لو لینا دینا تو خیر جو تمھارا ہی وہ ہمارا ہی جو ہمارا ہی وہ تمھارا ہی گلرنگ نے سر جھکا کر دیکھا زنبیل مین ایک شہر آباد نظر آیا عمارتین عمدہ عمدہ ایک خشت سونے ایک خشت چاندی کے سنگ خشت درخت پھولے پھلے دروازے مثل آغوش عاشق کھلے ہر رنگ کا تماشا مہ جبینون کا جمگھٹا حوروشون کا جلسا ابیات لائق ملاحظہ ناظرین

بیچ مین باغ کے ہی جلوہ نما اک کوٹھی
وجد کرتا ہی ملک دیکھ کے گلریز حباب

رب اورنگ زمین تاج فلک عرش قباب
جس کو ہو طرز عمارت ایسی

پر تکلف کبھی دیکھی نہ سجاوٹ یہ کبھی
ایسے سامان نظر آئے نہ ایسے اسباب

غازۂ صبح سفیدی در و دیوار کی ہے
فرش اُسکا شرف چادرِ عکسِ مہتاب

دیکھکر حسن کو پردون کی چھتین حیرت مین
خوشنما ایسی چھتین جیسے پریزادونکو حجاب

جھاڑ سب نور کے شاخ شجرِ طور کنول
آئینہ ہے درخشان کا رخ عالمتاب

نصب وہ چار طرف بوقلمون تصویرین
دیکھنے والے کو تصویر کرے استعجاب

ہر طرف ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہے ایک حورؤش کی زبان پر یہ صدائے دعا جاری ہے خداوندا ہمارے بادشاہ خواجہ عمرو سلامت باکرامت رہین دوست اُنکے نہال دشمن پامال گلرنگ نے دیکھا ایک جانب دریائے قہار و زخار اُسمین بجرے سو کشتیان بڑے بڑے جہاز دخانی کش و بازی چھوٹے ہین سب طرح کے مال اُسپر لدے ہین جابجا اشیائے نادرہ کا انبار رفتنی بیشمار آدمی ہین غل اُٹھ رہی ہے صدائے فریاد و الغیاث کی بلند کوئی خوش کوئی دردمند کنارے دریا کے ہزارہا مزدور ٹوکریان سرون پر سمیٹ سونا ہاتھ مین کام سے۔ بازار دور دور کا چوترون پر دھڑاک سے سونا پڑا ہوا ہے مال اُتر رہا ہے صندوق زر و جواہر سے معمور ایک گوشہ مین تاج بھی بہت سے رکھے ہین گلرنگ نے کہا خواجہ یہ کون شہر ہے تمھارے نام کا بازارون مین گرد سا ہے ایک طرف تاج بہت سے رکھے ہین پانچ تاج لونگی جب تمکو سا کرونگی خواجہ عمرو نے کہا دیکھو بدمہدی ہونے لگی یہ باتین میرے سب خلاف ہین مگر خوشی تمھاری اُٹھالو گلرنگ جادو ہاتھ بڑھا کر جھکی عمرو نے چوترون مین ہاتھ دے کر تہ دیا گلرنگ زنبیل مین جا پڑی گلرنگ نے دیکھا کہ تھے ہی آفت برپا ہوئی کالی کالی وردیان کالی صورتین پانچ چار آکر گلرنگ سے لپٹ گئے کپڑے اُتارنے لگے یہ چیخی بیٹی کون سنتا ہے کپڑے اُتار کر ایک عرقی باندھی ٹوکری مٹی کی سر پر رکھی سپاہی نے کہا چل آگے بڑھ ذرا جورگی ایک دھول ایک تھپڑ لگی گلرنگ کو سب بالکل فراموش حیرت کا جوش انشاء اللہ دو مقام پر مختصر مختصر حال زنبیل کا محرر نے لکھا ہے کسی مقام مفصل تحریر ہوگا کہ زنبیل مین خواجہ عمرو کی کیا کیا اشیا ہین بموجب روایت ملا ظہیر فاریابی یہ زنبیل عطیۂ حضرت آدم ہے یہ زنبیل ب خواجہ کی ہمدم ہے جب خواجہ نے گلرنگ کو زنبیل مین ڈال دیا ایک گنہگار کو زنبیل سے نکالا اُسکو اپنی صورت بنا کر قفس مین بند کیا ہاتھ پاؤن اسیطرح رسی سے

باندھ دیے آب رنگ و روغن عیاری کا لگا کر گلرنگ کی صورت تیار ہوئے وہی صورت وہی لباس وہی زیور زدات پر آراستہ کیا ہنستے ہوئے باہر نکلے دیکھا ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہی افراسیاب مست و مخمور تخت پر بیٹھا ہی ایک پہلو مین ملکہ ماران زمین کن افراسیاب بہ نگاہ محبت چہرہ بے نظیر کو دیکھ رہا ہی مگر ملکہ اسرار جادو دمبدم یہی کہ رہی ہی ای شہنشاہ اب رات کم باقی ہی یہ صبح قتل عمرو کی ہی سامری و جمشید ہماری آپ کی امداد کرین خیر و عافیت سے عمرو قتل ہو جائے مراد سامری پرستون کی پوری ہو مسلمانون کا حوصلہ پست ہو ای شہنشاہ صفحۂ خاطر پر اس کلام فرحت انجام کو لکھ لیجیے عمرو کے قتل ہوتے ہی بی مہرخ و بہار وغیرہ فوراً خدمت مین حاضر ہونگی عذر تقصیرات کرینگی سرکار بجبت ملینگے اول تو اِس کنیز نے آپ کی اب کمر باندھی ہی مین صبح کو لشکر گران لے کر بر سر مسلمانان جاؤنگی ایک سحر کر کے سب کو باندھ لاؤنگی مگر بشرطیکہ عمرو قتل ہو جائے افراسیاب کہتا ہی ای اسرار جادو تجھکو سودا ہی خیالات محال تیرے دل مین ہین شکوک تیرے آب و گل مین ہین اب تھوڑی رات باقی ہی عمرو کو اپنے ہاتھ سے قتل کر لشکر کشی کا تجکو اختیار ہی اتنا تردد بیکار ہی یہ باتین خواجہ نے سب اپنے کانون سے سنین ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا کنیزون سے پلٹ کر کہا دروازے پر قید خانہ کے حاضر ہو آج سامان دعوت اسرار جادو و ماران زمین کن کا ہوتا ہی ہر ایک مصاحب سرکار کام کر رہا ہی ایسا نہو کہ صبح کو پرسش ہو مین میخانہ کا انتظام کر دون چونکہ اسرار جادو سے ڈرتا ہی فکر ہی کہ اسکے سامنے بھی بچاؤن الگ الگ اپنا کام کرون یہ کہکر میخانہ پر تشریف لائے داروغہ سرشار جادو کرسی پر بیٹھا ہی گلابیان بھیج رہا ہی عمرو بصورت گلرنگ سامنے آیا سرشار جادو اٹھ کھڑا ہوا کہا کیون ملکہ گلرنگ خیر تو ہی عمرو نے کہا واہ میان سرشار کیا خاک انتظام کیا شہنشاہ خفا ہوتے ہین بادشاہون کے پینے کی شراب خاص عمدہ کشیدہ الگ چاہیے تفرقی علٰحدہ ہو مگر آپ سے کچھ نہو سکیگا آپ کنارہ کیجیے اب کشتی مے محفل مین ہم روانہ کرینگے بڑے جوش و خروش مین انتظام ہوگا اب ہم بھی موج مین ہین ہمارے تمھارے کیا جدائی ہی بدنامی نہو شہنشاہ ناحق غصہ کرتے ہین عجب مردوا ہر جائی ہی آج بی ماران زمین کن پر زہر اگل رہے ہین آنکی بانبی کی فکر ہی یہ افراسیاب ہی ضرور ڈنک ماریگا پیچ و تاب دکھائیگا آخر ہندی کا سر کچلا جائیگا یہ سنکر

دار وغہ صاحب کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوے کہا ملکۂ عالم آپ ہی سب صاحبون کے تصدق سے یہ عہدہ ہی یہ سنتے ہی عمرو میخانہ مین گھسا شراب کو خراب کرنے لگا بیہوشی ملا ملا کر بھیجنا شروع کیا ساقی بچون پر پکار پکار کر تاکید کر رہا ہی ارے جلد شراب پہونچاؤ سب کو پلاؤ آج ہم ساقی ہین کوئی باقی نرہجاے شکایت کا کلمہ کسی کی زبان پر نہ آے اب عمرو نے پیپلے شراب کے بیرون باغ سیب ہالیان افراسیاب کو بھجواے سپاہی افسر دوڑے ملکہ گلرنگ کو دعا دینے لگے ای ملکہ گلرنگ ہمیشہ تمھارے باغ حسن مین بہار رہے گل مراد شگفتہ ہو شاخ آرزو پھولے پھلے دشمن خوار وزار رہین صرصر حوادث کی جفا مین سہین عمرو کہتا جاتا ہی کہ میدان صاحب لیجیے آج ہمارا اہتمام ہی دل بھر کے پیجیے جو نہ پیتے تھے وہ بھی دوڑے بقول شخصے کہ مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہی باہر لشکر مین بھی میسکشی کا ہنگامہ گرم ہوا بارگاہ مین افراسیاب کے کوئی شک شکوک کا محل باقی نہین عمرو قید ہی اول مین چند جام پہونچ چکے ہین اسرار جادو بھی نصیحتین کرتے کرتے خاموش ہوئی ماران زمین کن نشہ مین چور افراسیاب مخمور سامنے طائفے ناچ رہے ہین ہر مرتبہ پلٹ کر جمال عابد فریب زاہد فریب ماران زمین کن کو دیکھکر محو ہوتا ہی مزرع دل مین تخم محبت بوتا ہی نشہ مین بی ماران زمین کن کا چہرہ سرخ دونون زلفین دونون جانب ہل رہی ہین ہر حلقہ مین دل عاشقان گرفتار شب تاریک کے مضمون پیدا ہین بے اختیار افراسیاب صفت گیسوے مشکین مین اشعار پڑھنے لگا

افشا ہو راز حسن کھلین عقدہ ہاے زلف
شانے کی ہر زبان پہ ہو ماجراے زلف

ای خوشخرام پیچ نزاکت کا ہے بڑا
سوے کمر دوتا ہو اگر جھونک کھاے زلف

سودا ہی ہمکو سنبل باغ مراد کا
چلتی ہی اپنے گلشن دل مین ہواے زلف

شانے کی جا انہین دل صد چاک دیجیے
وہ پیچ کیجیے کہ بہت پیچ کھاے زلف

کھل جاے اپنی آنکھ معطر دماغ ہو
غش مین خود وہ پری ہین اگر سونگھ جاے زلف

دیگر

مو تنے سے چل کے کیجیے طول کلام زلف
ہو جاے آج وادی ایمن شام زلف

کیون آنکھ پھیر لیتے ہو گیسو کے ذکر مین
کاٹا نہ تیغ ناز سے جسنے کلام زلف

گیسو کی یاد بعد فنا بھی نہ بھولین گے
قرطاس صبح حشر پہ لکھین گے نام زلف

ہون محوِ زلف پیچ کی باتین نہ کیجیے	ٹلیے بہت نہ رشتہ طول کلام زلف
زلفون کو منھ پہ رکھکے وہ دانستہ سو رہے	آپ گھر مین گھومتے ہین مشک شام زلف

ماران زمین کن نے مسکرا کے منھ پھیر لیا کہ شہنشاہ مجھے یہ باتین اچھی نہین معلوم ہوتی ہین اب رنگ محفل دگرگون ہونا شروع ہوا اول بیرون در باغ سیب سے لگا لگا یہ شراب جو بھیجی جسنے پی بیہوش ہوا اب باغ سیب مین جابجا جادوگر و جادوگرنیان نشہ کے جوش مین بدحواس پھرنے لگین کوئی کنج باغ مین جا گری کوئی جوش مین آکر چشمہ مین پھاند پڑی کوئی آنکھون کی اندھی کنوین مین جا رہی ناچنے والیون کے بھی ہوش پراگندہ ساز ندے بدحواس خواجہ عمرو درِ میخانہ پر بیٹھے دیکھ رہے ہین ہنستے ہین خوش ہین کہ نمک سرکاری کی تاثیر شروع ہوئی رنگ جم گیا افراسیاب پر عمرو کی نگاہ ہے سب سے زیادہ اسرار جادو کا خیال ہے دل سے کہتے ہین کہ یہ بڑی ہوشیار ہے آج دربار کو درہم و برہم کرکے نکلو مگر جب یہ خیال آجاتا ہے دل تھراتا ہے کہ سرحد باغ سیب سے کیونکر نکاسی ہوگی بڑی خرابی ہوگی یہ سوچتے ہوے پھر قید خانہ مین آکر سمنکال کو ہوشیار کیا گبرا کے اسنے آنکھ کھولی دیکھا نفس مین خواجہ بیہوش پڑے ہین قریب سیر ہے گار نگ کھڑی تنبیہ و تہدید کر رہی ہے کہتی ہے کیون اے سمنکال جادو اب کہو صبح کو کیا ہوگا ساحران زادے کے ساتھ دینے کا مزہ چکھا یقین قتل ہے پایگا امان نہ پائیگا تمھاری جان گئی اب کہو کیا ارادہ ہے اگر سامری و جمشید کو برحق جانو تو مین تمھاری سفارش کرون شہنشاہ ہوش ربا سے گزارش کرون سمنکال نے جواب دیا کہ اے گار نگ جادو جا تو مجھو ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دو سامری و جمشید پر لعنت ہے مین دل سے مطیع اسلام ہو چکی ہون خضر بیابان ہدایت نے رہبری کی اب غول بیابان بدعت بنکر نہ بہکا سکتا۔ چھوکری جانہ مجکو سمجھا مین عمرو کے ساتھ اپنی جان دونگی یقین ہے کہ ثابت قدم رہونگی جب عمرو نے سمنکال کو ثابت قدم کوے محبت مین پایا کہا اے سمنکال مبارک ہو مین نے رہائی پائی گار نگ کو پکڑ لیا وہ زنبیل کی سیر کر رہی ہے دیکھو سب بیہوش ہو رہے ہین مگر ہو سکتا ہے کہ تو مجکو باغ سیب سے نکلیگی میرے لشکر تک پہونچ سکے گی سمنکال مثل گل کے شگفتہ ہوئی جواب دیا خواجہ اس کنیز کا خیال رکھنا فراموش نہ کرنا سرحد کیسی تم تو باغ سیب مین ہو میری یہ لیاقت نہین ہے

کہ مین یہان سے لیکر نکل سکون جو شخص مثل افراسیاب ہو سحر مین انتخاب ہو وہ لیجا سکتا ہی میری
یہ حقیقت نہین ہی ای خواجہ حقیقت مین تمنے بڑا کار نمایان کیا تمھاری عیاری پر دل کو تقویت
اور روح کو راحت ہوئی مگر سب کے بیہوش کرنے سے نفع ہوا کتنا دشوار ہی کہ دو کاوش بیکار ہی
عمرو نے کہا خیر ملکہ تم نہ گھبراؤ خدا مالک ہی اگر نہ نکل سکونگا تو آج باغ سیب مین خون کے دریا
بہا دونگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے روئی عطر بیہوشی کی کان سے نکالی سمنکال جادو کو سنگھائی اسکو
بھی اٹھا کر نذر زنبیل کیا مگر کہدیا دادا جان اسکو اچھی طرح رکھنا یہ ہماری دوست صادق محب
واثق ہی مطیع الاسلام ہی ایک اور گنہگار نکالا اسکو بشکل سمنکال جادو بنایا اسی طرح سلسل
کر کے ڈالدیا اتنے عرصہ مین بارہ دری مین سب بیہوش ہوئے افراسیاب کا بھی تخت پہ
سر ڈھلک گیا مع اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن وغیرہ سب بیہوش اب اندر سے
باہر تک سناٹا ہو گیا اسقدر عمرو کو ملال ہی جان جانے کا خیال ہی کہ اسوقت کسی کا لباس
نہ اتارا مال و اسباب بھی نہ اٹھایا مگر اسرار جادو پر نیمچہ کھینچکر چلا کہ پہلے اسی کو ماردون یہ بڑی
ساحرہ زبردست ہی کیا کیا افراسیاب کو سمجھایا ہی میری جانب سے بہکایا ہی جہان تک ہو سکے
آج اسکے امیرون اور روز بردن کو قتل کردے جب صبح ہو جائیگی کسی گوشہ مین چھپ رہینگے
کوئی سامان نکاسی کا کل آئیگا جامع المتفرقین اپنی قدرت سے فرخ و بہار سے ملائیگا ہر چند
کہ سب بیہوش پڑے ہین مگر دل بیتاب ہر مرتبہ نیمچہ کھینچکر قریب اسرار جادو کے جاتا ہی گھبرا کر
پلٹ آتا ہی عمرو ایسا بیباک قتل مین ساحرون کے چیت و چالاک مگر اسرار جادو پہ ہاتھ
نہین اٹھتا دل بیٹھا جاتا ہی عجب کئی مرتبہ یہی کیفیت ہوئی آئینہ دار عمرو کو حیرت ہوئی دل سے
کہا بسم اللہ قتل بھی کرو ہرگز نہ ڈرو نعرہ کر کے چلا نعرہ خواجہ عمرو

سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلائے جان کفار

بباغ دین زکرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

کزان استاد عیاران عالم
جہان سرہنگ در خنجر گزاری

چاہتا تھا کہ نیمچہ مارے کہ زیر فرش
کی کھٹکی عمرو نے گھبرا کر کہا کہ خدا خیر کرے یکایک زمین شق ہوئی عمرو نے دیکھا کہ نور افشان
جادو استاد شہنشاہ کوکب روشن ضمیر گردن اٹھا ہوا پسینہ پسینہ رنگ رو متغیر متردد و متفکر ہاتھ
خواجہ کا تھام لیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری وای گل گلدستہ حدیقہ طراری ماشاء اللہ کیا کام نمایان

کیا مگر آپ کی عقل سے بعید ہی اسرار جادو کو آپ قتل کرتے ہین اِس بعید سے آپ نجیب ہین
حکیم بقراط ثانی کے پرچہ مین اسرار جادو و ماران زمین کن تحریر ہی کہ حضور صلح کرینگے
یہی تدبیر ہی قول بزرگان فراموش کیا ایک ہفتہ سے کم میعاد قتل اسد غازی مین باقی ہی اگر
یہ قتل ہوجاتی پھر رہائی اسد نامدار تا روز قیامت نہ ہوسکتی مسبب الاسباب نے سامان مہیا
کیا مین نے بیٹھے بیٹھے اسوقت قصر نورافشان مین بطور ستارہ شناسی کے دیکھا کہ خواجہ عمرو
ملکہ اسرار جادو و ماران زمین کن کو قتل کیا چاہتے ہین عرق زمین ہوکر آیا اپنے کو آپ تک
پہونچایا ہر کس و ناکس کی مجال نہ تھی کہ اِس مقام تک آتا شکر ہی کہ مین پہونچ گیا آپ کی تقریر
دلپذیر اسرار جادو کے دل مین تاثیر کر چکی ہی فقط فہمائش کی دیر ہی اُدہر اسیطرح خیر ہی عمرو نے
سر جھکالیا کہا ای نورافشان بڑا کام کیا بخدا مجکو بالکل خیال نہ تھا ای شہنشاہ نورافشان ایک
سر ہزار سودے ہے نورافشان نے کہا آپ بہت بجا فرماتے ہین یہ کہکر نورافشان جادو نے
اسی بیہوشی مین ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کو گود مین اُٹھا کر بارہ دری سے باہر
نکالا دونون کو ہوشیار کیا ملکہ اسرار جادو نے آنکھ کھول کر شہنشاہ نورافشان کو دیکھا
عمرو کو رہا پایا ہوش اُڑ گئے کہا ای اسرار جادو یہ کیا بھید ہی نورافشان نے کہا ای ملکہ اسرار
جادو اقوال کاتبان طلسم سب کرسی نشین ہوے عمر طلسم تمام ہوچکی ہمنے تمسے زیادہ دنیا کو
دیکھا مذہب سامری و جمشید باطل پایا ای ملکہ اسرار جادو انجام کا خیال ضرور ہی عمر دو روزہ
پر بیجا غرور ہی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم تہ خاک پنہان ہوے صاحبان نوبت و نشان کا

اشعار

کوئی نام نہین لیتا قبرون کا بھی نشان مٹ گیا | نہ سکندر ہی نہ دارا نہ فریدون باقی
نہ ہی ضحاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی | نہ وہ دیہیم رہا اور نہ وہ تاج رہے | صاحب جاہ و حشم قبر کے محتاج رہے

ای ملکہ اسرار جادو دنیا مقام عبرت ہی نہ جاے عشرت سوچو تو ہم تم کیا ہین کمتر از حباب دریا ہین
زیادہ کلام کا محل نہین ہی تم خوب سمجھتی ہو مذہب خداے نادیدہ کا برحق ہی وہ خالق مطلق ہی
ای ملکہ اسرار جادو مین نے صحبت سامری و جمشید کی اُن شیطانون کی صحبت دیکھی سوا
مکر و فریب کے کچھ نہ دیکھا خواجہ عمرو نے آکر ہمکو راہ پر لگایا اہل اسلام کی بات کا جواب ممکن نہین
ای ملکہ اسرار جادو افراسیاب کو غرور مٹائیگا طلسم ہوش ربا ضرور فتح ہوجائیگا ہم کیا سامری

کی رازدار ہو صاحب جاہ و وقار ہو بس بہتر یہی ہی کہ عمرو کا ساتھ دو موت قریب ہی کفر و کافری کو ترک کرد مین خواجہ عمرو کو لیے جاتا ہون جو جو صلاح ہم تم سے کر جائین ای ملکہ اسرار جادو خبردار خبردار اسکے خلاف نہ کرنا اسکا خیال دل سے مٹادو کہ افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوشربا ہی وقت تباہی طلسم آچکا ہی ای ملکہ اسرار تو جہاندیدہ اور آزمودہ کار ہی زیادہ تجکو ناحق اصرار ہی جب وقت بربادی آتا ہی دوست دشمن بنجاتا ہی جلالت روز و شب نابود اس طلسم کا کیا وجود ای ملکہ اسرار جادو تمکو نادان نہین جانتا ہون اچھی طرح پہچانتا ہون خدا نکرے فلک کجرفتار پر سر آزار ہو کیسا ہی زردار ہو فلک مثل مار سیاہ ٹیڑھی چال چلتا ہی ہر دم زہر اگلتا ہی عقرب نیش زن ہی ہر صاحب لیاقت کا دشمن ہی بموجب اشعار

مستعد اتنا یہ افعی ہی گزند خلق پر — پیچ اسکی چال کا دیکھو ہی شکل اژدہا
خوان پر اُس روبیہ کے مت سمجھ تارونکے نقل — چھپے ہین تودہ مین خاکستر کے یہ چنگاریان
ختم اُسپر ہو چکی بدخلقی و بدخصلتی — چھرہ آیا اسکے گھر اسکا ہوا جو میہمان
تنگیِ اوقات کرتا ہی نصیب حسن و لطف — غنچہ و گل اس سبب سے رنگ و بو کا ہی مکان
ناتوان کو دے توانائی اگر اُسکی مدد — خار ہو جاوین وہین زنجیر پائے رہروان
دیکھ نابک احوال عنقا کا کہ اس ظالم کے ہاتھ — نام بیجا اگر کرے کوئی تو مٹتا ہی نشان
پابرہنہ در بدر ہر دم پھرا دے دشت مین — خار کے سر پر کرے دامان گل کا سائبان
ابر در یا بار کو برسا دے دشتِ یاس پر — خشک رکھے مزرعۂ امید ہر پیر و جوان
ہنس کو موتی چگاتا ہی سدا یہ بے تمیز — پوست کھینچے ہی ہما کا دیکھ ہشتِ استخوان
رشتی کی خاطر کرے سوراخ گوہر کا جگر — بہر سود ناکسان اس سے کسان کا ہی زیان

ای ملکہ اسرار جادو اب زیادہ دماغ خالی نہ کرو اسی طرح جاکر اپنے بستر پر آرام کرو مسلمانون کا ساتھ دو سرکشان مغرور کو قتل کرو اپنا نام کرو باغ اسلام کی سیر مبارک ہو خارستان کفر سے نکلو انشاءاللہ باغبان قضا و قدر گل مراد سے دامن بھریگا سرو حدیقۂ جرأت اسد غازی کو رعنا کریگا غنچۂ آرزو شگفتہ ہوگا گل سرکشی افراسیاب جادو پژمردہ ہوگا اس روش سے انتظام کردو کہ ملکہ حیرت کی جا کر شریک ہو مثل سوسن زبان درازی بیکار ہے بجان سے پریشانی آشکار

سر ہوشمشا دو نے سرکشی کر کے کیا پھل پایا بے ثمر مشہور ہوئے ناحق اکڑ کر مغرور ہوئے اِن کلمات
عبرت تمیز نور افشان جادو سے ملکہ اسرار جادو کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے گلے
مین ہاتھ ڈال کر کہا اے برادر بجان برابر قسم ہے پیدا کرنے والے کی تمھارے کلام فصاحت انجام
سے غبار کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور آنکھون مین نور ہوا صفائی حاصل ہوئی آئینۂ
اسلام نے صورت فتح وظفر دکھلائی مین بدل وجان حاضر ہون اے شہنشاہ نور افشان شب قتل اہل
کو میرے لیے بڑی سختی ہوگی مگر اس بار کو سر پر اٹھایا ہے جان کا ناحق خوف وخطر ہے ملکہ اب مجھکو
نہ شریک ہونے مین ایمان کا ضرر ہے تمھارے چراغ کلام نے خانۂ تاریک دل منور و روشن کر دیا
بادۂ نور اسلام سے ساغر قلب کو بھر دیا صہبائے صفائے ایمان سے مست ہون تا حیات نشہ
نہ اُتریگا مخمور شراب الست ہون یہ کہکر یاران زمین کن کا ہاتھ ہاتھ مین خواجہ عمرو کے دیا کہا
اے رہبر کامل اِس جوان کا اور آپ کا شب قتل اسد ساتھ ہوگا آپ کا دامن اِسکا ہاتھ ہوگا
جادۂ نقب طلسمی کا راستہ پر خطر قدم بقدم جان کا ضرر مین جا نہ سکونگی شب بھر پاس افراسیاب
کے اسی باغ سیب مین رہونگی آپ اسکی دانائی اور نادانی کا خیال نہ کیجیے گا خواجہ سمجھ بوجھ کے
قدم دھرنا اپنی رائے پر کام کرنا یہ کنیز حضور کی راہبر ہے خواجہ عمرو نے جواب دیا ملکہ خدا سر پر
ہے اگر حیات باقی ہے سب مصیبتین جھیلین گے ابھی بڑے بڑے کھیل کھیلینگے دیکھو صبح قریب
ہے ایسا نہو افراسیاب ہوشیار ہوجائے ساری مشقت ضائع جائے میری ہم شبیہ و ہم صورت
ملکہ سمکال کو صبح ہوتے ہی قتل کرا دینا عرصہ نہونے پائے نوبت نقارون کو حکم دینا بجکا مرتبہ
قتل کرانا اے ملکہ اسرار جادو اسقدر خوشی کرنا کہ افراسیاب بھی مبہوت ہوجائے بس بڑا کام یہ ہے کہ
سمجھنے نہ پائے اب ہمارے تمھارے کہان وعدہ ہوتا ہے اسرار جادو نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری
وای نہنگ قلزم زنخار طراری ہم بھی لشکر کشی کر کے زیر گنبد نور آئینگے بعد ماتم کے افراسیاب
جادو سپاہ لیکر باغ سیب مین آئیگا شب بھر میرا اُسکا ساتھ رہیگا اے یاور غریبان وای دادرس بیکسان
آپ ملکہ یاران زمین کن کو ساتھ لیکر جہان یہ لیجائے وہان جائیے گا اپنے حاضر و ناظر کو ساتھ
رکھیے گا اسطرح کے آپس مین عہد و پیمان ہوئے ملکہ اسرار جادو و ملکہ یاران زمین کن کے راز
دنیاز خواجہ عمرو نے خوب سمجھ بوجھ لیے عمرو نے ٹھنڈی سانس بھری کہا اے ملکہ عالم خدا مین مددگار ہے

ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن اسی طرح جا کر اپنے اپنے مقام پر لیٹ رہین گویا سوتی ہین نور افشان جادو نے خواجہ عمرو کی کمر مین پنجہ دیا جو کر کے غرق زمین ہوا خواجہ کو لیکر قصر نور افشان مین پہونچا ملکہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دونون بیٹیان شہنشاہ نور افشان جادو کی حسن انکے عابد کش زاہد فریب پھول سے چہرے آنکھین نرگس شہلا قد سرو باغ حسن و جمال ابرو رشک ہلال شہنشاہ اقلیم حسن و جمال سینہ پر ابھار عجب چھبی کرتیان جسم مین پھرتیاں ہونٹھ برگ گل باغ رعنائی گلو صراحی دار چمن حسن پر بہار سامنے قصر نور افشانی کے مقام مزار عشاقان تعمیر ہوگئی شاہان جلیل و پہلوانان بے عدیل جمال بے مثال پر ان دونون غزال صحراے دلربائی کے مائل ہوکر آوارہ دشت ادبار مصیبت عشق مین گرفتار ہوے آخر آتش سوزان عشق کی گرمی کی تاب نہ لا سکے بارکوہ مصیبت حضرت عشق سر پر نہ اٹھا سکے فقیر بنکر سامنے قصر نور افشانی کے آئے تاب آفتاب جمال کی نہ لائے جسم پھکنے لگے استخوان دہکنے لگے دل و جگر جلا سودا بڑھا خون گھٹا کوئی گلا کاٹ کر مرگیا کسی نے زہر کھا لیا کوئی مثل فرہاد پتھر سے سر ٹکرا کر جان شیرین کا دشمن ہوا تڑپ تڑپ کے جان دی کوئی دشت نجد مین گیا جا جانشین قیس ہون ایک جگہ آسن مارکے بیٹھ رہون آنکھون کی یاد مین آہوان صحراے انس کرون فراق قد محبوب کے بونڈون سے گرد کے ہمصحبت ہون دامن خار صحراے الجھین ابلہ پا ہماری جان پھوٹ پھوٹ کے رو مین خاک بستر خشت بالش سر رہے چندے اس حال مین بسر کی آخر شبہاے تاریک فراق نے ستایا دریاے خواہش دیدار محبوب جوش مین آیا بعد چندے دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار پڑھتے ہوے پھر کوے محبوب مین آئے نظم

روز و شب ہنگامہ برپا ہی میان کوے دوست — ہڈیون پر پھری لڑتے ہین سگان کوے دوست
کسنے مجھ وحشی کے پھینکے انکے آگے استخوان — اک سرے سے ہوگئے مجنون سگان کوے دوست
کب ہی کعبہ کا شرف ایسا کہ رکھتے ہی قدم — پانون اپنے چومتے ہین رہروان کوے دوست

یہ اشعار آبدار بھی اپنے حسب حال مصیبت مآل کوے محبوب مین جھکر پڑھنا شروع کیے غزل

سوز درون کی ای دل اسکو خبر نہین ہی — آہین شرر فشان ہین لیکن اثر نہین ہی
روتے ہین رات دن ہم لیکن ہی خشک دامن — مثل گہر ہمارا آنسو بھی تر نہین ہی
شعرون مین کسکو باندھون دیوان مین لاؤن کسکو — اک وہم سا ہے سب کو اسکے کمر نہین ہی

مرتے ہین پر نہین پاس نقدِ اطاعت حق / کیونکر کٹے گی منزل زادِ سفر نہین ہی
زندہ سمجھ کے مجکو کرتا ہی وار پہ وار / مین مرگیا ہون کب کا اُسکو خبر نہین ہی
اُسکی گلی مین کیونکر پہونچیگی روح اپنی / روح الامین کا بھی جسجا گذر نہین ہی
ابرو کی تیغ تولو مژگان کے تیر مارو / عاشق ہون مین مجھے کچھ خوف و خطر نہین ہی
ای شاہدان مضمون کیونکر بلاؤن تمکو / اب تر رگو تمہارے خون جگر نہین ہی
جس درجہ چاہیے چمکے مہتاب آسمان پر / جب تک کہ بام پر وہ رشکِ قمر نہین ہی
کوچے سے اپنے بستر اٹھوا دو تم نہ میرا / اب تک تمہارے دل مین کیا میرا گھر نہین ہی
اس حور کو لبشہ تو کہہ سکتا تھا نہ واعظ / پر نخمہ دے مجکو منظور شر نہین ہی
وہ خامہ کیا کہ جس سے مضمون نو نہ نکلے / بیقدر شاخ ہی وہ جسمین ثمر نہین ہی
تن پر سے سر جو اُترا اِس سر کا درد اُترا / تن پر جو سر نہین ہی اب درد سر نہین ہی
اُس گل پہ مال اپنا سب نے کیا تصدق / غنچون کی بھی گرہ مین دیکھا تو زر نہین ہی
اہل ہنر کے آگے پڑھو ای قبول اشعار / کیا یاد شاعری کا تجکو ہنر نہین ہی

چند عرصہ تک اِس ہاے واے مین رہے ایکدن خیال ہوا کہ آہ کی تاثیر دیکھین تڑپ تڑپ کے نالے کرین شاید دل معشوق سرکش پسیجے آہ کی تاثیر تو پیدا ہی مگر برق بنکر اپنے اوپر گری بموجب مصرع آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے پھنک کر رہگئے ہر ایک نے جو دیکھا وقت سحر اندھیر تھا عاشق صادق کی خاک کا ڈھیر تھا ملازمان نور افشان کو ثابت ہوا ان جوانان عاشق تن نے محبت مین ملکہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان کے جانین دین شب وصل کی صورت نہ دیکھین اِن ناشاد و نامرادون کی قبرین بنانا مناسب ہی اِسوجہ سے اُس مقام پر حسرت و یاس غالب ہی عود سوز و عنبر سوز روشن ہین دُھوان پیچ و تاب کھا کر اٹھتا ہی پیچ و تاب دیکھکر صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ عاشقان زلف کے مزار ہین اب بھی بعد مرنے کے کمند مصیبت مین گرفتار ہین چادرین پھولون کی بالاے قبر نازک مزاج پڑی ہین بار پھولون کا بھی روح پر بار ہی کبھی کبھی یہ دونون شاہزادیان زیور و لباس سے آراستہ ہوکر بناز و کرشمہ سامنے سے مزار عاشقان کے گذرتی ہین نگاہ یاس سے اُسطرف دیکھ لیتی ہین

عاشقون کی روحین قبر مین بیتاب ہو جاتی ہین آوازین عجیب و غریب آتی ہین کسی نے تڑپکر
صدا دی شعر روشن شد از وصال تو شبہاے تار ما + صبح قیامت است چراغ مزار ما + اگر
جرا ہوا ہون کا کسی نازنین کے ہاتھ سے لحد پر گر پڑا آواز آئی شعر آہستہ برگ گل بفشان بر مزار
ما + بس نازک است شیشۂ دل در کنار ما + کسی سوختہ بخت کی روح مجروح نے آہ کی پتے
قبر کے جلنے لگے خاک سے بھی شعلے نکلنے لگے خواجہ عمرو نے جو اس مقام حیرت انجام کو دیکھا
نور افشان جادو سے پوچھا کہ یہ قبرین کن سوختہ بختون کی ہین جن سے حسرت و یاس
برس رہی ہی بقول شاعر شعر ابر رحمت اگر نہین ای برق + بیکسی گور پر برستی ہی + نور افشان
جادو نے بیان کیا ای شہنشاہ عیاران یہ دونون کنیزین آپکی آفتاب گوہر دندان
و ہلال گوہر دندان صاحبان عفت و عصمت یکتاے روزگار حسن مین اپنا مثل نہین رکھتین
جا بجا کے شہزادے انپر عاشق ہو کر آئے سوداے زلف عنبرین مین انکے تباہ ہوے آخر
انجام عشق یہ ہوا کہ اپنی جانین دین چونکہ شاہزادگان جلیل تھے قبرین انکی اسی مقام پر بنوائین
مزار عاشقان اسکا نام رکھا ہی ہر سال عاشق تن جمع ہوتے ہین انکے ورثا آکر انکی نوجوانیان
یاد کرکے روتے ہین ان دونون کی عفت و عصمت کی قسم کھانا چاہیے جب مین طالب انکی
شادی کا ہوا انھون نے جواب صاف دیا ہم ابھی حصول علم و کمال مین مصروف ہین اگر ہماری
شادی کیجیے گا تو تعلیم و تلقین ترک ہو جائیگی جس طرح چاہنے والون کو اپنے محبت ہی انکو میری محبت
سے رغبت ہی مجکو انکی ذات سے بڑا آرام ہی ملکون ملکون بسبب حسن کے انکا نام ہی جب
سے مین نے آپ کا مذہب اختیار کیا انکی خضوع و خشوع مجھ سے بھی زیادہ ہی جس طرح خوبصورت
ہین اُسی طرح نیک سیرت ہین پاکدامن صاحبان علم و فن حسن و جمال مین یکتا صاحب مہر و وفا
ہر چند یہ صاحبزادیان میرے صاحب سے نہین ایک شاہ جلیل القدر کی دختر بلند اختر ہین اب مجکو
روح سے بہتر ہین خواجہ عمرو نے یہ سنکے دونون شاہزادیون کو گلے سے لگایا پیشانیون پر بوسے
دیے دونون گلعذارون نے غنچۂ دہن وا کیے کہا خواجہ صاحب ہم روز بابا جان سے کہتے ہین کہ ہمکو
مقابلۂ حیرت مین جانے کی رخصت دیجیے ہم بھی جاکر حیرت سے لڑین ایسے معرکے پڑین کہ بی حیرت
گھبرا جائین ہوش و حواس درست نہین جواب دینا مشکل ہو مگر قبلہ و کعبہ نہین قبول کرتے فرماتے ہین

کہ ای نور نظر ایک وقت ایسا آئیگا کہ اہل اسلام کے کشت حیات پر سحاب ابر غم و الم چھا جائیگا اسوقت
مدد کرینگے عنایت سے پروردگار کی بلاے مبرم کو دور کرینگے مگر آپ بھی اپنے ساتھ لیجیے کوشش
رہائی طلسم کشا مین شریک کیجیے خدمتگاری بوجہ احسن بجا لائینگے خدا چاہے تو ملازمان افراسیاب
مان جائینگے خواجہ عمرو نے کہا انشاء اللہ ہم تمھین اطلاع دینگے کہو اپنے سے تمھارے استاد
بے مثل و بے نظیر ہین ہمہ دان و ہمہ گیر ہین انکا کہنا مانو وقت کی منتظر رہو آجکل تردد و انتشار ہی افراسیاب
آمادہ حرب و پیکار ہی شہنشاہ نور افشان نے سامان عیش و نشاط سامنے خواجہ کے مہیا کیا
چند ساعت ٹھہر کر خواجہ عمرو طرف اپنے لشکر کے بصورت مبدل روانہ ہوئے دو کار گزار داستان
افراسیاب سنیے کہ یہ مبتلاے خواب خرگوش صبح کو جب فتنہ کے بیدار ہوا دیکھا ملکہ اسرار جادو و
ملکہ باران زمین کن اٹھین کل سردار اپنے اپنے مقام سے اٹھے افراسیاب نے کہا ای اسرار
جادو بیرون باغ سیب میدان خونی کی تیاری کراؤ سامان قتل عمرو بتعجیل مہیا ہو اس عرصہ مین
کارگزاران شاہی حاضر آئے دست بستہ عرض کی شب کو سرکار نے براے قتل عمرو اشتہار دیا تھا
لاکھو کھا آدمی واسطے تماشا دیکھنے کے حاضر ہین انتہا کا مجمع ہی مگر جابجا یہی چرچے ہین کہ کئی مرتبہ عمرو
کے قتل ہونے کا اشتہار ہوا وہ عالم ہمیشہ بچا آج بھی ویسا ہی کچھ ہوگا اسرار نے کہا سچ کہتے ہین اندھا
جب تپیا ہے جب دو آنکھین پاے جلد جاکر میدان خونی کی تیاری کرو اہالیان مجمع کو تسکین دو
کہو کہ بھائیو آج ثواب بے انتہا حاصل کرو قتل عمرو مین شریک ہو یہ بھی سنادو کہ ملکہ اسرار جادو کا
قیدی ہی آپ لوگ آمادہ رہین فوراً آتے ہین ساربان زادے کی قید آپ سب صاحبون کو دکھاتے
ہین اس بانی کو ابھی دار پر چڑھاتے ہین کارگزاران شاہی بیرون باغ پہونچے جلادان خرس طینت
میمون خصلت جمع ہونے لگے ہر طرف ہنگامے ہین کہ لو صاحبو سرکشی کا اختتام ہوا آج تو ساربان زادہ
قتل ہوتا ہی اب بی مہرخ و بہار کہان جائینگی آخر دست بستہ خدمت شہنشاہ مین آئینگی مگر یارو یہ
وہ شخص ہی کہ جو شہنشاہ سے برابر لڑا کئی سال معرکہ پڑا ایک نے کہا یہ ہمکو کب سے معلوم ہوتا ہی
کہ وہ قتل ہوگا بھلا وہ مرا یا جانے کتنی مرتبہ ہم لوگون نے بھی سنا عمرو قتل ہوتا ہی یہان جب
آئے تو خبر پائی کہ وہ لوٹ مار کے نکل گیا شہنشاہ کا لاکھون روپیہ کا نقصان ہوا ویسا ہی کچھ آج
بھی ہوگا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی امد امد افراسیاب کی ہوئی اوّلان اول سرما و برف آمد

و ابرق کوہ شگاف اہتمام سواری کرتے ہوے آکر ٹھہرے ایک جانب سے لکہاے ابر سرخ وسیاہ اُٹھے شاہزادیان خوبصورت نیک سیرت نازنینان دربند طلسم کرجاکر خدمت مین افراسیاب کی رہتی تھین اسباب سحر سے آراستہ لباس معقول زیب جسم آکر ٹھہرین بیچ مین دیکھا افراسیاب ایک تخت سحر پر سوار چار اژدر آتش فشان کسے ہوے منھ سے شعلہاے آتش چھوڑتے ہوے افراسیاب بکبر ونخوت تخت نکبت پر سوار گرد اگرد سرداران جادو ایک سمت طاؤس زرین بال پر ملکہ ماران زمین کن وملکہ اسرار جادو اہتمام کرتی ہوئی دم محبت شہنشاہ کا بھرتی ہوئی ایک آرا بے پر عمرو عیار وملکہ ہمنکال جادو مسلسل ومطوق بیہوش ومدہوش پڑے مین جادوگر وگنج جب بہت غل مچا باہر صدائین نقارون کی بلند ہوئی تب ان دونون گنہگارون نے آنکھین کھولین حیران وپریشان چہار جانب دیکھ رہے تھے اب تو غل بلند ہوا یارو افراسیاب کی نیر اقبال اوج پر ہی بالکل فتح وظفر ہی ہو واسطے دودن کے سلطنت ووزارت حکومت ہوچکی خاتمہ ہوا آج عمرو قتل ہوتا ہی اسی ہفتہ مین طلسم کشا بھی مارا جائیگا گنبد نور سے اُتارا جائیگا اب بی مہرخ وبہار کیا کرینگی کہان بھاگ کر چھپینگی کون انکا دستگیر ہو توجانون کے قتل پہ آمادہ بہ سرخ پیرہی جابجا یہ ہنگامہ ہر کوئی کہتا ہی عمرو قتل ہوتا ہی بعض لوگ کہتے ہین مشہور تھا کہ عمرو کی ساحرون کے ہاتھ سے قضا نہین ہی یہ بصورت عمرو کوئی اور ہی یہ بھی ایک عیاری کا طور ہی بچاؤ وہ بڑا فتنہ انگیز ہی عیاری مین بہت تیز ہی اسرار جادو کو قتل عمرو مین بڑا اصرار ہی سب دیکھ رہے ہین کہ انتہا کی بیقرار ہی بذات خود انتظام مین مصروف ہی دارا استاد کرائی نقارچیون نے آواز دی سترہ سو نقارہ چاشنی دے کر درست کرو تیار رہو جسوقت یہ دونون بیدم ہون رہرو راہ عدم ہون سترہ سو نقارون پر ایک مرتبہ چوب پڑے بار ومزا یہ ہی کہ زمین ہل جاے سب کو خلعت زرنگار ملینگے غنچۂ آرزو کھلینگے ایک ایک کو بادشاہ طلسم ہوش ربا نہال کریگا منھ تمھارے موتیون سے بھریگا کمان تک زر وانعام لوگے بہت راضی ہوگے ہماری مشقت وخیرخواہی دیکھو یہ ساموندی کا نام ہمارے باغ مین پہونچا بعنایت سامری ہمنے گرفتار کیا راہ مین بی ہمنکال نے چاہا قید چھین لین ہم فوراً پہونچے اس بدکردار کو مقید کیا رات جاگ کر کاٹی سامری سامری کرکے صبح ہوئی آج یہ دوشخص قتل ہونگے

جسکا تمام عالم مین شہرہ ہی بڑے بڑے ساحران نامی کو اُسنے مٹایا کوئی اسکا دامن نہ چھو سکا
آفتاب جاہ و جلال افراسیاب طالع ہوا نیر دولت و کامرانی ساطع ہوا اے اہالیان طلسم ہوش ربا
مضمون حق بحقدار رسید ظاہر ہوتا ہی دوست خوش ہین دشمن مثل ابر بہار روتا ہی زمانہ سرکشی کا
تمام ہوا لبریز عمرو کی زندگی کا جام ہوا نعرے لگاتی ہوئی ملازمان شہنشاہ کو ہنساتی ہوئی قریب
آرا بے کے آئی ایک لات عمرو کو ماری کہا کیون گوڑے سوے موڈی کاٹے حرامزادے فسادی
جعلساز غدار و مکار چور اُچکون کے سردار ارے جہان تیرا قدم جاے ماں بیٹون مین فساد ہو
جس گھر پر سایہ تیرا پڑے وہ گھر برباد ہو اگر تیرا سایہ باغ مین پڑے پھولون سے رنگ و بو جدا ہو
سرو اپنی راستی بھولے ہر چمن مین فساد کا گل پھولے بلبل و قمری مین جھگڑا ہو گلچین و باغبان
آپس مین لڑین خزان بہار پر غالب آے ہوا تاثیر آگ کی دکھاے ہر گل شگفتہ مرجھاے ہر شجر
نخل ماتم ہو جاے مگر یہان تمھاری سرکشی نے کچھ تاثیر نہ دکھائی کیا جلد موت آئی یہ کہکر ملازمون
سے اشارہ کیا ملازمون نے دونون کے پاؤن مین زنجیر باندھی زنجیر پکڑ کر کھینچی اس کر زمین سے
اونچے ہوگئے مثل چورون کے اُلٹے لٹکے ملکہ اسرار جادو دوڑی ہوئی قریب شہنشاہ
افراسیاب کے آئی افراسیاب نے کمان کیانی اٹھائی ساٹھ ہزار کمانین کڑکین ملکہ اسرار
جادو نے تیر چھوڑا ساٹھ ہزار عقاب تیر گوشہ کمان سے اُڑے سینہ پر گنہگارون کے پڑے
مُہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرے جسم چھلنی ہوگئے اب اور ساحرون کے ڈھیلے تیر و تفنگ چلے
لاشے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے سترہ سو نقارے پر چوب پڑی زمین کانپ گئی صداے مبارکباد
بلند ہوئی لاشون کو حکم ہوا پاؤن مین رسّی باندھکر سرحد باغ سیب مین کھینچے ہوے پھرو تمام ملکون مین
مشتہر کرو کہ عمرو قتل ہوا افراسیاب پلٹ کر تخت حکومت پر بیٹھا نذرین گذرین خوشیان ہونے لگین
ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کو خلعت فاخرہ سے شہنشاہ افراسیاب نے مخلع کیا ملکہ
اسرار جادو نے کہا اے شہنشاہ جہان تک ہو سکے خبر قتل عمرو ملکہ مہرخ و بہار کو نہ پہونچے جب
طلسم کشا بھی قتل ہوجائیگا یہ دست و پا ہو کر آپ سے عذر کرینگی اگر اسطرف خبر قتل عمرو پائینگی
لڑ بھڑ کر جان دینگی افراسیاب نے کہا صرف حیرت کو لکھ بھیجونگا یہ مضمون ضرور ہوگا کہ پڑھکر خط کو
چاک کرڈالو سامان تیاری لشکر مین مصروف رہو اسرار جادو و ماران زمین کن افراسیاب سے

یہ کہکر رخصت ہوئین کہ اب حضور معرفت نقارہ نواز طلسم کے جب تاریخ قتل اسد کا ڈھنڈھورا پٹوائینگے ہم ثانی لوای باغ سیب مین آئینگے جب یہ دونون جا چکین افراسیاب نے حیرت کو نامہ لکھا

نامۂ افراسیاب برائے حیرت جادو

ای نوگل باغ شادمانی
ای نزہت باغ زندگانی
ای تازہ شمیم گلشن عشق
ای سوزش بستی دل عشق
ای شعلۂ ناز و فتنہ بازی
ای گوہر بحر درج حشمت
ای نور جمال ماہرویان
سرکردۂ بزم نازنینان
آگاہ ہو بعد شوق دیدار
سب طرح ہی خیریت کی شہ
کھینچا دشمن کو برسر دار
قتل اسکو کیا بظلم و بدعت

زیبا دہ گلشن جوانی
ای تازگی دماغ عاشق
ای نور چراغ روشن عشق
ای تاب و شکیب بیقراران
تاثیر فنون سحر سازی
خورشید سپہر عشوہ و ناز
زیبا کش تاج مشکبویان
سرمایۂ عیش و کامرانی
آتا ہی یہ نامہ فرحت آثار
سرسبز ہوئی ہی کشت امید
گلشن مین نہین ہرا ہے اب خار

شاہنشہ ملک کامرانی
پرسازمے ایاغ عاشق
ای موجۂ نکہت گل عشق
کافور قلوب دلفگاران
ای تیر آسمان نکہت
بیباک زمانہ شوخ و طناز
سرحلقۂ زمرۂ حسینان
بخشندۂ عمر جاودانی
احسان ہی ساحری کا ہمپر
اقبال کا اوج ہی خورشید
لینے کرتی عمرو کی شوکت

ای شہنشاہ اقلیم خوبی ای حاکم ملک محبوبی اس نامۂ فرحت آثار کو پڑھ کر چاک کر ڈالنا اس بات کو منہ سے نہ نکالنا قتل عمرو کی خبر تا صبح قتل اسد غازی مخفی رہے ورنہ مسلمان فساد برپا کرینگے نقارہ نواز طلسم کو اب حکم ہوگا مشتہر کرایا جائیگا کہ فلان تاریخ کو طلسم کشا قتل ہوگا شہر نابرسان مین تشریف لانے کی تیاری کرو اب حرج مناسب نہین ہی افراسیاب نے یہ نامہ طائر جادو کو دیا وہ نامہ کو لیکر طرف ملکہ حیرت کے چلا آدو کار لشکر ملکہ مہرخ کے سنیے یہان کئی دن کا زمانہ گذرا کہ حیرت نے طبل جنگی نہین بجوایا ملکہ مہرخ سحر چشم اپنی بارگاہ فلک اشتباہ مین مع کل سرداران نامی و ساحران گرامی جلوہ فرما ہین مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک و جانسوز و ضرغام شیر دل و مہتر قران نامدار سامنے ملکہ مہرخ کے خستہ تا سے زین بیٹھے ہین مہرخ نے فرمایا ای عیاران نامی آپ لوگ بہت مطمئن ہین ایک ہفتہ کامل گذرا کہ شہنشاہ اوج عیاری خواجہ عمرو

نہیں معلوم کہاں ہیں آثار رنج و ملال عیان ہیں برائے خدا لشکر حیرت سے خبر تو لاؤ کہ
ہمارے سرپرست پر کیا گذری خدانخواستہ کہیں قید تو نہیں ہوگئے انکو ہماری جدائی میں
کیونکر آرام آیا یا کہیں جا کر کسی معشوق سے دل لگا یا وقت جان دینے کا قریب آگیا ہی قلب
تھرا رہا ہی وہ تشریف لاوین جلسۂ مشورہ منعقد کرین اُنکے حکم سے لڑین مرین آخر کیا کرین سپکر
چالاک نے کہا حضور مین ابھی جاتا ہون اپنے قبلہ و کعبہ کی خبر مفصل لاتا ہون یہ کہکر طرف
لشکر حیرت کے روانہ ہوا راہ مین آکر صورت تبدیل کی شل کنیزان حیرت کے صورت بنائی
خرامان خرامان داخل بارگاہ حیرت ہوا دیکھا دربار حیرت کا ساحران نامی سے معمور ہی حیرت
تخت یاقوت نگار پر بکبر و نخوت تمام تمکن چہرہ مثل آفتاب روشن زلف گرہ گیر مین پیچ و تاب آنکھوں سے
عتاب نمایان ناز نین خدمت مین دست بستہ حاضر دریائے جواہر مین غوطہ زن لباس فاخرہ
زیب بدن گرد شاہزادیان ایک ایک سحر مین طاق شہرہ آفاق مہتر چالاک اگالدان بغل مین
لیکر پشت پر ملکہ حیرت جادو کے آیا رومال سے بادب مگس رانی کرنے لگا سراپا کو دیکھ رہا ہی
کبھی کلیجہ پر ہاتھ رکھتا ہی کبھی اگالدان سامنے کرکے جھک جاتا ہی یکایک آسمان پر برق چمکی
ایک جادوگر عقاب سحر پر سوار آکر پہونچا برائے تسلیم خم ہوا نامہ ہاتھ پر رکھکر پیش کیا کہا حضور اسکو
ملاحظہ فرمائین اسکے مضمون پر کاربند ہون دوست خوش دشمن دردمند ہون یہ کہکر نامہ دیکر
ساحر تو چلا گیا ملکہ حیرت نے نامہ کھولا پڑھنا شروع کیا ایک ایک حرف سے بشاشت آشکار
خوشی سے چہرہ گلنار چالاک جو پشت پر کھڑا تھا یہ جھکا ہوا مگس رانی کرتا جاتا ہی حرف حرف
پر نگاہ ہی حیرت نے پڑھکر نامہ چاک کرکے اگالدان مین ڈال دیا چالاک تھراتا ہوا باہر نکلا
آنکھوں مین اشک حسرت قلب پر گرد کدورت ہرچند ضبط کرتا ہی دریائے غم و الم جوش مین ہاتھ
دستگیری نہین کرتے پاؤن ثابت قدمی سے محروم آنکھین کہتی ہین دریا بہائین دل کہتا ہی کہ
قبلہ و کعبہ کہکر اوروں کو بھی رولائین اس حال مین مبہوت دہن پر مہر سکوت ہرچند دل مین جوش
اگر مثل تصویر خاموش بہ شکل تمام افتان و خیزان بارگاہ مہرخ مین ہیونچا مہرخ نے دیکھا رنگ
روئے چالاک متغیر متردد و متحیر آنکھین پتھرائی ہوئی جسم مین رعشہ ماتھے پر پسینہ مہرخ نے گھبرا کر
کہا ای مہتر والا گہر خیر تو ہی غم و الم سے چالاک کا یہ حال تھا کہ بول نہ سکتا تھا گھبرا کر ایک ایک کا

منہ تکتا تھا برق دوڑ کر لپٹ گیا کہا مرشد زادے خیر تو ہی کیا ایسا صدمۂ جانکاہ پہونچا براے
خدا ظاہر کرو اسقدر ضبط کرنے مین روح نہ نکلجاے چالاک نے ہاے قبلہ و کعبہ کہکر ایک نعرہ
مارا مثل مرغ بسمل زمین پر گرا تڑپنے لگا تمام شاہزادیان اپنے اپنے مقام سے اُٹھین چالاک
کو سنبھالنے لگین مہتر قران نے گود مین اُٹھا لیا کہا ای فرزند براے خدا حال تو ظاہر کرو چالاک
نے سر پیٹ کر قران کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا ای نظر کردۂ بزرگان جسکے تم جان بخش کہاتے
تھے وہ شیار گلشن جہان ہوے یکہ و تنہا پاکر قبلہ و کعبہ کو بیکسی اور بےبسی مین افراسیاب نے
باغ مین اُس سردار کو دار پر کھینچا بروقت انتقال ہم خدمتگزارون مین سے کوئی نہ پہونچا نہین
معلوم لاش پر کیا گذری سنتا ہون سر اطہر کنگرے پر باغ سیب کے رکھا گیا لاشۂ اُس بجیلے
نظر کردۂ شیران کا جنگل مین پھکوا دیا قران نے پوچھا ای فرزند کیونکر معلوم ہوا خاک اُسکے دہن
مین جسنے یہ خبر سنائی چالاک نے کہا راز مین افراسیاب نے حیرت جادو کو نامہ لکھا اور یہ تاکید
کی تھی کہ خبردار راز ظاہر نہو کوئی جیتا رہا ہر نہو مین کنیز بنا ہوا پشت پر کھڑا تھا مین نے بھی پڑھ لیا یہ خبر
وحشت اثر سنکر سردارون نے قیامت برپا کی کسی نے سر چوب خیمہ پر مارا کوئی ہاے معین و مددگار
کہکر روتے روتے بیہوش ہو گیا جب چالاک و ضرغام ہاے قبلہ و کعبہ کہکر نعرے مارتے ہین
سننے والون کے کلیجے پھٹے جاتے ہین ملکہ بہار نے سمجھایا تکمائی مخمور نے پیٹ پیٹ کر اپنے کو
نیلا کر دیا ملکہ مہرخ آئینہ دار حیران ایک ایک کو سمجھاتی ہین کہ صاحبو صبر کرو دل پر جبر کرو اول ہمکو یقین
نہین آتا اور اگر خدانخواستہ ایسا ہی ہوا تو مرضی پروردگار مین کیا چارہ ہے اگر باغبان قضا و قدر
کو یہی باغ پر بہار کا برباد کرنا منظور ہوا خزان کی آمد ہے کیا اختیار ہے بندہ مجبور رہا چاہیے ہان اُسکا
معاوضہ یہی ہے کہ ہوش و حواس درست کرو لڑ بھڑ کر اپنے معین و مددگار کے خون کا بدلہ لو کیا اکیلے
جان دینگے خدا چاہیگا تو خون کے دریا بہا دینگے ملکہ مہرخ نے سمجھا کر ذرا سب کو روکا کسیقدر
ہنگامہ کم ہوا مہتر قران نے کہا یارو تخلیہ کرو غیر کو اِس محفل غم و الم مین نہ آنے دو تو مین سب
صاحبون سے کچھ راز دل ظاہر کرون فوراً تخلیہ ہو گیا پانچون عیار چالیس پچاس سردار اُس
تخلیہ مین شریک ہین مہتر قران نے کہا یارو سب صاحب میرے حال عشرت مآل سے بخوبی واقف
ہین شاہان اولوالعزم و دبیران با تدبیر پر یہ کیفیتین ظاہر ہین کہ مین ملک حبش کا حکمران ہون مجھ

بشارت ہوئی بزرگان دین نے مجھ ایسے روسیاہ پر نظر رحمت ڈالی نظر کردہ بزرگان مشہور ہوا روح کو راحت قلب کو سرور ہوا پھر حکم ہوا کہ خواجہ کی غلامی جا کر اختیار کرو جنگ کر کے راہ خدا میں لڑو مرو خدا صاحبقران زمان کو سلامت رکھے اپنے سرداران نامی میں مندرج فرماتے تھے جان نثار کی آبرو بڑھاتے تھے مین نے جادہ بزرگان دین سے قدم نہ ہٹایا راہ عیاری سے منھ نہ پھیرا خواجہ نے یہ عزت دی جان بخش خطاب دیا ذرہ کو آفتاب بنایا مہر بدر و مادری کو فراموش کیا ملک بہ ملک اُنکے ساتھ جہاد کرتا رہا اے ملکہ عالم اس تمہید سے یہ مراد ہے کہ وہ مجکو فرزند جانتے ہیں مین نے قبلہ و کعبہ کہا کلاہ فخر کو آسمان پہو نچایا اشب سے بیشک مجکو تردد و انتشار ہے روح بیقرار ہے مگر اُنکے انتقال کا یقین نہین آتا اسمین کوئی مطلب معقول ہے ہماری مراد دل حصول ہے سب سے زیادہ یہ بڑی دلیل ہے اُنکے جان بچنے کی سبیل ہے کہ وہ سزا ذیب پر بموجب روایت دفتر رب اکبر نے اُنسے وعدہ کیا کہ جب تک تین مرتبہ اپنے مُنھ سے موت نہ مانگو گے قبض روح کا ملک الموت کو حکم ہوگا پھر مین کیونکر کہون معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد ارشاد مین اُس صادق الوعد کے فرق آئیگا فلک ہمکو یہ روز سیہ دکھائیگا صاحبو سب صاحبان عقل و فراست ہو مالک سریر سلطنت ہو اپنے اپنے دلون پر ہاتھ رکھو دیکھو دل کیا کہتا ہے بخدا اسوقت اس کلام سے روح کو راحت قلب مین قوت آگئی تصویر خداوند نعمت کی آنکھون مین پھر رہی ہے وہ شہنشاہ عیاران مین اس رمز مین حصول مطالب دلی عیان ہین دیکھیے حال کھلیگا مناسب یہ ہے کہ اپنے اپنے طور پر فکر و کوشش رہائی اسد نامدار مین سرگرم رہو رونا پیٹنا موقوف کرو کلام نصیحت التیام مہتر قران سے سب کو تسکین ہوئی چاہتے تھے کہ اُس تخلیہ سے باہر آئین مہتر قران نے گھبرا کر کہا کوئی میری گوشمالی کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ لو کا لیے جب رو عمرو باغ سیب مین مارا گیا جسم سے اُسکا سر اُتارا گیا سب لوگ حیران چہار طرف دیکھنے لگے دیکھا زمین پر ایک پرچہ کاغذ کا پڑا ہے مہتر قران نے اُسکو اُٹھایا لکھا تھا ہے ملکہ مہرخ وبہار و ای عیاران نامدار ہماری فکر نہ کرو مرنے جینے کا ذکر نہ کرو اپنے اختیار کے موافق فکر رہائی اسد غازی کرو جاتین لڑا دو ہم اب روے سیاہ تم سب کو نہ دکھائینگے یا اسد و مہ جبین کو لے کر

آئینگے یا اب تم سب صاحبون سے عدم مین ملاقات ہوگی والسلام راقم خواجہ عمرو مہتر قران نے چیکے چیکے وہ نوشتہ سب کو سُنایا مطمئن ہوکر ملکہ مہرخ وغیرہ بارگاہ مین آئین ہی چرچے ہین کر دیکھین فلک کیا دکھاتا ہے یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا چرند و پرند ہرکارے دوڑے ہوسے آئے گھبرائے ہوے سامنے آکر ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے صفت و ثنا

شاہنشاہی بجالائے قطعہ	کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ	گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد	ہمہ کار عالم بہ کام تو باد	غرض کی شہریار عالم کی عمر

دراز ہو ہر تاجدار آپ کے فیض سے سرفراز ہو بیرون بارگاہ آئیے ملاحظہ فرمائیے ایک ساحر ضعیف و نحیف تخت پر سوار نقارہ ایک آگے رکھا ہے چوب ہاتھ مین تخت اڑتا ہوا وسط سما مین ٹھہرا ہے کچھ کہکر نقارہ بجایا چاہتا ہے جلد باہر تشریف لائیے خود بگوش حق نیوش سماعت فرمایئے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل و رعد و برق لامع و باغبان قدرت و سمار قدرت و خورشید زرین سحر وغیرہ جملہ سردار و پانچون عیار گھبرا کر بیرون بارگاہ آئے سر اٹھا کر دیکھا ایک ساحر مہیب شکل عجیب جیزریب سیہ فام ایک لنگوٹ باندھے ہوے جسم سے برہنہ بال سر پر سفید و سیاہ ترچھی نگاہ ہیبت ناک بیباک ظاہر احیست و چالاک نقارہ آگے چوب ہاتھ مین لیکر بلند کی آواز دی تمام خلقت پیدا کی ہوئی خداوند سامری و جمشید کی بہ حکم حاکم قضا شیم افراسیاب جادو شہنشاہ طلسم ہوش رُبا کل ساکنان طلسم آگاہ ہون کہ آج کے تیسرے دن بوقت سحر لعبد کرہ اسد نامور و ملکہ مہ جبین خود سر لعینے شہنشاہ کی دختر زیر گنبد نور قتل کیے جائینگے اپنی سرکشی کی سزا پائینگے یہ آواز دے کر نقارہ پر چوب لگائی زمین طلسم ہوش ربا تھرائی اسی طرح اُس جیا نے تین آوازین دے کر تین چوبین لگائین باغبان قدرت نے کہا صاحبو افراسیاب ایسا صاحب اختیار ہے کل صاحبان طلسم ہوش ربا کے کان مین یہ آواز پہونچ گئی ہوگی اٹھارہ سو ملک کے شاہ اور شاہزادیان اب فوجین لیکر چلینگی کوئی آج کوئی کل شہر ناپرسان مین آجائینگی اپنا اپنا جاہ و حشم دکھائینگی یار و افسوس ہے دل کی دل مین رہی ابتک کوئی تدبیر نہ کی اے عیاران نامی خواجہ عمرو نے حجاب سے منھ چھپایا اب کس سے صلاح و مشورہ کرین اب اپنے کو شہر ناپرسان مین پہونچا مین جو جو

سردار جس طور سے آئے بقید نام ملک وتاجدار نام دریافت کرکے ہمکو خبر ہو پہنچاے خیر
تقدیر مین ہماری یہ بدنامی لکھی تھی جو مرضی کریم کارساز کی گنبد نور مین جانا اسد غازی کا
چھڑانا امریست مشکل وکاریست دشوار مگر جسوقت اسد و مہ جبین کو زیر گنبد نور دار پر چڑھاے
لائینگا ہم سب مرنے والے کمرین باندھکر جا پڑینگے زیر دار لڑینگے اپنے سردار کے سامنے
مرجائینگے یہ بھی ظاہر ہے کہ فوج افراسیاب کی بیشمار ہوگی ہماری فوج کی کیا حقیقت ہے ہماری
کیا لیاقت ہے تابعدار کا ہو بچنا دشوار ہوگا فوجون کے ریلے ہونگے خیر اپنی جان دینے پر
قادر انکی محبت مین مرنے کو حاضر ہین ملکہ بہار جادو نے کہا ای باغبان قدرت ای
صاحب شوکت خواجہ کا نہونا بڑی خرابی ہے دل کو بیتابی ہے وہ ہمارے تاجدار ہین آج تک
اُنھین کی صلاح پر کیا اُنھون نے ہر مقام پر ہمکو چھڑایا نتیجۂ بدبخت افراسیاب سے بچایا ہمکو
اس کاغذ کے پڑھنے سے تسکین ہوئی افراسیاب حاکم نیرنج و شعبدہ ہے یہ کاغذ بھی بزور سحر
یہان پھکوادیا ہے کیونکر ہوسکتا ہے کہ خواجہ ہم لوگون سے ملاقات نہ کرتے مشورۂ خیر و شر دیتے
ملکہ مہرخ نے کہا ای بہار اب یہ سوچ بچار سب بیکار ہے پروردگار کو اختیار ہے دیکھو پردۂ غیب
سے کیا ظاہر ہوتا ہے پانچون عیار منظورہ ہاے زرنیقی و بیتاوہ ہاے سترلاتی و گوپین ہاے
عیاری ذات پر آراستہ کرکے طرف شہر نارپرسان کے چلے ملکہ مہرخ و بہار نے دیکھا کہ ملکہ
حیرت جادو و مصور و صورت نگار و ملکہ یاقوت جادو و مانی و نقاش و بہزاد ہیکل کش
و گیسو کشاے بن شباب وغیرہ لشکر ہاے جنگی آراستہ کرکے بڑے کروفر جاہ و حشم سے
ہمراہ ملکہ حیرت کے طرف شہر نارپرسان کے روانہ ہوے عقب مین تمام بہیرو بنگاہ گاڑیان
چھکڑے اسباب باربرداری وغیرہ منتظم ہمراہ سب چلے جاتے ہین انبوہ سے لشکر کے راستے
بند ہوگئے ہین راہگیرون کو راستہ چلنا دشوار ملکہ مہرخ و بہار نے بلاکر جمعدارون کیداون
کو حکم دیا کہ تم سب صاحبون نے سنا نقارہ نواز نقارہ بجا گیا ہمارے واسطے وہ کوس رحیل
تھا نوبت جان دینے کی آگئی چنانچہ ہمی دیکھو کف افسوس مل رہے ہین ہمارے غم مین
علمون نے بال کھول دیے ہین شہناو پرکی سانس لے رہی ہے قرنا کا دم بند ہے ہر جاندار
و غیر جاندار درد مند ہے آپ سب صاحب کمرین باندھے موجود رہین جسوقت موقع ہو آوازین دین

چلکر لشکر افراسیاب سے لڑین اب عیاران اسلام گئے ہین خبرین آمد کی لشکرون کی لاینگے تم شاہان طلسم اس ہنگامہ مین آئینگے ہم ہمیشہ سے کم ہین پروردگار مدد کریگا تماشا دکھائینگے دریاے لشکر کفار مین ڈوب جائینگے تم سب صاحب جرأت سے ننگ ہو وہ چلکر خونریزی کرو کہ خون کے دریا ہین سب بے آبرو اسمین ڈوبین پروردگار ناخداے بحر و بر کشتی مسلمانان کو آفت سے بچائے بیڑا پار لگائے سب نے عرض کی کہ ای شہنشاہ گردون پناہ سب خبرین نمکخوارون کو معلوم ہین یہ بھی سن چکے کہ خواجہ عمرو کئی دن سے معدوم ہین اُنکے مقدمہ مین اقوال مختلف ہین وہ ڈھونڈین جو پیدا کرنے والے سے منحرف ہین دونون طرح ہماری آبرو ہی غازی دینا و عقبے دونون جگہ سرخرو ہی ہم لوگ آٹھ پہر تیار ہین آپ کے اشارہ کے امیدوار ہین نام قتل اسد غازی سُنکر جا پڑینگے سینے سپر کردینگے شہر ناپرسان لاشون سے بھر دینگے ملکہ مہرخ نے کہا مرحبا صد مرحبا سپاہیون کا یہین نام ہی مردان عالم کا شعار کر مرجانا کام ہی آپسمین عہد و پیمان واثق ہوا ایک نے ایک کے ہاتھ مین ہاتھ دیا نامرد بزدلون کو بھاگنے کی فکر ہوئی چپکے چپکے مال و اسباب سنبھالنے لگے افسرون سے حیلہ حوالہ کی باتین بھاگنے کی کرنے لگے کسی نے کہا کیدان صاحب گھر سے خط آیا ہی بیٹی کے عقد کا زمانہ قریب ہی یہ معاملہ عجب ہی نجائینگے تو برادری والے طعن کرینگے کہ کمبخت باپ نہین آیا بیٹی کو رخصت نکر گیا مین ضروریات ہی کو جاؤنگا صبح کو گجر دم چلا آؤنگا آپ کو سوتے مین جگاؤنگا بعض نے کہا رسالدار صاحب گھوڑے کے پیٹ مین گرمی ہوگئی ہی دوا پوچھنے سلوتری کے مکان پر جاؤنگا گھوڑے کو بھی لیجانا ضرور ہی میان سلوتری کا مکان بہت دور ہی بعض نے چپکے چپکے ہتھیار سنبھالے کمر باندھی گٹھری کپڑون کی اُٹھائی سلام علیک کرکے چلے افسر نے کہا میان سپاہی صاحب کہان دور جاکر جواب دیا حضور یہ اسباب گھر پر رکھکر چلا آؤنگا آخر وقت کا آکر پہرہ دونگا بعضے دس بیس ایک مقام پر جمع ہوے حقہ بیچ مین رکھ لیا دو گھٹی ہونے لگی ایک نے کہا بھائی تمنے سنا خواجہ عمرو قتل ہوگئے ایک نے کہا بھائی آخر سرکشی کا یہی انجام ہی ایک نے کہا میان تمکو کیا کام ہی ہم تم تو بھائی بڑھتی کے ساتھی ہین نام کٹواؤ آج ہی نکل چلو چاندنی رات ہی صبح ہوتے ہوتے اپنے گانون مین پہنچ جائینگے

ہم تو بھائی کسان ہین کھیتی کر کھائینگے ہم تو بھائی جلوسی لوگ ہین سیکڑون جگہ نوکری کی جب
لڑائی کا موقع آیا آبرو سے اپنے گھر چلے آئے اسی دن کے لیے پانچ جگہ کے نوکر ہین ادھر ادھر
سے لوٹ مار کے کھاتے ہین تنخواہ اپنی بچاتے ہین گھر جا کر چار بیگھے زمین کا پٹہ کر لینگے محنتی ہین
ایک گوئی بیل کی خرید لینگے وہ الگ کمایہ پر چلیگی جنس کی رقم بیچیگی سوائی پہا سامیونکو دینگے
فصل پر من کا سوا من لینگے یہ آپسمین باتین کین دو دو کر کے نکلگئے سوداگر جا بجا
دوکانین بند کر رہے ہین مال دوکانون سے نکال لیا غلامون کے ہاتھ طرف شہر ناپرسان کے
روانہ کیا کان مین گماشتے کے کہدیا در شہر ناپرسان پر چلکے دوکانین لگاؤ مسلمانون کا
اب ستارہ گردش مین ہے یہان مال رکھنا بہتر نہین ہے جاتے ہی دوکان کا ٹکٹ لے لینا ایک
مہینہ کامل یہ میلہ رہیگا مال خوب بکیگا جو مردان عالم کہ جان نثار ہین نمک حلال صاحب جاہ
و جلال مالک کے خیر خواہ سپاہی زادے بانکے ترچھے لڑتے بھڑتے اُمنگے الگ مجمع ہین اسباب
جنگ کی تیاری مین مصروف ہین ایک کہتا ہے بھائی زیردار اسد نامدار یہ تلوار چلیگی خاک
و خون مین غلطان ہونگے جب مردان عالم کی تلوار رہینگی ملازمان افراسیاب بودے
ہین ہمارے منہ پر کیا چڑھینگے دمبدم جوانون کے قدم آگے ہی بڑھینگے ایک قدم آگے
رکھا آبرو پائی ایک قدم پیچھے ہٹا ذلت اُٹھائی بزرگون کے نام نہ مٹانا سینون پر تلوارین
کھانا ڈٹ کے لڑنا دشمنون کو ٹوکنا مجمع کو روکنا منہ پر تلوارین کھائینگے اپنے افسر اسد غازی
کو چھٹا لینگے اگر آگ کا دریا ہوگا کود پڑینگے آگ برسا دینگے پس بھائیو اپنے خیمہ مین
چلکر بیٹھو سلاح جنگی درست کرو داہنے ہاتھ سے کھانا حرام ہے سپاہی کا نیک انجام ہے لشکر
مہرخ مین عجب ہنگامہ کہین شور گریہ و زاری کہین فریاد و بیقراری کسی کو بھاگنے کی فکر کہین جان
لڑانے کا ذکر یہی خبرین ہرکارون نے ملکہ مہرخ کو آکر سنائین کہ حضور جسوقت سے نقارہ
بجا ہزارہا آدمی آپ کے لشکر سے نکل گیا اب بھی بستر اٹھ رہے ہین پرے کے پرے خالی ہوچکے
ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا جا کر لشکر مین پکار دو کہ ہم خوشی سے کہتے ہین جسکو اپنی جان عزیز ہو
وہ لشکر سے چلا جائے اگر خدا ہماری فتح کرائیگا بلا تکلف آپ تشریف لایئے گا اگر حال
شکست سن پایئے گا اپنے اپنے گھرون مین آرام فرمایئے گا جسکو مرنا ہو جان دینا ہو

ہمارا ساتھ نہ دے اب وقت زوال ہی ہمارے لشکر مین رنج وملال ہی ہمارا تکیہ خدا پر ہی آپ سب صاحبون کا اسی وقت نکل جانا بہتر ہی وقت پر منھ پھیرنے مین خرابی ہی ان کلمات پر فلک چرخ کے شور گریہ وزاری بلند ہوا سرداران عمرو کے گریبان چاک چہرون پر خاک حال ابتر و بقیہ از مضطر حیران و ششدر مگر نگاہ سبکی عنایت خدا پر اب راقم کو حال جشن طلسم شہر ناپرسان کا لکھنا منظور ہی جس مقام سے رہائی اسد کا چھوٹنا لکھا ساقی نامہ بھی تحریر ہوا مگر اس مقام سے کہ مضمون جشن و آمد سرداران افراسیاب بالتصریح لکھنا منظور ہی لہذا چند اشعار آبدار بطور یادگار مرقوم ہوتے ہین ناظرین اس داستان شوکت بیان کو ملاحظہ فرما کے یقین واثق ہی مضامین داستان اور روزمرہ کا لطف اٹھائین گے نظم دلفریب

چاہیے نام اُسی کا ای خامہ	زینت نام زیب سرنامہ	فلک اُسکی نمونہ قدرت کا
ایک قلمدان ہزار صنعت کا	رخ قرطاس کو صفائی دی	اور سیاہی کو روشنائی دی
دیا قمری کو صدمۂ نالا	مصرعۂ قد سرو پر بالا	کی عطا نو خطون کو کلک ادا
کیا عاشق کو تختۂ مشق جفا	ساقیا جلد اٹھ درنگ نہ کر	عرصۂ مطلب کا دیکھ تنگ نہ کر
طاق سے تو اُتار دے شیشہ	طاق پر رکھ کتاب اندیشہ	شیشۂ مے کی یہ دراز زبان
اور پھر یہ ستم کہ پنبہ دہان	مین ہون مانند ساغر لبریز	جان بلب جان بلب کو کیا لبریز
جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے	پانوں توبہ کے لڑکھڑانے لگے	کر دے یا تنگ مجھے نشہ مین چور
تاکہ مانند خوشۂ انگور	دلکے سارے پھپھولے توڑ ہین	نکتہ باقی کوئی نہ چھوڑون مین
شب ہجران بسر نہین ہوتی	نہین ہوتی سحر نہین ہوتی	بستر رنج و کنج تنہائی
رات کیا آئی اک بلا آئی	شام سے حال ہی یہ صبح تلک	نہین لگتی مری پلک سے پلک
کیون نہین بولتے سحر کے طیور	کیا شفق نے کھلا دیا سیندور	جان بیتاب جیسے بیکل برق
وہ بھی گرم فشار و کل برق	نبضین چھوٹی ہوئین غشی طاری	ایک فرقت ہزار بیماری

دیگر ساقی نامہ مصنف قمر

ساقیا رنج وغم کا ذکر نہ کر	لا پلا دے شراب فکر نہ کر	نشۂ مے مین سیر کرنا ہی
سر جلالت طلسم ہو گئے طی	اب وہ دے جام بادہ سرجوش	رہین مستی مین بھی ہمارے ہوش

ساقیا دے شراب عیش و سرور
جسکے خاطر سے رنج و غم جھیلا
سیکڑے کی بھی تیرے خیر رہے
سیکڑوں سے تو آج جنگ نکر
بزم رندان مین آج جلسا ہی

ذکر عیاری عمرو ہی منظور
وقت عیش و سرور ہی ساقی
جام دے مجکو آج پی دو پی
ای قمر دے عنان رخش قلم
دیکھین میلہ مین کیا تماشا ہی

فکر کی جا کے دیکھ لون میلا
اب تو ناحق غرور ہی ساقی
جلد لا ساقیا درنگ نکر
نظم مضمون تازہ ہون پیہم
دیگر اشعار حسب مقام مضمون [illegible]

عشق کی چوٹ کا کچھ دل مین اثر ہو تو سہی ‌ ‌ درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی
دیکھنا لیتی ہین کیا دل کی تمنا ہین قصاص ‌ ‌ جوشش گریہ بھلا خون جگر ہو تو سہی
یا ہمین کھینچ بلائین گے انھین یا وہ ہمین ‌ ‌ کشش عشق ادھر خواہ ادھر ہو تو سہی
دل کو کیا دخل لڑے یار جو مجھسے شب وصل ‌ ‌ خیر سمجھونگا کوئی مانع شر ہو تو سہی
زلف کی جھونک اٹھائے گی یہ ہنگام خرام ‌ ‌ قابل اسکے تری بل کھاکے کمر ہو تو سہی
نہ سنیگا جو مری داور محشر نہ سنے ‌ ‌ عرصۂ حشر مین اچھا وہ نڈر ہو تو سہی
دل کی خواہش ہے کہ مہمان بلاؤن اسکو ‌ ‌ کتنی ہے خانہ بدوشی کہین گھر ہو تو سہی
صبح ہوتی نہین کیونکر شب فرقت دیکھین ‌ ‌ دل مایوس کو امید سحر ہو تو سہی

استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی عجب مضمون ہاتھ آیا ہی کہ مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک بن عمرو و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و مہتر قران و ملکہ مہرخ وغیرہ کو مطمئن کرکے طرف شہر ناپرسان کے روانہ ہوے مہتر قران نے کہا بجا ہو استاد تمھارے سر پر اسوقت موجود نہین ہین کسی بات مین کمی نہو مزاج مین برہمی نہو ملکہ مہرخ کو خبرین بھی پہنچین اور یہ بھی دیکھو کون کون سردار آتا ہی آج افراسیاب کیا رنگ لاتا ہی اب آمین ہمسے تمسے ملاقات ہو یا نہو اپنے اپنے کام مین چست و چالاک ہو جاؤ برق نے جواب دیا خلیفہ صاحب آج سے کل تک مین نے سنا ہی کہ خدا جگزار آئینگے جنگی فوجین ہمراہ لائینگے اب خلیفہ صاحب فرداً فرداً الگ ہو جاؤ اپنا اپنا رنگ عیاری کا جماؤ آپسمین صلاحین کرکے یا تو پانچون مثل حواس خمسہ ایک جگہ تھے پانچون عیاری مین پانچ ہین مثل برگ خزان رسیدہ فرداً فرداً چلے مہتر برق فرنگی ایک ساحر مہیب کی شکل بنکر دروازے پر شہر ناپرسان کے آیا

دیکھا انتہا کا اژدہام ہی دھکم دھکا ہو رہا ہی جانے والون کے کپڑے لٹے ہوتے ہین عیار ریحون
کا انتظام ہی ایک ایک کو دیکھتی جاتی ہین کبھی غل مچاتی ہین ای نگہبانان در شہر ناپرسان وای ساحران
تکھواران شہنشاہ دوران دیکھو خیال رکھو عیاران لشکر اسلام اندر شہر کے نہ آنے پاوین انکا
استاد مارا گیا ہی شہر مین آکر غدر ڈال دینگے جسکو پاوینگے قتل کرینگے انتظام دشوار ہوگا
عتاب شہنشاہ نامدار ہوگا مگر برق نے گوشہ سے دیکھا ملکہ صرصر شمشیرزن جب ذکر قتل عمرو
کرتی ہی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی دوپٹہ آسکے سر سے ڈھلکا جاتا ہی آئینۂ رخسار پر حیرانی
زلفون کے الجھنے سے پریشانی ظاہر ہوتی ہی دل سے کہتا ہی ای برق ملکہ صرصر کو اسکا ملال
ہی رنڈاپا چہرے سے برس رہا ہی خداوندا یہ خبر غلط ہو مگر کیونکر اندر جاؤن ایسا نہو یہ ظالم
پہچان لے گرفتار کرا دے تو غضب ہو اسوقت مین کون چھڑائیگا سوائے خدا کون مدد
کو آئیگا اسی فکر مین کنارے کھڑا تھا کہ دیکھا ایک جوان ساحر صورت مہیب تازیانہ مار آتشین
کا ہاتھ مین سب کو للکارتا ہوا چلا آتا ہی شہو شہو کی آواز دیتا ہوا انتہا کا زبردست ہی جب ڈپٹ
ماردیا چار چار تلے اوپر گر گئے برق نے پہچانا کہ خلیفہ جاتے ہین انہین کے پیچھے نکل چلو یہ
سوچکر یہ بھی عقب مین چلا ملکہ صرصر شمشیرزن نے چاہا اس ساحر کو روکے ہرچند کہ پہچانا
نہین مگر قصد ہوا کہ روک کر پوچھون کہ کس کے ملازم ہو کس سمت کے عازم ہو مہتر قران نے
کاندھے پر ہاتھ رکھکر ٹہوکا دیکر دھکا دیا ملکہ صرصر منہ کے بل گری مہتر قران و برق جست کر کے
نکل گئے داخل شہر ناپرسان ہوئے ایک گوشہ مین آکر ٹھہرے مہتر قران نے برق سے
اشارہ کیا مین زیر نخل ٹھہرا ہون تم بارگاہ حیرت کی خبر لاؤ دیکھو وہان کیا رنگ ہی برق
نے قصد کیا تھا کہ ترتیب کر کے بڑھے دیکھا سامنے سے ایک جوگی جٹا مین خاکستری چھوڑی ہوئی
لوہے کے کنڈل کانون مین کرٹری ڈاڑھی بھبوت بدن پر ملے ہوئے خاک کا تیلہ بنا ہوا
اکتارہ ہاتھ مین دو چیلے پشت پر ایک کے ہاتھ مین کھنجری دوسرا ہاتھ سے تال دیتا ہوا جو دونون
گا رہے ہین اکتارہ بجا کر بھجن گاتا ہوا چلا آتا ہی مہتر قران نے پہچانا کہ چالاک وجالسوز ضرغام
شیردل بھی اندر شہر کے آگئے آپس مین اشارے ہوئے پانچون پانچ سمت گئے مگر برق
فرنگی جادوگر بنا ہوا بارگاہ ملکہ حیرت پر آیا دیکھا چوبدار یساول حاجب دربان قطعا

باندھے کھڑے ہیں ایک سمت کرگدن ہاے آتشین مرکبہاے پرند شیران جنگی ٹہل رہے ہیں
برق دیکھتا بھالتا سر جھکائے ہوئے دربارگاہ پر پہونچا دیکھا پردۂ زربفتی کھنچا ہی ایک ساحر
زبردست بادۂ کفر و نخوت سے مست دبگۂ سالاری کے ذنگل پر بیٹھا ہی آنے جانے والون کو
روکتا ہی برق فرنگی پہلے تو رُکا پھر حاضر حاضر کہکے بلاتکلف اندر پہونچا دیکھا ملکہ حیرت جادو
بصد زیب و زینت تخت پر جلوہ فرما ہی گرد اگرد سات سو شاہزادیان سونے چاندی کی کرسیون
پر بیٹھی ہین افراسیاب کا تخت خالی ہی اسپر غاشیہ پڑا ہی ملکہ صنعت سحر ساز و سرما ہرف اندام
وابرلق کوہ شگاف تینون وزیر باندہیر بیچ بارگاہ مین کھڑے ٹہل رہے ہین و بہاے
آتشبار بحر مین غوطہ زن ہین ملکہ حیرت سے عرض ہیرا ہین کہ حضور بارہ پہر کا وقفہ ہی ابھی تک
خراجگزارون کی آمد نہین شروع ہوئی ملکہ حیرت نے کہا آج سے کل تک سب پہونچ جاوینگے
دیکھو دور سے ابر فیروزی اٹھا ہی جاکر خیمے بارگاہین آراستہ کرو جو سرداد آئے موافق حقیقت کے
اسکا سامان کرو دیکھیے شہر ناپرسان مین کیونکر تاجداران اولوالعزم ٹھہر سکتے ہین صنعت سحر ساز
نے کہا حضور ہمنے رعایا کے بھی مکان خالی کرالیے ہین یہ کہکر صنعت آگے بڑھی برق بھی
دیکھنے لگا دیکھا ابر فیروزی قریب آیا یکایک شق ہوا دیکھا تخت فیروزنگار پر ایک نازنین ماہ پیکر
تاج شہریاری برسر چہرہ مثل ماہ انور بڑی بڑی آنکھ ہاتھ پان دلد وزی پہ آمادہ تیر مژگان تختہ سیم
پیشانی ابروئیچہ ہاے اصفہانی قد موزون مصرعہ دیوان حسن و ملاحت خوبصورت نیک سیرت ابیات

عجب تشکل اسکی دل آویز تھی
حیا ساتھ اسکے بلاخیز تھی
قد ناز کا سرو و طوبیٰ غلام
نسیم چمن پائمالِ خرام
جبین بدر تھی اور ابرو ہلال
بسر چشم تھی اور مردم غزال
نظر دام دلہاے برنا و پیر
مژہ تیر و بینی چو پیکان تیر
دہن درج یاقوت و دندان گہر
زبان پارۂ لعل و کان دُرر
صدف گوش تھے اور بنا گوش در
گلا سی گلو از موج حُسن پُر
وہ بازو تھے دو شاخ نخل کمان
وہ ساعد تھے دو شمع بزم جمال
نہ تھا سینہ تھا بحر حُسن شراب
دو پستان اُسی بحر کے دو حباب
وہ آئینۂ پشت کی آبرو
دکھائے رخِ شاہد آرزو
نظر مین جو آتی نہ تھی وہ کمر
کمر ہی نہ تھی تھی وہ تارِ نظر
وہ لوحِ شکم صبح امید تھی
نہ تھی ناف وہ قرص خورشید تھی
اب آگے تو ہی خامہ گرداب ہی
بیان سے تو بچنا ہی آداب ہی

وہ پائے نگارین تھے جو موجِ گل | الکف پائے رنگین تھے جون برگِ گل | وہ انداز و غمزہ وہ ناز و ادا

وہ رمز و کرشمہ بلا در بلا مسدس

کف الخضیب ہی کفِ نور کی لقب
آنکھین جو فرشِ راہ کرون شوق کے سبب
تلوون کو روے مہر نہ پہونچے بعید تعجب
تارِ نظر ہو خار نزاکت ہی یہ غضب
بوسہ کا وہم مین جو تصور بیان ہوا
تلوون مین صاف رنگ حنا کا عیان ہوا

قامت وہ حشر حسن کے قیامت ہو پائمال
تشبیہ دون جو قد سے تو شمشاد ہو نہال
سرو بہشت لکھون تو ہو راستی کمال
شاخین تخن مین نکلین جو طوبی سے دون مثال
فتنہ کی خوبی قد و قامت سے فوت ہو
قد قامت بصلٰوۃ نمازی سے فوت ہو

رفتار وہ غضب کہ دل خلق کو سلے
آنداز مثل برق کسی جا پہ وہ نہ ٹلے
انسان کیا ملائک کے جلو مین قدم ٹلے
محشر بھی پیچھے سایۂ قد کی طرح سے چلے
چلئے جو ایسی چال کہ دل چل بچل مین ہو
شور نشور جن و بشر کے گمان مین ہو

فیروزہ کی جو ٹھاٹھ نیب جشم اثبات پر دو طلائمہ ساحران جنگ آزما ایک ایک سحر و ساحری مین یکتا طائران پہ ند پر سوار وہ تخت اگر ابستادہ ملکہ صنعت نے بلکہ آپ ہی اپنا ہاتھ تھام لیا طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے پہونچی پوچھا کہ ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش آنے مین کیون عرصہ ہوا کیا باعث تھا فیروزہ نے کہا یہ صنعت ایسا تاکید کا نامہ پہونچا مین شکارگاہ مین تھی جلدی مین جریدہ چلی آئی وہی دولاکھ فوج جو شکار مین ہمراہ تھی اُسکے سوا اور سامان نہ کر سکی یہ باتین کرتی ہوئی ملکہ فیروزہ بعد جوش و خروش اندر بارگاہ کے آئی ملکہ حیرت جادو کو نذر دی پہلو مین بیٹھنے کو کرسی ملی سرباد برف انداز و ابریق کوہ شگاف کو حکم ہوا انکی فوج کو جا کر بہ آرام تمام اتروا دو جگہ معقول انکے واسطے تجویز کرو خبردار کسی کو تکلیف نہونے پائے سرباد و ابریق دونون بموجب حکم کے باہر آئے ملکہ صنعت سحر ساز نے دیکھا اور ایک ابر سیاہ اُٹھا زمین و آسمان دھنوان دھار ہو گیا

دھوین کا آسمان تیار ہو گیا اُسمین شعلہاے آتشین چمکتے ہوے صاف معلوم ہوتا ہو کہ
شب تاریک مین جگنو پھر رہے ہین شعلہاے سرکش زمین پر گر رہے ہین دھوئین کا زمین
و آسمان بنگیا چاہ بابل کا نشان دیتا تھا عاشقان زلف سیاہ دود آہ جانتے تھے کوئی کہتا
تھا یہ پہاڑ ہی یا سیہ بختون کی قسمت کا نگار ہو وہ ابر بھی قریب بارگاہ کے آکر یکایک شق ہوا
دیکھا ایک ساحر سیہ فام دُخان سیہ رو نام آتش خو آتش مزاج مردود بارگاہ کبریا جہنم کا
کندہ ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار ساتھ تخت سے سیہ بخت کودا ملکہ صنعت سحر ساز نے صاحب سلامت
کر کے بارگاہ ملکہ حیرت مین پہونچایا دُخان سیہ رو نے نذر دی خلعت مرحمت ہوا ایک جانب
دلگل پر آ کے یہ بھی بیٹھا کارگزارون کو حکم ہوا ایلیان لشکر کو جگہ معقول دو برق فرنگی نے
دیکھا ان ساحرون کے اُترنے کی نوبت نہین آئی ہی کہ زیر آسمان یکایک طوفان نوح
برپا ہوا ایک دریاے قہار پر سر ہوا جوش مارتا ہوا ظاہر ہوا نہنگان خون آشام ماہیان
سمن اندام گھڑیال مگر خوش حال اُس دریاے قہار مین اُچھلتے موج مین کلیل کرتے ہوے
ظاہر ہو کر غوطے مارتے ہین کبھی ڈوبتے ہین کبھی اُبھرتے ہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تمام
دنیا ڈوب جائیگی پناہ پانی دشوار ہوگی کیونکہ کشتی حیات پار ہوگی سامان سلاح جنگ اُس دریا
سے آشکار ہر گرداب سپر مدّور ہر موج شمشیر پر جوہر سلیحۂ آب مقام کا زنار ہر حباب چشم پر عتاب
مچھلیان تیر دلدوز پلپل سنان جگر سوز باشندگان شہر ناپرسان کو خیال اب سب ڈوب جاینگے
اِس دریاے قیامت خیز سے کیونکر امان پائینگے لیکن جون جون دریا قریب آتا ہی مختصر ہوتا جاتا ہی
قریب شہر ناپرسان آ کر دریا معدوم ہوا گرگدن بحر پر سوار ایک غدار معلوم ہوا مندیل و دستار پر
قطرہاے آب انگلیون سے ٹپکتے ہوے تمام لباس پانی مین تر مغرور بے آبرو ہمراہ پشت پر
سات لاکھ ساحران غدار ہزبر ہاے آتشین پر سوار اُژدہاے آتشین پر نالہ بارگاہ زیفنی کا
لدا ہوا سر پر یہ جیا کے علم سیاہ کھلا ہوا ملکہ صنعت نے بحبت آواز دی ای دوست صادق ای محب
واثق ای آبروے ساحران نامی ای دُرّ صدف بحر خوش کلامی ای مواج بن گرداب آدم خوار تمہارے
بادشاہ عالیجاہ شہنشاہ بلم کب تشریف لائینگے ملکہ عالم بہت مشتاق ہین یہ سنتے ہی موج
سکرا یا تخت سے کود پڑا پہلو مین اسکے نوجوان بیٹا صاحب شوکت و ہوش لطمۂ صدکوش

دریانوش زوجہ اسکی حسین وخوبرو مواج جادو کی دختر نہایت پرفن لمالیطہ غوطہ زن صاحب اسکے
حباب خونریز و مرغاب فتنہ انگیز و سرخاب کلنگ سوار و نہنگ آتشبار مواج بن
گرداب کو حلقہ مین لیے ہوے ملکہ صنعت کو مواج بن گرداب نے جواب دیا اے صاحب
راز و نیاز اے ملکہ صنعت سحرساز فرمان شاہنشاہی ایسے وقت پر پہونچا کہ شہنشاہ نیلم کا
ارادہ شکار کا تھا فوراً ماہدولت کو حکم کیا جلدی مین اٹھالہ بارگاہ کالعدم باحرف سات لاکھ ساحر
لیکر شباشب آیا کسی مقام پر نہین ٹھہرا شہنشاہ بھی تشریف لاتے ہین بارگاہ استادکرا وُن
شہنشاہ کو بروقت تشریف آوری تکلیف نہو مواج بن گرداب یہ باتین کر رہا تھا کہ کئی
ہزار نقارون پر چوب پڑی سب نے دیکھا شہنشاہ نیلم لعبد جاہ وحشم تخت جواہرنگار پر سوار
پشت پر بارہ لاکھ ساحران نابکار بدکردار میمون وار مرکب ہاے سحر پر سوار صداے یاسامری
وجمشید زمین کو ہلاتی تھی فوج کی کثرت سے گاوزمین تھراتی تھی ایک جانب نازنینان خوشرو
سمن عذار قمر سیکر نازک اندام زہرہ جبین طاوسان زرین بال سے اُتریں شہنشاہ نیلم تخت سے
اُترا نقارے بجے دماے گرد گرداے صنعت مع کل فوج کے براے سلام اُس ناکام
کے خم ہوئی شہنشاہ نیلم نے ملکہ صنعت کو قریب بلایا بشفقت ومحبت ہاتھ پشت پر رکھا پوچھا
مزاج اچھا رہا صنعت نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی دعاے دولت مین مصروف رہتی ہون
شہنشاہ نیلم نے کہا تمنے تو اب ہمارے پاس آنا بالکل چھوڑا ماہدولت کی محبت سے منھ موڑا
صنعت نے کہا اے شہنشاہ آپ کو طلسم ہوش ربا کا حال بھی معلوم ہے آٹھ پہر لڑائی جھگڑا ہے ہر وقت
فساد برپا ہے لاکھون آدمی ملازمان شہنشاہی معرض تباہی مین آیا صدہا ملک قبضے سے نکل گئے
مسلمانون نے لیلیے ایسے ایسے سردار قتل ہوے جنکا عدیل ونظیر ممکن نہین ہے مین نے اکثر اپنے
سحر مین سب کو پھنسایا کوکب روشنضمیر نے مدد بھیجکر بچایا اعیار تو قیامت کے پرکالے ہین جن جن
سردارون کو بارامیان باغبان قدرت بھی شریک مسلمان ہین طلسم ہوش ربا کی تباہی کے
سامان ہین کس کس خیرخواہ شہنشاہ کا نام لون شرم آتی ہے اے شہنشاہ زمین پاؤن کے نیچے سے
نکلی جاتی ہے سرزمین ہوش ربا مقام جنگ وجدال ہے عملداری مین خلل ہے شہنشاہ نیلم نے مسکراکر
جواب دیا شہنشاہ اُن سب کو قتل کیون نہین کرڈالتے ماہدولت سے فرمایئن اے صنعت مجکو تو یہ

دماغ کہان کہ بذات خود میدان کارزار مین جاؤن کھڑے ہوکر اپنے لونڈی غلامون سے لڑون
مگر اپنے وزیر خوش تدبیر دریادل مواج بن گرداب سے اشارہ کردونگا سب کو ڈبو دیگا اُبھرنا مشکل
ہوگا دہن اژدر لب ساحل ہوگا اُسکے سحر کے حباب تھپیڑے گولیان ہین موجۂ دریاے سحر شمشیر آبدار
ایک پہر بھر مین باغیون کو مٹا دیگا صنعت نے یہ سنکر سر جھکا لیا کہا سب بجا ارشاد ہوا اب مسلمان
ایسے ہین ہین کہ جنپر کوئی یکایک غالب آئے بڑے بڑے سامان ہین ارکین سلطنت شاہنشاہ اُنکے
شریک ہین سلطنت وزارت فوج ولشکر ملک ومال جاہ وجلال سب کچھ اُنکے پاس موجود ہی شہنشاہ
نیلم نے ہنسکر کہا تجسے دل پر سکۂ رعب مسلمانان جمگیا ہی نام سے مسلمان کے رنگ اُڑتا ہی اِس
حیلہ مین مابدولت تشریف لائے ہین انتظام معقول کر دینگے جنگل لاشہاے مسلمانان سے بھر دینگے
اے صنعت ہم وہ ہین کہ اپنے ولی نعمت شہنشاہ لاچین صاحب شوکت کو گرفتار کرادیا سلطنت کو
اُنکی مثل نقش پا مٹا دیا یہ بیچارے کیا چیز ہین شہنشاہ افراسیاب کے منتظم بے تمیز ہین یہ کہتا ہوا
مع چارسو سرداران زبردست اندر بارگاہ حیرت کے آیا برائے تعظیم شہنشاہ نیلم حیرت تخت سے
اُٹھی چچا جان کہکے لپٹ گئی شہنشاہ نیلم نے ملکہ حیرت کو گلے لگا لیا مسکرا کر کہا بی تخت پر بیٹھو
ہمارے واسطے دنگل منگاؤ حیرت نے برابر پایۂ چہارم تخت کے دنگل جواہر نگار رکھوا دیا اُسپر
شہنشاہ نیلم جب بیٹھ چکا تب حیرت متمکن ہوئی سرداران شہنشاہ نیلم اپنے اپنے مقام پر بیٹھے
بارگاہ ملکہ حیرت تاجداران اولوالعزم سے معمور ہوتی جاتی ہی شہنشاہ نیلم بیٹھکر لاف وگزاف
کرنے لگا کبھی ملکہ حیرت کو سمجھاتا ہی نام مہرخ وبہار سنکر بہت جھلاتا ہی کہتا ہی بی حیرت جادو
نمکحرامون کا میرے سامنے نام نہ لو مابدولت کو بہت ناگوار ہوتا ہی اب ہم شہنشاہ کا کہنا مانینگے
اپنے ہاتھ سے انتظام کرکے جائینگے مہتر برق فرنگی سامان فوج شہنشاہ نیلم دیکھکر گھبرا گیا دل
سے کہتا ہی خداوندا ان ظالمون کے شر سے ملکہ مہرخ وغیرہ کو بچانا گھبرایا ہوا باہر بارگاہ کے آیا
دیکھا کہ دوڑے ہوے ہرکارے ہانپتے ہوے کانپتے ہوے برق نے پوچھا بھائیو خیر تو ہی اُنھون
نے جواب دیا اے بھائی صفدر صف شکن شہنشاہ توسن کی آمد ہی اِس کروفر سے آیا ہی ابلق چرخ
اُسکا جاہ وجلال دیکھکر تھرایا ہی برق نے کہا وہ بھی کیا ہی توسن نام ہی قطقان کا تراہی اُسپر بھی
سواری گا تھینگے دانہ گھاس بند کردینگے چونکہ ساحر بنا ہوا ہی بازبان حیرت سے باتین کرتا ہوا با

کا خبر آمد شہنشاہ توسن کی سنکر ملکہ حیرت جادو باہر نکل آئی خود شہنشاہ نیلم انتظار مین آکر ٹھہرا یہ مالک زندان خانہ طلسمی ہی اسکا سب پاس کرتے ہین صاف تو یہ ہی کہ ڈرتے ہین نیلم ملکہ حیرت سے کہ رہا ہی ہمارے بھائی صاحب تشریف لاتے ہین ملکہ عالم ہم دونون بھائیون نے ملکہ تیرے شوہر کو بادشاہ بنایا شہنشاہ کا آباد گھر مٹایا تحفہ جات چراچرا کر نکالے راستے طلسم کے بتائے مگر شہنشاہ لاچین ایسا بادشاہ جلیل ساحر زبردست تھا کہ سلطنت بگڑ جانے پر سالہا سال لڑا ایسا ایسا معرکہ پڑا کہ ایک ایک دن مین دس دس لاکھ ساحرون کا کھیت ہوا صدہا شہر ایسے ویران ہوئے کہ جنکا آباد ہونا دشوار ہی اب دولت کا بیان کرنا بیکار ہی اس عدالت ولیاقت سے شہنشاہ لاچین نے سلطنت کی ہر گلی کوچہ گلزار رہتا تھا مظلوم ظالم سے کظلم سے رنج وملال نہ سہتا تھا مگر سامری جمشید کو یہ منظور ہوا شہنشاہ افراسیاب بادشاہ ہوے اب انکو عیش وسرور سے کام ہی ای وزیر باتدبیر اسکا بد انجام ہی تم نے بھی زمانہ کے نشیب وفراز دیکھے آنکھون کے سامنے کیسے کیسے آباد گھر مٹ گئے باغ عالم مین کبھی خزان کبھی بہار گل کی رعنائی بے اعتبار بقول شاعر نظم

دنیائے بے ثبات مین کسکو قیام ہی	ہان چار روز کے لیے یہ اژدحام ہی	اورنگ جم ہی اور نہ سکندر کا آئنہ
جمشید کس جگہ ہی کہان اسکا جام ہی	عمر رواں ہی توسن چالاک ناتمام	توسن بھی اسطرح کا کہ جو بے لگام ہی

صنعت کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای شہنشاہ عجب عبرت آمیز حیرت خیز آپ نے کلمات فرمائے آنکھون کے سامنے ناپائداری دنیا پھر گئی جاہ وحشم کی خواہش نگاہون سے گر گئی اب ہمارا غفلت وغرور پیشہ ہی آخر ہر تباہی ملک ومال کا اندیشہ ہی اس حیلہ سے آپ تشریف لائے ہین آپ کے بھائی صاحب بھی آئے ہین دونون صاحب ملکے اس طلسم کو مٹا دیجیے سرکشون کو اپنے دست زبردست سے سزا دیجیے نیلم اچھا اچھا کہکے سر بلا رہا ہی کبر ونخوت سے تاج کو سر پر کج کرتا ہی کہ دیکھا سامنے سے شتر سوار چوبدار سامان ماہی ومراتب ظاہر ہوا ملکہ حیرت نے کہا شہنشاہ توسن آئے یہ کہکر مع وزرا وامرا مع شہنشاہ نیلم وامواج بن گرداب چند قدم آگے بڑھی بعد تجلی سے سامان تزک کے سات سو علم سیاہ رنگ نشان کفر وضلالت پیدا ہوئے علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوئے ایک جانب ٹھہرے یکایک صدا ہٹو بچو کی بلند ہوئی آگے قرق زنجیر کھینچتی ہوئی ہیٹین رسالے وردیان زرق برق کی سوار جیل پہنے ہوے بھالے کے آگے

رسالہ دار پشت پر سوار مرکب دور کا بے اونچی بنے ہوئے مرکبون پر نقارے نقارچیون کی
وردیان بنات سلطانی کی کار زردوزی سے درست ہر خورد و کلان اپنے اپنے کام پر چالاک و چست
کیمان اپنی پلٹن کے آگے تاشے بجتے ہوئے ایک جانب شہنا نواز بصد سوز و گداز بھیرون کی تانین
اڑاتے ہوئے مطربان خوش لحن گاتے ہوئے غزل

نہ آہ مجھ سے نہ نالے ہی ساز کرتے ہین
وہ ننگ عشق ہون سب احتراز کرتے ہین

کسی کے سوز محبت سے ساز کرتے ہین
ابھی ہم اپنے ہی دل کو گداز کرتے ہین

بتون سے ہوتے ہین ہم تجھ کو کر کے طالب وصل
دعا بھی بعد ادائے نماز کرتے ہین

پکارتی ہے محبت جو بیٹھے چپ بھی ہین
یہ ڈھنگ جلد تر افشائے راز کرتے ہین

لبون تک آتے ہین نالے جو ضعف مین تا لب
شکایت رہ دور و دراز کرتے ہین

نہ بند کر در مسجد کو مجھ پر اے زاہد
مرے گناہ در توبہ باز کرتے ہین

وہ شوخ کہتا ہے مجھ کو بنا کے بے پروا
نیاز مند کو یون بے نیاز کرتے ہین

کہین نظر نہ لگے آئنہ کی ڈرتا ہون
نگاہ ناز پہ کیا کیا وہ ناز کرتے ہین

گلا نہ کیجیو اے دامن شب ہجران
کہ ہاتھ پنجۂ مژگان دراز کرتے ہین

وہ تیرے غم نے شب ہجر میرے ساتھ کیا
کہ بیکسون سے جو بیکس نواز کرتے ہین

بگاڑے قبر کو پامال کر کے عاشق کی
ملا کے خاک مین ہم سرفراز کرتے ہین

نہ بخت خوش نہ دل اے عشق بے اثر تجھے
بگڑ بگڑ کے سبھی کارساز کرتے ہین

بصد نیاز اٹھاتا ہے خنجر قاتل
شہید ناز جو مقتل مین ناز کرتے ہین

جلال بھول کے بھی آپ مین نہین آتے
خودی سے عشق مین ہم احتراز کرتے ہین

تمام سامان شاہانہ گردا گرد صدہا نقیب آوازین لگاتا ہوا مصرعہ پڑھتے عمر و دولت قدم با قدم
تخت جواہر نگار پر توسن جادو بصد نخوت و غرور کئی ہزار مصاحب نیق ساحر بے نظیر ندیم وزیر
پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے بڑے تکلف سے سواری شہنشاہ توسن کی پہنچی شہنشاہ نیلم
بجائی صاحب کہکر چڑھا ہاتھ تمام کے تخت سے آ تار کئی سو پنڈت برہمن اشلوک پڑھتے ساعت
نیک و بد بچارتے ہوئے ہر ایک چوراہے پر پوریان تل آمیے ہوئے جنے دوڑ دوڑ کر

رکھنے لگے نیلم ہاتھ تھام کر شہنشاہ قوس کو لیے ہوئے طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے بڑھا حیرت
نے بھی آگے بڑھ کر سلام کیا صنعت نے بڑھکر دعائیں دین وزیر با تدبیر پشت پر حیرت و نیلم بابا بہ
بہار باس کر و فر سے داخل بارگاہ حیرت جادو ہوا بیچ مین تخت حیرت ایک پہلو مین تخت شہنشاہ
نیلم ایک جانب شہنشاہ قوس کے واسطے تخت آراستہ ہوا حیرت جادو تخت پر بیٹھی اب کئی سو
تاجدارون کا مجمع ہے سرداران زبردست ساحران بدمست کا کیا شمار ہے بارگاہ حیرت معمور ہے برق
یہ سامان دکھا کر باہر نکلا دیکھا چالاک بن عمرو چوبدار کی صورت بنا ہوا عصا چاندی کا ہاتھ مین
لباس معقول زیب جسم کئے کھڑا تماشا دیکھ رہا ہے برق ساحر بنا ہوا قریب آیا آپس مین آنکھین لڑین اشارے
ہوئے مجمع سے الگ آئے برق نے کہا کیون مرشد زادے تم نے یہ سامان دیکھا اب تو شہر
تا پرستان مین بارہ کوس تک تل رکھنے کی جگہ نہین ہے اور ابھی سنتے ہین سردار تاجدار آنے کو باقی ہین
چالاک نے کہا اے برق فرنگی قفس جسم مین روح گھبراتی ہے عجب طرح کی حیرت ہے فلاکت آمادہ
بدعت ہے اس مجمع مین ساحرون کے شیخ و بہار زیر دار اسد نامدار ہیچ سکینگی بارہ کوس پر
رنگ لیجائینگی ہوا کا گذر دشوار ہے دیگر قبلہ و کعبہ کو تلاش کرو اگر زندہ ہین تو اس مجمع مین ضرور
ہونگے یہان تو فوراً فوراً تاجدار چلے آتے ہین بارگاہ مین جاؤ کے اب جاکر بیرون شہر تا پرستان انبوہ
خلائق کا سامان دیکھنا چاہیے ابھی ایک ساحر ذکر کر رہا تھا کہ مہینہ بھر پیشتر سے واسطے حاضری
اس جلسہ کے بنام تاجداران جلیل اشتہار جاری ہوئے تھے دو کا مذہبی طلب ہوئے ہین
در شہر سے تا بہ کوہ مرجان بڑے تکلف سے میلہ آراستہ ہوا ہے براے انتظام داروغہ کارگزار ارتقا نہ دار
چلے آتے ہین ہر طرف یہی دھوم ہے ملکہ عالم نے حکم دیا ہے اس جشن مین خبردار کسی کا نقصان ہونے
پائے بڑے تکلف سے انتظام ہو جائے جو برگرہ کٹ نہ آنے پائین جب سرحد مین قدم رکھین مقید
ہوجائین انجام جلسہ تک قید مین رہین جنائین سمین ایک خبر یہ بھی سنی ہے زیر کوہ مرجان براے انتظام
آمد مسلمانان فوجین جاکر اتری ہین خبردار مقرر ہے حکم ہو چکا ہے کہ جب مسلمانون مین کمر بندی ہو
فوراً خبر ہو جائے بڑھکر فوج شہنشاہی باغیون کو روکے آگے نہ بڑھنے دے سرحد کوہ مرجان سے
آگے بڑھ کر جنگ و جدل ہو ہمارے جشن مین نہ خلل ہو سب کد و کاوش بیکار ہے آپس مین صلاحین
کرتے ہوئے چلے راہ مین قران و جانسوز و ضرغام بھی ملے ایک نے ایک سے اشارہ

کنا سنے سے حالات آمد شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن ظاہر کیا قران نے اشارہ کیا اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کرو بیان سے باہر ہے بازار مین چلو مین نے اسوقت دور سے بازار جوہری فروشان مین ایک تاجر جلیل ضعیف کو دیکھا مین قریب نہ جا سکا اُس مقام پر زیادہ ساحرون کا جماؤ تھا ایک طرف سے اُستانی آتی تھین گھبراہٹ آیا بخوبی پہچان نہ سکا یقین ہے کہ اُستاد والا نژاد تھے جوہریون کی دوکان دوکان پھرتے تھے چالاک نے کہا یہ تو ظاہر ہے کہ قبلہ و کعبہ نے قتل کا شعبدہ کیا مگر اِس حال کا ظاہر کرنا مناسب نہین ہے کوئی صورت ایسی کرو کہ جس سے اُنسے ملاقات ہو جاوے چالاک نے کہا بھائی سب الگ رہو ایک ساتھ نہ چلو عیار پہچان پھر رہی ہین آنکھ ملتے ہی پہچان جاتی ہین کئی مرتبہ سامنا ہوا جان بچا کر نکل آئے خدا اُن ظالمون کے ہاتھ سے بچائے یہ کہکر پانچون پھر الگ ہوے کوئی بشکل تاجر کوئی بصورت چوبدار کوئی ہرکارے کی صورت بنا خبرین لیتا ہوا مگر مہتر قران نے رنگ روغن عیاری کا لگایا کوتوالی چبوترے کے سپاہی بنکر تیار ہوے نیلی تنی سر پہ دھوتر کا انگرکھا گاڑھے کا گھٹنا جادرہ گاڑھے کا کمر سے بندھا ہوا سپر کمر پشت پر تلوار پُرانے چمڑے کی نیام کی کوتی گرگئی ہے پیلا نکلا ہوا اِس کیفیت سے سرجھکا کر طرف بازار کے دیکھتے بھالتے ایک بلندی پر آکر ٹھہرے دیکھا زیر گنبد لوروجین بیشمار خیمون بارگاہون مین سردار گوش برآواز بیٹھے تھے کہ ذرا آمد آمد سلمانان کی خبر سنین جا پڑین دمبدم مجمع فوج بڑھتا جاتا ہے اٹھارہ سو ملک کے خراجگزار تاجدار چلے آتے ہین جو تاجدار آیا لشکر کو اُتارا ایک وزیر چند مشیر ہمراہ لیے جا کر داخل بارگاہ حیرت ہوا اب مہتر قران یہ دیکھکر حیران ہو گیا ہے دل کانپ رہا ہے دل سے کہتا ہے افراسیاب کی کتنی بڑی سلطنت ہے افراسیاب کی عملداری کی بڑی وسعت ہے کیونکر غرور نہ کرے نخوت اُس بیجا کی بیجا نہین ہے زمین کانپ رہی ہے اور پھر فوج آرہی ہے دیکھیے آمد فوج کا کب اختتام ہوتا ہے اب مہتر قران ٹہلتے ہوے ٹیکرے سے اُترے دیکھا اول بازار جوہر فروشان برابر کئی ہزار دوکان ایک ایک جوہری حسین و خوبصورت سرخ سبز و زرد کیاسی پگڑیان سرون پر لباس پرتکلف پہنے ہوے سامنے وہ جواہر اعلے اور بیش قیمت ڈھیر ہے کہ جوہری فلک یک چشمۂ آفتاب کو آنکھ پہ رکھکر بصد حسرت دیکھ رہا ہے کسی جگہ گوہر بے بہا بحرین کے تاجران

جلیل غوطہ خور آنکے ہمراہ مین لیکر آئے ہین مول تول کر رہے ہین جوہر شناس جمع ہین دلال بیچ مین
گھسے آتے ہین رنگ ڈھنگ سنگ مین دھبّا لگاتے ہین خریدارون پر مشتری فلک کو رشک ہے
ایک ایک موتی معشوقان خوش چشم کا اشک ہے ضیاے الماس جگر مین جا کرتی ہے اگر دیکھ پائین
رشک سے ہیرا کھائین یاقوت احمر خوش رنگ عاشقون کا لخت جگر اشک خونی سے بہتر و برتر
نگینے موزون شہر نگینہ والون سے آنکو دیکھکر جگر خون نیلم نایاب چرخ نیلی جسکو دیکھکر بیتاب زمرد
ریحانی پر معشوقان سبزہ رنگ کی جان جاتی ہے سبز بختون کی طبیعت گھبراتی ہے ہر گوشے سے
یہ صدا آتی ہے شعر سبز رنگے بخط سبز مرا کردہ اسیر ✦ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم ✦ سبز سبز نگینے
سبز بختان چمن پر طعن کرتے ہین سبزہ درختون کا انکی محبت کا دم بھرتے ہین عقیق یمنی شجری
پھولون کے رنگ کو شرماتا ہے یہ نگینہ جسکے ہاتھ مین ہوتا تاثیر دکھاتا ہے بلاے ارضی و سماوی سے
بچاتا ہے ایک جانب صراف جوانان سیمتن زردار مالدار کوٹھی وال ہنڈویان سکرتی ہین حساب
اصل و سود ہی کھاتون پر لکھے جاتے ہین مدت کے دیے ہوے قرضے چلے آتے ہین ایک
نے کہا سیٹھ صاحب اصل کا روپیہ موجود ہے گماشتے نے جواب دیا کہ سود کی تکرار ہے سود ہی گورے
گورے لڑکے پاس بیٹھے ہین شوخ و شنگ کندن سے رنگ ہونے کے بانکے وضع کے نرالے
اُسمین مروارید بے بہا کانون پر چڑھے ہاتھ مین طلائی کڑے کر دھنی کمر مین ناپ تول نظر مین سونے
چاندی کی تھیلیان رکھی ہین روپیہ حاصل کرنے کی خوب لذتین چکھی ہین ایک جانب دکانین
بزاز کی کان کرشمہ و ناز کی دکان پر رشتہ دارون کا جماؤ دلالون کا بگاڑ بناؤ گلبدن نایاب
اطلس چرخ کو جس سے حجاب تنزیب مین شکوہ جس سے دیکھکر دل کو چین آنکھون کو سکھ ایک
ایک تھان نفیس لینے والے رئیس ہر طرح کا کپڑا موجود ہے ململ ڈھاکے کا جو تنگ خاندان مین
اُنکا عیب ڈھانکا ہر دکان پر گھوٹے کے تھان کے اکثر بیان ہین یہان ایک دکّان پر صدہا
تھان ہین ریشمی کپڑون کے لاتے بیشمار پھولدار اطلس باغ پر بہار اگر چھینٹ سے برسات
مین آنکھ لڑ جائے خریدار پکارے مجھ پر چھینٹ نہ پڑ جائے ایک جانب گلفروش بسے ہوے
ہار ہاتھون پر کمر کسے ہوے آواز دیتے ہین ہار جوہی بیلے کا دل بس جائے البیلے کا فروہی بازار
خوب خریدار محبوب ایک جانب قائم ہین بھنگیڑون کی تخت بلند پایین دل پسند صورتین بھلی بھلی

چہرے ماہ آسمان حسن و رعنائی قد موزون شمشاد حدیقۂ زیبائی زیور عمدہ نفیس پہلوؤن مین جوان جوان جلیس جوڑے ترچھے ادائین بانکی گڑگڑیان سنہری سرخ نیچے شان و شوکت سے اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین جوان نشہ باز معشوقون کے دستانۂ شلی آنکھین طرے چڑھو رہے ہین دم جو پڑے نشے تیز ہوے اشعار پڑھنے لگے پکار اُٹھے شعر زاہد کے دم مین کھینچ دم چرسون کے رندون مین ہمیارے دم ہی کا توفق ہے مردون و زندون مین ✤ دوسرے نے جھوم کے جواب دیا بھائی کیا نقرہ کہا جوانون کا تو یہ اعتقاد ہے کسی کامل کا ایک شعر یاد ہے شعر زاہد کے دم مین تو اگر کچھ دم ہو تو کا پچارے بالشت اک باغ ہے دوزخ کا بھی اک شرعی دھرکا ہے ✤ بھائی دنیا مین چار پیغمبر آئے چارون آپس مین بھائی ہین دو کے معتقد زاہدان خانہ خراب و شیخ بدنیت دو کے معتقد ہم لوگ جوانان بیباک چست و چالاک بھائیو سمجھ لو وہ کون ہین نماز روزہ بھنگ

کوزہ سر جھکانا غل مچانا انکو مبارک — **مطلع حضرت مصنف**
اللہ کا کرم رہے رندون کے حال پر — تلوار لیکے ہاتھ مین اکڑو پھر ای محتسب
قاضی پر آفت آئے بلا کوتوال پر — عاشق ہوے ہین ہم تو اسی چال ڈھال پر

بھائیو ہم لوگ خدا کے پیارے ہین نشہ باز بھولے بھالے مزاج نرالے رنگیلے طرحدار دم باز جوان ہین تو یہ ہتھکاے ہین بھنگیڑن معشوق مزاج عاشقون کے سر کا تاج جو روز کے پینے والے ہین وہ تخت پر آ بیٹھے ساقی سے ساقی سلگنے اُس گلعذار نے مسکرا کر بات کی نہال ہو گئے غنچۂ آرزو کھل گئے گندا اکا لکر جھینکا کہا جانی آج تو چور کرو بیڑو کی ملواؤ ایک دم لگواؤ نشہ کا آتا رہی فصل بارش کی بہار ہے سینے پر کیا ابھار ہے دم لگا کر اور زیادہ اکڑے تعریفین سراپا کی ہونے لگین ہماری بھنگیڑن حسن مین بے نظیر ہے چہرہ رشک ماہ منیر ہے ابروے خمدار ذبح کرتے ہین ان شیلی آنکھون پر ہم مرتے ہین ای محبوب جانی یار جاودانی گھر بار جان و مال سب تجھپر نثار کرین خوب نشہ ہوا کیا دم چلا کہو تو سر کاٹ کے قدمون پر رکھدین دو سر اگنڈا اور چلم بھر و اُس نے مسکرا کر پیسے اُٹھا لیے بنجہ بجا رہین سے چرس جانے لگی دم مارنے والے بول اُٹھے کشمیر نے ملا نا سا بجھا نکا جانا زیر تخت ڈھاناک کے بگل چل رہے ہین نوکر غرقی باندھے وہ ابھی اگلا چاہنے والا نشہ مین چور ہاتھ بڑھا کر چلم لی بگل کی آگ جھولی جھولی جاتی میان کے سامنے حاضر کی میان نے کڑکڑا کے دم لگایا بالشت بھر دو اُٹھی طرف نوکر کے متوجہ ہوے کہا ارے بھائی پیتے تو بھی دم

لگانے نشہ جمانے لگے اسنے پھر حقہ منہ پر رکھا یہ فقرہ ہنسکر کہا بھائی چرس کتنی ہی کھانسی کرتی ہے مگر ذکر کرون اسپر بھی پینے والا نہ مرے تو مین کیا کرون اس بازار مین بڑے ہنگامے ہین ان معشوقان طناز سراپا ناز کے حالات حسن وخوبی رقم کرون کلام کو زیادہ طول ہو مشتاق ملول ہو مگر عجب جلسہ ہے ڈھولک بج رہی ہے شعرخوانی کا ہنگامہ مطلع اشعار خمسے رباعیات پڑھ رہے ہین بعضے جلکر کہتے ہین میان کیا خاموش ہو میان آتش صاحب کا واسوخت پڑھو شعر سے شعر لطے ابھی چودھوین کو مشاعرہ ہوگا استاد مٹرو مدار بخش آئینگے حسو خان فیض آبادی سے تکرار بڑی ہی بڑی یاد کرکے آیا ہے بارہ بارہ پہر پڑھتا ہے مین چار دن کی یاد ہے شیخ گھسیٹا ہمارا استاد ہے اب اسوقت تمام میلہ جوش وخروش پر ہے ہوا نظارہ ہو ملک کا آدمی جمع ہے راہ سے نکلنا دشوار ہے ایسا جلسہ خوشنما میلہ کسی نگاہ سے نہین گذرا

نظم مصنف

جو صورت مہر جلوہ گر ہے
معشوقون کے گھر یہین سے اگلون
حسینون کے سمان ہے سب چمن کا
پہنے ہوئے سب لباس پرزر
ہر غنچہ دہن کے منہ پہ سرخی
وہ نرگس چشم سرمہ آلود
دل بانکی ادا پہ جنکے قربان
مجمع افیونیون کا اک جا
نظارہ کنان ہین جنکی پریان
گنا کوئی چھیلتا ہے بیٹھا
کشمیری کہین پہ چین ہی ہے
چلمون پہ چرس کی پڑتے ہین دم
گاڑا نشہ کا اسنے جھنڈا
عیاش کمال کھیلی کھائی

میلہ کا رقم کرون وہ سامان
حاسد کا ہو رشک سے جگر خون
کیا کیا خوشرو وگلبدن ہین
ترچھی سی کلاہ سر پر
ہونٹون پہ کوئی مسی لگائے
مژگان ناوک سے تیز افزون
اک سمت کو چانڈو پینے والے
جنکے اوصاف سب ہین زیبا
چسکی کوئی بیٹھا گھولتا ہے
ہے کوئی مزہ گزک کا چکھتا
اک سمت ہین ساقنون کی باتین
مشعل سے نہین ہے جسکی لو کم
دکانین تنبولنون کی اک سو
پہنے ہوئے زیور طلائی

اس جلسہ کا منتظم قمر ہے
ہون آئنہ وار لوگ حیران
میلہ ہے یہ اک نئے نقش کا
رشک نسرین و یاسمن ہین
کھائے ہوئے پان کی گلوری
سوسن کو بھی جس سے شرم آئے
کس ناز سے ہر طرف خرامان
پانو ہاتھون مین ہین سنبھالے
بیٹھے ہین بچھا کے اپنی دریان
کانٹے مین نمک کے تولتا ہے
شعلی کہین چاٹ بن رہی ہے
دم دیکے نگاہ جن پہ ڈالین
دم مار اکسی نے دیکے گنڈا
بانکی ترچھی حسین وخوشرو
ہنس ہنس کے اگال اک پہ پھینکا

دکھلایا کسی کو مرا کے ٹھینگا
کرتی ہین کسی سے کہکے یہ چال
رنگ اپنا کوئی جما رہا ہی
جھرمٹون مین سے حسین آنکھ کیلے
لہنگا بھیرویکا کے پانون دھرتا
آوازین ہین اسطرح لگاتے
اک جا پہ مٹھائی کا ہی جوبن
پیڑا برفی امرتیان ہین
کیا ذائقے دال موٹھ کے ہین
پانی کی یہ ہی سبیل پیاسو
جل ٹھنڈا یہ پی لے آکے جھٹ پٹ
بالیان بجلیان یہ کنگن
کیا ہار کھلے ہین موتیا کے

چونا کسی یار کے لگایا
بیڑا اب کھاسے میرے لکھ لال
اک سمت ہین کنجڑین شکیلہ
کہتی ہین ٹربل کے تین پیلے
بیٹھے ہین کسی جگہ کبابی
لے لونگ چڑھے کباب ٹکیے
شیرین سخنی سے وہ دکاندار
لڈو عمدہ جلیبیان ہین
سقے بھی کٹورون کو بجا کر
گرمی مین کلیجہ ٹھنڈا کر لو
کہتے ہین یہ گلفروش ہنسکر
یہ گجرا کا یہ بدھی اور یہ جوشن

ہنس ہنس کے کسی کا خون بہایا
بیڑا کوئی لیکے کھا رہا ہی
صورت مین حسین اور جمیلے
یارون سے اشارے بازی کرنا
چہرے بنے ہین آفت ای
اک بیچ رہا ہی حلوا سوہن
کہتے ہین پکار کر یہ ہر بار
اک کہتا ہی لڈو سونٹھ کے ہین
کہتے ہین یہ شور و غل مچا کر
ہی دو دونکی باجھونکے کھٹ پٹ
گجرا پھولون کا ہی معطر
کہتے ہین کبھی صدا لگا کے

عیاران طرار یہ تماشا دیکھتے ہوے صورتین بدلے جان کا ڈر مگر ہر مقام پہ جانا بھی ضرور ہی اپنے استاد کو ڈھونڈھتے ہین۔ یہ ڈھونڈھ رہی ایک جانب جو آئے دیکھا عجب ہنگامہ ہی ایک جوان گھنٹی بجا کے پکار رہا ہی ایک پیسا ٹکٹ نقل کی اصل دکھا دین اب جو آگے

پھر جا دیکھا نظم مصنف
ہی لاگ کہین پہ سر کٹے کی
انداز طلسم جا بجا ہی
ہی چاہتا ہی کہ گھر بنائین
یارب طالع کو اسکے چمکا
بابان کسی جا گنگنا رہا ہی
وہ شور سے کی کہین پہ نوبت
گاتی ہی کوئی غزل قمر کی

شیشہ کا کوئی جا کے ہی رنگ
حیران ہوا جسنے شکل دیکھی
کیا میلہ ہی واہ اور جلسہ
رات آج کی شب ہین گنوائین
اک سمت ہین رنڈیونکے ڈیرے
سارنگی کا شور جگ رہا ہی
خالی کوئی گنگنا رہی ہی
اور کوئی ہی منظر سحر کی

بجتا ہی کہین رباب مرچنگ
ہر جا آپس مین تذکرا ہی
دیکھا کرے بس بغور جلسہ
یہ سب ہی قمر کے دم کا جلوا
عیاش کھڑے ہوے ہین گھیرے
بجتی ہی کہین ستار کی گت
ہر ساز سے اک ملا رہی ہی
غزل مصنف قمر

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین | راحت سے ہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین
کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے | ای دام کش و دیکھو صیاد اسے کہتے ہین
قصے گل و بلبل کے کل مین نے کہے اُنسے | باتون مین پھنسا رکھا صیاد اسے کہتے ہین
تصویر تصور نے کوچہ کی ترے کھینچی | فردوس اٹھا لایا شداد اسے کہتے ہین
ناسخ سے کے قمر کیا کیا ٹھہرے ہین زمانے مین | قول اہل سخن کا ہے استاد اسے کہتے ہین

تماش بین جمع ہین مجرا ہو رہا ہے نازنینان مہ جبین شوخ وشنگ طرار فرار ناز کرشمہ چتون مین دلی ہو مین مست ہین اُنکے بانکے چاہنے والے قریب بیٹھے مین فرمائش ہو رہی ہے بی لذت بخش کوئی ٹھمری کوئی غزل گاؤ نکینی دکھاؤ ہم تو مدت تک مشتری کے خریدار رہے جس دن سے وہ خانہ نشین ہوئین لطف غزل کا اٹھ گیا گانے کا مزہ جاتا رہا اُنکی فصاحت وبلاغت کی کیا تعریف کرین خود صاحب تصنیف موزون مزاج گانون کے سرکا تاج نائکہ نے جھلا کر جواب دیا جناب رسالدار صاحب خطا معاف اس چھوکری کے ٹھہرے ہین یہ بھی شعر نظم کرتی ہین تانے مین طاق شہرۂ آفاق ہان چھوکری جو کل غزل یاد کی ہے بہاگ کے دھن مین سنا دے برق چمکا دے رسالدار صاحب بڑی دور سے آئے ہین ہمیشہ خط آیا کرتا تھا اشتیاق تمامے آپ کے رکھتے ہین ہم تو حضین کی تحریر پا کے جلسے مین شہنشاہ افراسیاب کے بڑے مزے اُٹھائے یہان تو اک بھنگا سرہی میلہ کا ہے کو میلہ ہے میان داروغائے باب النشاط نے کل سے صرف ایک مرتبہ دو خوان لگی لے کے پہونچائے یہان پچاس آدمی ساتھ ہین ٹٹو گھوڑے بیلیان انپا صرف ہو رہا ہے یہ سنکر رسالدار صاحب پھول گئے ساری شہسواری بھول گئے گرہ سے نوٹ سو روپیہ کا نکالا پیش کیا کہا بی لذت بخش صاحب آپ تو ہماری مہمان ہین اس جلسہ مین تشریف لانے کے ہم احسان مین نائکہ تو بھی دونون خوش ہو مین سازندون سے کہا رسالدار صاحب سامری جمشید سلامت رکھین بی لذت بخش کا وہم رسالدار صاحب کو مدت سے جانتے ہین بہت کچھ دینگے خوش کرکے یہان سے بھیجینگے روپیہ ملنے سے بی لذت بخش کو بھی مزا ملا غنچۂ آرزو کھلا چہرہ مثل گل کے سرخ ہو گیا مسکرا کر گنگنا کے یہ غزل شروع کی

غزل

عشق مین رسوا جو اپنی آہ و زاری ہو گئی | کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمھاری ہو گئی

بزم جانان مین جو آمد شد ہماری ہوگئی
غیر پر گرنے کو بجلی بیقراری ہوگئی

پہلے تھا بیزار جب سے اسکے تم خواہان ہوئے
مجکو بھی اسدن سے اپنی جان پیاری ہوگئی

گریۂ حسرت سے اور آنکھون نے جو تھی رسم وراہ
بعد مدت پھر مری فرقت مین جاری ہوگئی

اُسکے در سے مرکے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہی
لاش اپنی کیون احبا پر نہ بھاری ہوگئی

آرزو دل مین جو تھی اپنے ترے اک تیر کی
آخر کار آپ ہی وہ زخم کاری ہوگئی

وصل مین دل ہی مرا میری طرف کچھ بولتا
اُنکی جانب بھی تو اُنکی شرمساری ہوگئی

کل جو غش کھا کر گرے تو اُنکے قدمون پر گرے
ہمسے بیہوشی مین بھی اک ہوشیاری ہوگئی

ناز دل کیا سہے اُٹھائے غیر کے احسان تک
ختم تیرے ناتوان پر بردباری ہوگئی

گرد اپنی لاش کے پھرتا ہی قاتل بعد ذبح
زیر خنجر بھی وہ ہم سے وضعداری ہوگئی

دل پکڑ لیتا ہی دشمن جب تڑپتا ہی جلال
اُسکی بیتابی ہی کیا شوخی تمہاری ہوگئی

دیگر

غم نہین ترک جو کی دل نے رفاقت میری
میرے رونے کو منا لائیگی حسرت میری

نہ کہین غیر کے رونے سے بھی یارب اکدن
اِدھر آنے مین وہ منجائین طبیعت میری

جان دے کر بھی کہتا ہون انہین کچھ نہ دیا
حوصلا سیر ہی کر دل سیر ہی ہمت میری

ناتوانی کا گلہ مجھ سے ہو کیا تاب اے عشق
شکوۂ ضعف کرون یہ نہین طاقت میری

آپ ہی جاؤ نہ تم یا مجھے مرجانے دو
خود دیکھو تے ہو نہ منظور ہی رخصت میری

یار آیا ہی شب وعدہ کہ تصویر ہی اُسکی
دیکھتا ہی کوئی بیٹھا ہوا صورت میری

ٹھوکر اک لگتے ہی کیون بیٹھ گئے راہ مین تم
آلگی ہو کہین قدمون سے نہ تربت میری

بیخبر عشق دو عالم سے کیے دیتا ہی
دل سے کہتا ہون خبر لیجیے حضرت میری

روئے تقدیر کا رونا کوئی کسکے آگے
وہ تو ہنستے بھی نہین سُنکے مصیبت میری

منھ لگائین تو سمجھ کرکے لگائین مجکو
کچھ نہ مین آئیگا بگڑیگی جو عادت میری

یار کو ڈھونڈھ نکالینگی کہین ہی جلال
کچھ پتا دل کا لگائیگی تو حسرت میری

اِس غزل پر تو اُس قاتل عالم نے کبھی مارا کبھی جلایا ایک ایک شعر کو سو سو طرح بتایا بتانے مین کبھی جنگل کبھی باغ دیوانہ پن کبھی نقشۂ محبوب کبھی صورت مطلوب کبھی سینہ پہ ہاتھ رکھے

سسکیان بھرنا کبھی سامنے مشتاقون کے مچلنا کبھی دل عاشق پاسے نگاہین سے ملنا اب تو روپیہ اشرفی برسنے لگا بیل بڑھنے لگی کہین ایک بنیا مہاجن بیچارا آفت کا مارا اس جلسہ مین آ پھنسا رسالدار نے پانچ دیے اُسنے دس پھینکے رسالدار بیچارے دس کماتے ہین پچاس اُٹھاتے مین آج جلسہ کے خرچ کے واسطے سود وسو روپیہ قرض لیکر چلے تھے وہ دیکھے کچھ بازار مین صرف ہوا مہاجن نے جب ٹینٹ ٹٹولا یہ گھبرائے چاہا مجاب مین سے نکالکر تلوار دیدین نائکہ نے چٹکی لی مٹھی روپیون کی پہلو مین رکھدی اشارہ کیا ہمسے لیتے جاؤ بی لذت بخش کو دیتے جاؤ بنیے کو لٹنے دو ہمارا نفع اُسکا نقصان تمھارا ہمپر احسان رسالدار صاحب یا تو بدلگامی کرنے کو تھے قدم تھم گئے اب تو بیل دینے پر جم گئے بنیا دم بھر مین لٹ گیا آخر چترہ جھاڑ کے بی امیر بخش سلام کر کے اُٹھ بھاگا بعد اُسکے جانے کے بیسی دل لگی ہونے لگی اسیطرح دس آتے ہین پانچ جاتے ہین سازندے سازکر کے تماش بینون کو لگا کے لاتے ہین جو بانکا ترچھا ملا اُسکا ہاتھ پکڑلیا کہا حضور دکن سے ایک بائی آئی ہی کیا خوب گاتی ہی چلکر دو چیزین سنئیے اِس کوچہ مین جو آیا لٹا ہنستا ہوا آیا روتا ہوا گیا بعض تو خرچی چکا کر رہے ہین بعض خرچی چکاتے ہین ساتھ کے یارون سے کہ رہے ہین بھائی یاران ہم پیشہ یہی کھیل کھیلتے ہین ایک شب سے زیادہ دوسری شب رنڈی کے یہان نہین آتے تین سو کسبیون کے نام فرد پہ لکھے ہین مگر پردہ وزخانگیون کی ڈولیان آتی ہین اوباش گرستون کو لگا لاتے ہین ہر خیمہ مین رنڈیون کے یہی ہنگامہ ہی کہین سوز کہین ساز کہین راز کہین نیاز عیاران لشکر اسلام ہر سمت جاتے ہین خواجہ عمرو کی تلاش ہی مقام کسبیون کے بڑھے ایک مقام پہ دیکھا اک خیمہ کلان استادہ ہی اُسمین نوجوان جمع ہین دف بج رہا ہی خیال میر شوکت حسین صاحب سحر کے باواز بلند گائے جاتے ہین –

بجتا ہی رباب اور مرچنگ
طرے والے ہین کچھ نرالے

دارے کا بجا ہوا ہی اک رنگ
کچھ دارا بجا کے گا رہے ہین

کچھ بیٹھے ہین اُسمین کلغی والے
کچھ جھوم کے تان اُڑا رہے ہین

گاتے ہین خیال یہ سحر کا
جلوہ حسین ہی سب قسمہ کا

خیال تلازمہ لسبنت شاعر بنظیر عالی استعداد جناب میر شوکت حسین صاحب
المتخلص بہ سحر جوگ پہلا

بسنت آیا ہی شور ہر سو ہی بلبلون کا ہر اک چمن مین
وہ پھولا ٹیسو لگی ہی آتش چنار جلتے ہین سارے بن مین
سمایا ہی رنگ زعفرانی ہر ایک نسرین و نسترن مین
خدا کی قدرت کا ہی تماشا کہ زردی آئی ہی یاسمن مین
ہی بیلا البیلا پن دکھاتا کہ زرد پوشاک ہی بدن مین
چنبیلی کیا گل کھلا رہی ہی چٹک ہی غنچہ کی ہر سخن مین
نہین مین پھولے سماتے غنچے خوشی کے مارے خود اپنے تن مین
بھرے ہین گلچین کی جھولیون مین وہ پھول بکھرے جو تھے چمن مین

قطعہ

دی ہی خبر بہار کی لا کر نسیم نے
مہکا دیا چمن کو گلون کی شمیم نے
صیاد کو ڈرایا ہی امید و بیم نے
شادی رچائی بلبلون کے دل دو نیم نے

شگفتگی کا بھرا ہی پانی ہر اک تھالی کے بیچ گلشن مین

چوک دوسرا تلازمہ بسنت مصنفہ سحر

[illegible] یرقان ہی چشم نرگس ابھی ہی البیلی باسے بن مین
کہ شگفتگی بھی لگی ہوئی ہی گلون پہ حسرت ہی انجمن مین
تمارے چنیا سے ہو رہے ہین کہ آئی تو بھی اب اس وطن مین
بسنتی پوشاک ہی جو پہنے بہار کیا آ گئی چمن مین
نہین ہی جو ہی کا کام یان کچھ سمائیگا موتیا بن مین
بہار گیندے کی آج کل ہی بسنت آیا ہی ہر چمن مین

قطعہ

اُجڑا ہوا چمن یہ پھر آباد ہو گیا
استادہ پیشوائی کو شمشاد ہو گیا
شادان ہر ایک بلبل ناشاد ہو گیا
پژمردہ غم سے اب دل صیاد ہو گیا

خوشی سے سنبل کو وجد یہ ہی کہ کر رہا ہی وہ بانکپن مین

چوک تیسرا مصنفہ سحر

بسنت کا رنگ جم گیا ہی حلب مین تاتار مین ختن مین

ہر ایک دشت وجبال و بر مین ہر ایک دریا مین اور چمن مین
بسنتی سبزہ ہی یون روش پہ عقیق یا زرد ہین یمن مین
یہ زعفرانی ہی ترش گل گاون کی خاطر ہر اک چمن مین
کہین یہ ہی شور فاختہ کا کہین پہ قمری ہی ہر سخن مین
کھلا ہوا پھول یا کہ غنچہ کہین پہ بلبل کے ہی دہن مین

قطعہ
دیکھو ہزار رنگ پہ گلزار آج ہی
اب تخت زعفرانی کی بھی احتیاج ہی
مرغان خوش نوا کا فلک پر مزاج ہی
ہر گلبدن کے سر پہ بسنتی جو تاج ہی

نہین ہی کھوٹا کھرا ہی ہر گل ہر ایک ثابت قدم چمن مین

چوک چوتھا مع تخلص استادان خیال

رسالگر کا بھی زعفرانی لباس نو عمدہ ہی بدن مین
مداری کپڑے بسنتی پہنے ہوے ہین داخل اس انجمن مین
اگر ہی ہیرا کا لال چہرہ پہ زرد پوشاک ہی بدن مین
۔۔ ٹھاٹھ عاشق علی کے دیکھو اکڑتے آتے ہین بانکپن مین
گئی خزان اور بہار آئی سحر بہارے بھی اب چمن مین
اسی سے شہرہ ہی لکھنو کا یمن مین چین مین حلب ختن مین

قطعہ
چرچا رہیگا چنگ و سرود و رباب کا
دورہ وہ ہر طرف کو شراب و کباب کا
دھرپت کی تان راگ خیال جناب کا
پیری مین آج اٹھیگا مزہ کچھ شباب کا

یہ رات گذریگی عیش مین سب بسنتی جلوے کا بدن مین

اس جلسہ کو دیکھکر جوان کمسن پر عقیل نہیم اوصاف مین مصروف ہین کہ کس کامل نے یہ رنگ جمایا ہی کیا کیا خیال مین غزل کا بھی لطف ہی ٹھمری کا مزہ ہی مصنف نے کیا کام کیا ہی بڑا خون جگر کھایا ہی کس کس مضمون سے خیال نظم فرمائے ہین باغ پہ بہار سامنے بنا کر دکھائے ہین کیا فصل بسنت کے مضامین دل نشین ہین پڑھنے والے بھی جوانان فصاحت آئین ہین جی چاہتا ہی صبح تک بیان سحر کے خیال سنین یہان سے قدم نہ ہٹائین عیاران لشکر اسلام اس مقام پر بھی دیر تک ٹھہرے

ہوا جہ عمرو کی چہار جانب جستجو کی اس چمن مین بھی اپنے پھول کی بو نہ پائی آگے بڑھے ایک عجب تو بڑے جمگھٹے دیکھے جوانان شیر دل کی آواز آ رہی ہے یا ہو کے نعروں سے زمین تھرا رہی ہے کسی سے پوچھا اس مقام پر کیا جلسہ ہے ایک نے کہا بھائی اسی مقام پر تو سارا میلہ ہے اول صاحبان آبرو پیروان حضرت خضر و الیاس حق شناس نیک اساس دریا دل پاک از زشتی شہر نامپرسان کے سارے بہشتی حق نیوش مشک بدوش بجوش و خروش آکر جمع ہوئے ہیں ایک جانب ظاہر کے میلے دل کے اُجلے جنکی ذات سے تمام وضیع و شریف سفید پوش ہوتے ہیں کثافت لباس کو دھوتے ہین صاحبان شست و شو خوش خو صاحب حسن و خوبی سارے شہر کے دھوبی آکر ڈٹے ہین دونون فرقون مین معرکے پڑ گئے ہین کیا کیا عمدہ عمدہ کھنڈ گاتے ہین جو ہین سمجھتے ہین وہ اُسکو با کھنڈ بتلاتے ہین اگر ٹھہر کر سنیں صاحب ذرا ست سے دھنین شنویان دلچسپ مضامین عمدہ شاعران نامی نے اسطور مین نظم کیا ہے ان صاحبون کو یاد کرا دیا ہے یہی سب جوان گاتے ہین ہر میلے مین آتے ہین عیارون کو اشتیاق ہوا اس جلسہ مین آکر پہنچے دیکھا بڑی بڑی انگیٹھیاں بجائے فرش رکھی ہین ایک جانب سقے کھاروے کی لنگیان ڈہری مرزئی پگڑیان سرون پر زری کے جوتے ڈٹے ہوئے ہین دوسری جانب دھوبیون کا پرا جما ہوا ہے انگرکھے جامدانی کے اُجلے صاف و شفاف پائجامے ہین سکہ کے گرمیلے ایک پائچہ چڑھا ہوا ایک اُترا ہوا تیوریون پر بل پڑا ہوا ہاتھون مین چاندی کے کڑے گلے مین لڑی کی زنجیرین گاوریان کھائے ہوئے کنٹھے دار چولی چڑھائے ہوئے دونون فرقے ڈٹے ہوئے ہین بڑے لطف سے یہ کھنڈ تصنیف میر شوکت حسین صاحب سحر کے گا رہے ہین کھنڈ

دھوبی سقونکے ہین مقابل — سب کھنڈ کے گانے پر ہین مائل — اُجلے میلے ہین دھوبی سارے
سرسے وہ منڈلاسے ہین اُتار — گاتے ہین یہ کھنڈ ہاتھ پھیلا — دیتے ہین جواب دھوبی چیلا

کھنڈ تصنیف میر شوکت حسین صاحب تخلص سحر لکھنوی اول سوال سقون کا

ایک کامل اُن مین آگے بڑھا اپنے کان پر سا تھ رکھکر پکارا

ہان ہان او میرے میان

سنو بھائی دو چار سقون کے نارے — [illegible] — اب عاشق کے دل ہین بہت بیقرارے

صبا لے کے جو چمن مین اشارے　　تو غنچے چٹک کر کیا یک پکارے

چلو بلبلو آئی ہو اب بہارے

جواب دھوبیون کا

ایک دھوبی بھی آگے بڑھا اور یہ نعرہ مارا

ہان ہان او میرے پیارے

خوشی سے نہ ان گل جو پھولے سماتے　　تو مرغان گلشن مین اترا کے آتے
اکڑ کر جو ہین شمشاد جوبن دکھاتے　　خبر لا کے ہر یک چمن مین سناتے

کہو باغبان سے کہ گلشن سنوارے

دوسرا سوال سقون کا

صنم آج گر وصل ہو تو مزا ہے　　گھٹا چھائی ہے اور چمن پر فضا ہے
مے لالہ گون باد دل پر صفا ہے　　بھرے جام ساقی یہی کہہ رہا ہے

کہ پیئے شراب تو کچھ ہو خمارے

ارے او میرے میان

تو میرا ہے دلدار　|　مین تیرا بچپن کا یار　|　پیارے جلدی آؤ　|　عاشق کے گلے لگ جاؤ

جواب دھوبیون کا

فلک نے مرے حال پر رحم کھایا　　کہ وہ ماہرو میرے گھر آج آیا
مجھے سادہ بن یار جانی کا بھایا　　کہ آتے ہی مجھ کو گلے سے لگایا

سحر کا دماغ اب فلک پر ہے بارے

او میرے میان

تو میرا ہے پیارا　|　مین نے تجھ پر ہی اپنا وارا　|　دل تیرے نذر کیا　|　حسن تیرا مول لیا

سامعین مین چرچے ہو رہے ہین کہ آج تیسرا دن ہے سقے دھوبیون کی جان کو کلپ رہے ہین بڑا کرنے پر آمادہ ہین کہتے ہین خوب گندی کرینگے انکی استری لینگے دھوبی پاٹہ کرینگے جب تو بیچ مین آئینگے ایک کہتا ہے بھائی دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا ادھر دھوبی بھی جوش مین کہتے ہین ہم

بہشتیون کو سوندن مین ملوا لینگے ڈول رشک چھوڑ کر بھاگین گے خاک پھانکتے ہین ابھی سے کنوین جھانکتے ہین اب آبرو پہ بنیگی ہمارے اسکے خوب چھنیگی پناہ پانی مشکل ہوگی ہمارے انکے تکرار باساحل ہوگی عیاران لشکر اسلام نے ہر ایک مقام پر ٹھہر کر تلاش عمرو کی ابتک ملاقات نہوئی ہر طرف بازار مین دیکھا بڑا ہنگامہ ہو مرچے چاقو ہاتھ مین سر پر چرکے لگے ہوے خون بہا کر پیسہ لیتے ہین بڑا کمال حاصل کیا ہو ایک پیسہ انکا خونبہا ہو ایک جانب گرز مارو وفر مین لگا مین پیسہ لیا ایک طرف شیدی نے چھجھنے ہاتھ مین شلنگین لگا رہے ہین جہان اڑے گنڈا لیکر ٹلے ایک مقام پر ستھرے شاہی فقیر لیے بردہی ڈنڈے بجا کے یہ بانی کہ رہے ہین قطعہ یعنی بانی

صدقہ نانک شاہ کا بھنڈارے بھرپور
جگ جگ جیے لاڑلی بھتی ہر دم جاری
آٹھ پہر جو لنگڑ کھڑی گھر پر برسے نور
شاد ہو روح ساری کہتے ستھرے شاہی

عجب رنگ پر میلہ ہو کل شہرون کے دکاندار ہر مقام پر مثل گلور کی بہار خریدار بیوپاری وہ اشیاء نادرہ کہ مشتری فلک جان دیکے خریدے سکندر ایسا بادشاہ اگر اس میلے مین آئے مثل آئینہ حیران ہو جاے جمشید نے کبھی ایسا جلسہ آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا جام جہان نما مین آغاز و انجام اس نیکنام کو ثابت نہوتا کاسہ ہاے چینی دکانون کے اسکے جام سے بہتر جابجا جلسون مین نازنینان چہ پیکر آٹھ پہر مین میلہ خوب جما ہو دکانین نہایت لطف سے آراستہ تاجرون کے اسباب تکلف سے پیراستہ کوچہ ہاے بازار دلچسپ سے کوچۂ زلف محبوب کا نشان ملتا ہو غنچۂ آرزوے عاشقان اس بازار رشک گلزار کو دیکھکر کھلتا ہو دکانون مین تصویرین دلپذیر اگر مانی و بہزاد ہوتے آہ کھینچتے یا تصویرکشی سے ہاتھ کھینچتے اگر کسی عاشق مزاج کا اس کوچہ مین گذر ہوتا تصویرونکو دیکھکر مثل تصویر تصور خاموش حیرت کا جوش

تعریف میلہ و بازار نظم دلچسپ مین یہ نظم بھرتی نہین ہو نہایت پاک و صاف ہو بے تکلف میلے کا نظم اوصاف ہے

کہان ایسی بازار آئینہ بند
دکانین نظر آتی ہین کان حسن
کبھی ایسے سوداگر آئے نہ تھے
سب اشیا و اجناس نایاب ہین

دکانین ہین ایسی کہان دلپسند
سجاوٹ دکانون کی ایسی پری
کبھی مال تاجر لائے نہ تھے
کبھی تھین نہ ایسی خریداریان

جو بازار مین یوسفان حسن
کہ سو جان سے ہونگے مشتری
گرانمایہ مین جتنے اسباب ہین
نہ ہر جنس کی گرم بازاریان

ہر اک شی جواہر کی تولون بکی
کسی جنس کا نقد سامان ہی مول
کسی سمت بزازہ آراستہ
دکانین ہین آنکی جواہر کی کان
ندیکھے تھے یہ شیشہ پر بہار
دکھاوے نگہ اپنی نیرنگیان
صفا خیز سب آئینے نور کے
فلک عکس سے جسکے ہو جا سبز
کہین ہین رہ ہمشل حلوا فروش
دکھاتی ہی شیرین ادائی کا لطف
بھرے خرمے کتنے نزاکت سرشت
وہ شیرین لبونمین نہ پایا مزہ
پچھنی ہین وہان نعمتین بیشمار
وہین آکے بیٹھے ہین میکش شراب
کہین چنچل والون کا بازار ہی
عجائب ہی جوہی عجب موگرا
دکانین کہین دور تک عطر کی
کسی عطر مین سنبل تر کی بو
کوئی نکہت ایسی کہ لیجائے ہوش
جمائے ہوے شل پان اپنا رنگ
جسے وہ گلوری بنا کر کھلائے
تماشائیون کا اسی جا ہجوم
وہ شوخ دو پری رو وہین جلوہ گر

ہر اک چیز یوسف کے مولون بکی
کوئی چیز وہ جسکی قیمت ہی دل
کسی سمت صراف ہیں آراستہ
دکانین کہین شیشہ آلات کی
نہ کی تھی کبھی سیر مینا نگار
ضیا بار لیسے صفا کنول
دل آویز سب جھاڑ بلور کے
کہین شیشۂ سبز پر تو فگن
سمجھیے جنھین من و سلوا فروش
جلیبی مزے شیرۂ جان کے دے
پسند آئے حورونکو جو در بہشت
لگائے ہوے ہین کہین مطنجنی
مطنجن مزعفر مربے اچار
کبابون کی گرمی مین کیا گفتگو
دہان کی ہوا تک بھی گلبار ہی
چنبیلی کی کثرت ہی بیلے کا جوش
بساتی ہی کڑبے مہک عطر کی
کسی بو پہ مائل نسیم چمن
کسی بو سے بیہوش کو آئے ہوش
یہ سرسبزی حسن کا حال ہی
وہ خود قتل کا اپنے بیڑا اٹھائے
حقیقت مین وان ہی سمان نہر کا
ادھر کچھ جوان حسین کچھ ادھر

کسی مال کا مایۂ جان ہی مول
سمجھتا ہی مفلس غنیمت ہی دل
کہین جوہری ہین لگائے دکان
جہان رنگ شوخی خیالات کی
وہ جلوہ دکھاتی تھین مردنگیان
بجھا ہو تو روشن ہو دلکا کنول
کہین جلوہ آرا ہے مینا سے سبز
بناوے جو میلے کا گل پیرہن
بیان کیجیے کیا مٹھائی کا لطف
اگر امرتی کھائے امرت نہ لے
جو قند مکرر مین آیا مزہ
دکانین طبقہاے نعمات کی
کبابی جہان بھونتے ہین کباب
کہ بےچین کر دیتی ہی جسکی بو
نرالی ہی سنبو نیا موتیا
وہین پر زیادہ ہی بیلے کا جوش
کسی عطر مین ہی گل تر کی بو
کسی بو پہ عاشق شمیم چمن
تنبولن بھی بیٹھی ہی اک شوخ و شنگ
زبان جسکی تعریف مین لال ہی
کسی سمت ساقن کے جوبن کی دھوم
کھنچا ہی وہان سائبان نور کا
جسے بھر کے حقہ پلاتی ہی وہ

دھوئین اُس جا کے اڑتی ہے وہ عیاران جانباز ہر جلسہ مین جاتے ہین جلسہ دیکھنے کا کسکو ہوش

ہے دریاے معیبت کا جوش صاف یہ ہے کہ سارے میلے کو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی تلاش مین چھان ڈالا ابھی تک تو کہین پتا نملا ناگاہ سلطان انجم سپاہ پر شکست کے سامان نظر آئے سناں چرخ نیلی فام پر چلائے فوج شعاع تیز غضب کی بصد شد ومد معرکۂ میدان فلک پر آمد آمد ہوئی شہنشاہ ظلمت کو مقابلہ ومجادلہ کی کد ہوئی ہر چند چاہا جوانان سیارگان کو میدان رزم مین جاؤن شان و شوکت وجلالت دکھاؤن لیکن صاف ثابت ہوا کہ وقت تنگ ہے شہنشاہ زرین پوش اقلیم روز آمادہ جنگ ہے آخر قلعۂ مغرب مین جاکر محصور ہوا داخلۂ فوج ضیاے آفتاب عالمتاب سے ظلمت کدہ

عالم پر نور ہوا **نظم مصنف**
چمکنے لگے ذرہ ہاے زمین
منور ہوا صاف چرخ برین

برآمد ہوا شاہ گیتی فروز
درخشندہ کال بہار دے روز
طیوران صحرا ہوے نغمہ خوان

برآمد ہوا اسد باعز وشان
عیاران اسلام بیقرار و ناکام شہر ناپرسان سے متردد و پریشان

نکلے لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ مین آئے دیکھا لشکر مین شب سے کمر بندی ہے اپنے اپنے افسرون کے ساتھ خیمون مین بارگاہون مین جمع ہین اشارون کے مشتاق ہین جرأت وشوکت مین طاق ہین عیار بارگاہ مہرخ مین آئے دیکھا ملکہ مہرخ تخت پر کرسیون پر شاہ وشہریار زادیان بصد کر و فر دریائے سلاح جنگ مین غوطہ مارے ہوے آمادہ جانبازی مصروف ذکر جلالت ہین غازی عیار دعا وثناے شاہنشاہی بجالائے عرض کی اے غازیان صف شکن واے شور شعاران شمشیر زن کل صبح کو آپکی خدمت سے رخصت ہوے تھے آٹھ پہر شہر ناپرسان مین رہے جو کچھ کہ آنکھون سے دیکھا کیا عرض کرین از شہر ناپرسان تا کوہ بکور فوجون کے جمگھٹے ہین سرداران افراسیاب مع فوجہاے جنگی آ گئے ہین پیک نگاہ کا گزرنا دشوار ہے ہر ایک بجا آمادہ حرب وپیکار ہے ملکہ مہرخ نے کہا یہان مرنا جان دینا ہی مرنے والے کے نزدیک ایک . ورکر و برابر ہین اے عیاران خنجر گزار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ابھی کہین ملے یا نہین چالاک نے کہا کہ ابھی تک زیارت نصیب نہین ہوئی بہت کوشش کی مہتر قران نے کہا وہ مکر سے غافل نہونگے خدا انکو زندہ رکھے جامع المتفرقین آنسے ملائے زیارت سے مشرف ہون صرف آپ صاحبون کو خبر کرنے آگئے تھے خدا حافظ پھر جاتے ہین اب صبح کو اگر حیات باقی ہے زندہ ملینگے ورنہ لاشے ہمارے زیر دار اسد نامدار پڑے ہونگے

ملکہ مہرخ نے کہا آج کی شب شب قیامت ہے چند ہزار وسط سما پر جا کر ٹھہرینگے وقت سے منتظر رہینگے
جب افراسیاب ہمارے آقائے نامدار کو گنبد نور سے نکالیگا جو بن پڑیگا وہ کرینگے زبان سے
کچھ نہیں کہتے جو منظور خدائے کارساز کو ہو مگر یارو افسوس صد ہزار افسوس ایک شب بیچ مین باقی ہے
کوئی تدبیر معقول نہوئی ہائے سعادت ابدی حصہ دل نہوئی خواجہ عمرو کا ہاتھ سے چھوٹا جاتا ہے ستم ہے اگر
وہ ہوتے مرنا بھی ایک تدبیر کے ساتھ ہوتا اب خدمت سے یہی عرض ہے جان دینا ہمیں فرض ہے یہ ہنگامہ
دیکھکر دل پر اُس پردہ نشین ناز و نعم مکرمہ حسین الماس پوش کیا گذرتی ہوگی نہ جیتی ہوگی نہ مرتی
ہوگی دھڑکون مین اُسکی جان جاتی ہوگی وہ عاشق صادق نہ بچیگا مردہ زیر گنبد نور آئیگا آخر مین
افراسیاب پچھتائیگا ملکہ مہرخ نے کہا صاحبو وہ حیا عیش پسند نشۂ سلطنت مین چور اپنے سحر و ساحری
پر مغرور اُس ہوسے کو کسی کے جینے کی خوشی نہ مرنے کا غم ہم لٹتے ہیں سامان تباہی ظاہر ہے
دل کے حال سے پروردگار واقف ہے کلیجہ چیر کر کسکو دکھائیں زمین شق ہو سما جائیں مان نے اسکی
کمسنی مین انتقال کیا خون جگر پلا کر پالا آنکی تقدیر کے نوشتے کو نہ دیکھا کر کاتب قدرت نے
کلک قدرت سے صفحۂ پیشانی پر یہ مضمون مصیبت خیز لکھا ہے کہ چودھوان برس بھاری ہوگا جب سے یہ
سال شروع ہوا ہم بلائین لیا کرتے تھے شعر چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تیرہ گھٹنے لگتا ہے یہ
چاردہ پورا ہوکر صاحبو ہر سال صدقہ اُتارتی تھی اپنی جان نثار کرتی تھی اس سال مین تقدیر نے
بھلا دیا تصدق میری بچی پر سے نہ اترنے پایا جس دن سے صحرائے حیرت کی سلطنت ملی دل مین
مجھ بدنصیب کے دھڑکن پیدا ہوئی حرامزادی لکا نہ فاحشہ صندل جادو کو بچی کا نگہبان کیا مجھے
دردسر پیدا ہوا کہا کرتی تھی کہ اُس فاحشہ کے اطوار دیکھکر لڑکی کو اُسکی نہ ہوا لگے ابھی کچی لکڑی ہے
ہر طرف جھک سکتی ہے مین جب جا کر کہتی تھی کہ بی بی دو چار دن کو گھر چلو میرے کلبۂ احزان کو نور جمال
سے منور کر دو کھیل کود مین پڑی تھین کل آؤنگی کہکر ٹال دیتی تھین مین باغ کو شیشہ آلات سے آراستہ
کرتی تھی دن رات انتظار مین گزر جاتا تھا جب آفتاب جمال نہ طالع ہوتا تھا بغیرت بن کر
پھر جاتی تھی بلائین لیکر کلمات شکایت آمیز جو میری زبان سے نکلتے تھے صاحبو اُنکی عادت تندی
کا کیا ذکر کرون نانی امان کہکر لپٹ جاتی تھی جہان ذرا غصہ کیا رونے لگتی تھی جو تحفے ملکون سے آتے
تھے چھپا رکھتی تھی مین کہتی تھی بی بی تمنے نوش کیا جواب اُسکا یہ تھا کہ نانی امان تم بغیر ہمارے

حلق سے نہ اترا ہم تمہارے ساتھ کھائین جب مین گئی ہے کھانا کھلائے نہ آنے دیا اُس اپنی ماہ تابان کو کہان
پاؤن چھپھولے پاؤن مین باندھ کر جنگل و صحرا مین نکل جاؤن اپنے غزال دیدہ کو کس بن مین ڈھونڈھون
دس بیان پر ملکہ مہرخ کی بارگاہ فلک اشتباہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا بہار کی بجلی لگ گئی بلبل جان
قدرت نے گریبان چاک کیا ملکہ سرخ موسے کا کلکشا بال نوچنے لگی شکیل جادو بھابخی کا
نام لیکر بہت رویا تلوار ٹیک کر اٹھا کہا مادر مہربان آپ کا رونا ہمسے نہین دیکھا جاتا ہم ابھی جا کر جان
دیتے ہین یہ کہکر چاہا پر پرواز پیدا کرے ملکہ مہرخ نے دامن تھام لیا کہا ای باعث قوت دل و توانائی قلب
و جگر ای نور نظر اب تمہارے جمال کو دیکھکر جیتے ہین ہمارے بعد جان دینا پہلے ہمکو دفن کر لینا پھر تمکو
اختیار ہی ملکہ نے کہا بیٹا ہماری وصیت آخر گوش ہوش سے سنو جسوقت ہم سبھون کا بیان خاتمہ ہو
یعنے لڑ بھڑ کر افراسیاب سے مر جائین وصیت اول یہ ہی اگر ہو سکے تو لاش اٹھانے کی تدبیر کرنا اگر
ممکن نہو ای جان مادر اپنی خدمت مین زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کے پہونچانا ہم
کشتگان حسرت و یاس کا تفصیل سنانا بقیہ عمر خدمت مین آقا کی بسر کرنا انکی غلامی کا دم بھرنا یقین کامل ہی
اپنے لونڈی غلامون کے خون کا عوض لینے طلسم ہوش ربا مین ضرور آئینگے آقا کے ساتھ آنا لونڈیون کی
قبرون کا نشان بتانا عرض کرنا کہ سورہ فاتحہ سے اپنے نمک خوارون کو یاد کیجیے روحونکو شاد کیجیے شکیل
قدمون سے مان کے لپٹ کر چیخ مار کر رویا عرض کی مادر مہربان یہ آپ نے کیا نصیحت کی کیسی ہدایت
کی خدا اُس روز نمک حرام کو نہ رکھے کہ حضور قتل ہون مین رو سیاہ لیکر خدمت مین صاحبقران کی
جاؤن اس گلشن نخیز ان کے بربادی کی خبر سناؤن آپکے قدمون کے نیچے ہمارے واسطے بہشت
عنبر سرشت ہی ہم قدمون کو نہ چھوڑینگے آپ سے پیشتر جان دینگے ملکہ مہرخ نے گلے لگا لیا کہا ای نور نظر
تمہارے دیدار سے روح کو راحت آنکھونکو بصارت حاصل ہوئی دل کو تسکین ہوئی ہم تم سب ساتھ جان
دینگے اپنی فوج کو مخفی مخفی تیار رکھو شام کے منتظر رہو انشاء اللہ جاکر قیامتین برپا کرینگے دریاے خون بہا دینگے
وہ تلوار چلیگی کہ افراسیاب بھی تمام عمر یاد کریگا کیا ہم اکیلے مرینگے اُسکے خراج گزارون کے نام مٹا دینگے
سب نمک حرام جمع ہوے ہین کیا مقابلہ کرینگے بودے ہین بھاگ جائینگے پشت دکھائینگے یہ دو چیا
نمک حرام شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن جادو بڑے غرور کرتے ہین اپنے ولینعمت کو گرفتار کرایا نمک حرامی کر کے
عہدہ سلطنت کا پایا انشاء اللہ بحول و قوت الٰہی و بعنایت فیوض نامتناہی اس ملک کو اسلام آباد

کرینگے جبھی تک مجبور ہین کہ جب تک طلسم کشا اندرون گنبد نور ہی ہر جانباز مجبور ہی گنبد نور سے باہر
تو لا سکے پھر تماشا دیکھیے بارہ لاکھ گلا زنجیر دار مین ہوگا جب بارہ لاکھ مر لینگے تب طلسم کشا کو کفار قتل
کرینگے اس مرنے مین ہفت اقلیم مین ہمارا نام ہی جان نثاران نمکخوار کا یہی کام ہی ایک دن مرنا ضرور ہی
اسطرح کے جان دینے مین روح کو راحت قلب کو سرور ہی ان کلمات جرات آیات ملکہ مہرخ سے
سب سردار اٹھ کھڑے ہوسے ملکہ مہرخ سے لپٹ گئے عرض کرتے تھے اگر تجھ ایسا بادشاہ ہمارے
ہمراہ ہی ہمکو کیا پروا ہی دن بھر لشکر اسلام مین یہی کلام رہے مطبخ سرد پڑے ہین باب عیش و نشاط
مسدود ایک ایک متنفس جان دینے کو موجود جب دن قلیل رہا عیاران اسلام صورتین تبدیل
کرکے الگ الگ شہر ناپرسان مین آئے میلہ جلسہ مبہم ترقی پر ہی چالاک و برق نے اپنے کو شکل
ساحران جلیل عرصہ قلیل مین بارگاہ حیرت مین پہونچایا دیکھا مجمع تاجداران سے بارگاہ حیرت مین
تل رکھنے کی جگہ نہین ہی یکایک جلسہ مین ہنگامہ برہم کیا سے دوڑے ہوے آئے عرض کی علامات
آمد شہنشاہ ظاہر ہی اٹھارہ سو تاجدار اپنے مقام سے اٹھے بیرون بارگاہ آکر بہے تماشے برق اور
چالاک بھی نگران ہین یکایک آسمان پر لکہا سے ابر ہفت رنگ کمال رعنائی و زیبائی سے
ظاہر ہوئے سات رنگ کے ابر الگ الگ ایک جانب ابر گلنار صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یاقوت احمر
کا پہاڑ ہی یا شفق پھولی یا خون برسیگا یا ظاہر ہی کہ بہرام فلک سرخ پوش ہی قہر و غضب کا جوش ہی ایک
سمت لکہ ابر زعفرانی پر بہار ہی یا شگفتہ مین زعفران زار ہی ایک طرف ابر کبود رنگ نہایت شوخ
و شنگ کہین لکہ ابر سیاہ بصورت اژدر مہیب کینہ خواہ برآمد ابر علحدہ علحدہ صنعت سحر سے آنکو آراستہ
کیا ہی مصنوعات ممالک ہر ابر سے ظاہر ابر سرخ کو بہ نگاہ غور دیکھو سکندر و دارا کی لڑائی کے مرقع حسن تدبیر
سے آراستہ کیے صاف کھلتا ہی کہ دونون بادشاہ برابر مقابلہ جمے ہوے ہین فوجون کی دھوم لشکر کا
ہجوم بخوبی ظاہر ہوتا ہی کسی جانب مرقع مدائن تختگاہ نوشیروان بصد عظم و شان نمایان یعنی تخت سلطنت
پر نوشیروان ملک العادل کسریٰ دربار سردارون سے مملو گرداگرد شاہان خوشرو چہیسو حکیم چھ سو ندیم
بارہ سو کرسی نشین اٹھارہ سو دعویداران سلطنت بصد تمکنت کرور سوار کا افسر ایک سے ایک بہتر و برتر
خود سر مغرور متکبر موجود ہین عیش و فرحت کا سامان رقاصان پریچہرہ حاضر جو ابر ایسا دل ناظر ساتھ ابرون
مین ہفت اقلیم کا نمونہ زیر ابرہ دوار ید تخت جوہر نگار افراسیاب تاج یاقوت نگار سر پر قبائے قلمکار

زیبا جسم خود سر موتیون سکے مالے گنٹھے یاقوت احمر کے رنگ کے ولور تن الماس سکے دریاے جواہر مین گچھ طرح ابرودن پر بل بارہ ہزار پریزادان حور نژاد طریقہ سحر و افسون مین استاد عارض چاند کے ٹکڑے ابرو ہلال عید آنکھین نرگس شہلا لب لعلین پھول کی پنکھڑیان سراپا سے شوخی عیان قریب تخت افراسیاب ساز بجے ابر سے موتی برستے ہوے بکبر و نخوت تمام یہ بد انجام اپنے خراجگزارون کے لشکر پر نگاہ ڈالتا ہوا جادو لشکرون کے دیکھنکو بھولا ہوا شل گدھے کے مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا تاج پر ہاتھ چلا جاتا ہے بجلا ہی دکھاتا ہے اس زور و شور سے آمد افراسیاب جادو ہوئی بارہ کوس کے گرد مین کوئی ایسا نہ تھا کہ جو اپنے مقام سے براے تعظیم نہ اٹھا ہو شوالون مین گھنٹ و ناقوس کی صدا بلند ہوئی کہ گوش گردون کر ہوتا تھا اسقدر زر و جواہر لٹایا ہے کہ ایک ایک گدا غنی ہوگیا اس شان و شوکت و جلالت و ہیبت سے افراسیاب کا تخت زمین پر آیا شہنشاہ توس و شہنشاہ نیلم وغیرہ براے تسلیم جھکے افراسیاب نے از شفقت پشت پر انکی ہاتھ رکھا ایک ایک کا بحبت مزاج پوچھا کل تاجدارون نے افراسیاب کو گھیر لیا اب داخل بارگاہ ہوے افراسیاب کا تخت اکیس زینے بلند بیچ مین بچھا اوس پر متمکن ہوا اٹھارہ سو تاجدار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے اس کر و فر سے دربار افراسیاب آراستہ ہوا اُس وقت چہرے پر افراسیاب جادو کے نگاہ نہین ٹھہرتی ایک جانب ستون کی آڑ کیے کھڑے ہوے چوبدار کی شکل پر مہتر قران بہ نگاہ حیرت دربار افراسیاب کو دیکھ رہے ہین جادوگرنیان کیسی کیسی حسین و جمیل جمع ہین پرے ان سب کے جمے ہین تن تن کے جن جن کے سینے اُبھار اُبھار کے جمال اپنے افراسیاب کو دکھا رہی ہین یہ باغ بے خزان سامنے پھولا پھلا آراستہ و پیراستہ ہے اُس مجمع مہ جبینان مین مہتر قران کی جو نگاہ پڑی ایک شعلہ عذار کو دیکھا کہ نہایت حسین کمسن زعفرانی جوڑا زیب جسم زیور کلکم دقاویز سے زمرد نگار اسکا عکس جو عارض انور پر پڑتا تھا کھیتی حسن کی سرسبز و شاداب ہوتی تھی ناز و کرشمہ دست بستہ جلو مین آنکھین دیدۂ لیل و نہار کو آنکھ دکھائین چشم نرگس شہلا کو جھپکائین اشعار

چشم انصاف سے دیکھین جو تمھاری آنکھین ... سیکڑون آنکھ طلوعین مین رہی پیاری آنکھین

چمن و انجمن و تخلیہ و خلوت مین ... ڈھونڈھتی پھرتی ہین اُس گل کو ہماری آنکھین

باغ باغ اُنکے اشارون سے ہوا جاتا ہے دل ... چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین

آتا ہے جدھر اک ترچھی نظر کی تم نے
دیکھنے میں تو چھری ہیں نہ کٹاری آنکھیں

مسدس

قامت وہ ہے کہ جس سے قیامت ہو پائمال
سرو بہشت لکھوں تو ہے راستی کمال
تشبیہ دوں جو قد سے تو شمشاد ہو نہال
شاخیں سخن میں نکلیں جو طوبیٰ سے دوں مثال
فتنہ کی خوبی قد و قامت سے موت ہو
قد قامت الصلوٰۃ نمازی سے فوت ہو

رفتار وہ غضب کہ دل خلق کو ملے
ہم مثل برق کسی جا پہ وہ نہ ملے
انسان کیا ملک کے جگر ہیں قدم تلے
محشر بھی پیچھے سایۂ قد کی طرح چلے
چلتے ہیں ایسی چال کہ زلزل جہان میں ہو
شور نشور حسن بشر کے گمان میں ہو

رفتار سے ہے لغزش مستانہ آشکار
ٹھوکروں سے پیستے دل عاشق ہیں بار بار
آمد ہو باغ خاطر احباب کی بہار
ٹھوکر لگا کے مردوں کو کرتے ہیں ہوشیار
جنگل میں جا بسے تو وہ تمام کر چلے
زندوں کی موت کا وہ سرانجام کر چلے

مہتر قران اس زرق و برق کو دیکھ کر حیران کسی مقام پر وہ شوخ و شنگ مثل برق کے قرار نہیں لیتی کسی کے چٹکی لی کسی کا شمع پڑھایا کسی کو انگوٹھا دکھایا کسی کو دھکا مار دیا مہتر قران ہنگامہ حسرت دیدہ رہا ہے اس نہال بے مثال کو دیکھ کر بیقرار ہے مہتر قران تو اس فکر میں کہ کسی طرح اس مہ جبین کو قبضہ میں کر لے اتنا مل جائے تو گود میں اٹھا کے لے بھاگوں مگر افراسیاب جادو طرف شہنشاہ نیلم و توسن جادو کے متوجہ ہوا نیلم نے دست بستہ ہو کر پوچھا اے شہنشاہ طلسم ہوشربا کہ وہ نیلم پر پرچے اخبار کے پہونچے حالات بربادی طائران سحر کے سنے کیفیت سنکر ہوش اڑ گئے چند عرصہ میں ایسا انقلاب ہوا تاجداران طلسم پر خداوند سامری و جمشید کا عتاب ہوا لاکھوں آدمی مارا گیا بڑے بڑے معرکے مشہور ہیں کہ باغی خوب خوب لٹے کسی قدر اپنی زبان فیض بیان سے ارشاد فرمایئے کہ کیا رنگ ہے ہر شخص اپنی جان سے تنگ ہے افراسیاب نے کہا اے برادر نہ انقلاب ہے نہ کوئی پیچ و تاب ہے چند لونڈیاں غلام نمک حرام بد انجام باغی ہو کر عمرو کے شریک ہوئے ساحر بھی اکثر مارے گئے چونکہ با بدولت رعیت کو کام

فرماتے ہین وہ لوگ بچ جاتے ہین جس روز دل چاہیگا چشم زدن مین شاد وانکا راہ عدم دکھا دونگا ایک شاہزادی ملکہ حیرت صاحب کی ہمشیرہ بی بہار جادو بھی سے لڑکر غصہ مین نکل گئین شریک عمرو ہوئین بس انکا سارا پاس ہے کہ حیرت صاحبہ کو ملال ہوگا باغبان قدرت بھی باغیون مین شامل ہوا بدولت کا کیا نقصان ہے کل اسد کو قتل کرکے ان سب کو گرفتار کرلاؤنگا اول یقین کامل ہے کہ بعد قتل طلسم کشا رومال سے ہاتھ باندھکر سب آپ ہی چلے آئینگے خطائین معاف کرائینگے اگر نہ آئے تو ثابت ہوا کہ ستارہ انکا گردش مین ہے تیر اقبال کا زوال ہوا بدولت سے بچکر کہان جائینگے یہ سنکر نیلم نے کہا اے شہنشاہ گردون پناہ ہم دونون بھائی کیسے خیرخواہ ہین طلسم ہوش ربا کے پشت پناہ ہین رائے بیضا ضیا پہ بخوبی روشن ہے ہم سے زیادہ کون انکا دشمن ہے واسطے قتل طلسم کشا مین ہم دونون بھائی حاضر ہوئے ہین اگر خلاف مزاج شہنشاہی نہو کل بعد قتل طلسم کشا دونون غلامان خیرخواہ کو حکم محکم ملے کہ جاکر ایک پہر بھر مین سب کی مشکین باندھ لائین یا سر کاٹ لین دونون امر ممکن ہین یا اپنے وزیر اعظم مواج بن گرداب آدم خوار کو اشارہ کرو دن اس جوش وخروش مین جاسکے چشم زدن مین سب کو ہلا بودے غوطے کھاکی سکے مرین ایسے دریاے سحر مین ڈوبین کہ قیامت تک نہ ابھرین وہ دریاے سحر کی طغیانی ہو کہ کشتی حیات مسلمانان طوفانی ہو بڑا اگمنڈ مسلمانون کو کوکب روشنضمیر پر ہے وہ کیا خود سر ہوا بھی طلسم نور افشان پر لشکر کشی کرین کیسے تو یکہ وتنہا جا پڑین یقین تو ہے کہ آمدی سنکر مختار کا محو ابان ہے طلسم نور افشان مین تلاطم عیان ہے چھوٹی بات کا بڑھانا کیا ضرور ہے تامل کرنا عقل کا قصور ہے افراسیاب ہنسا کہا اچھا بعد قتل طلسم کشا دیکھا جائیگا یہ باتین ابھی ناتمام تھین کہ آسمان پر لکہ ابر سیاہ پیچ وتاب کھاتا ہوا نمایان ہوا بر سر بارگاہ برقین چمکین تڑپکر زمین پر گرین آنکھین اہالیان دربار کی جھپک گئین قران نے دیکھا ایک ماہ پارہ پندرہ سولہ برس کا سن جوانی کی راتین شباب کے دن سراپا مین خوبی بوٹا سا قد نہال باغ محبوبی ایک ساحرہ سن رسیدہ عقل وفطرت پیشانی سے آشکار دونون تخت سے آفرین برائے تسلیم افراسیاب وحیرت خم ہوئین ہر تاجدار سے سن رسیدہ بخلق ومروت ملی وہ مہ جبین سر جھکائے کھڑی رہی افراسیاب نے مسکراکر اس حور طلعت سے کہا ملکہ ماران آؤ ہم تمھارے مشتاق تھے تمھاری سرحد مین کہو خیروعافیت ہے سر جھکاکر عرض کی اقبال شاہی شریک حال ہے اس ضعیفہ سے پھر کے افراسیاب نے کہا اسرار جادو آؤ ایک طائفہ کو سن لو دو گھنٹہ ٹھہرو پھر ہم تم باغ سیب مین چلینگے شب وہین بسر کرینگے

صبح کو آکر طلسم کشا کے خون سے ہاتھ بھرینگے ملکہ ماران زمین کن و ملکہ اسرار جادو کو افراسیاب خانہ خراب نے قریب تخت جگہ دی کرسی جواہر نگار مرصع ہوئی ملکہ ماران زمین کن صف مین شاہزادیون کے متمکن ہوئی اسرار جادو نے کہا ای شہنشاہ گردون پناہ ہماری عرض خیر خواہی سرکار کو یاد ہے ہم نے خبر پائی کہ خبر قتل عمرو ملکہ مہرخ و بہار کو پہنچ گئی یہ خبر چار دن مخفی نہ ہوسکی افراسیاب نے جواب دیا تمھارے سامنے ملکہ حیرت کو نامہ لکھا تھا طائر سحر لیکر آیا اسی احتیاط سے کسی جادو کے ہاتھ نہ بھیجا کہ شاید کوئی عیار اسکو گرفتار کرکے نامہ پاجاے اب بدولت حیران ہین کہ کیسے انکو خبر پہونچائی ہر چند کہ ہم خوب جانتے ہین عیاران اسلام بلا کے ہین کوئی اُس دربار مین حاضر ہوگا ملکہ کے ملاحظہ کرکے مین نام پڑھ لیا مگر اسکا کیا خوف ہے مین نے عمرو کو قتل کیا جسکا دعوے ہو وہ ہمسے انتقام لے صاحبو اصل تو یہ ہے اگر عمرو نہ قتل ہوتا اس شب کو آفتین برپا کرتا اب گل مسلمان مثل مردے کے ہین یقین ہے کل دست بستہ حاضر ہونگے لونڈیان اور غلام کیا مقابلہ کرینگے وہ ان سب کا پشت پناہ تھا سکار زن کا بادشاہ تھا اصل تو یہ ہے کہ ملکہ اسرار جادو کی صلاح سے وہ قتل ہوا انھون نے بہت معقول صلاح دی قتل مین سار بان زادے کے جلدی کی ورنہ مین ہمیشہ قید کرتا تھا اُسکے شاگرد آکر چھڑا لیجاتے تھے دربار مین افراسیاب خانہ خراب کے یہ باتین ہو رہی ہین ہر ایک تیار آمادہ حرب و پیکار سامان عیش و عشرت مہیا ساقی سنبھے جام بھرے شراب ارغوانی لیے ہوے اپنے کو پوشاک نفیس سے آراستہ کیے ہوے سرداران بارگاہ کو پلاتے ہین ناز و کرشمے دکھاتے ہین مضمون شب مصیبت بارگاہ آفتاب عالمتاب ہا جا کر یہ باب حیران و پریشان لرزان و ترسان بارنگ زرد گریبان دریدہ جفاے حرارت کشیدہ غم بربادی اہل اسلام سے کاشانہ مغرب مین جا کر روپوش ہوا شام مصیبت انجام نے صورت دکھائی لیلاے شب نے جوڑا گیسوے مشکین کا کھولا آثار ظلمت سواد شرق سے عیان ہوے ذرہ ہاے ریگ بیابان بھی غم سے خاک مین نہان ہوے ماہ تابان سے شال عزا بدوش ثوابت و سیارگان فلک کو غم

نظم مصنف وہم کا جوش سیاہی وہ اُس رات کی ہولناک کسی کے نہ باقی رہے عقل و ہوش	یکایک عیان شام غربت ہوئی گریبان مہتاب تھا چاک چاک اندھیرا ہر اک سمت تھا اُس گھڑی	مصیبت کی ظاہر علامت ہوئی ہوا فوج اسلام مین غم کا جوش دلون میں غم و رنج کا تھا غبار

کوئی جان دینے پر آمادہ تھا
مصیبت میں تھے سب وہ رستم تن
کہیں تیغ و موبال کھولے ہوئے
مشوش نہایت بہ درد و الم
تلاطم میں سردار لشکر تمام

کوئی شکل تصویر استادہ تھا
یہ کہتے تھے لڑ بھڑ کے مر جائینگے
پریشان و مضطر غم و رنج سے
ہوا باغبان کا بھی پژمردہ دل
نہ راحت نہ عشرت نہ وہ انتظام

کوئی اشکبار و ملول و حزین
مرینگے مگر نام کر جائینگے
شکیل دلاور کو تھا رنج و غم
بہار اس چمن میں تھی افسردہ دل
لشکر اسلام میں سب تھے بصد سر و جان

دینے پر آمادہ جس لشکر میں شب بھر گٹھ لگا رہتا تھا گرم بازاریاں ہوتی تھیں آج شام سے دکانیں بند دوکاندار دردمند بازار میں متاع رنج و مصیبت کی خریداری خریدار و نکو بیقراری اشکباری رونق پر بازار نہیں کسی کا کوئی خریدار نہیں اثیلے عیش و عشرت کی گرانی جنس غم و رنج کی ارزانی کاروان اندوہ و الم کا داخلہ ہوا تاجران مسرت و شادمانی نے کوچ کیا اسباب شادی کی کمی مزاج میں دوکانداروں کے یہی قافلۂ راحت و آرام لٹ گیا اجالی سے جانی دوست سے دوست چھوٹ گیا جھنڈے بازاروں کے نشان رنج و مصیبت آشکار باآہ دل عاشق بیقرار بھر رہے ہوا اڑتے ہیں یا سر پیٹے کو بال کھولے ہیں جابجا اندھیرا کر غم رنج و الم نے لشکر اسلام کو گھیرا ہے بارگاہ میں ملکہ مہرخ و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و سمار قدرت و ملکہ ہلال سحر افگن و شاہزادہ خورشید نیر باجم وغیرہ سرنگون بیٹھے ہیں ملکہ مہرخ نے کہا یارو ہمیں بیٹھے بیٹھے شب بسر کر دیگے روز روشن تیرہ کر دینگے عیاران اسلام کہہ گئے تھے کہ اب اس مجمع سے ہمارا یہاں تک آنا دشوار ہے جو کچھ ہو سکیگا کر گذرینگے اب پلٹ کے نہ آئینگے یا زیر گنبد نور ہمارے لاشے ہونگے حقیقت میں وہ بیچارے وائے بر حال کیا کیا کام کریں خبر ہو نہ پائی کہ عیاری میں مصروف ہوں اب یارو تم لوگ بھی اتنی فکر کرو کہ بر وقت آتے نے اسد نامدار کے گنبد نور سے قریب اپنے آقا کے پہونچ جاؤ ہو سکے تو طلسم کشا کو اپنے قبضے میں کر کے لڑو بہر نوع اپنی جان دو ان کلمات حسرت آیات کو سنکر صاحب شوکت و لیاقت باغبان قدرت حسین و خوبرو ملکہ بہار جادو مہ جبین و رعنا ملکہ مرجو کاکلشا صاحب جرأت و صف شکن ملکہ ہلال سحر افگن و ساحر بیدل شاہزادہ شکیل بارہ ساحران نامدار ذی وقار جان نثار سرفروش بادۂ جرأت سے مدہوش اس امر خاص پر آمادہ ہوئے اور ملکہ مہرخ کو صلاح دی کہ آپ لشکر ظفر اثر کو تیار رکھیں ہم بارہ سردار مثل ستاروں کے آسمان میں ڈوبے رہینگے بطور مخفی بروقت سحر آمادۂ مرگ ہو کر لشکر افراسیاب پر گرینگے ممکن ہوگا اسد نامدار مہ جبین الماس پوش کو اپنے

قبضہ مین کر لینگے اگر آنکو پاسکے اور وہ ہمارے قبضۂ قدرت مین آگئے کل آنیکی تدبیر کرینگے ورنہ
لڑائی مین مصروف ہونگے آپ گوش برآواز ہین جب ہم مرنے والون کے نعرون کی آواز سنین لشکر
ظفر اثر کو لیکر جہان تک ہوسکے اپنے کو تا بدروازۂ شہر نا پرسان پہونچائین بس اب زیادہ صلاح ہیگا۔
ہی جامع المتفرقین حافظ حقیقی مالک و مختار ہے ملکہ مہرخ نے اس صلاح کو قبول کیا ملحوظ خاطر ناظرین
ہو کہ ملکہ مہ جبین بارگاہ مین مشتاق آمد باغبان قدرت وغیرہ مین مگر باغبان گیارہ سرداران نامی
کو لیکر بیرون بارگاہ آیا باغبان نے سحر کیا پر پرواز پیدا کر کے بشکل عقاب بنا پرواز تا ہوا برسر
شہر نا پرسان اپنے کو بلندی پر پہونچایا ملکہ ہبا جادو نے کرہ اٹھا کے پھینکا اندھیرا چھا گیا اس
تاریکی مین وہ ماہ آسمان خوبی خورشید فلک محبوبی چہرہ اداس عالم یاس اڑکر بلندی پر بمقام مذکور کے
پہونچی ملکہ مہرخ موے کالکشا نے گیسوے مشکین کھولکر دستک دی یہ بھی اڑکر بلند ہوئی یہ بارہ
ساحران زود روان لشکر برسر شہر نا پرسان نگاہ ڈال رہے ہین سحر کے استغنا مین ہین مگر قہر
قہران نامدار بنا افراسیاب مین جس نازنین کا اول ذکر کیا ہے اسکے جمال پر فریفتہ ہو کر نظارہ بازی
کر رہے ہین کبھی افراسیاب پر نگاہ ہے مگر اس مہ جبین کی محبت مین حالت تباہ ہے ناگاہ افراسیاب
طرف ملکہ ماران زمین کن کے متوجہ ہوا کہا اے ماہ آسمان حسن و جمال و اے بدر درخشان فلک جاہ و جلال
اب تمکو ہم سامری و جمشید کے سپرد کرتے ہین اپنے مقام پر جاؤ مصروف حفاظت ہو مگر اتنا خیال رہے
کہ آجکی شب آرام کرنیکی نہین ہے اپنی سرحد کی گرداوری واجب و لازم ہے ہر ایک کی خبر لینا آجکی شب غیر کو اپنی حد مین
نہ آنے دینا بوقت سحر مع اپنے مصاحبان برگنبد نور آنا ہماری نصیحت بھول نہ جانا ماہ دولت ملکہ اسرار کو ہمراہ لے کر
باغ سیب مین جاتے ہین حیرت نے کہا اے شہنشاہ آپ تشریف لیجائین ماران ابھی واپس پلٹکے جائینگی ابھی تو سرشام
ہے سرحد پر ابھی کیا کام ہے افراسیاب نے کہا کیا مضائقہ ہے مگر ملکہ انکو جلد ہی رخصت کر دینا دو تین گھنٹے
زیادہ دربار آج کی شب نہ رہے کل تاجداران جلیل اپنی اپنی بارگاہون مین بعد برخاست دربار
تشریف لیجائین اس حکم قضا شیم کو ماہ دولت کے بگوش ہوش سماعت فرمائین اپنی اپنی بارگاہ مین
حفاظت گنبد نور مین مصروف رہین آرام نہ فرمائین اے ملکہ حیرت تم اپنے خیمہ مین سحر کامل اپنا تیار رکھنا
وزرا و امرا سب کا خیال رہے یہ شب شب قیامت ہے یہ سمجھا کر افراسیاب جادو تخت پر سوار ہوا
اسرار جادو کو پہلو مین بٹھالیا طرف باغ سیب کے روانہ ہوا وقت پر اسکا ذکر تحریر ہوگا ماران زمین کن

انتہا کی جمیل و حسین ہی حیرت جادو نے قریب اپنے تخت کے کرسی پر جگہ دی گائن کو اشارہ کیا
حکم ہوا غزل شروع کرو ملکہ ماران زمین کن کو بھی رخصت کرین ہم جا کر اپنے کام مین مصروف ہون آج
کی شب ہمکو بڑی مشقت ہی مگر صاجو اس شب کی مشقت تمام عمر کی راحت ہی ماران سے اپنے حالات
کہے ملکہ حیرت زہر اگل ہی ہی کہتی ہی ای ماران زمین کن آج سب سے زیادہ ہمکو پیچ و تاب ہی دیکھیے
آخر و شب کسطرح کٹتا ہی ہر چند کہ عمرو قتل ہوا مگر اسکے شاگرد عقرب نیش زن ہین شب بھر آکے
ڈنک چلائینگے صبح کو ہاتھ ملینگے ماران نے کہا حضور بس اس طائفہ سے ایک غزل سن لیجیے ہمکو جلد
رخصت کیجیے گائن نے غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

جوش پر پھر میری چشم اشکبار آنے کو ہی
اپنے رونے پر ہنسی پھر مجھکو یار آنے کو ہی

بعد مدت ای جنون تیری بہار آنے کو ہی
ہوش ہی جانے کو بوے زلف یار آنے کو ہی

مانگ لیتا بوسہ لب یار سے مین وصل مین
ورنہ خود ہونٹھون پہ جان بیقرار آنے کو ہی

دیکھنے کو تھا کدھر وہ بت ادا سے بزم مین
یہ ابھی کسکی قضا پروردگار آنے کو ہی

چند اشعار غزل کے سنکر ماران اور قران وغیرہ نے دیکھا جلسہ برخاست ہوا سب تاجدار طرف اپنی اپنی بارگاہ
کے چلے مگر ماران بہ تعجیل لشکر باہر نکل کھڑے ہوکر ادھر اودھر دیکھنے لگی قران نے جس نازنین کو تاکا تھا اُسی نے
ماران کو سلام کیا اب اسوقت بارگاہ حیرت پر ہنگامہ ہو کل تاجدار نکل آئے ہین قران نے دور سے اتنا دیکھا کہ
ماران نے ہاتھ اُس نازنین کا پکڑ لیا کہا بوا چلو آج ہمارے باغ مین رہو آشنے مسکرا کر کہا بہت خوب مین آپ ہی کے
استفسار مین کھڑی تھی ماران نے ہاتھ تھام کے تخت پر بٹھا لیا تخت ہوا پر بلند ہوا قران دیکھکر رہگیا کہ چالاک جادوگر
بنا ہوا آیا کہا تو خلیفہ دربار برخاست ہوا اب سب ساحر اپنے انتظام کر رہے ہین جو کچھ کرنا ہو کر لو
قران نے کہا ای فرزند یہ ساحرہ جو ماران نام سے آئی تھی ایک نازنین کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھا کر
لیگئی ہی اسکی چتون پر استاد کا دھوکا ہوتا تھا مگر اسقدر جلد تخت نکلگیا کہ کوئی زور نہ چل سکا چالاک نے
کہا یہی ہمین ہیر دیہان مین ہین صبح کو سب کچھ کھل جائیگا میزان امتحان مین سب کا کمال تل جائیگا دو دو
کلام آپسمین ہوے ہین کہ صرصر اور صبا رفتار پھرتی ہوئی سامنے سے آئین دیکھتے ہی دونون نے
قران و چالاک کو پہچانا آواز دی لینا یہ دونون عیاران لشکر اسلام مین قران و چالاک انکے
نام ہین چند جادوگر بڑھے کہ قران نے بہ تعجیل ایک ساحر کو لغدا مارا اُسکا سر پھٹا زمین پر گرا اندھیرا

ہوا قران نے اُسی دم کین صرصر و صبا رفتار کو گود مین اُٹھا لیا ویرانے کی جانب بھاگا
کہا اُستانی اگر غل مچاؤ گی گردن دبا دونگا پھڑک کر رہ جاؤ گی دونون کو سکتہ ہوگیا شہپر کے
قبضہ مین ہین جانتی ہین کہ آج کا لیا جوش و خروش مین ہی مار ڈالنا اسکے نزدیک کیا بڑی بات
ہی خاموش ہو کر رہ گیئن قران دونون کو لے کر ایک گوشے مین آیا درختون مین دونون کو باندھا
برق بھی آگیا چالاک تو ساتھ تھا قران نے کہا بھائیو یہ دونون صاحب یہان آرام کرینگی اب جو جس سے
بن پڑے جا کر دین بھی جاتا ہون اُسی مقام پر چالاک رنگ روغن عیاری کا لگا کے بصورت صرصر و برق بصورت
صبا رفتار اسبے الگ الگ ہوے اول چالاک سیدھا طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے چلا دروازے پر آکے دیکھا کہ
نگہبان حاضر ہین پوچھا ملکہ عالم کیا کرتی ہین سب نے کہا تیاری سحر کے معروف ہین اب تھوڑے عرصہ مین سحر تیار
کر کے برآمد ہونگی چالاک بلا تکلف پردہ اُٹھا کے اندر آیا دیکھا حیرت بعد شان و شوکت یکہ و تنہا چوکی پر
سنگ مرمر کے بیٹھی ہے ایک گلدستہ سحر کا بنایا ہے اپنے پہلو مین رکھ لیا ہے چالاک نے بشکل
صرصر جھک کر سلام کیا بڑھکر بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین پوچھا اسی گلدستہ
کیسا ہے حیرت نے کہا اے صرصر صبح کو بر وقت قتل اسد مسلمان آکر اپنی جان دینگے اُسوقت
ہو نظر بلا نا مشکل ہوگا اسواسطے یہ سحر تیار ہوجو دیا سامری لیکر پھینک دینے کی دیر ہے دس پانچ
ہزار کو یہ سحر جلا دے گا چالاک نے پوچھا حضور سوا آپ کے اگر اور کوئی اسکو اُٹھا کر یہی کسکر
پھینکدے اور آپ کے لشکر کا نام لے حیرت نے کہا اے صرصر عجب طرح کا نکتہ پوچھا یہ بات کہنے
کے لائق نہین ہے یہ گلدستہ قیامت آئین ہے مگر تجھ سے کیا پردہ ہے حقیقت مین اگر تو اُٹھا کر پھینکدے
عرصہ دراز تک یہ پھول چنگاریان بنکر گرین ہزارون کیسے لاکھون کو جلا دین منظور یہ ہے کہ جس وقت
لشکر باغیان سامنے آئے ایک ہی سحر مین گل حیات اُنکا پژمردہ ہو جائے گلشن مراد دشمنون
کا خزان ہو ہوا بہار کی بھی مجرا امتحان ہو رنگ گلہاے سحر دیکھکر پھول جائین ہوا سے گرم سے
جھونکے آئین یہ کلام حیرت انجام سنکر چالاک خوش ہوا جھکر کہا واری شام سے جی اداس ہے لونڈی
پھری نشہ اُتر گیا ایک جام شراب کی خواہش ہے لونڈی کو شب بھر کا ہوش ہے چاہتی ہون یہ نگوڑے
عیار آنے نہ پائین رات کو سب گرفتار ہو جائین حضور مبارک ہو اب کل تک حرامون کا خاتمہ
ہوگا مین نے خبر سنی ہے ملکہ بہار رومال سے ہاتھ باندھ کر آنے مین انکار رکھتی ہین فرماتی ہین

مین اپنے باپ کے ملک مین چلی جاؤنگی ہوش ربا مین نہ رہونگی یہ حیرت کی کائین کائین کی جھک
نہ سہونگی مگر اب حضور کو مناسب ہے آپ بزرگ ہین وہ خورد ہین میرے پاس پیغام آیا تھا اُنکو
مزاج سے افراسیاب کے بڑا ڈر ہے ایسا نہو کہ سزا سے جبھی دین مثل مخمور کے مجکو بھی کوٹھے مارین
مین لاکر اُنکو آپ کے قدمون پر گروا دون آپ بھی گلے سے لگا لیجیے گا سزا نہ دیجیے گا نام بہار
کے ملنے کا سنکر مثل گل شگفتہ ہوگئی ہنسکر کہا صرصر تجکو میرے سر کی قسم بہار سے میل کرنے کو کہتی ہے
چالاک نے کہا حضور عمرو مرچکا صبح کو طلسم کشا قتل ہوگا اب کسکے بھروسے پر لڑینگی حضور یہا
جو لڑینگی ناک رگڑینگی جان بڑی چیز ہے سب کو عزیز ہے چالاک نے ایسی گھل مل کے باتین کین
کہ حیرت خوش ہوگئی گلابی سامنے کھسکا دی کہا او صرصر یہ تمہارے ہی کو جاکر بہار کو بلا دو غرض
کی بہت اچھا ابھی جاتی ہون اپنے ساتھ ہی لیکر آتی ہون یہ کہکر جام بھرا کہا حضور بھی نوش کرین
حیرت خوشی مین پی گئی پیتے ہی لڑکھڑا کر بیہوش ہوئی چالاک مدت سے حیرت پر مرتا ہی تنہائی
مین خوب پیار کیا گود مین اٹھا کر باغیچہ پلنگ پر لٹا دیا دوشالہ اڑھایا اب باطمینان تمام رنگ روغن
عیاری کا نکالکر صورت حیرت جادو کی بنکر تیار ہوا تاج زرین سر پر سب زیور بھی اُسکا اتار کر اپنے
زیب جسم کیا اُس گلدستہ کو جھولی مین رکھا وہ جھولی بائین ہاتھ پر ڈالی مسکراتا ہوا باہر آیا ملکہ
یاقوت جادو وزیرزادی در دولت پر حاضر ہے اُس سے کہا اب ہمکو رات بھر آرام کرنا مناسب
نہین ہے گلدستہ سحر جسے تیار کر لیا مین نے قسم کھائی ہے کہ اب شب بھر سحر نہ کرون جب مسلمانون کا
سامنا ہو تو آگ برسا دون مین تخت پر سوار ہوتی ہون تم اپنے سحر سے اُڑ کر قریب گنبد نور چلو
وزیرزادی نے کہا بہت خوب واری آپ کو سحر کی کیا احتیاج ہے اب چالاک بصورت حیرت
برعب و جلالت تخت پر سوار ہوا پہلو مین وزیرزادی کو بٹھا لیا اُسنے سحر کیا تخت اُڑتا ہوا طرف
گنبد نور کے چلا اس بات کو تو چالاک بخوبی جانتا ہے کہ اندر گنبد نور کے جانا دشوار ہے مگر جب
افراسیاب اسد غازی کو نکالے اسی تخت پر بٹھا لونگا جو پڑے گا کرونگا چالاک تو بشکل
حیرت چلا دل مین غرور ہے کہ مثل میرے کوئی عیاری نہ کریگا برق فرنگی بصورت صبا رفتار
بارگاہ مصور جادو پر آیا پوچھا شہزادے کیا کرتے ہین لوگون نے کہا جامے خانہ مین جلوہ فرما
ہین تصویرین کھینچ رہے ہین برق تڑپ کر اندر خیمے کے گیا دیکھا مصور جادو نے ایک گٹھا

تصویرونکا کھینچا ہی اُنپر کچھ بندے بنا رہا ہو مصور نے سر اُٹھا کر پوچھا صبا رفتار اسوقت کہان آئین
عرض کی حضور پھرتے پھرتے پاؤن ٹوٹ گئے موئے برق فرنگی سنگدل کے بھی ایک تھپڑ مارا بالون کا
ٹوٹ گیا لنگڑاتا ہوا بھاگا اب حضور ملاحظہ کرلین یہ تصویرین کیسی ہین مصور نے کہا وقت موعود کیواسطے
بنا رکھی ہین جمشید کا نام لے کر مقراض سے انکے سر قلم کرونگا اُنکے ہی سردارون کے سر کٹ کٹ کر گر پڑینگے
سرمو فرق نہوگا برق نے پوچھا حضور اب تو یہ تصویرین ہر شخص کے ہاتھ سے کام کرسکتی ہین مصور نے
کہا یہی لطف ہی بس برق نے مصور کو بیہوش کیا گٹھڑی کھلا کر برہنہ کر کے ایک گوشے مین ڈالدیا
جسکی صورت بنکر تصویرین جھولی مین رکھین باہر نکلا کہا ملکہ صورت نگار ہماری زوجہ صاحب کو
بلاؤ ہم قریب گنبد نور جاکر حفاظت کرینگے یہ خبر سنکر فوراً صورت نگار آئی کہا صاحب چلو اب بیٹھنے کا
وقت نہین مگر تخت اڑانے مین سحر تعین کرتا مین ایک ہی مرتبہ مسلمانون پر بلا نازل کرونگا جسکا دفعیہ
مشکل ہو یہ کہکر تخت پر بیٹھا صورت نگار اپنی زوجہ کو پہلو مین بٹھالیا چند وزیر زادیان گرد اگرد اس
شان و شوکت سے بصورت مصور جادو برق خوش خوش تخت اڑاتا ہوا طرف گنبد نور کے چلا مہتر
قران نامدار ایک ساحر کی شکل بنکر ایک نامہ ہاتھ مین لیکر بہار افراسیاب بارگاہ ابریق کوہ شگاف
پر آیا خدمتگار سے کہا وزیر اعظم سے عرض کرنا نامہ دار شہنشاہ کا آیا ہی ابریق نے خبر سنکر فوراً
بلوالیا قران نے دیکھا ابریق کے تخت پر ایک سنگ کلان اور گرد چھوٹے چھوٹے پتھر رکھے
ہین پہلے قران نے نامہ ہاتھ مین دیا ابریق نے پڑھا لکھا تھا ہی وزیر اعظم شب کو بہت اچھی طرح
حفاظت کرنا ہے اپنے مخبر کو روانہ کیا ہی ایک راز بھی کہدیا ہی تنہائی مین یہ دریافت کرلینا اس راز
پر کاربند ہونا خبردار غفلت نہ کرنا یہ آخر شقہ ت ہی ابریق کوہ شگاف نے نامہ پڑھکر کہا شہنشاہ نے
راز مین کیا ارشاد کیا ہی اور نام نامی اسم گرامی آپکا کیا ہی قران نے کہا معمار جادو میرا نام ہی کل مالک
کی خبر گیری ہمارا کام ہی سب کو بارگاہ سے رخصت کیجیے کل امورات ظاہر کرون حالات قتل اسد سے ماہر
کرون ابریق نے فوراً تخلیہ کیا ساحرون کو ہٹادیا اول قران نے پوچھا میان وزیر صاحب
یہ تخت پر سنگ کلان و خرد کیسے رکھے ہین کیا علم ہی یہ پتھر پڑے ہین ابریق نے کہا میان بردبار جادو
صاف تو یہ ہی کہ وقت سحر ہنگامہ قتل اسد نامور ہوگا صبح بہار وغیرہ ہر دو وزرا نے آئینگی اسوقت یہ جنگ
سنگدلی دکھائینگی یہ ہر عرصہ سے تیار رہیگا اشارہ کرتے ہی اہل ایمان لشکر تب بجا دینگے پیہم پر کال

پتھر برسیگا ایک ایک قطرہ آب کو ترسیگا جوان پتھرون کو جس فوج پر سیرا نام لیکر پھینک مارینگا لینا
لینا کا ملک کارہیگا مطلب ہو جائیگا دشمن امان نہ پائیگا قران نے کہا مین سمجھ گیا حضور نے بڑا کام کیا
تھوڑی آگ منگائیے راز سحر شہنشاہ سے آپ کو آگاہ کردون دامن آرزو جناب کا گل مراد سے بھر دون ابرق
نے منقل آتش لاکر رکھی قران نے گرباکر جھولی سے لوبان نکالا کہا اسکو آگ مین سلگائیے پھر کیفیت
ملاحظہ فرمائیے ابرق نے لوبان ڈالا دھوان نکلا ابرق بیہوش ہوا قران نے اس سنگدل کو
چٹائی مین لپیٹ کر کنارے ڈال دیا آپ اُسکی شکل بنکر تخت پر سوار ہوے وہ پتھر اپنے پاس کہ لیے
ملازمون کو حکم دیا آئٹا کر قریب گنبد نور کے لیچلو اسی طرح سر مار برف انداز کو جاکر بعد بکر وہ ہنر فرغام
شیر دل نے ٹھنڈا کیا جانسور کو شکل خدمتگار اپنے پاس بلجھالیا ملازمون سے تخت بلند کر کے
چلے اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ مہتر چالاک بن عمرو بصورت ملکہ حیرت برق بشکل مصور بدبیر
قران بطور ابرق کوہ شگاف فرغام قطع پر سر مار کے جانسوز شکل خدمتگار تختون پر سحر کے
سمت گنبد نور جاتے ہین بارہ سرداران چیدہ گریبان دریدہ آسمان پر اس امید پر گڑ رہے ہین
کہ بوقت سحر جانبازی کرینگے وہ کلمہ خواجہ عمرو تحریر کر چکا ہون کہ بصورت نازنین ماہ پیکر ساحرہ
پُرفن ملکہ ماران زمین کن کے ساتھ روانہ ہوے راہ مین ماران سے کہا اے ماہ آسمان عیاری
ودائے برج خنجر گزاری اب مین آپ کو اول اپنے باغ مین لیکر چلتی ہون وہان میرے باغ مین
نقب ہے اسمین تا بہ گنبد نور باتیان طلسم نے راستہ قرار دیا ہے بیچ مین جابجا ساحران غدار ہین اُنہا
کے مکار ہین فن افسون مین طاق شہرہ آفاق خدا آنسے بچائے تا بہ گنبد نور بخیر و عافیت لیجائے
ملکہ اسرار جادو نانی امان شب کو ہمراہ افراسیاب باغ سیب مین رہینگی اگر افراسیاب نے
کتاب سامری دیکھ لی تو انکی زندگی پر حرف آئیگا وہ ظالم زندہ نہ چھوڑیگا مگر جو نوشتہ تقدیر یہ باتین
کرتی ہوئی اپنے اُسی باغ سیب مین آکر پہونچی جس مقام پر خواجہ گرفتار ہوے تھے ماران خواجہ کو
لیکر بارہ دری مین آئی تخت زرنگار بچھا تھا کہا خواجا اسکو اٹھاؤ فرش ہٹاؤ اسی مقام پر نقب ابر کی
سے مطلب ہے عمرو نے تخت اُٹھایا تختہ سنگ ہٹایا مہرہ نقب نظر آیا اشارہ ماران خواجہ بصورت
اسرار جادو بنکر تیار ہوے ماران زمین کن لوٹ مار کر بصورت اژدر مہیب آراستہ ہوئی خواجہ بشکل
اسرار جادو پشت پر سوار ہوے ماران نقب مین گری تلاب آتشین جلالت آدمی منھ سے چھوٹتی ہوئی

چلی تھر لرزان ترسان مضطر و حیران قدم قدم پر خوف جان اندیشہ مند تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ راہ مین دیکھا ایک حجرہ پختہ بنا ہوا شیشہ آلات سے آراستہ فرش عالی سے پیراستہ جھاڑ کنول روشن ایک ساحر بصد کروفر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے یکہ و تنہا ٹہل رہا ہی آواز دی کون آتا ہی خواجہ نے آواز دی ہم ملکہ اسرار جادو ای ہوشیار خوشخبری آج شب قتل طلسم کشا ہی قیامت کا سامنا ہی خبردار ہوشیار رہو آج شہنشاہ بھی باغ سیب مین بیدار ہین کل شاہان طلسم زیر گنبد نور حاضر ہین یہ سنکر ہوشیار قریب آیا ملکہ اسرار نقلی کو باادب سلام کیا عیاران زمین کن بھی بشکل اصلی نہین ہوشیار جادو بہ تعظیم و تکریم دونون کو حجرے مین لیکر آیا مسند پر بٹھایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین عمرو نے بہ تعجیل تمام جام شراب اٹھایا گھائی سے پڑیا داروے بیہوشی کی ڈال کر پہلے آپ منھ سے لگایا کہا تو بھی ہوشیار تم بھی پیو اسنے دست بستہ عرض کی ای ملکہ عالم آج کی شب ہمکو شراب پینے کی ممانعت ہی یہ شب قیامت ہی اوراق سامری مین صاف تحریر ہی کہ اس راستہ سے ساربان ناقہ عمرو آئیگا ایسا نہ ہو شراب پیکر سو جاؤن عمرو نے کہا ای فرزند یہ وہ مقام ہی کہ ہوا بھی نہین آسکتی بھلا نگوڑا عمرو اس مقام پر کیا آسکتا ہی بڑے بڑے صاحبان عجائب و غرائب کو اس نقب کے ذکر سے سکتا ہی تحریر سامری کا کیا اعتبار اسنے کتاب مین جوش مین آکر لکھدیا کہ طلسم ہوشربا فتح ہوجائیگا سلسلہ عقل کے خلاف افراسیاب نے لوح توڑکے پھینکدی جب لوح نہوگی طلسم کاہے سے فتح ہوگا لڑائی جھگڑا ہونے سے کیا ہوتا ہی اور عمرو اب دنیا مین کہان ہی لاش صحرا مین سرکنگرہ باغ سیب پر تمہاران یہ مثل ٹھیک - طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت جب تم نہ ہوگے ہم ہین کیا ضرورت ہی شراب کباب سب موجود ہین تا بہ گنبد نور جاتا ہی طلسم کشا دختر شہنشاہ کی صبح تک حفاظت مین رہینگے ہوشیار جادو منتین کرنے لگا ملکہ عالم آپ کے فرمانے کی بات ہی ہم اس سے زیادہ کیا حفاظت کرینگے آپ ہی کی تعلیم کردہ ہین مگر حضور مین نے ابھی اوراق دیکھے تھے صاف مرقوم ہی کہ ای ہوشیار خبردار رہنا عمرو آکر تمکو شربت پلائیگا عیاران زمین کن ان باتون پر تھرتھر کانپ رہی ہی کہ خداوندا دیکھیے کیا ہوتا ہی افسوس ملکہ مہرخ و بہار سے نہ ملے حسرت و یاس لیکر دنیا سے چلے صاف صاف تو ہوشیار کہہ رہا ہی مگر عمرو وہ دلیر ہی کہ ابھی کہے جاتا ہی خیر عمرو نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر کہا لو بیٹا ہوشیار پیو مجھے ملال ہوگا جو سوگند نہ پیوگے سامری نامہ مین جو لکھا ہی وہ بھی

ہو رہا ہی مین عمرو ہون شراب پلاؤنگی اسمین زہر سنکھیا ہی بیٹا پیا او ورے یہ کہکے ہوشیار کا کان
پکڑ لیا کہا نگوڑے چھوکرے عقل کے ناخن لے تجہ ایسے ونڈے مین نے بہت سے بنا کر چھوڑ دیے
ہین بڑی باتین بناتا ہی بڑے ہوشیار ہو لیکن جب قتل کے درپی ہونگی دیکھین پھر وے سامری
جمشید کیونکر بچاتے ہین تمکو بے ذبح کیے نچاؤنگی تمہارے قتل کا مسلمانون سے انعام پاؤنگی ہوشیار
گڑگڑانے لگا کہا ملکہ میری کیا مجال لائیے مین پینے کو حاضر ہون عمرو نے فوراً جام منہ سے لگا ہی دیا
ہوشیار نے جام ہاتھ مین لیا یا سامری کہکے برابر دہن کے لایا قصد کیا کہ پیون شراب شعلہ بنکر
اڑگئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا اتنا تو ہوشیار کے منہ سے نکلا کا رے یہ کیا غضب ہوا باش او ظالم
مین نے پہچانا ماران کے تو ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ہوشیار نے چاہا تھا کہ اپنے مقام سے اٹھے
عمرو مسند پر چاق و چوبند چست و چالاک عیاری مکاری مین بیباک جال الیاسی کاندھے پر تھا
نعرہ کرکے ہوشیار پر مارا اس جال مین ہوشیار پھنسا ساری ہوشیاری بھولا عمرو نے کھینچکر داخل
زنبیل کیا ماران زمین کن قدمون پر گر پڑی کہا خواجہ کیا کارنمایان کیا موت کا سامنا تھا مگر خواجہ
اب آگے قیامت کا مقام ہی ایک جادوگر اور ہی جسکا نخل بدعت نام ہی عمرو وہان کا تمام اسباب
اٹھا اٹھا کر نذر زنبیل کرتا جاتا ہی کہا ملکہ نخل بدعت کے کیا معنی ماران سے کہا یہ دو فقرے گوش ہوش سے
سن لیجے پھر آگے چلیے افراسیاب جادو ثانی امان کو اپنے ساتھ باغ مین لے گیا ہی عین بارہ دری
کے سامنے ایک درخت نصب ہی اسکا نخل بدعت لقب ہی یعنی یہان سے آگے بڑھکر ایک جادوگر
ہی انجام نخل بدعت نام اس لقب کا نگہبان ہی شاہان ہوش ربا نے اسکا مرتبہ بڑھایا ایسے ملعون
نے وہ نخل باغ سیب مین اپنے ہاتھ سے بنایا ہی اگر اسپر کوئی افتاد پڑے اگر یہ بیہوش ہو کوئی اسکو
بیہوشی پلائیگا وہ نخل خشک ہو جاے گا اگر کسی نے اسکو مار ڈالا وہ نخل جلنے لگتا ہی ہر شاخ و برگ
سے شعلہ نکلنے لگتا ہی اگر اس نخل پر ایسی کوئی افتاد ہوئی چلیے تو افراسیاب ثانی امان کو قتل کرے گا
جانتا ہی کہ اسیر اژدہام ہی صاحب راز ہی خوش انجام ہی ہمکو تمکو بھی آکے زندہ نہ چھوڑیگا چشم زدن
مین آجائیگا علاوہ ازین آج رات پھر وہ ملعون کتاب سامری دیکھیگا او نقب کے حالات پر
نگاہ ڈالتا رہیگا عمرو نے کہا اے رشک چمن اے ماران زمین کن وہ مسبب الاسباب ہی جان دیکر
یہان آئے ہین ان حالات کو ملکہ اسرار سے کہہ چکی ہین مگر کیا کرین پارہ جگر نور نظر اسد دلاور

تنگ ہوتا ہے اسکی مصیبت پر دل روتا ہے نسیم اللہ دیر نہ کر اب مجکو لیجا دیکھا آئندہ کیا ہوگا یہ سوچ موجب مصرع حال غیبی کس نمیداند بجز پروردگار مارا ان زمین کن مجبور ناچار مضطر پھر الشکل اژدر پیکر تیار ہوئی خواجہ الشکل اسرار جادو پشت پر ماران زمین کن کی ہوا ہوے اسی طرح نقب مین چلے دو کلمہ افراسیاب جادو و ملکہ اسرار خوش خوانا ظرین والا تمکین ان مضامین فرحت آگین کو بنظر مہربانی لفظاً لفظاً ملاحظہ فرمائین عجب و بسط سے یہ مضمون رباعی اسد تصنیف ہوا ہر ایک داستان شوکت بیان اس حقیر پر تقصیر منشی احمد حسین قمر کو حفظ مراتب جانبین کا بڑا خیال رہتا ہے یہی امر بہت دشوار ہے ورنہ تحریر و تقریر سے دسر سکیار ہے افراسیاب بادشاہ ہوش ربا صاحب شوکت و شان عمرو عیار سلیمان نظر کردہ ہفت پیغمبران ہے دونون کے مرتبے مین فرق نہ آئے اور طلسم کشا ہو جائے ابتدائے تحریر حقیر سے تا انجام ہر کس کے حفظ مراتب کا بہت خیال رہیگا ان جواہرات بے بہا کے نگینون کو بازار مین پھینکدیا اسکا عمر بھر ملال رہیگا ایک طرح کی خوشی بھی ہے کہ شاعران نامور قدر شناسان والا گہر کے ملاحظہ مین آئیگا یہ خاکسار خلعت تحسین و آفرین پائیگا نہال ہو جائیگا حاکم مطبع اودھ اخبار قدردان ذی شعور جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای کی عنایت بے بہا نے ایسا ممنون کیا کہ کچھ عذر نہو سکا یہ تحفہ حقیر پیشکش ہے گرا ہی کم علمی جہالت کج مج بیانی پر ہر وقت طبیعت مشوش

ہیں چند اشعار ساقی نامہ	کہان ہے تو اے ساقی خوبرو	پلادے مجھے بادۂ مشکبو
دماغ قمر عرش اعلے پہ ہو	منور معطر پلا جام مے	مجھے ٹوکنا اب اگر مست ہون
شراب مضامین سے سرمست ہو	مرے ساتھ رہ ساقی گلبدن	شگفتہ ہو دل وقت سیر چمن
مری نظم مین رنگ تاثیر ہو	مسلسل ہو دلچسپ تقریر ہو	خزانہ بیان کا اُٹھاتا ہون آج
ہے ہر لفظ ملک سخن کا خراج	بس اب بحر غم سے نکلتا ہون مین	گہرہائے مضمون اُگلتا ہون مین
چل اے توسن کلک جادو نگار	دکھا جلد باغ سخن کی بہار	چہرہ عبارت آرائے باغبانان

حدیقہ سخنوری و گلچینان گلشن افسونگری گلہائے مضامین رنگین اسد نامور کو گلدستہ بیان مین زیب دیکر غنچہ انجمن ناظرین مین یون پیش کرتے ہین خواجہ عمر شب کو اژدر پیوار الشکل ملکہ اسرار نقب پختہ کو طے کرتے ہوے جاتے ہین مگر افراسیاب خانہ خراب بصد قہر و عتاب ملکہ اسرار جادو کو ساتھ لے کر باغ سیب مین آیا بارہ دری مین باغ کی مسند جواہر نگار پر متمکن ہوا سامنے ملکہ اسرار جادو بھی کرسی

اسرار جادو کا دل دھڑک رہا ہے کلیجہ پھڑک رہا ہے کہ افراسیاب کے ہاتھ میں کتاب سامری ہے اگر یہ خون یاران زمین کن کو دیکھیگا کہ عمرو کو بیری کی شکل پر ساتھ لیکر نقب پختہ کی راہ سے گنبد نور پر جاتی ہے فوراً آتش قہر و غضب سے جلا دیگا کشت حیات کو خاک میں ملا دیگا خوب جانتی ہے کہ اس ملعون نخل جادو پر جب عمرو غالب نہ آئیگا تا بہ تیرہ اسد کیونکر جائیگا گو اُس ملعون پر افتاد پڑیگی ویسا ہی شاخ نخل جلے وہ نخل افراسیاب کے سامنے ہے اسی واسطے افراسیاب نے پردے بارہ دری کے اٹھا دیے ہیں اس نخل سرسبز و شاداب پر ہر دم نگاہ ہے وہ نخل بھی اسی باغ کا ہوا خواہ ہے اب اسرار جادو حیران ہے کہ میں کیا جملہ چھیڑدوں کہ یہ کتاب دیکھنے نہ پائے ورنہ غضب ہو جائیگا اسرار جادو نے یہ دل میں خیال کیا ہے کہ افراسیاب جادو نے کہا اے ملکہ اسرار جادو میں چاہتا ہوں کہ دیکھوں ملکہ یاران زمین کن باغ میں ہیں کہ نقب میں گرد آوری کر رہی ہے اسرار جادو نے کتاب پر تو ہاتھ رکھدیا اور کہا شہنشاہ گیتی ستان تو عادل باذل ہے شہنشاہ بحر و بر مفخر شاہان ہفت کشور جس عدالت و سخاوت سے آپ سلطنت کر رہے ہیں نوشیروان آپ کے گلشن عدالت کا خوشہ چین تھا بلکہ ایک چاکر کمترین تھا سخاوت میں حاتم کیا لیاقت ہے اسقدر حضور نے زرریزی اقلیم ہوش ربا میں کی کہ کسی جا گدائی آواز کان میں نہیں آتی ایک ایک فقیر غنی ہے محتاج کا آپ کے ملک میں نام نہیں کشکول گدائی پر تاج شہنشاہی کا گمان ہے فلک سرکش آپ کا ممنون احسان ہے ملکہ اسرار جادو نے اسطرح کی تعریفیں کی کہ افراسیاب پھول گیا کتاب ہاتھ سے رکھدی کہا کیوں اے ملکہ اسرار جادو نوشیروان بڑا بادشاہ عادل تھا بد دولت نے تو سنا ہے کہ ایک مرد جاہل تھا ملکہ اسرار نے کہا حضور عدل میں تو کامل تھا امورات مملکت سے غافل تھا جیسے حضور اپنی ذات سے شجاع و دلیر ہیں ہمیشہ طلسم ہوش ربا کے شیر ہیں اگر آپ زبان ہلائیں آسمان کی طنابیں زمین پر کھینچ دیں اگر شمشیر زنی پر آجائیں میدان کارزار میں خون کے دریا بہائیں یہ لیاقت نوشیروان نے خواب میں نہ دیکھی تھی مرغ زرین بنا کر تخت پر بٹھا دیا تھا اسی غفلت میں حشام بن علقمہ خیبری نے مین نگار زمین شاہ کو گرفتار کیا تاج و تخت چھین لیا انکے وزیر اعظم خواجہ بزرجمہر سابق میں انتظام کر چکے تھے کہ امیر حمزہ کو پسر خواندہ کرا دیا تھا حشام کو جا کر چرب زبانی سمجھایا کہ اے حشام شاہ تمہارے آنے سے بڑی خوشی ہوئی شاہ چاہتے ہیں تمکو مالک سریر سلطنت کریں نیک و بد کا ہفت اقلیم کے تمکو اختیار دیں چلو شہر میں چلو شاہ کو رہا کرو شاہ نے امیر حمزہ مرد مسلمان کو اپنا پسر خواندہ کیا ہے وہ دعوے سلطنت کرتا ہے تم اتنی

تکلیف اُٹھاؤ تا بہ خانہ کعبہ جاؤ اُس سرکش کا سر کاٹ لاؤ حشام مغرور کو اپنے زور بازو پر ناز تھا فوراً
قبول کر لیا امیر حمزہ پر چڑھ گیا اُس شیر بیشۂ عربستان سے مقابلہ پڑا اُس معرکۂ کارزار مین حمزہ عرب نے
ایک ضرب شمشیر اُسکے دو ٹکڑے کیے فوج ہزیمت موج کو شکست دی تاج وتخت شاہی اپنے
قبضہ مین کیا براسخ الاعتقادی شاہ کو عریضہ لکھا اس نمکخوار جان نثار نے اُس دشمن کو واصل جہنم کیا
تاج وتخت کو باحتیاط رکھا ہی زہے فخر وشرف کہ اس کمترین عقیدت گزین کے گھر مین تاج وتخت
شہنشاہی جلوہ افروز ہے کسی معتبر کو بھیجکر شہنشاہ گردون پناہ اِس تحفۂ موروثی کو طلب فرمائین یا
نیازمند کو بلا مین تخت شہنشاہی کو بفخر وافتخار سر نیاز پر رکھکر لاؤن کلاہ فخر کو آسمان پر پہونچاؤن آئندہ
آنچہ رائے موٹے از ہمہ اولے ای شہنشاہ طلسم ہوش ربا نوشیروان اس عرضی کو دیکھکر پھول گیا
غیر مذہب کو فرزند جان کر اپنے ملک مین طلب کیا حمزہ عرب آسمان عربستان صاحب
شوکت وشان حسن حسین جمیل آفتاب عالمتاب آسمان جرأت خورشید درخشان فلک ہمت جو
تاج وتخت لیکر حاضر ہوا شہر مدائن مین ہنگامہ تھا کہ قاتل حشام آیا دختر بلند اختر شہنشاہ گل رخسار
ملکہ مہر نگار جمال حمزہ عرب پہ مائل ہوئین خنجر ابرو سے گھائل ہوئین حضور یہ باعث زوال دولت
سلطنت کیا بیان ہو کنیز نے تاریخ معتبر مین دیکھا کہ حمزہ عرب نہایت صاحب غیرت شیر بیشۂ جرأت
تھا آخر مین باغ مراد مین اُسنے بھی ملکہ موصوف کو دیکھا دلدادہ و فریفتہ ہوا مگر آتش عشق کو کانون
سینہ مین مخفی کیا ہر چند گرمی عشق نے دل وجگر کو جلا دیا مگر اُس ربط وضابطہ نے اف نہ کی شہریار
اقلیم ہندوستان لندھور بن سعدان شاہ ہفت کشور سے غرور مین اپنے زور کے باغی ہوا تھا
بارہ برس خراج نہ بھیجا تھا شاہ نے حمزہ عرب کو حکم دیا کہ اگر ای فرزند تم لندھور بن سعدان کو جا کر
زیر کرکے ہماری خدمت مین حاضر لاؤ تمھاری اپنی دختر بلند اختر کے ساتھ شادی کرین شرف دامادی
سے تم سرفراز ہو شاہان ہفت اقلیم کو تمھارے مرتبہ پر ناز ہو شہسوار میدان یکہ تازی و سر فروش معرکۂ
جانبازی جفائین راہ کی جھیل کر جان پر کھیل کر ملک ہندوستان مین پہونچا بعد معرکہ ہائے عظیم
لندھور کو اپنا مطیع کیا کہ مفصل یہ حال نوشیروان نامہ مین تحریر ہوا ہی یہ تو مجمل تقریر ہوئی شہنشاہ حمزہ
نے تو یہ خیر خواہی کی اپنی جان پر کھیلا لندھور کو مطیع کیا حساب کر کے بارہ برس کا خراج لیا مگر نوشیروان
کا وزیر دیگر بختک نام بد انجام بد کار بد سرشت متعصب اُسنے شاہ کو یہ صلاح دی کہ حمزہ مرد مسلمان ہے

جب زیادہ زور پکڑیگا آپکی سلطنت پر دست اندازی کریگا خاص بر سر ہندوستان اُس ملعون نے حمزہ کو زہر دلوایا وہ تو صاف باطن تھا زہر سے بچا صحت پائی بختک نے یہان یہ بات بنائی ای شاہ حمزہ ہندوستان مین مرگیا جوان دختر کا گھر مین بٹھانا بہتر نہین ایک بادشاہ روم پر اولاد بن مرزبان خراسانی کو بھیاہ بلوایا اُسکی شادی کردی ملکہ مہر نگار صاحب عفت نے اپنے کو اُس سے بچایا عہد کیا کہ بعد چھ مہینے کے میری بارگاہ مین آنا اولاد بن مرزبان کوچ کرکے اِس شرط پر ملکہ کو لیچلا راہ مین حمزہ عرب نے خبر پائی بجراءت جاکر اولاد بن مرزبان کو مارا ہر چند کہ عاشق تھا مگر ملکہ مذکور کو باحتیاط تمام خدمت مین شاہ کی روانہ کردیا یہ کہدیا کہ جب شاہ خوشی سے میرے ساتھ شادی کردینگے یہ شرف حاصل ہوگا ایسی ایسی بے اعتدلیان شاہ نے حمزہ کے ساتھ کین آخر حمزہ نے لڑ بھڑ کر مہر نگار کو قبضہ مین کرلیا بختک نے پھر تو فساد کامل شروع کرادیا دن بدن حمزہ کا عظم و شان بڑھا سلطنت نوشیروان پر زوال آنے لگا حق بھی طرف حمزہ کے شریک تھا ملک عراق و صفہان کوہستان ملک کشور ملک یونان استنبول خرسنہ روم کل ملک مغرب وغیرہ حمزہ کے قبضہ مین آئے آخر مین شاہ بھاگ کر ملک ترکستان تک پہونچے خوان اعظم سلسال بن ڈال بن دیو بن شمامہ جادو بہادر جنگجو شاہ کے شریک ہوکر خوب لڑا آخر کی لڑائی مین خان اعظم نے فرار پر قرار کیا بختک کو خواجہ عمرو نے جلا کر مار ڈالا چرلیے بچا کر شاہ کو اور اُسکے بیٹے بختیارک کو کھلا دیا تب نوشیروان تھک کر ملک مدائن مین آیا حمزہ کو لجاجت کی لکھا اب مین کبھی عمر بھر آپ سے جنگ نہ کرونگا صرف ملک مدائن کو چھوڑ دیجیے ملک اور وہ تی کا ملے دعا دیا کرونگا حمزہ نے عوض مین ایک ملک کے سات ملکون کی سند لکھکر بھیجدی اسپر بھی التفات نہ ہوا شاہ کے فرزند ہرمز و فرامرز کو بختیارک لیکر نکلا حمزہ پر خروج کیا حمزہ نے ما لنے بھی مقابلے کیے بڑے بڑے شاہ پہلوان رستم زمان گرشاسب جہان شاہزادون سے شریک ہوے کچھ حمزہ کے ہاتھ سے مسلمان ہوے کچھ مارے گئے بختیارک شاہزادون کو لیے ملک بملک پھرا یہان تک کہ تابہ باختر پہونچا خداوند زمرد شاہ باختری کی خدائی کے بڑے زور و شور تھے ایک کرور چراسی لاکھ فوج پہلوانان زبردست کا اوج موج حمزہ اُس ملک پہنچی لڑتا بھڑتا پہونچا خداوند سے بڑے بڑے معرکے پڑے وہی بختیارک بن بختک خداوند لقا کا ندیم ہوا خداوند لقا نے اُسکی صورت مضحک دیکھکر اپنی درگاہ کا شیطان قرار دیا اُسنے خدائی مین بھی فتور ڈالے ایسے رخنے

نکالے کہ قدرت سے فکست نہ کھائی ملک موروثی چھوٹا شل نوشیروان شہر بشہر قریہ بقریہ دیہ بدیہ حمزہ کے ہاتھ سے بھاگے بھاگے پھرتے تھے یہ خداوند تھے ہر بادشاہ ہر ایک پہلوان برائے مدد آتا تھا مگر حمزہ و فرزندان حمزہ کے ہاتھ سے مارا جاتا تھا وہی خداوند لقا عاجز و درماندہ ہوکر آپ کے خراجگزار سلیمان عنبرین موے کوہی نامدار کے ملک مین بھاگ کر آئے مین حمزہ مع اپنی فوج ظفر موج کے برسر مقابلہ ہی آپ کے ساحر بھی برائے مدد خداوند جاتے ہین فرزندان عمرو کے ہاتھ سے شکست کھاتے ہین اُسی حمزہ کا بیٹا بدیع الزمان آپ کے طلسم مین آکر قید ہوا اسد غازی نواسہ حمزہ کا اپنے ماموں کے چھڑانے کو آیا پانچون عیار ساتھ آئے آپ کے سردار مہرخ و بہار وغیرہ شریک ہوے بیان کا حال تو سب سرکار پر روشن ہی دن بدن مسلمانوں کو ترقی ہی شاید خداوند لقا نے مسلمانوں کے واسطے تقدیر بہبودی کردی ہی یہ حال مجمل جو ملکہ اسرار جادو نے سامنے افراسیاب خانہ خراب کے شروع کیا اور آفتاب تقریر دلچسپ نے طلوع کیا دیدہ دل افراسیاب کا منور ہوگیا گوش ہوش مشتاق ہوا ہر مرتبہ کہتا تھا ای اسرار جادو حال عشق مہرنگار با جنگ ملک باختر مفصل بیان کر کیا کیفیت دلچسپ ہی عجب لذت ملتی ہی جی چاہتا ہی عمر بھر سنون ملک بال کے کاروبار کیکر دون اسرار جادو کبھی حال باختر مین اُٹھاتی ہی حال عشق دختر لقا ملکہ گیتی افروز کا سناتی ہی کہ قائم تیمن نبیرہ حمزہ نور چکیدہ خالق قدرت پر مائل ہوا کبھی عشق ملکہ کو بہ ملک دختر گنجاب ساتھ بدیع الزمان کے ذکر کرتی ہی کبھی حال برجد نگار مقام خدائی زبرجد شاہ و مشتش و دمامہ کہتی ہی کبھی حال فرعونیہ وساحر مشتش و عیار رہیا سے عمرو سوختہ بیان مین لاتی ہی کیفیت دلپذیر عشق و جنگ کی معقول تقریر سن سن کر افراسیاب کبھی جھومتا ہی کبھی زانو پر ہاتھ مارتا ہی کبھی کہتا ہی ای اسرار یہ کتابین ہمکو منگا دو کتب خانہ شاہی سے نکلوا دو ایک جلد روز پڑھا کرون جسکی مجمل مین یہ کیفیت ہی مفصل کی کیا لذت ہوگی اب پھر اول کو مین بے ہنر منشی احمد حسین قمر خدمت شائقین مین عرض رسا ہی کہ اول مین اسرار نے افراسیاب کی توصیف کی توصیف کے بعد جب افراسیاب متوجہ ہوا کتاب دیکھنے سے غافل ہوا تب اسرار نے اس مقدمہ طولانی کو چھیڑ دیا مراد اس سے یہ ہی کہ اسرار ایسی باتین کرتی ہی کہ افراسیاب کو باتون مین محو کردون کتاب سامری نہ دیکھنے دون حال یاران نہ دیکھنے پائے ورنہ مدعا ے دلی حاصل نہ ہوگا یاران عمرو صف شکن کو سے کرتا بہ گنبد نورنہ پہونچ سکیگی اسواسطے

یہ طول کلام ہے اسواسطے اس تقریر دلپذیر کا یہ انجام ہے مگر شعبدہ بازی فلک کجرفتار سے اسرار جادو بھی غافل ہے یہ فلک ہر وقت بر سر گردش ہے نیرنگ دکھانے کی ہر وقت کوشش ہے نظم مصنف

فلک ہر گھڑی درپے جنگ ہے
غم و رنج کھینچے مصیبت ہوا
اگر شب کو شادی کا سامان ہوا
بجز رنج و غم عیش ممکن کہان
کوئی گل خوشی سے جو خندان ہوا
کیا توڑ کر پائمال جفا
چمن مین جہان گل کے انبار تھے

عجب گلشن دہر کا رنگ ہے
اگر ایک ساعت ملا دلکو چین
تو وقت سحر شغل افغان ہوا
کبھی ہے خزان اور کبھی ہے بہار
ستم بڑھ کے گلچین نے اسپر کیا
اگر سرو نے سرکشی کی ذرا
یکایک جو دیکھا خس و خار تھے

کسی کو نہ دم بھر بھی راحت ہوئی
ہمیشون کیا بیٹھکر غور وشین
فلک کی عجائب ہین نیرنگیان
جو دیکھا تو لالہ بھی ہے داغدار
بہا رنگ غم اور حال جفا
وہین اسپ بدعت کا آیا چلا
بیان تو بلیغ سیہ مین اسرار

جادو نے دام قصص و حکایات مین افراسیاب کو پھنسایا کتاب کو نہ دیکھنے دیا مگر مہر سپہر عیاری بعد گرفتار کرنے ہوشیار جادو کے بشکل اسرار جادو پشت ماران پر سوار ماران بشکل اژدر بصد کر و فر مثل باد تند نقب بخنہ کو طے کرتی ہوئی جاتی ہے گھبراتی ہے کہ اب رات کم رہگئی ہے خواجہ کہان تک تیز روی کرون بارہ کوس کی یہ نقب ہے بیچ گنبد نور کی دیوار مین یہ نقب پہونچی ہے صناعان چابکدست نے دیوار کو خالی کیا ہے بصنعت تمام نقب کو پہونچایا ہے یہ راستہ برابر ہے وہ راہ بلندی پر ہے اب نشیب ہے وہ مقام فراز ہے ہر چند مجکو اپنی رہروی پر ناز ہے دیکھیے مقام تحمل بدعت سے کیونکر گزرون یا آگے جلد تا بہ گنبد نور پہونچون طلسم کشا قبضہ مین آجائے تب سحر منہ دکھاسے یکایک دور سے خواجہ عمرو نے دیکھا ایک کمرہ نقب مین بنا ہے انتہا کی روشنی ہے ایک ساحر کریہ منظر خرس پیکر بہیون صورت طینت مین بدعت باہر کمرے کے کھڑا ہوا ٹہل رہا ہے جیسے ہی اسکی نگاہ اژدر پر پڑی پکارا کون آتا ہے ماران نے آواز دی اے تحمل بدعت جادو راہ مین سے ہٹ اسوقت میرے آنے مین بھید ہے ملکہ اسرار جادو پشت پر سوار ہین ہم بشکل اژدر خونخوار ہین برائے حفاظت طلسم کشا بحکم افراسیاب جاتے ہین تحمل نے کہا ملکہ جادو تمہین کون روک سکتا ہے نائی اماں تمہاری مالک ہین ہمیشہ سے اس راہ نقب کی سالک ہین ایک ایک سنگریزہ یہان کا پہچانتا ہے یہ حقیر بھی بخوبی جانتا ہے آپ ہماری افسر ہین ہم سے سب طرح بہتر ہین مگر ہم طرف سے شہنشاہ

طلسم ہوش ربا کے نقب پر ملو رہین یہ شب شب قیامت ہے قول سامری جمشید یہی ہو شارہ قفتان کی تحریر کا مصدیہی ہو خبر سے اتنی رات کٹے دلمین دھڑکے ہین گردش سیارگان سے ڈرتے ہین ملکہ ماران جواب دیتی جاتی ہی اور آگے بڑھتی آتی ہی لیکن خواجہ عمرو نے جسوقت سے نخل بدعت کو دیکھا ہی باتون مین شاخ نکال رہا ہی جڑکی بات کہتا ہی کلام سے آسکے ثابت ہوتا ہی کہ اسوقت دانا یاران واسرار کا اسکو بار ہی پھولتا جاتا ہی چند ذلیل وخوار ہی دلمین خواہش ہی کہ گل حیات طلسم کشا پامال ہو ملک بہار و باغبان قدرت کو ملال ہو جسوقت سے خواجہ نقب مین داخل ہوے ہین چست وچالاک وہوشیار ہمہ تن چشم تیور پہ قہر وخشم جال حضرت الیاس کا کاندھے پر ایک کا بدھے پر گلیم عیاری حلقہ ہاے کمند اصفاے باصفا بازوون پر ہتو ڑا حضرت داؤد کا کمر مین بجائے خنجر تیور کو اسکے دیکھ رہے ہین جیسے ہی ماران قریب آن کر پہونچی قصد کیا دب کر نکلجاؤن نخل بدعت نے عمرو پر اپنا سایہ ڈالا خواجہ کے چہرے سے رنگ روغن عیاری کا اڑ گیا نخل بدعت نے ڈانٹا او ماران ساربان زادے کو ساتھ لیے جاتی ہی عمرو تو کود کر کنارے اتنی جلدی آیا کہ جیسے برق چمکتی ہی گرتے گرتے گلیم اوڑھ کر مختفی ہوا مگر نخل بدعت نے ماران پر گولا مارا ماران کے گرد شعلہ آتش آ گئے یہ تڑپ کے نکلی بصورت اصلی ہوئی برق بنکر نخل پر گری کہ اس ملعون کو قلم کرون مگر نخل بدعت بلا سے روزگار ہی قدیم ساحر ہی فنون سحر سازی سے بخوبی ماہر ہی اپنے کو بچا لاکار اکہ او ماران تو نے غضب کیا ہمتو جانتے ستھے کہ سامری نامہ مین صاف لکھا ہی کہ عمرو اس راہ سے ضرور آئیگا جب تو جتنے اپنے اوپر سحر کر رکھا تھا کہ کسی صورت پر آئے ہمارے سایہ سے صورت تبدیل ہو جاے لوٹا جاتا ہی او چہار جانب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہا ہی حیرت ہی کہ ساربان زادہ کہان گیا پشت اژدرے اڑتے اڑتے غائب ہو گیا ماران نے دو چار تیر ایسے لیے کہ نخل کو زخمی کیا قتل نہ کر سکی ایک مرتبہ جھوم کر یا سامری کہا دو ستبر زمین پر مارا ماران لہرا کر زمین پر گری زبان بند ہو گئی چہرہ اداس مردنی تغیر چہا گئی یہ بچیا تیغہ سو کھینچ کر جھپٹا کہ سر کاٹ لون پھر عمرو کو ڈھونڈھون ماران تڑپی دل کو رجوع کیا اور کہا ای خالق بے نیاز جان بچالے مصیبت سے نجات دے قطعہ

لطف تیرا عام ہی کرم حمت	ہو کرم سے تیرے چشم کرم
مجرم عاجز ہون کر تک تقویت	

تو ہی خالق تجھے ہے یہ سلطنت
رحم کر خاکِ ذلت سے اٹھا
سر پہ یہ اعمال لائے ہیں غضب

دیگر کیا سیہ کاری نے منہ کالا کیا
میری عقد جسم کی تخصیص کیا
رکھتے ہیں چشم عنایت تجھ سے سب

بات کرنے کا نہیں کچھ مقدور رہا
دیکھو سو رہے ہیں ہم جو دورنگی خطب
تجھ سوا کس سے کہیں احوال اب

تخل نے چاہا کہ سر ماران کا کاٹ لوں خواجہ عمرو پہلو میں گلیم اوڑھے کھڑے ہیں دل کو تاب نہ باقی رہی فوراً گلیم سر سے اُتاری سامنے سے تُوک کے نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

عمرو ہوں میں عیار صاحب قراں
زمانے کا مکار فتنہ دار ہوں
اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو
جہاں گیر عالم کا عیار ہوں

مرے مکر سے کانپتا ہے جہاں
ہر اک تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پا پوش کو

تراشندہ ریش کفار ہوں
صبا ٹھوکریں کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہوں

ادھیڑا کیا کرتا ہے جبر دار عورت پر کیا وار کرتا ہے مردان ما ماسے آنکھ چار کر ادھر دیکھ مجھے آنکھ ملا ہمارے سامنے آ تخل غصہ میں بلبلا عمرو برابر تو ہی تیغ ہی چکا چکا ہتھوڑا حضرت داؤد کا سر پر مارا تخل بدعت کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے مر کر گرا لاشہ تڑپا اندھیرا چھایا صدائے گیر و دار بلند ہوئی روح سامری دردمند ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام میں تخل بدعت بود افسوس جان دادیم و مردیم و مطلب خود نہ رسیدیم ہائے تخل بدعت کو قتل کیا تخل شباب سے پھل نہ پایا بہار عمر پر خزان آئی خزان نے صورت دکھائی اس ہنگامے میں ماران اٹھی کھڑی ہو کر پیٹنے لگی سر زمین پر دے مارا کہا خواجہ غضب کیا اسکو کیوں مار ڈالا عمرو نے کہا وہ مجکو قتل کرتا تھا اور میں کیا کرتا اُسنے کہا خواجہ بڑی قیامت ہوگی اُسی کے ہاتھ کا بنا یا ہوا ایک تخل باغ سیب میں افراسیاب کی بارہ دری کے سامنے ہے وہ اب جل جائیگا افراسیاب دوڑا ہوا آئیگا جلدی گنبد نور پر چلو ہائے اب نانی کو بیری مار ڈالیگا ہرگز زندہ نہ چھوڑیگا عمرو کے بھی ہوش اُڑ گئے کہا بی بی جلدی چلو ماران و عمرو دوڑتے ہوئے زیر گنبد نور پہونچے دیکھا اندر دیوار کے اوپر گنبد نور کے جانے کا راستہ بنا ہے اب عمرو آگے ماران پیچھے عمرو صورت بدلتا ہوا یعنی رنگ روغن عیاری کا لگاتا جاتا ہے صورت افراسیاب بنانا منظور ہے گنبد نور میں بارہ جلاد اسد اور مہ جبین کے نگہبان ہیں ہر وقت سر پر تلوار کھینچے موجود رہتے ہیں حکم ہے افراسیاب کا اول تو یہاں کوئی آ ہی نہیں سکتا اگر سوائے میرے

کوئی آنے فوراً اسد و مہ جبین کو قتل کر ڈالنا عمرو تو صورت بنکر افراسیاب کی گنبد نور مین نکلا
جاتا ہے سو دو سو قدم کا راستہ باقی ہے مگر وہان رات قلیل ہے بلکہ ستارہ سحری چمکا چاہتا ہے اسرار
جادو نے رات بھر افراسیاب کو دام کلام مین پھنسایا یکایک آسمان سے ایک شعلہ بھڑک کر
اسی نخل پر گرا جلنے لگا افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا او اسرار حرامزادی تو نے مجھکو کتاب
نہ دیکھنے دی صاف ظاہر ہے کہ تو مسلمانون سے ملگئی ارے ہانسے نگہبان نقب مار گیا سوا
تیری فوج کے عمرو کو وہان کون لیجاتا اب معلوم ہوا کہ قتل عمرو مین بھی تو نے مجھکو دھوکا دیا وہ کوئی
اور تھا جسکو تو نے قتل کروایا یہ کہکر غصہ مین اٹھا کہ مین جا کر گنبد نور پر دیکھون ابھی ابھی نخل بدبخت
مرا ہے جب تو شعلہ اس نخل پر گرا ہے اسرار جادو کے ہاتھ مین اسباب سحر تھا افراسیاب پر پھینک مارا
کئی تلوارین لگی چھریان کٹاریان افراسیاب پر گرین یہ بھاگ ماتا ہے چوٹ جسم مین لگی ہو سے بدن بھی
میلا نہوا اف کیکے اٹھا وہ سحر سب باطل ہو گئے دامن سے افراسیاب کے گلا اسرار جادو کا بندھ گیا
افراسیاب تو اُڑ کے طرف گنبد نور کے چلا اسرار جادو مثل چھپکلی کے لٹک رہی ہے مثل ماہی بے آب
پھڑک رہی ہے مگر رہا نہین ہو سکتی وہان عمرو ورزن دیوار توڑکر مثل شہنشاہ طلسم ہوش ربا کہکر نکلا جلادون
نے جو افراسیاب کو دیکھا جھک کے سلام کیا عمرو نے بتعجیل جیب مین سے مشت زر نکال کر جلادون
کو دیا کہا تم لوگون نے خوب حفاظت کی ایک ایک کو شہر دکا بادشاہ کرونگا یہ تم آپسمین تقسیم کر لو رات
بھر جاگتے ہو ایک ایک جام یہ شراب قیصر ساری کی ہے فوراً جیب مین سے گلابی نکالی ایک ایک
پیالی بارہون کو پلائی پیتے ہی وہ سب لڑکھڑا کر گرے اسد و مہ جبین کو عجب حال پر ملال مین دیکھا
اسد غازی کے بال بڑھکر سر سے گذر گئے ہین ناخن جو رشک ہلال تھے بدر کمال ہوئے آنکھین
مثل نرگس بیمار نحیف و زار مہ جبین کے چہرے پر ہوائیان دونون کے پانون ہاتھ مین ہتھکڑیان
بیڑیان صورتین دونون کی دیکھ کے عمرو کا کلیجہ پھٹ گیا مگر بتعجیل جال مار کر دونونکو ادھر تو عمرو نے
نذر زنبیل کیا جلادون کے سر کاٹے ٹھیون مین انکے اشرفیان تھین ہاتھ مرڈور کے جیبون لین عمرو
نے قتل کر کے طرف ماران کے بھاگا کہا ارے مجکو لیچل اور افراسیاب مثل شعلہ جوالہ بر سر گنبد نور گرا اسرار
جادو اس سے بندھی لٹک رہی ہے چالاک بشکل ملکہ حیرت جادو گلدستہ سحر ہاتھ مین کنیزین گرد تخت
کو اڑاتی ہوئی قریب گنبد نور پہونچا ہے ایک طرف سے برق بصورت مصور گٹھا تصویرون کا لیے ہوئے

قران بصورت ابرلیق سحر کے پتھر ہاتھ مین ضرغام بشکل سہار برق انداز رومی کے کانون پر قطرے پانی کے پڑے ہوئے سرمار اصلی کے بنائے ہوئے جانسوز بشکل خدمتگار پہلو مین گرد چند مصاحب ان سبھون کے تخت اڑتے ہوئے ساحرون کے سر سے قریب گنبد نور پہونچے مین جیسے ہی افراسیاب شل برق کڑاکا بصورت شعلہ جوالہ صرصر کا حیرت کو دیکھکر آواز دی ای خاتون محل غضب ہوا عمرو یقین ہے گنبد نور مین پہونچا اسرار نگہرام اسنے رات بھر مجھکو کتاب نہ دیکھنے دی قصص و حکایات مین بہلائے رہی جلد گنبد نور کی خبر لے چالاک نے کہا شہنشاہ بہت خوب لائیے اسرار جادو کو تو مجھے دیجیے افراسیاب جادو نے بائین ہاتھ سے اشارہ کیا اسرار کی گردن بندھی ہوئی تھی دامن اٹھا کھنچ گیا تخت پر چالاک کے گری یہ سب عیار تو تخت اڑا کر قریب افراسیاب کے آئے جب اسد و مہ جبین کو عمرو اپنی زنبیل مین رکھکر جیب الغیب مین پہونچکر سفید مہرہ بجا کر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو

کزان استاد عیاران عالم

سراپا دانش و عقل مجسم　　بہ بلغ دین زکش آبیاری　　جہان سرہنگ در خنجر گزاری

بہر کشور بلائے جان کفار　　عمرو آن شاہ عیاران عیار　　آہ ساحران بچایین نے اسد

و مہ جبین کو اپنے قبضہ مین کیا ای ساحران سلیمان اسلام اگر آمادہ جانبازی ہو نکل جاؤ خدا کا فضل شریک حال ہوا اسد نامدار عالی وقار نبیرۂ حمزہ شہسوار میرے قبضہ مین آیا یہ جو خواجہ عمرو نے اندر سے نعرہ کیا بہار و باغبان وغیرہ جو آسمان پر اڑ رہے ہین انکے بھی کان مین یہ صدائے جانفزا روح بخش فیض انتما پہونچی ہاتھون مین اشیائے سحر اس ارادہ سے تھے کہ افراسیاب پر سحر کرینگے اب وہی اسباب فوج کفار پر پھینک مارے مگر چالاک کہ بصورت حیرت تخت زرین پر ہے اسرار جادو کو افراسیاب نے اپنے دامن سے جھٹکا کہا ای حیرت لینا مین گنبد نور مین جاؤن یہ کیسی آواز حیرت خیز آئی ہے زمین کیون تھرائی ہے چالاک نے بچالاکی اسرار جادو کو لیا برابر افراسیاب کے تخت پہونچ ہی چکا تھا آواز عمرو سکے سفید مہرے کی سن رہا تھا دس حباب دس انگلیون سے منہ پر افراسیاب کے مار دیے پہلے سے برق بصورت مصور و قران بصورت ابرلیق و ضرغام بصورت سرمار ان سب نے اشیائے بیہوشی افراسیاب پر مارے افراسیاب تو الٹ گیا غلطکین سمجھا ہوا چلا مگر بیہوش ہوتے ہوتے ہاتھ جو ہلا دیا تخت عیارونکے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے مگر اسباب سحر سازان مذکور کے جو انکے پاس تھے یعنی چالاک نے گلدستہ حیرت پھینک مارا آواز دیکر ای ساحری یہ جو شہر نا پرسان مین فوجین تیار ہین انکو جلا دو وا اپنے

نام کا نعرہ بھی کیا منم بہترین مہتر چالاک بن عمرو نعرۂ چالاک | بعیاری من آنم چیست و چالاک

بچشم دشمن اندازم کف خاک | نہ آید باد گرد در تیز گامم | خلیفۂ او منم چالاک نامم

قران نے نعرہ کیا نعرۂ قران | سریع السیر چون ابر بہاری | جہان سر بنہب در خنجر گزاری

بمیدان اژدر آتش فشانم | منم مہتر قران شیر نامم | ضرغام و جانسوز نے بھی نعرہ

کیا برق بھی پکار اٹھا نعرۂ برق منم برق رفتار و خنجر گزار × منم یکہ لیکن گران برہزار
بہار و باغبان وغیرہ نے دیکھا کہ ان لوگون نے انتہا کی جرأت پیدا کی کہ ساحران مذکور کی شکل
پر ہوا پر تھے اسباب سحر تو اپنے پھینکے مگر افراسیاب کا ہاتھ جو ہلگیا تخت سب کے ٹکڑے ٹکڑے
ہوگئے زمین پر یہ سب گر پڑے اور اسرار بھی اُلٹی لیٹی جاتی ہی کڑک کڑاک کے گرے عیارون کی
کمر مین پنجے دیے چالاک نے کہا ملکہ اسرار کو لینا یہ بھی ہماری طرفدار معلوم ہوتی ہی کہ افراسیاب مین
مبتلا ہی ایک ساحر نے اسکو بھی پنجہ مین دبایا یہان قیامت برپا ہی ابرِق سنگدل کے سحر کے پتھر
شہر نا پرسان مین برس رہے ہین سحر حیرت سے شعلہا ے آتش گر رہے ہین گلدستہ مین اُسکے
شعلۂ جوالہ بجھے ہوے تھے ناریون کو جلانے لگے قران نے تصویر ہاے مصور کو پھینکا اُسنے یہ
نقشہ کیا مثل تصویر تصویر ہو کر ملازمان افراسیاب گرنے لگے سرکشون کے سر پھرنے لگے سحر سرما
نے برف برسائی گرم مزاجون کو ٹھنڈا کیا بچھاؤن پر سرمنڈاتے ہی اولے پڑے ٹھنڈے جہنم مین ہو گئے
سرخ تو عیارون کو مع اسرار پنجون مین دبا کر طرف اپنے لشکر کے چلے جب عمرو نقب مین اترا مارِ ان
نے سحر کے طبقۂ زمین کا اڑا دیا عمرو کو ساتھ لیا طرف لشکر ظفر اثر کے مثل باد صرصر بھاگی مگر خوف سے تھرا رہی
ہی یہان شہر ناپرسان مین رات جر شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن و مواج بن گرداب آدم خوار و ملکہ
صدگوش و ریانوش و حیون جادو و ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش و بدسرشت و بدخود خان سیہ رو
و ملکہ عقاب آسمان سیر و ملکہ شبرنگ سیاہ پوش و ساحرہ لاثانی و قواق کہربا پیشانی و طیران
و سیران گوشہ گیر و ملکہ شوخ و شنگ و ملکہ زعفران عجائب رنگ و قتال جادو و مشعال
جادو و ابابیل جادو و ہابیل جادو و شریر جادو و ضرب جادو و منیر آسمان نشین و ملکہ
شور انگیز جلالت آئین و قلماق اژدر پوش و سالار مینوش و ملکہ طنبور سحر ساز و ملکہ عندلیب
نغمہ پرداز وغیرہ رات بھر لطف اپنی بارگاہون مین جاگی ہین دو گھڑی رات رہے سے جاکر دن

خرس طینت و میمون خصلت خرسہاے بادیۂ ضلالت سیاہ رو بدخو تیرہ درون حاضر ہین آرہ کش
تسمہ کش چشم کن سینہ شگاف پھر رہے ہین دارین استادہ ہر سر کشی جلاد سب سے زیادہ منتظم عجائب
جاہ و حشم شہنشاہ دیلم و ساحر پر فن شہنشاہ توسن سحر ہوتے ہی بارگاہون سے نکلے تھے کہ یکایک
یہ قیامت برپا ہوئی چونکہ براے انتظام کل شاہان و ساحران بدانجام اپنے خیمون سے باہر آچکے تھے
دیکھا کہ شہنشاہ آسمان سے یون چلے آتے ہین نیچے سر اوپر پانوں اور عیارون کے نعرے ہوے
برف و سنگ و خنجر و تیر و تبر برسنے لگے لاکھون بیجا واصل جہنم ہوے صداہاے گیرودار تا بہ فلک
پہونچی زمین تھرانے لگی چونکہ یہ سب ساحران زبردست ہین بادۂ سحر و ساحری سے مست ہین حیران
و پریشان لاکھون لاشہ پھڑک رہا ہی کہ ابر تیرہ و تار کڑک رہا ہی رعد کی گرج برق کی چشمک دنی
تیرون کی بوچھار ساحران زبردست نے بتعجیل تمام بخیال انجام سپرین سحر کی فوراً تیار کین ان
آفتہاے آسمانی سے اپنے کو بچاتے تھے کبھی گھبراتے تھے کہ یہ کیا قیامت آشکار ہی غل ہی کہ
اب جان بچانا دشوار ہی کوئی کہتا ہی خداوند لقا کو غصہ آیا تقدیر برعکس کی مفت مین ہم غریبون کے
جان پر بنی کسی طرف شور ہی یا لات اے منات سلی توبہ کرتے ہین آپ کے بندے مرتے ہین دست
گیری ہی کوئی سامری جمشید کو پکارتا ہی بعض گھبرا کر کہتے ہین ان سب پر لعنت کرو یہ سب خداوند
بڑے ظالم ہین اپنے بندون کی تباہی کا افسوس نہین کسکو پکارین کس سے فریاد کرین رات سے
بازاری بدمعاش جمع تھے بڑے بڑے پہلوان ڈنڈ پیل سن چکے تھے کہ بروقت قتل اسد
ضرور لڑائی ہوگی مال لوٹینگے آج کے وعدے پر مہاجنون سے قرض لیا تھا ان سب صاحبون
نے جو یہ ہنگامہ دیکھا آپسمین کہا لو بھائیو غدر ہوگیا اسوقت نہ داد ہی نہ فریاد ہی مطلب حاصل
کرو جسکا مال ملجاے لوٹ لو اپنا بیگانہ کیسا کسی نے کسی کی پگڑی اچھال دی صرافونکی دوکانون کی
تھیلیان غائب ہونے لگین شہر نا پرسان لٹنے لگا دوکاندار رام رام کہکر بھاگے بعض جانفکاران شہر
شوالون مین گھس پڑے بت سونے چاندی کے قبضون مین کیے برہمن تیسری دھوتیان باندھے
ہوے پوتھیان پھینک پھینک کر بھاگے جلاد اپنے گلے ہی ٹٹنے لگے مگر افراسیاب زمین تک پہونچا
تھا کہ پتلہ فولادی زمین سے نکلا شہنشاہ شہنشاہ کہتا ہوا افراسیاب کو لپٹ گیا گود مین لیکر چھیٹا پانی کا
مارا افراسیاب نے آنکھ کھولی یہ قیامت برپا دیکھی ساحر جل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین کہین

پتھر برستے ہیں ساحر جان بچانے کو ترستے ہیں ایک سمت برفباری ہے ایمان فوج کی بیقراری افراسیاب
نے آستینیں اٹھائے ایک لرزہ کوہ شگاف کیا دیکھا نہ حیرت ہے نہ سرمایہ ابریق نہ مصور مگر سحر آسمان کے
پتھر برسا رہے ہیں برف گرا رہے ہیں وہاں بوقت سحر صرصر و صبا رفتار جو درخت سے بندھی تھیں کاہ کشون
نے آکر انکو کھولا یہ دونون بدحواس افتان و خیزان اس مجمع میں آکر پہونچیں دیکھا دریا خون روان
بہ رہا ہے افراسیاب سمر منم کہہ رہا ہے بھاگ کر دربارگاہ حیرت پر آئیں دیکھا دربارگاہ پر سناٹا ہے خوف
سے نگہبان بھاگ گئے یہ دونون پردہ اٹھا کر اندر آئیں دیکھا بی حیرت دوشالہ تانے سو رہی ہیں
خیال کر کے دیکھا دماغ پر بیہوشی کی چڑھی ہے دونون پیٹنے لگیں پٹی اتاری منہ دھلا کر کہا بی بی جلد
اٹھیے سارا شہر قتل ہو رہا ہے صاف ثابت ہے کہ مسلمان آ پڑے سحر ہو رہے ہیں آپ کی فوج والے
رو رہے ہیں لاکھوں بھاگ گئے لاکھوں مر چکے شہنشاہ کو سنا زمین پر گرتے تھے تیلے نے روکا شاہان
اولوالعزم اپنے کو بچاتے ہیں سرداران لشکر گھبراتے ہیں حیرت آنکھیں ملتی ہوئی کہتی ہوئی چلی آگ لگے
اس سلطنت کو کسی غریب کے گھر بیاہی جاتی ماش کی دال روٹی کھاتی آرام تو پاتی نگوڑے مسلمانوں
نہ دن سوجھے نہ رات نہیں معلوم مجھکو کون بیہوش کر کے ڈال گیا میں کیا جانوں صبح ہوتے ہی کیا اندھیر
ہوا ناگاہ ایک کنیز دوڑتی ہوئی آئی کہا مارا جلد چلیے شہنشاہ خفا ہوتے ہیں آپ کے سحر نے آگ لگا دی
ہزاروں جل گئے لاکھوں جان بچا کر بھاگ گئے یہ سنکر حیرت گھبرا کر دوڑی اس عرصہ میں صرصر اور صبا رفتار
خیمہ مصور میں پہونچیں دیکھا مرشد زادے ننگے چٹائی میں لپٹے کھڑے ہیں صبا رفتار نے کہا
استانی صاحب دیکھیے یہ کیا سامان ہے صرصر نے کہا یہ نگوڑا ننگ خاندان ہمیشہ جامے سے باہر
رہتا ہے عیاروں کی خفا سہتا ہے صرصر نے منہ پھیر کر چادر اوڑھایا منہ پر چھپٹا پانی کا مارا مرشد زادے
نے گھبرا کر آنکھ کھولی صرصر و صبا رفتار کو سامنے پایا بچا عیاران اسلام مجھے مارنے آئے میں چلا
دوڑ کر دو چار ہوے صرصر نے کہا مرشد زادے ذرا ہوش میں آئیے شہنشاہ کے پاس چلیے دیکھیے آپکی
تصویروں سے کیا نقشہ کیا ہے صرصر و صبا رفتار میں مصور گھبرایا جامے سے باہر تھا اب لباس
پہنا گھبرا کر پوچھا کہ اسد قتل ہوگیا عیارنیوں نے کہا باہر تو چلیے زیادہ نہ جلیے مصور جلدی لباس
پہنکر بیرون بارگاہ نکلا دیکھا قیامت کا ہنگامہ ہے اس عرصے میں صرصر و صبا رفتار نے جا کر سرما و ابریق
کو بھی ہوشیار کیا یہ بھی دونون آنکھیں ملتے ہوئے گھبرائے ہوئے بدحواس کہتے ہوئے کیوں ملکہ خیر

تو ہی صبا رفتار نے کہا چلو تم لوگ یہان بیہوش پڑے تھے سحر نے تمھارے قیامت برپا کر دی یہان افراسیاب کھڑا ہوا فوج والون کو بچا رہا ہی سحر دفع کرتا جاتا ہی آگ بجھانے کو پانی برساتا ہی برف پر برق چمکاتا ہی کہ سامنے سے ملکہ حیرت پیٹتی ہوئی پہونچی افراسیاب سے کہا کیون او حیرت ناک تیری کاٹ لون تیرے سحر نے لاکھون کو جلایا حیرت نے کہا شہنشاہ مین تو بیہوش پڑی تھی سحر تو مین نے برائے مسلمانان بنایا تھا کہ صبح کو زیادہ شفقت ہو مسلمانونکو میرے فسون سے ہلاکت ہو سرما و ابریق و مصور بھی پہونچے افراسیاب نے کہا او مرشد زادے بڑے حرامزادے ہو اپنی تصویرونکو توڑ دو مصور نے کہا زبان سنبھالیے بیہودہ بات منہ سے نکالیے نانا دادے کہ کر سارا طلسم مٹوا دونگا افراسیاب نے کہا تمھارے نانا دادا بیچارے کیا تھے اُلٹی ہلتی نالایق تدبیر کرتے ہین ایک مسلمانون کا خدا ہی یہ ایسے نامرد ہین ایک سے پونے دو سو ڈرتے ہین آپ کو کچھ معلوم بھی ہی شاید طلسم کشا چھوٹ گیا پھر بعد کامل افراسیاب مع مصور و حیرت و سرما و ابریق نے ملکر وہ جو سحر سے آتش برپا تھین انکو ہٹایا اب جہان تیرہ و تار روشن ہوا افراسیاب کو یہ جیتے اخبار گزرا کہ دو لاکھ جادوگر مر گیا کچھ برف مین ٹھنڈے ہو گئے کچھ آگ کی سوزش سے جہنم مین گئے شور گریہ و زاری بلند ہی کوئی کہتا ہی باپ مارا گیا کوئی کہتا ہی جوان بیٹا موا کوئی کہتا ہو بھائی تو نے شباب مین جان گنوائی کسبیان سر پیٹ رہی ہین شہدے بیویون کو رو گئے افراسیاب نے سرما و ابریق سے کہا ان سب کو چپ کرو خاموش ہون لاشے جلد اٹھوا دو بدولت جا کر گنبد نور مین تو دیکھین اگر حرامزادی یاران خواجہ عمرو کو لے کر راہ نقب سے پہونچی جلادون پر تو حکم ناحق تھا کہ سوا میرے جو کوئی آئے اگر میری زوجہ بھی ہو اسد و مہ جبین کا سر کاٹ لینا دیکھین ان بیچارون نے کیا کیا سرما و ابریق وغیرہ چوب و چقماق لیکر دوڑے اس بدبخت مین ہزارون کے سر پیٹے لاشے اٹھوانے مین مصروف ہوئے جنگل تمام لاشون سے معمور ہو گیا افراسیاب بقہر و عتاب چرخ مار کر بالائے گنبد نور آیا آکے دیکھا اسد و مہ جبین نہ مارے جلادونکے سر کٹے پڑے ہین گھبرا کر نقب مین پہانڈ دیکھا بیچ مین سے طبقہ ٹوٹا ہوا ہی لاشہ نخل بدبخت پڑا ہی نقب کی عمارتین برباد ہین حالات مصیبت آیات دیکھکر قہر و غضب مین کانپتا ہوا بیرون نقب آیا تمام حاکمان زربند متردد و متوحش ایک مقام پر کھڑے ہین سب کے افسر شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن و ملکہ فیروزہ و دخان سیہ زرد آبیین اشارے کئے کر رہے ہین نیلم کہتا ہی شہنشاہ کی غفلت حد پہونچی سردارون کو یون بیزار کیا سب نامی نامی سرداران طلسم راز دار جا کر شریک مسلمانان ہوئے

قید اسد غازی کا انتظام نہو سکا ہمارے بھائی صاحب شہنشاہ توسن کیلیے منتظم ہین کون کون صاحبین
بھائیصاحب کے سپرد ہین اگر کہین چھوٹ جائین تو طلسم ہوش ربا کی خاک اڑادین شہنشاہ ہوش ربا کی
زندگی دشوار ہو جائے گی کار رفتہ نہ ملے ہر شخص کو رنج و ملال ہو مجھے بھلا چھڑانا تو مشکل ہے اتنا تو کوئی دریافت
کرے کہ ہمارے بھائی صاحب کے زندان مین کون شخص قید ہے قیدی کا کیا نام ہے اسکے قید کرنے سے
کیا کام ہے نہ محافظ ہین نہ نگہبان اتنے بڑے بادشاہ جلیل القدر ہو کر ہفتہ مین خود ایک مرتبہ تشریف لیجاتے ہین
اپنی آنکھون سے قیدیون کو دیکھ آتے ہین مصور جادو تو ایک الو کے پٹھے ہین کہا ای بادشاہ عالیجاہ
وہ کونسے قیدی ہین جو شہنشاہ توسن کے سپرد ہین بادشاہ ملک ہین یا گرد ہین شہنشاہ توسن نے ہنسکر
کہا مرشدزادے اعزاز واکرام تو قیدی کا آپ نے سنا اسکا نام لینا کیونکر مناسب ہے اور آپ بخوبی آگاہ ہین
اسوقت خیال مین نہین ہے آپ ہی بزرگون کی صلاح سے وہ لوگ قید ہوے مگر عرض کرتا ہون مثل
باغبان وغیرہ اگر ہم شہنشاہ سے باغی ہو جائین ایک ہفتہ مین طلسم کا کام تمام کردین مگر شہنشاہ کے راز دار
ہین اس سلطنت ہوش ربا کے ہم خود مالک و مختار ہین کل مہمات ہماری راے سے ہوتے ہین ایک
قید مین طلسم کشا کی ہمنے دخل نہ دیا دیکھئے کیا انجام ہو ملاحظہ کیجے شہنشاہ گنبد نور سے آنے مین
مرود کی خبر لاتے مین یہان تو یہ باتین ہین توسن و نیلم کی باتون پر کل سردار ہنس رہے ہین افراسیاب
پر مضحکہ ہے کوئی کہتا ہے غافل ہے کوئی کہتا ہے بالکل جاہل ہے کوئی کہتا ہے انتظام نہو سکا ایک کہتا ہے اسد کو
عمرو چھڑا لیگیا کچھ نہو سکا ایک کہتا ہے کیا غضب کے عیار ہین آسمان پر اڑ رہے ہین بیہوش کر کے شہنشاہ
کو بھاگے کیا غضب کر گئے لاکھون کی جان گئی کیا قیامت کا ہنگامہ تھا چند کس جو بچگئے یہی عنایت
لات و منات ہے صبح کو یہ نہ سمجھ مین آتا تھا دن ہے کہ رات ہے یہ باتین تھین کہ افراسیاب غصہ مین بھرا ہوا
منہ مین کف بھرا ہوا پیشانی پر شکن دریاے قہر موجزن جیسے ہی قریب آکر پہونچا نیلم و توسن نے براہ
مضحکہ ہنسکر پوچھا کیون شہنشاہ کیا طلسم کشا چھوٹ گیا عمرو کیونکر پہونچا کس نے سراغ لگایا اس راہ کو
کون جانتا ہے عمرو کی کس نے رہبری کی کس سرکش نے خودسری کی افراسیاب نے جو سب کو ہنستے
دیکھا فرط قہر و غضب مین تاج کو کج کر کے مونچھون پر ہاتھ پھیر کہا ای حاکمان دربند طلسم ہوش ربا ای ناظمان
ممالک عجائب دنیا با دولت کسی صاحب کے بھروسے پر سلطنت نہین کرتے ہین اگر آج کہدون تمام کوہ و دشت کو
جلا دون اگر دعوی خدائی کرون مردے کو زندہ و زندہ کو مردہ کر دکھاؤن اگر علوم نیرنگ و شعبدہ پر آجاؤن

فلک ہفت پیکر کے چھکے چھڑاؤن سب صاحب بخوبی واقف ہین چندکس ناواقف ہین اپنے بزرگون سے
سنا ہوگا جس روز بادولت دریاے نیل پر پہونچے لوح طلسم کی تلاش تھی آپ سب صاحب فرماتے تھے
ای شہنشاہ دریاے نیل پر نہ جائیے لوح لینے کے سودے مین نہ پڑیے وہ مقام عجائب وغرائب ہے دریا
قہار وپر مصائب ہے ہر ساحر نے وہان سے کنارا کیا اسکا ڈوبنے والا کبھی نہ ابھرا ایک ایک موج
اسکی گرداب قیامت ایک ایک قطرہ محیط آفت نہنگان دریاے نیل مکار ہیں مچھلیونکی ماہیت سے
کماہی کون آگاہ ہے اس منزل جوش وخروش مین کسکو بیم وراہ ہے حباب بھی آنکھین نکالتا ہے مستغنا ہوکر
قہر وغضب مین مگھور رہا ہی ہر وقت کف لاتا ہی مردم آبی کو ڈراتا ہے مقام خوفناک پرہول کنارے سے کنارا
بہتر خوف تباہی جہاز عمر رواں ہے ہر ایک موج شمشیر بران ہر گرداب حلقہ ماتم گھاٹ اسکا تلوار کا گھاٹ ہے
پاٹ اسکا چادر چرخ نیلی کا پاٹ ہے ہزارہا اسمین جانور آدم خوار زمین وہان کی ناہموار مگر بادولت نے
کچھ خیال نکیا بجوش وخروش پہونچا صاحب لوح تھتھیفیل سر قد وقامت مین دیو کا ہمسر قہقہہ کا مارنا کب
ہنسی تھا سب صاحب فرمائین اسکو کیونکر نکال کر لایا مثل کرپاس کہنہ کے چیر پھاڑ کر پھینکدیا
اسوقت سب صاحب مضحکہ کرتے مین بادولت بہرام فلک سے نہین ڈرتے ہین اگر سرداران خواجہ عمرو
وعیاران نامور بسازش نگہبانان بڑا کام کر گئے ماران نے عمرو کو راہ نقب سے تا گنبد نور پہونچایا اسرار
جادو نے شب بھر مجکو قصص وحکایات مین معروف رکھا کتاب نہ دیکھنے دی ٹہی جستجو کی اب آپ سب
صاحب دیکھین سب باغیون کو چشم زدن مین لاتے ہین دیکھون میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتے ہین
اسوقت آپ سب صاحبونکے موج تبسم نے خنجر بران کا کام کیا اس ہنسنے نے زخم جگر پر نمک چھڑکا ان
کلمات قہر آیات افراسیاب سے بڑے بڑے ساحر جو موجود ہین اور اپنے کو سامری زمان اور جمشید عہد
جانتے ہین ایسے ویسے کے سحر کو کب مانتے ہین غصہ دیکھکر افراسیاب کا کانپنے تھرانے دیکھا حقیقت مین
افراسیاب کی صورت بدل گئی چہرہ سرخ ابروون پر بل آستین تا بمرفق چڑھائے آنکھین جوش قہر وغضب
سے ابل آئین شعلہ جوالہ یا جہنم کا جلا ہوا کندا معلوم ہوتا تھا یہ سنکے کہتے عرف دستک دیکے اطرافون سے
سب کی غائب ہوا سب کے طائر ہوش اڑے حیرت نے پریشان ہوکر بال کھولدیئے ڈوپٹہ منھ پر رکھکر
رونے لگی کہا صاحبو غضب ہوا ایسا غصہ مین کبھی شہنشاہ کو مین نے نہین دیکھا اکیلے گئے ہین مسلمانون مین
عمرو سترہ سو سردار ہین چھوٹون عیار مکار وغدار مین ایسا نہو کہ میرے وارث کو کسی دام مکر مین پھنسائین

آپ لوگوں کا مضحکہ کرنا سخت ناگوار ہوا آج یہ سحر تو آشکار ہوا دیکھتے دیکھتے غائب ہوئے میں نے تو ٹھہر کر بھی جا کر اپنے وارث کی خبر لونگی بڑے وقت میں جا کر شریک ہوں مجھے اپنے راج سہاگ کا ڈر ہے اراکین طلسم ہوش ربا کا بارگاہ عمرو میں گذر ہے میرا وارث تنہا ہے نکلی ہوں نے ایک کہا ہے یہ کہکر آگے آگے حیرت پشت پر اٹھارہ سو تاجدار گرد گرد نکش ساحران یکتا ناظمان دربند طلسم ہوش ربا ساحر بیشمار غول کے غول غٹ کے غٹ چلے آتے ہیں طبقے زمین کے تھراتے ہیں عیار نچھون کو حیرت نے اشارہ کیا کہ ای کمبختو ذرا بڑھکر خبر لو پوچھو وہاں گذرے دمبدم کی کیفیت سناؤ یہ سنکر صرصر و صبا رفتار و شمیمہ لعبت زن و شرارہ سنگ انداز و شاہین چنگل کش و صنوبر بدلکر شکل باد صرصر کے چلا گئیں وہ کلمہ

فلک عمرو کے سنیے ساقی نامہ
ای روز الست کے شرابی
دے جام ابھی سلامتی کا
ای میری دعا کے لینے والے
ملوا دے دختر عنب سے
نظروں ہی میں دیکھکر چلی جاؤں
بھر جائے خوشی سے شیشۂ دل

ساقی ہے کدھر شراب لائے
لا تا اک پھول کی گلابی
مرمر کے خزان کے دن گذارے
کر ڈال پری مرے حوالے
دل میں مرے وہ شباب آجائے
مرنے سے نجات جی جاؤں
آنکھوں میں بٹھین جو لائی ڈورے

دن فصل بہار کے پھر آئے
سودا ہے یہ ہنسی خوشی کا
پھولا نخل مراد بار سے
دل ہو مرا ڈال ڈال کب سے
اس دور میں آفتاب آجائے
اڑے جو دم وہ رشک محفل
پھر جائیں لٹے میں کالے ڈورے

سلیمان ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سرپر گردون سریر شہنشاہ با توقیر صاحب قہر و خشم ملکہ مہرخ سحر چشم شب بھر مسلح کمل آمادۂ مرگ مہیائے قضا زندگی سے بیزار مجبور و ناچار حیران و پریشان متردد و متوحش کبھی بارگاہ میں کبھی بیرون بارگاہ گردش سیارگان بدنگاہ جوں جوں رات گھٹتی ہے غم و الم بڑھتا ہے اہالیان لشکر کمریں باندھے ہوئے اپنے اپنے بستر پر ملول و مکدر گوش بر آواز کہ مالک ہمارا حکم دے اگر دریائے آتش ہو پھاند چلیں مرنے پڑیں ناگاہ گریبان سحر چاک ہوا ملکہ مہرخ سحر چشم گھبرا کر بیرون بارگاہ آئیں کہا لو یارو سحر ہو گئی ہم سب کی صبح ہولی کوئی عیار پلٹ کر نہ آیا کچھ حال شہر نا پرسان نہ سنایا جان دینے کا بھی وقت آیا برائے خدا یارو بڑھکر دیکھو شہر نا پرسان کا کیا رنگ ہے خدا نخواستہ طلسم کشا کو قتل تو نہیں کیا اگر گنبد نور سے اتارنے کا قصد ہوا ہو تو جلد لا کر خبر دو میں جا کر جان دوں افسوس صد افسوس کیا لاشہ ہمارے افسر کا اکیلا رہیگا وہ جب تو یہ تھا کہ بیچ میں تیا وا سالار کر دو اہالیان قافلہ

دیکھنے والے دیکھیں ملازم نکوکار لجد رسنے کے بھی اپنے آقا کے ہمراہ ہین اہل مین ہوا خواہ ہین قریب تھا کہ لوگ خبر کے واسطے دوڑین آسمان پر برقین چمکین باغبان قدرت بصد صولت خوش انداز خوش رو ملکہ بہار جادو و ملکہ سرخ موے کا کلکشا وغیرہ بارہ سردار عیارون کو اپنے پنجۂ توی مین تھامے ہوے ایک ساحرۂ ضعیفہ کو باغبان قدرت اپنے دوش پہ ڈالے اس رنگ سے آکر زمین پر اترے ملکہ مہرخ نے بیقرار ہو کر آواز دی یارو براے خدا کچھ خبر بھی سناؤ دل کو مجھ سوختہ بخت کے تسکین دو دل باغبان قدرت نے اتنا جواب دیا اے ملکۂ عالم خیریت ہے بیان کرتے ہین جس ساحرہ کو مین لایا ہون اسکو افراسیاب باغ سیب سے گرفتار کرکے لایا تھا ہوشیار کرون تو مفصل حال یہ بیان کرے یہ کہنے عیارون کو روے ہوا سے گرتے دیکھا فوراً سنبھال لیا ملکہ بہار جادو نے اور باغبان قدرت نے ملکہ اسرار جادو کا سحر اُتارا یہ رازدار ملکہ اسرار بیہوش تھی جسوقت افراسیاب اسکو لیکر باغ سیب سے چلا تھا ایسا سحر بھیجا اسنے کیا تھا کہ تمام جسم مین آبلے پڑ گئے تھے آنکھون سے بالکل نہ سوجھتا تھا اب جو بہار و باغبان نے پھول برسائے گل مراد حاصل ہوا چہرۂ انور اسلام سے مثل ماہ کامل ہوا آنکھ کھولکر اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو دیکھا ملکہ مہرخ انتشار مین خبر فرحت اثر کے انتظار مین جملہ سرداران نامی سالاران گرامی کو اپنے گرد حلقہ زن پایا چہار جانب ہجوم سیارگان بیچ مین ملکہ مہرخ مثل ماہ تابان اسرار جادو اب سمجھی کہ مین بارگاہ گردون پناہ اہل اسلام مین پہونچی خوشی خوشی اٹھکر بادشاہ جمجاہ کو سلام کیا ملکہ اسرار جادو نہایت بلیغ و فصیح ہر چند کہ سن زیادہ تھا مگر حسن ملیح شیرین کلام نیک انجام بعد سلام ہاتھ اٹھا کر صفت ملکہ مہرخ مین بفصاحت یہ چند شعر پڑھے نظم

شاہا ترے گدا کا ہے مشہور احتشام	شاہان سرفراز سب اسکے ہین بارے نام
ہو اسپ پر سوار کرے عزم جنگ اگر	میدان کارزار مین ادنے ترا غلام
جولان کرے جدھر کو رہے سطرف نہ خاک	اڑ جلے خاک آدھر کو جدھر کو پھرے لگام
پامال اسقدر ہو کہ معلوم بھی نہ ہون +	افراسیاب کون ہے رستم ہے یا ن کدام
شمشیر اسکی خرمن اعدا کو ہے جو برق	آوے گر اسکے ہاتھ مین یک لخطہ بے نیام
لیجاوے اور ٹک صف اعدا کی اور کو	بے سر ہین پھر تو مد نظر یک قلم تمام

آپ کے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کو کسکے منھ مین زبان ہے جو بیان کرسکے مداحین حضور کی

یہ چند اشعار آبدار عرض کرنا واجب ولازم ہے اشعار

نوشیروان پہ عدل کا گویا ہے اتہام	دنیا ہے تیرے عدل مین او عادل زمان	ادو وہ کہ تیرے عدل کی نسبت نجات عالم
کیا کیا ہے خوبیون سے کیا حق نے تجکو خلق	ابنائے روزگار کے ہے فخر و احترام	زخم جگر کو سود کہ الماس الیتام
یا مین تری شجاعت و ہمت سے اب کلام	تیرا ہی بار حلم ہے ایصاحب وقار	مذکور حلم کا مین کرون یا بیان خلق
		کشتی خاکدان کا جو پانی پہ ہے قیام

دعا و یار سرداران بارگاہ اسلام سے بغلگیر ہوئی ملکہ مہرخ نے فرمایا ای ملکہ اسرار برائے پروردگار
جلد کچھ حال خیریت مآل طلسم کشا و خواجہ عمرو بیان کرو کہ قلب ناصبور کو گونہ تسکین ہو اسرار جادو نے
کہا ای شہنشاہ انجم سپاہ پروردگار عالم دمبدم اقبال کو ترقی عطا فرمائے روز سیاہ دشمنان تیرہ بخت
کو دکھائے خواجہ افسیح و سالم ہین کنیز حضور صف شکن ملکہ یاران زمین کن راہ نقب سے انکو
ہمراہ لیکر پھر گنبد نور گئی ہے مین برائے کارگزاری باغ سیب مین پاس افراسیاب کے رہی
رات بھر اس تیرہ بخت کو کتاب سامری نہین دیکھنے دی ایک افتاد پڑی کہ نخل بدعت کو شاید
خواجہ یا ماران نے قتل کیا پس افراسیاب خانہ خراب آگاہ ہو گیا مجھپر بھی یہ بلا نازل ہوئی
تھی خواجہ کو سمجھا دیا تھا کہ جہانتک ممکن ہو تو نقب کے دوسا خشبان مین انکو زندہ گرفتار کرنا
انکے خون سے ہاتھ نہ بھرنا مگر نخل بدعت نہایت ہوشیار مکار غدار تھا عقل سے دریافت ہوتا
ہے کہ اُسنے ضرور خواجہ عمرو کو پہچانا ہوگا وہی اُسکی موت کا بہانہ ہوا اب نہین معلوم پھر خواجہ عمرو پر
کیا گذری مگر آگے بڑھکر خبر دریافت کرنا واجب ولازم ہے اگر طلسم کشا کو قبضہ مین کرلیا تو کیا
سبب ہوا کہ ابھی تک تشریف نہین لائے خیر خواہان دولت کی کیونکر طبیعت گھبرائے یہ کیفیت
بگوش ہوش عیاران نامی سن رہے تھے بہ تعجیل بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر برق وچالاک و
جانسوز و ضرغام و قران بیرون بارگاہ آکے باغبان وبہار نے کہا ای عیاران طرار ہمارا بھی
ساتھ چلنا ضرور ہے اسوقت مین تامل و تساہل سراسر عقل کا قصور ہے سب سرزار آمادہ ہوئے کہ ہم سب
جاتے ہین خبر لاتے ہین ایسا نہو کہ نقب سے نکلتے نکلتے ملازمان افراسیاب گھیر لین از شہزادہ بدیع الزمان
تا کوہ بلور فوجین فروکش ہین خیر خواہان طلسم ہوش ربا سرکش ہین مہرخ کو بھی تاب نہ آئی کہا جو
ہین سب مین نامرد ہون کہ مرغ زرین بنی بیٹھی ہون شب بھر سر دھنا کی آتش رنج و مصیبت مین بھنا کی
سب سرداران جان نثار بیقرار ہین چلنے پر تیار ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی مگر پچان و خرد و شان غبار الم سے

دونوں پر سے تھے اُسی جانب سب دیکھنے لگے بسان ابر رحمت یا آیۂ فرحت وہ گرد شق ہوئی سب نے دیکھا
آفتاب درخشان آسمان عیاری بیر تابان برج خنجر گزاری مثل باد صرصر اُڑے ہوئے آتے ہیں ایک جانب
ملکہ باران زمین کن مگر رنگ رو متغیر سب سردار بے اختیار آگے بڑھکر پکار اُٹھے شعر

ای پیک راستان خبر یار ما بگو * احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو * دیگر از کجا میرسی ای ہُدہُد فرخندہ قدم
باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم * خواجہ برائے خدا زبان معجز بیان سے خبر فرحت اثر سناؤ ایسا نہو ہم
مشتاقوں کی روحیں پھڑک کر جسم خاکی سے نکل جائیں خواجہ عمرو نے آواز دی اے سرداران نامی و جان
نثاران گرامی رب اکبر صانع بیچون نے فضل اپنا شریک حال کیا دور دل کا غم و ملال کیا اسد غازی و
ملکہ مہ جبین کو گنبد نور سے جا کر بخیر و خوبی لایا مالک بے نیاز نے یہ روز سعید دکھایا باغبان قدرت
یہ مژدہ جان بخش سنکر مثل گل شگفتہ ہوا بہار جادو خوشی سے پھولے نہیں سماتی تھی دوڑ کر خواجہ عمرو بن
امیہ نامدار کو گود میں اُٹھا لیا یاران سے ایک ایک بخوشی بغلگیر ہوتا تھا اس عظم و شان سے خواجہ
عمرو کو لیکر بارگاہ فلک اشتباہ میں آئے ملکہ مہرخ بخوشی تخت پر سرداران ذیشان و جان نثاران
کرسیوں پر متمکن پانچوں عیار سامنے حاضر ہیں سب باشتیاق خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی جانب
دیکھ رہے ہیں مصرع چون گوش روزہ دار بر اللہ اکبر است * اب خواجہ کرسی پر جلوہ فرما ہیں مگر خاموش
حیرت کا جوش ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ برائے خدا کچھ بیان کرو زنبیل سے اسد و مہ جبین کو نکالو آنکھیں
مشتاق ہیں چند ساعتیں بھی شاق ہیں دیدار فرحت آثار سے دیدہ و دل منور ہوں یہ سنکر خواجہ نے
منہ بنایا کہا صاحبو یہ تو بیشک ہے گنبد نور سے انکو اُتار لایا مگر وہ دونوں میرے پاس نہیں ہیں میں دو چار
دن میں تدبیر کرکے لے آؤنگا ہفتہ عشرہ میں تم سے ملا دونگا ملکہ بہار نے گھبرا کر کہا خواجہ کیا راہ میں افراسیاب
ملگیا اُسنے چھین لیا جلد فرمائیے اسکا نام تو بتائیے ہم تو افراسیاب سے مقابلے کو موجود ہیں اور کسی کی
کیا حقیقت ہے عمرو نے کہا صاحب جہان اسد و مہ جبین ہیں وہاں لڑائی کا کام نہیں ہے اس مقام
پر فرشتوں کے پر جلتے ہیں ملکہ بہار نے کہا کیا کوئی افراسیاب سے بھی زیادہ ہے عمرو نے کہا سنو
ساکھ بڑی چیز ہے لین دین میں زور نہیں چلتا میں مہاجن کا قرضدار تھا مقدمہ رہائی اسد غازی میں
اُسسے قرض لیا تھا صرف کیا وہ مال میں چھپا کر رہا جب میں نقب سے نکالا اُسنے قیدی مجھ سے چھین لیے
ہیں کیا عذر کرتا یہ سنکر باغبان قدرت ہنسا کہا خواجہ ہم سب قرضہ ادا کرنے کو حاضر ہیں

عمرو نے کہا صاحب سنو صاف یہ ہی روپے کا کام زبان سے نہیں نکلتا جن صاحب سے جو کچھ ہوسکے مجھے کسی سے انکار نہیں ہی موافق اپنی اپنی حقیقت کے سب صاحب دین اپنے افسر کو رہا کرین ورنہ وہ صاحب بڑا ظالم ہی نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا یہ کہکر ایک بڑا سا چادرہ زنبیل سے نکالا عین بارگاہ مین بچھا دیا اور فرمایا ہان بسم اللہ سب صاحب رکھین یہ تو مجکو یقین ہی کہ آخر مجکو تمسک لکھنا ہوگا رفتہ رفتہ ادا کرتا رہونگا مگر سود کو پہونچ جائے روپیہ بڑھنے نہ پائے وہ قرضہ اسقدر ہی کہ جسکا سود بھی پہونچانا دشوار ہی اُسکا بانی حمزہ نامدار ہی آنکی دختر بلنداختر زبیدہ شیرگیر میرا فرزند کرب والا تدبیر وہ شادی جسمین تمام شاہان عالم کا مجمع تھا محفل نہ تھی گویا مرقع تھا آقائے نامدار نے وعدہ سب کچھ کیا تھا مگر ابھی تک ایک حبہ بھی نہین دیا بعد چوتھی سب سے وعدہ تھا پھر قرضہ کیونکر ادا ہوتا ایک ایک پیسہ ادا کرتے ہین سود بھرتے ہین اب یہان تم سب صاحبون کے جروسے پر لیکر خرچ کیا مگر شکایت حکایت بیکار ہی جو جس سے ہوسکے وہ اسوقت مین کمی نہ کرے اُس جا پر اشرفیون کے توڑے گرنے لگے خواجہ خوشی خوشی مال اُٹھاتے جاتے ہین باتین بناتے جاتے ہین یہ ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ ابھی خواجہ عمرو نے شاہزادہ اسد و ملکہ مہ جبین کو زنبیل سے نہین نکالا روپیہ پیسہ زیور سردار دیئے جاتے ہین وہ داخل زنبیل ہورہا ہی یہ بھی فرماتے ہین کہ مجھے کسی صاحب سے انکار نہین یہ مقدمہ فیض دیتا ہی جو کوئی ایک دیگا دس پائیگا یہ فیض ضائع نجائیگا علاوہ قرضداروں کے غربا و مساکین در دولت پر شب کو منہ چھپا کے آتے ہین انکو دیا جاتا ہی ہر شخص فیض پاتا ہی خانۂ کعبہ مین ہزار ہا روپیہ روانہ کرتا ہون جناب خواجہ عبد المطلب والد نامدار صاحبقران مستحق کو نہین پہونچاتے ہین وہ غربا مجکو عرضیان تحریر کرتے ہین دوبارہ بھیجدیتا ہون سب اہل دربار خوش خرم ہین ہنسی قہقہے چہچہے ہورہے ہین خواجہ عمرو کا بھی دماغ تر ہی تحصیل پر آمادہ ہین تمام اہالیان لشکر ظفر اثر مشتاق دیدار فرحت آثار اسد نامدار ہین مگر خواجہ یہی فرماتے ہین کہ آج کوئی متنفس لشکر مین باقی نہ رہے کچھ خوش کرنے کو سردارون کے گوئے یہ چند اشعار گاتے ہین اہالیان محفل کو بھاتے ہین

اشعار

بوسہ لون چشم مست کا وقت خمار ہی
پستان یار کا بھی قیامت ابھار ہی

ساغر چڑھاؤن نشۂ مے کا اُتار ہو
گویا نہال قد ثمر میوہ دار ہے

دل اپنا بلبلِ چمن روے یار ہی — یہ باغ وہ ہی جسمین ہمیشہ بہار رہی
سر سبز خط سے کیا چمن روے یار ہی — ہی طرفہ ماجرا کہ خزاں ان مین بہار ہی
جلتے ہین بعد مرگ بھی تھکرا کے قبر کو — ہم خاک مین ملے اُنھین ابتک غبار ہی
اے گریۂ چشم تر کی حفاظت ضرور ہی — یہ کاسۂ گدائی دیدار یار ہے
نیرنگ دہر سے نہین حیرت زدون کو ڈر — تصویر کے چمن مین ہمیشہ بہار رہے
نیرنگِ عشق دل مین کھلاتا ہی گل نئے — اپنے چمن مین سیرِ طلسم بہار رہے

اسوقت محفل مین عجب فرحت و انبساط ہی جلسۂ عیش و نشاط ہی مگر انقلاب فلک کجرفتار گردون غدار مشہور ہی ایک دم مین رنگ تازہ دکھلاتا ہی ہنستے کو رُلاتا ہی شب کو چمن گل کھلا صبح کو جھونکے سے ہواے گرم کے مرجھایا اس دار ناپائدار مین کبر و نخوت بیجا ہی انسان ضعیف البنیان خاک کا پتلہ ہی جہان فانی کیا لائق سکونت ہی حقیقت مین مقام عبرت ہی جمشید نے جام بنایا انجام کیا ہوا سکندر کا بھی حال پُر ملال آئینہ ہی تمام حیرت کہان صاحب آئینہ ہی دودن کیواسطے تاج و تخت ہی شاہ و گدا کو درپیش منزل سخت ہی ہر دم دم کا شمار ہی رنج و راحت بالکل بیکار ہی صاحبان جاہ و حشم کہان ہین ملول و غمگین ہر وہ خاک مین پنہان ہین یہ فلک شعبدہ پرداز اژدہا ہر گردش مین ہی جسکو عیش مین دیکھون اُسکو رنج دون ہی کوشش ہی گردش فلکی تخم مصیبت بوتی ہی گل ہنستے مین شبنم اُنکے حال پر روتی ہی لالے نے رنگ یا قوتی پایا فوراً داغ کا دھبا لگا عندلیبان خوش نوا فصل بہار کے مشتاق رہتے ہین پھول کر شاخ گل پر بیٹھنا نصیب ہوا چشم زدن مین مصیبت باغبان سہتے ہین شب کو معشوق گلعذار سے وصلت سحر کو صدمۂ فرقت ہر ساعت دنیا مین رنج و الم شادی و غم توام ہین دیکھین انجام کیا ہوگا خوب ثابت ہی جو ذیحیات ہی ضرور فنا ہوگا اشعار

ہر شخص کو ایک دن ہی مرنا — بوڑھا ہو طفل ہو کہ برنا — مٹی مین ملین گی صورتین سب
مٹنے کو بنی ہین صورتین سب — جانے کے لیے ہی سبکا آنا — گذراؤن مین اسقدر زمانا
کیا زور امانتِ خدا مین — کیا دخل مشیتِ خدا مین — اک نقش برآب ہی یہ دنیا
ہشیار ہو خواب ہی یہ دنیا — فرصت نہین منہ سے بولنے کی — مہلت نہین آنکھ کھولنے کی
ٹھیرا نہ سکا وہ جسکی آئی — بیٹا ہو باپ ہو کہ بھائی — بندہ بندہ خدا خدا ہی

جو حکم وہ دے وہی بجا ہے
نابود اور لفظ بود ہے ایک
آغوش لحد مین اسکی جا ہے
سبکے لیے اک یہی سبق ہے
اچھون کو قضا بھی چاہتی ہے
جھنکار اپھر نہین کہین پر
کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا دان
موقوف اک آدمی پہ کیا ہے
دو روز کا ہے فقط پس و پیش
کس کس کو موت نے نہ لوٹا
کھند کھند کے گرے بنے ہزارون
جو آیا سفر کریگا اک دن
آتے جاتے ہین سلسلے وار
آئے تو خدا کی مہربانی
برباد ہوے ہزار ہا گھر
کس جا پہ نہین گذر ہے اسکا
جب وہ نہ رہے تو کوئی کیا ہے
ڈھارس کو نہین یہ ذکر تھوڑا
باقی ہر چیز کو فنا ہے

بد ہو یا نیک نحس یا سعد
سبکا عدم و وجود ہے ایک
ہو زیست اگر بصورت نوح
مرنا برحق ہے موت حق ہے
وعدہ جب ہو گیا برابر
آ پہونچیگی موت بس وہین پر
پہرا دیتے تھے انس اور جن
ہر چیز کے واسطے فنا ہے
یہ جو ہے سات دن کا ہفتہ
کیسا تھا ساتھ جو نہ چھوٹا
تکیہ مین بسترا ہے سب کا
جیتا ہے جو مرے گا اک دن
اس دم کا اعتبار کیا ہے
جائے تو وداع زندگانی
کس دل کو دیے نہ داغ اسنے
داغا ہوا ہر جگر ہے اسکا
محبوب خدا ہی ہمارے
انکو بھی تو موت نے نہ چھوڑا
تلخی ہے صبر کی بہ از قند

پہلے کوئی جائیگا کوئی بعد
جو مان کی کنار مین رہا ہے
اک دن نکلیگی جسم سے روح
یہ بات مگر سمجھنے کی ہے
گھر ہو کہ سفر ہو بحر یا بر
جس گھر مین تھے حضرت سلیمان
پہونچی یہ موت وان بھی لیکن
سبکے لیے یہ سفر ہے درپیش
سب جائینگے اسمین رفتہ رفتہ
رشتے ناتے کٹے ہزارون
مرقدون مین گھر بنا ہے سب کا
آگے پیچھے یونہین لگاتار
اس سانس پہ اختیار کیا ہے
اس موت سے کون بچا مگر
گل لاکھون کیے چراغ اسنے
جنکے لیے یہ جہان بنا ہے
کیسے اللہ کے تھے پیارے
اک اسکی ذات کو بقا ہے
اللہ ہے صابرون سے خرسند

جب کوئی خوشی ہو تو خوف کرے فلک کی گردش سے ڈرے کہ سامنا رنج و غم کا ہوتا ہے ہنسنے کے بعد آنسوون سے منہ دھوتا ہے وہ سامنا اسوقت اہل اسلام کو ہے کہ خواجہ عمرو بارگاہ مین جلوہ فرما ہین سردارون سے ہنس ہنس کر زر و جواہر لے رہے ہین دربار مین چہل پہل لشکر مین خوشی کا ہنگامہ اسد غازی و ملکہ مہ جبین ہنوز زنبیل مین نقد حیات جوانی

عمرو کی تحویل مین کر یکایک ایک نعرہ کوہ شگاف کی آواز آئی زمین تھرائی اہالیان لشکر نے دیکھا
کہ عین دربارگاہ مہرخ پر افراسیاب بصد قہر وغضب زمین سے پیدا ہوا پہلے پردہ اٹھا کر اندر
بارگاہ کے گیا سب کو عیش وراحت مین مصروف دیکھا للکارا او نمکحرامو او راہی سار بان زادے
تین روپیہ کے پیادے بڑا صدمہ بادولت کو دیا دیکھو تو کیا رنگ دکھاتا ہون نمکحرامی کا آج
مزا چکھاتا ہون ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت و سمار قدرت وغیرہ نے چاہا اٹھکر بھاگین
یا افراسیاب پر سحر کرین عیارون نے بھی قصد کیا کہ حلقہ ہاے کمند مارین مگر کر نقش زمین نہین
عمرو نے بھی ہنچہ ٹیکا کہ جست کر کے نکلجاؤن یا گلیم اوڑھ لون مگر افراسیاب نے اس جلدی مین سحر
کیا کہ کوئی سردار ہاتھ مین حربہ سحر کا نہ اٹھا سکا پہلے تو ایک دستک دی سب سردارون کی آنکھون
مین اندھیرا آگیا سنکے ڈھل گئے معلوم ہوتا تھا کہ مردے بیٹھے ہین کسی کے قالب مین جان نہین
عمرو مع کل عیار چالاک و برق وغیرہ زمین مین پڑے ہین ہچکی لگی ہے دم توڑ رہے ہین نہ ہاتھ
پانون مین طاقت نہ آنکھون مین بصارت افراسیاب خانہ خراب یہ حرکت کر کے بارگاہ سے بقہر
وغضب تمام باہر آیا پردہ چھوڑ دیا اہالیان لشکر کا عجیب حال چہرون پہ ہوائیان اپنے اپنے
مقام پر خاموش دریاے حیرت وغیرت کا جوش افراسیاب بارگاہ کے کل سردارون کو بیکار کر کے
باہر نکلا ہی کہ طرف سے شہزادہ پرسان کے ملکہ حیرت جادو مع اٹھارہ سو تاجدار ساحران بد کردار کے
جو قبا قب مین چیل بھی روا روی کر کے آ پہونچی سب نے دور سے دیکھا کہ افراسیاب دربارگاہ
مسلمانان پر کھڑا ہی جیسے ہی سب کو آتے دیکھا نعرہ کوہ شگاف کر کے غرق زمین ہوا شہنشاہ تو سن
و شہنشاہ نیلم وغیرہ وہان سے آوازین دینے لگے کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ سب خیرخواہان دولت
آ پہونچے آخر ہم کس دن کے واسطے ہین ذرا تامل فرمایئے ٹھہر جایئے دیکھے تو ہم کیا کرتے ہین افراسیاب
نے جواب بھی نہ دیا ان سبکے سامنے غرق زمین ہوا نیلم وغیرہ نے دیکھا کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ بارگاہ
مسلمانان تھرائی زمین سے چہار طرف بارگاہ کے دھوان نکلا وہ بارگاہ کہ جسکے اندر سترہ سو
سرداران نامی و نام آور جان وروح لشکر ظفر اثر جمع ہین اسکے گرد کا طبقہ بھرایا اب بادشاہ نیلم
و توسن جادو وغیرہ حیران ہین کہ یہ کیا شعبدہ ہے دھوان کیسا چہار طرف سے بارگاہ کے
نکل رہا ہے ان باتون کو تمام نہ کرنے پاے تھے کہ اندر سے زمین کے نعرہ ہوا منم شہنشاہ

طلسم ہوش ربا اب طبقے کا طبقہ زمین کا ابھرا افراسیاب بقہر و عتاب دونون ہاتھون سے کل
طبقے کو مع بارگاہ لیے ہوے ابھرا مگر حال یہ ہی کہ تاج سر پر کج آنکھین ابلی ہوئین معلوم ہوتا ہی
حدقۂ چشم سے نکل جائین گی بند قبا ٹوٹے ہوے زرہ کی کڑیان شکست نعلین پارہ پارہ اس حال
پر ملال سے یہ کوہ عظیم الشان اٹھائے ہوے منہ سے کف جاری قدم کو لغزش مگر عظمت و شان
دکھانے کی کوشش قدم بڑھاتا ہوا آتا ہی ہر قدم پر ٹھہرتا ہی نیلم و قوس وغیرہ و کل ناظمان و زبدہ
طلسم ہوش ربا کے ہوش پران ہین غول کے غول اس تماشے کو دیکھکر یا سامری یا جمشید کہتے تھے
غل مچا رہے تھے افراسیاب پانچ قدم پر آکر وہ بار عظیم ہاتھون پر لیکر ٹھہر گیا پکار کر آواز دی ای
سرداران شعبدہ باز و ای ساحران نیرنگ ساز تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ اس بار عظیم الشانکو
ہاتھون پر اٹھائے تا بہ شہر ناپرسان پہونچائے سب نے فریاد کی کہ ای شاہنشاہ گردون بارگاہ
تو شاہنشاہ طلسم ہوش ربا ہی اس طلسم کی سلطنت کے تو ہی لائق ہی سحر و قوت و طاقت مین سامری
و جمشید پہ فائق ہی ہم مین کسی کی یہ لیاقت نہین کہ اس بار کو سر پر اٹھائے یا تا بہ شہر ناپرسان لیجائے
افراسیاب بصد پیچ و تاب اس بار کو لیے جھوم رہا ہی پھر غصہ مین آواز دی یار و دس سکے
سنبھالو تم لوگ ابد دولت پر ضحکہ کرتے تھے قوت و طاقت و اختیار ابد دولت کا دیکھو چشم زدن
مین آیا بارگاہ مین بیک چشم زدن کل کو بیہوش کر دیا ہی مین سترہ سو سردار مین چھوٹون عیار ہین
اب ان سب کو اسی طرح تا بہ شہر ناپرسان لیجاؤنگا آج ان سرکشون کو خاک مین ملاؤنگا کوئی
سوال کا افراسیاب کے جواب نہین دیتا تھا ہر ساحر کے جسم مین تھرتھری مگر ملکہ حیرت جادو
نے جو اپنے وارث کو اس حال مین دیکھا کہ طبقے کا طبقہ ہاتھون پر اٹھائے ہوے کھڑا ہی آنکھون سے
قطرے خون کے ٹپک رہے ہین استخوان لرزنے کی صدا قریب ہی کہ نیشان فتق ہو جائین سر
پیٹنے لگی چلائی ای شاہنشاہ یہ کنیز آکر شریک ہوتی ہی افراسیاب نے اشارے سے منع کیا ای
خاتون محل خبردار زیر طبقۂ بارگاہ آنے کا ارادہ نہ کرنا ملکہ حیرت جادو نے آواز دی ای شہنشاہ
مین کیونکر مانون میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہی ایسا نہو کہ تمھین تحمل پڑین یا دشمنون کے ہاتھ پاؤن
بیکار ہو جائین واسطہ سامری و جمشید کا کچھ جلد تدبیر کیجے افراسیاب اپنا کمال دکھا رہا ہی دل مین
گھبرا رہا ہی قوت سلب ہوئی جاتی ہی پسلیون کے کڑکنے کی آواز آتی ہی افراسیاب بڑا صاحب اختیار تھا

ان کلمات حیرت آیات کو سنکر ولیمن سوچا کہ حقیقت مین اِس بارگران کو لیکر تابہ شہر ناپرسان ہرگز نجا سکونگا ایسا نہو کہ کسی طرح کی ذلت ہو بڑے بڑے نامی نامان دربند موجود ہین یہ سب بڑے مردود ہین پھر مضحکہ کرینگے دم نیرنگ بازی کا بھرینگے یہ سوچکر شل ابر کے گرجا نعرہ کوہ شگاف کیا آواز دی ای غلامان سامری جلد حاضر ہو مابدولت کو بڑی ضرورت ہی نیلم وغیرہ نے دیکھا کہ کلمہ افراسیاب کا ہنوز ناتمام تھا کہ زمین سے دھوان نکلا شعلے بھڑکے آواز آئی ای شہنشاہ حاضر غلامانِ ذلیل کل امورات مین سرکار کے کفیل ہین اب سبنے دیکھا کہ چار پتلے قوی تن قوی من زنگی بچے معلوم ہوتے ہین زمین سے نکلے افراسیاب نے اشارہ کیا چارون نے چارون کونون پر اُس طبقے کے اپنے سر لگا دیے اُس بارگران کو اپنے سر پہ لیا افراسیاب نے کہا اب مابدولت چھوڑتے ہین اُن جوانون نے آواز دی بحکم سامری سرکار الگ ہو جائین غلام بخوبی لیکر چلینگے مقام شرم و تعجب ہی سرکار سا اتنا بڑا بار اُٹھائین چار غلام اُٹھانے مین تامل کرین اب افراسیاب نے اُس بارِ عظیم کو اُنپر چھوڑ آپ جھومتا ہوا نکلا جب سرحد طبقہ سے باہر آیا حیرت لپٹ کر رونے لگی کل سردارون نے دور کرہا تحرجم لیے قدمون کو بوسے دیے کہا ای شہنشاہ گردون بارگاہ تو ہی سلطنت طلسم ہوش ربا کے لائق ہی کل شاہان ہفت اقلیم پر سحر و قوت مین فائق ہی اٹھارہ سو تاجدارون نے افراسیاب جادو کو گھیر لیا حیرت دامن سے لپٹی ہوئی ہجوم عام بجا ہی از مقام لشکر مسلمانان تابہ شہر ناپرسان تل رکھنے کی جگہ نہین ہی آدمیون سے معمور زمین ہی پشت پر وہ چارون غلامان سامری طبقۂ بارگاہ مسلمانان لیے ہوے آتے ہین اب یہ قصہ نگاہ ناظرین سے

دو کلمہ داستان ندرت بیان صاحب جرأت و تدبیر شہنشاہ آسمان جاہ کوکب روشنضمیر بیان ہوتے ہین

اس شب کو یہ شہنشاہ خیرخواہ مسلمانان شب بھر صفائی قلب سے مرأت واقعہ دیکھا کیا خواجہ عمرو کا جانا اسرار جادو کا افراسیاب کو بہلانا پھر آفت گذشتہ برپا ہونا ملکہ اُسوقت کوکب نے قصہ کیا تھا کہ جاؤن جسوقت خواجہ نے نقب مین نخل بدعت کو مارا تھا اور افراسیاب غصہ مین چھپٹا تھا مگر فوراً کوکب پر آئینہ مین آئینہ ہوا کہ خواجہ عمرو نے مہ وشمہ جبین کو زنبیل مین رکھ لیا اور نقب سے نکل گئے اُسوقت کوکب نے آئینہ کو ہاتھ سے

نکلا غبار دل سنایا ہنستا ہوا قصر مرآت سے نکلا اُسوقت خورشید روشن رائے نے پوچھا حضور
خیر تو ہی کوکب روشنضمیر نے ہنسکر کہا میان افراسیاب کی قلعی کھل گئی کیا عمرو کی صنعت کردن
ماشاءاللہ کس زور و شور سے ساتھ ماران زمین کن کے نقب کو طی کیا اسد و مہ جبین
کو زنبیل مین رکھلیا ای خورشید روشن رائے طائران سحر کو روانہ کرو جلد خبر لشکر کو بہم جبتک
امورات دفع ضرورت مین مصروف ہوتے ہین اور ملکہ بران شمشیر زن کو باغ نگارین مین
خبر دو کہ نور نظر تردد دل مین نہ کرو خوشی کا سامان مہیا ہو خواجہ عمرو نامدار نے بصد کر و فسر
بحسن تدبیر قید سے اسد غازی کو رہا کرلیا یہان تک مین دیکھ چکا کہ خواجہ عمرو اپنے
لشکر ظفر اثر مین بخیر و خوبی پہونچ گئے کوکب روشنضمیر یہ کہکر ہاتھ منھ دھونے مین مصروف
ہوا خدمتگاران کارگزار حاضر ہوے خورشید روشن رائے نے دو طائر بھیجے ایک سمت لشکر
ظفر اثر خواجہ عمرو و دیگر بخدمت ملکہ بران اول ذکر ملکہ بران شمشیر زن واجب و لازم ہی
اُنکو بھی شب بھر باغ مین تڑپتے گذری لشکر تیار خود آمادہ حرب و پیکار باغ مین ٹہل رہی ہی
گرد تمام شاہزادیان صبح کو رنگ رونق چہرے سے ظاہر قلق حکم کی اپنے باپ کے منتظر ہی
کہ اب وقت قتل اسد آگیا ہمکو جاکر شریک ہونا مناسب ہی افراسیاب بربادی مسلمانان
کا طالب ہی یکایک آسمان سے طائر آکر پہونچا نامہ اُسکے گلے مین بندھا ہوا ملکہ بران نے
نامہ لیکر مضمون پڑھا ہنس پڑی مثل گل کے شگفتہ ہوگئی کہا لو صاحبو خواجہ نے طلسم کشا
کو چھڑالیا افراسیاب خانہ خراب کو داغ دیا نعرہ اے مبارکباد بلند ہوئی ملکہ بران نے
کہا اب سب ملکر لشکر مین خواجہ عمرو کے چلینگے آج سریر جہانبانی پر جلوس ملکہ مہ جبین
الماس پوش ہوگا بجز عیش و عشرت کا جوش ہوگا یہان تو یہ ذکر ملکہ بران شمشیر زن
کو جلسہ عیش مین جانے کی فکر لباس فاخرہ نکلنے لگے سب سردار کپڑے بدلنے لگے
گروہ طائر جو برائے تہنیت خواجہ عمرو بن امیہ ضمری گیا تھا جو حال مصیبت مآل تحریر
کر چکا ہون اُسکو دیکھکر چشم زدن مین پتلی کوکب تخت پر آکر جلوہ فرما ہوا ہی جواہرات
کی کشتیان بکھلوانے کا حکم دیا ہی کہ وہ طائر آکر پہونچا کہا ای شاہنشاہ غضب ہوگیا افراسیاب
جادو کل سرداران کو مع طبقہ بارگاہ مسلمانان سے بیکار کرکے لیے جاتا ہی غلام نے

آنکھون سے دیکھا اہالیان لشکر عمرو مین شور گریہ وزاری بلند ہوا ُس بارگاہ مین سب سردار
کل عیار موجود تھے جب افراسیاب آیا جس طرح عرض کیا اُٹھا کرلے گیا یہ سنکر کوکب نے
زانو پر ہاتھ مارا کہا لو صاحبو غضب ہو گیا عمرو کی کل مشقت ضائع ہوئی عجب خبر وحشت اثر
شائع ہوئی مگر مین ابھی جاتا ہون ای خورشید روشن رائے تبان کو بھی فوراً لکھو کہ بی بی
لشکر کشی کرو افراسیاب خانہ خراب کل سردارونکو مع شیخ وشاب لیے جاتا ہی ہم سب کو
داغ تازہ دیے جاتا ہی خورشید روشن رائے نے فوراً ملکہ بران شمشیرزن کو خبر دی
ملکہ بران نے بھی مُنہ پیٹ لیا یا تو خلعت نکل رہے تھے آن سب کو پھینکا اسباب سفر اُٹھایا
تیاری جنگ ہونے لگی کوکب روشنضمیر بیتاب وبیقرار حال مسلمانان پر اشکبار سلاح
جنگ سے آراستہ ہوکر مرکب باد رفتار پر سوار ہوا کہ ایک طائر کاندھے پر آکر بیٹھا چہکا زاری کر
ایک کاغذ ہاتھ مین کوکب کے دیا کوکب نے اُسکو کھول کر پڑھا طرف سے بہمن ویمن تن
کے مرقوم تھا کہ ای شاہنشاہ گیتی پناہ برائے خدا کیسی ہی ضرورت ہو خبردار قصر جمشید سے
قدم باہر نہ رکھنا ورنہ خدانخواستہ دشمنان شاہنشاہ کے واسطے سامنا ذلت کا ہی گردش
سیارگان سے صانع خورشید وماہ بجائے فلک نیرنگیان دکھاتا ہی صاحبان لیاقت ہی کو ستاتا
ہی یہ مضمون پڑھکر کوکب کو پسینہ آگیا قریب تھا کہ غیرت سے غش آجائے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہ
اپنے کو ہلاک کرون خورشید روشن رائے نے ہاتھ تھام لیا قدمون کو بوسہ دیا گرد پھرا تصدق
ہوا عرض کی خیر ہی چشم زدن مین کیا ہو گیا فلک نے کوئی نیرنگ دکھایا شعبدہ نو کا سامنا
ہوا کوکب نے کہا کہ مسلمانون پر تو یہ آفتاد افراسیاب ستم ایجاد کی بیداد کل سردارونکو بقہر و
عتاب وہ خانہ خراب لیے جاتا ہی اُستاد جی نے تحریر فرمایا ہی کہ قصر جمشید سے باہر قدم نہ رکھنا
کیسی مشکل ہی عمرو کے کیا کیا مجھپر احسان ہین کہان کہان اپنے جان لڑائی جان آبرو بچائی
مین اُسکی مدد کو نجاؤن مُنہ چھپا کر بیٹھ رہون مصرع وائے بر ما و گرفتاری ما * اگر خواجہ
عمرو کو افراسیاب نے قتل کیا یا اُسکا ایک موئے جسم بھی کم ہوا مین دنیا مین مُنہ دکھانے
کے قابل نہ رہونگا صاحبان جرأت کیا کہین گے ہر محفل مین یہی ذکر ہوگا کوکب روشنضمیر
قابو پرست ہی خواجہ عمرو سے بھائی چارہ کیا وقت پر اُسکا ساتھ نہ دیا خورشید روشن رائے

نے کہا ای شاہنشاہ تقدیر الٰہی سے آپ مجبور ہین برہمن روئین تن نے بتاکید لکھا ہی دشمنون
کو ذلت کا سامنا ہی مردان عالم کی جان جائے بخت بد روز سیہ نہ دکھائے خورشید تبہات
خیرخواہ ہی حسن تدبیر سے کوکب روشنضمیر کو روکا اور باتون مین اُلجھایا فوراً معرفت طائران
سحر بران کو بھی آگاہ کیا صرف اتنا مضمون لکھدیا کہ برہمن کی تاکید ہی خبردار باغ نگارین
سے قدم باہر نہ رکھنا ورنہ خرابی ہوگی یہ خبر وحشت اثر سنکر بران نے بھی رونا شروع کیا
دو بتر مرجانے لگا ہر ایک کا یہی قول تھا یارو یہ کیسا غضب ہی مہرخ و بہار وغیرہ قتل ہون
ہم برائے امداد نجا سکین بران کہ رہی ہی کہ صاحبو باپ کے حکم سے گردن تابی ناممکن ہی مگر
یہ بھی واضح رہے کہ بعد خواجہ عمرو اگر سر ٹکرا کر جان نہ دی تو نام اپنا ملکہ بران شمشیرزن
نہ رکھا لو بھر ٹکرا فراسیاب سے مرجاؤنگی کسکو روے سیاہ دکھاؤنگی ابھی دو دن گذرے
ہین صمصام بدانجام باغی ہو کر افراسیاب کا شریک ہوا قتل پر میرے آمادہ تھا شاہنشاہ
اقلیم عیاری و تاجدار ممالک خنجرگذاری نے کس حسن تدبیر سے مجکو بچایا صمصام کو میرے ہاتھ
سے قتل کرایا آج اُنپر یہ آفت اور ہم شراکت نہ کرین دنیا کے لوگ کیا کہینگے ہر محفل مین
طعن و تشنیع کرینگے ایسی زندگی سے موت بہتر ہی ہمارا دل کا ہیکو ہی پتھر ہی نہ حیا نہ حجاب نہ خوف
خدا نہ شرم اہالیان دنیا ان باتون پر ملکہ بران شمشیرزن کے تمام شاہزادیان ناظمان درہند
پریشان و دردمند آنکھین پرآب دل مین حجاب زلفون کو پیچ و تاب عجب ہنگامہ محشر انگیز
بپا ہی بران نے کہا یہ بیٹیا رونا بیکار ہی برائے خدا آپ لوگ اتنا احسان کرین کہ والد نامدار
سے ذکر نہ کیجیے گا مین جاتی ہون جس طرح نبا ہی ان سبھون کو چھڑاتی ہون یا قضا لیے جاتی
ہی عقل میری جادہ عدم دکھاتی ہی آبرو تو رہ جائیگی ملکہ شگوفہ نے دامن تھام لیا کہا ای گل رعنا
شہرباری وای بلبل حدیقۂ تاجداری آپ کے والد نامدار کسی مقام پر افراسیاب بدکردار سے
رکے یا کسی فن مین سبقت لیگئے ملک و مال کا پاس ہوا کسی جنگ مین ہراس ہوا ہمیشہ شیرانہ سینہ
سپر کیے رہے آج قصر کے باہر قدم نہ رکھنا گردش سیارگان کا سبب ہی اسمین بھی کچھ مطلب
ہی حضور جان کا خوف نہین آبرو کا پاس ہی ساعت نحست شومی بخت بری چیز ہی حضور آبرو اس
بحر جہان مین سب کو عزیز ہی سمجھون مین ذلیل ہو کر جیا تو کیا زندہ ہی تو ناکام مر گیا تو بدنام موت

زیست دونوں خراب حضور کو کب کیا نادان ہیں عمرو کے اہالیان نورافشان پر بڑے بڑے احسان ہیں کیا وہ احسان فراموش ہیں نام خدا صاحب عقل و ہوش ہیں ملکہ بران شمشیرزن ان باتوں کو سنکر بے اختیار زار زار روتی ہی اشک گلرنگ چہرۂ زیبا پر جاری حالت غشی کی طاری ہونے لگی ہوئی ہی بات منھ سے نہیں نکلتی ہی مثل شمع دل ہی دل میں جلتی ہی مثل تصویر خاموش کھڑی ہی یکایک آسمان پر سناٹا ہوا ایک جوانمرد کو دیکھا تخت زرین پر سوار قوی تن قوی من سونی صورت صاحب شوکت و جلالت تاج زرین بر سر خلعت فاخرہ در بر آسمان سے آکر اُترا سب حیران حیران دیکھنے لگے کہ یہ جوان تاجدار کون ہی وہ نوجوان تخت سے اُتر کر قریب ملکہ بران کے آیا بران نے اُس پریشانی میں سلام بھی نہ کیا نگاہ حیرت سے دیکھنے لگی اُس نوجوان نے سر سینے سے بران کا لگا کر فرمایا ای نور نظر ای چراغ طلسم نورافشان ای نیر تابان کوکب عالیشان یہ کیا حال ہی مجکو نہیں پہچانا میں ہوں ملک احول مربع نشین شاگرد رشید شاہنشاہ نورافشان پیر بھائی تمھارے والد نامدار کا میں نے خبر سنی کہ افراسیاب جادو ہمارے بھائی کا دشمن ہوا ہی معرکۂ عظیم پڑا ہوا ہی براے جان نثاری حاضر ہوا بتا یعنی کہاں ہیں میری جانبازیاں آپ پر عیاں ہیں ملک احول نے یہ جو فرمایا تو بتا نشان اپنا سمجھایا بران شمشیرزن عم نامدار کو گلے لپٹ گئی بے اختیار رونے لگی کہا ای عم نامدار غضب ہو گیا افراسیاب بدانجام کل سرداران اہل اسلام کو براے قتل سمت شہر ناپرسان لیے جاتا ہی والد نامدار پر ساعت سخت ہی مجھے اُستاد بہمن کی تاکید ہی کہ جادۂ اعتدال سے قدم نہ بڑھاؤ مقابلہ میں اُس بے حیا کے نجاؤ پس کیا مقام غیرت ہی جاے عبرت ہی ایسے سرداران جلیل خواجہ الیاس عقیل جسنے ہر مرتبہ ہماری جان و آبرو بچائی وہ یوں بذلت قتل ہو جاویں افسوس ہمسے کچھ نہو سکے یہ سنکر احول مربع نشین نے کہا بیٹیا پروردگار چاہتا ہی تو ابھی جا کے سرداران اسلام کو لاتا ہوں افراسیاب ناکام بدانجام کے کھونا لگاتا ہوں تم تامل کرو کیوں بیقرار ہوتی ہو ہلاک بلاک کے روتی ہو افراسیاب خانہ خراب کی مجال ہی کہ جو میری زندگی میں قتل کر سکے اگر موت ہی دامنگیر ہی شعر سر نہ پیچم ز شمشیر حبیب + ہرچہ آید بسر من یا نصیب + اگر اس ہنگامہ میں مارے گئے نام ہوا نیک انجام ہوا اسنے

بڑے بادشاہ گمراہ سے لڑے ہر مقام پہ ذکر ہوگا کہ اخول مربع نشین مسلمانون پہ نثار ہوا نام مردانگی کا روشن کر گیا ای نور نظر جسکا نام باقی ہی وہ زندہ ہی ایک دن مرنا ضرور ہی اسوقت تامل کرنا سراسر قصور ہی

اشعار

بس نامور بزیر زمین دفن کردہ اند — کز ہستیش بروے زمین یک نشان نماند
آن پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک — خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند
زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل — گرچہ بسے گذشت کہ نوشیروان نماند
خیرے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر — زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

مگر ای بران خبردار تم میرے تعاقب مین نہ آنا ورنہ انتہا کا ملال ہوگا تمھارے والد نامدار کے بار احسان سے سر اٹھ نہین سکتا ہمارے آنکے عاشق و معشوق کا باہم راز و نیاز ہی افراسیاب جادو بڑا جعلساز ہی ہمارا وہ بے نیاز کارساز ہی یہ کہکر ملک اخول مربع نشین نے ایک ناند سحر سے بنائی قدرے اسمین پانی سیاہ رول ہاتھ مین مثل تخت اُس ناند مین یہ جوان رستم شوکت صاحب جلالت سوار ہوا اُسکو اشارہ کیا وہ ناند چرخ مارتی ہوئی چلی چشم زدن مین آنکھون سے ملکہ بران شمشیر زن کے غائب ہوگئی بران اس حال پر ملال کو دیکھکر حیران و پریشان دعا مین مصروف ہوئی کہ ای خالق کونین میرے عم نامدار کو افراسیاب بدکردار پر مظفر کرنا جا کر افراسیاب کے سحر کو مٹائین سرداران اسلام کو چھڑائین فوراً ایک طائر سحر کو واسطے خبرگیری کے روانہ کیا مگر اخول مربع نشین جلالت آئین ناند سحر غائب کیے ہوئے اپنے کو نظر سے مثل مردم دیدہ چھپائے ہوئے کوہ و دشت و بیابان کو طے کرتا ہوا دم سحر و افسونگری کا بھرتا ہوا اُس مقام پر پہونچا جہان کا حال تحریر کر چکا ہون تحریر نقشہ بارگاہ خواجہ عمرو و فوج افراسیاب سامنے آنکھون کے معلوم ہوتا ہی ناظرین والا تبار پر بالتصریح مفہوم ہو کہ افراسیاب آگے آگے مجمع مین وہ اٹھارہ سو تاجدارون سے بکبر و نخوت مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا اپنے سحر پر نازان دمبدم کہتا چلا آتا ہی کیون ای شاہنشاہ نیلم و ای شاہنشاہ توسن آج اگر سامری و جمشید زندہ ہوتے با بدولت کے سحر کی داد دیتے دعواے خدائی سے باز آتے خداوند بھی سر بسجود جھکاتے ایسا بار کون اٹھا سکتا ہی مین خداوند طلسم ہوش ربا ہون سحر و

ساحری قوت و شجاعت مین بیمثل و یکتا ہون اگر دعواے خدائی کرون زیبندہ و سزاوار ہی شوکت و جلالت آشکار ہی سب تاجدارون نے دست بستہ عرض کی جو ارشاد فیض بنیاد ہی بجا ہی کسی کی کیا مجال کہ آپ کے سامنے سحر و ساحری کا نام لے آپ کا دامن دولت تھام لے حضور صاحب تاج و تخت ہین بیمثل و بے نظیر خوش رو خوش تدبیر زور و ہمت سخاوت و جلالت ریاست و امارت سب آپ کے بندۂ درگاہ ہین آپ ہفت اقلیم کے شاہنشاہ ہین آپ کے اوصاف مین یہ اشعار صادق آتے ہین شاعران شیرین سخن فرماتے ہین نظم

گر طواف آستان مین ہو توقف ایکدم	نکہت گل پر پڑین موج صبا کی قمچیان
بیضۂ فولاد سے نکلے صداے عندلیب	گلشن عارض کو ہو گر شعبدے کا امتحان
رعب شوکت سے گلستان مین زبانین بند ہین	غنچۂ سربستہ کہہ سکتا نہین ساز نہان
اسقدر بخشے جواہر وہ کہ جسکی شرم سے	پھینکدے دامن سے الماس کواکب آسمان
قطرۂ شبنم گہر کی آبرو پیدا کرے	صبح دم دیکھے اگر لطف بہار بوستان
نام سے ہر سینۂ صدچاک ہوتا ہی رفو	زخم بھر دیتے ہین شانونکے یہ گیسوے بتان

ایسی اشعار آبدار کو سنکر افراسیاب پر کبر و نخوت جھومنے لگا کہا بجا ہی شہنشاہ تیلم اس سے بڑھ کے مایہ دولت کی صفت ہی ہمکو تمسے کمال محبت ہی افراسیاب اس کبر و غرور مین تاجداران ہمراہی سے ہنس ہنس کے باتین کرتا ہوا چار کوس راستہ طی کر چکا ہی مگر احول مربع نشین سحر غائب کر کے چلا تھا اس مقام پر پہونچا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے مانند کوتون مین نخل کے چھپا پایا جس بارگاہ کو پتلے اٹھائے ہوئے ہین سحر غائب کر کے احول قریب پردے کے آیا پردہ اٹھایا اندر بارگاہ کے آکر دیکھا سترہ سو سردار و جابر عیار سحر سے افراسیاب کے صورت تصویر بنے ہوئے بیٹھے ہین نہ ہاتھ پانوُن مین حس و حرکت نہ آنکھون مین بصارت آنکھین پتھرائی ہوئین سرنگون ملول و محزون احول کے دل پر چوٹ لگی کلیجہ یہ سانحہ دیکھکر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ضبط نہ کر سکا بیقرار ہو کے رویا خیال مین آیا کہ ان سب سردارون کا لیجانا تو آسان ہی مگر علم نیرنج و شعبدے کا بھی امتحان ہی افراسیاب خانہ خراب دلمین یہ تو کہیگا کہ غلامان کو کب ایسے ایسے صاحبان لیاقت موجود ہین تاجداران ہوش ربا سب مردود ہین اب پتلے اسی طرح راہ طی کر رہے ہین احول

اندر بارگاہ کے اِن تدبیرون مین مصروف ہو دل سے کہتا ہو افراسیاب بڑا بیوقوف ہی دل
سے یہ باتین کر کے بہت ساماش کا آٹا اُس دانا ے روزگار نے جھولی سے نکالا تیلے شبیہ
سردارون کے بنائے مہرخ کو تخت سے اُٹھایا تخت پر مہرخ نقلی کو بٹھا دیا اسی طرح ہر سردار کے
مقام پر تصویرین بنا بنا کے بٹھا دین اور فولادی پنجے بنا کے ایک ایک سردار کی کمر مین پنجہ
ڈال کر بیرون کو حکم دیا کہ فلان مقام پر درہ کوہ ہی اُنھین لیجا کر جمع کرو فرداً فرداً پنجے فولادی نکال
نکال کر لیجاتے ہین اُس درہ کوہ مین جمع کرتے جاتے ہین یہ بھی واضح رہے کہ سب سرداران مہرخ
ابھی سحر مین افراسیاب کے مبتلا ہین ورنہ خود آگاہ ہو نکل جاتے تو جلدی ہی مین اعول اپنے سحر سے سحر بھی نہین
اُتار سکا اِس خیال سے کہ شہر ناپرسان کے قریب پہونچ چکے تھے اتنے عرصہ مین اعول نے
سترہ سو سردارون کو مع عیارون کے بارگاہ سے نکالا درہ کوہ مین اُسکے بیرون نے پہونچایا جب
کل کو نکال چکا اور دروازہ شہر ناپرسان کا دکھلائی دیا تب خود سحر غائب کر کے نکل گیا اپنی کارگزاری
پر آپ نازان چہرے سے بشاشت عیان شادان و فرحان چلا اب ذکر اسکا وقت پر آئیگا
افراسیاب اُسی طرح نشہ غرور مین جھومتا ہوا قبضہ شمشیر کو چومتا ہوا گرداگرد حجاب جادو سب کو
اشتیاق ہی کہ دیکھو صاجو یا تو صرف اسد غازی قتل ہوتا اب جملہ سردار و عیار قتل ہونگے ایک
زندہ نہ بچیگا آج سے لڑائی کا جھگڑا مٹ جائیگا مہرخ و بہار خوب لڑین باغیون نے خوب سر
اُٹھایا شاہنشاہ کو ستایا یہ نہ سمجھے کہ یہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی سحر و ساحری مین بھی یکتا ہی
دیکھو کیا کار نمایان کیا اٹھارہ سو نامیان دربند پڑین شوکت سحر کو عیان کیا تماشا دیکھنے والونکا
ہنگامہ شہر ناپرسان کے گلی کوچے معمور ہزارہا آدمی کوٹھون پر مشتاق قتل اسد نامور کھڑا ہین
بارگاہ پر کسی کی زبان پر صداے واہ کوئی آہ کرتا ہی اِس باغ پر بہار کے قلم ہونے کا غم بہار کی
گرفتاری کا الم کوئی نام باغبان کا لیتا ہی کوئی گلچین کا پتا دیتا ہی کوئی مثال شبنم گریان کوئی
مانند گل خندان تیلیون نے اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو مع طبقہ زمین بیچ شہر ناپرسان
مین نصب کیا چارون پتلے نکلکر سامنے افراسیاب کے آئے آداب و تسلیم بجا لائے افراسیاب
نے چارون کی پشت پر ہاتھ رکھا کہا اے غلامان سامری کیا کہنا تمھارے اوصاف شاہان طلسم باطن
کو لکھکر آگاہ کرونگا اپنے ہمچشمون مین آبرو پاؤگے افسر غلامان سامری مشہور ہو جاؤگے وہ چارون

رخصت ہوئے اہالیان شہر محو حیرت ہوئے ملازمان افراسیاب نے بڑھکر پردہ بارگاہ ملکہ مہرخ اٹھایا
دیکھا سب خاموش منکے ڈھلے ہوئے آنکھین پتھرائی ہوئی ہین سرنگون بیٹھے ہین ملکہ حیرت نے جو
بہار کو اس حال حیرت مآل سے دیکھا ہاتھ پھیلا پھیلا کے کوسنا شروع کیا کہا کیون بوا بہار اب
تمھارے حمایتی کہان ہین نگوڑا ساربان زادہ بھی تو پڑا ہی اٹھکر عیاری نہین کرتا باغبان بھی
نگوڑا اچپکا بیٹھا ہی جبڑا وا کئے ٹکر ٹکر دیکھ رہا ہی گویا منھ مین زبان نہین بی مہرخ صاحبہ بڑی صاحب شوکت
وجلالت ہین مالک سریر سلطنت ہین چار دن کو تخت پر بیٹھین چوتڑون کے دلدر جھڑ گئے
تمام ہوش ربا مین جھنڈے گڑ گئے یہ کہکر بہار کو کوستی ہوئی طرف بارگاہ کے چلی کنیزون نے
روکا حیرت نے کہا مین نہ مانونگی بہار کو اپنے ہاتھ سے سزا دونگی چوٹی پکڑ کر دو چار جوتیان
انکے سر پر مارونگی افراسیاب نے بھی ہان ہان کہا سرما دابریق سے اشارہ کیا کہ کسی تدبیر سے
بہار و مخمور کو الگ کرو تو سمجھا کے قصور معاف کر دونگا وہن بہار گل مراد سے بھر دونگا مخمور کو منتظم
جلسۂ عیش کرنا ہی انچہ گذشت گذشت یہ دونون منظور نظر ہین دل سے انکی محبت نہین نکلتی پھر سرفراز
کرونگا سرما نے چاہا ملکہ حیرت کو بڑھکر روکے حیرت نے کہا ای وزیر اعظم مین اپنا سر
پیٹ لونگی کنوین مین گر کے جان دونگی میرے قریب نہ آؤ میرے معاملہ مین کوئی صاحب دخل
نہ دین شہنشاہ اپنا چونچلا اٹھا رکھین ابھی تک دل سے محبت نہین گئی بی بہار و مخمور کا بڑا اپنا پا
ہی انکی اذیت ناگوار ہی مجھ سے کوئی نہ بولے مین اپنے ملک کی بادشاہ ہون سزا جزا کا مجھکو
اختیار ہی خوشی سے چہرہ سرخ بکتی جھکتی اندر بارگاہ کے گھس آئی ملکہ بہار کے جھونٹے پکڑ کے
کھینچے بالون کے ساتھ سر بھی دھڑ سے گر پڑا حیرت پیٹنے لگی ہی ہی شاہنشاہ نے کیا سحر کیا میری بہن
گل گئی یہ لپک کر ہاتھ پکڑا ہاتھ بھی ہاتھ مین آگیا موم کا خمیر ہوا سب اعضا الگ ہو گئے حیرت
غل مچانے لگی ای شاہنشاہ دوڑو میری بہن کے اعضا کو کیا ہو گیا کسی نے آکر سحر کیا تھا سب اعضا
گل گئے اچار بن گیا اتنے مین کنیزین ملکہ حیرت کے سنبھالنے کو دوڑین اندر بارگاہ کے گھس آئین یہ
کہتی ہوئی مارو نگوڑے باغیون کو جب ہماری بی بی کی بہن ملکہ بہار گل گئین یہ بھی سب سڑ گئے ہونگے
جس نے جسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا گویا دستگیر ہوئی ہاتھ پکڑنے کی لاج نہ کی ہاتھون کا عجب حال پایا
اب تو کنیزون کا جسم تھرتھرایا ہنگامہ ہوا کہا ای شہنشاہ آپ خود اندر تشریف لائیے گنہگارون کا حال

تو ملاحظہ فرمائیے اتنے مین کل سردار مع شاہنشاہ اندر بارگاہ کے آئے بغور جو دیکھا سب ماش کے
آٹے کے پتلے تھے اس حال حیرت مآل کو دیکھکر افراسیاب جادو کو سناٹا آگیا توسن و نیلم
نہایت مقرب مین قریب کھڑے تھے پوچھا حضور یہ کیا معرکہ ہے کیا مسلمان جو فروش گندم نما مین ماش
کے آٹے کا خرمن جمع ہوگیا مگر شاہنشاہ یہ کسی بدمعاش کا کام ہے بڑی دانائی کر گیا ز خود ظاہر ہوا
دل پر دھر گیا نہین معلوم جن تھا یا انس تھا ہمارا آپ کا ہمجنس تھا غلطی آدمی کا یہ کام نہین ہے ایسی
باتین کر کے پھر اُسی طرح مضحکہ کیا جیسا بروقت رہائی اسد غازی مسکرائے تھے کلمات طعن آمیز
زبان پر لائے تھے افراسیاب جھلاتا ہوا بیرون بارگاہ آیا کتاب سامری دیکھی غصہ مین آیا آنکھین
چڑھائین تھرتھر کانپنے لگا قبضہ پر ہاتھ ڈالا دوڑ کر حیرت لپٹ گئی کہا شاہنشاہ کچھ حال تو ظاہر کیجیے کیا
معرکہ ہے کیسنے شعبدہ کیا ہے کسکی موت آئی ہے افراسیاب نے کہا صاحب مین تمہارے کہنے سے
طبقہ کو تیلون کے سپرد کر کے سردارون سے باتین کرتا آگے بڑھ آیا تھا میان احول آکر اپنا
شعبدہ دکھا گئے سردارون کو لے گئے ابھی تک فلان درۂ کوہ پر نہین پہونچے سردارون کو درۂ کوہ
مین رکھا ہے سحر میرا نہین اُتارا ہے اسوقت تمنے پریشان ہو کر یہ جھگڑا ڈالا اگر مابدولت کے دھیان پر
ہوتا ایک مگس اگر بیٹھتی مجکو دریافت ہو جاتا آنکھین چیر کر پھینکدیتا اتنے عرصہ تک وہ بارگاہ مین
رہا اپنا کام کر لیگیا خیر سمجھا جائیگا مصرع ع صید را چون اجل آید پے صیاد رود + یہ سنکر تمام
تاجدارون مین غل واہ واہ کا بلند ہوا افراسیاب دردمند ہوا غصہ سے چہرہ سرخ ہوگیا
قبضہ پر ہاتھ ڈالا چاہا پر پرواز پیدا کرون خاراب ظلمانی ملازم ماہیان زمرد پوش کا برابر
کھڑا تھا قدمون سے لپٹ گیا کہا شاہنشاہ آپ کا جانا مناسب نہین ہے اگر کوکب ہوتا البتہ
ہم آپ کو جانے دیتے یہ لیکر پر پرواز پیدا کر کے بجوش و خروش روانہ ہوا افراسیاب غصہ مین
شامل رہا ہے میدان خونی درہم و برہم کوئی کہین گیا کوئی گوشہ گیر ہوا کوئی حیرت سے دام غم و الم مین
اسیر تھا دارین سرنگون جادوون کا غم سے کلیجہ خون خراج گزار بھی روانہ ہونے لگے دوکانین
تباہ اسباب جا بجا پڑے رہگئے شیر برنج فروشون کی بھٹیان ٹوٹی پڑی ہین ہر طرف سناٹا لوگ
آپسمین باتین کرتے چلے جاتے ہین قہقہے لگاتے ہین بعض کہتے ہین کہ یارو جو ہوتا تھا ہوا اب
ناحق کدوکاوش ہے افراسیاب کی بیکار کوشش ہے عمرو بڑا عاقل ہے فن عیاری مین کامل ہے کسکا

بالائے گنبد نور پہونچا اسد و مہ جبین کو لیگیا ایک دن اسیطرح لوح حاصل ہو جائیگی دربند تباہ
ممالک ویران رعایا حیران و پریشان ہوگی جتنے ساحران عمدہ ہیں عمرو کے شریک ہوے طلسم کشا
بھی اب سامان سلطنت درست کریگا ابتک فرخ و بہار کو یہ ملال تھا ہر دم اسکا خیال تھا کہ
افسر پر نہیں لوح کسکے لیے تلاش کریں وہ سب طلسم کے رازدار ساحران نامدار ہیں نشان لوح
کے دریافت کرکے طلسم کشا کو لیجائینگے دیکھنا اسدن بھی شہنشاہ سر پیٹتے ہوے آئینگے بعض کہتے
ہیں بھائی جو مسلمان ہوگیا اچھا رہا ہمکو خوف افراسیاب نے تباہ کیا بیکار کے گمان ہیں کہ شہنشاہ زندہ
نہ چھوڑینگے اوروں کا کیا ہم تم بھائی خوف میں خاموش رہے اب واجب و لازم ہے دل اپنا اپنے
فعل پر نادم ہے افراسیاب نے سرما سے کہا میلے کو جاؤ سردارونکو روکو پھر بھائی میل گیا ہے سب کو لیکر
آتا ہے آج ہی کل کو قتل کرونگا اب کیا مسلمانوں کو زندہ چھوڑونگا سرما ہر چند روکتا ہے کوئی نہیں مانتا
وہ جو عیاروں نے سرما و ابرق و مصور وغیرہ کے سحر صرف کیے تھے اسمیں لاکھوں جہنم واصل ہوے
روکنے پر وزیر اعظم کو باقی ماندہ جواب دیتے ہیں ای وزیر اعظم بال بچا ساتھ والے قتل ہوے میلے میں
آکر بڑا نفع ہوا اب کیا منظور ہے ٹھہرنا کیا ضرور ہے سرما سر جھکا لیتا ہے کبھی غصہ میں جواب دیتا ہے یارو
ابھی سب مسلمان گرفتار ہو کر آئینگے اسی میدان خونی میں مارے جائینگے وہ جواب دیتے ہیں اب حضور
قتل کریں اب اور لوگ جلسے میں آئینگے ہم تو صورت بھی نہ دکھائینگے شہر ناپرسان کا تو یہ حال ہے ہر کس
و ناکس کے دل پر ہجوم غم و ملال ہے مگر احول مربع نشین جالات آئین قریب کوہ کے آیا اندر سے
نکلا قصد ہوا اندر درہ کوہ کے جاؤں مسلمانوں پر سے سحر اتاروں قریب درہ کوہ کے نہ پہونچنے پایا تھا
کہ آسمان پر سے نعرہ ہوا ہم داراب ظلماتی احول نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام لٹکتا ہوا اتنی جلدی
اترا کہ احول درہ کوہ تک نہ پہونچ سکا داراب کو دیکھکر ملیٹا اُس سنگدل نے اترتے اترتے احول
پر گولہ مارا احول نے رول جو ہاتھ میں تھا گولے پر لگایا گولہ آگ کا پلٹ کر سر داراب کے پہنچا شعلہ ہا
آتش نے ناری کو گھیر لیا ملک احول جھپٹا کہ جا کر اسکی مشکیں باندھوں یا سر کاٹوں داراب شعلہ ہا
آتشیں میں مثل ماہی بے آب تڑپا باران سحر برساتا ہوا اندر سے آگ کے نکلا مگر آبلے تمام جسم پر پھپلکے
پڑ گئے آبلوں سے وہ لنگور شکل خوشہ انگور ان آبلوں میں جان سا را بانکیں ہجرا جسم پر تازہ گل پھولا
اُس گرمی میں سیاہ رو بقہر و غضب تمام تیغہ کھینچکر احول پر جا پڑا اسنے آگ بھڑکائی تھی یہ جل پڑا

کئی ہاتھ تیغہ سحر کے لگائے احول مرد سپاہی پھنکیت ہو سب جوشن خالی دین مثل شیر غضبناک نعرہ کیا اوچھیا شعر تو ضرب نزدی ضرب من نوش کن ہمہ شادی از دل فراموش کن + نظم مصنف

ذرا ضرب مردان عالم تو روک
سپاہی کو اوچھیا یون نہ ٹوک
منم فارس عرصہ گاہ نبرد
منم صف شکن پہلوان شیر مرد
منم ناصر مہر ذی حشم
منم قاتل کافر بدشیم
منم افتخار یل پیلتن
ہزبر دمان رستم صف شکن
بہ مین ضربت تیغہ پر آب و تاب
مین آئینہ سرکوب افراسیاب
قضا کے تو پنجے مین اب آگیا
ترے دل پہ ابر الم چھا گیا
نہ جان اپنی اوچھیا مفت دے
مسلمان ہو جا گیرا اسلام لے
نہیں تو تا سر کا اور میری تیغ
جہنم مین جائیگا تو بے دریغ

نعرہ شیرانہ کرکے تیغہ سحار اسکاف نیام انتقام سے کھینچا اسکا وار روک کر داہنا قدم آگے بڑھایا پینترے سے کر کوتبا کر سر پر اُس خود سر کے ہاتھ مارا مرد سپاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا معلوم ہوتا تھا بخت سیاہ کا سامنا ہوا بادل کا ٹیکا ماتھے پر چڑھا آئینہ شمشیر مین جلوہ عروس مرگ دیکھا تیغہ قضا تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے خود سر کاٹ کر تلوار نے زمین پر بوسہ دیا مرتے ہی داراب ظلماتی کے اندھیرا ہو گیا آوازین مہیب آئین ہیرون نے لاکھ تدبیرین کین کچھ بن نہ پڑا آندھی آئی کشتی مرا نام من داراب ظلماتی بود ادھر تو لاشہ داراب زمین پر گرا سر شق ہوا ایک طائر سیاہ رنگ مثل زاغ پیدا ہوا زقلین مارتا ہوا طرف افراسیاب کے چلا یہان احول اسکو قتل کرکے نہر پہ آیا تیغہ پاک کرکے کمر سے لگایا چھینٹین خون کی جو زرہ پر پڑی تھین انکو دھونے لگا یہان افراسیاب سناٹے مین کھڑا دیکھ رہا ہے تاجدار سوار ہو ہوکے چلے جاتے ہین میلے والے سرکشی دکھاتے ہین افراسیاب نے غصہ مین کہا ای وزیر اعظم نہ دو سب کو جانے دو پہر بھر مین سب ہالیان دربند کو بلوالونگا جشن عام کرونگا یہ کلام ناتمام تھا کہ آسمان سے طائر سیاہ نمایان ہوا حیرت نے گھبرا کر کہا شہنشاہ دیکھیے یہ طائر کیسا آتا ہے صورت بیچ والم کی دکھاتا ہے وہ طائر بہ تعجیل زقیل مار کر کاندھے پر افراسیاب کے آبیٹھا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا ای طائر صحرائی میرے پیر بھائی پر کیا گذری طائر نے ایک چیخ ماری پر دون سے سر پیٹا زمین پر گرا طائر روح اسکا قفس جسم سے پرواز کر گیا خبر وحشت اثر نہ سہ سکا افراسیاب نے کہا داراب پر کوئی افتاد پڑی بیشک کوئی خرابی ہوئی یہ کہکر کتاب سامری اُٹھا لی

مضمون پڑھکر کچھ نہ سمجھے نہ کہا پر پرواز پیدا کر کے چلا حیرت نے آواز دی شہنشاہ مین بھی ہمراہ چلون دشمن کا کام تمام کرون افراسیاب نے کہا خبردار جو میرے تعاقب مین آئیگا سزاے معقول پائیگا یہ کہکر غائب ہوا دنیاے ناپائدار کا عجب عالم ہی کبھی عیش کبھی غم ہی دنیا کیا کسی کی جاگیر ہی موت ہر وقت دامنگیر ہی بچشم خیال اگر دیکھا جاوے تو قضا خود ہر شخص کی نگہبان ہی جب محافظ حفاظت سے ہاتھ اُٹھالے نگہبان ہی دشمن ہو جاے انسان ضعیف البنیان کیونکر بچے موت سے کسکو چارہ ہی اسکے خوف سے دل پارہ پارہ ہی ملک الموت کا قاطع لذات نام ہی مجمع کا متفرق کرنا اسکا کام ہی سہاگن عورتونکو بیوہ کیا بھائی سے بھائی بھی جدا ہوا ضعیف باپ نوجوان فرزند کی لاش پر روتا ہی رونے پیٹنے سے کیا ہوتا ہی جس معشوق کو پہلو مین سلاتے ہین اُسکو مکان تنگ و تاریک مین بند کر کے چلے آتے ہین نظم

ناسازی زمانہ سے کیسے کہان کہان تک	بیزار ہو گئی ہی جسم حزین سے جان تک
رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا	خویش و عزیز سارے بس تھے فقط یہان تک

اب ان فقرات عبرت آمیز سے مصنف کی مراد ظاہر ہو گی کہ وہان افراسیاب کی آواز آئی زمین مثل گہوارے کے کانپی طائر گھبرا کر اپنے اپنے آشیانون سے اُڑے اژدرون نے مسکن چھوڑے چیتون نے محبت شجر سے منہ موڑے پہاڑون سے پتھر گرنے لگے کل صحرا مین تلاطم شیران دشت کے ہوش و حواس گم اس زور شور سے افراسیاب جادو پہونچا احول مربع نشین قدم نہ بڑھا سکا افراسیاب نے کہا کیون احول میرا حال نہ معلوم تھا شعبدہ کر کے میرے گنہگارونکو نکال لایا اگر جان کی خیر چاہتا ہی میرے قیدیون کو حوالے کر دیکھ اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر احول نے جواب دیا او مغرور کیا بکتا ہی مردان عالم مرنے سے کیا ڈرتے ہین جو کچھ کرتے ہین سمجھ کے کرتے ہین افراسیاب جادو نے سنگریزہ اُٹھا کر مارا احول پر پتھر برسنے لگے اُس فلک شکوہ نے پتھرون سے اپنے کو بچایا ایک پتھر ناند پر پڑا اُسکے ٹکڑے اُڑ گئے ایک پتھر سینہ پر افراسیاب کے پڑا ضرب سے اُسکی چوتڑون کے بل زمین پر دھم سے گرا احول نے قہقہہ مارا کہا او نمک حرام بدانجام سنبھل مین آپہونچا یہ کہکر جھپٹا جب تک افراسیاب جادو خاک سے اُٹھے ایک رول افراسیاب پر مارا سر پر افراسیاب کے پٹکا کڑاکے کی آواز آئی افراسیاب

کو تیورا گیا مگر یہ تو ملعون وہ سخت جان ہی کہ اسکا مرنا دشوار ساحر غدار عجب لوح طلسم کشا کو نہ ملے مرنا اسکا مشکل ہی سحر و طلسم نیرنگ چین بھی کامل ہی حکمایان اشراقین کا یادگار ساحر کامل اٹھارہ سو ملک کا سردار رول کھا کر بقہر و غضب تمام اٹھا تیغہ برق مثال کمر سے کھینچا اژدہا غار سے بل کرکے نکلا ابھی ذلت اٹھائی سر مین چوٹ کھائی بموجب مثل خوب سرکوبی ہوئی اب سر کی کھا کر خیرہ سر سنبھلا سودا سے غرور سر سے نہ نکلا افراسیاب خانہ خراب تیغہ سحر کھینچکر چلا نعرہ

کوہ شگاف کیا نعرۂ افراسیاب	مرا نام ہی شاہ افراسیاب	دلیرون کو ہی مجھسے شرم و حجاب
ہلا دے جہان سحر مین ہجیل	مرے آگے قطرہ ہی اک رود نیل	زمانے کا مین اپنے جمشید ہون
کہ مین چرخ افسون کا خورشید ہون	نہین کوئی عالم مین میرا نظیر	مری اوج سے پست ہی چرخ پیر
اگر سحر پڑھکر اشارہ کرون	فلک کو زمین پر ابھی کھینچ لون	بکبر و نخوت تمام کلمات غرور زبان پر

قریب احول کے پہونچا ہاتھ تیغہ کا مارا اسوقت بھی احول نے خوب خوب ہنر کیے افراسیاب پر آگ برسائی مگر موت دامنگیر تھی تیغہ سحر افراسیاب پڑا اس بہادر بے نظیر کا سر کٹ کر زمین پر گرا زمین سے خاک اڑی صاف ظاہر تھا کہ زمین احول کے غم مین خاک اڑاتی ہی کوہ و دشت سے رونے کی صدا آتی ہی پتھر آپسمین سر ٹکرانے لگے سوز غم مین پتھر کے کلیجہ سے چنگاریان نکلتی تھین گھاٹیان جلتی تھین نخل دشت شاخ سے سر پیٹنے لگے پتون نے کف افسوس ملے ہر شجر کی حالت تباہ ہر شجر بشکل آہ ہنگامہ گریہ و زاری بلند طایران صحرا اور وحوش اس بہادر کا لاشہ زمین پر گر کر تڑپا ملحوظ خاطر سامعین رہے جو ساحر کے مرنے کی صدا آتی ہی کہتی مرا نام من فلان بود یہ آواز نہین آئی انجام اس آواز نہ آنے کا انشاء اللہ وقت پر تحریر ہوگا ناظرین حظ اٹھاینگے بہت پسند فرماینگے مگر افراسیاب خانہ خراب جوش قہر و غضب مین تاج کو سنبھالتا ہوا کشمکش مین جہرخ وغیرہ کی درۂ کوہ مین آیا تھا کہ وہان اندھیرا پایا افراسیاب جادو کو حیرانی نے گھیرا مشعل سحر کو روشن کرکے وہ تیرہ بخت دیکھنے لگا کسی سردار کو اس درۂ کوہ مین نہ پایا مثل غول صحرائی بڑی سختی اٹھائی پہاڑ کے اندر دوڑتا پھرتا ہی کبھی ٹھوکر کھا کر گرتا ہی جب سردارون کو کسی مقام پر نہ پایا زمین مین ٹٹولنے لگا حیران تھا کہ یہ کیا غضب ہوا گنہگار میرے کیا ہوئے آخر بدحواس ہوکر بیرون درۂ کوہ آیا ران پر ہاتھ رگڑ کے دیکھا معلوم ہوا کہ مہران شمشیر زن دختر کوکب نکالے

لیگئی اور حقیقت مین معرکہ یہ ہوا کہ جب افراسیاب جادو احول سے لڑائی مین معروف ہوا اتنے عرصہ مین ملکہ بران شمشیر زن سحر تو جلدی مین نہ اتار سکی مگر سردارون کو تخت پر ڈال کر باغ نگارین مین لیگئی افراسیاب کو جو یہ معلوم ہوا قہر و غضب مین یہ کہتا ہوا چلا کہ آج دختر کوکب کا ستارہ گردش مین آیا میرے ہاتھ سے قضا تھی میرے گنہگارونکو لیگئی مجکو داغ دے گئی غصہ مین چلا یہان ملکہ بران شمشیر زن سردارون کو لیکر باغ نگارین مین پہونچی وسط باغ مین چبوترے پر لاکر اتارا قصد ہوا سب کا سحر اتارون مگر دیکھا سب کے منکے ڈھلے ہوئے آنکھین بند بیہوش کلام کرنے سے معذور نہ عقل نہ شعور سب سے زیادہ عیارونکو بلا مین مبتلا دیکھا خواجہ عمرو کا لباس پارہ پارہ جسم پر آبلے اول ملکہ بران قریب خواجہ عمرو کے آکر بیٹھی سحر کرنا شروع کیا مگر سحر افراسیاب خانہ خراب کا بھی دفع ہونا دشوار ہی بران نے جوڑے سے اختر مروارید نکالا پیشانی پر اپنی نشتر مارا وہ خون اختر پر ڈالا مروارید کو لعل بے بہا بنایا حوض مین سے پانی لیکر ایک کاسہ مین چند غوطے اختر مروارید کو دیئے آبروے مروارید پانی مین شریک ہوئی اس پانی سے منھ خواجہ عمرو کا دھلایا کلمہ پڑھکر خواجہ نے آنکھ کھولی بالین پر اپنے بران شمشیر زن کو دیکھا پوچھا ای نور نظر کیا مقام ہی ہم یہان کیونکر پہونچے بران نے کہا خواجہ خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا افراسیاب آپ سب صاحبون کو گرفتار کرکے لیجاتا تھا ام نامدار احول مربع نشین ذی وقار نے آپ سب صاحبون پر جان اپنی نثار کی لونڈی آپ سب صاحبون کو اٹھا کر اپنے باغ مین لائی مگر انتظار کر رہی ہو جیسے افراسیاب آیا جاتا ہی صرف عیارون کا سحر ملکہ بران شمشیر زن اتارنے پائی تھی اب طرف سردارون کے متوجہ ہوئی کسی قدر اتارا ہی کسی قدر باقی ہی کہ آسمان پر سے افراسیاب جادو کا نعرہ ہوا پکارتا ہوا کہ او چھوکری کیون قضا دامنگیر ہوئی ہی آج تیرے قتل کی تدبیر ہوئی ہی میرے گنہگارون پر دست انداز ہوئی تمھارے چچا جان کو تو مار ڈالا لاشہ اسکا پڑا پھڑکتا ہی جلکے انکے دفن و کفن کی تدبیر کرو یہ کہتا ہوا کف منھ سے جاری زمین پر آیا بران نے بڑھکر مقابلہ کیا سرداران بیہوش کو پشت پر لیا ملکہ مہرخ و بہار ہوشیار ہو چلی ہین دیکھ رہی ہین کہ بران و افراسیاب سے سحر چلنے لگا بران نے عجائبات تمام سینہ اپنا سپر کر دیا ہی چاہتی ہی مین قتل ہو جاؤن مگر ان سبکو بچاؤن افراسیاب کے سحر الامان الامان زمین تھرائی آسمان سے آگ برسنے لگی باغ نگارین کیسا پر بہار تھا نرگس نے

گھبرا کر آنکھیں بند کرلین کہ بربادی باغ نہ دیکھوں سنبل بصد پریشانی بالون کو کھوئے معروف دعا طفلان غنچہ کو بیکلی کہ ایسے باغ پر بہار مین یکایک باد خزان چلی سرو کھڑا کانپ رہا ہے باغ سے نکلجانے کی فکر عذر لنگ سے پابگل قمری کا طوق گلوگیر عوض کوکو کے آہ وزاری کی تدبیر سوسن کی زبان مین کانٹے ٹوٹے خار پھولون سے اُلجھنے لگے بلبل کو شغل آہ وزاری طائر معروف بیقراری رنگ باغ دگرگون بید مجنون کو جنون عشق پیچان کو پیچش اُلجھن مین خاطر مشوش بران باران سحر بہ ساتی ہے باغ کو صرصر گرم سے بچاتی ہے مگر جھونکون سے ہوا کے آواز گریہ وزاری آتی ہے عندلیب خوش نوا بصد رنج والم یہ غزل گاتی ہے غزل

بشکل اشک ہون ناقدر وبیقدر	زمانے سے یہ مطلب ہمنے پایا	مٹانے کے لیے ہمکو بنایا
عجب ہے تیرے لب پر کیونکر آیا	وہ گوہر ہون کہ کھویا جسنے پایا	نہ طعنہ تھا نہ شکوہ تھا مرا نام
وہ مشتاق شہادت ہے دم ذبح	سرشک چشم کوئی آبلہ تھا	جو نشتر نوک مژگان نے لگایا
عدم کا لطف ہنسنے نے دکھایا	گلے سے مجکو خنجر نے لگایا	نہ اٹھا گر کے آنسو کی طرح سے
مزا جوش محبت نے یہ بخشا	ہوا سرمہ بھی شاید حسن اغیار	جو ایسا تیری آنکھون مین سمایا
خوشا قسمت مین انکو یاد آیا	گلہ بھی شکر ہو کر لب پر آیا	ہوئی جھوٹی قسم کھائی جو منظور
نسیم اعدا سے شکوہ کیا پس مرگ	مگر واعظ بھی کوئی درد دل ہے	کہ بیٹھا آپ اور مجکو اٹھایا
	ہمین یارون نے مٹی مین ملایا	ملکہ مہرخ وبہار یہ حال پرملال

دیکھکر چاہتی ہین اپنے مقام سے اٹھین بران کے ساتھ جنگ مین شریک ہون مگر دست و پا مین کیا زبان کو لکنت صاف ذہن تنگ پر مہر خاموشی ہوشیاری پر غالب بیہوشی اُٹھنے کا قصد کرتی ہین دل بیٹھا جاتا ہے غش چلا آتا ہے ضعف کو قوت ناطاقتی کو طاقت آئینہ رخسار پر حیرت چہرے سے ظاہر القصہ دو تین سحر ملکہ بران شمشیر زن نے افراسیاب کے دفع کیے قہر و غضب کے تیر سینہ پر لیے بارہ سو کنیزین افراسیاب پر سحر کر رہی ہین آنکھون کے اشارے سے افراسیاب ہر ایک کے سحر کو ٹالتا غصہ سے آنکھین نکالتا ہے ہر مرتبہ کہتا ہے کہ سامنے سے ہٹو گنہگارون کو قتل کرنے دو مگر سب نے چہار طرف سے گھیرا ہے کئی سو نے اپنی جان دی لاشے زمین پر تڑپ رہے ہین گویا تارے خاک پر پڑے ہین افراسیاب نے پیچھے ہٹ کر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا یا ساحری کہکے نعرہ کیا ملکہ بران شمشیر زن مع اپنی بارہ سو کنیزون سے

زمین پر گری زبانین بند جھولیان سحر کی جل گئین افراسیاب تیغ کھینچ کر چلا کہ ان سب کو قتل کرون ایک کو زندہ نہ چھوڑون کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا خبردار او ہجیا کیا کرتا ہے مین آ پہونچا نظم

منم ماہ افلاک علم و ہنر | ہنر بر دہان کوکب نامور | منم قاتل کافران جہان
یل صف شکن صاحب عز و شان | دلیر و عدو کش سشہ بے نظیر | لقب یافتم خاص روشن ضمیر
خبردار سازم کہ ہشیار باش | ازین خواب خرگوش بیدار باش

افراسیاب نے دیکھا کوکب بسطوت و صولت تیغ برق مثال ہاتھ مین سانٹے افراسیاب کے آیا بران و مہرخ وغیرہ جو زمین پر تڑپ رہی تھین اُنکو پشت پر لیا افراسیاب نے بڑھکر وار کیا کوکب نے تلوار کو تلوار پہ لگا نتھا شعلہ ہائے آتش دونون کے سحر سے اُڑنے لگے کبھی کوکب برج آتش مین چھپ گیا باران سحر برسا کے نکلا کبھی افراسیاب برج خاکی مین مخفی ہوا دو چار سحر آپسمین چلے تھے کہ افراسیاب نے نعرہ کیا ارے کوئی حاضر ہے ہرچند کہ افراسیاب سرحد غیر مین آیا ہے مگر طلسم ہوش ربا حقیقت مین مقام ہوش ربا ہے نعرہ کرتے ہی افراسیاب کے ایک پریزاد نہایت حسین شمشاد قد خورشید خد کشتی ہاتھ مین چشم زدن مین سامنے افراسیاب کے آئی اُسمین ایک تاج مکلل بجواہر رکھا تھا فوراً افراسیاب کے سر پر رکھدیا اور خود غائب ہوئی اب تو چہرہ افراسیاب کا سرخ ہو گیا چہرے پر جرأت کے آثار ہویدا شجاعت و شوکت ناصیہ سے پیدا تلوار لیکے کوکب پر جا پڑا کوکب نے چاہا تلوار پر تلوار کو روکون عکس تاج کا پڑا آنکھین جھپک گئین تلوار سر پر کوکب کے پڑی سر زخمی ہوا کوکب پیچھے ہٹا افراسیاب نے کوکب کو سایہ مین تلوار کے لیا چاہتا ہے کہ ہاتھ مارے کوکب جب اُف کرتا ہے ایک شعلہ بھڑک کر سامنے افراسیاب کے آتا ہے افراسیاب کچھ پڑھکر اُسے بجھاتا ہے پھر بڑھتا ہے مگر کوکب پر وقت تنگ تاج کے عکس سے کوکب کو پریشان کیا ہے یکایک ایک نخل بلند سے آواز آئی اے شہنشاہ کیا کرتا تجھ پر سایہ سامری و جمشید کا رہے دشمن تیرا حفاے شکست سے منم ملکہ حیرت جادو افراسیاب نے دیکھا صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حیرت آسمان سے اُتری شاخ نخل بلند پر ٹھہری ہے دوپٹہ سنبھالتی جاتی ہے ہاتھ مین اسباب سحر شاخ نخل سے کودی افراسیاب نے کہا ملکہ قریب نہ آنا کوکب سحر کرتا جاتا ہے مین نے زخمی کرکے نیم بسمل کیا ہے حیرت نے کہا اے شہنشاہ ع زود دل یک شود بشکند کوہ را + یہ کہتی ہوئی قریب پہونچی ذرا پلک

افراسیاب کی جھپکی تھی نعرہ کرکے حلقہ ہائے کمند مارے آواز دی ہم ہیں برق طراری نہنگ بحر عیاری
طرار و خنجر گزار خواجہ عمرو نامدار چودہ حلقے کمند کے گردن مین افراسیاب کی پڑے ارے کہکر شیشہ عمرو
نے حباب بیہوشی منھ پر مارا افراسیاب چرخ کھاکر زمین پر گرا عمرو نے آواز دی ای شہنشاہ لینا کوکب
تلوار لیے ہوے جھپٹا یکایک زمین شق ہوئی ماہیان زمرد پوش بعد جوش و خروش سحر کرتی ہوئی
زمین سے نکلی نکلتے نکلتے ہاتھ مین دانے ماش کے تھے کوکب پر پھینک مارے کئی خنجر ٹوٹے پیکان تیر
کٹے جسم پر کوکب کے پڑے کوکب اُنکے دفع کرنے مین مصروف ہوا ماہیان نے بیچ مین افراسیاب
کو دبایا دونون پانون مار کر غرق زمین ہوئی صاف مثل برق تڑپ کر نکلگئی ماہیان کے آنے سے
عمرو گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا تھا گلیم اتار کر اپنے کو ظاہر کیا کوکب دوڑ کر خواجہ سے لپٹ گیا کہا ای شہنشاہ
عیاران عالم ای محترم و محتشم ماشاء اللہ کیا اسوقت کام نمایان کیا اسوقت افراسیاب نے خاتمہ کردیا
تھا سر پر اُسکے تاج طلسمی پریزاد رکھ گئی تھی ای خواجہ افراسیاب نہایت صاحب اختیار ہی عکس سے
تاج کے آنکھون مین اندھیرا آنے لگا بڑی قباحت تھی جان بچنے کی اور کون صورت تھی خوب آپہنچے
خواجہ سے شہنشاہ کوکب بغلگیر ہوے باتونکے ہوے پہلے سب سردار مع ماہ رویان بیہوش پڑے
تھے خواجہ نے کہا ای شہنشاہ ان پر سے سحر اتار لیے ہوشیار کیجیے کوکب نے کہا خواجہ اتنا تو مژدہ سنادو
کہ اسد و مہ جبین قبضہ مین آگئے عمرو نے کہا ای برادر بجان برابر یہ شب شب قیامت ہم یاران کے
ساتھ نقب سے راستہ جا بجا اسد و منتظم موجود افراسیاب نے جو کام کیا ساتھ تنگی و مضبوطی کے مجال
نہ تھی کہ اس راہ پر خوف کو کوئی طے کرتا رب اکبر نے پہونچایا شکر ہی کہ شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد
بن کریب غازی و ملکہ مہ جبین کو چھڑا لایا کوکب روشن ضمیر کا خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا
پلٹ کے حکم دیا کہ قصر جمشید سے فلان صندوق مین شیشۂ آب دیدۂ سحر موجود ہی اُسکو
بہت جلد لاؤ ملازمان باآبرو و خیر خواہان خوش رو فوراً شیشۂ آب نایاب کو لائے کوکب نے اُسی پانی
سے منھ مہرخ وغیرہ کے دُھلائے چہرے سردارونکے مثل ماہتاب روشن ہوگئے گویا آب حیات تھا فوراً
اُٹھ بیٹھے سب سردارونکے بعد کوکب نے اپنے گوہر بے بہا کا منھ دُھلایا یاران بھی اُٹھین ملکہ مہرخ و بہار
و نافرمان و شکیل جادو و رعد و برق و ملکہ سرخ مو سے کاکلکشا و خورشید زرین تحرو باغبان قدرت
و دمار قدرت وغیرہ اُٹھے آپسمین گلے ملنے لگے دہی باغ نگارین جو ابھی محل رنج و الم تھا اب قدرت سے

باغبان قضا و قدر کی پربہار ہوا شاخین جھومین درختون نے سرکشی کی غنچے مسکرائے پھول رنگ لائے نرگس کی آنکھڑیان نشیلی ہر شاخ نخل رنگیلی سنبل کی زلفین لہرائین سوسن نے ہولیان گائین بلبلونکے چہچہے کبک خوش رفتار کے قہقہے سوسن کی زبان درازی دیکھکر طائران خوش الحان کو تاب نہ آئی یہ اشعار زبان پر جاری کیے

اشعار بہاریہ بطور خمسہ

کچھ خبر دیتی ہے فریاد عنادل باغ مین ۔ کوئی پھولیگا شگوفہ آج اے دل باغ مین
موت کا سامان ہے یہ رنگ محفل باغ مین ۔ زعفرانی پہنے ہے جوڑا وہ قاتل باغ مین
ہنس رہے ہین گل برنگ زخم بسمل باغ مین

دیکھ الفت کے اثر چل تو بھی اے دل باغ مین ۔ یہ تماشا یاد رکھنے کے ہے قابل باغ مین
نام عاشق اس سے ہوتا تھا جو حاصل باغ مین ۔ آکے فرماتا ہے وہ لیلی شمائل باغ مین
بید مجنون کے تلے ٹھہرا و محمل باغ مین

خوب گلگشت ہو مین جام پر جام سے پیے ۔ تا زبان ہوش ہو جو کچھ ارادے سے کیے
اے صبا خود رفتگی مین روے گل کیا دیکھیے ۔ چاہیے سیر چمن رنگین مزاجون کے لیے
ہم سے دیوانے ہین کب جانے کے قابل باغ مین

کچھ دنون ہے سربلندی پھر وہی افتادگی ۔ اپنے اپنے وقت پر ہر شے کو ہوتا ہے یہی
نخل عریان منتظر ہے پھول کی سر پگڑی ۔ آمد باد خزان کیا ہی قیامت خیز تھی
شور محشر بن گئی آہ عنادل باغ مین

کیا خداوند ازل نے حسن کو بخشا فروغ ۔ جلوہ ہوتے ہی روش کے شمع کا گل تھا فروغ
خودنمائی پر جو آیا روے روشن کا فروغ ۔ پرتو رخسار جانان سے بڑھا ایسا فروغ
چاندنی کو ڈھونڈھتا ہے ماہ کامل باغ مین

اسقدر طوفان اٹھا سب شناور ڈر گئے ۔ باغبان صیاد گلچین غرق ہو ہو مر گئے
حوصلے دریا دلی کے قہر برپا کر گئے ۔ بحر اشک بلبل گریان سے جل تھل بھر گئے
خاک دکھین شاہد گل لطف ساحل باغ مین

لاکھ پھولے زیادہ ہین ہمارے دلکے داغ ۔ دیکھتا ہے جب کبھی ہوتا وہ گل باغ باغ

میری باعث مست گلچین سے ہی اُسکو فراغ	سیر گلشن سے شگفتہ ہوگیا ہ خوش دماغ
	بوے گل ہی مثل دود شمع محفل باغ مین

شب سرداران نامی و ساحران گرامی مثل گل شگفتہ و خندان شکریہ باغبان قضا و قدر بر زبان آپسمین ایک سے ایک بغلگیر کوکب سے خواجہ نے کہا اب ہم لوگ اپنی بارگاہ مین جاتے ہین کوکب نے کہا ہم عقب مین آتے ہین دیدار فرحت آثار طلسم کشا سے فیضیاب ہون دشمنون کے دل جلا کر کباب ہون ملکہ مہرخ و بہار و جملہ سردار تخت سحر کے تیار ہوے خوشی خوشی سوار ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے کوکب و بران و ملکہ اختر بن سہیلان و ملکہ مجلس جادو و ملکہ شگوفہ سحر ساز خوشرو وغیرہ قصر جمشیدی مین آئے باور جہار وست و خورشید روشن راے کو کوکب نے حکم دیا کہ کشتیان جواہرات کی براے نذر طلسم کشا و پیشکش ملکہ مہجبین حور لقا آراستہ کرو براے لشکر و ردیان عمدہ تقسیم ہون کہ جنکی آب و تاب سے فلک اطلس شرمائے ہر ملازم خوشی سے پیرہن مین نہ سمائے ہمارا و خواجہ عمرو کا چولی دامن کا ساتھ ہی دشمن کا گریبان ہی اور ہمارا ہاتھ ہی کارگزاران شہنشاہی تیاری مین معروف ہوے ساقی نامہ ورخشن رہائی اسد و جبین

ہی عشرت باغ ہر برو دشت
اب دور فلک سے دل ہوا شاد
ہی مستی بادہ خوار کے دن
کیا رنگ چمن بہار پر ہے
شمشاد دکھڑا ہی سخت حیران
ہی وجد فزا نواے بلبل
کیا چیز ہی ہاے قمری
کیا کیا ہی مچا رہا ہی دھوم ابر
سیر گل و لالہ زار دیکھین
شاید اسی طرح چین آئے
مسرور ذرا ہو جان غمگین

پھر لب سے مرے آکے لگا دے
ہی نام محل کا مہر آباد
تزئین چمن سے کیجئین یہ ایام
عالم گل و لالہ زار پر ہی
اور دیکھئے جلوہ ہاے شمشاد
قربان ترانہ ہاے بلبل
باندھے ہی ہوا نسیم کیتی
آتا ہی مدام جھوم جھوم ابر
بیٹھین لب آبجو یہ یک دم
جی ٹھہرے کچھ اضطراب جائے
ہو چارہ پذیر درد الفت

ساقی ہین یہ روز ہاے گلگشت
ساغر کی متصل پلا دے
ہین جلوۂ نوبہار کے دن
گلگشت چمن کے ہین یہ ایام
آتا ہی نظر جو سرو بستان
پابند طرب ہی سرو آزاد
دلکش ہی غضب صداے قمری
ہی روح فزا نسیم کیتی
چل سوے چمن بہار دیکھین
پی جائین سبو سبو یہ یک دم
پائے دل مضطر تسکین
اُٹھ جائے جہان سے گرد کلفت

پامال کرے نہ یون غمِ عشق
اس حالِ خراب سے چھٹین ہم

جینے دے عذاب ہمدمِ عشق
خوناب کہان تلک پیے دل

اب رنج عذاب سے چھٹین ہم
تڑپے ہی شراب کے لیے دل

نغمہ سنجان شاخسار ریاض خوش بیانی و زمزمہ پردازان حدیقۂ سخندانی گلچینان دوحۂ تحریر اثمر ریزہ بہ فیران گلشن تسطیر ولید بر غنچۂ انجمن مشتاقان مین یون چہچہے کرتے ہین شعر مرتب کی چمن این داستان ہ چنین سے نگارند ہا عزو شان ، شہنشاہ تجبر گزاران دمر بندۂ جادوگران باج ستانندہ از شہ کافران افسر عیاران صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو نامدار مع مہرخ و بہار وغیرہ آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے حکم قضا شیم صادر ہوا کہ بارے ملکہ مہ جبین تکلف تمام تخت طاوسی آراستہ ہو و برائے سر بر بیشۂ جرات نہنگ بحر جلالت سرخیل پہلوانان آتی اسد غازی ڈنگل جواہر نگار پیراستہ ہو کارگزاران لشکر ظفر اثر و جان نثاران نامور کمر ہمت باندھکر بصد کر و فر آمادہ ہوئے بارگاہ گردون اشتباہ زر بفتی وہ استادہ ہوئی کہ شبہ پر توجیسکا خورشید درخشان سے ہمسری کرتا تھا طنابین زلف حور کی استادے الماس نگار ستون مرصع کار تھا مین پردہ پوش صاحبان عفت پردہ پردۂ دار حجاب نشینان عصمت حمام کے گرم کرنے مین ضمانان جابکدست سرگرم ہوئے نازنینان دریا دل جوانان آبرو دار دو جانب حاضر ہین ایک سمت اسد شیر دل ایک جانب ملکہ مہ جبین الماس پوش کو لاکر داخل کیا حوض نایاب پر از آب صاف و شفاف جسکے سامنے گوہر نے آبرو مہر و ماہ فلک کو آئین غوطے لگانے کی جستجو اسد نامدار غسل کرکے حمام خانہ مین آئے صاف ثابت ہوتا تھا کہ وہ ماہ تابان برج آبی سے برآمد ہوا کنیزان ذیہوش ملکہ مہ جبین الماس پوش کی خدمتگزاری مین مصروف ہین ملکہ مہرخ و بہار و جملہ تاجداران عالی وقار شاہزادیان حورنژاد دونون کے استقبال کو باادب تمام ایستادہ ہوئین سب کو قاعدے پیشوائی کے بخوبی یاد ہین سب گوش برآواز ہین اپنے تیر اقبال پر نازکنیزین بڑھ بڑھ کے خبر دے رہی ہین ملکۂ عالم قصر حمام سے برآمد ہوا چاہتی ہین لباس زیب جسم فرما رہی ہین کوئی تاجدار ہانپتا ہوا اڑھکر آتا ہے اسد غازی کی تشریف آوری کی خبر سناتا ہے کہ لباس جسم اقدس پر آراستہ کر چکے سلاح خانہ مین تشریف لیگئے ہین مسلح ہوکر برآمد ہونگے آنکھین مشتاقان دیدار کی نرگس وار کھلی ہین تخت طاوسی آراستہ ڈنگل جواہر نگار پایۂ چہارم تخت پر بصد کروفر بچھایا گیا یکایک صدائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بلند ہوئی روح سامری و جمشید دردمند ہوئی سب نے نگاہ اٹھا کر دیکھا

ایک جانب ملکہ مہ جبین سمبر غنچہ دہن گلبدن قد دلجو رشک سرو لب جو چہرہ ماہ تابان جبین آلودہ خورشید
درخشان ابروے خمدار کو کس سے مثال دون ہلال فلک کیونکر کہون یہ ابروئین یکتا ہلال انگشت نما
خنجر ہین یلموا مین قدرت پروردگار مین عارض بدر آسمان کمال ہین گل تر کشا ناقص نشان ہو
لب جان بخش عیسی مریضان محبت غنچہ دہن تنگ اسرار الفت دندان موتیون کی لڑیان جب ل
بیمثال حیرت افزا سانچے مین ڈھلا ہوا سراپا ایک جانب سے اسد نامدار بصد شوکت و فر
سلاح ذات پر آراستہ رستم شوکت فریدون جلالت چہرہ پیلفزا آفتاب ماہتاب شہریاری پیشانی
کوکب شش جہت افروز جہانداری دہن کی صنعت مین فکر جو کی ظاہر ہوا کہ ایک بات ہے لبون سے پیدا
اعجاز کرامات ہر شیر صولت رستم ہیبت صاحب علم و نشان روح روان حمزہ صاحبقران کے بیٹے
سرداران صف شکن تیغ زن فنون جرأت سے ماہر غیر ساحر ساہ مین تماورن کے شاہزادہ والاقدر
کو لیے ہوے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوے خلعت ہاے فاخرہ سرداران ہی کے زیب جسم
بارہ ہزار کنیزان مرصع پوش ایک ایک حسن مین بے نظیر چہرے رشک ماہ منیر ناز و کرشمہ انداز ہمدم و ہمراہ گرد
ملکہ مہ جبین ایک پہلوے تخت کے ملکہ مہرخ ایک جانب معشوق گلعذار ملکہ بہار ایک پایہ پہ صاحب سطوت
وصولت باغبان قدرت جوتے پہلو بیٹھ گیا ملکہ مہرخ موسے کا کلکشا چالیس مشیر چالیس ذریچہ ہا
و ندیم ہمخواران قدیم بیٹھے اپنے مقام پہ سرخرم خاموش بحر شادی و عیش کا جوش اس کروفر جاہ و حشم سے خواجہ
عمرو مرغ زرین بنے ہوے خلعت فاخرہ سے مخلع زرہ ہی آنکھیں چمکتی ہوئین پشت پر جانماز بیگی
مہتر برق فرنگی عاقل و کامل مہتر ضرغام شیر دل آفتاب نام افروز مہتر جالنسوز صاحب لغدہ گران
مہتر قران عیار بیباک مہتر چالاک باہمہ عیاری سے آراستہ تنظورہ ہاے زر لفتی سے پیراستہ ملکہ
مہ جبین کو تخت زرین پر جلوہ فرما کرا کے اولان اول خواجہ عمرو نے نذر دی ملکہ مہ جبین مسکرائین کہا
تو نظیرین تو خود محتاج ہون میری نذر پہ ہاتھ رکھے اب کل سردار نذر دینگے ہم لیتے جائینگے جمع رکھین گے
وقت پر حساب سمجھا دینگے خواجہ عمرو یہ کہکر دامن پھیلا کر کھڑے ہوے نذرین گذرنے لگین سب سے پیشتر
ملکہ مہرخ یہ کہکر جھکین کہ داری شکر ہے جس روز سے تمہارے دشمن قید ہوے تمہاری نیابت مین عرصہ
سلطنت پر قائم رہی آج تسکین ہوئی حق بحقدار رسید ایک سو ایک تختی الماس کی پیش کی خواجہ
دامن پھیلاے کھڑے ہین دامن مین نذرین لیتے جاتے ہین گلہاے نذر پنجہ نگارین پر رکھکر ملکہ بہار نے

سامنے اُس سرو حدیقۂ سلطنت کے پیش کیے ساحر بیدیل شاہزادہ شکیل نے تیغہ برق شال ہاتھ میں رکھکر واسطے نذر کے خم ہوا خواجہ عمرو نے فرمایا آج سپاہگری کا کام نہیں ہے نقدی لایئے جواہرات نذر میں دیجیے شاہنشاہ کیمیستان کے ملبوس جان ہو تصدقات اُتار کے ہکود و خانہ کعبہ کو روانہ کرین تمام سرداران شادان و فرحان نذرین دینے مین مصروف ہین سترہ سو نقارے سے پر چوب پڑی روشن چوکی بج رہی ہے غزلین بہار کبادکی شہنائی مین بجا رہے ہین نائین اُمیدوار ہے ہین اسد شیر دل دنگل سپہ سالاری پر جلوہ فرما شوق حور نژاد پر نگاہ محبت پڑ رہی ہے ملکہ مہ جبین تخت طاؤسی پر شوکت و سطوت جلوہ فرما لی تفو نگی آمد کا ہنگامہ کئی ہزار طائفے در دولت پر حاضر ہین دار و غہ ارباب نشاط جوانان خوش رو منتظم کارگزاران سبکے ناظر ہین ہزارہا خیمہ استادہ ہوا ہے سرداران نامی کی بارگاہین اپنے اپنے مقام پر بازارین دلچسپ دوکانین عمدہ دو کانداران طرحدار بازار کھلے ہوئے بیع و شرا پر تلے ہوئے ہر مقام پر سامان عیش و عشرت مہیا کل لشکر مین جشن کی دھوم تاجران جلیل القدر چلے آتے ہین دوکانین لیکر اشیاے نفیس بجا رہے ہین چند عرصہ اس سامان مین گذرا تھا کہ شاہنشاہ زرین پوش آفتاب عالمتاب سامان جشن سے بے نظیر دیکھ کر بنا بر تبدیل لباس قصر مغرب مین داخل ہوا اور سلطان گردون پناہ اجمنی خسرو انجم سپاہ مشیران وزیران ثابت و سیارگان ہمراہ فرش چاندنی آراستہ کرکے برائے ملاحظہ تماشاے دلپذیر بصد توقیر فلک نیلی پر جلوہ فرما ہوا کارگزاران شاہی سامان روشنی مین مصروف ہوئے شہار جشن

ہر طرف فوج مین ہے آرائش	ہر روش کی نہین ہے گنجائش	شیشہ باز فلک ہے آتشباز
کہکشان سے ہوا ہوائی ساز	نہین رستون مین روشنی کے دیے	انجم ہے چشم روشنی کے لیے
شب شادی کی دھوم کیا بات	روز روشن بھی روشنی سے رات	آو ساقی کہ جمع ہین احباب
سب مہیا ہین عیش کے اسباب	لادہ جون آفتاب ساغر زر	آب گلرنگ سے لبالب کر
گل چمن زار و دشت و در کی سیر	ہین نہال آج آشنا و غیر	گل نمط دل شگفتہ سبکے کیے
خلعت فاخرہ سبھون کو دیے	ہر طرف رقص مین ہین دلربایان	باے کوبان ہین سلسلہ مویان
شادمانی سے ہو نوا پرداز	ہے یہ منظور سب درست ہون ساز	گل و لالہ سے چشم باز کرے
رنگ صحبت کو دیکھ ناز کرے	چھیڑ ساز طرب نوا کے تئین	باندھ آواز سے ہوا کے تئین
وجد مین لا تو مے پرستون کو	یاد دے تک سرود مستون کو	آو ساقی کہ روشنی ہے خوب

محو آرائش آج ہین محبوب	شیشۂ شیشۂ شراب ہی درکار	صحبت عیش کو چمکا ایکبار
لالہ رنگ رخ نکویان کو	مایۂ ناز خوبرویان کر	اس پری کو نکال شیشے سے
رنگ مجلس مین ڈال شیشے سے	ہوکے سرمست ہو تماشائی	حلم کش ہی سپہر مینائی
بل گلابی کو ہاتھ مین لے لے	ایک دم جام متصل دے دے	ٹھاٹھر بندی جابجا ہو رہی ہی

روشنی سے چراغان کے زمین بہتر از چرخ برین بارگاہ مین جھاڑ نایاب انتخاب کنول اُسکے روغن گل سے معمور جنکی روشنی سے عندلیبان گلشن عیش کو سرور بتیون مین تازنگاہ پری رویان یا شعاع آفتاب تابان بیاض سفیدی سحر وصل معشوقان صفا پرور کی چربی اُسکے فتیلے نازنینان حور پیکر نے اپنے ناز و کرشمہ کے سانچے مین ڈھالے الماس کی ہر ایک مرد نگ ہی آبروے گوہر بے بہا

جسکو دیکھکے رنگ ہی ظلم	طرفہ فرشی کنول پہ تھا جوبن	نو دولہا ایک جا یہ تھا روشن
تیل پانی کے وہ چڑھے تھے گلاس	جن سے شرمائے ساغر الماس	فلک انجمن کے تارے تھے
یا کلس عرش کے اُتارے تھے	زور دیوار گیریون پہ بہار	کیسے پستان شاہد دیوا

پردے بارگاہ زرلفتی کے اُٹھے ہوے ہین کہ آسمان سے لگا ابر مرواریدی ظاہر ہوا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ بھتیجی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کی ملکہ ختن جمیلان فیل زور شمشیر زن تخت سے اتری بارہ سو نازنینان مرصع پوش ہمراہ شوکت و شان لشکر دیکھتی ہوئی خوشی سے چہرہ گلنار گلشن حسن پربہار داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی مہ جبین واسد کو نذر دی کرسی جواہرنگار پر مثل عرش منزل مین وہ ماہ تابان جلوہ فرما ہوئی دوسرا لکا یاقوت نگار بڑی دھوم سے اُٹھا معلوم ہوتا ہی کہ ہر روسے جواہر یا سے خونروان جوش مار رہا ہی ملکہ بران گرد و پیش زادان حور پیکر و زیرزادیان رشک شمشاد بارہ ہزار و صاحبان خاص ماہ رویان با اخلاص بارگاہ مین پہونچین نذر دی شرف خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوئین قریب تخت و انگل زرین پر بیٹھین خواجہ عمرو نے پوچھا ای نور نظر شہنشاہ کی تشریف آوری مین کیا دیر ہی ابھی تک آپکے انتظار مین ناچ نہین شروع ہوا ملکہ نے دست بستہ عرض کی سوار ہوچکے ہین تشریف لایا چاہتے ہین یکلخت نا شام تھا کہ ابر نورانی بصد ہیبت وجلالت مثل آفتاب تابان ہوا سب نے دیکھا کہ آگے آگے شہنشاہ زرجلیس زرین علم صاحب جاہ وحشم علمدار شہنشاہ کوکب فیل مست پر سوار ہو شعری سواری کے فیل کی وہ دھوم + جیسے ابر بہار آوے جھوم + علم زرنگار کی چھڑ طبل مین دبائے ہوے پھریرا زرفشان

پرچم گیسوے حور جنان اس شوکت و شان سے شہنشاہ پرچیں فیل سے اُترا پشت پر بارہ ہزار جوانان
خوبرو و خوشخو چتر کو ایک مقام پر گاڑ دیا خود منظر آمد شہنشاہ میں صف باندھکر ٹھہرا ایک جانب سے شاہزادہ
جمشید بن کوکب مرکب بادر فتار پر سوار بارہ سو شیر دل مصاحب کمسن کم کم سبزہ آغاز جرات و شوکت
مین سرفراز گھوڑے سے اُتر کر یہی مشتاق آمد پدر عالی مقدار ٹہلنے لگا ابھی ابر عظیم اُٹھا کی ہزار طائر
زیرا بر زمزمہ سرائی کرتے ہوے روے ہوا پر ٹھہرے ابر ترحق ہوا سب نے دیکھا شہنشاہ کوکب بعد توقیر
گرد پہلوؤں مین چار دن وزیر بلور چہار دست سپہ سالار نامور پایہ تخت پر شاہ کے ہاتھ رکھے ہوے
اس شد ومد سے آکر پہنچا تخت جواہر نگار سے اُترا مع شہنشاہ پرچیں زرین علم و جمشید والا شم قریب و نزدیک
وزیران خوش تدبیر داخل بارگاہ ہوے اسد نامدار برائے تعظیم کوکب روشنضمیر و نگل سے اُٹھے کوکب
نے چاہا قدمون سے لپٹ جاؤن اسد نامدار نے سر سینے سے لگایا کوکب کی آنکھون سے آنسو ٹپک
پڑے جمال ہمشیال سطوت و دولت وقد و قامت کو بہ نگاہ حسرت دیکھا ہائے مثل آئینہ چہرے پر حیرانی
چشمۂ چشم سے اشکونکی طغیانی عمرو نے بڑھ کر رومال سے اشک کوکب پاک کیے کہا بجائی آج روز
عیش و فرحت ہے بیقراری اشکباری کیسی سجدۂ شکر بے نیاز کرو اسکی رحمت پر ناز کرو کیا عنایت ہوئی
مجھ سے ضعیف مشت استخوان کو مرتبہ سلیمانی عطا فرمایا اسد شیر دل کو گنبد نور سے رہا کر کے لایا کوکب نے
جواب دیا خواجہ خوشی کی تو انتہا نہین مگر اسوقت یہ خیال آیا کہ اس عرصہ دراز تک یہ ماہ اوج صاحبقرانی
بیچ گنبد نور مین غروب رہا کیا رنج والم سہے شاہ جلیل پروردہ مسند ناز و نعم پکایک یہ ہجوم غم والم
اسد ان کی کسے امید تھی آج دیدۂ دل زیارت آفتاب چرخ صاحبقرانی سے روشن ہوے اسی کی حسرت
ہے اسوقت دل پر ہجوم لشکر عبرت ہے کلام حسرت انجام کوکب پر دل سرداروں کے آنسو بھر آئے ہر ایک
نے اشک حسرت ٹپکائے کوکب نے دیکھا ایسا منغض عیش کا رنگ دگرگون ہو لیٹ کر تختی الماس
کی دست زبردست پر رکھکر سامنے ملکہ مہ جبین الماس پوش کے خم ہوئے عمرو نے مسکرا کر کہا برادر
تمہاری نذر کی کیا ضرورت ہے اگر قبول نہوگی تم رنجیدہ ہو گے تمہارا ملال ہمکو گوارا نہین ہے لاؤ بسم اللہ
خوشی تمہاری گلے سے اُتار کر لنٹھا یاقوت احمر کا شریک کر دو کہ تمہارا نام ہو چلتے وقت پھر لینا کوکب
نے ہنسکر چند دانے یاقوت احمر کے جیب سے نکالے نذر مین شریک کیے خواجہ نے یہی مال نذر زنبیل کیا
کوکب روشنضمیر کو ونگل یاقوتی پہلوے اسد غازی مین ملا آج پہلے پہل کوکب نے اسد نامدار کو

دیکھا جب اسد گنبد نور پر قید ہو چکے تھے تب خواجہ عمرو بعد عیارا نطرف ملک کوکب کے گئے اور شرکت
کوکب ہوئی آن نگاہ جو جمال بیمثال پر پڑی ہر حیران جمال و محو دیدار خلق سے اسد کا کلام کرنا اور فرمانا
کہ ای شہنشاہ طلسم نور افشان ہم نہایت ممنون و مشکور ہین کہ محبت اہل اسلام مین کیا کیا کام نمایان ہوئے
گنبد نور مین ربانی جادوون کے ہمکو خبرین ملتی تھین جس زمانے مین جہانگیر لے آکر آفت برپا کی اور یوح حاصل
کی سُن سُن کے دل جگر پر تھا کلیجہ منہ کو آتا تھا کہ اگر یہ خبر رہا ہوتا تو ہمکو لطف ملتا آخر ثابت ہوا کہ نور نظر
نانا جان کے ہین وہ آکر زیر کر کے بیٹھے ای شہنشاہ اس رہائی کو قید سے بدتر جانتا ہون جس خواہش
مین مین آیا ہون اُسکا ابھی تک نشان بھی نہین ملا ماموں جان نجم گردہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر
پہلوانان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن نہین معلوم کس مقام پر قید ہین ای شہنشاہ ہم تو آجتک
بالکل بیکار مجبور و ناچار رہے نانا جان کو خدا سلامت رکھے اگر انکا قدم نہوتا کون ہمکو قید سے افراسیاب
کی چھڑاتا بزرگ ہزار ہا منزل پر یہان تو دربار مین یہ باتین ہو رہی ہین مگر دو کلمہ داستان افراسیاب
خانہ خراب کے بیان ہوتے ہین باغ ملکہ زمان شمشیر زن سے ملکہ ماہیان زمرد پوش بجوش و خروش لیکر
افراسیاب کو باغ سیب مین آئی ملکہ حیرت جادو و سرما برف انداز و ابریق کوہ شگاف
و مصور جادو و صورت نگار وغیرہ بھی یہان پہونچے میلا تو رہم و برہم ہو گیا سب بادشاہ اپنے
اپنے ملک کو گئے ماہیان زمرد پوش نے افراسیاب جادو کو ہوشیار کیا افراسیاب جادو
غصہ مین آٹھا کہا کہ نانی امان تم مجکو کیون لائین ہاے اسد غازی چھوٹ گیا مین اپنی جان دونگا
حیرت رونے لگی بال کھول دیے کہا ہے ہے میرے شہنشاہ کو کیا صدمہ پہونچا ماہیان نے کہا ای حیرت
خاموش رہو ایسا نہو کہ میرا بچہ گلا کاٹ کے مر جائے اگر اسد غازی چھوٹ گیا تو ہمارا کیا نقصان ہوا
نمکحرامون نے یہ فساد برپا کیا ماران زمین کن و اسرار جادو اگر نہ شریک ہوجاتین عمر بھر اسد غازی
نہ رہا ہوتا ان نمکحرامون کی فکر واجب و لازم ہے ملکہ حیرت جادو تم سامان لشکر کشی کرو جا کر مقابلہ مین
آخر اسکی تدبیر کیجائیگی جب ماہیان نے اسطرح کہا تو افراسیاب بھی بول اُٹھا کہ اسد غازی
کے رہا کرنے سے کیا ہوتا ہے لوح میرے طلسم کی مفقود ہے بالکل نابود ہے ماہیان زمرد پوش
نے براے تسلیم افراسیاب خانہ خراب جلسہ عیش و نشاط آراستہ کیا ملکہ حیرت جادو و مصور
و صورت نگار وغیرہ کو ہمراہ لے کر اپنے لشکر مین چلی افراسیاب کو ماہیان زمرد پوش نے

شراب پلا کر مطمئن کیا اس اثنا مین ملکہ صرصر و صبا رفتار وغیرہ پانچون عیار بچیان افتان وخیزان حیران و پریشان متردد و متفکر و متوحش آکر سوچنے لگین دیکھا افراسیاب نشہ شراب سے مست بیٹھا ہوا لاف وگزاف کر رہا ہے صرصر نے بڑھکر سلام کیا افراسیاب نے کہا اے صرصر ملکہ حیرت مع لشکر مقابلہ مسلمانان مین گئی ہین تم بھی جاؤ خبردار ابھی طبل جنگی نہ بجوانے دینا مقابلہ کا قصد نہ کرین ما بدولت خود کدوکاوش کرینگے قتل مسلمانان مین کوشش کرینگے ہر چند کہ ناظمان دربند بھی آمادہ تھے مین مانع ہوا کہ سمجھ کے انتظام کیا جائیگا پانچون عیار بچیان بھی فوراً روانہ ہوئین یہان ملکہ حیرت جادو مع لشکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوئین لشکر اہل اسلام سے کوس بھر ہٹ کر بارگاہ حیرت جادو بنا دی گئی ہے بموجب طریقہ قدیم بارگاہ مین آئی تخت پر بیٹھی پانچون عیار بچیان بھی آئین سب ملکہ حیرت جادو کو بہلا رہی ہین رنج رہائی اسد مین انتہا کا اٹھایا ہے سب سے زیادہ مرشد زادہ مصنور بدخو سمجھا رہا ہے کہ اے ملکہ عالم تصویرین کھینچکر دیکھیے تو مسلمانون کا کیا لقشہ کرتا ہون اگر ان سب کو دیوانہ کر کے نہ مارا تو نام اپنا بیرہ سامری بنایا امین حیرت نے ملکہ صرصر سے کہا جا کر خبر لشکر باغیان لاؤ آج تو سب گورطے مشکل سے بچھلے بیٹھے ہونگے طلسم کشا کو چھڑا لیا اپنے نزدیک بڑا کام کیا ہوا صرصر سامری نہ کرے کہ میرے شہنشاہ کو غصہ آ جاے نگوڑون کو جان بچانا مشکل ہوگا جلد لیکر آنا فوراً ملکہ صرصر شمشیر زن براے خبر طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوئی یہان بارگاہ اہل اسلام مین ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے صحبت جشن آراستہ در دیان نئی تقسیم ہوئی ہین باغ مسلمانان مین بہار

ہے باغیون کو خار ہے نظم ہو مبارک یہ جشن خوش انجام کچھ مزے سے بھی آشنائی کر	ساقیا دے وہ مے جو باقی ہے دور گردون بکام عیش مدام پڑھ غزل میر کی جو ہووے یاد	شادی ایسی بھی اتفاقی ہے اے مغنی غزل سرائی کر انکو اس فن مین کہتے ہین استاد
غزل میر تقی میر کب تک آئینے کا یہ حسن قبول دیکھین ہم سب جب ایسی تو بھی ہو سرکشی گل کی خوش نہین آتی ہو تو گل ہی کی گفتگو بھی ہو	موسم ابر ہو سبو بھی ہو سنہ ہزار اسطرح کبھو بھی ہو ہے غرض عشق صرف ہے لیکن ناز کرنے کو یار دو بھی ہو دل تمنا گدا تو ہے ہر سے	گل ہو گلشن ہو اور تو بھی ہو ہو جو تیرا سا رنگ گل کا ہے شرط یہ ہے کہ جستجو بھی ہو اسکو بلبل ہے دم کشی کا دماغ ہو تو اسکی ہی آرزو بھی ہو

تمام لشکر مین چراغان ہر خیمہ مین نازنینان پریوش مجرے کر رہی ہین بارگاہ اسد نامدار تو اسوقت
نمونہ بہشت عنبر سرشت ہی تمام تاجداران تخت نشین شاہزادیان گلفام گل اندام فصاحت آئین
اپنے اپنے مقام پر بیچ مین اسد غازی ایسا ماہ تابان گرد اگرد ہجوم سیارگان فلک سے چاند
بنگاہ حسرت اس جلسہ کو تک رہا ہی ہوس ہی کہ اس محفل نورآگین مین شریک ہون بہ نگاہ آرزو اس
جلسہ کی کیفیت دیکھون ایک ایک رقاصان سیمبر گل پیرہن غنچہ دہن ناز و کرشمہ مین استاد بلا سے
عاشقان جلاد سازٹے ہوے کوئی نا سازمین تانین پڑ رہی ہین لولی فلک وجد مین ہی ساقیان
سیمین ساق جام و صراحی ہاتھ مین جابجا حاضر ہین دور جام صہبائے گلگون کا جوش ہی صدائے
ہوشا ہوش و نوشا نوش ہی خواجہ عمرو کسی جواہر نگار پر خلعت زرین زیب جسم الوالعزم جلوہ فرما ہین یلچون
عیار منتظم کاروبار اسوقت صرصر شمشیرزن بصورت مبدل اس بارگاہ فلک اشتباہ مین آکر
پہونچی سامان جشن و عیش دیکھکر محو حیرت ہوئی الٹے پاؤن پھری سامنے ملکہ حیرت کے آئی
مگر گھبرائی ہوئی کچھ مسکراتی ہوئی ملکہ حیرت نے پوچھا کیون صرصر خیر تو ہی اسوقت تو تم محو حیرت ہو
صرصر نے کہا واری کیا عرض کرون آج لشکر مسلمانان مین ایسی صحبت عیش آراستہ ہی کہ کبھی کنیز کی
نگاہ سے ایسا جلسہ فرحت افزا نہین گذرا بارہ کوس تک لشکر مین جابجا ناچ ہو رہا ہی روشنی ایسی
کہ دیدہ و دل روشن ہوتا ہی بارگاہ مین جاکر جو دیکھا ہی مہ جبین صاحب تخت طاؤسی پر طلسم کشا صاحب
دنگل جواہر نگار پر شاہان ذی وقار سے تمام بارگاہ مملو ہی ایک ایک نازنین پریجبین ہی حقیقت مین
اسوقت بارگاہ رشک گلشن ہی اب اسوقت تو کوکب روشن ضمیر نے عمرو سے فرمائش کی ہی نے نوازی
کی خواہش کی ہی حضور اب بانسری عمرو کی بجے گی آج ساربان زادہ دل توڑ کے نئے طور سے نے
بجائیگا واقفکاران علم موسیقی کو وجد ہو جائیگا مین تو آپ کے خوف سے خبر لیکر چلی آئی روح کو
اُس جلسے مین چھوڑ آئی آنکھون کے نیچے وہ سادن پھر رہا ہی تو بندی تو جاتی ہی آج کی شب ذہن رہ گئی
خواجہ عمرو کی نے نوازی سنونگی صرصر نے جو اس چرب زبانی سے کیفیت جشن کی بیان کی حیرت
بھی نہایت مشتاق ہوئی کہا کیون صرصر ہم اس جلسہ کو کیونکر دیکھین تو نے دل بیقرار کر دیا خانہ دلکو
اشتیاق سے بھر دیا صرصر نے کہا واری آج کیا مشکل ہی جلسہ عام ہی روک ٹوک کا وہان کیا
کام ہی ہمارا طلسم آنا ہی اس اژدحام مین کون کسکو پہچانتا ہی مصور نے کہا ملکہ چلو ابھی دل اڑایا

بیشک آج جلسہ بڑی کیفیت کا ہوگا ایک تدبیر ہم بتائیں ہم آپ چند کس چلیں صورتیں بدل لیں
ہماری ایلچی نہ کو نائکہ بناؤ ہمکو اُنکا آشنا قرار دو تم اور پانچون عیار بچیان نوچیان بنو بہلی مین سوار
ہوکے چلو بڑی خاطرین ہونگی پلاؤ زردے بھی کھاؤ سنت مین جلسہ بھی دیکھو یہ راے سب کو پسند
آئی صرصر تو خود بیقرار ہی اسنے بھی کہا بہت اچھا یہ خوب بات ہے اب صرصر نے رنگ روغن عیاری
کا نکالا مصور سے کہا ڈاڑھی مونچھیں مونڈ ڈالیے مصور راضی ہوا ڈاڑھی مونچھونکو رخصت کیا صورت
اُنکی صرصر نے بدلی بھاری ٹوپی گوٹے ٹھپے کا لباس بہت عمدہ مشروع کا پاجامہ ٹاٹ بافی جوتا صورت نگار
اسکی جورو کو نائکہ بنایا آپ بھی مع چارون عیار بچیونکے صورت تبدیل کی مگر صرصر شعلہ جوالہ بنکر تیار ہوئی
حیرت جادو خود حسین مہ جبین تھی اُسکے جو رنگ روغن لگایا حسن بہت بڑھا لباس جواہر نگار زیور
مرصع کا پانچون عیار بچیان مصور و ملکہ صورت نگار و ملکہ حیرت ماہ رخسار دو کنیزین واسطے خدمت
کے لیکر بہلی مین یہ سب سوار ہوکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئین کنارے پر لشکر اسلام کے داروغہ
ارباب نشاط حاضر ہے جو طائفہ آتا ہے اُسکو باعزاز خیمہ مین جگہ دیتے ہین جیسے ہی یہ پہونچین داروغہ نے
پوچھا صاحب کہاں سے آنا ہوا میان مصور بولے جناب داروغہ صاحب بی نور بائی دکن سے
آئی ہین ابھی ریل سے اُتری ہین حال جشن طلسم کشا کا سنکر تشریف لائی ہین داروغہ ارباب نشاط بھی
نوجوان جمال بیمثال حیرت دیکھکر بیقرار ہوگیا سینے پر ہاتھ رکھدیا کہا بی بائی صاحبہ آپنے بڑا احسان
کیا سرکار طلسم کشا سے بہت کچھ ملیگا خدمت کو ہم حاضر ہین باتین کرتے کرتے ران پر ہاتھ رکھا حیرت
نے سسکی لیکر ہاتھ ہٹا دیا تیور پر بل پڑگئے معشوق کی جانب دیکھا مصور بول اُٹھا داروغہ صاحب آپ ہمیشہ
باتین کیجیے یہ بہت کم سخن ہین ابھی سرفراز نہین ہوئین اب داروغہ کی نگاہ صرصر پر پڑی کلیجہ تھام لیا
قریب آکر پوچھا کیون بی تمہارا کیا نام ہے صرصر طرار فرار عیارہ بلاے روزگار نے مسکراکر کہا نام اپنے
گھر مین جاکر پوچھیے ذرا اپنی صورت تو دیکھیے آئینہ تو میسر نہوا ہوگا جیتی مین موت کے تو دیکھا ہوگا آپ تو
تصویر کھینچنے کے لائق ہین صورت مین لنگور پر فائق ہین داروغہ یہ بیباکی چالاکی تقریر دلپذیر سنکر
بیقرار ہوگیا اب جو پہلے بیچ مین سے چلین رسانونکی گذری روشنی تو ہر مقام پر بے انتہا ہی جوانون کی
جو نگاہ پڑی آوازے کسنے لگے کوئی پکار اُٹھا میان جلانے رہے جوانون سے تو ذرا آنکھین چار
کرو ایک نے کہا ہاے کیا انکھڑیان ہین ایک نے کہا سینے پر کیا غضب کا اُبھار ہے سنان غم کلیجے کے

یار بچی یہ جو آوازین چار طرف سے آئین حیرت نے کہا صرصر تو نے بڑا غضب کیا پہلے یہ اعتراض ہمارے ذہن مین نہ آیا کسی کو جو دیکھیگا آوازہ کسیگا داروغہ لنگوڑے نے ران پر ہاتھ رکھدیا دل مین یہ آیا کہ برق بجر گردن خرمن ہستی بجر دے گستاخ کی جلا دون میان مصور ہاتھ جوڑنے لگے کہ ملکہ واسطہ سامری جمشید کا غصہ کو کام نہ فرمانا ورنہ غضب ہو جائیگا جان بچنا مشکل ہوگی مثل چونٹیون کے سرداران مرغ دوڑ پڑینگے انہو جو کیا وہ کیا زانو پر ہاتھ رکھنے مین کیا نقصان ہوا کچھ ہو تماشا تو دیکھینگے مگر حیرت کو بہت ناگوار ہے دل سے کہتی ہے مین نے یہ کیا کیا اب تو مین خود تماشا بنگئی ہلی کا ٹھہرنا مشکل ہے جو ان تماش بین ہلی سے لپٹے جاتے ہین کوئی اشارون سے پوچھتا ہے کیا خرچی ہے حیرت غصہ مین سرخ ہوجاتی ہے جواب نہین دیتی سر جھکالیتی ہے کوئی میان مصور کے قریب آن کر کہتا ہے میان صاحب آداب عرض ہے یہ جو آپ کے قریب ہین گوری بی یہ کیا نہ لینگی مصور حیران کوئی صورت نگار سے کہتا ہے بی صاحبہ تسلیم ایک کہتا ہے ہم تو نا لگرے سے ملاقات کرینگے خوب بالدئی ٹیا سے الہی لگی صرصر ہے تو ہجوم ہے یہ تڑاق تڑاق سب کو جواب دیتی ہے مگر اپنی حرکت ناشائستہ پر نادم دل سے کہتی ہے ارے صرصر دیکھیے کیونکر آبرو بچتی ہے آغاز مین خیال انجام نہ کیا یہ کیا کام کیا اگر عیار پہچان لین تو گرفتار ہوجائین افراسیاب ناک کاٹ ڈالیگا نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا سب مجھی کو بیوقوف بنائینگے صلاح بتانے والے الگ ہو جائینگے بمشکل ہلی خیمہ تک پہونچی ہرکارے چپراسی جمع ہوگئے ہر ایک نام پوچھتا ہے مصور جلدی سے خیمہ کے اندر سب کو لیکے داخل ہو گیا پردے چھوڑ دیے حیرت نے ایک دو تھپڑ مارا کہا مرشد زادے آپ نے غضب کیا کسبی بنا کے لائے بازاری پیشہ یہ قوم تو سب سے بیحجاب ہوتی ہے مردوے مجھ پر ٹوٹے پڑتے ہین اگر سن پائیگا امیر حمزہ مجھے کہا جائیگی آپ لوگون کا کیا جائیگا دیکھیے کیا ہوتا ہے مصور نے کہا یہ گھبراؤ کیا کسی کے ہاتھ لگانے سے کچھ نقصان ہوجاتا ہے ہمارے مذہب مین ان باتون کا عیب نہین ہے جب نجاست ہوتی ہے چودھری صاحب پکار کے کہدیتے ہین راد گلی کا معاملہ معاف ہے جرمانہ نہ شکرانہ ایک دو مرتبہ مین عورت گنہگار نہین ہوتی ہم افراسیاب کو جواب دے لینگے جس واسطے یہ جفا اٹھائی ہے منے تو اپنی قوم کی صورت بنائی ہے رہ سامری مین کچھ شرم نہ آئی تم ناحق بیقرار ہوتی ہو یہ باتین تھین کہ داروغہ صاحب خوان کھانے کے لیکر آئے ہمراہ مزدورون کے اترواے حیرت کے پاس

بیٹھکر کہا تو جان جہان خاصہ نوش کرو حیرت نے مصور کی جانب دیکھا مصور جلدی سے بیچ مین آگیا کہا داروغہ صاحب چھنگلی سے بات نہ کرو یہ بہت کم سخن ہے ٹرکی کی طرف آؤ داروغہ صرصر کی طرف بڑھے صرصر نے کہا موئے کلموہے تیری شامت دامنگیر ہے جا کے رنڈیون کو کھانا پہنچا ایک ایک پہ گرا پڑتا ہے کچھ ہو بھی سکتا ہے کہ خالی منھ سے مزا نکالتا ہے جو رواکی تو جاکے خبر لے وہ کوٹھے فراقی ہونگی تیرے یار کو بلاتی ہونگی یہ کہکے داروغہ صاحب کا منھ چڑھا دیا پٹے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا داروغہ صاحب ہنستے ہوئے چلے مگر مصور سے پوچھا آپکا کس نام سے ذکر کرین میان مصور نے کہا طائفہ ڈنو بلی کے نام سے مشہور ہے میرا شیخ ہینگا نام بتا دیجیے گا اب ہمکو جلدی طلب فرمایئے صحبت مین بلوایئے داروغہ صاحب نے کہا ابھی جاکر بلوا آتا ہون صرصر نے داروغہ کا دامن تھامکر پوچھا ارے کلموہے یہ تو بتلاتا جا خواجہ عمرو کی ڈفنوازی مین کیا دیر ہے داروغہ صاحب نے کہا اب سامان ہو رہا ہے ابھی تک تو طائفون کا ہنگامہ تھا کئی ہزار طائفہ ہے ملکہ مہرخ نے آج دروازہ خزانہ کا کھول دیا ہے روپیہ لٹ رہا ہے جو اس جلسہ مین آئیگا نہال ہو کر جائیگا علاوہ زر و جواہر کے جاگیرین پائیگا سب طائفے مشتاق خواجہ عمرو کے بیٹھے ہین بارہ بجے خواجہ شروع کرینگے یہ کہکر داروغہ رخصت ہوا میان حیرت نے غصہ مین کہا نکھایا مصور و صورت نگار نے چلو دردسے پر خوب تھے رہے یہ تو بیفکرے ہین لیکن حیرت کو نہایت انتشار ہے مگر جلسے کا وہ اشتیاق ہے کہ سب کچھ گوارا ہوا تھوڑے عرصے کے داروغہ صاحب نے آن کر کہا میان شیخ ہینگا صاحب چلیے تو چیون کو اپنے ساتھ لیجیے سرکار سے طلب ہے صرصر نے داروغہ سے کہا اتنا احسان کرنا ہم لوگ خواجہ عمرو کی ڈفنوازی کے بہت مشتاق ہین یہی زمانے کے اتفاق ہین کہ ہم لوگون کا آنا ہوا بادشاہ دکن کے ملازم ہین کسی طرح سے رخصت نہ ملتی تھی حیلہ کر کے آئے ہین ہمارا مجرا دن کو ہو تو بہت بہتر ہے شب کو ہنگامے مین کیا ضرور ہے داروغہ نے کہا تمہارا ابھی مہینہ بیس دن رہنا ہوگا مجرائیون مین ملازم کرائینگے بہت کچھ دلوائین گے مگر میان شیخ ہینگا صاحب ہمارا خیال رہے بی چھنگلی کی انکھڑیان مارے ڈالتی ہین پلکون کے تیر چل رہے ہین حیرت سرخ ہو کے رہ گئی داروغہ نے ہنسکر سینہ پہ ہاتھ رکھ دیا مصور حیران ہین کہ ہاتک ہتیلی دوان کس کس سے بچاؤن اب یہ سب داروغہ کے ساتھ چلے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے دیکھا عجب سامان ہین شوکت پر بارگاہ کی ماہ دھر قربان ہین سرداران ذی وقار تاجداران نامدار عیاران

نخچیر گر نازنینان پری پیکر اپنے اپنے مقام پر حیرت کی نگاہ پڑتی گل رخسار ملکہ بہار بصد شان و شوکت سے جلوہ فرما ہے زیور مین چھپو نکے لدی ہوئی عروس شب اول بنی ہوئی برچھیان بھونونکی زیب جسم انور چھپکا ہوئے ہے کا سر پر بصد حسن و ادا ناز و کرشمہ مثل کنیزان خدمتگار دست بستہ حاضر ہین ایک جانب ملکہ مخمور نشیلی انکھڑیان آشنا جادو لت چہرہ زیبا سے عیان ساغر چشم بادہ حسن سے معمور کمان خانہ ابرو مین تیر مژگان برائے دلدوزی عاشقان لیس ہین ادا کی برچھیان نگہ کی کٹاریان چل رہی ہین ملکہ مہرخ بصد کروفر چہرہ مثل گل شگفتہ تمام اہالیان دربار کی خدمت مین مصروف ایک جانب بادشاہ با توقیر نوجوان جرات مین بے نظیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر حیرت جاہ و جلال دربار دیکھکر دنگ ہوگئی نظم لاعلم

عجب بارگاہ و عجب گیر و دار | عجب بارگاہ معلے اساس
نہ پایان و جا نہ حدو سے قیاس | تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار

تخت طاؤسی پر سلیمان حشم فریدون خدم بالقیس شیم ملکہ مہ جبین تاج شہریاری زیب الوف لباس فاخرہ پر نور جواہر نگار صاحب جاہ و جلال اوج پر شیر اقبال نظم

امارت عدالت کا آئے تیرے رواج | مہ آسمان حشم ذی وقار
سمن بر سمن بو حسین گلعذار | حسین مہ جبین صاحب تخت و تاج

رعب وجلال دیکھکر یہ سب واسطے تسلیم کے خم ہوئے گوشہ بارگاہ مین بیٹھنے کو جگہ ملی اس ہنگامہ عیش مین کسی کی نگاہ نہ پڑی برق و چالاک وغیرہ کاروبار ضروری مین مصروف خلعتہاے فاخرہ پہنے ہوے کبھی بیرون بارگاہ جاتے ہین کبھی اسباب ضروری لے کر اندر آتے ہین جو حکم خواجہ عمرو نامور مہتر قران صادر ہوتا ہے یہ سامنے حاضر ہین حکم پاکر اشارہ کرتے ہین برق وغیرہ فوراً بجا لاتے ہین اتنا بڑا جلسہ شور و غل بکیفیت تمام دور جام مل رہین گرمی صحبت مین کوکب نے کہا برادر خواجہ عمرو الکریم اذا وعدہ وفا الاشتیاق اشد الموت خواجہ چپکے بیٹھے رہے کچھ جواب نہ دیا ملکہ بہاران نے مجلس جادو سے اشارہ کیا مجلس جادو چالاک خواجہ سے بیباک گستاخ اپنی کرسی سے اٹھے خواجہ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا ناجان گائیے آج خوشی کا دن ہے سب کی طبیعت مطمئن ہے عمرو نے ذرا تامل کیا مجلس نے اپنے کو زمین پر گرا دیا فوراً ایڑیان زمین رگڑنے لگی خواجہ کو کچھ نہ بن پڑا سامنے تخت ملکہ مہ جبین کے آکر بیٹھے سازندون کو اشارہ ہو سازندے آپس مین ساز کرنے لگے دم سرون کا بھرنے لگے تمام اہل محفل کی نگاہین طرف خواجہ عمرو کے ہین صرصر بنگاہ محبت دیکھ رہی ہے حیرت جادو شرائی بیٹھی ہے خواجہ نے جوڑی ذکی نکالی ناگنی سی تڑپتی ہوئی ہاتھ مین لی دامن پر رکھکر دھن پھونکی یہ غزل

عاشقانہ شروع کی غزل

میرے گھر کاہے کو آپ آئیے گا
ایسا جانباز کہاں پائیے گا
کس طرح ہجر میں جاتی ہی جان
کیجیے کچھ اور بھی فرمائیے گا
چھپ کے غیروں کو بلاتے ہیں آپ
ہاں بجا سچ ہی ضرور آئیے گا
روز کے آنے کا وعدہ نہ سہی
دو گھڑی بیٹھ کے اٹھ جائیے گا
پیٹھ موڑے تو رہے گی نہ یہ آنکھ
زلف کو چھو کے خطا پائیے گا
کل بھی منھ پھیر کے فرمائیے گا
خیر غیروں ہی کو بلوائیے گا
وصل میں کہتے ہیں بیٹھے بیٹھے
دیکھنے سیر چلے آئیے گا
دیکھیے جان پہ کیا بنتی ہی
دیکھیے دیکھیے پچھتائیے گا
جیتے جی ہو چکے واحد شاہد
چلتے پھرتے تو کبھی آئیے گا
روح قالب سے یہ کہکے نکلی
ایک کروٹ میں بدل جائیے گا
آج گھر جائیے کل آئیے گا
میرا دل پھیر کے پچھتائیے گا
آپ سایہ میں لپٹ جائیے گا
سنکے حال شب فرقت بولے
آپ تو اٹھ کے چلے جائیے گا
ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہیں
کچھ قیامت میں نہ کام آئیے گا
بات رہجائے مریض غم کی
دل کسی اور سے بہلائیے گا
ای خلیل افعی بجا ان ہی یہ

شب گانے پر عمرو کے گوش بر آواز ہیں یا د میں اپنی قید کی مصیبت کے اسد و مہ جبین کی آنکھوں سے اشکوں کے دریا بہ رہے ہیں صرصر محو حیرت غرق دریاے عبرت صورکا یہ نقشہ ہی کہ تصویر بنگیا ہی کوکب بیتاب بیقرار سب سے زیادہ ہراں ہجر دیدہ آفت فراق کشیدہ اشکبار اپنی وزیرزادی شگوفہ سے کہا میں بے سبب نہیں کہ سکتی تو خواجہ سے فرمائش کر کہ اشعار زیب النسا مخفی سابق میں جلد پنجم طلسم ہوش ربا میں دیکھے تھے مگر وہ ترجیع بند پورا تحریر نہیں ہی لطف باقی ہی اگر یاد ہو براے خدا ارشاد فرمائیے جسمیں سوگند و قسم ردیف ہی عجب کلام لطیف ہی عمرو اشارے کو بران کے سمجھا جاتا ہی عاشق زار فراق ابرج میں سیتار اہی زبان حال سے یہ ترجیع بند شروع کی ترجیع بند مخفی لائق ملاحظہ ناظرین والاتمکین

بسر عہدۂ درست قسم
بہ نگاہ تحکم سوگند
بہ نگہے برسر داغم نفشان
دیگری نیست ہر ادست قسم
بہ ادا ہاے تبسم سوگند
بوے گل برسر داغم نفشان
بہ سر نرگس مخمور قسم

بدل عاشق رنجور قسم

بہ بر و گردن عجب سوگند — بہ سرو سنبل اشہب سوگند
کہ دل از دست شدہ بجایم — مدہ ای دوست دگر آزارم

بہ حناے کف پاے تو قسم
باز گفتم بہ اداے تو قسم

بہ گل عارض رعنا سوگند — بہ خم زلف چلیپا سوگند
عاشقم عاشق گفتار توام — عاشق مست رفتار توام

بدم تیغ سیہ تاب قسم
بصفاے دل بیتاب قسم

بصف خنجر مژگان سوگند — بدل خون شہیدان سوگند
بندہ ام بندۂ دیرینۂ تو — محو مہر و غضب و کینۂ تو

بسخ عارض گلفام قسم
بہ بنا گوش دل آرام قسم

بسر جعد معطر سوگند — بجفاہاے تو دلبر سوگند
نیست غیر از مرا اعجازے — تند خو سنگدلے شہبازی

اِن اشعارِ محبت آثار نے محفل مین سناٹا ڈالدیا سمان بندھا تھا کسی مین طاقت کلام نہ تھی ہر ایک کو عمرو کے کمال کا خیال آنکھون سے آنسوؤن کا تار مزاج ناساز صرصر تو آج ذبح ہو گئی ہواے محبت عمرو مین محو و مطلق صبا رفتار سے کہتی جاتی ہے صبا رفتار تجکو میرے سر کی قسم یہ آواز کیسی گوش زد ہوئی تھی کمال دیکھو بیشک وحید عصر ہے حیرت بھی کہہ رہی ہے اے صرصر عمرو سرگروہ کاملین ہے اب علم موسیقی مین اسکا مثل نہین ہے صرصرے کہا واری عیاری مین بھی عمرو سے کا کب نظیر ہے کیسا خوش تقریر ہے آپس مین چپکے چپکے یہ باتین ہو رہی ہین کہ قضاے کار مثل مشہور ہے ع دل را بدل رہی است درین گنبد سپہر حقیر اس مضمون کو گوش زد ناظرین کر چکا ہے کہ چالاک حیرت پر جان دیتا ہے کام کرتے کرتے گھبرایا برق نے پوچھا کیون مرشد زادے خیر تو ہے کہا بھائی برق کیا کہون اسوقت کچھ خود بخود اضطراب ہے دل

محبت منزل بیتاب ہی کئی دن کا زمانہ گزرا اپنے معشوق پریچہرہ کو نہین دیکھا بڑا تعجب ہی کہ اتنا بڑا جلسہ
عیش آراستہ ہوا کہ اگر جمشید زندہ ہوتا اِس باغ عیش کی گلچینی کرتا خدا کی عنایت ہے ایسی کیفیت ہی اوجہ اندر
کے اکھاڑے کی کیا حقیقت ہی کیا کیا نازنینان حوروش جمع ہین بارگاہ مین اسوقت قیامت برپا ہی قبلہ و
کعبہ نے ایسی ذی بجائی طبیعت بھر آئی مخفی کے اشعار ایسے پڑھے کلیجے پر چھری چلنے لگی یقین ہی کہ عیار بچیان
اس جلسہ مین ضرور آئی ہون یہ بھی خیال ضرور ہی غافل رہنا سراسر قصور ہی برق نے کہا مرشدزادے
بہت بات معقول کہی دیکھ بھال ضرور چاہیے ہی استاد آج رنگ مین بھنگ مین فرمادیا ہی سب باتون کا خیال رکھنا
یہ کہکر برق و چالاک دونون کے دونون اندر آئے مصور نے ملکہ حیرت سے کہا ساقی نیچے سب طرف
شراب پلا رہے ہین اِدھر نہین آتے دور مین ہم نہین پاتے حیرت نے کہا ابھی مرشدزادے چپکے بیٹھے رہو
حال نہ کھلجائے اسکو غنیمت جانو مگر مصور نے چالاک کو دیکھکر اشارہ کیا چالاک قریب آیا مصور نے کہا
مہتر صاحب بی نوربائی کے ساتھ والون کو شراب نہین پہنچی ہم لوگون کی شراب جنم گھٹی ہی چالاک نے
کہا ابھی حاضر کرتا ہون صرصر و صبا رفتار تو عیار بچیان ہین انھون نے چالاک کو دیکھکر منہ پھیر لیے چالاک
نے جو لغو مصور سے آنکھ ملائی بہ نگاہ اول پہچانا کہ یہ تو مصور جادو ہی اب تو بیٹا صورت نگار کو بھی پہچانا
پہلو مین صورت نگار کے بی حیرت سر جھکائے شرمائی ہوئی آنکھ نہین چار کرتین چالاک نے ہاتھ بڑھا
رکھکر کہا جانی ذرا سر تو اُٹھاؤ یاردن سے نگاہ ملاؤ شراب تمھارے واسطے لاؤن اپنے ہاتھ سے تمھین
پلاؤن حیرت نے سر اُٹھایا گھبرا کے کہا نہین ہم شراب نہین پیونگی چالاک سے نگاہ جو چار ہوئی سنان
مژگان دل کے پار ہوئی شرمگین آنکھون نے قتل کیا ابرو کی جنبش سے کلیجے پر خنجر چلگیا بخوبی پہچانا
دل سے کہتا ہی یہ ظالم برباد کن صبر و طاقت ہی سامنے آنکھونکے ملکہ حیرت ہی مگر یہ بھی عیار ہی فرزند عمرو
نامدار ہی گھل مل کے باتین کرنے لگا پاس بیٹھنا غنیمت ہوگیا حیرت شرمائی جاتی ہی پیچھے ہٹتی ہی نہین نہین
کیے جاتی ہی چالاک نے ہنستے ہنستے سینہ پر ہاتھ رکھا پستان کا مزا چکھا حیرت نے اُلٹا ہاتھ اُٹھائے ہو
مہتر قران بھی آئے چالاک نے کہا خلیفہ صاحب ذرا یہان تشریف لائیے آپ نے کہو یہان بیان
نہین پہنچا مین اِس طائفہ کے میان شیخ مینگا صاحب مالک ہین مہتر قران بھی سمجھا کچھ دال مین کالا
ہی یہ جو آکر بیٹھے صبا رفتار پر نگاہ پڑی معشوقہ دلنواز صاحب کرشمۂ ناز حیران ہو کر وہین بیٹھ گئے ران پر ہاتھ رکھکر
پوچھا بی بی تمھارا کیا نام ہی صبا رفتار نے سر جھکا کر کہا مجھے گلعذار کہتے ہین قران نے کہا تصدق اس نام کے

اگر کسی بیوقوف نے نام رکھا تھا رسے عارض رنگین سے گل کوکب مثال ہی یہ عارض بدر کامل ابرو رشک ہلال ہی نام خدا کیا سراپا ہی صناع ازل نے جسم انور کو نور کے سانچے مین ڈھالا ہی صبا رفتار نے کہا آپ کی عنایت بیغایت ہی اتنے مین مہتر برق فرنگی بھی آیا دیکھا ایک نازنین سے میان چالاک گلگل کے باتین کر رہے ہین ایک سے خلیفہ صاحب چپکے چپکے کلام مین مصروف ہین اسنے بنظر ہی شبیہ نقب کو پہچانا عشوۂ دلفریب کو دیکھکر دل ناشکیب ہوا اُٹھ کر بیٹھ گیا کہا صاحب آپ لوگونکو شراب نہین پہونچی بھائی چالاک صاحب دو چار گلابیان اُٹھا لائیے آپ سب صاحبون کو پلا دیجئے آپ کے سب صاحب مہمان ہین جشن مین سرفراز کیا ہم سب پر احسان ہین صرصر منھ پھیرے ہنسی ہی اسکو یہ گمان ہی کہ صورت ہر ایک کی تبدیل ہی شناخت کی کیا دلیل ہی خوبصورت رنڈیان دیکھین یہ بھی نگوڑے جوان ہین لپٹے جاتے ہین مگر اے صرصر جہانہ کیا دیکھیے کیا ہوتا ہی انجام اسکا بد ہی یا سامری جمشید وقت مدد ہی یہان چالاک و برق و مہتر قران نے اب بخوبی ایک ایک کو پہچانا آپسمین اشارون مین باتین ہوئین عیاری کی گھاتین ہوئین مگر قران نے برق کو اشارہ کیا مین انکی نگہداشت کرونگا جاکر استاد سے اطلاع کردو وہ دیکھو کیا حکم دیتے ہین برق یہ کہکر اٹھا میان شیخ مینگا صاحب مین آپ کے لیے شراب وکباب لاتا ہون مصور شراب کے لیے بیقرار ہی تھا کہا ہان مہتر صاحب دو چار گلابیان لائیے برق اس حیلے سے اٹھا یہان خواجہ کے گانے پر سامعین کا نقش بسمل کا حال ہی کسی کے ہوش درست نہین ہین اسوقت یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے ہین اشعار

ہی رخصت جان حال مین تبا نہین سکتا — رہوار بہت تیز ہی ٹھہرا نہین سکتا
وہ ضعف ہی ایجان کہ کہین جا نہین سکتا — مین عمر گذشتہ کی طرح آ نہین سکتا
کچھ خال سے بھی کم ہی کنارِ لحدِ تنگ — آرام کہان پانون تو پھیلا نہین سکتا
قاصد کی طبیعت بھی ہوئی خاطر ناداں — سنتا ہی مگر یار کو سمجھا نہین سکتا
ہون خاطرِ پژمردہ کہان تازگی شوق — لطفِ چمنستان مجھے بہلا نہین سکتا
پوشیدہ ہون جسطرح ارادہ ترے دل کا — ڈھونڈھے اگر کوئی مجھے پا نہین سکتا
سیّاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد — دامِ رگِ تن روح کو الجھا نہین سکتا

دن رات بھڑکتے ہین مرے جسم کے شعلے
تقصیر شب وصل ہی شکوہ بھی تمھارا
لاکھون گرہین ہین دل عاشق کیطرح سے
رکھتے نہین سیاح عدم اشک کیصورت
رکھتے نہین گوش شنوا عاشق جانباز
مشکل ہی نسیم اب کہ میسر ہون وہ راتین

بجھتا ہا کوئی تار غم جگر آ نہین سکتا
غم آئی ہی تا نوک زبان آ نہین سکتا
شانہ شکن زلف کو سلجھا نہین سکتا
جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہین سکتا
دیوانے کو تیرے کوئی سمجھا نہین سکتا
کھوئے ہوئے آرام لے شب پا نہین سکتا

برق فرنگی خبر لینے آیا تھا سر پکڑ کے بیٹھ گیا تڑپنے لگا جب خواجہ ٹھہرے تب برق کے ہوش درست ہوے جھک کر کان مین عرض کیا استاد جلد صلاح بتلایئے مصور و صورت نگار و ملکہ حیرت جادو و ملکہ صرصر و صبار فتار و شمیمہ لقب زن و شرارہ سنگ انداز و شاہین جنگل کشا مع دو کنیزون کے صورتین بدلکر آپ کے دربار مین آئی ہین مصور صاحب قوم ساقی بنے ہوے سیکے سر اوپر ہین شیخ ہینگا بھڑوے کا نام ہی اس انتظام مین کیا ارشاد ہوتا ہی عمرو گھبرا کر سوچنے لگا بعد دم بھر کے فرمایا ای برق نہین معلوم انکو کیا منظور تھا خدا نے ابتک محفوظ رکھا مگر ذرا فرزند تدبیر معقول یہ ہی کہ آپ لوگ عشق و عاشقی کو کام نہ فرمایئے گا اسوقت آپ بہت گھبرائے ہوے آئے ہین معشوق کو دیکھا تڑپ گئے ساری عیاری بھولی اب جاکر کیفیت سے شراب پہونچاؤ بیہوشی بھی سلیقہ سے ملاؤ بیہوش کرو مین بھی آتا ہون برق تو ادھر چلا عمرو قریب ملکہ مہرخ کے آیا کان مین کہا حیرت وغیرہ صورت بدلکر دربار مین آگئین مین نے برق کو بھیجا ہی سب کو جاکر بیہوش کرو اگر حیرت آگاہ ہو گئی تو قیامت برپا کرے گی یہ سنکر ملکہ مہرخ کے ہوش اُڑ گئے کہا خواجہ اسکا جلد انتظام کرو عمرو پاس سے ملکہ مہرخ کے ہٹے خود بھی اسکی فکر مین چلے گرمہتر برق فرنگی گلابیان لیکر چلا تھا اثنائے راہ مین چالاک لا کہا کہو بھائی کیا حکم ہوا برق نے کہا استاد نے ارشاد فرمایا ہی کہ خبردار بہنکر جانے نپائین چالاک نے کہا بھائی برق حیرت بھی قید ہو جائیگی یہ تو مجکو گوارا نہین ہی میری معشوق کی زبان مین ہوزن دیا جائے میرے کلیجے مین سنان غم کی کھٹکیگی میرا دل چاہتا ہی مین جاکر اُسکو آگاہ کردون وہ بچاری نکلجائے برق نے کہا ایسا غضب نہ کرنا چالاک کا رنگ رو متغیر ہوا کہا بھائی بدعت کرنے کو در کافر کیا کم ہین اس بچاری کو نہ ستائینگے تو کیا نقصان ہوگا یہ بات تھی کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے دیکھا چالاک و برق گھسر پھسر کر رہے ہین عمرو نے کہا ارے برق کیون

دیر کی برق نے سر جھکایا خواجہ سمجھے کہ چالاک سفارش حیرت کی کرتا ہوگا زور طمانچے چالاک کو مارے کہا
کیوں نالائق عرصہ کرتا ہے عیار پہچان ساتھ میں ذرا سے اشارے کو سمجھ جائینگی خاص یہ سب فکر میں
اسد کے آئی ہیں وہ شیر سحر سے آگاہ نہیں ابھی چھپ کر ایک گولہ مار دے قیامت ہو جائے اگر ہم سبکو
مار بھی ڈالینگے تو کیا ہوگا نام اسد سنکر چالاک بھی گھبرایا کہا حضور میں دشمن کا پاس نہ کرونگا ابھی جا کر
سب کی گردن لیتا ہوں عمرو الگ ہوا برق و چالاک گلابیاں لیکر آئے میان مصور واسطے
شراب کے تیلی ہوئے تھے گلابیاں دیکھکر ہاتھ بڑھایا کہا مہتر صاحب لائیے چالاک نے برق کو گلابیاں
دے کر ہٹ گئے گوشہ بارگاہ میں آکر ٹھہرے مصور نے سب سے پہلے شراب اپنی جورو کو پلائی صرصر نے
کہا مرشدزادے سحر بہت قریب ہے شراب موقوف رکھیے عیار گورے دیکھ گئے ہیں ایسا نہو کوئی فتور
برپا ہو مصور نے کہا اس ہنگامہ میں کون کسی کو پہچانتا ہے عیار رنڈیاں خوبصورت دیکھکر بیٹھ گئے تھے
صرصر نے بھی مصور کے کہنے سے دھوکا کھایا جب ایک ایک جام سب پی چکے صرصر نے کہا ابھا جو
غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ شراب میں بیہوشی تھی یہ کہکے قصد کیا کہ اٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے
گری چشم زدن میں مصور و حیرت وغیرہ سب بیہوش ہوئے سحر فراموش ہوئے گوشے سے عیار نکلے چالاک
تو قریب حیرت کے آیا زبان میں سوزن دینے کے حیلے سے پیار کرنے لگا برق اپنی معشوقہ سے لپٹا
خواجہ نے سامنے آکر دو دو کوڑے سب کو مارے مصور و صورت نگار و حیرت وغیرہ کی زبان میں سوئی لگا
دیا عیار بچوں کو کمند سے باندھا تو ہلڑ ہوا ملکہ مہرخ و بہار و کوکب وغیرہ کھڑے ہو گئے کہا خواجہ خیر تو
ہے کسکو گرفتار کیا عمرو نے کہا کہ خدا نے اپنا بڑا فضل کیا مصور و صورت نگار و حیرت سب مل کر
فکر میں اسد غازی کی آئے تھے برق وغیرہ نے بچا کر گرفتار کر لیا اسد غازی نے کہا نانا کے گرفتار
کرنے کی سند نہیں ہے ان سب کو رہا کر دیجیے خواجہ عمرو ہنسے کوکب سے کہا انکی دردمندی ساعت فرمائیے
یہ جرأت و شوکت کے پابند ہیں کوکب نے کہا ہے نہ ہمیشہ کہا صاحبقرانی والی ننگ بجز خوش بیانی یہ مقدمہ
سحر میں سب مکار غدار اگر عیاروں کا قدم درمیان میں نہوتا اب تک یہ لشکر مقابلہ میں افراسیاب کے
رہ سکتا تھا خواجہ عمرو نے کیا کیا کارنمایاں کیے آپ تو عرصہ دربار کے بعد پہنچے ہو جو ہنگامہ ہوئے ہیں وقائع
نگاروں نے لکھے ہیں کبھی بوقت مہلت ملاحظہ فرمائیے گا تب خواجہ عمرو کی قدر ہوگی اسد نے کہا بیشک
پیر و مرشد میری ترقی یافت کے باعث ہیں کل لشکر اسلام انکی راے کا پابند ہوا سے شوکت انکا آسمان سے

بلند ہو مگر جو کو شاق ہوا کہ عیاری سے گرفتار کیا عمرو نے کہا اپنے مقام پر بیٹھے رہیے آپ ہمارے قدم مین دخل نہ دیجیے یہ طلسم ہوش ربا ہی ہر ایک مقدمہ بیان کا ہوش ربا ہی تم اندر باہر ہنگامہ ہوا کہ نہ وجہ افراسیاب گرفتار ہوئی جلسہ درہم برہم تمام سردار باہر سے اندر آئے ایک سے ایک پوچھتا ہی کیونکر گرفتار کیا یکایک سب نے دیکھا کہ مصور کی شکلین تبدیل ہوئی زبان مین سوزن پہلو مین بی صورت نگار عیار بچیان رزن مین آفتاب اقبال حیرت گہن مین ہے یہ بھی سر جھکائے ہوئے تیوری پر بل غصہ سے کانپتی ہوئی مصور چونکا گھبرا کے ہر طرف دیکھتا ہی بیہوشی جو دی گئی تھی اُسکے نشہ کی تاثیر باقی ہی کسی قدر ہوشیار ہوئے مگر خیال شراب و ساقی ہی لاؤ لاؤ کیے جاتے ہین زبان مین سوزن ہونے سے گھبراتے ہین کبھی صورت نگار کیطرف متوجہ ہو کے فرماتے ہین کیون صاحب مین نے کیا خطا کی جو مجھے ہتکڑیان بیڑیان پہنائی ہین مین تو تمکو کسی بات کو نہین روکتا صبح سے پہر رات گئے تک جہان جا ہو جاؤ رات کو میرے پاس چلی آؤ بی بی تمھارے بغیر مجھکو نیند نہین آتی کسی مقام پر ہاتھ رکھکر سو رہتا ہون کبھی کوئی لفظ خلاف تمکو نہین کہتا ہون ان باتون پر مصور کی سب ہنسے مگر بہار نے حیرت ایسی گلعذار کو جو مقید دیکھا بیقرار ہو کر اٹھی کہا بوا مبارک خداے طلسم کُشا کی اطاعت کرو تاج و تخت لو اب تمہا قبالمندی طلسم کُشا کی تم پر ظاہر ہوئی ظہور قدرت پروردگار دیکھا باغبان قضا و قدر نے کیا کیا گل کھلائے باغیونکو خار دیے آج باغ اسلام پر بہار ہی خزان کے دن گئے ہر دشمن مثل لالہ دل داغدار ہی تمھاری کیا شامت تھی کیسی نکبر آئین یہ صلاح کسنے بتائی مصور تو بغیرت ہی تمھارے حال پر حیرت ہی میرا دل ٹکڑے ہوتا ہی کوئی یون آبرو کھوتا ہی تقدیر بگڑتی ہی تو کچھ زور نہین چلتا ہی ہر وقت آسمان رنگ بدلتا ہی اے ملکہ عالم **نظم**

گزندے صاحب جوہر کو مقدر عزت — جو ہے فرد ہی بالفرض کو کیا ہے قسمت
ماضی چرخ جو تو ہی تو یہ کیا گر تیرے — مثل دہقان فلک رکھتے ہون طالع ہمت
دور گردون نہ موافق ہو تو ہو اور خفیف — تیرا اقبال مین تو جتنی اٹھائے محنت
آگے برگشتگی بخت کے چلنے کی نہین — نظری و عملی کوئی بھی تیری حکمت
گو فصاحت مین تو سحبان ہی ودے بے تقدیر — حرف مطلب پہ زبان کو ہو تری سُکنت
گو ریاضی مین ہین صنائع اگر بخت ہین بد — نقش باطل ہی تری شکل وہ صمدین صنعت

ملکہ بہار نے اِس فصاحت و بلاغت سے حیرت کو سمجھایا گویا منہ سے پھول جھڑتے تھے ہر کلام

سلسل موتیون کی لڑی معلوم ہوتا تھا عندلیب خوش نوا گلشن بیان مین نغمہ سنج ہے کہ حیرت جادو نے
بنہایت قہر و غضب طرف بہار کے دیکھا لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے جواب دیا بس زیادہ اظہار علم و شان نہ کیجیے
مجکو بیہودہ نہ سمجھا قدرت سامری کی مین تمہاری اطاعت کرون دشمنون سے محبت کرون اب تو میان
حضور کو بھی غصہ آیا ہوش درست ہوے بگڑ کے اُٹھے منہ نبیرۂ سامری ابھی نانا دادا سے فریاد کرونگا
آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا اپنے بھائی خداوند دادا کو وسے کہکر سب مسلمانون کو سنگ سیا
کرادونگا بد دولت کے غصہ سے ڈرو بیہودہ کلام نہ کرو بس ہتیاری مین ہی کہ زبان سے سوزن نکال لو
ہمین اپنی بارگاہ مین جانے دو عمرو نے کہا میان شیخ بینگا شیخی نہ بگھارو آمادہ مرگ و ہیاے قضا
ہوا بے حیا جورو کو ناملکہ بنایا آپ ترم ساق بنکے آیا غیرت نہ آئی اب نانا دادا کو بلاؤ آج کچھ کرامت دکھاؤ
ہم بھی دیکھین کیسے نبیرۂ سامری ہو یہ کہکر عمرو نے آواز دی بس بہار مت ہو تم دخل نہ دو یہان جلاد کو بلاؤ
فوراً جلاد حاضر ہوے پردہ بارگاہ کا اُٹھایا قصد ہوا ان سب کو قتل کرین ملکہ بہار زار زار روتی ہی
عمرو کا غصہ دیکھکر بول نہین سکتی ملکہ مہجبین کو بھی انتشار اسے نامدار کو انکا قتل ہونا ناگوار حکم سے خواجہ
کے جلادون نے چاہا انکے ہاتھ پکڑ کر کھینچین گردن پر کوئلے سے خط دین یکایک زمین تھرائی صدائے
مہیب آئی قریب تھا کہ گوش گردون کر ہو تمام عالم زیر و زبر ہو زمین شق ہوئی افراسیاب غصہ مین
بھرا ہوا زمین سے نکلا نکلتے نکلتے چند سنگریزے اُٹھا کر مارے پتھر برسنے لگے حیرت کی کمر مین پنجہ
دیا سب کو سحر کر کے اٹھا لیا نعرہ کیا باشندہ ای مسلمانان تم سبھون کی قضا قریب ہی یہ سرکشی ملبدولت سے
لشکرکشی طلسم کشا کے رہا ہونے پر گھمنڈ نہ کرنا وہ بلا مین نازل کرونگا کہ خود اپنے گلے کا ہار جانوگے
میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤگے یہ کہتا ہوا اتنا جلد افراسیاب نکلگیا کہ کوئی زبان نہ ہلا سکا عرصہ دراز
تک اندھیرا رہا خود کوکب نے سحر دفع کیا جب روشنی ہوئی دیکھا کہ افراسیاب جا چکا دور سے نعرے کی
صدا آتی ہی کوکب نے چاہا پیچھا کرون عمرو نے دامن پکڑ لیا کہا اے شہنشاہ جانے دو اپنی زوجہ کو لے گیا
ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ؛ اب اور صلاحین کرتا ہون یہ خوب ثابت ہی کہ افراسیاب
قتل نہین ہوسکتا بس این کدو کاوش سے کیا فائدہ کہنے سے خواجہ کے کوکب رک گیا افراسیاب تو
جا ہی چکا تھا یہان کوکب وغیرہ سب رکے دربار مین بیٹھے جلسہ تو درہم و برہم ہوگیا مگر افراسیاب حیرت
وغیرہ کو لیے ہوے باغ سیب مین پہونچا سب کو ہوشیار کیا تعجب ہوا سے بیہوش ہوگئے تھے افراسیاب نے

کہا مرشدزادے واہ کیا آپ نے کمال کیا اگر مین وقت پر نہ پہونچتا ساربان زادہ سب کو قتل کرتا
بنے اسواسطے بھیجا تھا کہ مقابلہ مین فروکش ہو مسلمان مطلق نہ جائین نہ کہ اس صورت سے دربار مسلمانان
مین جانا عیاران اسلام سے آپ کو آگاہی نہیں اُڑتی ہوئی چڑیا کو وہ لوگ پہچانتے ہین دل کا حال
جانتے ہین سب سے زیادہ صرصر پر غصہ کیا صرصر نے کہا حضور مین تابعدار حکم سے سرتابی کرسکتی تھی فرمانے
سے مرشدزادے کے مجبور ہوگئی مین نے تو عرض کیا تھا کہ سامان خلق مین بے نظر ہین خود صاحب توقیر
ہین ظاہر مین سوار ہوکر ہوادار پر چلیے مسلمان باعزاز و اکرام لیجائینگے مقام صدر پر بٹھلائینگے ان سب کا
قول ہے روز جنگ جنگ روز آشتی آشتی افراسیاب نے کہا نہ وہ درست تھا نہ یہ مناسب اب تم جاکر
مقابلہ مین اُترو مین وہ فکر کرتا ہون کہ ایک زندہ نہ بچے یہ کہکر افراسیاب نے حیرت کو سمجھا کر طرف لشکر
کے روانہ کیا آپ کتاب سامری لیکر مطالعہ کو نکلجانے افراسیاب کے کوکب نے کہا اے شہنشاہ اوج
عیاری اب زمانہ عیش و سرور کا نہین ہے فکر لوح واجب و لازم ہے یہ سنکے خواجہ کے کانپین کہا ہم تو رخصت
ہوتے ہین مگر اس مقدمہ کو باغبان و مخمور سے رجوع کیجیے یہ کہکر کوکب و ملکہ بہاران وغیرہ سرداران
طلسم نورافشان بصد شوکت و شان طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوے افراسیاب باغ مین بیٹھے
بیٹھے گھبرایا سوچا کہ مقام لوح تک کون جاسکتا ہے کسکی مجال ہے یہ مادر دولت ہی کا کمال ہے کہ ایسے
مقام پر لوح کو رکھا ہے کہ طائر وہم و خیال بھی نہین جاسکتا ایسے ایسے معاملات سوچ کر چونکہ عیش پسند
ہے تخت پر سوار ہوکر طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہوا یہان عمرو نے بعد برخاست جلسہ انجمن مشاورت
کو منعقد کیا شمع رائے کو روشن کرکے مصروف صلاح ہوے گلہاے کلام روبروے باغبان
پیشکش کیے فرمایا اے باغبان عالیشان خدا نے تمھارے بھول کو کانٹون سے نکالا اب کیا دیر ہے
لوح کی فکر بتاؤ باغبان نے چند باتین مخفی کانمین خواجہ عمرو کے کہین خواجہ عمرو نے اسد غازی کو
شراب پلاکر بیہوش کیا زنبیل مین رکھ لیا برق اس جلسہ مین حاضر ہے خواجہ نے ایک خرما جیب سے نکالکر
کہا بیٹا برق یہ رطب تازہ خانہ کعبہ سے آئے تھے تو بھی تمھارا حصہ ہے برق ہاتھ جوڑنے لگا کہا استاد
مفصل فرمایئے کیا منظور ہے آخر غلام کا کیا قصور ہے عمرو نے کہا قصور کیا ہم کوئی چیز تمھارے بغیر کھاتے
ہین بیٹے نور نظر کھالے تو بڑھاپا بھی چکھے برق کہتا ہے کہ اے استاد خدا کیواسطے صاف بتایئے عمرو نے
زبردستی منھ مین ٹھونس دیا یہ سمجھے کہ تبرک کی چیز ضرور کھلاؤنگا حلق سے اُترتے ہی برق نے کہا استاد مجھے

رو دیے میری جان گئی ہاے مجھے بیہوشی کھلا دی عمرو نے سر کے نیچے ہاتھ دیا برق بیہوش ہوا
برق کو عمرو نے اُٹھا کے نذر زنبیل کیا بعد اُسکے ضرغام کو بلایا کان سے عطر کی روئی نکالی
کہا دیکھو بیٹا عطر کیسے آیا ہے کتنے تولہ کا ہے اترانا نہین صاف صاف بتانا ضرغام نے حیران ہو کر جھکا کر
کہا کیون قبلہ و کعبہ کیا کسی طرح کی سزا دیجیے گا بیہوش کیجیے گا میرے پاس خود بیہوشی حاضر ہے کیسا
بھی موجود ہے جو حکم ہو کھا لون جان قدم اقدس پر نثار کرون عمرو نے زور سے اسکا کان پکڑا کہا کیون
بے جوانا نہ مرگ ہم تجھے زہر سنکھیا کھلائینگے اسی دن کے لیے پالا تھا ہمین زکام ہو گیا دماغ بند ہے ہم سمجھے
کہ یہ نوجوان ہین قیمت بوجہ احسن بتائینگے تمھارے لیے سنکھیا زہر لگیا ان نالائقون کی حرکتون سے کلیجہ
چھن گیا یہ کہکر روئی بجو بردی دماغ سے ضرغام کے لگا دی ضرغام چھینک مار کر بیہوش ہوا عمرو نے اُٹھا کر
اسکو بھی نذر زنبیل کیا **باغبان** نے کہا ہتو آگے بڑھتے ہین آپ مخمور کے ہمراہ تشریف لائیے انشاء اللہ
وقت پر ہم بھی ملجائینگے مقام ضرورت پر آپنے کو پہونچا دینگے یہ کہکر باغبان قدرت و ملکہ بہار جادو و
رعد و برق و برق لامع خواجہ کے سامنے ایک جانب روانہ ہوے بعد انکے خواجہ عمرو و ملکہ
مخمور ملکہ مہرخ سے رخصت ہونے لگے تمام سردار بیقرار ہو کر رونے لگے مہرخ نے ہاتھ اٹھا کر دعا دی
کہ اے شہنشاہ اوج عیاری شعر بسفر رفتنت مبارک باد ✦ بسلامت روی و باز آئی ✦ اس سفر سے
پروردگارا ہمارے مالک و حاکم کو خیریت سے لانا جمال جہان آرا سے طلسم کشا بخوشی و خرمی دکھانا
کل سرداریون بلک کر روئے جیسے نوجوانون کے جنازے پر شور گریہ و زاری بلند ہوتا ہے عمرو نے
ایک ایک کو چھاتی سے لگایا کہا ملکہ حقیقت مین یہ سفر آخرت ہے شریک حال اُسکی عنایت ہے مین
نہین واقف کہ یہ کمبخت جادوگر مجھکو کہان لیے جاتے ہین خدا ان ساحرون کی بدعت سے بچائے ہم
تم سبھون سے ملائے یہ فرما کر چالاک کو قریب بلایا گلے سے لگایا فرمایا کہ اے نور نظر حفاظت لشکر کا خیال
رکھنا جامع المتفرقین پھر تمکو ہمسے ملائے چالاک نے عرض کی حضور کا اقبال شریک ہوگا عالم جانبازی
اور سرفروشی کو حاضر ہے مگر کیا مجال مثل حضور کے حفاظت کر سکون جان لڑا دونگا یہ خبر وحشت اثر سنکر قران
نامدار درہ کوہ سے نکل آئے دوڑ کر خواجہ سے لپٹ گئے کہا استاد غلام کو بھی ہمراہ لیجیے خیر خواہ کو تباہ
نہ کیجیے عمرو نے کہا اے جان بخش من میرے ساتھ چلنے سے یہان رہنا بہتر ہے ایسے مقام پر سارا لشکر ہے خدانخواستہ
اگر لشکر پڑاؤ سے ہٹ جائے تباہی آئے پڑاو چھوٹنا نشان شکست ہے مقدم یہی بندوبست ہے قران نے

عرض کی آپ بڑا ہمارے سر پر بار رکھتے ہین خدا اسکا انجام بخیر کرے خواجہ نے سب کو گریان و نالان چھوڑ کر ملکہ مخمور کو ساتھ لیا مگر چالاک سے اتنا پھر کہہ دیا ای نور نظر ہمارا جانا ثابت نہو ہماری صورت بنا کر وزدیکے نیا آپ چیون سے اپنے کو بچانا اور ای قران باغبان و رعد و برق و برق لامع و بہار و مخمور یہ چند سردار لشکر سے نکلے ہین انکی صورت کے بھی سردار بنانا فراموش نہ کرنا یہ نہ ثابت ہو کہ یہ لوگ لشکر سے نکل گئے ہین بخوبی سب کو سمجھا بجھا کر تسطورہ زرافتی و چیتا وہ سفرلاقی وگوبھین عیاری بعمہ طراری آراستہ کر کے مخمور سے کہا بسم اللہ مخمور نے کہا مین نیچہ مین آپ کو دبا لون پر پرواز پیدا کر کے لیچلون عمرو نے کہا آپ چلیے مین آپ کے ساتھ ہون جہان تلاش فرمائیے گا اُس جگہ پر غلام کو اپنے سایہ مین پائیے گا مخمور نے پر پرواز پیدا کیے اُڑ کر چلی خواجہ نیچہ ٹیک کر مثل برق جہندہ سایہ مخمور مین طرف صحرا کے روانہ ہوے

دو کلمہ داستان شوکت بیان بہار آگین فصاحت آئین جانا خواجہ عمرو کا برائے تلاش طلسمی برہبری مخمور و باغبان وغیرہ راہ مین ملنا مرحلہ غافل و ہوشیار کا جرأت خواجہ عمرو بن امیہ نامدار اور پھر پہونچنا باغ باغبان قدرت مین ۔ ملاحظہ نیرنگ سحر باغبان قدرت وہان سے پہونچنا بمقام گنبد بے نور مین اور رسائی خواجہ عمرو کی تا بہ باغ سیماب جادو و داستان دیگر متعلقہ مقامات ساقی نامہ

کھولیو ساقی منھ کو سبو کے
چشم بھر آئی ساغر بھر دے
ہوش مین آ نشہ ہی تجکو
سست تغافل کب تک رہنا
جب تو سن آواز کسی کی
صبر شکن ہی بانگ تظلم
مست شراب غم کی خبر لے
جوشش خمار نشہ دل ہی
بادہ سرشک اور چشم ہی پیالہ
بادۂ الفت زہر اثر ہے

پینے مین کب سے گھونٹ لہو کے
غفلت بیجا رشک پری کیون
ایسا کہان کا نشہ ہی تجکو
ربط لب و پیمانہ کہان تک
آہ فلک انداز کسی کی
غور سے سن فریاد ستم کش
سینہ کباب غم کی خبر لے
ہاے وبال جان ہی جینا
ہاے وہ مستانہ ہی نالہ
یعنی تری اب آن بنی ہے

جام شراب احمر بھر دے
حال سے میرے بیخبری کیون
محو تعطل کب تک رہنا
ہاؤ ہو مستانہ کہان تک
شور فگن ہی بانگ تظلم
جلد کہین دے داد ستم کش
جان شکنی پیوند گسل ہے
جنبش دم سے ریزۂ مینا
نشۂ غم مین حال دگر ہی
دل شکنی بھی جان شکنی ہی

تڑپتے ہیں سینہ بات کیے سے
لب جو کھلے تو بند زبان ہو
فرش زمین ہی چشم نم تر
گردش بالین گردش گردون
حیرت و حسرت نالہ و زاری
منبع قلزم دیدۂ پرخون
دل کی قلق سے دشت نوردی

درد اٹھے ہی سانس لیے سے
چشم کشائی کوہ کنی ہی
یہ بھی گزرگ نقش قدم ہی
جوش طپیدن حوصلہ فرسا
مضطر با نہ باتین ساری
بسکہ سرشک خون سے بھرا ہی
نقش قدم ہی صحرا گردی

ضعف سے کیونکر حال بیان ہو
جنبش مژگان تیشہ زنی ہی
باد صبا سے حال دگرگون
دل کی طپش سے زلزلہ برپا
گریۂ خونی غیرت جیحون
خون دیدہ دامن صحن چمن ہی
سیاحان منازل رنج و مصیبت

و دشت نوردان خارستان صعوبت جستجو کنندگان مقام حسرت انجام لوح طلسمات و طالبان مطالب کالائے دکان مصیبت آیات راہ پرخطر ممالک صعوبت مین یون گام فرسا ہین شعر سخن ساز یکہ معنی ساز کردہ ۔ سخن را این چنین آغاز کردہ ۔ ماہ آسمان اوج عیاری و آفتاب عالمتاب فلک خنجر گذاری صاحب عقل و شعور ملکہ مخمور کے ہمراہ برائے جستجوے مقام لوح طلسمی روانہ ہوے فراق خواجہ مین اہالیان لشکر ملکہ مہرخ تیر دلدوز الم کا نشانہ ہوے مگر ملکہ مخمور ارڑی ہوئی جاتی ہی جب جھک کر دیکھتی ہی خواجہ عمرو کو اپنے سائے مین پاتی ہی جی مین کہتی ہی ای مخمور خواجہ عمرو بڑے طرار ہین گویا ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین کہین صحرائے خارستان و کوہستان خوفناک نہ انسان نہ حیوان مثل کف دشت میدان دھوپ سے پتھر چٹک رہے ہین نخل ہوائے گرم سے جلے ہوے نہ شاخ نہ پتا بالکل بے دست و پا بونڈے گردش کے پیچ و تاب کھاتے بشکل دیو مہیب راحت سے دور مصیبت سے قریب دشت کا سناٹا چہار جانب ویرانہ بستی کا نام کہان مقام سکونت غولان کبھی عنایت باغبان قضا و قدر صحرائے سبزہ زار ملا برائے چند ساعت غنچۂ آرزو دکھلا ایسا مقام فرح افزا اگر مل گیا تو غنیمت ہوا ملکہ مخمور ہوا سے اتر آئی ایک نخل کے سائے مین دونون مل کر بیٹھے ملکہ مخمور نے کہا خواجہ چار پہر رہروی کرتے گذرے ملکہ مہرخ وغیرہ نے کھجورین شیرینی جو ساتھ کر دی تھی اسے نوش فرمائیے ہمین بھی عنایت کیجیے پھر راہ رو منزل مقصود ہون خواجہ ابھی مقام دو سہ منزل کرنا سراسر قصور ہی عمرو نے کہا ملکہ تم ایسی جلدی چلین بقیہ کھجورون کا گر گیا یہان جنگل ہین

کھانا پینا کہان مگر وہ سامنے گانون معلوم ہوتا ہے لاؤ تمھارا کڑا بیچ لاؤں کچھ خریدین تم بھی کھاؤ ہم بھی کھائین ملکہ مخمور نے ناچار ایک فرد کڑے کی اُتار کردی خواجہ عمرو نے لیلی گانون مین جاکر فرد تو زنبیل مین رکھ لی رنگ روغن عیاری کا لگا کر مُرچڑے کی شکل بنے گانون مین آئے دو تین زخم ادھچے سر پر لگائے خون بہتا ہوا پیسا دوکان تحصیل لیا دو پیسے کی جوار بھنا لی صورت اصلی ہو کر پاس مخمور کے آئے سامنے وہ جوار ملکہ مخمور کے رکھدی کہا لو بی بی کھاؤ رزاق مطلق کا شکر کرو اس صحرا مین یہ نعمت ملی ملکہ مخمور سُرخ چشم نے کہا خواجہ کڑا کیا کیا کہا بھڑ بھوبجے کو دیدیا اُسنے یہ جوار تو دی وزن مین ڈیڑھ سیر ہے ملکہ مخمور نے گھبرا کر کہا خواجہ تین ہزار روپیہ کی یہ جوڑی بنوائی تھی اُس موے نے کڑا لیکر صرف جوار ہی دی خواجہ عمرو نے کہا یہان گانون مین کون پوچھتا بھڑ بھوبجا بڑا مرد آدمی تھا خانہ کعبہ کا رہنے والا ہے خوب بزرگون کے نام بتائے تب اُسنے کڑا لیا ورنہ چور چور کر کے مجھکو لوگون نے پکڑ لیا تھا اُس بیچارے نے قید سے چھڑایا کوتوال کو رشوت دی مین نے تمسک لکھدیا خیر ادا کرینگے اب اسکا ذکر نہ کرو تم کھاؤ پیو چلو مخمور چپ ہو گئی جوار کھا کے شکر کیا پھر روانہ ہوے اسی طرح قطع منازل و طی مراحل کرتے ہوے دم رہبر کامل کا بھرتے ہوے ایک مقام پر آکر مخمور سُرخ چشم اُتری ہاتھ خواجہ کا تھام لیا سر اُٹھا کر دیکھا ایک دیوار آہن نہایت بلند و مرتفع کھچی ہوئی ہے ملکہ مخمور سُرخ چشم نے کہا خواجہ سلامت اس دیوار کے اُس پار باغ غافل و ہوشیار ہے عجب مقام جانگزا مصیبت خیز عبرت افزا ہے مین سحر کر کے دیوار مین در بناتی ہون آپ کو جست کر کے داخل ہونا چاہیے پہلے ملاحظہ کر لیجیے مین بھی پہونچونگی عمرو نے کہا بسم اللہ در بناؤ صورت باغ حسرت دیا اس دکھاؤ ملکہ مخمور نے گنتھے سے دانہ یاقوت احمر کا نکالا خواجہ عمرو کمر چست باندھکر کھڑے ہوے اس امید پر کہ یہ جب دیوار مین در بنائیگی مین فوراً جست کرونگا اپنے کو اُس طرف پہونچاؤنگا ملکہ مخمور سُرخ چشم نے اسم سحر کا پڑھا دانہ یاقوت احمر بصد کرو فر دیوار پر مارا اکڑا کا ہوا در اتنا بڑا بنا کہ ایک آدمی دیوار آہن کے اُس پار بہ سختی داخل ہو سکتا ہے در بنتے ہی عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا عجب مقام قیامت ہیبت انگیز نظر آیا تیر الم دل پر لگے سینے پر نیزے مصیبت کے پڑے شمشیر جفا نے زخمی کیا خنجر ہلال لگے پر پھر اباغ کا یہ نقشہ ہے بجائے گل و ریحان شمشیر و سنان

مثل درختون کے دہقان بدبخت نے بوئے ہین اُسکی سیر نے ہوش کھوئے ہین اصل بیان یہ ہی ایک چمن مین پیکان تیر ایک چمن مین سنان ہاے نیزہ ایک جانب تلوارین قبضے اُنکے نابود نہالے مثل برق چمک رہے ہین سارا باغ اسی عجائب و غرائب سے مملو ہی چند نخل بھی جا بجا مگر کہتر اُنپر ہزار در ہزار جانور عوض زمزمہ سرائی کے صداے ہیہات وافسوس بلند کرتے ہین جیسے ہی درتیار ہوا عمرو نے بہ نگاہ حسرت دیکھا طائر مثل انسان کے غل مچانے لگے ای ساکنان باغ عبرت ہوشیار ہو جاؤ ملکہ مخمور سرخ چشم نے ساربان زادے عیار کو قریب دیوار آہن پہونچایا سحر سے دیوار مین در بنایا عمرو یہ قیامت دیکھکر رُک گیا جست نہ کرسکا چشم زدن مین وہ در بند ہو گیا ملکہ مخمور نے کہا خواجہ یہ کیا غضب کیا آپ نے اپنے کو اُس پار نہ پہونچایا عمرو نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای مخمور اشیاے سلاح جنگ سے باغ مین تل رکھنے کی جگہ نہین اگر مین جست کرتا نیزہ و تیر و دم شمشیر پر گرتا کیونکر جانبر ہوتا عمداً جان کھوتا ای مخمور سرخ چشم آج مجکو ثابت ہوا تو نے دام مکر مجھ ایسے زیرک کے واسطے پھیلایا پردے مین دوستی کے دشمنی کرلی ہی کیونکر ایسے مقام پر جاؤن اگر سنان نیزہ پر گرا تمام جسم غربال ہوگا اگر تلوارون پر گرا انصاف سے بتا میرا کیا حال ہوگا کون جان بچنے کی صورت ہی تو بیشک دل سے طرفدار افراسیاب ہی مگر مین بخیل ولاجواب ہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا خواجہ عمرو قسم ہی سر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی باغ سیماب کے جانیکا یہی راستہ ہی اور بڑے بڑے مقام خوفناک ملینگے خدا آپ کی جان بچائے تا بہ مقام لوح پہونچائے میری جان حاضر ہی نثار کردون مگر اس مقام پر بالکل ناچار ہون اتنا جلہ اور عرض کرتی ہون کہ ایک مرتبہ مین نے دروازہ پیدا کیا سد باب ہوا بس اکی مرتبہ اور در بنانے کی مجاز ہون اس مقام کی صاحب راز ہون دوبارہ دروازہ بنکر جو بند ہوگا اگر تمام عالم کے ساحر آکے سحر کرینگے دیوار مین در نہ بنے گا راہ مقام لوح سے نا امید ہیے گا خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا آنسو آنکھون سے جاری ہوے ملکہ مخمور سرخ چشم بھی بلک کر رو دی زبان پہ یہ اشعار حسرت و یاس کے جاری ہوے

اشعار

دادخواہون کے شور سے دیکھو
تیغ کے سے نکالے ہین جوہر
کوئی اس دور مین جیے کیونکر
چونک پڑتا ہی فتنۂ محشر
آتش لعل سینہ حباب نمون
ملک الموت ہی ہر ایک بشر
آئے نے بھی اس زمانے مین
آب نیسان ہی ایک بدگوہر

جسکو دیکھو سو مایۂ بیداد
آدمی سے پری کو آئے حذر
نہ امیرون کو پاس بندی عدل
جو کرے قتل خورد سالہ پسر
ہین گدا پُر غرور شیر دہر
اک بہانہ ہی بہر قطع شجر

کیا ہوا گر نہیں ہی سیمین بر
ہی بڑے اشتیاق ویرانی
نہ رعایا مطیع فرمانبر
کمترین خانہ زاد طعنہ زن
بیگانہ جو کیا ہی خون پدر

ذکر انسان سے دیو مجنون ہو
شاہ فرہاد و بے ستون کشور
اسکو سونو رستم زمان کا خطاب
طرز حرف ملامت مادر
چمن آرا کو رسم پیرایش

ان اشعار عبرت آثار پر ملکہ مخمور سرخ چشم بھی بیتاب ہوئی

صورت شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی آنکھون مین پھر گئی خیال ہوا ای مخموریان
مقامات ہولناک سے زندہ پلٹنا دشوار ہی خیر جو مرضی پروردگار ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
نامدار فراق مین صاحبقران زمان کے خوب رو یا کہا ای ملکہ مخمور سرخ چشم امید نہین کہ پھر زندگی
مین آقاے نامدار سے قدمبوس ہون ای ملکہ مخمور جب یہ خیال ہوا کہ سوا اس راستے کے
اور کوئی راہ نہین بسم اللہ آپ در بنائیے مین اپنے کو دم شمشیر پر گراتا ہون شاید حیات مستعار
باقی ہی پہنچینگے ورنہ ملک عدم مین ملینگے ملکہ مخمور سرخ چشم دانہ لیکر آمادہ ہوئی کہا خواجہ براے خدا
اب نہ رکنا ورنہ سر ٹپک ٹپک کے جان دینا ہوگا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے کہا ضرور جاؤنگا
یہ کہکر خواجہ عمرو نے باندھا ے عیاری ذات پر آراستہ کیے گلیم عیاری کاندھے پر ڈالی حلقہاے
کمند اصفہانے باندھا بار یہ لپیٹے مشت خاک اٹھا کر گریبان مین ڈالی لباس کو کفن تصور کیا آمادہ مر
دھیاے فنا ہوا کہا ای ملکہ مخمور سرخ چشم ذی شعور بسم اللہ اب دیر نہ کیجیے ملکہ مخمور نے ایکی
مرتبہ جادانہ کلان نکالا عصہ دراز تک سحر پڑھا جھپٹ کے دانہ مارا جیسے در تیار ہوا طائرون
نے غل مچایا الہی یار دیکھو مخمور سرخ چشم نے سحر کرکے دیوار آہن مین در بنایا ہی عمرو آتا ہی دوڑو
ظالم کو روکو یہ کہکر طائرون نے ندا دی کہ او عمرو اس باغ مین نہ آنا مقام عبرت ہی اس
آغاز کا بد انجام ہی یہان کے حاکمون کا غافل وہ ہوشیار نام ہی اس مقام سے کسی کو راحت
نہ ملی بادشاہ طلسم ہوش ربا ان مقامات پر نہین آتا خبردار اپنی جان نکھونا آبرو دے ہاتھ نہ دھو
یہان کا ہر گل خار ہی ہر شاخ اصل مین کھچی ہوئی تلوار ہی مفت مین کیون جان دیتا ہی اپنا خون
اپنی گردن پر لیتا ہی ہر چند طائر چیخے پیٹے صداے حیرت خیز سے انکے تو ہوش اُڑے مگر کلیجے پر

پھر رکھا اور کہا ای کریم کارساز ای حافظ حقیقی ای مالک تحقیقی تو بچانے والا ہی دل کو رجوع کر کے
جست کی اس خیال سے کہ کسی شاخ نخل پر پانون جماؤنگا ملکہ مخمور نے بھی دیکھا خواجہ عمرو
درے لنگر انتہا کا بلند ہوا جو نخل اصلی تھا اس تک تو نہ پہنچا جس چمن مین تلوارین بوئی ہوئی ہین
و نہالے مثل برق کے چمکتے ہین وہ چمن انتہا کا وسیع تھا اسی چمن پر لڑکھڑاتا ہوا گرا پانچ قدم کی بلندی
باقی ہی قریب ہی کہ تلوارون پر گرے جسم پرزے پرزے ہوجائے خواجہ عمرو نے تہ دل سے دعا
کی ای سامع الدعوات ای کریم کارساز ای بے نیاز حفاظت کر بچالے اس آفت ناگہانی سے
نجات دے افسوس ایسے مقام پر جان گئی لاش کون اٹھائے گا اس مقام پر آفت مین
کون کام آئے گا دفن و کفن بھی نہ ملے گا ای خالق کونین رب المشرقین و المغربین بندہ تیری

ہی مددکا خواستگار ہون نظم	تو گوئی ہر آنکس کہ در پیچ و تاب	دعائے کنند من کنم مستجاب
بعجز عاجز رہانندہ دائم ترا	درین عاجزی چون نخوانم ترا	عقوبت مکن عذر خواہ آمدیم
بدرگاہ تو روسیاہ آمدیم	سپردم بتو مایۂ خویش را	تو دانی حساب کم و بیش را

خواجہ عمرو نے جو اس طرح بلک کر عرض کیا زمین کا طبقہ پھٹا بصد صولت و شوکت باغبان
قدرت پیدا ہوا نعرہ کیا ای خواجہ عمرو نہ گھبرانا غلام آپہنچا نکلتے نکلتے خواجہ کو اپنے ہاتھ پر روکا
طائرون نے غل مچایا ارے یارو باغبان قدرت آپہنچا باغبان قدرت خواجہ عمرو
کو لیے ہوئے جست کر کے چمن سے تلوارون کے نکلا خالی زمین پر آکے قائم ہوا [illegible]
مین جتنے طائر تھے زمین پر گرے معلوم ہوا ساحر تھے گولے تیغ و نارنج باغبان قدرت
پر چلنے لگے باغبان قدرت نے خواجہ عمرو کو [illegible] یہ کہکر چھوڑا کہ حضور [illegible]
خواجہ عمرو کود کر لڑائی مین مصروف ہوئے حقہ آتش بازی نکالکر مارا [illegible] جادوگر [illegible]
باغ سے نکلتا چلا آتا ہی باغبان قدرت پر باغیون نے آگ برسائی خواجہ عمرو حقہ ہا[illegible]
آتشبازی مارکر گلیم اوڑھ لیتے ہین کبھی آشکار ظاہر ہوتے ہین باغبان کی تنہائی پر [illegible]
ہین باغبان پر طلوع عظیم ہی جتنے طائر درختون پر تھے سب انسان بنے ہین اور صدہا جگہ
سے چلے آتے ہین کسی نے آگ برسادی کسی نے گولہ مارا کسی نے کاوا [illegible] نار سنگھ کو پکارا
باغبان بیچارہ کس کس کو جواب دے زخم کاری کھائے اس ہنگامے مین عمرو دریائے سحر کو

تعجیل رہا ہی جب کسی ساحر کلان کو دیکھا کر برائے قتل باغبان چلا خواجہ عمرو نے گلیم سر سے اُتاری اُس مجمع ساحران مین پیر ابد لگر سامنے آیا للکارا ساحر پلٹا خواجہ عمرو نے تڑاق سے حباب بیہوشی منھ پر مارا جادوگر لہرا کے گرا گرتے گرتے عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمروم کہ کلہ از سر قیصر ببرم ۔ رنگ از رخ تجنگ بد اختر ببرم
تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم ۔ در مجلس خسروان چو گردم ساقی

جادوگر زمین پر گرا عمرو گلیم اوڑھکر غائب ہوا کبھی جست کرکے کسی کے کاندھے پر پہونچا پسٹ کر خنجر مارا سر اُسکا زمین پر گرا خواجہ کو دیکھے پھر مخفی ہوئے اسطرح ہر غول مین ہر صف مین کبھی جھکر پالٹ کا ہاتھ مارا مین تیغ پانوُن اُٹھا دیے کبھی جنگلی بان داغ دیا صد ہا کے مُنھ جھلس گئے کبھی ظاہر ہوے کسی ساحر کا سحر چل گیا زمین نے پانوُن تھام لیے تاک کے اُسی کو تیر مارا وہ خطا کار مرا یہ آگے ہوے بہ تعجیل گلیم اوڑھلی جادوگر حیران ہین کہ اس بدمعاش پر زور نہین چلتا برق جہندہ کا حال ہی بجلی کا روکنا ٹوکنا محال ہی اکثر زخم بھی عمرو نے کھائے ساحرون کے تیر و تفنگ بھی چل رہے ہین ناریل اُچھل رہے ہین مگر باغبان قدرت مجمع ساحران مین گھسا ہی نہتا کا ملنگ نہ لڑ رہا ہی یکایک بارہ دری سے دو جادوگر تاج پہنے ہوے لباس عمدہ زیب جسم ایک نے نعرہ کیا منم غافل جادو دوسرے نے نعرہ کیا منم ہوشیار جادو غافل نے بڑھکر باغبان قدرت پر کارد سحر لگائی شانے کو توڑ کر باغبان کے پار گذری ہوشیار جادو نے خبردار کہکے برق چمکائی سر باغبان زخمی ہوا باغبان نے گھٹنے ٹیک دیے ایک ساحر مہیب الشکل عجیب قطران جادو نام اُسکو غافل و ہوشیار نے آواز دی کہ باغبان قدرت کا سر کاٹ لے اس باغی کو جلد سزا دے وہ بیحیا سحر کرتا ہوا طرف باغبان کے چلا ہر چند کہ باغبان قدرت نے گھٹنے ٹیک دیے مگر سنبھلکر پتھر اُٹھا کر سنگدلون پر مارتا ہی کسی کا سر پھٹا کسی کا مُنھ ٹوٹا یون اپنے کو بچاتا ہی مگر قطران جادو بدخو نے جیب سے کے باغبان قدرت پر ماش کے دانے مارے اس جنس کے سحر کو باغبان نے روکا مگر بیدم ہو گیا غش آنے لگا قطران تیغ کھینچکر طرف باغبان قدرت کے بڑھا عمرو نے دیکھا باغبان قدرت قتل ہوتا ہی گلیم سر سے اُتار کے نعرہ کیا او بیحیا کیا کرتا ہی برابر آکے کمند ماری جھٹکا دیا وہ بیحیا مُنھ کے بل زمین پر آیا پسٹ کے خنجر مارا قطران کا شکم چاک قصہ پاک قطران کو

شجر نخل باغبان سے یہ ثمر حاصل ہوا فوراً جہنم واصل ہوا ہوشیار جادو نے دور سے
یہ دیکھا کہ عمرو نے بصد صولت و شوکت و جرأت قطران جادو کو مارا اب عمرو نے قصد کیا
کلیم اوڑھ لوں ہوشیار نے وہیں سے گھبرا کے آواز دی عمرو لڑکھڑا کر گرا زمین نے پاؤں تھام
لیا خواجہ عمرو نے حافظ حقیقی کا نام لیا کہا لو باغبان میں بھی بیکار ہوا سحر میں اس بیچارے کے
پھنسا اب باغبان نے بلک کے دعا کی عمرو نے آمین کہی یکایک آسمان پر سناٹا ہوا بقدرت
باغبان قضا و قدر پھولوں کی لپٹیں آئیں ہوا کے جھونکے چلے دیکھا سب نے ملکہ بہار گلعذار
گلدستہ ہاتھ میں اٹکی ترچھی بدھیاں گلے میں طرہ موتیے کا آراستہ و پیراستہ رنگین مزاج حسینان
عالم کے سر کا تاج دیکھا ملکہ بہار جادو نے کہ باغبان پڑا زمین پر تڑپ رہا ہے خواجہ بیکار
ساحران غدار دونوں کو قتل کیا چاہتے ہیں بہار نے نعرہ کر کے گلدستہ مارا پھول برسے
ایک پھول عمرو پر گرا عمرو تو خوشی سے پھول گیا سرو قد میں طاقت نرگس چشم میں بصارت یہ
رنگ دیکھتے ہی اٹھکر گلیم اوڑھ لی ساحر جھومنے لگے ملکہ بہار زمین پر آئی گلشن سحر کو رونق دی
اسی طرح دو تین گلدستے مارے بہار نے باغبان کی دستگیری کی تمام ساحر مست ہو کے گلچینی
گلشن حسن بہار کرنے لگے غافل و ہوشیار نے دیکھا کہ بہار نے آتے ہی رنگ اپنا جما لیا چمن
جوہر شمشیر پر خزان آئی یعنی تلوار کے چمن نیزہ و تیر کے گلشن بہار نے آتش قہر و غضب سے
جلا دیے کئی ہزار ساحر گلے کاٹ کر مر گئے غافل و ہوشیار نے بڑھکر سحر کیے گل عارض بہار
مرجھایا یعنی سر زخمی ہوا قطرے خون کے روے انور پر قریب تھا کہ بہار لڑکھڑا کر گرے زمین شق ہوئی
رعد جادو نعرے کرتا ہوا انکا کانوں پر ہاتھ رکھکر آواز دی منم رعد جادو کئی سو ساحر چیخ کیا
گرے سر پھٹ گئے برق چمک کر آسمان سے گری کئی ہزار کے سر اڑا دیے رعد گرجنے لگا برق
چمکی خون کی ندی بہا دی گر غافل و ہوشیار رعد و برق پر سحر کر رہے ہیں جب دونوں بلوں
ٹھہرتے ہیں سحر پڑھتے ہیں زمین ہلا دیتے ہیں رعد و برق و باغبان قدرت پر انتہا کا
بلوہ ہے ہزاروں کو مارا مگر مجمع ساحران کم نہیں ہوتا یکایک آسمان پر برق کلاں چمکی نعرہ ہوا منم
ملکہ برق لامع غافل بڑھا ہوا چاروں پر سحر کر رہا تھا برق لامع چمک کر غافل جادو پر
گری اس بیچارے کے دو ٹکڑے ہو گئے آواز آئی کشتی مرا نام ہیں غافل جادو بود و بود اریں باغ

کی تھرا ایں مکان جلنے لگے ہوشیار جادو خبردار ہوا کہ بھائی مارا گیا بازو ٹوٹا بدحواس ہو کے طرف برق لامع کے چلا برق لامع چمک چمک کے گرنے لگی ہوشیار دیکھ رہا ہی کہ کسی مقام پر برق لامع جمے ذرا بھی تھمے تو ہین سحر کرون بھائی کے غم مین رو رہا ہی برق لامع ایک ایک صف کو کاٹ کر ایک نخل کے سایے کے نیچے رکی تھی کہ ہوشیار جادو نے خبردار باش کہکے ایک ترنج سبز کھینچ مارا برق لامع نے انگلی کے اشارے سے اُس تیرہ بخت کے ترنج سبز کو کاٹا ترنج کٹا اُسمین سے کارد نکلکر شانے پر پڑی برق لامع بھی زخمی ہوئی آگے قوت بازو کو مارا اسکا شانہ بھی نشانہ ہوا کون دستگیری کرے ہیہات کہکے پھر چلی مگر جسم مین رعشہ پایا دیکھا کہ مخمور سرخ چشم بھی پہونچی شریک جنگ ہوئی ہوشیار سب کو جواب دے رہا ہی بھائی کے غم سے بدحواس چہرہ اُداس لیکن زبان کا اپنی خون لیکر جسپر خون مارتا ہی قطرہ خون چنگاری بنکر جسم پر پڑتا ہی آتش سوزان کی تاثیر پیدا کرتا ہی ساتھ والون کو صدا دے رہا ہی یارو یہ چند کس مین بیکس و بےبس ہین بلوہ کرو اب امان نہ پائین برادر غافل کے غم سے بیقرار ہون تمام کو ہوشیار ہون اسقدر ساحرون کا جماؤ ہی تمام باغ آتش بہار ہو رہا ہی ان سرداران مذکور نے لاشون کے انبار لگادیے کشتون کے ڈھیر کر چکے ہوشیار کے اندھیر اخواجہ عمرو کبھی ظاہر کبھی مخفی لڑائی سے منھ نہین موڑتے جس ساحر کو پا جاتے ہین تیر و تفنگ سے قتل کرتے ہین باغبان قدرت و ملکہ بہار و ملکہ مخمور سرخ چشم و برق لامع و رعد و برق دریائے خون مین غرق جنگ مین مصروف ہین قریب ہی کہ بلوے مین گرفتار ہو جائین بیقرار ہو کر سب نے دعا کی ای ستار و غفار ان نابکارون کے ہاتھ سے بچالے خواجہ عمرو نے بھی تڑپ کر کہا ای

رحیم و کریم و ای سمیع و علیم شعر
خداوندا تو میدانی کہ بدکردم بنادانی
امید رحم تو دارم توئی ستار یا اللہ
سلطان بیچہ وزیری خلاق بے نظیری

شاہا کریمی و رحیمی و غفور
ز دست کر شیطانی مرا ہشیار یا اللہ
از دست بیقرارم فریادرس الٰہی
چون دستمن بگیری فریادرس الٰہی

دست مگیر کہ در ماندہ و بیچارہ ام
نہ طاعت کے ایزد دارم نہ تخمے نیک کارم
جز تو کسے ندارم فریادرس الٰہی

دعائے خواجہ قبول ہوئی سحاب حصول ہوئی آسمان پر لکہ ابر گلنار پیدا ہوا دیکھا ابر رشق ہوا دل ابر سے چودھوین رات کا چاند جسکے سامنے خورشید عالمتاب ماند چرخ مارتا ہوا ظاہر ہوا ہوشیار پہچانا نہ ماہر ہوا

کہ یہ کیا اسرار ہے عمرو سمجھ گیا کہ ملکہ بُران ماہ رخسار ہے کڑاکے کی آواز آئی چاند کے دو ٹکڑے
ہوئے زمین پر گری ساحرون کے جسم مین آگ لگ گئی نور ماہ نے ناریون کو جلایا سیہ بختون
کا ستارہ گردش مین آیا نعرۂ بُران بہ افسونگری نامور ذی وقار ہ منم دختر کوکب نامدار ٭
زمین پر آتے آتے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا اُس گوہر صدف دریاے خوبی نے لشکر
ہوشیار جادو پر کھینچ مارا موتی شکست ہوے کئی ہزار ساحر زبردست لپست ہوے پنجہ
نیام انتقام سے کھینچا وہ دریادل ساحرون پر برس پڑی جوش قہر و غضب مین کفار پہ جاپڑی
ندی خون کی بہی اب رعد و برق وغیرہ کو بھی مہلت ہوئی جم کر لڑنے لگے برق لامع بھی
کڑکی ملکہ بہار نے مہلت پائی سحر کے گل کھلائے ہزار ہا ساحر دیوانے ہو کر سر پھوڑنے لگے
کوئی تڑپا کوئی کڑکا کسی پر مخمور جا پڑی کہین برق لامع گری خرمن ہستی کا فران جلا کے اُٹھی
لشکر سحر کی علمداری مٹی مگر ملکہ بُران شمشیر زن صف شکن سحر و افسون مین بے نظیر حسن مین
رشک ماہ منیر پنجہ سحر کھینچا ہوا غصے سے کف منھ مین بھرا ہوا جو ہر جرأت آشکار دونون ابرو
خمدار کھینچی ہوئی تلوار اشارون کی کٹاریان مژگان کے تیر سب چمن مین چل رہے ہین کوئی
پامال کوئی عزبال صفون کو درہم برہم کر کے قریب ہوشیار پہونچی آواز دی او ہوشیار جادو
ہمارے سحر سے غافل ہے علم فسونگری سے جاہل ہے آنکھ چار کر ہمپر وار کر ہوشیار جادو بلیا
ملکہ بُران پر سحر کرنے لگا کئی گولے مارے بدمعاش نے ماش کے دانے پھینکے رائی کے
دانون کا کیا شمار ملکہ بُران سحر اس بیحیا کے دفع کرتی ہوئی بردی و مردانگی لڑتی بھڑتی قریب
ہوشیار پہونچی اُس بیحیا نے تلوار کا وار کیا ملکہ بُران نے سپر سحر پر روکا اختر مرداریہ جوڑ سے
نکالا خبردار خبردار کہکے ہوشیار پر کھینچ مارا سینۂ پر کینہ پر پڑا اُتو ڑکر پشت کو پار نکل گیا لڑکھڑا کر
زمین پر گرا لاشہ جلنے لگا بعد سنگ باری و برف باری آواز آئی کشتی مرا نام من ہوشیار
جادو بود ساحرون کے جی چھوٹ گئے جا بجا فرار پر قرار کرین باغبان و بہار نے آواز
دی یہ بیحیا نکلنے نہ پائین اگر بھاگ جائینگے افراسیاب نابکار کو خبر یہان کی پہونچا ئینگے رعد
و برق و برق لامع و مخمور نے چہار جانب سے گھیر ا جادوگرون کو نکلنا مشکل کر دیا تا بہ
شام سب ساحران بدانجام واصل جہنم ہوے سرداران مذکور فتح کر کے بارہ دری مین آئے

خواجہ عمرو بھی ظاہر ہوئے مگر سب صاحب زخمی ہین باغبان قدرت نے بارہ دری مین
بیٹھنے کا سامان کیا خواجہ عمرو قصر عالی دیکھکر بیچین ہوے کہا مین دیکھون کیا کیا آراستگی ہے یہ دونون
ساحران جلیل تھے افراسیاب کے بڑے کفیل تھے جس مقام کو مقفل دیکھا سوہن سے قفل
کاٹا اندر جاکر جال مارا مال اسباب جو پایا اُٹھا کر نذر زنبیل کیا ہنستے ہوے باہر تشریف لائے فرمایا
ای باغبان قدرت یہان تو خزانے مین ایک حبہ نہین ہر کمبیا یہ بیچارا خسیس تھا بالکل خبیث
تھا سب مکانون مین ڈھونڈھا نقد کا نہ نکلا ایک مکان مین دو مٹکے مٹی کے رکھے تھے جھنجھی
کوڑیون سے بھرے تھے انکو مین نے حوض مین پھینک دیا جھنجھی کوڑیان کیا ہوتین باغبان
نے کہا غافل وہوشیار یہان کے بادشاہ تھے اس زمانے مین بہت تباہ تھے آپ مکانون
مین کیون جاتے ہین ناحق تکلیف اُٹھاتے ہین خواجہ عمرو اُسی مقام پر بیٹھ گئے کہا اب مین
کہین نہ جاؤنگا تمھارے پاس بیٹھا ہون باغبان قدرت نے سب کے زخمون مین ٹانکے
دیے خواجہ عمرو نے زنبیل سے نکالکر مرہم دیا سب کے پٹیان مرہم کی چڑھائین اب سب سردار
مع ملکہ بُران نامدار وخواجہ عمرو عیار باطمینان بیٹھے باغبان قدرت نے کہا خواجہ عالم
طلسمات عالم نے بڑے مقام عجائب وغرائب کو اپنی قدرت سے فتح کرایا ای شہنشاہ
اقلیم عیاری یہ امید نہ تھی کہ ان دونون بھائیون پر ہم غالب آئینگے ان ایسے ساحران نامی
پر فتح پائینگے پہلے تو یہی تردد تھا کہ آپ کیونکر باغ مین ان باغیون کے پہونچینگے مگر ماشاء اللہ بخدا
کیا کام کیا بڑا نام کیا ابھی آپ کو بڑی مصیبتین اُٹھانی ہین فکر مین لوح کی چلتے ہین اس راہ پُرخطر
مین فرشتون کے پر جلتے ہین آپ نے جو کام کیا یہ عہدۂ طلسم کشا تھا خواجہ عمرو نے سر جھکالیا
کہا ای باغبان قدرت اُسکی قوت وتوانائی پر نازان ہون بندۂ حقیر رب دوجہان ہون
اب باغبان قدرت وملکہ مخمور ورعد وبرق وبرق لامع وبہار وملکہ بُران شمشیرزن
صلاح کرنے مین مصروف ہوئے خواجہ سے کہا آپ آرام فرمائیے شب بھر ابھی باغ غافل
وہوشیار مین بسر کیجیے ناگاہ شہنشاہ فلک اول نے شکست کھائی مع فوج ثابت وسیارگان
حصن حصین مغرب مین جاکر روپوش ہوا

اشعار در توصیف صبح لاعلم

چو شاہنشہ روم لشکر کشید　　سپہدار مغرب از ہر شیبا گل سرخ شگفت از زمین سبز باغ

ز طاؤس زرین بون گشت زاغ | چو بر تخت مینا نشست آفتاب | سر نازنینان بر آمد ز خواب

بوقت سحر سرداران مذکور خواب سے بیدار ہوئے کمرین باندھکر رہروی پر آمادہ ہوئے خواجہ عمرو سے باغبان قدرت نے کہا بسم اللہ پروردگار نے اس منزل پرُ ہول سے بفتح و فیروزی نجات دی بسم اللہ تشریف لے چلیے ہر شخص الگ الگ رہروی مین مصروف ہو یہ تو بخوبی ظاہر ہی ہمارے ہاتھ سے کوئی باغی بچکر نکلنے نہین پاتا شاید افراسیاب خانہ خراب کتاب سامری دیکھے ہمارے حال سے آگاہ ہو جاے یا تعاقب کرے تو سب کو ایک مقام پر نہ پاے کئی کوس پر ایک باغ ملیگا وہین چلکر ٹھہریے ہم بھی حاضر ہوتے ہین خواجہ عمرو نے بانداز عیاری جسم پر آراستہ کیے نشان پر باغ کے چلے خواجہ عمرو کے بعد رعد و برق وغیرہ الگ الگ سب اسی جانب روانہ ہوئے اول خواجہ عمرو بن امیہ ضمری باغ غافل و ہوشیار سے جو نکلے صحرا دلچسپ نظر آیا ہر جانب گلہاے خودرو طائران خوش آواز چشمہاے صاف و شفاف ہوا معتدل تماشا دیکھتے ہوے جاتے ہین کسی قدر راستہ طے کیا ہی دیکھا ایک چہار دیواری سنگ مرمر سفید کی اُسپر کارگزاران چابکدست نے منبت کاری کی ہی گلشن جنت کا نمونہ دیکھنے مین حسن دوبالا پھاٹک عظیم الشان مثل دیدہ مشتاقان کھلا ہوا عمرو سوچا یقین ہی کہ باغبان قدرت نے اسی باغ کا وعدہ کیا ہو بسم اللہ کہکر اندر باغ کے قدم رکھا لپٹین پھولون کی آئین صبا نے عطر مجموعہ پیش کیا دماغ جان معطر و معنبر ہوا جوانان چمن خوش ادا ہر گل کا جوبن نرالا دایہ صبا کو طفلان غنچے کی پرورش کرنے کی تلاش زمین مشک آگین ہوا

عطر پاش ابیات قسم
کر رہا ہی عجیب گلریزی
جیسے ٹہنی شجر سے پختہ ثمر
رنگ دکھلا رہی ہی طبع قمر
نقطہ بن غنچہ ہاے سربستہ
کی نظر جس طرف کر باغ مین با
جس سے ہون شاد قلب با اہل دل

چمن تازہ مین ہی تازہ خیال
کیا ہی چلی گئی ہی سبک خیزی
جا بجا یہ صبا پکار آئی
گل تازہ کھلے ہین کاغذ پر
اس چمن مین ہوا ہی آج گذر
دیکھی اک شان باغبان قضا
ہی کسی جا پہ بیلا البیلا

جھومتا ہی قلم برنگ نہال
حرف یون بن رہے ہین کاغذ
چمن نظم مین بہار آئی
حرف ہین یا کہ پھول نورستہ
جو کہ باغ ارم سے ہی بہتر
ہین شگفتہ دو رنگ رنگ کے پھول
کہین سنبل کے سر پہ ہی سیلا

کھل رہی ہے چنبیلی ایک طرف
جس سے پامال ہو دل خسرو
کسی جا پر اکڑتا ہے شمشاد
پھرتی ہے ہر طرف کو البیلی
کیا کہوں حسن سبزۂ رخسار
اس چمن میں بسی ہے کیا بو ہے
تاک انگور پر وہ طرفہ بہار
میکشوں کو نوید دیتے ہیں
پر ہیں مشتاق سبز باغ بڑے
صورت نخل شمع خود سیراب
اک طرف کو ہے لطف ریحان پر
کہیں بلبل کی لحن داؤدی
عندلیبوں کا شاخ گل پہ ہجوم
چشم نرگس کو انتظار ہے آج
آئے گا کیا کوئی صنوبر قد
کسی گلرو کا انتظار ہے آج

کہیں نسرین و نسترن کی صفت
کہیں نرگس اشارے کرتی ہے
رنج و اندوہ و غم سے ہے آزاد
گل لالہ عقیق زرد کا قعا
ہر طرف فرش مخمل زنگار
ہم بھی باشندگان گلشن ہیں
جیسے خمیازہ کش کوئی میخوار
سرو آراستہ ہے دوش بدوش
دیکھو لو ایک پاؤں سے میں کھڑا
داغ لائے ہیں بسکہ پیدا ہے
سبزۂ خط یار سے بہتر
کیا گل اشرفی کا کیجے بیان
اس غزل کی پڑی ہوئی ہے دھوم
پا بہ زنجیر موج ایسی کیوں
قمریوں کا گر شکار ہے آج
اے قمر باغ کی صفت جو لکھی

ہے بسی جا گل حنا کی بو
شوق میں دید گل کے مرتی ہے
کر رہی ہے نسیم اٹکھیلی
عاشقوں کو سبب ہو درد کا تھا
بولی سوسن جو میں کھلی جو ہے
سب پر از گل چمن کے دامن ہیں
خوشے جھونکے ہوا سے لیتے ہیں
گل مینائے سبز پر مدہوش
نہیں کوئی درخت طالب آب
حسن اور عشق سب ہویدا ہے
کہیں گلشن میں نخل داؤدی
ہے لٹاتا چمن میں اشرفیاں
باغ میں آمد بہار ہے آج
باغ میں سرو جو نثار ہے آج
چشم نرگس جو وا ہے گلشن میں
گلشن نظم پر بہار ہے آج

خواجہ عمرو نے جو اس باغ میں گل و لالہ پر نگاہ کی بے اختیار غنچۂ دہن نے واہ کی ہوا سے باغ دماغ میں پھری بند قبا کھول دیے خراماں خراماں روش پٹری کو طے کرتے بڑھے دیکھا گوشۂ باغ سے ایک باغبان بچی ماہ پارہ گلعذار سرو قد غنچہ دہن یاسمین پیکر خوش منظر جسم میں پھولوں کا زیور اٹکھیلیوں سے چال چلتی ہوئی ہاتھ میں سونے کا بیلچہ زربفت کا لہنگا گلنار دوپٹہ اسپردلائی آب رواں کی آستینوں دار کرتی وہ کرتی پھنسی یعنی خوبصورت نیک سیرت کبک رفتار شیریں گفتار مثل ماہ تاباں سامنے سے نمایاں ہوئی خواجہ عمرو کی نگاہ اس عاشق کش کے جمال پر پڑی پھری نگاہ کی دل نجت منزل میں گڑی اس عالمتاب سپہر حسن کو دیکھ کر پسینہ آیا

کلیجہ بھر آیا دل کو اضطراب جان بیتاب آنکھیں مشتاق جمال خواہش کو آرزوے وصال بیاختہ آہ کی کلیجہ تھام لیا حافظ حقیقی کا نام لیا وہ شوخ چشم شرماکر ایک جانب چلی خواجہ عمرو دیوانہ وار مضطرب بیقرار سایہ سان اُسکے ساتھ ایک نخل کے سایے مین جاکر وہ شمشاد قد ٹھہری خواجہ بھی تڑپتے ہوے اُسی مقام پر پہونچے نگاہ حسرت سے گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے وہ غنچہ دہن مسکراکر روش پٹری درست کرنے لگی زرد پتے اُٹھاکر کنارے رکھتی تھی کبھی روشون پر دست نازنین سے بیلچہ کاری بعشوہ وناز کبھی خرامان مثل طاؤس طناز جب بصورت ہمزاد اُس پریزاد کے عقب مین عرصہ دراز تک پھرے کبھی لڑکھڑاکر گرے اپنے کو عصاے آہ ٹیک کر تھاما مگر سنبھلنا دشوار دل بیقرار جب دل خانہ خراب نہ سنبھلا دریاے محبت نے جوش مارا موجہاے غم کی طغیانی قریب تھا کشتی حیات طوفانی ہو سامنے جاکر دست بستہ کھڑے ہوے رعب حُسن و جمال نے کچھ کہہ نہ سکے اُس آئینہ رخسار نے بصفائی قلب پوچھا کیون ای شخص کیا صورت ہی کیون دمبدم تکتی حسرت ہی مجھسے کیا چاہتا ہی کون ملنع ہی خواجہ عمرو نے گڑگڑا کر کہا ای سرو چمن خوبی وای رنگ وبوے گل حدیقۂ محبوبی تیرے گل عارض کا بلبل ہون اب تاب صبر وضبط باقی نہین قریب ہی کہ طائر روح قفس جسم سے پرواز کرے غزل زیب النسا مخفی

سخت دشوارست گفتن معنی ناگفتہ را	سوزن الماس باید گوہر ناسفتہ را	میکند گر نالہ بلبل در چمن عیش کمن
سیر گلشن بشگفاند خاطر آشفتہ را	پنجۂ ہمت نگیرد دامن یاس امید	چون زلیخا گر بچنگ آریم عمر رفتہ را
عمر شد صرف شمار روز عمر ای بیخبر	چند چون طفلان نگہداری حنای بستہ را	مخفیا شکل چشم ترک بیحاصل بود
گرد مجاروب مژگان خانقاہ رفتہ را	دیگر کسی صورت تو دلکو شاد کرنا	ہمین دشمن سمجھکر یاد کرنا
دعائین دینگے جھٹکو قیدی زلف	جہانتک ہوسکے آزاد کرنا	کہین وہ آفرین الیسا ٹپے ہاتھ
نہ مجھپر رحم او جلاد کرنا	مسیحائی دکھانا بعد مردن	جو دل چاہے تو کچھ ارشاد کرنا
اُڑادو خاک میری ٹھوکرون سے	اگر منظور ہی برباد کرنا	ادب سیکھے نہین ہین تو گرفتار
بتاکر قاعدے بیداد کرنا	مزا ہتا ہے کسی کی گالیون مین	اُسی بھولے سبق کو یاد کرنا
جنازا اُٹھ سکے میرا تو تم بھی	ادا رسم مبارکباد کرنا	اُس ناہوش نے مسکرا کر جواب

دیا ای شخص تو یہ ہم سے کیسی باتین کرتا ہی نہ جان نہ پہچان نہ دیکھا نہ بھالا مسافرانہ تو یہان آیا

اپنا عشق جتاتا ہی ہر چند کہ طریقہ دنیا کا یہی ہی خلاق زمین و زمان نے مرد واسطے عورت کے مقرر فرمایا ہی عقد مناکحت کی تاکید کی ہی مگر عقل سے بعید ہی غیر کفو سے اتفاق نہیں ہوتا میرا پیشہ بخوبی ظاہر ہوا کہ مین باغبان بچی ہوں تو قوم شریف سے معلوم ہوتا ہی بس ہمارے اہل برادری ماں باپ کیونکر قبول کرینگے لیکن تیری بیقراری نے ہوش اڑا دیے باغبان ازل سے خوف آتا ہی قلب تھراتا ہی ایسا نہو کہ گلشن حسن مین خزان آجائے مخالفت برباد کرے اگر اپنے کو قوم باغبان سے قرار دے کمال کو اس پیشے کے حاصل کر کیا عجب ہی کہ اہالیان برادری قبول کرین خواجہ عمرو گھبرا کر قدموں پر گر پڑا رونے لگا کہا مجھے نقش پا تیرا تاج شاہی سے بہتر ہی غلامی مین فخر سراسری جس خدمت کو حکم ہو آنکھوں سے بجالاؤن اگر چھری گلے پر پھیرے گردن نہ ہلاؤن اُسنے کھرپی عمرو کے ہاتھ مین دی کہ اے شخص کاروبار مین مصروف ہو جب اور باغبان آئین قوم پوچھین اپنے کو باغبان بتانا شرافت ونجابت کو چھپانا جب چندے مین بخوبی سب اہالیان برادری تیرے حال سے ماہر ہونگے اُسوقت ہمارے والدین سے شادی کی خواہش کرنا مگر درخت مین پیوند لگانا روش بٹری درست کرنا حاصل کر چودھری بروقت نسبت امتحان لینگے اگر امتحان مین خام رہے چودھری قبول نہ کرے گا آیندہ اے شخص تجھے اختیار ہی تیرے عجز و انکسار پر رحم آتا ہی خواجہ عمرو نے کہا اے گل گلشن مہر و وفا اے رنگ و بوے چمن حلم و حیا مین بہت جلد ان کمالات کو حاصل کرونگا وہ باغبان بچی تعلیم کر رہی ہی خواجہ عمرو کھرپی لیے ہاتھ مین سایہ سان اُسکے ساتھ پھر رہے ہین لباس پر گرد و غبار پڑا ہوا کبھی زمین کھودتے ہین شاخین تراش کر پیوند لگاتے ہین کبھی فرماتے ہین دیکھو صاحب یہ پیوند لائق ملاحظہ ہین وہ مسکرا کر جواب دیتی ہی اے شخص یہ علم دریا ہی خواجہ اس حال مین ہین مگر رعد جادو جو باغ غافل و ہوشیار سے چلا تھا وہ بھی اسی باغ مین مثل بو کے داخل ہوا سیر گل و لالہ دیکھتا ہوا ایک نخل کے سایے مین وہ نہال حدیقۂ افسونگری ٹھہرا کہ ایک گوشے سے معشوقہ سہی قد ماہ رخسار سیمین عذار گل پیرہن نازک بدن غنچہ دہن رشک گلشن خرامان خرامان مثل خورشید درخشان نمایان ہوئی رعد کی نگاہ اُس مایۂ حسن و ناز پر پڑی آنکھ سے آنکھ لڑی ہوش باختہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ رنگ رو متغیر بیتاب و مضطر ہو کلیجہ تھام لیا

رعب حسن وجمال سے تھرایا اٹھ کھڑا ہوا بے اختیار پکار اٹھا مطلع نکالوں کس طرح سینے سے اپنے تیر جانان کو ٭ نہ پیکان دل کو چھوڑے ہے نہ دل چھوڑے ہے پیکان کو ٭ مطلع پھرا دیا جلوے نے ترے چشم صنم کو ٭ چکرا دیا غمزے نے ترے طوف حرم کو ٭ غزل زیب النسا بیگم مخفی

ریخت بر خاک مذلت بسکہ آب روے ما
چین پیشانی نہ بیند گوشہ ابروے ما
از براے خاطر آزار ما گردان فلک
آخرش ای ماہ نو یکرہ نظر کن سوے ما
دگر یہ تو کا شرف ہے دل دوستدار ہو جائے
شریک حال دل بیقرار ہو جائے
ابھی اٹھاتے ہیں سر جنازہ کیوں جلد
کسیکا تو دل بے اعتبار ہو جائے

آبروے خود نیاید رنگ بر روے ما
پنجہ غم با ما شد پنجہ صبرم شتاب
اینقدر سرگشتہ در عالم کجے جوے ما
دل ضعیف و غم قوی تنہا درین عشرتسرا
مری طرف مرا پروردگار ہو جائے
نہاں تو دل میں ٹھنسی ہے کسیکی حسرت
وہ اپنے گھر کو تو پہلے سوار ہو جائے
کمال عاشق کامل یہی کہ ملتے ہی آنکھ

گر بفرق ما نہند صد کوہ محنت روزگار
رستم وقت خود است اینقدرت بازوے ما
بہر بوے پیرہن چشم تمنا شد سفید
واے گر مخفی نبودے ہم ز پہلوے ما
ابھی جگر کو ابھی درد عشق دے توفیق
جو آنکھ سے نہیں آشکار ہو جائے
بغل میں میری رہے یا اسی کے پہلو میں
جلال نہ محبت یگانہ یار ہو جائے

رعد جادو نے جو یہ اشعار عبرت آثار پڑھے تاب نہ آئی غش کھا کے زمین پر گرا مثل مرغ بسمل تڑپا اُس آفت جان شہنشاہ خوبان نے جو اس شیر بیشہ جرأت کو زمین پر تڑپتے دیکھا غربت پر اُسکی رحم آیا فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھا بوے زلف معنبر دماغ میں پہونچائی عاشق زار کی روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی آنکھ کھولدی گھبرا کے اُٹھ بیٹھا بحسرت و یاس سراپا کو دیکھنے لگا مگر آنکھوں سے آنسو جاری منھ سے کچھ نہیں بولتا اب اُس آفت روزگار نے غنچۂ دہن وا کیا کلام رنگین منھ سے نکالا پوچھا کیوں ای جوان تجکو یک بیک کیا ہوا کیوں غش کھا کے گرا رعد جادو اور زیادہ تڑپا بے اختیار ہو گیا کچھ کہہ نہ سکتا تھا آئینۂ رخسار پر نگاہ تھی مثل تصویر تکتا تھا دوپٹے سے اُسنے اشک پاک کیے کلمات تسکین زبان معجز بیان سے کہے تب رعد نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ تیرا عاشق زار ہوں نرگس بیمار کا بیمار ہوں ای مسیحاے زمان مسیحائی فرمایئے اب زندگی دشوار ہے دل تڑپتا ہے مثل بیقرار ہے یہ سنکر وہ شہنشاہ حسن وناز بصد غمزہ و انداز مسکرائی کہا ای تابدار دلاور قدر ای افسر افسران ای پہلوان دوران یہ بھی تو سمجھا میں کون غریب باغبان بچی ہوں ای شخص تو شاہزادہ کامگار جلیل میں قوم کی باغبان بچی ذلیل بھلا یہ پیوند ممکن ہے میرے تیرے لیاقت تری

حقارت اپنے دل کو سنبھال آبروریزی کے کلمات اپنی زبان سے نہ نکال اپنے دوست احباب کی نظر سے گر جائیگا بہادر جری صاحبان سطوت ولیاقت تجکو کیا کہینگے مین اپنی برادری مین بدنام تیرا بدانجام رعد نے کہا تیرا نقش قدم تاج شاہان ہفت اقلیم سے بہتر یہ ذلت عزت ہی اس نامردی مین شوکت ہی دل پر اختیار نہین کسی کا تابعدار نہین جو ذلیل سمجھے گا نہ ملے گا یہ سُنکر اُس نازنین نے سر جھکا لیا کہا ای شخص یہ بڑی مشکل ہی علاوہ لیاقت کے نوجوان رعنا زیبا چہرے سے جرأت ٹپکے پیدا تیری نسبت میرے واسطے فخر و افتخار ہی مگر والدین کی بدنامی برادری والے حقہ پانی بند کر شادی غمی موقوف والدین کو داغ ہوگا عمر بھر ہمکو غم سے نہ فراغ ہوگا کیسا غضب ہی باغبان بچی کوئی نہ کہیگا شاہزادی کہنے والے کہینگے ہم جواب حجاب سے نہ دینگے پس دلکو اپنے سمجھا کر گھر کا رستہ لے ہمکو بھی تیری یاد رہیگی شب ہجر ستائیگی یہ خوشامد منت تیری یاد آئیگی ایک البتہ صورت ہی ہمیشہ باغبانی اختیار کر جو پوچھے اُسکو جواب دے غریب الوطن حیران و پریشان ہون قوم کا باغبان ہو رعد نے کہا مجکو سب کچھ منظور ہی یہ پیشہ سلطنت سے بہتر ہی اُس باغبان بچی نے رعد کے ہاتھ مین بیلچہ دیا کہا یہ اسباب جہالت دور کیجیے خود و زرہ اُتار کے ایک گوشے مین رکھدیجیے رعد باغ باغ ہو گیا مثل گل کے شگفتہ ہوا سلطنت کونین ہاتھ آئی کہا ای جان جہان کیا تدبیر معقول بتائی خود و زرہ اُتار کے نخل پر رکھدیا بیلچہ ہاتھ مین لیا گلکاری مین بخاکساری مصروف ہوا اسی باغبان بچی کے ساتھ پھرنے لگا مگر ملکہ بُران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر سیر اکو طے کر کے مثل بہار اس باغ جنت نظیر مین تشریف لائین گلگشت مین مصروف ہوئین سامنے ایک باغبان بچی نہایت حسین بھولی بھولی صورت کمسن عمدہ لہنگا دوپٹہ زعفرانی خرامان خرامان سامنے آئی ملکہ بُران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر کو سلام کیا ملکہ بُران شمشیر زن نے مسکرا کر کہا بوا کیون کیا نام ہی اُسنے شرما کے سر جھکا کے جواب دیا لونڈی کو گل پیرہن کہتے ہین اسی باغ ہمیشہ بہار مین ہم بھی رہتے ہین ملکہ بُران شمشیر زن نے کہا بوا ہمین تم سے قلبی محبت ہوئی جی چاہتا ہی تم سے بہنا پا کرین دوپٹہ بدلین اُسنے دست بستہ عرض کی مین باغبان بچی آپ شاہزادی میری مجال ہی کہ آپ سے دوپٹہ بدلون لونڈی ہو کر آپ کو بہن کہون ملکہ بُران نے کہا ہماری یہی خوشی ہی تمکو منھ بولی بہن بنائین تخت پر اپنے برابر بٹھائین اُسنے کہا حضور یہ

ناممکن ہی ہم برادری کو نہیں چھوڑ سکتے اگر ہم سے محبت ہی تو ہمارے پیشے کو اختیار کیجیے یہ سونٹی کھرپی ہاتھ مین لیجیے ملکہ برّان شمشیر زن نے کہا مین بدل و جان منظور ہی یہ کہکر اپنا دوپٹہ اسکو اُڑھا دیا اُسکا دوپٹہ آپ اُوڑھا کھرپی ہاتھ مین لیکر اُسکے ساتھ پھرنے لگین اسی طرح ملکہ بہار جادو بھی آئین یہی سانحہ ملکہ بہار گلعذار پر بھی گذرا برق لامع و برق اسی طرح اس باغ مین آئین بلا مین پھنسین ملکہ مخمور سُرخ چشم بھی آکر اس باغ مین پھنسین ہوئین بعد سب کے باغبان قدرت اس باغ جنت نظیر مین آیا خواجہ عمرو ایسا عیار ایک باغبان بچی کے عشق مین مبتلا ایک پر رعد ایسا جوان شیدا ایک کی محبت مین ملکہ برّان مبہوت بہار و مخمور و برق و برق لامع نے باغبان بچیون سے بہنا پا کیے دوپٹے بدلے ہین ساتھ ساتھ اُنکے اس رنگ سے پھرتی ہین یہ حال دیکھکر عرصہ دراز تک ہنسا پھر مثل برق تڑپا باغ کو بہ نگاہ حسرت دیکھا ایک ایک نخل سے لپٹا لپٹ کر رویا اشک حسرت پاک کرکے خواجہ عمرو کو آواز دی ای شہنشاہ عیاران میرے پاس تشریف لائیے کچھ عرض کرنا ہی کہا معشوقہ گل رخسار کے ساتھ ہین اس صنوبر قد کے دام پر احسان ہین ہم تو قوم کے باغبان ہین باغبان نے کہا مین اس سہی قد کے ساتھ آپکی شادی کرونگا ای رعد تم آؤ تمھاری بھی خانہ آبادی کردونگا یہ سنکر عمرو رعد وغیرہ قریب باغبان آئے مگر وہ باغبان بچیان حیران و پریشان چہرون پر ہوائیان لرزان ترسان ہاتھ باندھے ہوئے سامنے باغبان کے آئین کہا ای شہنشاہ کس حُسن سے ہمنے اپنا کام کیا حضور کو کچھ پسند آیا کیسا تمام کیا دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر عمرو ایسا عیار صاحب تقریر و تدبیر ارسطو فطرت لقمان حکمت مرزبرگ جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ایسا دانا دام مین پھنسا ہی مبہوت ہو رہا ہی ان سبکا یہی حال ہی اب قتل کرنا بہت آسان ہی اگر جان بخشی کیجیے آپ کا احسان ہی باغبان نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا تمھارا کیا کہنا تم لوگ ایسے ہی کامل ہو مگر دنیا مقام عبرت ہی ہر شی کے لیے فنا ہی باغبان قضا و قدر کو بقا ہی گل و گلشن کی بھی بے ثباتی عیان ہی آج بہار گل خزان ہو

دو ما با ما اگر شرم و حجابے دارد	فلک از ابر بر خسار نقابے دارد
بخت سیراب نگا بان مے خوابے دارد	آنکہ از سنبل او عقب لیہ تابے دارد

باز با دل شدگان ناز و عتابے دارد

ہر بلا ہی سر عشاق پر آوردۂ زلف
روز کس کس کی یہ تقیین آہ سیہ کردۂ زلف
ظلمت شب جسے کہتے ہین سو پروردۂ زلف
ماہ و خورشید نمایش زپس پردۂ زلف

آفتابیست کہ در پیش سحابے دارد

گرچہ ہر بوسے پہ ہم کرتے ہین سو جان نثار
جان لیجاوے اجل تو بھی ہی مرنا دشوار
پر ہمین زندگی تازہ ملی ہی ہر بار
آب حیوان اگر آنست کہ دارد لب یار

روشن ست اینکہ خضر نیز سرابے دارد

جستجو مین تری ہر سو ہی روان سیل سرشک
تو جہان جاے ہی پہونچے ہی وہان سیل سرشک
دیکھتی ہی ترے پاؤن کے نشان سیل سرشک
چشم من کرد بہر گوشہ روان سیل سرشک

تا سہی سرو ترا تازہ بآبے دارد

زندگانی سے ہون بیزار جدائی مین اشد
ہون تو مجرم پہ تقدیر سے خوش ہون بیحد
شاد ہوتا ہون جب احوال نظر آتے ہین بد
غمزۂ شوخ تو خونم بخطائے ریزد

فرصتش باد کہ خوش فکر صوابے دارد

سینہ آتش کدہ ہی آہ سے جھڑتے ہین شرر
ابتک اس خام کو ہی حاجت صد داغ جگر
اس تپ و تاب مین آتا ہی دل افسردہ نظر
چشم خونریز تو دارد زدلم قصد دگر

ترک مست ست مگر میل کبابے دارد

لب ہلانے کا بھی باقی نہ رہا ضعف سے حال
دل کی دل ہی مین رہی عرض تمنا ہی محال
کیا کہون سینے مین کیسا ہی بھرا شوق وصال
جان بیمار مرا نیست ز روے تو سوال

اے خوش آن خستہ کہ از دوست جوابے دارد

ایک دشمن ہی یہ مومن کو خدا فضل کرے
اُس سے کہتا ہی کہ خاموش رہیگا آہ بھرے
سخت بدخواہ عزیزان ہی کہین جلد مرے
کہ کند سوے دل خستہ حافظ نظرے

چشم مستت کہ بہر گوشہ خرابے دارد

قدموں سے ہم لگے ہوے تھے یا جدا ہو
لو جی گئے جو آگے کہا تم نے مر کہین
دیگر
مہندی تھے اُنکے پاؤن کی اب نقش پا ہو
اچھی گھڑی کے کوسنے ہم کو دعا ہوے

شاکی ہی اک زمانہ کہ ملتے نہین کہین — تم کیون کسی کے درد جگر کی دوا ہوئے
پہونچے جو آپ تک یہ سلوک آپ ہی کا تھا — رہبر بھی بیخودی جو ہم اتنے رسا ہوئے
مدت سے دیکھتا نہین غیرون کے ساتھ بھی — جو رلے نکلتے تھے ادھر انکو وہ کیا ہوئے
کیا خاک مین ملائیگی ارمان یاس وصل — گم ہو گیا جو ایک کبھی دس سوا ہوئے
حاصل ہمارے دل کے لگانے کا دیکھنا — اہل وفا تھے چند کہ وہ بیوفا ہوئے
افسوس دل لگاتے ہی لیلی قضا نے جان — تیری اداؤن کے بھی نہ حق سے ادا ہوئے
اپنا ہی جانتا ہی تمھین گر ہو کر شیخ — بت بنگئے کسی کے کسی کے خدا ہوئے
کچھ شعراب سناؤ اس انداز کے جلال — انداز قافیہ ہو ردیف ان مین کیا ہوئے

ان اشعار کو پڑھکر باغبان عرصہ دراز تک رویا ہر نخل وچمن کو بہ نگاہ حسرت ویاس دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرتا کبھی اشک حسرت بہے کبھی کلمات عبرت زبان سے کہے آخر چٹکی خاک کی اٹھاکر سر پر معشوقہ عمرو کے ڈالدی وہ آہ کرکے چیخی دہن سے شعلہ ہاے آتش نکلے مثل چراغ جلنے لگی عمرو نے کھینچکر باغبان قدرت پر جا پڑا کہا او باغی یہ تو نے کیا گرمی مجلس دکھائی باغبان پیچھے ہٹ گیا عمرو کانپکر زمین پر ہاے کہکے بیہوش ہوا اب باغبان نے اسی طرح پر معشوقہ ماہ رخسار کو خاکساری دکھائی یعنی چٹکی خاک کی ہر ایک کے سر پر ڈالی جسوقت رعد جادو کی معشوقہ جلی رعد گر جا ہاے جان جہان کہکر چاہتا تھا کہ لپٹ جاؤن مین بھی اسکے ساتھ ستی ہون مگر گر کر بیہوش ہو گیا یہی حال سب شاہزادیون کا ہو گیا کہ جلنے سے ان باغبان بچیون کے بیہوش ہوگئین بعد عرصہ دراز سب ہوشیار ہوے خواجہ عمرو نے کہا اے باغبان یہ کیا قیامت تھی کہ ابتک قلب پر صدمہ عظیم ہی باغبان نے کہا اے خواجہ اسد نامدار بیشک ناسم کشا ہین اقبال مندی مین بھی یکتا ہین یہ باغ آپ کے غلام کا ہی مقام لوح کا یہی راستہ ہی یہان کی ہوا کی تاثیر دیکھئے کیا قلب کا آپ کے حال تھا اگر سامری جمشید اس راستے سے قصد کرتے تو یہ نہین دیوانہ کرکے مار ڈالتا کیا مجال تھی جو آگے قدم بڑھاتے پہلا مرحلہ غافل و ہوشیار دہ سری منزل کا منظم آپ کا تابعدار ملکہ بران وبہار نے باغبان کی بڑی تعریف کی بچہ ان سے کہا اے باغبان حقیقت مین آتے ہی ہوا کی طبیعت نے اور کیفیت

پیدا کی تھی باغبان نے کہا حضور یہ مقام ہمارے بڑے بزرگون نے بڑی شفقت سے بنائے تھے تلاش لوح مین ایسی ایسی سختیان ہین جب تو افراسیاب کو اطمینان ہو جاتا ہی کہ اس راہ پُرخطر سے گذرنا ناممکن ہی مگر اقبال مند کے لیے سب آسان ہی اگر مین شریک ہوتا جن نازنینان مہ جبین نے آپ کو مبہوت کیا تھا اُنھین مین سے ایک مجکو خبر پہونچاتی مین آکر گرفتار کرتا بڑے بڑے اولوالعزم صاحبان افسون و نیرنگ اس مقام پر آکے ناچار ہوے آپکے نیازمند کے ہاتھ سے گرفتار ہوے یہ کہکر باغبان نے ماش کے دانے ہاتھ مین لیے نخلستان پر پھینکنا شروع کیے نخل جلنے لگے ہر پھول سے شعلے نکلنے لگے تمام باغ آتش بہار ہو گیا ہر غنچہ چنگاری ہر پھول انگارا ہر نخل شجر آہ اُس باغ پُر بہار کا حال تباہ طائران نغمہ سرا کا آہ آہ کر کے اُڑنا لہرا کے آگ مین گرنا عوض زمزمہ سرائی کے پرون سے سر پیٹتے تھے باغ سے نکا نادشوار آگ کے قصر شعلون کی دیوار ہر کنج باغ سے شورش آشکارا ہنگامہ آتش زنی گرم تھا کہین زمین سے دھوان نکلا بعد عرصہ دراز تمام چمن و نخل و گلشن و غنچہ و گل و در و دیوار و طاؤس و بلبل سب جلکر خاک ہوے ہو کا مقام معلوم ہوتا تھا باغبان اپنی گرم مزاجی پر روتا تھا کہا خواجہ آپکی محبت مین اس مرحلۂ پُر بہار کو غلام نے مٹایا آج اسم با مسمیٰ ہوا گلچین و باغبان ہمیشہ سے غنچہ و گل کے دشمن ہین صیاد دام بر دوش عندلیب خوش نوا کے رہزن ہین آج شبکو اسی مقام ویران مین آرام فرمائیے صبح کو منزل مقصد کا راستہ لیجیے بہار کو بھی اس باغ کے جلنے کا نہایت ملال ہوا اب باغبان سب کو ساتھ لیکر ایک قصر کہنہ مین آیا کچھ فرش قلیل اپنے ہاتھ سے بچھایا سب صاحب بیٹھے مگر بہ نگاہ حسرت اُس مقام ویران کو دیکھ رہے ہین چشم دل مین یہ رنگ ہوا بقول جناب میر حسن صاحب مرحوم و مغفور شعر جہان رقص کرتے تھے طاؤس باغ ٭ لگے بولنے اُن مڈیرون پہ زاغ ٭ باغبان نے دستک دیکر آواز دی ایک غلام زنگی سامنے آیا باغبان نے کہا یہ سب صاحب آج تمھارے مہمان عزیز ہین کچھ سامان آب و خورش ممکن کرو غلام زنگی گیا تھوڑی دیر مین ایک خوان کسا ہوا سر پر رکھکر لایا باغبان نے اُسکو کھولا اُسمین سب طرح کا عمدہ کھانا چند گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی باغبان نے سب صاحبون کی خدمت مین حاضر کیا سب نے خاطر سے باغبان نے

لی کھا باسب کے دل غم سے بھرے ہوے تھے ایسے مقام پُر فضا کا برباد ہونا باغبان کا
دمبدم رونا تڑپ تڑپ کے وہ شب بسر کی مسافر منازل آسمان سراے مغرب مین داخل
ہوا شہنشاہ روز تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا سب صاحبون نے کمر ہمت چست
باندھی اُس مقام ویران سے مضطر و پریشان آگے بڑھے صحراے پُر فضا ملا غنچہ آرزو کھلا
دشت کی کیفیت ہوا کی برودت طائرون کی زمزمہ سرائی شاہدان گل خودرو کی زیبائی جابجا
گل ہزار رنگ سے بلبلون کے چہچہے کبک خوش رفتار کے قہقہے زیر نخل جابجا پھولون کے
انبار ہر مقام پہ نئے طور کی بہار بقول سعدی

روضۃ ماء نہرہا سلسال
دوحۃ سجع طیرہا موزون
آن پر از لالہ ہاے رنگارنگ
وین پر از میوہ ہاے گوناگون
باد در سایۂ درختانش
گسترانید فرش بوقلمون

عمرو تنگے عقب مین باغبان
و ملکہ مخمور رعد و برق و برق لامع و ملکہ بہار و ملکہ بران صحراے پُر فضا ملاحظہ کرتے
ہوے چلے آتے ہین کنارے ایک نہر کے اگر براے تفریح ٹھہرے دیکھا ہزارہا ساحر و غیر ساحر کوئی
مرکب پر کوئی پیادہ کسی جانب تاجر جمگڑ وہزار اسباب لدا ہوا گماشتے ہمراہ چلے جاتے ہین کسی جانب سے
آبادیان قریہ آگے آگے زمیندار صاحب ٹٹوے پر سوار سپر تلوار باندھے ڈھال ٹھیکا
درست سفر پر چست نشت پر ہزارہا گنوار دل گاڑھے کی دوہری کمرین باندھے ہوے
مرزائی اُتار کے کمر مین لپیٹ لی ہے گلے مین مالا ایک دانہ اوراج کا ایک سونے کا اسی وا
مرزائی اُتار ڈالی کر دیکھنے والے مالا کیونکر دیکھین کاندھون پہ لٹھ بقول شخصے لٹھ ارکانی ٹھنٹ
منھ پھٹ تنے ہوے چلے جاتے ہین ایک جانب ہزارہا اسی ڈھنگ پہ ہوتا ہے تنے ہوے
تبر کھا ہاتھ مین ایک جانب کانور تھی ہزار در ہزار کا نور کاندھون پہ بم بم کی آوازین بلند ہم
ایک سے ایک پوچھتا ہوا بھائی آنند ہزارہا برہمن ماتھون پر تلک لگائے ہوے تمبہ بغل مین ہوتا ہے
بغل مین دبائے پوتھیان ساعت بچارون کہتے ہوے چہرے روکھے جوتے بغل مین ڈوبے ہوے
اسیر گردجی ہوئی غول کے غول غٹ کے غٹ ڈھروبے ہوے کسی جانب ہزارہا چماریان
گنگام کے لہنگے گاڑھے کی چدریان گاڑھے کی کرتیان نیلی رنگی ہوئی تول کی گوٹ ٹھسی کرتی سینے
پر چھاتیون کی پوٹ ایک کا ہاتھ ایک تھامے ہوے مستانیان گاتی ہوئی چلی جاتی ہین زمیندارن

کی عورتین گنوارنیان لہنگے گلبدن کے چھوٹا گوٹا چوڑا چوڑا انیٹو کی دولائیان انوٹ بچھوے پانؤن مین جابجا درختون کی چھانؤن مین کنوین پر برہمن لوہے کا ڈول برنجی لوٹیا گول گول میٹھا ہوا آوازدے رہا ہی بھائی مسافر چل پیو ٹھنڈھا لوہے کے گڑے سے ڈول بج رہا ہی بھجن گا رہے ہین مسافرون کو لبھا رہے ہین کسی جانب دیہات کے جوان شوقین گلنار پگڑیان رنگین لباس خوش مزاج وضعدار طرحدار بڑے گلے مین دبے ہوے چالیس چالیس پچاس پچاس جوان ساتھ ہنستے ہوے ایک کے گلے مین ڈھول اس غزل کی تانین اُڑتی ہوئی خوشی خوشی گاتے ہوے چلے جاتے ہین

غزل

میری طرف بھی غمزۂ غماز دیکھنا
دشنام یار طبع حزین پر گران نہین
تھا ساز گار طالع ناساز دیکھنا
مت رکھیو گرد نازک عشاق پر قدم
کرنا سمجھ کے دعوی اعجاز دیکھنا
ترک صنم بھی کم نہین سوز جحیم سے

اُڑتے ہی رنگ رخ ترا نظرون سے تھا نہان
ای ہم نفس نزاکت آواز دیکھنا
بدکام کا مآل بُرا ہی جزا کے روز
پامال ہو نہ جاے سرافراز دیکھنا
میری نگاہ خیرہ دکھاتی ہی غیر کو
مومن غم مآل کا آغاز دیکھنا

غیرون پہ کھل نہ جاے کہین راز دیکھنا
اس مرغ پرشکستہ کی پرواز دیکھنا
دکھلا اپنا حال زار منجم ہوا رقیب
حال سپہر تفرقہ انداز دیکھنا
کشتہ ہون اُسکی چشم فسونگر کا ای مسیح
بیطاقتی سرزنش ناز دیکھنا

خواجہ عمرو نے باغبان سے پوچھا ای رہبر کامل عاقل جاہل مجکو لگا کے اب کہان لیے جاتا ہی یہ سب کہان جاتے ہین کیا کہین میلا ہی ای ظالم اب تجی کوئی جھمیلا ہی مین خوب جانتا ہون جادوگرون کو اچھی طرح سے پہچانتا ہون تم سب ملازم افراسیاب ہو میرے پھنسانے کے لیے بیتاب ہو مین اکیلا تمھارے ساتھ ہون لگے وقت کا بھولا آدمی سنکھیا کھلا کے مار و سوتے مین گلا گھونٹ دو آخر کہان لیے جاتے ہو اتنا بخوبی جانتا ہون کہ ملازمان افراسیاب آپسمین ایک ہو صاحب تدبیر بڑے نیک ہو لیکہ تیر ان کی وجہ سے خائف و ترسان ہو خدا اسکو سلامت رکھے اگر میری جان لوگے ابھی سب تو نوک تُوک سے مارینگی ایک ایک کو للکارینگی بھاگتے پھروگے اسکی وجہ سے میری جان بچی ہی ورنہ تم سب صاحبون نے ملکر مار لیا ہوتا مگر اتنا سمجھ لو کہ مرنیکے بعد بھی رکس ہونگا ... سب کے سرون پہ آ کر کھیلونگا گھر سب کے خاک سیاہ کر دونگا اب صاف صاف بتاؤ باغبان نے گلے مین خواجہ کے ہاتھ ڈالدیے کہا ای محسن ساحران شہنشاہ خنجر گزاران لواے

شوکت صاحبقران باج ستانندہ ریش کافران ہماری جان آپ پر نثار ہی اس راہ مین مجبور وناچار ہین تلاش لوح مین خدا آپ کی جان بچائے منزل مقصد پر پہونچائے خدا ہمارے باطن سے ماہر ہی حضور پر بھی ہماری جانبازی ظاہر ہی ملکہ مخمور و ملکہ بہار بھی رازدار ہین یہ منزلین بڑی دشوار ہین سوائے اس راہ سخت وصعب کے اور کوئی راستہ نہین قلب کانپ رہے ہین کہ خدا خیر و عافیت سے ان منزلون کو طی کرائے افراسیاب غافل رہے اصل کیفیت یہ ہی کہ یہ سب گنوارون کا میلہ جاتا ہی اس سرحد کو صحرائے مصر کہتے ہین متعلقہ طبقہ یونان بڑے بڑے حکیمان ذیشعور گذرے ہین جنھون نے اپنے دور علم پر دعوی خدائی کیا علم نجوم وشعبدے کو رواج دیا یہان سے بارہ کوس پر دریائے قہار وزخار ہی بعد سال بھر کے کنارے دریا کے میلہ ہوتا ہی ہزارہا دیر نشین ہین یہ سب میلے والے اُسی مقام پر جاتے ہین آج سے کل تک اجمع عالم انبوہ خلایق ہوگا بوقت سحر نیر اعظم بوجہ احسن برآمد ہوگا اُس دریائے بیکنار سے ایک گنبد زبرجدی بصد رعنائی ظاہر ہو کر پانی پیقرار پکڑتا ہی اُسوقت لاکھون آدمی اسپار کنارے پر جمع ہوتے ہین صدائین یا سامری جمشید کی بلند ہو جے پاٹ کا غل ہو چند ساعت وہ گنبد تاباب بر سر آب دریا ٹھہرتا ہی شمسے پر اُس گنبد کے ایک پتلی سونے کی مگر حسین جمیل فہیم و عقیل خوش بیان حکما نے اپنے علم و حکمت سے شمسے پر قائم کی ہی چند ساعت مین وہ پتلی حالات آیندہ و گذشتہ بیان کرکے ایک آواز دیتی ہی کہ زمین کو زلزلہ ہو جائے دریا کو جوش وخروش ہو طوفان نوح ظاہر ہوتا ہی اُسکے بیان پر کوئی ہنستا ہی کوئی روتا ہی کسی کو عبرت کسی کو حیرت کوئی غرق دریائے عجائب کوئی غوطہ زن بحر فکر غرائب بعد چند ساعت وہ گنبد اُسی طرح دریا مین غائب ہو جاتا ہی بس میلہ درہم برہم کسی کو شادی کسی کو غم اُس گنبد کو گنبد بے نور کہتے ہین بیچ مین اُس گنبد کے حکما نے اپنی صنعت سے ایک دریچہ بنایا ہی وہی باغ سیماب کا راستہ ہی حضور کو وہی منزل گنبد عجائب درپیش ہی غلام کو سب سے زیادہ پس وپیش ہی خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا بعد عرصہ دراز سر اُٹھایا کہا ای باغبان تم بھی تو ساتھ چلو گے اس راہ خوفناک مین ساتھ ہوگے باغبان نے کہا خواجہ یہی تو دشوار ہی غلام اس مقدمے مین مجبور و ناچار ہی گویا یہ منزل عدم ہی دوست و عزیز ساتھ نہین دے سکتا یار وفادار کا کام نہین جسقدر معلوم تھا عرض کیا

یہ بھی عرض کیے دیتا ہون اگر آپ رک گئے اور داخل گنبد نہوئے پھر سال بھر کامل انتظار مین گذریگا درمیان سال مین وہ گنبد کہان اس حوالی مین ٹھہرنا دشوار ہوگا کہین مقام قیام نہین چنانچہ کہ جب خدا آپ کو منزلِ مقصد پر پہونچا یگا یقین ہی کہ ہم بھی راہ دور و دراز طے کر کے حاضر ہون آیندہ جو منظور پروردگار خواجہ خاموش ہوگئے باتین کرتے ہوئے اس مقام سے اُٹھے ساتھ اسی مجمع عام کے چلے مگر عمرو غرق دریاے تحیر غواص بحر تفکر سوچ رہا ہی کہ ای عمرو کیا ہوگا ایسے مقام عبرت خیز پر کیونکر جانا ہوگا دل سے یہ باتین کر رہے ہین اپنے جلنے کے الم مین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین بعد قطع منازل وطی مراحل بوقت شام یہ سب ناکام راہ کو طے کر کے قریب دریاے قہار و زخار پہونچے عمرو نے دیکھا کنارے اس دریاے زخار کے ریتی کا میدان وسیع ہنرا بھا شوالہ بنا ہوا شوالون مین سونے چاندی کے بت تختہاے زرین پر آراستہ گھنٹے نواز ناقوس نواز ہزار در ہزار دوکانین بیشمار میلہ جما ہوا بارگاہین خیمے سراپردے استادہ رئیس و امیر بارگاہون مین داخل ہین سامان عیش و نشاط جا بجا مہیا بازار کھلی ہوئی روشنی بیحساب خریدار نایاب ایک گوشے مین آکر باغبان وغیرہ ٹھہرے باغبان نے کہا خواجہ اگر خدا نے فضل کیا اور اس راہ پُر خطر کو آپ طے کر گئے باغ سیماب مین پہونچے کرور در کرور روپیہ کا اُس باغ مین جواہر ہی زبانی افراسیاب کی سنا ہی کہ ساٹھ طاوس یاقوت احمر کے خزانے مین سیماب کے ہین اگر سیماب جادو مارا گیا یا گری تیغ شرربار طلسم کشا سے اُڑ گیا وہ سب طاوس آپ کو ملینگے اب اسوقت فرش نکالیے عمرو نے کہا آپ ہی وہان جائیے جواہرات کی فکر مین نقد جان گنوائیے فرش تو میرے پاس نہین ہی مگر کہین سے کرایہ کا لاؤن باغبان نے کہا جیسا مناسب ہو عمرو نے کہا کرایہ دلوائیے باغبان نے کہا یہان تو ہمارے پاس حاضر نہین ہی لشکر مین چلکر دینگے عمرو نے کہا تمسک لکھیے باغبان نے کہا یہان قلم دوات کہان خواجہ عمرو نے کہا سب حاضر ہی دو دو ہزار کے رقعے سب کے سامنے پیش کیے سب نے مُہرین کردین خواجہ نے رقعے زنبیل مین رکھے اُٹھکر ایک جانب گئے بعد تھوڑی دیر کے ہنستے ہوے آئے کہا چلو دیکھو روپیہ بھی کیا چیز ہی جنگل مین منگل ہی باغبان وغیرہ خواجہ کے ساتھ ہوے تھوڑی دور پر جا کے دیکھا سامنے چمن نخلستان کے ایک خیمہ استادہ سراپردے اُٹھا کر اندر آئے دیکھا وہ خیمہ مثل عروس شب اول

آراستہ بیچ میں ایک مسند فرش معقول گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی کل سامان عیش ونشاط مہیا ہی سب نے خواجہ عمرو کے ہاتھ چوم لیے بہار نے کہا خواجہ بخدا آپ کا عدیل ونظیر نہین کوئی ایسا دنیا مین صاحب تدبیر نہین خواجہ عمرو نے کہا مجکو بھولا پاکر تم صاحبون نے خوشامد کرکے بنالیا ہی مین کمبخت اگلے وقت کا آدمی خوشامد پر پھول جاتا ہون اب ملکہ بران شمشیر زن کو مسند پر جگہ دی سب آکر بیٹھے پردہ خیمے کا اُٹھا دیا میلے کو ملاحظہ کر رہے ہین ہرسمت گانے کی آوازین آتی ہین شباشب میلے والے چلے آتے ہین وہ رات دن سے بہتر ہی شوالون کے دروازے کھلے ہوے پوجا پاٹ کا ہنگامہ ملکہ بُران نے ملکہ بہار سے اشارہ کیا کہ خواجہ سے کچھ گواؤ منظور نظر بادشاہ اسلام ہو تمہارا کہنا ضرور مانینگے ملکہ بہار نے کہا ملکہ مخمور تم زیادہ گستاخ ہو خواجہ عمرو سے کہو آپسمین کھسر پھسر جو ہوئی خواجہ نے کہا کیا ماجرا ہی کچھ ہم سے تو بیان کرو مخمور نے کہا حضور آفت مین تو مبتلا ہردم موت کا سامنا جو گھڑی ہی غنیمت ہی اسوقت سب صاحبون کی یہی خواہش ہی کچھ گائیے کسی طرح یہ رات بسر ہو خواجہ نے منھ پھلا کر کہا صاحب مین کوئی گویا نہین ہون ہزارون طائفے میلے مین موجود ہین روپیہ دیجیے مین بلالاؤن مخمور نے دو انگوٹھیان یاقوت احمر کی اتار کر سامنے خواجہ کے پیش کین کہا حضور یہ انگوٹھیان آپ کے لائق ہین خواجہ عمرو نے کہا بیبیاں خوشی تمہاری ای مخمور تیرا ملال مجکو بہت ناگوار ہی چند اشعار تمہاری خوشی سے گاتا ہون یہ فرما کر خواجہ گنگنائے اور یہ غزل عبرت آمیز شروع کی غزل نسیم

ہوئین جب بند آنکھیں خوف پرسش کا یقین آیا	ہوے بیدار جب ہم وقت خواب واپسین آیا
اُٹھے شعلے درون سینے سے تعظیم مین میرے	سرشک دیدہ استقبال کو تا آستین آیا
تڑپ کر رات کاٹی بھی مگر افسوس وہ ظالم	نہین آیا نہین آیا نہین آیا نہین آیا
وہ تھا محروم راحت مین وہ معقول جہان تھا مین	کہا ایذا ڈھونڈھنے کو جو کوئی آیا یہین آیا
بنایا کوئی مجھسا بے زبان شاید زمانے مین	کہ ناصح سرزنش کرنے کو جب آیا یہین آیا
وہان تم گھر مین بیٹھے ہم نے توبہ کی محبت سے	نہین عصمت کا دھیان آیا ہمین بھی پاس دین آیا
ملا اعلی سے اعلی پست پستی سے ہوا باہم	فلک پر روح آ پہونچی بدن زیر زمین آیا
نہ ڈالی آنکھ مین نے اسقدر تیرا تصور تھا	فرشتہ موت کا سو سو طرح بنکر حسین آیا

کہاں تک شکر ہو او صید افگن تیرے احسان کا
کہ جو تیر نظر سینے تک آیا دلنشین آیا

ہوا گلزار ابراہیم دل آتش پرستون کا
بہار اپنی دکھانے کو نسا خلوت نشین آیا

نہین ہی جائے آبادی یہ ویرانہ ہی او غافل
ہوا کر دور رہا اس مکان مین جب مکین آیا

خدا کی یاد تحفہ ہی جہان سے جانے والونکو
وہی کچھ لے گیا دولت جسے کچھ پاس دین آیا

ادب او نالۂ گستاخ بس آگے نہ بڑھ جانا
ٹھہر آہ شرر زا پاس اب عرش برین آیا

خبر اپنی نہ رکھی اور کا کیا حال بتلاتا
ہدف ہو کر گیا اُس کوچے مین جب شانہ بین آیا

غرض کیا تشنۂ دیدار کو ہی اس سے ای ساقی
اگر لب تک چھلکتا جام آب آتشین آیا

اذیت دوست ہی ہر چند لیکن دل بہلتا ہی
سبب کیا ہی ابھی تک ناصح مشفق نہین آیا

پھر آئی فصل گل اٹھکیلیان کرتے ہین دیوانے
ترقی پر ترا سودا ہے زلف عنبرین آیا

کلام معترض کی جا سخن مین ہم نہین رکھتے
گیا محروم ہو کر جب کوئی یان نکتہ چین آیا

نسیم اک اور بھی رنگین غزل اسطرح مین پڑھیے
کہ ابتک جوش مضمون کا طبیعت مین نہین آیا

ملکہ ہجران تو چوٹ کھائی ہوئی ہین خیال وصل سے کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی ناامیدی کی امید ہجران دیدۂ جاوید ضعف کو قوت زور دن پہ نقاہت ہر روز ہجر کی شب کا سامنا امید و بیم کا معاملہ اس مقدمۂ خاص مین نہ مونس نہ ہمدم زار و نزار دل نزد و منزل سے ہر وقت تکرار کہتی ہین او خانہ خراب یہ کیا کیا ہمین آفت مین مبتلا کیا یہ اشعار عاشقانہ جو سُنے دل بھر آیا آنکھون سے دریاے اشک جاری ہوا اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی دل بیتاب کی طپش بڑھی آہ نے سر کھینچا نالۂ دل فلک پہ چلا ملکہ مخمور و ملکہ بہار ایک اشکبار ایک بیقرار باغبان قدرت مبہوت مثل تصویر سکوت وہ رات اسی حال مین گذری ناخداے کشتی روز یعنی مہر گیتی افروز دریاے نیلگون سپہر بوقلمون سے شناوری کر کے تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا اشعار در صفت صبح

سیاہی شب یلدا گم ... شد از نظر غائب
غبار رنگ ظلمت محو شد از عرصۂ غبرا

سحر کہ جانب مشرق برآمد رایت بیضا
فروغ برق رنگین شاہ شام شد پیدا

فرو شد لشکر انجم درین سیماب گون دریا
جہان گردید از تجلی جمال خورشید نورانی

خواجہ نے وضو کر کے نماز ادا کی بخضوع و خشوع ہاتھ اُٹھا کے دعا کی ای ستار العیوب و ای دافع البلیات کیا کیا تیری بندہ نوازیان کارسازیان بندہ وری ہے

صرف ہوتی ہین ہاتھ پاؤن چشم و گوش عطا فرمائے کار دنیا مین کاہل ہوئے کیا کیا شرف حاصل ہین ہم

کیا پایہ منت سلیمان
اک بات مین تخت پر بٹھایا
کیون شکر کرین نہ آل داود

افسون شہنشہی سکھایا
اب بھی نظر اس مجاز مین ہی
کیون مہر نگاہ مین سمایا

ذی عقل بسیط اُسکا پرتو
ذی نور مجرد اسکا سایا
سبحانک یا الٰہ عالم

عالم ترا عجز نے دکھایا
ہر جا پہ ہی تیرا جلوہ لیکن
دیکھا تو کہین نظر نہ آیا

یان عقل ہی گم کہ بس کبھی کو
پایا ہر شی مین پر نہ پایا
اللہ ری تیری بے نیازی

یعقوب کو مدتون رلایا
یوسف سے عزیز کو کئی سال
زندان عزیز مین پھنسایا

یان شعلے کو سرکشی کی کیا تاب
ابلیس کو خاک مین ملایا
تجکو ای سزا ہی کبریائی

کرسی کا نہ عرش کا یہ پایا
ای رہبر خضر و الیاس ای قابل شکر و سپاس بخیر و عافیت منزل

مقصود پر پہونچانا جادہ گمراہی نہ دکھانا اسد غازی منصور و مظفر ہو یہ مرحلہ سخت و صعب سر ہو ملکہ بران وغیرہ دیکھ رہی ہین کہ اس مکاری غداری پر کسقدر خواجہ کا قلب صاف ہی مقام انصاف ہی ادھر ہاتھ بلند کیے آنسو چشم حق بین سے بہنے لگے نماز سے فراغت کرکے خواجہ اُٹھے باہنائے عیاری سے چست و چالاک ہوئے خیمے سے باہر نکلے سب سردار ساتھ ہین باغبان قدرت خواجہ کے پہلو پہ پہنچا ہوا کہ خواجہ تامل نہ فرمایئے گا گنبد بے نور مین ڈوبتا جائے گا اب وقت بہت قریب ہی لائق ملاحظہ یہ معاملہ عجیب و غریب ہی کنارے دریا کے اسوقت ہنگامہ عظیم برپا ہی غریب و امیر و فقیر و وضیع و شریف شہری و بازاری سب طرح کے لوگ جمع ہین دریا پر سب کی نگاہ ہی سوا پہر دن نہ آنے پایا تھا کہ دریا مین تلاطم ہوا معلوم ہوتا تھا کہ طوفان نوح کا ظہور ہونے کو ہی ہر گرداب چشم خونخوار ہو جائے دریا تیغ آبدار لاکھون مچھلیان تڑپ مین نہنگ نکلے مگر گھبرائے ہوئے گھڑیال گھڑی گھڑی اُبھرتے تھے مردمان آبی فریاد کرتے بعد تلاطم امواج دریا ساکت ہوا وسط دریا مین چمک ہوئی اول ایک تجلی ظاہر ہوئی بعد تجلی کے شمسہ مثل آفتاب چمکتا ہوا ظاہر ہوا گنبد زبرجدی دریا سے اُبھرا چشم زدن مین پانی پر قائم ہوا ضیائے گنبد زبرجدی پر نگاہ نہ ٹھہرتی تھی ہر خرد و بزرگ ادنی اعلی پیر و جوان صدائے یا سامری یا سامری دینے لگے پھول دریا مین پھینک رہے ہین

کوئی دوڑ کر سبز پتے لایا کسی نے مٹھی بند کرکے دریا مین کچھ چھوڑا بڑا کار ثواب کیا گیت دان دیا پتلی نے آواز دی ای بندگان سامری وجمشید ای پرستاران ماہ وخورشید ای ملیحان لات وجبل ای پیروان ملت ومذہب جہل آگاہ ہو گوش ہوش سے سنو یہ سال انقلاب ہی سامری پرستون کو اضطراب ہی اس ممالک مین اور مذہب شائع ہوگا تمھارا ریاض مدتون کا ضائع ہوگا آب وہواے طلسم ہوشربا خلاف ہی مزاجون مین سامری پرستون کے اختلاف ہی خرابی بربادی قریب ہی معاملہ عجیب وغریب ہی خواجہ دیکھ رہے ہین کہ بیچ مین گنبد کے ایک دریچہ ہی مثل چشم ماہی کھلا ہی پتلی کی جانب سب دل وجان سے متوجہ ہین اُسی سمت دیکھ رہے ہین پتلی پکار رہی ہی ایہا الحاضرین ای مشتاقین وناظرین افراسیاب بادشاہ تمھارا مغرور ہوا پابند عیش وسرور ہوا رعایا کی فکر نہین عدالت کا ذکر نہین رعیت برباد حاکم مثل جلاد چور ٹھگون کا زور بدمعاشون کا زمانہ کوتوالی کو رشوت کھانے کا بہانہ جب کسی غریب کے یہان چوری ہوئی کوتوال صاحب براے تحقیقات آتے ہین جسکے یہان چوری ہوئی اُسی کے عزیزون کو دھمکاتے ہین کسی بیچارے غریب کو پکڑ لیا کہا یہ بدمعاش ہی کسی طرح چار پیسے لینے ہی تلاش ہی حاکم لوگ رشوت کھاتے ہین چور اُچکے مزے اڑاتے ہین کچہریون مین ہر بونگ پڑے ہین نامنصفون کی ناانصافی کے جھنڈے گڑے ہین آشنا ناآشنا نام دوست مثل کیمیا زر قلب کا چلن ہر شخص مفلس ہمہ تن بھائی کا بھائی دشمن ہی باپ کا بیٹا رہزن ہی رنگ باغ عالم دگرگون بدعت وجور باغبان سے گلون کا کلیجہ خون جانور بیچارے پتون مین چھپتے ہین چڑیمار لاسا ٹٹی لیے پھرتے ہین ای سامری پرستو آج کا میلہ آخری آنکھین کھولکر دیکھو ہم آج سے اس جلسے مین نہ آئینگے غرق دریاے فنا ہو جائینگے آج اس جلسے مین وہ شخص آیا ہی کہ جسکے نام سے ساحرون کو تپ چڑھتی ہی اسکے ہاتھ سے ملک سامری پرستان برباد وتباہ ہوے کیسے کیسے ساحران جلیل مارے گئے جو کچھ سامری وجمشید لکھ گئے ہین اُسکا اثر ظاہر ہوا اس جلسے مین سربندہ جادوگران وریش تراشندۂ کافران آگیا نام ومقام سنو آنکھین کھولکر دیکھو سامنے لباس سبز پہنے کھڑا ہی کون پہچان سکتا ہی ساحر کشی اُسکا کام صاف صاف یہ ہی کہ عمرو عیار اُسکا نام ہی تمام اہالیان

جلسہ اس کلام حسرت انجام پر گھبرا گئے چہار جانب دیکھنے لگے **باغبان** نے کہا کہ خواجہ بسم اللہ اب اپنے کو جست کر کے کھڑکی میں پہونچایئے اب تامل نہ فرمایئے دیکھیے گنبد لہرایا وقت اُسکے غرق ہونے کا قریب آیا مثل مشہور ہی قطرے کا چوکا گھڑے ڈھلکا سے تو کیا ہوتا ہی اور تیلی نے بھی آپ کا نام صاف صاف لیا سارا میلہ آپ کا جویا اگر دیکھ لینگے زندہ نہ چھوڑینگے ہم لوگ آپکے تابعدار مشہور ہین اس راہ مین ہم نہایت مجبور رہین جہان موقع ہوگا اپنے کو آپ کی خدمت مین پہونچا ئینگے جان نثار کرنے ضرور آئینگے خواجہ **عمرو** نے دیکھا حقیقت مین تیلی کے ساکت ہوتے ہی گنبد زبرجدی مین جنبش ہی غرق ہونے کی کوشش ہی بس **عمرو** نے مرنے پر کمر چست باندھی مٹو ہٹو کہکر نعرہ کیا ای ساحران غدار ای کافران ناہنجار منم نہنگ بحر عیاری دُر بے بہائے صدف قلزم طراری قاتل کافران سرکوب ساحران جہان فاتح ملک غنطلی آباد و برباد کن ملک زبرجد نگار دافع بدعت دامہ و شمشش منہدم کن بناے قصور ظالمان سرکش نامی و نامدار **عمرو عیار** حمزۂ ذی وقار ای ساحران تیرہ درون دیکھ لو پھوٹی آنکھون سے کہ گنبد بے نور مین جاتا ہون اور طلسم کشا ساتھ ہی یہ بھی آگاہ ہو جاؤ انشاء اللہ جا کر لوح لیتا ہون **افراسیاب** ناہنجار کو شکست دیتا ہون اس آواز کو سُنکر تمام ساحرون نے اس جانب دیکھا ایک شخص دُبلا پتلا ناٹا سا کلاہ نمدے کی سر پر نمدے ہی کا کرتہ زیب جسم ازار ایک جانگھیا کھاروے کی پہنے ہوے اسمین زنگ لٹکے ہوے ناریل سا سر کھچڑے سے گال زیرہ سی آنکھین مروارید سے دانت طباق سا پیٹ تاگا سی گردن رسی سے ہاتھ پانون چھوگنے دھڑ تلے کا تین گز کا اوپر کا منڈلا ذرگز کا پیادہ مگر شطرنج کا پیادہ ہی بادشاہ کو دوڑ کر مارتا ہی اس صورت زیبا طلعت جہان آرا کو دیکھکر تمام ساحران بدحواس گھبرا گئے پیشانیون پر ہیباؤن کے موت کے پسینے آگئے اپنے خداوندون کو پکارنے لگے یا لات اعلی منات معی ہیتے جیتے دُم خبیثہ سر اگلے کا پچھر الو ٹک لوٹا جھوٹک جھوٹا ازل خزل خیر اڈبا ای پونے دو سو خداوند مدد کو دوڑو دیہ ساربان زادہ گنبد بے نور مین جاتا ہی روح کو تمھاری ستاتا ہی اس ظالم کو رد کو لوح کی تلاش ہی بڑا بدمعاش ہی قتل کی آپکے بندون کی فکر ہی ہر گلی کوچے مین یہی ذکر ہی زمانہ انقلاب کا آیا کاہنون کا قول

کر ہی نشین ہوا یہ سب غل مچاتے رہ گئے مگر یہ ہزبر بیشہ جرأت صاحب سطوت و لیاقت جانباز سرفروش بحر عیاری کا جوش کسی جانب متوجہ ہوا تمام خدا الیہ بچہ نیکا جست کی جیسے طائر اُڑتا ہوا جاتا ہو تاک کر اُسی کھڑکی میں داخل ہوا عمرو تو گنبد بے نور میں گرا مگر باغبان قدرت وغیرہ کی جانب سب ساحر و غیر ساحر بلوہ کر کے چلے نام لیلے کے پکارتے تھے نعرے مارتے تھے یار رباغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و برق و برق لامع و دختر کوکب روشنضمیر بلکہ بُرّان شمشیرزن یہ سب موجود ہیں رہبری کر کے لائے نہیں معلوم باغ غافل و ہوشیار سے کیونکر گذرے ان سب کو مار لو زندہ نہ جانے پائیں عمر بھر یاد کریں یہ کہتے ہوئے طرف باغبان وغیرہ کے چلے باغبان قدرت سب کو سمجھا چکا ہو کہ یہ مقام لڑنے کا نہیں ہو نکل چلنا مناسب ہو فوراً سب نے سحر کیے زمین کے طبقے پھٹے چشم زدن میں سب کی نگاہوں سے مخفی ہو گئے سب بیجا سر پیٹتے خاک اُڑاتے طرف اپنے اپنے مسکن کے روانہ ہوے تو دہ دل تیر غم و الم کے نشانہ ہوے ہر ایک ذکر کرتا تھا کہ یار و کیا بلا کا عیار ہی بڑا طرار و فرار ہی کس دھوم سے داخل گنبد بے نور ہوا سب کو رنج و ملال میں دکھا اب آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہی اب یہ میلہ عمر بھر ہوگا روح سامری کو صدمہ دیا عیش میں ہم سبھوں کے خلل پڑا غور سے افراسیاب کے یہ روز سیہ دکھایا کہ عمرو کو گنبد بے نور کا پتا ملا ہم لوگ جانتے تھے مسلمان عمر بھر لڑینگے مقام و نشان لوح نہ پائینگے یہ تو سب اس طور سے شکایت سامری و جمشید و افراسیاب کرتے ہوے جاتے ہیں

اب حال خواجہ سے نظم	سنی فغانی کہ آمد بجان	درین زیر نہ پردۂ آسمان
درین پردہ آواز ناتم چونی	باحوال جم یا باحوال کی	کوکب درخشان بیج نظرت

نیر تابان فلک ہمت آفتاب عالمتاب چرخ متانت ماہ شب افروز آسمان جرأت یعنی خواجہ عمرو جب گنبد بے نور میں داخل ہوے یہ معلوم ہوا کہ میں کسی بلندی پہ سے کودا اندھیرا انتہا کا بعد عرصۂ دراز پاؤں زمین پر قائم ہوے نگاہ اُٹھا کے دیکھا نہ نشان دریاے قہار معلوم ہوتا ہی گنبد بھی معدوم ایک صحراے ہول خیز وحشت انگیز ریتی کا جنگل کہیں نشان انسان و حیوان نہیں درخت بے برگ و شاخ صحراے ریگستان وسیع و فراخ

جہانتک نگاہ کام کرتی ہی وہی دشت ہولناک بے خس وخاشاک ہوائے گرم کے جھونکے چل رہے ہین تمام دشت کرۂ آہنگران ہر شجر خوف ہوائے گرم سے مثل بید لرزان اس مرزبوم شوم مین صدائے بوم نہین ہر ذرہ مثل شعلۂ جوالہ چمک رہا ہی اگر جسم پر پڑ گیا قلب تھرایا سوزش جہنم کا ذکر آیا خواجہ عمرو کو پیاس نے بیقرار کیا جستجوے آب مین چہار جانب دوڑنے لگا آب اس دشت آتش بہار مین نایاب چشمۂ آفتاب پر نگاہ پڑتی ہی اُس سے سیرابی غیر ممکن اس دھوپ مین ہر ایک سمت براے آب دوڑ دھوپ کرتا ہی پیاس کی شدت مین نہ جیتا ہی نہ مرتا ہی طپش قلب ترقی پر ہونٹھون پر جان مضطر کئی کوس کا میدان طی کیا مگر پانی دستیاب نہوا جاتا ہی کوئی مقام سایے کا ملے لمحہ بھر آرام لون اس سوزش حرارت سے جان بچاؤن سایہ غیر ممکن

نظم

بونڈے گردباد کے ہر جا
دشت پر ہول ہر طرف سنسان
کرۂ نار دھوپ سے صحرا
مسکن خوف وبیم ہو کا مکان
تابش آفتاب ذورون پر
ذرے اسپند دشت سب مجمر

خواجہ اس قدر اس دھوپ مین گھبرائے کہ پیاس سے لبون پر دم آیا سوزش وحرارت سے قلب تھرایا دن سارا اسی دوا دوش مین گذرا تمام تیرہ روزگار کا اسی دشت ہولناک مین سامنا ہوا سمجھے تھے کہ اب آرام ملیگا ایک مقام پر عمرو ریتی مین بیٹھ گیا جھونکے ہوائے گرم کے چلے موقوف ہوے یہ پھکا جاتا ہی شب کو اوز زیادہ مصیبت کا سامنا ہوا اندھیرے سے دل گھبرایا کالی بلا سے پالا پڑا روشنی کا کہین نام نہین غولان بیابانی دوڑتے پھرتے ہین آنکھین اُنکی مثل مشعل کے روشن براے مسافران رہزن کہین مار سیاہ گھبرائے بانبی سے نکلا ہی اوس جانے کی فکر کر رہا ہی اُس وادی جہنم مین اوس کمان مار سیاہ کے کلیجے مین چھری غم کی گڑی اسپر بھی اوس پڑی کہین اژدر آتش فشان ریتی مین لوٹتا ہی اپنی آگ مین آپ جلا جاتا ہی آسمان پر بھی اندھیرا چار طرف سے غم والم نے گھیرا تڑپ تڑپ کے وہ رات عمرو نے بسر کی جلکو دیکھا نیر اعظم کے نکلتے ہی ہوائے گرم چلنے لگی خواجہ عمرو کا جب بھوک پیاس سے [illegible] حال ہوا انتہا کا غصہ آیا خیال مین گذرا ہم تو آٹھ پہرے بھوکے پیاسے مررہے ہین [illegible] وقضر نام دغت خوری زنبیل مین کر رہے ہین ہم پر یہ مصیبت آپڑی [illegible] تے ہونگے [illegible] اٹھا کے [illegible] ہونگے

ای خواجہ جو ہم سوچے تھے وہی ہوا ملازمان **افراسیاب** پردے مین دوستی کے دشمنی
کر گئے اس صحرائے آفت خیز مین پھنسا دیا اب **افراسیاب** سے جا کر کہینگے **عمرو** کو ہم نے
مار ا آگ لگے گنبد بے نور کو عمر بھر عیاری کی ہم بیچارے بھولے آدمی مکر و مکارون کے نہ سمجھے
گنبد بے نور مین چل دیے کود پڑے وہ بیچاری تتلی خیر خواہ تھی اُسنے نیک و بد سُنا دیا ہمارے
قیاس مین نہ آیا خیر خدا اُن ظالمون سے سمجھے گا ایک دن مکار جہنم مین جائنگے مجھ غریب کو مار کر
کیا پائینگے ایسے ایسے خیال کر کے بیچ جنگل مین کھڑے ہین پانون مین آبلے پڑ گئے ہین زنبیل سے
برق و ضرغام کو نکالا جیسے ہی وہ زنبیل سے نکلے دشت ویران کو دیکھکر گھبرا گئے ضرغام
تو چپکا کھڑا ہی مگر **برق** تو بڑا تیز ہی پوچھا اُستاد یہ کیا مقام ہی کیا اسی دشت کا وادی جہنم نام ہی
عمرو نے کہا میری پاپوش جلنے گنبد بے نور مین کود ا تھا اس ریگستان مین آ کر نکلا **باغبان**
وغیرہ پھنسا گئے جعلسازون نے دام تزویر بچھایا مجھ بیچارے بھولے غریب سے کہدیا صاحب
یہی لوح ملنے کا راستہ ہی مین اُنکے دام مکر مین پھنس گیا بے سمجھے بوجھے پھاند پڑا آج تین دن
گذرے کہ آب و دانے کا نام نہین گرمی سے یہان کی کلیجہ بھن گیا مین تو اب نوبت بجان
و کارد باستخوان ہون آپ دونون صاحبون کو اسواسطے نکالا ہی کہ میرے پاس سے جائیے
برق نے کہا اُستاد نہ گھبرائیے ہم جانبازی کو حاضر ہین رزاق مطلق آب و طعام بھی پہونچائیگا
رہبر کامل منزل مقصد کا چہرۂ زیبا دکھائیگا غلام جستجو کرینگے آپ کے تعلیم کردہ ہین کسی مقام پر
رہ نہ جائینگے اگر اصل مین **باغبان** وغیرہ نے ایسا ہی کیا تو انشاء اللہ اُنسے بدلہ لینگے اُنکو
بھی کسی مصیبت مین پھنسائینگے اب گھبرانے سے کیا فائدہ آپ نے بہت خوب کیا
ہمکو نکال لیا صلاح کر کے کوشش کرینگے دامن مراد گل آرزو سے بھرینگے **باغبان** قضا و قدر
پھر نہال کریگا نخل تمنا ہوے لے پھلیگا خواجہ نے کہا بس بس زیادہ نہ باتین بناؤ میرے سامنے
سے دفعان ہو اب اُن پھنسانے والون کو ہم کہان پائینگے جو سزا دینگے آپ بڑے قانع
ہین بے صبر ہونے سے مجکو مانع ہین مجکو زبان درازی زیادہ نہین پسند آتی ہی بھوک پیاس
سے میری جان جاتی ہی بڑے شاگرد رشید ہو فرزند سعید ہو لاؤ کھانا کھلاؤ پانی پلاؤ **برق** نے
کہا اُستاد ہمارے جدا ہونے سے آپ کو کیا حاصل ہوگا یہ فعل سراسر لاطائل ہوگا حضور بقول شاعر

شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را ٭ پراگندگی آرد انبوہ را ٭ مصرع صبر تلخ ست ولیکن
بر شیرین دارد ٭ عمرو نے کہا بڑے صابر و جابر ہو میرے سامنے سے جاؤ پھر صبر و جبر کرو
مین اپنی جان سے بیزار ہون بھوک پیاس سے بیقرار ہون جسپر تین دن گذرے ہون
اُسکے دل سے پوچھیے تم تو زنبیل مین تھے اُستاد کے شاگرد بنکر خوب مزے اُڑاتے ہونگے
آب سرد پیا ہوگا میوے تر و خشک کھائے ہونگے چبا چبا کے باتین کرتے ہو مجھے چرب زبانی
سے نفرت ہے اپنے حال مصیبت مآل پہ بڑی حیرت ہے ہاے مین نے اُن نالائقون کا
کیون کہنا مانا اپنے کو اس مصیبت مین پھنسایا برق تو منت کر رہا ہے مگر ضرغام نہایت
آتش خو شعلہ مزاج ہے کہا بہت اچھا واللہ نامدار ہم جاتے ہین آپ کاہکو خفا ہوتے ہین
پروردگار ہمکو اس کرۂ جہنم سے نکالیگا بعد مصیبت کے راحت ہوگی کھانے کی فکر پانی کی جستجو
کرینگے رزاق مطلق رحم کرے گا خواجہ عمرو نے دو کوڑے ضرغام کے مارے کہا کیون
بے نالائق جوانا مرگ ہم اپنی مصیبت مین ہین ہم سے زبان لڑاتا ہے اس گرمی مین شعلہ مزاجی
دکھاتا ہے پال پوس کر جوان کر دیا جاؤ کما کھاؤ کبھی کوئی ٹکرا باپ کو بھی دینا نصیب ہوا میرے
ٹکڑے کھا کھا کے پلے ہو ضرغام نے کہا ہر مہینے کی تنخواہ آپ لیلیتے ہین کبھی تنخواہ مین کوئی
لگا دیتے ہین ہم اپنی لوٹ مار مین بسر کرتے ہین ناحق کا ہمپر غصہ ہے ہم کیا کرین کیون آپ
مصیبت مین پھنسے کچھ ہمنے اس مصیبت مین پھنسایا ہے اُسکا غصہ آپ ہمپر اُتارتے ہین ناحق
ہم کو مارتے ہین عمرو نے کہا ابے تنخواہ کیسی بلکہ مہرخ پر چڑھتی ہے اُسنے کیون نہین مانگتے ہمارے
جاکے طلب کرو تنخواہ پیکر باندھو عرضی لکھواؤ منصفی مین جاؤ وکیل کرو محکمہ اول مین جاؤ اپیل
کرو بقول شاعر شعر نہ بلبل ڈگری گل بے دلیل است ٭ وکیل نالہ در فکر اپیل ست ٭ ہم جانتے
ہین تم سب کچھ کرو گے ہمارے مُنھ پر کہ بیٹھے تنخواہ ہماری یہ نوکری کے لائق ہین کچھ عیاری
بھی آپ کو آتی ہے عیاری کس جانور کا نام ہے عمر بھر کبھی تجکو نہ آئیگا ہمیشہ جوتیان کھائیگا ضرغام
تو یہ سنکر کنارے ہوا کہا حضور بس گڑے ہوے مردے نہ اُکھیڑیے ہم ابھی جاتے ہین
ایسا نہو کچھ ہمارے مُنھ سے نکل جائے جہنم کا سامنا ہو آپ کی پرورش تو ظاہر ہے کہین سے
لوٹ مار کر لاتے ہین وہ بھی تو آپ چھین لیتے ہین ہم ایسے سعادتمند ہین کہ دیدیتے ہین

عمرو نے دو کوڑے ضرغام کے اور مارے ضرغام بلک گیا روتا ہوا پیچھے ہٹا وہی کوڑا لیکر برق پر چلے برق بھی تڑپ کر بھاگا کہا اُستاد لیجیے جانے ہین کوڑے کھانے کی طاقت نہین یہ کہکر دور کھڑا ہوا اور رو کر کہنے لگا اُستاد اب اپ کو مُنھ نہ دکھائینگے اس دشت ویران مین بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کے مرجائینگے ایک دن کے کھانے کو تو ہمکو دیدیجیے عمرو نے کہا اے نالایق مین آپ بھوکون مرتا ہون میرے پاس کیا رکھا ہی برق نے کہا حضرت خضر کا مشکیزہ اور کلچہ آپ کے پاس ہی وہ کیون نہین نکال لیتے آپ بھی کھائیے ہمین بھی کھلوائیے عمرو نے کہا وہ تو مجھسے چھین لیگئے بزرگان دین کسی کا پاس کرتے ہین اور اگر ہوتا بھی تو مین نہ دیتا اُسمین حکم ہی جب آدمی چالیس روز بھوکا پیاسا رہے تب اُس کلچے کو کھائے مشکیزے کا پانی پیے برق نے کہا اُستاد خدا سے ڈریے چالیس دن مین آدمی زندہ کاہیکو رہے گا عمرو نے کہا ہماری پاپوش جانے چاہے کوئی مرے چاہے کوئی جیے لیجیے آپ دونون کے حال پر رحم کرتا ہون ایک سوکھی روٹی خمیری پڑی ہوئی ہی لو آدھی آدھی بانٹ لو برق نے کہا اُستاد ہم دونون جوان ہین آدھی روٹی مین کیا ہوگا ڈاڑھ بھی تو گرم نہوگی عمرو نے آدھی آدھی دونون کے آگے پھینک دی کہا چاہو کھاؤ چاہو مرو یہ کہکر اُسی صحراے ریگستان مین خواجہ ایک جانب چلے ضرغام نے کہا اے برادر برق قبلہ وکعبہ نے تو چشم مروت پر ٹھیکری رکھ لی نگاہ پھیری اب اپنے مسبب الاسباب کو یاد کرو جستجو مین مصروف ہو مگر نہین معلوم یہ کیا مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی ساتھ رہنا مناسب نہین نام ہمارے اور تمھارے مشہور ہین کل ساحران طلسم ہوش ربا پہچانتے ہین اگر ایک گرفتار ہو دوسرا محفوظ رہے برق کو یہ راے پسند آئی کہا ہان بھائی سچ کہتے ہو یہ صلاح کر کے دونون الگ الگ چلے انکا حال وقت پر تحریر ہوگا مگر مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری نے غصے مین یہ کام کیا برق و ضرغام کو اپنے پاس سے نکال دیا اُسی صحراے پُرہول مین ایک مقام پر جاکے ٹھہرے سوزش و حرارت دمبدم صحرا کی بڑھتی جاتی ہی طبیعت تسکین نہین پاتی ہی اب سوچے کہ ای عمرو یہ تُمنے کیا حرکت کی ایسے عیار خنجر گذار طرار فرار مکار غدار مصیبت جھیلنے والے جان پر کھیلنے والے

اگر ساتھ رہتے قوت بازو زینت پہلو خیرخواہ جان نثار ہزار طرح کا مطلب نکلتا غضب کا کام
خراب ہی ترقی پر اضطراب ہی لاحول پڑھکر رونے لگے پھر جو کچھ خیال آیا پکارتے ہوئے دوڑے
بیٹا برق وضرغام کہاں گئے آؤ میرے پاس چلے آؤ ملول نہو وہ دور نکل جا چکے تھے
اگر سنا بھی تو تساہل کیا اب خواجہ زیادہ بدحواس ہوئے اپنی حرکت پر نفرین کرتے ہیں آخر
مجبور و ناچار مضطر و بیقرار اپنی حرکت ناشایستہ پر منفعل ایک جانب روانہ ہوئے تھوڑی
دور راستہ طے کر کے اُسی صحرائے بے آب و گیاہ میں ایک مقام پر عمرو ٹھہرا تین شبانہ روز
عمرو کو گذرے ابھی تک کوئی ساحر و غیر ساحر عمرو کو نہیں ملا اس وجہ سے زیادہ انتشار ہی
دل سے کہتا ہی کہ ای عمرو کاش کے کسی راہگیر سے ملاقات ہوتا تو دریافت کروں کہ کیا مقام ہی
اس بیابان آتش خوار کا کیا نام ہی اب تو جیسی پڑے جھیلنا چاہیے مگر برق وضرغام کا
جدا کرنا بڑی حماقت ہوئی وہ اگر ساتھ ہوتے خبر لاتے اُن کمبختوں سے صلاح کرتے اب وہ
بیچارے بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کے مرجاینگے ای عمرو عقل پر بھی زوال ہی اب فرزند
و شاگرد کے واسطے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اس غربت میں آخر کیا گذرے گی اس سوچ
مین خواجہ کھڑے تھے کہ دور سے دیکھا ایک ساحر سیاہ فام گھبرایا ہوا چلا آتا ہی مگر بدحواس
مثل صید خائف جو کنا ہر ایک جانب گھبرا کر دیکھتا ہوا صاف ظاہر ہی کہ پانی کی جستجو اُس
بے آبرو کو ہی وہ ساحر قریب پہونچا تھا کہ عمرو نے آواز دی ابے او ساحر کہاں جاتا ہی ادھر آ
ہمین کچھ تجھ سے پوچھنا ہی وہ قریب آیا کہا بھائی صاحب آپ کیا شیرین زبان ہین ابے تبے
کیسی کسی مرد آدمی کو یون نہین پکارتے ہین عمرو نے کہا ہماری یہی زبان ہی تیرے باوا کا اجارہ
ہی ہم سے باتین نہ بنا جلد بتلا یہ کیا مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی کون یہان کا حاکم ہی کون
یہان کا ناظم ہی اُسنے کہا صاحب ذرا زبان سنبھالیے بیہودہ کلمے مُنھ سے نہ نکالیے اس سرزمین کو
سرحد سیاہ کہتے ہین ہمارے حاکم کا سیماب جادو نام ہی شہنشاہ افراسیاب کا قوت بازو
ساحر خوش خو نیک خو لوح طلسم ہوش ربا کا حاکم اس ملک کا ناظم آپ کون صاحب ہین کیا
کسی بڑے بادشاہ کے مصاحب ہین جو چبا چبا کر باتین کرتے ہین دم یکتائی کا بھرتے ہین
عمرو کو دل لگی سوجھی کہا کیون جی تم مجکو دیکھ رہے ہو میرا چہرہ کیسا ہی قد و قامت کتنا بڑا ہی

اسنے کہا صاحب آدمی معلوم ہوتے ہو عمرو نے کہا او ناری تو نے مجکو نگاہ بھر کے دیکھا جلکے
خاک کیون نہو با بدولت کا نام قہر و غضب سامری ہی رگ رگ مین آگ بھری ہی مگر دیکھ اب
تجکو جلاتا ہون او جسمی تجکو خاک مین ملاتا ہون یہ کہکر آنکھین نکالین سرخاب جادو گھبرا کر
بھاگا عمرو پکارتا ہوا پیچھے دوڑا لے او سرخاب ٹھہر جا ایک بات سُن لے تجکو آدھا جلاؤنگا
نصف ٹھنڈا رہیگا سرخاب جادو پر پیدا کر کے اُڑ گیا نظرون سے مخفی ہوا عمرو نے
پھر اپنے فعل پر نفرین کی دل سے کہتا ہی کہ ای عمرو تجکو کیا ہو گیا ہی عقل پر بالکل پتھر پڑے عیاری
مکاری سب بھول گئے اتنا بڑا نشان پایا مناسب تھا اُسکو گرفتار کرتے اُسکی صورت بن کے
باغ سیماب مین جاتے افسوس صد ہزار افسوس یہ کیا غضب ہوا مین بالکل بیوقوف ہو گیا
عمرو دل سے باتین کرتا ہوا پلٹا مگر حال اس سرحد کا سماعت فرمائیے سرخاب جادو جو عمرو
سے خائف ہو کر بھاگا باغ سیماب مین آیا واضح ہو کہ سیماب باغ سیماب کا حاکم ہی وسط باغ
مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا نہایت تکلف سے آراستہ اُسپر سات گلدستے جسمین گلہائے
عجائب و غرائب پتیان سرسبز نہایت نیرنگ سازی گلگون طرازی سے درست کر کے رکھے
ہین اُن گلدستون پر افراسیاب خانہ خراب نے ایک ابر سیمابی درست کیا ہی تاثیر اُسکی
یہ ہی کہ افراسیاب نے سیماب جادو سے کہدیا ہی کہ جب عمرو مع اسد غازی سرحد
باغ سیماب مین پہونچے گا ابر کو جنبش ہوگی اور جب خاص اندر باغ کے وہ باغی داخل ہو جائیگا
ابر سیمابی رنگ تازہ دکھائیگا یعنی چرخ ماریگا یہ علامت قرار پا چکی ہی سیماب جادو بارہ دری
مین بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ باغیون نے بہت سر اُٹھایا ہی طلسم کشا کو رہا کر لیا سیماب اپنے
رفقا کو جواب دیتا ہی رہا ہونا اسد کا بیکار ہی لوح نہین دستیاب ہو سکتی کون مرحلہ غافل و
ہوشیار فتح کرے گا باغ باغبان سے کیونکر گذریگا دیوانہ ٹری بنکر ٹکرائیگا بو سے پھولون کی
مست ہو جائے گا اگر باغبان قدرت نے اپنے باغ کو خود مٹایا گنبد بے نور مین داخلہ مشکل
ہی کون ایسا مرد کامل ہی اگر ایسا بھی ہوا صحرائے سیمابیہ مین گرمی سے مرجائیگا تشنگی نہ سہ سکیگا
بعض کہتے ہین حضور عمرو بڑا عیار ہی نہایت مکار و غدار ہی شہنشاہ عیاران قاتل ساحران
لقب ہی بڑا بیڈھب ہی ملکہ مخمور صاحب مسلمان ہو چکی ہین اس مقام کی رازدار مین بڑی

ہوشیار ہین ملکہ بہار جادو بھی ایک بشارت دکھا چکین سیر گلشن اسلام مین مصروف ہین انکی
ذات پر بڑے بڑے کام موقوف ہین باغبان قدرت قوت بازوے افراسیاب بھی
شریک ہوا ہی بہار و باغبان کا ساتھ ٹھیک ہوا افراسیاب ایسا غافل ہوا ان تینون
کے قتل واجب ولازم تھے سیماب نے کہا افراسیاب بڑا ساحر نامی شہنشاہ گرامی ہی جسدن
چاہے گا لڑائی کو فتح کرےگا لاشون سے میدان بھر دیگا اپنی اپنی عقل کے موافق ہر ایک کا کلام ہی
سیماب نے کہا یارو ہم تک نہین کوئی آسکتا اور مین کسی سے باکی کا نہین رکھتا باغبان و
وبہار کیا چیز ہین افراسیاب کو غرہ ہین مین گلشن بہار کا گلچین نہین ہون کہ مین انکی صورت
زیبا دیکھکر اشعار رنگین پڑھون میان باغبان کا پاس کرون بی مخمور کی نشیلی آنکھین دیکھکر
مست ہوجاؤن محبت سے نگاہ ملاؤن اگر آنکھ غضب کی ڈالون بی مخمور کی آنکھین پتھرا جائین
نرگس شہلاے باغ سے آنکھ ملانا بھول جائین یہ کلام حسرت انجام دریش مصاحبان سیماب
کو پس وپیش کہ سرخاب گھبرایا ہوا آیا پسینے پسینے کانپتا ہوا ہانپتا ہوا سامنے سیماب کے گر پڑا
سیماب نے پوچھا خیر تو ہی سرخاب جادو کی زبان بند دل دردمند منھ سے بات نہین نکلتی
حضور حضور رکتا ہی کبھی اپنے جسم پر ہاتھ پھیرتا ہی سیماب جادو نے اٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا برادر
ہوشیار ہو اسقدر نہ بیقرار ہو بیان تو کرو کیا کوئی بلاے تازہ نازل ہوئی سرخاب نے گھبرا کر کہا
پہلے تھوڑا پانی پلایئے غلام کی آبرو بچایئے آبدار نے لاکر جام آب دیا سرخاب نے جب پانی
پیا ہوش وحواس درست ہوے کہا اے شہنشاہ آپ کا نام سیماب ہی غلام حضور کے واسطے
بہت بیتاب ہی شعلہ آتش قہر سامری کا اس حوالی باغ مین آگیا مین تو بچا اگر حضور سیماب بن
اڑ جائینگے ہم لوگ کیونکر پتا پائینگے مسلمان آپکا کشتہ بنائینگے حضور ہمارے نزدیک کیمیا ہو جائینگے
یہ قہر سامری بڑا مہوس ہی جنگل مین بوٹیان پتیان ڈھونڈھتا پھرتا ہی کانٹون مین الجھکر نہین
گرتا ہی جلدی تدبیر کیجیے سیماب جادو یہ حال حسرت مآل سنکر تڑپ گیا کہا اے سرخاب جن
اس پہیلی کو اچھی طرح نہین سمجھا ہوش مین آ باتفصیل سمجھا کہا حضور غلام راہ مین آتا تھا قہر سامری
سے ملاقات ہوئی انھون نے فرمایا مین شعلہ آتش قہر سامری ہون تو نے مجھپر نگاہ ڈالی کیون
نہ جل گیا حضور یہ گرما گرمی سنکر مین بھاگا وہ پکارتا ہوا میرے پیچھے دوڑا حضور سحر نے آبرو بچائی

پر پرواز پیدا کرکے اُڑا بشکل یہان تک پہونچا سیماب جادو ہنسا کہا ای سرخاب کیسا
قہر سامری کسے جلائینگے کیسی افسونگری بالکل مہمل باتین کرتا ہی تجکو کوئی جادوگر ملا تھا تیرا شناسا
یا غیر شناسا تھا کہا حضور آدمی بھی عجیب الخلقت مہیب صورت مین نے کبھی اس وضع کا
آدمی نہین دیکھا مصور خیال تصویر نہین کھینچ سکتا مانی و بہزاد ہوتے تو آہ کھینچتے ہاتھ بصد اکراہ
کھینچتے سیماب یہ حال مصیبت مآل سُنکر متردد و متوحش ہوا بارہ دری سے باہر نکل آیا سیماب
کے دل پر غم و الم چھایا طرف ابر سیمابی کے دیکھا ابر مین جنبش ہی کہا لو یارو غضب ہوا عمرو عیار
مع اسد نامدار حوالی باغ سیماب مین آگیا ای سرخاب جلد جا جس شخص کو تو نے دیکھا تھا
اُسکو پکڑ لا خبردار تامل نہ کرنا وہ ساحر نہین ہی ہرگز نہ ڈرنا اگر اُسکو گرفتار کرکے لائیگا نہال ہوجائیگا
سرخاب جھپٹا صحرا مین آکر چارجانب مثل غول بیابانی دوڑنے لگا دور سے خواجہ عمرو نے
دیکھا کہ وہی ساحر پھر آیا یہ تو کنارے ہوئے کہین جاکر چھپے مگر سرخاب بیقرار بیتاب انعام
و اکرام کی خواہش عمرو کے ملنے کی کاہش ہر ایک جانب جاتا ہی ہر یک خیال کو دوڑاتا ہی ہوا
گرم چل رہی ہی بونڈلے گرد کے چارجانب سنسان اُس ویرانے مین دیکھا ایک سیٹھنی بنچی
تھالی ہاتھ مین اُسمین کچھ پھول گرم گرم موہن بھوگ ایک گلابی شراب کی گوری گوری صورت
نشیلی انکھڑیان اٹھکیلی کی چال زیور سے زینت جسم دوڑی ہوئی جاتی ہی سرخاب چال ڈھال
دیکھکر مرگیا کلیجے پر خنجر ابرو پکارتا ہوا دوڑا کہ جانے والی ذرا ٹھہرجا اس دھوپ مین
کہان جاتی ہی جفاگری کی اُٹھاتی ہی اُسنے پھر کر دیکھا ہنسکر کہا کیون رے کیا تو کوئی قزاق ہی
جو عورت کو اکیلا پاکر راہ مین گھیرتا ہی تجھسے کیا بتائین کہان جاتے ہین ہمارا سیٹھ بیمار ہی ٹھاکر
کی پوجا کرنے جاتے ہین سرخاب قریب آگیا اب تو نگاہ اڑی کلیجے مین چھری مژگان کی گڑی
بھولی بھولی باتین محبت کی گھاتین یاد ابروے خمدار خنجر خونخوار خود جلاد سرخاب نے کلیجہ
تھام لیا بدحواس ہوکر سامری کا نام لیا نشۂ محبت سے لڑکھڑایا بشکل اپنے کو سنبھالا گرد گرد منڈلانے
لگا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا کہا مجھی جی دیا کیجیے ذرا دیر ٹھہر جائیے مین تمھارے سیٹھ کے لیے
دوا بتاؤن تمھارا ابھی علاج کرون مسکراکر اُسنے جواب دیا کچھ دیوانہ ہوا ہی کیا تو کوئی بڑا بید ہی یا
حکیم ہی ہم کاہیکو ٹھہرین کیا ہمارا جان پہچان قدیم ہی مہاجنون مین بدنام ہوجائینگے ساکھ جاتی

رہیگی ہمارے سیٹھ کی ہنڈوی نہ بیٹیگی سرخاب نے کہا مین بہی کہاتہ دیکھ لونگا درگتی کا سود لگادونگا دو باتین سن لو پہر چلی جاؤ سیٹھنی درہ کوہ مین بیٹھ گئی کہا بتلا کیا کہتا ہی کونسی دوا بتلاتا ہی سرخاب نے کہا یہ بوتل مین کیا ہی اُسنے کہا ٹھاکر جی کے بھوگ لگانے کی شراب ہی کہا پرشاد ہمین بہی دو اُسنے بوتل آگے بڑہادی کہا لے یہ پرشاد ہی مگر تیری جان کو جلاد ہی او بھڑوے چوہنگ اسمین زہر ملا ہی سمجھ کے پینا کلیجہ کٹ جائیگا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیگا سرخاب بیقرار ہی اس دہمکانے ڈرانے کو کب مانتا ہی بوتل اُٹھا کر منھ سے لگالی پیتے ہی گھبرا گیا پیشانی پر موت کا پسینہ آگیا اُف اُف کہتا ہوا اُٹھا کبھی پوچھتا ہی اس شراب مین کیا ملا تھا اُسنے کہا جو مینے کہا دی تھا زہر قاتل سودۂ الماس کٹ مار سب کچھ اسمین ملا تھا نالائق تو کیون پی گیا ہمین نہین پہچانتا دہی قہر سامری بات بات مین افسونگری قاتل ساحران سرکوب کافران ماہ آسمان وقار خواجہ عمرو عیار سرخاب ہائے کیک دوڑا بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کر گرا عمرو نے بہ تعجیل سرخاب کو اپنی صورت بنایا آپ اُسکی صورت بنکر تیار ہوے پشتارہ دوش پر لگایا طرف باغ سیماب کے چلے یہان سیماب جادو نے ورق سامری مین دیکھا بیقرار ہو کر کہا ارے عقاب جادو جلدی جا عمرو نے تیرے بھائی کو پکڑ لیا جلد جا کر عمرو کو مار عقاب چلا صحرا مین آکر ڈھونڈھنے لگا دور سے دیکھا سرخاب پشتارہ بدوش آتا ہی پکار کر پوچھا بھائی خیر تو ہی عمرو نے جواب دیا بھائی مین نے ساربان زادے کو پکڑا مگر بڑا تعلیا ہی خوب تلوار چلی ساحر بہی ہی بڑے بڑے ظالم نے سحر کیے مگر مین آپ کا تعلیم کردہ ہون بڑے زور و شور سے گرفتار کیا لو بھائی اسکو قتل کرو سر کاٹ کے سیماب جادو کے پاس لیچلو انعام و اکرام ملے گا جاگیر لینگے تعلقدار بنکے بیٹھینگے عقاب خوشی خوشی قریب آیا عمرو نے سامنے اُسکے سرخاب کو بشکل عمرو عیار رکھ دیا کہا بھائی تم اپنے ہاتھ سے قتل کرو تم جانتے ہو میرا خون بہت ہلکا ہی کسی کی فصد کھلتی ہی تو مجکو غش آجاتا ہی عقاب جادو نے تیغ کھینچکر دیکھا سرخاب کے گلے مین گیند ٹھنسا ہوا ہی غین غین کرتا ہی اشارون سے یہ مطلب ہی کہ مین تیرا بھائی ہون خبردار قتل نہ کرنا عمرو نے کہا دیکھو بھائی یہ مکار کیا اشارے کرتا ہی جلد ہاتھ لگاؤ ایسا نہو کوئی اسکا مددگار آجاے پھر قتل کرنا دشوار ہو میری محنت بیکار ہو عقاب جادو نے ہاتھ تلوار

کا مارا سرخاب جادو کا سر کٹ کے گرا آواز آئی کشتی مرا نام من سرخاب جادو بود عقاب نے کہا بھائی یہ کیا ہوا عمرو تو بشکل سرخاب انکے پہلو مین کھڑے تھے لپٹ کے خنجر مارا کہا دیکھو یہ ہوا منم مہر سپہر عیاری عقاب کا بھی طائر روح قفس جسم خاکی کو توڑ کر اُڑ گیا وہان سیماب نے اوراق سامری مین دیکھا تو سر پر ہاتھ مارا کہا لو یارو عقاب نے سرخاب کو مارا عقاب کو عمرو نے قتل کیا کہا لینا جانے نہ پائے کئی ساحران غدار چلے یہان عمرو دونون کے کپڑے اُتار رہا ہی کہ سامنے آکر ساحرون نے آواز دی کہ او مکار کیا کرتا ہی تم اپنے عمرو نے پلٹ کر دیکھا ساحر قریب آچکے ہین سحر کیا چاہتے ہین عمرو نے حقۂ آتشبازی مارا کسیکا ہاتھ جلا کسی کا منھ پھکائی ناری واصل جہنم ہوے دس پانچ اُسمین کم ہوے اُنکے غول مین سے عمرو جست کر کے بھاگا ساحرون نے پیچھا کیا جب وہ قریب آجاتے ہین عمرو نعرہ کر کے جا پڑتا ہی ساحرون سے بعیاری لڑتا ہی کسی کو حلقۂ کمند مارا کسی پر حباب بیہوشی لگایا ساحر کے منھ پر پڑا وہ بیہوش ہو کے گرا عمرو نے خنجر مارا کسی کو تلوار سے کسی کو تیر سے کسی کو عقل و فطرت و تدبیر سے ننگانہ رستمانہ لڑتا ہوا صحرا مین جاتا ہی ساحر پیچھا نہین چھوڑتے مگر عمرو اس تیزی سے لڑ رہا ہی ساحرون کو ہونٹھ ہلانا دشوار ہوا ساحر نے منھ کھولا چاہا سحر پڑھون عمرو پر ماش کے دانے مارون خواجہ نے بہ تعجیل تمام تیر کیفے مین رکھکر مارا حلق مین پڑا گدی کو توڑ کے پار گذرا ساحر گرا اندھیرا ہوا عمرو پھر بھاگا جب کئی ساحر مارے گئے دس بیس جو باقی رہے وہ بھاگے عمرو تو دور نکل گیا گلیم اوڑھکر غائب ہوا مگر وہ ساحر بیٹھے خاک اُڑاتے سامنے سیماب جادو کے آئے کہا ای شہنشاہ کون کمبخت کہتا ہی کہ عمرو ساحر نہین ہی علم افسونگری سے ماہر نہین ہی بہت بڑا جادوگر ہی صاحب فضل و ہنر ہی دم لینا مشکل کر دیا لاشون سے میدان بھر دیا پھر سحر کر کے غائب ہو گیا اسکو ڈھونڈھین کہان تلاش کرین اب سیماب کے ہوش و حواس باختہ ہوے ابر سیابی کی جنبش مین ترقی ہی زیر ابر گلدستے بھی شگفتہ ہین جیسے آمد بہار مین پھول کھلتے ہین طفلان غنچہ زبان کھولا چاہتے ہین صفت باغبان قضا و قدر مین بولا چاہتے ہین سبز پتیون پر زمرد ریحانی کا عالم شاخین دست تمنا رنگ و بو امین بھی ترقی ہی قریب گلدستون کے ہواے سرد چل رہی ہی سیماب جادو نے کہا یا رودہ

باغ کی سرحد باغ سیماب میں موجود تھی بدولت جا کر سامنے ابر سیمابی کے جلوہ فرما ہوتے ہیں ابر
پر نگاہ ہے دروازہ باغ کا بند کرو آمد و رفت موقوف ہو کوئی پکارے خبردار دروازہ باغ کا
نہ کھولنا آج باغ میں انقلاب ہے دیکھو تو سنبل کو پیچ و تاب ہے نرگس کی آنکھیں پتھرائی ہیں سوسن
خاموش دریائے حیرت کا جوش سب شجر نخل ماتم ہو رہے ہیں پتے خنجر بران نہریں مثل آئینہ
حیران جا بجا خاک اڑ رہی ہے باغ سنسان معلوم ہوتا ہے قلب پر ہجوم غم و الم ہے خوف سے لبوں پر
دم ہے دیکھیے خداوند لقا کیا تقدیر کرتے ہیں یہ خداوند جاگتی جوت کا جسدن سے حوالی طلسم ہوشربا
میں آیا ہر روز نیا انقلاب ہے ہزاروں دوست دشمن ہوئے راہبر رہزن ہوئے طلسم کشا کا پیدا
ہونا گنبد نور سے چھوٹنا مقام تعجب ہے ایسے مقام محفوظ پر جب ساربان زادہ پہنچ گیا تو یہاں آنا
کیا مشکل ہے نہیں معلوم کون کون راہبر ہیں ہمراہ کتنے ساحر ہیں باغبان بگو ام مخمور دشمن جان
نے بہار زنہار بھی سب ساختہ آئی ہونگی ساربان زادے کو ہمراہ لائی ہونگی انکی سحر و ساحری
افسونگری چست و چالاکی ساربان زادے کی مہیا کی سب طرح کے سامان مسلمانوں کو مہیا ہوگئے
ہیہات **افراسیاب** صاحب عیش میں مصروف ہیں وزرا امرا انکے سب بیوقوف ہیں آجتک
کوئی تدبیر نہ ہوئی ہم کو بھی اطلاع نہ کی وہ کلمے لکھنا محال تھا کیا بڑا کمال تھا اپنے بادہ غرور میں مست ہے
آٹھ پہر شراب و کباب میں مصروف ہے صدہا شاہزادیاں واسطے خدمتگاری کے ہر مقام پر حاضر
ہیں آٹھ پہر انکے جمال کی ناظر ہیں زمان سلطنت **لاچین** میں بڑے بڑے کام کیے سلطنت کو
اپنے مالک کی مٹا دیا کیا خوب نام کیا سلطنت لیتے ہی آپ سے باہر ہوئے اب غفلت کے
انجام ظاہر ہوئے سرکوب آپہونچا عمر طلسم تمام ہوئی **افراسیاب** وہ شخص ہے اب بھی اگر
سنبھل جائے ہوش میں آئے تمام ساحران عالم ایک طرف ہوں یہ اکیلا تمام دنیا کو درہم برہم
کرے خیر اب ہم خود انتظام کرتے ہیں اس باغ میں وہ نیرنگ باز عیار شعبدہ ساز کیونکر آتا ہے
جاؤ دروازہ بند کرو بند و بست کرو اب جبتک ہم نہ حکم دیں دروازہ نہ کھلے ملازموں نے
دروازے کا انتظام کیا **سیماب جادو** اسباب سحر سے آراستہ ہو کر سامنے ابر کے کرسی پر
بیٹھا گرد اگرد ہزارہا ساحران مکار و غدار حربہ ہائے سحر لیے ہوئے آمادہ حرب و پیکار اب احوال
خواجہ عمرو تحریر ہوتا ہے کہ ساحران فرستادہ **سیماب جادو** سے ادھر کر ایک جانب نکل گئے

ایک درۂ کوہ مین جاکر ٹھہرے اپنی حماقت پر نفرین کر رہا ہی کہ ای عمرو تمام عمر عیاری کی مگر خاک کچھ
نہ آیا ناحق کو سرخاب وعقاب کو مارکر اپنی جان پر آفت لی اب رسائی باغ سیماب مین
ناممکن اسی صحرا مین پھڑک پھڑک کر مرے نکلنا بھی اس سرحد سے دشوار ہی عمرو اس سوچ مین
کھڑا تھا کہ دیکھا ایک جادوگر آشامو اسی جانب چلا آتا ہی عمرو ساحر کو دیکھکر گوشے مین آیا رنگ
روغن عیاری کا لگاکر ساحر مہیب کی صورت بنا وہ ساحر جستجوے آب مین اسی مقام پر آیا
طرف چشمے کے چلا چاہتا تھا پانی پیے عمرو نے آواز دی او مجوب آبرو ناہنجار بدکردار پانی سے
لب تر نہ کرنا آبرو نہ کھونا اپنے کو چاہ ضلالت مین نہ ڈبونا اُس ساحر نے پلٹ کر دیکھا کہا بھائی
صاحب آپ تو بڑے بدزبان ہین زبان سنبھالیے اپنے ہوش مین آیئے کلمات بیہودہ نہ فرمایئے
عمرو نے کہا زبان کے ساتھ اب جوتا سنبھالینگے تو نے کیا سمجھ کے پانی کی چاہ کی ابے تو کون ہی
تیرا کیا نام ہی کہان سے آتا ہی کہان جاتا ہی کیا کسی کا نامہ داری یا چور اُچکا مکار ہی ہم خاص طرف
سے سامری و جمشید کے اس مقام پر مقرر ہین بندگان سامری کی جان بچاتے ہین بھائی آب
صاف صاف مضمون تمکو بتاتے ہین اس چشمے مین اگر اژدہا پانی پیتا ہی پانی نہین کف مار ہی ہر ایک
موجہ اسکا تیغۂ آبدار ہی حباب اسکے بس کی گانٹھ ہین گرداب آب محیط بلا نام اسکا چشمۂ فنا خانہ خراب
اسواسطے ایسے کلمات ناشایستہ کہے کہ جسمین تمکو غصہ آئے پانی نہ پیو اب ہم تمکو پانی پلا دینگے
ٹھنڈک مین بٹھاینگے اُس ساحر نے خواجہ کے ہاتھون کو بوسہ دیا کہا بھائی تمھارا احسان یہ گالیان
مصری کی ڈلیان ہین اگر پانی پیتا ہڈیان تک پانی ہوکے بہ جاتین ای برادر اب میرا حال
سنو مین قاصد ہون خداوند داؤد کا احمر جادو میرا نام ہی خداوند کو اپنی کرامت سے معلوم
ہوا کہ ساربان زادہ حوالی باغ سیماب مین آگیا ہی پس نامہ ہمکو دیا کہ جاکر سیماب جادو
کو دینا کہ آگاہ ہوجائے عمرو باغ مین نہ آنے پائے عمرو نے سنکر کہا بھائی تمنے بڑا کمال کیا
اب ہم تمھارے حال سے ماہر ہوے پانی پیو کھانا کھاؤ یہ کہکر ایک جانب دو ٹھیے چھاگل
مین پانی چھلکاتے ہوے لائے دو ڈلیان برفی کی جیب سے نکالین کہا لو بھائی نوش بھی کرو
پانی بھی پیو خالی پیٹ مین پانی پینا مناسب نہین ہی کلیجے مین پانی مثل تیر کے لگتا ہی آدمی دھوکا
کھاتا ہی ساحر نے خواجہ کے قدمون کو بوسہ دیا برفی کھائی عمرو نے ہنسکر کہا لو بھائی تمھاری موت

آئی اُسنے ہنسکر پانی بھی پیا کہا آپ کے مزاج مین بڑی ظرافت ہی پانی پیتے ہی گھبرا کر اُٹھا کہا بھائی اس پانی مین کیا شریک تھا عمرو نے کہا سم قاتل تھا ہم تو پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ تمکو موت لیکر آئی ہی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا عمرو نے قتل نہ کیا کہ شاید جسکا نامہ دار ہی اسکو ظاہر ہو جائے پٹی بیہوشی کی دماغ پر اسکے چڑھا دی نامہ اُسکی جھولی سے لیا اُسکی شکل بنکر تیار ہوے طرف باغ سیماب کے چلے

پہونچنا خواجہ عمرو کا باغ سیماب مین اور لڑنا اسد غازی کا اور جنگ مغلوبہ ہونا ساحرون سے ساقی نامہ مصنف

ای ساقی گلرخ و گل اندام
ساغر وہ پلا کہ مست کر دے
ہون تنگ تری رُکھائیون سے
منہ شیشۂ مے کا کھول ساقی
دیدے کہین کم ہو یا سوا ہی
جیسی مین پیا بنا ہون ویسی
نوشین جان بخش روح پرور
خوشبو مین گلاب رنگ مین خون
دیدے کہ یہ روز وقت ہی سعد
لے اور بھی بادہ خوار آئے
اڑتے ہین یہ چیخین مارتے ہین
شاید کہ پھنسا کوئی مہذب
ملا کو بلا نہ لائے ہون یہ
اگلون سے جو کہ سُنی سُنائی
مے لیتے ہین قرض و وام لیکے
ہین ظلم کے میگسار تیرے

دے پھول کا آج پھر کوئی جام
بے قلقل و شیشہ اپنا ہی قل
دم ناک مین ہی ہمائیون سے
ہو نہین اٹکل سے جام بھر دے
پیمانے کی احتیاج کیا ہی
رنگین خوشبو کہن خریدار
بیغش روشن صفا معطر
آئینہ مثال پاک شفاف
مانگی ہی پھر آج سال بھر بعد
مدہوش خبر بھی کچھ ہی گھر کی
چُپکے چُپکے پکارتے ہین
زاہد پہ نہ آفت آگئی ہو
قاضی کو اُٹھا نہ لائے ہون یہ
ان مغبچون کا یہ مسئلہ ہی
دینا انکو تو دام دے کے
باتین جو کرین تو دل لبھائین

ہان زور خمار پست کر دے
اب نشے کا ہی اُتار بالکل
بیتاب ہون کچھ تو بول ساقی
کانٹے مین نظر کے تول کر دے
ہر بار نہ پوچھ یہ کہ ساقی
شیرین سرخوش ہو تند گلنار
روح افزا و نیم رس شفق گون
قلب صوفی کی طرح سے صاف
سُن گر تجھے اعتبار آئے
زنجیر ہلا رہے ہین در کی
عادت انکی بھلا یہ تھی کب
واعظ کی نہ شامت آگئی ہو
ہان خوب یہ بات یاد آئی
مے مفت کی ہو اگر روا ہی
آفت کے ہین بادہ خوار تیرے
چُپکے چُپکے تو قہر ڈھائین

گویا خاموش دونون آفت
شعلے ہین مزاج آگ کا ہی
دیگر ساقی دریا دلی عیان کر
صافی صفت سحاب دکھلائے
بادل کی گرج سُنا مُین میخوار
کشتی شراب کا بندھے پُل
ہر چیز نگاہ مین ہری ہو
طاؤس بط شراب بنجائے
مہتاب منیر جام بنجائے
ساغر بنے چاند چودھوین کا

بیہوشی و ہوش دونون آفت
آنکھونمین زبانمین سرمین آتش
کشتی مئے ناب کی روان کر
ہو آب و شراب مین نہ کچھ فرق
واعظ پہ ہون پھبتیون کی بوچھار
کیفیت سحرا باغ دکھلائے
شیشے کو کدو سے ہمسری ہو
صہبا مین قمر کی روشنی ہو
پیمانہ مہ تمام بنجائے

غصہ انکا ستم بلا ہی
پتھر کی طرح جگر مین آتش
بجلی کی چمک شراب دکھلائے
قلقل کی صدا ہو خندہ برق
ہو جوش پہ بحر ساغر گل
نشہ مجھے سبز باغ دکھلائے
طوطی مرغ کباب بنجائے
صافی شراب چاندنی ہو
ہو دور جو آب آتشین کا

شعر جو ہین زبدہ زمرہ راستان وہ لکھتے ہین اسطرح سیر داستان بہ رنگ سحر

عیاری نامور و نامدار صاحب جاہ و وقار افسر سرہنگان باجگیر اقلیم مکاری کشندہ ساحران جہان قوت بازوے صاحبقران نامی و نامدار خواجہ عمرو عیار بشکل نامدار خداوند داؤد طرف باغ سیماب کے روانہ ہوئے قنطورہ زربفتی پہنا بہ سقرلاطی سے آراستہ جست و خیز کرتے ہوئے نہایت خوش و خرم کہ اب تو ایسے معزز و مکرم کی شکل پر جاتا ہون کہ سیماب تڑپ جائیگا بخواہش تمام اندر باغ کے بلائیگا انشاء اللہ باغ مین رنگ جمائینگے اسد غازی کو گلدستہ ہاے لوح تک پہونچائینگے آج ضرور لوح حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی یہ نہین معلوم کہ در باغ بند ہی ہمارے آنے سے وہ واقف ہو چکا ہی انتظام کر رہا ہی حقیقت مین اُس ابر سیمابی کی یہ کیفیت ہی جسقدر خواجہ قریب باغ سے ہو جاتے ہین قدم بڑھاتے ہین جنبش ابر ترقی پر ہی سیماب بیقرار و مضطر ہی ساحرون کا مجمع اُسکے قریب بڑھتا جاتا ہی کہتا ہی دیکھو یارو وہ ظالم اسی جانب آتا ہی کیا سوچا ہی بڑا حوصلہ ہی مگر قضا دامنگیر ہی بڑا عیار با تدبیر ہی یہ بیان کر رہا ہی سُننے والے کانون پر ہاتھ رکھتے ہین حضور طائر وہم و خیال کے پر جلتے ہین اس صحراے آتش خیز کے ذکر سے زبان پر شعلے نکلتے ہین کیونکر اس صحرا مین بسر کی کیونکر شب ہوئی کیونکر سحر کی صاحب طلسم کشا بڑا صاحب اقبال ہی روشن ہی کہ

اوج پر اسکا نیر اجلال ہے ایسی قید شدید سے رہا ہونا عرصہ دراز تک زندہ رہنا جائے
قید شدید سہنا اسی شیر کا کام ہے بڑا صاحب جرأت ولیاقت ہے وقائع مین تحریر ہے مورخین
کی صاف صاف تقریر ہے کہ آٹھ برس کے سن مین اس ہنگ بجر جلالت نے خروج کیا اولان
اول دربند ہوشنگیہ پر پہونچا اسی کم سنی مین اٹھارہ امیرزادے ساتھ تھے ہوشنگ شاہ
کو زیر کر لیا اس دربند پر قبضہ ہوا لقا کے صدہا گانون لوٹ لیے زمیندار نام سے اس
جوان کے تھراتے تھے جس مقام پر یہ فوجکش ہوتا تھا نذرانہ لیکر آتے تھے لشکر خداوند لقا
بیحد وبے انتہا مثل مور وملخ کے ساتھ اس کمسنی مین خالوے قدرت خداوند سے اڑ بڑا
بڑا معرکہ پڑا جس فوج پر بدیع الزمان اور قاسم جاتے تھے اس سے یہ آنکھ ملاتے تھے
دس ہزار انھون نے مارے دو ہزار اسنے بھی قتل کیے دس برس لشکر خداوندے
یہ جوان لڑا قیطولات پر قید بھی ہوا وہان سے بھی رہائی پائی سند جرأت ہاتھ آئی اب کہ
ہوش ربا مین قدم رکھا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے باغ سیماب مین تو یہ ذکر ہے دروازہ بند ابرکو
دمبدم جنبش سیماب اسباب سحر سے ہوشیار مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار نبکل قاصد
خداوند داؤد راہ کو طے کر کے قریب باغ سیماب پہونچے دروازے پر آئے روزن سے
جھانک کر دیکھا باغ مین ہزارہا جادوگر بھر رہے ہین عمرو نے پکار کر آواز دی شہنشاہ سیماب
سے خبر کرو کہ احمر جادو شہر داؤد یہ سے فرمان خداوند داؤد لیکر آیا ہے اندر طلب کرین
فرمان پڑھکر جواب دین عمرو نے دیکھا ساحر سنتے ہوئے چلے جاتے ہین کوئی جواب بھی
نہین دیتا جب عمرو بہت چیخا ایک ساحر نے بڑھکر کہا اے برادر اسوقت چلے جاؤ دروازہ
بندی شہنشاہ سیماب کا حکم نہین ہے سیماب خود تڑپ رہے ہین یہان ساربان نژاد
کی آمد ہے اسواسطے بند دست کر رہے ہین اور وقت آنا کیون تعل مچاتے ہو سر کھائے جلتے
خود بھی خداوند داؤد آئینگے تو دروازہ نہ کھلے گا یہ کہکر وہ ساحر چلا گیا اب عمرو حیران ہوا کہ
یہ بڑا غضب ہے ہماری آمد کا یہ اہتمام ہے اپنی قدر نہین شہرون مین جابجا نام ہے شعر
ذکر میرا مجھسے بہتر ہے کہ اس محفل مین ہے۔ رتبہ دیکھو میرے کینے کا کہ اسکے دل مین ہے
عمرو ہر چند پکارتا ہے ایک ایک کو للکارتا ہے کوئی قریب دروازے کے نہین آتا اب

عمرو نے ڈرانا شروع کیا کہ یارو جا کر خداوند داؤد سے کہدون سب کو سنگ سیاہ کر دینگے شامت آجائیگی زمین باغ سیاہ ہو جائیگی ایک مخمل اژدہا بنکر سب کو کھا جائیگا ہر ایک شاخ مار سیاہ بنکر ڈسیگی پتے بچھو ہر سرو خرس بد خو شیر زمین سے پیدا ہونگے چیر پھاڑ کر سبکو پھینک دینگے لاکھ عمرو نے رنگ جمایا کسی باغی نے جواب نہ دیا اب عمرو حیران ہوا کہ مین کیا کرون کیونکر اندر باغ کے جاؤن کہ اتنا غل مچاؤن کوئی بھی نہین سنتا جب عرصہ دراز گذرا عمرو نے دیکھا ایک باغبان بچہ نوجوان سبزہ آغاز لال پگڑی سر پر دوہری مرزائی مین سلکو کی دھوتی زری کا جوتا گیندے کا ہار گلے مین چاندی کے موٹے موٹے کڑے ہاتھ مین ٹہل رہا ہے عمرو نے اسکو تاکا پکارا کہ بھائی باغبان ہم خداوند داؤد کے پاس سے نامہ مع تحفہ جات لیکر آئے ہین ذرا دروازہ کھول دو اُسنے بھی یہی جواب دیا کہ میان اپنی نقل کی تو میرے پاس ہے ہرگز شنوا کی ممانعت ہے باغ مین آنے کی کونسی صورت ہے اسوقت چلے جاؤ کل آنا عمرو عیار بڑا قزاق ہے لٹیرا قاتل ساحران سردار مکاران اس سرحد مین آیا ہوا ہے سرناب وعقاب کو مار کے سَو ساحرون سے لا صحیح وسلامت نکل گیا اسواسطے دروازہ بند ہے کہ وہ باغ مین نہ گھس آئے سب کو لوٹے باغ کے ساحر اپنا اسباب چھپائے پھرتے ہین بھائی مین نے بھی تھالی لٹیا چمن مین دفن کر دی جو کچھ نقدی ہے اپنی مینٹ مین رکھ لیا ہے وقت بے وقت کو ٹکا پیسہ پاس رہے عمرو نے کہا بھائی دروازے کے قریب آؤ دروازہ نہ کھولو دو تین باتین کرکے چلے جاؤ باغبان بچہ قریب آیا عمرو نے کہا بھائی دروازہ نہ کھولو وہ خداوند کا نامہ لیلو باغبان نے کہا نہین صاحب ہماری نوکری جاتی رہیگی ہم دروازہ نہین کھولینگے یہ کہکر منہ پھیر کر چلا عمرو نے کہا بھائی جاؤ نہین نہ کھولو ایک بات اور سن لو وہ پھر آیا عمرو نے کہا ہم خداوند کے نامہ دار ہین اگر ہمین اندر آنے دوگے قدرت سے کہکر تمہین بادشاہ کرا دینگے ایک شہر دلوا دینگے مزے سے سلطنت کیا کرنا لونڈیان نوکر رکھنا سیکڑون خدمتگار مصاحب چوبدار رئیس و امیر و وزیر ہاتھ باندھے کھڑے رہینگے تاج جواہر کا تمہارے سر پر ہوگا تخت زبرجدی پر بیٹھوگے میان سیماب بھی تمہین سلام کرنے آئینگے ایسے ایسے بادشاہ تمہارے دربار مین بار نہ پائینگے گر بھائی ہمکو وزیر کرنا روپیہ تحصیلا کرینگے ہر وقت خزانے مین تمہارے دو چار کرور جمع رہینگے

دیکھو بھائی روپیہ کو عزیز کرنا برادری والون سے نہ ملنا میان چودھری تمھارے جو حقہ پانی بند
کرتے ہین ڈھٹر پیچے کی علت مین پکڑوا لیوا اُسنے کہا رکی چور و گھر مین بھائی ہی سب کا دم
ناس کرتا ہی کہار گا تجہ پیٹے والون کا پاس کرتا ہی اب تو باغبان بچے نے ان باتون کو خوب گوش
ہوش سے سُنا جواب دیا بھائی تمھاری مہربانی وزیر کیا تمکو اپنا نائب بنائینگے چودھری حرامزادے
کی ناک کٹوائینگے مگر دروازہ کھولنا مشکل ہی ہم شہنشاہ سیماب سے پوچھ آئین تم کھڑے رہو
عمرو نے کہا ابے تو بڑا گدھا ہی ہماری بات تیری سمجھ مین نہین آئی دمبدم سیماب کا نام لیتا
ہی پارے کی کیا حقیقت ہی دو انگاریان رکھدینگے اُڑ جائیگا خیر ایک کام کرو قفل کھولو
ہمین اندر نہ آنے دو جو مال خداوند نے بھیجا ہی وہ تو لیلو باغ مین لاکھون جادوگر ہین عمرو
سے بیخوف ہی ایسا نہو کہ راہ مین اس مال کو ہم سے چھین لے ہم تو اکیلے ہین اب باغبان بچہ
قریب آیا کہا مال کیا ہی عمرو نے کہا کچھ اشرفیان کچھ جواہرات ہین اسکا لینا کیا بڑی بات ہی باغبان
بچے نے کہا ہم دیکھین عمرو نے اشرفیان زرد زرد ہاتھ پر رکھکر دکھائین باغبان بچہ چمن زعفران زار
کو دیکھکر ہونا دل مین سوچا یہ لات و منات کی عنایت ہی مفت مین مال ملتا ہی اس غدر
مین کون پوچھیگا بعد دو چار دن کے تحقیقات ہوگی پہچان بھی نہ سکیگا ایسا مال پاکے ہم نوکری
کا ہیکو کرینگے کاٹزن مین جا کر بھاگ جائے جہان جیسے رہینگے یہ سوچکر کہا لاؤ جی مال اور نام ہمکو
دیدو تم ٹھنڈے ٹھنڈے چلے جاؤ عمرو نے کہا اچھا بھائی کھولو مال لیلو میرے بوجھ اُتر جائے
مفلس کو کون پوچھیگا نقد جان تیج جائیگی باغبان نے جنیو سے کنجی کھولی قفل کھولکر زمین پر
رکھا زنجیر کھول کے دروازے مین تھوڑا سا دیا درار سے ہاتھ باہر نکالا کہا لاؤ بھائی کہین تمھاری
مشکل آسان ہو سویرے سے اپنے گھر پہونچو جیسے ہی اُسنے ہاتھ نکالا چاندی کا کڑا ہاتھ مین تھا
عمرو کے منھ مین پانی بھر آیا عمرو نے خنجر نکالکر باغبان کا کھٹ سے ہاتھ کاٹ ڈالا باغبان بچے
نے ہائے کا نعرہ کیا چیختا ہوا بھاگا عمرو نے دھکا دیا دروازہ کھل گیا عمرو اندر آیا دیکھا باغبان بچہ
ہاتھ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا روتا پیٹتا بھاگا جاتا ہی عمرو نے آواز دی ابے مال تو لیتا جا
دوسرا کڑا مجھے دے دے تو جا کسی چمن مین بیہوش ہوکر گر پڑا عمرو چھپٹ کر ایک گوشے مین آیا
اسد غازی کو زنبیل سے نکالا ناظرین پر واضح ہو کہ جلد اول مین ارماس بن طرماس

براے مقابلہ لشکر مرخ آیا تھا اُسکے پاس چادر جمشیدی بھی صاحبقران نے اُسکو قتل کیا تھا وہ چادر لیکر مہتر برق بھاگا تھا اُس چادر پر سحر تاثیر نہین کرتا عمرو نے وہ چادر زنبیل مین رکھ لی تھی اسوقت نکالی اسد غازی کو اُڑھائی سلاح جنگ بتعجیل جسم پر اُس شیر بیشۂ جرأت کے آراستہ کیے کہا اے نور نظر اُٹھتے بیٹھتے تمکو باغ سیماب مین لیکر آئے ہین لاکھون ساحرون سے مقابلہ ہے اب وقت جرأت ہے اُٹھکر اپنے کو گلدستہ ہاے لوح تک پہونچاؤ مالک طلسم عالم فضل اپنا شریک کرے لی طلسم ہوشربا دستیاب ہو مگر آج امتحان زور صاحبقرانی ہے دریاے آہن کا جھیلنا جان پر کھیلنا مین براے جان نثاری حاضر ہون اسد غازی نے فرط محبت سے ہاتھون کو خواجہ کے بوسہ دیا کہا حضور آپ کے تصدق سے یہ دن نصیب ہوا یہ کہکر اسد غازی آگے بڑھا ایک ہاتھ مین تیغ امید بریغ ایک مین سپر فولادی فراخ دامن اس صولت سے یہ دلیر صف شکن بڑھا عمرو پشت پر مثل ہمزاد ہمراہ ہوا یہان سیماب جادو کرسی پر بیٹھا تھا یا تو ابر مین جنبش بھی یا ابر نے چرخ مارا ابر سیابی پھٹا سیماب گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا کہا لو یارو عمرو عیار مع طلسم کشا ضرور بالضرور اندر باغ کے آگیا افراسیاب نے علامت بتادی تھی وہ ظاہر ہوئی دیکھو ابر سیابی کو اضطراب ہے مثل زلف مہوشان پیچ و تاب ہے ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ پشت سے شیر کے نعرے کی آواز آئی زمین باغ کی تھرائی نخل کانپے طائر درختون سے بدحواس ہوکر بھاگے رنگ باغ دگرگون نوجوانان باغ کا کلیجہ خون نعرۂ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ | بدرم دل شیر و چرم پلنگ | شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران | باشید اے کفاران بےحیا واے نابکاران مجرد غا شیر بیشہ مین آگیا

بدون تکار کب پلٹتا ہے سیماب نے دیکھا چمنستان سے یون اسد غازی برآمد ہوا جیسے دھان کے کھیت سے ظہور نیر اعظم چہرہ آفتاب عالمتاب رعب و جلالت و داب پیشکار تہور و شرافت ناصیہ سے آشکار قد سرو باغ صولت آنکھین رشک چشمان غزال صحرا سے ہیبت تیغ برق مثال دست زبردست مین شیرانہ ساحران غدار پر آگرا سیماب نے آواز دی خبردار جانے نپائے ہان مارو مارو طلسم کشا کو چار جانب سے گھیر لو خواجہ عمرو پہلو پر اسد غازی کے مگر اس کیفیت سے کہ گلیم کاندھے پر خنجر برہنہ ہاتھ مین جادوگر ذکا

جو بلوہ ہوا عمرو تو گلیم اوڑھکر مخفی ہوا مگر اسد شیر دل پر ساحرون نے بلوہ کیا چار جانب سے حربہ ہاے سحر پڑنے لگے بسبب چادر جمشیدی کے سحر کسیکا تاثیر نہین کرتا اسد نے جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے کسی پر اوجھڑ سپر کی لگائی خود سر کا سر پھٹ گیا ہاے کہکر زمین پر گرا کسیکی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھایا گرد سر کے پیچ دیا زمین پر مارا سر غرق زمین ہوا ٹانگین تھرائین روح نجس نے جسد سے راستہ پایا نکل گئی جب عمرو دیکھتا ہی کہ اسد غازی پر زیادہ بلوہ ہی اپنے کو ظاہر کرکے لڑائی مین مصروف ہوتا ہی مگر دل سے دعا ہی کہ خداوندا اسقدر فوج کا کیونکر خاتمہ ہوگا تا بگلدستہ لوح رسائی نہایت دشوار ہی بحساب فوج کفار حقیقت مین سیماب نے گرد اس چبوترے کے صفین باندھین ہین لوہے کی دیوارین معلوم ہوتی ہین دریاے فوج ساحران کا جوش گیرو بزن کا خروش

نظم مصنف

اسد شیر دل تھا جو مصروف جنگ ہر اک کافر و سیہ تھا بہ تنگ
ہوا گرم ہنگامۂ گیر و دار زمین باغ کی بنگئی لالہ زار
وہ نعرے اسد کے بوقت وغا کہ باشید ای کافران بیحیا
منم شیر صولت یل ذی وقار منم صفدر و صف شکن نامدار
منم رہرو جادۂ صفدری کہ باطل کنم مذہب سامری
منم آنکہ سرکوب افراسیاب نظر کردہ شاہ عالی جناب
چو تیغ یلی برکشم از غلاف تزلزل فگندم ازمیان مصاف
عمرو بھی بمردی و قہر و عتاب لیے ہاتھ مین تیغۂ برق تاب
کبھی حملہ ور گاہ روپوش تھا یم مکر کا وہ مدام جوش تھا
کبھی حقۂ لفظون سے چلا لگی آگ منھ ناریون کا جلا
کبھی جوش مین آکے مارا جناب ادھر سے ساحر بصد اضطراب
کبھی پنجہ کھینچکر جا پڑا بقہر و غضب کافرونسے لڑا
قسم مہر خالق سے وہ شیر نر مہ اوج اقبال و فضل و ہنر
لڑائی مین مصروف بےخوف و بیم وہ فوج گران اور وہ جنگ عظیم

مگر سیماب خانہ خراب نے دیکھا کہ صدہا ساحران نامی کو اسد غازی نے قتل کیا کس زور و شور سے یہ بحیا سحر کر رہا ہی دم افسونگری کا بھر رہا ہی مگر اسد پر تاثیر نہین ہوتی سیماب گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہی سحر جواب دے رہا ہی اور اسد نے تاک تاک کر افسرون کو قتل کیا غصے مین تیغۂ سحر کھینچکر جا پڑا اسد شیر دل پر تلوار کا وار کیا شعلے گرے مگر اسد کے جسم پر نہ پڑے اسد نے قدم مردی بڑھاکر تیغۂ سحر کو سپر فولادی پر لگا نعرہ شیرانہ کرکے ہاتھ مارا سیماب نے تڑپکر سپر سحر کو چہرے کی

پناہ کیا مگر نہیب تیغ اسد سے تھرا گیا آئینۂ شمشیر میں جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا تیغہ برق شان
تڑپ کر گری سپر کو کاٹ کر تاج سر کو کاٹا سر پر گری او چھا سا زخم آیا تھا سیماب نے اپنے کو یا سامری
کہکر زمین پر گرا دیا سیماب تھا تڑپ کر نکل گیا اسد جھپٹا بیچ میں ہزاروں ساحر آ گئے لڑائی ہونے
لگی سیماب جھاڑ پونچھکر اٹھا اب نہایت تردد ہوا دل سے کہتا ہے یا بدولت کے سحر نے تاثیر
نہ کی اب فتح سے دل ناامید ہے ای سیماب اسمیں کچھ بھید ہے سیماب نہایت ساحر زبردست
و چست و چالاک سحر و ساحری میں بیباک تمام باغ اشیاے سحر سے مملو قریب ایک نخل کے
آیا پیشانی پر نشتر مارا قطرہ اپنے خون کا لیکر بیخ نخل پر مل دیا آواز دی ای سحر سامری یہ کیا
شاخسانہ ہے ساحروں کی تباہی کا بہانہ ہے آج باغ میں نیا گل پھولا رنگ سحر کا طلسم کشا پر نہیں جمتا
غنچۂ خاطر پژمردہ نہیں کھلتا ہزارہا سرو قد قتل ہو گئے ثمر نخل سحر سے نہیں حاصل ہوتا طلسم کشا
باغ باغ جھونکے باد خزان کے باغ امید سامری پرستان پر چل رہے ہیں ای سرسبز کن شاخ نخل
امید مدد کیجیے آپ کے بندوں کے دم نکل رہے ہیں بیخ نخل سے ایک برق چمکی آواز آئی ای
سیماب بدون تدبیر اگر طلسم کشا سے مقابلہ کرے گا کشتہ ہو کر خاک ہوگا ہاتھ سے طلسم کشا
ہلاک ہوگا چادر جمشیدی طلسم کشا اوڑھے ہیں جبتک وہ جسم سے جدا نہو گی سحر تاثیر نکریگا
جمشید نے برسوں خاک چھانی تانا بھاری کی خوبروئی سے سوت کاتا گڑیاں بنائیں روئی
دھنکی تانا بانا چڑھایا یہ چادر تیار ہوئی تھان کے ٹرے تھے چادر میں تاثیر ہو گئی کیون کوئی پر
قریب جائے کیونکر کوئی شیطان ہو تھڈ بلائے جلد تدبیر کر زیادہ نہ تقریر کر یہ سنکر سیماب گھبرایا
غصے سے پسینہ آیا گوشۂ باغ میں آ کر دستک دی ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون اژدر دم
کندۂ جہنم تیغ و سپر ہاتھ میں لیے زنجیر آہنی کمر سے باندھے جھومتا ہوا سامنے سیماب کے آیا
کہا ای شہنشاہ کیا حکم ہے آج کیون غلام کو تکلیف دی کیا سرکار پر مصیبت پڑی سیماب نے کہا
ای اہرمن طلسمی طلسم کشا باغ سیماب میں آ گیا جرأت اسکی جوش پر چادر جمشیدی دوش پر
جلد جا شعبدۂ طلسمی دکھا چادر چھین لے ورنہ آج باغ سیماب کا خاتمہ ہے لڑتا بھڑتا وہ جوان
قریب چبوترے کے پہونچ چکا ہے اگر لوح پا گیا زندگی سامری پرستوں کی دشوار وہ جوان جانباز
رستمانہ جنگ میں مصروف ہے یہ سنکر وہ اہرمن چلتن تیغہ تولتا ہوا سامنے اسد نامدار کے

آیا آواز دی او طلسم کشا کیا ساحروں پر وار کر رہا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر قریب آ ہمپر وار کر اسد غازی شیر دلیر تو کہتے ہی جا پڑا اہرمن نے ہاتھ مارا اسد نے تلوار کو تلوار پر گا ٹھا ہزاروں ساحر نیزہ و شمشیر کے وار کر رہے ہیں اسد کی ذرا جو پلک جھپکی اُس زنگی سیاہ بر و نے ہاتھ بڑھا کر چادر دوش سے اسد کے کھینچ لی چادر زمین پر گری اسد نے چاہا جھککر اٹھاؤں سیماب دیکھ رہا تھا ایک گولہ مارا وہ اہرمن ہائے کہکر مُنہ کے بل زمین پر گرا جسم ناری سے آگ نکلی چادر جمشیدی جلنے لگی اہرمن نے ایک چیخ ماری او سیماب خانہ خراب میرے ساتھ دغا کی مگر او پاجی ہمارا جلانا کیا خالی جائیگا تھوڑی ہی دیر میں مُنہ کی کھائیگا کتے کی موت مارا جائیگا چشم زدن میں چادر جمشیدی اور وہ زنگی جلکر خاک کا ڈھیر ہوگئے اسد غازی غصے میں بڑھے تھے سیماب نے صرف آنکھ سے اشارہ کیا غضب کا اشارہ تھا اسد لڑکھڑا کر زمین پر گرا زمین نے پاؤں تھام لیے ہاتھ بھی بے حس و حرکت ہوئے چار جانب سے ساحر اسد پر بلوہ کر کے چلے عمرو گلیم اوڑھے ایک گوشے سے یہ معرکہ حیرت افزا دیکھ رہا تھا اسد کے گرتے ہی کلیجہ پھٹ گیا گلیم اُتار کر نعرہ کیا حقہ آتشبازی مار دیا حقہ روغن نفط بھی پھینکا کئی سو ساحر واصل جہنم ہوئے پرے کے پرے درہم برہم ہوئے عمرو جست کر کے برابر اسد کے آیا مثل پروانے کے گرد پھرنے لگا کبھی گلیم اوڑھلی کبھی بیقرار ہو کر ظاہر ہوا مثل برق جہندہ عرصہ دراز تک لڑا ایک ساحر نے چاہا اسد پر نیزہ مارے عمرو نے گلیم اُتار کر اُسپر ہاتھ تیغے کا مارا سیماب نے فوراً گھبرا کے آواز دی عمرو بھی برابر اسد کے گرا سیماب جادو نے آواز دی او نامردو دونوں کے سر کاٹ لو خواجہ عمرو بیقرار ہوئے

ہاتھ واسطے دعا کے بلند کیے پکار اُٹھے نظم دعائیہ		ای کشانندہ خزانہ جود
نقش پیوند کارگاہ وجود	کوکب آرای آسمان بلند	ہم زمین سازد و ہم زمین پیوند
بودنی را ہمیشہ بود از تو	بودنا بود را وجود از تو	آفرینش رقم کشیدہ تست
ہر چہ چیزیست آفریدہ تست	در بنائے بہ فہم عالمیان	در نگنجد بود ہم آدمیان
آدمی کیست خاک بے بر و بار	کو بداند خدای را چو خدا	سخن آنجا کہ از خدا دانی ست
لاف دانش دلیل نادانی ست	مور کا قند میان دریا بار	کی سد از شناوری بکنار

عقل گو صد ہزار رنگ آمیخت
ہمہ دانندگان تو دانی و بس
طمع نیست از کشت بیجا صلم
ز طاعت مکدر ز عصیان ملول
ندارم بجز عجز چیزے بکف
من و دست و دامان بیچارگی
تگیری چسان دست افتادہ
گدائے درت نیستم کیستم
در افتادگی از کہ خواہم مدد
کسے نیست غیر از تو فریاد رس
بہر حاجتم از تو امیدوار

از خجالت بپائے بس بگریخت
دیگر خدایا بجاہ و خداوندیت
بخشنودیت کار دارد دلم
کہ نیک و بدم ہر دو بنود روا
شد از کف مرا نقد فرصت تلف
بدرگاہت آوردہ ام عجز خویش
کہ خود از کرم ہستیش دادہ
اگر ہست بنما در دیگرم
مدد از کہ افتادگان را رسد
ز خاک قفس ارمغان بہار
کہ ہم فیض بخشی ہم آمرزگار

ہر چہ اندر جہان بداند کس
کہ بخشی مقام رضامندیت
بسے شرمسارم ز نفس فضول
چو عصیان بود طاعتم نا سزا
نبخشید سودے جگر خوارگی
سر از شرم بے برگی افگندہ پیش
بیک عمر در نعمت زیستم
دگر نہ بہجران مران زین درم
خروشان خراشم جگر در قفس
فرستم صفیر دل سوگوار

عمرو نے جو بیقرار ہو کر دعا کی دریاے رحمت الٰہی جوش میں آیا آسمان سے نعرہ ہوا منم باغبان قدرت منم صاحب عقل و شعور ملکہ مخمور منم مسخر کن غرب و شرق یعنی رعد و برق منم سیف قاطع یعنی برق لامع منم گل حدیقۂ جاہ و وقار یعنی ملکہ بہار منم صف شکن ملکہ بران شمشیر زن یہ ساحران نامی جان نثاران گرامی کوئی زمین سے نکلا کوئی آسمان سے مثل برق گرا سحر کرتے ہوئے قریب اسد و عمرو پہونچے پہلے عمرو پر سے سحر اُتارا عمرو اُٹھتے ہی گلیم اوڑھکر مخفی ہوا اسد شیر دل نے تلوار کھینچکر نعرہ کیا سب سے پیشتر ملکہ بہار نے آتے ہی گلدستہ مارا پھول کھلے ہوا نے اپنا رنگ باندھا گل سحر شگفتہ ہوے گل حیات کناران مرجھاے طفلان غنچے کو اضطراب شاخون کو پیچ و تاب جوانان چمن اکڑنا بھولے شمشاد سیدھے ہوے نرگس شہلا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے سنبل نے بال نوچے سوسن گونگی بہری بنی نہروں سے طوفان اُٹھا جوش ہوا کہ کافرون کو ڈبو دون لب نہر سے صدا آئی بھاگ جاؤ آبرو بچاؤ گل سمن و یاسمن پر تازہ بہار لانے کی نگاہ قہر آگین خونخوار طائرون نے غل مچائے باغیون کے ہوش اُڑائے غل ہوا آمد فصل بہار ہے جدھر دیکھو دیوانون کی قطار ہو گئی ہزار ساحر دیوانہ دور سے سر ٹکرانے لگے سرکشون کو غش آنے لگے مخمور نے دانہ یاقوت احمر

کانٹا لگ کر مارا کئی سو کے سر پھٹے نشیلی آنکھون پر ہزارون کے گلے کٹے **باغبان** نے پھولونکا گیند
مارا شرر ہائے آتش نکلے ناری جل بھن کے خاک ہوئے رعد نے چیخ ماری کئی سو لڑکھڑا کے
گرے جو مغرور تھے اُنکے سر پھٹے **برق** تڑپ کر گری کئی سو کو کاٹ کر نکل گئی **برق لامع** نے
قیامت برپا کی زلف شبگون ہلادی اندھیرے مین سیہ رو گھبراتے تھے درختون سے سر ٹکراتے
تھے **بُرّان** کا اختر مردار بد چلا جس بدبخت پر اختر مردار پڑا مارا ستارہ اُس منحوس کا گردش مین
آیا کچھ تدبیر نہ بن پڑی بداختر نے سر پٹک کے جان دی **سیماب** نے دیکھا کہ ان ساحران نامی
نے ہنگامہ برپا کیا زمین ہلادی چشم زدن مین ہزارون مارے گئے باغ مین لاکھون کا
کھیت ہوا دریائے خون جاری ہوا اسد کو ان سبھون نے بیچ مین لے لیا سحر سے ساحرون
کے بچاتے جاتے ہین اپنا سینہ سپر کرتے ہین خواجہ گلیم اوڑھے کنارے کھڑے دیکھ رہے ہین
الامان الامان کر رہے ہین خداوندا سب کو بچانا مگر **سیماب جادو** کسی کے سحر کو نہین مانتا
سب کو جواب دے رہا ہی سردارون کو تو اپنے نہین بچا سکتا اُنپر ان سبھون نے قیامت برپا
کردی باغ لاشون سے بھر دیا ہزارہا زنان فاحشہ ہوش ربا کو بیوہ کردیا **باغبان** قدرت
پر **سیماب جادو** غصے مین جا پھٹا اسم سحر پڑھکر گولا مارا **باغبان** نے اُس گولے کو کاٹا
اُسمین سے برق چمک کر **باغبان** پر گری ہرچند روکا نہ رک سکی سر زخمی ہوا روئے زیبا
باغبان گلگون ہوگیا بہار نے بڑھکر مقابلہ کیا کئی گلدستے مارے اُس بیحیا نے آتش سحر سے
جلادیے آتش بہار پر بھی زوال آیا پھول سا چہرہ کملایا **برق و رعد** کو بھی زخمی کیا **برق لامع**
خوب لڑی ندی خون کی بہادی ہزارون کو جلادیا صدہا کو خاک مین ملادیا آخر **سیماب** نے کارد
پھینکی **برق لامع** کا شانہ نشانہ ہوا **بُرّان** نے بڑھکر آواز دی او بیحیا خبردار یہ سرداران
نامی رونق لشکر اسلام ہین طلسم ہوشربا کی زینت صاحبان جرأت و جلالت بے ادبی نہ کرنا انکے
خون سے ہاتھ نہ بھرنا عرصہ دراز تک **سیماب** و ملکہ **بُرّان** سے سحر چلا مگر یہ بیحیا بلائے روزگار
ہی بانیان طلسم نے محافظ لوح قرار دیا ہی ہر طرح کے سحر کو دفع کرتا ہی پہلو نشین سامری رگ
و ریشے مین افسونگری **افراسیاب** کا قوت بازو زینت پہلو بدسرشت بدخو آخر سر بُرّان کا
برق سحر **سیماب** سے زخمی ہوا اپنے ساحرون کو للکار رہا ہی ایک ایک کا نام لیکر پکار رہا ہی

اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید بیت روز جنگ ست جنگ باید کرد کوشش نام و ننگ باید کرد ایک جانب نقیب کڑکیت صدائیں دے رہے ہیں اے بندگان سامری روز جوانمردی ہے باغیوں کا ہنگامہ ہے نام کرو دشمنان افراسیاب کو گھیر لو جانے نپائیں سرکشی سے باز آئیں سرکار شہنشاہ سے جاگیر پاؤگے سرفروش کہلاؤگے افراسیاب ایک ایک کو نہال کرے گا سپریں تمہاری زر سرخ و سفید سے بھر دیگا ان صداؤں کو سنکر ملازمان سیماب آمادۂ سرفروشی لب پر مہر خموشی بہار جادو نے کنارے آکر زخم سر کو باندھا دور سے دیکھا بُرّان پر بلوہ ہے چہار جانب سے ساحران ناہنجار نے گھیرا ہے گلدستہ لیکر بطور بڑھی آمادۂ مرگ دہیاے قضا ہوئی جو الفاظ رنگین غنچہ دہن سے نکلا کھلکر پھول ہوا گلدستے کو باغی کے جھینٹے دیکر شگفتہ کیا آواز دی اے نکہت وگل اندام جلد آؤ غنچۂ خاطر شگفتہ کرو کافروں پر بلا نازل ہو یہ کہکر گلدستہ مارا رنگ بہار دوبارہ جما غزل

شادی بہار کی ہے ہوا ہے چمن درست
رکھا دہان تنگ مضطرب کو نہ تمام
کر باغبان نشیب و فراز چمن درست
دست جنون نے قید تعلق سے دی نجات
ہوتا ہے کب نشان مزار کہن درست
ساقی بھلا ہو خیر سبو کی کہ جام و
کرتے ہیں غنچہاے چمن پیرہن درست
بیفائدہ ہیں چارہ گری مشفقین
زخموں کے مدتوں نہیں ہوتے ہیں دہن درست

پیغام رستخیز ہے آمد بہار کی
نکلا تمہارے منھ سے نکوئی سخن درست
پیوند مہر و ماہ لگاتا ہے روز و شب
ہوسکتا نہ ایک تا بہ گلو پیرہن درست
ہوتی ہیں جوش عشق میں جب جو نکتہ چینیاں
رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست
رنگ دوئی سے آئینۂ دل ہے پاک و صاف
ہوتے نہیں ہیں عشق کے بیمار تندرست
بدلو ردیف در کہ جی بھر گیا نسیم

غنچے نے تاج گل نے کیا پیرہن درست
مرکر ہوئی ہے نرگس بیمار تندرست
گل جلوہ گر ہیں آمد فصل بہار ہے
کرتا ہے چرخ پیر ردائے کہن درست
کرتی ہے جمع باد صبا خاک منتشر
کہتا ہے ناز سے وہ بت سیمتن درست
کس شک گلکی شہرت نظارگی ہے آج
رہتا ہے اپنا گوشۂ بیت الحزن درست
جاتا ہے ایک عمر لعاب زبان تیغ
ہوا در طرح زلف عروس سخن درست

اس سحر میں بھی بہار نے ہزارہا کو پامال کیا صدہا مثل برگ خزان دیدہ زرد رو زمین پر گرے ٹھوکروں میں فوج کی پامال ہوے اب کی سیماب نے قہر و غضب میں ایک ترنج سبز جیب سے نکالا اپنے خون سے اسکو سُرخ کیا اسم سحر کا پڑھکر ان سب پر پھینک مارا ترنج سبز پھٹا معلوم ہوا صور اسرافیل پھنکا قریب تھا کہ مخمور وغیرہ کے کان کے پردے شق ہوں ہر چند

اپنے کو سنبھالا نہ سنبھل سکیں لہرا لہرا کے زمین پر گریں زبانیں بند سحر فراموش بیہوشی کا ہوش
ایک سمت اسد نامدار بھی گر کر بیہوش ہوئے سیماب تیغہ کھینچ کے چلا کہ جا کر سبکو قتل کرون
عمرو کا کلیجہ منھ کو آگیا بیقرار ہو کر رو دیا خالق بے نیاز کو پکارا خداوندا ان سردارونکو بچالے
بدعت سے اس جلاد کے نجات دے کہ آسمان سے نعرہ ہوا او سیماب خانہ خراب
دست خود را نگہدار ما ہم رسیدیم منم صاحب چتر و شان سرکوب کافران برہم زنندۂ فوج
ساحران غلام جدید صاحبقران شہنشاہ طلسم نور افشان رستم نظیر منم کوکب روشنضمیر
عمرو نے دیکھا کہ کس زور و شور سے کوکب آیا تیغہ برق نظیر دست زبردست مین کھنچا ہوا
تاج زبرجدی بر سر زرہ یاقوتی زیب جسم انور جوان رعنا جرأت و شوکت مین یکتا ہو پہنچتے ہی
سحر کیا بُران و باغبان و مخمور و رعد و برق و برق لامع و بہار کو ہوش آیا اسد
تیغہ ٹیک کر سنبھلا کوکب نے دیکھا یہ سب انتہا کے زخمدار ہین کثرت جراحت سے بیتاب
و بیقرار ہین کہا تم لوگ سحر کرکے نکل جاؤ مین سمجھ لونگا یہ تو سب پر پرواز پیدا کرکے نکل گئے
کوکب روشنضمیر اسد نامدار کی پشت پر آیا عرض کی ای شیر بیشۂ صاحبقرانی بسم اللہ
بڑھیے غلام برائے خدمتگزاری حاضر ہی یہ کہکر کوکب نے چند سنگریزے زمین سے
اُٹھائے طرف آسمان کے پھینکے بت پرستون پر پتھر برسنے لگے ہزارہا سنگدل واصل جہنم ہوے
سیماب کو للکارا او بیحیا دیکھ یہ طلسم کشا ہی جستجوے لوح مین یہانتک آیا صاحب جرأت
و اقبال ماہ آسمان جاہ و جلال ہژبر دشت جرأت فریدون فر سکندر حشمت آکر اسکے قدمونکو
بوسہ دے اطاعت اسلام قبول کر دولت کونین حصول ہو انشاء اللہ طلسم تمام ہوئی جابجا
ڈنکا اسلام کا بجیگا کفر کا نام نہ باقی رہیگا ستارہ سامری پرستان گردش مین آگیا جو اس
با اقبال کے شریک ہو جائیگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ ذلیل و رسوا ہو کر جہنم واصل ہوگا
شجر بغض و عداوت سے یہ ثمر حاصل ہوگا سیماب کوکب کو دیکھکر بیقرار تو ہوا مگر بموجب
مصرع تربیت نااہل را چون گردگان بر گنبد است وہ چکنا گھڑا تھا آب نصیحت نے تاثیر
نکی جواب دیا ای کوکب تم نے غضب کیا دین جد و آبا چھوڑ کیا باپ دادا بیوقوف تھے
انکو ان امورات سے نہ وقوف تھے تیرا قتل واجب و لازم ہی شہنشاہ طلسم ہوشربا سے تو

دشمنی پیدا کی وہ بادشاہ عالیجاہ طلسم نور افشان مین آگ لگادیگا سر کو بیان کر چکا جہانگیر بن
صاحبقران کو لایا ابھی چند دن کا ذکر ہی سوسن خ مور و مار تلاش کرتے تھے چھپنے کو جگہ
نہ ملتی تھی ابکی مرتبہ بے قتل کیے نہ چھوڑیگا طلسم نور افشان کو مٹا دیگا بھاگ گئے راستہ نہ ملیگا
جس ہوس مین ہو وہ نہ پوری ہوگی لوح طلسم ہوشربا نہ ملیگی آگ لگا دونگا پانی برساؤنگا میرے
سحر قہر خداوند سامری ہین رگ و ریشے مین شعبدہ بازی بھری ہی مین کیا دین جدو آبا
سے پھرونگا جس خدا کو دیکھا نہ بھالا اُسکو سجدہ کرونگا یہ کلمات مہملات سُنکر کوکب روشنضمیر
کی ابروون پر بل آیا قبضہ شمشیر برق مثال پر ہاتھ ڈالا جواب دیا او نامرد کیا بیہودہ بکتا
ہی افراسیاب نے کد و کاوش کی طلسم نور افشان کے مٹانے مین بڑی کوشش کی مگر کچھ
نہ کر سکے جہانگیر بن صاحبقران کو لا کر مُنہ کی کھائی وہ شیر دلیر ہمارے آقاے نامور کا
نور نظر تھا شیر بیشۂ فتح و ظفر تھا آخر حق بحقدار رسید اپنے قبلہ و کعبہ سے ملے غنچۂ آرزو
کھلے باغیون کو داغ ہوا ہمین غم سے فراغ ہوا اب انشاء اللہ وقت قتل افراسیاب
قریب آیا ٹھوکرین کھائیگا ذلیل و رسوا ہو کر مارا جائیگا غافل مغرور نشہ بادۂ نخوت مین چور
تو اپنا زور بازو دکھلا اُس نامرد کے نام سے نہ ڈر اسیماب یہ سُنکر آگے بڑھا سحر کرنے لگا
گرے ترنج و نارنج سب اسباب جھولی کا صرف کیا کوکب نے سب سحر دفع کر دیے چمن ہا
طولانی لاشہاے ساحران سے بھر دیے سیماب سحر کرتا ہوا قریب آیا تیغہ سحر کمر سے نکالکر
کوکب پر بس چلا پینترے بدل بدل کے کئی ہاتھ لگائے کوکب نے خالی دیکر بصد شجاعت
ہاتھ بڑھایا کلائی پکڑ لی اس زور سے تھامی یقین ہوا شیر کا پنجہ کلائی پر پڑا استخوان توڑ کر انگلیان
نکل جائینگی کوکب نے جھٹکا مارا سیماب تڑپا کہ ہاتھ چھڑاؤن نکل جاؤن سحر کرون مگر وہ دست
زبردست پنجہ اجل تھا کسی پیر نے بچایا کی دستگیری نہ کی ہیہات ہیہات کی صدا اُٹھی کوکب نے
بقہر و غضب تمام ایک طمانچہ مارا سر اُس خود سر کا چنبر گردن سے اُڑ گیا لاشہ زمین پر گرا سیماب
کشتہ ہوا طمانچہ مارنا اکسیر ہو گیا پیر ہوس غل مچانے لگے کوئی تدبیر نہ بن پڑی تاریکی چھا گئی سارا
باغ نمونۂ پردۂ ظلمات تھا شور رہا ہو بلند سنگباری برف باری کرکے پیر بھی ٹھنڈے ہوے بعد
عرصۂ دراز بصد سوز گداز آواز آئی کشتی مرا نام من سیماب جادو بود اب باغ مین روشنی

ہوئی تاریکی دفع ہوئی خواجہ عمرو نے بھی گلیم سر سے اُتاری کوکب کے ہاتھ چوم لیے کہ برادر بجان برابر۔ ایسے وقت پر تم آئے لڑائی کو فتح کیا سیماب ساحرہ بردست تھا چادر جمشید بیٹ اسد کو اوڑھا کر اُڑوا یا مگر اس بھیلا نے سحر کرکے چادر جمشید کو جلا دیا تاہم تحفہ خاک میں ملا دیا برق وغیرہ سب مجبور ہو چکی تھیں کسی کا سحر اُس پر غالب ہوا خدا نے فضل اپنا شریک کیا برق ان وغیرہ سب زخمدار ہو گئیں خدا سب کو بخیر و خوبی لشکر میں پہونچا ئے کوکب نے کہا خواجہ اب رنج و غم کا ذکر نہ کرو حمد الٰہی میں مصروف ہو دیکھو سیماب مرا بر سیماب گون مثا دہ سامنے چبوترے پر گلدستے رکھے ہیں ای اسد نامدار بسم اللہ کہکر قدم مردی بڑھائیے چبوترے پر جائیے یہی طلسم کشائی کی شناخت ہے بسم اللہ کہکر گلدستون پہ ہاتھ ڈال دیجیے جس گلدستے میں لوح ہے بحکم قضا و قدر اُسی گلدستے پر آپکا ہاتھ پڑیگا لوح دستیاب ہوگی ای شہریار مقام عیش و فرحت ہے **اشعار مخفی**

تا باد صبا را بہ گلستان گذری ہست
ہر شاخ گل آیدز پے آن سحری ہست
گر شربت وصلت بہ لب تشنہ نداوند
در کوے تو از باد صبا باخبری ہست

مرغان چمن را بہ گل نظری ہست
بنشین نفس بلبل شوریدہ کہ امروز
بیا غم عشق ترا چشم تری ہست
بیداد من این ہمہ ہا بہ دل **مخفی**

نومید نباید شدن از گردش ایام
با نالۂ زار دل من ہم اثری ہست
چشم بہ رہ قافلۂ بوے وصالت
اندیشۂ ما غیر تو ہم دادگری ہست

آج رب اکبر نے یہ روز سعید دکھایا سامنے گلدستہ لوح کے پہنچا یا اسد غازی اس مژدۂ فرح افزا سے مثل گل شگفتہ ہوا ہر چند کہ زخمدار ہے گل زخم نخل جسم پہ کھلے میں بدھیان پڑی ہیں مگر یقین ہے کہ نخل مراد بار لائے گلشن پژمردۂ خاطر میں بہار آگئے بلبل دل نغمہ سرا ہے غنچۂ آرزو کھلا ہے طرف گلدستون کے جاتے ہیں تماہر اجنت رسا یاوری پہ درخشان اقبال کا اختر خواجہ عمرو ایک نخل کے سایہ میں کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں کوکب مثل نرگس نگران اسد تلوار ٹیک کر سنگ مرمر کے چبوترے پر آیا دس بیس قدم گلدستون سے مفاصلہ ہے رنگ گلدستون کا سرسبز و شاداب طفلان غنچہ زبان کھولا چاہتے ہیں آغوش تمنا سے طلسم کشا کے مشتاق پھولون کو جدائی دم بھر لی شاق شاخیں ہاتھ بڑھا رہی ہیں پتیاں لہرا رہی ہیں نقش پاے اسد شیر دل سے چبوترے کے پتھرون کو شرف حاصل کوکب کہ رہا ہے اے سرو باغ صاحبقران وا ہی رنگ و بوے گل حدیقۂ شوکت و شان قدم مردی بڑھائیے جلد گلدستون کے پاس جائیے عمرو بھی پھولا ہوا دیکھ رہا ہے صدمہ زخمونکا بھول

شکست
گیا ہی وہن زخم سے صداے مبارکباد بلند ہی اعضا شکنی مین کون دردمند ہی مگر قضاے کار افتادہ
روزگار فلک ناہنجار بدکردار شعبدہ باز نیرنگساز نے بیرحمی پیکر باندھی اپنی عادت قدیم پر آمادہ ہوا
لمحہ بھر کی بھی خوشی ناگوار ہوئی ساری شفقت بیکار ہوئی افراسیاب باغ سیب مین سریر حکومت
پر بیٹھا ہی سامان عیش و عشرت مہیا ہی سرماد ابریق بڑے بڑے شاہان طلسم بصد فر و شوکت
ذکر رہائی اسد مین مصروف ہین افراسیاب کہتا ہی اگر اسد رہا ہوا تو کیا کرسکتا ہی واسطے لوح کے عمر بھر
سر ٹکرائیگا نشان مقام نہ پائیگا کسکی لیاقت ہی جو مرحلۂ ہوشیار و غافل کو طی کرے یا گنبد بے نور مین
کود ے اگر رستم بھی صحراے سیماب مین پہونچے جل کر خاک ہو چشم زدن مین قصہ پاک ہو سیماب
جو حاکم باغ سیماب ہی بادولت کا قوت بازو زینت پہلو بادولت کا تعلیم کردہ یگانا برد اُس سے
کون مقابلہ کرسکتا ہی اور علاوہ ازین باغ سیماب مین کیا رکھا ہی وہ بھی ایک راستہ ہی لوح میرے طلسم
کی کہان ہی جب مین نے قہقہہ فیلسر کو مارا تھا لوح اُسکے پاس سے لی اُسیوقت توڑ کے پھینکدی
سب کہتے تھے ای شہنشاہ یہ آپنے بڑا کام کیا آغاز مین انجام کا خیال ہوا سلطنت طلسم ہوش ربا
اُنکے واسطے زیبندہ و سزاوار ہی آپ کے دم سے سحر و ساحری کو رونق سامری و جمشید کا مذہب
برحق کہانتک اپنے بندون کو لقا ستائیگا آخر کبھی رحم بھی آئیگا خداوند لقا دیر گیر ہی مگر سخت گیر ہی
اُسکا شیطان بڑا بے پیر ہی قدرت کی تقدیر اس بیچیا کی تدبیر جب سے آئے ہو شہر امین شدید الدّہا
دم بھر چین نہ ملا اب تو ای شہنشاہ سامان لشکر کشی کیجیے شاہان دربند کو حکم دیجیے مسلمانون کو پامال
کرین اسد پہلوان یگانہ ہی لڑائی مین ضرور شریک ہوگا عین گرمی جنگ مین اُسی پر جا پڑینگے اب
آپکے غلام بڑے زور و شور سے لڑینگے مسلمانون کے ٹکڑے اُڑا دینگے مہرخ و بہار و بخرد کی مشکین
باندھ لائینگے ایک جنگ تو ایسی ہو کہ بادشاہ طلسم نورافشان کے بھی دانت کھٹے ہو جائین بلکہ
بُران کے قتل کی تدبیر کیجیے آٹھو پہر یہی تقریر کیجیے یکایک بیٹھے بیٹھے افراسیاب خانہ خراب
خود گھبرایا پیشانی پر عرق آیا بارہا بار دوبارہ دری کے باہر نکلو اسوقت طبیعت کا عجب عالم ہی قلب
پر ہجوم غم و الم ہی ایک ہفتے سے جنگ نہین کی شاید طلسم پر کچھ افتاد پڑی کوئی حیرت کی خبر لانے
شاید مہرخ و بہار نے اُسکو گھیر لیا کمبخت سخن ناشنو ہی ایسا نہو اُسنے طبل جنگی بجوا دیا ہو شاید عیارہ
دام تزویر مین پھنس گئی ہو چند سردار آمادہ ہوے کہا حضور ہم ابھی جا کر خبر لاتے ہین اگر لڑائی

ہو رہی ہوگی ہم شریک ہونگے ابھی ساحر روانہ ہوے تھے کہ صرصر آ پہونچی افراسیاب نے کہا کیون صرصر مزاج حیرت کا کیسا ہی طبل جنگی تو نہین بجوایا پھر تو کبھی سنکے تماشا نہین دیکھنے گئین صرصر نے کہا حضور طبل جنگی وغیرہ تو نہین بجا مگر آج مین لشکر مسلمانان مین گئی تھی عیارون مین خبر چالاک و قران و جانسوز بن قران بن عمرو و برق و ضرغام کا بالکل نشان نہین تا جہ و نا اور سردارون مین بہار و مخمور و باغبان و رعد و برق و برق لامع و اسد نامدار نہین ہین چالاک نے مکر کیا ہی عمرو بنا پھر رہا ہی لونڈی غلامون کو بشکل بہار و باغبان وغیرہ بنایا ہی مگر نے پہچان لیا حضور وہ ہفتے سے یہ سب نہین ہین یہ بھی آج ثابت ہوا کہ تلاش لوح مین یہ سب گئے ہین یہ سنکر افراسیاب نے کہا کتاب لاؤ فورًا کتاب اُٹھائی کتاب دیکھتے ہی افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا اسد غازی تو باغ سیماب مین کھڑا ہی لوح لیا چاہتا ہی یہ کہہ مثل برق چمکا بصورت رعد گرجا پرواز پیدا کرکے آسمان مین دُوبا ساحرون نے چاہا ساتھ دین افراسیاب مانع ہوا کہا یارو کسی کا کام نہین ہی مقدمہ لوح تو آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہا ہی یہ کہکر غائب ہوا ایہان اسد شیردل قریب گلدستہ ہاے لوح پہونچ چکا ہی مگر گردش فلکی ہمراہ ہی پاے جستجو کوتاہ ہی فلک برسر گردش بیکار کوشش بخت رسائی نارسائی زمانہ ناموافق کی کج ادائی طالع کی نحوست وقت بد کی بدعت آفتاب اقبال کو زوال ماہ شوکت و جلالت بصورت ہلال گل عیش پژمردہ غنچہ خاطر ناشگفتہ گلشن عیش سے رخصت بہار شگل آمد باد خزان آشکار قریب گلدستون کے اسد پہونچا ہاتھ بڑھاتا تھا کہ آسمان سے آواز مہیب آئی زمین باغ سیماب تھرائی افراسیاب کا آسمان سے نعرہ ہوا باش او طلسم کشا خبردار گلدستے کو ہاتھ نہ لگانا اب قدم نہ بڑھانا افراسیاب نے جو اسد کو قریب گلدستے کے پایا گھبرا گیا یہ بھی نہ دیکھا کہ سیماب کیا ہو لاکھون کا کشت و خون کیون ہوا اسد پر مثل برق جندہ گرا اسد کے پاس کملی تحفہ تو موجود نہین ہی کہ سحر افراسیاب سے محفوظ رہین افراسیاب نے منہ سے اُن کی مثل تنکے کے اسد جوزے سے نیچے گرے افراسیاب نے گرتے گرتے لوح کو گلدستے سے لیا تڑپ کر بلند ہوا کوکب نے جو یہ معرکہ دیکھا ہوش اُڑ گئے روح پر صدمہ ہوا زمین سے نعرہ کیا کہ او افراسیاب خبردار کہان جاتا ہی ہاے لوح لیجلا یہ کہکر کوکب برابر افراسیاب کے پہونچا

انگلی سے اُتار کر انگشتری کھینچ ماری پیشانی پر افراسیاب کے پڑی افراسیاب نے تیں چرخ کھایا
اور زیادہ بلند ہو گیا افراسیاب اتنا اونچا ہوا مثل ستارہ کے معلوم ہوتا ہی مگر کوکب تعاقب
نہین چھوڑتا یہان اسد غازی بعد بلند ہونے افراسیاب و کوکب کے مایوس و مجبور فرش
خاک سے اُٹھا عمرو بھی حیران کھڑا دیکھ رہا ہی قریب ہی کہ روح قالب سے نکل جاے مثل تصویر
کے عمرو خاموش بحر حیرت کا جوش آنکھین عمرو کی پتھرا گئین رنگ روے اسد متغیر عمرو بیخبر اسد
حیران عمرو پریشان اسد کو غم عمرو کو الم اسد گریہ عمرو کوشش و رنج اسد دیوانہ وار عمرو
اشکبار و بیقرار تردد مین اسد نامدار عمرو کو فکر و انتشار وہان آسمان پر کوکب و افراسیاب
سے مقابلہ ہو رہا ہی کوکب جان توڑ توڑ کے افراسیاب پر سحر کر رہا ہی افراسیاب پر حیرت
طاری ہی چاہتا ہی مقابلہ نہ کرون ایسا نہو کہ کسی بلا مین پھنس جاؤن لوح میرے پاس ہی طلسم کشا
سامنے موجود ہی ساربان زادہ بھی دیکھ رہا ہی جب کوکب سحر کرتا ہوا قریب افراسیاب پہونچا جوش
جرات مین چاہا لپٹ جاؤن لوح چھین لون افراسیاب اسقدر بدحواس ہی سواے دفع سحر
کوکب پر اب تک کوئی سحر نہین کیا یہی فکر ہی کہ نکل جاؤن جب کوکب نے قریب آکر ہاتھ ملوار کا مارا
لپٹنے کا قصد کیا افراسیاب کر او رکچھ بن پڑا لوح طلسمی ہاتھ مین تھی چمکا دی کوکب کو غش آگیا
آدکر کے الٹتا پلٹتا چلا اگر افراسیاب قصد کرتا کوکب کو مار لیتا مگر سحر کر کے نکل گیا سوار زرین پوش
پیدا ہوا اُسنے کوکب کو گود مین لیا طرف طلسم نور افشان کے لے گیا اب عمرو و اسد اُس باغ
ویران مین حیران و پریشان کھڑے ہین جیسے کوئی سوتے سوتے جاگتا ہی عمرو نے نگاہ اُٹھائی
اسد کو خستہ و بیقرار اپنے قریب پایا غصے مین کانپنے لگا ہوش نہ باقی رہا اسد کی طرف متوجہ
ہوا کہا او بد اقبال تیرے برابر کوئی بدنصیب نہو گا کس دریاے مصیبت و آفت کو جھیل کر
جان پر کھیل کر یہانتک پہونچے عین وقت پر تیرے بخت واژگون طالع نگون نے نارسائی کی
لوح نہ اُٹھا سکا ہاتھ پانوٗن مین جان نہ تھی دو قدم آگے نہ جا سکا بس تیرے ستارے کی گردش سے
خوب ثابت ہوا کہ تو طلسم کشا نہین ہی خواجہ بزرچمہر کے بیٹون کی عقل نے کی کی اصل مقدمہ پر
انکی بھی نگاہ نہ پہونچی زبردستی کہدیا دیوانہ مجہول طلسم کشا ہی سب کوشش بیجا ہی ہاے تیری
محبت مین مین اپنے آقا سے چھوٹا بدنصیب ہوا زندگی سے دور موت سے قریب ہوا اب

مجھسے کچھ کام نہو سکیگا جہان جی چاہے جاؤن مین اپنے آقا کی خدمت مین جاؤنگا علاوہ اسکے طلسم
فتح کرنے میرے بلبوتے پر آئے تھے سمجھو اُٹھا دیا چل نکلے یہ نہ سمجھے کہ سفر دور و دراز ہے نجومی پنڈت
رمال جمع ہوتے مقدمۂ خاص مین حکم لگاتے مثل جانورون کے گنبد نور مین قید ہوکر بیٹھ رہے میں نے
اپنی جان آبرو مشاق تابہ گنبد نور پہونچا لاکھون روپیہ کا میرا نقصان ہوا مہاجن مجھے کہا جائینگے
میرے بال بچے چھوٹے آپ سے کیا فائدہ اب چپکے خاموش کھڑے ہو بتا او دیوانے مین کیا
کرون اسد زار زار مثل ابر نو بہار رویا جواب دیا کہ نانا جان میری کیا خطا ہے سحر پر میرا کیا زور
تھا اگر پہلوان ہوتا مین لپٹ پڑتا عمرو نے کہا تمہارے نانا کو موت آئے خدا تم ایسے بدنصیب
کی صورت نہ دکھائے اب یہ دلیل تقریر بیکار ہے میرے سامنے سے جاؤ ورنہ مارے کوڑون کے
کھال گرا دونگا اپنے گلے پر خنجر پھیر لونگا اس طرح طعن و تشنیع دے کر جو عمرو نے کہا اسد دریاے
شرم و حجاب مین غرق ہوگیا کہا نانا جان بیشک مین بداقبال ہون بیشک آپ میرے واسطے
تباہ ہوے حضور طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جائیں مین کوہ و دشت و بیابان مین ٹکرا کے
جان دونگا اپنا خون اپنی گردن پر لونگا نانا جان سے آداب و تسلیمات عرض کر دیجیے گا والدہ
ماجدہ ملکہ زبیدہ شیر گیر سے بعد تسلیم کے عرض کیجیے گا مادر مہربان غلام کو حق شیر بحل کیجیے اب ہم
حضور کو زندہ نہ ملینگے قبلہ و کعبہ قبۂ دین ستون اسلام کرب عالیمقام انکو پیغام پہونچا دیجیے گا کہ غلام
آپکا طلسم ہوشربا مین بیکس و بے بس ہوکر ہاتھ سے ساحران غدار کے سیار گلشن جنان ہوا
فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمائیے گا اگر ہو سکے تو ساحران طلسم ہوشربا سے معاوضہ لیجیے گا یہ تو یقین
کامل ہے کہ نانا جان ضرور آئینگے ساحران ہوشربا پر دست انداز ہونگے افراسیاب ضرور
مارا جائیگا ہاتھ سے ہمارے عزیزون کے مہلت نہ پائیگا بھائی نور الدہر جانبازی کرینگے
ایرج نوجوان بہ لطف آئیگا سب مجھ نالائق بدنصیب کو آنکھ کی تیلی جانتے ہین ہر فرد بشر کو غم و الم
ہوگا ضرور ہوشربا مین ہنگامۂ عظیم برپا ہوگا سب صاحب اس بیکس کو یاد کرینگے سورۂ حمد سے
روح کو شاد کرینگے عمرو نے کہا پیغام کسی قاصد نامہ دار کے ہاتھ بھیجیے مین آپکے نانا جان کا غلام
نہین ہون کہ گھر گھر پیغام سلام کہتا پھرون یہ کہکر عمرو بڑبڑاتا ہوا ایک جانب چلا اسد نے جو یہ
بے اعتنائی خواجہ عمرو کی دیکھی زخمداری مین کانٹون کے جنگل مین گھس گیا دلمین مصمم سوچ لیا

کہ چلکر اپنے کو کسی غار وغیرہ مین گرا دون یا گلا کاٹکے مرجاؤن اس بیکسی مین تمام کرجاؤن اب کیا کسی کو روے سیاہ دکھائینگے زندہ اپنے لشکر مین جائینگے حقیقت مین نانا جان نے بہت بجا ارشاد فرمایا مین بداقبال و بدنصیب ہون وا ے برحال اُنکے کہ جانبازی کرکے تا بہ باغ سیماب پہونچے ہم بدنصیب محروم رہے گوہر مراد دستیاب ہوا اب سواے جان دینے کے کیا چارہ ہی دل سے باتین کرتا ہوا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا آمادۂ مرگ و مہیاے قضا زخمدار بیدست و پا آنکھون مین اشک حسرت چہرے پر گرد کلفت تمام جسم زخم نیزہ و تیر و تبر سے نگار نہ کوئی مونس نہ غمگسار نامرادی دامنگیر جان دینے کی تدبیر زبان حرف شکایت فلک کج رفتار حکایت بیوفائی گردون غدار سے دل مین حسرت و ارمان کا ہجوم نشان راہ نامعلوم ایک نخلستان کی آڑ پکڑکے اُفتان وخیزان حیران و پریشان ایک جانب چل نکلا عمرو زیر دیوار باغ سیماب بصورت آئینہ حیران بشکل گیسو پریشان خاموش کھڑا سوچتا ہی کہ اب کیا کرون غضب ہوا لوح قبضے مین آکر نکل گئی کلیجے پر چھری چل گئی یہ عمرو کو یقین نہین ہی کہ اسد کہین چلا جائیگا اسقدر مترود و متوحش ہی دل مین خیال ہی کہ اسد میرے پہلو مین کھڑا ہی اب جو سر اُٹھایا اسد کو قریب نہ پایا ہوش اُڑ گئے چار جانب دیکھنے لگا اسد کہتا ہوا دوڑا کبھی پکارتا ہی ای نور نظر اُسوقت مین ہوش مین نہ تھا جو کلمات مین نے کہے اُنکو معاف کرو ہمارا وقت ضعیفی ہی ہوش و حواس مین فرق آگیا نہین معلوم انتشار مین کیا کہا ملول نہو میرے پاس آؤ ملکر صلاح کرین جستجوے گوہر مراد مین مصروف ہون ہرچند عمرو چیخا اسد نے سُنا مگر جواب نہ دیا خیال مین آیا اب جواب دینا بیکار ہی عمر بھر نانا جان کو دو رخ رہے یہ کلمات ہمارے سُننے کے لائق تھے بس اب غل مچانے و وطن صحراے ہولناک سے نکل چلو یہ سوچکر اسد نے اپنے کو ایک غار مین مخفی کیا عمرو جنگل مین دوڑتا دوڑتا پھر رہا ہی اسد دیکھتا ہی مگر فرط غیرت سے جواب نہ دے سکا سامنا بھی نہ کیا عمرو دوڑ دھوپ کرکے ناچار ہوا اپنی بیوقوفی پر خوب چیخین مار کر رویا اپنی حسرت و مصیبت و بیوقوفی پر طعن کررہا ہی کہ ای عمرو دو حماقتین ایسی ہوئین کہ عمر بھر یاد رہینگی اول وہ کہ برق و ضرغام کو اپنے سے جدا کیا نہین معلوم کہ وہ کمبخت مرے کہ زندہ رہے ناحق کا غصہ اُنپر اُتارا آج تو رکن لشکر صاحبقرانی گرا دیا اُس بیچارے اسد کا کیا اختیار تھا افراسیاب آگیا لوح لے بھاگا ہاے ای عمرو یہ صاحب غیرت اپنی جان دیدیگا ایسے کلمات سخت کہے ذرا سی

غلامون نے کبھی نہ سُنے ہونگے کیونکر اُسکو جائز رکھتا عرصہ دراز تک عمرو اُس صحرا مین اسد کو ڈھونڈ ھتا پھرا جب کہین نشان نہ پایا بدحواس عالم یاس ایک جانب چل نکلا اسد غازی غار سے دیکھ رہے ہین جب عمرو نظرون سے مخفی ہوا اسد غار سے نکلا جان دینے پر آمادہ ہو کر ایک طرف چلا یہی جستجو ہی دل مین یہی آرزو ہی یا تو کسی پہاڑ پر سے اپنے کو گرا دیجیے یا گلا کاٹ کے مرجائیے یا کسی کنوین مین گر پڑیے ہر طرح اپنی جان دیجیے کسی کو مُنھ نہ دکھلائیے اب یہ مقام ملحوظ خاطر ناظرین و شائقین رہے برق و ضرغام آوارہ ہو کر ایک جانب گئے افراسیاب لوح لیے جاتا ہی کوکب زخمدار ہو کر قصر جمشیدی مین گیا اسد جان دینے پر آمادہ عمرو بدحواس عالم یاس مین ایک جانب روتے پیٹتے جاتے ہین ان سب کا حال خیریت مآل داستان رنگین فصاحت آئین وقت پر تحریر ہوگی

داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرد بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان کہ طلسم جمشید یہ فتح کر کے دونون شاہزادے طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوے و ذکر لقا و لشکر اسلام

ساقی نامۂ مصنف

تند خوئی باعث آزار ہی
بے نمک ہی سرکہ پیشانی تری
کام کیا اب ساغر سرشار سے
ہو گیا دل گرمیون سے جی کباب
چشم تر لبریز خون پیمانہ ہی
کیا کرون بھتا نہین دل کیا کرون
پھر سرشک لالہ گون غماز ہی
پھر بھرے دن نالۂ شبگیر کے
بادۂ جرأت پلادے ساقیا

ساقیا اب نازبیجا کس لیے
زہر قاتل تلخی گفتار ہی
اے تنگ ظرف اسقدر بدخو نہو
بادہ کش ہون جام چشم یار سے
جلوۂ مے نے پلایا خون مجھے
جون صراحی گریۂ مستانہ ہی
ناز بیجا اور مین کم حوصلہ
رنگ رو پھر مائل پرواز ہی
ساقیا امداد کا ہنگام ہی
جنگ کا سامان دکھادے ساقیا

چین ابرو بے محابا کس لیے
بے مزہ ہی شکر افشانی تری
دل ہوا گھٹتا ترش ابرو نہو
مجلس غم ہی مجھے بزم شراب
آگئی یاد لب میگون مجھے
ماجرے سخت مشکل کیا کہون
کیا رُکے ہی ولولہ سا ولولہ
پھر ہین کیا کیا ولولے تاثیر کے
دور دور گردش ایام ہی
چہرۂ غازیان دیندار و مجاہدان

تہور شعار محرران سحر بیان افسونگری وکاتبان اخبار نیرنگ جمشید وسامری کلک شعبدہ اپنی
سحر طرازی پر یون ناز کرتا ہی حال جنگ جات وسحر آغاز کرتا ہی شعر سحر کن ملک تحریر سحر
رقم کرتے ہین رنگ تقریر سحر سابق مین تحریر کیا ہی کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و
ایرج نوجوان طلسم جمشید کو فتح کر کے بصد صولت وشوکت طرف لشکر ظفر اثر صاحبقران کے روانہ
ہوے تھے قطع منازل وطی مراحل کرتے ہوے آتے ہین مگر زمرد شاہ باختری نے بعد قتل ہونے
عقرب نیشزن جادو کے نامہ افراسیاب کو لکھا کسی ساحر زبردست کو جلد روانہ کر افراسیاب
نے تیمور سحر طراز کو مع بارہ ہزار ساحران غدار براے مدد زمرد نابکار روانہ کیا یہ بھی تخت پر
سوار مع ہمراہیان بدکردار طرف کوہ عقیق کے جاتا ہی بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان براے
نور الدہر وایرج نہایت پریشان ہوے کہ ان شیرون کا عرصہ دراز سے نشان نہین معلوم
جواہر سے ارشاد ہوا کہ اے جواہر ایرج نامدار ہاتھ سے ارکان کوہی کے زخمی ہو کر نکل گیا
تھا آجتک کچھ احوال نہ معلوم ہوا نور الدہر بن بدیع الزمان کو کوئی ساحرہ اٹھا لیگئی تھی اسکی خبر
واسطے تمکو جانا واجب ولازم ہی اسی وقت جواہر با ہناے عیاری سے آراستہ ہو کر مع چالیس
عیاران نامی کے براے تلاش نور الدہر وایرج پاے شاطری مارتا ہوا چلا مگر نور الدہر وایرج
قطع منازل وطی مراحل کرتے ہوے چلے آتے ہین ایک روز ایک صحراے سبزہ زار نواح دلکشا مین
گذر ہوا طہماس بن عنقویل دیو پرور نے بارگاہ زربفتی استادہ کرائی بازارین آراستہ ہوئین لشکر اترا
دونون شیر یعنی ایرج ونور الدہر آکر داخل بارگاہ ہوے پردے بارگاہ کے اٹھے نظارہ گل و
ریاحین مین مصروف ہین کہ یکایک صحرا سے گرد اٹھی دیکھا آگے آگے سو علم نشان لاکھ فوج کا بڑے بڑے
قد کے جوان زبردست پہلوان دور کابی مرکبون پر سوار سامنے سے گذرے ایک جوان کوہی ہیبت
افسری کرگدن مست پر سوار لاکھ سوار وپیدل فوج کے دل کے دل زرہ پوش چار آئینہ بند آکر
اسی دشت پر فضا مین اترے جن مین بارگاہین استادہ ہوئین اس جوان کی نگاہ لشکر شاہزادگان
پر پڑی شاطر تیزرو کو حکم ہوا دریافت کرو یہ لشکر کسکا ہی کون لوگ ہین کہان سے آئے ہین کہان جاتے
ہین یہان ایرج ونور الدہر نے شاپور روشبرنگ سے فرمایا جلد خبر لاؤ اسکا شاطر دریافت کرتے
بیٹھا شاپور نے فوراً خبر دی حضور بدمست کوہی براے مدد لقا جاتا ہی اپنی زور و قوت پر اسکو

بڑا غرہ ہی ادھر شاطر نے بدمست سے عرض کی نور الدہر وایرج فرزندان صاحبقران طلسم جمشید کو
فتح کر کے چلے ہیں مال طلسم مذکور لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے جاتے ہیں بدمست کو بھی کا یہ
حال سنکر نشہ اتر گیا غصے میں کم ظرف مثل جام شراب کے ابلا شاطر سے کہا ابھی جاؤ فرزندان حمزہ
سے کہو کہ اس طلسم کا ہمارے بزرگون نے اکثر قصد کیا مگر موقع فتح کرنے کا نہ ہاتھ آیا لیکن تم نے
بڑی بے ادبی کی کہ طلسم جمشید کو فتح کیا اب بہتر یہ ہی کہ مال طلسمی لیکر خدمت مابدولت میں حاضر ہو
خداوند کو سجدہ کرو ہم براے خدمتگزاری خداوند جاتے ہیں قدمون پر خداوند کے گرا دینگے پھر بھی
عرض و معروض سے دریاے رحمت خداوندی جوش میں آئیگا عمر بھر کا گناہ ایک نظام رحمت خداوند
سے معاف ہو جائیگا اگر خلاف کیا تو بہت بری طرح پر پیش آونگا ابھی تلوار کھینچکر لشکر میں گھس آونگا
بڑی ذلت سے قتل کراونگا مال طلسم مذکور چھین لونگا عیار نے کہا حضور ایک نامہ تحریر فرمایے
کسی پہلوان کو دیجیے وہ جا کر سمجھائیگا نہ مانینگے تو کان پکڑ کر ساتھ لیتا آئیگا بدمست نشہ کبر و نخوت
میں چور اپنے زور پر مغرور یہی مضمون مذکور اور بہت کچھ مزخرفات کلمات مہملات نامے میں درج
کرا کے ملفوف کر کے آواز دی اے پہلوانان کوہی تم میں سے ایک جوان فرمان مابدولت کا لیکر
بارگاہ میں فتاح طلسم جمشید کے جائے باشتی سمجھا کر مع مال طلسم دونون کو خدمت میں مابدولت
کے لائے سرشار کوہی سپہ سالار لشکر ہجوم کر اپنے دنگل پہ سے اٹھا کہا اے پہلوان دوران ودای
گرسنہ شب جہان یہ میرا کام ہی ابھی مع مال دونون کو لاتا ہون یہ کہکر نامہ سر سے باندھا گینڈے پر
سوار ہوا چار ہزار کوہیون کو ساتھ لیکر طرف لشکر شاہزادگان والا قدر کے چلا شاہزادۂ نور الدہر کو
شبرنگ نے خبر پہونچائی کہ حضور بدمست نے ایلچی روانہ کیا ہی بڑے کروفر سے آتا ہی نور الدہر نے
فرمایا کیا مضائقہ ہی ایلچی راز واے نیست لشکر میں خبر کرو منادی ندا کرے ہر ایک بہادر آگاہ ہو جائے
کہ بدمست کا ایلچی آتا ہی کسی بدعت پہ ایک کوئی صاحب خیال نکرین فوراً حکم شہنشاہی تمام لشکر میں
پہونچ گیا مگر سرشار مغرور و متکبر بصد نخوت داخل لشکر اسلام ہوا دیکھا جا بجا جوانان صف شکن پہلوانان
تیغزن اپنے اپنے مقام پر جلوہ افگن ہیں کئی خیمون کی طنابین اس چہیتانے پکڑ کر کھینچ لین خیمے گر گئے
بندگان خدا دب گئے ہاتھ منہ ٹوٹا مگر کوئی اس چہیتے سے نہ الجھا موچھون پر تاؤ پھیر کر یہی جواب دیا
اپنے آقا کے حکم سے ناچار ورنہ ان اسیون ستے تو ہم صطبل کا کام لیتے ہین مگر ہو اے صبر جبر کے

کوئی چارہ نہین بچائیگا اس مغرور کو جانے دو میدان کارزار مین سمجھ لینگے خدا چاہیگا تو کوئی بچہ دن سے سر کٹا کر اکے مرینگے نہیب شمشیر سے جوانون کے بُت بنجائینگے اسوقت سنگدلی دکھائے جو چاہے بدعت کرے مگر سرشار مغرور قریب بارگاہ شاہزادگان والاجاہ پہونچا درگہ سالار کو حکم پہونچ چکا تھا اُسنے پردہ اُٹھا دیا سرشار اندر بارگاہ فلک اشتباہ کے آیا دیکھا سردارون کا دور بندھا ہوا ہی اپنے اپنے مقام پر ہر شیر جلوہ فرما ہی مقام صدر پر نورالدہر وایرج دریائے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے پشت پر ہنر پیشہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عنقول دلیر پروردہ شیر فیل مست بیٹھا ہوا جھوم رہا ہی سرشار کبھی دربار دیکھکر دنگ ہو گیا مغرور نے صاحب سلامت بھی نہ کی نورالدہر نے اشارہ کیا ملازمان جان نثار نے ڈنگل آہنی بچھا دیا سرشار بیٹھا جوانون سے آنکھین لڑانے لگا اپنا رعب ودبدبہ دکھانے لگا نورالدہر نے ہر ایک کو اشارے سے منع کیا ساقی بچے کو اشارہ ہوا ساقی نے سرشار کو جام شراب دیا بے اندیشہ انجام پی گیا دو جام پی دس پانچ پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اُبلا کر کہا اٹھا ستم نامہ دو ۔ نورالدہر نے کہا یہ کسکا نامہ ہی اسنے جواب دیا ملک پہلوانان پُرزور وزبردست شاہزادۂ بدمست کا نورالدہر نے کہا نامہ لائیے اُس بچیا نے نامہ سر سے کھولکر نورالدہر کے ہاتھ مین دیا نورالدہر نے میر منشی سے فرمایا اس نامے کو پڑھو جو مضمون تحریر کر چکا ہون نورالدہر نے سنکر سر جھکا لیا مگر ایرج نوجوان نے قبضۂ تیغۂ دودم سکندری پر ہاتھ ڈالا غصے مین کف منھ مین بھر آیا کہا بچیا نے کیا لکھا ہی ان افعال کی بچیا کو سزا دون نورالدہر نے اشارہ کیا برادر ہمارے سر کی قسم اسمین بدنامی ہی ہم جواب نامہ جنگ لکھے دیتے ہین میدان مین سمجھا جائیگا نورالدہر نے میر منشی کے ہاتھ سے نامہ لیا کہا ای سرشار ہمنے جواب نامہ جنگ لکھدیا مال طلسم کا دینا ہمکو منظور نہین یہ سنکر وہ بچیا بگڑا کہا ای جوان کیا مین خالی پیغامبر ہون ابھی مال طلسمی منگوا دے مین مال طلسمی بھی لونگا اور نقد جان پر بھی دست انداز ہونگا کان پکڑکر تم دونون کو لیجاؤنگا نورالدہر نے کہا ای سرشار یہان بدمستی نکرو میدان جنگ مین سمجھ لینا مگر یہ بچیا کب مانتا ہی رستم واسفندیار سے اپنے کو بہتر جانتا ہی قبضے پر ہاتھ ڈال کے کہا چلو اُٹھو پابدولت کی رکاب تھام طہماس تو بھوت نورالدہر خاموش ہی ہونٹھ کاٹ رہا ہی منھ سے نہین بول سکتا مگر ایرج کو نہ تاب آئی کہا بھائی صاحب آپ کس بیہودہ سے کلام کرتے ہین او ملعون [illegible]

اپنے حمایتی سے جاکر اطلاع کر اور نامہ ہاتھ سے نور الدہر کے ایرج نے لیکر پھاڑ ڈالا اور سامنے
سرشار کے پھینکدیا کہا جاکے اسکی بتی بناکے بدمست کی اسمین چلادے سرشار ابلا ہوا بیٹھا تھا
بقہر و غضب تمام اپنے مقام سے اٹھا تیغہ نیام سے کھینچا خبردار کہکے ایرج پر وار کیا ایرج نے
ڈنگل پر بیٹھے بیٹھے چٹکی ماری تلوار اسکی پٹ پڑی گویا قسمت الٹ گئی نور الدہر ہان ہان کرتے ہین
کہ بھائی ایرج جانے دو جد عالی تبار کے خلاف ہوگا یہ ایلچی ہے ایرج نے جواب بھی نہ دیا کلائی
پکڑ کے جھٹکا مارا سرشار کا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر پورا پڑتا سر جسم گردن
سے اڑجاتا صرف دو انگلیان پڑین تڑاقے کی آواز بلند ہوئی سرشار چرخ کھاکے زمین پر گرا ایڑیان
رگڑنے لگا ایرج نے اٹھکر چاہا ٹھوکر مارون کہ سر مغرور خودسر کا پھٹ جاے رشتۂ حیات کٹ جائے
نور الدہر نے اپنے سر کی قسم دی ایرج غصے مین رک گیا سرشار بارگاہ مین آنکھین بند کیے پڑا ہے
کبھی آنکھ کھولتا ہے ایرج کو قریب دیکھکر پھر بند کر لیتا ہے نور الدہر نے جو یہ دیکھا قریب آکر فرمایا اے سرشار
خوف نہ کر چلا جا بھائی صاحب دخل نہ دینگے سرشار جھاڑ پونچھکر اٹھ کھڑا ہوا جھک کے سلام کرنے لگا
نور الدہر نے کہا اے سرشار جاؤ اسنے جھک کر پرزے نامے کے اٹھا لیے گھبرایا ہوا باہر آیا
گینڈے پر سوار ہوا ساتھ والون سے کہا چلو نامے کا جواب مل گیا دو ایک نے پوچھا حضور
عارض پر کیا عارضہ ہوا کہا چلو بتا دینگے تمکو سمجھا دینگے ہر بات کا موقع محل ہے بقول سعدی شعر
ہر جاے مرکب توان تاختن * کہ جاہا سپر باید انداختن * ساتھ والے خاموش سرشار نے
گینڈے کو بگٹٹ بڑھایا گھبرایا ہوا بارگاہ مین بدمست کی آیا گال سوجا ہوا بدمست نے پوچھا
کیون برادر خیر تو ہے یان طلسمی لائے کہا حضور مسلمان بڑے مکار ہین جیسے ہی مین بارگاہ سلیمانی
مین پہونچا آئی سو جوان مجکو لپٹ گئے اسپر بھی مین نے دس بیس کو مارا مگر ایک ہاتھ مین دس بیس
لپٹے ہوے تھے نامہ چھین لیا دیکھیے ٹکڑے ٹکڑے کیا میرے گال مین بڑی چوٹ لگی بمشکل بھاگ
آیا یہ سنکر بدمست مثل رعد کے گرجا کہا ان دونون جوانون کی شامتین آئی ہین قضا انکی دامنگیر ہے
کیا معقول تدبیر ہے مین براے ملاقات قدرت جاتا تھا کوئی شی بطور تحفہ میرے پاس نہ تھی انھین
دونون کے سر جاکر نذر دونگا طرہ سمیری پاؤنگا یہ کہتا ہوا اٹھا گینڈے پر سوار ہوا سرشار منع کرنے
لگا حضور اسوقت تامل فرمایئے جو کچھ مجھپر گذری وہ گذری صلاح کرکے سمجھا جائیگا بدمست

تمام لشکر مین قرنا ہوئی لاکھ سوار و پیدل تیار ہوئے مجبور سرشار بھی عقب مین چلا مگر بدمست بقہر
و غضب اُڑاتے ہوئے گیندے کو جاتا ہی یہان بعد جانے سرشار کے نور الدہر نے دیکھا ایرج
کا غصہ کم نہین ہوتا موچھون پر تاؤ پھیر رہا ہی نور الدہر سمجھاتے ہین ای برادر غصہ نکرو اگر جد عالی تبار
کو خبر پہونچے گی اُنکے مزاج سے خلاف ہوگا لقا پرستون کی کیا کیا بدعت اُٹھاتے ہین اپنی بارگاہ
مین طرح دیتے ہین ایرج کہتے ہین بھائی صاحب مین آپکا سا مزاج کہان سے لاؤن آپکو کلمات
سخت سننے کی عادت ہی مین ابھی بارگاہ بدمست مین جاتا ہون انشاء اللہ ملعون کو سزاے
معقول دونگا سب سردار ایرج کو سمجھا رہے ہین شیر کو بہلا رہے ہین کہ نوبت نقارے کی کانین
آواز آئی صداے باہوے زمین غرائی ایرج نے کہا دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہی کہ شاپور
و شبرنگ دوڑے ہوے آئے عرض کیا ای شہریار بدمست کوہی سوار ہوا مع فوج آپہونچا
یہ سنتے ہی ایرج و نور الدہر و شیر بیر اپنے مقام سے اُٹھے طہماس نے قبضہ ساطور پر ہاتھ ڈالکر
کہا ای شہریار آپ تکلیف نہ فرمائین غلام جاکر اُن عیارون کو سمجھا دیگا مگر یکایک غلغلہ ہوا شبرنگ
نے کہا حضور کوہی لشکر مین گھس آئے تلوار چلنے لگی نور الدہر و ایرج بیرون بارگاہ آئے دیکھا
کوہیون نے ہنگامہ برپا کر دیا پامالیان فوج نور الدہر و ایرج غفلت مین اپنے اپنے مقام پر تھے وہ
بچیا پڑے کئی ہزار جوان زخمی ہوے کئی سو سیار گلشن جنان ہوے نور الدہر بتعجیل پشت اسپ
بریوش پر سوار ہوے نعرہ کیا نعرۂ نور الدہر نبیرۂ حمزہ صاحبقران گیتی ستان و انجم سپہ ستارہ حشم شاہزادہ
نور الدہر و ایرج نوجوان بصد شوکت و شان کرہ بن اشقر پر سوار ہوے نعرہ شیرانہ کیا نعرہ ایرج
ملک ایرج آن آفتاب سپہر کہ صاحبقران اعظم و آفاق گیر بہادر سے صدا بلند ہوئی منم ہزبر بیشہ
کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقول دیو پرور اب سرداران
ایرج و نور الدہر بھی سنبھلے کوہیون پر جا پڑے تیغ گر تلوار چلی کیا عجب تھا کہ نوک مژگان سے بھی
کارزار ہو و لال ازل در کار ملک الموت بیکار ایک کی روح قبض نہین کرنے پایا دو ہزار مر کر
گرے ملک الموت کو خواہش ہی اس جنگ مین بڑی کاہش ہی کہ براے قبض روح گماشتے
قرار دون مگر ایرج نہنگانہ جنگ کرتا ہوا جاتا تھا بدمست سے جو آنکھ چار ہوئی بدمست نے
للکار کے کہا کیون او فرزند حمزہ میرے ایلچی کے ساتھ برا سلوک کیا ہزارون ملک لپٹ گئے و بہ جبر نامہ چھین کے

چاک کیا ایرج نے جواب دیا او بیحیا مردان عالم کا یہ دستور نہیں کہ ایک پر دو دست انداز ہوں نہ کہ سو دو سو دو جھوٹا دغا باز ہی بدمست نے طرف سرشار کے دیکھا کہ ہاں ای سرشار اس جوانکی زبان تو کھینچ لے ایرج نے جو سرشار کو دیکھا آواز دی کیوں او بیحیا سوائے میرے اور کون شخص دست انداز ہوا تھا اب تو سامنے آ سرشار بدمست کے بھروسے پر نعرہ کرکے جا پڑا ہاتھ تلوار کا لگایا ایرج کو انتہا کا غصہ تھا بڑھ چکا کہ پٹھہ کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا پہاڑ کو دست حق پرست پر بلند کیا اسی غصے میں طرف آسمان کے پھینکا اترتے اترتے ہاتھ تلوار کا مارا چورنگ ہوا کیا شاپور نے آواز دی ای شہریا سبحان اللہ ماشاء اللہ دوست و دشمن کی زبان سے صدائے آفرین بلند ہوئی مگر بدمست کو ہی یہ رنگ دیکھکر طرف ایرج نوجوان کے چلا للکارتا ہوا کہ او نبیرہ حمزہ تو نے میرے قوت بازو کو مارا میرے لشکر میں اسکا نظیر نہ تھا میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیگا اس زبردستی کی سزا پائیگا ایرج قریب بدمست کے پہونچا جلدی کرکے بدمست نے ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ لنگردار جوان زبردست ایرج نے جلدی میں سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار بدمست کی جو پڑی گوشہ سپر کو کاٹ کے سر پر گری زخم کاری سر میں ایرج کے آیا ایرج نے دستانہ مارا تیغہ جھنا کر نکلا مگر چادر خون چہرۂ بے نظیر پر آئی جی داری کرکے ایرج نے ہاتھ مارا اسنے گینڈے کو اٹھا لیا ہاتھ ایرج کا خالی گیا کان سے زیادہ صدمہ پہونچا بدمست نے چاہا سر کاٹ لوں نورالدہر ایک غول میں مصروف جنگ تھے دوڑے جو یہ معاملہ جانگداز دیکھا کلیجہ ہاتھ سے تھام لیا نعرہ کیا او کہی خبردار دست خوددار انگہدار نعرہ کرتے ہوئے برابر بدمست کے پہونچے بیچ میں گھوڑا ڈالدیا بدمست کا سامنا ہوا بدمست نے وہی تیغۂ خون آلود بر سر شاہزادہ نورالدہر لگایا نورالدہر نے تیغۂ خارا شگاف پر گانٹھا آواز دی او بدمست شعر تو ضرب بے زدی ضرب من نوش کن ؂ ہم شادی از دل فراموش کن ؂ دیگر دو مجنون گذشت نوبت ماست ؂ ہر کسی پنج روزہ نوبت اوست ؂ یہ کہنا خبردار نہ کیا او بدمست نشۂ بادۂ نخوت سے ہوشیار ہو خواب خرگوش سے بیدار ہو نعرۂ شیرانہ کرکے ہاتھ مارا اس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا دل سے کہتا تھا کہ نام تو اسکا سہ پہری اگر ایک بھی پڑتا بس میں ہوتا تو اٹھاتا اور نہ روکتا مگر تیغہ برق مثال تڑپکر اسپر کے دو ٹکڑے ہوئے خود و جبہ سرو چین کرکا ٹکڑا [illegible] گرا زخم کاری سر پر آیا اسنے دستانہ مارا تیغہ سر سے اسکے نکلا چادر خون سر سے

بیحیا کے جاری ہوئی نور الدہر نے چاہا سر اسکا کاٹ لون ہزارہا کوہی آپڑے ایک طرف سے طہماس بھی جنگ کرتا ہوا آیا وہان خوب تلوار چلی دریاے خون بہ گیا ایک جانب سے نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان زخم سر باندھکر آیا جنگ مین مصروف ہوا

اشعار

خروشے برآمد بگیر ابگیر	سبکے خود و نیزہ کے خورد تیر دگر	ہزارون زرہ پوش خنجر گزار
نیستان سے بھی بڑھکے بجو نیزہ دار	وہ رستم لڑائی بھڑائی مین تھے	وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے
ہوا سامنا تیر چلنے لگے	نیامون سے خنجر نکلنے لگے	ہوئے کشتہ میدان مین ہنگام جنگ
زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ	کرون کیا بیان ماجراے ستیز	کہ برپا تھا اک دشت مین رستخیز
سر و حلق گردان جنگ آزما	نثار دم خنجر و تیغ تھا	روان خون تھا مانند دریاے آب
سر پہلوانان تھے مثل حباب	یہ کیونکر کہون مین کہ پیکار تھی	قیامت وہان اک نمودار تھی
بپا ہوئی یون ضرب گرز گران	کہ جس طرح سے تیک آہنگران	زد و گشت اس دم ہوئی اسقدر
کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر	ای مردان دشت نبرد رستم و اسفندیار کے یادگار ہو شمشیر شکار دا	

ہو شعر سیاہ لیجاؤ عدو سوت کرو دو طلاق اس زندگی کی سوت کو وہ ہر ایک جانب ہنگامہ گیر و دار بلندی لشکر کوہیان دردمند بہت بڑے قد بھاگتے پھرتے ہین نہیب شمشیر مسلمانان سے منہ کے بل گرتے ہین بھاگ کر کوہی پڑاو پر آئے ایرج و نور الدہر وہان بھی آپڑے پڑاو کوہیون کا لٹنے لگا بارگاہون پر کوہیون کی مسلمانون نے قبضہ کیا بدمست زخمدار بیقرار مثل صبا خائف بھاگا بھاگا پھرتا ہی اہلیان فوج مثل موج پراگندہ غم و الم کی طغیانی کشتی حیات کا ذن طوفاق دریاے خون مین غوطے کھا رہے ہین کنارے تک پہونچنا دشوار جوش پر بحر تیغ آبدار مسلمانان نہنگانہ شناور دریاے جرات و ہمت جنگ مین مصروف بحر دریاے لشکر کوہیان کو جھیل رہے ہین یہان برکھیل رہے ہین اہل اسلام نے لشکر بدمست کو گھیرا ہی ناظرین پر واضح ہی کہ ایرج و نور الدہر مین آپسمین چشمک ہی اگر ایرج نے بجرات و شوکت بڑھکر میدان کو مارا نور الدہر نے بصد صولت و لیاقت رسالدار کو للکارا غول کے غول پراگندہ بدحواس کوہیان بدمعاش کر میدان جنگ سے بھاگ جانیکی تلاش دریاے نامردی کا جوش پراگندہ لشکر عقل و ہوش علمہاے لشکر سرنگون زمین پر یون پڑے ہین جیسے مردے کفن مین بھاگو بھاگو کی

صدامین گھوڑے کوتل پھر رہے ہین ہتھیار کوہیون کے کھل کے گر پڑے گرز سرکوبی کھوسلے
تیرگوشون مین چھپتے ہین کمانون مین مثل کمر پیر خم تلوارین بیدم نیزے مثل جسم مدقوق نحیف وزار
سنانین بنانین بالکل بیکار خنجرون مین نہ دم نہ خم اسکا کیا علاج تیر مثل تیر ایک نقطہ کے محتاج
سپرون کو دوران سر دامن چاک پھول مرجھائے ہوئے اپنی سیہ بختی پر غیرت سے کمیتی ہی کوہیں
کو دفتر فنا سے تنخواہ بیباقی ملتی ہی چہرے نامردون کے لفظی نہ دفتر نہ دفتری قریب ہی کہ کوہی فرار
برقرار کرین مگر قضا سے کا ملکہ ترنج جادو بدمست کی آشنا ہی جب یہ چلا تھا اس سے کہکر آیا
تھا کہ مین واسطے مقابلہ مسلمانان کے جاتا ہون ملکہ ترنج نے منع کیا تھا کہ ای یار صادق و ای محب
وا ثق مسلمانون سے بگاڑی کھانا اچھا نہین جو تمھارا ابھائی بند گیا وہان سے زندہ پلٹ کے نہ آیا
لہذا وہان نہ جاؤ بدمست کو اپنے زور کا نہایت غرور تھا اسلیے نمانا اور آیا جو کچھ گذرا وہ ناظرین
پر واضح ہی ملکہ ترنج بعد جانے بدمست کے گھبرائی چار سو جادوگرنیون کو ساتھ لیکر جوش محبت
مین چلی اسوقت آکر پہونچی آسمان سے دیکھا بدمست زخمدار کوہیون کی فوج کا ستھراؤ مسلمانون
نے قیامتین برپا کی ہین دریاے خون بہ رہا ہی بارگاہین خیمے سرنگون بازارین ویران محلے فوج
کے لٹے ہوئے دوکانین برباد جھنڈے بازارون کے گرے ہوئے منھ کوہیون کے اڑائی سے
پھرے ہوئے دو جوانان صف شکن نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہے ہین ایک جانب ایک جوان مثل
فیل مست ساطور بدست فوجون کو درہم و برہم کر رہا ہی دم جرأت کا بھر رہا ہی پہلوان یگانہ رستم
خصال عفریت مثال کوئی کوہی اسکے منھ پر چڑھ نہین سکتا کسی پہلوان کا قدم بڑھ نہین سکتا
یہ معرکہ قیامت خیز جو آسمان سے ملکہ ترنج نے دیکھا اپنے دھگڑے کا سرزخمی پایا بدحواس ہوگئی
وہین سے نعرہ کیا باشیدای مسلمانان سنم ملکہ ترنج جادو یہ کہکر زمین پر آئی ایک سحر مین قیامت
برپا کر دی کوئی گھوڑے سے گرا کوئی زمین پر تڑپا چار سو جادوگرنیان اسکی گولے ترنج و نارنج
مارنے لگین شاپور و شبرنگ عیاران طرار حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین ساحرون کو
للکار رہے ہین کئی جادوگرنیان کندون سے حباب ہاے بیہوشی سے قتل ہوئین ہرچند
شاپور نے کہا ای برادر شبرنگ جادوگرنیون سے سامنا ہی نکل چلو جان بچاکر چل جاؤ شبکو آکر
عیاری کرینگے شبرنگ و شاپور نے قصد کیا گر جادوگرنیون کے سحر سے زمین ہلنے لگی قدم اٹھنا ناممکن

دشوار ہی زمین و آسمان شعلہ بار ہی کہین پانی برس رہا ہی کہین نہر آب جاری ہی کہین نخل بھرا کر گرے
گھوڑے مطلق العنان کونل پھر رہے ہین جا بجا منہ کے بل گر رہے ہین شبرنگ و شاپور نے ہر چند
چاہا کہ جست و خیز کر کے نکلین مگر ترنج نام عیارون کے سُن چکی تھی کہ فرزندان خواجہ عمرو و شاگردان
عمرو کے افسر ہین دیکھا اُدبلے پتلے نا ٹھٹے تصویر عمرو کی دیکھ چکی ہی ترنج اُسی طرف پلٹی ان دونون کو
دیکھا کسی پر کمند لگائی کسی پر خنجر مارا کبھی حقہ آتشبازی مارا دس پانچ کے منہ جھلس گئے کبھی جنگی بان
داغا اُن شعلون سے دو چار جلے ایک ساحرہ گلبدن نام وزیرزادی ملکہ ترنج کی مصاحب
خاص ہمدم با اخلاص ساحرہ شعبدے باز شاپور پر جا پڑی ماش کا دانہ مارا شاپور کے پاؤن
زمین نے تھامے مگر ہاتھ سحر سے بری رہے گلبدن بڑھی کہ نیچے سے سر کاٹ لون جیسے ہی وہ
قریب آئی شاپور نے کمند ماری وہ منہ کے بل زمین پر گری شاپور نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک
نعرہ کیا منم شاپور شیر دل ترنج نے یہ معرکہ دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب بھرایا اپنی مصاحب
خاص کو تڑپتے پھڑکتے دیکھا یہ بھی دیکھا کہ ایک عیار اگر سحر سے کسی کے مقابلہ کرتا ہی دوسرے نے
لپٹ کر خنجر مار دیا جادوگرنی مری پھر دونون نے قیامت برپا کر دی الگ الگ لڑنے لگے ایک
کی ایک مدد کرتا ہی یہ شعر زبان پر جاری ہی ہان بھائی شاپور شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را
پراگندگی آرد انبوہ را ٭ یہ سب حرکتین اُن عیارون کی ترنج جادو نے دیکھین دور سے للکارا اے
عیاران غضب کیا میری وزیرزادی کو مارا اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جاؤ گے عیارون نے
ہاٹ کر دیکھا چاہا جست و خیز کر کے نکل جائین مگر ملک الموت کے سامنے سے ٹلنا دشوار تھا ملکہ
ترنج نے ایک نارنج پھینک مارا دونون عیار لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہو گئے ملکہ ترنج نے جادوگرنیون
کو اشارہ کیا کہ پہلے ان نگورون کو گرفتار کرو ان مکارون نے بڑے داغ دیے نور الدہر ایرج
وطہماس وغیرہ سب ایک مقام پر پابہ گل ہر چند کہ آسمان جرأت کے ماہ کامل ہین مگر ہاتھ
دستگیری نہین کرتا ثابت قدمی نے جدائی کی ہوش و حواس نے کج ادائی کی گھوڑون سے گر کے
بیہوش ہوے ہوش و حواس روپوش ہوے بدمست رنجیدہ کبیدہ زخمدار بیقرار سامنے
اپنی معشوقہ کے آیا کہا جان جہان مین لُٹ گیا اپنے رفقا سے چھٹ گیا کیسے کیسے صف شکن مسلمانون کے
ہاتھ سے مارے گئے ملکہ ترنج نے کہا اے بدمست ہمنے تمکو پہلے ہی ہوشیار کر دیا تھا تمنے ہمارا کہنا

زنانا اسم بامسمی ہو بدمستی کے نشے کا یہی کام ہی ذلیل و رسوا ہونا آبرو کھونا یہ کہکر حکم دیا ان سب کو
گرفتار کرا و طوق زنجیر پہناؤ دربار ان سب کا مجھو سوال جمشید پرستی کرو اگر قبول کرین اپنا رفیق بناؤ
ورنہ فوراً قتل کرو بدمست نے بلاکر آہنگرون کو حکم دیا سرداران نامی پہلوانان گرامی کو مسلسل و
مطوق کیا اسوقت چونکہ بدمست زخمدار تھا سب کو قیدخانے مین بھیجا از سرنو بارگاہ مین استاد
گرا مین ملکہ ترنج کا ہاتھ تھامے ہوے بارگاہ مین آیا سب رفیق و امیر و وزیر ہمراہ ملازمان شہزادہ
ایرج و نورالدہر کچھ گرفتار ہوے بعض بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپے بدمست کی زخمداری
کی ملکہ ترنج آکر تخت پر بیٹھی بدمست ونگل زرین پر تمام خزانہ طلسم جمشیدی قبضے مین بدمست
کے آیا صدہا چھکڑے اپر صندوق ہاے کلان تحمل کاشانی کے غلاف قفل ہاے رومی ترنج
نے چاہا مال اتروا کر ملاحظہ کرے بدمست نے کہا اے جان جہان اب جلسۂ عیش و نشاط آراستہ
ہوتا ہی گانا سنین شراب پئین ہم تم لیٹ رہین ملکہ ترنج نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی بیہودہ باتین
کرتا ہی دیکھ میرے ہاتھ پاؤن مین درد ہی رنگ چہرے کا زرد ہی اب یہ بتلا کہ ان سردارون کے
مقدمے مین کیا منظور ہی بدمست نے کہا مین ان سب سے سوال سامری پرستی کرونگا پیروان
حمزہ مذہب لات و منات کبھی نہ قبول کرینگے سنا ہی اکثر قید ہوے تمہارے نگون پر رکھی گئین مگر
اپنی کہے گئے ملکہ ترنج نے کہا سامنے تو بلوا دیکھو تو اب کیا کہتے ہین کچھ جواب سخت دیتے ہین یا خاموش
رہتے ہین بدمست نے داروغہ زندان خانے کو حکم دیا نورالدہر و ایرج و طہماس کو سامنے
مابدولت کے لاؤ ملکہ ترنج نے سحر اتار لیا ہی قید آہن مین سب گرفتار ہین داروغہ قیدخانے مین
گیا نورالدہر و ایرج و طہماس کو سر زنجیر تھام کر سر دربار لایا ہرچند کہ تینون سردار انتہا کے زخمی
ہین مگر شیران دشت نبرد جیسے ہی بارگاہ مین آئے پکار کر آواز دی السلام علیکم سلام ہمن و دین محمد بر
و درج ماد ابر کسی باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یکے است و پیغمبر او برحق وہ بے نیاز کارساز خالق
مطلق ہی بدمست بگڑا قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ملکہ دیکھو تمنے غضب کیا مسلمانون کو بارگاہ مین ناحق
بلایا ہمارے پوجنے والے خداوندون کو برا کہتے ہین بڑے یہ لوگ سرکش ہین مگر ترنج کی نگاہ جو
جمال بے مثال نورالدہر و ایرج پر پڑی چہرے آفتاب عالمتاب قد سرو باغ مراد آنکھون مین
خیرے کے بیچے جلوہ گر ہین چتونون مین رستمی مزاجون مین برہی ایک جانب طہماس ایسا جوان

قد و قامت میں دیو جرأت میں آن بان میں یکتا پہلوان صاحب شوکت و شان تینون پسائل ہوئی حیران جمال و محو دیدار کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کچھ اعضا پھڑکنے لگے گھبرا کر بدمست سے کہا صاحب ذرا الگ بیٹھو اسوقت مجھسے نہ بولو یہ بیچارے غربت کے مارے ناحق مصیبت مین پھنسے ہین شاہزادے صاحبان لیاقت زنجیر پہنے کھڑے ہین انپر رحم لازم ہی ان لوگون سے نام جرأت قائم ہی اگر یہ برے ہوتے خداوند لقا کا ہے کو زندہ چھوڑتے کیا قدرت کو اختیار نہ تھا جب چاہتے مٹا دیتے سنگ سیاہ بناتے قہر و غضب قدرت دکھاتے کوئی بات توا مین اچھی ہی کتابین اٹھا کر دیکھو قدرت نے انکے دادا جان کی خاطر سے ملک موروثی باختر ایسا شہر ترک کیا خفا ہو کر چلے آئے مگر انکو نہ مٹایا اور یہ بھی کتاب خداوندی مین مرقوم ہی کہ حمزہ سپہ سالار قدرت خداوند لقا ہی دن بھر خدا کو برا کہتا ہی رات کو ایک خیمے مین اُلٹا لٹکتا ہی توبہ توبہ کرتا ہی دم قدرت کی محبت کا بھرتا ہی قدرت دن بھر کے گناہ معاف فرماتے ہین میرا جی چاہتا ہی ان بندگان خاص خداوند کو قید سے رہا کر دون محفل عیش مین شریک ہون قدرت کو برا کہینگے آپ آفت سہین گے بدمست نے کہا ای ملکہ عالم یہ شیر زنجیرون مین گرفتار دست و پا انکے بیکار ہین رہا ہوتے ہی آفت برپا کرینگے ابھی خون کے دریا بہا دینگے انکو کون روک سکیگا مین نے جنگ ان ظالمون کی دیکھی جرأت مین بے نظیر صاحبان دو قیر میرے کو ہی کہتے کی موت مارے گئے کوئی منھ نہ چڑھ سکتا تھا کون آگے بڑھ سکتا تھا بدلیت بھی زخمی ہوے اگر ملکہ عالم تم نہ آجاتین لحہ بھر مین لشکر کا خاتمہ تھا ان لوگون پر رحم کرنا بیجا ہی وہ جوان جسنے سرشار کو مارا خداوند لقا کا نواسا ہی مگر قدرت سے برگشتہ ہی فولاد فولاد شکن کوہی رگین کوہستان اسی جوان کے ہاتھ سے قتل ہوا اُسکی دختر بلند اختر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو نکال لیگیا بھائی فولاد نے بڑی کوشش کی کچھ ہوا آخر لڑ بھڑ کے اُس صاحب غیرت نے جان دی یہ ابھی انکو قتل کرونگا ملکہ عالم تمھارا کہنا نمانونگا یہ کہکر آواز دی جلاد کو بلاؤ ابھی ان جوانون کو مع دونون عیارون کے قتل کرو ملکہ ترنج عاشق ہو چکی ہی چاہتی ہی انکو کسی حیلے سے بچاؤن معشوقان پریچہرہ کو پہلو مین بٹھاؤن صف شکن تیغ زن صاحب صولت و جرأت شمع افروز انجمن عشرت جیسے ہی جلاد سامنے آیا بدمست نے کہا نور الدہر و ایرج و طہماس و شبرنگ دشنا بوس کو قتل کر اب ہم سے حکم نہ پوچھنا جلاد تیغ کھینچ کر اول سر نور الدہر پہ آیا گردن پر کوے کا خط بنا طہماس

نے آواز دی او بیحیا یہ میرا آقاے نامدار ہی پہلے مجکو قتل کرین اپنے آقاے نامدار کا ملال دیکھون
جان اپنی اُسکے قدمون پر نثار کرون جلاد اُدھر پلٹا طہماس نے سر جھکا دیا اب تو ملکہ ترنج کو نہایت
غصہ آیا اُٹھ کھڑی ہوئی کہا کیون او بیحیا بہاڑی ہمارے حکم مین رخنہ انداز ہوتا ہی تیری کیا حقیقت
ہی کوئی تجکو جانتا پہچانتا تھا ہمنے خاک سے پاک کیا کوہستان مین تیرا نام ہوا پہلوانون کو ہمنے سحر کر
زیر کرا دیا او احسان فراموش آج بھی اگر ہم نہ آتے تو کُتے کی موت مارا جاتا اور روباہ خصال ان
شیرون کے ہاتھ سے امان پاتا بدمست نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہی او مکارہ ہمین اختیار ہی
ہمارے دشمن ہین ہم خود قتل کرینگے اگر تو بولےگی ہمارے حکم مین دخل دیگی تو تجھے بھی قتل کرونگا
کمبا دو حلاؤن کو دیکھکے عاشق ہوئی جب سے یہ بارگاہ مین آئے اُسی جانب دیکھ رہی ہی ملکہ ترنج
ہنسی کہا نگوڑے قتل کرنے والے کو بھاڑ مین ڈالون اپنے ہوتے سوتون کو مار بیشک یہ جوان
جری بہادر اسی لائق ہین سر پر مکان بنا دے اُسمین انکو جگہ دے وہ محبوب مطلوب قیامت بڑے
قد کا پہلوان اپنی جان نثار کرونگی تجکو آتش رشک مین جلاؤنگی بدمست تیغہ کھینچ کے جھپٹا کہا
حرامزادی تجکو قتل کرتا ہون ملکہ ترنج پیچھے ہٹی ایک دانا شی کا مارا تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے
زمین پر گرا اُسی مقام پر پائگل ہوا شجر بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا بدمست کا نشہ اُترا لگا فر
مجانے ای ملکہ ترنج ٹھہر جا ری مجھے تجھسے بڑی محبت تھی مین تجھپر جان دیتا تھا تو مجھپر شیدا تھی یاد
دلا کر تیری خدمتگاری سے کبھی منھ نہین موڑا اگلی باتین سب بھول گئی ان گلعذارون کو دیکھ اسی
بھول گئی ملکہ ترنج کب مانتی ہی آتش عشق نورالدہر و ایرج و طہماس شعلہ ور ہی گرمی محبت سے
استخوان جل رہے ہین قلب ناصبور سے شعلے نکل رہے ہین وہی تیغہ بدمست کا اُٹھا کر دوڑی
ہرچند بدمست چیخا چلایا اگلے پچھلے ذکر کھولے کچھ اثر نہوا ملکہ ترنج نے قریب آکر ہاتھ مارا بدمست
کے دو ٹکڑے ہوے ہاتھ ہلا کر برق چمکائی جلاد کا سر اُڑ گیا اُسی غصے مین طرف کوہیون کے پلٹی کہا
بتلاؤ نگوڑو تم کیا کہتے ہو یہی شرط ہی سب کو پھونک دون آتش قہر و غضب مین جلاؤن سب کوہی
گھبرا گئے منتین کرنے لگے کہ ملکہ ترنج ہم تابعدار ہین میان بدمست صاحب کے فراج مین بڑا
غرور آگیا تھا آپ نے خوب کیا وہ اسی لائق تھے آپکے بھروسے پر بڑے بڑے ظلم کیے ملکہ ترنج
نے کہا اسکا لاشہ پھینک دو خدمت مین ما بدولت کی حاضر رہو کوہیون نے ٹانگ پکڑکر لاشہ بدمست

کا مزبلے پر پھینک دیا ملکہ ترنج بہ تعجیل بناؤ کر کے مسی کا جل لگا کے تخت پر بیٹھی نور الدہر و ایرج و طہماس یہ معاملہ حیرت افزا دیکھ رہے ہین ملکہ ترنج نے کہا ان تینون جوانون کی قید کاٹ دو آہنگرون نے فوراً قید سے رہا کیا ملکہ ترنج نے کہا ای شہزادو آؤ دنگل پر بیٹھو تمھارے واسطے اپنے پتلے نے آشنا کو مار ڈالا مگر ان عیارون کو نہ چھوڑونگی نور الدہر و ایرج و طہماس خاموش دنگلون پر بیٹھے سر جھکائے ہوے شبرنگ و شاپور نے فریاد کی ملکہ عالم ہم بھی تابعدار ہین جو ارشاد ہوگا فوراً بجا لائینگے ہم تو نمک صحبت ہین گا ئینگے بجائینگے آپ کو خوب راضی کرینگے ملکہ ترنج نے کہا میرے بزرگون نے مجھسے کہدیا ہی کہ عمرو و فرزندان عمرو سے ڈرنا چاہیے بڑے مکار و غدار ہوتے ہین ہر چند دونون نے کہا ملکہ ترنج نے ان دونون کو رہا نہ کیا حکم کیا قیدخانے مین لیجاؤ داروغہ زندان خانہ دونون کو کشان کشان لے گیا اب ملکہ ترنج نے جلسہ آراستہ کیا ساقی بچے حاضر ہوے اول طرف نور الدہر کے متوجہ ہوئی کہا کیون جان جہان و آرام دل مشتاقان خاموش بیٹھے ہو ہنسو بولو مین تم تینون صاحبون سے باہر نہین ہون اور سب دنیا کے مرد آج سے مجھپر حرام ہوے تمھارے لیے سحر سے خود و زرہ تیار کرونگی کوئی دنیا مین تم سے مقابلہ نہ کرسکیگا ایرج نے نور الدہر کے چٹکی لی کہا او بھائی صاحب تیر بہت مہربان ہی بھلا اب ہم تمسے کا ہیکو مجشی کرسکینگے کیا مجال ہی کہ دنگل رستم کا نام لین نور الدہر نے غصے مین جواب دیا ای ملکہ ترنج کیا بیہودہ بکتی ہی ملکہ ترنج مسکرا کر طرف طہماس کے متوجہ ہوئی کہا او جوان تو تو مجکو ننگا ہون مین کھائے جاتا ہی ذرا مجکو ہاتھ نہ لگانا مین ابھی چھینتی ہون ابیات

لیتا نہ کبھی ابروے خمدار کا بوسہ
لیلون مین اگر اُس بت میخوار کا بوسہ
ہوتی جو تری خنجر کا بنا تا ہین اسد

نادان کوئی لیتا ہی تلوار کا بوسہ
آتا ہی مجھے رشک سیہ بختی پہ اپنی
تو لیتے کبھی لب کبھی رخسار کا بوسہ

تا حشر نہ ہوش آئے مجھے نشے سے اسکے
جب زلف تری لیتی ہی رخسار کا بوسہ

نور الدہر نے کہا ای ملکہ عالم یہ تمھارے ہی لائق ہین جوان اور خوبصورت ہین ایرج نے کہا کہ ادنی سی بات ہی ستر و سومن کا سا طوق باندھتے ہین بڑے شقی جری بہادر ہین ملکہ ترنج نے کہا کیا مین اُنسے باہر ہون لے ای جوان شراب پی لے مین بہت خوش ہوئی یہ دونون شاہزادے بڑی تیری تعریف کرتے ہین طہماس نے اُٹھا ہاتھ مارا جام زمین پر جا کر گرا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ملکہ ترنج نے کہا ای جوان تو بڑا بدمزاج ہی عاشق و معشوق کا تنہائی مین ناز و نیاز بہتر ہی مین الگ اُٹھ چلون کچھ تنہائی مین کہے گا ابھی دن ہی رات ہونے دو

ایرج و نور الدہر نے قہقہہ مارا طہماس نے کہا شاہزادو ہنس ہنس کے میری جان لوگے اس کم بخت کی شامتیں آئی ہیں ملکہ ترنج نے کہا کیوں رے کم قدرے میں نے تیرے ساتھ کیا برائی کی جو تو کہیگا مجھے بدل وجان منظور ہے بیوجہ غصہ کرنا تیری عقل کا قصور ہے میرے مزاج سے تو آگاہ ہے ذراسی بات پر میں نے بدمست کو مارا ابھیرا بنا کر کھونٹے میں باندھ دونگی وہ دونوں بیچارے بچائے ہیں آپ پھولے جاتے ہیں انسانیت سے باہر بس چل اُٹھ دیر نکر اسی میں تیری خیر ہے اب تو طہماس گالیاں دینے لگا کہا کم بخت یہ دونوں جوان دل لگی باز ہیں یہ میاں ایرج صاحب جو بیٹھے ہیں بڑے عاشق مزاج ہیں ہم نوکر چاکر بیچارے غریب محتاج ہیں خواجہ عمرو کے فرزند ہیں ہم سردار ہم عیار نامی و نام آور ان سے ضرور آشنائی کرو میرا قد وقامت دیکھنے ہی کا ہے حسین خوب رو پہلوان بیکیت بکیت البتہ قابل دوستی ہیں جب تمھارے پاس بیٹھینگے لوگ حیرت سے آتش حسرت پر جلینگے ملکہ ترنج نے کہا اچھا میں اُنکے خوش کرنے کو حاضر ہوں لو پیارے یہ جام تمھیں پیو اب میاں ایرج کمبخت اے ملکہ ترنج نے جام شراب کا ایرج کے مُنھ سے لگا دیا کہا لے پی نخرا نکر بڑا حیف ہے تیری کیتی دیکھونگی ایرج نے مُنھ پھیر لیا ترنج نے کہا پہلا جام اگر تو نہیں پیتا تو میں پیے لیتی ہوں یہ کہکے جام شراب خود پی گئی گنگنائی ایرج کے رجھانیکو یہ غزل گائی قبول

سوز دروں کی اے دل اُسکو خبر نہیں ہے	آہیں شرر فشاں ہیں لیکن اثر نہیں ہے
روتے ہیں رات دن ہم لیکن ہے خشک دامن	مثل گہر ہمارا آنسو بھی تر نہیں ہے
شعروں میں کسکو باندھوں دیوان میں لاؤں کسکو	اک وہم سا ہے سب کو اُسکے کمر نہیں ہے
اُسکی گلی میں کیونکر پہونچیگی روح اپنی	روح الامین کا بھی اُسجا گذر نہیں ہے
اے شاہدان مضموں کیونکر بلاؤں تمکو	اب نذر کو تمھاری خون جگر نہیں ہے
تن پہ سے سر جو اُترا بس سر کا درد اُترا	تن پر جو سر نہیں ہے بس درد سر نہیں ہے
اہل ہنر کے آگے پڑھ اے قبول اشعار	کیا یاد شاعری کا تجکو ہنر نہیں ہے

یہ غزل گا کے نشہ کے جوش میں ایرج کو لپٹنے لگی ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر سحر کرکے اپنے کو ملکہ ترنج نہ بچاتی تو سر اُڑجاتا ایرج و نور الدہر و طہماس اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کہیوں سنتے باوہ کیا دو چار کو طہماس نے مارا چند کو نور الدہر نے کسی کو ایرج نے پس ملکہ ترنج جادو

غصے مین اُٹھی دیکھا زمین پر دریائے خون ہو گیا غصے مین ایک دو ہتر مارا تینون سردار زمین پر
گرے سحر مین تینون کو مبتلا کیا کہا ای جوانو میرا کہنا مانو بڑا مجکو قلق ہی انصاف کرو تم پر میرا حق ہی تمھارے
واسطے مین نے اپنے آشنا کو مار ڈالا کیسے نا انصاف ہو مجھے خودرہ رہکے افسوس آتا ہی اگر میرا
کہنا نمانوگے تو وہی حال تمھارا ابھی ہوگا ایرج و نور الدہر و طہماس گالیان دینے لگے کہ کمبخت
کیا بیہودہ ارادہ کرتی ہی ہم لوگ اس فن کے نہین ہین ملکہ ترنج نے کہا بلاؤ جلادون کو ابھی ان کو
قتل کرونگی مین سلامت رہون ان ایسے ہزارون پیدا کرلونگی مجھے کیا پروا ہی اپنے نصیبون کو
جھینکین مجھ ایسی چاہنے والی انکو نملیگی سب طرح حاضر ہون نگوڑے ایسے ٹھنڈے ہین کسی طرح
نہین گرماتے ان جوانون نے کچھ جواب نہ دیا جلاد خنجر کھینچکر قریب آئے اب ایرج و نور الدہر
کو زندگی سے یاس ہوئی اپنے معبود حقیقی سے التجا کرنے لگے دعا مین مصروف ہوے ملکہ ترنج
غصہ مین کانپ رہی ہی کھڑی گرد ہین کہ یکایک ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی ای ملکہ عالم
جبرئیل قدرت خداوند باختری یعنی ملک یاقوت شاہ تشریف لاتے ہین شاید واسطے شکار کے
صحرا مین تشریف لائے تھے آپکی خبر سُنکے پلٹ پڑے ملکہ ترنج اُٹھی باہر بارگاہ کے آئی دیکھا کہ
ملک یاقوت شاہ ہوادار پر سوار تاج شہریاری بر سر چار قبہ شہنشاہی در بر موتیونکے مالے
گلنطے یاقوت احمر کے زیب گلا چالیس جوانان خوشرو سپاہی چوبدار ہٹو بچو کرتے ہوے چلے آتے
ہین ملکہ ترنج نے آگے بڑھکے سلام کیا پائے پر ہوادار کے ہاتھ رکھا پوچھا ای جبرئیل قدرت
یہان کیونکر آپکا اتفاق ہوا یاقوت شاہ نے کہا بدولت واسطے شکار کے آئے تھے زبانی
ہرکارون کی معلوم ہوا کہ بندی خاص خداوند لقا نے مسلمانون کو گرفتار کیا ہی اور قدرت نے
بھی فرمایا تھا کہ جب شکار مین جاؤگے شکار بزرگ دستیاب ہوگا دشمنون کو اضطراب ہوگا
مین مطلب اصلی کو نہ سمجھا اب جو ہرکارون نے یہ خبر وحشت اثر سُنائی کرامت ارشاد
خداوندی یاد آئی ملکہ ترنج بہ اعزاز و اکرام یاقوت شاہ کو لیکر بارگاہ مین آئی ساقدوالون سے
کہتی ہی صاحبو دیکھو مین نے یہان مسلمانون کو گرفتار کیا قدرت کو وہان معلوم ہو گیا جاگتی جوت کا
خداوند ہی لات و منات سے اُنکا مرتبہ بلند ہی اسمین بھی کچھ شبہ ہی قدرت کی رحمت ہی کہ
ان سرکو نہین مٹاتے ہین دنیا کے عجائب و غرائب دکھاتے ہین جس دن دریائے تمھاری جو ثمر

آئیگا ایک ایک مسلمان مثل حباب بحر عالم سے مٹ جائیگا اب مجکو یقین ہی طرۂ پیغمبری ملے گا غنچۂ آرزو کھلیگا سب کو ہی عرض کرتے ہیں آشنا و صدفنا ترنج نے یاقوت شاہ کو لاکر تخت پر متمکن کیا حکم ہوا جلد ساقیان پری رخسار جام مے گلنار لیکر حاضر ہون جبرئیل قدرت نے ملکہ ترنج کے چٹکی لی مسکرا کے کہا صاحب تمھارے بڑے مرتبے ہین خداوند ہمسے فرما چکے ہین اپنے پُرانے آشنا بدمست کو قتل کیا قدرت کی تقدیر کا ظہور ہوا اب جانی تمھاری شادی ہمارے ساتھ ہو گی ہم تم مزے اُٹھاینگے اپنے پہلو مین تجھ ایسی حسینہ کو سلائینگے مگر یہ تو بتلاؤ کوئی خیمہ ایسا بھی ہی کہ جہان تخلیہ ہو راز و نیاز کے کلام ہون شکار سے تھکے ہوے آگے ہین آرام پائین نور قدرت تمھارے پیٹ مین اُتارین یہ سنکر ملکہ ترنج پھسل گئی سر جھکا لیا شرما گئی گھونگھٹ نکالکر کہا ای جبرئیل قدرت حکم خداوندی مین کون دخل دے سکتا ہی مگر کنیز کو خوف سے سکتا ہی چلیے تشریف لیچلیے چھپر کھٹ درست ہی مگر لونڈی کی طبیعت سست ہی یاقوت ہاتھ تھام کے ترنج کا اُٹھا ساتھ والون سے کہا ہم ملکہ ترنج سے تنہائی مین کچھ باتین کرینگے تم سب صاحب بارگاہ مین باطمینان بیٹھو چرچا شراب و کباب کا کرو ملکہ ترنج کو ساتھ لیکر بخدمت خداوند چلینگے سب کو ہی و کنیزان ملکہ ترنج نے ان سب کی شراب و کباب مین شرکت کی مگر ملکہ ترنج دلمین باغ باغ کہ اب قدرت کی بہو کہلاؤنگی یہ جبرئیل قدرت ہی مجھسے قلبی محبت ہی ای ترنج اپنے کو روکنا چاہیے جب تخلیہ مین آئی مسند پر یاقوت آ کر بیٹھا ملکہ ترنج شرمائی ہوئی ہٹی جاتی ہین ناز معشوقانہ دکھاتی ہین یاقوت نے کہا جان جہان قریب آؤ تنہائی مین نہ شرماؤ ملکہ ترنج نے کہا ای جبرئیل قدرت دیکھو مجکو ہاتھ نہ لگانا مین لوٹ جاؤنگی تمسے روٹھ جاؤنگی اور کسی بات کا ارادہ نہ کرنا دیکھو سینے پر میرے ہاتھ رکھو کلیجہ دھڑک رہا ہی دل خوف سے مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہی میرا دم نکل جائیگا تمھارے کیا ہاتھ آئیگا یاقوت نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کیون پیاری کیا ہمین ترساؤگی شربت وصل نہ پلاؤگی تشنہ جام وصال ہین تاب ناصبوری یہ ہجوم غم و ملال ہین اشعار

زخم جن ابروے خمدار سے پایا ہم نے
خوب پانی تری تلوار سے پایا ہم نے
سبزۂ آغاز ہی پوست ہمین تو دیتا ہی

داغ اس چاند سے رخسار سے پایا ہم نے
کور ہم ہوگئے رونے مین گئی عمر تمام
گل رخسار ترا خار سے پایا ہم نے

تشنہ بوسۂ چاہ ذقن ای یار تجھے ہم
یہ مرض نرگس بیمار سے پایا ہم نے
داغ بڑھتے گئے لیکن نہ ہوا منہ مور

نہ تو درہم سے نہ دینار سے پایا ہم نے	ترے زخمی کو ترا سبزۂ خط یاد آیا	درد و نو مرہم زنگار سے پایا ہمنے
ایسا صدمہ کوئی اغیار سے ہمکو نہ ملا	جسقدر رنج دل زار سے پایا ہم نے	لطف یہ سایۂ طوبیٰ مین نہوگا ای یار
جو مزا سایۂ دیوار سے پایا ہم نے	دل دانا کے لیے ہوتا ہی رہبر زنار	حسان تسبیح کو زنار سے پایا ہمنے

کیون ای جان جہان ہم تو بیقراری مین حکم سے خداوند کے آئے تمکو ہم سے انکار ہی ملکہ ترنج نے کہا نہین نہین
ای جبرئیل قدرت آپسے انکار کیا آپ خداوندزادے نور چکیدۂ خالص قدرت ہین مگر مین دل کو کیا
کرون گھبراتا ہی کہ تم کیا کروگے میرے کلیجے پر خنجر پھیروگے لیکن ناچار رنگ آمد و بخت آمد مگر ایک
وعدہ مجھسے کرلو اور کسی عورت سے کبھی کلام نہ کرنا قدرت کے جاہ و جلال کی قسم کھاؤ تب مجھے
ہاتھ لگاؤ نہین تو مین چیخونگی سارا خیمہ سر پر اٹھا لونگی یاقوت شاہ نے کلائی تھام کر کھینچا کہا جانی
جا ہے جتنی قسمین لیلو نوشتہ لکھدونگا قول و اقرار کا پابند رہونگا شعر قول کا ہو نہ یقین ہم سے
نوشتہ لے لو ضامن انسان کے عوض چاہے فرشتہ لیلو با خداوند لقا کی قسم لقا کے باپ کی
قسم تمکو راضی رکھونگا کبھی لونڈا رنڈی نہ کرونگا دس ہزار کنیزین واسطے خدمتگاری کے پانچ ہزار
روپیہ صرف پاندان دو ہزار روپیہ برائے میوہ خوری اسمین کا ہے کی چوری اب تو بی ملکہ
ترنج ہنس گئین ٹھٹھا مار کے ہنسین کہا مردوے کیون اتنی قسمین کھاتا ہی باتین بناتا ہی مین نے
بھی دنیا کو دیکھا ہی اسوقت شیطان سر پر چڑھا ہی یہ وہی کھیل رہا ہی جب اپنا مطلب نکل جاویگا
پھر بات بھی نہ پوچھوگے یہی حکم دوگے تنخواہ لو کھاؤ محل مین پڑی رہو یاقوت نے کہا بس اب
زیادہ نہ بگھارو لو جام شراب کا پیو جلدی فیصلہ ہو جام بھر کے لبون سے ملکہ ترنج کے لگا ہی دیا ملکہ
ترنج نہین نہین کرکے پی گئی پیتے ہی گھبرا کے کہا ای جبرئیل قدرت میرے کلیجے مین آگ بھر گئی ہڈی
ہڈی جلنے لگی بوٹی بوٹی پھڑکتی ہی یاقوت نے کہا اری شراب کشیدہ ہی گرمی کی ہو تو کیا بعید ہی
ملکہ ترنج گھبرا کر اُٹھی بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کے گری یاقوت نے نعرہ کیا میں جماہر بن عمرو
ساتھ والون نے باہر کنیزون کو بیہوش کیا جماہر نے ایک خنجر مارا ملکہ ترنج کا شکم چاک قصہ پاک
ہوا صدائین مہیب آئین آندھی سیاہ اُٹھی ابو الفتح وغیرہ ساتھ تھے انھون نے بارگاہ کو مزبلہ
قصابان بنادیا کنیزان ملکہ ترنج کو قتل کیا ایرج و نور الدہر و طہماس و شبرنگ و شاپور
قید سے چھوٹے لشکر جو بھاگ کر دہ ہا ے کوہ مین چھپا تھا حالات عشرت آیات سنکر آئے نور الدہر

نے جواہر کو گلے سے لگا لیا پوچھا ای برادر تمھارا کیونکر آنیکا اتفاق ہوا جواہر نے کہا جب آپکو عرصہ دراز گذرا صاحبقران بیقرار ہوئے مجھے حکم ہوا جا کر شاہزادون کو تلاش کرو راہ مین غلام نے حضور کی گرفتاری کی خبر پائی شکر ہی خدا نے وقت پر پہونچایا اب آپ بتعجیل تمام لشکر مین آئیے آپ کے جد عالی تبار آٹھ پہر یاد کرتے ہین ہم آگے بڑھکر خبر پہونچاتے ہین آپ مع لشکر منزل بمنزل آئینگے نور الدہر و ایرج نے جواہر بن عمرو کو بڑا بھاری خلعت دیا چالیسون عیارون کو بھی مخلع کیا جواہر بن عمرو مع عیارون کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا بعد کو ایرج و نور الدہر نے لشکر آراستہ کیا مال طلسمی لدوایا بشوکت تمام بکیفیت مالاکلام بسمت لشکر ظفر اثر صاحبقران چلے دو دو کلمہ داستان صاحبقران و زمرد بے ایمان سنیے کہ زمرد شاہ باختری اپنی بارگاہ جہان نما مین داخل ہو سلیمان عنبرین مو سے کہتا ہی عرض کرتا ہی یا خداوند میرے کلیجے پر صدہا داغ ہین کیسے کیسے جانی بھتیجے جری بہادر ممالک کوہستان سے آئے ہاتھ سے سرداران اسلام کے مارے گئے ملک جی ہمیشہ مانع ہوتے ہین یا بدولت کو نہین لڑنے دیتے جسدن تلوار نیام انتقام سے کھینچونگا طبقے زمین کے ہلا دونگا بختیارک نے کہا ای پہلوان نوران تم کیونکر لڑنے دیں اندھے کی ایک لاٹھی بڑا بھروسا طلسم ہوش ربا کا وہ مدد و عدم مدد انکی رائے پر موقوف ہی عرصہ سے کوئی ساحر نہین آیا ای رستم زمان ساحر کے آنے سے بڑی چہل پہل ہو جاتی ہی آپ تامل فرمائیے یقین ہی کوئی نہ کوئی ساحر آتا ہوگا مسلمانون کا پیشدستی کا طریقہ نہین ہی یہی بڑی خیر ہی نہین تو تمھارا قدم کا جمنا دشوار ہوتا سلیمان نے کہا ملک جی تمھارے دل مین مسلمانون کی طرف سے خوف سما گیا ہی بختیارک نے کہا حضور بچپن سے حال مسلمانان دیکھتا ہون کیسے کیسے پہلوان بڑے بڑے ساحر مسلمانون سے لڑے آخر مین جہنم واصل ہوئے یہ باتین ہو رہی تھین کہ طرف سے طلسم ہوشربا کے ابر تیرہ و تار اٹھا اسمین رعد کی گرج برق کی چمک لقا پکار اٹھا ای بندگان من چہ تقدیر کردم دیدی قدرت مرا بندۂ خاص الخاص نے کسی بندہ معقول کو بھیجا ابر آ کر شق ہوا دیکھا ایک جادوگر تاج سر پر ساٹھ ہزار ساحران عدا پشت پر بعد کر و فر آ کے اترا بارگاہ لقا مین آیا واسطے سجدے کے جھکا لقا نے کہا ای بندۂ سرکش سر خود از سجدہ بردار لعنت بر تو غضب کردم ساحر نے عرضی

افراسیاب کی بیش کی بختیارک نے اسکو پڑھا طرف سے افراسیاب کے آستین لکھا تھا یا خداوند تیمور سحر طراز ساحر سرفراز خدمت فیض درجت مین حاضر ہوتا ہی کل مسلمانون کو قتل کرکے آپ کو بالاے قیطول پہونچائیگا تیمور کو ذنگل زرین بیٹھنے کو ملا بختیارک نے پوچھا کچھ حال طلسم ہوشربا بیان کرو تیمور نے کلاہ زمین پر دے ماری کہا کیا عرض کرون ساربان زادے نے غضب کیا طلسم کشا کو گنبد نور سے جاکر ہار لیا بختیارک ناچنے لگا کہا مبارک باشد ایکدن ہمارے پیر و مرشد افراسیاب کو قتل کرینگے تیمور نے کہا ملک جی یہ ناممکن ہی لوح طلسم ہوشربا معدوم ہی جسدن افراسیاب بگڑے گا لونڈی غلامون کو قتل کر ڈالیگا حضور غلام کے نام طبل جنگی بجا دیکھیے کل ہی کیا قیامتین برپا کرتا ہون بختیارک نے خوش ہوکے حکم دیا نقارہ رزمی گرد گرد ایا گر تا میان خبری دو تو میان خیبری و سرہنگ کی وابوطاہر خونریز جاسوسان لشکر اسلام ہر وقت براے خبر لشکر لقا مین حاضر رہتے ہین خبرین لیکر بھاگے یہان بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ جمجاہ تخت سلیمانی پر و ذنگل آصفی پر زندہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران مرقع دربار تصویر سرداران سے معمور کہ چارون ہرکارے حاضر ہوے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لاے قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ — گل سرخ تابد چو روشن چراغ
ہمہ کار عالم بہ کام تو باد — نگین سعادت بنام تو باد

شہریار عالم کی عمر دراز رہے تیمور سحر طراز طرف سے افراسیاب کے آیا ہی اسنے طبل جنگی بجوایا ہی نوید مسرت افزا فتح بخش غلامون نے پایا ہی کہ جس سے روح راحت قلب کو فرحت حاصل ہوئی ہمارے استاد صاحب نے جانبازی کرکے اپنے کو گنبد نور مین پہونچایا اسد کو بڑے کروفر سے قید افراسیاب سے چھڑایا مگر اب طلسم ہوش ربا مین ہنگامہ ہاے عظیم برپا ہین مشہور ہی کہ طلسم کشا کو لوح کی تلاش ہی افراسیاب مشہور کرتا ہی کہ میرے طلسم کی لوح نہین ہی مگر برازدادران طلسم ملکہ مخمور و بہار و باغبان نگر حصول لوح مین مصروف ہو رہے ہین کیا تعجب ہی کہ انشاء اللہ طلسم ہوشربا بہت جلد فتح ہو مگر سنا ہی کہ ابھی تک بدیع الزمان کی قید کا پتا نہین ملا خواجہ عمرو کو اس مقدمے مین بڑی کوشش کی طلسم انتہا کا وسیع ہی آج یہ بھی سنا ہی کہ افراسیاب بڑی بڑی قیامتین برپا کریگا ناظمان دربند کو تحریر کیا ہی اٹھارہ سو ملک کا بادشاہ تلوار اسکی ہیبے پناہ خدا ہمارے استاد کی جان و آبرو بچائے خیر و عافیت سے لاکر حضور سے ملائے

صاحبقران نے فرمایا عمرو ایسا ہی طرار عیار ہے تم سب کا حقیقت میں سردار ہے ایسے مقام پر بیچارہ اسد کیا طلسم کشائی کریگا اگر لاکھوں پہلوان ہوتے صفوں کو پامال کرتا شیر کے گلے چیرتا ساحر و نشے کیا کریگا خدا اُسکو مظفر و منصور کرے ایسا طلسم وسیع کبھی ہماری نگاہ سے بھی نہیں گذرا سب مین بڑا طلسم ہزار اسپ تھا ایک سال کامل مین اُسمین لڑا عمرو ایسا عیار تھا اہالیان طلسم ظاہر مسلمان تھے خواہش رکھتے تھے طلسم جلد فتح ہو جاے دختر اخترشماری حکیم اشراق روشن ضمیر حسن مین بدر شک ماہ منیر آفتاب عالمتاب آسمان عز و شان ملکہ رضیہ سلطان مجیر مائل ہو چکی تھی درویش ذاکر و مذکر ذلفون زاہد و مہر نوش سبز پوش یہ سب کامل و اکمل عالم و فاضل عامل عاقل رازداران طلسم میرے شریک تھے مگر کسی کا کچھ زور نہ چلا ایسی ایسی بلاؤن مین پھنسا کہ نوبت بجان و کار دبر استخوان پہونچا مین صاحب اسم اعظم تھا صاحب حرز ہیکل فتح کے دل یہ تمام سامان تھا مگر طلسم عجائب و غرائب مین مجبور تھا آٹھ پہر ملول و رنجور رہتا بڑی بڑی مشقتون سے طلسم فتح ہوا حقیقت مین طلسم ہوش ربا ہوشربا ہی معین و کفیل عمرو اسد کا خدا ہی ایسے کلمات حسرت انجام زبان سے فرما کر ارشاد ہوا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے قلابچہ پیچی و کبابہ پیچی وار دغہ نقارخانہ کو حکم ہوا کہ طبل جنگی پر چوب پڑی

قطعہ

ز ناہید مریخ کرد این سوال | جہان را اگر روز آخر رسید
بگفتا کہ تا طبل اسکندر است | کز آواز او گوش گردون کر است

چو بر طبل اسکندر آمد دوال
سرافیل صور قیامت دمید

صدائے طبل جنگی اہالیان لشکر نے سنی سب پر ظاہر ہوا ہر سردار اس حال سے ماہر ہوا کہ کل لشکر کفار سے مقابلہ ہی ایک ساحر زبردست ہوشربا تے آتا ہی سردارون نے سپر و شمشیر کو ہاتھ سے ڈال دیا حسرت و یاس سے کہا افسوس صد ہزار افسوس کس ملک مین آئے شمشیر زنی کا نام بھول گئے یہان چھو چھکے کا کام ہی سحر و شعبدہ مین بڑا نام ہی کس سے لڑینگے مجبور ساحرون کے سامنے سر جھکا دینگے وہ بد معاش ایک ماش کا دانہ پھینک دیتے ہین ساری جی داری فراموش پراگندہ ہوش ہاتھ پانون بیکار سپاہی سردار مجبور و ناچار اُسکی قدرت سے لڑائی فتح ہو جاتی ہی ورنہ سحر سے ساحرون کے زمین تھراتی ہی لشکر اسلام مین چارجانب ہنگامہ واضح رہے عالی رہے کہ جواہر بن عمرو ترنج کو مار کر ایرج و نورالدہر سے رخصت ہو کر چل نکلا مگر ابھی لشکر ظفر اثر مین نہین پہونچا ایرج و نورالدہر بھی ابھی راہ مین ہین مگر جب

لشکر صاحبقران مین طبل جنگی بجا سردارون مین بھی چرچا ہوا کہ دیکھیے کل ساحرون سے کیونکر جان بچتی ہی شعبان خنجر گزار روح روان عمرو نامدار بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر اٹھا بیرون بارگاہ آیا مہتر یزک خطائی نے پوچھا مرشد زادے کیا قصد ہی کہان جاتے ہو شعبان نے جواب دیا آپ سب صاحبون نے سُنا ساحر زبردست طلسم ہوشربا سے براے مدد لقا آیا کبر و نخوت طبل جنگی بجوایا جملہ سرداران تہمتن وجان نثاران صف شکن پریشان ہین انکا تدارک بجاے سحر و ساحری مین کسکا مقدور جلتا ہی ارادہ ہی کہ جاکر اُس مردود کو مارون آتش سحر کو منہ بھر کے دون یزک نے کہا مین بھی ہمراہ چلون شعبان نے کہا آپ سب صاحب حفاظت لشکر مین مصروف رہین پروردگار معین و مددگار رہی یزک پلٹا شعبان طرف لشکر لقا کے چلا یہان بارگاہ لقا مین تیمور سحر طراز جب طبل جنگی بجوا چکا لقا نے دربار برخاست کیا تیمور طرف اپنی بارگاہ کے چلا بختیارک نے کہا میان تیمور صاحب ذرا عیارون کا خیال رکھیے گا آپنے آتے ہی طبل جنگی بجوایا ہی دل مسلمانون کا دکھایا ہی میرے پیرو مرشد کے شاگردان نامور ضرور آپکی فکر مین آئینگے ذرا غفلت ہوئی مشکین باندھکے لیجائینگے تیمور نے کہا ملک جی آپ کی مہربانی کوئی عیار صاحب مجھپر عنایت نہ فرمائینگے عیاری کرنے نہ آئینگے بختیارک نے کہا ہمنے براہ خیر خواہی واقف کیا آگے اختیار ہی سمجھا دینا ہمارا کام ہی غرور کا یہ انجام ہی تیمور نے کچھ جواب نہ دیا ہنستا ہوا چلا چند رفقا ساتھ فربدار مرد تماش بین نشے باز ہین رنڈی کو ساتھ لائے ہین منزلون مین مزے اُڑاتے ہوے آئے ہین اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا چوبدارون سے کہا ملکہ گلنوش کو جلد بلاؤ ایک غزل سُنکر آرام فرماؤنگا صبحکو میدان کارزار مین جاؤنگا چوبدار چلا شعبان قبل ساحر لشکر مین آیا ہی فکر تیمور مین پھر رہا ہی دور سے اُسنے دیکھا اُسی بارگاہ سے ایک چوبدار نکلا ہی تعجیل کہین جاتا ہی شعبان جھپٹ کر چوبدار کے قریب آیا کہا مردے صاحب آداب و تسلیمات قبول ہو چوبدار نے پلٹ کر ایک ساحر کو دیکھا جواب دیا بھیا اچھے رہے کیون کیا مطلب ہی شعبان نے کہا آپ کہان جاتے ہین چوبدار نے کہا بھائی ساحر صاحب دن بھر جا بجا حکم پہونچاتے ہین رات کو بھی فرصت نہین ملتی اب میان تیمور صاحب کی رنڈی کو بلانے جاتے ہین شعبان باتین کرتا ہوا مردے صاحب کے ساتھ ہولیا باتون باتون مین نام و نشان پوچھا یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ اپنے ساتھ لائے ہین پُرانی آشنا ہی ایک مقام تنہائی پاکر شعبان نے چوبدار پر حلقے کمند کے مارے بیہوشی

کر کے کنارے ڈالدیا لباس اُنکا اُتار لیا صورت تبدیل کی عصا ہاتھ مین لیکر بڑبڑاتے ہوئے چلے
راہ مین اکثر جو ساتھ والے ملے پوچھا میان مردے صاحب خیر تو ہی کس پر غصہ کرتے ہو شعبان نے
کہا بھائی اس زمانے کی نوکری کو آگ لگے کٹناپن کرنا پڑا ہی نندی کو بلانے جاتے ہین لوگون سے باتین
کرتا ہوا خیمے مین گلنوش کے آیا دیکھا ایک کسبی خوبصورت لباس و زیور سے آراستہ سازندے
موجود انتظار مین بیٹھی ہی شعبان کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی کہا کہیے مردے صاحب کیا حکم لائے شعبان
نے کہا چلیے آپ کو یاد فرمایا ہی سازندے بھی اُٹھے جب ڈولی لا کر رکھی گئی شعبان نے کہا بی گلنوش
صاحب مجھے کچھ تنہائی مین کہنا ہی مین آپ کو سمجھا دون یہ مقام لشکر خداوندی ہی ذرا سی بے ادبی ہوجائیگی
گدھی بنجاؤگی دھوبی پکڑ کے لیجائیگا کھونٹے سے باندھ دیگا لدھے سواریان گا تمھینگے کہین چین نہ ملیگا کل
مشہور ہی کہ دھوبی کا گدھا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا بیچاری کسبی تھرا گئی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا میان
مردے صاحب واسطہ سامری کا سب نشیب و فراز سمجھا دو ہیلنگے حالات بتادو ہی جو مین
گدھی بنگئی تڑپ تڑپ کے مرونگی ایسے خداوندکی خدائی مین آگ لگے مین ایسی نوکری سے باز آئی مردے
نے کہا گھبراؤ نہین ہم سب ترکیبین بتلاوینگے یہ کہکر ہاتھ تھام لیا پھر خیمے مین لے گھسا اور تنہائی مین
پایا کہا بی گلنوش یہ گلوری کھالو پیک نگل جاؤ ہمیشہ سرخ رو رہوگی ہم تمھاری حفاظت کا بیڑا اٹھاتے
ہین گلنوش نے منھ کھولا شعبان نے گلوری منھ مین دی گلنوش جلدی جلدی چبا کر کھاگئی
پیک حلق سے اُترتے ہی بیہوش ہوئی شعبان نے لباس اُتار لیا گلنوش کو ایک گوشے مین
چھپا دیا اُسی کی شکل بنکر مسکراتے ہوئے باہر آئے ڈولی مین پانون پھیلاکے بیٹھے سازندون کو ساتھ لیا
کہارون سے کہا مہرا ذرا جلدی جلدی چلو یہان تیمور ٹہل رہا ہی کہ شعبان بشکل گلنوش اُترے تیمور
دیکھکر باغ باغ ہوگیا کہا کیون ملکہ گلنوش ہم تو مسلمانون سے لڑنے کو آئے ہین تمنے دن بھر ہمارا
خیال نہ کیا اور ہماری یاد نہ آئی شعبان نے بٹے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہا نگوڑے دیوانے سفر کے
تھکے ماندے آئے نہ نہائے نہ دھوئے نہ کپڑے بدلے تمھارا سونٹے والا پہونچ گیا لے مین آئی کیا
کہا جائیگا صبحکو مسلمانون کے ہاتھ سے مارا جائیگا تیری خونخوار صورت سے دل کانپتا ہی بھڑوے
جلادو کا سامنا ہی سامری جمشید میری جان بچائین تیمور نے کہا اے جان جان مسلمان بیچارون کی
کیا حقیقت ہی کل سب کو قتل کرونگا قدرت کو بالا سے تیغ ولی پہونچاؤنگا شیر قدرت لقب پاؤنگا

شعبان نے کہا یہ دن کبھی نصیب نہوگا مجھے تو دن بھر گذر ایسی سنتے سنتے کان بھر گئے کہ ہزارون ساحر یہان آئے عیارون نے مار دیا قدرت کے مزاج کا ٹھکانا نہین دم بھر مین تولہ دم بھر مین ماشہ جو چاہا تقدیر کردی تیمور نے کہا میرے بارے مین تقدیر معقول فرمائے چکے ہین کہتے ہین تجکو راہ پیغمبری دونگا صاحب کتاب کرونگا ملکہ گلنوش نے کہا کہ بھڑوے اب تیری زندگی پر حرف آیا رشتۂ حیات قطع ہوا املا غلط انشا غلط تیمور نے ملکہ گلنوش سے کہا دو ایک چیزین گاؤ بجاؤ باتین نہ بناؤ شعبان سامنے بیٹھا ساز درست ہوئے شعبان نے غزل مصنف کی شروع کی غزل مصنف

قمر ہم داغ بنکر عاشقونکے دل مین رہتے ہین	گل لالہ مین مسکن ہے مکامل مین رہتے ہین
عدم سے شوق سے آئے چلے دنیا سے حسرت مین	نہ اُس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین

تیمور کہنے لگا کہا جان جوان اب آج شب کو یہین رہو سازندون سے اشارہ کیا باہر جاؤ ہم گلنوش سے کچھ باتین کرینگے سازندے باہر گئے تیمور لپٹنے لگا شعبان نے ایک طمانچہ مارا کہا لنگوٹے بھوت پریت بنگیا لپٹا جاتا ہے اے شراب تو پی لے نشے مین مردہ بنکر پڑ رہ مین اپنے خیمے مین جا کے آرام کرون تیمور نے گلابی کھینچی جام بھر کر سامنے کیا شعبان نے لیا منہ لگا کے تھوتھو کرنا شروع کیا کہا کہ کیا ہے اسمین گوہ ملا ہے تو ہی پی تیمور اُٹھا کر پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا ملکہ گلنوش میرے کلیجے مین آگ جلتی ہے تمام جسم مین آگ پڑ گئی شعبان نے کہا اسمین سنکھیا ملی تھی گھبرا کر تیمور اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی گرتے ہی بیہوش ہو۔ شعبان نے چاہا قتل کرے پھر خیال آیا اگر دو ہزارون جادوگر ہین مجکو نکلنا مشکل کر دینگے یہ سوچکر جلدی مین زبان مین سوزن دینا بھول گیا پشتارہ باندھ سراپردہ چاک کرکے لے بھاگا شعبان تیمور کو لیے جاتا ہے مگر صابر نمد پوش عیار فرامرزین نوشیروان بختیارک نے اُس سے کہا تھا کہ اے صابر تم اب ایسے ٹھنڈے ہوگئے کیسے کیسے ساحر یہان آئے ہین کبھی نہین گراتے زمانے مین نوشیروان کے ہمنے بڑی بڑی عیاریان سنین عمرو کا مقابلہ کیا ہر بات مین جواب دیتے تھے اب تمسے کچھ نہین ہوسکتا تیمور بڑا ساحر زبردست آیا ہے اگر تم کسی طرح حمزہ عرب کو پکڑ لاؤ تو کل ہی اُسکے ہاتھ سے سرداران اسلام کا خاتمہ کرا دون صابر اُدھر سے روانہ ہوا جب کنارے پر لشکر کے پہونچا نخل کی آڑ پکڑے کھڑا تھا شعبان کو نکلتے دیکھا سمجھا کہ میرے لشکر مین جاتا ہے ضرور تیمور کی فکر کیگا یہ تعجیل شعبان کی شکل بنکر لشکر اسلام مین داخل ہوا

دربارگاہ حشامی پر آیا فرامرز عاد مغربی کا پہرا تھا اُسنے شعبان کو آتے ہوئے دیکھا کہا ای فرزند مہتر
مہتران کہان سے آتے ہو صابر بڑا نا عیار ایک ایک کو پہچانتا ہی کہا ای رستم سرزمین مغرب اب وقت
مین نے خبر پائی ہی کہ عیاران لقا بجستجوے صاحبقران مین آئے ہین ایسا نہو کہ دست برد کرین
مین اندر جاکے حفاظت کرون فرامرز نے کہا بہت مناسب ہی صابر اندر آیا دیکھا کہ صاحبقران
آرام کر رہے ہین چار خدمتگار ڈیوڑھی پر ہین صابر نے خدمتگارون سے کہا جاؤ ہم حفاظت کرینگے
خدمتگار نیند مین جھوم رہے تھے اُنکو غنیمت ہوا گوشہ بارگاہ مین جاکر سو رہے صابر برابر چھپرکھٹ
کے آیا کنجے مین داروے بیہوشی رکھکر دماغ سے صاحبقران کے لگایا صاحبقران چھینک مار کر
بیہوش ہوے صابر نے پشتارہ باندھا سراچہ چاک کرکے نکلا یہان فرامرز نے دیکھا عرصہ ہوا
شعبان باہر نہین آیا پردہ اُٹھاکر جو دیکھا صاحبقران کو فرش خواب پر نہ پایا دیکھا سراچہ چاک
فرامرز بدحواس باہر آیا مہتر برق خطائی کو آواز دی ای برق بڑا غضب ہوا کوئی امیر با توقیر
کو چرا لے گیا شعبان بنکر آیا تھا نہین معلوم کون عیار پہونچا ابھی ابھی لیکر نکل گیا ہی ہاے کیا غضب
ہی خواجہ عمرو و چالاک بن عمرو طلسم ہوشربا کو گئے جواہر بن عمرو براے تلاش نورالدہر و
ایرج نکل گیا کوئی بچا بشکل شعبان آیا ہمارے لیے صورت شعبان مین رمضان کا ہوا برق
بیقرار ہوکر دوڑا اسات کمر رنگی تھی فرامرز عاد مغربی بھی مع اپنی فوج ظفر موج تلاش مین مکار عیار کے
چل نکلا اب لشکر مین ہلڑ ہوا فیروزہ بن عمرو نے یہ خبر وحشت اثر بادشاہ کو پہونچائی گھبرا کر باہر
نکل آئے دیکھا سرداران تہمتن مثل جمہور و بہرام وغیرہ چلے جاتے ہین غلغلہ ہی کوئی عیار امیر کو
چرا لیگیا اہل اسلام کو داغ دے گیا بادشاہ نے فیروزہ سے کہا سردارون کو روکو تم شاگردان عمرو
کو لیکر خود بڑھو سائیس سے ارشاد ہوا کہ جلد مرکب خنگ سیہ قیطاس کو تیار کرو یہان تو یہ ہنگامہ
ہی کل سردارون کو خبر ہوگئی لندھور و مالک ہتھیار لگائے ہوے بارگاہون سے نکل آئے
سنا کہ بادشاہ برآمد ہوے ہین خراماں خراماں اسی جانب چلے مگر عرض کر چکا ہون شعبان خنجر گذار
نور نگاہ عمرو بن امیہ نامدار تیمور کو لیے ہوے آتا ہی اودھر سے صابر نمد پوش بصد جوش و
خروش پشتارہ صاحبقران بر دوش لشکر اسلام سے نکل چکا ہی راہ صحرا کو طے کر رہا ہی نہایت
خوش بشاش دل سے کہتا ہی کہ لاکھون روپیہ انعام مین خداوند لقا سے پاؤنگا یہ سوچتا ہوا

جاتا تھا کہ کان میں آواز زنگ کی آئی سمجھا میرے شاگرد تعاقب میں چلے ہونگے اسنے آواز دی کون
آتا ہی یہ شعبان تیمور کو لیے ہوے آتا ہی اُسنے آواز صابر کی پہچانی اپنا نام نہ بتلایا جواب دیا ای
شخص تو کون ہی صابر نے خوشی میں کہا منم صابر عیار شہنشاہ ہفت کشور حمزۂ نامور کو گرفتار کرکے
لایا ہوں شعبان سکے ہوش اُڑ گئے جی میں کہتا تھا ای شعبان سر ماہی کے روزے واجب ہوے
پشتارہ تیمور کا زمین پر رکھا نیچے کھینچکر ٹھہرا جب صابر قریب آیا ستارہ سحری چمک چکا ہی اُسنے دیکھا
ایک پشتارہ تختۂ سنگ مرمر پر رکھا ہی بیٹا عمرو کا راہ روکے کھڑا ہی صابر نے کہا او چھوکرے تو کسکو
گرفتار کرکے لایا شعبان نے کہا تمھارے باپ تیمور سحر طراز کو باندھ لایا اب بہتر یہی
ہی کہ پشتارہ صاحبقران زمان کا رکھدے اپنے لشکر کا راستہ لے صابر نمدپوش
نے پشتارہ زمین پر رکھا کہا او چھوکرے میں ہمیشہ برابر تیرے باپ سے لڑا ہوں اپنی جان بچا تیمور
کو چھوڑ کر نکل جا ورنہ تیرا ابھی سر لیتا جاونگا شعبان چمک کر جا پڑا نیچے چلنے لگا صابر نمدپوش
عیار قدیم نوشیروان کا ندیم شعبان سے برابر لڑ رہا ہی ان دونوں میں تلوار چل رہی ہی وہان
بختیارک کو رات بھر نیند نہیں آئی دو گھڑی رات رہے سے رفیدہ سنبھال کر اپنے خیمے سے
نکلا دربار گاہ تیمور سحر طراز پر آیا دیکھا جا بجا ساحر وغیر ساحر آنکھیں ملتے ہوے اُٹھے ہیں کوئی
لوٹا لیکر طرف صحرا کے جاتا ہی کوئی حقہ بھر رہا ہی نشے باز لوگ اُٹھتے ہی گانجہ ملنے لگے کشتی بوتل
شراب کی سامنے رکھی ہی رات کے بچے ہوے کابلی مٹر وہ سامنے مٹی کی سکوریاں بھر کے رکھے ہیں
بعض چرس کی چلم چڑھا رہے ہیں ساتھ والوں سے کہتے ہیں بھائی تڑے پر ساجھان کے دم لگاؤ
ہماری ساقن پیاری کو دعا دو بختیارک یہ تماشے دیکھتا ہوا قریب بارگاہ تیمور آیا جادوگروں
سے پوچھا تمھارے افسر صاحب اُٹھے خدمتگاروں نے اشاروں سے منع کیا میاں شیطان
چپ رہو رات سے بی جی صاحب آئی ہوئی ہیں رات بھر جاگے ہونگے ابھی آنکھ لگی ہی بختیارک
گالیاں دینے لگا کہا ذرا پردہ تو اُٹھاو خواب مرگ میں نہ مبتلا ہوں بی جی کون اُنھوں نے کہا
صاحب ہمارے مالک کی پرانی آشنا ہیں بختیارک نے بڑھ کے پردہ اُٹھا دیا دیکھا بھیروں
ناچ رہا ہی بختیارک نے کہا او نہ بی جی صاحب نہ میاں جی اُسی کسبی کی شکل بنکر کوئی عیار
چلا آیا ہوگا مشکیں باندھکر لیگیا ای کمبختو جلدی جاکر خبر لو شاید راہ میں ملجائے ابھی نقل کیا ہوگا

اب تو ساحر و غیر ساحر دو رہے بختیارک نے بڑھ کے ضیغم خون آشام سے کہا آپ جلد جا سیئے
ای خداوند قدرت آپنے سنا تیمور سحر طراز کو عیاران اسلام گرفتار کر کے لیگئے آپ جلد بڑھ کر خبر لیجیے
ضیغم دور کا بسہ مرکب پر سوار ہوا مثل باد صرصر چلا عقب مین اسکے ہزار ہا لقا پرست جھپٹے یہان شعبان
و صابر نمد پوش لڑ رہے ہین دن نکل آیا ہی شعبان نے صابر نمد پوش کو زخمی کیا ہر مرتبہ قصد کرتا ہی
کہ پشتارے پر قبضہ کرون صابر نمد پوش جان دیے ہوے لڑ رہا ہی کہ طرف سے لشکر لقا کے گرد
اڑی ضیغم خون آشام بد انجام مع بارہ ہزار سوار و پیدل کے ظاہر ہوا صابر نمد پوش نے آواز دی ای
خداوند قدرت جلد آیئے اس چھوکرے نے عمرو کے بہت پریشان کیا ہی مین حمزہ کو گرفتار کر لایا ہون
ضیغم نے یہ سنکر گھوڑا دوڑایا شعبان نے صابر نمد پوش کے منہ پر تھوک دیا کہ ابھی منہ پر دعوے
عیاری کرتا ہی مگر گھبرا گیا سوار پیدل چہار جانب سے نیزے اٹھا اٹھا کے شعبان پر چلے شعبان
نے نکال کر حقۂ آتشبازی مارا دو چار کے ہاتھ منہ جلے ناری مثل ہیمۂ خشک تیجکے قریب تھا کہ نوک نیزہ
پر نیزہ دار شعبان خنجر گزار کو اٹھا لین اس عیار طرار کو ہلاک کرین کہ دیکھا طرف سے لشکر اسلام کے رستم
سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی مع دو ہزار مغربیون کے پہونچا شعبان کو بلا سے مین کافرون کے دیکھ
لشکر ضیغم خون آشام پر تلوار کھینچکر جا پڑا تلوار چلنے لگی شعبان خنجر گزار نے جو اتنی مہلت پائی صابر نمد پوش
کو خنجر مارا نشانہ اس بیحیا کا نشانہ ہوا پشتارے پر صاحبقران کے شعبان نے قبضہ کیا گٹھری کاٹ دین
منہ پر حباب واقع دار وے بیہوشی مارا صاحبقران کی آنکھ کھلی دیکھا ہنگامہ گیرودار بلند ہی شعبان خنجر گزار
و رنیسہ خون مین نہایا ہوا عرض کر رہا ہی ای شہریار آٹھیے ادھر تیمور سحر طراز کی زبان مین شعبان خنجر گزار
نے جلدی مین سوزن نہ دیا تھا پسینہ جو آیا بیہوشی اتر گئی سحر کر کے پشتارے سے نکلا دیکھا تو ہنگامہ گیرودار
بلند ہی تلوار چل رہی ہی دریا خون کے جاری ہین تیغے اٹھتے اس بیحیا نے گرز مارا کئی سوار منہ کے بل زمین
پر گرے گھوڑے بدلگامی کرنے لگے ادھر نقارے پر چوب پڑی عمرو شاہ باختری سوار ہوا اسوقت اکر پہونچا
ادھر مقبل وفادار غلام صاحبقران عالی وقار خبر سنکر مع بارہ ہزار تیر اندازون کے پہونچا صاحبقران
کو بتعجیل پشت اشقر پر سوار کیا امیر نے دیکھا فرامرز عاد مغربی عجب مصیبت مین مبتلا ہی اتالیان فی حیران

شعلہ ہائے آتش کر رہے ہین امیر نے نعرہ کیا نعرۂ امیر — امیر عرب ضیغم روزگار
بحکم خدا البتہ شمشیر چار — لیے تیغ صمصام و قمقام نام — لیے تیغ عقرب لیے ذوالحجام

بن کافران در جہان پاک کرو	سر سرکشان جلاد رخاک کرو	تیغ تجرب سلیمانی کھینچکر کفار پر

جا پڑے جلدی میں خود بھی وزندہ دلوی زیب جسم نہیں کرنے پائے ادھر انالیان فوج نے فرامرز کو اس تباہی میں دیکھا کہ بے بسی سے قتل ہو رہے ہیں ملازمان لقا سنجانی با آخری تمثیری حصاری ہمیشہ نام سے اہل اسلام کے بھاگتے اسوقت جو سحر میں مبتلا پایا قتل کرنا شروع کیا صاحبقران اسم اعظم پڑھنے لگے ہمراہیان فرامرز کو بچاتے پھرتے ہیں یکایک طبل سکندری چوب پڑی شاہزادہ سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام مع سرداران نامی و تاجداران گرامی آکر پہونچے ایک جانب سے لندھور بن سعدان نے نعرہ کیا نعرۂ لندھور جزیرہ ما سعد یا اگر تم تا بہندستان ❊ اگر نام نبی دانم منم لندھور بن سعدان ❊ دوسرے پہلو سے آواز آئی منم مالک اژدر صاحب نیزۂ دوسہ غلام نبی و چار حبیب منم مالک اژدر خستہ مکین ❊ سپہ دار ور لشکر اہل دین ❊ تلوار کھینچکر کفار پر گرے تلوار چلنے لگی ملازمان لقا گھبرائے بختیارک نے ساحروں کو آواز دی ای نالائقو نامردو سحر کرو تم ضرب سے اپنی جان بچاؤ وہ صاحب شوکت و حشم مالک اسم اعظم ہر سمت اسم اعظم پڑھکے دم کرتے ہیں سرداروں کو بچاتے ہیں اس آمد و رفت میں کئی زخم کھائے سراطہر زخمی ہوا لشکر کفار نے بسبب ساحروں کے دباؤ ڈالا تیمور سحر طراز نے جدھر بڑھکر گولا مارا دو دو سو جوان بھسم ہو گئے کسی نے نے پانی برسایا نام جرأت ڈوبا کسی ناری نے آگ برسائی کہیں برف گری کئی ہزار ٹھنڈے ہوے ایک مقام پر صاحبقران کھڑے لڑتے ہیں ضیغم روان آشام نے روباہ صفت اُس شیر بیشۂ شجاعت کی پشت پر جھپٹ کر ایک تلوار کا مارا امیر با توقیر جھکے سے تلوار کے پلٹے تو تمغۂ سراقدس پر بڑا زخم کاری کھایا پلٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے گینڈے کا سر کٹ گیا تسمے کے بل زمین پر گرا تمام کفار ٹوٹ پڑے ضیغم کو اٹھا لے گئے صاحبقران سے زخم سر باندھا لڑائی میں مصروف ہوے مگر غش چلا آتا ہے جب بڑھکر وار کرتے ہیں زخم سر کھل جاتا ہے پھر کنارے آتے ہیں زخم سر باندھکر پہلوانوں پر جا پڑتے ہیں تیمور سحر طراز سحر کرتا ہوا صفوں کو درہم برہم کر رہا ہے ہیبا ناری نے ہزاروں کو جلا دیا ہر چند کہ صاحبقران زخم سر سے نہایت بیقرار ہیں مگر تیمور سحر طراز کو جو اسطرح سے لڑتے ہوے سحر کرتے ہوے دیکھا نعرہ کر کے جا پڑے اُسنے بڑھکے گولا مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا گولا پھٹ کے گرا اگلی ساحر بابل بیچ دل میں سمجھا یہ بھی کوئی بڑا ساحر ہے علم افسون گری سے ماہر ہے ناخن کے دانے چھینکے وہ بھی صاحبقران پر

صدقہ ہو کر گر پڑے تیمور سحر طراز نے کیسے کیسے سحر کیے زمین ہلا دی آگ برسائی مگر صاحبقران
پر کچھ تاثیر نہوئی تیغ ناسحر کھینچکر جا پڑا امیر پر ہاتھ لگایا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر تیغ عقرب پر رو کا
شعلہ ہائے آتش گرے وہ بھی بیکار ہوئے امیر نے خبردار کہکر ہاتھ مارا تیمور سحر طراز نے سپر سحر کو
چہرے کی پناہ کی تیغہ برق مثال تڑپ کر گرا ابر سپر کے ٹکڑے اڑ گئے سر پر خود سہ کے برق شمشیر
گری کشت حیات کو جلا دیا ناری کو خاک میں ملا دیا مع مرکب چار ٹکڑے آندھی سیاہ اٹھی صدائے
گیرودار بلند ہوئی مگر صاحبقران نے اس زور شور سے ہاتھ مارا کہ زخم کے تکان سے مہر زیادہ
کھل گیا غش آنے لگا گھبرا کر تیغہ نیام میں رکھا ہاتھ گردن مرکب میں حمائل کیے بیہوش ہو گئے
مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا طرف صحرا کے لے بھاگا مگر بیزبان ہی تھا ان پر نہ جانیگا
جدھر منہ اٹھا چل نکلا یہاں ہمراہیان تیمور سحر طراز مرنے سے اپنے مالک کے بدحواس ہوئے
لاش تیمور سحر طراز اٹھا کے طرف طلسم ہوش ربا کے بھاگے بعد نکلنے ساحروں کے اہل اسلام
نے لشکر لقا پر قیامت برپا کی قریب ہی کر لقا شکست کھا کے بھاگے صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شعر
از دامن دشت و کوہ ہاور نگ ٭ گردے برخاست توتیا رنگ ٭ بختیارک نے دیکھا آگے آگے
دو سو علم فشان لشکر دو لاکھ سوار ہر ایک علم کے پھریرے پر تطریف زمرد شاہ باختری مرقوم
آمد فوج کی دھوم ایک پہلوان کوہ پیکر گردن مست پر سوار مغرور متکبر زیر سایہ علم خرمس پیکر
پشت پر دو لاکھ کوہی بڑے بڑے قد کے جوان دور کابے مرکبوں پر نخوت چہروں سے آشکار
بختیارک نے فوراً ہرکاروں کو دوڑایا کہ دیکھو تو یہ کون جوان ہے کس ملک کا پہلوان ہے خناس و ہواس
گئے چشم زدن میں پلٹے عرض کی ازرنگ کوہی چچا زاد بھائی سلیمان عنبرین مو کا برائے مدد قدرت
آیا ہے بختیارک نے کہا جلد خبر کرو کہ خداوند جنگ مغلوبہ میں معروف ہیں مسلمان آمادہ بے ادبی
ہیں آکر شریک ہو وسواس وغیرہ ہرکارے قریب ازرنگ کوہی پہونچے تمام کیفیت بیان کی
ازرنگ کوہی جام شراب نخوت سے چور انتہا کا مغرور یہ سنتے ہی قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈالا کہا
صدقے خداوند کے تقدیر کرینگے کیا اچھے وقت پر پہونچا ہوں آج ہی مسلمانوں کا خاتمہ کرتا ہوں
یہ لوگ بڑے سرکش ہیں ہم خود گرم مزاج شعلہ آتش ہیں دیو ہو تو اسکو بھگا دیں شیر کے گلے چیریں
اگر دریا دلی دکھائیں نہنگان خونخوار کا خون بہائیں سیر گرداب پھیر ڈالیں دریا میں جوش و خروش

ہون مرد ماں آبی رو پوش ہون میدان رزم کو صحبت بزم جانتا ہون رستم و زال کو کب مانتا ہون
لاف و گزاف کرتا ہوا گینڈے کو بڑھایا مثل اژدر بل کھاکے نعرہ کیا با شیدائی مسلمانان منم پہلوان
جہان رستم زمان چل وہاں ازرنگ کوہی بس اسی مین خیر ہو کہ ہٹ جاؤ یا خداوند لقا کو سجدہ کرو
سپاہ گری سے ہاتھ اٹھاؤ جان بچا کر بھاگ جاؤ تمھاری قضا و اسنکی تیغ میر ابرق نظیر ہو بلبلاتا ہوا
فوج ظفر موج اہل اسلام پر گرا تمام فوج اسکی تازہ دم اہل اسلام کو غم و الم لڑتے لڑتے سارا دن گذر
چکا ہے تو دلدر سحر طراز نے بیوقت کر دیا تھا تمام میدان لاشون سے بھر دیا تھا چند ساعت گذری کہ سحر و
افسون سے معاملت پائی تیرا اب تو یہ ہے کہ دو لاکھ کو ہیون سے لشکر اسلام پر گرا افسر فوج صاحبقران
نامدار زخمی ہو کر نکل چکے ہین قریب تھا کہ پانون اٹھ جائین شکست فاش کھائین اہل اسلام مصروف
دعا ہوئے فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بالقدرت سبحان لم یزل و عز بے بدل از پردہ بیابان گرد
برخاست سب نے دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان بن صاحبقران و نور الدہر بن بدیع الزمان
مع سرداران تہمتن و جان نثاران صف شکن اسوقت آکر پہونچے ہنگامہ قیامت برپا کیا
شاپور شبرنگ نے بڑھکر خبر دی کہ ای شہریار لشکر اسلام پر عجب آفت برپا ہے اول کوئی ساحر آیا
تھا وہ واصل جہنم ہوا اسکے مرنے سے کچھ غم کم ہوا اب ازرنگ کوہی دو لاکھ فوج سے آیا ہے وہ قد
قامت مین مثل دیو جرأت مین گیو آپ کے دادا جان کے بھی نعرے کی آواز نہین آتی لندھور
و مالک زخمی ہو چکے شیران دشت نبرد حیران و پریشان ہین سراسر شکست کے سامان ہین
یہ سنکر دونون شیرون نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا آتے ہی نعرہ کیا لڑنے لگے پرے کے پرے ہیون کے
درہم برہم کر دیئے تھا نام سے ایرج و نور الدہر کے کانپتا ہے باختری بے لڑے بھڑے صورتین
دلیران دشت نبرد کی دیکھکر آمادۂ فرار ہوئے ان دونون جوانون کے ہاتھ سے شکستین کھائین
ذلتین فاش اٹھائین مگر بہ راہ بیان ازرنگ کوہی لڑائی مین مصروف ازرنگ کوہی نے دیکھا
خداوند لقا تخت اپنا ہٹا کر دور جا کر ٹھہرے ہین وہین سے تقدیرین بگھار رہے ہین بندون کو
اپنے للکار رہے ہین ازرنگ کوہی نے آواز دی یا خداوند ہاتھی بڑھایئے مین مسلمانون کو ابھی
شکست دیتا ہون پر ادھ چھین لیتا ہون بختیارک نے آواز دی قدرت یہین سے تقدیر
کر رہے ہین سب مسلمانون کا خون تمھاری تلوار کے سپرد کر دیا ہو لڑتے جاؤ مسلمانون کو سامنے سے

ہشیار و قدرت کے بندۂ خاص طاعت گزار باخلاص ہو جب بارگاہ مسلمانان پر قبضہ کر دے گے تو قدرت
چلے آئینگے تمکو دغل پر صاحبقران کے بٹھائینگے سپہ سالار قدرت بنائینگے تمہارے ساتھ ملک موروثی
پر جائینگے یہ سنکر ازرنگ کوہی اور زیادہ مغرور ہوا نشۂ بادہ حماقت سے چور ہوا چپک جھک سے
لڑنے لگا ادھر سے نورالدہر بن بدیع الزمان ایک جانب ایرج نوجوان جنگ رستمانہ کرتے
ہوئے آتے ہیں ایک جانب سے برہنہ کلنگان طماس بن خنقوبل دیو پرد مثل شیر نر جھپٹتا
ہوا قبضۂ ساطور پر ہاتھ جس غول پر جا پڑا درہم و برہم کر دیا اب کوہی گھبرانے ملازمان لقا تو دست
دراز سے دور کھڑے ہیں یہ وہی لوگ ہیں کہ پتا کھڑکا اور بندہ سرکا جبتک ساحر موجود رہے جنگ
کیا کیے اب سامنا تلوار و تیر کا ہے دور سے لینا لینا کرتے ہیں قریب کسی مسلمان کے نہیں آتے
مگر ملازمان ازرنگ کوہی جانبازی میں مصروف ہیں خوب بھڑ کر تلوار چلی ہے قرولی کی نوبت
آگئی ہے دریائے خون کی طغیانی کشتی حیات طوفانی گھٹا ڈھالوں کی چھائی ہے سر مثل اولوں کے گر
رہے ہیں سر ہائے کفاران مثل حباب دریائے خون میں پیر رہے ہیں شاہزادہ ایرج نورالدہر
بن بدیع الزمان بحر زخار فوج میں شناور ہیں حال کافروں کے ابتر ہیں اول ایرج نوجوان
نے بڑھکر علم لشکر ازرنگ کوہی سرنگون کیا سب سے آگے بڑھ کر علمدار کو مارا مونچھوں پر تاؤ دیکر
ایرج نے نعرہ کیا کہ یوں فوج کفار کو شکست دیتے ہیں نورالدہر بن بدیع الزمان پر نگاہ ڈالی مسکرا کر
کہا بھائی صاحب وہ علم فوج کفار سرنگون ہوا آپ تامل فرمایئے میں ازرنگ کوہی کو جیتا ہوں
نورالدہر بن بدیع الزمان کو ناگوار ہوا گھوڑے کو کوڑا کیا ازرنگ کوہی کو للکارا او نامرد ازرنگ کیا تیغ
کے سپاہیوں کو قتل کرتا ہے ادھر آ مردوں سے آنکھ ملا ازرنگ کوہی مغرور متکبر تو تھے ہی جھنجلا
آواز دی او خیرہ چشم حمزہ میں آیا یہ کہکے گینڈا بڑھایا نورالدہر بن بدیع الزمان نے اسپ پر پوش پر
کوڑا کیا دور سے ایرج نوجوان نے دیکھا کہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے ازرنگ کوہی کو ٹوکا
غصے سے چہرہ لال ہوا نہایت ملال ہوا بیشتر سرداروں سے فرمایا کہ سنی شہزادہ اپنی جرات پر
ناز کرتا ہے ہر چند کہ کچھ ہو نہیں سکتا علم فتح تلم ہونے سے لشکر کفار پر شکست فاش نامردوں کو ہوا
کی تلاش ہے اب یہ جیسے پر جاتے ہیں شوکت دکھاتے ہیں میں کب مانتا ہوں ازرنگ ایسے
پہلوان کوہی کو پشہ سے کم جانتا ہوں تیغ دو دمہ سکندری کو جلوہ دیا کرہ بن اشقر کی پشت پر ہاتھ

رکھا فرمایا ای مرکب اصیل بادرفتاری دکھا دے دم شمشیر پہ ہاتھ رکھ کے فرمایا ای تیغۂ برق مثال
طبقے زمین کے ہلا دے نورالدہر بن بدیع الزمان سامنے ازرنگ کوہی کے پہونچے اُسنے ہاتھ
تلوار کا لگایا شاہزادۂ نورالدہر نے تیغۂ خاراشگاف سلیمانی پر کاٹھا اور آسکا روک کے نعرۂ غیرانہ
کیا ہاتھ تلوار کا مارا تیغۂ خاراشگاف مثل برق چمک کر گرا سپر ازرنگ کوہی کے دو ٹکڑے ہوئے یا
تو قبۂ سپر پہ چلی تھی تا بہ جگرگاہ پہونچی دور سے ایرج نوجوان نے دیکھا دل سے کہا غضب ہوا کشتی گیر
مار دے نے ازرنگ کوہی کی تصویر کو مٹایا تختۂ مشق مردان عالم تھا گھوڑے کو کڑا کیا اسوقت قریب
پہونچے شمشیر بے نظیر نورالدہر کی جگرگاہ تک اتر چکی تھی ایرج نوجوان نے برابر آکر کمر پر ہاتھ مارا
مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے جھوم کر نعرہ کیا منم مزید وشت جرأت نہنگ دریاے شوکت
نورالدہر بن بدیع الزمان کو بہت ناگوار ہوا کہا سبحان اللہ مردہ کشی نہیں جاتی شرم نہیں آتی
ایرج نے کہا میں نہ آجاتا تو آپ کا کام تمام ہوتا اُسنے کمر سے خنجر نکالا تھا کوکھ پر مار دیتا آمنین جو
ہو جاتیں جان بخشی کی آپ لوگ احسان فراموش ہیں نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا
مردہ کیا خنجر مارتا ایرج نوجوان نے کہا بس سامنے سے ہٹ جاؤ زیادہ جرأت نہ دکھاؤ نورالدہر
بن بدیع الزمان نے کہا آپ کیا کرینگے جو کچھ حوصلہ ہو آیئے ایرج نوجوان آتش خو شعلہ مزاج
افسران لشکر کے سرکا تاج ان کلمات کی کب برداشت ہو کہا او کشتی گیر زدے لے یہ کہکے ہاتھ
تلوار کا مارا اگر نورالدہر بن بدیع الزمان سپر کو چہرے کی پناہ نہ کریں دو پرکالے ہوں نورالدہر
نے سپر اٹھادی مگر تیغہ ایرج نوجوان نے گرتے سپر کو کاٹا زخم سر پہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے
آیا دو دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلگیا چادر خون روے انور پر اب نورالدہر کو تاب نہ رہی کہا او
کرباس فروش بازاری آج دعوی جرأت سب نکلا جاتا ہے یہ کہکر ہاتھ نورالدہر بن بدیع الزمان نے
بھی تیغۂ خاراشگاف سلیمانی کا مارا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ برق مثال کب
رکتا تھا سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو ایرج خوشخو پہونچا ایرج نوجوان نے بہ جمیل دستانہ مارا تیغہ سر سے
نکلگیا مگر چادر خون منھ پہ میعاد عادر شک ودراز گردن سردار ایرج نوجوان نے جو یہ سیر کر دیکھا للکارا
ای شاہزادہ نورالدہر بس ایسا نہو کہ ہمکو بھی غصہ آجاے یہ سنکر طہماس نے ساطور کے قبضہ پہ ہاتھ
ڈالا آواز دی او عادی بچے شاہزادگان والا قدر کا نام بے ادبی سے لیتا ہی میعاد طرف طہماس کے

پلٹا ہاتھ تلوار کا مارا الماس نے ساطور پر روکا میعاد کی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے پہلی شکست یہی
ہوئی الماس نے ہاتھ تلوار کا مار دیا یہ حربہ تو قیامت کا ہی زخم کاری کھایا قریب تھا میعاد مارا جائے
سرداران ایرج نوجوان و نورالدہر بن بدیع الزمان میں تلوار چلنے لگی دور سے بادشاہ جہجاہ نے
دیکھا سرداران لعل و نورالدہر زخمی ہوئے ہیں کسی کا شانہ جھولا کسی کا سر زخمی ہوا نورالدہر
ہجوم کر زخمداری میں لڑنے پر آمادہ ہیں بادشاہ ہاں ہاں کہکر بیچ میں آپڑے نورالدہر و ایرج کو
الگ کیا سرداروں کو آواز دی کہ آپ سب صاحب اسی کے منتظر تھے سب علیحدہ ہوئے غصہ
میں دونوں جوان زخم باندھکر فوج کو میان پر جا پڑے ازرنگ تو ہی مارا جا چکا تھا سب کو ہی
لاشہ لیکر بھاگے لقا نے طبل بازگشت بجوا دیا بادشاہ جہجاہ سرداران تمتن کو لیکر پلٹے جواہر بن عمرو
بھی آکر پہونچا جب کنارے پر لشکر کے آئے گھبرا کر کہا یہ عالی تبار کہاں ہیں شعبان خنجر گزار نے
عرض کی صاحبقران زمان انہماک زخمی ہوئے تھے خدانخواستہ گرفتار نہ ہو گئے ہوں عیاران
اسلام یہ کہکر دوڑے ہم ابھی خبر لاتے ہیں لشکر لقا میں اپنے کو پہونچاتے ہیں چشم زدن میں گئے
فوراً واپس آئے عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان غلاموں نے لاشوں میں تلاش کیا لشکر لقا کو
چھان ڈالا کہیں نشان نہ ملا ناسیان خبری و تومیان خبیری و سرہنگ گئی ابوطاہر خونریز
سامنے حاضر تھے عرض کی خوب تلاش کر نہایت تیز زخمداری میں آقائے نامدار کو گھوڑا نکال لیگیا
بادشاہ نہایت پریشان خاطر ہوئے سرداروں کی زخم دری کرائی نورالدہر بن بدیع الزمان جو مال
طلسم جمشید یہ لیکر آئے ہیں اسکو خزانے شاہی میں جمع کرایا جواہر بن عمرو نے عرض کی غلام برائے تلاش
صاحبقران جاتا ہے بادشاہ نے کہا ای بہادر ای عیار نامور بہت جلد خبر لانا لشکر میں واپس آنا اب
بجائے خواجہ عمرو کے تم ہو چند ساعت تمہارا انہونا شاق ہوتا ہے بے لشکر کفار نہیں ملتی جواہر بن عمرو نے
کہا انشاءاللہ باقبال شہنشاہی غلام بہت جلد لیگا میری کیا مجال ہے کہ عہدہ کو قبلہ و کعبہ کے سنبھال
سکوں بادشاہ نے کہا ای جواہر بعد چالاک بن عمرو کے تمہیں ہر طرف سے افسری کا کام کیا
ماشاءاللہ اس سفر میں بھی جا کر ساحرہ کو مارا خوب نام کیا جواہر بن عمرو نے رخصت چاہی و غاسے جان درازی
بانہائے عیاری ذات پر آراستہ کرکے برائے تلاش نور دیدۂ قاف ثانی سلیمان روانہ ہوا بیان
لقا نے افراسیاب کو نامہ لکھا کہ تیمور سحر طراز کو بھیجئے ہزیمت میں بھیجا جلد کسی ساحر کو روانہ کرو ورنہ تقدیر

کر کے نیزے طلسم کو ہاتھ سے عمرو عیار کے دہ ہم بہم کراونگا نامہ اسطرف جاتا ہی جواہر بن عمرو برائے
تلاش صاحبقران روانہ ہوا ہی انکو راہ مین چھوڑو

داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کو زخمداری مین گھوڑا نکال لے گیا ہی ساقی نامہ تصنیف قمر

ساقی پھر وہ زمین ہو چلا کند
رکھا ہی کدھر کو ساغر گل
پھر آب آتشین پلا دے
جنگل مین اور گل کھلا ہی
جن سا نشہ چڑھا ہوا ہی
اک دیو سیہ کو مارتا ہی
اُس شیر جری کا اب بیان ہی
جرأت رگ و ریشہ مین بھری ہی
اب ختم یہ سلسلہ آگئی ہی
اس عیب دان کو دین دعائین

گلرنگ نکال بادۂ تند
آنکھون مین ہی خمار ساقی
اس دل کی آگ کو بجھا دے
بدمست جو بزم پاک مین ہی
حد سے اپنی بڑھا ہوا ہی
ہر صفحہ بنے گا رزم نامہ
جو صاحب تیغ سر فشان ہی
اُن قاتل کافران بدخو
حسرت دل مین یہی بھری ہی
اے مہر سخن عروج دکھلا

شیشہ کی سن رہا ہون قلقل
فتنہ کا ہی آثار ساقی
دشمن مرے دوست سے لڑا ہی
یہ بنت عنب کی تاک مین ہی
اک سر سے بہت اُتارتا ہی
چمکے گی دم بدم سیف فاس
نامی و گرامی و جری ہی
برباد کن یلان بدخو
شائق ناظر بھی حظ اٹھائین
ہو طبع قمر کی جلوہ آرا

چہرہ داستان مصنف قمر سیاحان دشت معانی و طی کنندگان جادۂ سخندانی شائقین کو رسم و راہ شہر
داستان شوکت بیان سے یون آگاہ کرتے ہین شعر قمر سخن سنج و دانائے شیرین بیان +
رقم کرتے ہین اسطرح داستان + کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالی شان
میدان جنگ سے زخمی ہوکر بیہوش ہوئے اشقر دیوزاد مرکب امیر دالانژاد کو لے نکلا مگر
بے زبان تھا ان پر نہ جا سکا جدھر منہ اٹھا اُدھر چلا تا ہوے ویران کی صدا کان مین بھری ہوئی رات بھر
چلا آیا وقت سحر ایک صحرائے سبزہ زار مین قریب جھیل کے ٹھہرا پانی پر منہ ڈالا جسم کو جنبش ہوئی صاحبقران
زبان پشت اشقر سے زمین پر گرے اشقر نے گھٹنے ٹیک دیے زبان سے زخم چاٹنے لگا حیران تھا
کیونکر اٹھاؤن جب صاحبقران ہوشیار نہوئے ناچار چرتا ہوا صحرا مین پھرنے لگا جب اپنے آقا
کی یاد آتی ہی پھر قریب آتا ہی مجبور پلٹ جاتا ہی مگر اس حوالی مین ایک قلعہ ہی نام اسکا حصار ہوشنگیہ ہی
ہوشنگ دزد جری بہادر اس قلعہ کا حاکم و ناظم ہی بارہ ہزار قزاق ہمراہ رکھتا ہی جو کاروان اس حوالی

مین آتا ہی جاکر لوٹ لیتا ہو اکثر بادشاہون کے خزانے تاراج کیے بڑے بڑے پہلوان اس جوان کے ہاتھ سے قتل ہوے اسوقت برائے سیر صحرا مین آیا دس پانچ جوان ہتھیار بند ساتھ تھے کسی کی نگاہ اشقر دیوزاد پر پڑی کہ ایک مرکب کوہ پیکر کوتل باگین کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا چرنے مین مصروف ہے ساتھ والون نے ہوشنگ کو آگاہ کیا کہ حضور ایک مرکب صبا رفتار کوتل پھر رہا ہے ہوشنگ نے پلٹ کے دیکھا گھوڑے کو دیکھ کے عاشق ہوگیا ساتھ والون سے کہا یہ تو مرکب بے نظیر ہے اسکو گھیر کے گرفتار کرو ہمارے قلعہ مین لے چلو آگے ساتھ کے قزاق دوڑے اشقر گھاس چرنے مین مصروف تھا آتے ہی ہاتھ ڈالدیا اشقر نے سر اٹھا کے دیکھا منھ کھول کر چبا گیا لاشہ اسکا زمین پر گرا اب تو دس بارہ جوان کمندین رسیان لیکر دوڑے اشقر نے کسی کو ٹاپ ماری کسی کو دولتی لگائی کہین نعلہاے سم سے شیخچہ چل گئے کئی جوان کچل گئے چند جوانون کو مارکر ہنہنا کھینچتا ہوا طرف اپنے آقا کے بھاگا قریب آکر گرد پھرنے لگا اب تو ہوشنگ دزد نے اپنے ہمراہیون پر سے کمندین کھولین ڈھونڈھتا ہوا جب قریب پہونچا دیکھا ایک جوان خوشرو رشک یوسف کنعان چہرے سے فر و شوکت نمایان انتہا کا زخمدار زیر نخل بیہوش پڑا ہے حیران جمال محو دیدار ہوکر ساتھ والون کو آواز دی یارو جسکی قضا تھی وہ اس حیلے سے مارا گیا مرکب کا راکب بھی موجود ہے کسی نامدولت کے جیشہ مین شکار کیا اس جوان شیردل کے لوٹنے کا قصد کیا مگر سبحان اللہ کیا خوب لڑا ہے مال اپنا نہین لینے دیا نقد جان دے کر مال کو بچایا اس مقدمہ مین کد و کوشش کرنا واجب و لازم ہے نہین معلوم مردہ ہے یا صحیح و سالم ہے چارپائی لاؤ اٹھا کر لے چلین یہ کہکر مرکب کو چمکایا قریب صاحبقران آکر سینہ پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس پائی دیکھا قبضہ شمشیر برق مثال دست زبردست سے چھیننا وجد کرتا ہے یہ زخم ہولناک دیکھکر ہوش اڑ گئے ہین کہتا ہے دیکھو یارو ایسے جوانان شیردل بھی [illegible] پیر ہین تیر نیزے سے اڑ گیا مگر مال نہین دیا مگر وہ کون صاحب تھے کہ ہمارے حوالی مین آکر جرأت دکھائی صاحب تو یہ ہے کہ بڑے نامرد تھے قصد کیا اور مال نہ لے سکے چھینتے تو جیتا کاہے مال لیتے پہچانا چھوڑتا کیسے بادشاہون کے خزانے لوٹے اکثر گھر بھی گئے سب صاحب آگاہ ہین سبب مال لیے نہ چلے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ جوان انتہا کا بیکس ہے مرکب اسکا اسکے زیر ران دوڑتا مارے گئے زخمی کرکے نامرد بھاگ نکلے اپنے ساتھ والون کے لاشے لے گئے یہ بستر پر تھا انتہا کا زخمی تھا

بیہوش ہوکے گر پڑا اُس قلعہ سے چارپائی آئی چارپانچ جوانون نے ملکر اُٹھائی اشقر دیوزاد ان سب پر آنکھیں نکال کر چلا ہوشنگ نے بڑھ کر چمکارا کہا اے مرکب وفادار تیرے آقائے نامدار کو برائے علاج لیے جاتے ہین تیرے آقا کے دشمن نہیں ہین اشقر مثل انسان کے سب کچھ سمجھتا ہے سر جھکا کر چارپائی کے ساتھ ہو لیا ہوشنگ صاحبقران کو لے کر اپنے قلعہ مین آیا قصر عالی تعمیر باغ جنت نظیر ایک بارہ دری مین لاکر اُتارا جراحان چابک دست حاضر تھے اول شراب سے زخم کو دھویا ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین مگر ہوشنگ کو عشق دلی ہے طبیعت گھبرا رہی ہے کہ یہ جوان بیدار ہو تو سب حال اسکا دریافت کرون حسب و نسب پوچھون رومال ہاتھ مین مگس پرّانی کر رہا ہے بعد عرصہ دراز صاحبقران زمان کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک قصر عالی مین چھپر کھٹ پر پایا مکان کو چھت پردے سے آراستہ دیکھا پروردگار کا شکر کیا دوسری جانب ایک جوان رستم خصال تہمتن مثال بیٹھا ہوا خدمت مین مصروف ہے ہوشنگ کی بھی نگاہ پڑی کہ زخمی نے آنکھ کھولی اشارے سے حال پوچھا امیر نے فرمایا بہت اچھا ہون مگر اے محسن یہ کیا مقام ہے تمھارا کیا نام ہے تو نے اس عالم غربت مین جان بخشی کی پہلے اشقر کو پوچھا کہ ہمارا مرکب کہان ہے ہوشنگ نے کہا سپر شمشیر زرہ کمان کیانی چار آئینے وغیرہ سب موجود ہین مرکب آپ کا تھان پر بندھا ہے اس قلعہ کو ہوشنگیہ کہتے ہین یہان سب شیر سے قزاق رہتے ہین یہ حقیر ان سب کا افسر ہے آپ کو صحرا مین بیہوش پایا بہ محبت اُٹھا لایا مردان عالم کا ہمیشہ سے خدمت گزار ہون آپ کا نام و نسب سے آگاہ ہونے کا امیدوار ہون یہ بھی فرمایئے کہان لڑائی ہوئی کس سے تلوار چلی کیونکر زخمی ہوئے مگر واہ کیا کمال کیا خوب نامردون سے اپنے کو بچایا صاحبقران اُٹھ بیٹھے فرمایا مین ایک بادشاہ کا نوکر تھا آپس مین کچھ فساد ہوا مین اپنے مالک کے ساتھ زخمی ہوا گھوڑا اسطرف نکال لایا سہیل یکتا اس حقیر کا نام ہے سپاہگری کا پیشہ قدردانون کی ملازمت ہوشنگ نے کہا آپ کچھ فکر نہ فرمایئے خانہ بے تکلف ہے مین بھی مرد سپاہی ہون مردان شمشیر زن کا تابعدار ہون لات و منات کی عنایت سے صحت پاکر چند کلبۂ احزان کو قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمایئے بدل و جان خدمت گزاری کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ تقاضائے آب و دانہ یہان لایا ہے یقین ہے عمر بھر ساتھ رہے احسان فراموش نہیں ہین ایسے وقت بد مین تو نے دستگیری کی اور جان بچائی ہوشنگ خود عذر کرنے لگا ایسے کلمات نہ فرمایئے

میں محجوب ہوتا ہوں غرضکہ ہوشنگ مع قزاقوں کے خدمت گزاری میں صاحبقران کی مصروف رہا بعد ایک ہفتہ کے امیر نے غسل صحت فرمایا ہوشنگ نے طائفے بلوائے سامان جشن مہیا کیا صحبت عیش آراستہ ہوئی صاحبقران زمان غسل کرکے سلاح جنگ سے آراستہ ہوئے خود وزرہ چار آئینہ موزے ورلے کمان کیانی دوش پر صاف ثابت ہوتا تھا کہ ماہ تابان کا برج قوس میں مسکن ہی ہزار تیروں کا ترکش مثل دم طاؤس بائیں ہاتھ پر مثال آسکی یہ ہی کہ پہلوے ماہ میں ستارہ دنبالدار چہرے سے شور وجلالت آشکار آنکھیں رشک غزال صحراے ہمت وسخاوت زلفیں خلیل تا بہ دوش شیروں کے تیور صف شکن صفدر بہادروں کے افسر صاحب جوہر شمشیر دو سر ہوشنگ وزرد جمال بے مثال دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوا جوش محبت میں گلے سے لپٹ گیا دل سے کہتا ہی کہ یہ جوان اگر میرے ساتھ رہے برابر کا حصہ دوں اپنا قوت بازو سمجھوں اسوقت جمال ماہ تمثال سے میرا قصر چرخ اسد سے بہتر ہی ہر در و دیوار روشن ومنور ہی لاکر امیر کا توقیر کو مقام صدر پر بٹھایا گرد افسران فوج آکر متمکن ہوے شیروں سے بیشہ صحبت معمور ہر ایک جوان کی کمر میں تیغہ برق تاب سپر پشت پر رشک قرص آفتاب ہوشنگ پروانہ جمال صاحبقران ہی آئینہ رخسار دیکھکر مثل آئینہ حیران ہی بوے زلف عنبریں سے سارا مکان بسا ہوا ہی شمشیر زنی کا چرچا ہی ہوشنگ وزرد نے اشارہ کیا ایک معشوقہ پریوش سامنے آکر کھڑی ہوئی گت شروع کی سارنگی ہی گلے کٹنے لگے سازندے ساز کیے ہوے نازنین خوش آواز گانے میں سوز و گداز اہالیان محفل متوجہ مگر وہ مہ جبین کشتہ تیغ ابروے صاحبقران اسیر دام گیسوے عنبر فشان ہر قدم سامنے صاحبقران کے آکر بیٹھ جاتی ہی مسکرا مسکرا کر بتاتی ہی پردے میں اپنا حال دل سناتی ہی یہ غزل عاشقانہ بسوز وگداز گاتی ہی غزل عاشقانہ

ستم قاتل سے اسیر درد وغم ہو نہیں رہے
اسکی زلفوں کا الجھے پیچ وخم ہو نہیں رہے
ایسی ہمت ہی کہ کہتا ہوں بخیلان کو بھی سخا
تیغ قاتل ہاتھ میں یا رب علم ہو نہیں رہے
خیال الفت ہوں ثواب دیر وحرم کچھ کرتا نہیں
ہاتھ جنبش میں ہو سرگردان قلم ہو نہیں رہے

قید غم سے چھوٹ گئے انیا ہم خوش بخت
شکوہ بے اتفاقی ہی عبث اس شوخ سے
خوش فلک اسمیں ہی توبکا الم ہو نہیں رہے
میں جو بیٹھا مضطرب زیر زمین ہی زلزلہ
ہاتھ میں دونوں فرشتوں کے قلم ہو نہیں رہے
ہم کئے تیرے ہو بھلا کیوں قتل کرتے ہو مجھے

او ذرا اس پھندے سے دیو و کالا کرو دن رات
یہ غنیمت ہی وہ جیتے رہ ستم ہو نہیں رہے
حسن غصہ میں ہی وہ اب روح کرلی زور کا
حسرت کی اب ساکن ناب عدم ہو نہیں رہے
جبتک ای دل وہ نہ لکھے جواب خط شوق
دیکھاں پایا اگر سینے میں دم ہو نہیں رہے

گو نہ دیکھا زندگی میں روئے کوئی [illegible]
یہ ہوا کہ بات سب قرآن کی [illegible]
ہر جگہ سے دل [illegible]
کیوں نہ آنکھوں سے [illegible]
[illegible]
[illegible]
دیکھ پھیر کر دل جو طلب ہے وہ بیار کرتے
وصل کی شب بھی کلنا نہ گوارا کرتے
ہم تو بے بس دل بیتاب کو کتنے ناداں
تم نہ آئینہ میں کاش اپنا نظارا کرتے
حیف وہ سر جسے رکھ لیتے تھے زانو پر
جا کے مسجد میں جو ہم ذکر تمہارا کرتے
دیکھتا ہے نئی آفت کوئی عاشق نہ بلا

وہ وہیں گر [illegible] حقیقت [illegible]
عارض [illegible] دکھلا ہو اگر دونوں ہم
[illegible]
[illegible] جہت میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] پیار کرتے
[illegible] نشان [illegible]
کہ کھتا نہ اسے ہم جو اشارا کرتے
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں الفت میں تری
پاؤں پر غیر کے جو ہم یہ گوارا کرتے
تیری تصویر جو ہوتی شب تنہائی میں
آنکھ ملتے ہی جو وہ بار اتارا کرتے

وعدہ [illegible] وصلت کر کے [illegible]
[illegible]
کوئے جاناں کی فضا سے خضر [illegible]
[illegible]
کوچۂ جاناں میں بل سکتے نہیں [illegible]
[illegible]
غیر سے ارماں لڑیں عشق میں پیارا کرتے
ہم شتابی [illegible] تم نام تمہارا کرتے
[illegible]
جی ہی تو بس نہیں ہے جب پیارا کرتے
بھولتے حضرت زاہد بھی یہ اللہ اللہ
ہم اسی کو ترے دھوکے میں پکارا کرتے
جو تنگ دزد [illegible]

میں صاحبقران کے بٹھانے دماغ کو اپنے عرش اعلی پر پہونچایا ہی اپنے سرداران نامی سے چپکے چپکے کہہ رہا ہی آج تو میں مثل بادشاہ ہفت کشور ہوں سکندر و دارا سے اقبال میں بہتر ہوں ایسا جوان شیر صولت رستم ہیبت میرے گھر میں مہمان آیا ہی مجھے سرفراز کیا ہی مگر یارو یہ جوان اصلی حال اپنا چھپاتا ہی نام بھی اسکا کچھ اور ہی بھایئو جائے غور ہی تیغہ برق تاب سپر رشک گردہ آفتاب کمان کیانی فخر ہلال ترکش میں تیر ولد وز سنان تیرہ پر جیرے کی کنیاں نثار چار آئینہ وہ اگر اسکندر و ارسطو ہوتے حیران ہو کر اپنی جان کھوتے ایک ایک شئ نایاب جمال جہان آرا یوسف مصری کا نقشہ بس کیونکر کہوں کہ یہ بادشاہ جلیل نہیں ہی بلکہ فخر شاہان عراق ہو چین ہی میں اسکو رخصت نہیں کرونگا خلق میں یکتا جب آنسو پڑیگا صاف صاف کہدونگا اپنا بادشاہ بناؤں قزاقی ترک کر دوں ملک گیری پر قدم ماروں ایسے جوان پہلے میری نگاہ سے نہیں گذرے سب رفقا جواب دیتے ہیں حضور حقیقت میں آپ کا خیال بہت بجا ہی ہم لوگوں کا بھی قول ہی اگر یہ جوان آپ کی شراکت کرے ابھی ملک بادشاہوں سے چلکر چھین لیں اگر تم

ہو تو اسکو شکست دین فوج افسر کے چہرے سے بزرگی ہے یہ جوان یقین ہے تم سب سے سو قدم آگے بڑھکے
رہیگا تیغ سے کاٹ پھینک دیگا نخوت سے جرات آشکار ہے بیشک کوئی نامی ہونہار ہے بعد برخاست جلسہ
بوقت سحر تم پوچھ لینگے ایک ایک سے محبت و خلق کی باتین رہتی ہین یہ ہمنے امتحان کیا نوشیروان کی
لڑائیان ملک سنجان سے کے ذکر اس جوان کو اسطرح یاد ہین صاف معلوم ہوتا ہے نوشیروان کے سامنے
سے تا بہ باختر و ملک فرعونیہ وغیرہ سب جگہ لڑائیون مین شریک رہا باتون مین سب کچھ بیان کیا
جب یہ پوچھا گیا آپ شریک رہے یا نوشیروان یا خداوند لقا کے ملازم تھے تامل کرکے پہلو دیکر شروع
کردیا ساف صاف ثابت ہوا اب ہم پوچھ لینگے جھوٹ بولنے کی بھی عادت نہین ہے سب کیفیت
ظاہر ہوجائیگی انھین باتون مین وہ جلسۂ شب تمام ہوا ایک رقاص آفتاب مع ساز و سامان
ضیا و شعاع محفل چرخ زبرجدی مین معروف رقص و سرود ہوا اس محفل خلد منزل مین بھیرو مین
اڑ رہی ہے طائفون کو بھی خوب انعام ملا ہے سب کا غنچۂ آرزو کھلا ہے ہر کہ و مہ باغ باغ غم سے فارغ ہے ہوشنگ
کا قصہ ہوا کہ صاحبقران زمان سے حال پوچھون قریب آیا دست بستہ ہوکر کہا آپ کے نیاز مند
کو بڑی حیرت ہے یہ امر لائق سماعت ہے آپ نے اپنا نام نامی اسم گرامی سہیل یکہ تاز بتلایا ہے لفظ
یکہ تاز پر مجکو ناز ہوا مگر سہیل آپ ایسے آفتاب عالمتاب کا کیسے نام رکھا آپ رشک آفتاب و
ماہتاب ہین حسن مین یوسف کے جواب ہین آپ صاف صاف فرمائیے کہ نام نامی اسم گرامی
کیا ہے کیا افتاد پڑی کہ آپ ایسا رستم خصال زخمی ہوا مرکب باد رفتار اسطرف نکال لایا مرکب آپ کا
سیہ چشمی آہوون مین جسکی تصویر پھرتی ہے قہر اسپ رخش رخشان کہ مرکب رستم نوجوان تھا مرکب آپکا
بے نظیر چال آپ کا رشک مہر منیر صاحبقران نے سر جھکا لیا کہا تم خود بہادر لاجواب فخر زمان سمجھ لیا
ہو جو تمنے کہا وہی مفصل ہے اگر تمھارے نزدیک ہمارا یہ نام نہین ہے شاید یہی ہوگا اصلیت بھی کھل جائیگی
تمھاری طبیعت تسکین پائیگی کیا جلدی ہے ابھی تو ہم تمھارے مکان مین تمھارے ہین بڑے بڑے احسان
ہین ہنوز کلام معجز نظام صاحبقران زمان ناتمام تھا ہوشنگ درد اٹھ کھڑا ہوا ہاتھ اٹھا کر طائفے
کو منع کیا ناچ موقوف ہوا گھبرا کر کبھی جاتا ہے پھر اندر آتا ہے رنگ رو متغیر متردد و متحیر کبھی اپنے سرداروں سے
سرگوشی کرتا ہے کبھی تیغ و سپر اٹھاتا ہے کبھی بھالا سنبھالا کبھی تیر کمان پہ ہاتھ ڈالا آخر سرداروں کو ساتھ لیا ایک
گوشہ مین جاکر بیٹھا کچھ صلاح کی پھر گھبرایا ہوا قریب صاحبقران زمان کے آیا کہا اسوقت میری گستاخی

معاف فرمائیے شکر ہے خداوند لات وجبل کا میری مراد دلی حاصل ہوئی آپ نے صحت کامل پائی نشان
اپنا ہمکو لکھوا دیجیے مین دو سو سوار ہمراہ کرتا ہون آپ اسوقت روانہ ہو جائیے اگر زندہ رہینگے ہم خود آپ کے
پاس آئینگے یا آپ خود سرفراز فرمائینگے بشرط حیات ملاقات ضرور ہوگی صاحبقران نے فرمایا کیون برادر
خیر تو ہے مجھے تو ظاہر کرو تمھارے رنج و راحت کے شریک ہین اسوقت تمکو بہت پریشان دیکھتا ہون ہوشنگ
کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا آپ ایسے ہی شیر ہین مگر مہمان کا بچانا ضرور ہے کسی آفت مین غیر کو
پھنسانا عقل کا قصور ہے اسپر نے فرمایا ای برادر ہم ہرگز کہین نجائینگے معلوم ہوتا ہے کسی زبردست سے لڑائی
درپیش ہے صاف کہی پس و پیش ہے ہم سمجھ گئے اب نہ چھپاؤ ہوشنگ نے کہا اصل کیفیت یہ ہے کہ یہان
سے پانچ منزل پر ایک قلعہ ہے اُس قلعہ کو آہن حصار کہتے ہین بڑے بڑے نہاور اُس قلعہ مین رہتے ہین
بادشاہ وہان کا رستم وقت ہلال زرین علم صاحب جاہ و حشم اسکا خزانہ لازم لے کر میری سرحد سے گذرے
مین جا کر لڑا ہمراہیان خزانہ کو مارا مال تمام لوٹ لایا اب اُسکو کسی نے خبر مفصل سنائی کہ ہوشنگ
قزاق کا یہ کام ہے اُسنے قنطور آہن کلاہ اپنے پہلوان زبردست کو مع ساٹھ ہزار فوج کے روانہ کیا
اُسنے آکر قلعہ کو گھیر لیا سرہنگ عیار نے ابھی یہ آکر مجکو خبر سنائی اب قلعہ سے نکلنا دشوار ہے یہ تو آپ کو
ظاہر ہوا کہ مین قزاق ہون صرف بارہ ہزار جوان ملازم ہین اتنے بڑے بادشاہ سے کب لڑ سکتا ہون
آب و آذوقہ اتنا قلعہ مین نہین ہے کہ برس چھ مہینے بیٹھ کر لڑون آخر کیا کرون یہ صلاح ہوئی کہ پھاٹک
کھول کر بارہ ہزار جوان فوج قنطور پر جا پڑین اور لڑ کر نکل جائین کسی صحرا مین جا کر چھپ رہین قلعہ کو وہ
لے لین جب کبھی موقع پائینگے پھر قلعہ پر قبضہ کرینگے ورنہ قزاقون کا کوہ و دشت مقام ہے لوٹ مار کا یہی
انجام ہے صاحبقران زمان نے سر ہوشنگ دزد کا سینہ سے لگایا فرمایا ای بہادر نہ گھبرا جلد لشکر
بنا کر اُس بھیا سے ہم مقابلہ کرینگے تابہ آہن حصار لڑتے بھڑتے چلینگے آہن حصار کا تمکو بادشاہ
کرینگے اگر ہم قنطور کے ہاتھ سے مارے جائین اُسوقت تمکو اختیار ہے خواہ لڑنا یا جان بچانا ہوشنگ
نے کہا ای جوان مین تیرا مشکور و ممنون ہوا دس ہزار سوار سے اتنے بڑے بادشاہ کا مقابلہ کرنا ناممکن
پس اب آپ اسمین کد نفرمائین جلد قلعہ سے نکل جائین صاحبقران نے خود سر انور پر رکھا زرہ چینی
گھوڑے پر کاٹھی ڈالی کہا بھائی تم ہمارے ساتھ آؤ تردد و انتشار کو راہ نہ دو دیکھو تو کیا ہوتا ہے ہر چند
ہوشنگ نے کہا صاحبقران نے نہ مانا پشت اشقر پر سوار ہوئے ہوشنگ مردانہ وار مع بارہ ہزار

جوانان جرّار ہمراہ ہوا ساتھ والون سے کہتا ہی مین اس جوان کو اُٹھنے نہ دونگا پہلوانون مین بنام ہوجا
بہادر ضعف ہی کینے گے مہمان کو اپنے گھر مین بلا کر قتل کرادیا مگر اسکی صولت و شوکت مین فرق نہین
سربازی کرنے کو موجود ہی غرض بیرون قلعہ آئے ہوشنگ نے بارگاہ استاد کرائی خیمے استادہ ہوئے
چند ساعت دن باقی ہی کہ صحرا سے گرد اُڑی قنطور آہن کلاہ مع ساٹھ ہزار فوج کے آکر پہونچا اسکو خبر ملی
کہ ہوشنگ وزد واسطے مقابلہ کے آیا ہی موچھون پر تاؤ دیکر کہا واہ قدرت خداوندی ایسے قزاقون کو بھی
یہ حوصلہ ہوا کہ ہمارے مقابلے مین آیا ہی لشکر لیکر اُترا ہی قضا دامنگیر ہی ایسے کلمات لاف و گزاف کہتا ہوا
دنگل آہنی پر بیٹھا شراب پینے لگا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا نقارہ رزمی بجے بموجب
حکم طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے ہوشنگ کے موجود تھے خبرین لے کر چلے یہان صاحبقران
دنگل پر جلوہ فرما ہی ہوشنگ وزد سرنگون نہایت پریشان ہر مرتبہ صاحبقران سے کہتا ہی ای جوان تیرے
اقبال سے مین نے بڑی مہلت پائی قنطور آہن کلاہ آکر اُترا ہی مجکو یقین تھا کہ یلغر کرکے آئیگا اب یہی
رات بھر کی مہلت پائی مین مرد قزاق ہون ہزار ہا کوس نکل جاؤنگا کیا مجکو پاسکتا ہی بالون کو آگر وہ شبخون
مارونگا کہ ان بیچارون کے جی چھڑوا دونگا ہم سر کچھ نہین لڑسکتے ہم لوگون کا یہی کام ہی قلعہ آہن حصار
کو جاکر تہ و بالا کرونگا سلطنت مین خلل ہوا ہوگا اسیر قید ہی ہین ای برادر سنگھر ہویا تو طبل جنگی بجوا دے گا
یا بہ یلغر آئیگا جواب دیا جائیگا سحر کی کہائیگا آہن حصار کی بھی تدبیر ہو جائیگی تم اس مقدمے کو ہمارے
سپرد کرو جب ہم قتل ہو جائین پھر تمکو اختیار ہی ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ ہرکارے آکر ہوشنگ
کو دعاے جان دراز دیکے عرض کی کہ قنطور آہن کلاہ نے طبل جنگی بجوایا ہی کل صبح کو میدان
کارزار مین مقابلہ کریگا مگر حضور نہایت مغرور ہی جام بادۂ نخوت سے چور ہی ہوشنگ چاہتا
تھا کچھ جواب دے کہ صاحبقران نے فرمایا ای برادر ہوشنگ اپنے لشکر مین بھی نوازش
طبل کا حکم دو متردد نہو ہم اس سے مقابلہ کرینگے ہوشنگ نے مجبور ناچار حکم دیا لشکر قزاقان
مین بھی طبل جنگی بجا تیاری ہونے لگی ہوشنگ کو نہایت تردد کہتا ہی قنطور آہن کلاہ نہایت
زبردست ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی اس جوان نے غیرت دلاکر سب کی جان لی یہ تو ہماری غیرت
کا تقاضا نہ کرے گی مفت مین ایک مرد سپاہی مارا جائے ہم کھڑے دیکھا کرین مقام غیرت ہی جان
دینے مین سپاہی کی عزت ہی قزاق جواب دیتے ہین حضور جوان تو وہ منچلا ہی مگر ہم آسکا لگنا گوارا

نہ کرینگے خود لڑینگے ہم مرنے والے ہین کہنے سے اُسی جوان کے قلعہ سے نکل آئے ورنہ ہمارا کام یہ ہی کہ دھوکے سے رات کو لڑین غفلت مین جا پڑین ہلڑ کرکے قافلہ لوٹ لیتے ہین اپنی تدبیر سے دشمن کو شکست دیتے ہین اُدھر قنطور آہن کلاہ جب طبل جنگی بجوا چکا دربار برخاست کیا تخلیہ مین آکر بیٹھا ہرکارون سے پوچھا ہوشنگ وزرد کس بھروسے پر قلعہ سے باہر نکل آیا ہی کیا اپنے دل مین سمجھا ہی ہرکارون نے عرض کی ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان ہم جو بارگاہ مین ہوشنگ کی گئے دربار مین اُسکے ایک جوان فخر رستم و سام و نریمان مقام صدر پر بیٹھا تھا ہوشنگ حضور کے نام سے کانپتا تھا اُس شیر صولت نے ہوشنگ کو مطمئن کیا کہا کہ میدان مین ہم مقابلہ کرینگے تم کیون گھبراتے ہو مگر وہ جوان رعنا حسن و جرات مین یکتا ہی ہمنے اس حوالی مین اُسکو کبھی نہین دیکھا قنطور آہن کلاہ نے پوچھا آخر اُسکا نام کیا ہی وہ بھی کوئی بڑا بادی چور ہی یا کوئی شہزور ہی کہا نہین حضور اُسکے چہرے سے آثار سروری و سالاری نمودار ہی ماہ اوج عزت و وقار ہی قنطور آہن کلاہ نے کہا تم لوگ کیا جری بہادر کو پہچانتے ہو صبح کو بدولت ناشتہ مین چاشت کھائینگے جوان بڈھے سب کو دیکھ لینگے دونون لشکرون مین تیاریان مگر گران پریشان حال جانبین مین طلایہ پھر رہا ہی صدائے خبردار باش ناظر باش بلند ہی رات رہے سے نقیبون نے جوانان شیر دل کو جگانا شروع کیا

نظم

نقیبان سو بسو گشتہ خروشان

کہ دنیا بے ثبات و بے قرار است
جوانان دل قوی دارید امشب
کہ فردا روز گار کارزار است

جوانو جوانمرد ہشیار ہو
سلاحون سے اپنے خبردار ہو
یکایک ستارۂ سحری آسمان پر چکا ہیہات

علم آفتاب نکلا جب
فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا

رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار
مہ انجم سپاہ رو بہ فرار

شہنشاہ زرین علم بعد شوکت و حشم تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا قنطور آہن کلاہ بعد شوکت و جاہ کرگدن مست پر سوار ہو کر مع فوج وارد میدان کارزار ہوا ادھر ہوشنگ بارہ ہزار قزاق آراستہ کیے صاحبقران اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے ہوشنگ وزرد سے صاحب سلامت ہوئی اشقر کو آگے بڑھایا ہوشنگ وزرد کو مع فوج پشت پر لیا بعد کروفر میدان جنگ مین آکر پہونچے جانبین مین صفین جنگ کی درست ہوئین نقبائے بلند آواز

نے صدا دی ای مردان عالم یہ میدان کارزار ہے نام اپنے بزرگون کا روشن کرو نام رستم و اسفندیار صفحۂ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹا دو جاہ و جلال دنیا پر مغرور نہ ہو معشوقان پری چہرہ کو دیکھکر مسرور نہو حسینان یوسف جمال کیا ہوے بعد مرنے کے چہرے چاند سے گرد و غبار مین اٹ گئے تنہائی مین قبر کی کون کسکا ساتھ دیتا ہے حسرل ملک عدم کا سامنا ہے زوال کی انکر کرو نظم

اے یار دن دیکھ لے تو لطف گلستان جہان — پھر نواسنجی مرغان خوش آہنگ کہان
یاد کر جب سے تو پیدا ہوا کیا کیا دیکھا — کیسے کیسے گل خندان ہوے آنکھون سے نہان
جنسے اک دم کی جدائی نہ گوارا تھی ہمین — ایسے بچھڑے کہ نہین صفحۂ ہستی پہ نشان
فلک تفرقہ پرداز کی کج بازی سے — وہ جدا ہو گئے فرقت کا نہ تھا جنکی گمان
سامنے چشم تصور کے ہین وہ تصویرین — رات دن پیش نظر ہین وہ لب و چشم و دہان
حیف وہ لب جو نہ خالی تھے تبسم سے کبھی — مسکراہٹ کا اب آثار نہین انسے عیان
نہ رخسار کمد رہین تن آغشتہ بخاک — نہ وہ ہے ناوک مژگان نہ وہ ابرو کی کمان
نہ کسی چیز کی پروا نہ وہ شوخی نہ وہ ناز — نہ وہ ہنسنا نہ کسی کے لیے فریاد و فغان
کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے — ہاے کیا قبر کی تاریکی مین ہوگا خفقان
نہ جہان پرتو خورشید نہ تحریک صبا — نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہ تابان
نہ غم شادی دنیا نہ تمیز بد و نیک — بستر نرم کی خواہش نہ تلاش لب نان
کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین — طاقت نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

صدائین نقیبون کی سنکر مردان عالم جھومنے لگے آنکھون مین نشے جرات کے آ گئے دل مین جزم کر لئے ہم بجوین مرجائین نام کر جائین قنطور آہن کلاہ نے اس لڑائی کو مفت جانکر ساتھ والون کو روکا اپنا گینڈا بڑھا کر میدان کارزار مین آیا آواز دی ای قزاقان سرکش کچھ تمکو خوف نہ آیا مال سرکار کا لوٹ لیا بادشاہ عالی جاہ کہ جسکی نہیب شمشیر سے مردان عالم تھرّاتے ہین شیران دشت نبرد امن صحرا سے منھ چھپاتے ہین شہنشاہ زرین علم محترم و معظم بندۂ مقبول خداوند لقا زور مین پہلوان یکتا اب جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین نکلے مگر اونہو شنگ و زرد تیری جان بخشی کرتا ہون رومال

سے ہاتھ باندھ کے چلا آخطا تیری شاہ سے معاف کرادونگا صاحبقران نے مرکب
صف سے بڑھایا ہوشنگ وزرہ گھوڑے سے کود کر رکابون سے لپٹ گیا کہا ای
صف شکن قنطور آہن کلاہ برسر رحم ہے مین جاکر اصلاح کرتا ہون مال شہنشاہ کا
ابھی اپنے ذمہ کرلونگا کسی طور سے ادا کر دونگا صاحبقران زمان نے فرمایا ہم تم سے
کو چکے بعد ہمارے تمہین اختیار ہے بس اجازت میدان دو تکرار نہ کرو ہوشنگ وزرہ
نے سر جھکایا صاحبقران نے مرکب بڑھایا قنطور آہن کلاہ پر نگاہ پڑی ایک جوان
شیر صولت حسین وجمیل صف سے قزاقون کی نکلا مرکب باد رفتار زیر ران کلائیان
مارتا ہوا دم سے جنبور کرتا ہوا اتھو تھنی مثل غنچہ گل زلف حور کاکل چالاک وچست اعضا

سب درست عیوب سے پاک — **نظم** — اگر وصف توسن رقم کیا کرون — کہ شبدیز خامہ کا پالنگ ہے
طلا ہے عجب رنگ مشکین ہے — اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہے — تڑپتا ہے میدان مین سیماب وار
صبا نام رکھون تو بیرنگ ہے — ہر اک نعل ہے جسکے مثل کے — قدم با قدم مائل جنگ ہے
قدم کی روانی کو دریا کہون — وہ کوہ گران ہے وہ پاسنگ ہے — نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہے

قنطور آہن کلاہ حیران جمال ومحو دیدار ہوکر سراپا کو صاحبقران
زمان کے دیکھ رہا ہے بارادہ لگاور بڑھا امیر نے آوجہ سیر کی لگائی کہ پانچ قدم گھندا
قنطور کا دو قدم مرکب صاحبقران ایسے سور کا ہٹا قنطور نے چہرہ زیبا کو بخوبی دیکھا
شیر خشمناک فن جنگ مین بے باک مثل آئینہ حیران ہوکر سراپا کو دیکھا واضح رہے
ناظرین ہو کہ ہوشنگ وزرہ بھی صف سے نکل آیا ای محبت مین صاحبقران کی بیقرار
چونکہ صاحب جرأت ولیاقت ہے اپنے مہمان کا قتل ہونا شاق ہے خود جان دینے کا شائق
ہے قنطور آہن کلاہ نے پوچھا ای جوان تو بھی قزاق ہے فن جنگ مین بڑا مشاق ہے بدولت
کے مقابلہ مین آیا کچھ خوف نکیا اپنے نام سے آگاہ کر قریب قنطور آہن کلاہ ایک عیار ٹھہرا
تھا اسنے کہا ای پہلوان جہان مین کچھ عرض کرنا چاہتا ہون قنطور آہن کلاہ نے جھکایا
عیار وسردار سے آپسمین سرگوشی ہوئی قنطور کلام عیار سنتا ہے کبھی سر دھنتا ہے کبھی حیران ہوکر
جمال صاحبقران پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ بعد عرصہ دراز سر اٹھایا کہا ای جوان تو ہی صاحبقران

داماد نوشیروان ہزاران قزاقون سے کیونکر ملا لیسے شیر ببر کا اس بیشۂ ویران مین کیونکر گذر ہوا صاحبقران نے فرمایا صاحبقران کون مین تو ہوشنگ وزرہ کا نوکر ہون بدلے اپنے مالک کے جنگ کو حاضر ہون قنطور آہن کلاہ نے کہا اب نہ چھپایئے مفصل سبب آنے کا بتایئے ہر شخص آپکو جانتا ہے ایک ایک سنگریزہ پہچانتا ہے صاحبقران زمان نے فرمایا جو آپ کا گمان ہے شاید یہی ہو اب تو یہ میدان کارزار ہے ایسی باتون کا ذکر بیکار ہے قنطور آہن کلاہ نے کہا یا صاحبقران زمان مین تو مدت مدید سے آپ کے مقابلے کا مشتاق تھا میرا بادشاہ شہنشاہ زرین علم اکثر خواہان ہوا کہ یہ سر مسلمانان لشکر کشی ہو مگر ہر امر ساعت پر موقوف ہے آپ خداوند لقا کے دشمن ہین لقا پرستون کے رہزن ہین آیئے یہ میدان کارزار ہے ہوشنگ وزرہ نے بھی سُنا پیچھے ہٹا اپنے قزاقون سے کہا لو سمجھو یہ جوان امیر عالیشان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان داماد نوشیروان ہے یہان صاحبقران اور قنطور آہن کلاہ سے نیزہ چلنے لگا ہوشنگ و ہمراہیان ہوشنگ وزرہ بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین حریف مین مصروف ہین یہی کہتے ہین ای افسر آپ بڑے بشرہ شناس جرأت اساس ہین روز اول سے آپ فرماتے تھے یہ جوان کوئی بڑا صاحب شوکت و شان ہے یہ نہ جانتے تھے کہ صاحبقران ہے اب حضور کیا ہوگا ہوشنگ وزرہ کہتا ہے کہ مین صاحبقران کا ساتھ دونگا میرے واسطے آمادۂ حرب و پیکار ہونا اچھا ہے شہنشاہ عالی وقار ہے جسکا لوا سے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہے بلند ہو رہا ایسا بادشاہ اُسکی ذات سے ممتاز ہے میری کیا حقیقت ہے مجھ ایسے ہزار ہا چاکران کترین اُسکی خدمت مین حاضر رہتے ہین خداوند لقا کا ہم چشم ہے ایسے جوان کی شبیہ شمشیر سے رنگ آفتاب ماہتاب زرد ہے یہان تو یہ صفت و ثنا ہو رہی ہے صاحبقران اور قنطور آہن کلاہ سے نیزہ چل رہا ہے چند عرصہ مین صاحبقران نے قنطور آہن کلاہ کا نیزہ نکالا قنطور آہن کلاہ کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قہر و غضب مین تلوار کھینچی ہاتھ مارا صاحبقران زمان نے بازو کو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قصد کیا تلوار چھین لون قنطور نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کشتی کے زور ہونے لگے پیشدامر کسب

تاب نہ لاسکے پیٹ کے بھل زمین پر بیٹھ گئے دونون جوان کو وے آپسمن کشتی ہونے لگی ہوشنگ وزرد کھڑا دیکھ رہا ہی دونون لشکرون مین صداے تحسین وآفرین بلند ہو قنطور آہن کلاہ تین پہر کامل صاحبقران زمان سے لڑا پہر دن رہے صاحبقران زمان نے قنطور آہن کلاہ کو زیر کیا فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی قنطور آہن کلاہ سوچا اب اگر کچھ خلاف کہونگا جان جائیگی طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا صاحبقران زمان نے چھوڑ دیا قنطور آہن کلاہ نے اہالیان فوج کو بھی آواز دی صاحبو مین نے صاحبقران زمان کی اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو میرے ساتھ رہے ورنہ میرے پاس سے چلا جاے سب افسران لشکر اشارے کو قنطور آہن کلاہ کے سمجھ گئے جواب دیا ہم حضور کے ساتھ ہین جسکی آپ نے اطاعت کی ہم بھی اُسکے غلام حلقہ بگوش ہین اب صاحبقران زمان طرف ہوشنگ وزرد کے پلٹے فرمایا ای ہوشنگ وزرد تم ہمارے محسن ہو مفصل حال کے مشتاق تھے اب حالات ظاہر ہوے ہمارے حسب ونسب سے ماہر ہوئے ہوشنگ وزرد دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ جان میری ناخن پا سے حضور کے نثار ہی آج دولت کونین حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی مع بارہ ہزار قزاق کے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا بصدق مسلمان ہوا مگر قنطور آہن کلاہ نے دست بستہ عرض کی کلاہ فخر غلام کی پایہ عرش اعلی پر پہونچایئے آج لشکر مین غلام کے دعوت نوش فرمایئے ہوشنگ وزرد بھی شریک جلسہ ہون کل جیسا ارشاد ہوگا بجا لاینگے تا حیات قدم اقدس کو نہ چھوڑینگے صاحبقران زمان نے فرمایا ای برادر یہان ایک ایک دم مجکو زیر دم شمشیر گذرتا ہی لقا سے مقابلہ ہوا تھا جنگ مغلوبہ مین زخمی ہوا مرکب اسطرف نکال لایا چاہتا ہون کہ اسی وقت اپنے لشکر مین پہونچون ایک لمحہ تامل نکرون اور ای برادر یہ بھی سب صاحبونکو معلوم ہو کہ کوئی ہوشنگ کو ہوشنگ وزرد نہ کہے بیٹے ہوشنگ نوجوان خطاب دیا قنطور آہن کلاہ نے عرض کی بدل وجان قبول کرینگے مگر آج کی شب غلام کو خدمتگزاری سے محروم نہ فرمایئے صاحبقران خلق مجسم ہین سر جھکا لیا کہا جو تمھاری خوشی کل صبح کو کوچ کرینگے یہ فرما کر قنطور آہن کلاہ کے ساتھ ہوئے بارگاہ مین آئے قنطور آہن کلاہ نے بخاطر صاحبقران زمان کو لا کر مقام صدر پر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا پہلو مین صاحبقران زمان کے ہوشنگ نوجوان کو بھی بٹھایا

شروع ہوا ایک نازنین پری پیکر کا باشارۂ قنطور سامنے صاحبقران کے آکر رقص کرنا اور گانا غزل

اُس لب پہ الٰہی مرے مرنے کی دعا ہو
مین سُنکے کہون کو سُننے والے کا بھلا ہو

جس منہ سے عنایت کا تری شکر ادا ہو
شکوہ وہ کرے پھر تو نہین اُس سے گلا ہو

احسان ہو اُسکا ترے در پر جو گرا دے
ٹھوکر ہو کوئی ضعف ہو یا لغزش پا ہو

سینہ مین فقط یار کا دم بھرتی رہے سانس
تار ایک ہو بس ایک ہی سی اسمین صدا ہو

خلوت مین جو آتے ہو کوئی اور نہو ساتھ
دل ہی مین رکاوٹ ہو نہ آنکھو نمین حیا ہو

آتی ہی پری بنکے مرے گھر شب فرقت
آفت ہو تو ٹالے کوئی رد ہو جو بلا ہو

دل مانگتے ہو منہ سے مگر کچھ نہین سکتے
انسان ہو تم یا کوئی شوخی ہو ادا ہو

مین مانتا ہون تم چاند مگر دلمین جو ہی فرق
آغوش مین ہو وصل کی شب اور جدا ہو

کیا غم مرے پہلو کو کیا دل نے جو خالی
اندیشہ ہے کچھ یار کو جا کر نہ بھرا ہو

رہ سکتے نہین غیر کے دل مین بھی وہ چھپکر
دنیا ہو فلک اور مری آہ رسا ہو

قاصد کو اُدھر بھیج کے آیا ہی جو کچھ یاد
کرتے ہین دعا یار کا گھر بھول گیا ہو

کیا جانے کہان تجھے ابھی کچھ پوچھ نہ ہمدم
کہدینگے ٹھکانے کی ذرا ہوش بجا ہو

جو خاک مری خاک پہ ڈالے رہے آباد
آندھی ہو بگولا ہو کہ صرصر ہو صبا ہو

بیباک ہی ہو نا نگہ یار کا اچھا
ملتی ہی جلال آنکھ وہ کب جسمین حیا ہو

عین محفل عیش ونشاط مین قنطور آہن کلاہ نے اپنے سردارون سے صلاح کی کہا بھائیو مین نے حمزہ کے ہاتھ سے اپنی جان بچائی اب چاہتا ہون کہ ہوشنگ وزیر حمزہ کو گرفتار کرون خدمت مین اپنے بادشاہ کی لیجاؤن تمہارے نزدیک کیا مناسب ہے سبنے کہا حضور یہ مرد مسلمان ہے اسکا قتل کرنا خداوند لقا پر احسان ہے قدرت کو بڑے بڑے صدمے دیئے ہین بچارے خداوند ملک بملک بھاگتے پھرتے ہین اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین آئے ہین سلیمان عنبرین موے کوہی نے دامن پناہ دیا ہے عرصہ دراز سے لڑ رہا ہے اگر آپ اسکو خدمت مین خداوند کی لیجائینگے طرۂ پیغمبری ملیگا ہم لوگ عہدہ ہائے جلیل سے سرفراز ہونگے قدرت کو ہماری خیرخواہی پر ناز ہوگا ہوشنگ وزیر بھی دل سے

مطیع ہوا ہی ظاہر مین خاطر کیجیے بیہوشی پلا کے پکڑ لیجیے قنطور کو یہ راے پسند آئی فوراً شراب
مین بیہوشی ملائی عین گرمی صحبت مین اُس مست بادۂ جرأت و شجاعت و سرشار ساغر شان
وشوکت کو جام شراب اُس بدمست مئے مکر و نخوت پیر مغان خمخانۂ تزویر و دولت نے پیشکش
کیا اُس ساقی میکدۂ سخاوت کو کچھ انکار نہوا نوش فرمایا ہوشنگ ذروے نے بھی پیا صاحبقران
زمان کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قنطور آہن کلاہ ملعون سے فرمایا کہ یہ شراب کیسی خراب
تھی دل کو بیچین کر دیا جام قلب کو غم و الم سے بھر دیا قنطور آہن کلاہ نے کہا باش او
حمزہ تو نے بڑے بڑے ملک تباہ کیے سیکڑون بیخطا قتل ہوے یہان تمھاری قضا
لیکر آئی تھی صاحبقران زمان تلوار ٹیک کر جاتے تھے مین آنکھین بیہوشی نے اپنا کام کیا
اُس آغاز بد کا یہ انجام ہوا لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوے ہوشنگ نوجوان گھبرا کے
اُٹھا اُسکو بھی بدمستی کا جوش ہوا آخر یہ بھی گر کے بیہوش ہوا چار سو سرداران ہوشنگ
اُٹھے امیر بلا زمان قنطور آہن کلاہ جا بڑے ایک کو دس نے ملکر گرفتار کیا فوج بے شبخون
مارا قزاق تاب نہ لاے آخر بھاگ نکلے اُس بیحیا نے مال خزانہ سب لوٹ لیا خیمے بارگاہین
قبضہ مین کین رات ہی کو صاحبقران و ہوشنگ نوجوان کو ایک ارابے پر لاد کر
طرف آہن حصار کے روانہ ہوا جب نیّر اعظم بصد درد و الم محبس مشرق سے زنجیر لے
شعاع مین جکڑا ہوا قلعۂ نیلی حصار پر بلند گشت ہوا روشن و منوّر ہر ایک کوہ و دشت
ہوا تکان سے ارابے کی اول ہوشنگ کی آنکھ کھلی دیکھا اپنا گھر چھوٹا یہ کیا سلسلہ ہی کہ
خانۂ زنجیر مین مسکن ہی طوق و زنجیر کے پابند ساتھ والون کو دردمند پایا قریب اپنے امیر
باتوقیر کو مسلسل و مطوق دیکھ کر بہت گھبرایا آواز دی اے آقاے نامدار آنکھین کھولیے دیکھیے
یہ کیا غضب ہوا امیر بیدار ہوے ہوشنگ کے پکارنے سے ہوشیار ہوے فرمایا اے برادر
کیون گھبراتے ہو جو مشیت پروردگار ہو ظاہر ہوا کہ اُس نامرد نے حماقت کی دوستی مین
عداوت کی ایسے ایسے شعبدے بہت پیش آے ہین وہ مالک ہی اگر حیات باقی ہی رہا
ہو جائینگے متردد نہو مصرعہ چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ۔ اے برادر
تحول سود از مانے کو ہر دم کامل و اکمل کے مٹانے کی کوشش ہی فلک کجرفتار گردون غدار

گو ہر وقت گردش ہی نظم سودا

سوائے خاک نہ کھینچونگا منت دستار / کہ سر نوشت لکھی ہی مری بخط غبار
چمن زمانے کا شبنم سے بھی رہے محروم / اگر نہ رووے مرے روزگار پر شب تار
کرون ہون تیز مین دندان اشتہا بر سیخ / زمانہ سنگ ملامت سے توڑتا ہی بہار
عجب نہین ہی کہ جاتی رہی ہو دنیا سے / زبس خوشی نے مرے دل سے اب کیا ہی کنار
شراب خون جگر ہی مجھے گزک دل خویش / صدائے نالۂ دل ہی مجھے ترانۂ یار
رہی نہ شیشۂ صحبت کی ہیچ کیفیت / نت آٹھو کے سنگ سے اس سر کا توڑتا ہی خمار
زمانہ دل کو مرے اور عہد یار کو اب / شکست سے نہین دیتا ہی ایک آن قرار
زبسکہ دل ہی مکدر مرا زمانے سے / بجائے اشک مین آنکھو نسے پونچھتا ہون غبار
کہان تلک وہ کرے روزگار کا شکوہ / کہ جسکے بخت کی سوگند کھائے ہی ادبار

ای ہوشنگ نوجوان وقت رنج و ملال ہی اسکا کیا خیال پروردگار کا شکر کرو وہ حافظ و نگہبان ہی اس قید و بند مین بھی اُسکا احسان ہی نامردون نے بہ مکر گرفتار کیا ہی مردی و جرأت مین فرق نہین آیا مگر قنطور آہن کلاہ جب قریب آہن حصار پہونچا پانچ کوس کا فاصلہ باقی رہا قنطور آہن کلاہ نے اپنے بادشاہ کو عرضی لکھی بعد القاب شاہانہ لکھا ای شہنشاہ باقبال صاحب جاہ و جلال آپکا نیّر اقبال اوج پر ہی غلام ہر سے چلتا ہوشنگیہ لشکر کشی کرکے گیا ہوشنگ قزاق بہ صد طمطراق حمزۂ عرب کو ساتھ لیکر مقابلے مین آیا مین نے حمزہ کو بہ فن کشتی زیر کیا ہوشنگ وزدوکی کی مشکین باندھ لین قلعہ مین آپ کا سکہ جاری کیا قید صاحبقران لیکر حاضر ہوا ہون پانچ کوس قلعہ سے ہٹ کر اترا ہون جسطرح حکم ہو قید دشمنِ خداوند لقا کو لیکر قلعہ مین آؤن معاوضہ مین جرأت و لیاقت کے خلعت و جاگیر پاؤن عیار نے عرضی دی آسنے خدمت مین شہنشاہ زرّین علم کے پیش کی شہنشاہ نے پڑھکر تاج کو کج کیا نخوت سے موچھون پر تاؤ پھیرا کہا یارو قنطور آہن کلاہ نے وہ کام کیا جو بہرام فلک سے نہ ہو سکتا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کو گرفتار کرکے لاتا ہی جواب لکھو کہ کل بوقت سحر قیدی اس سرکش کی لیکر داخل قلعہ ہو شہر تمام

آئینہ بند کیا جائے دوکاندار و اہالیان شہر کو بھی خبر ہو اشتہار دیا جائے ڈھنڈورا پٹے کہ کل دشمن خداوند لقا کی قید شہر مین آئیگی سب اپنے اپنے مقام پر خوشی کرین بوقت سحر آمد قید کا تماشا دیکھین قنطورا آہن کلاہ نے پہر رات رہے سے لشکر تیار کیا گنہگارون کو ارابے پر سوار کیا طرف شہر کے لیکر چلا یہان صبح سے بازار مین ہنگامہ ہے تمام دوکانین تماشا بینون سے معمور کرون پر کسبیان بناؤ کرکے بیٹھی ہین ہر ایک کی زبان پر یہی ذکر ہے صاحبو کیا ہمارا بادشاہ صاحب اقبال ہے جسنے سلطنت نوشیروان کو مٹایا گنجاب ایسے سرکش کو مارا ملک باختر پر لشکر کشی کرکے آیا ملک قرناکوک عقرب چشم زحل پیشانی شیر اسلان نامدار قمر رستم و اسفندیار اپنے سامنے فیل مست کی حقیقت نہ جانتا تھا حمزہ سے اکثر ہم نبرد ہوا اسکی نہیب شمشیر سے وہ بھی گرد برد ہوا آج قید ہوکر آیا ہے یہ روز سعید خداوند لقا نے دکھایا ہے تمام امرا و رؤسا نیز مہاجن مرد و عورت ادنی اعلی خرد و کلان پیر و جوان قید کا تماشا دیکھنے کے مشتاق ہین ناگاہ ظاہر ہوا اہالیان شہر نے دیکھا ایک جوان رشک نور نگاہ پیر کنعان صاحب شوکت و شان چہرہ ماہ تابان جلالت و لیاقت چہرہ نورانی سے عیان قید آہن مین گرفتار ارابے پر سوار پہلو مین ایک شیر نر رستم و اسفندیار سے بہتر مسلسل و مطوق عقب مین چارسو سوار نامی نامدار قنطورا آہن کلاہ آگے آگے اہتمام کرتا ہوا پشت پر ساٹھ ہزار سوار جوانان نیزہ دار اُن قیدیون کو گھیرے ہوئے چلے آتے ہین جس کسی کی نگاہ جمال بے مثال صاحبقران زمان پر پڑی کوئی یہ کہکر ہنسا کہ یارو آج روز عید ہے زمانہ سعید ہے یہ وہ شخص ہے جسکی نہیب شمشیر سے بہرام فلک کانپتا ہے سلطنتین مٹادین چند خداوندون کو قتل کیا نام لات و منات مٹا دیا ہے بجائے دیر مسجد بنا دی ہے شکر خداوند لات و منات سے ذلیل و حقیر ہوا قنطورا آہن کلاہ نے ذکر کیا اب اسکو قتل کرینگے جو اسکے قتل مین شریک نہوگا خداوند لقا اسیر جہنم واجب کرینگے دوسرا اہل دل اسکے برابر کھڑا تھا اسنے اسکے منہ پر ہاتھ رکھدیا کہا اے بھائی توبہ کر و گردش فلک سے ہر شخص ناچار ہے دنیا مقام عبرت ہے نہ جائے عشرت نظم سودا

مین سخت تنگ زمانہ سے دلمین حیران ہون | کہ مہر سنگدلان کیونکر یان گئی ہے سما
گدازِ عشق ہے اتنا کہ چند قطرہ اشک | مثال شمع ہے ہر بند استخوان میرا

گذر ہوا طرف میکدہ مرا اک دن
وے نگاہ جو کرتا ہون میکدے کی طرف
کہ مست چاک گریبان و جام چشم پُر آب
یہ حال دیکھ کے وانکا خرد سے پوچھا مین
دیا جواب خرد نے مجھے کہ ای نادان
بتون کی چشم مین جون اُسے شیشۂ صہبا
گئے حواس مرے مجھ سے دیکھتا ہون کیا
ہی آہ و نالہ مین ذوق گریہ و رنگلو مینا
جگہ طرب کی مین آیا ہون یا کہ جاے عزا
مقام رنج و مصیبت ہی صاف یہ دنیا

ای برادر خوف کرنا چاہیے ہمکو یا تمکو بھی فلک گردش نہ دکھلاے خوشی مبدل بہ مصیبت ہو جائے گر آرابہ صاحبقران زمان کا بیچ چوک مین پہونچا کوٹھون پر ہنگامہ ہی کہیان پکارتی ہین کہ کیا حسین ہی ایک کہتی ہی بوا ظالم کی آنکھین تو دیکھو دیدۂ غزال کو شرماتی ہین پلکین چھریان یا تیر جان ستان ابرو شمشیر اصفہان عارض رشک ماہ تابان ہونٹون سے مسیحائی عیان سفید دانت موتی کی لڑیان سینہ صفحۂ بلور شکم تختی نور پانون ستون قصر جرات و ہمت اور ہاتھ دستگیر جود و سخاوت سراپا سانچے مین ڈھلا ہی ای بوا یہ جوان تو نور کا پتلا ہی کوئی چاہتی ہی اپنے کوٹھے سے گرادون کسی کا قصد ہی کہ جان و مال نثار کرون ایک کھیلی کھائی کہتی ہی اس جوان کو پاؤن تو کلیجہ مین چھپاؤن قنطور آہن کلاہ کا سوار مغرور خرس پیکر صاحبقران زمان کے آرابے کے قریب ہی امیر نے فرمایا ای پہلوان دوران ذرا حکم دو چند ساعت کو ارابہ ٹھہر جائے ہم بھی تمہارے شہر کی کیفیت دیکھ لین اتفاق سے یہ ہو کر گذر جواہرات آباد مقام ہی ملک زرریز زمین حسن خیز نازنینان سیمین کا جاوہ ہی پریون کا اکھاڑا حورون کا جمگھٹا ہم بھی سب کو دیکھین آنکھین سینکین بقول شاعر مطلع غزل آنکھین سینکین اور اپنا دل مضطر جلے * دے بے دردی کوئی تاپے کسی کا گھر جلے * مغرور نے کہا بادشاہ کا حکم آچکا ہی ارابہ نہ ٹھہریگا امیر نے فرمایا او بیحیا ہمنے تجھ سے بعجز کہا تو نے جواب بہ نخوت دیا ہم چند ساعت یہان ضرور ٹھہرینگے مغرور نے کہا قیدی کا کیا اختیار مسلسل مطوق مجبور ناچار امیر نے فرمایا مجبور ناچار تو ہوگا کلام سخت کریگا تو بے آبرو ہوگا یہ فرما کر دونون ہاتھ شیرانہ آرابے پر جمائے بقوت تمام لنگر مارا آرابہ چلتے چلتے رُک گیا بیل و جبل بنگلے ریشہ کے شتر اکے پڑرہے ہین قدم نہین اُٹھا سکتے تک تک کی صدائین بلند گاڑی بان دردمند غل شور تو یارو قیدی بگڑگیا ارابہ نہین

بڑھتا مغرور نے اشارہ کیا نیزہ دارون نے سنا سنا سے نیزہ جسم سے صاحبقران کے
ملا دیئن جسم اطہر چھن گیا تمام بدن فوارہ بن گیا فرماتے ہین او نامرد و سنان نیزہ سے کیا
ڈراتے ہو سر بھی کاٹ تو توانائی ہی کرین ثابت قدمان کوے جرأت ہین لاش بھی اسی مقام
پر دفن ہوگی اب امیر چہار جانب سر اٹھا اٹھا کر زیب و زینت شہر کو ملاحظہ فرما رہے ہین
عمارتین قطع دار سجا ہوا بازار ہر سمت یہی پکار ہو کیا صاحب ہمت و لیاقت ہی تاجران عالم
اسوقت جمع ہین خواجہ خورشید بازرگان جہان گشت ہین ہر ایک اقلیم مین جاتا ہی
تلوارین سپرین نیزہ و تیر و کمان شاہان و پہلوان اِسی تاجر سے خریدتے ہین اُسنے دیکھا
کہ صاحبقران زمان نے لنگر مارا اور مغرور خرس پیکر تیغہ کھینچکر چلا کہتا ہوا کہ ابھی اِس
قیدی کا سر کاٹے لیتا ہون ابھی اس سرکشی کی سزا دیتا ہون خواجہ خورشید نے دامن مغرور
خرس پیکر تھام لیا کہا ای پہلوان دوران اگر اسوقت اس شیر بیشہ یکتائی کا سر کاٹ لوگے
خوب سمجھ لو اسکے فرزندان ارجمند سرداران جرأت پسند قیامت برپا کرینگے قلعہ آہن حصار
مین آگ لگا دینگے ای رستم خصال مین ہر سال اسکے لشکر مین جاتا ہون نفع کثیر پاتا ہون خداوند
فرعون شاہ پر جب سامان لشکر کشی ہوئے ہفت در بند فرونیہ کے تمام عالم مین جا بجا
مشہور ہین مشیر خدائی ساحر ششمش تھا ایک پہلوان بادشاہ سرکش تھا ور بند اول
سیلیہ سہیل چرم پوش نوجوان خوشرو کئی مہینے آپ کے لشکر سے لڑا آخر زیر ہوا دیگر در بند
نقرہ کوہ بادشاہ سکندر شاہ نقرہ کوہی ایسا صاحب شعبدہ تھا کہ لشکر خداوند لقا سامنے
سے لشکر اسلام کے غائب ہو گیا جرأت اسکا نام ہو کہ ہی شیر دلیر آمادہ ہوا کہ تلوار کھینچکر دریا
مین کود پڑونگا اندر قلعہ کے جا کر خداوند لقا کو گرفتار کر دونگا پھر نقابدار سیاہ پوش سے لڑا نیان
اِسکے ہاتھ سے سردارون کی صفائیان کیسے کیسے ساحر و پہلوان مارے زمین تھراتی تھی زبان
دشمن سے تحسین و آفرین کی صدا آتی تھی جانشین انکا وارا سے ہند رستم زمان لندھور بن
سعدان اٹھارہ سو من کا گرز کاندھے پر رکھ کر میدان مین آتا ہی جسکی ہیبت و سطوت سے
چرخ چنبری تھراتا ہی اُس لیے رشک رستم کو ابر، جوان دلکش نے بارہ برس کے سن مین
جا کر زیر کیا اسکا فرزند دلبند انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنہ ملک باخر پہلوان تہمتن بدیع الزمان

گرد لشکر شکن ملک سنجان مین یکہ و تنہا پہونچا دختر گنجاب ملکہ گوہر ملک معشوقہ فرزند خاندان لقا پر عاشق ہوا چہار باغ ملک حربان سے اسقدر شبخون لشکر گنجاب پر مارے کہ کئی سو افسر نامی و نامور قتل کیے فوج کا کیا شمار آخر گنجاب کے ممالک قبضے مین کئے جنگ ہفت صف مین ساتون صفین توڑین کمر بند گنجاب مین ہاتھ ڈال دیا تمام عالم نے دیکھا کہ دست حق پرست پر بلند کیا ای پہلوان ایسے شیر دلیر کو اس خطا پر قتل کرتا ہی اسکے فرزندان و برادر و پہلوانان عالی وقار سے نہین ڈرتا ہی مین جاکر بہ لطف عرض کرتا ہون و علمگر اپنا اٹھا لینگے مغرور خرس پیکر یہ حالات جلالت آیات سنکر تھرایا رک گیا مگر خواجہ خورشید بازرگان قریب صاحبقران زمان کے آیا جھک کر سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا اور بہ کشادہ پیشانی فرمایا ای خواجہ خورشید اس شہر مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی خبر سنکر زیارت حضور کا مشتاق ہوا اسوقت سنان نیزہ سے جسم حضور کا فگار ہی جرأت آپ کی مثل آفتاب عالمتاب روشن و آشکار ہی وہان دربار مین بادشاہ کے سردار جمع ہین چلکر وہان شیرانہ کلام کیجیے ای شہریار حفاظت جان بھی واجب و لازم ہی آپ کی شمشیر زنی سے ستون قصر جرأت قائم ہی صاحبقران نے فرمایا ای خورشید ایسے ایسے معرکے بہت گذرے نامردون نے مکر سے سالہا سال قید کیا جفائین اٹھائین اس زنداری کا کیا افسوس ہی یہ فرماکر امیر نے دست حق پرست اٹھانے ارادہ سبک ہوگیا مگر ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ صاحبقران زمان کی قید کے آنے سے ایک دن پیشتر مشہور ہوا تھا کہ داماد نوشیروان سرکوب کفاران زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کو قید کرکے قنطور آہن کلاہ لاتا ہی وزراء و امراء و اہالیان شہر تماشا دیکھین خیمہ محل مین شہنشاہ زرین علم کے ناظرون نے پہونچائی شاہ مذکور کا شانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتا ہی ایک دختر بلند اختر ماہ جبین حسین نیکو سرشت رشک حور بہشت شیرین کلام ماہ عالم افروز نام کنیزون نے آکر کہا حضور آپ کے والد نامدار بڑے صاحب اقبال ہین کہ داماد نوشیروان قید ہوکر آتا ہی تمام شہر آئینہ بند ہی تمام اہالیان شہر واسطے تماشا کے جمع ہین آپ بھی چلکر ملاحظہ فرمائیے مقام عیش و فرحت ہی ملکہ ماہ عالم افروز نے پوچھا کہ یہ تو اکثر سنا ہی وہ نوجوان بڑا زبردست ہی مگر لفظ نوشیروان سنکر یہ خیال آیا ہی کہ کونسی

دختر بلند اختر شہنشاہ بلند اقبال کی اُس جوان کو منسوب ہی ملکہ پروین وزیرزادی نے
دست بستہ عرض کی حضور یہ قصہ طول و طویل ہی داماد ہونے کی یہ دلیل ہی دختر شہنشاہ
ہفت کشور ملکہ مہر نگار سمن عذار سہی قد ماہ پیکر نازنینان جہان کی افسر شہرۂ حسن و جمال
انکا ہفت اقلیم مین تھا یہ جوان قید ہو کر جو آیا ہی یہ بھی آفتاب عالمتاب عربستان شیر چوکھم
قائل پہلوانان نامی بلکہ دشمن شہنشاہ حشام بن علقمۂ خیبری کہ جسکا نوے ارنج کا قد و قامت
تھا جسکی ہیبت سے فیل مست صحرا سے نہ نکلتے شیر دُم دبا کر بھاگتے تھے تاج و تخت
نوشیروان چھین لیا تھا اس جوان نے اُس کوہ تمثال کو یک ضرب شمشیر دو ٹکڑے
کیا شاہ کا تاج و تخت لاکر دیا ملکہ مہر نگار ایسی گلعذار کو اس ماہ اوج اقبال سے منسوب کیا
اسوجہ سے داماد نوشیروان مشہور ہوا آخرش فساد برپا ہوے نوشیروان نے بڑی
بڑی شکستین کھائین ذلتین اُٹھائین علاوہ ملکہ مہر نگار دوسری دختر نوشیروان فرخ سیما
جہان ملکہ گوہر تاجدار تھی اس جوان کے عقد مین آئی پس حضور یہ شیر بیشۂ عربستان با تعب
یو ثانی سلیمان حسن و جمال مین یکتا ہی انتہائے رستمی یہ ہی کہ خدا و عدلقا سے لڑ رہا ہی شہرون
شہرون بھگاتا پھرتا ہی نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ قنطورا آہن کلاہ اس صاحب حشمت
و جاہ کو قید کرکے لایا ہی ملکہ عالم افروز یہ قصۂ جانسوز سنکر دل و جان سے دیدار فرحت آثار
اسیر با توقیر کی مشتاق ہوئی سر بازار چوک مین ایک قصر شاہی تعمیر ہی اسمین ملکہ مع
پروین وزیرزادی و چند انیسان خاص ہمدم باخلاص جلوہ فرما ہی جبوقت یہ ہنگامہ ہوا
یعنی صاحبقران زمان نے سنگریزہ مارا اژدرہا ہوا آتش کرو قتل کرو قیدی بگڑ گیا ملکہ ماہ عالم افروز
سے پروین وزیرزادی نے کہا حضور دیکھیے قید مین وہ جوان بگڑ گیا ہی اژدرہا سے ہو رہا ہوا لیا
زبردست ہی ارایہ نہین بڑھتا ہی ملکہ ماہ عالم افروز بصد ناز و ادا مسند ناز سے اُٹھی قریب
چلمن آئی جھک کر دیکھا جمال خورشید مثال صاحبقران زمان پر نگاہ پڑی دیکھا سر سے پیر تک
سے فر و شوکت آشکار چہرے سے جلالت و شوکت نمودار شیر خشم رستم حشم یوسف جمال
آسمان لیاقت کا ماہ کمال پائے اقدس سے ثابت قدمی پائی جاتی ہی دست و بازو قوی تنومند

پر پر ہی نظم جلال

ہر بار کوندتی ہی وہ بجلی نگاہ مین
کچھ دل مین ہم وہ لیکے چلے کج نگاہ مین
دل سے لبون تک آنے کا بھی حوصلہ نہین
تارے گنا کیا ہون مین روز سیاہ مین

کھلتی نہین ہی آنکھ تری جلوہ گاہ مین
کچھ ٹھنڈی گرمیان سی ہین تجھمین مری آہ مین
کہتا ہی نالہ یاس بجھا دیگی راہ مین
لے ڈوبے دل کو دیدۂ تر واہ رے سحاب

حسرت تھی دید کی جو تری جلوہ گاہ مین
وہ بھی تو دیکھتا ہون انھین کی نگاہ مین
اللہ ری تیرگی کہ بر نگ شب فراق
یوسف کو بھائیون نے کیا غرق چاہ مین

ملکہ ماہ عالم افروز نے بے اختیار آہ کی کبھی واہ کی زبان سے نکلا ابیات

آنکھون مین ہوکے دل مین قدم رنجہ کیجیے — تکلیف ہوگی تھوڑی سی گردش ہی راہ مین
چمکا ہی صبح تک مرے سینہ کا داغ بھی — چشمک چلی ہی رات کو کیا مہر و ماہ مین
کیا مجھ سے بچتی پھرتی ہی قاتل مری قضا — آکر چھپی ہی تیغ ادا کی پناہ مین
آہون کے جوش نے تہ و بالا کیا ہی دل — آندھی اُٹھی ہی میرے جہاز تباہ مین
یون آہوان دشت کی آنکھون مین کھب گئی — سبزی رہی نہ میری لحد کی گیاہ مین
شوخی فریب سحر فسون لاگ شعبدہ — کتنے کرشمے دیکھے تری اک نگاہ مین
ہے یار صبح و شام ہی آنکھون مین ایک سی — ہمکو نہین تمیز سفید و سیاہ مین
کیا اُسکے آگے شیشے مین عاشق ڈرے ہوے — آواز تک نہین ہی غمزدون کی آہ مین
جاگا کوئی تو صبح کو ہمسر کریگا حشر — فتنے بھی سو رہے ہین تری خوابگاہ مین
پہونچے نہ کوے یار تک آخر ہم ای فلک — بیٹھی نہ خاک اُٹھ گئی دیوار راہ مین
مین نالے کرنے کو قیامت مین رہگیا — چپکی وہ لی کسی نے دل داد خواہ مین
اب کیون ڈرین گناہ کرین شوق سے جلال — لکھنے ہی کی جگہ نہین فرد گناہ مین

دیگر

رکتا ہی دم نفاق عجب جسم و جان کے ہین — کیون ای فراق دوست یہ جھگڑے کہان کے ہین
چھپتے نہین گواہ یہ سوز نہان کے ہین — چند اشک گرم مین کئی چھالے زبان کے ہین
ای آہ اُنسے پہلے سمجھ بوجھ یار مین — آزار دیتے ہین جو ستمگر آسمان کے ہین
کسطرح نالے کرتے ہین مین بھول ہی گیا — احسان مجھ غریب پہ ضبط فغان کے ہین
فریاد ہم کرین بھی خدا سے تو کیا کرین — مارے ہوئے تغافل جور بتان کے ہین
منزل مین لیکے بیٹھ گیا ہی ہجوم یاس — تھکنے نہ ہم تھکائے ہوئے آسمان کے ہین

اپنا غم فراق نے دونوں کو کرلیا | اب دل جگر ہمارے نہیں مہمان کے ہیں
عاشق تری گلی سے نہ جائینگے بے مٹے | نقش زمین ہیں داغ دل آسمان کے ہیں
نقش قدم پکارتے ہیں راہ عشق میں | مٹ جائے جو مٹے یہ نام و نشان کے ہیں
سست ہو بسملوں کو بھی دم توڑتے تو یوں | انداز جان کنی وہ ترے نیم جان کے ہیں
زیر مژہ ٹھہر گئے عارض پہ رہ گئے | رنگ آنسوؤں کے بال میں پیدا نوالگے ہیں
دل دیکھنے کو دیتے تھے دل پھیر لیجیے | پہلو تہی نہیں یہ امتحان کے ہیں
رحمت کچھ آگے بڑھ کے انھیں لیگی اے جلال | جو پیچھے پیچھے حشر میں ہیں بے زبان کے ہیں

یہ اشعار آبدار حسرت خیز وحشت انگیز زبان پر جاری ہوتے اس مجلس ہولی سراپا کو دیکھ رہی تھی مبہوت عشق میں دل میں جوش محبت آنکھوں میں نشہ بادہ عشق کی کیفیت پیشانی پسینہ آلود فوج رنج و مصیبت سامنے موجود سیت حق پرست صاحبقران نے ارابے سے اٹھائے خون چشم سے بہتا ہوا نگاہیں خشم آلود پلکوں سے سرکشی آشکار تیر مژگان کلیجہ میں ملکہ ماہ عالم افروز کے گڑ گئے قلب و جگر میں ناسور پڑ گئے ہائے کہکر سینے پر ہاتھ مارا اب اختیار میں کیا ہائے ستم

نظم

ہمیشہ مستعد کارزار ہیں پلکیں
فراق یار میں یوں اشکبار ہیں پلکیں
وہ آنکھ جس سے پھری ہاں آنکھ پھیر لیں یہ بھی
سنبھالیں تیرے اگر نیزہ دار ہیں پلکیں
جگر کی پھانس ہو مژگان یار کی الفت
کہ چبھ کے خود بیقرار ہیں پلکیں
نہ لگ سکے بہت آہوئے چشم یار سے دل
دراز دست تری کو ہزار ہیں پلکیں
جلال اشاروں میں کیا کچھ نہیں سکھتے
ابھی خبر کبھی نیزے کبھی ہیں پلکیں
بیان کرے تری آنکھوں میں رات بھر کی
شریک گردش لیل و نہار ہیں پلکیں
یہ کاوش مژہ ہوجائیگی نہیں بس مرگ
جو دل میں چبھ کے نکلیں وہ خار ہیں پلکیں
جھپک گئی تھیں شب ہجر میں کہیں ایسا
کہ تیر افگن صید غم شکار ہیں پلکیں
رولا رہی ہو لہو یاد حق جو آنکھوں میں
زبان چشم سخنگو ہے یار ہیں پلکیں
سیہ گھٹائیں برستی ہیں جیسے بارش میں
اگر ہو حال شب انتظار ہیں پلکیں
لگی ہو سینوں کو تانت و سنت شان
کہ اپنے کام میں ہر روز [illegible] ہیں پلکیں
غضب ہے تیغ نگاہی تمہاری آنکھوں کی
[illegible] ہیں پلکیں
[illegible] شب ہجر
جگر کے ٹکڑے ہیں منصور دار ہیں پلکیں

ان اشعار نے اور زیادہ آگ بھڑکائی
گستاکش سے جان لب پر آئی اس کوچہ سے ناآشنا ضبط نہ ہوسکا دامن صبر و دست استقلال سے

چھوٹا شیشۂ دل سنگِ بدعت عشق سے ٹوٹا آہ دل پُر درد سے کھینچی مثل شمع سحری لہرائی
زمین پر گر کے بیہوش ہوئی کنیزین گھبرائین پروین وزیرزادی بڑی وفاداری کرکے دوڑی
سر زانو پر رکھا گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا بعد عرصہ دراز ملکہ نے آنکھ کھولی پروین نے
پوچھا حضور خیر تو ہے مزاج اقدس کیسا ہی فرطِ نزاکت سے غش آگیا اسطرح کبھی کسی قیدی کو
کاہے کو دیکھا تھا بیچارہ مصیبت کا مارا ہاتھ مین ہتکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق
گران گھوڑے پر سوار کھیرے ہوئے آپ رحم دل آخر نہ دیکھا گیا یہ انجام ہلاک ملکہ عالم افروز
نے پروین کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر اٹھ کر دوڑی اس اشتیاق مین قریب چلمن کے آئی کہ اس
ماہ اوجِ دلبری کو اور ایک نظر دیکھ لون دلِ ناصبور کو تسکین دون جو آکر دیکھا تو صاحبقران
کی جا چکی تھی بازار مین سناٹا گویا کوئی شہر کو لوٹ لے گیا دوکانین ویران بازار سنسان وہ
صورت زیبا نظر نہ آئی زبان سے کچھ کہہ نہ سکی مگر مثل تصویر تصور خاموش ہو رہی ہر چند
پروین نے پوچھا کچھ جواب نہ دیا اشارہ کیا سواری لاؤ محافہ آیا اسیطرح خاموش باغ مین
آئی گل لالہ دیکھ کر اور دل کو داغ ہوا بارہ دری مین آکر بیٹھی پروین حیران کہ کیسا ہمارا ستارہ
گردش مین آیا یہ ماہ آسمان خوبی کلام نہین کرتی سر جھکائے ہوئے مثل تصویر خاموش بیٹھی ہے
مگر حال صاحبقران سنیے کہ قنطور آہن کلاہ و مغرور خرس پیکر قید کو صاحبقران کی
لیے ہوئے جب شہنشاہ زرین علم کے پہونچے تمام فوج کے سپہ سالار سرکش دربار مین جمع
ہین مغرور خرس پیکر سرِ زنجیر تھامے ہوئے اندر دربار کے لایا صاحبقران کی جو نگاہ اس
بارگاہ کفر و ضلالت پر پڑی موافق طریقہ اسلام کے سلام کیا قنطور آہن کلاہ قریب شاہنشاہ
زرین علم کے ڈنکل پر جاکے بیٹھا بیلے شاہنشاہ نے قنطور آہن کلاہ سے پوچھا تو نے قلعۂ
ہوشنگ پر امیر کو کیونکر پایا عرض کی چند عرصہ سے زخمی ہو کر آ لے تھے ہوشنگ ذو دنے
علاج کیا بروقت میرے پہونچنے کے موجود تھے جب مین نے طبل جنگی بجوایا میرے مقابلے مین
نکلا مین نے دوپہر کی کشتی مین زیر کیا فوج ہوشنگ پر جا پڑا اسکی کیا حقیقت تھی کہ مین ہاتھ
ڈالکے فاش زمین سے اکھیڑ لیا شاہنشاہ زرین علم یہ حال سن چکا تھا کہ صاحبقران نے بطور
اسلام سلام علیک کی شاہنشاہ زرین علم نے کہا کیون حمزہ دیکھ خداوند لقا نے تجھکو کیسا

خولیل کیا ابھی سرکشی باقی ہی صاحبقران نے فرمایا او نامرد ازلی و ابدی سرکشی کو ہاری کسنے مٹایا اگر تجھ لیسے نامرد کے سامنے قید ہو کر آیا تو کیا خوف ہی تیرے دربار مین کوئی ایسا ہی کہ ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکالدے اور پھر اسیطرح پابند کرے شاہنشاہ نے کہا کہ میرے سردل نے تجھکو بیمردی و مردانگی سر میدان زیر کیا نہین شرماتا یہ وہی مثل ہی کہ رستی جلگئی مگر بل نہین جلا صاحبقران کو نہایت غصہ آیا فرمایا اِس نامرد سے دریافت کر میدان کارزار مین مین نے اِسکی مشکین باندھین اس ملعون عہدشکن نے تقاضا لعنت کی مسلمان ہوا اطاعت کا عہد و پیمان ہوا دعوت مین بیجانے عداوت کی بیہوشی دیکر مجھکو اور ہوشنگ کو گرفتار کیا اب بتلا نامردی کاکسکی اظہار ہوا شاہنشاہ زرین علم نے قنطور سے کہا حمزہ کیا کہتا ہی تو نے اسے مکر سے گرفتار کیا صاف صاف بتلا کیا معرکہ گذرا قنطور کھسیا شرمایا بادشاہ سے کہا ای شاہنشاہ حمزہ جھوٹا ہی آپ کے سامنے مکرتا ہی اِسکے قول کا کیا اعتبار قول سعدی مصرع باطل است انچہ مدعی گوید بادشاہ سے یہ کہکر طرف صاحبقران کے متوجہ ہوا کہا کیون حمزہ کب میدان مین مجھکو زیر کیا مغرور خرس پیکر زنجیر تھامے کھڑا تھا آواز دی کہ او مغرور اس دشمن خداوند کا سر کاٹ لے یہ مغضوب بارگاہ خداوندی بڑا زبان دراز ہی اپنی جرات پر نہایت نازی ہی پس مغرور نے سر زنجیر کو جھٹکا دیا کہا او حمزہ خاموش نہین رہتا یہ کہکر تلوار کا ہاتھ مارا امیر نے ہاتھ اُٹھا دیا سلسلہ جنبانی طرف سے کارساز مطلق معبود برحق کے ہوئی تلوار اُس نامرد کی ہکڑی پر پڑی وہی تلوار باعث دستگیری ہوئی یعنے ہتکڑی کٹی پس امیر نے غصہ مین قید آہن پر ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر بلند کیا شعر خلیل اللہ بسم اللہ برگفت بہ یہ نعرہ اولین این قید بشکست قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت پھینکدا ہتکڑی مغرور خرس پیکر پر کھینچ ماری مغرور خود سر کا سر شیشا چرخ کھاکر زمین پر گرا ضرب دست صاحبقران سے ملعون کو سرسام ہوگیا تڑپ کر واصل جہنم ہوا اُسی کی تلوار صاحبقران نے اُٹھالی ہوشنگ وزیر مع چار سو سرداروں کے قید آہن مین مبتلا تھا امیر نے نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران اشعار مصنف

منم اختر برج عز و جلال ہم عفریت از تیغم عاری شدہ	منم آفتاب سپہر کمال ہمین قاف از کفر شد پاک و صاف	سمت روی بہ پیشم فراری شدہ سلیمان کوچک لقب شد بقاف

ہمہ شہر آباد و اسلام شد کہ صاحبقران در جہان نام شد۔ بارگاہ شاہنشاہ زرین علم
میں لڑنے لگے کئی زخم کھائے مگر ہوشنگ نوجوان کو بھی قید سے چھڑایا چار سو جوان چھوٹے
مثل شیر خشمناک مصروف جنگ ہوئے قنطور آہن کلاہ نے آواز دی او حمزہ میں آ پہنچا
دیکھ پھر گرفتار کرتا ہوں مگر افسران فوج کو آواز دے رہا ہے ہاں یارو بلوہ کرکے ان جوانوں
کو گرفتار کرو ہوشنگ دزد کو بھی پکڑو کفار نے بلوہ کیا صاحبقران ہر چند چاہتے ہیں اپنے
کو قریب قنطور پہونچاؤں مگر یہ بیچا ہمراہیان ہوشنگ پر جا پڑا دو چار کو قتل بھی کیا مگر
قریب صاحبقران کے بھی نہیں آتا الگ الگ لڑ رہا ہے شاہنشاہ زرین علم نے بھی حکم
دیا ہزارہا کفار اندر بارگاہ کے آگئے مگر صاحبقران شیرانہ پلنگانہ رستمانہ لڑ رہے ہیں
کیا عجب ہے کہ زبان تیر و کلوخ سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہو کمانیں بازوے تہمتنی پر قربان
تیر سہمے ہوئے ترکشوں میں ہانپ رہے دیدۂ جوہر تیغہ خونخوار اسرار منظر بند مگر حال سنئیے وہ گرفتار
دام عشق و محبت اسیر زندان الفت صاحب محنت و غم اندوز یعنے ملکہ ماہ عالم افروز
اپنے باغ میں یاد گل رخسار محبوب و خیال سرو قد مطلوب مشتاق دیدار فرحت آثار
صاحبقران مضطر و دلریش پریشان مثل نقشہ تصویر تصور دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتی ہے
زلف مسلسل اسیر با توقیر یاد آتی ہے پریشانی بڑھتی جاتی ہے رخصت عقل و ہوش دریائے
محبت کا جوش عالم اضطرار آتش الفت شعلہ بار پروین وزیر زادی دم بدم پوچھتی ہے حضور
کلام کیجیے خاموش نہ بیٹھیے کیا حضور سوچتی ہیں کچھ سبب تو فرمائیے لونڈی سے نہ چھپائیے ملکہ نے
سر اٹھا کر دیکھا آنکھوں سے آنسو نکل آئے مگر زبان سے کچھ نہ کہا گویا رمز شعر مفہوم ہے بالکل
معدوم کلام کرے تو دہن ثابت ہو جائے چپکے رہنے میں وہ لذت مل رہی ہے کہ زبان سے بیان
نہیں کر سکتی دل سے کہتی ہے الفت عشق معیوب ہے خاموش رہنا خوب ہے کہ سامنے سے یکایک
ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری یہ نگوڑا موا موڑی کاٹا قیدی دربار شاہنشاہی میں جاکر
یکبارگی قید توڑ ڈالی دربار میں کس زور و شور سے لڑ رہا ہے سرکش کے ہاتھ کٹیں دیدے پھوٹیں
سیکڑوں ملازم شاہنشاہ کے مار ڈالے میں نے محل کے کوٹھے سے دیکھا ہے اری ان کے جوتے
پڑے میں بس یہ زبان درازی اس کنیز بے تمیز کی سنکر ملکہ جھلا کر بولیں اٹھ او حرامزادی بد زبان

کبھی شریف جری بہادر صف شکن تیغ زن کو کلمات لاطائل کہنا کسنے سکھایا ہی خوف نہین آتا ہی ہمارے دربار مین یہ طریقہ نہین یہ کہکر آواز دی سنبل پانچ کوڑے حرامزادی کو لگا دے نرگس آنکھین نکال لے اسکو تو کنیزون نے کھینچا شمشاد بڑھی کہ واری اسکو دار پر چڑھا دون نگوری کو سرکشی کی سزا دون ملکہ نے منھ پھیر لیا اسکو تو جواب نہ دیا مگر پروین سے کہا ہوا چلو کوٹھے پر سے دیکھین بڑا غضب ہوا افسوس اس جوان نے اپنی جان کا پاس نہ کیا کیون پروین ماشاءاللہ بڑا صاحب طاقت ہی قید آہن کو توڑ ڈالا انوکھی بات ہی انکا خداے نادیدہ انکو بچائے پروین بیدعا کر کہ اس غربت مین خدانخواستہ سر کٹ جائے مگر آبرو مین فرق نہ آئے اتنا تو دریافت کر کس بات پر بگڑے کیون قید توڑی پروین نے اس خواص کو بلایا بجست پوچھا تجھکو کچھ معلوم ہی اس گنہگار نے قید کیون توڑی کیا سبب ہوا زنجیر آہن جسکے ہاتھ مین ہتھکڑیان ہون کس سلسلے سے توڑی تقریر مسلسل ملکۂ عالم کے سامنے بیان کر کنیز نے دست بستہ عرض کی حضور یہ نوجوان جب دربار مین پہونچا قنطور آہن کلاہ سے کچھ تکرار ہوئی قنطور نے بادشاہ سے کہا مین نے بہ جرات زیر کیا یہ سر بسر غلاف تھا بیہوش کرکے لایا ہ مگر بگڑا ہی مغرور رخرس پیکر نے بموجب حکم قنطور ہاتھ تلوار کا مارا قیدی کا بڑا خدا ہر بروست ہی ہتھکڑیان کٹین ہاتھ الجھن سے چھوٹے بس حضور اسنے قید کو توڑ ڈالا خانۂ زنجیر مین غل ہوا لڑائی پڑی ہی ابتک اس پر کوئی دست انداز نہوسکا زخم دار ہی مگر بلاے روزگار ہی ہوشنگ وزرد کو بھی چھڑا لیا اب حضور بارگاہ مین تلوار چل رہی ہی یہ شیر خشمناک شمشیرزنی مین بیباک لڑائیمین چست و چالاک یقین ہی سبکو قتل کرکے شہر مین اپنا دخل کر لے گا تعریف صاحبقران عالیشان سنکر ملکہ مسکرائی سر جھکا لیا چپکے سے کہا ہوا تیرے منھ مین گھی شکر اب ملکہ برسر بام آئی جھروکون سے آکر دیکھا قیامت برپا ہی مگر صاحبقران لعبد شوکت و شان شیرانہ منہ گوسفندان مین

شمشیر زنی کر رہے ہین اس کیفیت سے لڑ رہے ہین کہ شعر

ترک خنجر وار گردون بر دم از چرخ برین	زرم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین

جب کوئی ہاتھ صاحبقران پر ماتا ملکہ گھبرا جاتی ہی الامان کی آواز زبان سے نکلجاتی ہی جسطرح کوئی سپر سر پہ لاتا ہی یون ہاتھ اٹھا دیتی ہی کبھی کلیجے پر ہاتھ کبھی منھ ہیٹ لیتی ہی کبھی ہاتھ اٹھا کر دعائین دیتی ہی ای تحرمہ کے خداے نادیدہ اگر تو برحق ہی اپنے بندہ خاص کو بچا لے غربت مین مصیبت

ست دامان وسے یہ دشمن سب اندھے ہوجائین یہ بیچارے غریب الوطن لڑ بھڑ کر نکل جائین اب ملکہ نے دیکھا دن بہت قلیل باقی ہی امیر لڑتے بھڑتے قریب قنطور آہن کلاہ پہونچے للکارا او قنطور تو نے مجھکو دو پہر مین زیر کیا تھا اب مین آیا تلوار کا وار کر شیرون سے آنکھ بچا کر ہوشنگ نوجوان بھی لڑتا بھڑتا اسی مقام پر پہونچا جب قنطور تلوار کھینچکر بڑھا ملکہ بہت گھبرائی کہا لو پروین غضب ہوا وہ بنڈیلا اس شیر کے مقابلے مین جاتا ہی دیکھو پروین مقام انصاف ہی قنطور کے ساتھ بڑے بڑے سردار یہ بیچارے غربت مین گرفتار نہ مونس نہ غمگسار انکا اعتقاد انکو بچائیگا خداے نادیدہ اگر برحق ہی یہ زبان دہان شمر کی کھائیگا ای پروین اسوقت قنطور کے ہاتھ سے اگر یہ شیر بچگیا مین خداے نادیدہ کی معتقد ہو جاؤنگی بیشک خداوند لقا پر لعنت کرونگی ای بوا پروین تم خفا ہونا میرے اسوقت حواس درست نہین ہین اس شیر کی غربت پر کلیجہ پھٹا جاتا ہی دیکھو بنڈا پھیکا ہو گیا سر مین خلل پیدا ہوا مین نے ایک کتاب مین لکھا دیکھا یہ جو ڈربے مین انکے مولوی کی کہی ہوئی تھی اسنے یہ مضمون تحریر کیا عجب تقریر دلپذیر تھی کہ ہونے دو سو خدا کیسے دو بادشاہ تو ایک ملک مین سلطنت کر نہین سکتے اتنے خدا کیونکر ہوے سراسر خلاف اعتقاد صاف یہ ہی کہ خدا وحدہ لاشریک ہی کیون پروین یہ بات عقل سے نزدیک ہی اسدن سے میرے دل مین کھلبلی ہی لو اب امتحان بھی ہوا جاتا ہی یہی مذہب حق کے امتحان کی فال ہی ناحق دلکو ملال ہی اگر صاحبقران زمان غالب آئے انکا دین سچا ہی وحدہ لاشریک کیتا ہی پروین نے کہا واری ہمین نہ لقا سے مطلب نہ خداے نادیدہ سے کام آپ ہماری خداوند ہین اس جوان کے واسطے دردمند ہین ہم بھی دعا کرتے ہین قنطور بھڑوے کے ہاتھ ٹوٹین آنکھین پھوٹین کتے کی موت مارا جائے بیان تو یہ باتین مگر قنطور مغرور تیغ کھینچے ہوئے کف منھ سے جاری قریب صاحبقران پہونچا تلوار کا وار کیا اسوقت اس مقام پر نہایت ہنگامہ ہی زور و شور سے تلوار چل رہی ہی ہوشنگ نوجوان بصد شوکت و شان لشکر تیغانی مین صاحبقران کی جان لڑا رہا ہی جیسے ہی قنطور آہن کلاہ نے تیغہ کا وار کیا صاحبقران نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قنطور لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی اب ملکہ زیادہ بیقرار ہوئی کہا پروین یہ نگوڑا مشٹنڈا قنطور کانگتا بیچارے غریب کا ہاتھ مروڑے ڈالتا ہی پروین نے کہا حضور دیکھیے تو

اُس روبہ خصال کو یہ شیر غضبناک کس زور شور سے ریلے پہ جاتا ہے ایک بات اور ملاحظہ کیجیے
یہ غدار ہیں گھر رہا ہو اس اُسکے چہرے سے حسرت و یاس عیاں ہے دیکھیے بھیڑوا سا ہانپتا کانپتا ہے زبان
نکالے ہوئے گھبرا رہا ہے ملکہ نے جھک کے دیکھا قنطورہ نے ٹکر ماری ملکہ نے اپنا سر پکڑ لیا امیر
کے ماتھے سے قطرے خون کے ٹپکے ملکہ نے کہا پروین اب اس بیچارہ غازی نے سرکشی کھائی
ٹکر کیوں لگائی پروین نے کہا ملاحظہ تو کیجیے وہ تو اسیطرح شیرانہ ڈٹے ہوئے ہیں وہ ملعون
آنکھیں بند کیے جھوم رہا ہے صاف روشن ہے کہ آنکھوں میں اندھیرا آگیا ہے یہاں وہ ہاتھیں ابر تیغ
برس رہا ہے سر مثل اولوں کے گر رہے ہیں مگر قزاق گرد صاحبقران پھیر رہے ہیں تیسرے
پیچ پر صاحبقران ریل کے لے دوڑے اب قنطور پیچھے ہٹتا جاتا ہے دونوں مونڈھے پکڑ کے صاحبقران
نے بکہ مارا دونوں گھٹنے اُس بیچارے کے زمین سے آشنا ہوئے چاہا لنگر قائم کرے صاحبقران نے
دست حق پرست اُس بدمست کی کمر میں ڈالا نعرۂ تکبیر بلند کیا شعر کیے نعرہ زد میر منزل مصاف
کز سہم تیغ لرزید بر کوہ قاف ۔ اُس دیو خصال عفریت مثال کو سر سے بلند کیا ملکہ ماہ عالم افروز
نے کہا اری وزیرزادی دیکھ کیا زور بازو ہے پہاڑ کو ہاتھ پر اُٹھا لیا اب تو یقین کامل ہوا خدائے
نادیدہ برحق ہے پروین نے کہا واری ابھی تو قنطور زندہ ہے امیر نے چرخ دیکر قنطور کو زمین پر مارا
اُس ہنگامہ میں کہ پلک جھپکانا دشوار ہے چار جانب سے تیزوں کی بوچھار ہے مگر بموجب قاعدۂ مذہب
گشتہ اُس بے ادب کے سینہ پر رکھ کے فرمایا حالا ورنہ شناختی پروردگار چہ میگوئی اُس سنگدل
نے جواب سخت دیا یہ شیر بیرا سینہ سے اٹھا ایک پاؤں قنطور کا زیر پا دوسرے کو دست زبردست
سے تھام کر بعد کرد فرحلیکا مارا قنطور کو شل کر یا مثل کہنہ چیر کر پھینکا ملکہ واسطے سجدے کے جھک
پڑی پکار اٹھی اے خدائے نادیدہ تیرے صدقے کیوں بوا پروین اب تو لقا بٹڑ وے پر لعنت کرو
پروین نے کہا واری مجھے بھی بیشک اعتقاد ہوا اگر صاحبقران قنطور کو مار کر طرف ہوشنگ
نوجوان کے پلٹے فرمایا اے برادر شاہنشاہ زرین علم بھگیا اب لڑنے بھڑنے باہر نکلو ہوشنگ
نے عرض کی بسم اللہ غلامان جانباز ساتھ ہیں آرزو ہے کہ مریں تو سر حضور کے قدم پر ہو آغاز سے
انجام بہتر ہو واضح ہو کہ سب سرداران ہوشنگ کام آئے مع ہوشنگ و دس جوان باقی ہیں
صاحبقران لڑتے ہوئے ماہ جلوہ خانہ پہنچے تھے کہ تیر اعظم نہیب شمشیر صاحبقران سے

لرزان و ترسان چہرہ زرد حصار مغرب مین جا کر محصور ہوا ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان
تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا تاریکی سے صاحبقران گھبرائے جسم اطہر پر زخمون کی بھی کثرت
ہی ضعف و نقاہت سے عجیب کیفیت ہی بمشکل اٹھکر بیرون بارگاہ آئے دیکھا شاہنشاہ
زرین علم تخت پر سوار فوج کو ترغیب دے رہا ہی صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا ہوشنگ کا
بھی حال ابتر ہی منظور ہوا کسیطرح ان جوانون کو بچاؤن بیرون قلعہ نکلجاؤن ایک سوار نے نیزہ
مارا امیر نے اپنے کو بچایا سوار کو مارا مرکب پر آسکے سوار ہوے فرمایا ای ہوشنگ عقب مین
میرے چلے آؤ مگر فوج کے بلوے مین گھوڑا کڑکڑا کے سوار آتے ہین اب ملکہ کی نگاہون سے
صاحبقران چھپ گئے آتی خبر ملی کہ لڑتے ہوے بازار شہر مین پہونچے ملکہ نے بدحواس ہو کر
کہا ای پروین اب شبکو اس ماہ آسمان جرأت کا بچنا محال ہی دیکھا تھا کہ زخمون سے بھی چور حال
ہو ای پروین مین تو نقاب ڈالکر نکلتی ہون صبر ناممکن ہی پروین نے کہا لونڈی حاضر ہو ملکہ نے
نقاب چہرے پر ڈال بارہ کنیزان ہمراز کو ساتھ لیا شب تیرہ و تار مین یہ نیر برج حسن و جمال
بیقرار و اشکبار برج قصر سے نکلی نیمچہ ہاتھ مین نکلتے ہی سنا ہر کوی و برزن مین ہنگامہ ہی ہر گھر مین یہی
ذکر ہی کہ صاحبقران نے قیامت برپا کی ہی ہزارون مارے گئے کسی گھر سے رونیکی صدا کہ میرا
شوہر نگوڑے حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہوا مین بیوہ ہو گئی کوئی فرزند کا نام لیتا ہی صدائے نالہ آتی ہی
اے کوکہ آجز گئی ملکہ ایک گوشہ مین آکر ٹھہری سمن بر کنیز سے کہا میری اچھی بوا جاکر خبر تو لا
کر اب کیا کیفیت ہی خدائے نادیدہ انکو بچائے سمن بر واسطے خبر دریافت کرنے کے چلی
یہان صاحبقران لڑتے ہوئے تا بہ چوک پہونچے ہین شہنشاہ زرین علم نے جو کلمات
سخت سرداران فوج کو کہے غیرت مین آکر نامرد ٹوٹ پڑے ہوشنگ مع ساتھ والونکے
گرفتار ہوا وہ سمجھا کہ جسنے صاحبقران کو بھی پکڑ لیا امیر بھی انتہا کے زخمدار ہین ایک کوچہ
تنگ کی جانب مرکب بڑھایا ہرچند اپنے کو سنبھالتے ہین پشت مرکب پر سنبھلا نہین جاتا
رکابون سے پاؤن نکلے جاتے ہین مگر بقدرت پروردگار جب کوچے مین صاحبقران
آئے کوئی اس پیچ و راہ سے آگاہ نہوا کسی نے نہ پہچانا کیا صاحبقران اسی حال پر ملال
مین تلوار کھینچے ہوئے جاتے ہین مقام استقامت کی تلاش ہی تمام جسم زخم تیر و تبر سے پاش پاش ہی

غش طاری عالم بیقراری شب تیرہ و تار چہار سمت اندھیرا گلی کوچون مین سناٹا دور سے ایک دیوار معلوم ہوئی قریب دیوار کے آ کے گھوڑے سے اترے دیوار سے پشت لگا کر بیٹھے چاہا شدّۂ تحت الحنک سے زخم سر باندھون ہاتھ کانپا غش آ گیا زیر دیوار گر پڑے گھوڑا استادہ رہا یہان سردارون نے شاہنشاہ زرین علم سے عرض کی حضور سب کو گرفتار کر لیا حکم ہوا سب کو قید خانہ مین لیجاؤ مسلسل و مطوق کر دو صبح کو سمجھا جائیگا شاہنشاہ زرین علم پلٹا سمن برنے یہ سب حال پُر ملال دریافت کیا روتی ہوئی خدمت مین ملکہ کے آئی عرض کی حضور سب گرفتار ہوگئے فلان قصر مین حکم سے آپکے والد بزرگوار کے قید ہوئے ملکہ رو نیلگی کہا او پروین غضب ہوا اب صبح کو سب قتل ہون گے رات ہی کو کچھ تدبیر کرو اگر خدا نخواستہ یہ شیر قتل ہوا ہیسے صدمہ ہجر نہ اٹھا کالی راتین ہجر کی کیونکر کاٹینگے تڑپ تڑپ کے جان دینگے پروین نے عرض کی باغ مین اپنے چلیے صلاح کر کے رات ہی کو قید خانے پر چلین گے حضور اس اندھیرے مین جان لڑا دینگے ملکہ اسیطرح بیدل طرف باغ دلکشا کے چلی مگر حال ابتر آنکھون سے اشک حسرت جاری وصل دلبر سے مایوس ہوش و حواس پراگندہ اشعار

دل شکن حرف نادرست درست	طرز عبرت فزا درست درست	رائے سالم بلا بلا انگیز
سخن لطف ہم جفا آمیز	طعنہ حرف نصیحت آلودہ	طرز تفہیم وحشت آلودہ
	کبھی دل سے گتی ہو کہ اشعار	
مجھسا نادان عشق کیا جانے	شوق زلف سیہ بلا جانے	تپش دل کی حدتین کیسی
مجھ سی نازک یہ شتشن کیسی	محشر آباد یاس و حرمان دل	خانہ زاد جنون پنہان دل
خار غم تیز سینہ کاوی مین	مژہ سرگرم خون ترادی مین	شوق نظارہ سے نگہ بیتاب
نجم سیارہ دیدۂ بیخواب	جان مصیبت کش تمام الم	خواب و خور صورت شراب حرام
گرم بازار گریہ ہمہ جوش	دیدۂ نم دکان شیشہ فروش	دل تنگ ہجوم درد و محن
زخم لو بنشین داغ کہن	نفس گرم و شعلہ افشانی	سوز تقریر دوزخ ثانی
چھڑے پھولنے جدا تجھ سے شرار	رشک گلزار آہ آتش بار	شعلہ آہ سے فلک بیتاب
حوست ہم داغ ماہی بے آب	بیخودی مین نہ بات کا سر پاؤن	اٹھ گئے ہوش رکھ کے سر پر پاؤن

چاک دل کشت زعفران دیدہ	اشک گلگون گل خزان دیدہ	بیتاب و بیقرار دل کو نہیں کل ہیچ

ہیں بھڑکی آہیں گرم منھ سے نکل رہی ہین ہڈیان سوزش عشق سے جل رہی ہین مست جام محبت چہرۂ صاف پر گرد کلفت آنکھیں مشتاق دیدار دلکو جستجو سے یار ہاتھ کہتے ہین گریبان چاک کرو پانون دوڑتے ہین کہ بیابان نجد مین چلو مجنون سوختہ بخت سے ملاقات ہوگی وہ فن عشق کے استاد ہین انکو سبق کتاب مکتب عشق خوب یاد ہین اشعار

جان کو درد یہ فسانہ ہی	جسم کیا ہی کہ قید خانہ ہی	پڑ گئی سر پہ اب بلائے فراق
ہو گئے آہ مبتلائے فراق	اس رنگ سے وہ گلعذار قریب در باغ پہونچی قصد تھا کہ داخل	

باغ ہون بخت نارسائے رسائی کی گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز کان مین آئی پروین نے کہا حضور وہ دیکھیے سامنے زیر دیوار باغ ایک گھوڑا کھڑا ہی مگر زین ڈھلکا ہوا ہی شاید اپنے سوار کو گرا کر آیا ہی ایک نے کہا باگین بھی کٹی ہین ایک نے کہا تمھی تو خون سے لال ہی خون سے رنگین یال ہی ملکہ دوڑی دیکھا ایک جوان دریائے خون مین نہایا ہوا زیر دیوار باغ بیہوش پڑا ہی مگر قبضہ شمشیر ہاتھ سے نہین چھوٹا کنیزون نے کہا حضور سوار یہی پڑا ہی مگر کسی نے مار ڈالا ہی کوئی کنیز اوسکے قریب نہین جاتی مگر کشش عشق ملکہ کو کھینچتی ہی جب ملکہ بڑھتی ہی کنیزین مانع ہوتی ہین کہ واری مردے کے قریب نہ جائیے ملکہ نے کہا او نالائق نفس کی صدا بلند ہی مردہ یا زندہ کسیکو کہا جائیگا پروین نے کہا واری روشنی منگاتے ہین مگر جانے سے اور دیکھنے سے مراد کیا ہی ملکہ نے کہا ای پروین کسی غریب کی خدمت کرین دل اسکا راضی ہو اسی وجہ سے اس مسافر کی جان بچے زندان رنج مصیبت چھٹے شمع رخسار کو اشارہ ہوا جلد روشنی لا احوال روشن ہو یہ کون غریب ہی زیر سایۂ دیوار باغ پناہ لی ہی رحم کا مقام ہی نہین معلوم کون گمنام ہی ان باتون کو سنکر شمع رخسار جل گئی بڑبڑاتی ہوئی چلی روشنی لائی اب جو نگاہ ملکہ کی پڑی جسکے تیغ ابروے خونخوار سے خود زخمی ہوئی ہی اسی جوان کو خونآلودہ پایا بہ نگاہ اول ہی پہچان لیا کہا ای پروین خدا جھوٹ نہ بلوائے یہ تو وہی داماد نوشیروان شوہر ملکہ مہرنگار ہی کسقدر زخمدار ہی یہ کہکے فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھ لیا کنیزین ہان ہان کہتی دوڑین دیکھیے واری کپڑون مین خون بھر جائیگا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خون زخمون کا اپنے دوپٹے سے پاک کرنے لگی اب تو مجبور کنیزین بھی قریب آئین بیقرار ہو کر کہا صاحبو اٹھا لیچلو ہاتھون ہاتھ محلسرا مین

کو لیکر باغ مین آئین مسند پر لاکر لٹایا طشت و آفتابہ منگایا زخمون کو اپنے ہاتھ سے دھویا چونکہ فنون سپاہ گری کا ذوق ہی ٹانکے زخمون مین اپنے ہاتھ سے دیئے مگر روتی جاتی ہی سب زخمون مین امیر کے ٹانکے دیکر پٹیان مرہم کی چڑھائین ناگاہ رستم زرنگار ماہ تابان شفاخانۂ شفق مغرب مین برائے علاج داخل ہوا و سہراب زرین پوش بصد جوش و خروش پشت اشہب فلک پر سوار ہوکر دمدمہ گاہ عالم مین گرم عنان ہوا شعاع نورانی چہرۂ انور سے پر نور جہان ہوا شعر صبح

صبح کہ قندیل زر آفتاب	شعلہ زد از گنبد نیلی قباب	چہرۂ مہر از دل صندوق چرخ
یافت ز انوار فلک انقلاب	جوہری چرخ جواہر فروش	کرد عیان دانۂ در خوش آب

چھپرکھٹ پر صاحبقران کو لٹایا آپ کرسی پر رومال ہاتھ مین مگس رانی کر رہی ہی گلچینی گلشن جمال مین معروف ہی کہ صاحبقران زمان نے آنکھ کھولی دیکھا سامنے کرسی پر ایک ماہ جبین گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار سمن بو خوش خو سنبل پیچان گیسو خنجر خونریز ابرو چشم جادو خال ہندو شعر سحر خندہ کز لب برانگیختہ + نمک بر دل خستگان ریختہ + دیگر زلف عنبر بر مہ رویت تیرہ شب است و وادی موسا + چاہ ذقن در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا + ایک جانب باغ جنت آئین پر نگاہ پڑی نہایت سرسبز و شاداب گلہائے رنگارنگ سے معمور چمن ہائے طولانی ہر نخل لاثانی طائران خوش الحان معروف ثنائے باغبان کن فکان نہرین آب صاف و شفاف سے مملو نخل شمشاد لب جو انبر قمریان معروف حق سرہ فاختہ کی صدائے کوکو صاحبقران نے حیران باغ اور جمال اس حور پیکر کا دیکھکر دل سے کہا شکر پروردگار عالم شعر بعد الحمد بر آن چیز کہ خاطر میخواست + بانہ آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید + چونکہ راہ مین پروردگار کی جہاد کیا اسکی جزا وکرم ہی سے یہ باغ بہشت عنبر سرشت واسطے رہنے کے ملا یہ حور بمقصود سراپا نور رب غفور برائے خدمتگزاری عمر حمت فرمائی ملکہ نے جو صاحبقران کو عالم حیرت مین دیکھا شرما کے سر جھکا لیا پیرزن کو اشارہ کیا وہ قریب آئی کہا کیون شہریار مزاج کیسا ہی شربت انار مین حاضر ہی نوش فرمائیے اب امیر نے اپنے دست و پا کو دیکھا پٹیان مرہم کی زخمون پر اب سمجھے کہ مین زندہ ہون فرمایا کیون صاحب یہ کیا مقام ہی اس ماہ پیکر حور سرشت کا کیا نام ہی پیرزن نے کہا اے شہریار آپ جنگ سے زخمی ہو کر زیر دیوار ہماری ملکہ عالم کے باغ کے گر پڑے حضور کو ہم اٹھا لائے مین علاج کیا

وقصد ہی کہ آپکو صحت حاصل ہو ایک بندۂ خدا کی جان بچے اسواسطے یہ اہتمام ہی صاحبقران اُٹھ بیٹھے کنیزون نے شربت انار وغیرہ پیش کیا امیر نے فرمایا جبکہ ہم مہمان ہین وہ مرحمت فرمائیے تو جب ہمین اگر زخمی کو اٹھا لائین تو مسیحائی فرمائی ملکہ نے شربت اپنے ہاتھ مین لیا کہا وہ صاحب بہبود صلاح نشد بلا شد ہم غریب الوطن جانکر اٹھا لائے زخم دوزی کی اسپر یہ نخرہ ہی امیر نے ہاتھ تھام کر کہا اے شاہنشاہ خوبی وای رنگ و بوئے گل حدیقۂ محبوبی بار احسان سے تمہارے سر جھکا ہی مگر اس شربت کے پینے مین عذر اہم ہی تمہارا مذہب کیا ہی پروین قہقہہ مار کر ہنسی ملکہ نے بھی دوپٹے سے منھ چھپا لیا امیر نے ہر چند پوچھا کچھ جواب نہ ملا امیر نے جام شربت ہاتھ سے رکھدیا کہا صاحب جبتک اسکی شرح نہو گی تمہارے ہاتھ کا کھانا پینا حرام ہی خاص مقدمۂ مذہب مین کلام ہی ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا صاحب کوئی ناز اٹھاتا ہی کسی سے اثر نہ پڑیگا فرمائیے تو کیا کرنا چاہئے مہمان کا ہر نوع پاس لازم ہی صاحبقران نے کلمۂ طیبہ زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہا دلست وحدانیت کا اعتقاد کرو دم اسکی یکتائی کا بھرو پیغمبر پر درود گا سکے بھیجے ہوئے ہیں حق ہین لقا پرست و سامری پرست کافران مطلق ہین پیدا کرنیوالے سے محبت دشمنون پر لعنت یہی مذہب حق کا اعتقاد ہی ملکہ نے طرف پروین کے دیکھا مسکرا کر کہا اس عبارت کا یاد ہونا دشوار ہی مگر مہمان کی دلشکنی مناسب نہین تھوڑا تھوڑا کے عرصۂ دراز مین الفاظ کلمۂ طیبہ ادا کیے پروین و زہرہ ماری نے بھی مع کنیزون کے کلمہ پڑھا بصدق دل مسلمان ہوئی اب صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی جام مئے ارغوانی گردش مین آیا ملکہ ماہ عالم افروز پہلو مین صاحبقران کے بیٹھی دلنوازگان سامنے آئی تسلیم کی بیٹھی ملکہ نے اشارہ کیا ساز درست ہوئے دلنواز نے بصد سوز و گداز یہ غزل شروع کی غزل جلال

کردے خبر اس خانہ برانداز سے کوئی — روتا ہی کہین درد کی آواز سے کوئی
کہتی ہی شب وصل کہ تجھسا بھی نہوگا — غافل فلک تفرقہ پرداز سے کوئی
اللہ رے غمزے ترے اے موت شب ہجر — معشوق بھی آتا نہین اس ناز سے کوئی
کہوتے دم عیسی جو ترے طرز سخن سے — زندہ نہوا تھا فقط اعجاز سے کوئی
جو دلمین ہی اس سے نہوں آگہ بھی محرم — یون راز چھپاتا نہین ہمراز سے کوئی

کچھ اپنی خبر رکھتے نہین بخبر عشق — انجام سے واقف ہی نہ آغاز سے کوئی
کیا دہشت صیاد ہی مرغان چمن کو — روتا نہین شبنم صفت آواز سے کوئی
دم گھٹ کے نکل جائے مگر آہ نہ نکلے — ڈرتا نہین یون عشق مین غماز سے کوئی
دیتا نہ جواب ارنی یار سر طور — پہچان نہ جائے تجھے آواز سے کوئی
کھاتا ہی پرون کو مرے صیاد نے کیونکر — پوچھے یہ ستم حسرت پرواز سے کوئی
بیجا ہی جو قاتل سے کرے خون کا دعوے — کشتہ کوئی شوخی سے ہوا ناز سے کوئی
رکھتے ہین جلال ایک روش مضطرب شوق — تھکتا نہین منزل مین تگ و تاز سے کوئی

ہنگامہ عیش و نشاط گرم تر دماغ تر خیال خیر و شر دور قلب عاشق و معشوق مسرور ساری رات فرحت و انبساط مین گذری بوقت سحر شمع ہائے مومی و کافوری لہرائین نازنینان ماہ رخسار کے چہرون پر اوداسی آن چھائین باغ رنگ بہار سے مملو درختون پر طائران زمزمہ سرا فرش مین جا بجا شکن پروانون کے جلنے سے مجوب شمع لگن باسی ہارون کا جا بجا انبار پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آب شبنم سے چہرون کو دھویا فلک اس محفل عاشق و معشوق کو دیکھکر شبنم کے اشکون سے رویا ملکہ ماہ عالم افروز کی آنکھڑیون مین جاگنے کا خمار متوالی و مکھڑا ماہ رخسار

دو کلمہ داستان شاہنشاہ زرین علم کے بیان ہوتے ہین

یہ لڑائی کا تھکا ماندا شبکو آکر خواب خرگوش مین مبتلا ہوا بوقت سحر لباس سرخ پہنا خونخوار بنا تخت پر آکر بیٹھا تمام اہالیان دربار جمع ہوئے مگر کل افسر حیران و پریشان کوئی عرض کرتا ہی میرا بازو ٹوٹ گیا برابر کا بھائی قتل ہوا ایک کہتا ہی آنکھون کا نور جاتا رہا جوان بیٹا مارا گیا شاہنشاہ زرین علم ایک ایک کو تسکین دیتا ہی کہ یارو نہ گھبراؤ یہ لوگ محبت خداوند لقا مین قتل ہوئے ہین بڑا شرف یہ ہوا دشمن اعلی خداوند کا پکڑا گیا اسکا سر لوگ نیزہ پر رکھکے چلین گے نام اور حسن کے ملکہ لو قدرت سے کہکر سبکو زندہ کرا لینگے باغی کے قتل کے عوض مین ہم طرۂ پیغمبری پائینگے یہ مژدہ جان بخش سنکر سردارون کو تسکین ہوئی عرض کی حضور جلد قیدیان بلا کو طلب کرین سر سب لیکر خدمت مین خداوند کے چلین زرین علم نے فورا حکم دیا حمزہ عرب کو مع ہوشنگ وزیر جلد لاؤ دربار مین حاضر کرو دفع حجت ضروری ہی تا شاید مجبور ہو کر خداوند لقا

کو سجدہ کرے یہ بھی مشہور ہے کہ حمزہ سپہ سالار قدرت خداوندی ہے قدرت کو جل سے
آنکی سرکشی پسند ہے داروغہ جیل خانے کا گیا قیدیون کو نکالا ہوشنگ نوجوان آگے
دس جوان اپشت پر پریشان و مضطر طوق و زنجیر مین مسلسل اس طور سے دربار گہربار شاہنشاہ
زرین علم مین آئے ہوشنگ نوجوان نے پکار کر مثل اہل اسلام سلام کیا دس جوانون کے
نعرے سے بارگاہ تھرا اٹھی لوگون نے دیکھا کہ صاحبقران زمان ان قیدیون مین نہین ہین
شہنشاہ زرین علم نے گھبرا کر داروغہ زندان خانہ سے پوچھا حمزہ کو سب کیا ہوا داروغہ نے
عرض کی دس جوان مجھکو بٹ سلسل کر کے مین نے قید کیا پچاس جوانون سے سب بھرا ہوا تھا
غلام خود جاگا کیا قید خانے سے تو کوئی قیدی نہین بھاگا بادشاہ نے ہوشنگ سے پوچھا تیرا آقا
کہان ہے ہوشنگ نے کہا وہ شیر بیشہ جرات لڑتا بھڑتا نکل گیا ہوگا اس ورطے سے یہ روباہ
خصال کیا ہاتھ آتے مین زخمی ہو کر رہگیا اسوجہ سے گرفتار ہوا اب تو شاہنشاہ زرین علم
گھبرایا نگہبانان در قلعہ کو بلایا انسے پوچھا شب کو بعد اختتام جنگ کوئی زخمدار لڑتا ہوا بیرون قلعہ
نکل گیا انھون نے عرض کی جب لڑائی شروع ہوئی تھی ہمنے دروازے بند کر کے قفل ڈال دیا تھا
شب بھر دروازہ نہین کھلا اسوقت تک وہی بندوبست ہے کون عالم مین ایسا زبردست ہے
کہ ہماری آنکھون مین خاک ڈالکر چلا جاتا اب شاہنشاہ نے وزیرون سے صلاح کی کیون یارو
تمھارے نزدیک حمزہ پہ کیا معرکہ گذرا سب نے دست بستہ عرض کی کہ ہماری راے مین یہ ہے
کہ یا تو اس شہر مین اسکا کوئی دوست تھا وہان جا کر مخفی ہوا یا کسی کوچے مین گرا ہرکارون کو حکم ہو
تلاش کرین گر ان سبکو قتل کیجیے بادشاہ نے کہا جلاد کو بلاؤ اسی وزیر نے دست بستہ عرض کی
حضور ایسے سرکش کو اسطرح مخفی قتل کرنا مناسب وقت نہین ہے آج ڈھنڈورا دلوا دیجیے کل بوقت سحر
بیرون قلعہ تمام اہالیان شہر جمع ہون مجمع عام مین قتل ہون دیکھنے والون کو عبرت دوستون
کو عشرت بدخواہ ملول خیرخواہون کو فرحت حصول بادشاہ نے اس راے کو پسند کیا نمونہ قدرت
خدا ظاہر ہوا بموجب مصرعہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد بادشاہ نے حکم دیا قیدیون کو
یہان ڈھنڈورا پٹے اشتہار چسپان ہون منادی یہ بھی ندا کرے کہ حمزہ صاحبقران زخمی ہو کر
غائب ہوگئے جو اپنے گھر مین جگہ دیگا مغضوب درگاہ شاہنشاہی ہوگا اور جو اسکو گرفتار کرے

لائیگا یا خبر مفصل بتائیگا خلعت و انعام و جاگیر پائیگا تمام شہر میں یہ سحر کہ مشہور ہوا کہ ہوشنگ دزد
کل وقت سحر دار پر کھینچا جائیگا سرکشی کی سزا پائیگا مگر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران
زمان باغ میں ملکہ ماہ عالم افروز جلوہ فرما ہیں دن بھر یہی فرمایا کیے ملکہ بس اب مجکو جانے دو
میں دربار میں تمھارے باپ کے جاؤں بچیا نامرد کو سزا دون نہیں معلوم میرے ہوشنگ
نوجوان پر کیا گذری گرفتار ہوا یا علف شمشیر آبدار ہوا ملکہ انجام نہ سمجھی کہا حضور دربار میں نہ جائیں
خبر منگائے دیتی ہون ابھی تو حضور کے جسم پر زخم بے انتہا ہیں اس مصیبت میں مبتلا ہیں یہ کہکر
شمشاد کو حکم دیا دریافت تو کر شہر میں کیا غلغلہ ہے ہوشنگ نام لیکر پوچھنا یہ شخص بچ گیا یا کہیں
نکلگیا لفظاً لفظاً دریافت کر کے آنا شمشاد اکڑتی ہوئی مردانہ لباس پہنکر واسطے خبر کے نکلی اب
وقت شب ہے ملکہ نے صحن باغ میں فرش بچھوایا چاندنی دیکھنے کا سامان کیا امیر مسند پر پہلو میں یہ
ماہ پیکر انیس جلیس سامنے حاضر ہیں قریب ہے کہ صحبت رقص و سرود شروع ہو آفتاب جبین
طلوع ہو کر سامنے سے شمشاد تھر تھر کانپتی ہوئی بدحواسی میں ہانپتی ہوئی آکے تھم کے بیٹھ گئی ملکہ
نے کہا خیر تو ہے عرض کی واری کل شب کو ہوشنگ مع دس جوانوں کے پکڑ لیا گیا سبھون نے جانا
صاحبقران کو بھی گرفتار کر لیا صبح گذشتہ سے دربار میں بلایا حضور کو نہ پایا ہرکارے کو دور تک
میں پھر رہے ہیں ہمارے حضور کی بڑی تلاش ہے ہوشنگ کے واسطے قتل کا حکم ہوا ہے صبح
کو بیچارہ مارا جائیگا مہجور آہن کلاہ بھائی قنطور گمراہ کا مع پچاس جوانوں کے زندان خانہ کا
نگہبان ہے وہ کل پڑا جاگ رہا ہے حکم ہے اس طرف سے کوئی راستہ بھی نہ چلے لونڈی اپنی آنکھوں
سے دیکھکر آئی سارے شہر میں ہنگامہ ہے اس بیچارے کی جوانی پر لوگ روتے ہیں یہ خبر وحشت اثر
سنتے ہی صاحبقران قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا فرمایا اس مردود کی کیا مجال ہے کہ جو میری زندگی میں
میرے دوست کو قتل کرے خود سر پر رکھا زرہ زیب جسم کی ملکہ گھبرائی دامن سے لپٹ گئی
کہا کیوں شہریار کیا قصد ہے امیر نے فرمایا اب جاکر میں دوست صادق محب وائق کو رہا کرونگا
یا اپنی جان دونگا ملکہ نے کہا اے شہریار مہجور آہن کلاہ بڑا زبردست ہے اپنے بھائی قنطور سے
زیادہ مغرور صاحب کبر و نخوت آتش خو شعلہ مزاج وہ وہاں نگہبان ہے پچاس افسر اسکے ہمراہ ہیں
آپ زخمدار یکہ و تنہا وہاں نہ جائیے کنیز کی جان بچائیے اگر دشمنوں پر کوئی افتاد پڑی میں ہیبت سے

کیا کرونگی کنج باغ میں ترتیب سے مرونگی میری کنیزیں گھوڑے پر سوار ہونا خوب جانتی ہیں ایک کو نامہ لکھکر دیجیے طرف اپنے لشکر کے روانہ کیجیے فوج ظفر موج طلب فرمائیے جب فوج قریب آجائے یہاں سے نکل جائیے فوج ساتھ لیکر مقابلہ کیجیے میں تنہا نجانے دونگی صاحبقران زماں نے کہا ملکہ تم اس مقدمے میں دخل دو ورنہ ہماری تمھاری محبت نہ بنیگی بڑے شرم کی بات ہے کہ ہمارا سردار قتل ہو جائے ہم محفل عیش و نشاط میں بیٹھے رہیں مردان عالم کیا کہیں گے بیحمیت صاحبان سیف و شمشیر میں بیٹھنے کے لائق تم بنیگے یہ کہکر فوراً صاحبقران یکہ و تنہا اٹھے غضب میں جو امیر نے یہ کلمات فرمائے ملکہ ڈر گئی رونے لگی جواب نہ دے سکی صاحبقران نے سیاہ دوشالہ کا جھرمٹ مارا تیغہ برق نظیر کمر سے لگایا ملکہ نے لپٹ کر پیروں سے کہا کیوں ہوا یہ پڑے (تو بتائیے) میں اس قدر تھوڑی اور دینا جام صہبائے بیوفائی ہے کہ دم میں اپنی پروین آنکھوں کو دیکھکر میں ڈر گئی دونوں ابروے خمدار غصے میں بل رہے ہیں گویا دو تلواریں چل رہی ہیں گیسوؤں کو غصے میں پیچ و تاب ہے کہ ناگنیا اچھل رہی ہیں جبین پر شکن موجہ دریائے قہر ہے عکس زلف عنبرین آئینہ رخسار پر ابر سیاہ کی لہر ہے

قطعہ جلال

دیکھیں آئینے میں وہ اپنی خدا جبین جبین — کبھی اثر بھی تو آئینہ ہو آئین جبین
مانگ ہے آترہ کشش دل نہیں سر پر انکے — تیغ کھینچے ہوئے ابرو بھی ہیں بائین جبین
خوف اسکا ہے کہیں صبح نکر دے شب وصل — خندہ زن ہوکے تمھاری گل نسرین جبین
چاند کو دبدبہ اس رخ کا دبا لیتا ہے — روکش عرش ہے اللہ ری تمکین جبین
چہرہ یار کی تصویر جو ہے پیش نظر — مانگ کی مدح کبھی ہے کبھی تحسین جبین
خانہ زادوں میں تری چشم کے ہیں خشم و غضب — ہے اگر چین جبین بندۂ دیرین جبین
مشورہ کرتی ہے کیا جانے مرے قتل میں کیا — شکن ابروئے تیر خم سے تری چین جبین
عرش میں جھومتی ہے یار کی تلوار جلال — اس ستمگار کے ابرو نہیں یامین جبین

رعب و ہیبت صاحبقران دیکھکر ملکہ ماہ عالم افروز با جگر پر سوز عقب میں صاحبقران کے پریشان حال قلب پر ہجوم غم و ملال چلی آتی ہے آنکھوں سے آنسو جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا آئینہ رخسار پر حیرانی زلف شبگون سے روشن پریشانی کبھی جھپٹ کر صاحبقران کا

دامن تھامنا عرض کی ای شہریار مجسے صدمۂ فراق نہ اٹھیگا ایک ہاتھ تلوار کا لگا دیجیے ہماری
مشکل آسان کیجیے اگر آپ کے دشمن کسی آفت مین پھنسے آپ رستم وقت مین شاید
لڑبھڑ کر نکل گئے یہ خبر مخفی نہ ریگی باپ کو ضرور پہونچے گی بی بی کیفین جا کر سب حال کہین گی
یہ شفقتلین خاموش نہ رہیگی فرمائیے وہ ہمارے ساتھ کیا کریگا نہین معلوم کیا ذلت و رسوائی
ہو ایک اور راز کی بات ہی وہ آپ سے کیونکر چھپاؤن چند دن گذرے کہ مجھ سوختہ بخت
کی تصویر کسی تاجر نے یاقوت شاہ جبرہل قدرت لقا کو پہونچائی اُس بیحیا نے بہت
پسند کی فرمان بنام والد نامدار آیا کہ اپنی دختر کو بطور ڈولے کے سوار کر کے روانہ کرو یہان
بہت خوشیان ہوئین مجھکو خود بخود ملال تھا باپ نے چھ مہینے کا وعدہ کیا تھا وہ زمانہ گذر
چکا ہی سامان جہیز تیار اقرار مدار ہو چکا ہی یہ لقا بیحیا سُنیگا انصاف فرمائیے کہ میرے لیے
کیا قیامت ہوگی صاحبقران نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای ملکۂ عالم مرد سپاہی واسطے ناموس
کے سب کچھ کرتے ہین جان دینے پر آمادہ ہوتے ہین اب تم ہمارا ناموس ہو ممکن ہی کہ کوئی
خدانخواستہ تمپر دست انداز ہو حکم قضا و قدر مین کسکا اختیار ہی بندہ ہر وقت مجبور و ناچار ہی
اگر شاید قضا ہمکو لیے جاتی ہی قتل ہو جائین کوہ عقیق گلزار سلیمانی مقام ہی تم فوراً اپنے کو
وہان لشکر مین پہونچانا میرے سرداران نامدار و فرزندان عالیوقار تمکو باعزاز و اکرام لیجا
ہر واسے چشم مین جگہ دینگے اور با بحول قوت الٰہی جو میری نیت مین ہی یہین سے جا کر مجھو آہن کلاہ
کو قتل کیا ہوشنگ کو چھڑا لیا تو مین یہین باغ مین آتا ہون ملکہ نے بنگاہ یاس چہرہ بےنظیر
دیکھا اسقدر روئی کہ دامن و گریبان تر کر دیا اشارت کر کے منہ سے نکلگیا شعر گئے تم ادھر اور ہوئے
ہم یقین ہی ۔ کوئی دم جیے تو دم واپسین ہی ۔ وہ دن اور وہ وقت ای شہریار خداوند کہلائے
کہ بدون آپ کے لشکر اسلام مین جاؤن آپ کے محلات متعلقات مجھ بدنصیب کو کیا کہین گے
کون صورت دیکھے گا کوئی سبز قدمی کوئی بھنڈ پیری کہیگا صاحبقران نے آنسو دامن سے
ملکہ ماہ عالم افروز کے پاک کیے فرمایا ہمارے لشکر مین یہ طریقہ نہین کیا مجال جو تمکو کوئی
بُری نگاہ سے دیکھے انشاءاللہ ہم خود تمکو اپنے ساتھ لیچلینگا لاکر رونے کے بدلے دعا کرو ہمارے
دل کو صدمہ ہوتا ہی تمہارے خیال سے جنگ و جدل مین فرق آئیگا عین وقت پر دل گھبرائیگا

ملکہ ناچار ہوئی صاحبقران یکہ و تنہا سیاہ دوشالہ اوڑھے ہوئے تیغہ عقرب سلیمانی بغل
مین رہروی کرتے ہوئے چلے شب تیرہ و تار مین ملکہ پٹ پر دروازے کے ہاتھ رکھے
بحسرت دیکھ رہی ہی صاحبقران آنکھون سے مخفی ہوے آہ کرکے بیہوش ہوئی دانت بیٹھ گئے
مردنی چہرے پر ہاتھ پانون بیحس و حرکت پروین نے ملکہ کو اٹھایا کنیزین روتی ہوئی ساتھ
کہتی ہوئی کہ ہائے اس ماہ فلک حسن کو تقدیر نے کس بلا مین پھنسایا عیش و راحت مین
ہم سب کی فرق آیا ملکہ پر گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا بعد عرصہ دراز آنکھ کھولی پوچھا کیون
پروین صاحبقران آئے عرض کی واری ابھی تو پہونچے بھی نہون گے گھبرا کر اٹھ بیٹھی کہا
صاحبو برائے خدا ہمپر احسان کرو تم سب صاحب مجھکو اپنی لونڈی جانو ذرا جاکر خبر تو لاؤ اگر
آنکے دشمنو پر نوع دگر ہو تو مین بھی اپنی جان دون دام ذلت مین نہ پھنسون غنچہ دہن بول اٹھی
واری مین جاتی ہون بہت اچھی خبر لاتی ہون ملکہ نے کہا غنچہ دہن تیرا منھ موتیون سے بھرونگی
نہال کردونگی غنچہ دہن مردانے کپڑے پہنکر واسطے خبر کے چلی ملکہ صحن باغ مین آکر کھڑی ہوئی
گیسوے مشکین پریشان کیے طرف آسمان کے ہاتھ اٹھائے پکاری اے آسمان کے خدا میرے نادیدہ
میرے وارث کو مجھسے زندہ ملانا مجھ سوختہ بخت کو روے تاریک شب سیاہ نہ دکھانا دشمن
سب اندھے ہو جائین وہ بے تکلف اپنے رفیق تک پھر آ لائین ایک کنیز نے کہا واری مجھکو
ایک ٹوٹکا یاد ہے دیوالی کی کلھیا مین چولھے کی راکھ بھر کر دیوار مین گاڑ دیجائے سب دشمنون کا منھ
بند ہو جائیگا پھر دیدار کا کونڈا مانیے بی ترت پھرت کی ہڑیا بی ٹیک کی سپیاری پر لٹو
کر جوتیان یہ سب ٹوٹکے آزمائے ہوئے ہین ملکہ نے کہا ذرین بانو مین نقد جان دینے کو حاضر ہون
تم کو اختیار ہے میرا مالک پروردگار ہے مین اپنے وارث کو اسی سے لونگی رتجگا کرونگی یہان
باغ مین یہ حال ہے کہ ملکہ ماہ عالم افروز دعا مین مصروف ہے مگر صاحبقران گلی کوچے کو طے
کرکے سامنے قید خانے کے پہونچے دو پہر سے شب گذر چکی ہے زلف لیلائے شب تا بہ کمر پہونچی ہے
ہر کوچے مین سناٹا صاحبقران نے دور سے دیکھا جمہور آہن کلاہ سلاح جنگ سے آراستہ
پچاس جوان گرد شتر انجواری کر رہے ہین اس مکان کا دروازہ کھلا ہے جس مین ہوشنگ مع
دس جوانون کے قید ہے مجہور مغرور شراب پیتا ہے زرد قیدیون پہ پھینکتا ہے زبان تیغ کھول

رہا ہے کہتا ہے او ہوشنگ اب صبح کو قتل کیا جائیگا اپنی سرکشی کی سزا کامل پائیگا ہوشنگ جوانمرد کہتا ہے او بحیا اگر نامردون کے ہاتھ سے قضا آئی کیا خوف شکر ہے خدا کا کہ راہ ضلالت سے نکلا آب چشمۂ ہدایت سے سیراب ہوا میرا آقا زندہ نکلگیا میرے خون کا بدلا لیگا تم ایسے نامردون کو کتے کی طرح قتل کریگا جب یہ ہوشنگ نے کہا مہجور بحیا غصہ مین آٹھا یہ کہتا ہوا تم کو کتا بناتا ہے ابھی سرکاٹ لونگا یہ جوان پہلان صاحبقران نے دیکھا کہ مہجور قتل کرنے کو ہوشنگ کے جاتا ہے تاب نہ آئی قبضے پر تیغہ سلیمانی کے ہاتھ ڈالا نعرہ کیا

نعرۂ صاحبقران عالیشان

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر جار	یکے تیغ صمصام و قمقام نام
کہ تیغ عقرب یکے قوالجام	تن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرۂ صاحبقران سنتے ہی زمین کانپی مہجور مغرور پلٹا دیکھا کہ صاحبقران تلوار کھینچے ہوے قریب آگئے پلٹ پڑا ہوشنگ نوجوان نے جو اپنے آقاے نامدار کو دیکھا روح کو راحت قلب مین قوت آگئی جسطرح بنا قید کو توڑ ڈالا آواز دی آقا غلام بھی آیا مہجور نے دیکھا ادھر سے صاحبقران شیرانہ ادھر سے ہوشنگ نوجوان بلیگانہ پھرے چلے آتے ہین گھبرا گیا ساتھ والون کو آواز دی یارو لینا قیدی بگڑ گیا حمزہ کہان سے آیا جلد دونون کو قتل کرو پچاس جوان تلوارین کھینچ کے آٹھے ہوشنگ پہلوان زبردست پیشہ قزاقی جس سپاہی کے لپٹ گیا دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھا سر کھینچ لیا کسیکو چیر کر پھینک دیا کیسی تلوار اٹھائی اپنے ساتھ والون کی قید کاٹی زخم کھائے مگر رفیقون کو چھڑا لیا صاحبقران زمان لڑتے ہوے برابر مہجور بے ایمان کے پہونچے للکارا او بحیا مردان عالم پر یہ بدعت اسنے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تیغہ عقرب سلیمانی پر گا ٹھا وار کو آسکے روکیا خبردار کہکے برق شمشیر چکائی سر پر اس خود سر کے ضرب تیغ بیدریغ لگائی آئینہ شمشیر مین اس نامرد کو جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار مثل برق گری سپر کٹی یا تو گنبہ سپر پر چلی تھی یا تلوار آبدار نے زمین پر بوسہ دیا مہجور دو ٹکڑے ہوا اوس پانچ جوان ہوشنگ نے مارے باقی بھاگنے لگے امیر نے فرمایا ای برادر ہوشنگ خبردار ایمن سے کوئی بچکے نجانے پائے ورنہ وقت شب ہی ہنگامۂ قیامت برپا ہوگا اتنو پھر ا بیان ہوشنگ نے

گھیر کر نامردون کو مارا بھاگ کر ایک نہ جانے پایا رات بہت قلیل باقی ہے کہ صاحبقران نے
قتل سے اُن تیرہ بختون کے نجات پائی مظفر و منصور ہوئے ہوشنگ دوڑ کر قدمون سے
لپٹ گیا ساتھ والے گرد پھرنے لگے ہوشنگ نے پوچھا حضور کیونکر بچے اس شہر نامردان
مین کہان رہے امیر نے فرمایا اب ساتھ آؤ سب احوال معلوم ہو جائیگا مین نے تمھاری خبر
قتل سنی شکر ہے کہ وقت پر پہونچا مطلب دل حاصل ہوا ان دس جوانون کو ساتھ لیکر طرف
باغ ملکہ کے چلے گرد راسے خون مین نہائے ہوئے یہان باغ مین ملکہ ماہ عالم افروز مع سوت
دعا کنیزین دوڑ دوڑ کر جاتی ہین بیرون باغ اندھیرا دیکھکر پلٹ آتی ہین ملکہ ایک ایک سے
پوچھتی ہے کیون صاحبو کیا دیکھا ہائے افسوس وہ اکیلے وہان نامردون کے ریلے خدا انکو بچاکر
لائے کہ سامنے سے شمشاد دوڑی ہوئی آئی کہا واری کچھ لوگ آتے ہین مگر سبکے لال لال کپڑے
ہین ڈر کے مارے آگے نہین گئی تلوارین بھی چلتی ہوئی ہاتھ مین ہین ملکہ دوڑی افتان و خیزان
در باغ سے باہر نکلی اب جو دیکھا آگے آگے صاحبقران عقب مین دس نوجوان امیر کی
کنپٹی سے خون ٹپکتا ہوا سینہ کھنچا ہوا ملکہ نے بہ نگاہ اول صاحبقران کو پہچان لیا دوڑ کر لپٹ گئی
دوپٹے سے خون زرہ کا پونچھنے لگی کہا کیون شہریار کوئی زخم تو نہین کھایا میری دعا نے آپکو یہان تک
پہونچایا یہ پشت پر لوگ کون ہین امیر نے کہا ہمارا رفیق ہوشنگ نوجوان ہے عنایت سے
پروردگار کی مہجور کا معشوقہ مرگ سے وصال ہوا نگہبانون کو بھی واصل جہنم کیا اب چلکر ایک قصر
معقول ہمارے رفقا کے واسطے خالی کرواؤ تو ملکہ خوشی خوشی اندر باغ کے آئی پکاری اری ہوا پروین
تو تمھاری دعا کی تاثیر سے صاحبقران زمان اپنے رفیقون کو چھڑا لائے بڑا کمرہ خالی کرو فرش و
فروش سے آراستہ ہو شراب و کباب بھی پہونچاؤ وہ بھی تمھارے مہمان ہین تم سب صاحبون
کے ہمپر احسان ہین پروین نے کہا واری خدا نے بڑا فضل شریک حال کیا قصر آراستہ ہین
پردہ کرین ہم ہٹ جائین پھر مردانہ ہو ملکہ نے کہا پروین انکے رفیقون سے کیا پردہ ہے وہ سب
تمھارے تابعدار ہین یہ باتین تھین کہ صاحبقران مع ہوشنگ نوجوان اندر باغ کے تشریف
لائے ملکہ نے اشارہ کیا صاحبقران نے قصر مین لاکر ہوشنگ کو مع دسون جوانون کے بٹھایا
کنیزون کو حکم دیا طشت و آفتابہ آیا اپنے دست حق پرست سے سبکے زخم دھوئے ٹانکے دیے

ہوشنگ کی نگاہ اُس اختر برج خوبی حسین ومہ جبین وزیرزادی ملکہ پروین پر پڑی شمع جمال
کا پروانہ ہوا پروین نے بھی بہ نگاہ محبت اُسکو دیکھا اشارون سے صاحبقران کو بھی ثابت
ہوا کہ ہوشنگ و پروین مین باہم اشارے ہوئے مسکرا کر فرمایا کہ بی پروین اندر آؤ بادشاہ
نامدار ہوشنگ ہمارے رفیق و شفیق جان بخش و محسن ہین پروین نے شرما کر سر جھکا لیا کہ مین اور
خوش رو نوجوان امیر نے خدمت مین آن سردارون کی چھوڑین پروین کو پہلو مین ہوشنگ
کے جگہ دی امیر بارہ دری مین تشریف لائے ملکہ سے احوال پروین بیان کیا ملکہ بہت
خوش ہوئی کہا اے شہریار ہوشنگ و پروین کو بھی اسی جلسے مین طلب کیجیے صحبت مین
جگہ دیجیے اب ایک مقام پر جلسہ قرار پایا ہوشنگ و پروین ہر ایک جوان کے پہلو مین
ایک ایک مہ جبین مسند پر صاحبقران و ملکہ ماہ عالم افروز جلسۂ عیش آراستہ جام مے
ارغوانی گردش مین آیا یہان تو یہ صحبت عیش و نشاط آراستہ مگر شاہنشاہ زرین علم بوقت
سحر آمادۂ قتل ہوشنگ تخت پر سوار ہو کر بارگاہ سے نکلا اُمرا رفقا حاضر ہوئے حکم ہوا گنہگارون
کو لاؤ مہتر باد رفتار عیار شاہنشاہ کا دوڑا ہوا قید خانے کے قریب پہونچا دیکھا دروازہ کھلا ہے
پچاس لاشے پڑے ہوئے نگہبان مردہ قیدی ندارد سناٹا پڑا ہے باد رفتار گھبرا گیا حیران کہ کس سے
حال پوچھون کون ہے جس سے دریافت کرون مردے کیا جواب دینگے آخر الٹا سامنے شاہنشاہ
کے روتا ہوا آیا عرض کی حضور عجب ماجرا کا سانحہ درپیش ہے کہ سمجھ مین نہین آتا نگہبان سب مرے
پڑے ہین رات کو کوئی اُن سبکو قتل کر کے قیدیون کو لیگیا ایک بھی نہین بچا جس سے حال
شب کا دریافت کرون اندر شہر کے یہ غدر کہ سرکاری قیدی قید خانے سے نکل جائین نگہبان
بیچارے سزا پائین شاہنشاہ زرین علم بہت گھبرایا خود ٹہلتا ہوا در زندان پر آیا دیکھا حقیقت
مین جو باد رفتار نے کہا وہی صورت ہے سردارون نے کہا حضور مقام عبرت ہے کوئی مار آستین
گرگ بغل پیدا ہوا اتنا بڑا کام کر گیا باد رفتار نے کہا حضور یقین کامل ہے کہ ابھی کل گنہگار شہر ہی
مین در قلعہ پر خوب انتظام ہے بادشاہ نے کہا اے باد رفتار ہر گھر کی تلاشی لو کوتوال کو حکم دو جلد
اسکی فکر کرے باد رفتار نے کہا غلام آج ہی اسکی فکر کرتا ہے تمام شہر کو چھان ڈالونگا حضور بارگاہ
مین چلین بادشاہ رنجیدہ کبیدہ پشت دست کاٹتا ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا باد رفتار بانئے

تیاری سے آراستہ ہوکر بہر تلاش نکلا اُستادان سخنور نے تحریر کیا ہی کہ تین دن کے عرصے
مین باد رفتار نے سارا شہر چھانا ایک ایک مکان کی خبر دریافت کی کہین پتا نہ ملا تیسرے
دن قریب شام تھکا ماندا سامنے بادشاہ کے آیا کہا ای شاہنشاہ کہین گنہگارون کا پتا نہین
ملتا غلام ناچار ہی بادشاہ غصے مین تھرایا کہا او دیہا مین تجھکو قتل کرونگا صرف آج کی شب کی مہلت
ہی کل صبح کو تیرے واسطے سحر قیامت ہی یہ تیرا ہی قول ہی کہ در قلعہ پر بخوبی انتظام ہی پھر یہ بے ادبی
کسکا کام ہی باد رفتار کے ہوش اُڑ گئے سمجھا کہ ہوا بگڑی کانپتا تھرّاتا انکھا روتا ہوا باہر آیا شاگردون
نے پوچھا اُستاد خیر تو ہی باد رفتار نے کہا بھائیو کیا کہون بموجب مثل دھوبی سے نجیتین گدھے
کے کان امیٹھین وہ ہمارے بادشاہ کا حال ہی کوئی سرکش چونا لگا گیا غصہ مین ہمپر فرماتے ہین
کل صبحکو تجھکو قتل کرونگا مین سارا شہر چھان چکا کوئی گھر باقی نہین رہا اب مین کہان جاؤن
صرف باغ مین دختر شاہ ماہ عالم افروز کے نہین جانیکا اتفاق ہوا شاگردون نے کہا اُستاد
شاید ملکہ کے باغ مین وہ باغی ہو باد رفتار نے کہا ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالو وہ صاحب عصمت و
عفت ہی اپنے باغ مین مردانہ پھول نہین رکھتی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم اُسکے نام پر مائل ہین
آئے شادی نہین قبول کی اُسکو مسلمانون سے کیا کام شاگردون نے کہا ہم ملکہ عالم کو نہین کہتے ہین
شاید کوئی کنیز یا وزیر زادی نوجوان نے ایسا کام کیا ہو دشمنون کو چھپا رکھا ہو اُستاد جائیے دیکھ کر
چلے آئیے باد رفتار نے کہا ہماری قضا ہی آپہونچی حکم شاہنشاہ سے کیا چارہ تم سبھون کے کہنے سے
جاتا ہون دیکھ آتا ہون یہ کہکر مہتر باد رفتار افتان و خیزان حیران و پریشان طرف باغ ملکہ
ماہ عالم افروز کے چلا میان جس روز سے صاحبقران تشریف لائے ہین دروازہ باغ کا بند
رہتا ہی خوف ہی کہ کوئی دراندازی نہ کرے قریب پہر رات کے گذر چکی ہی کہ مہتر قریب دیوار
باغ ملکہ پہونچا دیکھا دروازہ بند ہی اندر سے گانے کی آواز آتی ہی سمجھا کہ ملکہ کو ہمیشہ سے ناچ گانے کا
شوق ہی صحبت عیش آراستہ ہوگی پھر کچھ سوچکر پشت باغ پر آکر کمند باری چست کرکے برسر دیوار
آیا دیکھا صحن باغ مین شامیانہ باسلک تاسے مروارید استادہ ہی چوبین الماس نگار گلدستے چنے
مسند ناز پر ملکہ ماہ عالم افروز پہلو مین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران
زمان ایک سمت ہوشنگ نوجوان آنکے پہلو مین ملکہ پرین مثل ماہ درخشان وش جوان

شیر صولت آنکے پہلو مین خواصان خاص انیسان با اخلاص دور جام بے اندیشۂ انجام چل رہا ہی فلک کجرفتار رشک سے جل رہا ہی مہجور آہن کلاہ کا حال صاحبقران سامنے ملکہ کے بیان کر رہے ہین اور فرماتے ہین ای ملکۂ عالم ہمکو کئی دنکا زمانہ گذرا نہین معلوم لشکر کا کیا حال ہی ہر وقت یہی خیال ہی لقا ایسا دشمن موجود ہی ساحران غدار طرف سے افراسیاب ناہنجار کے چلے آتے ہین افسونگری کے کمال دکھاتے ہین بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد تنگ ہو گئے کل بوقت سحر بعنایت رب اکبر دربار مین تمہارے باپ کے جاؤنگا اگر مسلمان ہوا تو فبہا ورنہ مکاری کی سزا دونگا کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لونگا ملکہ دامن تھامے رو رہی ہی کہ ای شہریار برلے خدا یہ ارادہ نہ کیجیے ابھی تک کسیکو خبر نہین ہی طرف اپنے لشکر کے نکل چلیے اگر آپکو منظور ہوگا کہ تسخیر قلعۂ آہن حصار کرون اپنے سردارون کو ساتھ لیکر آئیے گا میرے باپ کے پاس فوج بے انتہا ہی وہ خود بھی زور و طاقت و شجاعت مین یکتا ہی ان چندکس سے کیا ہوگا ایسا نہو دشمنون پر کوئی افتاد پڑے میرے لیے بڑی خرابی ہوگی اگر یہی قصد کامل ہی تو مجھے بیا ایک ہاتھ لگائیے جھگڑا چکائیے صاحبقران فرماتے ہین ملکہ ان مقدمات مین دخل نہ دو کل صبح کو ہم ضرور جائینگے مہتر بادرفتار نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا ارادہ ہوا نعرہ کرون نیچے کھینچکر چاپڑون پھر خیال کیا کہ یہ جوان تمالی قنطور آہن کلاہ ہی مہجور کو قید خانے پر جاکر مارا پچاس جوانون کو کیلیے للکارا مین کیا کرسکونگا یہ سوچکر دیوار سے اتر آیا دل سے کہتا ہوا کہ بادشاہ سے جاکر عرض کرون فوج لیکر آؤن مگر وہ تو جوان خود قصد کر رہا ہی کہ دربار شاہنشاہی مین جاؤن آسکے تیور سے ظاہر ہی جو کہتا ہی وہی کریگا یہ سوچتا ہوا دربار شاہنشاہی پر آیا ستارۂ سحری چمک چکا ہی باغبان تیر اعظم گلچینی گلہاے ثابت و سیارگان کر کے گلدستۂ شعاع ہاتھ مین بعد فرحت و انبساط لنظارۂ باغ عالم مین مصروف ہوا شاہنشاہ زرین علم چہرہ چھپایا ہوا فکر و تردد مین گھبرایا محل سے باہر آیا دیکھا کہ بادرفتار عیار خاموش کھڑا ہی بادشاہ نے کہا کہو مہتر صاحب کچھ باغی کا پتا ملا مہتر بادرفتار تو جلا ہوا تھا کہا حضور ان باغی باغ مین گلچینی جمال گلعذاران کی کر رہا ہی بادشاہ نے کہا مین یہ پہیلی نہ سمجھا کیسا باغ گلچینی کسے کہتے ہین گلعذار کیا چیز ہو بادشاہون کے سامنے بے ادبی کی باتین کرتا ہی بڑا بد تمیز ہی بڑا شاعر ہی استعارے سے بھی ماہر ہی بادرفتار

نے کہا حضور کیا عرض کرون آپ صاف صاف پوچھتے ہین صاحبقران زمان مع ہوشنگ
نوجوان آپ کی صاحبزادی کے باغ مین موجود ہین تھوڑے عرصے مین ہنگامہ برپا ہوا چاہتا ہی
وہ شیر دلیر بارگاہ شاہنشاہی مین گھس آئیگا قیامت ڈھائیگا صاحبزادی حضور کی منع کررہی
ہین ورنہ ابتک آچکا ہوتا صاحبزادی حضور کی پہلو مین لیے بیٹھی ہین ہزار نخرے کر رہی ہین کہہ رہی ہین
کہ مجھے اپنے لشکر مین لیچلو وہان سے فوج گران لیکر آؤ وہ شیر کہتا ہی ہم بیٹھے ہین آئے بدون شکار
ہوا پس ہونگے یہ روباہ خصال کیا کر سکین گے اگر وہ جوان دلیر ثابت قدم گوے جرات ہوتا تو
شاہزادی صاحب اسکو لیکر نکل گئی ہوتین یہ الفاظ تہلکات صاف صاف منہ بنا کر جو بادرفتار
نے سامنے شاہنشاہ زرین علم کے کہے بادشاہ عرق خجالت مین غرق ہو گیا غصہ مین کانپا
تلوار کھینچ کر کہا اوہ بدبخت مجمع عام مین ہماری بیٹی کا نام لیتا ہی وہ کمبخت ان باتون کو کیا جانے کسی
لونڈی باندی نے چھپایا ہوگا بادرفتار سامنے سے روفرار لایا بادشاہ اسی قہر و غضب مین
پشت مرکب پر سوار ہوا افسرون کو حکم دیا جلد فوج تیار ہو اگر جھوٹ نکلا تو اس ملعون کو دار پر
کھینچونگا یہ کہکر جوش جرات مین گھوڑے کو بڑھایا عقب مین سردار و سوار و پیدل چلے مگر ملکہ
صحن باغ سے آنکھ لگائے صاحبقران کا تماشا دیکھے ہوئے جاتی تھی کہ ایک کنیز گھبرائی ہوئی آئی عرض کی دہائی
غضب ہوا در و دیوار کا کسیکو خیال نہ رہا ملعون بادرفتار بوقت شب اس جلسے کو آکر دیکھ گیا
بادشاہ کو خبر کی وہ مع فوج آتا ہی ملکہ تو گھبرا گئی مگر صاحبقران نے فرمایا دیکھو ملکہ ہمارا کہنا مانا مگر
وہ ہمارا بزرگ ہی ہم بڑھکر استقبال کرینگے ہوشنگ سے پلٹ کر فرمایا جلد گھوڑے تیار کرو تیار
ہوا ملکہ نے کہا آپکا کیا ارادہ ہی امیر نے فرمایا اب بھی قصد پوچھتی ہو وہ نامرد مع فوج آتا ہی ناموس
مین گھس آئے ہم بیٹھے دیکھا کرین یہ فرما کر ملکہ کا ہاتھ چھوڑ دیا گھوڑون پر کاٹھیاں پڑ گئین امیر نے
قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا پشت مرکب پر سوار ہو گئے ہوشنگ بھی مع اپنے سردارون کے ہمرکاب
سعادت انتساب ہو لیا امیر بالتوقیر نے فرمایا اے برادر ہوشنگ ہم آگے بڑھکے مقابلہ کرینگے
تم در باغ پر ٹھہرو ناموس کی حفاظت کرو اگر پھر کوئی افتاد پڑے ملکہ کو قتل کر ڈالنا باغ مین تہلکہ
پڑ گیا مہرو اس چاہتی ہین بھاگ کر نکل جائین ملکہ مثل تصویر متحیر خاموش ہی باغ پر ہنگامہ ہی
اسمین ٹھہری دعائین مانگنے لگی مگر صاحبقران گھوڑے کو چمکا کر بیرون باغ آئے ہوشنگ

مسلح ہوکر مع اپنے سردارون کے ہمراہ ہوا امیر نے کہا برادر جو چنے کہا ہے وہ کرو در باغ پر ٹھہرو
ہوشنگ نے کہا غلام اسوقت مین ساتھ نہ چھوڑیگا کیا مجال کسیکی جو میری زندگی مین باغ
کی جانب نگاہ کج سے دیکھ سکے غلام بخوبی خیال رکھیگا ملکہ عالم سے ہین اچھی طرح اطمینان کر
وہ عاشق ثابت قدم ہین صاحب جاہ وحشم ہین جسوقت دشمنان حضور پر کوئی افتاد پڑیگی وہ
فوراً جان دے دینگی فرماتی تھین کہ بیٹا کیا مین خداناخواستہ گرفتار ہوکر جاؤنگی قید مصیبت کی
اٹھاؤنگی اپنے وارث کے ساتھ جان دونگی اپنا خون اپنی گردن پر لونگی صاحبقران کہ جب
کو بڑھا کر سو قدم باغ سے آگے ٹھہرے مرکب کو روکا نیزہ گاڑ دیا انتظار آمد فوج شہنشاہ زرین علم
کر رہے ہین یہان جب شاہ مذکور مغرور تھوڑا سا راستہ طے کر چکا ساتھ والون نے عرض کی عیار
تو بھاگ گیا حضور ایک سوار کو روانہ کرین وہ دیکھے تو باغ کا کیا رنگ ہے اول تو سراسر خلاف
معلوم ہوتا ہے اگر شاید کسی لونڈی باندی نے ایسا کام کیا بھاگنے کی تدبیر ہو رہی ہوگی حمزہ کے کوئی
دل مین ہاتھ پانون ہین اُس روز کی مغلوبہ کا کیا ذکر بلا وجہ لڑائی ہوئی ہم دیکھتے تھے حضور نے صلح
دی تھی وہ باغی آپ سے کیا لڑ سکتا ہے بادشاہ کو یہ رائے پسند آئی ایک سوار کو فوراً روانہ کیا سوار
نے آکر دیکھا صاحبقران زمان سو قدم آگے بڑھے ہوئے انتظار مین فوج کے کھڑے ہین اور در
پر باغ کے ہوشنگ نوجوان مثل فیل مست جھوم رہا ہے سوار بھاگا سامنے شاہ کے آیا عرض
کی اے شہنشاہ وہ جوان نامدار آمد فوج کے انتظار مین باغ سے باہر کھڑا ہے بھاگنا کیسا یہ حال سنکر
سردارون کے ہوش اُڑ گئے بادشاہ نے کہا بدون قتل اُس سرکش کے واپس نہ ہوگا یہ کہکر
گھوڑا بڑھایا صاحبقران نے جو دیکھا گرد بلند ہوئی علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے
پھریرون پر تعریف لقائے بیحیا مرقوم ہے صاحبقران کو قتل کرو گرفتار کرو ہر طرف یہی دھوم ہے
بس صاحبقران نے مرکب بڑھایا نعرہ کرکے دریائے فوج مین شناورانہ غوطہ مارا تلوار چلنے لگی
ہوشنگ اپنے ساتھ والون کو لیکر شریک جنگ ہوا صاحبقران کو دیکھا پشت و پہلو سے
ہوشیار چہرے سے جلالت آشکار غول مین کافرون کے لڑ رہے ہین مگر بادشاہ پر نگاہ ہے جھپٹ کر فوج
مین بڑھکر علمدار کو مارا علم فوج قلم کیا نشان شکست ظاہر ہوا ہوشنگ تعریفین کر رہا ہے کہ اے شہریار
ماشاءاللہ کیا جرأت ہے اس جنگ کے نثار لڑائی مین کون آپکا ساتھ دے سکتا ہے صاحبقران

فرماتے ہین ای برادر اپنے کو بچا کر لڑو میرے قریب نہ آؤ یہ فرماتے ہوے لے قریب شاہنشاہ زرّین علم بصد شوکت و حشم پہونچے للکارا شہنشاہ پلٹ پڑا امیر نے جھک کے سلام کیا کہا کیون حضور مجھسے کیا خطا سرزد ہوئی حیز کے قتل کرنے مین کیون کد ہوئی کیا نان و نفقہ نہین پہونچا اگر داماد کو قتل کیجیئے گا جوان بیٹی کو بیوہ بنا کر بٹھایئے گا آپ کیسے جلاد ہین قول شاعرون بے نہین یاد ہین یہ ہندی کی مثل ہے بیٹی دیکر داماد کو مارے وکوئی خطا تو ثابت کیجیئے اپنے داماد کا خون نہ سر پہ لیجیئے شاہنشاہ زرّین علم غصّے مین کانپا کہا حمزہ یہ کیا بیہودہ بکتا ہی کیسی بیٹی کہاں کا داماد قبضہ پر ہاتھ رکھ صاحبقران زمان نے فرمایا ہم صاحب تہذیب ہین بزرگ پر ہاتھ اٹھائینگے جب آپکی بدعت سے مجبور ہو جائینگے اُسوقت سمجھا جائیگا غصّے مین شاہنشاہ زرّین علم صاحبقران زمان پر تلوار کھینچکر جا پڑا امیر نے گرد اسپر کا اٹھایا مگر خیال ہی کہ اسکو زندہ گرفتار کرون بازو بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کے پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ تکبیر کیا قاش زین سے اُٹھا لیا ہوشنگ قریب آیا گرد پھر پھر کے لڑنے لگا صاحبقران نے آواز دی شاہنشاہ اب کیا قصد ہی کہا اٹھا ای شہریار الامان امیر نے فوراً ہاتھ سے رکھدیا شاہنشاہ قدمون سے لپٹ گیا امیر نے کلمہ زبان سے فرمایا شاہنشاہ زرّین علم بصدق دل مسلمان ہوا تمام افسران فوج حاضر خدمت ہوئے شرف اسلام سے مشرف ہوئے نوبت و نقارہ بجاتا ہوا شاہنشاہ صاحبقران کو لیکر بارگاہ مین آیا وزیر اعظم سے اشارہ کیا اسنے ترنج خوشبو سینہ پر صاحبقران کے لگایا عرض کی اپنی دختر بلند اختر کو شاہنشاہ نے حضور سے منسوب کیا یہ کنیز اسلیے ہاتھ ملانے کے منتظر ہو روح کو راحت قلب کو سرور ہوا امیر نے سر جھکا لیا صاحبقران کے عقد کی تیاری ہونیلگی شہر کو آئینہ بند کرایا مکان خاصے آراستہ ہوئے منزلون شہرے ہوگئے کہ صاحبقران زمان کا عقد شاہنشاہ زرّین علم کی دختر ملکہ ماہ عالم افروز کے ساتھ ہوتا ہی امیر دربار مین جلوہ فرما ہین اسباب عیش و نشاط مہیا ساقی بیچے حاضر ہین کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک عیار طرار خنجر گذار شعبان بن عمرو اپنا نام بتاتا ہی امیدوار باریابی ہی نام شعبان سنکر صاحبقران بیقرار ہوگئے لشکر ظفر اثر کا خیال آیا فرمایا جلد بلاؤ شعبان خنجر گذار سامنے صاحبقران نامدار کے آیا دعائے ترقی عمر و دولت

بجالایا صاحبقران نے فرمایا اے شعبان حال لشکر ظفر اثر و فرزندان نامور و خیریت بادشاہ جمجاہ جلد بیان کر عرض کی کہ غلام دو ہفتہ سے لشکر سے جدا ہوا جب حضور زخمی ہو کر نکل آئے بادشاہ و تمام سردار گھبرائے مین برائے تلاش سرکار دولتمدار نکلا قلعۂ ہوشنگ پر پتا ملا شکر ہی غلام نے حضور کو بخیر و عافیت دیکھا خیریت لشکر کا حال رائے عالی پر بخوبی روشن ہی مقابلہ مین لقا الیا دشمن ہی عدم موجودگی حضور مین نہین معلوم کیا فساد برپا کیا ہوگا کوئی ساحر طرف سے افراسیاب کے ضرور آتا ہوگا صاحبقران گھبرا گئے کرسی جواہر نگار پر شعبان کو جگہ دی اسی شب کو ساتھ ملکہ کے عقد کیا گوہر مراد حاصل ہوا ہوشنگ نوجوان کی شادی ساتھ مہرزرین وزیرزادی کے کی بوقت سحر دربار مین شاہنشاہ کے تشریف لائے فرمایا اب ہمکو رخصت کیجیے حالات لشکر آپ نے سنے دشمن برابر سے مقابل ہی اب عرصہ ہونا بہت ناگوار ہی بہت جلد اپنے کو لشکر مین پہونچاؤن دو منزل سے منزل کرکے جاؤن عرض کی غلام ساتھ چلیگا تا بہ قید حیات دامن دولت نہ چھوٹیگا ہوشنگ نے بھی یہی عرض کی قلعۂ آہن حصار و قلعۂ ہوشنگ پر تا لم معتبر رکھے گئے کوس کتام سعد بن قباد جاری ہوا صاحبقران نے شاہنشاہ کو تخت پر سوار کیا ہوشنگ نوجوان کو عہدہ سپہ سالاری ملا صاحبقران محل مین تشریف لے گئے ملکہ ماہ عالم افروز سے رخصت ہوئے ملکہ نے دامن صاحبقران تھام لیا عرض کی کنیز کو بھی ہمراہ لیجیے صاحبقران نے دامن سے اشک پاک کیے فرمایا ای ملکہ عالم انشاء اللہ جنگ طلسم ہوشربا سے جب مہلت پائینگے تمکو ضرور بلوائینگے آخر ملکہ نے بہ جبر صبر کیا صاحبقران آنکھون مین آنسو بھرے باہر تشریف لائے پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے مع پچاس ہزار فوج جرار طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے کوچ کیا طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے آتے ہین دیکھیے کسوقت اپنے لشکر ظفر اثر مین پہونچین یہ حقیر سراپا تقصیر اذل کونین بے ہنر منشی احمد حسین متخلص بہ قمر اس حصہ جلد پنجم طلسم ہوشربا کو اس مقام پر ختم کرتا ہی کہ بہ تعجیل تمام طبع ہو کر بملاحظۂ ناظرین والا تمکین و شائقین خوش آئین گذرے ان داستانہائے رنگین کو بہ نظر اصلاح ملاحظہ فرمائین عیب کو اس ہیچمدان کے چھپائین اشعار التماس مصنف قمر

دل مضطرب اب نہین مطلق	خطا کار ہون مین سیہ کار ہون	بدام جہالت گرفتار ہون
ولیکن ہی روش کہ ہون بے ہنر	کہ آلودہ ہون سہو مین راتدن	تخلص اس عاصی کا گو ہی قمر
	نظر غور سے جب کرین نکتہ دان	یقین ہی کہین آفرین آفرین

چھپائین کوئی عیب دیکھین اگر	قلم پر کرین مہر کی سب نظر
نویسم دگر قصہ دلفریب	بگیرم ز عشاق صبر و شکیب

واضح ہو کہ شہسوار عرصۂ یکتازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی باغ سیماب سے ملعن دلنشین خواجہ عمرو بن امیہ سنکر اس حسرت مین کہ یہ جانب چلا ہی کہ کسی مقام پر جا کر جان دون اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ رون بعد منتیٰ ہونے شاہزادہ اسد کے خواجہ عمرو منفعل ہو کر تلاش اسد مارے مارے چلے ہین صحراے ہول خیز وحشت انگیز حوالی باغ سیماب مین برق و ضرغام کو زنبیل سے نکالکر غصہ مین حکم دیا کہ میرے پاس سے جاؤ یہ دونون بیچارے آفت کے مارے الگ الگ روانہ ہوے ہین طیور سحر طراز برہے مددلقا کیا تھا واصل جہنم ہوا ب نامۂ لقا پاس افراسیاب جادو کے بھیجا ہی جو ساحر آئیگا اسکا نام وقت پر لکھا جائیگا افراسیاب جادو باغ سیماب سے لوح طلسم لیکر طرف کوہ بلور کے جاتا ہی یہ حال بھی نظارۂ تحریر و تقریر مین آئیگا ملکہ مہرخ وغیرہ اپنے لشکر مین ہین مگر فراق اسد و عمرو مین بیقرار اشکبار ہین ملکہ حیرت جادو و مصور صورت نگار عجب مین افراسیاب بدکردار کے طرف کوہ بلور کے جاتے ہین ان سبکے حالات انشاءاللہ بحول قوت الٰہی حصۂ دوم جلد پنجم طلسم ہوشربا مین بہ تصریح و تشریح گزارش خدمت والا ہون گے

قطعات تاریخ طبع اول

تاریخ در سن عیسوی مصنف جلد ہذا ناظم و نثار بندۂ حقیر پروردگار مصائب خوان شہسوار روش رسول الثقلین منشی میرزا احمد حسین روشن کن بیاض سحر متخلص بہ قمر قطعہ تاریخ

لکھی یہ جلد پانچوین مین نے بصد نیاز	مدت سے شائقین کو تھا جسکا انتظار
کیونکر نہ کھلے غنچۂ خاطر شگفتہ ہو	بلبل ہزار جان سے فدا جسپہ بار بار
زبان مین موتیون کی عبارت کا سلسلہ	کیا موج زن ہی طبع کا دریاے بیکنار
مضمون دلفریب ہین یا گل کھلے ہوے	باغ طلسم ہوشربا کیا ہی لالہ زار
ہو وجد طبائعون کو سنین گر یہ داستان	ہو طوطیان باغ فصاحت کو انتشار

شاخون پہ طائران خوش الحان کرین سکوت	سُن سُن کے جھومنے لگین اشجار باردار
تاریخ عیسوی کی اگر فکر ہو قمر	لکھدے دکھائی باغ فصاحت کی کیا بہار

قطعہ تاریخ شاعر شیرین سخن خوشہ چین باغ پنجتن محب آل رسول الثقلین میر شوکت حسین صاحب فضل و ہنر تخلص بہ سحر لکھنوی شاگرد جناب میر ذاکر حسین صاحب یاس تاریخ ہذا در حروف منقوط مصرعہ آخر

نگاہ غور سے دیکھا جو یک بیک مین نے	نظر پڑی مجھے ہر اک طرف قمر کی ضیا
ہزار شکر چھپے جلد پنجمی و فتر	کہ جسکا چار طرف شور و غلغلہ ہی بپا
وہ چست فقرے وہ ہر جا عبارت رنگین	وہ بند و بست مضامین نو بہ نو زیبا
شگفتہ غنچۂ خاطر ہوے یقینون کا	نگہ سے دیکھ لے باغ طلسم کی جو فضا
ہی خار باغیون کے دل کو رشک سے ہر دم	ہنسائی بلبل شیدا ہی مدح خوان دنیا
سحر نے لکھکے یہ تاریخ کی جو گل چینی	حروف ہوگئے منقوط شکل گل پیدا
ندا فلک سے یہ ہاتف کی دمبدم آئی	کہ اب کھلا گل باغ بہار ہوش ربا

قطعہ تاریخ دیگر میر شوکت حسین صاحب سحر لکھنوی شاگرد جناب یاس لکھنوی

ضیائے طبع قمر سے بفضل رب انام	بہ طرز نو ہوئی یہ جلد پانچوین ترتیب
عبارت اسکی ہر اک عیب سے مبرا ہی	کہ جس مین آنے نپائی کسی جگہ تعقب
وہ مبدل ہین یہ منشی کرد عیم ہر اکی	وہ کون ہی جو نہین جانتا بعید و قریب
غضب کی سحر بیانی ستم کی ہو تحریر	یہ رنگ یہ ڈھنگ تو بلبل کو بھی نہین ہی نصیب
ندا فلک نے یہ دی بہر سال سن سے سحر	طلسم ہوشربا کی یہ جو داستان ہی عجیب

قطعہ تاریخ جناب فلک اساس میر ذاکر حسین صاحب تخلص بہ یاس لکھنوی شاگرد رشید جناب جلال

ہی ہوشربا طلسم جو ایک	شہرا جسکا کہ جا بجا ہی
لکھی گئی اسکی پانچوین جلد	مضمون ہی یا چمن کھلا ہی
کی صرف قمر نے وہ لیاقت	ہر اک کی زبان پہ مرحبا ہی

شستہ ایسی لکھی عبارت | دریا گویا کہ بہ رہا ہی
منظور ہی یاس حسن جو اسکا | لکھو طبع قمر کی کیا ضیا ہی

قطعۂ تاریخ ایضاً

نام ونثار ہی ایسا قمر | داستان گوئی مین ہی جو لاجواب
ہی ہر اک جملہ بیان کا بے نظیر | اُسکے معنی اور بھی ہین انتخاب
پانچوین یہ جلد ہی یا ہی طلسم | ہوش جسکے سُنتے سے جاہین شتاب
داستان گو کتنے ہی نبھائینگے | سیر سے اسکی جو ہونگے فیضیاب
یاس نے لکھا یہ اسکا سال طبع | واہ یہ ہمیشہ بہ بہا ہی کتاب

قطعۂ تاریخ جناب حکیم سید ضامن علی صاحب فضل و کمال شاعر نازک خیال متخلص بہ جلال لکھنوی

نام اسکا ہی عجب ہوشربا | ہوش ہوتے ہین جسے دیکھ کے گم
طبع کا سال ہی کیا خوب جلال | دفتر ہوش ربا ہی پنجم

قطعۂ تاریخ جناب میر محمد حسین صاحب رضوی متخلص بہ متین شاگرد جناب سید محمد جعفر صاحب امید مرحوم و مغفور لکھنوی

بنایہ اسکی ہی جو خود بھی وہ تو یکتا ہی | مثال بحر طبیعت کو سیری کیون نہو جوش
اُنھین کا نام ہی احمد حسین بھی مشہور | اُنھین کی نظم سے آتا ہی غافلون کو بھی ہوش
بنا دیا ہی تحسینہ سنے آئینہ سبکو | لکھی وہ نثر کہ ہین اہل نظم بھی خاموش
قمر کلام مین تیرے ہی تازگی کیسی | اُڑے ہین رنگ کی صورت چمن مین پھولونکے ہوش
غرض یہ دیکھ کے حسن عبارت دلکش | متین فکر مین تاریخ کے ہوا جو خموش
ندا یہ غیب سے آئی کہ لکھدے بے سرحل | کہ جلد ہوش ربا ہی رباے عقل و ہوش

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر بےنظیر خوش تقریر سعید کونین جناب مرزا محمد عباس حسین صاحب ہوش

منشی احمد حسین صاحب فکر | قدر دان مجد و علا

زود تر داستان مرتب کرد — کہ صحیح ہست و نادر و زیبا
چو بخدمت نیاز دارد ہوش — بہر تاریخ طبع شد ایما
بہ سر آرزو نوشتم سال — بحر حیرت فزاست ہوش ربا ۱۲۹۱

قطعہ تاریخ ایضاً

اب تو دکھلا رہا ہے نام خدا — طرفہ حالت طلسم ہوش ربا
سال تاریخ طبع لکھدی ہوش — جلد حیرت طلسم ہوش ربا ۱۳۰۰ھ

قطعہ تاریخ ایضاً

جبتہا تحفہ نثر قمر روشن طبع — از سخا نیست برائے عقلائے عالم
ہوش این مصرعہ تاریخ نوشت از پے نذر — طبع این قصہ شد ہوش ربائے عالم ۱۳۰۰

قطعہ تاریخ ایضاً

قمر نام خدا وہ داستان گو ہیں زمانے میں — کہ جنکی طبع میں دریائے جودت کی روانی ہے
لکھی ہے ہوش یہ تاریخ انکی نثر کی میں نے — عجب یہ داستان اردو تحریر کی نشانی ہے

اصحاب رنگین طبع کی رائے انور پر ظاہر ہو کہ یہ تاریخوں کی بوچھار صرف دلچسپی کی نظر سے ہے ورنہ ابھی کتاب کا خاتمہ ہنوز دہلی دور است اور اسیقدر حجم اس دوسرے حصے کا بھی ہے بلکہ جلد پنجم کا یہ پہلا حصہ بعجلت نذر ناظرین ہوا ہے چونکہ جلد اول و دوم و سوم و چہارم کا ترجمہ و تدوین منشی محمد حسین جاہ صاحب نے مطبع کے واسطے کیا تھا پھر بعض اتفاقات سے جاہ صاحب کا تعلق مطبع سے منقطع ہوا اور چونکہ اِس حقیر ہیچمدان کی نثر خوانی و داستان سرائی تمام شہر میں زبان زد خاص و عام ہو رہی ہے اور تمام رئیسان عظام و شاہزادگان والا مقام بعنایت رب الانام بہ تعریف تمام واقف و ماہر ہیں بلکہ ہر شہر و دیار میں بفضل معبود نیازمند کے بہت شاگرد موجود ہیں بس بذریعہ احباب کے میری رسائی مطبع تک بآسانی ہوئی مالک مطبع قدر شناس جناب ذی خطاب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای نے کمال ذرہ نوازی فرمائی اور حقیر کی قدر بڑھائی اور اس کتاب داستان امیر حمزہ کی چار جلدوں مذکورہ کے بعد باقی ہر سہ جلد پنجم و ششم و ہفتم تک کہ جہان کتاب پوری ہوئی ہے پورا ترجمہ و تکملہ کرنے کی خدمت

مجھ خادم کے سپرد فرمائی اس ہیچ مدان نے بعنایت رب اکبر بہت خوب دلچسپ عبارات مین پوری انشاپردازی سے ہر ایک موقع پر دلاویز اشعار کے ساتھ لکھنا شروع کیا اور یہ خبر فاش ہوئی ہر ایک کی چشم انتظار نے اشرف تشنگی لگائی کہ دیکھیے کب تک جلد پنجم کا پورا ترجمہ ہو اور کب تک چھپکر نصیب ہو لہذا یہ راے نہایت مناسب قرار پائی کہ جلد پنجم کے دو حصہ کر دیے جاوین کہ جب تک دوسرا حصہ تیار ہو ناظرین پہلے حصہ سے دل بہلائین اور اب تو بفضلہ تعالی کل جلدین بہ حسن انتظام مرتب ہوکر مدت سے مذاق ناظرین ہو رہی ہین اور کمال قدردانی حضرات شائقین سے یہ جلدین مکرر طبع ہوگئین

فہرست داستانہاے جلد پنجم حصہ دوم

مژدہ اے دل کہ گر باد صبا مے آید — بد بد خوش خبر از شہر سبا مے آید

اشعار مصنف قمر

ہے شوق ماہ دکو ہمارے ستار کا — تار شعاع مہر نمونہ ہے تار کا
ساقی پلا دے جام مے خوشگوار کا — آتا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا
دل سے حضور کے نہین جاتین کدورتین — اس آئینہ مین زنگ ہے میرے غبار کا
برگشتہ قسمتون کی نہین خاک کو بھی چین — کھاتا ہے پیچ و تاب بگولہ غبار کا
دل کی تڑپ سے برق خجل ہو گئی قمر — ادنے نمونہ ہے یہ مرے اضطرار کا

حصہ دوم جلد پنجم طلسم ہوشربا کا آغاز کیا گیا ہے جسکا خلاصہ مضمون حسب ذیل ہے

یہ حصہ دوم اس مقام سے شروع ہوا کہ اسد بن کرب باغ سیماب سے آوارہ ہوکے پہونچنا شہر داؤدیہ مین دمشق ملکہ لالان خون قبا دختر خداوند داؤد سے عیاری خواجہ عمرو حسینی خداوند مذکور کی صورت بنکر لوح لینا افراسیاب جادو سے عیاری کرنا ملکہ صورت نگار زوجہ منصور وغیرہ سامری کا شاہزادہ اسد غازی پر اور گرفتار کرنا خواجہ عمرو کا زن و شوہر کو بھگانا افراسیاب جادو کا اور مقابلہ افراسیاب دو کوب عیاری ملکہ صرصر شمشیرزن لینا لوح کا بشکل ملکہ مہ جبین پھر افراسیاب کا گرفتار کرنا شاہزادہ اسد وغیرہ کو سحر ملکہ بران عیاری خواجہ عمرو چالاک برائے تلاش لوح جانا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا طلسم صندل پر فتح طلسم مذکور

تابہ دربند مہر وماہ جادو وحالات حصول لوح از شکم گاو آتش بار جادو واورد وم دیگر شاہزادہ اسد کو لوح لیجانا مکار جادو کا ہنگامۂ عظیم ہونا باغ مین ملکہ زیور المحل نشین کے دعیاری خواجہ عمرو بشکل شاہنشاہ جنات اور لوح کا جانا شکم زمہریر جادو مین کہ جو دریاے نیل مین رہتا ہی وہ داستانہاے حجرہ ہفت بلا و دیگر داستانہاے متعلق جلد ہذا شائقین والا تمکین ان داستانہاے رنگین سے حظ کامل اٹھائینگے

خاتمۃ الطبع از جانب کاربردازان مطبع

ہزاران ہزار شکر بدرگاہ خالق ارض وسما کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی ہر داستان ایک دریاے ناپیداکنار ہی اور جسکے آٹھ دفتر ہین اور ہر دفتر کئی کئی جلدون مین ختم ہوا اور بعض جلد کے بھی بوجہ ضخامت بسیار کئی حصہ ہین اتنی بڑی داستان عظیم الشان کے ترجمہ وطبع کا بار مالک مطبع ہذا نے اپنے ذمہ لے لیا اور ہر شخص کم مایہ کو بھی کوڑیون کے مول مین اس گلستان ہمیشہ بہار کی سیر سے محظوظ کر دیا دفتر اول نوشیروان نامہ کی ہر دو جلد اور دفتر دوم کوچک باختر اور دفتر سوم بالا باختر اور دفتر چہارم ایرج نامہ کی ہر دو جلد کا ترجمہ ماہر شیرین زبان منشی شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے طرز دلکش سے طبع کیا اور یہ جلدین طبع بھی ہوگئین - دفتر پنجم طلسم ہوش ربا جو کل داستان امیر حمزہ کی جان ہی اور جسکی سات جلدین ہین اسکی اول چار جلدون کا ترجمہ نثار بے بدل منشی محمد حسین صاحب جاہ مرحوم نے اور آخری تین جلدون کا ترجمہ استاد مسلم الثبوت منشی احمد حسین صاحب قمر سلمہ نے فرمایا ان ساتون جلد طلسم ہوشربا کا ترجمان دونون عالیشان مترجمون نے بعبارت رنگین مثل عبارت فسانہ عجائب کیا ہی فصاحت وبلاغت کا دریا بہا دیا ہی جو ملاحظہ سے متعلق ہی - اسی طلسم ہوش ربا کی جلد پنجم بسبب طولانی ہی جسکے دو حصہ مجبوری کرنا پڑے چونکہ حضرات شائقین کی قدردانی سے یہ جلدین ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگئین لہذا نوبت طبع کرر کی آئی چنانچہ بفضلہ تعالی طلسم ہوش ربا کی جلد پنجم کا پہلا حصہ ماہ دسمبر ۱۹۱۳ء کو مطبع نامی منشی نول کشور صاحب سی آئی ای - واقع لکھنؤ مین بار دوم طبع ہو کر سرور افزاے دلہاے مشتاقان ہوئی - باقی تین فرخندہ فال نامہ نوروز نامہ - لعل نامہ کا بھی انصرام طبع ہو رہا ہی -

اعلان اس کتاب کی رجسٹری بموجب ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء نمبر ۱۹ پر ۱۹ فروری ۱۹۱۲ء کو ہو گئی ہی کوئی صاحب قصد طبع کا نہ فرماوین